وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا

قرآن مجید

ترجمہ: آیت اللہ شیخ محمد حسین نجفی

دار التحقیق پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۛۚ فِیۡهِ ۚۛ هُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۙ

یہ (قرآن) وہ کتاب ہے جس (کے کلام اللہ ہونے)
میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ (یہ) ہدایت ہے ان پرہیزگاروں کیلئے

اردو مترجم

قرآنِ مجید

مَعَ

خلاصۃ التفاسیر از افادات عالیہ

مفسر قرآن حضرت علامہ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی مدظلہ العالی مجتہد العصر والزمان

ناشر

مکتبۃ السبطین

خصوصی کاوش دار التحقیق پاکستان

قرآن مجید مترجم (اردو) ترجمہ مع مختصر تفسیر

مفسر	:	آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی دام ظلہ العالی
پروف ریڈنگ و		ڈاکٹر افتخار حسین اعوان سرگودہا، میاں اعجاز علی
تصحیح اغلاط	:	شفقت عباس
کمپوزنگ	:	سجاد حیدر (ڈیئوال) خوشاب
ناشر	:	مکتبۃ السبطین، سرگودھا، پاکستان
تعداد اشاعت	:	1100
سن اشاعت	:	اپریل 2022ء
ہدیہ	:	

ملنے کا پتہ

دار التحقیق پاکستان

03025230406

فہرست

عرض مترجم

بِسْمِہٖ سُبْحَانَہٗ

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى اَهْلِهَا۔ اَمَّا بَعْدُ

تمام مؤمنین کرام وقارئین عظام کی خدمت میں گزارش ہے کہ جب خدائے کریم ورحیم کے فضل وکرم سے تفسیر کم نظیر فیضان الرحمٰن فی تفسیر القرآن کی تحریر سے فراغت ہوئی تو دل و دماغ میں یہ مبارک خیال پیدا ہوا کہ برادرانِ اسلامی وایمانی کے عمومی فائدہ کیلئے ان کی خدمت میں ایک ایسا مترجم قرآن مجید پیش کیا جائے جس کا ترجمہ وہی تفسیر فیضان الرحمٰن والا رواں دواں اور بامحاورہ ہو اور حاشیہ پر اسی تفسیر کا خلاصہ بنام "خلاصۃ التفاسیر" درج کر دیا جائے تاکہ ابناء قوم وملت جہاں اس کی تلاوت سے ماجور ومثاب ہوں وہاں اس کے ترجمہ اور مختصر تفسیر سے فی الجملہ فیضیاب بھی ہوں۔ اور جو حضرات اپنی علمی پیاس بجھانا چاہیں اور قرآن فہمی کے سلسلہ میں تفصیلی معلومات فراہم کرنا چاہیں تو وہ اسی دس جلدی تفسیر فیضان الرحمٰن فی تفسیر القرآن کی طرف رجوع کر کے اپنا مدعا وگوہر مقصود حاصل فرمائیں۔

واضح رہے کہ ترجمہ وتفسیر کے متعلق سب ضروری امور پر اسی تفسیر کے مقدمات میں تفصیل سے تبصرہ کیا جا چکا ہے وہاں رجوع کیا جائے۔ ہاں البتہ یہاں چند اہم امور پر فی الجملہ تبصرہ کر دینا فائدہ سے خالی نہیں ہے۔

(۱) قرآن تمام علوم وفنون کی جامع کتاب ہے

باوجودیکہ قرآن چھوٹے سے حجم کی مختصر سی کتاب ہے مگر جامعیت کے لحاظ سے محیر العقول حد تک اس قدر جامع وکامل بلکہ اکمل کتاب ہے کہ کائنات کا کوئی ایسا علم وفن نہیں ہے جو اس میں مذکور نہیں ہے۔ فاضل رازی نے "ستینی" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ساٹھ علوم وفنون کا تذکرہ موجود ہے۔ جن میں سے ہر علم وفن کی اصل قرآن میں موجود ہے جیسے علم الحدیث، علم اسماء الرجال، علم الفرائض، علم القصص، علم التذکیر بالاء اللہ علم التذکیر بالموت و مابعدہ، علم الاحکام اور علم الکائنات، علم صرف ونحو، معانی و بیان، کلام ومناظرہ، علم الفقہ، اصول الفقہ وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے مولانا سید محمد ہارون زنگی پوری مرحوم نے "علوم القرآن" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں قریباً بہتر (۷۲) علوم وفنون کا تذکرہ کیا گیا ہے اور سب کی اصل قرآن سے ماخوذ ہے۔ ارشاد قدرت ہے: لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ دنیا جہان میں کوئی خشک وتر چیز ایسی نہیں ہے جو کتاب مبین میں مذکور نہیں ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے: تبیانا لکل شیء۔ قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان موجود ہے۔ متعدد اخبار وآثار میں مذکور ہے: ان للقرآن ظھرا و بطنا الی سبعۃ ابطن۔ قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور پھر باطن ہے یہاں تک کہ سات بواطن ہیں۔ (مراۃ الانوار وغیرہ)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: خداوند عالم نے قرآن مجید میں ہر چیز اس طرح بیان کر دی ہے کہ

اب کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ کاش فلاں چیز قرآن میں ہوتی۔ کیونکہ خدا نے وہ بات بھی بیان کر دی ہے۔ (الکافی) انہی جنابؑ سے مروی ہے، فرمایا: کائنات کی کوئی ایسی چیز نہیں جس میں دو شخصوں کے درمیان اختلاف ہو سکتا ہے مگر یہ کہ اس کی اصل قرآن مجید میں مذکور ہے۔ مگر عام لوگوں کے عقول وافہام کی وہاں تک رسائی نہیں ہے۔ (ایضاً)

نیز انہی جنابؑ سے منقول ہے، فرمایا: قرآن مجید میں ابتداء خلقت سے لے کر قیامت تک کے واقعات وحالات مذکور ہیں اور اس میں زمین وآسمان، جنت ونار اور ما کان وما یکون کے سب اخبار موجود ہیں اور میں یہ سب باتیں کتاب خدا سے جانتا ہوں۔ البرہان)

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: ہر چیز کا تذکرہ قرآن وسنت میں موجود ہے۔ (ایضاً)

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ (سورہ الکہف آیت ۱۰۹)

(۲) سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام ہی قرآنی علوم کے حقیقی عالم ہیں

اس بات میں دو آراء نہیں ہو سکتیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کو خدائے علیم وحکیم نے معلم قرآن بنا کر بھیجا تھا جیسا کہ متعدد قرآنی آیات سے واضح ہے: ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ (الجمعہ)۔ وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم۔ آپؐ بہ تعلیم اللہ تمام قرآنی علوم وفنون، اس کے حقائق ودقائق اور اسرار ورموز سے کماحقہ واقف وآگاہ تھے۔ جیسا کہ: الرحمٰن علم القرآن، علمک ما لم تکن تعلم۔ وغیرہ آیات سے واضح وآشکار ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اگر آپ قرآن کے تمام علوم واسرار اور اس کے ظواہر وبواطن سے واقف وآگاہ نہ ہوں تو پھر اس کے معلم ربانی کس طرح ہو سکتے ہیں؟ جو کچھ بحث ہے وہ اس میں ہے کہ آیا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑھانے سے تمام امت مسلمہ عالم علوم قرآن بن گئی ہے۔ اور کم از کم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کے سب مسلمان تمام قرآنی مطالب ومعانی اور اس کے اسرار ورموز سے آگاہ ہو گئے تھے؟ کچھ مسلمانوں کا یہی خیال ہے مگر قرآنی آیات، معصومی روایات اور تاریخی واقعات سے اس بات کی تصدیق نہیں ہوتی بلکہ تکذیب ہوتی ہے۔ ارشاد قدرت ہے: مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا۔ (ان بزم نشینوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو آپ کی باتیں کان لگا کر سنتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب تیری بزم سے باہر جاتے ہیں تو ان لوگوں سے کہتے ہیں جن کو علم دیا گیا ہے کہ آپؐ نے ابھی کیا کہا ہے؟)۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ بارگاہ رسالتؐ میں بیٹھنے والوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے تھے جو اول سے آخر تک حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام سنتے تھے۔ مگر پھر بھی پلے کچھ نہ پڑتا تھا اور کچھ مخصوص اہل علم سے پوچھتے تھے کہ آپؐ نے کیا فرمایا؟ اسی لئے خدائے حکیم نے فرمایا کہ: ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا۔ (ہم نے (علم) کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا ہے جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا ہے)۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ وہ اللہ کے منتخب کردہ بندے کون ہیں؟ ان کی نشان دہی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مشہور بلکہ متواتر حدیث ثقلین میں فرمائی ہے: انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی۔ (متفق علیہ) میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ایک کتاب اللہ (قرآن) اور دوسرے اپنی اہل بیتؑ۔ معلوم ہوا کہ قرآن مسلمانوں کا نصاب تعلیم ہے اور پڑھانے والے عترت اہل بیتؑ ہیں یا قانون اسلام قرآن ہے اور اس قانون

کے جاننے والے اور نافذ کرنے والے عترت اہل بیتؑ ہیں۔ تلك آيات بينات فی صدور الذين اوتوا العلم۔ سلیم بن قیس ہلالی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ فرما رہے تھے: ما نزلت آية على رسول الله الا اقرانيها و املاء على فكتبتها بخطي و علمني تاويلها و تفسيرها و ناسخها و منسوخها و محكمها و متشابهها و دعا الله لي ان يعلمني فهمها و حفظها فما نسيت آية من كتاب الله ولا علما املاء علی فكتبته منذ دعا لی بما دعا و ما ترك شيئا علمه الله من حلال و حرام...... الخ۔ جو آیت بھی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی ہے آپ نے وہ مجھے پڑھائی اور لکھوائی جسے میں نے اپنے خط کے ساتھ لکھا ہے اور پھر مجھے اس کی تاویل و تفسیر پڑھائی ہے اور اس کے ناسخ و منسوخ اور محکم و متشابہ سے آگاہ فرمایا ہے اور خدا سے دعا کی کہ وہ مجھے اس کے سمجھنے اور یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پس جب سے آنحضرتؐ نے میرے لئے دعا فرمائی ہے میں نہ کوئی آیت بھولا ہوں اور نہ کوئی ایسا علم بھولا ہوں جو آپؐ نے مجھے پڑھایا۔ (الکافی، العیاشی، اکمال الدین)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: ما يستطيع احد ان يدعی ان عنده جميع القرآن كله ظاهره و باطنه غير الاوصياء۔ آئمہ اہل بیتؑ کے سوا اور کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اسکے پاس پورے قرآن یعنی اس کے ظاہر و باطن کا علم ہے۔ (الکافی) علی مع القرآن و القرآن مع علی لن يفترقا حتی يردا علی الحوض۔ (علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ۔ جب تک حوض کوثر پر دونوں اکٹھے وارد نہیں ہوں گے تب تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ (حدیث نبوی) ولنعم ما قیل۔

محکم کہیں کہیں متشابہ تیرا کلام یارب عجیب راز یہ قرآں میں بھر دیا
اب تک مفسروں کا الجھنا دلیل ہے دنیا کو اہل بیتؑ کا محتاج کر دیا

(۳) تفسیر بالرائے کی حرمت اور اس کی تشریح

فریقین کی کتب احادیث میں اس قسم کی متعدد حدیثیں موجود ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من فسر القرآن برائه فليتبوء مقعده من النار۔ جو شخص اپنے رائے سے قرآن کی تفسیر کرے وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنائے۔ (صافی، عیاشی، سنن ابن داؤد وغیرہ) یہی وجہ ہے کہ تمام مفسرین اسلام کا تفسیر بالرائے کی حرمت پر اتفاق ہے۔ اور وہ اس فتنہ کو اسلام کا بہت بڑا المیہ سمجھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ملت اسلامیہ کی وحدت پارہ پارہ ہوگئی ہے اور ہر اہل مذہب و مسلک اپنے مذہب و مسلک کی صداقت پر قرآن سے استدلال کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور اس طرح قرآن کو ژند و پاژند بنا دیا ہے۔

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر قرآن کو تاویل سے کر سکتے ہیں پاژند

مگر اس بات میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے کہ اس کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ اس تفسیر بالرائے کا فرد جلی تو یہ ہے کہ آدمی کوئی فاسد نظریہ رکھتا ہو اور اس تائید و تقویت کی خاطر قرآن کے من گھڑت معنی کرے اور آیاتِ قرآنیہ کو اپنی پسند کے معنی کا جامہ پہنائے۔ تا کہ اپنے باطل کو حق اور خطا کو ثواب ثابت کرے۔ (مفاتیح الغیب ملا صدرا شیرازی، غرائب القرآن نیشاپوری)

اس کا مطلب یہ ہے کہ مفسر قرآن کا تابع نہ رہے بلکہ قرآن کو اپنی رائے کا تابع بنائے۔ اکثر مفسرین کی تفسیر بالرائے اسی نوعیت کی ہوتی ہے۔ علاوہ بریں بعض مفسرین نے درج ذیل مفاہیم کا بھی تفسیر بالرائے کے ضمن میں تذکرہ کیا ہے۔

(۱) ان پندرہ علوم عربیہ میں مہارت حاصل کئے بغیر جن سے عربی کے اسلوب اور قرآن کے مزاج کا اندازہ ہوتا ہے۔ قرآن کی

تفسیر کرنا جس طرح خودرو مفسرین اپنے ذاتی خیالات کو قرآن کے سر منڈھتے ہیں۔

(۲) راسخون فی العلم کی طرف رجوع کئے بغیر متشابہ آیات کا مفہوم متعین کرنا۔

(۳) فاسد عقیدہ اور مسلک کو بنیاد قرار دے کر آیات قرآنیہ کی تفسیر کرنا۔

(۴) اپنی ذاتی پسند و ناپسند کی بنا پر قرآن کی تفسیر کرنا۔

(۵) حقیقی وارثانِ قرآن کی طرف رجوع کئے بغیر اور ناسخ و منسوخ، عام و خاص اور مطلق و مقید کا لحاظ کئے بغیر صرف ظواہر قرآن پر عقیدہ و عمل کی بنیاد رکھنا۔

(۶) حقیقی مفسّرین کی طرف رجوع کئے بغیر اور ان کے اقوال سے مدد لئے بغیر اپنی مرضی سے معنی متعین کرنا وغیرہ وغیرہ۔

(تفسیر اتقان وغیرہ)

(۴) ایمان و عمل لازم و ملزوم

اگر دنیا کے ملل و مذاہب کی تعلیمات کا اجمالی جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ دنیوی فوز و فلاح اور اخروی نجات و نجاح کے سلسلہ میں تین آراء پائی جاتی ہیں: (۱) ایک یہ کہ اس مقصد کے حصول کیلئے صرف ایمان و اعتقاد کافی ہے عمل ضروری نہیں ہے۔ (۲) صرف عمل و کردار کافی ہے ایمان و اعتقاد لازم نہیں ہے۔ (۳) دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ ایک کو دوسرے سے علیحدہ کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام کے علاوہ باقی ادیان کی تعلیمات کو پہلے دو خانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر اسلامی حقائق اور ماخذ و مدارک کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو وہ تیسرے نظریہ کا علمبردار نظر آتا ہے۔ اگرچہ موجودہ دور میں سائنسی علوم بڑی ترقی کر گئے ہیں مگر تا حال ایسا آلہ ایجاد نہیں ہوا جس کی مدد سے آگ سے گرمی، برف سے ٹھنڈک اور تیل سے تراوٹ الگ کی جا سکے۔ مگر ممکن ہے کہ کل کلاں کوئی ایسا آلہ ایجاد ہو جائے۔ مگر سائنس ہزار ترقی کر جائے صبح قیامت کے طلوع ہونے تک کوئی ایسا آلہ ایجاد نہیں ہو سکے گا جس کی مدد سے ایمان سے عمل صالح کو اور عمل صالح سے ایمان کو علیحدہ کیا جا سکے۔ اس بات کا وجود تو کجا اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

جہاں بھی ایمان و یقین ہوگا وہاں اس کے مطابق عمل بھی ضروری ہوگا اور جہاں بھی عمل ہوگا وہاں اس کے پیچھے ایمان و یقین کی قوت کارفرما ہوگی۔ عمل کی کمزوری ایمان کی کمزوری کا فطری نتیجہ ہے۔ اور ایمان و یقین کی کمزوری کا قدرتی نتیجہ عمل کردار کی غیر پختگی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خداوند عالم نے پورے قرآن میں چہاردہ معصومین علیہم السلام نے اپنے فرامین میں جہاں بھی کسی قوم و ملت یا کسی فرد سے فوز و فلاح کا وعدہ کیا ہے تو اس شرط کے ساتھ کہ جب ایک ہاتھ میں ایمان کا دامن ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں نیک کام کا دامن: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ. اگر کوئی نام نہاد مبلغ و مقرر یا خطیب و ادیب یہ کہتا ہے کہ فلاح کونین و سعادت دارین کیلئے صرف ایمان و اعتقاد یا محبت اہل بیت کافی ہے۔ اس کے ساتھ عمل و کردار ضروری نہیں ہے یا اگر کوئی غیر ذمہ دار مذہبی زعیم و ریفارمر یہ کہتا ہے کہ اس مقصد کے حاصل کرنے کیلئے صرف عمل و کردار کافی اور ایمان و اعتقاد اور محبت اہل بیتؑ لازم نہیں۔ تو محتاط الفاظ میں اس شخص کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ایسے شخص نے قرآن و سنت کو پڑھا نہیں

ہے اور اگر پڑھا ہے تو پھر اسے سمجھا نہیں ہے ورنہ جس شخص کی نگاہ اللہ تعالیٰ کے قرآن اور چہاردہ معصومین علیہم السلام کے فرمان پر ہو وہ کبھی ایسی بات نہ زبان سے کہہ سکتا ہے اور نہ قلم سے لکھ سکتا ہے۔ کیونکہ عقل و شرع اور قرآن و سنت اس حقیقت پر متفق ہیں کہ ایمان کے ساتھ عمل اور محبت کے ساتھ اتباع اس طرح لازم و ملزوم ہیں کہ ایک کا دوسرے کے بغیر تصور کرنا بھی محال و ناممکن ہے۔

(۵) قرآن و عترت سے تمسک کرنے کا حکم

یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ جو دین اسلام خدا نے بنایا، جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں تک پہنچایا اور جو ادیانِ باطلہ کو مٹا کر ساری کائنات کو ایک سیدھے راستے پر چلانے کیلئے آیا وہ خود اختلاف و انتشار کا شکار ہو گیا۔ ایک اسلام کے بہتر (۷۲) اسلام بن گئے۔ اور پھر لطف بالائے لطف یہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے کو برحق اور دوسرے تمام فرقوں کو باطل قرار دے رہا ہے۔ عقل حیران اور ناطقہ سربگریبان ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ اس کی طویل الذیل خونچکاں داستاں ہے جس پر ہم نے اپنی کتاب اثبات الامت میں فی الجملہ تبصرہ کر دیا ہے۔ مختصر یہ کہ یہ سب کچھ خاندانِ رسالتؐ اور اہل بیت نبوتؑ کا دامن چھوڑنے کا نتیجہ ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو جس پلیٹ فارم پر چھوڑ کر گئے امت نے وہ پلیٹ فارم چھوڑ دیا۔ جس خانوادہ کا تعارف کرا گئے تھے امت نے اس خانوادہ کو بھلا دیا اور آپؐ جو دروازہ امت کو دکھا کر گئے تھے اُمت نے وہ دروازہ ہی جلا دیا۔ اس روش و رفتار کا قدرتی اور فطری نتیجہ یہ نکلا کہ ؎

وتشعبت سعبا فکل جزیرة فیھا امیر المؤمنین و منبر

اب رہی اس بات کی تحقیق کہ ان مختلف فرق و مسالک میں سے برحق کون ہے اور ناجی کون؟ یہ عقدہ حدیث ثقلین نے حل کر دیا ہے۔ کیونکہ اس میں مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ وضاحت و صراحت کر دی ہے کہ حق و صداقت تمسک بالقرآن والعترۃ میں مضمر ہے اور اخروی نجات اور فوز و فلاح اتباع ثقلین میں پوشیدہ ہے: اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلَبَیْتِیْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ وَاِنَّهُمَا لَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ۔ (حدیث نبویؐ متواتر)۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ میں اور فریقین کے دوسرے محقق علماء کرام نے صراحت کی ہے کہ مذہب وہ برحق ہے جو قرآن و عترت کے مطابق ہے۔ چنانچہ فاضل دہلوی لکھتے ہیں:

"باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی ایں حدیث ثابت است کہ پیغمبرؐ فرمود: اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلَبَیْتِیْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ احدھما اعظم من الأخر کتاب اللہ و عترتی پس معلوم شد کہ در مقدمات دینی و احکام شرع ما را پیغمبرؐ حوالہ بایں دو چیز عظیم القدر فرمود پس مذہبے کہ مخالف ایں دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً و عملاً باطل و نامعتبر است و ہر کہ انکار ایں دو بزرگ نمائد کافر و خارج از دین است (تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۳۰ طبع لکھنؤ)۔

اب رہی اس بات کی تحقیق کہ تمام فرقہ ہائے اسلام میں سے کون سا ایسا فرقہ ہے جو متمسک بالثقلین ہے؟ دعویٰ تو سب یہی کرتے ہیں کہ وہ متمسک بالثقلین ہیں مگر خدا لگی بات یہ ہے کہ اس معیار پر صرف شیعیانِ حیدر کرارؑ ہی پورے اترے ہیں۔ یہی وہ واحد فرقہ ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دین و دنیا کا مرکز، رشد و ہدایت کا محور اور اپنے دین و دنیا کا رہبر و رہنما اور اپنا مقتدا و پیشوا قرآن و عترت کو ہی جانتا ہے اور انہی کو اپنا سب کچھ مانتا ہے۔ اس کے نزدیک مفسر قرآن ہیں تو اہل بیتؑ، محدث و حدیث دان ہیں

تو اہل بیتؑ، امام وفقہ دان ہیں تو اہل بیتؑ، خلیفہ وجانشین رسولؐ ہیں تو اہل بیتؑ اور دین ودنیا کے مرشدو راہنما ہیں تو اہل بیتؑ۔ شیعہ اتباع کرتے ہیں تو نبیؐ کے بعد اہل بیتؑ نبیؐ کی، اطاعت کرتے ہیں تو خدا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خانوادۂ مصطفیٰؐ اور دودمان مرتضیٰ علیہ السلام کی۔ بخلاف دوسرے فرقہائے اسلام کے کہ ان کے خلیفے ہیں تو اور، امام ہیں تو اور، مفسر قرآن ہیں تو اور، حدیث دان ہیں تو اور، ان کے مرشد ورہنما ہیں تو اور۔ زبانی کلامی طور پر تو وہ سب کچھ اہل بیت علیہم السلام کو مانتے ہیں مگر عملی طور پر وہ ان کو کچھ بھی نہیں مانتے وہ سب کچھ اوروں کو مانتے ہیں۔

ع   اینہا ہمہ راز است کہ معلوم عوام است

چنانچہ مولانا وحید الزمان اپنی کتاب انوار اللغۃ ج ۱۸ ص ۱۴ طبع بنگلور لکھتے ہیں:

"حنفیوں، شافعیوں اور خوارج وغیرہ نے قرآن کو لے لیا اور عترت کو چھوڑ دیا۔ ان کی کتابوں میں جہاں دیکھو ابو حنیفہ اور شافعی کے اقوال بھرے پڑے ہیں"۔ اسی وجہ سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علی انت و شیعتك هم الفائزون یوم القیامة۔ یا علیؑ! قیامت کے دن آپؑ اور آپ کے شیعہ کامیاب ورستگار ہونے والے ہیں۔

(تفسیر درمنثور سیوطی، صواعق محرقہ ابن حجر مکی، تذکرۃ الخواص سبط ابن جوزی وتحفہ اثنا عشریہ دہلوی)

(۶) قرآنی سوروں کی ترتیب وار تفصیل

۱ فاتحہ، ۲ بقرہ، ۳ آل عمران، ۴ نساء، ۵ مائدہ، ۶ انعام، ۷ اعراف، ۸ انفال، ۹ توبہ،
۱۰ یونس، ۱۱ ھود، ۱۲ یوسف، ۱۳ رعد، ۱۴ ابراھیم، ۱۵ الحجر، ۱۶ نحل، ۱۷ اسراء (بنی اسرائیل)،
۱۸ کھف، ۱۹ مریم، ۲۰ طٰہ، ۲۱ انبیاء، ۲۲ حج، ۲۳ مومنون، ۲۴ نور، ۲۵ فرقان، ۲۶ شعراء، ۲۷ نمل،
۲۸ قصص، ۲۹ عنکبوت، ۳۰ روم، ۳۱ لقمان، ۳۲ سجدہ، ۳۳ احزاب، ۳۴ سبا، ۳۵ فاطر، ۳۶ یسین،
۳۷ صافات، ۳۸ ص، ۳۹ زمر، ۴۰ مومن، ۴۱ حم، ۴۲ شوریٰ، ۴۳ زخرف، ۴۴ دخان، ۴۵ جاثیہ،
۴۶ الحقاف، ۴۷ محمد، ۴۸ فتح، ۴۹ حجرات، ۵۰ ق، ۵۱ ذاریات، ۵۲ طور، ۵۳ نجم، ۵۴ قمر، ۵۵ رحمٰن،
۵۶ واقعہ، ۵۷ حدید، ۵۸ مجادلہ، ۵۹ حشر، ۶۰ ممتحنہ، ۶۱ صف، ۶۲ جمعہ، ۶۳ منافقون، ۶۴ تغابن،
۶۵ طلاق، ۶۶ تحریم، ۶۷ ملك، ۶۸ قلم، ۶۹ حاقہ، ۷۰ معارج، ۷۱ نوح، ۷۲ جن، ۷۳ مزمل،
۷۴ مدثر، ۷۵ قیامت، ۷۶ الدھر، ۷۷ مرسالت، ۷۸ نبأ، ۷۹ نازعات، ۸۰ عبس، ۸۱ تکویر،
۸۲ انفطار، ۸۳ مطففین، ۸۴ الانشقاق، ۸۵ البروج، ۸۶ الطارق، ۸۷ الاعلیٰ، ۸۸ الغاشیہ،
۸۹ الفجر، ۹۰ البلد، ۹۱ الشمس، ۹۲ اللیل، ۹۳ الضحیٰ، ۹۴ الشرح، ۹۵ التین، ۹۶ العلق، ۹۷ القدر،
۹۸ البیان، ۹۹ الزلزلہ، ۱۰۰ العادیات، ۱۰۱ القارعہ، ۱۰۲ التکاثر، ۱۰۳ العصر، ۱۰۴ الھمزۃ، ۱۰۵ الفیل،
۱۰۶ القریش، ۱۰۷ الماعون، ۱۰۸ الکوثر، ۱۰۹ الکافرون، ۱۱۰ النصر، ۱۱۱ لھب، ۱۱۲ الاخلاص، ۱۱۳ الفلق،
۱۱۴ الناس

(۷) رموز اور علامات وقف کا بیان

قارئین کرام پر یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ مختلف آیات کے آخر یا وسط میں بعض علامات ہوتے ہیں، کہیں گول سا دائرہ ہوتا ہے، کہیں م، ج اور ز وغیرہ حروف تہجی لکھے ہوتے ہیں۔ انہیں رموز او قاف کہا جاتا ہے۔ قرآن کی صحیح طریقہ پر تلاوت کرنے کیلئے کہ کہاں ٹھہرنا چاہیے اور کہاں نہیں؟ ان رموز و علامات کا جاننا کسی حد تک ضروری ہے۔

(۱) ○ یہ دائرہ کسی آیت کے ختم ہونے کی علامت ہے۔ لہٰذا قاری کو یہاں ٹھہرنا چاہیے۔ (۲) م۔ یہ وقف لازم کی علامت ہے۔ یہاں ضرور ٹھہرنا چاہیے بصورت دیگر مفہوم کے گڈ مڈ ہونے کا خطرہ ہے۔ (۳) ط۔ یہ وقف مطلق کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا چاہیے مگر متکلم کا سلسلہ کلام ہنوز جاری ہے۔ مطلب مکمل نہیں ہوا۔ (۴) ج۔ یہ وقف جائز کی علامت ہے۔ یہاں ٹھہرنا یا نہ ٹھہرنا جائز ہے۔ یعنی اگر ٹھہر جائیں تو بہتر ہے اور اگر نہ ٹھہریں تو کوئی مذائقہ نہیں ہے۔ (۵) ز۔ یہ وقف مجوز کی علامت ہے یعنی ٹھہرنا جائز تو ہے مگر نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔ (۶) ص۔ یہ وقف مرخص کی علامت ہے یعنی اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو رخصت ہے ورنہ ملا کر پڑھنا انسب ہے۔ (۷) صلی۔ یہ الوصل اولیٰ کا مخفف ہے یعنی ملا کر پڑھنا اولیٰ ہے۔ (۸) صل۔ یہ قد یوصل کا مخفف ہے یعنی کبھی ملا کر پڑھا جاتا ہے یہاں ٹھہرنا بہتر ہے۔ (۹) قف۔ یہاں ٹھہر جا۔ یہاں ٹھہرنا چاہیے یہ رمز وہاں لکھی جاتی ہے جہاں یہ اندیشہ ہو کہ قاری ملا کر پڑھے گا۔ (۱۰) ق۔ یہ قیل علیہ الوقف کا مخفف ہے۔ (کہا گیا ہے کہ یہاں وقف ہے) گو یہاں ٹھہرنا چاہیے مگر نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔ (۱۱) وقفہ۔ لمبے سکتے کی علامت ہے مگر سانس نہیں ٹوٹنی چاہیے۔ (۱۲) س یا سکتہ۔ یہاں ٹھہرنا چاہیے مگر سانس نہ ٹوٹے۔ (۱۳) لا۔ لا تقف کا مخفف ہے۔ لا کے معنی ہیں نہیں۔ یعنی یہاں کوئی وقف نہیں ہے۔ یہ علامت اگر کسی آیت کے اندر ہو تو وہاں ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ اور اگر کسی آیت کے خاتمہ پر ہو جیسے لا۔ تو نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔ مگر ٹھہرنے سے بھی معنی میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔ (۱۴) ک۔ یہ علامت کذالک کا مخفف ہے۔ یعنی یہ علامت سابقہ علامت کی مانند ہے۔ (۱۵) ؞ اگر کوئی عبارت یا کلمہ ایسے تین نقطوں کے درمیان گھرا ہوا ہو تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پہلے تین نقطوں پر نہ ٹھہرنا (اور دوسروں پر ٹھہرنا) یا اس کے برعکس عمل کرنا (پہلے پر ٹھہرنا اور دوسرے پر نہ ٹھہرنا) جائز ہے۔ اس قسم کی عبارت کو معانقہ یا مراقبہ کہا جاتا ہے۔ (۱۶) مع۔ یہ علامت قرآن مجید کے بعض نسخوں میں موجود ہے۔ یہ معانقہ کا مخفف ہے۔ یہ علامت وہاں لکھی جاتی ہے جہاں کسی آیت کی دو تفسیریں ممکن ہوں۔ ایک تفسیر کے مطابق ایک جگہ وقف ہو اور دوسری کے مطابق دوسری جگہ۔ بنابریں کسی جگہ بھی وقف کیا جا سکتا ہے۔ (۱۷) وقف النبیؐ۔ یہ وہاں لکھا جاتا ہے جہاں کسی روایت کے مطابق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلاوت کے وقت وقف کیا ہو۔ واللہ العالم

(۸) ادات قرأت بلحاظ مخارج

حروف	مخارج
ء۔ ھ	ابتدائے حلق سے
ع۔ ح	وسط حلق سے
غ۔ خ	انتہائے حلق سے
ق	ابتدائے بیخ زبان اور اوپر کے تالو سے

ک	ابتدائے بیخ زبان اور اوپر کے تالو سے مگر قاف کے مخرج سے ہٹ کر
ج۔ش۔ی	زبان کے درمیان اور اوپر کے تالو کے درمیان سے
ض	زبان کے کنارے اور داڑھوں کی گرہ کے بیچ سے یعنی تمام کنارے زبان کے لگانے ہیں بائیں طرف کے اوپر داڑھوں کی جڑ سے یا دائیں طرف سے لیکن بائیں طرف سے آسان ہے۔
ل	زبان کی نوک کے قریب سے اور اوپر کے تالو سے
ن	زبان کے سرا اور اوپر کے دانتوں کے نیچے سے
ر	زبان کے سرا اور اوپر کے دانتوں کے نیچے سے بعد نون کی مخرج کے
ط۔د۔ت	زبان کے سرا اور اوپر کے دانتوں کی جڑ سے
ظ۔ذ۔ث	زبان کی نوک اوپر کے سامنے والے دو دانتوں کے سرے سے ٹکرائے تو یہ حروف ادا ہوں گے
س۔ص۔ز	زبان کی نوک سامنے کے اوپر اور نیچے دانتوں کے اندرونی کناروں سے لگے تو یہ حروف ادا ہوں گے
ف	نیچے کے ہونٹ کے اندر اور اوپر کے دانتوں کے کنارے سے
ب۔م۔و	ہونٹوں کے درمیان سے
ا	فضائے دھن سے یعنی دراصل ایک ہوا کی مانند ہے جو اندر سے نکلتی ہے۔

(۹) قرآن مجید کے متعلق بعض مفید معلومات

(الف) قرآن مجید تیس پاروں پر مشتمل ہے۔ یہ تقسیم معنی ومفہوم کے لحاظ سے نہیں، بلکہ بچوں کو پڑھانے میں سہولت کے خیال کے ماتحت ہے۔ یہ تقسیم کب اور کس نے کی؟ یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا سکتا۔ بظاہر یہ تقسیم عہد صحابہ کے بعد کی گئی ہے۔ جبکہ علماء نے قرآن مجید پر اعراب لگائے، علم رسم الخط مدون کیا تو سہولت کی خاطر تیس دنوں کو موافق تیس پاروں پر تقسیم کر دیا (حقانی)۔

(ب) صحابہ اور تابعین کے عہد میں ان کا معمول تھا کہ وہ بالعموم ہفتہ میں ایک قران ختم کرتے تھے۔ بنابریں انہوں نے روزانہ تلاوت کی ایک مقدار معین کر رکھی تھی جسے حزب یا منزل کہتے تھے۔ چنانچہ پورے قرآن کی سات منزلیں ہیں۔

(ج) قرآن مجید کے مضامین ومطالب کے اعتبار سے اس کی تعیین رکوع سے کی گئی ہے۔ یعنی جہاں ایک سلسلہ کلام ختم ہو وہاں حاشیہ پر رکوع کی علامت "ع" لکھ دی جاتی ہے۔ اس علامت کا ایک مقصد یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قرآنی آیات کی ایسی درمیانی مقدار جو بآسانی ایک رکعت میں پڑھی جاسکے اور اس کے بعد رکوع کیا جاسکے۔ پورے قرآن میں کل ۵۵۸ رکوع ہیں۔ اور اس ع کے اوپر نیچے اور اندر تین ہندسے ہوتے ہیں۔ بالائی ہندسہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورہ کا کون سا رکوع ہے اور نیچے والے ہندسہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس پارے کا کون سا رکوع ہے اور اندر والے عدد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس رکوع کی کتنی آیات ہیں۔

(د) ہر پارہ چار حصوں پر منقسم ہے۔ پہلے چوتھائی پر الربع، نصف پر النصف، تین چوتھائی پر الثلاثہ حاشیہ پر لکھا جاتا ہے۔

(ہ) قرآن مجید کی کل سورتیں ۱۱۴ ہیں جن میں سے سورۃ الضحیٰ اور الم نشرح اور لایلف قریش اور الم تر کیف ہمارے نزدیک ایک ایک سورہ شمار ہوتی ہے۔ ان سورتوں میں سے ۸۶ مکی اور ۲۸ مدنی ہیں

(و) کوفی قراء کے نزدیک کل آیات قرآن کی تعداد ۶۲۳۲ ہیں اور یہ تعداد مصر کے مصدقہ قرآن کی تعداد کے مطابق ہے۔(تفسیر المتقین)۔مگر تفسیر ماجدی میں بحوالہ تفسیر اتقان بقول اصح ان کی میزان ۶۶۱۶ ہے۔(تفسری ماجدی) اور بعض نے ۶۲۸۵ بیان کی ہیں (ترجمہ فرمان) اور بعض نے کوفی قراء کے نزدیک ۶۲۳۶ بیان کی ہیں۔اور اکثر کے نزدیک ۶۶۶۶ ہے (تفسیر حقانی)۔

(ء) قرآن مجید کے کل الفاظ بقول اصح ۷۷۹۳۴ اور کل حروف قرآنی کی میزان بقول اصح ۳۲۳۶۷۰ ہے (تفسیر ماجدی بحوالہ تفسیر اتقان) مگر قرآن مترجم مولانا مقبول احمد میں کل تعداد ۳۶۷۰۵۳ ہے۔واللہ العالم

اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ جس گروہ کے نزدیک نبی ﷺ کا جس جگہ وقف کرنا پایا گیا اس نے اس کو آیت شمار کیا اور جن کے نزدیک اس جگہ وقف کرنا ثابت نہ ہوا بلکہ وصل کرنا ثابت ہوا۔انہوں نے دونوں کو ایک آیت سمجھا (حقانی)۔

(ز) قرآن مجید کے کل ضمات و فتحات اور کسرات وغیرہ کی تعداد یہ ہے : فتحات: ۵۳۲۴۳۔ کسرات: ۳۹۵۸۲۔ ضمات: ۸۸۰۴۔ مدات: ۱۷۷۱۔ انقاط: ۱۰۵۶۸۴۔ تشدیدات: ۲۲۵۳ (قرآن مجید مترجم مقبول)

(۱۰) تلاوت قرآن کے آداب و مستحبات

قرآن مجید چونکہ خالق دو جہاں کا کلام معجز نظام ہے اور کتاب رشد و ہدایت ہے اور اللہ کے نیکوکار اور پرہیزگار بندوں کیلئے موعظہ اور پند و نصیحت کی کتاب بلاغت نصاب ہے۔ظاہر ہے کہ اس کی تلاوت وقت گزارنے کیلئے نہیں کی جاتی بلکہ دنیا و آخرت کو سدھارنے، سیرت و کردار کو سنوارنے اور آدمیت و انسانیت کو نکھارنے کیلئے کی جاتی ہے۔تو یہ مقصد اعلیٰ جب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ اس کی تلاوت مکمل شرعی آداب و مستحبات کے ساتھ کی جائے جو بڑے اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) قرآن مجید کی تعظیم و تکریم کرنا۔ (۲) اگرچہ قرآن حفظ ہی ہو مگر دیکھ کر اس کی تلاوت کرنا افضل ہے۔کیونکہ قرآن مجید کے حروف پر نگاہ کرنا بھی عبادت ہے۔جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔(اصول کافی)۔ (۳) وضو کر کے اور رو بقبلہ ہو کر سکون و اطمینان کے ساتھ تلاوت کی جائے۔(۴) ترتیل کے ساتھ تلاوت کی جائے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۔ (قرآن کی ترتیل سے تلاوت کرو)۔مگر یاد رہے کہ ترتیل کے معنی خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرنا نہیں (جیسا کہ عوام میں مشہور ہے) بلکہ ٹھہر ٹھہر کر اور الفاظ کو ان کے مقررہ مخارج سے ادا کر کے اور وقوف کا لحاظ کر کے پڑھنا ہے۔جیسا کہ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: وھو حفظ الوقوف و بیان الحروف۔ (تفسیر صافی)۔ (۵) تلاوت سے پہلے شیطان کے شر سے خدا کی پناہ مانگنا اور خدا کے نام سے آغاز کرنا۔ارشاد رب العزت ہے: فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ (۶) تلاوت کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے: اَللّٰهُمَّ بِالْحَقِّ اَنْزَلْتَهٗ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ رَغْبَتِيْ فِيْهِ وَاجْعَلْهُ نُوْرًا لِبَصَرِيْ وَ شِفَآءً لِصَدْرِيْ وَ ذِهَابًا لِهَمِّيْ وَ غَمِّيْ وَ حُزْنِيْ اَللّٰهُمَّ زَيِّنْ بِهٖ لِسَانِيْ وَ جَمِّلْ بِهٖ وَجْهِيْ وَ قَوِّ بِهٖ جَسَدِيْ وَ ثَقِّلْ بِهٖ مِيْزَانِيْ وَ ارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهٗ عَلٰى طَاعَتِكَ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ وَاحْشُرْنِيْ مَعَ النَّبِيِّ وَ اٰلِهِ الْاَطْهَارِ۔ اور ختم پر یہ دعا پڑھی جائے: اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ بِالْقُرْاٰنِ صَدْرِيْ وَ اسْتَعْمِلْ بِالْقُرْاٰنِ بَدَنِيْ وَ نَوِّرْ بِالْقُرْاٰنِ لِسَانِيْ وَ اَعِنِّيْ عَلَيْهِ مَا اَبْقَيْتَنِيْ فَاِنَّهٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ۔ جیسا کہ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے (مفاتیح الجنان)۔ (۷) پورے حضور قلب اور خشوع و خضوع کے ساتھ تلاوت کی جائے۔ (۸) قاری کو چاہیئے کہ قرآنی آیات و کلمات میں تدبر و تفکر کرے اور اس کے معانی و

مفاہیم کو سمجھنے کی جدوجہد کرے اور خدا سے توفیق طلب کرے۔ (۹) جس قسم کی آیت پڑھے اس کے مطابق عمل کرے یعنی توبہ و استغفار والی آیات پڑھے تو توبہ واستغفار کرے۔ جب جنت و نار والی آیت پڑھے تو جنت کا خدا سے سوال کرے اور جہنم سے پناہ مانگے اور جب آیت سجدہ کی تلاوت کرے تو سجدہ کرے۔ الغرض جس قسم کی آیت ہو اسی قسم کی اثر پذیری کا اظہار کرے۔ (۱۰) کلام و متکلم کی عظمت وجلالت کا تصور دل و دماغ میں قائم کرے۔ تلك عشرة كاملة

امید واثق ہے کہ دینی و علمی حلقوں میں ہماری اس تازہ پیشکش کو بنظر استحسان دیکھا جائے گا اور ہم ہر دور کے اہل ایمان و ایقان سے امید کامل رکھتے ہیں کہ وہ جب اس ابدی و سرمدی چشمۂ فیض سے فیض پائیں گے تو ہمیشہ ہمیں اپنی مخلصانہ دعاؤں میں یاد رکھیں گے انشاء اللہ۔ وما ذٰلك على الله بعزيز

ے ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ من بندۂ گنہگارم

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ۔

وانا الاحقر محمد حسین النجفی بقلمہٗ، سرگودھا، پاکستان

یکم ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ بمطابق ۱۶، اکتوبر ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ

اظہار تشکر و امتنان

باسمہ تعالیٰ

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: من لم يشكر الناس لم يشكر الله. جو لوگوں میں سے اپنے محسن کا شکریہ ادا نہ کرے وہ خدا کا بھی شکر گذار نہیں ہے۔

لہٰذا فرمان نبویؐ کے مطابق یہ کفران نعمت ہو گا اگر جناب فرحت حسین صاحب جن کے مخلصانہ و مؤمنانہ تعاون سے قرآن مجید مترجم اردو مع خلاصۃ التفاسیر کا یہ موجودہ ایڈیشن دلکش اور دیدہ زیب طباعت کے زیور سے آراستہ ہو کر مؤمنین کرام کے مدت سے مشتاق ہاتھوں تک پہنچ رہا ہے۔ جزاءهم الله خير الجزاء في الدارين واسعد في الكونين

این کار از او آید و مرداں چنیں کنند

دعا ہے کہ خداوند عالم ان کی سعیٔ جمیل کو شرف قبولیت سے نوازے اور ان کے دینی و دنیوی توفیقات خیر میں اضافہ و ازدیاد فرمائے تاکہ آئندہ بھی اس قسم کے کارہائے خیر انجام دیتے رہیں۔

ع این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

آمین یارب العالمین بجاہِ النبیؐ و آلہ الطاہرینؑ

وانا الاحقر محمد حسین النجفی عفی عنہ

بتاریخ: ۲۴ مارچ ۲۰۲۲ء

اردو مترجم

قرآنِ مجید

مَعَ

خلاصة التفاسیر

آیاتہا ۷ ۱ سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۵ رکوعہا ۱

سورہ فاتحہ (مکی) آیات۔ ۷ رکوع۔ ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ①

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ② الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ③

ہر قسم کی تعریف اس اللہ کیلئے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے (۲) جو (سب پر) بڑا مہربان (اور خاص

مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ④ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ

بندوں پر) نہایت رحم کرنیوالا ہے (۳) جزا و سزا کے دن کا مالک (و مختار) ہے (۴) (اے اللہ!) ہم

نَسۡتَعِیۡنُ ⑤ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ⑥

تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں (۵) ہمیں سیدھے راستے کی (اور اس پر چلنے کی)

صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ

ہدایت کرتا رہ (۶) راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام و احسان کیا نہ اُن کا (راستہ) جن پر تیرا قہر

عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ⑦

و غضب نازل ہوا۔ اور نہ اُن کا جو گمراہ ہیں (۷)

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

اس سورہ کے بہت سے نام ہیں۔ جیسے سورہ حمد، ام الکتاب، سبع مثانی، کافیہ وافیہ وغیرہ اور انہیں ناموں میں سے ایک نام فاتحہ ہے جس سے قرآن اور نماز کا آغاز ہوتا ہے۔ الغرض یہ سورہ تمام قرآنی مطالب و معانی کا مرکز و محور ہے۔ گویا سورہ فاتحہ ایک متن ہے اور پورا قرآن اس کی شرح ہے۔ بالفاظ دیگر قرآن مجید کا اصل مقصد دو چیزیں ہیں: (۱) اعتقاد۔ (۲) عمل۔ پھر اعتقاد کے دو شعبے ہیں (۱) مبدأ۔ (۲) معاد۔ اور عمل کے بھی دو شعبے ہیں: (۱) اچھے اوصاف سے اتصاف، (۲) اور بُرے اوصاف سے اجتناب اور سورہ فاتحہ سب امور پر مشتمل ہے۔

۲۔ ﴿بِسۡمِ اللّٰہِ﴾ ائمہ اہل بیتؑ اور علماء حق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سورہ برائت کے سوا بِسۡمِ اللّٰہِ ہر سورہ کا جزء ہے۔ اور کتب فریقین میں حضرت رسول خداؐ سے مروی ہے، فرمایا: (کل امر ذی بال لم یبدا ببسم اللہ فھو ابتر) ہر وہ عمدہ کام جو بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ ناقص ہے۔ اگر نماز میں سورہ فاتحہ یا کسی دوسری سورہ کے ساتھ بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ الغرض

منزل ۱

ـ میری انتہائے نگارش یہی ہے
ترے نام سے ابتداء کر رہا ہوں

۳۔ ﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ﴾ الحمد پر جو الف لام ہے یہ استغراق کیلئے بھی ہو سکتا ہے اور جنس کیلئے بھی، بنابریں الحمد للہ کے معنی یہ ہوں گے کہ ہر تعریف، ہر قسم کی تعریف اور سب حمد و ثنا خدا کے لئے ہے کیونکہ کائنات میں جو کچھ خوبی یا کوئی کمال پایا جاتا ہے وہ سب اسی سے ہے اور اسی کے ابر کرم کا فیض ہے۔

۴۔ ﴿رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾ رب اسم صفت ہے جسکے معنی ہیں تربیت کرنے والا اور تربیت نام ہے کسی چیز کو اس کی ذاتی و فطری صلاحیت کے مطابق تدریجی طور پر اسکی نشوونما کرتے ہوئے اسکے مناسب حال کمال تک پہنچانے کا۔ اللہ تعالیٰ خالق بھی ہے اور رب بھی۔ شریعت مقدسہ کی اصطلاح میں یہ لفظ اضافت کے بغیر اللہ سبحانہ سے مخصوص ہے کسی بھی دوسری ہستی کو رب کہنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ اہل بیت علیہم السلام کی متعدد احادیث میں وارد ہے (لا تدعونا اربابا) کہ خبردار ہمیں کبھی رب نہ کہنا۔ (بحارالانوار [illegible])

ع ۱

۵۔ ﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ۔ الآیہ﴾ عبادت کا اصطلاح شریعت

میں مفہوم یہ ہے کہ عجز و نیاز کی وہ آخری حد جو کوئی بندہ اپنے معبود کے ساتھ بقصد قربت ادا کرے ظاہر ہے کہ یہ معبود برحق سے مخصوص ہے اور یہاں استعانت سے مراد ان امور میں مدد طلب کرتا ہے جن پر خدا کے سوا اور کوئی قادر نہیں ہے جیسے پیدا کرنا اور مارنا و جلانا اور روزی دینا، بیمار کو صحت دینا اور مضطر کی دعا و پکار کا سننا اور قبول کرنا، الغرض اس سے امور تکوینیہ میں مدد مراد ہے۔

۶۔ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الآیہ﴾ یہ سب مدح و ثنا خدا سے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی دعا اور اس پر ثابت قدم رہنے کے لیے ہے جو کہ انبیاء و مرسلین، شہداء و صدیقین اور ائمہ طاہرین کی راہ ہے اور یہی خدا کی طرف سے انعام یافتہ ہستیاں ہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔ (وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾)۔(نساء۔۶۹)

۷۔ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ الآیہ﴾ فریقین کے اخبار و آثار سے واضح و آشکار ہے کہ المغضوب علیہم سے مراد یہودی اور الضالین سے مراد نصاریٰ ہیں۔ (تفسیر در منثور و البرہان)

سورہ البقرہ

سورہ بقرہ کے مضامین و مطالب کا خلاصہ

(۱) قرآن لاریب کتاب ہے۔ (۲) اس سے صرف متقی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ (۳) ایمان بالغیب کی اہمیت۔ (۴) منافقوں کی روش و رفتار کا تذکرہ۔ (۵) متقین کے اوصاف کا تذکرہ۔ (۶) جناب آدمؑ کی خلافت کا اعلان۔ (۷) ہاروت و ماروت کا قصہ۔ (۸) بنی اسرائیل کا تذکرہ۔ (۹) جناب موسیٰؑ کا تذکرہ، (۱۰) جناب ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿الٓمّٓ ①﴾ یہ حروف مقطعات قرآن مجید کے انتیس سورتوں کی ابتداء میں ہیں۔ اگرچہ فریقین کے مفسرین نے ان حروف کے معنی و مفہوم کے متعین کرنے میں بڑا زور مارا ہے مگر وہ کسی ایک مفہوم پر متفق نہیں ہو سکے اسی بنا پر علماء محققین کا رجحان اس طرف ہے

ربع

آیاتھا ۲۸۶ — ۲ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ ۸۷ — رکوعاتھا ۴۰

سورہ البقرہ (مدنی) آیات۔ ۲۸۶ رکوع۔ ۴۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ① ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛۚ فِيْهِ ۛۚ هُدًى

الف۔لام۔میم۔ (۱) یہ (قرآن) وہ کتاب ہے جس (کے کلام اللہ ہونے) میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

معانقة

لِّلْمُتَّقِيْنَ ② الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ

(یہ) ہدایت ہے ان پرہیزگاروں کیلئے (۲) جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور پورے اہتمام سے

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③

نماز ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ (میری راہ میں) خرچ کرتے ہیں (۳)

وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ

اور جو ایمان رکھتے ہیں اس پر جو آپؐ پر نازل کیا گیا ہے اور اس پر بھی

اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ④

جو آپؐ سے پہلے (سابقہ انبیاءؑ) پر نازل کیا گیا۔ اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں (۴)

أُولَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ

یہی لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر (قائم) ہیں اور یہی وہ ہیں جو (آخرت میں) فوز وفلاح

الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ

پانے والے ہیں (۵) (اے رسولؐ) جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کیلئے برابر ہے

ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾

آپؐ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں بہرحال وہ ایمان نہیں لائیں گے (۶)

خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰٓ

خدا نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی

أَبْصَٰرِهِمْ غِشَٰوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٧﴾ ع ۱

آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے اور (آخرت میں) ان کیلئے بڑا عذاب ہے (۷)

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ ءَامَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور روز آخرت پر

الْءَاخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ يُخَٰدِعُونَ اللَّهَ (وقف لازم)

ایمان لائے ہیں۔ حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں (۸) خدا اور اہل ایمان کو دھوکہ دے

وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ

رہے ہیں حالانکہ وہ خود اپنے سوا کسی کو دھوکہ نہیں دیتے۔ مگر انہیں

وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ

اس کا (احساس) نہیں ہے (۹) ان کے دلوں میں (نفاق) کی ایک بیماری ہے۔ سو

اللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌۢ بِمَا كَانُوا

اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھا دی ہے اور ان کے (مسلسل) جھوٹ بولنے کی وجہ سے ان

يَكْذِبُونَ ﴿١٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِى

کیلئے دردناک عذاب ہے (۱۰) اور جب ان سے کہا جائے کہ زمین میں

الْأَرْضِ قَالُوٓا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ﴿١١﴾ أَلَآ

فساد نہ پھیلاؤ۔ تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنیوالے ہیں (۱۱) خبردار۔

کہ یہ حروف ان متشابہات میں سے ہیں جنکی تاویل خدا جانتا ہے یا راسخون فی العلم جانتے ہیں۔ (هذا هو المروی عن ائمتنا علیهم السلام) (مجمع البیان)

۲۔ ﴿لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ﴾ حسب ظاہر یہ جملہ خبریہ ہے مگر درحقیقت جملہ انشائیہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن اپنی فوق العادہ فصاحت وبلاغت، تاریخی واقعات کی صحت، امور غیبیہ کی صداقت اور ایک کامل و اکمل نظام شریعت ہونے کی وجہ سے اس قابل نہیں ہے کہ اس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ کیا جائے۔

۳۔ ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٢﴾﴾ اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن ہدایت ہے طبیعی علوم کی کوئی کتاب نہیں ہے تا کہ اس میں وہ علوم تلاش کئے جائیں نیز اگرچہ قرآن مجید عالمین کے پروردگار کی طرف سے، عالمین کے نبیؐ پر عالمین کی ہدایت کے لیے نازل کی گئی ہے مگر عالم الغیب خدا خبر دے رہا ہے کہ اس سے فائدہ وہی خوش قسمت لوگ حاصل کریں گے جن کے دلوں میں خوف وخشیہ الٰہی ہوگا جس طرح رحمۃ للعالمین نبی کی رحمت اور ھدی للعالمین علیؑ کی امامت سے وہی لوگ فیض پائیں گے جن کے دلوں میں خوف خدا ہوگا یعنی جو متقی و پرہیزگار ہوں گے سچ ہے۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در راز لالہ روید ودر شور بوم وخش

۴۔ ﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ ۔الآیہ﴾ یہاں سے آیت ۵ تک پرہیزگاروں کی علامات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ وہ درج ذیل پانچ صفات جلیلہ کے ساتھ متصف ہوتے ہیں: (۱) غیب پر ایمان رکھتے ہیں (۲) پورے اہتمام سے نماز ادا کرتے ہیں۔ (۳) اللہ کے دیے ہوئے رزق میں سے کچھ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔ (۴) پھر اسلام اور سابقہ انبیاء پر نازل شدہ کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ (۵) اور وہ قیامت پر یقین رکھتے ہیں۔

۵۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۔الآیہ﴾ سورہ بقرہ کی ابتدائی پانچ آیتیں خالص اہل ایمان کے بارے میں ہیں اور انکے بعد

اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٢﴾

درحقیقت وہی فساد پھیلانے والے ہیں لیکن انہیں شعور نہیں ہے (۱۲)

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی اسی طرح ایمان لاؤ جس طرح اور لوگ ایمان لائے ہیں تو وہ

اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ

کہتے ہیں کہ کیا ہم بیوقوفوں کی طرح ایمان لائیں؟ خبردار یہی لوگ خود

السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣﴾ وَاِذَا لَقُوا

بیوقوف ہیں لیکن جانتے نہیں ہیں (۱۳) اور یہ لوگ جب اہل ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى

سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لائے ہیں اور جب علیحدگی میں اپنے شیطانوں

شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ

سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ان (مسلمانوں) سے تو ہم

مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٤﴾ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ

صرف مذاق کر رہے ہیں (۱۴) خود اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے اور انہیں ڈھیل دے رہا ہے اور

فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١٥﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

وہ اپنی سرکشی میں اندھوں کی طرح بھٹک رہے ہیں (۱۵) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے

اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ

ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی۔ سو نہ ان کی تجارت سودمند ہوئی اور نہ ہی انہیں

وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿١٦﴾ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى

ہدایت نصیب ہوئی (۱۶) ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی۔ اور

اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ

جب آگ نے اس کے گرد و نواح کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کی

اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧﴾

روشنی (بینائی) سلب کر لی اور ان کو اندھیروں میں چھوڑ دیا اب انہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا (۱۷)

والی یہ دو آیتیں خالص اہل کفر کے بارے میں ہیں اور ان کے بعد والی تیرہ منافقین کے بارے میں۔ ظاہر ہے کہ اس آیت میں مذکورہ کفار سے عام کافر لوگ مراد نہیں بلکہ مکہ کے بعض بڑے کفار اور سرداران قریش مراد ہیں۔

۶۔ ﴿خَتَمَ اللّٰهُ ۔الآیہ﴾ اس مہر لگانے سے حقیقی مہر مراد نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کی ہٹ دھرمیوں اور کج رویوں کی وجہ سے جو حالت ہو گئی ہے اسے تمثیلی شکل میں بیان کیا جا رہا ہے کہ حق کی مسلسل مخالفت اور باطل کی بے جا حمایت کرتے کرتے انکے دل و دماغ سے حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے اور آنکھوں سے عبرت انگیزی اور کانوں سے نصیحت آموزی کی صلاحیت اس طرح سلب ہو گئی ہے کہ گویا اب ان اعضاء کا وجود و عدم برابر ہو گیا۔

۷۔ ﴿وَمِنَ النَّاسِ ۔الآیہ﴾ ان تیرہ آیتوں میں منافقین کے منافقانہ اور دوعملی روش و رفتار کا تذکرہ کیا گیا ہے جنہوں نے ہمیشہ مار آستین بن کر اسلام اور مسلمانوں کو اتنا ضرر و زیاں پہنچایا ہے جتنا بیرونی دشمنوں نے نہیں پہنچایا۔ منافق اسے کہا جاتا ہے جو زبان سے اسلام کا اقرار کرے مگر دل سے انکار کرے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حین حیات میں اور آپؐ کے بعد منافقوں کا وجود دوسری تاریخی شہادتوں کے علاوہ خود قرآن کی متعدد آیات اور اسکی مکمل سورتوں سے ثابت ہے۔

۸۔ ﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ ۔الآیہ﴾ منافق لوگ اپنی دوغلی چال اور دوعملی روش سے اہل اسلام اور ان کے مخالفین کی نگاہ میں ہر دلعزیز بننا چاہتے ہیں مگر چونکہ کاٹھ کی ہنڈیا زیادہ دیر تک چولہے پر نہیں چڑھ سکتی اور نہ ہی کاغذ کی ناؤ زیادہ دیر تک پانی پر تیر سکتی ہے لہٰذا جب ان کی منافقت کا بھانڈا عین چوراہے پر پھوٹ جاتا ہے تو وہ سب کی نظروں سے اس طرح گر جاتے ہیں نہ اُدھر کے رہتے ہیں اور نہ اِدھر کے۔ مگر ان احمقوں کو اس کا شعور نہیں ہے۔

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿١٨﴾ اَوْ كَصَيِّبٍ

پس وہ ایسے بہرے، گونگے اور اندھے ہیں کہ اب (گمراہی سے راہ ہدایت کی طرف) نہیں لوٹیں گے (۱۸) یا (پھر ان کی

مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ

مثال ایسی ہے جیسے) آسمان سے زوردار بارش برس رہی ہو جس میں تاریکیاں ہوں ۔ اور گرج چمک

اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ

بھی اور وہ گرنیوالی بجلیوں سے مرنے کے ڈر سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں ۔

الْمَوْتِ ؕ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ

حالانکہ اللہ ہر طرف سے کافروں کو گھیرے ہوئے ہے (۱۹) قریب ہے کہ بجلی (کی چمک)

يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا

ان کی آنکھوں کو اچک لے (انہیں خیرہ کردے) جب بجلی ان کیلئے اجالا کرتی ہے تو

فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

وہ اس کی روشنی میں چلنے لگتے ہیں اور جب اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے رہ جاتے ہیں

لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى

اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت و بصارت (سننے اور دیکھنے کی طاقت) کو زائل کر دیتا۔ بے شک

كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٠﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ ع ۲ ۱۳ ۲

اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۲۰) اے لوگو! اپنے اس پروردگار کی

الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ

عبادت (پرستش) کرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا اور انہیں بھی جو تم سے پہلے ہو گزرے تاکہ تم

تَتَّقُوْنَ ﴿٢١﴾ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا

پرہیز گار بن جاؤ (۲۱) وہی (پروردگار) جس نے تمہارے لیے زمین کا فرش

وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۖ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

بچھایا اور آسمان کا شامیانہ لگایا (اور اسے چھت بنایا) اور آسمان (بلندی) سے

فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا

پانی برسایا۔ اس سے تمہاری روزی کیلئے کچھ پھل برآمد کیے سو جان

۹۔ ﴿اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ ۔الآیہ﴾ خداوند عالم کی ذات استہزاء و تمسخر اور مکرو فریب جیسے مذموم کاموں سے پاک ہے لہٰذا جب اس قسم کے الفاظ اس کے بارے میں استعمال ہوں تو ان سے مراد ان کاموں کی سزا دینا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ان کی اس کاروائی کی سزا دیتا ہے اور ان سے اس کا انتقام لیتا ہے ہے و بس۔

۱۰۔ ﴿مَثَلُهُمْ ۔الآیہ﴾ یہاں خالق حکیم نے منافقوں کی حالت زار اور ان ذہنی وفکری کشمکش کو دو مثالیں دے کر اجاگر کیا ہے۔ پہلی مثال ان منافقوں کی ہے جو اپنے نفاق میں بالکل راسخ تھے اور محض دنیوی مفاد کیلئے اسلام کا اظہار کرتے تھے اور دوسری مثال ان منافقین کی ہے جو فی الجملہ اسلام کی حقانیت سے متاثر تو تھے مگر دنیوی اغراض فاسدہ کے تحت سعادت کو حاصل نہ کرسکے۔

۱۱۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا ۔الآیہ﴾ خداوند عالم سابقہ آیات میں جب مومنین، کافرین اور منافقین کے صفات و حالات کا تذکرہ کر چکا تو اب یہاں تمام بنی آدمؑ کو عبادت کرنے کا حکم دے رہا ہے جو کہ بنی نوع انسان کی خلقت کی غرض و غایت ہے اور جس کی خاطر نازل ہوا ہے۔ ان آیتوں میں یہ حقیقت بھی واضح کی گئی ہے کہ خدا کو اپنا منعم و محسن سمجھ کر اس کی عبادت کرنی چاہیے کہ اس نے ہمیں اور ہمارے آباء واجداد کو پیدا کیا ہے اور ہماری زندگی کی گاڑی بآسانی چلانے کیلئے کہیں زمین کا بچھونا بچھایا ہے اور کہیں آسمان کا سائبان لگایا ہے اور پھر آسمان سے بارش برسا کر اور زمین سے فصلیں اگا کر ہماری روزی کا انتظام فرمایا ہے تاکہ ہم متقی و پرہیزگار بن جائیں (جو کہ تمام اسلامی تعلیمات کا مقصد اقصیٰ ہے) اور جنت جیسی پاکیزہ جگہ میں داخل ہونے کے حقدار بن جائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت کے لالچ اور جہنم کے ڈر کی وجہ سے عبادت خدا نہیں کرنی چاہیے کہ وہ تاجروں اور غلاموں کی عبادت ہے۔

تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنْ

بوجھ کر (کسی کو) اللہ کا ہمسر و شریک نہ بناؤ (۲۲) اور جو کچھ (قرآن)

كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰي عَبْدِنَا فَاْتُوْا

ہم نے اپنے بندہ (خاص) پر نازل کیا ہے اگر تمہیں اس (کے کلام اللہ ہونے)

بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَاۗءَكُمْ مِّنْ

میں شک ہے تو تم اس کے مانند ایک ہی سورہ لے آؤ۔ اور اگر تم سچے ہو تو ایک

دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ

اللہ کو چھوڑ کر اپنے سب حمایتیوں و ہم نواؤں کو بھی بلا لو (۲۳) لیکن اگر تم یہ کام

تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا

نہ کر سکو اور ہرگز ایسا نہیں کر سکو گے تو پھر (دوزخ کی) اس آگ سے ڈرو۔

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ښ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ

جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے (۲۴) اور (اے رسولؐ)

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ

ان لوگوں کو خوشخبری دے دو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے۔ کہ ان کیلئے (بہشت کے) ایسے باغ ہیں کہ

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ كُلَّمَا رُزِقُوْا

جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں۔ جب بھی انہیں ان (باغات) سے کوئی پھل کھانے کو ملے گا تو وہ (اسکی

مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا

صورت دیکھ کر) کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو اس سے پہلے ہمیں (دنیا میں) کھانے کو مل چکا ہے۔

مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَآ

حالانکہ انہیں جو دیا گیا ہے وہ (صورت میں دنیا کے پھل سے) ملتا جلتا ہے (مگر ذائقہ الگ ہوگا)

اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ڎ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ

اور ان کیلئے وہاں پاکیزہ بیویاں ہونگی اور وہ ان (بہشتوں) میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (۲۵) بے شک اللہ

اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا

اس بات سے ہرگز نہیں شرماتا کہ (کسی مطلب کی وضاحت کیلئے) مچھر اور اس سے بھی بڑھ کر (کسی حقیر

۱۲۔ ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ۔ الآیہ﴾ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و حقانیت کے دور سے بہت سے معجزات کے علاوہ جو سب سے بڑا معجزہ ہے اور وہ بھی معجزہ خالدہ وہ قرآن مجید ہے جو آپ کا معجزہ تھا، ہے اور قیامت تک رہے گا۔ عربوں کو اپنی فصاحت بیانی و طاقت لسانی پر اس قدر ناز تھا کہ وہ اپنے مقابلہ میں کل کائنات کو عجم (گونگا) سمجھتے تھے۔ چنانچہ خدائے حکیم تمام منکرین رسالت کو عموماً اور عربوں کو خصوصاً چیلنج دے رہا ہے کہ اگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور قرآن کے کلام اللہ ہونے میں کسی قسم کوئی شک و شبہ ہے تو اس جیسی کوئی کتاب بنا کر لاؤ۔ خدا کے اس اعلان نے ان لوگوں کی زبان پر تالے لگا دیئے اور پوری کتاب تو درکنار آج تک اسی جیسی ایک سورہ بھی نہ لا سکے۔

۱۳۔ ﴿وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ اچھی چیز کا شوق اور بری چیز کا خوف انسانی فطرت میں داخل ہے اور چونکہ سب اچھی چیزوں سے جو بڑھ کر اچھی ہے اس کا نام جنت ہے اور جو سب بری چیزوں سے بڑھ کر بری ہے اس کا نام جہنم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شخص جنت کا طلبگار اور جہنم سے راہ فرار اختیار کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ جنت میں جانے اور جہنم سے دامن بچانے کا طریقہ کیا ہے؟ مختلف مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف مذاہب نے اس سوال کا مختلف جواب دیا ہے یعنی بعض مذاہب نے عقیدہ و ایمان پر بہت زور دیا ہے اور عمل کو نظر انداز کر دیا ہے اور بعض نے عمل کو بہت اہمیت دی ہے اور عقیدہ کو نظر انداز کر دیا ہے دین اسلام وہ واحد دین فطرت ہے جس نے اس سلسلہ میں دونوں چیزوں یعنی ایمان و عمل کو یکساں اہمیت دی ہے اور گوہر مقصود کو حاصل کرنے کیلئے ان دونوں کو لازم و ملزوم قرار دیا ہے اور قرآن اور پورا دفتر حدیث اس بات کی صداقت پر شاہد عادل ہے۔ کما لا یخفی۔

۱۴۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ۔ الآیہ﴾ جب

فَوۡقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فَيَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهُ الۡحَقُّ

چیز) کی مثال بیان کرے۔پس جو لوگ مومن ہیں وہ تو جانتے ہیں کہ یہ (مثال یقیناً)

مِنۡ رَّبِّهِمۡ ۚ وَاَمَّا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَيَقُوۡلُوۡنَ مَاذَآ

حق ہے ان کے پروردگار کی طرف سے اور جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایسی

اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيۡرًا ۙ وَّيَهۡدِىۡ وقف لازم

مثال سے اللہ کا کیا مقصد ہے ؟ اللہ ایسی مثال سے بہت سوں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور

بِهٖ كَثِيۡرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الۡفٰسِقِيۡنَ ۙ ﴿۲۶﴾

بہت سوں کو ہدایت کرتا ہے اور وہ گمراہی میں نہیں چھوڑتا مگر فاسقوں (نافرمانوں) کو (۲۶)

الَّذِيۡنَ يَنۡقُضُوۡنَ عَهۡدَ اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مِيۡثَاقِهٖ ۖ وَ

جو خدا سے مستحکم عہد و پیمان کرنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں اور جس (رشتہ)

يَقۡطَعُوۡنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنۡ يُّوۡصَلَ وَيُفۡسِدُوۡنَ

کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے وہ اسے توڑتے ہیں اور زمین میں فساد

فِى الۡاَرۡضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۲۷﴾ كَيۡفَ

پھیلاتے ہیں (در اصل) یہی لوگ ہیں جو نقصان اٹھانیوالے ہیں (۲۷) بھلا تم کس

تَكۡفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ وَكُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا فَاَحۡيَاكُمۡ ۚ ثُمَّ

طرح اللہ کا انکار کرتے ہو۔حالانکہ تم مردہ (بے جان) تھے تو اسی نے تمہیں زندہ کیا (جاندار بنایا)

يُمِيۡتُكُمۡ ثُمَّ يُحۡيِيۡكُمۡ ثُمَّ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۸﴾

پھر وہی تمہیں موت دے گا پھر وہی تمہیں زندگی دے گا۔ پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۲۸)

هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ لَكُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا ۖ ثُمَّ

وہی تو وہ (اللہ) ہے جس نے تمہارے لیے پیدا کیا وہ سب کچھ جو زمین میں ہے

اسۡتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰٮهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ ؕ

پھر آسمان کی طرف توجہ فرمائی تو سات آسمان ہموار و استوار کر دیئے۔ اور

وَهُوَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۲۹﴾ ع وَاِذۡ قَالَ رَبُّكَ ع ۳ ۹ ۴

وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے (۲۹) (اے رسولؐ وہ وقت یاد کرو) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں

خدائے علیم وحکیم نے منافقین کی حالت زار اجاگر کرنے کیلئے مذکورہ بالا دو مثالیں دیں یا مشرکین کی زجر و توبیخ کرتے ہوئے مکھی کی مثال دی۔ (اِنَّ الَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَنۡ يَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا) کہ جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ تو ان لوگوں نے اس سے درس عبرت حاصل کرنے کی بجائے الٹا ان مثالوں کو قرآن کے کلام خدا نہ ہونے کی دلیل دی کہ اگر یہ اللہ کا کلام ہوتا تو ایسی حقیر چیزوں کی مثال نہ دیتا۔ خداوند عالم ان کے جواب میں فرما رہا ہے کہ مثال کسی مطلب کی وضاحت کیلئے ہوتی ہے لہٰذا اللہ ہرگز اس بات سے نہیں شرماتا کہ وہ اس مقصد کیلئے مچھر یا اس سے بھی زیادہ کسی حقیر چیز جیسے مکھی کی مثال دے کیونکہ مثال کا مقصد کبھی کسی بڑی چیز کی مثال سے حاصل ہوتا ہے اور کبھی کسی حقیر چیز کی مثال سے۔ ع

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا

مخفی نہ رہے کہ آیت میں اہداء و اضلال کی نسبت جو خدا کی طرف دی گئی ہے وہ مجازی ہے یعنی اہداء سے اس کی توفیق مراد ہے اور اضلال سے سلب توفیق مراد ہے۔

۱۵۔ ﴿كَيۡفَ تَكۡفُرُوۡنَ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں خدائے حکیم اپنے منکرین کو جھنجوڑ رہا ہے کہ تم کس طرح خدا کی ہستی کا انکار کرتے ہو جس کے وجود کی ہزاروں آفاقی و انفسی دلیلوں کے علاوہ خود تم سب سے بڑا شاہکار ہو؟

اتزعم انك جرم صغير
وفيك انطوى العالم الاكبر

۱۶۔ ﴿وَاِذۡ قَالَ رَبُّكَ۔ الآیہ﴾ ظاہر ہے کہ خداوند عالم نے یہ بات نہ فرشتوں سے مشورہ لینے کے لیے کی تھی اور نہ اجازت لینے کیلئے۔ بلکہ صرف ان کو اطلاع دینے کے لیے کی تھی کہ میں زمین میں رشد و ہدایت کے کام کی انجام وہی کیلئے اپنے خلیفہ و جانشین پیدا کر رہا ہوں۔ فرشتوں کا یہ کہنا کہ تو اس کو خلیفہ بنائے گا جو فساد پھیلائے گا......تو یہ بطور اعتراض نہیں تھا بلکہ حقیقت

لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ قَالُوٓا
سے کہا کہ میں زمین پر ایک خلیفہ (جانشین) بنانیوالا ہوں تو انہوں نے کہا کیا تو اس میں
أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ
اس کو (خلیفہ) بنائے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزی کرے گا۔ حالانکہ ہم
وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّيٓ
تیری حمد و ثناء کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تیری تقدیس (پاکیزگی بیان) کرتے ہیں۔
أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَآءَ
فرمایا یقیناً میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۳۰) اور اس (اللہ) نے آدمؑ کو (تمام چیزوں کے) نام
كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ
سکھائے۔ پھر ان کو (جن کے نام سکھائے تھے) فرشتوں کے سامنے پیش کیا
أَنْبِئُونِي بِأَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿٣١﴾
اور فرمایا اگر تم سچے ہو (کہ تم خلافت کے زیادہ حقدار ہو) تو مجھے ان اشخاص کے نام بتاؤ (۳۱)
قَالُوا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۖ إِنَّكَ
انہوں نے کہا (ہر نقص و عیب سے) تیری ذات پاک ہے۔ ہمیں اس کے سوا جو تو نے ہمیں تعلیم دیا ہے (سکھایا ہے)
أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٣٢﴾ قَالَ يٰٓـَٔادَمُ أَنْبِئْهُمْ
اور مزید کچھ علم نہیں ہے۔ بے شک تو بڑا علم والا اور بڑی حکمت والا ہے (۳۲) فرمایا: اے آدمؑ تم ان کو ان کے
بِأَسْمَآئِهِمْ ۖ فَلَمَّآ أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ قَالَ
نام بتاؤ۔ تو جب آدمؑ نے ان (فرشتوں) کو ان کے نام بتا دیئے تو خدا نے
أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّيٓ أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ
فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کے سب مخفی رازوں کو
وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ
جانتا ہوں اور وہ بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کر رہے ہو اور وہ بھی جو تم (اندرون دل) چھپائے
تَكْتُمُونَ ﴿٣٣﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ
ہوئے تھے (۳۳) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ

حال کی وضاحت کی خاطر کہا تھا کہ اس میں کیا حکمت الٰہی ہے؟

۱۷۔ ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَآءَ ۔الآیہ﴾ اس سے واضح ہوتا ہے کہ خلیفۃ اللہ کے لیے صرف تقویٰ و تقدس کافی نہیں ہے بلکہ اس کیلئے بہت سے علم کی بھی ضرورت ہے۔ نیز آیت سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ خلیفہ بنانا اور اس کا انتخاب کرنا خدا کا کام ہے گنہگار مخلوق تو در کنار نوری اور معصوم مخلوق بھی اجماع یا شوریٰ کر کے کسی کو منتخب نہیں کر سکتی! نیز اللہ تعالیٰ جس کا انتخاب کرتا ہے وہ سب سے افضل و اعلیٰ ہوتا ہے۔ کیونکہ (وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۔) اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ مفسد کون ہے اور مصلح کون؟

۱۸۔ ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ ۔الآیہ﴾ یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ سجدہ وہ ذاتی عبادت ہے جو ہر شریعت میں خدا سے مختص رہا ہے اور غیر اللہ کو سجدہ کرنا وہ شرک جلی ہے جس کی حرمت ذاتی ہے! یہ سجدہ کس قسم کا تھا جس کا خدا نے ملائکہ کو حکم دیا تھا؟ عموماً کہا جاتا ہے کہ سجدہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) تعظیمی۔ (۲) اور تعبدی۔ یعنی مخلوق میں جو کسی بزرگ کو کیا جائے اسے تعظیمی کہا جاتا ہے اور جو خدا کو کیا جائے اسے تعبیدی کہا جاتا ہے۔ مگر اس بات کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ ہر قسم کا سجدہ ذات خداوندی کے ساتھ مخصوص ہے چنانچہ اقلیم امامت کے گیارہویں تاجدار اور علم قرآن کے گیارہویں وارث امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی ہے کہ (کان السجود للہ و کان آدم قبلۃً) یعنی آدم کو قبلہ بنا کر سجدہ خدا کو کیا گیا تھا۔ (احتجاج طبرسی و حیات القلوب) بنا بریں اگر یہ سجدہ جائز بھی تھا تو سابقہ شریعتوں میں۔ اب شریعت مقدسہ اسلامیہ میں ہر قسم کا سجدہ ذات خدا سے مخصوص ہے۔

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ

کے سامنے سجدہ میں گر جاؤ ابلیس کے سوا سب سجدہ میں گر گئے۔اس نے انکار وتکبر کیا

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ

اور کافروں میں سے ہو گیا (۳۴) اور ہم نے کہا: اے آدمؑ! تم اور تمہاری بیوی دونوں بہشت

زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠

میں رہو۔اور اس سے جہاں سے تمہارا دل چاہے مزے اور فراغت کیساتھ کھاؤ۔لیکن اس

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾

(مخصوص) درخت کے پاس نہ جانا (اس کا پھل نہ کھانا) ورنہ تم زیاں کاروں میں سے ہوجاؤ گے (۳۵)

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا

تب شیطان نے (اس درخت کے باعث) ان کے قدم پھسلائے اور انہیں اس (عیش وآرام) سے نکلوادیا

فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ

جس میں وہ تھے اور ہم نے کہا اب تم (زمین پر) اتر جاؤ۔ایک دوسرے کے دشمن ہو کر۔اور تمہارے لیے

لَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾

زمین میں ایک (خاص) وقت تک ٹھہرنے اور فائدہ اٹھانے کا سامان موجود ہے (۳۶)

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ

اس کے بعد آدمؑ نے اپنے پروردگار سے کچھ دعا کے کلمات (حاصل کئے) تو اس نے انکی توبہ قبول کی کیونکہ

هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا

وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے (۳۷) ہم نے کہا تم سب اس سے اتر جاؤ۔اس کے

جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ

بعد اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو لوگ میری اس ہدایت

هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾

کی پیروی کریں گے تو ان کیلئے نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے (۳۸)

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

اور جو کفر اختیار کریں گے اور ہماری آیتوں (نشانیوں) کو جھٹلائیں گے وہی لوگ دوزخ

۱۹۔﴿وَلَا تَقْرَبَا ۔الآیہ﴾ تمام محققین اسلام کا اتفاق ہے کہ انبیاء ومرسلین مہد سے لے کر لحد تک ہر قسم کے گناہ سے معصوم ہوتے ہیں اور یہ خدا کے وہ مخلص بندے ہوتے ہیں جن پر شیطان کا کوئی تسلط نہیں ہوتا۔تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب آدمؑ کا پھل کھانے والا اقدام کیا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ترک اولیٰ تھا۔کہ ابلیس کے حلفی بیان پر اعتبار کر لیا اور خدا سے رابطہ کر کے حقیقت حال معلوم نہ کی۔

۲۰۔﴿فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ ۔الآیہ﴾ وہ کلمات کیا تھے؟ اس میں اختلاف ہے! ایک قول یہ ہے کہ وہ پنجتن پاکؑ کے اسماء مبارکہ تھے جن کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی تھی۔ (اصول کافی، درمنثور وغیرہ)

۲۱۔﴿قُلْنَا اهْبِطُوْا ۔الآیہ﴾ بظاہر یہ خطاب آدمؑ وحواؑ اور ابلیس کو ہے کہ پہلے دونوں حضرات مخصوص درخت کا پھل کھانے کے اثر وضعی کے نتیجہ میں اور ابلیس اپنی تلبیس کی وجہ سے وہاں سے نکالے گئے تھے۔بہر حال ان دونوں حضرات کے اخراج کا گو ظاہری سبب تو وہی مخصوص درخت کا پھل کھانا تھا۔ورنہ حقیقت الامر تو یہ ہے کہ جناب آدمؑ پیدا ہی خلافت ارضی کے لیے کئے گئے تھے۔لہٰذا انہیں بدیر یا سویر ایک نہ ایک دن دنیا میں تشریف تو ضرور لانی تھی اور اس عالم آب وگل میں رہ کر فریضہ تبلیغ وہدایت انجام دینا تھا۔

۲۲۔﴿يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۔الآیہ﴾ خداوند عالم نے سورہ بقرہ کے آغاز میں عام بنی آدم کا اجمالی تذکرہ کرنے کے بعد خاص طور پر بنی اسرائیل کا ذکر شروع کیا ہے جو آیت نمبر ۴۰ سے لے کر آیت ۱۲۳ تک مسلسل چلا گیا ہے اور اس اکھڑ مزاج قوم کو اپنے بعض احسانات وانعامات یاد دلا کر راہ راست پر آنے اور اسلام لانے کی دعوت دی گئی ہے مگر ع

مرد ناداں پر کلام نرم ونازک بے اثر

ع النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

والے ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (۳۹) اے بنی اسرائیل (اولادِ یعقوبؑ) میری وہ

اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا

نعمت یاد کرو جو میں نے تم کو عطا کی تھی اور تم مجھ سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو

بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾

پورا کرو میں بھی تم سے کئے ہوئے اپنے عہد کو پورا کروں گا اور تم مجھ سے ڈرتے رہو (۴۰)

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا

اور اس کتاب (قرآن) پر ایمان لاؤ جو میں نے (اب) نازل کی ہے۔ جو اس (توراۃ) کی تصدیق کرتی

تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا

ہے جو تمہارے پاس ہے اور تم اس کے اولین منکر نہ بنو اور آیتوں کو (ان میں تحریف کر کے) تھوڑی قیمت

قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ

(دنیوی مفاد) پر فروخت نہ کرو۔ اور مجھ ہی سے (میری نافرمانی سے) ڈرو (۴۱) اور حق کو

بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾

باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور جانتے بوجھتے ہوئے حق کو نہ چھپاؤ (۴۲)

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور (میری بارگاہ میں) رکوع کرنے (جھکنے) والوں کیساتھ

الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ

رکوع کرو (باجماعت نماز ادا کرو) (۴۳) کیا تم دوسرے لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو مگر

اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا

اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ حالانکہ تم کتاب خدا کی تلاوت کرتے رہتے ہو کیا تم عقل سے

تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ

کام نہیں لیتے (۴۴) اور (مشکلات و مصائب کے وقت) صبر (روزہ) اور نماز کے ذریعہ (خدا سے) مدد

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ

مانگو اور یہ (نماز) یقیناً بہت گراں ہے سوائے ان بندوں کے جو خشوع و خضوع رکھنے والے ہیں (۴۵) اور

۲۳۔ ﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ ۔الآیہ﴾ اس آیت میں گو بظاہر تو خطاب یہود کے علماء و احبار کو ہے مگر اس کی زد میں ہر قوم و ملت کے وہ سب مذہب کے اجارہ دار بھی آتے ہیں جن کی گفتار اور کردار میں تضاد پایا جاتا ہے جو زبانی طور پر کہتے کچھ اور ہیں اور عملی طور پر کرتے کچھ اور ہیں اور اسی وجہ سے ان کی گفتار میں اثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ ع

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

اور بدکردار کی بات منہ سے نکلتی ہے دل سے نہیں نکلتی۔

۲۴۔ ﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ ۔الآیہ﴾ احادیث میں صبر سے روزہ اور صلوٰۃ سے نماز مراد لی گئی ہے بظاہر یہ تمام مکلفین کو خطاب ہے کہ مشکلات و مصائب کے وقت روزہ رکھ کر اور نماز پڑھ کر خدا سے دعا و استمداد کرنی چاہیے تاکہ مدد الٰہی سے مشکلات کے بادل چھٹ جائیں۔

يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ

(بارگاہ خداوندی میں) عاجزی کرنیوالے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ انہیں اپنے پروردگار کا سامنا کرنا ہے (اس کے حضور پیش

رَاجِعُونَ ﴿٤٦﴾ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي ع ۵

ہونا ہے) اور (آخرکار) اسی کی طرف پلٹ کر جانیوالے ہیں (۴۶) اے بنی اسرائیل! میری وہ نعمت

أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٤٧﴾

یاد کرو جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اور یہ کہ میں نے تمہیں دنیا جہاں کے لوگوں پر فضیلت دی (۴۷)

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا

اور اس دن (قیامت) سے ڈرو جب کوئی کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکے گا اور نہ ہی کسی کی

وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ

طرف سے کوئی سفارش قبول ہوگی اور نہ کسی سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا۔ اور

وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤٨﴾ وَإِذْ نَجَّيْنَاكُم مِّنْ آلِ

نہ ان کی کوئی مدد کی جائے گی (۴۸) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی

فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ

تھی۔ جو تمہیں بدترین عذاب کا مزہ چکھاتے تھے (یعنی) تمہارے لڑکوں کو قتل کر ڈالتے تھے

أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم

اور تمہاری عورتوں (بیٹیوں) کو (اپنی خدمت گزاری کیلئے) زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے

بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿٤٩﴾ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ

پروردگار کی بڑی سخت آزمائش تھی (۴۹) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تمہارے لیے سمندر کو

الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَ

شگافتہ کیا (اسے پھاڑ کر تمہارے لیے راستہ بنایا) اور تمہیں نجات دی اور تمہارے دیکھتے دیکھتے

أَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿٥٠﴾ وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ

فرعونیوں کو غرق کر دیا (۵۰) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے موسیٰؑ سے (توراۃ دینے کیلئے)

لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ وَأَنتُمْ

چالیس راتوں کا وعدہ کیا تھا پھر تم نے ان کے بعد گوسالہ (بچھڑے) کو (معبود) بنالیا۔

۲۵۔ ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي۔ الآیہ﴾ اس دن سے عام مفسرین نے قیامت کا دن مراد لیا ہے۔ مگر بعض نے اس سے موت کا دن مراد لیا ہے کہ موت کسی طرح بھی ٹل نہیں سکتی۔ واضح رہے کہ کسی بھی مجرم کے بچاؤ کے چند طریقے ہوا کرتے ہیں۔ (۱) بدلہ (۲) سفارش (۳) معاوضہ (۴) کسی کی مدد۔ خداوند عالم نے یہاں ان سب طریقوں کی نفی کر دی ہے جبکہ گنہگار مومن کیلئے ان میں سے بعض طریقے مسلم طور رثابت ہیں اس لیے تمام مفسرین نے یہاں نفس سے کافر مراد لیا ہے کہ کسی طرح بھی اس کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔

۲۶۔ ﴿وَإِذْ نَجَّيْنَاكُم۔ الآیہ﴾ یہاں منعم حقیقی اپنے ان خاص انعامات کی فی الجملہ تفصیل بیان کر رہا ہے جن سے اس نے مختلف اوقات میں بنی اسرائیل کو نوازا تھا اور ان میں سے ایک احسان عظیم یہ تھا کہ اس نے ان کو فرعون اور فرعونیوں کے بدترین مظالم سے نجات دلائی۔ ان کے سب سے بڑے دشمن فرعون اور اس کے لاؤ لشکر کو غرق کیا۔ رشد وہدایت کے لیے توراۃ نازل کی۔ بھوک دور کرنے کیلئے ان پر من وسلویٰ نازل کیا۔ دھوپ میں ابر کا سایہ کیا۔ کوہ طور پر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ فرمایا وغیرہ وغیرہ۔ مگر وہ اکھڑ مزاج قوم نہ شرک سے باز آئی اور نہ ہی اطاعت و فرمانبرداری کا حق ادا کیا۔ بلکہ برابر گناہ وعصیان کاری کرتی رہی۔ اور جناب موسیٰؑ کو اذیت پہنچاتی رہی۔ اور برابر ایسا کر کے ہم پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ سچ ہے ؎

نہ ہو طبیعت ہی جن کی قابل وہ تربیت سے نہیں سنورتے
ہوا نہ سرسبز رہ کے پانی میں عکس سرو کنار جو کا

ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
جبکہ تم ظالم تھے (۵۱) پھر ہم نے اس (ظلم) کے بعد بھی معاف کر دیا۔ تاکہ تم شکر
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
گزار بنو (۵۲) اور (وہ وقت یاد کرو) جب فرعونی (تم پر ظلم کر رہے تھے تو) ہم نے موسیٰؑ کو کتاب
وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى
فرقان عطا کی تاکہ تم ہدایت حاصل کرو (۵۳) اور (وہ وقت یاد کرو) جب (موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا)
لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ
اے میری قوم! یقیناً تم نے گوسالہ کو (معبود) بنا کر اپنی جانوں پر بڑا ظلم کیا ہے۔
بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا
لہٰذا تم اپنے خالق کی بارگاہ میں (اس طرح) توبہ کرو کہ اپنی جانوں کو قتل کرو۔ یہی (طریقہ کار)
اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ
تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے لیے بہتر ہے۔ اس صورت میں اس نے
فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾
تمہاری توبہ قبول کی۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا، نہایت رحم والا ہے (۵۴)
وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ
اور (وہ وقت یاد کرو) جب تم نے کہا اے موسیٰؑ! اس وقت تک ہم ہرگز ایمان نہیں لائینگے جب تک ظاہر
جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾
بظاہر (اعلانیہ) خدا کو دیکھ نہ لیں۔ سو (اس پر) تمہارے دیکھتے بجلی نے تمہیں اپنی گرفت میں لے لیا (۵۵)
ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ
پھر ہم نے تمہاری موت کے بعد تمہیں زندہ کیا تاکہ (اس احسان کے بعد) تم
تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا
شکر گزار بن جاؤ (۵۶) اور ہم نے (صحراء میں) تمہارے اوپر ابر کا سایہ کیا اور تم پر من وسلویٰ
عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا
نازل کیا (اور کہا) کہ ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں۔ اور

۲۷۔ ﴿وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ۔ الآيه﴾ بنی اسرائیل کی بھوک دور کرنے کیلئے خدا نے من وسلویٰ کا اہتمام کردیا۔ اگرچہ من و سلویٰ کی پوری حقیقت تو معلوم نہیں ہے، مگر اہل لغت اور اہل تفسیر کی تشریح سے جو کچھ مستفاد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ من ترنجبیں کی قسم سے شہد سے زیادہ شیریں ایک شکر تھی۔ صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک مختلف بوٹیوں پر گر کر جم جاتی تھی۔ جسے یہ لوگ اتار لیتے تھے اور سلویٰ بھنے ہوئے بٹیر کی قسم کی کوئی لذیذ غذا تھی۔ جو جزیرہ نمائے سینا کا خاص پرندہ ہے۔ یہ رات کے وقت نازل ہوتا تھا جس سے ان لوگوں کا دن بآسانی گزر جاتا تھا اور بغیر کسی زحمت و مشقت کے خورد ونوش کا سامان ہو جاتا تھا۔ بقولے یہ بٹیرے ان کے پاس جمع ہو جاتے تھے اور ان سے بھاگتے نہیں تھے اور یہ لوگ ان کو پکڑ کر ذبح کرتے تھے اور پکا کر کھاتے تھے۔

رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

ان لوگوں نے (ناشکری کرکے) ہم پر کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ وہ اپنی ہی جانوں پر

يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ

ظلم کرتے رہے (۵۷) اور (یاد کرو وہ وقت) جب ہم نے کہا کہ اس بستی (بیت المقدس یا اریحا)

فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا

میں داخل ہوجاؤ اور اس میں سے جہاں سے چاہو (اور جو چاہو) مزے سے بافراغت کھاؤ۔ (پیو)

الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ

اور دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے حطہ (بخشش) کہتے ہوئے داخل ہو جاؤ۔ ہم تمہاری

خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ

خطائیں معاف کردیں گے اور ہم نیکی کرنیوالوں کو کچھ زیادہ ہی (ثواب) عطاکرینگے (۵۸) مگر ان

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ

ظالموں نے وہ بات (حطہ) جو ان سے کہی گئی تھی اسے ایک اور بات سے بدل دیا

فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ

اور حطہ کی بجائے حنطہ کہا لہذا ہم نے ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان پر آسمان سے

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى ع

بڑا عذاب نازل کیا (۵۹) اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم

لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ

کیلیے (خدا سے) پانی مانگا۔ تو ہم نے کہا اپنا عصا چٹان پر مارو جس

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ

کے نتیجہ میں بارہ چشمے پھوٹ نکلے اس طرح ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ

كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ

معلوم کر لیا۔ (ہم نے کہا) خدا کے دیئے ہوئے رزق سے کھاؤ پیو

اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذْ

اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو (۶۰) اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب تم

۲۸۔ ﴿وَاِذْ قُلْنَا ۔الاٰیہ﴾ آخرکار اللہ اللہ کرکے بنی اسرائیل بیت المقدس (یا بروایتے اریحا نامی بستی) تک پہنچے۔ انہیں حکم دیا گیا کہ ''حطۃ'' (بخشش) کہتے ہوئے سجدہ کناں (جھک کر) اس کے اندر داخل ہوجاؤ۔ مگر ان شریروں نے ان دونوں احکام کی بجائے مذاقاً ''حنطۃ'' (گندم) کہا اور سجدہ کناں داخل ہونے کی بجائے وہ سینوں کے بل گھسٹ کر (مگر گردن تان کر) داخل ہوئے۔ جس کی پاداش میں خدا نے ان شریروں پر سخت عذاب نازل کیا۔ بعض اخبار کے مطابق وہ عذاب طاعون کی بیماری کی شکل میں نازل ہوا جس سے ایک ساعت کے اندر اندر کئی ہزار آدمی لقمہ اجل بن گئے۔

۲۹۔ ﴿وَاِذِ اسْتَسْقٰى ۔الاٰیہ﴾ یہاں سے خداوند عالم ان بعض واقعات کا تذکرہ کر رہا ہے جو وادی تیہہ (جزیرہ نمائے سینا) میں جناب موسیٰؑ اور ان کی قوم کو پیش آئے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ جب قوم کو پیاس لگی اور جناب موسیٰؑ نے خدا سے پانی مانگا تو ارشاد ہوا کہ چٹان پر اپنا عصا مارو۔ چنانچہ جب آپؑ نے ایسا کیا تو قبائل بنی اسرائیل کی تعداد کے مطابق بارہ چشمے پھوٹ نکلے جن سے ہر قبیلہ نے سیراب ہو کر پانی پیا اور پھر وادی تیہہ کے قیام کے دوران یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔

قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ

نے کہا اے موسیٰؑ! ہم ایک ہی (قسم کے) کھانے پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے ۔ اس لیے آپؑ اپنے

فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ

پروردگار سے ہمارے لیے دعا کیجئے کہ وہ (من وسلویٰ کی بجائے) ہمارے لیے وہ چیزیں

مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ

نکالے (پیدا کرے) جو زمین اگاتی ہے جیسے ساگ پات، ترکاری، کھیرا، ککڑی، مسور اور لہسن پیاز موسیٰؑ

قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ

نے کہا کیا تم کمتر و کہتر چیز لینا چاہتے ہو اس کے بدلہ میں جو برتر و بہتر ہے۔

خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ

اچھا شہر میں اتر پڑو۔ بے شک (وہاں) تمہیں وہ کچھ مل جائے گا جو تم مانگتے ہو۔

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ

اور (انجام کار) ان پر ذلت و خواری اور افلاس و ناداری مسلط ہو گئی۔ اور

بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ

وہ (اللہ کی نشانیوں کا) انکار کرتے تھے اور انبیاءؑ کو ناحق قتل کرتے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ

تھے (اور یہ اس لیے بھی ہوا) کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے

بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۟ع ﴿۶۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ع ۷

بڑھ بڑھ جاتے تھے (سرکشی کرتے تھے) (۶۱) بے شک جو لوگ مومن

وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ

یہودی نصرانی اور صابی (ستارہ پرست) کہلاتے ہیں (غرض) جو کوئی بھی (واقعی)

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ

اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔ تو ان (سب) کیلئے ان کے پروردگار

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا

کے پاس ان کا اجر و ثواب (محفوظ) ہے اور ان کیلئے نہ کوئی خوف ہے اور

۳۰۔ ﴿ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ۔ الآیہ﴾ آیات الٰہیہ کا انکار کرنے، انبیاءؑ کا ناحق قتل کرنے اور دیگر گوناگوں عصیان کاریوں کی وجہ سے خدا نے یہود پر ذلت و مسکنت مسلط کردی کہ وہ ہمیشہ اقوام عالم کی نظر میں بے قدر و قیمت ہیں اور جس قدر سرمایہ دار ہوں وہ سودخوری اور دوسروں کے سامنے جھکنے کی وجہ سے مسکین ہی ہیں اور فقیر القلب بھی اور اگرچہ وہ اس وقت بموجب "وحبل من الناس" یعنی پامردی ہمسایہ ایک ملک کے مالک بھی ہیں مگر پھر بھی دوسروں کی محتاجی کی وجہ سے بلند اور باعزت نہیں ہیں۔ بعض مفسرین نے اس مسکنت سے قلبی مسکنت مراد لی ہے کی یہود کو خدا کی وہ مار ہے کہ وہ سرمایہ دار ہوتے ہوئے بھی فقیر القلب ہوتے ہیں اور حرص و لالچ کی وجہ سے محتاج ہی رہتے ہیں۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ الغنٰی غنی القلب یعنی تونگری بادِل است نہ بمال اور بزرگی بعقل است نہ بسال" یہود کی اس ذلت کی مزید وضاحت سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۲ کی تفسیر کے ضمن میں کی جائے گی۔

۳۱۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ کچھ وسیع المشرب اور وحدت ادیان کے قائل لوگ اس آیت سے غلط استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اخروی نجات کے لئے مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ کوئی مسلمان ہو یا یہودی یا نصرانی وغیرہ جو بھی خدا و آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ ناجی ہے۔ مگر وہ لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ اسی قرآن میں خدا نے یہ اعلان فرمایا ہے کہ (اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ) کہ خدا کا پسندیدہ اور اس کے نزدیک قابل قبول دین صرف اسلام ہے۔ (وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ) اور جو دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کرے گا اس کا دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس آیت کا صاف و سادہ سا مفہوم یہ ہے کہ مومن یا یہودی و نصرانی وغیرہ کہلانے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اصل

هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا

نہ ہی وہ غمگین ہونگے (٦٢) اور (اس وقت کو یاد کرو) جب ہم نے (کوہ) طور کو تم پر اٹھا

فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ

کر (اور لٹکا کر) یہ عہدو پیمان لیا تھا کہ ہم نے جو کچھ تم کو دیا ہے (توراۃ) اسے مضبوطی سے پکڑو۔

وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ

اور جو کچھ اس میں ہے اسے یادرکھو (اس پر عمل کرو) تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ (٦٣) پھر تم

تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

اس (پختہ عہد) کے بعد پھر گئے سو اگر تم پر اللہ کا خاص فضل وکرم اور اس کی خاص

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٤﴾

رحمت نہ ہوتی تو تم سخت خسارہ (گھاٹا) اٹھانے والوں میں ہو جاتے (٦٤)

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي

اور یقیناً تمہیں ان لوگوں کا تو علم ہے جنہوں نے تم میں سے یوم السبت (ہفتہ کے دن) کے بارے میں

السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿٦٥﴾ ۚ

زیادتی کی۔ (اور اس دن شکار کر کے قانون شکنی کی) تو ہم نے ان سے کہا کہ تم دھتکارے ہوئے بندر بن جاؤ (٦٥)

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا

پس ہم نے اس واقعہ کو اس زمانہ کے لوگوں اور بعد میں آنیوالوں کیلئے (سامان) عبرت اور

وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ

پرہیزگاروں کیلئے نصیحت بنا دیا (٦٦) اور (اس وقت کو یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا

کہا کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔ کہنے لگے آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں

اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ

فرمایا: میں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہو

الْجٰهِلِيْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا

جاؤں (٦٧) انہوں نے کہا ہماری خاطر اپنے پروردگار سے التجا کیجئے کہ وہ ہمیں کھول کر بتائے کہ گائے

بات اسلام کی ہے اور مسلمان ہونے کی اور اسلام عقیدہ وعمل کا دوسرا نام ہے اور عقیدہ میں بنیادی عقیدہ مبداء ومعاد پر ایمان لانا اور عمل میں بنیادی چیز واجب کو ادا کرنا اور حرام سے اجتناب کرنا ہے۔ اب رہے دوسرے عقائد جیسے عدالت باری اور ایمان بالرسول تو یہ ایمان باللہ کا لازمی نتیجہ ہیں اور امامت حقہ کا اعتقاد ایمان بالرسول کا لازمی اثر ہے۔ خلاصہ یہ کہ امام کو ماننے بغیر رسول کو ماننا اور رسول پر ایمان لائے بغیر خدا پر ایمان لانا ایک بے معنی سی بات ہے اور عمل بجالائے بغیر ایمان لانے کا دعویٰ کرنا مہمل اور بے معنی ہے۔ چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں (و بالصالحات یستدل علی الایمان) کہ نیک عمل بجا لانے سے ایمان پر استدلال کیا جاتا ہے۔ (نہج البلاغہ)

۳۲۔ ﴿وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى۔ الآیہ﴾ بنی اسرائیل میں ایک بے قصور شخص کسی ظالم کے ہاتھوں قتل ہو گیا جس کی وجہ سے ایک شورش بپا ہوگئی کئی لوگ ایک دوسرے پر اس کا الزام لگانے لگے۔ بالآخر انہوں نے جناب موسیٰؑ کی طرف رجوع کیا اور انہوں نے خدا کی طرف رجوع کیا۔ ارشاد ہوا کہ ایک گائے ذبح کی جائے اور اس کا کوئی ٹکڑا مقتول کی لاش پر مارا جائے۔ خود مقتول بول کر بتائے گا کہ اسے کس نے قتل کیا ہے۔ اس پر بنی اسرائیل نے سوال پر سوال کر کے کہ اس کا رنگ کیا ہو؟ عمر کیا ہو؟ وغیرہ اس قسم کے لایعنی سوال کر کے اپنے لیے قافیہ تنگ کیا۔ آخرکار ایسی گائے تلاش کر کے ذبح کی گئی اور اس کا ٹکڑا مقتول کی لاش پر مارا گیا تو اس نے کہا کہ اسے فلاں نے قتل کیا ہے جسے قتل کر دیا گیا ہے۔ (تمام تفاسیر)

۳۳۔ ﴿قَالُوا ادْعُ۔ الآیہ﴾ اس سوال و جواب میں یہ درس پوشیدہ ہے کہ آدمی کو لایعنی قیل وقال اور غلط قسم کے سوال وجواب سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اور ہر بات کو بنی اسرائیل کی گائے نہیں بنانا چاہیے اور ایسا کر کے اپنے

هِيَ ط قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا
کیسی ہو؟ (موسیٰ نے) کہا وہ (اللہ) فرماتا ہے کہ وہ نہ بالکل بوڑھی اور نہ بالکل بن بیاہی
بِكْرٌ ط عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ط فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٨﴾
بچھڑی۔ بلکہ ان دونوں کے بین (اوسط عمر کی ہو) جو حکم تمہیں دیا جارہا ہے اس کی تعمیل کرو (۶۸)
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ط قَالَ
کہنے لگے کہ ہماری طرف سے اپنے پروردگار سے درخواست کیجئے کہ وہ ہمیں کھول کر بتائے کہ اس کا رنگ
اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ
کیسا ہو؟ کہا وہ (اللہ) فرماتا ہے کہ وہ ایسے شوخ گہرے زرد رنگ کی ہو کہ دیکھنے والے کا جی
النّٰظِرِيْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا
خوش کر دے (۶۹) وہ بولے ہماری طرف سے اپنے پروردگار سے عرض کیجئے کہ وہ ہمیں کھول کر بتائے کہ وہ
هِيَ لا اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ط وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
گائے کیسی ہو چونکہ یہ گائے ہم پر مشتبہ ہوگئی ہے؟ اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم (اس گائے تک) صحیح راستہ
لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا
پا جائینگے (۷۰) (موسیٰ نے) کہا وہ (پروردگار) فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہے جو سدھائی
ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ج مُسَلَّمَةٌ
ہوئی نہیں ہے نہ زمین کو جوتتی ہے اور نہ کھیتی کو پانی دیتی ہے وہ صحیح سالم اور بے عیب
لَّا شِيَةَ فِيْهَا ط قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ط
ہے (اور ایسی یک رنگی ہے کہ) اس میں کوئی داغ دھبہ نہیں ہے اس پر پکار اٹھے اب آپ ٹھیک بات لائے غرض اب
ع ۸ ۸ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧١﴾ ع وَاِذْ قَتَلْتُمْ
انہوں نے اسے ذبح کیا جبکہ وہ ایسا کرتے معلوم نہیں ہوتے تھے (۷۱) اور (وہ وقت یاد کرو) جب تم نے ایک شخص کو
نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ط وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ
قتل کر ڈالا تھا۔ اور پھر اس کے بارے میں باہم جھگڑنے لگے (ایک دوسرے پر قتل کا الزام لگانے لگے) اور اللہ اس چیز کو
تَكْتُمُوْنَ ﴿٧٢﴾ ج فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ط كَذٰلِكَ
ظاہر کرنیوالا تھا جسے تم چھپا رہے تھے (۷۲) (اس لیے) ہم نے کہا اس گائے کا کوئی ٹکڑا اس (مقتول کی

لئے قافیہ حیات کو تنگ نہیں کرنا چاہیے۔ مروی ہے کہ اگر یہ لوگ کٹ حجتیوں سے کام نہ لیتے اور کوئی سی عام گائے ذبح کر دیتے تو اس سے مطلب برآری ہو جاتی۔ مگر انہوں نے بلا جواز سوال و جواب کر کے اپنے لیے قافیہ تنگ کیا اور انجام کار قرعہ فال ایک ایسی گائے پر پڑا جو ہزاروں میں ایک تھی اور قیمت میں اس کی کھال بھر سونا ادا کرنا پڑا (فیضان)

۳۴۔ ﴿كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۔ الآیہ﴾ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسب الحکم جب ان لوگوں نے ذبح شدہ گائے کا ٹکڑا مقتول کی لاش پر مارا اور اس نے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام و نشان بتایا تو خدا فرماتا ہے کہ وہ اس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے لمحہ فکریہ ہے کہ جب خدا گائے ذبح کرائے بغیر بھی قاتل کا نام بتا سکتا تھا اور اس کے بغیر بھی مقتول کو زندہ کر سکتا ہے۔ تو پھر گائے کیوں ذبح کرائی؟ تو چونکہ حکیم کا کوئی قول و فعل حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔ تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ایسا کرنے میں کوئی حکمت پوشیدہ تھی وہ حکمت کیا تھی؟ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک صالح اور والدین کے خدمت گزار مگر غریب و نادار جوان کو مالی فائدہ پہنچانا مقصود تھا جو گائے کا مالک تھا نیز اس طرح جناب موسیٰ علیہ السلام کی صداقت کا معجزہ دکھانا بھی مطلوب تھا۔

يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ

لاش) پر مارو۔ اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ

تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ

تم عقل سے کام لو (۷۳) (اے بنی اسرائیل) پھر اس کے بعد تمہارے دل ایسے سخت

فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ

ہو گئے کہ گویا وہ پتھر ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت کیونکہ پتھروں میں سے کچھ

الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا

ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں۔ اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں

لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا

جو پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ

يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

جو خدا کے خوف و خشیہ سے گر پڑتے ہیں اور تم لوگ جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس سے

تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَ قَدْ

غافل (بے خبر) نہیں ہے (۷۴) (اے مسلمانو) کیا تم یہ توقع رکھتے ہو کہ یہ (یہودی) تمہارے کہنے

كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ

سے ایمان لائینگے حالانکہ ان میں سے ایک گروہ ایسا بھی گزرا ہے جو اللہ کا کلام

يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

سنتا تھا اور پھر اسے سمجھنے کے بعد دیدہ و دانستہ اس میں تحریف (ردوبدل) کردیتا تھا (۷۵)

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَ اِذَا خَلَا

اور (یہ منافق لوگ) جب اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی ایمان لائے ہیں اور جب آپس میں تنہا

بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْۤا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ

ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا تم ان (مسلمانوں) کو وہ باتیں بتاتے ہو جو اللہ نے (توراۃ میں) تم پر

اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ

ظاہر کی ہیں تاکہ وہ انہیں تمہارے پروردگار کے حضور تمہارے خلاف بطور حجت پیش کریں۔

۳۵۔ ﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ ۔ الاٰیہ﴾
چاہیے تو یہ تھا کہ خدا کی قدرت کی نشانیاں اور حضرت موسیٰؑ کی صداقت کا معجزات دیکھنے کے بعد بنی اسرائیل کے دل نرم ہو جاتے اور ایمان پختہ ہوجاتے مگر اس کے برعکس ہوا یہ کہ ان کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوگئے۔ واقعی انسان ایک عجیب طرفہ معجون ہے۔ ترقی کرنے پر آئے تو مخدوم ملائکہ بن جاتا ہے اور جب تنزلی پر آتا ہے تو حیوانوں اور پتھروں سے بھی بدتر ہوجاتا ہے۔ سچ ہے کہ لاتغنی الاٰیات والنذر عن قوم لایؤمنون۔

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٧٦﴾ أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا

کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے (۷۶) کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ یہ

يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٧﴾ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا

چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں (۷۷) اور ان (یہود) میں کچھ ایسے ان پڑھ بھی ہیں جو

يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا

بے بنیاد امیدوں اور جھوٹی آرزوؤں کے سوا کتاب (توراۃ) کا کچھ بھی علم نہیں رکھتے اور وہ صرف خام

يَظُنُّونَ ﴿٧٨﴾ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ

خیالیوں میں پڑے رہتے ہیں (۷۸) سو خرابی و بربادی ہے ان لوگوں کیلئے جو اپنے

بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ

ہاتھوں سے (جعلی) کتاب (تحریر) لکھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف

لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا

سے (آئی) ہے تاکہ اس کے عوض تھوڑی سی قیمت (دنیوی فائدہ) حاصل کریں

كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ ﴿٧٩﴾

پس خرابی ہے ان کیلئے ان کے ہاتھوں کی لکھائی پر اور بربادی ہے۔ ان کیلئے ان کی اس کمائی پر (۷۹)

وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً ۚ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ گنتی کے چند دنوں کے سوا دوزخ کی آگ ہمیں چھو بھی نہیں سکتی (اے رسولؐ) آپؐ

قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ

ان سے کہیے! کیا تم نے خدا سے کوئی عہد و پیمان لے لیا ہے کہ خدا کبھی اپنے عہد کی خلاف

عَهْدَهُ ۖ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٠﴾

ورزی نہیں کرے گا؟ یا اللہ کے ذمہ وہ بات لگا رہے ہو جس کا تمہیں کوئی علم نہیں ہے (۸۰)

بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ

کیوں نہیں (چھوئے گی) جو بھی برا کام کرے گا اور اس کا گناہ (چاروں طرف سے)

فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٨١﴾

اسے گھیر لے گا یہی لوگ دوزخی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے (۸۱)

۳۶۔ ﴿وَقَالُوا لَنْ۔ الآیہ﴾ یہ یہود کے عوام کا ذکر ہے جو بے بنیاد اور جھوٹی آرزوؤں کے سوا توراۃ اور دین کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں اور محض خیالی پلاؤ پکاتے ہیں کہ ہم بہرحال جنت میں جائیں گے اور اگر جہنم میں گئے بھی تو صرف گنتی کے چند دنوں کے لیے۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو آج اہل اسلام و ایمان کے عوام بھی ایسے ہی من گھڑت خیالات میں مگن نظر آتے ہیں نہ عقائد کی درستگی کا کوئی خیال ہے اور نہ اعمال کی پختگی کا بس کوئی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہونے پر نازاں ہے تو کوئی محبت اہل بیتؑ پر فرحاں۔ اور یہ کوئی نہیں سوچتا کہ آنحضرتؐ کا سچا امتی ہونے اور اہل بیتؑ نبوت کا حقیقی محب ہونے کے عملی تقاضے کیا ہیں؟ واضح ہے کہ سب سے بڑا تقاضا محبوب کی اتباع و اطاعت ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ

اور جو لوگ ایمان لائے اور (اس کے ساتھ ساتھ) نیک عمل بھی کئے یہی

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨٢﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا ع ۱۱ ۹

لوگ بہشتی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے (۸۲) اور (وہ وقت یاد کرو)

مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۣ

جب ہم نے بنی اسرائیل سے یہ پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

ماں باپ سے (خصوصاً) رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں سے (عموماً) نیک

وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا

سلوک کرنا اور سب سے اچھی بات کہنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ اداکرنا۔مگر تم میں

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا

سے تھوڑے آدمیوں کے سوا باقی سب اس (عہد) سے پھر گئے اور تم

مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٨٣﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا

ہو ہی روگردانی کرنے والے (۸۳) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے پختہ

مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا

عہد لیا تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانا، ایک دوسرے کو اپنے

تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ

وطن سے (نکال کر) بے وطن نہ کرنا پھر تم نے اس کا اقرار کیا اور تم

وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿٨٤﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تَقْتُلُوْنَ

خود اس کے گواہ ہو (۸۴) پھرتم ہی وہ ہو۔جواپنوں کوقتل کرتے ہواوراپنے بھائی بندوں کے کچھ لوگوں

اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ

کو ان کے وطن سے نکال بھی دیتے ہو اور ان کیخلاف گناہ اور ظلم و زیادتی کیساتھ سازش کرتے

دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ

ہو اور جتھے بندی کرتے ہو (ان کے مخالفین کی مدد کرتے ہو) اور (پھر لطف یہ ہے کہ)

۳۷۔﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ الآیہ﴾ اخروی نجات اور ابدی فوز وفلاح پانے کا جو معیار اس آیت میں بیان کیا گیا ہے یہی پورے قرآن اور ہادیان اسلام کی تعلیم و تلقین کا خلاصہ ہے کہ فلاح کونین حاصل کرنے کیلئے ایمان اور نیک کام لازم وملزوم ہیں اس کے بغیر نجات کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔

۳۸۔﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم نے بنی اسرائیل سے جو عہد و پیمان لیا تھا (اور یہی عہد وپیمان تمام بنی نوع انسان سے بھی لیا گیا ہے) اس کی بڑی بڑی شقیں یہ تھیں۔(۱) عبادت صرف خداوند عالم کی ہی کریں اور اس میں کسی اور کو اس کا شریک نہ کریں۔(۲) ماں باپ کا کماحقہ ادب و احترام کریں۔ (۳) یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ احسان اور بھلائی کریں۔ (۴) رشتہ داروں سے صلہ رحمی کریں۔ (۵) لوگوں سے اچھے میٹھے انداز میں گفتگو کریں۔(۶) نماز قائم کریں۔ (۷) ایک دوسرے کا خون نہ بہائیں۔ (۸) ایک دوسرے کو جلاوطن نہ کریں۔(۹) اور اگر قوم کا کوئی آدمی دشمن کے ہاتھ قید ہوجائے تو اس کا فدیہ دے کر آزاد کرائیں وغیرہ وغیرہ۔ مخفی نہ رہے کہ یہ باتیں سابقہ شریعتوں اور اسلام میں مشترک ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند عالم سب لوگوں کو ان اچھی باتوں پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

۳۹۔﴿وَاِذْ اَخَذْنَا ۔ الآیہ﴾ یہ عہد وپیمان تو خدا نے یہود سے لیا تھا کہ ایک دوسرے کا خون نہ بہانا، ایک دوسرے کو وطن سے نکال کر بے وطن نہ کرنا وغیرہ مگر وہ اس عہد کو نبھا نہ سکے۔ اس طرح گویا یہ عہد و پیمان ہر دور کے انسان سے لیا گیا ہے کہ ایک دوسرے کا خون نہ بہائیں اور وطن سے بے وطن نہ کریں مگر عام انسان تو درکنار آج مسلمان کہلانے والے بھی اس عہد کی پروا نہیں کرتے اور امت مسلمہ کے یہود نے تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت

وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ
اگر وہی لوگ دشمنوں کے ہاتھوں قید ہو کر تمہارے پاس آجائیں۔ تو تم ہی فدیہ دے کر انہیں چھڑا لیتے
عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ
ہو۔ حالانکہ ان کا وطن سے نکالنا تم پر حرام تھا۔ کیا تم کتاب (توراۃ) کے ایک حصہ (فدیہ دینے)
الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ
پر ایمان لاتے ہو۔ اور دوسرے حصہ (جلا وطن کرنے کی حرمت) کا انکار کرتے ہو؟ تم
يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ
میں سے جو ایسا کرے اس کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ وہ دنیا کی زندگی میں ذلیل وخوار ہو
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا
اور قیامت کے دن سخت ترین عذاب کی طرف لوٹا دیئے جائیں اور تم جو کچھ
اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
بھی کرتے ہو اللہ اس سے غافل (بے خبر) نہیں ہے (۸۵) یہ وہ (بدقسمت) لوگ ہیں
اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۫ فَلَا يُخَفَّفُ
جنہوں نے آخرت کی (ابدی زندگی) کے عوض دنیوی (فانی) زندگی خرید لی ہے پس نہ ہی
عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ ۱۰ ع ۱۰
ان کے عذاب میں کوئی تخفیف کی جائیگی اور نہ ہی ان کی کوئی مدد کی جائیگی (۸۶) البتہ ہم نے موسیٰؑ کو
اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ
کتاب (توراۃ) عطا کی ۔ اور ان کے بعد ہم نے پے در پے رسولؑ
بِالرُّسُلِ ۫ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ
بھیجے اور عیسیٰؑ بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا کیں اور روح القدس کے ذریعہ سے
وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ
ان کی تائید کی۔ (اس کے باوجود) جب بھی کوئی رسولؑ تمہاری خواہشات نفس کے
رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ
خلاف کوئی حکم لے کر تمہارے پاس آیا تو تم نے تکبر کیا

طاہرہ کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے جو یہود نے انبیاءؑ کے ساتھ بھی نہیں کیا تھا۔ اور برابر آج تک آل رسول کو قتل بھی کیا جا رہا ہے اور شریعت اسلامیہ میں من پسند تبدیلیاں بھی کی جا رہی ہیں۔ ع

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

۴۰۔ ﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ. الآیہ﴾ ابھی اوپر ان (۸) عہد وپیمان کا تذکرہ کیا جا کا ہے جو کہ خداوند عالم نے بنی اسرائیل سے لیے تھے ۔ ان میں سے انہوں نے دسویں عہد کو تو برقرار رکھا کہ اگر ان کا کوئی آدمی دشمن کے ہاتھ قید ہو جاتا تو وہ لوگ فدیہ دے کر اسے چھڑا کر لے آتے مگر آٹھویں اور نویں عہد کو بالکل پس پشت ڈال تھا یعنی وہ ایک دوسرے کو جلا وطن بھی کرتے تھے اور بڑی بے دردی سے ایک دوسرے کو قتل بھی کرتے تھے۔ اس لئے خداوند عالم ان کی مذمت فرما رہا ہے کہ تم کتاب کے ایک حصے کو تو مانتے ہو اور دوسرے حصہ کا انکار کرتے ہو؟ اس سے یہ درس ملا ہے کہ بعض من پسند باتوں کا اقرار اور ناپسند باتوں کا انکار کرنا ایک نیک مومن کا شیوہ و شعار نہیں ہے اور جو ایسا کرے گا وہ اس زجر و توبیخ کا مستوجب قرار پائے گا جو یہود سے کی گئی ہے کہ دنیا میں ذلیل و رسوا ہوگا۔ اور آخرت میں سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوگا۔

فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا

سو بعض کو جھٹلایا اور بعض کو قتل کر ڈالا (۸۷) اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر (قدرتی) غلاف چڑھے

قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ

ہوئے ہیں (ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا)۔ نہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کی ہے (اپنی رحمت سے

فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ

دور کر دیا ہے) اس لیے وہ کم ہی ایمان لائیں گے (۸۸) اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ

آئی جو ان کے پاس والی کتاب (توراۃ) کی تصدیق کرتی ہے باوجودیکہ اس کے آنے سے

قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا

پہلے خود یہ لوگ کافروں کےخلاف اس کے ذریعہ سے فتح و ظفر طلب کیا کرتے تھے۔ مگر

جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ ۚ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى

جب وہ (کتاب) ان کے پاس آگئی جسے وہ پہچانتے تھے تو اس کا انکار کر دیا۔ پس کافروں (منکروں)

الْكَافِرِينَ ﴿٨٩﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ

پر اللہ کی لعنت ہو (۸۹) سو کس قدر بری ہے وہ چیز جس کے عوض ان لوگوں نے اپنی جانوں کا سودا کیا ہے کہ

يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَنْ يُنَزِّلَ اللَّهُ مِنْ

محض اس ضد اور سرکشی کی بناء پر اللہ کی نازل کردہ کتاب کا انکار کر دیا کہ اس نے اپنے بندوں میں سے ایک

فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ فَبَاءُوا

خاص بندہ (نبی خاتمؐ) پر اپنے فضل و کرم سے کیوں (وحی نبوت و کتاب) نازل کر دی؟ پس وہ اس روش

بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ ۚ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿٩٠﴾

کے نتیجہ میں (خدا کے) غضب بالائے غضب کے سزاوار ہوئے اور کافروں کیلئے ذلت آمیز عذاب ہے (۹۰)

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو (قرآن) اللہ نے نازل کیا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر تو ایمان

نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ

رکھتے ہیں جو ہم (بنی اسرائیل) پر نازل کیا گیا ہے مگر اس کے علاوہ جو کچھ (قرآن، انجیل وغیرہ) ہے اس کا انکار کرتے

۱۴۱ـ ﴿وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ الآیہ﴾ یہاں خداوند عالم یہود کی ایک کج روی کا تذکرہ فرما رہا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے تو آپ کی آمد کا انتظار کرتے تھے اور جب مشرکین سے ان کی جنگ ہوتی تھی تو آنحضرتؐ کی برکت سے اپنی فتح و نصرت کی دعائیں کرتے تھے۔ مگر جب آپ تشریف لائے تو کفار مدینہ (اوس و خزرج) تو ایمان لائے مگر انہوں نے روایتی تعصب و عناد اور ذاتی مفاد کے تحت انکار کر دیا۔ اور آپ کے انکار کے ساتھ ساتھ اس قرآن کا بھی انکار کر دیا جو توراۃ و انجیل وغیرہ آسمانی کتابوں کا اس طرح مصداق ہے کہ ان میں بیان کردہ واقعات کی تصدیق کرتا ہے جن میں سے ایک واقعہ پیغمبر اسلامؐ کی بعثت بھی ہے اور واضح کرتا ہے کہ یہ اصل کتابیں منجانب اللہ نازل ہوئی ہیں۔ بعض روایات میں وارد ہے کہ اس امت کے کئی یہودی صفت لوگ جو صدیوں سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا انتظار کر رہے ہیں جب وہ تشریف لائیں گے اور بغیر کسی رو و رعایت کے اسلامی احکام اور عدل کا نفاذ فرمائیں گے تو یہ ان کے امام مہدی علیہ السلام ہونے کا انکار کر دیں گے۔ وارد ہے کہ (لولا السیف بید لافتی العلماء بقتلہ) کہ اگر ان کے ہاتھ میں تلوار نہ ہوتی تو کئی علماء (سوء) ان کے قتل کا فتویٰ دے دیتے (ثالث عشر بحار الانوار)

۱۴۲ـ ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا ـ الآیہ﴾ شتر مرغ کی طرح یہود کی حالت بھی عجیب ہے جب اسے قرآن پر ایمان لانے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم کوئی کافر تو نہیں ہیں بلکہ ایمان رکھتے ہیں مگر صرف اسی پر جو ہم پر نازل کیا گیا ہے اس کے علاوہ وہ اور کسی چیز پر ایمان نہیں رکھتے۔ ان کے اس عذر لنگ کے خداوند عالم نے دو جواب دیے ہیں ایک یہ کہ جب قرآن منجانب اللہ برحق ہے اور توراۃ کی تصدیق کرنے والا ہے تو محض حسد اور

وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ

ہیں حالانکہ وہ حق ہے اور جو ان کے پاس موجود ہے (توراۃ) اس کی بھی تصدیق کرتا ہے (اے رسولؐ) آپؐ ان سے کہیے

اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾

کہ اگر تم (توراۃ پر) ایمان رکھتے تھے تو اس سے پہلے (اگلے زمانہ) میں اللہ کے نبیوںؑ کو کیوں قتل کرتے رہے ہو؟ (۹۱)

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ

اور یقیناً موسیٰؑ تمہارے پاس کھلے ہوئے معجزے لے کر آئے پھر بھی تم ایسے ظالم تھے کہ ان

الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا

کے (کوہ طور پر جانے کے بعد) گوسالہ کو (معبود) بنا لیا (۹۲) اور (وہ وقت یاد کرو) کہ

مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ

جب ہم نے تم سے عہد و پیمان لیا اور تمہارے اوپر کوہ طور کو بلند کیا اور کہا تھا کہ جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے

اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ

اسے مضبوطی سے پکڑو۔ اور جو کچھ اس میں ہے اسے غور سے سنو تو (تمہارے اسلاف) نے زبان سے کہا

عَصَيْنَا ۗ وَ اُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ

کہ ہم نے سن تو لیا اور دل میں کہا ہم عمل نہیں کرینگے اور ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں میں گوسالہ کی

بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ

محبت بیٹھ گئی تھی۔ (اے رسولؐ) کہیے! اگر تم مومن ہو تو تمہارا ایمان تمہیں بہت ہی برے کاموں

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ

کا حکم دیتا ہے (یہ عجیب ایمان ہے) (۹۳) نیز ان سے کہیے کہ اگر خدا کے نزدیک آخرت کا

الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ

گھر (جنت) دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر صرف تمہارے لیے مخصوص ہے تو پھر موت کی آرزو کرو۔

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ

اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو (تاکہ جلدی بہشت میں داخل ہو جاؤ) (۹۴) اور (سن لو)

يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

کہ یہ لوگ ان (اعمال بد) کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں کبھی بھی موت کی آرزو نہیں کرینگے

تعصب کی بنا پر اس کے انکار کرنے کا نام کفر نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر تم اس پر ایمان رکھتے ہو جو تم پر نازل ہوا تھا۔ تو پھر ان انبیاء کو کیوں قتل کیا تھا۔ جو بنی اسرائیل میں سے تھے خلاصہ یہ کہ اگر یہ ایمان ہے تو پھر بے ایمانی کیا ہے؟ اور اگر یہ اسلام ہے تو پھر کفر کیا ہے؟

۴۳ ـ ﴿قُلْ اِنْ كَانَتْ ۔ الآیہ﴾ یہودی چونکہ بلا شرکت غیرے اپنے آپ کو جنت کا اجارہ دار جانتے تھے اور کہتے تھے کہ جنت میں صرف وہ جائے گا جو یہودی ہوگا (بقرہ) خدائے حکیم انکے اس خیال کا ابطال فرما رہا ہے کہ تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو پھر موت کی تمنا کرو تاکہ دنیا کے ہر قسم کے ہم و غم سے نجات پا جاؤ۔ مگر خدائے علیم پیشگی خبر دے رہا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے ہرگز موت کی خواہش نہیں کریں گے۔ تعجب ہے کہ وہ لوگ قرآن کے اس اعلان کے بعد بھی موت کی تمنا کر کے قرآن کو نہ جھٹلا سکے۔ ہم دنیا کے منصف مزاج لوگوں سے کہیں گے کہ اگر صداقت کے اس معیار پر کسی ہستی کو پورا اترتا ہوا دیکھنا چاہتے ہو تو نبیؐ و علیؑ کی سیرت و کردار اور اسلامی غزوات میں ان کی روش و رفتار کو دیکھو کہ وہ کس طرح موت سے نہ صرف مانوس بلکہ اس سے کھیلتے ہوئے نظر آتے ہیں؟ بہرحال اس آیت میں خدا کی محبت اور اپنے یقینی جنتی ہونے کے دعویداروں کی صداقت معلوم کرنے کا بڑا اعلیٰ معیار مقرر کر دیا گیا ہے۔ جس پر پرکھنے کے بعد صادق و کاذب میں بآسانی تمیز کی جا سکتی ہے۔

بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى

اور خدائے تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے (۹۵) اور (اے نبیؐ!) تم ان کو سب لوگوں سے حتیٰ کہ مشرکوں

معانقة ۲ حَيٰوةٍ ۚۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚۛ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ

سے بھی بڑھ کر زندگی کا حریص پاؤ گے ان میں ہر ایک چاہتا ہے کہ کاش اسے

يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ

ایک ہزار سال کی عمر ملے حالانکہ اس قدر عمر کا مل ہو جانا بھی اسے خدا کے عذاب

ع ۱۱ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

سے نہیں بچا سکتا اور یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے (۹۶)

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى

(اے رسولؐ) کہہ دیجئے! کہ جو شخص جبرائیل کا دشمن ہے (ہوا کرے) اس نے تو وہ (قرآن) خدا کے حکم

قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى

سے آپؐ کے دل میں اتارا ہے، جو اپنے سے پہلے (نازل شدہ) کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور اہل ایمان

وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ

کیلئے ہدایت اور کامیابی کی بشارت ہے (۹۷) جو کوئی اللہ، اس کے فرشتوں، اس کے

وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ

رسولوںؑ اور (خاص کر) جبرائیل و میکائیل کا دشمن ہو تو بے شک اللہ بھی

اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ

کافروں کا دشمن ہے (۹۸) (اے رسولؐ) بالیقین ہم نے تمہاری طرف واضح آیتیں

بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا

نازل کی ہیں اور ان کا انکار نہیں کرتے مگر وہی جو فاسق (نافرمان) ہیں (۹۹) اور کیا (ہمیشہ ایسا

عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

نہیں ہوا کہ) جب بھی انہوں (یہود) نے کوئی عہد کیا۔ تو انہی کے ایک گروہ نے اسے پس پشت ڈال دیا

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ

(توڑ دیا) بلکہ ان میں سے اکثر بے ایمان ہیں (۱۰۰) اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے

۴۴۔ ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا۔ الآیہ﴾ یہود کو جبرئیل سے اس لئے عداوت تھی کہ اس نے کوہ طور بلند کیا، جنگ کے مستقل احکام لایا۔ عذاب لایا اور وہی قرآن لایا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وہ تو صرف خدا کا پیغام لانے والا ہے۔ تو کسی کے پیغامبر سے عداوت کرنا تو دراصل دینے والے سے عداوت ہے کاش کہ علماء حق کی مخالفت کرنے والے نا ہنجاروں کو یہ حقیقت معلوم ہوتی کہ وہ ان کی مخالفت کر کے خدا و رسولؐ اور اہل بیت رسولؐ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ ﴿وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ﴾

۴۵۔ ﴿وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید نہ بالکل ایک معمہ کی مانند ہے کہ کسی کے پلے کچھ نہ پڑے اور نہ ہی اس قدر آسان ہے کہ اس کے اسرار و رموز کو سمجھنے کیلئے کسی معلم ربانی کی بالکل ضرورت ہی نہ رہے۔ بلکہ حقیقت الامر ان کے بین بین ہے۔ یعنی جہاں تک اس کے عمومی و امر و نواہی اور دیگر ظواہر الفاظ کا تعلق ہے تو ان کو سب صاحبان علم و عقل سمجھ سکتے ہیں جو عربی زبان پر عبور رکھتے ہیں۔ اور جہاں تک اس اسرار و رموز اور حقائق و معارف کا تعلق ہے تو ان کو یا خدا جانتا ہے یا رٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ جانتے ہیں جو کہ عالم علم لدنی ہیں جیسا کہ ارشاد قدرت ہے۔ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ۔

اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ

وہ رسولؐ (حضرت محمدؐ) آیا جو ان کے پاس والی کتاب کی تصدیق کرنیوالا ہے تو

اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ

انہی اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے کتاب خدا (توراۃ) کو اس طرح پس پشت ڈال دیا

كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا

کہ جیسے کہ وہ اسے جانتے ہی نہیں (۱۰۱) اور (یہ لوگ) ان (بے بنیاد) چیزوں کی پیروی

الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ

کرنے لگے جو شیاطین سلیمانؑ کے عہد سلطنت میں پڑھ کر ستایا کرتے تھے حالانکہ

سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ

سلیمانؑ نے کبھی کفر نہیں کیا بلکہ ان شیطانوں نے کفر کیا جو لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے

النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ

تھے (نیز) وہ اس چیز (جادو) کی پیروی کرنے لگے جو بابل کے مقام پر ہاروت و ماروت

هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى

نامی دو فرشتوں پر اتاری گئی حالانکہ یہ دونوں فرشتے اس وقت تک کسی کو کچھ تعلیم نہیں

يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ

دیتے تھے جب تک پہلے یہ نہیں کہتے تھے کہ ہم محض آزمائش ہیں۔ لہٰذا (اس علم کو غلط استعمال کرکے) کافر

مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا

نہ ہوجانا (بایں ہمہ) لوگ ان سے وہ کچھ سیکھتے تھے جس سے مرد اور اس کی بیوی میں جدائی

هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَ

ڈال دیں۔ حالانکہ وہ اذنِ خدا کے بغیر کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ الغرض وہ لوگ

يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۭ وَلَقَدْ

ان سے وہ چیز سیکھتے تھے جو ان کو ضرر پہنچاتی تھی اور کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی تھی۔ اور وہ اچھی

عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ڜ

طرح جانتے تھے کہ جو شخص (دین کے بدلے) ان چیزوں کو خریدے گا۔ اس کا

۳۶۔ ﴿وَاتَّبَعُوْا۔ الآیۃ﴾ چونکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یہود کا زوال شروع ہوچکا تھا اس لئے وہ زوال پذیر قوموں کی طرف ٹھوس اسباب کا سہارا لینے کی بجائے اپنے وقار واقتدار کو بچانے کیلئے جادو اور جنتر منتر وغیرہ کا سہارا لینے لگے تھے۔ ایک وہ جادو جو عہد سلیمانؑ کی طرف منسوب ہے جس کا مرکز فلسطین تھا اور دوسرا وہ جو ہاروت و ماروت کی طرف منسوب ہے جس کا مرکز بابل تھا۔ ارشادِ قدرت ہے کہ سلیمان نے جادو کرکے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے ایک مخفی چال چلی تھی۔ اور نہ ہی ہاروت و ماروت نے کفر کیا۔ بلکہ وہ جادو کے توڑ کے لیے اہل ایمان کو جادو سکھاتے تھے اور اس کے ساتھ یہ بھی کہتے کہ ہم ایک آزمائش ہیں لہٰذا جادو کرکے کافر نہ ہوجانا۔ ان آیات وروایات سے صاف ظاہر ہے کہ جادو کرنا کوئی عام گناہ نہیں ہے بلکہ یہ کفر ہے۔

وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا

آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور کس قدر برا معاوضہ ہے جس پر انہوں نے اپنی جانوں کا سودا کیا۔ کاش

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ

انہیں اس کا علم ہو (۱۰۲) اور اگر یہ لوگ ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو خدا کی

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يٰٓاَيُّهَا ع ۱۲ ۱۲

بارگاہ سے انہیں جو ثواب ملتا وہ (اس سے) بہتر ہوتا کاش انہیں اس کا علم ہوتا (۱۰۳) اے ایمان والو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا

(پیغمبرؐ سے) راعنا نہ کہا کرو (بلکہ) انظرنا کہا کرو اور (توجہ سے ان کی

وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا

بات) سنا کرو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے (۱۰۴) جو لوگ کافر

يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا

ہیں (خواہ) اہل کتاب میں سے ہوں یا مشرکین میں سے وہ ہرگز پسند نہیں کرتے کہ

الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ

تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لیے کوئی بھلائی نازل ہو۔

رَّبِّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ

حالانکہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کیلئے مخصوص کر لیتا ہے اور اللہ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ

بڑے فضل و کرم والا ہے (۱۰۵) ہم جس آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں یا اسے بھلا

نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ تَعْلَمْ

دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لاتے ہیں ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر چیز

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ

پر بڑی قدرت رکھتا ہے (۱۰۶) کیا تمہیں معلوم ہے کہ آسمانوں اور زمین

اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

کی سلطنت اللہ ہی کیلئے ہے۔ اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی سرپرست

۴۷۔﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ الآیہ ﴾ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے اور وہ بات بعض صحابہ کرام کی سمجھ میں نہ آتی تو وہ عرض کرتے کہ (راعنا یا رسول اللہ) یا رسول اللہؐ! ہمارے حال کی رعایت کیجئے یعنی مکرر ارشاد فرمایئے مگر چونکہ یہ ذو معنیٰ ہے جس کے سیدھے سادے معنیٰ تو وہی ہیں جو بیان ہوئے مگر عبرانی میں اس کے معنیٰ دشنام کے بھی ہیں یعنی ''احمق، شیخی باز اور شریر'' اور چونکہ منافق اور یہود اس لفظ سے یہی معنیٰ مراد لیتے تھے اس لیے خدائے حکیم نے اہل ایمان کو اس لفظ کے استعمال سے منع فرمادیا اور اس کی جگہ ''انظرنا'' کہنے کا حکم دیا یعنی یا رسول اللہؐ ہمارے حال پر توجہ فرمائیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو انبیاءؑ کا کس قدر پاس ادب ملحوظ ہے؟

۴۸۔﴿ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ ۔ الآیہ ﴾ اس آیت مبارکہ میں اس فطری حقیقت کا بیان کیا گیا ہے کہ سفلہ صفت دشمن کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے دشمن کو کبھی سکھ اور سکون نصیب ہو بلکہ وہ ہمیشہ اپنے دشمن کیلئے دکھ اور تکلیف کی آرزو کرتا ہے۔ اسی حقیقت کا قرآن مجید کے کئی مقامات پر اظہار کیا گیا ہے کہ اگر مسلمانوں کو کبھی سکھ اور چین نصیب ہو تو کفار و مشرکین غمگین ہوتے ہیں اور اگر ان کو دکھ اور تکلیف پہنچے تو یہ سفلہ صفت لوگ خوش ہوتے ہیں...... حالانکہ ایک شریف انسان کو خدا کے فیصلہ پر راضی رہنا چاہیے۔

۴۹۔﴿ مَا نَنْسَخْ ۔ الآیہ ﴾ چونکہ دین اسلام سابقہ شرائع کا ناسخ ہے اس لئے یہود اس پر بہت اعتراض کیا کرتے تھے کہ خدا کی رائے بدل گئی؟ کیا وہ کوئی حکم دے کر پشیمان ہوگیا؟ حالانکہ احکام میں نسخ کی مثال طبیب کے نسخہ کی سی ہے کہ طبیب کی تشخیص بدستور اپنی جگہ پر رہتی ہے مگر مریض کی حالت چونکہ بدلتی رہتی ہے اس لئے طبیب کے نسخہ اور اس کے اجزاء میں رد و بدل ہوتا رہا ہے (اَوْ نُنْسِهَا) یہ احکام

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ

اور مددگار نہیں ہے (۱۰۷) (اے مسلمانو) کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے

تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ

رسولؐ سے ویسے ہی (احمقانہ) سوال کرو۔ جیسے اس سے پہلے موسیٰؑ سے

وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ

کئے گئے تھے؟ اور جس شخص نے ایمان کے عوض کفر اختیار کیا وہ راہ راست سے

السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ

بھٹک گیا (۱۰۸) (اے مسلمانو!) بہت سے اہل کتاب اپنے ذاتی حسد کی وجہ سے

يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا

چاہتے ہیں کہ ایمان لانے کے بعد تمہیں پھر کافر بنا دیں باوجودیکہ

مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ

ان پر حق واضح ہو چکا ہے سو تم عفو در گزر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ

الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ

ان کے بارے میں اپنا حکم بھیجے یقیناً اللہ ہر چیز پر

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

قادر ہے (۱۰۹) اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور جو کچھ نیکی

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ

اور بھلائی اپنے لیے (زاد راہ کے طور پر) آگے بھیج دو گے اسے اللہ کے یہاں

خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

موجود پاؤ گے جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے (۱۱۰) اور وہ (یہود و نصاریٰ)

بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ

کہتے ہیں کہ کوئی ہرگز جنت میں داخل نہیں ہو گا مگر وہی جو یہودی و نصرانی ہو گا۔

هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا

یہ ان کی خیال بندیاں اور خالی تمنائیں ہیں۔ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم (اپنے دعویٰ میں)

الربع

شریعت بدلنے کی دوسری صورت ہے کہ پہلے قانون کو دنیاوالے تصرف وتحریف کر کے بالکل نسیاً منسیاً کردیتے ہیں یا خدا کسی خاص مصلحت کے تحت بھلادیتا ہے۔ اور جدید شریعت سازی کرکے اس کی تجدید کر دیتا ہے۔ بنابریں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ نسخ و انساء پر یہود کا اعتراض کرنا ان کی حماقت اور معاملہ نافہمی کا ثبوت ہے۔ بالکل اسی طرح عام مسلمانوں کا ہمارے عقیدہ بدا پر اعتراض کرنا حالات کے بدلنے سے تقدیر الٰہی میں تبدیلی کا دوسرا نام ہے۔ یہ بھی معاملہ نافہمی کا ثبوت ہے۔ الغرض نظام شریعت میں جو حیثیت نسخ کی ہے نظام تکوین میں وہی حیثیت بداء کی ہے۔ (يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚۖ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ) خدا جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے لکھ دیتا ہے کیونکہ اس کے پاس ام الکتاب (لوح محفوظ) ہے اور اس سے جہاں خدا کی قدرت کاملہ کا اظہار ہوتا ہے وہاں اس سے اس کی حکمت بالغہ کا اثبات بھی ہوتا ہے۔ (اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)

۵۰۔ ﴿وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ۔ الآیہ﴾ یہود ونصاریٰ بلاشرکت غیرے جنت سے اپنی اجارہ داری کے قائل تھے اسی بنا پر تو گرجا والے اپنے قوم کے گنہگاروں اور بدکاروں کو خطیر رقم لے کر جنت کے پروانے لکھ دیا کرتے تھے اور اس طرح بالواسطہ معاشرہ میں جرائم میں گناہوں میں اضافہ کا باعث بنتے تھے۔ بہرحال جب ہر دعویٰ دلیل کا محتاج ہوتا ہے تو خداوند عالم ان سے مطالبہ کر رہا ہے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی سچائی کی دلیل پیش کرو...... اور اگر ایسا نہ کر سکے تو معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا دعویٰ جھوٹا ہے۔

بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿١١١﴾ بَلٰى مَنْ

سچے ہو تو اپنی کوئی دلیل پیش کرو (۱۱۱) ہاں (کسی کی کوئی خصوصیت نہیں ہے) جو شخص (حق سن کر) اپنا

أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ

سر تسلیم خدا کے سامنے خم کردے اور (مقام عمل میں) نیکوکار بھی ہو تو اس کے پروردگار کے پاس اس کا اجر

رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١١٢﴾ ع ۱۳ ع ۹ ۱۴

وثواب ہے اور (قیامت کے دن) ایسے لوگوں کو کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے (۱۱۲)

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ

یہودی کہتے ہیں کہ نصرانی کسی چیز (راہ راست) پر نہیں اور نصرانی کہتے ہیں کہ یہودی

وَقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ

کسی چیز (راہ راست) پر نہیں حالانکہ یہ سب (آسمانی) کتاب کے پڑھنے والے ہیں

وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتٰبَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا

اسی طرح (بے بنیاد) باتیں ان لوگوں (کفار و مشرکین) نے بھی کی ہیں

يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

جو کچھ بھی علم نہیں رکھتے۔ پس جن باتوں میں یہ لوگ آپس میں جھگڑ رہے ہیں قیامت

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١١٣﴾ وَمَنْ

کے دن اللہ ان کے درمیان فیصلہ کردے گا (۱۱۳) اور اس شخص سے بڑھ کر

أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا

ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کے ذکر سے (اللہ کے بندوں کو)

اسْمُهُ وَسَعٰى فِي خَرَابِهَا أُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ

روکے اور ان کی ویرانی و بربادی کی کوشش کرے حالانکہ (روکنے والوں)

أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَآئِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا

کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مسجدوں میں داخل ہوں مگر ڈرتے ڈرتے۔ ان لوگوں

خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١٤﴾ وَلِلّٰهِ

کیلئے دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے (۱۱۴) اور مشرق و مغرب

۵۱۔ ﴿بَلٰى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم اہل کتاب دونوں گروہوں (یہود و نصاریٰ) کے نظریہ کی رد کرنے کے بعد جنت میں داخلہ کا قاعدہ اور ضابطہ بیان فرمارہا ہے۔ کہ جنت پر کسی گروہ کی کوئی اجارہ داری نہیں ہے۔ بلکہ جو بھی اپنے کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکائے اور نیک عمل بجالائے یعنی عقائد حقہ رکھے اور اعمال صالحہ بجالائے وہی نجات کا مستحق ہے اس میں ذات پات یا رنگ و نسل کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

۵۲۔ ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ۔ الآیہ﴾ یہود و نصاریٰ کے نبی جدا جدا ہیں اور کتابیں الگ الگ۔ مگر جب وہ ایک دوسرے کو گمراہ بدراہ کہتے ہیں تو خدا ان کی اس روش کی مذمت کرتا ہے۔ وہ مسلمان جن کا نبی بھی ایک ہے اور کتاب بھی ایک جب وہ ایک دوسرے کو نہ صرف گمراہ بلکہ کافر کہتے ہیں اور ایک دوسرے کا خون بہاتے ہیں تو کیا خدا ان کی اس روش پر راضی ہوگا؟ اگر بنظر انصاف حالات کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ ہماری حالت یہود و نصاریٰ سے ہزار درجہ بدتر ہے۔ دین باہمی محبت، تحمل اور رواداری کا درس دیتا ہے۔ نفرت، قتل اور غارت گری کی تعلیم نہیں دیتا بالخصوص دین اسلام کی تمام تعلیم و تلقین کا خلاصہ یہ ہے کہ خود جیو اور دوسروں کو جینے دو۔

۵۳۔ ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ۔ الآیہ﴾ ارشاد خداوندی (وَأَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ) سے واضح ہے کہ مسجدیں صرف خدا کی ہیں جو اس کی عبادت کیلئے بنائی گئی ہیں۔ یہ زید و بکر کی ہیں اور نہ سنی و شیعہ کی ہیں۔ مگر بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج جہاں ایک رب العالمین کے بندوں اور ایک رحمۃ للعالمین کے امتیوں نے اپنے ڈیرے الگ الگ بنائے ہوئے ہیں وہاں ڈیڑھ ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں بھی الگ الگ بنا رکھی ہیں کہ یہ فلاں فرقہ کی مسجد ہے اور یہ فلاں مسلک کی گویا کہ یہ ان (اہل مسالک) کی ذاتی

الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ

سب اللہ کے ہی ہیں سو تم جدھر بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ کی ذات موجود ہے

اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ

یقیناً اللہ بڑی وسعت والا، بڑا علم والا ہے (۱۱۵) اور وہ (اہل کتاب) کہتے ہیں کہ اللہ نے

وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۖ بَلْ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ

کوئی بیٹا بنالیا ہے۔وہ (ایسی باتوں سے) پاک ہے۔بلکہ جو کچھ آسمانوں اورزمین میں ہے وہ

كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ ﴿١١٦﴾ بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ

سب کچھ اسی کا ہے سب اسی کے مطیع وفرمانبردار ہیں (۱۱۶) (وہی) آسمانوں اورزمین کا موجد ہے۔

وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿١١٧﴾

جب وہ کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کرلیتا ہے۔تو اسے بس اتناہی کہتا ہے کہ ہوجا اوروہ ہوجاتا ہے (۱۱۷)

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ

جاہل ونادان کہتے ہیں کہ اللہ ہم سے (براہ راست) کلام کیوں نہیں کرتا۔یاہمارے پاس (اسکی)

تَأْتِينَا آيَةٌ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

کوئی نشانی کیوں نہیں آتی؟ جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی اسی طرح کی (بے پرکی)

مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۘ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ ۗ قَدْ بَيَّنَّا

باتیں کیا کرتے تھے ان سب کے دل (اور ذہن) ملتے جلتے ہیں۔ بے شک ہم نے یقین کرنیوالے

الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿١١٨﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ

لوگوں کیلئے (اپنی نشانیاں) کھول کر بیان کردی ہیں (۱۱۸) (اے رسولؐ) بے شک ہم نے آپ کو برحق بشیر

بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۖ وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ ﴿١١٩﴾

ونذیر (خوشخبری دینے والا اورڈرانیوالا) بنا کربھیجا ہے۔اور (اس اتمام حجت کے بعد) دوزخ میں جانیوالوں کے

وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ

بارے میں آپ سے باز پرس نہیں کی جائیگی (۱۱۹) اے رسولؐ یہود ونصاریٰ اس وقت تک آپؐ سے راضی

تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۗ

نہیں ہونگے جب تک آپؐ ان کے دین ومذہب کے پیرو نہ ہوجائیں۔کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت ہی

ملکیت ہیں خدا کی نہیں ہیں۔لہٰذا اس روش و رفتار کے بدلنے کی اشد ضرورت ہے اور مساجد کے منتظمین کا مذہبی واخلاقی فریضہ ہے کہ وہ مساجد کے دروازے تمام فرق ومسالک سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے لئے کھلے رکھیں اور ان کو اپنے مسلک کے مطابق خدا کی عبادت کرنے سے منع نہ کریں۔

۵۴۔﴿وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ۔ الآیہ﴾ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ تحویل قبلہ کے بارے میں یہود ونصاریٰ نے جو اعتراض کیا تھا یہ اس کا جواب ہے اور بعض نے یہ لکھا کہ چونکہ خدا جسم وجسمانیت سے منزہ ہونے کی وجہ سے کسی خاص جہت میں محدود نہیں ہے۔ہاں البتہ اس نے مسلمانوں میں یکجہتی پیدا کرنے کے لئے ایک جانب منہ کرکے عبادت کرنے کا حکم دیا ہے۔مگر وارثان قرآن کے فرمان سے جو کچھ مستفاد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس شخص کا حکم ہے جو جہت قبلہ کے بارے میں بالکل متحیر وسرگرداں ہو اور معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہ رکھتا ہو اور بوجہ تنگی وقت احتیاط پر عمل نہ کرسکتا ہو۔یا پھر یہ نماز نافلہ کے بارے میں ہے جو سفر میں پڑھی جائے واللہ اعلم۔

۵۵۔﴿وَلَنْ تَرْضَىٰ۔ الآیہ﴾ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہود ونصاریٰ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے کہ اگر آپ اسلامی احکام میں ہم سے نرم روی اور ہمدردی کا مظاہرہ کریں تو ہم اسلام لائیں گے۔ارشاد قدرت ہے کہ یہ ان کی چالاکی اور چالبازی ہے ورنہ جب تک آپ ان کی ملت کی پیروی نہ کریں تب تک یہ آپ سے راضی نہیں ہوں گے اور یہ بات واضح ہے کہ نہ حق کبھی باطل کی اتباع کرسکتا ہے اور نہ کبھی اصولوں پر سودے بازی ہوسکتی ہے۔لہٰذا آپ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔اور ان کو کوئی اہمیت نہ دیں۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ

حقیقی ہدایت ہے (جو اس نے بتائی ہے) اور اگر آپؐ نے (اللہ کی طرف سے) علم آجانے کے بعد بھی ان لوگوں کی

مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا

خواہشات و خیالات کی پیروی کی تو پھر اللہ (کی گرفت) سے آپ کو بچانے والا نہ کوئی سرپرست ہوگا

نصف منزل نَصِیْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ

اور نہ کوئی یار و مددگار (۱۲۰) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اس طرح

حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ

پڑھتے ہیں جس طرح پڑھنے کا حق ہے وہی لوگ ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور

ع ١٤/٩ ١٤ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ یٰبَنِیْٓ

جو اس کا انکار کرتے ہیں تو یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں (۱۲۱) اے بنی اسرائیل!

اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ

میری وہ نعمت یاد کرو جس سے میں نے تمہیں نوازا۔ اور یہ بھی کہ تمہیں

وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا یَوْمًا

دنیا و جہان والوں پر فضیلت دی (۱۲۲) اور (قیامت کے) اس دن

لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا وَّلَا یُقْبَلُ

سے ڈرو۔ جب کوئی کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے گا اور نہ کسی سے فدیہ قبول کیا جائے گا۔ اور نہ

مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ

ہی سفارش کسی کو کچھ فائدہ پہنچا سکے گی اور نہ ہی (کسی اور طریقہ سے) ان کی امداد کی

یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ

جائے گی (۱۲۳) (اور وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیمؑ کا ان کے پروردگار نے چند باتوں کے

فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ

ساتھ امتحان لیا۔ اور جب انہوں نے پوری کر دکھائیں ارشاد ہوا۔ میں تمہیں تمام انسانوں کا امام بنانے والا

قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی

ہوں۔ انہوں نے کہا اور میری اولاد میں سے بھی؟ ارشاد ہوا: میرا عہدہ (امامت) ظالموں

۵۶۔ ﴿وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ سے اسلام کے مشہور اور معرکۃ الآراء اختلافی مسئلہ خلافت و امامت میں شیعی نقطۂ نگاہ کی تصدیق و تائید ہوتی ہے مثلاً ایک اختلاف یہ ہے کہ امام کا تقرر خدا کرتا ہے یا بندے؟ شیعی موقف یہ ہے کہ جس طرح نبی خدا بناتا ہے اس طرح اس کا وصی بھی خدا منتخب کرتا ہے۔ یہاں خدا کے اس اعلان کہ (اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا) سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بنانا خدا کا کام ہے۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ امامت کا کوئی معیار ہے یا نہ؟ شیعی موقف یہ ہے کہ اس کا وہی معیار ہے جو معیار نبوت ہے یعنی امام کا صفات و کمالات نبوت سے متصف ہونا ضروری ہے اور ان صفات میں سے ایک صفت عصمت بھی ہے اور آیت سے امام کی عصمت ثابت ہوتی ہے کیونکہ جناب خلیلؑ کی استدعا (وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ) (کہ یہ عہدہ امامت میری ذریت میں بھی برقرار رکھ) کے جواب میں خدا نے فرمایا کہ جو ظالم ہوں گے ان کو یہ عہدہ نہیں ملے گا۔ ظاہر ہے کہ (وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ) (بقرہ: ۲۲۹) لہٰذا جو کوئی بھی اللہ کی کوئی حد توڑے گا وہ ظالموں کے زمرہ میں داخل ہو جائے گا۔ اب رہی یہ بات کہ کون معصوم ہے اور کون خطار کار؟ اس کا پتہ امتحان لینے سے چلتا ہے۔ تو خدا نے جناب خلیلؑ کا پہلے امتحان لیا اور پھر ان کی امامت کا اعلان کیا۔ مخفی نہ رہے کہ امام کا اطلاق کبھی نبی و رسول پر ہوتا ہے جیسے آیت (وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا) میں ہوا ہے اور کبھی نبی و رسول کے وصی پر جیسے ہمارے بارہ آئمہ طاہرین علیہم السلام۔

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً

تک نہیں پہنچے گا (۱۲۴) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے اس گھر (خانہ کعبہ) کو تمام لوگوں

لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ

کیلئے مرکز اور مقام امن قرار دیا۔ اور (حکم دیا کہ) مقام ابراہیمؑ (جہاں عبادت کیلئے

مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ

کھڑے ہوئے تھے) کو (اپنی) نماز کی جگہ بناؤ اور ہم نے ابراہیمؑ واسماعیلؑ کو وصیت کی (حکم دیا) کہ تم

طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ

دونوں میرے (اس) گھر کو طواف کرنیوالوں، اعتکاف کرنیوالوں اور رکوع کرنیوالوں کیلئے

السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا

پاک وصاف رکھو (۱۲۵) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیمؑ نے کہا (دعا کی) اے میرے پروردگار اس

بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ

شہر (مکہ) کو امن والا شہر بنا۔ اور اس کے رہنے والوں میں سے جو اللہ اور آخرت کے دن پر

اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ

ایمان لائیں انہیں ہرقسم کے پھلوں سے روزی عطا فرما۔ ارشاد ہوا: اور جو کفر اختیار کرے گا

كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ

اس کو بھی چند روزہ (زندگی میں) فائدہ اٹھانے دوں گا اور پھر اسے کشاں کشاں

النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ

دوزخ کے عذاب کی طرف لے جاؤں گا۔ اور وہ کیسا برا ٹھکانا ہے (۱۲۶) اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب

الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ

ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اس گھر (خانہ کعبہ) کی بنیادیں بلند کررہے تھے (اور اسکے ساتھ ساتھ یہ دعا کرتے جاتے تھے)

مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا

اے ہمارے پروردگار ہم سے (یہ عمل) قبول فرما۔ بے شک تو بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے (۱۲۷) اے

وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً

ہمارے پروردگار! ہمیں اپنا (حقیقی) مسلمان (فرمانبردار بندہ) بنائے رکھ۔ اور ہماری اولاد میں سے بھی

۵۷۔ ﴿وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ۔ الآیہ﴾ حضرت خلیل علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اس گھر (خانہ کعبہ) کو ہر قسم کی ظاہری وباطنی نجاست وکثافت سے پاک رکھیں۔ (۱) طواف کرنے (۲) اعتکاف کرنے (۳) اور نماز پڑھنے والوں کیلئے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کی غرض وغایت یہی چیزیں ہیں۔

۵۸۔ ﴿وَاِذْ يَرْفَعُ۔ الآیہ﴾ مختلف آیات وروایات سے ثابت ہے کہ اس عالم آب وگل میں جو پہلا گھر بنایا گیا تھا وہ بھی خانہ کعبہ تھا۔ پھر طوفان نوح میں وہ عمارت گر گئی مگر اس کی بنیادیں پہلے سے موجود تھیں جن پر اس عمارت کو از سر نو تعمیر کیا گیا تھا۔

۵۹۔ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ۔ الآیہ﴾ جناب خلیل واسماعیل علیہما السلام نے جو دعائیں تعمیر کعبہ سے فارغ ہو کر اجرت وصول کرنے کے وقت مانگیں وہ یہ تھیں۔ (۱) ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ﴾ بارالہا! ہماری یہ خدمت قبول فرما۔ (۲) ﴿وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ﴾ میں اپنا حقیقی مسلمان (فرمانبردار) بنائے رکھ۔ (۳) ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً﴾ ہماری اولاد میں سے بھی امت مسلمہ (فرمانبردار) قرار دے۔ ہمیں مناسک حج سکھا۔ (۱) ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ﴾ اس امت مسلمہ میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے، قرآن وحکمت کے درس دے اور نفوس کا تزکیہ کرے۔ واضح ہے کہ خداوند جلیل نے جناب خلیل واسماعیلؑ کی یہ سب دعائیں قبول فرمائیں اور اس مخصوص امت مسلمہ یعنی بنی ہاشم میں پیغمبر آخر الزمان کو مبعوث برسالت فرمایا اور دوسری بے شمار دلیلوں کے علاوہ یہی آیت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کے اسلام و ایمان پر ناقابل رد دلیل وبرہان ہے اور ان کے اسلام کا انکار کرنا قرآن کے انکار کرنے کے مترادف ہے۔

مُسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ

ایک امت مسلمہ (فرمانبردار امت) قرار دے۔ اور ہمیں ہماری عبادت کے طریقے بتا۔ اور ہماری

اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٨﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ

توبہ قبول فرما بے شک تو بڑا توبہ قبول کرنیوالا بڑا مہربان ہے (۱۲۸) اے ہمارے پروردگار ان (امت

فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ

مسلمہ) میں انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر بھیج جو انہیں تیری آیتیں پڑھ کر سنائے

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ

اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس کو پاکیزہ بنائے یقینا تو بڑا زبردست

اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٢٩﴾ ع وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ ۱۵ ع ۸ ۱۵

اور بڑی حکمت والا ہے (۱۲۹) اور کون ہے جو ابراہیمؑ کی ملت (و مذہب) سے

اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي

روگردانی کرے سوا اس کے جو اپنے آپ کو احمق بنائے اور ہم نے انہیں دنیا میں

الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٣٠﴾ اِذْ

منتخب کیا اور آخرت میں بھی ان کا شمار نیکوکاروں میں ہوگا (۱۳۰) (یہ انتخاب اس وقت ہوا)

قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ

جب ان کے پروردگار نے ان سے فرمایا "مسلم" ہوجا (سر تسلیم جھکا کر فرمانبردار ہوجا)۔ تو انہوں نے کہا میں نے تمام

الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٣١﴾ وَ وَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ

جہانوں کے رب کے سامنے سر جھکا دیا (۱۳۱) اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اسی (ملت پر قائم رہنے) کی وصیت کی اور

يَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ

یعقوبؑ نے بھی۔ اے میرے فرزند! بے شک اللہ نے تمہارے لیے ایک خاص دین (اسلام) منتخب کیا ہے

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ اَمْ كُنْتُمْ

سو تم ہرگز نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ تم (حقیقی) مسلمان ہو (۱۳۲) (اے یہود) کیا تم اس

شُهَدَاۗءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ

وقت موجود تھے جب یعقوبؑ کی موت کا وقت آیا؟ اس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں

۶۰۔ ﴿وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ ۔ الآیہ﴾ ملت ابراہیمی کا دوسرا نام اسلام ہے جو دین فطرت ہے جس کے اصول و فروع، عبادات و معاملات اور اخلاقیات و معاشرتیات وغیرہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں بنابریں ظاہر ہے کہ جو اس دین فطرت سے روگردانی کرے گا اس کی فطرت مسخ شدہ سمجھی جائے گی اور عقل و فکر سے عاری ہوگا بلکہ پکا احمق ہوگا۔

۶۱۔ ﴿وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ ۔ الآیہ﴾ اسی حقیقی اور فطری اسلام کا تقاضا رب العالمین نے جناب خلیل سے کیا تھا اور اس کا اظہار جناب خلیل نے اپنے رب جلیل کیلئے کیا تھا...... اور اسی کی وصیت خلیل اور ان کے پوتے جناب یعقوب نے اپنی اولاد کی تھی۔ کہ میرے فرزند، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے یہ دین منتخب کیا ہے۔ لہٰذا تم ہرگز نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ تم حقیقی مسلمان ہو...... چنانچہ آپؑ کے بعد یہ شرف امت محمدیہ کو حاصل ہے کہ اس کا نام مسلمہ رکھا گیا ہے۔ ارشاد قدرت مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ ھٰذَا

لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ

سے کہا (پوچھا) کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا ہم آپؑ کے اور

اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ

آپؑ کے آباء (واجداد) ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے واحد و یکتا

اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ

معبود کی عبادت کرینگے۔ اور ہم اسی کے مسلمان (فرمانبردار) ہیں (۱۳۳) یہ ایک جماعت

خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا

تھی جو گزر گئی اس کے لیے وہ ہے جو اس نے کمایا اور تمہارے لیے وہ ہے جو تم کماؤ گے اور وہ

تُسْــَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا

جو کچھ کرتے تھے اس کے بارے میں تم سے پوچھ گچھ نہیں ہوگی (۱۳۴) اور وہ یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ

هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ

یہودی ہو جاؤ یا نصرانی تاکہ ہدایت پا جاؤ۔ (اے رسولؐ) کہہ دیجئے کہ (نہیں) بلکہ ہم ابراہیمؑ کی ملت پر

حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا

ہیں (جو نرے کھرے مواحد تھے) اور مشرکوں میں سے نہیں تھے (۱۳۵) (مسلمانو) کہو ہم تو ایمان

بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ

لائے ہیں اللہ پر۔ اور اس (قرآن) پر جو ہماری طرف نازل ہوا ہے اور اس پر جو ابراہیمؑ،

اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ

اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اسباطؑ پر اتارا گیا اور جو کچھ جناب موسیٰؑ، عیسیٰؑ کو اور جو کچھ

اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ

دوسرے انبیاءؑ کو عطا کیا گیا اس پر اور ہم ان (سب کے برحق ہونے میں اور ان

رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ

پر ایمان لانے) میں کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور ہم اس (اللہ) کے

مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ

مسلمان (فرمانبردار) ہیں (۱۳۶) تو اگر یہ لوگ (اہل کتاب) اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم

۶۲؎ ﴿لَا نُفَرِّقُ. الآیہ﴾ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم ان کے درمیان اس بات میں کوئی تفریق نہیں کرتے کہ وہ سب منجانب اللہ مقرر ہوئے ہیں۔ لیکن جہاں تک ان کے مدارج و مراتب کا تعلق ہے تو وہ بے شک جدا جدا ہیں جیسا کہ ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ وغیرہ عقل و نقلی دلائل سے واضح و آشکار ہے۔

فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ

لائے ہو تو ہدایت پاگئے اور اگر روگردانی کریں تو وہ بڑی مخالفت اور ہٹ دھرمی میں پڑ گئے

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾

ہیں سو ان کے مقابلہ میں اللہ تمہارے لیے کافی ہے اور وہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے (۱۳۷)

صِبْغَةَ اللَّهِ ۖ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ۖ وَ

ہم نے اللہ کا رنگ اختیار کیا ہے اور اللہ کے رنگ (دین اسلام) سے بہتر کس کا رنگ ہے اور

نَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ﴿١٣٨﴾ قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ

ہم اسی کے عبادت گزار ہیں (۱۳۸) (اے رسولؐ) کہہ دیجئے کہ کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے

وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

ہو؟ حالانکہ وہی ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے اور ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے

أَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ﴿١٣٩﴾ أَمْ تَقُولُونَ

اعمال تمہارے لیے اور ہم تو اخلاص کے ساتھ اسی کی عبادت کرنیوالے ہیں (۱۳۹) کیا تم

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ

یہ کہتے ہو کہ ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اسباطؑ یہودی

وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ قُلْ أَأَنتُمْ

یا عیسائی تھے؟ آپ کہیے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ اور اس شخص سے بڑا

أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ۗ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَتَمَ شَهَادَةً

ظالم کون ہو گا جس کے پاس اللہ کی کوئی گواہی ہو جسے

عِندَهُ مِنَ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٠﴾

وہ چھپائے اور اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے (۱۴۰)

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا

یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی اس کیلئے وہ ہے جو اس نے کمایا اور تمہارے لیے

ع ۱۶ ۱۲ ۱۶

كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤١﴾

وہ ہے جو تم کماؤ گے اور جو کچھ وہ کرتے تھے اس کے بارے میں تم سے پوچھ گچھ نہیں کی جائے گی (۱۴۱)

۶۳۔ ﴿صِبْغَةَ اللهِ ۔ الآیہ﴾ یہودیوں کے ہاں رواج تھا کہ جب کوئی آدمی ان کا دین اختیار کرتا تھا تو اسے رنگ دار پانی سے غسل دیتے تھے اسی طرح عیسائیوں میں اصطباغ ایک مخصوص طریقہ رائج تھا۔ ان کے بالمقابل خداوند عالم مسلمانوں کو یہ تعلیم دے رہا ہے کہ تم ان لوگوں سے کہو کہ ہم نے اللہ کے رنگ یعنی اسلام کو اختیار کرلیا ہے اس لئے ہمیں تمہارے مصنوعی رنگ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۶۴۔ ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے بعبارۃ النص واضح ہوتا ہے کہ کسی بھی گواہ کے لئے حاکم شرع کے پاس شہادت کا چھپانا اور کماحق ادا نہ کرنا فعل حرام ہے اور گناہان کبیرہ میں سے ہے۔

۶۵۔ ﴿تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۔ الآیہ﴾ یہود و نصاریٰ کو اولاد ابراہیم ہونے پر بڑا فخر تھا اور وہ بزرگوں سے اسی اضافی وصف کو سرمایہ نجات تصور کرتے تھے خداوند عالم نے اس آیت میں واضح فرمادیا ہے کہ جب تک کسی آدمی کے ذاتی عقائد و اعمال درست نہ ہوں۔ تب تک بعض بزرگوں کی طرف نسبت یا ان کے اعمال و افعال آدمی کی نجات کیلئے کافی نہیں ہیں نیز اس آیت سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ جب تک کوئی عقلائی غرض و غایت از قسم تقلید و تاسی یا تنفر و تبرا داعی نہ ہو تب تک خواہ مخواہ گزشتگان کا ذکر چھیڑنا اور ان کے حالات و واقعات میں ٹانگ اڑانا اور ان کی وجہ سے باہمی نزاع کرنا کوئی عقلائی اور مستحسن اقدام و کام نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر کسی بزرگ کے تذکرہ سے اور اس کی یاد منانے سے اس کے اچھے کاموں و کارناموں میں اس کی تقلید و تاسی کرنا مقصود ہو یا کسی برے آدمی کا تذکرہ کرکے اس کے برے کاموں سے اور اس کے فتنہ و شر سے خلق خدا کو بچانا مطلوب ہے تو یہ اور بات ہے وانما الاعمال بالنیات مگر یہاں حزم و احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ۔

خیال خاطر احباب چاہیے ہردم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ

عنقریب بے وقوف لوگ کہیں گے کہ ان (مسلمانوں) کو کس چیز نے روگردان کر دیا۔ اس

قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ

قبلہ (بیت المقدس) سے، جس پر وہ پہلے تھے (اے پیغمبرؐ) کہہ دیجئے اللہ ہی کے لیے ہے

وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ

مشرق اور مغرب بھی۔ وہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتا

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا

ہے (اس پر لگا دیتا ہے)۔ (۱۴۲) (مسلمانو! جس طرح ہم نے تم کو صحیح قبلہ بتا دیا ہے) اسی طرح

لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

ہم نے تم کو ایک درمیانی (میانہ رو) امت بنایا ہے تاکہ تم عام لوگوں پر گواہ ہو اور

عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ

پیغمبرؐ تم پر گواہ ہو اور تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے اسے صرف اسی لئے قبلہ بنایا تھا

عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ

کہ ہم جان لیں کہ رسولؐ کی پیروی کون کرتا ہے، اور کون پچھلے پاؤں پلٹ جاتا ہے۔

يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا

اگرچہ یہ (تحویل قبلہ) ان لوگوں کے سوا، جنہیں اللہ نے خاص ہدایت دی ہے

عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ

اور سب پر بہت گراں تھی۔ اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے۔

اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ قَدْ

بے شک اللہ لوگوں پر بڑی شفقت اور بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۴۳) (اے رسولؐ تحویل قبلہ کی خاطر) تیرا بار بار

نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ

آسمان کی طرف منہ کرنا ہم دیکھ رہے ہیں۔ تو ضرور اب ہم تمہیں موڑ دیں گے اس قبلہ کی طرف جو تمہیں پسند ہے۔

قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ

بس اپنا رخ مسجد الحرام کی طرف موڑ دیجئے۔ اور (اے اہل ایمان) تم جہاں کہیں بھی ہو اپنے

۶۶۔ ﴿سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ۔ الآیہ﴾ کتب تاریخ، تفسیر وحدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بعثت کے بعد تیرہ سال تک مکہ میں اور ہجرت کے بعد باختلاف روایات سات ماہ یا سولہ ماہ یا انیس ماہ تک مدینہ میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے جو کہ روز اول سے یہود کا قبلہ تھا اس لئے وہ مسلمانوں پر طعن وتشنیع کرتے تھے کہ ان کا اپنا کوئی قبلہ نہیں ہے۔ اس لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل تو یقیناً چاہتا تھا کہ کعبہ ان کا قبلہ ہو مگر جب تک وحی نہیں آئی اسے قبلہ نہیں بنایا الغرض جب اسلام قدرے مستحکم ہو گیا تو بنابر مشہور آنحضرتؐ نماز ظہر پڑھا رہے تھے (یا بروایتے حالت نماز صبح) دو رکعت کے بعد عین حالت نماز میں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ اور باقی رکعتیں آپ نے کعبہ کی طرف رخ کر کے پڑھیں۔ اسی لئے اس مسجد کو مسجد ذوالقبلتین کہا جاتا ہے۔ اس پر مخالفین ومنافقین نے چہ میگوئیاں شروع کیں کہ پہلے دن ہی کعبہ کو قبلہ کیوں نہ بنایا گیا؟ پہلے یہود کے قبلہ کی طرف نماز کیوں پڑھی؟ وغیرہ

خداوند عالم نے اس تبدیلی کی غرض وغایت لوگوں کے ایمان کا امتحان لینا قرار دی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کون کرتا ہے اور اپنے پچھلے پاؤں کون پلٹتا ہے؟ ورنہ ظاہر ہے کہ مغرب ہو یا مشرق سب جہات اللہ کی ہیں۔ کسی میں کوئی ذاتی تقدس نہیں ہے بلکہ اصل چیز حکم الٰہی ہے وبس۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی جگہ کو قبلہ مقرر کرنا صرف مسلمانوں کیلئے مرکزیت قائم کرتا ہے ورنہ خدا تو جسم وجہت سے منزہ ومبرا ہے۔

۶۷۔ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً۔ الآیہ﴾ امت وسط کا مطلب ہے بہترین امت کیونکہ ہر چیز کا درمیانی حصہ ہی اعلیٰ ہوتا ہے۔ مثلاً زندگی کا درمیانی حصہ یعنی عہد شباب زندگی کا بہترین حصہ ہے دن کا درمیانی حصہ یعنی دوپہر روشنی کا نقطہ ارتقاء ہے۔ اسی طرح اخلاق میں درمیانی حصہ ہی قابل ستائش

الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ

منہ (نماز پڑھتے وقت) اسی طرف کیا کرو۔ جن لوگوں کو (آسمانی) کتاب (توراۃ وغیرہ)

شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ

دی گئی ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ (تحویل قبلہ کا فیصلہ) ان کے پروردگار کی طرف

اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

سے ہے۔ اور یہ حق ہے اور جو کچھ (یہ لوگ) کر رہے ہیں اللہ اس سے

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

بے خبر نہیں ہے (۱۴۴) اور اگر آپؐ اہل کتاب کے سامنے سارے معجزے (دنیا جہاں کے سارے دلائل)

بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِتَابِعٍ

پیش کر دیں۔ تب بھی وہ آپؐ کے قبلہ کی پیروی نہیں کریں گے۔ اور نہ ہی آپؐ ان کے

قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ

قبلہ کی پیروی کریں گے۔ اور وہ خود بھی ایک دوسرے کے قبلہ کو نہ مانتے ہیں اور نہ پیروی

اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ

کرتے ہیں۔ اور اس علم کے بعد جو (منجانب اللہ) تمہارے پاس آچکا ہے اگر ان لوگوں کی خواہشات کی

الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيْنَ وقف لازم

پیروی کرو گے تو تمہارا شمار ظالموں (حد سے تجاوز کرنے والوں) میں ہو جائے گا (۱۴۵) جن لوگوں

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ

کو ہم نے کتاب (توراۃ وغیرہ) دی ہے وہ اس (رسولؐ) کو اس طرح پہچانتے ہیں، جس طرح اپنی

اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ

اولاد کو پہچانتے ہیں (مگر اس کے باوجود) ان کا ایک گروہ جان بوجھ کر

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ وقف منزل

حق کو چھپا رہا ہے (۱۴۶) (اے رسولؐ تحویل قبلہ وغیرہ) برحق ہے اور تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے لہٰذا ہرگز شک و

مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا ع

شبہ کرنے والوں یا جھگڑا کرنے والوں میں سے نہ ہونا (۱۴۷) اور ہر ایک کے لئے ایک سمت ہے

ہوتا ہے خداوند عالم نے امت محمدیہ کو اس عظیم الشان خطاب سے نوازا ہے۔ مگر ہماری متعدد احادیث میں وارد ہے امت وسط سے عام افراد مراد نہیں ہیں بلکہ کچھ مخصوص ہستیاں مراد ہیں جو کہ ائمہ اہلبیتؑ ہیں۔ بھلا وہ لوگ جن کی دنیا میں ایک صاع کھجور پر گواہی قبول نہیں ہوتی آخرت میں وہ لوگوں کے اعمال کی کس طرح گواہی دیں گے؟ معصومین کا ارشاد ہے کہ نحن الامت الوسطیٰ ونحن شهداء الله على خلقه وحجته في ارضه (الکافی توحید الدرجات وسائل بحار الانوار)

۶۸۔ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ ۔ الآیہ﴾ ارشاد قدرت ہے کہ اہل کتاب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح پہچانتے تھے جس طرح والدین اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔ ان کتابوں میں آنحضرتؐ کی جو علامات مذکور تھیں ان میں سے ایک علامت یہ بھی تھی کہ وہ آخری نبی ذوالقبلتین ہوگا۔ لہٰذا یہ تحویل قبلہ تو آنحضرتؐ کی صداقت کی دلیل تھی نہ کہ کوئی قابل ایراد چیز؟ لہٰذا ان کا انکار محض عناد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے تھا نہ کہ کسی اشتباہ کی وجہ سے۔

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ

جدھر وہ (نماز کے لئے) منہ کرتا ہے (اے مسلمانو تم اس نزاع کو چھوڑ دو) پس تم بڑھ چڑھ کر نیکیوں کی طرف سبقت کرو۔ تم

اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ

جہاں بھی ہو گے اللہ تم سب کو (جزا و سزا کے لیے ایک جگہ) لے آئے گا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۱۴۸) اور (اے

حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ

پیغمبرؐ) آپؐ جب بھی کہیں نکلیں تو (نماز کے وقت) اپنا رخ مسجد حرام کی طرف رکھیں۔

الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

بے شک یہ (تبدیلی قبلہ) آپؐ کے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ

غافل و بے خبر نہیں ہے (۱۴۹) اور آپؐ جب بھی کہیں نکلیں تو (نماز کے وقت) اپنا منہ مسجد الحرام کی

وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا

طرف ہی موڑیں اور (اے مسلمانو) تم بھی جہاں کہیں ہو (نماز کے وقت) اپنے مونہوں کو

كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ

اسی (مسجد الحرام) کی طرف ہی کر لیا کرو۔ (اس حکم کی بار بار تکرار سے ایک غرض یہ ہے کہ) تاکہ لوگوں (مخالفین)

لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۗ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۗ

کو تمہارے خلاف کوئی دلیل نہ ملے۔ سوا ان لوگوں کے لیے جو ظالم ہیں (کہ ان کی زبان تو کسی طرح بھی بند نہیں ہو سکتی)۔

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِىْ ۗ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِىْ عَلَيْكُمْ

تو تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو (دوسری غرض یہ ہے) کہ تم پر میری نعمت تام و تمام ہو جائے (اور تیسری غرض یہ ہے)

وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ كَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ

کہ شاید تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ (۱۵۰) (اے مسلمانو) یہ تحویل قبلہ تم پر ایسا احسان ہے جس طرح ہم نے

رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ

تمہارے درمیان تم ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا ہے۔ جو تمہیں ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا

تمہیں (بدعقیدتی، بدعملی اور بداخلاقی کی نجاست و کثافت) سے پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا

۶۹۔ ﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ۔ الآيه﴾ جب تحویل قبلہ ہو چکی تو اب امت مسلمہ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ سفر ہو یا حضر، صحت ہو یا مرض اور دور ہو یا نزدیک۔ بہرحال نماز کی حالت میں تمہارا رخ کعبۃ اللہ کی طرف ہونا چاہیے ورنہ اہل کتاب کو الزام دینے کا موقع مل جائے گا کہ وہ کہیں گے کہ یہ لوگ (مسلمان) دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ وہ ملت ابراہیمی پر ہیں مگر یہ تو ان کے قبلہ کو قبلہ ہی نہیں جانتے۔

معانقة ۳

لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ

ہے۔ اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے (۱۵۱) پس تم مجھے یاد رکھو۔ میں تمہیں

ع ۱۸ ۵ ۲

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

یاد رکھوں گا۔ اور میرا شکر ادا کرو۔ اور میری ناشکری نہ کرو(۱۵۲) اے ایمان والو! (مصیبت کے وقت)

اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ

صبر و نماز (کے ذریعے خدا) سے مدد لیا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں

الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ

کے ساتھ ہے (۱۵۳) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں، انہیں مردہ نہ

اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ مگر تمہیں (ان کی زندگی کی حقیقت کا) شعور (سمجھ) نہیں ہے (۱۵۴)

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ

اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے خوف و خطر، اور کچھ بھوک (و پیاس) اور کچھ مالوں، جانوں اور پھلوں کے

مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ

نقصان کے ساتھ (یعنی ان میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ)۔ (اے رسولؐ) خوشخبری دے دو ان

الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ

صبر کرنے والوں کو (۱۵۵) کہ جب بھی ان پر کوئی مصیبت آ پڑے تو وہ کہتے ہیں بے شک

قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ

ہم صرف اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اور اسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں(۱۵۶) یہی وہ (خوش نصیب) ہیں،

صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے درود (خاص عنایتیں اور نوازشیں) ہیں اور رحمت و مہربانی ہے۔

الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ

اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ (۱۵۷) بے شک صفا و مروہ نامی دو پہاڑیاں اللہ تعالیٰ

شَعَاۗىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ

کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لہٰذا جو شخص خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ بجا لائے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ ان

۷۰۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا۔ الاٰیہ﴾ ظاہری اسباب و آلات کے علاوہ حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے خدائے حکیم نے مسلمانوں کو دو اور ہتھیار بھی دیئے ہیں ایک کا نام صبر ہے اور دوسرے کا نام نماز۔ صبر داخلی قوت ہے اور نماز بیرونی طاقت۔ بعض روایات کے مطابق صبر سے مراد روزہ ہے بنا بریں مشکلات و مصائب کی یلغار کے وقت روزہ رکھنے اور نماز کی منت ماننے اور اس طرح اپنے قادر مطلق خالق و مالک سے رابطہ قائم کرنے سے کامیابی قدم چومتی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔

۷۱۔ ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا۔ الاٰیہ﴾ زندگی فطرتاً! ہر شخص کو پسند ہے اور موت ناپسند! یہی وجہ ہے کہ جہاں جان کے جانے کا خطرہ ہو وہاں آدمی قدم پیچھے ہٹاتا ہے مگر اسلام جن بلند مقاصد کی خاطر جانی قربانی کا مطالبہ کرتا ہے ان کی خاطر موت کو شہادت قرار دیتا ہے اور جو شہید ہوتا ہے وہ ایک بلند حیات کا مالک ہوتا ہے۔ مگر ہمیں اس کی زندگی کا شعور نہیں ہے۔ اور ہم اس کی پوری نوعیت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ مگر اتنا ضرور جانتے ہیں کہ ع

شہید کی جو موت ہے
وہ قوم کی حیات ہے

۷۲۔ ﴿لَنَبْلُوَنَّكُمْ۔ الاٰیہ﴾ یہ سوال اتنا اہم نہیں ہے کہ دنیا میں تکلیفیں کیوں آتی ہیں؟ کیونکہ دنیا کا نام ہی دار الحزن ہے لہٰذا ع

موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟

البتہ سوال یہ اہم ہے کہ جب اللہ عالم الغیب ہے تو پھر امتحان کیوں لیتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ امتحان ہمیشہ کسی چیز کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے ہی نہیں لیا جاتا بلکہ کبھی اس کا مقصد کسی کامل کے کمال اور ناقص کے نقص سے دنیا والوں کو روشناس کرانا بھی مقصود ہوتا ہے اور خدا اسی مقصد کے لئے لوگوں کا امتحان لیتا ہے۔ اور اس آیت میں امتحان کے پرچے بھی بتا دیے گئے ہیں۔ اور پھر اس امتحان میں پاس ہونے والوں کی جزا بھی بتا دی گئی ہے۔

عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَإِنَّ

دونوں کے درمیان چکر لگائے اور جو شخص برضا و رغبت کچھ (مزید) نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ (نیکی کا)

اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا

قدردان ہے اور خوب جاننے والا ہے (۱۵۸) بالتحقیق جو لوگ چھپاتے ہیں ہماری

أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ

نازل کردہ روشن تعلیمات و ہدایت کو جبکہ ہم تمام لوگوں کے لئے انہیں کتاب

لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَ

میں واضح طور پر بیان کر چکے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے

يَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا

والے بھی لعنت کرتے ہیں (۱۵۹) مگر وہ جنہوں نے (حق پر پردہ ڈالنے سے) توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی۔

وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ

اور (حق بات کو) ظاہر کر دیا یہ وہ ہیں جن کی میں توبہ قبول کروں گا (انہیں معاف کر دوں گا) اور میں

الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ

بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا (مہربان) ہوں (۱۶۰) بلاشبہ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا

كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ

اور پھر اسی کفر کی حالت میں مر گئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ، فرشتوں اور

وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ لَا يُخَفَّفُ

تمام انسانوں کی لعنت ہے (۱۶۱) وہ اس (لعنت) میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ تو ان کے

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿١٦٢﴾ وَإِلَٰهُكُمْ

عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی۔ اور نہ ہی انہیں کوئی مہلت دی جائے گی (۱۶۲) اور تمہارا خدا

ع ۱۹ ۱۱ ۲ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾ إِنَّ

بس ایک ہی خدا ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے وہ بڑا مہربان بہت رحم والا ہے (۱۶۳) بے شک

فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ

آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں اور رات دن کی آمد و رفت (الٹ پھیر) میں اور ان

۷۳۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم کی یہ تہدید ہر اس جماعت، ہر اس شخص کو شامل ہے جو کسی غرض فاسد اور کسی دنیوی مصلحت ومفاد کی خاطر آیات الٰہیہ، احکام ربانیہ اور معارف قرآنیہ سے لوگوں کو بے خبر رکھے اور برملا حق وحقیقت کا اظہار نہ کرے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میری امت میں بدعات ومنکرات ظاہر ہو جائیں تو اہل علم پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم (حق وحقیقت) کا اظہار کریں اور جو ایسا نہیں کرے گا اس پر خدا کی لعنت ہوگی۔ (اصول کافی)

۷۴۔ ﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا۔ الآیہ﴾ توبہ کے معنی رجوع کرنے کے ہیں لہٰذا جب اس کی نسبت بندہ کی طرف ہو تو اس کا مطلب ہوتا ہے۔ اس کا گناہوں سے پشیمان ہو کر بارگاہ خدا میں آئندہ اس کام کے نہ کرنے بلکہ اس کی اطاعت کا عہد وپیمان لے کر حاضر ہونا ظاہر ہے کہ جب کوئی بندہ ایسا کرے گا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے کردار میں تبدیلی واقع ہوگی اس لیے خدا فرماتا ہے إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا لہٰذا حق پر پردہ ڈالنے والوں کی روش میں تبدیلی اسی صورت میں ہوگی کہ وہ اپنی سابقہ روش سے نادم ہو کر اسے بدلیں، اپنی اصلاح کریں اور جن حقائق کو چھپایا ہے ان کا برملا اظہار کریں جب وہ ایسا کریں گے تو بے شک خدا ان کی توبہ قبول کرے گا۔

۷۵۔ ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ۔ الآیہ﴾ بنی اسرائیل کے حالات ان کے ایرادات اور ان کے جوابات، اہل ایمان کو صبر وضبط کا حکم دینے، حق وحقیقت پر پردہ ڈالنے والوں کی مذمت اور مشرکین کو عذاب الیم کی تہدید سے فراغت کے بعد اب خداوند عالم اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کی وضاحت فرما رہا ہے اور اس سلسلہ میں فطری طریقہ کار کو عمل میں لایا گیا ہے۔ کیونکہ یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ اثر کو

وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ

کشتیوں میں جو لوگوں کو نفع پہنچانے والی چیزیں لے کر سمندر میں چلتی ہیں اور (بارش کے) اس پانی میں جسے خدا نے

النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ

آسمان (بلندی) سے برسایا اور پھر اس کے ذریعے زمین کو اس کے بے جان (بے کار) ہو جانے کے بعد جاندار بنا دیا

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ

(سرسبز و شاداب بنا دیا) اور اس میں ہر قسم کے چلنے پھرنے والے (جانور) پھیلا دیے۔ اور ہواؤں کی گردش (ہیر پھیر)

كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ

میں اور ان بادلوں میں جو آسمان و زمین کے درمیان مسخر کر کے (تابع فرمان بنا کے) رکھے گئے ہیں۔ (ان سب باتوں

بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

میں) خدا کے وجود اور اس کی قدرت کی بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل و خرد سے کام لیتے ہیں (۱۶۴)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا

(ان حقائق کے باوجود) کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا کے سوا اوروں کو اس کا ہمسر قرار دیتے ہیں اور ان سے اس طرح

يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا

محبت کرتے ہیں جس طرح خدا سے کرنی چاہیے۔ مگر جو صاحب ایمان ہیں وہ سب سے بڑھ کر خدا سے محبت کرتے ہیں

لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ

اور کاش یہ ظالم (اس وقت) وہ حقیقت دیکھ لیتے (سمجھ لیتے) جو عذاب دیکھتے وقت سمجھیں گے کہ

اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾

ساری قوت و طاقت بس اللہ کے لیے ہی ہے اور یہ کہ اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے (۱۶۵)

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا

اور (وہ مرحلہ کتنا کٹھن ہوگا) جب وہ (پیر) لوگ جن کی (دنیا میں) پیروی کی گئی اپنے پیروؤں (مریدوں) سے برأت اور

الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ

لاتعلقی ظاہر کریں گے اور خدا کا عذاب ان سب کی آنکھوں کے سامنے ہوگا اور سب وسائل اور تعلقات بالکل قطع ہو چکے

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ

ہوں گے (۱۶۶) اور پیروی کرنے والے (مرید) کہتے ہوں گے کہ کاش! ہمیں ایک بار (دنیا میں) واپسی کا موقع مل

دیکھ کر موثر کا حال معلوم کر لیتی ہے۔ خالق فطرت نے اس آیت مبارکہ میں اپنی قدرت کاملہ کے دس آثار کو واضح و آشکار کیا ہے اور پھر انسانی فطرت کو جھنجوڑا ہے کہ جب وہ کسی معمولی اثر کو دیکھ کر موثر کو معلوم کر لیتی ہے وہ دھواں دیکھ کر آگ کا، تحریر دیکھ کر کاتب کا اور آواز سن کر بولنے کا پتہ لگا لیتی ہے تو اس قدر آثار قدرت دیکھ کر کیوں ان کے خالق کی قدرت کا یقین نہیں کرتی؟

۷۶۔ ﴿اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ عام لوگوں کی یہ کمزوری ہے کہ وہ اپنی آنکھیں بند کر کے خود ساختہ پیروں، فقیروں اور دنیا کے مال و جاہ کے طالب دھوکہ بازوں کے پیچھے چل کھڑے ہوتے ہیں اور کھرے و کھوٹے میں فرق نہیں کرتے مگر اس اندھی تقلید کا انجام دردناک ہوتا ہے ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ مشکل وقت تو خدا کی بارگاہ میں حضوری کا ہوگا۔ اس وقت کچھ پیر اپنے مریدوں پر تبرا کریں گے اور مرید پیروں پر اور سب ایک دوسرے سے لاتعلقی ظاہر کریں گے۔ لہٰذا ان حالات کا تقاضا یہ ہے کہ ہر کس و ناکس کو رہبر و راہنما نہ بنایا جائے بلکہ ہزار بار سوچ بچار کر کے کسی کو اپنا ہادی و پیشوا تسلیم کیا جائے۔

۷۷۔ ﴿وَمِنَ النَّاسِ۔ الآیہ﴾ اوپر بیان کردہ نشانیوں کا تقاضا تو یہ تھا کہ کوئی شخص خدا کے علاوہ اس کے مزعومہ شریکوں کا کوئی ماننے والا نہ ہوتا مگر آہ...... اوروں کے ماننے والے، ان کو اوصاف ربوبیت سے متصف سمجھنے والے اور ان سے خدا جیسی محبت کرنے والے موجود ہیں اور وہ بہت ہیں اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ انسان کو مختلف چیزوں سے محبت ہوتی ہے۔ مگر محبت و اطاعت کاملہ ایک ہی ہستی کی ہو سکتی ہے اس لیے خدا فرماتا ہے کہ جو اہل ایمان ہیں وہ سب سے زیادہ محبت خدا سے کرتے ہیں۔ ان کی محبت و عقیدت کا مرکز و محور خدا کی ذات ہوتی ہے وہ نبی سے محبت اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ان کے حقیقی محبوب کا فرستادہ ہے اور امام سے

كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ

جاتا تو ہم بھی بالکل اسی طرح ان سے بیزاری اور بے تعلقی ظاہر کرتے جس طرح انہوں نے آج ہم سے بیزاری اور لاتعلقی ظاہر

حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ ع

کی ہے اسی طرح خدا ان کے (برے) کاموں کو حسرت و یاس کی شکل میں دکھائے گا اور وہ کبھی دوزخ سے باہر نہیں نکل سکیں گے (۱۶۷)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ ز

اے انسانو! زمین میں جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں وہ کھاؤ

وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ بلاشبہ وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن

مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ

ہے (۱۶۸) وہ تو تمہیں برائی و بے حیائی اور بدکاری کا حکم دیتا ہے اور (چاہتا ہے کہ) تم خدا کے

تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ

خلاف ایسی باتیں منسوب کرو جن کا تمہیں علم نہیں ہے (۱۶۹) اور جب ان (کفار و مشرکین) سے

اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا

کہا جاتا ہے کہ جو کچھ خدا نے اتارا ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا

باپ، دادا کو پایا ہے اگرچہ ان کے باپ، دادا بے عقل ہوں اور راہ راست پر بھی نہ ہوں (تو پھر بھی ان ہی

وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ

کی پیروی کریں گے) (۱۷۰) اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کی مثال دعوت حق دینے میں اس شخص (چرواہے)

الَّذِىْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ

کی سی ہے جو ایسے (جانور) کو پکارنے میں اپنا گلا پھاڑے (چیخ و پکار مچائے) جو چیخ و پکار کی آواز کے سوا کچھ سنتا ہی

بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

نہیں ہے۔ (یہ کافر) ایسے بہرے، گونگے اور اندھے ہیں کہ عقل سے کچھ کام ہی نہیں لیتے (۱۷۱) اے ایمان

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ

والو! جو پاک و پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دی ہیں ان میں سے کھاؤ۔ اور اللہ کا شکر کرو۔ اگر تم اس کی عبادت و

ع ۲۰ ۴

بھی اس لیے محبت کرتے ہیں کہ وہ ان کے حقیقی محبوب کا مقرر کردہ ہے۔ الغرض ان کی محبت و عداوت محض خدا کیلئے ہوتی ہے۔ اسی کا نام الحب للہ والبغض فی اللہ ہے...... جو بہترین عمل ہے۔

۷۸۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ دین اسلام چونکہ دین فطرت اور دین طہارت ہے۔ اس لئے وہ حلال اور پاک چیزوں کے استعمال سے منع نہیں کرتا۔ ہاں البتہ وہ تنور شکم کو پُر کرنے کیلئے حرام اور ناپاک چیزوں کے استعمال کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے فرماتا ہے کہ اے ایمان والو ہم نے جو تمہیں حلال اور پاکیزہ چیزیں دی ہیں وہ کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔

كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ

پرستش کرتے ہو (۱۷۲) اس نے (چوپایوں میں سے) صرف تمہارے اوپر مردار،

الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ

خون، سور کا گوشت اور وہ (ذبیحہ) جسے اللہ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔ حرام قرار دیا ہے۔

لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ

پس جو شخص (شدت بھوک سے) مجبور ہو جائے در آنحالیکہ وہ بغاوت یا سرکشی کرنے والا نہ ہو۔

عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے بے شک خدا بڑا بخشنے والا، بڑا مہربان ہے (۱۷۳) بالتحقیق جو لوگ

يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ

کتاب خدا میں سے ان باتوں کو چھپاتے ہیں جو خدا نے نازل کی ہیں اور ان کے عوض تھوڑی سی قیمت وصول کرتے

بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰۗىِٕكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ

ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ بھی نہیں بھر رہے ہیں قیامت کے دن وہ توجہ

اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا

ربانی سے اس قدر محروم ہوں گے کہ خدا تعالیٰ ان سے بات تک نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی انہیں (گناہوں

يُزَكِّيْهِمْ ښ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

کی کثافت سے) پاک کرے گا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (۱۷۴) یہی وہ لوگ ہیں

اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ

جنہوں نے ہدایت کے عوض گمراہی اور بخشش کے عوض عذاب کو خرید لیا۔ یہ کس قدر

فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ

صبر کرنے والے ہیں دوزخ پر (۱۷۵) یہ (سب کچھ) اس لئے ہے کہ خدا نے حق اور سچائی کے ساتھ کتاب اتاری تھی

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ

مگر وہ لوگ جنہوں نے اس میں اختلاف کیا (طرح طرح کی باتیں کیں) بے شک وہ بڑی تفرقہ اندازی اور فتنہ

لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ ۧ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا

پروری میں پڑ گئے ہیں (اور ضد میں بہت دور جا چکے ہیں) (۱۷۶) نیکی صرف یہی تو نہیں ہے کہ تم (نماز میں) اپنے

ع ۲۱ ۹ ۵

۷۹۔ ﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ۔ الآیہ﴾ یہاں صرف ان چار چیزوں کی حرمت بیان کی گئی ہے جبکہ اور بھی بہت سی چیزیں حرام ہیں جیسے کتا، شیر، گیدڑ، اور بلہ و چوہا وغیرہ۔ بنابریں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ حصر حقیقی نہیں ہے بلکہ اضافی ہے۔ اور ان چیزوں کے بالمقابل ہے جن کو کفار نے دل بخواہ کے طور پر حرام قرار دے رکھا تھا جیسے بحیرہ اور سائبہ وغیرہ کہ وہ حرام نہیں بلکہ بڑی بڑی حرام چیزیں یہ ہیں۔

۸۰۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ۔ الآیہ﴾ ابھی اوپر آیت ۵۹ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ کے ذیل میں حق و حقیقت چھپانے والوں کی مذمت بیان کی جا چکی ہے۔ اگرچہ آیت کا ظاہر روئے سخن یہود کے علماء و احبار کی طرف ہے مگر تنقیح مناط کے طور پر یہ تہدید ہر اس گروہ اور ہر اس شخص کو شامل ہے۔ جو احبار یہود کی طرح مال دنیا لے کر احکام خداوندی کو چھپائے یا ان میں کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدل کرے یا کسی قسم کی کوئی ترمیم و تنسیخ کرے العیاذ باللہ۔

۸۱۔ ﴿لَيْسَ الْبِرَّ۔ الآیہ﴾ ہر دین و مذہب میں کچھ ظاہری اعمال و عبادات ہوتے ہیں اور کچھ حقیقی مقاصد و مطالب۔ جن تک رسائی کا ذریعہ یہی ظاہری اعمال ہوتے ہیں۔ جب تک کوئی قوم صحیح دین کا دامن تھامے رہتی ہے تب تک وہ ان ظاہری اعمال اور ان کے مقاصد دونوں کو پیش نظر رکھتی ہے۔ مگر جب دین کا ولولہ سرد پڑ جائے تو پھر وہ صرف ظاہری اعمال پر زیادہ توجہ دیتی ہے اور اصل مقاصد کو نظر انداز کر دیتی ہے حتیٰ کہ رفتہ رفتہ وہ ظاہری اعمال و عبادات ایک بے جان رسوم بن کر رہ جاتے ہیں جیسے نماز پڑھنے کا مقصد نمازی کے اندر تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ زندہ قومیں اصل مقاصد پر زیادہ توجہ دیتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے کہ سارا دین یہی نہیں ہے کہ نماز میں منہ ادھر کرنا یا اُدھر؟ بلکہ زیادہ توجہ اسلام کے اصل مقاصد کی طرف دینی چاہیے جو یہ چار ہیں: (۱) عقائد۔ (۲) عبادات۔

وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ

منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو۔ بلکہ (حقیقی) نیکی تو یہ ہے کہ آدمی خدا پر، روز

الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ

آخرت پر، فرشتوں پر، (اللہ کی) کتابوں پر اور سب پیغمبروں پر ایمان لائے۔ اور

وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي

اس (خدا) کی محبت میں اپنا مال (باوجود مال کی محبت کے) رشتہ داروں، یتیموں،

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ

مسکینوں، مسافروں، مانگنے والوں اور (غلاموں، کنیزوں اور مقروضوں کی) گردنیں

وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ

چھڑانے میں صرف کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے (دراصل) نیک لوگ

وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ

تو وہ ہوتے ہیں کہ جب کوئی عہد کر لیں تو اپنا عہد و پیمان پورا کرتے ہیں اور

وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ

تنگ دستی ہو یا بیماری اور تکلیف ہو یا ہنگام جنگ ہو وہ بہرحال ثابت قدم

الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

رہتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جو (سچے) ہیں اور یہی متقی و

الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ

پرہیزگار ہیں (۱۷۷) اے ایمان والو ان کے بارے میں جو (ناحق قتل کر دیئے گئے ہوں) تم پر قصاص (خون کا بدلہ

الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۗ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ

خون) لکھ دیا گیا ہے یعنی آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ ہاں جس (قاتل)

بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۗ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ

کے لئے اس کے (ایمانی) بھائی (مقتول کے ولی) کی جانب سے کچھ (قصاص) معاف کر دیا جائے تو اس (معاف

شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ ۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۗ

کرنے والے) کو (چاہیے کہ) نیکی کا اتباع کرے (خون بہا کا مطالبہ کرنے میں سختی نہ کرے) اور (جسے معاف کیا گیا

(۳) معاملات۔ (۴) اور اخلاق۔ اس سے آگے انہی امور کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

۸۲۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ الآیہ﴾ منجملہ دوسرے اسلامی احکام کے ایک حکم قصاص بھی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو عمداً قتل کر دے تو اسلام نے مقتول کے وارثوں کو قصاص میں قاتل کو قتل کرنے، یا دیت یعنی خون بہا لینے یا مکمل یا جزوی معاف کرنے کا اختیار دیا ہے اور یہ قصاص اس قدر ضروری ہے کہ اس میں لوگوں کی زندگی کا راز مضمر ہے۔ بے شک قصاص میں قاتل کی جان تو جاتی ہے۔ مگر اس سخت قانون کی وجہ سے بہت سی جانیں بچ جاتی ہیں اور قتل و غارت کا نہ رکنے والا یہ سلسلہ ایک دم رک جاتا ہے۔

۸۳۔ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ ۔ الآیہ﴾ ظاہری الفاظ سے تو وصیت کا وجوب مترشح ہوتا ہے مگر بالاتفاق اہل اسلام کو مالی وصیت کرنا سنت مؤکدہ ہے واجب نہیں ہے۔ بہرحال اسلام نے وصیت کرنے پر بہت زور دیا ہے اور وصیت کئے بغیر مرنے والے کی موت کو جہالت کی موت قرار دیا ہے اور جب وصیت قانون شریعت کے مطابق ہو تو اس میں ردوبدل کرنا بالاتفاق حرام ہے۔

ذٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى

ہے اسے بھی چاہیے کہ) خوش اسلوبی کے ساتھ (خون بہا) ادا کرے۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے رعایت و رحمت

بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِي

(اور آسانی و مہربانی) ہے۔ پس اس کے بعد بھی جو زیادتی کرے تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے (۱۷۸) اے صاحبان

الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ

عقل! تمہارے لیے قصاص یعنی جان کے بدلے جان والے قانون میں زندگی ہے تاکہ تم (خون ریزی سے)

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ

بچتے رہو (۱۷۹) تم پر لکھ دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہو۔

الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ

بشرطیکہ وہ کچھ مال چھوڑے جا رہا ہو تو مناسب وصیت کر جائے اپنے ماں، باپ اور زیادہ

وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ ؕ

قریبی رشتہ داروں کے لئے۔ یہ پرہیز گاروں کے ذمہ حق ہے (لازم ہے) (۱۸۰)

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ

جو شخص اس (وصیت) کو سننے کے بعد اس میں رد و بدل کرے تو اس کا گناہ انہی لوگوں پر ہوگا جو

يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ ؕ فَمَنْ خَافَ

ردوبدل کریں گے۔ بے شک خدا خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے (۱۸۱) اب جو شخص کسی وصیت کرنے والے

مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ

کی طرف سے کسی (وارث) کی حق تلفی یا گناہ کا خوف محسوس کرے اور ان (ورثاء) کے درمیان اصلاح (سمجھوتہ) کرا دے

اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

تو اس پر (اس ردوبدل کرنے کا) کوئی گناہ نہیں ہے۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (۱۸۲) اے ایمان

اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى

والو! روزہ اس طرح تم پر لکھ دیا گیا ہے (فرض کر دیا گیا ہے) جس طرح تم

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ ۙ اَيَّامًا

سے پہلے والوں پر لکھ دیا گیا تھا۔ تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ (۱۸۳) یہ گنتی کے چند

وصیت

ع ۲۲ ۶

روزہ کا حکم

۸۴۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾
صوم (روزہ) شریعت مقدسہ میں ایک خاص عبادت کا نام ہے۔ متعدد اخبار سے آشکار ہوتا ہے کہ نماز اور روزہ دو ایسی عبادتیں ہیں جو کسی نہ کسی شکل میں ہر شریعت میں واجب رہی ہیں۔ اور ان کے وجوب کی غرض و غایت وہی ہے جو دوسری اسلامی عبادات کے وجوب کی ہے کہ نماز اور روزہ دار متقی اور پرہیز گار بن جائیں۔ (لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾)

مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ

دن ہیں (اس کے باجود) اگر تم میں سے کوئی شخص بیمار ہوجائے یا سفر میں ہو تو اتنے ہی دن اور دنوں

فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ

میں پورے کرے۔ اور جو اپنی پوری طاقت صرف کرکے بمشکل روزہ رکھ سکتے ہوں تو وہ

فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ

فی روزہ ایک مسکین کی خوراک فدیہ ادا کریں۔ اور جو اپنی مرضی سے کچھ (زیادہ) بھلائی کرے تو

خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

وہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر تم (فدیہ دینے کی بجائے) روزہ رکھو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ اگر تم

تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ

علم و واقفیت رکھتے ہو (۱۸۴) ماہ رمضان وہ (مقدس) مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو تمام

الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى

انسانوں کے لئے ہدایت ہے اور اس میں راہنمائی اور حق و باطل میں امتیاز کی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں

وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ

جو اس (مہینہ) میں (وطن میں) حاضر ہو (یا جو اسے پائے) تو وہ روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ

سفر میں ہو تو اتنے ہی روزے کسی اور وقت میں (رکھے)۔ اللہ تمہاری آسانی و آسائش چاہتا ہے

اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ

تمہاری تنگی و سختی نہیں چاہتا اور یہ بھی (چاہتا ہے) کہ تم (روزوں کی) تعداد مکمل کرو۔

الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا

اور اس (احسان) پر کہ اسنے تمہیں سیدھا راستہ دکھایا تم اس کی کبریائی و بڑائی

هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَاِذَا سَاَلَكَ

کا اظہار کرو۔ تاکہ تم شکر گزار (بندے) بن جاؤ (۱۸۵) اور جب میرے بندے آپ سے

عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ

میرے بارے میں سوال کریں تو (آپ کہہ دیں) میں یقیناً قریب ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں

۸۵۔ ﴿اَلَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ۔ الآیہ﴾ اس آیت کے مفہوم متعین کرنے میں مترجمین و مفسرین نے عجیب قلابازیاں کھائیں اسلام کے مزاج شناس لوگ جانتے ہیں کہ "وسع" اور "طاقت" دو مختلف چیزیں ہیں۔ اور شرعی احکام وسع پر مبنی ہیں۔ یعنی ان میں وسعت اور گنجائش ہے۔ لہٰذا جہاں صورت حال یہ ہو کہ کسی حکم کی تعمیل میں وسعت نہ ہو بلکہ آدمی کو اپنی پوری طاقت و توانائی صرف کرنی پڑے تو وہاں شرعی تکلیف ختم ہوجاتی ہے جیسے بوڑھے مرد یا عورت کا یا حاملہ یا مرضعہ یا ذوالعطاش (جسے پیاس کی بیماری ہو) کا روزہ رکھنا کہ ان پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے فی روزہ کے حساب سے ایک مد طعام بطور فدیہ دینا واجب ہے۔

۸۶۔ ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ۔ الآیہ﴾ یہ آیت مبارکہ ایام معدودات کی تفصیل ہے کہ وہ گنتی کے دن ماہ رمضان ہے۔ جس میں قرآن نازل ہوا سورہ دخان میں ہے کہ قرآن پاک ایک بابرکت رات میں نازل ہوا اور سورہ قدر میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ وہ برکت والی رات لیلۃ القدر ہے۔ جس میں قرآن نازل ہوا...... ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن پورے ماہ رمضان میں نازل ہوا۔ اور زمینی حقائق بتاتے ہیں کہ قرآن تھوڑا تھوڑا کرکے پورے ۲۳ سال کی مدت دراز میں نازل ہوا۔ چنانچہ بعض اخبار و آثار میں روایت اور درایت میں اس طرح جمع و توفیق کی گئی ہے کہ لیلۃ القدر میں یکبارگی لوح محفوظ سے بیت المعمور کی طرف نازل ہوا جو کہ آسمان دنیا میں موجود ہے۔ اور پھر وہاں سے حالات واقعات کے مطابق تھوڑا تھوڑا کرکے پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔ (تفسیر مجمع البیان) قرآن کسی خاص قوم و قبیلہ اور کسی خاص ملک و ملت کیلئے نہیں ہے بلکہ ہدیً للناس تمام بنی نوع انسان کیلئے ذریعہ رشد و ہدایت ہے۔ اور وسیلہ حق و صداقت ہے اور اسی مقدس مہینہ میں وہ مقدس رات ہے جو ایک ہزار مہینہ سے افضل ہے۔ لہٰذا

إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ

اس کی دعا و پکار کو سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔ تو ان پر لازم ہے کہ وہ میری آواز پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان

يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ

لائیں (یقین رکھیں) تاکہ وہ نیک راستہ پر آجائیں (۱۸۶) (اے مسلمانو) روزوں کی رات تمہارے لئے اپنی

إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ

عورتوں سے مباشرت کرنا حلال کر دیا گیا ہے۔ وہ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس

لَهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ

ہو خدا جانتا ہے کہ تم اپنی ذات سے خیانت کرتے رہے ہو تو اس نے تمہاری توبہ

فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ

قبول کی اور تمہیں معاف کر دیا۔ پس اب تم ان سے (روزوں کی راتوں میں)

وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا

مباشرت کرو۔ اور جو کچھ (اولاد) خدا نے تمہارے مقدر میں لکھ دی ہے اسے طلب کرو۔ اور

حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ

(رات کو) کھاؤ پیو۔ یہاں تک کہ صبح کا سفید ڈورا (رات کی) سیاہ ڈوری سے الگ ہو کر ظاہر ہو جائے پھر

الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ

رات تک روزہ کو پورا کرو۔ اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف (قیام) کئے ہوئے ہو تو

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ

(رات کو بھی) بیویوں سے مباشرت نہ کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ

ان کے قریب نہ جاؤ اس طرح خدا اپنی آیتوں (احکام) کو لوگوں کے لئے

اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٨٧﴾ وَلَا تَأْكُلُوا

بیان کرتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بن جائیں (۱۸۷) اور تم آپس میں ایک دوسرے کا

أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى

مال غلط طریقہ سے نہ کھاؤ۔ اور نہ ہی (رشوت کے طور پر) وہ (مال) اس غرض

یہ مہینہ اس قابل ہے کہ منعم حقیقی کی عبادت وسپاس گزاری میں گزارا جائے۔

۸۷۔ ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ ۔ الآیہ﴾ مروی ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آیا خدا قریب ہے تاکہ اس سے مناجات (راز و نیاز کی باتیں) کریں یا دور ہے تاکہ اسے پکاریں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ میں یقیناً! قریب ہوں لہٰذا جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا و پکار کو سنتا بھی ہوں اور جواب بھی دیتا ہوں۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے دعا و پکار نہ صرف یہ کہ عبادت ہے بلکہ مغز عبادت ہے۔ ہاں البتہ اس کا بظاہر قبول ہونا یا نہ ہونا چیزے دیگر ہے جس کی علیحدہ علل و اسباب ہیں۔

۸۸۔ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ ۔ الآیہ﴾ اکثر مفسرین اسلام کے بیان کے مطابق اوائل اسلام میں دن کی طرح رات کے وقت بھی ماہ رمضان میں عورتوں سے مباشرت حرام تھی مگر جب بعض مسلمان اس حکم کی تعمیل نہ کر سکے۔ بلکہ اسکی خلاف ورزی کی تو خدائے مہربان نے یہ حکم منسوخ کر دیا اور کھانے پینے کی طرح رات کے وقت اپنی عورتوں سے مباشرت کرنا حلال قرار دے دی۔ (مجمع البیان و تفسیر کبیر)

۸۹۔ ﴿وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ ۔ الآیہ﴾ منجملہ ان امور کے جو شریعت مقدسہ میں مستحب موکد ہیں ایک اعتکاف بھی ہے جس میں کم از کم تین شب و روز تک بقصد عبادت مسجد میں قیام کرنا ضروری ہے اور کسی شرعی کام یا عادی ضروریات کے بغیر باہر نکلنا جائز نہیں ہے تاکہ پورے سکون نفس اور اطمینان قلب کے ساتھ خدا کی عبادت کی جا سکے۔ اور اس میں رات کے وقت بھی اپنی بیوی سے مقاربت جائز نہیں ہے۔

۹۰۔ ﴿وَلَا تَأْكُلُوا ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں خداوند عالم نے یہ شرعی قانون بیان کیا ہے کہ شرعی جواز کے بغیر ایک دوسرے کے مال میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے ورنہ وہ اکل المال بالباطل شمار ہوگا جس میں چوری ڈاکہ زنی، ظلم و جور، غصب، مکر و

الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ
سے حکام تک پہنچاؤ تاکہ گناہ کے طور پر لوگوں کا کچھ مال تم بھی خورد برد
۲۳ ع ۷
بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝١٨٨ يَسْأَلُونَكَ عَنِ
کر جاؤ۔ درآنحالیکہ تم جانتے ہو (۱۸۸) (اے رسولؐ) لوگ آپ سے نئے چاندوں کے بارے میں
الْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۗ وَ
پوچھتے ہیں (کہ وہ گھٹتے بڑھتے کیوں ہیں؟) کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں کے (دنیاوی معاملات) کی تاریخیں اور حج کے
لَيْسَ الْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا
لیے اوقات مقرر کرنے کا ذریعہ ہیں اور یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے کہ تم گھروں میں پچھواڑے کی طرف سے (پھاند کر)
وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ
آؤ۔ بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ (آدمی غلط کاری سے) پرہیزگاری اختیار کرے۔ اور گھروں میں ان کے دروازوں
وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝١٨٩ وَقَاتِلُوا فِي
سے داخل ہوا کرو۔ اور خدا سے ڈرو (اس کے قہر و غضب سے بچو) تاکہ تم فلاح پاؤ (۱۸۹) اور تم اللہ کی راہ
سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ
میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑیں اور زیادتی نہ کرو۔ کیونکہ یقیناً اللہ زیادتی کرنے
إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝١٩٠ وَاقْتُلُوهُمْ
والوں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا (۱۹۰) اور ان (خواہ مخواہ لڑنے والے کفار و مشرکین)
حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ
کو جہاں کہیں پاؤ قتل کر دو۔ اور انہیں نکال دو جہاں (مکہ) سے انہوں نے تمہیں
أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا
نکالا ہے اور فتنہ پروری قتل سے بھی بڑھ کر (بری) ہے۔ اور مسجد الحرام میں، ان
تُقَاتِلُوهُمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ
سے اس وقت تک نہ لڑو جب تک وہ اس میں تم سے نہ لڑیں۔ اور اگر
يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ
وہ (اس میں) تم سے لڑیں تو تم بھی انہیں قتل کرو یہی

فریب، جھوٹی قسم اور رشوت ستانی سے حاصل کردہ مال داخل ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوند عالم جانتا تھا کہ اس امت میں ایسے حکام جور ہوں گے جو حق کے خلاف فیصلے کریں گے۔ اس لیے خداوند عالم نے اہل ایمان کو ایسے حکام کے پاس اپنے مقدمات لے جانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الکافی، الصافی) چنانچہ اس روایت اور دوسری بہت سی روایات سے مستفاد ہوتا ہے کہ حکام جور کی عدالت میں مقدمات لے جانا حرام ہے حتی کہ اگر وہ اس کے حق میں فیصلہ کریں اور وہ حق بجانب بھی ہو تو تب بھی اس سے حاصل شدہ مال حرام ہے۔ (ایضاً) لہٰذا اہل ایمان کو اپنے تنازعات اپنے علماء اعلام کی خدمت میں پیش کرکے فیصلہ کرانا چاہیے اور اگر وہ میسر نہ ہوں تو پھر اہل ایمان و اہل دیانت و امانت کی خدمت میں پیش کرکے ان کا حل نکالنا اور دادرسی کرانا لازمی ہے۔

۹۱۔(۱) ﴿يَسْأَلُونَكَ۔ الآيه﴾ سوال کرنے والوں کا مقصد تو چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کے طبعی علل و اسباب معلوم کرنا تھا۔ مگر خدائے حکیم نے جواب میں اس کے گھٹنے بڑھنے کی حکمت بتادی جس کی ان کو ضرورت تھی کہ اس سے مقصود اوقات حج، بیوی کی عدت اور قرضہ کی ادائیگی کی مدت معلوم کرنا ہے۔ آیت سے ظاہر ہے روزہ وغیرہ کے سلسلہ میں شمسی حساب وقت مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس سلسلہ میں صرف قمری سن و سال مقرر کرنا ضروری ہے۔

۹۲۔ ﴿وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ۔ الآيه﴾ اس آیت میں اسلامی جہاد کا فلسفہ بیان کیا جا رہا ہے کہ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے اور تین مقامات کے علاوہ تلوار اٹھانے کی اجازت نہیں دیتا۔ (۱) جان، ایمان، مال و ناموس کے تحفظ اور دفاع کیلئے (۲) باغیوں کی سرکوبی کیلئے (۳) کفر و شرک کو بیخ و بن سے اکھیڑنے کیلئے۔

۹۳۔ ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ۔ الآيه﴾ اس

كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ
کافروں کی سزا ہے (۱۹۱) پھر اگر وہ لوگ باز آجائیں تو یقیناً اللہ بڑا بخشنے
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ
والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے(۱۹۲) اور ان سے اس وقت تک جنگ جاری رکھو جب تک تمام
فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا
فتنہ وفساد ختم نہ ہو جائے اور دین (واطاعت) صرف اللہ کے لیے نہ رہ جائے ہاں اگر وہ جنگ سے باز آجائیں
عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ
تو پھر ظلم و زیادتی کرنے والوں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں کی جا سکتی(۱۹۳) حرمت والے مہینے کا
بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ
بدلہ حرمت والا مہینہ ہے اور حرمتوں میں بھی قصاص (ادلہ بدلہ) ہے لہٰذا جو شخص تم پر
اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا
زیادتی کرے تو تم بھی اس کے ساتھ اسی طرح زیادتی کرو جس طرح اس نے تم
اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
پر زیادتی کی ہے اور خدا (کی نافرمانی) سے ڈرو اور سمجھ لو کہ اللہ یقیناً
مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا
پرہیزگاروں کے ساتھ ہے(۱۹۴) اور خدا کی راہ میں (مال و جان) خرچ کرو اور (اپنے آپ)
تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚۛ وَاَحْسِنُوْا ۚۛ اِنَّ مع
کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو اور اچھا کام کرو۔ یقیناً اللہ اچھے کام کرنے
اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ
والوں سے محبت کرتا ہے (۱۹۵) اور خدا کی (خوشنودی) کے واسطے حج اور عمرہ کو تمام کرو۔
وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ
اور اگر کسی مجبوری میں گھر جاؤ تو پھر جو قربانی میسر ہو وہی کرو مگر اپنے سر اس وقت تک
مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ
نہ منڈواؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے تک نہ پہنچ جائے (جہاں اسے ذبح یا نحر کرنا ہے)

آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے لوگوں میں فتنہ وفساد پھیلانا اور نظام امن وسکون کو برباد کرنا قتل سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے۔

۹۴۔﴿وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى۔ الآیہ﴾ اس آیت میں سابقہ آیت کی طرح اسلامی جہاد کا فلسفہ بیان کیا جا رہا ہے کہ اس کا مقصد فتنہ وفساد کو بیخ وبن سے اکھیڑنا، دین اسلام کو غلبہ دینا اور عبادت کو صرف خدا کیلئے مخصوص کرنا ہے اس کے سوا اور کوئی دنیوی غرض و غایت نہیں ہے۔

۹۵۔﴿اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ۔ الآیہ﴾ چار مہینے ایسے ہیں جن میں جنگ وجدال اور قتل و قتال حرام ہے اور اسلام سے پہلے عام عرب ان میں قتال کو حرام جانتے تھے اور وہ مہینے یہ ہیں۔(۱) رجب المرجب (۲) ذوالقعدہ (۳) ذوالحجہ (۴) محرم الحرام پہلی بار ۶ھ میں کفار مکہ نے اس کی خلاف ورزی کی جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۶ھ ذوالقعد میں عمرہ مفردہ بجالانے کیلئے مکہ تشریف لائے تو کفار ومشرکین مکہ سد راہ ہوئے اور آمادہ جنگ ہوئے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مہینہ کی حرمت کے پیش نظر جنگ نہ لڑی اور صلح حدیبیہ کی اور پھر آنحضرتؐ نے معاہدہ کے مطابق ۷ھ میں عمرہ ادا کیا۔ الغرض اس آیت مبارکہ میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ حرم ہو کہ اشہر حرم بے شک مسلمانوں پر ان کا احترام واجب ہے مگر جب خود کفار و مشرکین ان کی حرمت کو پامال کرتے ہوئے جنگ لڑنے لگیں تو پھر مسلمانوں کیلئے بھی دفاع جنگ کرنا جائز ہے۔ پس یہ ایک ضابطہ ہے جس میں ہر وہ چیز داخل ہے جس کا لحاظ انسان کیلئے کسی بھی لحاظ سے ضروری ہو تو اس میں پہل کرنا ممنوع ہے۔ البتہ زیادتی کرنے والے سے بدلہ لیا جا سکتا ہے اور اسے اس کی زیادتی کا مزا چکھایا جا سکتا ہے۔

۹۶۔﴿لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ۔ الآیہ﴾ چونکہ جان خدائے مہربان کی عطا کردہ ہے لہٰذا اس کی مرضی کے بغیر اس میں تصرف کرنا جائز

الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ

اور جب تم میں سے کوئی شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو اور سر منڈوا لے تو اس

أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ

کا فدیہ (بدلہ) روزہ، خیرات یا قربانی ہے پھر جب تمہیں امن و اطمینان حاصل ہو جائے

أَوْ نُسُكٍ ۚ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى

تو جو شخص (حج تمتع کا) عمرہ کر کے حج کے موقع تک لذائذ سے فائدہ

الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ

اٹھائے تو وہ لازمی طور پر ممکنہ قربانی کرے۔ اور جسے قربانی نہ مل سکے تو وہ

فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا

تین روزے تو حج کے دوران رکھے اور سات (۷) اس

رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ ذَٰلِكَ لِمَنْ لَمْ

وقت جب واپس جائے یہ ہو جائیں گے مکمل دس (روزے) یہ (حج تمتع)

يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا

اس کے لیے ہے جس کے اہل و عیال مسجد الحرام کے باشندے نہ ہوں۔ (حدود حرم کے اندر نہ

۲۴ ع ۸ ۸ اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾ الْحَجُّ

رہتے ہوں) اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور سمجھ لو کہ خدا سخت سزا دینے والا ہے۔ (۱۹۶) حج کے

أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا

چند خاص جانے پہچانے مقرر مہینے ہیں۔ تو جو شخص ان (مہینوں) میں (اپنے اوپر) حج کی پابندی احرام باندھ کر فرض

رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا

کر لے تو پھر حج کے دوران نہ (بیوی سے) مباشرت کرے۔ نہ (خدا کی) نافرمانی کرے اور نہ (کسی سے)

وقف النبی ﷺ تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ

لڑائی جھگڑا کرے اور اور تم جو کچھ نیکی کا کام کرو گے تو خدا اسے جانتا ہے اور (آخرت کے سفر کے لئے) زادراہ مہیا

خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ ۚ وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ﴿١٩٧﴾

کرو (اور سمجھ لو) کہ بہترین زادراہ تقویٰ (پرہیزگاری) ہے۔ اور اے عقل مندو! مجھ سے (میری نافرمانی سے) ڈرو (۱۹۷)

نہیں۔ لہٰذا اگر یہ جان راہ خدا (جہاد) میں قربان کی جائے تو یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ سعادت وشہادت ہے۔ اور اگر کسی اور مقصد کے تحت تلف کی جائے تو یہ ہلاکت ہے جو بالاتفاق حرام ہے۔

۹۷۔ ﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ۔ الآیہ﴾ حج کے چند خاص مہینے ہیں جو کہ شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں۔ جن میں کسی قسم کا تغیر وتبدل نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی ان میں کسی قسم کی تقدیم وتاخیر کی جا سکتی ہے۔ ہاں البتہ عمرہ مفردہ سال بھر ادا کیا جا سکتا ہے مگر عمرہ تمتع اور حج ان مخصوص مہینوں علاوہ جائز نہیں ہے۔

۹۸۔ ﴿وَتَزَوَّدُوْا۔ الآیہ﴾ یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ ہر شخص اپنے سفر کی مسافت کے مطابق زادسفر کا اہتمام کرتا ہے۔ بنابریں سفر موت کے زاد کا انتظام اس کی طوالت کے مطابق کرنا ہوگا جس کی ابتداء تو معلوم ہے مگر انتہاء کا کوئی علم نہیں ہے۔ ارشاد قدرت ہے اس کیلئے بہترین زادسفر تقویٰ الٰہی اور پرہیزگاری ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ
اس میں تمہارے لئے کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ تم حج کے دوران اپنے پروردگار سے فضل (رزق)
رَّبِّكُمْ ۭ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا
کے طلب گار رہو۔ ہاں تو جب عرفات سے روانہ ہو تو مشعر الحرام (مزدلفہ)
اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا
کے پاس (اس کی حدود) میں اللہ کو یاد کرو اور یاد بھی اس طرح کرو جس طرح
هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ۱۹۸
اس نے تمہیں ہدایت کی ہے اگرچہ اس سے پہلے تم گمراہوں میں سے تھے (۱۹۸)
ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ
پھر جہاں سے اور لوگ چل کھڑے ہوں تم بھی چل کھڑے ہو اور خدا سے
وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۱۹۹ فَاِذَا
مغفرت و بخشش طلب کرو یقیناً خدا بڑا بخشنے والا، بڑا مہربان ہے (۱۹۹) جب تم
قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ
اپنے مناسک حج (اور اس کے اعمال و ارکان) کو بجا لا چکو تو پھر اس طرح اللہ کو یاد کرو جس طرح
اٰبَاۗءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۭ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ
اپنے باپ داداؤں کو یاد کرتے تھے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خدا کو یاد کرو اب لوگوں میں سے کچھ تو ایسے ہیں
رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ
جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں (جو کچھ دینا ہے) اسی دنیا میں دے دے ایسے شخص کا آخرت
خَلَاقٍ ۲۰۰ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي
میں کوئی حصہ نہیں ہے (۲۰۰) اور کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہمیں
الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا
دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں
النصف
عَذَابَ النَّارِ ۲۰۱ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا
دوزخ کی سزا سے بچا (۲۰۱) یہ وہ لوگ ہیں جو کچھ انہوں نے کمایا ہے اس سے (دنیا و آخرت میں)

۹۹۔ ﴿وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۔ الآیہ﴾
اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کی عبادت اس طرح کرنی چاہیے جس طرح وہ اپنے انبیاء اور ان کے اوصیاء کے ذریعہ سے کہلوائے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں آدمی مختار نہیں ہے کہ جس طرح اس کا جی چاہے اس طرح خدا کی عبادت کرے کیونکہ یہ نفس کی عبادت ہے۔ خدا کی عبادت نہیں ہے۔

۱۰۰۔ ﴿فَمَنْ تَعَجَّلَ ۔ الآیہ﴾ ان ایام معدودات میں دو دن یعنی گیارھویں اور بارھویں تاریخوں میں مقام منیٰ کا قیام بہرحال واجب ہے لیکن اس کے بعد حاجی کو اختیار ہے کہ بارھویں تاریخ کو قبل از غروب وہاں سے روانہ ہو جائے یا تیرھویں کی شب کو وہیں قیام کرے اور تیرھویں کو رمی جمرات کے بعد روانہ ہو۔ یہ مطلب ہے کہ اس آیت فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ ۔ آخر میں جو یہ ہے کہ یہ اس کیلئے ہے جو بچتا رہا ہو۔ یہ اس حکم فقہی کا بیان ہے کہ یہ اختیار جو دونوں صورتوں میں ہے یہ اس شخص کیلئے ہے جس نے احرام کی پابندیوں کو پورے طور پر نبھایا ہو جس میں خاص چیزیں عورتوں اور شکار ہیں لہٰذا اگر حالت احرام میں عورت سے مقاربت کی ہو یا شکار کیا ہو تو پھر تیرھویں شب کا قیام واجب ہے۔ (مجمع البیان والاء الرحمٰن)

۱۰۱۔ ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں خداوند عالم نے دعا کرنے والے مختلف لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے: (۱) کچھ وہ ہیں جو صرف دنیا طلب کرتے ہیں۔ (۲) کچھ وہ ہیں جو صرف آخرت کی بھلائی کے خواہشمند ہیں۔ (۳) اور کچھ سعادت مند و ہوش مند وہ ہیں جو دنیا میں بھی بھلائی اور کامیابی کے طلب گار ہوتے ہیں اور آخرت کی بھلائی کے بھی خواست گار۔ اور یہ سب سے زیادہ عقل مند اور زیرک اور خوش قسمت لوگ ہیں۔

كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٢٠٢﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ

ان کو حصہ ملے گا اور اللہ بہت جلد حساب بے باق کرنے والا ہے (۲۰۲) اور گنتی کے چند دنوں میں خدا کو یاد کرو

فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ

پس جو جلدی کرے گا اور (منیٰ سے) دو ہی دن میں چلا جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور جو

فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ

دیر کرے (تیسرے دن تک ٹھہرا رہے) اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے مگر یہ (رعایت) اس کے لیے ہے

لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ

جو (شکار سے) بچتا رہا ہو اور اللہ (کی نافرمانی سے) ڈرو اور یقین رکھو کہ تم اسی کے حضور اکٹھے کئے

تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٠٣﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي

جاؤگے (پلٹ کر جاؤگے) (۲۰۳) اور بعض لوگ (منافقین) ایسے بھی ہیں کہ جن کی (چکنی چپڑی)

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰي مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَ

باتیں تمہیں زندگانی دنیا میں بہت اچھی لگتی ہیں اور وہ اپنی دلی حالت پر خدا کو گواہ بناتے ہیں

هُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿٢٠٤﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ

حالانکہ وہ (تمہارے) بدترین دشمن ہیں (۲۰۴) اور جب آپ کے پاس سے منہ پھیرتے ہیں (یا برسراقتدار آتے

لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ

ہیں) تو زمین میں فساد برپا کرنے کے لیے دوڑتے پھرتے ہیں اور کھیتی اور نسل کو برباد کرتے ہیں جبکہ خدا فساد

لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿٢٠٥﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ

کو ہرگز پسند نہیں کرتا (۲۰۵) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدا (کی حکم عدولی) سے ڈرو تو ان کی (ظاہری)

اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ

عزت اور غرور نفس ان کو گناہ پر ابھارتا اور اصرار کراتا ہے ایسے (بدبخت) لوگوں کے لئے دوزخ کافی ہے اور وہ بہت

الْمِهَادُ ﴿٢٠٦﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ

برا ٹھکانہ ہے (۲۰۶) اور انسانوں میں سے کچھ ایسے (انسان) بھی ہیں جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر اپنی

ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠٧﴾

جان بیچ ڈالتے ہیں (خطرے میں ڈال دیتے ہیں) اور اللہ (ایسے جانثار) بندوں پر بڑا شفیق و مہربان ہے (۲۰۷)

۱۰۲۔﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ۔ الآیہ﴾ متعدد احادیث میں وارد ہے کہ ان گنے چنے دنوں سے مراد ایام تشریق ہیں یعنی ماہ ذی الحجہ کی ۱۱، ۱۲اور ۱۳ تاریخ۔

۱۰۳۔﴿وَمِنَ النَّاسِ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں خدا کے ان بندگان خاص کا ذکر کیا جا رہا ہے جو اپنے رب رحیم و کریم کی رضا جوئی اور اس کی خوشنودی کیلئے اپنا تن من دھن قربان کرنے کیلئے آمادہ ہیں۔ بکثرت شیعہ و سنی روایات میں وارد ہے کہ یہ آیت حضرت امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے یعنی ہجرت کی رات جب آپ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر آرام و سکون سے سوئے تھے۔ اس مقام پر بعض غیر ذمہ دار مقررین جس طرح حضرت امیرؑ کو بائع اور خدا کو مشتری قرار دے کر مولا علی علیہ السلام کی جان کے سودے کیا کرتے ہیں یہ تفسیر بالرائے کی بدترین مثال ہے۔ ان احمقوں کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ مرضات مرضی کی جمع نہیں ہے۔ بلکہ رضی یرضی سے مصدر میمی ہے جس کے معنی رضا کے ہیں۔ فی الحقیقت ایسی کوئی بیع و شرا نہیں ہوئی بلکہ یہ خدا کی رضا جوئی کی خاطر جاں نثار کرنے پر آمادگی کا استعارہ ہے وبس۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱدْخُلُوا۟ فِى ٱلسِّلْمِ كَآفَّةً

اے ایمان والو! تم سب کے سب امن و سلامتی (والے دین)

وَلَا تَتَّبِعُوا۟ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَٰنِ ۚ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ

میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو کیونکہ وہ تمہارا کھلا

مُّبِينٌ ﴿٢٠٨﴾ فَإِن زَلَلْتُم مِّنۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ

دشمن ہے (۲۰۸) اور اگر روشن دلیلوں (واضح احکام) کے آجانے کے بعد بھی

ٱلْبَيِّنَٰتُ فَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٠٩﴾ هَلْ

تم ڈگمگا گئے تو خوب جان لو کہ اللہ زبردست (سب پر غالب) اور بڑی حکمت والا ہے (۲۰۹) کیا یہ لوگ

يَنظُرُونَ إِلَّآ أَن يَأْتِيَهُمُ ٱللَّهُ فِى ظُلَلٍ مِّنَ

اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ خود اللہ اور فرشتے سفید بادلوں کے سایہ میں ان

ٱلْغَمَامِ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَقُضِىَ ٱلْأَمْرُ ۚ وَإِلَى ٱللَّهِ

کے پاس آئیں اور ہر بات کا فیصلہ ہو جائے آخر سب امور کی بازگشت تو

تُرْجَعُ ٱلْأُمُورُ ﴿٢١٠﴾ سَلْ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ كَمْ ءَاتَيْنَٰهُم

خدا ہی کی طرف ہے (۲۱۰) (اے رسولؐ) بنی اسرائیل سے پوچھو کہ ہم نے ان کو انبیاءؑ کے

مِّنْ ءَايَةٍۭ بَيِّنَةٍ ۗ وَمَن يُبَدِّلْ نِعْمَةَ ٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ

ذریعے کس قدر کھلی ہوئی نشانیاں عنایت کیں اور جو (شخص و قوم) خدا کی نعمت کو اس کے پاس

مَا جَآءَتْهُ فَإِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعِقَابِ ﴿٢١١﴾ زُيِّنَ

آجانے کے بعد بدل ڈالے (اسے برائی میں صرف کرے) تو خدا سخت عذاب والا ہے (۲۱۱) جن لوگوں

لِلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ

نے کفر اختیار کیا ان کے لیے زندگانی دنیا بڑی آراستہ کر دی گئی ہے اور وہ ایمان والوں کا

ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ۘ وَٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟ فَوْقَهُمْ يَوْمَ

مذاق اڑاتے ہیں حالانکہ جنہوں نے پرہیزگاری اختیار کی وہ قیامت کے دن ان لوگوں (کافروں)

ٱلْقِيَٰمَةِ ۗ وَٱللَّهُ يَرْزُقُ مَن يَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢١٢﴾

سے بہت بلند مقام پر ہوں گے اور خدا جسے چاہتا ہے بے حساب روزی عطا کرتا ہے (۲۱۲)

ع ۲۵ ۱۴ ۹

وقف لازم

۱۰۴۔ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟۔ الآیہ﴾ یہاں "بِٱلسِّلْمِ" سے مراد دین اسلام ہے جو امن و سلامتی کا دین ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ اور وہ بھی اس طرح کہ پورے کے پورے داخل ہو کہ تمہارا کوئی ظاہری یا باطنی حصہ اس سے خارج نہ ہو۔ کیونکہ اسلام میں آدھا تیتر اور آدھا بٹیر بن کر رہنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کہ بعض من پسند احکام کو قبول کر لیا اور بعض ناپسند کو رد کر دیا۔ الغرض اسلام میں اس دوغلی روش و رفتار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے ارشاد قدرت ہے کہ شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ الغرض ع

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا!

۱۰۵۔ ﴿وَمَن يُبَدِّلْ نِعْمَةَ ٱللَّهِ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں خداوند عالم اپنے اسی قانون اور آئین کا تذکرہ فرما رہا ہے جو اس نے بارہا قرآن مجید میں بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ کسی فرد یا قوم کو کوئی نعمت دے کر اس وقت تک واپس نہیں لیتا جب تک وہ شخص یا وہ قوم کفران نعمت کر کے اسے ٹھکرا نہ دے چنانچہ انہوں نے بنی اسرائیل کو بہت سی کھلی ہوئی نشانیاں عطا فرمائیں۔ مگر انہوں نے جب کفران نعمت کیا تو خدا نے ان کو ذلیل و رسوا کر دیا۔ تو مسلمانوں کو بھی یہ بات بتائی جا رہی ہے کہ تمہیں جو دین حق کی امانت سونپی جا رہی ہے اگر تم نے اس نعمت کا شکریہ ادا نہ کیا اور اس کی قدر نہ کی تو تمہارا انجام بھی سابقہ ناشکری قوموں سے مختلف نہ ہوگا۔

خدا کے چہرہ دستاں سخت ہیں قدرت کی تعزیریں

۱۰۶۔ ﴿زُيِّنَ لِلَّذِينَ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے کہ دنیا کے مال و منال اور اس کے جاہ و جلال پر فریفتہ ہونا اور اہل ایمان کا ان کی غربت اور بے کسی پر مذاق اڑانا کافروں کا کام ہے۔ اہل ایمان نہ ایسی بے ثبات اور بے وقعت چیز پر فریفتہ ہوتے ہیں اور نہ ہی اسے محبوب خدا ہونے

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ

(پہلے) سب انسان ایک ہی دین (فطرت) پر تھے۔ (پھر جب ان میں باہمی اختلاف پیدا ہوئے)

مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۖ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ

تو خدا نے انبیاءؑ بھیجے۔ (جو نیکوکاروں کو) خوشخبری دینے والے (اور بدکاروں) کو ڈرانے والے تھے اور

بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ

ان کے ساتھ برحق کتاب نازل کی (جس میں قانون تھا)۔ تاکہ لوگوں کے اختلاف کا فیصلہ کرے اور

وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا

یہ اختلاف ان ہی لوگوں نے کیا جن کو وہ (کتاب) دی گئی تھی اور وہ بھی تب کہ جب کھلی ہوئی دلیلیں

جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا ۢ بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ

ان کے سامنے آچکی تھیں محض بغاوت اور زیادتی کی بنا پر۔ تو خدا نے اپنے حکم سے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ

ایمان والوں کو ان اختلافی باتوں میں راہ حق کی طرف راہنمائی فرمائی۔ اور

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾

خدا جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف راہنمائی فرماتا ہے (۲۱۳)

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ

کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم یوں ہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تمہارے سامنے تم

مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ

سے پہلے گزرے ہوئے (اہل ایمان) کی سی صورتیں (اور شکلیں) آئی ہی نہیں۔ جنہیں فقر

الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ

و فاقہ اور سختیوں نے گھیر لیا تھا۔ اور انہیں (تکلیف و مصائب کے) اس قدر جھٹکے دیئے گئے

الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ

کہ خود رسول اور ان پر ایمان لانے والے کہہ اٹھے کہ آخر اللہ کی مدد کب آئے گی؟

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا

آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کی مدد یقیناً نزدیک ہی ہے (۲۱۴) لوگ آپؐ سے دریافت کرتے

کی علامت جانتے ہیں بلکہ وہ سمجھتے ہیں کہ (الدنیا جنة للکافر و سجن للمؤمن) یعنی دنیا کافر کیلئے جنت اور مومن کیلئے قید ہے۔

۱۰۷۔ ﴿كَانَ النَّاسُ ۔ الآیہ﴾ محقق مفسرین اسلام کے بیان اور ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ آغاز تخلیق میں سب لوگ دین فطرت پر قائم تھے۔ اور پھر یہ سلسلہ جناب نوحؑ کی آمد سے کچھ عرصہ پہلے تک برابر جاری رہا۔ پھر جب نسل انسانی بڑھی تو کچھ اختلاف طبیعت، اختلاف عقل وخرد اور اس کی وجہ سے اختلاف فکر ونظر اور سب سے بڑھ کر ذاتی اغراض ومقاصد کے اختلاف کی وجہ سے اختلاف مذہب شروع ہوا۔ اور لوگ مختلف گروہوں میں بٹ گئے۔ اب اس اختلاف کو رفع کرنے اور حق وباطل کے درمیان امتیاز قائم کرنے کی خاطر خدا نے انبیاءؑ بھیجے اور ان پر کتابیں نازل فرمائیں۔ بعد ازاں مستقل طور پر لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ ماننے والے مومن کہلائے اور انکار کرنے والے کافر۔ ارشاد قدرت ہے: (فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ)

۱۰۸۔ ﴿اَمْ حَسِبْتُمْ ۔ الآیہ﴾ ہر دور میں ایسے لوگوں کی کثرت رہی ہے جو جنت الفردوس میں داخل ہونے کو خالہ جی کے گھر میں داخل ہونا سمجھتے رہے ہیں اور خدائے حکیم نے ہمیشہ واضح فرمایا ہے کہ جب تک تمہیں مصائب وآلام کی کوٹھالی میں نہیں ڈالا جائے گا اور جب تک عقیدہ وعمل کی مشقت سے کام نہیں لوگے تب تک جنت میں داخل نہیں ہو سکو گے ذرا انبیاء ومرسلین اور مومنین سابقین کے حالات پر غور کرو کہ کس طرح ان کا امتحان لیا گیا بالکل اسی طرح تمہارا بھی امتحان لیا جائے گا۔

يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ

ہیں کہ وہ (راہ خدا میں) کیا خرچ کریں؟ کہہ دیجئے کہ تم جو مال بھی

وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ

صرف کرو (اس میں تمہارے) ماں باپ، رشتہ داروں، یتیموں،

السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ

مسکینوں اور مسافروں کا حق ہےاور تم جو بھی نیک کام کرو اللہ اسے خوب

عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ

جانتا ہے (۲۱۵) (اے مسلمانوں) تم پر جنگ کرنا فرض کیا گیا ہے جبکہ وہ تمہیں ناگوار ہے۔

لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـئًا وَّهُوَ خَيْرٌ

اور یہ ممکن ہے کہ جس چیز کو تم ناپسند کرتے ہو وہ تمہارے لئے اچھی ہو۔

لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ

اور یہ بھی ممکن ہے کہ جس چیز کو تم پسند کرتے ہو وہ تمہارے لئے بری ہو(اچھی نہ ہو)

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ ع يَسْـَٔلُوْنَكَ ع ۲۶ / ۱۰

اصل بات یہ ہے کہ اللہ بہتر جانتا ہے تم نہیں جانتے (۲۱۶) (مشرک) لوگ آپ

عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ

سے حرمت والے مہینے میں جنگ کرنے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔کہہ دیجئے اس میں جنگ

كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ

کرنا بڑا جرم ہے (مگر) خدا کی راہ سے روکنا، اور اس کا انکار کرنا اور مسجد (کی حرمت) کا

وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ

انکار کرنا (اور لوگوں کو اس سے روکنا) اور اس کے باشندوں کو وہاں سے نکالنا۔

عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا

خدا کے نزدیک اس (جنگ) سے بھی بڑا جرم ہے۔ اور فتنہ گری قتل سے بھی زیادہ سنگین گناہ ہے۔

يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ

اور وہ لوگ برابر تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان کا بس چلے تو وہ تمہیں

۱۰۹۔ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ۔ الآیہ﴾ جس طرح دشمنانِ اسلام کہتے ہیں کہ مسلمان بڑے جنگجو اور خونخوار اور لوٹ مار کے طبعاً شائق تھے اگر یہ بات درست ہوتی تو پھر خدا یہ کیونکہ فرماتا کہ تم پر قتال فرض کیا گیا ہے مگر وہ تمہیں پسند نہیں ہے؟ اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام بزورِ شمشیر نہیں پھیلا بلکہ اپنی صداقت وسچائی اور سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام کی سیرت وکردار اور ان کی روش ورفتار کی وجہ سے پھیلا ہے۔

إِنِ اسْتَطَاعُوا ۚ وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ

تمہارے دین سے ہی پلٹا دیں۔ (مگر یاد رکھو) کہ تم میں سے جو بھی اپنے دین سے پھر

فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ

کر کفر کی حالت میں مرے گا۔ تو یہ وہ بدنصیب لوگ ہیں جن کے اعمال

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ

دنیا و آخرت میں رائیگاں ہو جائیں گے۔ یہی لوگ دوزخی ہیں جو ہمیشہ

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢١٧﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ

ہمیشہ اس میں رہیں گے (۲۱۷) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت

هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ

کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا یہ ہیں وہ لوگ جو خدا کی رحمت کے

رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢١٨﴾ يَسْأَلُونَكَ

امیدوار ہیں اور خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے (۲۱۸) لوگ آپ سے شراب اور جوئے

عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَ

کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ ان میں بڑا گناہ ہے۔ اگرچہ ان میں لوگوں کے لئے کچھ

مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا ۗ

فائدے بھی ہیں مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت بڑا ہے اور لوگ آپ سے پوچھتے ہیں

وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ

کہ (راہ خدا میں) کیا خرچ کریں؟ کہہ دیجئے جو کچھ (تمہاری ضروریات سے) زیادہ ہو! اس طرح خدا

يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١٩﴾ فِي

تمہارے لئے اپنی آیات و ہدایات واضح کرتا ہے۔ تاکہ تم دنیا و آخرت کے بارے میں غور و فکر کرو (۲۱۹)

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۗ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ ۖ قُلْ

اور لوگ آپ سے یتیموں کے متعلق پوچھتے ہیں۔ تو کہہ دیجئے کہ ان کی ہر طرح اصلاح (احوال کرنا) بہتر ہے۔

إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ ۚ

اور اگر تم ان سے مل جل کر رہو (تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں آخر) وہ تمہارے بھائی ہی تو ہیں۔

۱۱۰۔ ﴿وَمَنْ يَرْتَدِدْ۔ الآیہ﴾ اصول اسلام اور اس کے ضروریات کا اقرار کرنے کے بعد انکار کرنے والے کو شرعی اصطلاح میں مرتد کہا جاتا ہے۔ اور پھر اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) مرتد ملی۔ یہ اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ (۲) مرتد فطری۔ اس کی توبہ ظاہراً قبول نہیں ہوتی اور ایسا شخص شرعاً واجب القتل ہوتا ہے اور یہ سخت سزا فتنہ ارتداد کا سد باب کرنے کیلئے مقرر کی گئی ہے۔

۱۱۱۔ ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ۔ الآیہ﴾ شراب اور جوئے کی حرمت پر تمام علماء اسلام کا اتفاق ہے اور یہ کہ شراب نوشی کرنا اور جوا کھیلنا گناہان کبیرہ میں سے ہے اور جو ان کو حلال جانے وہ مسلمان نہیں ہے اور جو حرام سمجھ کر ان کا ارتکاب کرے وہ فاسق و فاجر ہے۔

وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ الۡمُفۡسِدَ مِنَ الۡمُصۡلِحِ‌ؕ وَلَوۡ شَآءَ

اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ مفسد (خرابی کرنے والا) اور اصلاح کرنے والا کون ہے اور اگر خدا چاہتا تو تمہیں

اللّٰهُ لَاَعۡنَتَكُمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَلَا

مشکل ومشقت میں ڈال دیتا یقیناً خدا زبردست ہے اور بڑی حکمت والا ہے (۲۲۰) (اے مسلمانو) خبردار مشرک

تَنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكٰتِ حَتّٰى يُؤۡمِنَّ‌ؕ وَلَاَمَةٌ

عورتوں سے اس وقت تک نکاح نہ کرو۔ جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔ (کیونکہ) ایک مومنہ کنیز مشرکہ (آزاد

مُّؤۡمِنَةٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكَةٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَتۡكُمۡ‌ۚ وَلَا

عورت) سے اچھی ہے اگرچہ (حسن وجمال میں) تمہیں کتنی ہی بھلی معلوم ہو۔ اور مشرک مردوں کے نکاح میں اس وقت

تُنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَتّٰى يُؤۡمِنُوۡا‌ؕ وَلَعَبۡدٌ

تک نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔

مُّؤۡمِنٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَكُمۡ‌ؕ اُولٰٓئِكَ

بے شک مسلمان غلام مشرک (آزاد شوہر) سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ (مشرک) تمہیں کتنا ہی بھلا معلوم ہو۔

يَدۡعُوۡنَ اِلَى النَّارِ ‌ۖۚ وَاللّٰهُ يَدۡعُوۡۤا اِلَى الۡجَنَّةِ

یہ لوگ تمہیں آگ کی طرف بلاتے ہیں اور خدا اپنے حکم سے (تمہیں) جنت اور مغفرت (بخشش)

وَالۡمَغۡفِرَةِ بِاِذۡنِهٖ‌ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ

کی طرف بلاتا ہے۔ اور اپنے احکام کو لوگوں کے سامنے واضح طور پر بیان کرتا ہے تاکہ وہ

يَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿۲۲۱﴾ وَيَسۡــَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡمَحِيۡضِ‌ؕ قُلۡ ع ۲۷ ۵ ۱۱

نصیحت قبول کریں (اثر لیں) (۲۲۱) اور لوگ آپؐ سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ وہ

هُوَ اَذًى ۙ فَاعۡتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الۡمَحِيۡضِ‌ۙ وَلَا

گندگی ہے، لہٰذا تم ایام حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں

تَقۡرَبُوۡهُنَّ حَتّٰى يَطۡهُرۡنَ‌ۚ فَاِذَا تَطَهَّرۡنَ فَاۡتُوۡهُنَّ

اس وقت تک ان کے نزدیک نہ جاؤ۔ پھر جب وہ طہارت کر لیں تو جدھر سے

مِنۡ حَيۡثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيۡنَ

خدا نے حکم دیا ہے ان کے پاس جاؤ۔ بے شک اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو

۱۱۲۔ ﴿وَلَا تَنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكٰتِ۔ الآیہ﴾ اوائل اسلام میں مسلمان کفار ومشرکین سے رشتہ لیتے بھی تھے اور دیتے بھی تھے۔ مگر بعد ازاں ان آیات کے ذریعہ سے اس قسم کے باہمی عقد وازدواج کو حرام قرار دے دیا گیا۔ لہٰذا اب مسلمان مردوں کا نکاح کافر عورتوں سے اور کافر عورتوں کا نکاح مسلمان مردوں سے ہرگز جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ امت مسلمہ میں کتابیہ عورت کے ساتھ ایک مسلمان کے عقد وازدواج میں اختلاف ہے اور اظہر یہ ہے کہ سخت ضرورت کے تحت عقد منقطع جائز ہے۔ مگر عقد دائمی بہرحال جائز نہیں۔ واللہ العالم۔

۱۱۳۔ ﴿وَيَسۡــَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡمَحِيۡضِ۔ الآیہ﴾ اسلام سے پہلے حائضہ کے ساتھ سلوک میں افراط تفریط تھی۔ بعض اہل مذاہب اس سے ہر قسم کے تعلقات ختم کر لیتے تھے۔ اور بعض مذاہب اس سے کسی قسم کی پرہیز نہیں کرتے تھے۔ مگر اسلام جو ہر معاملہ میں اعتدال ومیانہ روی کا قائل ہے اس نے ان ایام میں صرف مباشرت کو حرام قرار دے کر دوسرے معاملات اور روابط کو جائز قرار دیا ہے۔ ہاں جب ایام ختم ہو جائیں تو غسل کے بعد مباشرت بھی مباح ہے۔

وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ

اور طہارت کرنے والوں کو (۲۲۲) تمہاری عورتیں کھیتی ہیں۔ (اس لئے) اپنی کھیتی میں جس طرح

فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ۖ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ۚ

چاہو آؤ۔ اور اپنے لئے (خدا کی بارگاہ میں) پیشگی (اعمال) بھیج دو۔ اور اللہ سے ڈرو

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ

اور یہ جان لو کہ تمہیں اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور ایمان والوں کو خوشخبری (مبارکباد)

الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٢٣﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ

دے دو (۲۲۳) اور اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ تاکہ تم نیکوکار،

أَن تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ

پرہیزگار بن سکو۔ اور لوگوں میں صلح کرا سکو اور اللہ سننے والا اور

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٢٤﴾ لَّا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي

سب کچھ جاننے والا ہے(۲۲۴) خدا تمہاری لایعنی (غیر ارادی) قسموں پر تم سے

أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ

مواخذہ نہیں کرے گا۔ لیکن جو قسمیں تم دل سے کرو گے (کھاؤ گے) اس کا مواخذہ

قُلُوبُكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٢٥﴾ لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ

کرے گا اور خدا بڑا بخشنے والا اور بڑا برداشت کرنے والا ہے(۲۲۵) جو لوگ اپنی بیویوں

مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۖ فَإِن فَاءُوا

سے الگ رہنے (مباشرت نہ کرنے) کی قسم کھا لیتے ہیں (ان کے لئے) چار مہینہ کی مہلت ہے۔ پس اگر اس کے

فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢٦﴾ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ

بعد (اپنی قسم سے) رجوع کریں تو بے شک خدا بخشنے والا، بڑا مہربان ہے(۲۲۶) اور وہ اگر طلاق دینے کا ہی عزم

فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٢٧﴾ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ

بالجزم کرلیں تو بے شک خدا (سب کچھ) سننے اور جاننے والا ہے(۲۲۷) اور جن عورتوں کو طلاق دی جائے تو وہ اپنے

بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن

آپ کو (عقد ثانی) سے روکیں۔ تین مرتبہ ایام ماہواری سے پاک ہونے تک۔ اور اگر وہ خدا اور روز

۱۱۴۔ ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۔ الآیہ﴾ یہ قرآنی فصاحت وبلاغت کا اعجاز ہے کہ ایک انتہائی نازک مسئلہ کو ایسے احسن طریقہ پر بیان کیا ہے کہ مقصد حاصل ہوجاتا ہے اور جبین حیا پر شکن بھی نہیں پڑتی۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے عقد وازدواج کا مقصد صرف لذت طلبی نہیں ہے بلکہ اصل مقصد اولاد کا حصول ہے۔ اس لئے بے شک عورت کھیتی ہے مگر تخم ریزی وہاں کرو جہاں سے کچھ اگنے کی امید ہے اور جو جگہ اس کیلئے مخصوص ہے۔ ہاں البتہ اس مقاربت کی کوئی خاص کیفیت و ہیئت متعین نہیں ہے۔ لہٰذا جب چاہو اور جس طرح چاہو مقاربت کر سکتے ہو۔ کسی خاص ہیئت کی پابندی لازم نہیں ہے۔

۱۱۵۔ ﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ ۔ الآیہ﴾ ہر چھوٹی بڑی بات پر خدا کے نام کی قسم کھانے کی حدیثوں میں بڑی مذمت وارد ہوئی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: ”لا تحلفوا باللہ صادقین ولا کاذبین“ یعنی خدا کے نام کی سچی یا جھوٹی قسم نہ کھاؤ جیسا کہ خدا فرماتا ہے لَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ (اصول کافی)۔ نیز انہی جناب سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے صحابی سدیر سے فرمایا: ”یاسدیر امن حلف باللہ کاذباً کفر ومن حلف باللہ صادقاً اثم ان اللہ عزوجل یقول لَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ“ اے سدیر ے جو خدا کے نام کی جھوٹی قسم کھائے وہ کافر ہے اور جو سچی کھائے وہ گنہگار ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ خدا کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ (ایضاً)

۱۱۶۔ ﴿لَّا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ ۔ الآیہ﴾ لغو قسم اس قسم کو کہا جاتا ہے جو محض تکیہ کلام کے طور پر قلبی ارادہ کے بغیر کھائی جائے۔ خدا اس قسم کی قسم پر مواخذہ نہیں کرتا ہاں البتہ جو قسم قلبی عزم وارادہ کے ساتھ کھائی جائے اور پھر اس کا پاس نہ کیا جائے خدا اس پر ضرور مواخذہ کرتا ہے۔

۱۱۷۔ ﴿لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں ایلا کا شرعی مفہوم بیان کیا جارہا ہے۔

يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ

جزا پر ایمان رکھتی ہیں تو ان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اسے چھپائیں۔ جو کہ خدا نے ان

يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ

کے رحموں (شکموں میں) پیدا کیا ہے۔ اور اس دوران ان کے شوہر اگر تعلقات بحال

بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ

کرنا چاہیں تو وہ انہیں واپس بلانے (اور اپنی زوجیت میں رکھنے کے) زیادہ حق دار ہیں اور اس دوران دستور

مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ

شریعت کے مطابق عورتوں کے کچھ حقوق ہیں جس طرح کہ مردوں کے حقوق ہیں ہاں البتہ مردوں

ع ۷ ۲۸ ۱۲ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٢٨﴾ اَلطَّلَاقُ

کو ان پر ایک درجہ فوقیت ہے۔ خدا زبردست (حاکم) اور حکمت والا ہے (۲۲۸) اور طلاق (رجعی)

مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۭ

دو ہی مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو اچھے طریقہ سے روک لیا جائے گا یا بھلائی کے ساتھ رخصت کر دیا جائے گا۔ اور

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ جو کچھ انہیں (زر بطور مہر اور ہدیہ و تحفہ) دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لو مگر یہ کہ ان

شَيْـــًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ

دونوں (میاں بیوی) کو اندیشہ ہو کہ وہ خدا کی قائم کردہ حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو پھر (اے مسلمانو)

خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا

تمہیں بھی یہ خوف ہو کہ وہ حدود الٰہیہ کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو (اس صورت میں) عورت کو (بطور فدیہ خلع)

فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ

کچھ معاوضہ دینا چاہیے (اور دے کر اپنی جان چھڑانا چاہیے) تو اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

یہ خدا کی مقرر کردہ حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو۔ اور جو لوگ خدا کی مقرر کی ہوئی حدوں سے آگے بڑھتے

الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٢٩﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ

ہیں وہی لوگ ظالم ہیں (۲۲۹) اب اگر (تیسری بار) طلاق (بائن) دے تو اس کے بعد (یہ عورت)

زمانہ جاہلیت میں ایلا ایک قسم کی طلاق سمجھی جاتی تھی۔ مگر شریعت مقدسہ نے اسے حرام ضرور قرار دیا ہے مگر اسے طلاق قرار نہیں دیا۔ ایلا کا فقہی مفہوم یہ ہے کہ شوہر قسم کھائے کہ وہ اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کرے گا۔ قرآن ایسے شوہر کو چار ماہ کی مہلت دیتا ہے کہ وہ دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کرے: (۱) مباشرت کرکے اپنے قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (۲) یا پھر بیوی کو طلاق دے کر اسے ہمیشہ کیلئے زوجیت کی قید سے آزاد کرے۔

۱۱۸۔ ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں خداوند عالم نے طلاق کی عدت بیان فرمائی ہے کہ عورت طلاق کے بعد فوراً دوسری جگہ عقد نہیں کرسکتی بلکہ اسے عدت کے گزارنے تک انتظار کرنا ہوگا۔ جو کہ تین طہر ہے باقی تفصیلات فقہی کتابوں میں یا بڑی تفسیر میں دیکھی جائیں۔

۱۱۹۔ ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔ الآیہ﴾ یہ آیت طلاق رجعی کے جواز اور اس کے ثبوت پر ناقابل رد قطعی دلیل ہے باقی تفصیل تفسیر فیضان الرحمٰن فی تفسیر القرآن میں دیکھی جائے۔ بہرحال قرآن وسنت سے ثابت ہے کہ مرد ایک بار دوسری بار طلاق دے کر رجوع کرسکتا ہے مگر تیسری طلاق دے کر رجوع نہیں کرسکتا۔ اور اگر ایک نشست میں تین دفعہ لفظ طلاق جاری کر دیا جائے تو وہ بھی ایک طلاق متصور ہوگی۔ چنانچہ مسلم شریف میں وضاحت موجود ہے کہ عہد نبویؐ میں تین طلاقیں ایک سمجھی جاتی تھیں ہاں البتہ جناب عمر نے اپنے عہد میں میں کسی مصلحت کے تحت ان کو طلاق بائن بنا دیا۔

۱۲۰۔ ﴿فَاِنْ خِفْتُمْ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں طلاق خلع کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ چونکہ خاص مصلحت کے تحت شریعت مقدسہ نے طلاق کا حق شوہر کے حوالے کیا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی عورت کسی وجہ سے اپنے شوہر کو ناپسند کرتی ہو۔ اور اس سے طلاق لینا چاہتی ہو۔ تو وہ طلاق کے عوض شوہر کو حق مہر معاف

بَعۡدُ حَتّٰی تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ ؕ فَاِنۡ طَلَّقَهَا

اس مرد کے لئے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کسی دوسرے شخص سے شادی نہ کرے۔ اب جب کہ وہ (دوسرا

فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَاۤ اَنۡ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنۡ ظَنَّاۤ اَنۡ

شوہر) اسے طلاق دے دے اور ان دونوں سابقہ میاں بیوی کا خیال ہو کہ وہ حدود الہیہ کو برقرار رکھ سکیں گے تو ان کے

يُّقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا

لئے کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ آپس میں (دوبارہ) شادی کرلیں۔ یہ خدا کی مقرر کردہ حدیں ہیں جنہیں

لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۳۰﴾ وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ

وہ صاحبان علم کے لئے واضح طور پر بیان کرتا ہے (۲۳۰) اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ

اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ سَرِّحُوۡهُنَّ

اپنی معیاد (عدت کے خاتمہ) کے قریب پہنچ جائیں تو یا تو انہیں اچھے طریقہ سے (اپنے پاس)

بِمَعۡرُوۡفٍ وَلَا تُمۡسِكُوۡهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُوۡا ۚ وَ

رکھو۔ یا اچھے طریقے سے انہیں رخصت کر دو اور انہیں ضرر و زیاں پہنچانے اور زیادتی کرنے

مَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوۡۤا

کے لئے نہ روکو اور جو ایسا کرے گا وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔ اور خدا کی آیات و احکام

اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۚ وَّاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ

کا ہنسی مذاق نہ بناؤ اور خدا کے اس انعام و احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر

وَمَاۤ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ الۡكِتٰبِ وَالۡحِكۡمَةِ

کیا ہے اور جو اس نے کتاب و حکمت تم پر نازل کی ہے۔ اس کے ذریعہ سے

يَعِظُكُمۡ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ

تمہیں نصیحت کرتا ہے اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور خوب جان لو کہ خدا ہر

ع ۲۹/۳/۱۴ شَیۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۲۳۱﴾ وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ

شے کا جاننے والا ہے (۲۳۱) اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور جب وہ اپنی (عدت کی)

اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ اَنۡ يَّنۡكِحۡنَ اَزۡوَاجَهُنَّ

مدت پوری کر لیں تو انہیں اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو۔ جب کہ وہ

کردے۔ یا اگر لے چکی ہو۔ تو واپس کر دے۔ مزید براں اپنی طرف سے کچھ مال ومتاع کی پیشکش کرے۔ تو شوہر کیلئے اس کے لینے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس طلاق کا نام خلعی طلاق ہے...... اور یہ طلاق بائن کی ایک قسم ہے۔

۱۲۱۔ ﴿وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ ۔ الآیہ﴾ جب طلاق کے بعد عدت گزر جائے اور شوہر رجوع نہ کرے تو اب چونکہ عورت آزاد ہے وہ اگر چاہے تو مناسب جگہ پر عقد ثانی کر سکتی ہے۔ اور اس کے پہلے شوہر یا اس کی اولاد کو اس عقد و ازدواج سے اسے منع کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن و سنت میں عقد ثانی کی بڑی تاکید وارد ہوئی ہے اور اس کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ لہٰذا اس سے روکنا جہالت بھی ہے اور ضلالت بھی۔ یہ ہدایات طلاق رجعی کے متعلق دی جا رہی ہیں کہ جب شوہر نے بیوی کو طلاق بائن نہیں دی تو تمہیں رجوع کرنے اور گھر بسانے کا اختیار ہے بشرطیکہ سوچ سمجھ کر یہ طے کرے کہ حقوق زوجیت ادا کر کے خانہ آبادی کرے گا تو رجوع کرلو۔ اور اگر ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے تو پھر عدت گزارنے دو اور انہیں مناسب طریقے پر رخصت کر دو تاکہ وہ بھی عقد ثانی کر کے اپنا گھر آباد کر سکیں اور تم بھی پسند کی شادی کر کے اپنی دنیا آباد کر سکو۔ بہر نوع جو صورت بھی اختیار کی جائے اس میں نیک نیتی مدنظر رہنی چاہیے۔ صرف عورت کو پریشان کرنے کیلئے کہ وہ عقد ثانی نہ کر سکے یا ایسا کر کے اسے طلاق خلع پر مجبور کیا جائے یا رسم جاہلیت کا احیاء مقصود ہو تو پھر رجوع نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ خدائے رحمٰن نے صراحت کر دی ہے کہ عورت کو ضرر وزیاں پہنچانے کی غرض سے رجوع نہ کرو۔ ورنہ ظالم قرار پاؤ گے اور پھر تم سے اس کا مواخذہ کیا جائے گا۔

إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ

مناسب طریقے پر (شریعت کے مطابق) ایک دوسرے (نئے یا پرانے) سے نکاح کرنے پر راضی

بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ

ہو جائیں۔ اس (حکم) کے ذریعہ سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے (اور وہی اسے قبول کرے گا)

ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ

جو خدا اور جزا پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ (ان احکام پر عمل کرنا)۔ تمہارے لئے زیادہ تزکیہ و طہارت کا

لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٢﴾ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ

باعث ہے اللہ بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۲۳۲) اور (طلاق کے بعد) جو شخص (اپنی اولاد کو) پوری

حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۖ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ

مدت تک دودھ پلوانا چاہے تو مائیں اپنی اولاد کو کامل دو برس تک دودھ پلائیں گی۔ اور بچے کے باپ پر

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ

(اس دوران) ان (ماؤں) کا کھانا اور کپڑا مناسب و معروف طریقہ پر لازم ہوگا۔ کسی بھی شخص کو اس کی

بِالْمَعْرُوفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا

وسعت و آسائش سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاسکتی۔ نہ تو ماں کو نقصان پہنچایا جائے اس کے بچہ کی وجہ سے اور نہ ہی

تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَ

باپ کو زیاں پہنچایا جائے اس کے بچہ کے سبب سے اور (اگر باپ نہ ہو تو پھر) وارث پر (دودھ پلانے

عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ۗ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَن

اور نان و نفقہ کی) یہی ذمہ داری ہے۔ اور اگر دونوں (ماں باپ اس مدت سے پہلے) باہمی

تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَ

مشورہ و رضامندی سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور اگر

إِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ

تم اپنی اولاد کو (کسی دایہ سے) دودھ پلوانا چاہو تو اس میں کوئی جرم نہیں ہے

عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ

بشرطیکہ جو مناسب طریقہ سے دینا ٹھہرایا ہے (ان کے) حوالے کر دو۔ اور خدا (کی نافرمانی سے)

۱۲۲۔ ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ۔ الآیہ﴾
بظاہر یہ جملہ خبریہ ہے مگر امر کے معنی میں ہے کہ ماؤں کو چاہیے کہ دو سال تک اپنی اولاد کو دودھ پلائیں۔ یعنی رضاعت کی وہ مدت جس پر رضاعت والے احکام مرتب ہوتے ہیں وہ کامل دو سال ہیں ورنہ حالات کے مطابق اس مدت میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے۔ نیز واضح رہے کہ یہ امر استحبابی ہے وجوبی نہیں ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

ڈرو اور خوب جان لو کہ تم جو کچھ کرتے ہو۔ اللہ اسے خوب دیکھ

بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ

رہا ہے (۲۳۳) اور تم میں سے جو لوگ بیویاں چھوڑ کر مر جائیں تو وہ (بیویاں)

اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ

آپ کو اپنے تک دن دس مہینے چار

عَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

(عقد ثانی سے) روکیں۔ اور جب یہ مدت (عدت) پوری کر لیں تو وہ اپنے

فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا

حق میں جو مناسب کام (فیصلہ) کریں اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور تم جو کچھ کرتے ہو

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا

خدا اس سے خوب باخبر ہے (۲۳۴) اگر تم (عدت کے دوران) عورتوں کی اشارہ و کنایہ میں

عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ

خواستگاری کرو (پیغام نکاح دو) یا اسے اپنے دلوں میں چھپائے رکھو تو اس میں تم پر

اَنْفُسِكُمْ ۗ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ

کچھ گناہ نہیں ہے۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم جلد ان کو یاد کرو گے (تو بے شک کرو) مگر ان سے

لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا

کوئی خفیہ قول و قرار نہ کرو۔ سوائے اس کے کہ مناسب طریقہ سے کوئی بات کرو۔ (اشارہ و کنایہ سے)

مَّعْرُوْفًا ۗ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ

اور جب تک مقررہ مدت پوری نہ ہو جائے۔ اس وقت تک عقد نکاح کا ارادہ بھی نہ کرو۔

الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۗ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ

اور خوب جان لو کہ خدا تمہارے دلوں کے اندر کی بات کو بھی خوب جانتا ہے۔

اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

لہذا اس سے ڈرتے رہو اور خوب جان لو کہ خدا بخشنے والا اور

۱۲۳۔ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں عدت وفات، اس اثناء میں حداد (سوگ) منانے اور عدت کے بعد عقد بیوگان کے احکام بیان کئے جا رہے ہیں۔ اسلام سے پہلے عدت وفات ایک سال تھی مگر اسلام نے چار ماہ اور دس دن مقرر کی ہے اور یہ حکم ہر زوجہ کیلئے عام ہے۔ ہاں البتہ اگر بیوہ حاملہ ہو تو وضع حمل اور چار ماہ اور دس دن میں سے جو مدت ابعد ہوگی اس کا لحاظ رکھا جائے گا۔ نیز عدت کے دوران بیوہ پر حداد یعنی شوہر کا سوگ منانا واجب ہے۔ جس سے ہر قسم کی زیب و زینت کرنا مراد ہے۔ لہٰذا اس پر ہر قسم کے سامان آرائش سے اجتناب کرنا واجب ہے۔ ہاں البتہ عدت کے بعد یہ سب چیزیں حتیٰ کہ عقد ثانی کرنا بھی جائز ہے۔ بیوہ کی یہ عدت اسی مکان میں گزارنا واجب ہے جس مکان میں وہ شوہر کی وفات کے وقت موجود تھی۔ اور سخت ضرورت کے بغیر اسے باہر نکلنا سخت مکروہ ہے اور اگر بامر مجبوری نکلنا پڑے۔ تو پھر نصف شب کے بعد گھر سے نکلنے اور فجر سے پہلے یا دوسرے دن اوائل شب میں واپس گھر لوٹ آئے۔

۱۲۳۔ (الف) ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں ان لوگوں کو کچھ ہدایات دی جا رہی ہیں جو عدت گزرنے کے بعد بیوگان سے عقد نکاح کرنا چاہتے ہیں کہ وہ عدت کے اندر ان سے صراحۃً کوئی قول و قرار نہ کریں۔ ہاں البتہ اشارے اور کنارے میں اپنے مدعا کا اظہار کر سکتے ہیں۔ گو بہتر یہ ہے کہ یہ بات بھی دل کے اندر رکھیں اور زبان پر نہ لائیں۔

ع ۳۰ ۱۴ حَلِيمٌ ﴿٢٣٥﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ
حلیم و بردبار ہے(۲۳۵) اگر تم (اپنی) عورتوں کو ہاتھ لگانے (خلوت صحیحہ کرنے)
مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ
اور حق مہر مقرر کرنے سے پہلے ہی طلاق دے دو تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے ہاں البتہ
وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ
(بطور خرچہ) انہیں کچھ مال و متاع دے دو۔ مالدار اپنی حیثیت کے مطابق اور غریب و نادار
قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٣٦﴾
اپنے مقدور کے موافق مناسب مطاع (خرچہ) دے۔ یہ نیکوکار لوگوں کے ذمہ ایک حق ہے۔ (۲۳۶)
وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَ
اور اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو۔ لیکن تم
قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ
ان کا کچھ حق مہر معین کر چکے ہو تو (اس صورت میں) اس مقررہ حق مہر کا آدھا لازم ہو گا مگر یہ کہ
إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ
وہ (عورتیں) خود معاف کر دیں یا وہ (ولی) معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کا معاملہ ہے۔
النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا
اور اگر تم درگزر کرو (معاف کر دو) تو یہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔ اور باہمی معاملات میں
تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ
احسان اور بھلائی کو نہ بھولو۔ بے شک تم جو کچھ کر رہے ہو خدا اسے خوب دیکھ رہا ہے (۲۳۷)
بَصِيرٌ ﴿٢٣٧﴾ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ
اور تم تمام نمازوں کی پابندی کرو۔ خصوصاً نماز وسطیٰ کی اور خدا کے سامنے
الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴿٢٣٨﴾ فَإِنْ خِفْتُمْ
قنوت پڑھتے ہوئے (ادب و نیاز سے) کھڑے ہو (۲۳۸) اور اگر تم خوف (کی حالت میں) ہو۔ تو پھر
فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ
پیدل ہو یا سوار (جس طرح بھی ممکن ہو نماز پڑھ لو) پھر جب تمہیں امن و اطمینان ہو جائے تو خدا کو اس طرح یاد کرو

۱۲۴۔ ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ۔ الآیہ﴾ ان آیات میں مہر و مباشرت کے اعتبار سے طلاق کی اقسام اور کچھ احکام بیان کئے جا رہے ہیں کہ اس اعتبار سے طلاق کی چار قسمیں ہیں اور یہاں دو قسموں کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

قارئین کرام ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن یا فقہی کتاب قوانین الشریعہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

۱۲۵۔ ﴿حٰفِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ۔ الآیہ﴾ نماز جو تمام اسلامی عبادات کی روح رواں اور جسد عبادت جان ہے اس کے متعلق ارشاد ہے کہ عام نمازوں پر عموماً اور نماز وسطیٰ پر خصوصاً محافظت و مداومت کرو۔ یہ نماز وسطیٰ (درمیانی نماز) کون سی ہے؟ اس میں شدید اختلاف ہے۔ اس سے مراد نماز ظہر ہے۔ یہ شیعہ امامیہ میں زیادہ مشہور ہے۔ اس سے مراد نماز عصر ہے۔ یہ اہل سنت میں زیادہ مشہور ہے۔ ہمارے نظریہ کی تائید مزید فریقین کی روایات سے ہوتی ہے اور یہ دن کی تین نمازوں (صبح، ظہر، عصر) کے درمیان واقع ہے۔ مخفی نہ رہے کہ آیت کے آخری حصہ سے دعائے قنوت کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

۱۲۶۔ ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ۔ الآیہ﴾ اس سے مراد نماز خوف ہے جو سفر و حضر میں دو رکعت پڑھی جاتی ہے اور ہر ممکن طریقہ سے پڑھی جاسکتی ہے اور اگر یہ نماز حالت جنگ میں باجماعت پڑھی جائے تو اس کی ایک مخصوص کیفیت ہے جو کسی مناسب مقام پر بیان کی جائے گی۔

كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٩﴾ وَالَّذِينَ

جس طرح اس نے تمہیں سکھا دیا ہے جو تم نہیں جانتے تھے(۲۳۹) اور جو تم میں سے اپنی بیویاں

يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا ۚ وَصِيَّةً

چھوڑ کر دنیا سے جا رہے ہوں تو ان کو اپنی بیویوں کے حق میں وصیت کرنا چاہیے کہ

لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ

ان کو سال بھر تک نان و نفقہ (خرچہ) دیا جاتا رہے اور گھر سے بھی نہ نکالا جائے۔

خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي

ہاں اگر وہ خود نکل جائیں تو اور بات ہے اور اپنے بارے میں جو مناسب فیصلہ کریں اس میں تم

أَنفُسِهِنَّ مِن مَّعْرُوفٍ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٤٠﴾

پر کوئی گناہ نہیں ہے اور خدا زبردست اور حکمت والا ہے(۲۴۰) اور جن عورتوں کو (مہر مقرر کئے اور صحبت کئے بغیر)

وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى

طلاق دی گئی ہے۔ انہیں مناسب مال و متاع (خرچہ) دینا لازم ہے۔ یہ پرہیزگاروں کے ذمہ ایک حق ہے(۲۴۱)

الْمُتَّقِينَ ﴿٢٤١﴾ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ

اسی طرح خدا تمہارے لئے اپنے آیات و احکام واضح طور پر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو(۲۴۲) کیا تم

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢٤٢﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا ۳۱ ع ۷ ۱۵

نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے ہزاروں کی تعداد میں اپنے گھروں

مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ

سے نکل پڑے۔ خدا نے ان سے کہا: مر جاؤ (پس وہ سب کے سب مر گئے) پھر

لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو

انہیں زندہ کیا۔ بے شک خدا لوگوں پر بڑا لطف و کرم کرنے والا ہے۔

فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے (۲۴۳) اور خدا کی راہ میں جنگ

يَشْكُرُونَ ﴿٢٤٣﴾ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا

کرو اور خوب جانتے رہو کہ خدا (سب کچھ) سننے اور جاننے والا ہے (۲۴۴)

۱۲۷۔ ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ۔ الآیہ﴾ اسلام سے پہلے عربوں کا دستور تھا وہ بیوہ کو شوہر کی وارثت سے کچھ نہیں دیتے تھے۔ یا البتہ ایک سال نان و نفقہ دیتے تھے۔ اور اتنی مدت مکان میں رہائش کا حق بھی دیتے تھے اسلام نے بھی ابتدا میں اس طریقہ کار کو بحال رکھا۔ مگر بعد ازاں بالاتفاق یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ اور اس کی ناسخ دو آیتیں ہیں ایک وہ جس میں بیوی کی عدت چار ماہ دس دن مقرر کی گئی۔ (بقرہ ۲۳۴) اور دوسری وہ آیت جس میں وارث مقرر کی گئی ہے۔ (نساء ۱۲) بنابریں اب بیوی اپنے حصہ سے اپنے اوپر خرچ کرے گی۔

۱۲۸۔ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ۔ الآیة﴾ تفصیل میں جائے بغیر اجمالاً اتنا کہا جاتا ہے کہ اس آیت میں ایسے گروہ کا تذکرہ کیا گیا ہے جو جہاد یا طاعون کی وجہ سے موت سے گریز کرتے ہوئے اپنے گھروں سے نکلا مگر خدائے قہار نے اسے موت کا مزہ چکھایا اور پھر زندہ کرکے اسے دوسروں کیلئے نشان عبرت بنایا۔ تفصیل فیضان الرحمٰن میں دیکھی جائے بہرحال اس واقعہ سے یہ درس حاصل ہوتا ہے کہ گو حفاظت خود اختیاری کے تحت کوئی تدبیر کرنا ممنوع نہیں ہے مگر ع

تدبیر کے پر جلتے ہیں تقدیر کے آگے

اور موت کا وقت ہے اس سے کوئی مفر نہیں ہے۔ نیز اس واقعہ سے شیعی عقیدہ رجعت کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٤٤﴾ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ

ہے کوئی ایسا جو خدا کو قرض حسنہ دے تاکہ خدا اسے کئی گنا کر کے واپس کرے۔

اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً ۚ

خدا ہی تنگی کرتا ہے اور وہی کشادگی دیتا ہے۔

وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٤٥﴾ أَلَمْ

اور (تم سب) اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے(۲۴۵) کیا تم نے جناب موسیٰؑ کے بعد بنی

تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ

اسرائیل کے سرداروں کو نہیں دیکھا کہ جب انہوں نے نبیؑ سے کہا۔ کہ ہمارے لئے ایک

مُوسَىٰ إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا وقف لازم

بادشاہ مقرر کر دیجئے تاکہ ہم (اس کے زیر قیادت) راہ خدا میں جنگ کریں۔ اس نبیؑ

نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ

نے فرمایا کہیں ایسا نہ ہو کہ جب جنگ تم پر واجب ہو جائے۔ تو پھر تم جنگ نہ کرو۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا ۖ قَالُوا وَمَا

تو انہوں نے کہا کہ ہم کیوں کر جنگ نہیں کریں گے؟ جبکہ ہمیں اپنے گھروں اور بال

لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا

بچوں سے باہر نکال دیا گیا ہے۔ مگر جب جنگ ان پر واجب قرار دی گئی تو ان کے

مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا ۖ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ

تھوڑے سے آدمیوں کے سوا باقی سب کے سب منحرف ہو گئے (پیٹھ پھیر گئے)

تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٢٤٦﴾

اور خدا ظالموں کو خوب جانتا ہے(۲۴۶) اور ان کے پیغمبرؑ نے ان سے کہا کہ بے شک

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ

خدا نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا، اس کو ہم پر

طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ

کس طرح حکومت کرنے کا حق ہو سکتا ہے۔ اس سے تو ہم حکومت کرنے کے زیادہ

۱۲۹۔ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ ۔ الآیه﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یکے بعد دیگرے آپ کے جانشین انبیاءؑ آتے رہے اور بنی اسرائیل کے معاملات کی اصلاح کرتے رہے مگر ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

ان کی شامت اعمال کیوجہ سے خدا نے ان پر جالوت جیسا حاکم جابر مسلط کر دیا۔ جس نے ان کے مردوں کو قتل اور عورتوں کو قید کرنا شروع کر دیا۔ بالآخر وہ گھبرا کر اس دور کے نبی جن کا نام شموئیل تھا کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے ایک دینی حاکم مقرر کرنے کی استدعا کی۔ اور انہوں نے ان کی یہ درخواست بارگاہ الٰہی میں پیش کی اور خدا نے ان کا حاکم جناب طالوت کو مقرر کیا۔ اس پر قوم نے جو ایراد کیا اور خدا نے اپنے معیار انتخاب کے سلسلہ میں جو جواب دیا وہ قرآن مجید میں مذکورہ ہے اور پھر مشکلات راہ طے کرتے ہوئے آخر جناب طالوت کی سربراہی میں جالوت سے جنگ لڑی گئی۔ اور جالوت قتل ہوا۔ فوج میدان سے بھاگ گئی اور خدا نے جناب طالوت اور ان کے مخلص ساتھیوں کو فتح و فیروزی عطا فرمائی۔ اور ان کی وفات کے بعد جناب داؤد علیہ السلام کو ان کا جانشین بنایا۔

عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ

حق دار ہیں اسے تو مالی وسعت ملی ہی نہیں ہے (کوئی بڑا مالدار آدمی نہیں ہے)۔ نبیؑ نے

سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ

جواب دیا کہ اللہ نے اسے اس لئے تم پر فضیلت اور ترجیح دی ہے کہ اسے

وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ

علم اور جسمانی طاقت میں زیادتی عطا کی ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے۔ اپنا ملک عطا

مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَقَالَ

کرتا ہے۔ (کیونکہ) اللہ بڑی وسعت والا اور بڑا علم والا ہے (۲۴۷) اور ان کے نبیؑ نے ان

لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ

سے یہ بھی کہا کہ کے بادشاہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا۔ جس میں تمہارے پروردگار کی

فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ

جانب سے سکون کا سامان ہو گا اور موسیٰؑ و ہارونؑ کے خاندان کے بچے کھچے

مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ

تبرکات و متروکات بھی اور اسے فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے اس میں بے شک تمہارے

۳۲ ع ۶ ۱۲ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ فَلَمَّا فَصَلَ

لئے (خدا کی قدرت کی) بڑی نشانی ہے۔ اگر تم ایماندار ہو (۲۴۸) اب جو طالوت فوجیں لے کر چلے تو (اپنے

طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ

ہمراہیوں سے) کہا کہ خدا ایک نہر کے ساتھ تمہاری آزمائش کرنے والا ہے (دیکھو) جو شخص

فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّىْ ۚ وَمَنْ لَّمْ

اس سے پانی پی لے گا اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہ ہو گا اور جو اسے چکھے گا بھی نہیں اس کا

يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّىْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ بِيَدِهٖ ۚ

مجھ سے تعلق ہو گا۔ مگر یہ کہ اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے۔ (انجام کار وقت آنے پر)

فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ

تھوڑے لوگوں کے سوا باقی سب نے اس (نہر) سے پانی پی لیا۔ پس جب وہ اور ان کے

۱۳۰۔ ﴿اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ۔ الآيہ﴾ یہ تابوت سکینہ جسے خدا نے جناب طالوت کی شرعی حکومت پر بطور معجزہ ملائکہ کے ذریعہ سے نازل کیا تھا جس میں جناب موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے تبرکات و متروکات تھے جیسے عصائے موسوی، ان کی نعلین اور کچھ کپڑے اور جناب ہارون کا عمامہ۔ بروایتے یہ وہ تابوت سکینہ تھا جس میں مادر موسیٰؑ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو رکھ کر دریا میں ڈالا تھا۔ اور بنی اسرائیل میں بڑا متبرک سمجھا جاتا مگر جب انہوں نے حد سے زیادہ اس کی بے حرمتی کی تو خدا نے اسے اٹھا لیا۔

۱۳۱۔ ﴿فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ۔ الآيہ﴾ اس قرآنی واقعہ سے جس کا اوپر خلاصہ درج کیا گیا ہے بہت سے قیمتی نتائج حاصل ہوتے ہیں مثلاً: (۱) حاکم شرع کی اجازت کے بغیر جہاد نہیں ہوتا (۲) حاکم شرع خدا مقرر کرتا ہے عوام تو بجائے خود نبی بھی اللہ کے اذن کے بغیر مقرر نہیں کر سکتا۔ (۳) جب خدا کسی کو منتخب کرتا ہے تو وہ افضل کو کرتا ہے۔ (۴) معیار فضیلت علم و فضل اور قوت و طاقت ہے۔ (۵) منجانب اللہ مقرر ہونے کیلئے معجزہ ضروری ہے۔ (۶) ہر دور میں باطل والوں کی کثرت رہی ہے اور اہل حق ہمیشہ اقلیت میں رہے ہیں۔ (۷) تشدد و عدم تشدد کے معاملہ میں اسلام اعتدال پسند ہے اور وہ اپنے نام لیواؤں کو دفاع کا حق دیتا ہے۔ (۸) آخری فتح ہمیشہ حق والوں کی ہوتی ہے۔ (۹) جب کسی قوم کے گناہ حد سے بڑھ جائیں تو خدا ان پر ظالم حاکم مسلط کر دیتا ہے (۱۰) طیب اور خبیث میں امتیاز کرنے کیلئے امتحان ضروری ہے اس کے بغیر یہ امتیاز نہیں ہو سکتا۔ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا

ساتھ ایمان لانے والے آگے بڑھے (نہر پار کی) تو (پانی پینے والے) کہنے لگے کہ آج

الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ

ہم میں جالوت اور اس کی افواج سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے (مگر) جن لوگوں کو

اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ

خدا کو منہ دکھانے کا یقین تھا کہنے لگے خدا کے حکم سے کئی چھوٹی جماعتیں

فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾

بڑی جماعتوں پر غالب آ جاتی ہیں اور خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (۲۴۹)

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ

(غرض یہ کہ) یہ لوگ جالوت اور اس کی افواج کے مقابلہ کے لئے باہر نکلے۔ تو (یوں) دعا کی:

اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا

اے پروردگار! ہم پر صبر انڈیل دے (بے پناہ صبر عطا کر) اور (میدان جنگ میں) ہمارے قدم جمائے رکھ اور

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ ؕ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ قف

کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد و نصرت فرما (۲۵۰) پس ان لوگوں نے خدا کے حکم سے

وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ

ان لوگوں (دشمنوں) کو شکست دے دی۔ اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور خدا نے

وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ

انہیں سلطنت وحکمت عطا فرمائی۔اور جس چیز کا چاہا علم عطا فرمایا۔ اور اگر خدا ایک گروہ کا

بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

دوسرے گروہ کے ذریعہ سے دفاع نہ کرے تو زمین تباہ و برباد ہو جائے۔ مگر خدا تمام جہانوں

ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ

پر بڑا لطف و کرم کرنے والا ہے (۲۵۱) یہ آیات الہیہ (قدرت خدا کی نشانیاں)

نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

ہیں جنہیں ہم سچائی کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور بے شک و شبہ آپ رسولوںؑ میں سے ہیں (۲۵۲)

۱۳۲۔ ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ ۔ الآیۃ﴾ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب کسی فرعون صفت شخص کا ظلم وستم حد سے بڑھ جاتا ہے تو خدائے قدیر اپنے قدرت کاملہ سے اس کی سرکوبی کے لئے کسی موسیٰ صفت انسان کو پیدا کر دیتا ہے اور اگر یہ دفاع کا حکیمانہ حکم نہ ہوتا تو ہر بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھا جاتی اور ہر طاقتور کمزور کا خون پی جاتا اور پھر اس طرح زمین و آسمان کا نظام برباد ہوتا لہذا طاقت کے ذریعہ سے نظام امن کی بقا ضروری ہے۔

الجزء ۳ وقف لازم

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

یہ سب پیغمبرؑ ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے

مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ

بعض وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا اور ان میں سے بعض کے درجے

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ

بلند کئے۔ اور ہم نے عیسیٰؑ بن مریم کو کئی معجزے دیئے اور روح القدس کے

بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ

ذریعہ سے ان کی تائید کی اور اگر خدا (جبراً) چاہتا تو ان (پیغمبروںؑ) کے بعد آنے

مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

والے لوگ اپنے پاس معجزے آ جانے کے بعد آپس میں نہ

وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ

لڑتے لیکن انہوں نے آپس میں اختلاف کیا۔ پھر ان میں سے کچھ ایمان لائے

كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

اور بعض نے کفر اختیار کیا۔ اور اگر خدا (جبراً) چاہتا تو یہ لوگ آپس میں نہ لڑتے۔

يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ؑ ﴿۲۵۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا ع ۳۳ ۵ ۱

مگر خدا جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے (۲۵۳) اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں

مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ

رزق دیا ہے اس میں سے کچھ (راہ خدا میں) خرچ کرو۔ قبل اس کے کہ وہ دن (قیامت) آجائے کہ

فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ

جس میں نہ سودے بازی ہو گی، نہ دوستی (کام آئے گی) اور نہ ہی سفارش۔ اور جو کافر ہیں

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ

وہی دراصل ظالم ہیں (۲۵۴) اللہ (ہی وہ ذات) ہے۔ جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ہے۔ زندہ (جاوید) ہے۔ جو

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

(ساری کائنات کا) بندوبست کرنے والا ہے۔ اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے

﴿خلاصة التفاسیر﴾

۱۳۳۔ ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ۔ الآیہ﴾ یہ پیغمبر جن کا ذکر خیر اس سے پہلی آیت (اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ) میں اجمالاً بیان کیا گیا ہے۔ جو بنا بر مشہور ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں جن میں سے تین سو تیرہ رسول ہیں اور باقی نبی۔ اور پھر ان تین سو تیرہ سے پانچ اولوالعزم ہیں جو یہ ہیں: (۱) جناب نوحؑ۔ (۲) جناب ابراہیمؑ (۳) جناب موسیٰؑ۔ (۴) جناب عیسیٰؑ اور (۵) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
اگرچہ یہ سب حضرات نفس نبوت و رسالت، عصمت و طہارت اور وجوب اتباع و اطاعت میں باہم شریک ہیں اور سب برحق نبی و رسول ہیں جو کہ نحن لانفرق بین احد کا مفاد ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ ہم مرتبہ بھی ہیں اور یکساں فضل و کمال کے مالک ہیں۔ بلکہ خدا نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور ان کے مرتبے جدا جدا ہیں اور یہ فرق مراتب صرف انبیاءؑ تک ہی محدود نہیں اور دو افراد برابر نہیں الغرض کائنات کی کوئی بھی دو چیزیں ہر لحاظ سے برابر نہیں ہیں بلکہ ان میں فرق مراتب ہے۔ ع
گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

۱۳۴۔ ﴿وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ معجزہ کا حقیقی فاعل خدا ہوتا ہے جسے وہ انبیاء و اوصیا کی دعا و استدعا ان کے ہاتھوں پر ظاہر کرتا ہے۔ اور ان کی روح القدس سے تائید و تسدید کرتا ہے۔ اور یہ روح القدس ایک ایسا فرشتہ ہے جو شان و شوکت میں جبرائیلؑ و میکائیلؑ سے بھی بڑھ کر عظیم الشان ہے۔

۱۳۵۔ ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ کو جو وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ پر ختم ہوتی ہے۔ آیت الکرسی کہا جاتا ہے جو قرآن مجید کی عظیم الشان آیت ہے جو شان توحید کو اجاگر کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ وہ ایسا حی و

وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ

وہ سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی (پیشگی) اجازت کے بغیر اس کی بارگاہ میں (کسی کی)

إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ

سفارش کرے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے وہ اسے بھی جانتا ہے۔ اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ

اسے بھی جانتا ہے۔ اور وہ (بندے) اس کے علم میں سے کسی چیز (ذرہ) پر بھی احاطہ نہیں کر سکتے۔ مگر جس قدر وہ

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۖ وَلَا يَئُودُهُ

چاہے اس کی کرسی (علم و اقتدار) آسمان و زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ ان دونوں (آسمان و زمین) کی

حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿٢٥٥﴾ لَا إِكْرَاهَ فِي

نگہداشت اس پر گراں نہیں گزرتی وہ برتر ہے اور بڑی عظمت والا ہے (۲۵۵) دین کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں

الدِّينِ ۖ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَكْفُرْ

ہے۔ ہدایت گمراہی سے الگ واضح ہو چکی ہے۔ اب جو شخص طاغوت (شیطان اور ہر باطل قوت)

بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

کا انکار کرے اور خدا پر ایمان لائے اس نے یقیناً مضبوط رسی تھام لی ہے۔ جو

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ

کبھی ٹوٹنے والی نہیں ہے۔ اور خدا (سب کچھ) سننے والا اور خوب

عَلِيمٌ ﴿٢٥٦﴾ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ

جاننے والا ہے (۲۵۶) اللہ ان لوگوں کا سرپرست ہے جو ایمان لائے وہ انہیں (گمراہی کے)

مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

اندھیروں سے (ہدایت کی) روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے

أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ

سرپرست طاغوت (شیطان اور باطل کی قوتیں) ہیں جو انہیں (ایمان کی) روشنی سے

إِلَى الظُّلُمَاتِ ۗ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا

نکال کر (کفر کے) اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہی دوزخی لوگ ہیں جو اس میں

قیوم ہے جس سے کائنات کی ہر چیز کی بقا وابستہ ہے اسے موت کیا آئے گی اسے تو نیند بلکہ اونگھ بھی نہیں آتی۔ زمین ہو یا آسمان یا جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا مالک بھی وہی ہے اور مدبر و منتظم بھی وہی ہے۔ انبیاء و ائمہ وغیرہم کی شفاعت برحق ہے مگر وہ اسی کی کریں گے جس کے دین و اعتقاد کو خدا پسند کرے گا اور پھر اجازت بھی دے گا۔ اور اس کا علم و معلومات اس قدر وسیع ہیں کہ کوئی بھی مخلوق ان کا علم احاطہ نہیں کر سکتی مگر اسی قدر جس قدر وہ چاہے اور دین میں کوئی جبر و اکراہ نہیں ہے۔ من شاء اتخذ الی ربه سبیلا۔

۱۳۶۔ ﴿اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ۔ الآیہ﴾ اس کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا و رسول کے ساتھ ساتھ اس امام عادل سے بھی محبت رکھتے ہیں جو منصوص من اللہ ہے اور وَالَّذِينَ كَفَرُوا سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا و رسول کے انکار کے ساتھ امام ظالم کی امامت کا اقرار کرتے ہیں۔

ع ۳۴ ۲

خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ فِیْ
ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (۲۵۷) کیا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا (اس کے حال پر غور نہیں کیا) جس نے جناب ابراہیمؑ

وقف لازم

رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّیَ
سے ان کے پروردگار کے بارے میں صرف اس بنا پر بحث و تکرار کی تھی کہ خدا نے اسے سلطنت دے

الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ ؕ قَالَ
رکھی تھی۔ جب ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ میرا پروردگار وہ ہے جو جلاتا بھی ہے اور مارتا بھی ہے۔ اس (شخص)

اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ
نے کہا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں (اس پر) ابراہیمؑ نے کہا میرا خدا سورج کو مشرق سے

فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ
نکالتا ہے تو اسے مغرب سے نکال۔ اس پر کافر مبہوت (ہکا بکا) ہو گیا۔ خدا ظالموں کو

وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵۸﴾ ج اَوْ كَالَّذِیْ
ہدایت نہیں کرتا (ان کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا) (۲۵۸) یا اسی

مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ
طرح تم نے وہ آدمی نہیں دیکھا (اس کے حال پر غور نہیں کیا) جو ایک ایسے گاؤں سے گزرا جس کے در و دیوار کا ملبہ

اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ
اس کی گری ہوئی چھتوں پر گر پڑا تھا (اپنی چھتوں پر اوندھی گری پڑی تھی)۔ اس (آدمی) نے (یہ منظر دیکھ کر) کہا

مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ
اللہ اس گاؤں (اس کے رہنے والوں) کو کیونکر اس کی موت کے بعد زندہ کرے گا؟ اس پر اللہ نے اسے سو سال تک

لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ
کے لئے موت دے دی۔ پھر اسے زندہ کیا۔ اور کہا (پوچھا) تم کتنی دیر اس طرح پڑے رہے ہو؟ کہا ایک دن یا دن کا

مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ
کچھ حصہ۔ فرمایا بلکہ تم سو سال پڑے رہے ہو۔ ذرا اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ ذرا بھی خراب نہیں ہوئی ہیں۔

یَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً
(دوسری طرف) ذرا اپنے گدھے کو دیکھو (کہ کس طرح گل سڑ گیا ہے؟) یہ (سب کچھ) اس لئے کیا ہے کہ تمہیں لوگوں

۱۳۷۔ ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ۔ الآیہ﴾ اس سے پہلے آیت الکرسی میں خداوند عالم نے بیان کیا تھا کہ وہ اہل ایمان کا سرپرست ہے اور کافروں کا سرپرست شیطان اور شیطانی قوتیں ہیں تو یہاں ایک بڑے مرد مومن اور ایک بڑے کافر کا تذکرہ فرمایا ہے وہ مرد مومن بالاتفاق جناب ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور کافر نمرود بن کنعان بن سام بن نوحؑ ہے جو بڑا جبار و سرکش بادشاہ تھا اور یہ پہلا شخص ہے جس نے نشہ اقتدار میں بدمست ہو کر خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ جناب خلیلؑ سے اس کا یہ مناظرہ یا بالفاظ مناسب مکابرہ جناب خلیل علیہ السلام کے بت توڑنے اور آتش نمرود میں جھونکے جانے سے پہلے ہوا تھا۔ پھر جس طرح ان دونوں کے درمیان گفتگو ہوئی اور جس طرح جناب خلیل نے میدان مار اور نمرود جس طرح مبہوت ہوا مگر پھر حق کو قبول نہیں کیا وہ متن قرآن میں مذکور ہے۔

۱۳۸۔ ﴿اَوْ كَالَّذِیْ۔ الآیہ﴾ یہ آدمی کون تھا؟ مومن تھا یا کافر؟ نبی تھا یا غیر نبی اور اگر نبی تھا تو کون؟ اور وہ گاؤں کون سا تھا؟ بیت المقدس یا شام؟ اس سلسلہ میں قرآن خاموش ہے اور مفسرین میں اختلاف ہے مگر مشہور یہ ہے کہ وہ آدمی جناب عزیرؑ نبی تھے۔ اور وہ گاؤں بیت المقدس تھا جسے بخت نصر نے تباہ کیا تھا۔ اور ان کا یہ کلام نہ انکار ہے اور نہ ہی قدرت خدا پر تعجب کا اظہار۔ بلکہ گاؤں کی خستہ حالی دیکھ کر صرف اپنے تحیر کا اظہار ہے۔ جو کسی مومن کے ایمان اور کسی نبی کی نبوت کے منافی نہیں ہے اور پھر خدا نے ان کو اور ان کے گدھے کو کس طرح موت دی اور وہ کس طرح ایک سو سال تک اس حالت میں پڑے رہے اور پھر کس طرح اپنی قدرت کاملہ سے انہیں زندہ کیا۔ یہ سب قرآن میں مذکور ہے۔

لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ

کے لئے (اپنی قدرت کی) نشانی بناؤں۔ اور (گدھے) کی سڑی گلی ہڈیوں کو ہم کس طرح انہیں (جوڑ جاڑ کر) کھڑا

نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ

کرتے ہیں اور پھر کس طرح ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ (اور اسے زندہ کرتے ہیں) جب اس (آدمی) پر یہ بات

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ

واضح ہوگئی۔ تو (بے ساختہ) کہا میں یقین سے جانتا ہوں کہ اللہ ہر شئے پر قادر ہے (۲۵۹) (اے رسولؐ) وہ واقع یاد

رَبِّ اَرِنِیْ كَيْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ

کرو۔ جب ابراہیمؑ نے کہا: اے پروردگار! مجھے دکھلا کہ تو مردوں کو کیوں کر زندہ کرتا ہے؟ خدا نے فرمایا: کیا

قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً

تمہارا (اس پر) ایمان نہیں ہے؟ کہا: کیوں نہیں؟ (ایمان تو ہے) مگر چاہتا ہوں کہ (آنکھوں سے دیکھوں) تا کہ

مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ

(دل) کو اطمینان ہو جائے (اور اسے قرار آئے) فرمایا: چار پرندے لو۔ اور انہیں اپنے پاس اکٹھا کرو اور اپنے سے

جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ

مانوس بناؤ۔ پھر (انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے) ہر پہاڑ پر ایک ٹکڑا رکھ دو۔ پھر انہیں آواز دو۔ تو وہ دوڑتے ہوئے

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾ ع مَثَلُ الَّذِيْنَ ع ۳۵ ۳

تمہارے پاس آئیں گے اور خوب جان لو کہ خدا زبردست اور حکمت والا ہے (۲۶۰) جو لوگ خدا کی راہ میں اپنے مال

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ

خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس ایک دانے کی مثل ہے جس نے (اپنے بوئے جانے کے بعد)

اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ

سات بالیاں اگائیں اور ہر بالی میں سو دانے ہیں اور خدا جس کے لئے چاہتا ہے اور

حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

بڑھا دیتا ہے (دوگنا کر دیتا ہے) خدا بڑی وسعت والا اور بڑا جاننے

عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِيْلِ

والا ہے (۲۶۱) جو لوگ راہ خدا میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں اور خرچ کرنے کے

۱۳۹۔ ﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ۔ الآیہ﴾ باوجودیکہ جناب ابراہیمؑ نبی تھے اور خدا کو قادر مطلق جانتے تھے مگر منظر ایسا دیکھا جس نے یہ سوال کرنے پر آمادہ کیا تا کہ جہاں اطمینان قلب حاصل ہو جائے وہاں نمرود سے گفتگو کرنے میں بھی یہ مشاہدہ مدد و معاون ثابت ہو۔ تا کہ وہ یہ نہ کہہ سکے کہ خدا بھی مردے زندہ نہیں چار پرندے پکڑے جو کہ طاؤس، مرغ، کبوتر اور ہدہد تھے اور انہیں ذبح کر کے اور گوشت کو باہم ملانے اور پھر دس پہاڑوں پر رکھنے اور ان کے سر اپنے پاس رکھنے کا حکم دیا۔ اور جب انہیں بلایا تو وہ باذن اللہ دوڑ کر ان کے پاس آئے۔ اور جناب خلیلؑ اطمینان قلب کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ یہ سب داستان قرآن مجید میں مذکور ہے۔

۱۴۰۔ ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ۔ الآیہ﴾ بعض بالغ النظر اہل تفسیر کے قول کے مطابق قرآن کی تعلیمات تین محوروں کے اردگرد گھومتی ہیں: (۱) اسلامی دعوت کی نشر و اشاعت۔ (۲) جہاد فی سبیل اللہ کا ولولہ۔ (۳) اور انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ۔ چنانچہ یہاں دس سے زائد آیتوں میں راہ خدا میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ چنانچہ اس آیت میں فی سبیل اللہ مال خرچ کرنے والوں کو سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ معاوضہ دینے کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ مگر صدقہ و خیرات دینے کے بعد سائل کو احسان جتانے اور اذیت پہنچانے کی ممانعت کی گئی ہے کیونکہ ایسا کرنے سے اجر و ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ نیز اس سلسلہ میں خالصتاً لوجہ اللہ عطا و بخشش کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ ریاکاری سے سب عمل اکارت ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ
بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ ایذا پہنچاتے ہیں ان کا
لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
اجر و ثواب ان کے پروردگار کے یہاں ہے نہ انہیں کوئی خوف ہے اور
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٦٢﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ
نہ وہ غمگین ہوں گے (۲۶۲) (سائل کو) اچھائی سے جواب دینا اور بخش دینا۔ اس
خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ
صدقہ و خیرات سے بہتر ہے۔جس کے بعد (سائل کو) ایذا پہنچائی جائے۔اور اللہ بے نیاز ہے
حَلِيْمٌ ﴿٢٦٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا
اور بڑا بردبار ہے (۲۶۳) اے ایمان والو! (سائل کو) احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر اپنے صدقہ وخیرات کو اس شخص کی
صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ
طرح اکارت و برباد نہ کرو جو محض لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے اور خدا
مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کی (خیرات کی) مثال اس چکنی چٹان کی سی ہے۔جس پر کچھ
الْاٰخِرِ ۗ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ
خاک پڑی ہو اور اس پر بڑے دانے والی زور کی بارش برسے۔اور (خاک کو بہا کر لے جائے)
فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۗ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى
اور اس (چٹان) کو صاف چکنا چھوڑ جائے۔ اسی طرح یہ (ریا کار) لوگ جو کچھ (صدقہ و خیرات وغیرہ)
شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
کرتے ہیں اس سے کچھ بھی ان کے ہاتھ نہیں آئے گا اور خدا کافر لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا (انہیں منزل
الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦٤﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ
مقصود تک نہیں پہنچاتا) (۲۶۴) اور جو لوگ خدا کی خوشنودی کے لئے دل کے پورے ثبات وقرار کے ساتھ اپنے
ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ
مال (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس (ہرے بھرے اور گھنے) باغ کی مانند ہے

۱۴۱۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ الآیہ﴾ سابقہ آیات میں خداوند عالم بیان فرما چکا ہے اس سب اجر وثواب کے حصول کی شرط یہ ہے کہ یہ کام خلوص نیت کے ساتھ خالصتاً لوجہ اللہ کیا جائے اور بطور شکرانہ نعمت الٰہی کیا جائے یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد مزید وضاحت کی خاطر خداوند عالم نے صدقہ و خیرات کر کے احسان جتانے اور سائل کا دل دکھانے والوں کی مثال اس منافق ریاکار شخص سے دی ہے جو صدقہ وخیرات تو کرتا ہے مگر خدا کیلئے نہیں کرتا صرف نام ونمود کیلئے کرتا ہے۔بس اس کی مثال اس پتھر جیسی ہے جس پر کچھ خاک پڑی ہو اور اس پر زور دار بارش برسے اور اس خاک کو بہا کر لے جائے اور باقی کچھ بھی نہ بچے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ قیامت کے دن خداوند عالم کی جانب سے ایک منادی ندا کرے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو ریاکاری کر کے لوگوں کی عبادت کرتے تھے وہ کھڑے ہو جائیں اور اپنے عملوں کا ثواب ان لوگوں سے حاصل کریں جن کی خاطر وہ عمل کرتے تھے۔(مجمع البیان وغیرہ)

۱۴۲۔ ﴿وَمَثَلُ الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم نے ریاکاری اور دکھلاوے کا صدقہ و خیرات کرنے والوں کی چکنی چٹان والی مثال دے کر ان کی محنت کے رائیگان جانے کی صراحت کے بعد اب یہاں خلوص نیت اور محض خوشنودی خدا کیلئے خیرات کرنے والوں کی مثال اس باغ سے دی ہے جو ٹیلے پر واقع ہو۔جس پر موسلا دھار بارش برسے اور وہ دوگناہ پھل دے۔بعد ازاں خلاف شرائط مال خرچ کرنے والوں کی خیرات کے باطل اور مردود ہونے کی مثال دے کر وضاحت کی گئی ہے۔

كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ

جو کسی اونچی جگہ پر ہو۔ جس پر بڑی بڑی بوندوں والی زور کی بارش برسے اور وہ دوگنا پھل دے۔

اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ

اور اگر اس پر بڑے قطروں والا زور کا مینہ نہ برسے تو پھر ہلکی پھلکی بارش ہی کافی ہے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ

اور تم لوگ جو کچھ کرتے ہو خدا اسے دیکھ رہا ہے (۲٦۵) تم میں سے کوئی بھی یہ بات پسند کرے گا کہ اس کے پاس

تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ

کھجوروں، انگوروں کا ہرا بھرا گھنا باغ ہو جس کے نیچے نہریں جاری ہوں اور اس کے لئے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَ

اس میں ہر قسم کے پھل اور میوے موجود ہوں اور اسے بڑھاپا گھیر لے۔ جبکہ اس

اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖۚ فَاَصَابَهَآ

کی (چھوٹی چھوٹی) کمزور و ناتواں اولاد ہو اور اچانک اس (باغ) کو ایک ایسا

اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

بگولہ اپنی لپیٹ میں لے لے جس میں آگ ہو جس سے وہ باغ جل کر رہ جائے۔ اس طرح خدا تمہارے

لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲٦٦﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ع ۳٦ ۴

لئے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو (۲٦٦) اے ایمان والو!

اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ

اپنی کمائی میں سے پاک و پاکیزہ چیزوں سے اور ان چیزوں سے جو ہم نے زمین سے تمہارے لئے برآمد کی ہیں (خدا

اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ

کی راہ میں) خرچ کرو۔ اور اس میں سے بری اور خراب چیز کے خیرات کرنے کا ارادہ بھی نہ کرو۔

مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا

جبکہ خود تم ایسی چیز کے لینے پر (خوشی سے) آمادہ نہیں ہو۔ مگر یہ کہ مروت کی وجہ سے چشم پوشی سے کام لو۔

فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲٦۷﴾ اَلشَّيْطٰنُ

اور خوب جان لو کہ خدا بے نیاز ہے اور حمد و ستائش کے قابل ہے (۲٦۷) شیطان تمہیں

۱۴۳۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ الآیہ﴾
اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا کہ کچھ لوگ سود اور دوسرے ناجائز ذرائع سے حاصل کی ہوئی دولت خیرات کیا کرتے تھے اور کچھ لوگ زکوٰۃ میں ردی کھجوریں دیا کرتے تھے تو اس سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی اور زمین کے حاصل سے پاک اور عمدہ آمدنی راہ خدا میں خرچ کرو۔ بنابریں حرام کی کمائی کی خیرات کرنا حرام ہے۔ اور ایسی ردی چیز جسے آدمی خود کسی سے لینا گوارا نہ کرے اسے راہ خدا اور زکوٰۃ میں دینا پسندیدہ فعل نہیں ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔

يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ ۚ وَاللَّهُ
مفلسی اور تنگ دستی سے ڈراتا ہے۔ اور بے حیائی و غلط کاری کا تم کو حکم (ترغیب) دیتا ہے۔ اور اللہ
يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ
تم سے اپنی بخشش اور اپنے فضل و کرم کا وعدہ کرتا ہے۔ خدا بڑی وسعت والا اور بڑا
عَلِيمٌ ﴿٢٦٨﴾ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ
جاننے والا ہے (۲۶۸) جسے وہ چاہتا ہے حکمت و دانائی عطا فرماتا ہے اور جسے (منجانب اللہ)
الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا
حکمت عطا ہوئی، بے شک اسے در حقیقت خیر کثیر (بڑی دولت مل گئی)۔ عقلمندوں کے سوا
أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ
کوئی نصیحت قبول نہیں کرتا (۲۶۹) اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو
نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ ۗ وَمَا
یا منت مانتے ہو تو یقیناً اللہ اسے جانتا ہے اور ظالموں کا
لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿٢٧٠﴾ إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ
کوئی مددگار نہیں ہے (۲۷۰) اگر تم اپنی خیرات اعلانیہ طور پر دو تو بھی اچھا ہے
فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ
اور اگر اسے پوشیدہ رکھو اور حاجت مندوں کو دو تو وہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے
فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ ۗ
اور تمہارے کچھ گناہوں اور برائیوں کا کفارہ ہو جائے گا (انہیں مٹا دے گا)۔ تم جو
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٧١﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ
کچھ کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے (۲۷۱) (اے رسولؐ) ان لوگوں
هُدَاهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۗ وَمَا
کو منزل مقصود تک پہنچانے کی آپ پر ذمہ داری نہیں ہے (تمہارا فرض صرف راستہ دکھانا ہے)۔
تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُونَ
اللہ جسے چاہتا ہے منزل مقصود تک پہنچاتا ہے اور تم جو کچھ مال خرچ کرتے ہو۔ تو وہ تمہارے اپنے (فائدہ)

۱۴۴۔ ﴿وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ۔ الآيه﴾ لفظ حکمت کا کئی معنوں پر اطلاق ہوا ہے جیسے: (۱) مصلحت۔ (۲) موعظہ۔ (۳) علم وفہم۔ (۴) نبوت۔ (۵) علم الفقہ۔ (۶) تمام دینی علوم۔ (۷) خوف وخشیہ الٰہی۔ (۸) کسی کام کے جملہ پہلوؤں پر مکمل غور و فکر کر کے اس کو انجام دینا وغیرہ وغیرہ۔ اور بعید نہیں ہے کہ یہاں سب معانی مراد ہوں۔ بنابریں حکیم وہ شخص ہوگا جس کا کوئی قول و فعل حکمت سے خالی نہ ہو۔ اور وہ جو کام بھی کرے وہ بروقت اور سوچ سمجھ کر کرے اور خواہش نفس کے مطابق نہ کرے بلکہ عقل وشرع کے مطابق کرے۔ بنابریں حکمت صرف انبیاء و اولیاء اور فلاسفہ و حکماء کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ بلکہ ہر شعبہ حیات سے تعلق رکھنے والا ہر شخص حکیم ہو سکتا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا: انعم الله على العبد بنعمة اعظم وارفع واجزل وابهى من محكمة قال تعالى. وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ یعنی خداوند عالم نے کسی بندے کو حکمت سے بڑھ کر کوئی ارفع واعلیٰ نعمت عطا نہیں فرمائی چنانچہ وہ خود فرماتا ہے کہ جسے حکمت دی گئی ہے اسے خیر کثیر عطا کی گئی ہے۔ (تفسیر کاشف)

۱۴۵۔ ﴿أَوْ نَذَرْتُمْ۔ الآيه﴾ نذر جس کے معنی منت کے ہیں اور شرعاً منت محض اللہ کیلئے کسی عمل صالح کی بجا آوری کو اپنے ذمہ لینے کا نام ہے۔ جو صرف خدا کے نام کی ہوتی ہے اور صرف لفظ "لله علی کذا" سے ہوتی ہی جیسے ﴿ان رزقنی الله ولدا فلله علی کذا﴾ کہ اگر خدا نے مجھے بیٹا دیا تو میں خدا کیلئے فلاں کام کروں گا۔

۱۴۶۔ ﴿إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ۔ الآيه﴾ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ اگر صدقہ دینے والے کا مصدق محض خوشنودی خدا ہے نام ونمود حاصل کرنا نہیں ہے تو پھر کیا فرق پڑتا ہے کہ آدمی علانیہ دے یا خفیہ دے۔ مگر

إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ
کے لئے ہے اور تم جو بھی خرچ کرتے ہو وہ اللہ کی خوشنودی کے لئے کرتے ہو۔ اور تم جو مال و دولت خیرات میں دو
يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴿٢٧٢﴾ لِلْفُقَرَاءِ
گے۔ وہ پورا پورا تمہیں ادا کر دیا جائے گا اور تم پر ہرگز ظلم نہیں کیا جائے گا (۲۷۲) (یہ خیرات) خاص
الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ
طور پر ان حاجت مندوں کے لئے ہے جو اللہ کی راہ میں اس طرح گھر گئے ہیں کہ روئے
ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ
زمین پر سفر نہیں کر سکتے نا واقف انہیں خودداری برتنے اور رکھ رکھاؤ کی وجہ سے مالدار سمجھتا ہے۔
التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ لَا يَسْأَلُونَ
مگر تم انہیں ان کے چہروں سے پہچان سکتے ہو۔ وہ لوگوں سے لپٹ کر اور ان کے پیچھے پڑ کر سوال
النَّاسَ إِلْحَافًا ۗ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ
نہیں کرتے۔ اور تم جو کچھ مال و دولت (راہ خدا میں) خرچ کرو گے بے شک اللہ
بِهِ عَلِيمٌ ﴿٢٧٣﴾ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ
اسے جانتا ہے (۲۷۳) جو لوگ اپنے مال رات اور دن میں
وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ
خفیہ و اعلانیہ (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں ان کا اجر و ثواب ان کے
رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٧٤﴾
پروردگار کے پاس ہے۔ ان کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۲۷۴)
الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا
اور جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) نہیں کھڑے ہوں گے مگر اس شخص کی
يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ
طرح جسے شیطان نے اپنے آسیب سے مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔ (جس سے وہ پہچانے جائیں
ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا ۘ وَ
گے کہ وہ سود خور ہیں) یہ اس لئے ہے کہ وہ قائل ہیں کہ تجارت بھی تو سود کی مانند ہے۔

ع ۳۷/۵ — وقف غفران — وقف منزل — وقف لازم

وارشان قرآن کلام وفرمان سے عیاں ہوتا ہے کہ واجبی زکوٰۃ وغیرہ کو علانیہ ادا کرنا افضل ہے اور مستحبی صدقہ وخیرات کا خفیہ اور چھپا کر دینا بہتر ہے۔

۱۴۷۔ ﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں اس صدقہ وخیرات کے اصل اور صحیح حقداروں کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔ (۱) وہ لوگ جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کیلئے وقف کردی ہیں اور انہیں فکر معاش کی فرصت ہی نہیں۔ (۲) جن کی عزت نفس کا یہ عالم ہے کہ تنگدستی کے باوجود کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

۱۴۸۔ ﴿لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ۔ الآیہ﴾ جب حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہی لوگوں کو ہدایت کرنا ہے تو پھر اس کا کیا مطلب ہے کہ آپ کے ذمہ ان کی ہدایت نہیں ہے؟ تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہدایت کے دو معنی ہیں۔ (۱) سیدھا راستہ دکھانا (۲) ہاتھ سے پکڑ کر منزل مقصود تک پہنچانا۔ پس جو ہدایت رسول کے ذمہ ہے وہ پہلے معنی کے لحاظ سے ہے کہ سیدھا راستہ دکھانا ان کا فرض ہے اور دوسرے معنی اعتبار سے ہدایت کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کو ہدایت کرتا ہے جن کے اندر ہدایت حاصل کرنے کی تڑپ ہوتی ہے۔ والذین جاھدو فینا لنھدینھم سبلنا و ان اللہ لمع المحسنین۔ اس سے اگلی آیت میں اسلامی مکارم اخلاق اور اسلامی ہمدردی کا بہترین درس ہے۔

۱۴۹۔ ﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں کچھ ایسے لوگوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور ان سے اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے جو رات میں، دن میں علانیہ اور خفیہ طور پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ شیعہ وسنی تفسیروں میں مذکور ہے کہ یہ آیت حضرت امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ آپکے پاس کل چار درہم تھے ایک رات میں صدقہ کیا، دوسرا دن میں، تیسرا خفیہ طور پر دیا اور چوتھا اعلانیہ طور پر۔ (مجمع البیان، البرہان، تفسیر کبیر، در منثور وغیرہ)

اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَآءَهٗ
حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے پس جس شخص کے پاس اس کے

مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ
پروردگار کی طرف سے نصیحت آئی اور وہ (سود خوری سے) باز آگیا تو جو پہلے ہو چکا

اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ
وہ اس کا ہے اس کا معاملہ خدا کے حوالے ہے اور جو (ممانعت کے بعد) پھر ایسا کرے تو ایسے لوگ جہنمی ہیں

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۷۵ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي
جو ہمیشہ اس میں رہیں گے (۲۷۵) اللہ سود کو مٹاتا ہے اور خیر و خیرات کو

الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝۲۷۶ اِنَّ
بڑھاتا ہے اور جتنے ناشکرے اور گنہگار ہیں اللہ ان کو دوست نہیں رکھتا (۲۷۶) بے شک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا
جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے اور نماز پڑھی اور زکوٰۃ ادا کی ان

الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ
کا اجر و ثواب ان کے پروردگار کے پاس ہے۔ اور (قیامت کے دن)

رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۲۷۷
ان کے لئے نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۲۷۷)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ
اے ایمان والو! خدا (کی نافرمانی) سے ڈرو۔ اور جو کچھ سود (لوگوں کے ذمہ)

مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۲۷۸ فَاِنْ لَّمْ
باقی رہ گیا ہے۔ اسے چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو (۲۷۸) لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا

تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَ
تو پھر خدا اور اس کے رسولؐ سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور اگر اب بھی تم توبہ کر لو

اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ
تو تمہارا اصل مال تمہارا ہو گا (جو تمہیں مل جائے گا)۔ نہ تم (زائد لے کر) کسی پر ظلم کرو گے اور نہ (اصل مال خورد برد کر

۱۵۰۔ ﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم نے انسانیت دوست لوگوں کا ذکر خیر کرنے کے بعد جن کے پہلو میں دل ہے اور دل میں احساس سود و زیاں ہے اور وہ کسی پریشان حال آدمی کو دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں اور محض خدا کی رضاجوئی کی خاطر اپنا مال خرچ کر کے ان کی امداد و اعانت کرتے ہیں۔ اب ایسے لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جو باوجود مالدار ہونے کے اس قدر تنگ دل بلکہ سنگدل ہیں کہ کسی دوست کو بھی قرض دیتے ہیں تو سود کا مطالبہ ساتھ کرتے ہیں۔ یہ سود کی لعنت یہود کی ایجاد ہے جن کا خدا و رسول صرف مال ہے اور وہ تجارت کی طرح اسے جائز جانتے ہیں کیونکہ تجارت حلال اور سود حرام ہے۔ حالانکہ تجارت میں مال کو خطرہ میں ڈالا جاتا ہے۔ نفع جس کا بدل ہے۔ مگر سود میں تو مال کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ علاوہ بریں یہ انسانی ہمدردی کے منافی ہے بلکہ اس میں ایک محتاج آدمی کی احتیاج سے ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ الغرض سود کی حرمت ان ضروریات اسلام میں سے ہے کہ جس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے اور حرام سمجھ کر لینے والا فاسق و فاجر ہے۔ پھر سود کی دو قسمیں ہیں: (۱) قرضی سود (۲) معاملی سود۔ اور ہر قسم کے احکام جدا جدا ہیں۔ تفصیل کیلئے تفسیر فیضان الرحمن کی طرف رجوع کیا جائے۔

۱۵۱۔ ﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا۔ الآیہ﴾ خدا کا سود کو گھٹانا اور صدقہ کو بڑھانے کا مفہوم دنیوی زندگی کے محدود تصور کے لحاظ سے نہیں ہے بلکہ دنیا و آخرت کی مجموعی زندگی کے لحاظ سے ہے کہ جب سود خور دیکھے گا جس کے دنیا کے بنک میں تو لاکھوں روپے جمع تھے مگر آخرت کے بنک میں ایک کوڑی بھی نہیں ہے ہاں البتہ یہاں صرف حسرت و ندامت اس کا سرمایہ ہے۔

وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى
(کے) تم پر ظلم کیا جائے گا (۲۷۹) اور اگر (مقروض) تنگ دست ہے تو اسے فراغ دستی تک
مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مہلت دینا ہو گی۔ اور اگر (قرضہ معاف کر کے) خیرات کرو۔ تو یہ چیز تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم
تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى
جانتے ہو (۲۸۰) اور اس دن (کی سزا اور رسوائی) سے ڈرو۔ جس دن اللہ کی طرف پلٹائے جاؤ گے اور پھر جس شخص
اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا
نے جو کچھ (نیکی یا بدی) کمائی ہوگی۔ (اس کا) بدلہ اسے پورا پورا دیا جائے گا۔ اور (ان کی حق تلفی کر کے) ان پر
يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ ع ۳۸ ۸ ۲
ظلم نہیں کیا جائے گا (۲۸۱) اے ایمان والو! جب تم کسی مقررہ مدت تک آپس میں قرضہ کا لین دین کرو تو۔
بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ
اسے لکھ لیا کرو۔ اور چاہیئے کہ کوئی لکھنے والا عدل و انصاف کے ساتھ تمہارے باہمی قول و قرار کو لکھے۔
بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ ۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ
اور جس طرح اللہ نے لکھنے والے کو (لکھنا پڑھنا) سکھایا ہے وہ لکھنے
يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ
سے انکار نہ کرے (بلکہ) اسے چاہیے کہ لکھ دے۔ اور جس (مقروض) کے ذمہ (قرضہ
الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ
کی ادائیگی) کا حق عائد ہوتا ہے اسے چاہیے کہ تحریر کا مضمون لکھوا دے
مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا
اور اس (کاتب) کو چاہیے کہ اپنے پروردگار سے ڈرے اور اس میں کمی نہ کرے یا
اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ
اور اگر وہ شخص (مقروض) جس پر حق عائد ہو رہا ہے کم عقل ہو یا کمزور اور
وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ
معذور ہو یا خود نہ لکھا سکتا ہو تو پھر اس کا سرپرست (وکیل یا ولی)

۱۵۲۔ ﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ ۔الآیہ﴾ اسلامی مکارم اخلاق اور انسانی ہمدردی کا یہ بہترین درس ہے کہ اگر مقروض تنگدست ہو اور سردست قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو تو اس پر سختی نہ کی جائے بلکہ اس کی خوش حالی اور فراخ دستی تک اسے مہلت دی جائے۔ ارشاد قدرت ہے کہ اگر خیرات کرو۔ اس کی تفسیر قرضہ معاف کر دینے سے کی گئی ہے۔ (تفسیر صافی) تو یہ زیادہ بہتر ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا، جو شخص چاہے کہ خدا اسے اس دن سایہ نصیب کرے جس دن اس کے سایہ کے بغیر کوئی سایہ نہ ہوگا۔ تو غریب مقروض کو مہلت دے یا اسے کچھ حق معاف کر دے۔ (تفسیر نور الثقلین)

۱۵۳۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا ۔ الآیہ﴾ یہ آیت قرآن مجید کی طویل ترین آیت ہے۔ جس میں خدائے علیم و حکیم نے کاروبار اور لین دین الغرض ہر قسم کے باہمی معاملات و معاہدات کے احکام بیان کئے ہیں جو کہ پندرہ سے بھی زائد ہیں۔ کیونکہ خداوند عالم جہاں حاکم ہے وہاں حکیم بھی ہے اور جہاں بادشاہ ہے وہاں علیم و رحیم بھی ہے۔ لہٰذا اس کے سارے احکام حاکمانہ ہی نہیں ہوتے بلکہ حکیمانہ بھی ہوتے ہیں چنانچہ اس آیت میں بیان کردہ احکام زیادہ تر اسی حیثیت کے ہیں جن کی خلاف ورزی کرنے سے دنیوی نقصان کا خطرہ تو ہے مگر کوئی گناہ نہیں ہے جیسے ادھار کا لین دین کرتے وقت وثیقہ نویسی، یا دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ مقرر کی جائیں۔ ہاں البتہ اگر نقداً نقد خرید و فروخت ہو تو پھر نہ لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور ضرورت کے وقت جب گواہوں کو بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔ اور انہیں نقصان بھی نہ پہنچایا جائے وغیرہ وغیرہ۔ الغرض اس طرح اسلام نے قرآن کے اقتصادیات و مالیات کے اہم مسئلہ کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ اس آیت کے آخر میں جو لفظ ہیں۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ یہ بظاہر دونوں قسم کے احکام کے لحاظ سے

رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ

عدل و انصاف سے (تمسک کا مضمون) لکھوائے اور اپنے پسند کے آدمیوں میں

وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ

سے دو گواہوں کی گواہی کرا لو اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور

اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ۗ وَلَا يَاْبَ

دو عورتیں گواہ بنا لو جنہیں تا کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھولے

الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۗ وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ

تو دوسری اسے یاد دلائے اور جب گواہوں کو (گواہی کے لئے) بلایا جائے تو

صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۗ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ

وہ انکار نہ کریں۔ اور معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا جس کی معیاد مقرر ہے۔ اس کے

اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ

لکھنے میں سہل انگیزی نہ کرو۔ یہ (لکھا پڑھی) اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ

اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ

کارروائی ہے اور گواہی کے لئے تو زیادہ مضبوطی ہے اور اس طرح زیادہ امکان ہے کہ تم شک و

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ۗ وَاَشْهِدُوْٓا

شبہ میں نہ پڑو۔ مگر جب نقدا نقد خرید و فروخت ہو کہ جو تم آپس میں ہاتھوں ہاتھ کرتے ہو تو اس صورت

اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۠ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۬

میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اسے نہ لکھو اور جب (اس طرح) خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لیا کرو۔ اور

وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ وَ

(زبردستی کر کے) کاتب اور گواہ کو ضرر وزیاں نہ پہنچایا جائے اور اگر ایسا کرو گے تو یہ تمہاری نافرمانی ہو گی (گناہ ہوگا)

يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾ وَاِنْ

خدا (کی نافرمانی) سے ڈرو اللہ تمہیں (یہی) سکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے (۲۸۲) اور

كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ

اگر تم سفر میں ہو اور تمہیں کاتب نہ ملے تو رہن با قبضہ رکھ لو۔ اور اگر تم میں سے ایک کو دوسرے پر اعتبار ہو

ہیں وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ (اللہ سے ڈرو) یہ ان احکام کے اعتبار سے ہے جو حاکمانہ ہیں جیسے یہ کہ کاتب لکھنے میں خیانت نہ کرے ، دوسرے لوگ کاتب اور گواہ پر دباؤ نہ ڈالیں اور ضرر رسانی کیلئے تیار نہ ہوں۔ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ (اللہ تمہیں سکھاتا ہے) یہ دوسرے احکام اعتبار سے ہے جو حاکمانہ نہیں بلکہ حکیمانہ ہیں مخفی نہ رہے کہ اس آیت مبارکہ میں لین دین کے بارے میں لکھا پڑھی کرنے ، گواہ مقرر کرنے وغیرہ وغیرہ کے جو احکام بیان کیے گئے ہیں وہ تمام فقہاء و مفسرین کے نزدیک استحبابی و ارشادی ہیں فرضی و وجوبی نہیں۔

تفصیلات معلوم کرنے کے خواہش مند حضرات ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع فرمائیں۔

۱۵۴۔ ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ۔ الآیہ﴾ یہ سابقہ احکام کی آخری کڑی ہے کہ جب سفر وغیرہ کے سلسلہ کی وجہ سے کاتب نہ مل سکے تو وہاں مال کو تلف ہونے سے بچانے کیلئے کچھ مال با قبضہ رہن رکھ لو۔ تا کہ کل کلاں تمہارا مقروض یا جس سے تم نے معاملہ کیا ہے انکار نہ کر دے جس سے تمہیں مالی نقصان اٹھانا پڑے۔ چونکہ رہن کی تکمیل قبضہ ہوتی ہے اس لیے رہن کے ساتھ مقبوضہ کی قید لگائی گئی ہے۔ واضح رہے کہ یہ رہن سفر کے علاوہ حضر میں بھی بالاتفاق جائز ہے۔ آیت میں سفر اور کاتب کے نہ ملنے کی قید تغلیبی ہے کہ غالباً ایسا اتفاق سفر میں ہوتا ہے۔

مَّقۡبُوۡضَةٌ ؕ فَاِنۡ اَمِنَ بَعۡضُكُمۡ بَعۡضًا فَلۡيُؤَدِّ

تو جس پر اعتبار کیا گیا ہے اسے چاہیئے کہ اپنی امانت واپس کر دے اور اپنے پروردگار

الَّذِى اؤۡتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلۡيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا

(کی مخالفت) سے ڈرے۔ اور گواہی کو نہ چھپاؤ۔ اور جو اسے

تَكۡتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنۡ يَّكۡتُمۡهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ

چھپائے گا اس کا دل گنہگار ہو گا۔ اور تم جو کچھ کرتے

قَلۡبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِيۡمٌ ﴿۲۸۳﴾ ع لِلّٰهِ مَا فِى

ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے (۲۸۳) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ وَاِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِىۡۤ

کچھ زمین میں ہے (سب کچھ) خدا کا ہے۔ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔

اَنۡفُسِكُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡهُ يُحَاسِبۡكُمۡ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغۡفِرُ

خواہ تم اس کو ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ۔ خدا سب کا تم سے محاسبہ کرے گا۔

لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

اور پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا۔ اللہ ہر چیز

شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ

پر قادر ہے (۲۸۴) رسولؐ ان تمام باتوں پر ایمان رکھتا ہے جو ان کے پروردگار کی طرف سے

مِنۡ رَّبِّهٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ

ان پر اتاری گئی ہیں اور مومنین بھی (سب) خدا پر اس کے ملائکہ پر، اس کی کتابوں

مَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ

پر اور اس کے رسولوںؑ پر ایمان رکھتے ہیں۔ (وہ کہتے ہیں کہ) ہم خدا کے رسولوںؑ میں تفریق

مِّنۡ رُّسُلِهٖ ۚ وَقَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ۖ غُفۡرَانَكَ

نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے فرمان الٰہی سنا اور اس کی اطاعت کی! پروردگار ہمیں تیری

رَبَّنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا

مغفرت درکار ہے۔ اور تیری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے (۲۸۵) خدا کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ

۱۵۵۔ ﴿وَلَا تَكۡتُمُوا الشَّهَادَةَ ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں خداوند عالم نے کتمان شہادت کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے کہ جس شخص کو نزاعی معاملہ کی حقیقت کا علم ہو اس پر واجب ہے کہ شہادت دے کر اس معاملہ کو رفع دفع کرے ورنہ وہ گنہگار متصور ہوگا۔

۱۵۶۔ ﴿وَاِنۡ تُبۡدُوۡا ۔ الآیہ﴾ وہ خیالات اور وساوس جو بلا قصد و ارادہ انسانی دل و دماغ میں پیدا ہوتے ہیں ان پر تو خدا محاسبہ نہیں کرتا۔ تو وہ کون سی چیزیں ہیں جن کا خدا محاسبہ کرے گا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد ایمان واعتقاد اور کفر و شرک والحاد کے تمام مسائل ہیں جن کو انسان اپنے عزم و ارادہ سے اپنے دل و دماغ میں جگہ دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کا محاسبہ ہوگا۔

۱۵۷۔ ﴿اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ ۔ الآیہ﴾ یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں جو بعض انبیاء و کتب کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے۔ ہمارے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے سچے مسلمانوں کی یہ شان بیان کی جا رہی ہے کہ وہ جہاں خدا کو مانتے ہیں وہاں اس کے فرشتوں کو مانتے ہیں، اس کی تمام آسمانی کتابوں کو مانتے ہیں اور اس کے تمام نبیوں اور رسولوں کو مانتے ہیں۔ وہ بعض کو ماننے اور بعض کو نہ ماننے میں تفریق کا ارتکاب نہیں کرتے۔ وہ خدا کے ہر ہر حکم خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ بعض اخبار و آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب استدعائیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج بارگاہ خداوندی میں پیش کی تھیں جو خدا نے قبول فرمائیں اور شریعت سہلہ کی صورت میں عطا فرمائیں۔ (احتجاج بری) اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا جس گھر میں سورہ بقرہ کی یہ دو آخری آیتیں (اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ سے لے کر تا آخر سورہ) پڑھی جائیں اس گھر

میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ (تفسیر عیاشی وبرہان)

إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا

تکلیف نہیں دیتا وہ جو (نیکی) کرے گا۔اس کا نفع اس کو ہو گااور وہ جو برائی کرے گا اس کا

اكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ

نقصان بھی اسی کو ہو گا۔ پروردگارا! اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہماری

أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ

گرفت نہ کر۔ پروردگارا! ہم پر ویسا بوجھ نہ ڈال جیسا ہم سے پہلے لوگوں پر

عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا

ڈالا تھا۔ پروردگارا! ہم پر وہ بار نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔

طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۖ وَاعْفُ عَنَّا ۚ وَاغْفِرْ لَنَا ۚ

اور ہمیں (ہمارے قصور) معاف کر۔ اور ہمیں (ہمارے گناہ) بخش دے۔

وَارْحَمْنَا ۚ أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ

اور ہم پر رحم فرما تو ہمارا مالک و سرپرست اعلیٰ ہے۔ کافروں کے مقابلہ میں تو ہی

ع ۴۰ ۳۹ ۸ الْكَافِرِينَ ﴿٢٨٦﴾

ہماری مدد فرما (۲۸۶)

اٰیاتها ۲۰۰ سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ ۸۹ رکوعاتها ۲۰

سورۃ آل عمران مدنی ہے۔اس کی ۲۰۰ آیتیں ہیں اور ۲۰ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الم ﴿١﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ﴿٢﴾ نَزَّلَ

الف۔لام۔میم (۱) اللہ ہی (کی ذات) ہے جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ہے۔زندہ (جاوید) ہے جو (ساری کائنات کا)

عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

بندوبست کرنے والا ہے (۲) اسی نے آپؐ پر حق کے ساتھ وہ کتاب اتاری ہے جو اس

وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ ﴿٣﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى

سے پہلے موجود (آسمانی کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے (۳) اور اسی نے اس سے پہلے

سورہ آل عمران

سورہ آل عمران کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: اس سورہ میں دوسرے بے شمار مضامین کے علاوہ خصوصی طور پر چند چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جیسے خدا کی وحدانیت اور دوسرے معبودان باطل کا بطلان، دین اسلام کی صداقت اور دوسرے ادیان کا بطلان، محبت الٰہی کیلئے اتباع رسولؐ کا لزوم، قرآن مجید میں محکم و متشابہ آیات کا وجود، خدا کا حقیقی مالک الملک ہونا اور حضرت علی علیہ السلام کا نفس رسول اور حسنینؑ شریفین کا فرزندان رسولؐ ہونا وغیرہ وغیرہ۔

لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۬ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

لوگوں کی ہدایت کے لئے توریت و انجیل نازل کی۔ اور (حق و باطل کا) فیصلہ کن

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو

کلام نازل کیا۔ بلاشبہ جو لوگ آیات الٰہی کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے لیے بڑا سخت عذاب ہے۔خدا

انْتِقَامٍ ۝۴ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ

زبردست ہے (اور برائی کا) بدلہ لینے والا ہے (۴) بے شک خدا پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے زمین

وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝۵ؕ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي

میں اور نہ آسمان میں (۵) وہ (خدا) وہی ہے جو ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہتا ہے، تمہاری

الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ

صورتیں بناتا ہے۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔وہ زبردست اور بڑی حکمت

الْحَكِيْمُ ۝۶ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

والا ہے (۶) وہ وہی ہے جس نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی جس میں کچھ

مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ

آیتیں تو محکم ہیں جو کتاب کی اصل و بنیاد ہیں اور کچھ متشابہ ہیں اب جن لوگوں کے

مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ

دل میں کجی (ٹیڑھ) ہے۔ تو وہ فتنہ برپا کرنے اور من مانی تاویلیں کرنے کی خاطر متشابہ آیتوں

فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ

کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ حالانکہ خدا اور ان لوگوں کے سوا جو علم میں مضبوط و پختہ کار ہیں اور

وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ؔ

کوئی ان کی تاویل (اصل معنی) کو نہیں جانتا۔ جو کہتے ہیں کہ ہم اس (کتاب) پر

وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ

ایمان لائے ہیں یہ سب (آیتیں) ہمارے پروردگار

مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۷

کی طرف سے ہیں اور نصیحت کا اثر صرف عقل والے ہی لیتے ہیں (۷)

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔﴿هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ ۔الآیہ﴾ اس آیت میں یہود ونصاریٰ اور دوسرے مشرکین کی رد مقصود اور بندہ کو خدا کہتے ہیں الغرض وہ خدا ہی ہے جو شکم مادر میں بچہ کی اس طرح صورت گری کرتا ہے کہ ہر مولود کی شکل بھی الگ ہے اور عقل بھی الگ۔ وہ خالق ہے، وہ مبدع اور وہی مصور ہے جو مخلوق ہو اور جو خود رحم مادر میں رہا ہو وہ خدا و خالق نہیں ہو سکتا۔

۲۔﴿مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ ۔الآیہ﴾ اس میں تو کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ قرآن میں محکم ومتشابہ آیتیں ہیں۔غور طلب بات یہ ہے کہ محکم اور متشابہ کا مفہوم کیا ہے؟ سو واضح ہو کہ محکم اس آیت کو کہا جاتا ہے جس کی مراد ہر اس شخص پر واضح ہو جو عربی زبان اور اس کے قواعد کو جانتا ہو اور جو آیت اس طرح نہ ہو اسے متشابہ کہا جاتا ہے۔شرعی حکم تو یہ ہے محکمات کی پیروی کی جائے اور متشابہات کی کوئی مناسب تاویل کر کے انہیں محکمات کے مطابق بنایا جائے مگر جن کے دل ٹیڑھے ہوتے ہیں وہ فتنہ وفساد برپا کرنے کیلئے متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں حالانکہ ان کی تاویل خدا اور راسخون فی العلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور وہ راسخون فی العلم سرکار محمد وآل علیہم السلام ہیں جیسا کہ متعدد اخبار و آثار میں وارد ہے۔

''فاضل بلاغی نے اپنی تفسیر آلاء الرحمٰن میں یہ علمی بحث کر کے سنی وشیعہ اخبار و آثار سے ثابت کیا ہے کہ تاویل قرآن کا علم خدا کے علاوہ اس کے خاص بندوں کو بھی ہوتا ہے جو کہ راسخون فی العلم ہیں اور وہ ائمہ اہلبیتؑ ہیں جیسا کہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی اهلبیتی...ولنعم ماقیل۔

محکم کہیں کہیں متشابہ تیرا کلام
یارب عجیب راز یہ قرآں میں بھر دیا
اب تک مفسروں کا الجھنا دلیل ہے
دنیا کو اہلبیتؑ کا محتاج کر دیا

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ
(جو دعا کرتے ہیں) اے ہمارے پروردگار! ہمیں سیدھے راستے پر لگانے کے بعد ہمارے دلوں کو
لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۸﴾
ٹیڑھا نہ ہونے دے اور ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا فرما۔ یقیناً تو بڑا عطا کرنے والا ہے (۸)
رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ
اے ہمارے پروردگار! بے شک تو ایک دن سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں
ع ۱ ۹ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿۹﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا
ہے۔ بلاشبہ خدا کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا (۹) بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا۔ اللہ کے
لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ
یہاں ان کے مال اور اولاد ہرگز ان کو کوئی فائدہ نہیں
اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ﴿۱۰﴾ كَدَأْبِ
پہنچا سکتے اور یہی لوگ جہنم کا ایندھن ہیں (۱۰) ان کا حال (معاملہ
آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا
بھی وہی ہے) کہ جو فرعونی گروہ اور اس سے پہلے لوگوں کا تھا کہ انہوں نے ہماری نشانیوں
بِآيَاتِنَا ۚ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ
کو جھٹلایا۔ تو اللہ نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کو گرفت میں لے لیا اور اللہ سخت
الْعِقَابِ ﴿۱۱﴾ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَ
سزا دینے والا ہے (۱۱) (اے رسولؐ!) کافروں سے کہہ دو کہ عنقریب تم (اہل اسلام کے مقابلہ میں)
تُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾ قَدْ
مغلوب ہو گے اور جہنم کی طرف محشور ہو گے اور وہ کیا بری آرام گاہ ہے (۱۲) تمہارے لئے
كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ
ان دو گروہوں (کے حالات) میں جن کی (میدان بدر میں) مڈبھیڑ ہوئی تھی (صداقت رسولؐ کی) ایک بڑی
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ
نشانی (معجزہ) موجود ہے۔ ایک گروہ خدا کی راہ میں جنگ کر رہا تھا۔ اور دوسرا گروہ کافر تھا وہ (کفار) ان

۳۔﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۔الآیہ﴾ انسان کی یہ طبعی کمزوری ہے کہ وہ جب دیکھتا ہے کہ اس کے پاس اولاد و جائیداد ہے تو وہ مغرور ہو جاتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ مشکل وقت آنے پر اس کا یہ مال اور اس کے اہل و عیال اس کی مدد کریں گے۔ مگر خدائے خبیر خبردار کر رہا ہے کہ کفار و مشرکین یاد رکھیں کہ مشکل وقت آنے پر ان کی اولاد و جائیداد انہیں خدا کے عذاب سے بچا نہیں سکے گی اور یہ لوگ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

۴۔﴿قَدْ كَانَ لَكُمْ ۔الآیہ﴾ باتفاق مفسرین اسلام اس آیت میں جنگ بدر کی طرف اشارہ ہے جس میں حزب الرحمٰن اور حزب الشیطان کے درمیان بمقام "بدر" سنہ ۲ ہجری ماہ رمضان میں بروز جمعہ مڈبھیڑ ہوئی تھی اور کفر و اسلام کے درمیان یہ پہلا معرکہ تھا جس میں بے سروسامانی کے باوجود خدائے قدیر نے مسلمانوں کو شاندار فتح و فیروزی عطا فرمائی تھی۔

مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ

(مسلمانوں) کو اپنی آنکھوں سے دوگنا دیکھ رہے تھے اور اللہ اپنی مدد سے جس کی چاہتا ہے، تائید و تقویت

مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾

کرتا ہے بے شک اس (واقع) میں بڑی عبرت و نصیحت ہے۔ نگاہ (عبرت رکھنے) والوں کے لیے (۱۳)

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ

لوگوں کے لئے خوش نما بنا دی گئی ہے عورتوں، بیٹوں اور ڈھیروں

وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ

سونے و چاندی پر مشتمل مال کی محبت اور (عمدہ) گھوڑے، چوپائے

وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ

اور کھیتی باڑی۔ یہ سب (چیزیں) دنیاوی زندگی کا

وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ

اثاثہ اور متاع ہیں۔ جبکہ (آخرت کا) اچھا ٹھکانہ اور بہترین انجام خدا

عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ

کے یہاں ہے (۱۴) (اے رسولؐ) کہو۔ کیا میں تمہیں ان سب سے بہتر چیز بتاؤں؟ جن

مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ

لوگوں نے پرہیزگاری اختیار کی ان کے لیے ان کے پروردگار کے یہاں ایسے بہشت ہیں جن کے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ

نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (ان کے علاوہ) پاک و پاکیزہ بیویاں ہیں

مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ

اور (سب سے بڑی نعمت) خدا کی خوشنودی ہے۔ اور خدا (اپنے) بندوں کو خوب

بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا

دیکھ رہا ہے (۱۵) (ان متقیوں کی صفت یہ ہے کہ) کہتے ہیں (دعا کرتے ہیں) ہمارے پروردگار! بے شک ہم ایمان

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾

لائے ہیں تو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمیں آتش دوزخ کے عذاب سے بچا (۱۶)

۵۔ ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں ان چیزوں نشاندہی کی گئی ہے جن پر انسان فریفتہ ہو کر اسلام و ایمان کی مخالفت کرتا ہے اور ہر قسم کے گناہ عصیان کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ کل چھ چیزیں ہیں: (۱) عورت (۲) بیٹا۔ (۳) مال۔ (۴) اعلیٰ نسل کے گھوڑے۔ (۵) گائے بھینس وغیرہ (۶) کھیتی باڑی وغیرہ۔ اگرا سلام میں جو دین فطرت ہے دنیوی ساز و سامان اور بیوی و بچہ کی محبت فی نفسہ کوئی بری چیز نہیں ہے۔ ہاں البتہ اس محبت میں افراط جائز نہیں ہے اور دنیا و آخرت کے مفاوات میں تصادم کی صورت میں دنیا کے مفاد کو آخرت کے مفاد پر مقدم سمجھنا روا نہیں ہے۔

۶۔ ﴿قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں دنیاداروں کے مقابلہ میں متقین کے بعض انعامات کا تذکرہ فرمایا ہے کہ (۱) ان کے لیے ایسے سرسبز و شاداب باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں رنگ رنگ کے پھل پھول اور طائران خوش نوا کے زمزمے، اعلیٰ شان مکان اور بہترین مشروب و طعام (۲) صورت و سیرت میں یکتائے روزگار بیویاں جو تمام نسوانی عوارض و امراض سے منزہ و پاک (۳) اور ان سب سے بڑھ کر جو روحانی نعمت ہے وہ رضائے الٰہی اور خوشنودی خدا ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے ورضوان من اللہ اکبر۔

۷۔ ﴿اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ۔ الآیہ﴾ دنیا اور اس کی زیب و زینت پر فریفتہ لوگوں کے تذکرہ کے بعد اب صاحبان ایمان و تقویٰ کا ذکر خیر کیا جا رہا ہے اور یہاں ان کی چھ صفات عالیہ کا تذکرہ کیا گیا ہے جیسے یہ کہ (۱) وہ دعا کرتے ہیں کہ ہمارے گناہ معاف فرما۔ (۲) وہ صبر کرنے والے ہیں۔ (۳) وہ سچ بولنے والے ہیں یعنی قول و فعل میں۔ (۴) وہ خدا کی اطاعت گزاری کرنے والے ہیں۔ (۵) وہ راہ خدا میں صدقہ و خیرات کرنے والے ہیں۔ (۶) صبح سحری کے وقت توبہ و استغفار کرنے والے ہیں کیونکہ

الصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ

یہ لوگ صبر کرنے والے ہیں (قول و فعل میں) سچ بولنے والے، اطاعت کرنے والے، راہ خدا میں خیرات کرنے

وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ⑰ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ

والے اور سحر کے وقت طلب مغفرت کرنے والے ہیں (۱۷) خود اللہ، اس کے ملائکہ اور صاحبان علم گواہ ہیں

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا

کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور وہ عدل و انصاف کے ساتھ قائم و برقرار ہے

النصف

بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑱ اِنَّ

اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے جو زبردست، حکمت والا (دانا) ہے (۱۸) بے شک خدا

الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ

کے نزدیک سچا دین صرف اسلام ہے اور اہل کتاب نے (دین حق میں) اختلاف نہیں کیا

اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ

مگر اپنے پاس علم آ جانے (اور اصل حقیقت معلوم ہو جانے) کے بعد۔ محض آپس کی

بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ

شرارت و ضد اور ناحق کوشی کی بنا پر اور جو بھی آیات الٰہیہ کا انکار کرے گا تو یقیناً خدا بہت جلد

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ⑲ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ

حساب لینے والا ہے (۱۹) پس اگر یہ لوگ آپ سے خواہ مخواہ حجت بازی کریں۔ تو کہہ دو کہ میں نے اور میری پیروی

وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا

کرنے والوں نے تو اپنا سر خدا کے سامنے جھکا دیا ہے (اپنے کو اس کے سپرد کر دیا ہے) اور اہل کتاب اور جو کسی کتاب

الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ

کے پڑھنے والے نہیں ہیں سے کہو: کیا تم بھی اسلام لائے ہو؟ پس اگر انہوں نے اسلام کا اقرار کر لیا تو گویا ہدایت

اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ

پا گئے اور اگر (اس سے) منہ موڑا تو آپ کا فرض تو صرف پہنچا دینا ہے (منوانا نہیں ہے)۔ اور اللہ (اپنے)

ع ۲ / ۱۱ / ۱۰

بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ⑳ ع اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ

بندوں کو خوب دیکھنے (اور پہچاننے والا ہے) (۲۰) جو لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں اور

وہ جانتے ہیں کہ ع

کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

۸۔ ﴿شَهِدَ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ خدائے علیم و حکیم نے تین گواہوں کی گواہی سے دو چیزیں ثابت کی ہیں۔ خدا، اس کے فرشتے اور صاحبان علم یعنی انبیاء و اوصیاء اور کامل العلم حضرات گواہ ہیں کہ خدا واحد و یکتا ہے بھی ہے اور عادل بھی۔ اللہ کی گواہی کا مطلب یہ ہے کہ پورے صحیفہ کائنات کی خلقت اور اس کا نظم و ضبط اور اس کی ہم آہنگ و یک رنگ دلیل ہے کہ وہ واحد و یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ قائم بالقسط یعنی عادل ہے اس کے ہاں ظلم و جور کا کوئی گزر نہیں ہے فرشتے جو نظام کائنات میں خدا کے آلات اور کارندے ہیں وہ بھی بعد صاحبان علم و ایمان بھی اپنے قول و فعل سے شہادت دے رہے ہیں کہ کائنات انفس و آفاق کا خالق و مدبر ایک بھی ہے اور عادل بھی الغرض توحید و عدل الٰہی کا عقیدہ وہ عقیدہ ہے کہ جس کے بغیر اسلام و ایمان کی چکی چل ہی نہیں سکتی۔

۹۔ ﴿اِنَّ الدِّيْنَ۔ الآیہ﴾ اگرچہ ہر مسلک و مذہب والا اپنے دین و مذہب کی صداقت کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے مگر جو دین ساز ہے یعنی خدا اس نے اپنے الہامی و ربانی کتاب میں اعلان کر دیا ہے کہ ﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾۔ لہٰذا جو اس دین کو چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کرے گا اس کا دین ہرگز قبول نہیں ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ دین اسلام ہی دین خدا ہے اور یہی دین انبیاءؑ ہے۔ سب انبیاءؑ نے یہی پیغام اپنی امتوں تک پہنچایا ہے کہ خدا ایک ہے اسی کی عبادت و اطاعت کرو۔ اور باوجودیکہ اس میں اختلاف کی گنجائش نہیں ہے مگر جن لوگوں نے اختلاف کیا ہے وہ باہمی ضد و کد، حسد و عناد اور ناحق کوشی کی وجہ سے کیا ہے۔ کسی نیک نیتی یا غلط فہمی کی وجہ سے نہیں کیا۔

اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ

پیغمبروںؑ کو ناحق قتل کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو بھی قتل کرتے ہیں۔

الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ

جو عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں انہیں دردناک

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢١﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ

عذاب کی مژدہ سناؤ (۲۱) یہ وہ (بدنصیب) ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت

اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ

میں اکارت و برباد ہو گئے۔ اور ان کے لیے کوئی مددگار

نّٰصِرِيْنَ ﴿٢٢﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ

نہیں ہے (۲۲) کیا تم نے ان (علمائے یہود) کو نہیں دیکھا جن کو کتاب (تورات کے علم) سے تھوڑا

الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

سا حصہ ملا ہے جب انہیں کتاب خدا کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ

ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٣﴾

کرے اس پر ان کا ایک گروہ پیٹھ پھیر لیتا ہے۔ درآنحالیکہ وہ روگردانی کرنے والے ہوتے ہیں (۲۳)

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا

یہ (انداز) اس لئے ہے کہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ گنتی کے چند دنوں کے سوا ہمیں آتش جہنم

مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَغَرَّهُمْ فِىْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا

چھوئے گی بھی نہیں۔ یہ لوگ جو افترا پردازیاں کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے ان کو دین کے بارے

يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ

میں دھوکہ دیا ہے (۲۴) اس وقت ان کی کیا حالت ہوگی جب ہم ان کو ایک دن (بروز قیامت) اکٹھا کریں گے

فِيْهِ ۣ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا

جس (کے آنے) میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ اور ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا ہوگا اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور

يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى

ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا (۲۵) (اے رسولؐ!) کہو: اے خدا تمام جہان کے مالک! تو

۱۰۔ ﴿اَلَمْ تَرَ ۔الآیہ﴾ اس آیت کی شان نزول بعض روایات میں یہ وارد ہوئی ہے کہ خیبر کے بعض صاحب ثروت زن و مرد نے زنا کیا۔ اور احبار نے انہیں سنگسار کرنے میں پس وپیش کیا۔ اور ان کا معاملہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کہ شاید ان کے ہاں کچھ رخصت ہو۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ اور یہود کی طرف سے اعتراض ہونے پر آپؐ نے توراۃ سے بھی یہ حکم ثابت کر دیا۔ جس پر یہود بگڑ گئے اور خدا نے ان کی مذمت میں یہ آیت نازل فرمائی۔ بعد ازاں ان لوگوں کی سرکشی کی وجہ بیان کی گئی ہے۔

۱۱۔ ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ ۔الآیہ﴾ ان آیات مبارکہ میں خدائے علیم وحکیم نے بڑے موثر اور دلنشین انداز میں اپنی توحید وتفرید اور اپنی عظیم قدرت وطاقت کا اظہار فرمایا ہے کہ سلطنت دینے والا بھی وہی ہے اور سلب کرنے والا بھی وہی اور عزت و عظمت دینے والا بھی وہی ہے اور ذلیل وخوار کرنے والا بھی وہی۔ ان باتوں میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ مگر اللہ جہاں قادر وقدیر ہے وہاں حکیم وعادل بھی۔ وہ ہر قوم یا فرد کے ساتھ اس کے استحقاق کے مطابق سلوک کرتا ہے۔ نیز وہ مسبب الاسباب ہے۔ اس نے ہر کام کیلئے کچھ علل واسباب مقرر کر دیے ہیں، حکومت حاصل کرنے کے بھی اور عزت وعظمت کے حصول کے بھی۔ صحت کے بھی اور مرض کے بھی۔ لہٰذا جو شخص بھی یا جو قوم بھی ان اسباب سے فائدہ اٹھائے گی وہ نیک ہو یا بد اپنے مدعا کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ اور جو قوم ان اسباب سے فائدہ نہیں اٹھائے گی وہ محروم ہو جائے گی۔

الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَ

جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے۔ تو جسے چاہتا ہے

تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ

عزت دیتاہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے، ہر قسم کی بھلائی تیرے قبضہ میں ہے۔

اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ

بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے (۲۶) تو ہی رات کو (بڑھا کر) دن میں

وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ ۫ وَتُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ

اور دن کو (بڑھا کر) رات میں داخل کرتا ہے اور تو جاندار کو بے جان اور

وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَىِّ ۫ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ

بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے اور جسے چاہتا ہے، بے حساب

بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ

روزی عطا کرتا ہے (۲۷) (خبردار) اہل ایمان، اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

دوست (اور سر پرست) نہ بنائیں۔ اور جو ایسا کرے گا اس کا خدا سے کوئی تعلق اور سروکار

فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِىْ شَىْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ

نہیں ہو گا مگر یہ کہ تمہیں ان (کافروں) سے خوف ہو تو پھر (بقصد تقیہ و بچاؤ) ایسا کرنے میں

تُقٰىةً ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

کوئی حرج نہیں ہے۔ اور خدا تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے (۲۸)

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِىْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ

کہہ دیجئے! جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے تم اسے چھپاؤ یا اسے ظاہر کرو، بہرحال

اللّٰهُ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ

خدا اسے جانتا ہے۔ اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب کچھ

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ

جانتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے (۲۹) اس دن کو یاد کرو جب ہر شخص اس بھلائی

۱۲؎ ﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں اہل ایمان کو کفار سے دوستی کرنے کی ممانعت کی جا رہی ہے۔ کیونکہ کفار سے قلبی دوستی کرنا، اور کسی باطل کام میں ان سے قولی وفعلی تعاون کرنا بالخصوص ان کے اسلام دشمن منصوبوں میں ان کی ہاں میں ہاں ملانا نہ صرف عام گناہ ہے بلکہ کفر ہے۔ مگر ارشاد قدرت ہے کہ جب ان سے کسی ناقابل برداشت جانی، مالی اور ناموسی ضرر رسانیوں کا شدید خطرہ ہو تو پھر نہ صرف یہ کہ کفار سے محبت کا اظہار جائز ہے بلکہ زبان سے کلمہ کفر تک کہنا بھی جائز ہے جبکہ دل ودماغ ایمان سے سرشار ہوں جیسا کہ جناب عمارؓ کے واقعہ سے ظاہر ہے جسے تمام مفسرین نے نقل کیا ہے۔ اور یہ آیت تقیہ کے جواز کی ناقابل انکار دلیل ہے جسے بلاتفریق قوم و مذہب سب لوگ ضرورت کے وقت عمل میں لاتے ہیں۔ ﴿ومن ینکر فانما ینکر باللسان وقلبه مطمئن بالایمان﴾

تفصیلات دیکھنے کے خواہشمند حضرات تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع فرمائیں۔

۱۳؎ ﴿یَوْمَ تَجِدُ۔ الآیہ﴾ چونکہ بھلائی اور برائی عرض ہیں جوہر کی طرح ان کا کوئی علیحدہ وجود نہیں ہے اس لئے دو باتوں میں سے ایک بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ یا تو وہاں مجسم ہو جائینگی یا پھر یہاں ایک مضاف محذوف ماننا پڑے گا کہ ہر شخص اپنی بھلائی یا برائی کی جزا یا سزا حاضر پائے گا۔

مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ معانقة ۴

کو اپنے سامنے پائے گا جو اس نے کی ہو گی۔ اور برائی کو بھی (جنہیں دیکھ کر) خواہش

تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ

کرے گا کہ کاش اس کے اور اس کے برے اعمال کے درمیان بڑا فاصلہ ہوتا۔ اور خدا تمہیں

اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٣٠﴾ قُلْ اِنْ ع ۱۰ ۳ ۱۱

اپنی ذات (اپنے عذاب) سے ڈراتا ہے اور خدا اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے (۳۰) (اے رسولؐ میری محبت

كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

کے دعویداروں سے) کہہ دیں کہ اگر تم خدا سے (سچی) محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تم

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣١﴾ قُلْ

سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (۳۱) کہہ دیں

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

خدا اور رسولؐ کی اطاعت و فرمانبرداری کرو اور اگر روگردانی کریں تو بے شک خدا

لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٢﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓي اٰدَمَ وَنُوْحًا

کافروں (نافرمانوں) کو دوست نہیں رکھتا (۳۲) بے شک اللہ نے آدمؑ، نوحؑ،

وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٣﴾ ذُرِّيَّةً

خاندان ابراہیمؑ اور خاندان عمرانؑ کو سارے جہانوں سے منتخب کیا ہے (۳۳) جو ایک نسل ہے

بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٣٤﴾ اِذْ

جن کے بعض بعض سے ہیں (یہ اولاد ہے ایک دوسرے کی) اور خدا بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے (۳۴)

قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا

(اس وقت کو یاد کرو) جب عمرانؑ کی بیوی نے کہا اے میرے پروردگار! جو بچہ میرے پیٹ میں ہے اسے میں (دنیا

فِيْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ

کے کاموں سے) آزاد کر کے (بیت المقدس کی) جاروب کشی اور تیری عبادت کے لئے تیری بارگاہ میں نذر کرتی ہوں تو

الْعَلِيْمُ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ

میری (نذر) قبول فرما۔ بے شک تو بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے (۳۵) پھر جب اس کے یہاں وہ (بچی) پیدا

۱۴۔ ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ۔ الآیہ﴾ حقیقت یہ ہے کہ صرف منکرین کو چھوڑ کر باقی سب لوگ جو جس غلط یا صحیح رنگ میں بھی خدا کو مانتے ہیں وہ سب خدا سے محبت کا دعویٰ ضرور کرتے ہیں۔ مگر محبوب ایک ہے اور محبت کے دعویدار کروڑوں ہیں لیکن سب کے عقائد الگ الگ اور اعمال جدا جدا ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ لوگ نہ سب سچے ہیں اور نہ سب جھوٹے۔ اب سچا کون اور جھوٹا کون؟ خدا نے یہ معلوم کرنے کا معیار اتباع رسولؐ کو قرار دیا ہے۔ پس اس میزان پر تولنے سے سچے اور جھوٹے کھوٹے اور کھرے کا پتہ چل جائے گا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ محبت کا معیار محبوب کی اتباع و پیروی ہے۔ پس زبانی کلامی خدا اور رسولؐ اور اہل بیت رسولؐ کی محبت کا دعویٰ کرنا کسی طرح بھی کافی نہیں ہے جب تک اپنے عمل و کردار سے ثابت نہ کیا جائے کہ یہ محبت کا دعویدار رسولؐ اور اہل بیتؑ کا سچا مطیع و پیروکار ہے۔ بلکہ اس سے اگلی آیت میں خدا نے خدا اور رسولؐ کی اطاعت سے روگردانی کرنے والوں کا کافر قرار دیا ہے۔

۱۵۔ ﴿اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ۔ الآیہ﴾ جناب مریمؑ کی والدہ نے حمل کے دوران منت مانی تھی کہ ان کے ہاں جو بچہ پیدا ہوگا وہ اسے خانہ خدا (بیت المقدس) کی خدمت اور خدا کی عبادت کیلئے وقف کر دیں گی۔ مگر جب بچی پیدا ہوئی تو آپ پریشان ہو گئیں مگر خدائے مہربان نے ان کے خلوص کے پیش نظر اس خدمت کیلئے اس بچی کو بطریق احسن قبول کر لیا۔

وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَيْسَ

ہوئی تو اس نے کہا: اے میرے پروردگار! میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوئی ہے (میں تو یہ لڑکی جنی ہوں) حالانکہ خدا خود

الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّىْٓ

خوب جانتا ہے کہ وہ کیا جنی ہے اور وہ جانتا ہے کہ لڑکا، لڑکی یکساں نہیں ہوتے۔ اور میں نے اس کا نام مریمؑ رکھا ہے اور

اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۳۶﴾

میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم (کے شر) سے (بچنے کے لئے) تیری پناہ میں دیتی ہوں (۳۶)

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا

تو اس کے پروردگار نے اس لڑکی (مریمؑ) کو احسن طریقہ سے قبول فرما لیا۔ اور اچھی طرح اس

حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا

کی نشوونما کا انتظام کیا (یعنی) جناب زکریاؑ کو اس کا کفیل (اور سرپرست) بنایا۔ جب بھی

زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ

زکریاؑ محراب عبادت میں اس (مریمؑ) کے پاس آتے تھے تو اس کے پاس کھانے کی کوئی چیز

يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ

موجود پاتے۔ (اور) پوچھتے: اے مریمؑ! یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے؟ وہ جواب دیتی۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ هُنَالِكَ

یہ خدا کے یہاں سے آیا ہے بے شک خدا جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے (۳۷) اس موقع پر

دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ

زکریاؑ نے اپنے پروردگار سے دعا کی اور عرض کیا اے میرے پروردگار! مجھے اپنی طرف سے

ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ

پاک و پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ بے شک تو (ہر ایک کی) دعا کا سننے والا ہے (۳۸) تو فرشتوں نے

الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّىْ فِى الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ

انہیں اس حالت میں آواز دی جب کہ وہ محراب میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کہ

اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا ۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ

خدا آپ کو یحییٰؑ کی بشارت دیتا ہے جو اللہ کے ایک کلمہ (عیسیٰؑ) کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔

۱۶۔ ﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا۔ الآیہ﴾ چونکہ جناب مریمؑ ہنوز شکم مادر میں تھیں کہ ان کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا تھا۔ اس لئے ان کی کفالت جناب زکریا علیہ السلام نے اپنے ذمہ لی جو کہ ان کے خالو تھے۔ اور آپؑ نے ہی ان کی عبادت کیلئے حجرہ کی شکل میں عبادت کیلئے عبادت گاہ بنا کر دی تھی۔ اور جب جناب زکریاؑ ان کی خبر گیری کیلئے ان کے پاس جاتے تو ان کے پاس بے موسم کے پھل موجود پاتے۔ مروی ہے کہ جناب زکریاؑ بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ عام مورخین کے بیان کے مطابق اس وقت ان کی عمر ایک سو اٹھارہ سال تھی اور ان کی بیوی بانجھ تھی۔ ارشاد قدرت ہے کہ مریم کے پاس بے موسم کے پھل دیکھ کر دیرینہ تمنا نے کروٹ لی اور اپنے پروردگار کے حضور یوں دعا کی۔ اے میرے پروردگار! مجھے پاک و پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ آپ نے سوچا کہ جو قادر مطلق مریم کو بے موسم کے پھل عطا کر سکتا ہے کیا وہ مجھے بے موسم کی اولاد نہیں دے سکتا؟ اس پر فرشتوں نے انہیں آواز دی۔ جبکہ آپ محراب میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یحییٰؑ کی بشارت دیتا ہے۔ تا آخر قصہ جو قرآن میں مذکور ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ خدا نیچر کا پابند نہیں ہے بلکہ قادر مطلق ہے۔

وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾

سردار، ضبط نفس کرنے والا پارسا اور نیکوکار جماعت میں سے نبیؑ ہو گا (۳۹)

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِىَ

جناب زکریاؑ نے (یہ خوشخبری سن کر) کہا: اے پروردگار! میرے یہاں لڑکا

الْكِبَرُ وَامْرَاَتِىْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ

کس طرح ہو گا جبکہ میرا بڑھاپا آ گیا۔ اور میری بیوی بانجھ ہے۔ ارشاد ہوا اسی طرح (خدا)

مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ

جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے (۴۰) عرض کیا: اے میرے پروردگار! میرے (اطمینان قلب کے لئے) کوئی علامت مقرر

اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ

فرما۔ فرمایا تمہاری علامت یہ ہے کہ تم تین دن رات تک لوگوں سے اشارہ کے سوا بات نہیں کر

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِىِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ ع ۴ ۱۱ ۱۲

سکو گے۔ (شکرانہ نعمت کے طور پر) اپنے پروردگار کا کثرت سے ذکر کرو۔ اور صبح و شام اسی کی تسبیح کرو (۴۱)

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریمؑ! بے شک اللہ نے تمہیں منتخب کر لیا ہے اور

وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾

تمہیں پاک و پاکیزہ بنایا ہے۔ اور تمہیں تمام جہانوں کی عورتوں سے برگزیدہ بنا دیا ہے (۴۲)

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ

اے مریمؑ۔ اپنے پروردگار کی اطاعت کرو۔ اور سجدہ کرو۔ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ

الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ

رکوع کرتی رہو (۴۳) (اے رسولؐ) یہ (خبر) غیب کی خبروں میں سے ایک ہے جو وحی کے ذریعہ ہم آپؐ کی

اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ

طرف بھیج رہے ہیں اور آپ ان (دعویداران سرپرستی) کے پاس موجود نہ تھے

اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ

جب وہ (قرعہ اندازی کے لئے) اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ مریمؑ کی کفالت کون کرے؟ اور آپؐ ان کے پاس موجود

۱۷۔ ﴿يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ۔ الآیہ﴾ ان آیات میں جناب مریمؑ کے فضائل ومناقب کا تذکرہ کیا جا رہا ہے اور ان کیلئے دوبارہ لفظ اصطفاء استعمال ہوئی ہے۔ پہلے اصطفاء سے مراد یہ ہے کہ ان کو انبیاءؑ کی ذریت سے منتخب کیا اور دوسرے اصطفاء سے مراد یہ ہے کہ بغیر شوہر کے بچہ کی ولادت کیلئے منتخب کیا۔ اور انہیں پاک و پاکیزہ بنایا ہے جو اُن کے معصومہ اور بتول ہونے کی دلیل ہے۔ اور پھر انہیں عالمین کی عورتوں سے برگزیدہ کیا۔ کتاب الشرف المؤید لآل احمد مطبوعہ لبنان میں مذکور ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: ﴿اما ترضی ان تکونی سیدة نساء العالمین﴾ اے میری بیٹی! کیا تو اس بات سے خوش نہیں ہے کہ تو سارے جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے؟ اس پر بی بیؑ نے عرض کیا: ﴿یا ابت فاین مریم﴾ بابا جان پھر جناب مریمؑ کہاں جائیں گی؟ فرمایا: ﴿تلک سیدة نساء عالمها وانت سیدة نساء العالمین من الاولین والآخرین﴾ جناب مریمؑ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار تھیں مگر تم تمام اولین و آخرین کی عورتوں کی سردار ہو۔ (کذا فی ذخائر العقبی)

يَخْتَصِمُونَ ﴿٤٤﴾ إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ

نہ تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے (۴۴) اور (وہ وقت یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا اے مریمؑ! بے شک

اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيحُ

خدا آپ کو اپنے کلمہ کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریمؑ ہو گا۔

عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

جو دنیا و آخرت میں عزت و آبرو والا ہو گا۔ اور (خدا کے) مقرب بندوں

وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٥﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ

میں سے ہو گا (۴۵) اور وہ گہوارے میں بھی لوگوں سے باتیں کرے گا۔ اور ادھیڑ عمر میں بھی۔

وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَتْ رَبِّ أَنّٰى

اور نیکو کاروں میں سے ہو گا (۴۶) (یہ بشارت سن کر) مریمؑ نے کہا اے میرے پروردگار

يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ۖ قَالَ كَذٰلِكِ

میرے یہاں بچہ کہاں سے ہو گا۔ حالانکہ مجھے کسی انسان (مرد) نے ہاتھ تک نہیں لگایا؟ ارشاد ہوا بات

اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ إِذَا قَضٰى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ

اسی طرح ہے مگر خدا جو چاہتا ہے (بلا اسباب بھی) پیدا کرتا ہے۔ جب وہ کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے

لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٤٧﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

تو اسے حکم دیتا ہے کہ ہو جا تو بس وہ ہو جاتا ہے (۴۷) اور خدا اس (بچہ) کو کتاب و حکمت اور

وَالتَّوْرٰةَ وَالْإِنْجِيلَ ﴿٤٨﴾ وَرَسُولًا إِلٰى بَنِي

توراۃ و انجیل کی تعلیم دے گا (۴۸) اور اسے بنی اسرائیل کی طرف اپنا رسولؐ

إِسْرٰٓءِيلَ ۙ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ أَنِّي

بنائے گا (اور جب وہ مبعوث ہو گا تو کہے گا کہ) میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے

أَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ

معجزہ لے کر آیا ہوں کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندہ کی صورت بناتا ہوں اور اس میں پھونک

فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ

مارتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔ اور میں خدا کے حکم سے مادر زاد اندھے

۱۸۔ ﴿وَيُكَلِّمُ النَّاسَ۔ الآیہ﴾ ملائکہ نے جناب مریمؑ کو جب بچہ کی ولادت کی خوشخبری دی تو اس مولود کی کچھ خصوصیات بھی بیان کیں۔ مثلاً یہ کہ وہ دنیا و آخرت میں عزت والا ہوگا، وہ مقرب بارگاہ خدا ہوگا۔ اور وہ گہوارہ میں اور پوری عمر کو پہنچ کر یکساں پر مغز و بامعنی و فصیح و بلیغ کلام کرے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

مخفی نہ رہے کہ فرشتوں کے جناب مریمؑ سے کلام کرنے سے مستفاد ہوتا ہے کہ فرشتے غیر انبیاء سے بھی کلام کر سکتے ہیں۔ ہاں البتہ جو کلام انبیاء سے مخصوص ہے وہ احکام شریعت کی وحی ہے وبس۔

۱۹۔ ﴿أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ۔ الآیہ﴾ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے معجزہ لے کر آیا ہوں۔ بعد ازاں اپنے پنجگانہ معجزات کی فہرست پیش کی ہے کہ (۱) میں تمہارے لئے مٹی سے پرندہ کی شکل بناتا ہوں۔ اور اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور میں خدا کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دیتا ہوں۔ واضح رہے کہ چونکہ یہ سب چیزیں عام انسانی قوت و قدرت سے باہر ہیں اس لئے اندیشہ تھا کہ یہ معجزات دیکھ کر لوگ آپ کو خدا نہ جاننے لگ جائیں اس لئے آپ نے قید لگائی تاکہ واضح ہو جائے کہ اگرچہ ان امور کا ظہور آپ کے ہاتھوں پر ہو رہا ہے مگر ان کا حقیقی فاعل اور ظاہر کرنے والا خدا ہے۔ کیونکہ معجزہ کہا ہی اس خارق عادت اور نظام طبیعی کے خلاف کام کو جاتا ہے جسے خدائے قدیر کسی نبی یا وصی کے مقدس ہاتھوں پر ان کی صداقت کو ظاہر کرنے کیلئے ظاہر کرتا ہے۔ الغرض معجزہ قانون طبیعت اور قانون نیچر کے خلاف ہوتا ہے عقل و خرد کے خلاف نہیں ہوتا۔ اس موضوع کی باقی تفصیلات معلوم کرنے کیلئے تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع کیا جائے۔

وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ
اور کوڑھی کو شفا دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور
بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ
اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو وہ تمہیں بتاتا ہوں بے شک اس میں تمہارے
فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۴۹﴾ وَ
لئے (خدا کی قدرت اور میری نبوت کی) بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو (۴۹)
مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ
اور جو مجھ سے پہلے (توراۃ) موجود ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور (میرے آنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ)
لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ وَجِئْتُكُمْ
میں تمہارے لیے ان چیزوں میں سے بعض کو حلال کروں جو تم پر حرام تھیں اور میں تمہارے پروردگار کی
بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ
طرف سے اعجاز کے ساتھ تمہارے پاس آیا ہوں لہٰذا اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۵۰) بے
اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ
شک اللہ میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس تم اس کی عبادت کرو یہی سیدھا
مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْكُفْرَ
راستہ ہے (۵۱) پھر جب عیسیٰؑ نے ان (بنی اسرائیل) کی طرف سے کفر و انکار محسوس کیا۔
قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ
تو کہا کون ہے جو اللہ کی راہ میں میرا مددگار ہو؟ حواریوں نے کہا
نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا
ہم اللہ کے مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور آپ گواہ رہیں کہ ہم
مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا بِمَاۤ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا
مسلمان (فرمانبردار) ہیں (۵۲) اور کہا اے ہمارے پروردگار جو کچھ تو نے نازل کیا ہے ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور ہم
الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا
نے رسول (عیسیٰؑ) کی پیروی اختیار کی۔ لہٰذا ہمیں (حق کی) گواہی دینے والوں (کے دفتر) میں درج فرما (۵۳) انہوں (بنی

۲۰۔ ﴿فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰی ۔الآیہ﴾ الغرض اس بشارت کے بعد بڑی شان بان کے ساتھ جناب عیسیٰؑ متولد ہوئے، مبعوث برسالت ہوئے اور باذن اللہ کئی معجزات بھی دکھائے مگر بنی اسرائیل کی اکثریت منکر ہی رہی۔ پس جناب عیسیٰؑ کو ان لوگوں کے کفر اور ان کی مخالفت کا احساس ہوا تو تب جماعت بنانے کی فکر لاحق ہوئی تا کہ منظم طریقہ پر کار نبوت کو انجام دیا جائے فرمایا مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ کون ہے جو اللہ کی راہ میں میرا مددگار ہو؟ حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ (یعنی اس کے دین) کے مددگار ہیں واضح رہے کہ حواریوں کی لفظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخصوص خواص اصحاب کیلئے استعمال ہوتی ہے۔

۲۱۔ ﴿وَمَكَرُوْا ۔الآیہ﴾ ''مکر'' کی لفظ اردو میں حیلہ سازی اور دھوکہ کے معنی میں استعمال ہوتی ہے۔ تو عام مفسرین نے عربی زبان میں بھی اس کے یہی معنی تصور کر کے علم بدیع کے قاعدہ مشاکلہ کا سہارا لیتے ہوئے اس کے معنی جوابی کاروائی اور سزا کے کئے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ عربی زبان میں اس لفظ کے معنی تدبیر کرنے اور فریق مخالف کی سازش کو ناکام بنانے کے ہیں جیسا کہ یہودیوں نے جناب عیسیٰؑ کو سولی پر لٹکانا چاہا تھا مگر خدا نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور اس کے سرغنہ کو ان کی شبیہ بنا دیا ان لوگوں نے اسے سولی پر لٹکا دیا اور بعد میں اپنی اصلی شکل پر لوٹا دیا۔

ع ۵ ۳ ۱۳ النصف

وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ

اسرائیل) نے (عیسیٰؑ کے خلاف) مکاری کی اور اللہ نے بھی اپنی (جوابی) تدبیر و ترکیب کی اور اللہ سب سے بہتر

يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ

تدبیر و ترکیب کرنے والا ہے (۵۴) (اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ نے کہا (اے عیسیٰؑ) میں تمہیں

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ

پورا قبض کرنے والا اور تمہیں اپنی جانب اٹھانے والا ہوں اور تمہیں کافروں سے پاک کرنے والا ہوں

فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ

اور تمہاری پیروی کرنے والوں کو کافروں پر قیامت تک غالب اور برتر کرنے والا ہوں پھر تم سب کی

مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

بازگشت میری طرف ہے تو اس وقت میں تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کروں گا جن میں تم

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ

اختلاف کرتے تھے (۵۵) تو جن لوگوں نے کفر اختیار کیا انہیں دنیا و

عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ

آخرت میں سخت سزا دوں گا۔ اور ان کا کوئی مددگار

مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

نہ ہو گا (۵۶) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو خدا ان کو

الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ

پورا پورا اجر و ثواب دے گا۔ اور اللہ ظالموں کو دوست

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ

نہیں رکھتا (۵۷) (اے رسولؐ) یہ جو ہم آپ کو پڑھ کر سنا رہے ہیں (کتاب الٰہی کی) آیات ہیں (یا خدا کی قدرت

وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ

اور آپ کی حقانیت کی نشانیاں ہیں) اور وہ دانائی سے لبریز تذکرے ہیں (۵۸) بے شک اللہ کے نزدیک عیسیٰؑ

كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ

کی مثال آدمؑ کی سی ہے کہ اللہ نے انہیں مٹی سے پیدا کیا پھر حکم دیا کہ ہو جا

۲۲۔ ﴿يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ۔ الآیہ﴾ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جناب عیسیٰؑ تاحال خدائے قدیر کی قدرت کاملہ سے آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ آخری زمانہ میں جب حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو وہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور پھر اپنی طبعی موت سے انتقال کریں گے مگر امت مرزائیہ نے چونکہ مرزائے قادیاں کی خانہ ساز نبوت کی سنگ بنیاد وفات مسیح پر رکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پائے ہیں۔ لہٰذا مرزا صاحب نبی ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل بے ربط اور تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور استدلال ہے بھلا یہ کسی منطقی شکل کا نتیجہ ہے؟ اور دلالات ثلاثہ (مطابقی، تضمنی اور التزامی) میں سے کون سی دلیل اس پر دلالت کرتی ہے؟ بہر حال ان لوگوں نے آیت کے ظاہری لفظوں کا سہارا لے کر مسلمانوں کو اس مسئلہ میں الجھا دیا۔ حالانکہ توفی جس کا مادہ وفا ہے اس کے معنی موت کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے معنی پورا ہونے، پورے کرنے، پورا لینے اور پورا دینے کے ہیں جیسے ﴿اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ چونکہ یہود کہتے تھے کہ انہوں نے عیسیٰؑ کو تختہ دار پر لٹکا دیا۔ اور نصاریٰ بھی یہ بات تسلیم کرتے تھے مگر کہتے تھے کہ خدا نے ان کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھالیا۔ خدا فرماتا ہے۔ ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ﴾۔ ان لوگوں نے نہ انہیں قتل کیا اور نہ تختہ دار پر لٹکایا۔ بلکہ خدا نے انہیں پورا پورا یعنی جسم مع الروح کو آسمان پر اٹھالیا۔ وھو المقصود

فَيَكُوْنُ ﴿٥٩﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ

سو وہ ہو گیا (۵۹) یہ بات تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے تو تم شک کرنے

الْمُمْتَرِيْنَ ﴿٦٠﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا

والوں میں سے نہ ہونا (۶۰) (اے پیغمبرؐ) اس معاملہ میں تمہارے پاس صحیح علم آجانے کے بعد جو آپؐ سے حجت بازی

جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا

کرے تو آپؐ ان سے کہیں کہ آؤ ہم اپنے اپنے بیٹوں، اپنی اپنی عورتوں اور اپنے اپنے نفسوں کو بلائیں اور پھر مباہلہ

وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا

کریں (بارگاہ خدا میں دعا والتجا کریں) اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں۔ (یعنی ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے

وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ

بیٹوں کو، ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنے نفسوں کو بلائیں تم اپنے نفسوں کو پھر اللہ کے سامنے

عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦١﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ

گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں (۶۱) (جناب عیسیٰؑ کی) یہ برحق سرگزشت ہے (وہ خدا یا خدا کے بیٹے نہیں

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

بلکہ اس کے خاص بندے ہیں) اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے وہ توانا اور بڑا

الْحَكِيْمُ ﴿٦٢﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

حکمت والا ہے (۶۲) اب اس کے بعد بھی یہ لوگ انحراف کریں تو خدا مفسدین

بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى ع ٦ ١٢

کو خوب جانتا ہے (۶۳) (اے رسولؐ) کہیے اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور

كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ

تمہارے درمیان مشترک اور یکساں ہے (اور وہ یہ کہ) ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور

وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا

کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں، اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا اپنا رب (مالک ومختار) نہ بنائے۔

اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا

اور اگر یہ لوگ اس (دعوت) سے منہ موڑیں تو (اے مسلمانو) تم کہہ دو کہ گواہ رہنا ہم

۲۳۔ ﴿فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ۔ الآیہ﴾ اس آیت کو آیت مباہلہ کہا جاتا ہے۔ سنہ ۹ ہجری میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جہاں اور مختلف وفد آئے وہاں نصارائے نجران کا بھی ایک ساٹھ رکنی وفد آیا جس نے آپؐ سے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت و عبدیت پر مباحثہ کیا۔ ان لوگوں کے پاس جناب عیسیٰؑ کے ابن اللہ ہونے پر ایک ہی دلیل تھی کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں جناب آدمؑ کی مثال پیش کی جو باپ اور ماں کے بغیر پیدا ہوئے اور بھی بہت دلائل پیش کئے مگر انہوں نے ہر قسم کے دلائل کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ تب خدا نے یہ آیت نازل کی: ﴿فَمَنْ حَآجَّكَ﴾ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو مباہلہ کی دعوت دی کہ تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں الخ...... تاریخ مقرر ہوئی، وقت مقرر ہوا۔ نصاریٰ پہنچ گئے۔ ادھر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی مرتضیٰ، حضرت فاطمہ زہرا اور حسنین شریفین علیہم السلام کو ہمراہ لے کر نکلے۔ ان ذوات مقدسہ کو دیکھ کر اسقف نجران نے اعلان کیا کہ اے نصارائے نجران ان ہستیوں سے مباہلہ نہ کرو۔ کیونکہ یہ اگر ہاتھ اٹھا کر خدا سے کہہ دیں کہ وہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو وہ ایسا کرے گا۔ لہٰذا ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ روئے زمین پر کوئی نصرانی نہیں رہ جائے گا (تمام کتب سیر وتواریخ وتفسیر) چنانچہ انہوں نے شکست تسلیم کر لی۔ جزیہ دینا قبول کر لیا۔ مگر مباہلہ نہیں کیا۔

۲۴۔ ﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں تبلیغ حق کرنے والوں کو دعوت دینے کا ایک اہم اصول بتایا گیا ہے کہ مخالف شخص یا جماعت کو اس چیز پر جمع ہونے کی دعوت دینی چاہیے جس پر دونوں کا اتفاق ہو چنانچہ یہاں اہل کتاب کو خدا کی توحید پر جمع ہونے کی دعوت دی جا رہی ہے جو مسلمانوں اور ان لوگوں کے درمیان قدر

بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۶۴﴾ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِىۡۤ

مسلمان (خدا کے فرمانبردار و اطاعت گزار ہیں) (۶۴) اے اہل کتاب! تم ابراہیمؑ کے بارے

اِبۡرٰهِيۡمَ وَمَاۤ اُنۡزِلَتِ التَّوۡرٰٮةُ وَالۡاِنۡجِيۡلُ اِلَّا

میں کیوں (ہم سے) حجت بازی کرتے ہو۔ حالانکہ توراۃ اور انجیل ان کے

مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۵﴾ هٰۤاَنۡتُمۡ هٰٓؤُلَۤاءِ

بعد اتری ہیں کیا تم میں اتنی بھی عقل (سمجھ) نہیں ہے (۶۵) تم وہی لوگ ہو۔ جو (ہم سے) ان باتوں کے

حَاجَجۡتُمۡ فِيۡمَا لَـكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِيۡمَا

بارے میں بحث وتکرار کرتے رہے جن کا تمہیں کچھ علم تھا اب ان باتوں کے

لَيۡسَ لَـكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا

بارے میں کیوں حجت بازی کرتے ہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں (حقیقت حال) صرف اللہ

تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ اِبۡرٰهِيۡمُ يَهُوۡدِيًّا وَّلَا

جانتا ہے تم نہیں جانتے (۶۶) ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ وہ تو نرے کھرے

نَصۡرَانِيًّا وَّلٰكِنۡ كَانَ حَنِيۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَمَا كَانَ

خالص مسلمان (خدا کے فرمانبردار بندے) تھے اور وہ مشرکوں

مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ اَوۡلَى النَّاسِ بِاِبۡرٰهِيۡمَ

میں سے نہیں تھے (۶۷) بے شک تمام لوگوں سے ابراہیمؑ کے زیادہ قریب اور زیادہ

لَـلَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُ وَهٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ وَاللّٰهُ

تعلق رکھنے والے وہ ہیں جنہوں نے اُن کی پیروی کی اور یہ نبیؐ اور وہ جو (ان پر) ایمان لائے ہیں اور اللہ

وَلِىُّ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۶۸﴾ وَدَّتۡ طَّآٮِٕفَةٌ مِّنۡ اَهۡلِ

ایمان لانے والوں کا ساتھی و سرپرست ہے (۶۸) اہل کتاب کا ایک گروہ چاہتا ہے

الۡكِتٰبِ لَوۡ يُضِلُّوۡنَكُمۡ ؕ وَمَا يُضِلُّوۡنَ اِلَّاۤ

کہ کاش وہ تمہیں گمراہ کر سکے حالانکہ وہ اپنے سوا کسی کو بھی

اَنۡفُسَهُمۡ وَمَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۶۹﴾ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ

گمراہ نہیں کرتے مگر انہیں اس کا شعور نہیں (۶۹) اے اہل کتاب تم آیات الٰہیہ کا

مشترک ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اسلام غیر مسلمانوں کو صرف توحید کی قدر مشترک پر اتحاد کی دعوت دیتا ہے تو آج مسلمان آپس میں باوجودیکہ ان کے درمیان متعدد قدر مشترک موجود ہیں مگر وہ متفقات کو چھوڑ کر جزئی و فروعی مختلفات پر باہم دست بگریبان ہیں۔

۲۵۔ ﴿مَا كَانَ اِبۡرٰهِيۡمُ يَهُوۡدِيًّا۔ الآیہ﴾ چونکہ یہودی یہ کہتے تھے کہ حضرت ابراہیمؑ یہودی تھے اور نصاریٰ یہ کہتے تھے کہ وہ نصرانی تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جناب براہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی۔ کیونکہ آپ کا عہد تو یہودیت و نصرانیت سے صدیوں پہلے کا ہے۔ ہاں البتہ وہ تو نرے کھرے مسلمان تھے۔ یہاں اگر یہ کہا جائے کہ یوں تو وہ اسلام سے بھی صدیوں پہلے تھے تو پھر مسلمان کس طرح تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دین اسلام اللہ کا وہ دین ہے جو ہر دور میں رہا ہے۔ اور جناب نوح علیہ السلام کے عہد سے لے کر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد تک تو یہ لفظ خود قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسلام سے اصولی عقائد مراد ہیں فروعی احکام شریعت مراد نہیں ہیں۔ بنابریں سب لوگوں سے جناب ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ قریب اور زیادہ تعلق رکھنے والے ان کے پیروکار اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے کلمہ گو مسلمان ہیں۔

۲۶۔ ﴿وَدَّتۡ طَّآٮِٕفَةٌ۔ الآیہ﴾ چاہیے تو یہ تھا کہ اہل کتاب اپنی کتابوں میں آخری پیغمبرؐ کی علامات پڑھ کر اور ان کے معجزات دیکھ کر آپ پر ایمان لاتے لیکن ان کی ضد اور کج روی کا یہ عالم ہے کہ جو خوش قسمت لوگ تصدیق رسالت کر کے کلمہ اسلام پڑھ چکے ہیں یہ چاہتے ہیں کہ مختلف حیلوں بہانوں سے ان کو بھی اسلام سے برگشتہ کریں۔ خداوند عالم خبر دے رہا ہے کہ یہ لوگ اپنے مذموم مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے اور مسلمانوں کو راہ راست سے بہکا نہیں

تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾

کیوں انکار کرتے ہو؟ حالانکہ تم خود گواہ ہو (کہ وہ آیات الٰہیہ ہیں) اور برحق ہیں (۷۰)

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

اے اہل کتاب! حق کو باطل کے ساتھ کیوں گڈ مڈ کرتے ہو؟ اور

وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَقَالَتْ ع ۸/۱۵

حق کو کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ حق کیا ہے) (۷۱) اہل کتاب کا

طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ اُنْزِلَ

ایک گروہ (اپنے لوگوں سے) کہتا ہے کہ جو کچھ مسلمانوں پر نازل ہوا ہے اس پر صبح کے

عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ

وقت ایمان لے آؤ اور شام کے وقت انکار کر دو۔ شاید (اس ترکیب سے) وہ

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ

مسلمان (اپنے دین سے) پھر جائیں (۷۲) خبردار۔ صرف اسی کی بات مانو جو تمہارے

دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰۤى

دین کی پیروی کرے۔ کہہ دیجئے کہ حقیقی ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے (اور یہ اسی کی دین ہے)

اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ

کہ کسی کو ویسی ہی چیز مل جائے جو (کبھی) تم کو دی گئی تھی۔ یا وہ دلیل و حجت میں تمہارے

رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ

پروردگار کے ہاں تم پر غالب آ جائیں۔ کہہ دیجئے کہ بے شک فضل و کرم اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ

جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ وہ بڑی وسعت والا اور بڑا جاننے والا ہے (۷۳) وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ وَمِنْ

کے لیے مخصوص کر لیتا ہے اللہ بڑے فضل و کرم والا ہے (۷۴) اور اہل کتاب

اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ

میں سے کوئی تو ایسا ہے۔ کہ اگر تم ڈھیر بھر روپیہ بھی بطور امانت اس کے پاس رکھو تو وہ

سکتے ہاں البتہ وہ غیر شعوری طور پر اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں اور دنیا و آخرت میں ناکام و نامراد ہو کر اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔

۲۷۔ ﴿يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ۔ الآیہ﴾ اگرچہ حق و باطل کو گڈ مڈ کرنے کی مذمت کا خطاب یہود و نصاریٰ کو ہے۔ مگر اس کی زد میں تمام مذاہب و مسالک کے ایسے لوگ آجاتے ہیں جو اپنے اغراض فاسدہ کے تحت ایسی گھناؤنی کارروائی کرتے ہیں اور حق کو حق اور باطل کو باطل نہیں کہہ سکتے۔

۲۸۔ ﴿وَقَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ۔ الآیہ﴾ یہ خدائے علیم و حکیم نے یہاں اہل کتاب کے ایک گروہ یعنی احبار و رہبان کی گہری سازش کا پردہ چاک کیا ہے جو انہوں نے مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کیلئے تیاری کی تھی۔ کہ کچھ عیار و مکار لوگ تیار کئے کہ صبح مسلمانوں کے پاس جا کر اسلام لانے کا اعلان کرو۔ اور شام کو انکار کر دو۔ اور دل کھول کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف باتیں کرو کہ ہم نے قریب جا کر اسلام اور مسلمانوں کو دیکھا ہے اس لئے ان کی کمزوریاں دیکھ کر مبہوت ہوئے ہیں اور اس طرح جدید الاسلام لوگوں کا اعتقاد متزلزل ہو جائے گا اور وہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ اسلام میں کوئی ایسی خرابیاں تو ہیں کہ یہ لوگ اسلام لا کر پھر منحرف ہو گئے۔ اس طرح جب خدا نے ان سازشیوں کی اس شیطانی سازش کو ظاہر کر دیا تو وہ ذلیل و رسوا ہو کر رہ گئے۔

إِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لَا يُؤَدِّهِ

تمہیں ادا کر دے گا۔ اور ان میں کوئی ایسا بھی ہے کہ اگر اس کے پاس ایک دینار (اشرفی)

إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

بھی بطور امانت رکھو تو جب تک تم اس کے سر پر کھڑے نہ رہو وہ تمہیں واپس نہیں

قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ

کرے گا (یہ بدمعاملگی) اس وجہ سے ہے کہ ان کا قول ہے کہ ہم پر امیوں (ان پڑھ عربوں جو کہ اہل کتاب نہیں)

عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾ بَلَىٰ مَنْ

کے بارے میں کوئی پابندی نہیں۔ اور وہ جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ منڈھتے ہیں (۷۵) ہاں جو شخص

أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٧٦﴾

اپنے عہد و پیمان کو پورا کرے اور پرہیزگاری اختیار کرے تو بے شک خدا پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے (۷۶)

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ

جو لوگ اللہ سے کئے گئے عہد و پیمان اور قسم اقسام کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ دیتے ہیں

ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے خدا قیامت کے دن نہ ان سے بات کرے گا اور

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ

نہ ان کی طرف نظر (رحمت) کرے گا اور نہ ان کو (گناہوں کی کثافت سے)

الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَ

پاک کرے گا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (۷۷) بے شک ان

إِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ

(اہل کتاب) سے ایک گروہ ایسا بھی ہے جو اپنی زبانوں کو کتاب (تورات وغیرہ) کے پڑھنے

لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ ۚ

میں مروڑتا ہے اور کچھ کا کچھ پڑھتا ہے تاکہ تم یہ سمجھو کہ یہ (توڑ مروڑ) بھی کتاب خدا

وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ

میں سے ہے حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے۔ اور کہتا ہے کہ

۲۹۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ۔ الآیہ﴾ اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ بعض علماء یہود نے اپنی ریاست و قیادت کو بچانے کی خاطر توراۃ میں پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں واردشدہ علامات کو چھپا دیا تھا اور پھر اپنے ہاتھوں سے کچھ اور لکھ دیا تھا۔ اور پھر قسمیں کھائی تھی کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ الغرض جو کوئی بھی اس قسم کی دجل و فریب کی کاروائی کرے گا وہ اسی عتاب اور اسی عذاب کا مستوجب قرار پائے گا۔ واضح رہے کہ خدائے جلیل نے جو ثمن قلیل کے عوض ایسا کرنے والوں کی مذمت کی ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ثمن کثیر کے عوض ایسا کرنے والے اس سے باہر ہیں بلکہ مطلب صرف یہ ہے کہ خدا کے عہد و پیمان اور اپنی جھوٹی قسموں کے بدلے جو کچھ لیا جائے وہ قلیل ہی ہے۔

۳۰۔ ﴿وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا۔ الآیہ﴾ یہود و نصاریٰ کی سابقہ سازش کو بے نقاب کرنے کے بعد خدائے علیم یہاں ان کی ایک اور سازش کا تذکرہ کر کے اسے آشکار کر رہا ہے کہ وہ لوگ ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ تم کتاب میں لفظی و معنوی تحریف کرو کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں واردشدہ آیتوں کے اعراب میں ردوبدل اور کمی بیشی کر کے اس لب و لہجہ میں پڑھو کہ اصل مطلب بگڑ جائے۔ اور پھر ان آیتوں کی ایسی غلط اور من پسند تاویل کرو جس سے اصل کلام کا کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے اور مشاہدہ شاہد ہے کہ ہر دور کے منافق اور بے دین لوگ اللہ کی کتابوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں لہٰذا ایسے سب لوگ خدا کی اس تہدید و وعید میں داخل ہیں۔

اللّٰهِ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ

وہ خدا کی طرف سے (آیا) ہے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہے یہ جان بوجھ کر خدا پر

يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ

جھوٹ باندھتا ہے (۷۸) کسی ایسے انسان کو یہ بات زیب نہیں دیتی جسے

الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ

خدا کتاب، حکمت (یا اقتدار) اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ تم

كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا

خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ (میری عبادت کرو) بلکہ (وہ تو یہ کہے گا کہ)

رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا

تم اللہ والے ہو جاؤ۔ اس بنا پر کہ تم کتاب الٰہی کی تعلیم دیتے ہو۔ اور

كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ لَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا

اسے پڑھتے بھی رہتے ہو (۷۹) اور وہ کبھی تمہیں یہ حکم نہیں دے گا کہ تم

الْمَلٰٓئِكَةَ وَ النَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ

فرشتوں اور نبیوںؑ کو اپنا پروردگار بنا لو۔ بھلا وہ تمہیں

بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ ع

کفر کا حکم دے گا۔ اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو؟ (۸۰) اور (یاد کرو) جب خدا نے تمام پیغمبروںؑ

النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ

سے یہ عہد و اقرار لیا تھا کہ میں نے جو تمہیں کتاب و حکمت عطا کی ہے۔ اس کے بعد جب تمہارے پاس

جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ

ایک عظیم رسولؐ آئے جو تمہارے پاس کی چیزوں (کتابوں) کی تصدیق کرنے والا ہو تو تم

وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى

اس پر ضرور ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا ارشاد ہوا۔ کیا تم اقرار کرتے ہو؟ اور اس پر میرے

ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا

عہد و پیمان کو قبول کرتے ہو اور یہ ذمہ داری اٹھاتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد ہوا۔

۳۱۔﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ ۔الآیہ﴾ یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کا فرزند ہے اور پھر ان کو خدائی اختیارات کا مالک جانتے تھے اور ستم بالائے ستم یہ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ جناب موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے! ارشاد قدرت ہے کہ آیا یہ بات ممکن ہے کہ خدا جس شخص کو علم و حکمت اور عصمت و نبوت دے کر لوگوں کے پاس بھیجے کہ وہ لوگوں کو درس توحید دے اور ان سے خدا کی وحدانیت کا اقرار کرائے اور اس کی عبادت کرائے۔ وہ خود اپنی خدائی کا دعویٰ کرے اور لوگوں کو اپنی عبادت کرنے کی دعوت دے؟ حاشا و کلا وہ ہرگز ایسا کلام، کام اور اقدام نہیں کر سکتا۔

۳۲۔﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ ۔الآیہ﴾ اگرچہ قرآنی آیات اور اسلامی روایات سے ثابت ہے کہ ہر سابق نبی لاحق نبی پر ایمان لائے اور اس کی بشارت اپنی امت کو دے۔ مگر یہاں جس عہد و پیمان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے وہ خدا نے تمام انبیائے ماسلف سے لیا تھا اور ان کے ذریعہ سے ان کی امتوں سے بھی۔ کہ سب کے آخر میں آنے والے عظیم الشان نبی پر ایمان بھی لائیں اور ان کی نصرت کا حق بھی ادا کریں (مجمع البیان وصافی وغیرہ) چنانچہ سب انبیاءؑ و مرسلینؑ ان پر ایمان بھی لائے اور اپنی امتوں کو بشارت بھی دے گئے اور اس کا عملی اظہار اس وقت ہوگا جب آخری نبی کا آخری خلیفہ امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ظہور فرمائے گا۔ اور تمام انبیاء ماسلف کا آخری نمائندہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء میں نماز پڑھ کر اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لا کر اور پھر جہاد میں حصے لے کر ان کی نصرت کا حق ادا کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ

تم سب گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں (۸۱) اب جو کوئی بھی اس (عہد)

ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَيْرَ دِيْنِ

سے منہ پھیرے گا تو ایسے ہی لوگ فاسق (نافرمان) ہیں (۸۲) کیا وہ اللہ کے دین (اسلام)

اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ

کے سوا کسی اور (دین) کو تلاش کرتے ہیں حالانکہ جو آسمانوں میں ہے یا زمین میں ہے سب خوشی سے یا ناخوشی سے

وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

(چاروناچار) اسی کی بارگاہ میں سرِتسلیم خم کئے ہوئے ہیں اور بالآخر سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے (۸۳)

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ

(اے رسولؐ) کہہ دیجئے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر بھی جو ہم پر اتارا اور جو ابراہیمؑ،

عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ

اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اسباطؑ پر اتارا گیا۔ اور اس پر بھی جو کچھ

وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى

موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور دوسرے پیغمبروں کو جو کچھ ان کے پروردگار کی طرف سے عطا ہوا۔

وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ

ہم (بحیثیت نبیؑ ہونے کے) ان کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔ اور ہم اسی (خدائے یکتا)

مِّنْهُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ

کے مسلمان (اطاعت گزار بندے) ہیں (۸۴) اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی بھی

الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِى

دین اختیار کرے گا تو اس کا دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں

الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ

خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا (۸۵) بھلا خدا ان لوگوں کو کیونکر ہدایت

قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ

دے گا (منزل مقصود تک پہنچائے گا) جو ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو گئے۔

۳۳۔ ﴿قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ۔ الآیہ﴾ یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مانتے تھے مگر جناب عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرتے تھے اور نصاریٰ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے تھے مگر ہمارے رسولؐ کا انکار کرتے تھے پھر یہ دونوں فریق جناب اسحاق علیہ السلام کی عظمت کے قائل تھے مگر جناب اسماعیل علیہ السلام کو نظرانداز کر دیتے تھے اس طرح وہ انبیاء میں تفریق کے مرتکب ہوتے تھے مگر اسلام اس تفریق کا قائل نہیں ہے۔ بلکہ وہ سب انبیاء کرام کی عظمت شان کا محافظ و نگران ہے اور سب کو مانتا ہے ہاں یہ الگ بات ہے کہ وہ قانون فطرت کے مطابق ان کے درجہ اور مرتبے الگ الگ مانتا ہے۔

۳۴۔ ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ۔ الآیہ﴾ کچھ لوگ سورہ بقرہ کی آیت ۶۲ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى۔ الآیہ سے اپنے اس باطل مدعا پر استدلال کرتے ہیں کہ کوئی مسلمان ہو یا یہودی یا نصرانی وغیرہ نجات کیلئے صرف خدا و آخرت پر ایمان اور نیک کام کرنا کافی ہے۔ ہم اس مقام پر اسی سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۹۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ اور آیت نمبر ۸۵ سے استدلال کرتے ہوئے واضح کر آئے ہیں کہ نجات کیلئے حقیقی مسلمان ہونا ضروری ہے کیونکہ اس آیت سے بعبارۃ النص ثابت ہوتا ہے کہ دین اسلام کے سوا اور کوئی بھی دین اللہ کی بارگاہ میں قابل قبول نہیں ہے اور یہ کہ عدالت الٰہی اور رسولؐ پر ایمان۔ ایمان باللہ کا لازمہ ہے۔ اور امامؑ پر ایمان ایمان بالرسول کا نتیجہ ہے۔ فراجع۔

الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَھُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ

حالانکہ وہ گواہی دے چکے تھے کہ رسول برحق ہے اور ان کے پاس آیات بینات (واضح معجزات) بھی آچکے تھے۔

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٦﴾ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ

بے شک خدا ظلم و جور کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا (۸۶) ایسے لوگوں کی سزا

اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ

یہ ہے کہ ان پر اللہ فرشتوں اور سب انسانوں کی

اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٧﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ

لعنت ہے (۸۷) وہ ہمیشہ اس لعنت (پھٹکار) میں گرفتار رہیں گے۔ نہ ان کے عذاب میں

الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٨٨﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا

تخفیف (کمی) کی جائے گی اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی (۸۸) مگر وہ جنہوں نے اس کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی تو بے شک خدا بڑا بخشنے والا اور بڑا

رَّحِيْمٌ ﴿٨٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ

رحم کرنے والا ہے (۸۹) بے شک وہ لوگ جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے

ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ

اور کفر میں بڑھتے ہی چلے گئے ان کی توبہ قبول نہیں ہو گی اور یہی

ھُمُ الضَّاۗلُّوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا

لوگ حقیقی گمراہ ہیں (۹۰) بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور پھر کفر ہی کی

وَھُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِّلْءُ

حالت میں مر گئے تو ان میں سے کسی ایک سے ساری زمین بھر سونا

الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ

بطور فدیہ و معاوضہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے

ع ۹ ۱۷ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٩١﴾ ع

دردناک عذاب ہے اور ان کے لئے کوئی مددگار نہیں ہوں گے (۹۱)

۳۵۔﴿اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا ۔الآیہ﴾ ان آیتوں میں کہیں توبہ کے قبول ہونے کا تذکرہ ہے اور کہیں قبول نہ ہونے کا اور آخری آیت میں ایسے دردناک عذاب کی تہدید کی گئی ہے جس میں کسی قسم کی تخفیف کی گنجائش نہیں ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ کفار اور گنہگار تین قسم کے ہیں: (۱) جو کفر اور گناہ کے بعد توبۃ النصوح کر لیں خدا ان کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ (۲) جو کفر اور گناہ کرنے میں برابر آگے بڑھتے جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ توبہ بھی کرتے جائیں خدا ان کی توبہ قبول نہیں کرتا۔ (۳) جو اپنے کفر اور گناہان کبیرہ سے توبہ ہی نہ کریں۔ اور پھر اسی حالت میں مرجائیں وہ سیدھے جہنم میں جائیں گے۔ ان کا کوئی فدیہ قبول نہ ہوگا۔ اور نہ ہی ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ وَ

لوگو تم ہرگز اس وقت تک نیکی (کو حاصل) نہیں کر سکتے جب تک اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے کچھ راہ خدا

مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ

میں خرچ نہ کرو۔ اور تم (راہ خدا میں) جو کچھ خرچ کرتے ہو خدا اس کو خوب جانتا ہے (۹۲) تورات

الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا

نازل ہونے سے پہلے کھانے کی سب چیزیں (جو اسلام میں حلال ہیں) بنی اسرائیل

حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ

کیلئے بھی حلال تھیں۔ سوائے اس کے جو اسرائیل (یعقوبؑ) نے اپنے

التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ

اوپر حرام کر رکھی تھیں (یہود سے) کہو کہ اگر تم سچے ہو تو تورات لاؤ

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

اور اسے پڑھو (۹۳) پھر اس کے بعد جو شخص خدا پر بہتان

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ

باندھے۔ تو (سمجھ لو کہ) ایسے لوگ ہی ظالم ہیں (۹۴) (اے رسولؐ) کہہ دیجئے

صَدَقَ اللّٰهُ ۣ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ

خدا نے سچ فرمایا! پس تم ملت (دین) ابراہیم کی پیروی کرو جو باطل سے کنارہ کش ہو کر صرف اللہ کا ہو رہا تھا اور

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ

مشرکین میں سے نہ تھا (۹۵) بے شک سب سے پہلا گھر جو

وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى

لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا یقیناً وہی ہے جو مکہ میں ہے بڑی برکت والا اور عالمین

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ

کے لئے مرکز ہدایت ہے (۹۶) اس گھر میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں (منجملہ ان میں ایک) مقام ابراہیم ہے۔

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ

اور جو اس میں داخل ہوا اسے امن مل گیا۔ اور لوگوں پر واجب ہے کہ محض خدا کے لئے

۳۶۔ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ۔ الآیہ﴾ اگرچہ پارہ ۳ کے اوائل میں ایسی بہت سی آیتیں گزر چکی ہیں جن میں انفاق فی سبیل اللہ اور صدقہ وخیرات دینے کا حکم دیا گیا ہے مگر یہاں یہ حقیقت واضح کی جا رہی ہے کہ محبوب اور پسندیدہ چیز راہ خدا میں خرچ کئے بغیر نیکی کی حقیقت اور خدا کی رضا ورحمت تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ اگر پسندیدہ چیز راہ خدا میں خرچ کریں گے تو اس سے معلوم ہوگا کہ اللہ کی محبت اس چیز کی محبت پر غالب ہے۔ بہر حال دین عزیز قربانی کا طلبگار ہے۔

۳۷۔ ﴿فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ۔ الآیہ﴾ دین چند اصول اور چند احکام کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور یہاں ملت ابراہیمی سے دین کے وہی بنیادی عقائد مراد ہیں جو ہر نبی کے عہد میں ایک رہے ہیں ہاں البتہ شریعت میں احکام تبدیل ہوتے رہے ہیں۔

۳۸۔ ﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ۔ الآیہ﴾ اس آیت کی شان نزول کے بارے میں مروی ہے کہ ایک بار مسلمانوں اور یہودیوں میں یہ نزاع ہو گئی کہ کعبہ افضل ہے یا بیت المقدس؟ چنانچہ مسلمان کعبہ کو افضل قرار دیتے تھے اور یہودی بیت المقدس کو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ فرش زمین بچھائے جانے کے بعد سب سے پہلا عبادت خانہ کعبہ ہے جو سرزمین مکہ میں ہے (جس کا دوسرا نام بکہ ہے)۔ ظاہر ہے کہ خانہ کعبہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے اور بیت المقدس جناب سلیمان علیہ السلام کا۔ اور جناب ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی آٹھ نو سو سال پہلے گزرے ہیں جناب سلیمان علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساڑھے چار سو سال بعد بیت المقدس تعمیر کیا۔ بلکہ بعض اخبار و آثار سے واضح و آشکار ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ جہاں روئے زمین پر پہلا عبادت خانہ ہے وہاں پہلا دولت خانہ بھی ہے کہ اس سے پہلے کوئی گھر نہ تھا۔ جسے جناب آدم علیہ السلام نے بنایا تھا۔ پھر طوفان نوح کے وقت گر گیا۔ مگر بنیادیں باقی

الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ
اس گھر کا حج کریں جو اس کی استطاعت (قدرت) رکھتے ہیں اور جو (باوجود قدرت) کفر کرے
كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿۹۷﴾ قُلْ يَا أَهْلَ
(انکار کرے) تو بے شک خدا تمام عالمین سے بے نیاز ہے(۹۶) (اے رسولؐ) کہہ دیجئے!
الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ شَهِيدٌ
اے اہل کتاب تم آیات الٰہیہ کا کیوں انکار کرتے ہو؟ حالانکہ تم جو کچھ کرتے ہو خدا اس کا گواہ ہے
عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ ﴿۹۸﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ
(سب کچھ دیکھ رہا ہے) (۹۸) کہیے۔ اے اہل کتاب! آخر تم اس شخص کو جو ایمان
تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا
لانا چاہتا ہے کیوں خدا کی راہ سے روکتے ہو؟ اور چاہتے ہو کہ اس راہ (راست)
عِوَجًا وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
کو ٹیڑھا بنا دو حالانکہ تم خود گواہ ہو (کہ سیدھی راہ یہی ہے) اور جو کچھ تم کرتے ہو
تَعْمَلُونَ ﴿۹۹﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا
خدا اس سے بے خبر نہیں ہے (۹۹) اے ایمان والو! اگر تم نے اہل کتاب میں سے
فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ
کسی گروہ کی بات مان لی تو یہ تمہیں ایمان کے بعد کفر کی
بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ ﴿۱۰۰﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَ
طرف پلٹا دیں گے (۱۰۰) اور بھلا تم کیوں کر کفر اختیار کر سکتے ہو۔ جبکہ
أَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ ۗ
تمہارے سامنے برابر خدا کی آیتیں پڑھی جا رہی ہیں اور تمہارے درمیان اس کا رسولؐ
وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ
موجود ہو۔ اور جو شخص خدا سے وابستہ ہو گیا وہ ضرور سیدھے
مُسْتَقِيمٍ ﴿۱۰۱﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ ع ۱۰
راستے پر لگا دیا گیا(۱۰۱) اے ایمان والو! خدا سے اس طرح ڈرو جیسا

رہیں بعد ازاں انہی بنیادوں پر جناب خلیل واسماعیل علیہما السلام نے اسے تعمیر کیا تھا۔

۳۹۔ ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں حج کا وجوب واضح کیا گیا ہے حج نہ صرف یہ کہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے بلکہ ان ضروریات اسلام میں سے ہے جن کا منکر دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے۔ مگر یہ وجوب مستطیع حضرات پر عائد ہوتا ہے اور استطاعت چند چیزوں سے حاصل ہوتی ہے: (۱) آدمی زاد سفر رکھتا ہو۔ (۲) واپسی تک اپنے اہل وعیال کا خرچہ بھی رکھتا ہو۔ (۳) راستہ کھلا ہو۔ (۴) بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے کوئی مانع نہ ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

۴۰۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔ الآیہ﴾ ان دو آیتوں میں اہل ایمان کو تین اچھے کام کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور ایک برے کام سے روکا جا رہا ہے۔ وہ تین اچھے کام یہ ہیں: (۱) تقوائے الٰہی اختیار کرو۔ (۲) مرنے سے پہلے صحیح معنوں میں مسلمان بنو۔ (۳) سب باہم مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو۔ اور وہ برا کام یہ ہے کہ آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو۔ تقویٰ کیا ہے؟ خدا کی حاکمیت، اس کی قدرت وتمکنت اور اس کے علیم وخبیر اور حاضر وناظر ہونے کے علم ویقین کی وجہ سے دل ودماغ میں پیدا ہونے والے خوف وخشیہ کا نام ہے! اور اس کی ظاہری پہچان یہ ہے کہ آدمی کی خلوت وجلوت برابر ہو، واجبات کو ادا کرے اور محرمات سے بچے۔ اور خدا جس کام کے کرنے کا حکم دے وہاں حاضر نظر آئے اور جس سے روک دے وہاں غیر حاضر نظر آئے۔ اسلام کیا ہے؟ چند عقائد، چند عبادات، چند معاملات، چند اخلاقیات اور چند معاشیات وغیرہ کے مجموعہ کا نام ہے۔ الغرض جو دین اسلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالق دوجہان کی طرف سے لائے ہیں آدمی اس پر ثابت قدم اور اس کا پابند رہے۔ اللہ کی رسی کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ اس سے مراد دین ہے جس کا مصدر وماخذ قرآن اور سرکار

حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾
کہ ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو (۱۰۲)
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠
اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو
وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً
اور اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے کہ تم آپس میں دشمن تھے
فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ
اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم اس کی نعمت (فضل و کرم)
اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ
سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے بھرے ہوئے گڑھے (دوزخ) کے
فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ
کنارے پر کھڑے تھے جو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنی نشانیاں
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ
ظاہر کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پا جاؤ (۱۰۳) اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے
يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ
جو نیکی کی دعوت دے اور اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے
يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾
منع کرے یہی وہ لوگ ہیں (جو دین و دنیا کے امتحان میں) کامیاب و کامران ہوں گے (۱۰۴)
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ
اور خبردار تم ان لوگوں کی طرح نہ بننا جو انتشار کا شکار ہو گئے اور کھلی ہوئی نشانیوں (دلیلوں)
بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ
کے آ جانے کے بعد اختلاف میں مبتلا ہو گئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے
عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ
بڑا عذاب ہے (۱۰۵) جس دن کچھ چہرے سفید (نورانی) ہوں گے اور کچھ

محمد وآل محمد علیہم السلام کا عمل و فرمان ہے کہ آدمی اس دین حق پر قائم و ثابت قدم رہے۔ اختلاف و تفرقہ کیا ہے؟ اللہ کے دین اور اس کے تقاضوں کو نظر انداز کر کے شیطان اور نفس امارہ کی خواہش پر چلنے کا دوسرا نام ہے۔ دنیا کے سارے بتوں سے بڑا بت فرقہ پرستی اور فرقہ واریت ہے جس سے امت کے اتحاد کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ اور امت اس میں مبتلا ہو کر کمزور ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں اس کی ہوا اکھڑ جاتی ہے اور ذلت و رسوائی اور نکبت و پسپائی اس کا مقدر بن جاتی ہے سچ ہے۔

شجر ہے فرقہ آرائی تعصب ہے ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے جو جنت سے نکلواتا ہے آدم کو

۴۱۔ ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ ۔الآیہ﴾ اس آیت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے جو تمام اسلامی فرائض میں سے ایک اہم و اشرف و اعلیٰ فریضہ ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق یہ سبیل انبیاءؑ منہاج صلحا ہے جس کے ذریعہ سے باقی فرائض ادا ہوتے ہیں، راستے پر امن ہوتے ہیں، لوگوں کے حقوق محفوظ ہوتے ہیں زمین آباد ہوتی ہے اور تمام کام درست ہوتے ہیں۔ (فروع کافی وتہذیب الاحکام وغیرہ) اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: میری امت اس وقت تک خیر وخوبی سے رہے گی جب تک امر و نہی کا فریضہ ادا کرتی رہے گی۔ اور جب یہ کام چھوڑ دے گی تب اس سے برکات سلب کر لی جائیں گی اور بعض دوسرے بعض پر مسلط ہو جائیں گے اور زمین و آسمان میں اس کا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔ (وسائل الشیعہ) باقی تفصیلات کے لئے تفسیر فیضان الرحمن کی طرف رجوع کیا جائے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ

چہرے سیاہ ہوں گے۔ تو جن کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے کہا جائے گا) کہ تم

بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

نے ہی ایمان لانے کے بعد کفر کیا تھا؟ تو اب اپنے کفر کے نتیجہ میں عذاب

تَكْفُرُوْنَ ﴿١٠٦﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ

کا مزہ چکھو (۱۰۶) اور جن کے چہرے سفید (نورانی) ہوں گے وہ خدا کی

فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٧﴾ تِلْكَ

رحمت میں ہوں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے (۱۰۷) یہ آیات الٰہیہ

اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ

ہیں جو ہم سچائی کے ساتھ تمہیں پڑھ کر سنا رہے ہیں کیونکہ خدا جہان والوں پر

ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٨﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

ظلم کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتا (۱۰۸) اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔ سب اللہ

الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿١٠٩﴾ كُنْتُمْ ع ١١ ٨ ٢

کا ہے اور سب معاملات کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہوتی ہے (۱۰۹) تم بہترین امت ہو

خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ

جسے لوگوں (کی راہنمائی) کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور

بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ

برے کاموں سے منع کرتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اور اگر

بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ

اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ ان میں

مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿١١٠﴾

سے کچھ تو ایمان لائے ہیں مگر بہت سے فاسق و نافرمان ہیں (۱۱۰)

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ

یہ معمولی اذیت کے سوا ہرگز تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر یہ تم سے جنگ کریں گے

۴۲۔ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں امت مسلمہ کو بہترین امت قرار دیا گیا ہے اور اس کی چار وجوہ بیان کی گئی ہیں: (۱) یہ امت تمام بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کیلئے وجود میں آئی ہے۔ (۲) یہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتی ہے۔ (۳) یہ لوگوں کو برائی سے روکتی ہے۔ (۴) یہ خدا پر ایمان رکھتی ہے بلکہ وہ سب کچھ جذبہ ایمانی کے تحت کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر یہ امت یہ کام نہیں کرے گی تو پھر بہترین امت کہلانے کی روادار نہ ہوگی۔ مخفی نہ رہے کہ یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ یہ خطاب پوری امت محمدیہ کو ہے یا ایک خاص جماعت کو ہے جو خیر ائمہ ہے تفسیر در منثور سیوطی اور نور الثقلین بحرینی وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ اس سے مراد ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں۔ اس کے بعد خدائے علیم و خبیر نے پیشگوئی کی ہے اور امت مسلمہ کو تین بشارتیں دی ہیں: (۱) کہ اگر تم نے اپنے منصبی فرائض ادا کئے تو تمہارے دشمن باوجود قوت اور دولت و ثروت کے کبھی تم پر غالب نہیں آ سکیں گے۔ (۲) زبانی کلامی ایذا رسانی کے سوا تمہیں کوئی خاص نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ (۳) اور اگر کبھی تمہارے مقابلے میں آئے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

یُوَلُّوۡکُمُ الۡاَدۡبَارَ ۟ ثُمَّ لَا یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتۡ

تو تمہیں پیٹھ دکھائیں گے پھر ان کی (کہیں سے) مدد نہ کی جائے گی (۱۱۱) یہ جہاں بھی

عَلَیۡہِمُ الذِّلَّۃُ اَیۡنَ مَا ثُقِفُوۡۤا اِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ

پائے جائیں ان پر ذلت کی مار پڑ گئی مگر یہ کہ خدا کے کسی

اللّٰہِ وَحَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ

عہد پر یا انسانوں کے کسی معاہدہ کے سہارے کچھ پناہ مل جائے۔ اور یہ خدا کے قہر

وَضُرِبَتۡ عَلَیۡہِمُ الۡمَسۡکَنَۃُ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ

و غضب میں گھر گئے ہیں اور ان پر محتاجی کی مار پڑی یہ سب کچھ

کَانُوۡا یَکۡفُرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقۡتُلُوۡنَ الۡاَنۡۢبِیَآءَ

اس لئے ہے کہ وہ آیات الٰہی کے ساتھ کفر کرتے رہے اور ناحق نبیوںؑ کو قتل

بِغَیۡرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوۡا وَّکَانُوۡا یَعۡتَدُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾

کرتے رہے نیز اس لئے کہ (خدا کی) نافرمانی اور زیادتیاں کیا کرتے تھے (۱۱۲)

لَیۡسُوۡا سَوَآءً ؕ مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ اُمَّۃٌ قَآئِمَۃٌ

یہ لوگ سب برابر نہیں ہیں۔ اہل کتاب میں ایسی ثابت قدم جماعت بھی ہے

یَّتۡلُوۡنَ اٰیٰتِ اللّٰہِ اٰنَآءَ الَّیۡلِ وَہُمۡ یَسۡجُدُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾

جو رات کے مختلف اوقات میں آیات الٰہی کی تلاوت کرتی ہے اور سجدہ ریز ہوتی ہے (۱۱۳)

یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ

اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور

بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَیُسَارِعُوۡنَ

برائی سے منع کرتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں تیزی

فِی الۡخَیۡرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا

کرتے ہیں اور یہ لوگ نیک لوگوں میں سے ہیں (۱۱۴) یہ جو نیکی بھی کریں

یَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَلَنۡ یُّکۡفَرُوۡہُ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ

گے اس کی ہرگز ناقدری نہیں کی جائے گی۔ اور خدا پرہیزگاروں کو

۴۳۔ ﴿ضُرِبَتۡ عَلَیۡہِمُ الذِّلَّۃُ ۔الآیہ﴾ قبل ازیں سورہ بقرہ کی آیت ۶۱ میں وارد شدہ جملہ ﴿ضُرِبَتۡ عَلَیۡہِمُ الذِّلَّۃُ وَالۡمَسۡکَنَۃُ﴾ کی تفسیر میں بقدر ضرورت یہود کی اس ذلت ورسوائی اور ان کی مسکنت کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ یہود اپنے اصول زندگی میں بھی ذلیل ہیں اور انسانی معاملات میں بھی ذلیل اور انسانی ماحول و معاشرہ میں بھی ذلیل ہیں۔ دنیا کے شریف انسانوں کی نگاہ میں نہ ان کا کوئی مقام ہے اور نہ کوئی حیثیت باقی رہی ان کی موجودہ ظاہری حکومت تو وہ اس استثنا کی بنا پر ہے جو قرآن نے خود کر دیا ہے کہ ﴿اِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰہِ وَحَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ﴾ یعنی یہود اس ذلت و مسکنت سے نکل نہیں سکتے مگر یہ کہ خدا کی طرف سے کوئی معاہدہ ہو یعنی جزیہ دے کر اسلام کی پناہ میں آجائیں یا کچھ لوگوں کے سہارے کچھ قوت حاصل کر لیں۔ دنیا خود دیکھ رہی ہے کہ اسرائیلی حکومت کس طرح دوسروں کے سہارے سے قائم ہوئی ہے اور وہ وقت دور نہیں ہے کہ یہ سب سہارے ختم ہو جائیں گے اور پھر ذلت ورسوائی یہود کا مقدر ہو گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ

خوب جانتا ہے (۱۱۵) بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا

عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ

انہیں ان کے اموال اور اولاد اللہ (کی گرفت) سے کچھ بھی نہیں بچا سکیں گے۔

وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

وہ تو دوزخی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (۱۱۶)

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

یہ لوگ جو کچھ اس دنیوی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس ہوا کی سی ہے جس میں

كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ

سخت سردی ہو اور وہ ایسے لوگوں کی کھیتی پر چلے جنہوں نے اپنے

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ

اوپر ظلم کیا ہے۔ اور اسے تباہ و برباد کر کے رکھ دے۔ اللہ نے ان پر کوئی ظلم

وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

نہیں کیا۔ بلکہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں (۱۱۷) اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا

اپنے (لوگوں کے) سوا دوسرے ایسے لوگوں کو اپنا جگری دوست (رازدار) نہ بناؤ جو تمہیں نقصان پہنچانے

يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ

میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ جو چیز تمہیں مصیبت و زحمت میں مبتلا کرے وہ اسے محبوب رکھتے ہیں

الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ

بغض و عناد ان کے مونہوں سے ٹپکتا ہے۔ اور جو کچھ ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں

اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ

وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ہم نے تمہارے لئے نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں اگر تم

تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا

عقل سے کام لو (۱۱۸) تم ایسے (سیدھے) ہو کہ تم ان سے محبت کرتے

۴۴۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔الآیہ﴾ ہر آدمی یہ توقع رکھتا ہے کہ مشکل وقت آنے پر مال و اولاد اس کے کام آئیں گے مگر جب خدا پکڑتا ہے تو پھر کوئی چھڑا نہیں سکتا اور کفار کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔

۴۵۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔الآیہ﴾ اسلامی ریاست نفرت اور تعصب پر مبنی نہیں ہے۔ بے شک وہ رواداری کا علمبردار ہے۔ بے شک مسلمان بعض حکم و مصالح کے تحت غیر مسلموں سے تعلقات رکھ سکتے ہیں۔ مگر ایک حد کے اندر رہتے ہوئے۔ وہ ان کو اپنا دم ساز اور ہم راز نہ بنائیں اور نہ ہی ان کو اپنا معتمد اور وزیر و مشیر بنائیں۔ ورنہ کسی بھی وقت دشمن ان کے حالات معلوم کر کے انہیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس لئے اسلامی حکومت کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ اپنے اندرونی معاملات کو رازداری کے ساتھ چلائے۔ قرآن مجید کے اس حکیمانہ حکم پر عمل نہ کر کے ماضی میں کئی مسلمان حکومتیں نقصان اٹھا چکی ہیں۔ اس لئے اسلام دوست و دشمن میں امتیاز کرنے اور پھر دشمن کی روش و رفتار کو دیکھ کر اپنا طرز عمل مقرر کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

۳۶۔ ﴿وَاِذْ غَدَوْتَ ۔الآیہ﴾ ان آیات میں خداوند عالم نے غزوہ احد کا تذکرہ فرمایا ہے اور یہ بات آیت میں مذکورہ نہیں ہے بلکہ تفسیر وحدیث میں مذکور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن فہمی کیلئے حدیث کی ضرورت ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ بہرحال اس جنگ کی تفصیل کتب سیر وتواریخ اور تفسیر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ہم اپنے قارئین کو مشورہ دیں گے کہ اس جنگ کی جملہ تفصیلات اور اس کا پس منظر اور پیش منظر معلوم کرنے کیلئے ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن کا مطالعہ فرمائیں۔

چنانچہ فرماتا ہے اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُھُمْ شَـيْـــًٔا اگر تم صبر سے کام لو اور پرہیزگاری اختیار کرو۔ تو ان کی ترکیبیں اور چالیں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گی ان شاءاللہ۔

يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا

ہو مگر وہ تم سے محبت نہیں کرتے۔ حالانکہ تم (آسمانی) کتاب پر ایمان رکھتے ہو۔ (ان کی حالت یہ ہے کہ)

لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ

جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو

الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ

تمہارے خلاف غیظ وغضب سے اپنی انگلیاں چبانے لگتے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ اپنے غم و

اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ

غصہ سے مر جاؤ۔ بے شک اللہ سینے کے اندر والی باتوں کو خوب جانتا ہے(۱۱۹) جب تمہیں کوئی بھلائی

حَسَنَةٌ تَسُؤْھُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ

چھو بھی جائے تو ان کو برا لگتا ہے اور اگر تمہیں کوئی برائی پہنچے تو وہ اس سے خوش ہوتے

يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ

ہیں اور اگر تم صبر سے کام کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو ان کی ترکیبیں اور چالیں تمہیں

كَيْدُھُمْ شَـيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ ع ۱۲

کچھ نقصان نہیں پہنچائیں گی۔ بے شک جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں خدا اس کا علمی احاطہ کئے ہوئے ہے(۱۲۰)

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور وہ موقع (یاد رکھنے کے لائق ہے کہ) جب تم صبح سویرے اپنے گھر سے نکلے تھے اور (احد کے مقام پر) مومنوں کو

مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ

جنگی مورچوں پر بٹھا رہے تھے اور جگہ دے رہے تھے اور اللہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے(۱۲۱) جب

ھَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ

تم میں سے دو گروہوں نے بزدلی دکھانے کا ارادہ کیا (مگر پھر سنبھل گئے)

وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

حالانکہ اللہ ان کا حامی و مددگار تھا اور مومنوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے(۱۲۲)

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا

بے شک (اس سے پہلے) جنگ بدر میں اللہ تمہاری مدد کر چکا تھا حالانکہ تم (اس وقت) بہت کمزور تھے

اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

سو اللہ کی نافرمانی سے ڈرو۔ تاکہ تم شکر گزار بنو (۱۲۳) (اے پیغمبرؐ) یاد کرو۔ جب تم مومنوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا یہ بات تمہارے (اطمینان) کے لئے کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں

اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ

مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَ

سے تمہاری مدد کرے جو (آسمان سے) اتارے گئے ہوں (۱۲۴) ہاں کیوں نہیں! اگر تم صبر کرو

تَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ

اور تقویٰ الٰہی اختیار کرو۔ اور وہ (دشمن جوش میں آکر) اس وقت فوری طور پر تم پر چڑھ آئے

رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا (۱۲۵)

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ

اللہ نے اس (غیبی امداد) کو قرار نہیں دیا مگر اس لئے کہ تمہارے لئے خوشخبری ہو۔ اور تمہارے دل مطمئن

قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

ہو جائیں اور (یہ بات تو واضح ہے کہ) مدد اور فتح و نصرت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو زبردست ہے

الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ

اور بڑی حکمت والا ہے (۱۲۶) (اور یہ امداد اس لئے ہے) تاکہ کافروں کے ایک بڑے حصے

كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾

کو کاٹ دے (قلع قمع کر دے) یا ان کو ایسا ذلیل کرے کہ وہ ناکام و نامراد ہو کر واپس چلے جائیں (۱۲۷)

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ

اے رسولؐ! خدا کے امر (فیصلہ) میں تمہیں کوئی اختیار نہیں ہے (بلکہ یہ اختیار اللہ کے پاس ہے) چاہے تو ان کی توبہ

اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي

قبول کرے اور چاہے تو انہیں سزا دے۔ کیونکہ یہ لوگ بہرحال ظالم ہیں (۱۲۸) اور جو کچھ آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ

میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔

۴۷۔ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ۔ الآیۃ﴾ عام مفسرین نے ﴿يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ﴾ کی ضمیروں کا مرجع کفار کو قرار دیا ہے۔ اور بعض نے ان کا مرجع جنگ احد کے بھگوڑوں کو قرار دیا کہ خدا چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے (جبکہ وہ کفر سے توبہ کریں) یا انہیں سزا دے (جب وہ اپنے کفر پر قائم رہیں)۔ یا ان بھگوڑوں کی توبہ قبول کرے یا انہیں سزا دے۔ بہرحال اے رسول! ان کا معاملہ آپ سے متعلق نہیں ہے آپ کا کام صرف بشارت، نذارت اور ابلاغ ہے وبس۔ ان لوگوں کو معاف کرنا یا سزا دینا خدا سے متعلق ہے آپ سے متعلق نہیں ہے۔ بہرنوع اس آیت کا مسئلہ شفاعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۴۸۔ ﴿وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ۔ الآیۃ﴾ خداوند عالم کے اقتدار اعلیٰ کا اظہار ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس چاہتا ہے سزا دیتا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس کی بخشش یا سزا کا کوئی معیار نہیں ہے۔ اسے بخش دیتا ہے اور جو بدقسمت کسی طرح بھی بخشش کا مستحق نہیں ہوتا اسے سزا دیتا ہے بہرحال یہ فضل خدا کا ہے کسی اور کا نہیں ہے۔ لہٰذا ایک بندہ مومن کو ہمیشہ بیم و رجا کے درمیان رہنا چاہیے۔

ع ۱۴ ۹ ۴ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾

اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (۱۲۹)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا

اے ایمان والو! یہ دُگنا چوگنا بڑھتا چڑھتا سود

مُّضٰعَفَةً ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

نہ کھاؤ (اللہ کی نافرمانی) سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ (۱۳۰)

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَ

اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے (۱۳۱) اور اللہ اور

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَ

رسولؐ کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (۱۳۲) اور تیزی

سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا

سے دوڑو اپنے پروردگار کی بخشش اور اس کے بہشت کی طرف جس کی چوڑائی

السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

تمام آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کیا گیا ہے (۱۳۳)

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ

وہ پرہیزگار جو خوشحالی اور بدحالی (غرضیکہ ہر حال میں) راہ خدا میں مال خرچ کرتے ہیں

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ

جو غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں (کے قصور) معاف کر دیتے ہیں۔ اور

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا

اللہ بھلائی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے (۱۳۴) یہ لوگ اگر (اتفاقاً) کوئی

فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ

فحش کام (کوئی بڑا برا کام) کر بیٹھیں یا کوئی عام گناہ کر کے اپنے اوپر ظلم کر گزریں

فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ

تو (فوراً) اللہ کو یاد کر کے اس سے اپنے گناہوں کی مغفرت

۴۹۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الاٰیہ﴾ سورہ بقرہ کی آیت ۲۷۵ کی تفسیر میں ہر قسم کے (۱) قرضی۔ (۲) اور معاملاتی سود کی حرمت پر بقدر ضرورت گفتگو کی جا چکی ہے۔ بعض کوتاہ اندیش لوگوں نے اس "دوگنا چوگنا سود نہ کھاؤ" سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ زیادہ سود لینا حرام ہے لہٰذا اگر تھوڑا لیا جائے تو جائز ہے اور یہ کہ اس سے قرضی سود مراد ہے معاملاتی سود مراد نہیں ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کا نام سود ہے وہ بہر حال حرام ہے خواہ زیادہ ہو اور خواہ کم۔ یہاں صرف اس سودی معاملہ کو حرام قرار دیے جانے کا تذکرہ ہے جو نزول قرآن کے دور میں رائج تھا۔ کہ اگر کوئی مقروض مقررہ مدت کے اندر قرضہ ادا نہ کر سکتا تو قرض خواہ سے مل کر اور سود کی رقم میں اضافہ کر کے مدت بڑھوا لیتا ہے۔ اور اس طرح یہ سلسلہ جاری رہتا تھا جس کی وجہ سے اصل رقم کئی گنا بڑھ جاتی تھی اور اسے سود در سود یا مرکب سود کہا جاتا تھا۔ خدا نے اس ظالمانہ قسم کو بھی حرام قرار دے کر ختم کر دیا۔

۵۰۔ ﴿الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ۔ الاٰیہ﴾ چونکہ اس سے پہلی آیت میں متقین کا تذکرہ تھا کہ جنت ان کیلئے تیار کی گئی ہے تو یہاں ان متقیوں کے چند اوصاف جلیلہ کا تذکرہ کیا جا رہا ہے تاکہ دوسرے لوگ بھی ان کی پیروی کر سکیں اور وہ اوصاف جلیلہ یہ ہیں: (۱) وہ سخی ہوتے ہیں اس لئے خوشحال ہوں یا بدحال بہر حال اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔ (۲) غصہ کو ضبط کرتے ہیں۔ (۳) وہ لوگ کے ساتھ احسان و بھلائی کرتے ہیں۔ (۵) گناہ سرزد ہو جائے تو وہ دو کام کرتے ہیں خدا کو یاد کرتے ہیں اور توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ (۶) وہ گناہ پر اصرار نہیں کرتے یعنی گناہ پر گناہ نہیں کرتے بلکہ جب ایک بار گناہ ہو جائے تو اس توبہ کر لیتے ہیں۔

إِلَّا اللَّهُ ۚ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ
جو گناہوں کو معاف کون ہے اللہ کے سوا اور ہیں طلب کرتے
يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ
کرے (۱۳۵) اور وہ اپنے کئے پر دیدہ دانستہ اصرار نہیں کرتے ایسے لوگوں کی جزا
رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت وبخشش ہے اور وہ باغات کہ جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں۔
خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿١٣٦﴾ قَدْ
وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور کتنا اچھا صلہ ہے نیک عمل کرنے والوں کا (۱۳۶) تم سے
خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ
پہلے بہت سے نمونے (اور دور) گزر چکے ہیں سو زمین میں چل پھر کر
فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿١٣٧﴾
دیکھو کہ (احکام خداوندی) جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا؟ (۱۳۷)
هَٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ
یہ (عام) لوگوں کے لئے تو واضح تذکرہ اور تنبیہ ہے اور پرہیزگاروں کے لیے ہدایت
لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٨﴾ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ
اور نصیحت ہے (۱۳۸) اے مسلمانو! کمزوری نہ دکھاؤ اور غمگین نہ ہو
الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٣٩﴾ إِنْ يَمْسَسْكُمْ
اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب و برتر ہو گے (۱۳۹) ! اگر تمہیں زخم لگا ہے
قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ
تو اس جیسا زخم ان لوگوں (کافروں) کو بھی (جنگ بدر میں) لگ چکا ہے۔ یہ
الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ
تو ایام (زمانہ کے اتفاقات اور نشیب و فراز) ہیں جنہیں ہم لوگوں میں باری باری ادلتے بدلتے رہتے ہیں
الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا
(تمہیں یہ چوٹ اس لئے لگی) کہ خدا (خالص) ایمان والوں کو جان لے۔ اور بعض کو (چھانٹ کر) شہید (گواہ)

۵۱۔ ﴿قَدْ خَلَتْ۔ الآیہ﴾ فتح ہو یا شکست، عزت ہو یا ذلت ہر چیز کے کچھ ظاہری اسباب ہوتے ہیں اور پھر ان کے نتائج۔ ارباب ایمان کو دعوت دی جارہی ہے کہ وہ گزشتہ قوموں اور امتوں کے حالات و واقعات کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ حق کی اتباع کرنے والوں کا کیا خوشگوار انجام ہوا اور باطل نوازوں کا کیا عبرت ناک انجام ہوا؟

۵۲۔ ﴿وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم جنگ احد میں پیش آنے والے واقعات پر مسلمانوں کو تسلی دیتے ہوئے فرمارہا ہے کہ کمزوری نہ دکھاؤ، ہمت نہ ہارو اور رنجیدہ نہ ہو۔ آخرکار تم ہی غالب اور سربلند ہو گے بشرطیکہ تم نے ایمان سے رشتہ نہ توڑا اور اس سے منہ نہ موڑا۔ اس جملہ میں اس طرف لطیف اشارہ ہے کہ اگر تم غالب اور سربلند رہنا چاہتے ہو تو دوسرے اسباب فتح و فیروزی کے ساتھ ایمان کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رہو۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر آج مسلمان دنیا میں ذلیل ورسوا ہیں تو یہ ان کے ایمان سے منہ موڑنے کا قدرتی تازیانہ ہے کیونکہ

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بنائے اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا (۱۴۰) نیز اللہ اس (ابتلاء و آزمائش) سے یہ چاہتا تھا کہ خالص اہل ایمان کو

وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا

چھانٹ کر الگ کر دے اور کافروں کو رفتہ رفتہ مٹا دے (۱۴۱) (اے مسلمانو) کیا تم کو یہ خیال ہے کہ تم یوں ہی جنت

الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ

میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک اللہ نے (جانچ کر) معلوم ہی نہیں کیا کہ تم میں واقعی مجاہد کون ہیں؟ اور نہ ابھی یہ

وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ

معلوم کیا ہے کہ صابر اور ثابت قدم کون ہیں؟ (۱۴۲) اور تم لوگ موت کا سامنا کرنے سے پہلے تو اس

الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ

کی بہت تمنا کیا کرتے تھے۔ لو اب تم نے اسے دیکھ لیا۔ اور اب بھی (اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو)

ع ۱۴/۱۴ ۵ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ

(تو پھر اس سے کنی کیوں کتراتے ہو؟) (۱۴۳) اور حضرت محمدؐ نہیں ہیں مگر پیغمبرؐ جن سے پہلے

خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ

تمام پیغمبرؐ گزر چکے ہیں تو کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم الٹے

انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى

پاؤں (کفر کی طرف) پلٹ جاؤ گے اور جو کوئی الٹے پاؤں پھرے گا تو وہ

عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ

ہرگز اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور عنقریب خدا شکر گزار بندوں

الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا

کو جزا دے گا (۱۴۴) کوئی ذی روح خدا کے حکم کے بغیر مر نہیں سکتا موت کا وقت تو لکھا ہوا (معین)

بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا

ہے اور جو شخص (اپنے اعمال کا) بدلہ دنیا میں چاہتا ہے تو ہم اسی (دنیا) میں دے دیتے ہیں

نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ

اور جو آخرت میں بدلہ چاہتا ہے تو ہم اسے آخرت میں دیتے ہیں اور ہم عنقریب

۵۳۔ ﴿اَمْ حَسِبْتُمْ۔ الآیہ﴾ عہد رسالت سے لے کر آج تک ہر دور میں اکثر مسلمان اس گمان میں مبتلا رہے ہیں کہ کلمہ پڑھ کر اسلامی وایمانی جماعت میں داخل ہونا اور خاندان نبوت کی محبت کا دم بھرنا جنت میں داخل ہونے کیلئے کافی ہے۔ کسی عمل وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مگر خدا اور رسولؐ نے ہمیشہ اس غلط فہمی کا ازالہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس مقصد کیلئے صرف اہل اسلام وایمان کی فہرست میں نام درج کرانا کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ نیک کام اور اچھے کردار کی انجام وہی بھی ضروری ہے اور انہی نیک کاموں میں سے ایک اہم نیک کام جہاد فی سبیل اللہ بھی ہے اور پھر جہاد میں بھی صرف شرکت کرنا کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ صبر وثبات بھی لازم ہے تاکہ پتہ چلے کہ واقعاً مجاہد کون ہے؟

۵۴۔ ﴿وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں جنگ سے فرار کرنے والوں پر طنز کیا گیا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب عام مسلمانوں کے سامنے جنگ بدر کے شہداء کے مدارج کا تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ کاش کوئی ایسا معرکہ پیش آئے اور ہم بھی یہ مرتبہ حاصل کریں۔ مگر جب معرکہ احد پیش آیا تو معدودے چند آدمیوں کے سوا باقی سب راہ فرار اختیار کر گئے (تفسیر قمی وصافی)

۵۵۔ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ الآیہ﴾ اس آیت کا تعلق بھی غزوہ احد سے ہے کہ جب درہ پر متعین مسلمان مال غنیمت لوٹنے کے لئے دوڑ پڑے۔ اور خالد بن ولید نے عقب سے بھرپور حملہ کر دیا جس سے انکے پاؤں اکھڑ گئے اور رہی سہی کسر اس افواہ نے پوری کر دی کہ ﴿لقد قتل محمد﴾ کہ پیغمبرؐ خدا شہید ہو گئے ہیں جس سے عام بھگدڑ مچ گئی اور بعض لوگوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مارے گئے ہیں تو لڑنے کا فائدہ کیا ہے؟ خداوند عالم اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرما

مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٥﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ
شکر گزار بندوں کو جزا (خیر) عطا کریں گے (۱۴۵) اور بہت سے ایسے
نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ
نبیؐ (گزر چکے) ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے اللہ والوں نے جنگ کی تو اللہ کی راہ میں ان پر
اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا
جو مصیبتیں پڑیں ان پر وہ نہ پست ہمت ہوئے اور نہ انہوں نے کمزوری دکھائی اور نہ (دشمن کے سامنے)
اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٦﴾ وَمَا كَانَ
سرنگوں ہوئے اور اللہ صبر و تحمل رکھنے والے (ثابت قدموں) سے محبت رکھتا ہے (۱۴۶) (ایسے مواقع پر)
قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ
ان کا قول اس (دعا) کے سوا کچھ نہیں تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ اور
اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا
اپنے کام میں ہماری زیادتی معاف فرما اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں کافروں
عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤٧﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ
پر فتح و نصرت عطا فرما (۱۴۷) تو خدا نے ان کو دنیا میں بھی صلہ عطا کیا
الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ
اور آخرت کا بہترین ثواب بھی عنایت فرمایا۔ اور اللہ نیک کام کرنے والوں کو
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٤٨﴾ ۧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا ع ۱۵ ۵
دوست رکھتا ہے (۱۴۸) اے ایمان والو! اگر تم نے ان لوگوں کی اطاعت کی
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ
جنہوں نے کفر اختیار کیا تو وہ تم کو الٹے پاؤں (کفر کی طرف) پھیر کر لے جائیں گے
فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿١٤٩﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ
اور تم بڑا خسارہ اٹھا کر واپس ہوگے (۱۴۹) (تمہیں کسی کی اطاعت کی کیا ضرورت ہے) بلکہ تمہارا حامی و سرپرست خدا
خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿١٥٠﴾ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ
ہے اور وہ بہترین مددگار ہے (۱۵۰) (تم پریشان نہ ہو) ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں (تمہارا) رعب

رہا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تو نہیں ہیں جسے موت نہ آئے۔ بلکہ وہ ایک پیغمبر ہیں لہٰذا اگر وہ طبعی موت مرجائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ارتداد کا اندیشہ انہی لوگوں سے تھا جن کے پاؤں جنگ احد میں اکھڑ گئے تھے۔ فتدبر۔

۵۶۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا۔ الآیہ﴾ علامہ طبرسی نے حضرت علی علیہ السلام سے یہ روایت کی ہے کہ ﴿الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ سے مراد منافقین ہیں جنہوں نے مسلمانوں سے جنگ احد میں ہزیمت کے بعد کہا تھا کہ اپنی برادری اور سابق دین (کفر) کی طرف پلٹ آؤ۔ (مجمع البیان) مگر شیخ مراغی نے اپنی تفسیر میں لکھا ﴿المراد من الذین کفروا ابوسفیان لانہ شجرۃ الفتن﴾ کہ یہاں الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے مراد ابوسفیان ہے جو تمام فتنوں کا درخت ہے۔ اسی نے غزوہ احد سے واپسی پر کفار کو دوبارہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کرنا چاہا تھا۔ مگر خدا نے اس کے دل میں ایک دم ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ اس سے باز آگیا۔

كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ

ڈال دیں گے اس لئے کہ انہوں نے خدائی میں ان بتوں کو شریک بنایا ہے جن کے بارے میں

بِهِ سُلْطَانًا ۖ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ مَثْوَى

خدا نے کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے اور ان کا انجام جہنم ہوگا اور وہ ظالمین کا بد

الظَّالِمِينَ ﴿١٥١﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ

ترین ٹھکانہ ہے (۱۵۱) جن کے بارے میں خدا نے (جنگ احد میں) اپنا وعدہ (نصرت)

تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ

اس وقت سچا کر دکھایا جب تم اس کے حکم سے ان (کافروں) کا قلع قمع کر رہے تھے یہاں تک کہ

فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا

جب تم نے کمزوری دکھائی تو تم نے حکم عدولی کی (یہ اس لئے کہ) تم میں کچھ

تُحِبُّونَ ۚ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ

دنیا کے طلب گار تھے اور کچھ آخرت کے طلب گار تھے پھر اس نے

يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۖ

تمہیں ان کے مقابلہ میں پسپا کر دیا تاکہ تمہارے ایمان و اخلاص کی آزمائش

وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى

کرے ۔ اور (پھر بھی) تمہیں معاف کر دیا۔ اور اللہ اہل ایمان پر

الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٥٢﴾ إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ

بڑا فضل کرنے والا ہے (۱۵۲) (اس وقت کو یاد کرو) جب تم بے تحاشا بھاگے چلے جا رہے تھے اور

أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ

کسی کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتے تھے حالانکہ پیغمبر تمہارے پیچھے سے تمہیں پکار رہے تھے۔

فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا

(تمہاری اس روش کی وجہ سے) خدا نے تمہیں ثواب کے بدلے رنج پر رنج دیا تاکہ (آئندہ)

فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا

جو چیز تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اس پر طول نہ ہو اور جو مصیبت درپیش ہو اس پر رنج نہ کرو۔ اور اللہ تمہارے

۵۷۔ ﴿مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا۔ الآیہ﴾ عہد رسالتؐ کے مسلمانوں یعنی صحابہ کرامؓ کے بارے میں خدا فرماتا ہے کہ تم میں سے بعض دنیا کے طلبگار ہیں اور بعض آخرت کے طلبگار! تو پھر ان حقائق سے آنکھیں بند کر کے کس طرح یہ بات تسلیم کی جا سکتی ہے کہ ان میں کوئی فرق نہ تھا اور سب برابر تھے؟!

۵۸۔ ﴿إِذْ تُصْعِدُونَ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں جنگ احد میں مسلمانوں کی افراتفری کی تصویر کشی کی گئی ہے جس کی تفصیل قبل ازیں واذ غدوت کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ ہموار وادیوں میں چلنے کو صعاد اور بلندی پر چڑھنے کو صعود کہا جاتا ہے (مفردات راغب اصفہانی) خدا نے تمہیں رنج پر رنج اور غم پر غم اس لیے دیا تاکہ آئندہ کیلئے محتاط ہو جاؤ اور ایسی صورت حال کا سامنا کرنے کے عادی ہو جاؤ کہ ہاتھ سے نکل جانے والی چیز پر طول نہ ہو اور پیش آمدہ مصیبت پر رنج نہ کرو۔ بلکہ پورے صبر و ضبط اور ثابت قدمی سے کام لو۔ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔

تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ الۡغَمِّ

سب اعمال سے خوب باخبر ہے (۱۵۳) پھر اس (خدا) نے رنج و غم کے بعد نیند کی صورت میں تم پر سکون و اطمینان

اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغۡشٰى طَآٮِٕفَةً مِّنۡكُمۡ‌ ۙ وَطَآٮِٕفَةٌ

اتارا۔ جو تم میں سے ایک گروہ پر طاری ہو گئی۔ اور ایک گروہ ایسا تھا کہ

قَدۡ اَهَمَّتۡهُمۡ اَنۡفُسُهُمۡ يَظُنُّوۡنَ بِاللّٰهِ غَيۡرَ الۡحَـقِّ

جسے صرف اپنی جانوں کی فکر تھی وہ اللہ کے ساتھ ناحق زمانہ جاہلیت والے گمان کر رہا تھا

ظَنَّ الۡجَاهِلِيَّةِ‌ ؕ يَقُوۡلُوۡنَ هَلۡ لَّنَا مِنَ الۡاَمۡرِ

وہ کہہ رہا تھا کہ آیا اس معاملہ میں ہمیں بھی کچھ اختیار ہے؟ کہہ دیجئے۔ ہر

مِنۡ شَىۡءٍ‌ ؕ قُلۡ اِنَّ الۡاَمۡرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ‌ ؕ يُخۡفُوۡنَ فِىۡۤ

امر کا اختیار صرف اللہ کو ہے۔ یہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی باتیں چھپائے ہوئے ہیں۔

اَنۡفُسِهِمۡ مَّا لَا يُبۡدُوۡنَ لَكَ‌ ؕ يَقُوۡلُوۡنَ لَوۡ كَانَ

جن کا آپ سے اظہار نہیں کرتے ۔کہتے ہیں کہ اگر ہمارے ہاتھ میں بھی کچھ اختیار ہوتا

لَنَا مِنَ الۡاَمۡرِ شَىۡءٌ مَّا قُتِلۡنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوۡ

تو ہم یہاں مارے نہ جاتے۔ کہہ دیجئے! اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی ہوتے

كُنۡتُمۡ فِىۡ بُيُوۡتِكُمۡ لَبَرَزَ الَّذِيۡنَ كُتِبَ عَلَيۡهِمُ

تو بھی جن کے لئے قتل ہونا لکھا جا چکا تھا وہ ضرور اپنے مقتل کی طرف نکل کر جاتے

الۡقَتۡلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمۡ‌ ۚ وَلِيَبۡتَلِىَ اللّٰهُ مَا فِىۡ

(یہ سب کچھ اس لئے ہوا) کہ خدا اسے آزمائے جو کچھ تمہارے

صُدُوۡرِكُمۡ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ

سینوں کے اندر ہے اور نکھار کے سامنے لائے اس (کھوٹ) کو جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ

عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ تَوَلَّوۡا

سینوں کے اندر کی باتوں کا خوب جاننے والا ہے (۱۵۴) بے شک جن لوگوں نے دو جماعتوں

مِنۡكُمۡ يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسۡتَزَلَّهُمُ

کی مڈبھیڑ کے دن پیٹھ پھرائی (اس کا سبب یہ تھا) کہ ان کی بعض بدعملیوں کے

۵۹۔ ﴿ثُمَّ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ ۔الآیہ﴾ جنگ احد میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ دو قسم کے لوگ تھے۔ (۱) ایک اسلام و قرآن کی صداقت پر مکمل ایمان رکھنے والے۔ (۲) دوسرے منافقین ۔ جنگ میں مجاہد مسلمان زخموں سے چور، اعزا سے دور اور حوصلہ شکن حالات سے مجبور تھے ظاہر ہے کہ اس حالت میں نیند نہیں آتی مگر خدا نے منافقوں کو اس نعمت سے محروم رکھا۔ جن کو صرف سلامتی کے ساتھ گھر پہنچنے کی فکر دامنگیر تھی۔ وہ خدا کے بارے میں زمانہ جاہلیت والے گمان کر رہے تھے اور جنگ کا نقشہ بدلا ہوا دیکھ کر جو کچھ نفاق دل میں چھپا ہوا تھا وہ سب زبان سے اگل رہے تھے۔ انہوں نے جو بے بنیاد باتیں کیں وہ قرآن نے سب بیان کر دی ہیں۔

۶۰۔ ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنۡهُمۡ‌ ؕ ۔الآیہ﴾ کہا جاتا ہے کہ جب احد میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نرغہ اعداء میں گھرا ہوا چھوڑ کر بھاگنے والوں کو اللہ نے معاف کر دیا ہے تو پھر ان کا کیوں گلہ شکوہ کیا جائے؟ جواباً عرض ہے کہ اس اس عفو و درگزر کا مطلب یہی تھا کہ ان کا گلہ شکوہ نہ کیا جائے تو پھر خدا نے ابدالآباد تک باقی رہنے والی کتاب میں ایسا کیوں کیا؟ یہ درست ہے کہ خدا نے ان کا یہ جرم معاف کر دیا اور وہ دنیا و آخرت میں اس کی سزا سے بچ گئے۔ مگر وہ فرار کے جرم سے تو بری نہیں ہوئے۔ ان کے دامن پر یہ دھبہ تو لگ گیا۔ علاوہ بریں اس عفو و درگزر کا تعلق جنگ احد سے ہے تو جو لوگ بعد والے غزوات میں بھی راہ فرار اختیار کرتے رہے تو ان کیلئے اس عفو و درگزر کو کس طرح ڈھال بنایا جائے گا؟

الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ

نتیجہ میں جو وہ کر بیٹھے تھے شیطان نے ان کے قدم ڈگمگائے تھے اور بے شک اللہ نے

عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ع ۱۶/۷

انہیں معاف کر دیا۔ یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا نہایت بردبار ہے (۱۵۵) اے ایمان والو! کافروں

اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا

کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے ان بھائی بندوں کے بارے میں کہتے ہیں جو سفر میں گئے۔

لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِى الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا

یا جہاد کے لئے نکلے (اور وہاں وفات پا گئے) کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو

غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ

نہ (طبعی موت) مرتے اور نہ قتل کئے جاتے۔ یہ لوگ یہ بات

لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ

اس لیے کہتے ہیں کہ خدا اسے ان کے دلوں میں رنج و حسرت کا باعث بنا دے۔ حالانکہ اللہ ہی

يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ

زندہ رکھتا ہے اور مارتا ہے۔ اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے (۱۵۶) اور اگر تم

قُتِلْتُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ

راہ خدا میں قتل کئے جاؤ۔ یا اپنی موت سے مر جاؤ۔ تو بے شک اللہ کی بخشش اور اس کی

اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ

رحمت بہت ہی بہتر ہے اس (مال و دولت) سے جو لوگ جمع کرتے ہیں (۱۵۷) اور تم اپنی

قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ

موت مرو۔ یا قتل کئے جاؤ۔ بہرحال اللہ کے ہی حضور میں محشور کئے جاؤ گے (۱۵۸) (اے رسولؐ)

اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ

یہ اللہ کی بہت بڑی مہربانی ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے اتنے نرم مزاج ہو۔ ورنہ اگر تم درشت مزاج اور سنگدل ہوتے

لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ

تو یہ سب آپؐ کے گرد و پیش سے منتشر ہو جاتے۔ انہیں معاف کر دیا کریں۔ ان کے لیے دعا مغفرت

۶۱۔ ﴿وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ۔ الاٰیہ﴾ دار دنیا میں کسی آدمی کی سب سے بڑی کامیابی یہ تصور کی جاتی ہے کہ وہ کوئی بڑی دولت چھوڑ جائے۔ مگر وہ دولت کے جس قدر چاہے انبار چھوڑ جائے وہ آخر فانی ہے۔ لیکن خدا کی راہ میں جانے کی صورت میں اسے آخرت میں جو نعمتیں ملنے والی ہیں وہ بہرحال دنیا کے جمع کردہ مال سے بہتر و برتر ہیں کیونکہ وہ باقی اور دائمی ہیں۔ بہرنوع مومنین خواہ بستر خواب پر مریں یا راہ خدا میں قتل ہوں خدائے کریم ورحیم ان کو بہترین صلہ عطا فرمائے گا۔

۶۲۔ ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ الاٰیہ﴾ اس آیت شریفہ میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں خدا کی رحمت ورآفت کا نتیجہ وثمرہ قرار دیا گیا ہے۔ ذرا غور فرمائیے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں سے ایک ایسی غلطی سرزد ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں آنحضرتؐ کو جسمانی وروحانی تکلیف پہنچتی ہے، جیتی ہوئی جنگ شکست سے بدل جاتی ہے اور اسلام ومسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے مگر خلق عظیم کا مالک ایسے لوگوں کو سزا دینا تو بجائے خود زبانی سرزنش بھی نہیں کرتا بلکہ لطف ومدارا سے پیش آتا ہے اگر آنحضرتؐ کا حوصلہ اتنا بلند، عفو ودرگزر اس قدر بے پایاں نہ ہوتا تو شمع رسالتؐ کے پروانوں اور جمال محبوب کے دیوانوں کا اتنا جمگھٹا کیسے ہوتا؟ بلکہ آپ کی بدخلقی اور درشت مزاجی کی وجہ سے وہ سب لوگ تتر بتر ہو جاتے اور آپ یکہ وتنہا رہ جاتے! اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایک دینی مصلح اور مسلمانوں کے سربراہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ ایسے ہی اخلاق کریمانہ اور الطاف رحیمانہ کا مالک ہو۔

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ فَإِذَا
کیا کریں اور معاملات میں ان سے مشورہ بھی لیا کریں۔ مگر جب کسی کام کے کرنے کا
عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
حتمی ارادہ ہو جائے تو پھر خدا پر بھروسہ کریں۔ بے شک اللہ بھروسہ کرنے والوں کو
الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٩﴾ إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ
دوست رکھتا ہے (۱۵۹) اگر اللہ تمہاری مدد کرے۔ تو کوئی بھی تم پر غالب نہیں
لَكُمْ ۖ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ
آ سکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے (مدد نہ کرے) تو اس کے بعد کون ہے
مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٦٠﴾
جو تمہاری مدد کرے اور اہل ایمان کو صرف خدا پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے (۱۶۰)
وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا
کسی نبیؐ کی یہ شان اور کام نہیں ہے کہ وہ خیانت کرے۔ اور جو
غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا
خیانت کرے گا۔ وہ اپنی خیانت کردہ چیز سمیت قیامت کے دن حاضر ہو جائے گا۔ پھر ہر
كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦١﴾ أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ
ایک شخص کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں ہوگا (۱۶۱) بھلا وہ شخص جو ہمیشہ
اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ
خدا کی رضا پر چلنے والا ہو۔ وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو خدا کے غضب میں گھر گیا ہو۔ اور جس کا آخری ٹھکانہ دوزخ
وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٦٢﴾ هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللَّهِ ۗ
ہو اور وہ کیا برا ٹھکانہ ہے؟ (۱۶۲) (ان دو قسم کے لوگوں کے) اللہ کے یہاں (مختلف درجے ہیں)۔
وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٣﴾ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى
اور وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے (۱۶۳) اللہ نے ہمیشہ اہل ایمان پر یہ بہت بڑا
الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ
احسان کیا ہے کہ ان میں ان ہی میں سے ایک پیغمبرؐ بھیجا۔ جو ان کے سامنے

۶۳۔ ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ الآیہ﴾ اسلام میں مشورہ کی بڑی اہمیت ہے۔ خداوند عالم نے سورہ شوریٰ آیت ۳۸ میں اہل ایمان کی یہ صفت بیان کی ہے کہ ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ کہ ان کے باہمی معاملات مشورہ سے طے ہوتے ہیں۔ اسی طرح متعدد احادیث میں وارد ہے کہ ماندم من استشار۔ کہ جو شخص مشورہ کرتا ہے وہ کبھی نادم و پشیمان نہیں ہوتا۔ مگر یہاں دو باتوں کی وضاحت ضروری ہے۔ ایک یہ کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقل کل اور معصوم عن الخطاء ہونے کی بنا پر عام لوگوں سے مشورہ کے محتاج نہ تھے بلکہ وہ بموجب ﴿اتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ﴾ وحی الٰہی کی پیروی کرنے پر مامور تھے۔ اس لئے باتفاق فریقین آپ کو یہ حکم مسلمانوں کی تالیف قلب اور دلجوئی کیلئے دیا گیا تھا تاکہ ان کو یہ احساس نہ ہو کہ وہ کسی شمار و قطار میں نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں "فی الامر" میں امر سے حرب و ضرب اور دوسرے دنیوی امور مراد ہیں۔ (ملاحظہ ہو تفسیر قرطبی و تفسیر رازی وغیرہ) اس امر سے خلافت یا دوسرے دینی امور مراد نہیں ہیں لہٰذا اس آیت سے کسی مجلس شوریٰ کے جواز پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

آیات الٰہی کی تلاوت کرتا ہے۔ ان کو پاکیزہ کرتا ہے (ان کی اصلاح کرتا ہے)

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي

اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی

ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿۱۶۴﴾ أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ

النصف

گمراہی میں تھے (۱۶۴) (اے مسلمانو! تمہارا کیا حال ہے) کہ جب تم پر (جنگ احد میں)

أَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ

کوئی ایسی مصیبت آ پڑی جس سے دگنی مصیبت تم دوسرے فریق کو (جنگ بدر) میں پہنچا چکے

عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۶۵﴾

ہو تو تم کہنے لگے کہ یہ کہاں سے آئی کہہ دیجیے تمہاری اپنی لائی ہوئی ہے۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۱۶۵)

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ

اور جو دو جماعتوں کی مڈبھیڑ والے دن (جنگ احد میں) تم پر جو مصیبت آئی وہ خدا کے اذن سے آئی

وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ

تاکہ اللہ دیکھ لے (مخلص) مومن کون ہیں (۱۶۶) اور منافق کون ہیں؟ جن سے جب کہا گیا

وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

کہ آؤ اللہ کی راہ میں جنگ کرو یا (کم از کم) دفاع ہی کرو۔ تو انہوں نے کہا۔

أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ

کہ اگر ہمیں علم ہوتا کہ جنگ ہوگی تو تمہارے پیچھے آتے جب وہ یہ بات کہہ رہے تھے

هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ

اس وقت وہ بہ نسبت ایمان کے کفر کے زیادہ قریب تھے۔ وہ اپنے منہ سے

يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ

وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں۔ اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں

أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿۱۶۷﴾ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ

اللہ اسے خوب جانتا ہے (۱۶۷) یہی وہ لوگ ہیں جو خود تو (گھروں میں) بیٹھے رہے مگر اپنے (شہید ہونے والے)

۶۴۔ ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ ۔الآیہ﴾ عام مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ جب ہم حق پر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان ہیں اور اللہ کی تائید و نصرت ہمارے ساتھ ہے تو پھر کفار کیونکر فتحیاب ہوسکتے ہیں؟ مگر جب احد میں خلاف توقع وقتی طور پر شکست ہوئی تو ان لوگوں کو بڑا دھچکا لگا۔ کہ ایسا کیوں ہوا؟ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی اور یہ حقیقت واضح کی کہ جو کچھ ہوا وہ تمہارے ہاتھوں کے کرتوتوں کی وجہ سے ہوا۔ نہ تم حکم رسولؐ کی حکم عدولی کرتے، نہ درہ خالی چھوڑتے اور نہ دشمن عقب سے حملہ کرکے تمہیں شکست دیتا۔ کیونکہ فتح شکست کا دار و مدار ظاہری آلات و اسباب پر ہوتا ہے اور جنگیں معجزات سے نہیں جیتی مہارت سے جیتی جاتی ہیں۔ اور اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ مومن اور منافق میں امتیاز ہوگیا۔

وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا

بھائی بندوں کے بارے میں کہا کہ اگر یہ لوگ ہماری پیروی کرتے (اور جہاد کرنے نہ جاتے) تو مارے نہ جاتے۔

عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾

(اے رسولؐ) ان سے کہو۔ کہ اگر تم سچے ہو تو جب خود تمہاری موت آئے تو اسے ٹال کر دکھا دینا (۱۶۸)

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو

بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ

بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے یہاں رزق پا رہے ہیں (۱۶۹) اللہ نے اپنے

اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ

فضل و کرم سے انہیں جو کچھ دیا ہے وہ اس پر خوش و خرم ہیں۔

لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

اور اپنے ان پسماندگان کے بارے میں بھی جو ہنوز ان کے پاس نہیں پہنچے خوش اور مطمئن ہیں کہ انہیں کوئی خوف نہیں

وقف لازم وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ

ہے۔ اور نہ کوئی حزن و ملال ہے (۱۷۰) وہ اللہ کے فضل و انعام پر خوش و شاداں ہیں اور اس

ع ۱۶ ۱۷ ۸ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾

بات پر فرحاں ہیں کہ اللہ اہل ایمان کے اجر و ثواب کو ضائع و برباد نہیں کرتا (۱۷۱)

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ

اور جن لوگوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور رسولؐ کی آواز پر لبیک کہی۔

مع اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا

ان میں سے جو نیکوکار اور پرہیزگار ہیں ان کے لیے بڑا

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ

اجر و ثواب ہے (۱۷۲) وہ کہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے خلاف

النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ

بڑا لشکر جمع کیا ہے لہٰذا تم ان سے ڈرو۔ تو اس بات نے ان کے ایمان

۶۵۔ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ﴾ بظاہر اس آیت میں منافقین کے اس خیال کا ابطال کیا گیا ہے جو جنگ احد کے شہداء کو مردہ تصور کر کے ان کے حال پر افسوس کرتے تھے۔ خدا فرما رہا ہے کہ شہیدان راہ خدا کو مردہ کہنا غلط ہے وہ زندہ ہیں اور زندہ بھی اپنی اپنی پوری کیفیات زندگی کے ساتھ۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق ملتا ہے۔ نیز وہ دنیا میں چھوڑے ہوئے اپنے اعزاو احباب کے بارے میں بھی خوش ہیں اور پرامید ہیں کہ جب وہ ایمان کے ساتھ نیک عمل بھی بجالائیں گے اور مصروف جہاد رہیں گے تو انجام کار وہ بھی ہمارے پاس آجائیں گے اور ان کو بھی یہی نعمتیں میسر آئینگی جو ہمیں میسر ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ شہید راہ خدا کی یہ برزخی زندگی اس عام حیاتِ برزخی سے علیحدہ ہے جو ہر مسلم وکافر کو حاصل ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم اس حیات کی پوری کیفیت ونوعیت کو نہ سمجھ سکیں اور نہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ بھلا سونے والے نے عالم خواب میں کب بیداری کو سمجھا ہے جو ہم اس خواب بیداری میں اس حیات جاوداں کو سمجھ سکیں جو شہید راہ خدا کو حاصل ہے!

اِيْمَانًا ۖ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾

میں اور اضافہ کر دیا۔ اور انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بڑا اچھا کارساز ہے (۱۷۳)

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ

پس یہ لوگ اللہ کی عنایت اور اس کے فضل و کرم سے اس طرح (اپنے گھروں کی طرف) لوٹے

يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ

کہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نے چھوا بھی نہیں تھا۔ اور وہ رضائے الٰہی کے تابع رہے اور اللہ

ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ

بڑے فضل و کرم والا ہے (۱۷۴) دراصل یہ تمہارا شیطان تھا جو تمہیں اپنے

اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ

حوالی موالی (دوستوں) سے ڈراتا ہے اور تم ان سے نہ ڈرو اور صرف مجھ سے ڈرو۔

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي

اگر سچے مومن ہو (۱۷۵) (اے رسولؐ) وہ لوگ جو کفر کی راہ میں بڑی بھاگ

الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ

دوڑ کر رہے ہیں وہ تمہیں غم زدہ نہ کریں یہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔

اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

اللہ کا ارادہ ہے کہ آخرت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہ رکھے ۔اور ان کے لیے

عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ

بہت بڑا عذاب ہے (۱۷۶) بے شک جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خرید لیا ہے

لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾

وہ ہرگز اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچائیں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب (تیار) ہے (۱۷۷)

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ

اور کافر یہ ہرگز خیال نہ کریں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں (ان کی رسی

لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ

دراز رکھتے ہیں) یہ اُن کے لیے کوئی اچھی بات ہے یہ ڈھیل تو ہم صرف اس لئے انہیں دے رہے ہیں کہ وہ زیادہ

۶۶۔ ﴿فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ۔ الآیہ﴾ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ سے لے کر یہاں تک غزوہ بدر الصغریٰ کا تذکرہ ہے جس کی تفصیل تفسیر فیضان الرحمٰن میں دیکھی جا سکتی ہے۔

۶۷۔ ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ عامۃ الناس یہ خیال کرتے ہیں کہ صحت و سلامتی کا حصول، مال و دولت کی کثرت اور زندگی کی طوالت کسی شخص کے محبوب خدا ہونے کی دلیل ہے اور اس کے برعکس کسی شخص کی بیماری اور تنگدستی کو مبغوض خدا ہونے کی علامت قرار دیتے ہیں۔ سوچ کا یہ انداز کافرانہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب امتحان کے مختلف پرچے ہیں۔ خدائے علیم و حکیم کسی کا امتحان تندرست و تونگر بنا کر لیتا ہے اور کسی کا بیمار و نادار بنا کر تا کہ دیکھے اور دکھائے کہ نعمت پر شکر کون کرتا ہے اور مصیبت پر صبر کون؟ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات خدا کافروں اور بدکاروں کو اس لئے بھی عیش و عشرت کے اسباب سے اس لئے بھی نوازتا ہے کہ وہ کھول کر گناہ کر لیں اور کوئی حسرت باقی نہ رہ جائے۔ اسے املا و استدراج کہا جاتا ہے جس سے حجت خدا تمام ہوتی ہے اور جب جبار و قہار خدا پکڑتا ہے تو پھر کوئی چھڑا نہیں سکتا۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٧٨﴾ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ

گناہ کر لیں۔ (آخر کار) ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے (۱۷۸) اللہ مومنوں کو اس حال

الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ

پر نہیں چھوڑے گا جس حال پر تم اب ہو۔ جب تک وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے

الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ

اور اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ تمہیں غیب پر مطلع کرے۔ البتہ اللہ (غیب) کی باتیں بتانے کے لئے

عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن

اپنے رسولوںؑ میں سے جسے چاہتا ہے منتخب کرتا ہے۔ سو تم اللہ اور اس کے

يَشَاءُ ۖ فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَإِن تُؤْمِنُوا

رسولوںؑ پر ایمان لاؤ۔ اور اگر تم ایمان لاؤ۔ اور پرہیزگاری اختیار

وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٩﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ

کرو تو تمہارے لئے بڑا اجر و ثواب ہے (۱۷۹) اور جن لوگوں کو اللہ نے

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ

اپنے فضل و کرم سے (بہت کچھ) دے رکھا ہے۔ اور وہ بخل کرتے ہیں

خَيْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا

وہ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ یہ (بخل) ان کے لئے اچھا ہے بلکہ یہ ان کے لئے بہت برا ہے۔

بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ

عنقریب قیامت کے دن اس مال کا طوق انہیں پہنایا جائے گا جس میں وہ بخل کر رہے ہیں۔ اور آسمانوں

وَالْأَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١٨٠﴾ لَّقَدْ ع ۱۸/۹

اور زمین کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب خبردار ہے (۱۸۰) بے شک

سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ فَقِيرٌ وَ

اللہ نے ان لوگوں (یہودیوں) کا قول سن لیا ہے جنہوں نے کہا کہ خدا مفلس ہے

نَحْنُ أَغْنِيَاءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ وقف لازم

اور ہم مالدار ہیں سو ان کی یہ باتیں ہم لکھ لیں گے نیز ان کا نبیوںؑ کو ناحق قتل کرنا

۶۸۔ ﴿مَا كَانَ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ ہمارے علماء علم کلام نے قرآن وسنت کو سامنے رکھ کر یہ اصطلاح قائم کی ہے "عالم الغیب" صرف اس ذات کو کہا جاتا ہے جس کا علم ذاتی ہو اور وہ بھی اس طرح کلی واحاطی کہ کائنات ارضی وسماوی کا کوئی ذرہ اس سے پوشیدہ نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ شان صرف خدائے دوجہان کی ہے۔ ہاں البتہ وہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے اسے اپنے بعض غیبی امور پر مطلع کر دیتا ہے جیسا کہ یہ حقیقت یہاں اور پارہ ۲۹ میں سورہ جن کی آیت ۲۷ میں واضح کی گئی ہے جسے اطلاع علی الغیب کہا جاتا ہے۔ چنانچہ انبیاء وائمہ اہل بیت علیہم السلام بہت سے غیبی امور پر باعلام اللہ مطلع ہوتے ہیں مگر اس کے باوجود انہیں عالم الغیب نہیں کہا جاسکتا ہے کیونکہ ان کا یہ علم ذاتی نہیں ہے بلکہ خدا کا عطا کردہ ہے اور کلی واحاطی بھی نہیں ہے۔ ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾ مزید تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات تفسیر فیضان الرحمٰن اور اصول الشریعہ کی طرف رجوع کریں۔

۶۹۔ ﴿قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ فَقِيرٌ۔ الآیہ﴾ جب قرآن میں آیت ﴿مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ (کون ہے جو خدا کو قرضہ حسنہ دے) نازل ہوئی نیز جب یہودیوں نے اولیاء اللہ کو فقیر و نادار پایا تو از راہ تمسخر یہ کہنا شروع کر دیا کہ اللہ مفلس ہو گیا ہے۔ ارشاد قدرت ہے کہ ہم ان کے اس مذاق والے جرم کو ان کے نامہ اعمال میں لکھ لیں گے اور ان کے انبیاء کو قتل کرنے کا سنگین جرم بھی ثبت کیا جائے گا۔ اور وہ اس کی سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔

الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ

بھی لکھ لیں گے۔ اور (فیصلے کے وقت) ہم ان سے کہیں گے کہ اب آتش دوزخ کا

الْحَرِيقِ ﴿۱۸۱﴾ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ

مزہ چکھو (۱۸۱) یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے (زادِ سفر کے طور پر) آگے بھیجا ہے اور یقیناً اللہ

لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ﴿۱۸۲﴾ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ

اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے (۱۸۲) یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے

عَهِدَ إِلَيْنَا أَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُولٍ حَتَّىٰ يَأْتِيَنَا

عہد و اقرار لیا ہے کہ ہم اس وقت تک کسی رسولؐ پر ایمان نہ لائیں۔

بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ ۗ قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رُسُلٌ

جب تک کہ وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی پیش نہ کرے جسے (غیبی) آگ آکر کھالے۔ ان سے کہیے۔ مجھ سے پہلے

مِنْ قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالَّذِي قُلْتُمْ فَلِمَ

تمہارے پاس بہت سے رسولؐ روشن نشانیاں (معجزے) لے کر اور وہ (نشانی) بھی جو تم کہتے

قَتَلْتُمُوهُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۸۳﴾ فَإِنْ كَذَّبُوكَ

ہو لے کر آئے۔ تو اگر تم (اس شرط میں) سچے ہو تو تم نے ان کو کیوں قتل کیا تھا؟ (۱۸۳) (اے رسولؐ)

فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ

اگر یہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو (آزردہ خاطر نہ ہوں) آپ سے پہلے بہت سے رسولؐ جھٹلائے جا چکے ہیں جو

وَالزُّبُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ

معجزات، صحیفے اور روشن کتاب (آئین حیات) لے کر آئے تھے (۱۸۴) ہر جاندار نے (انجام کار) موت کا مزہ

الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ

چکھنا ہے۔ اور تم سب کو قیامت کے دن تمہیں (اپنے اعمال کا) پورا پورا بدلہ دیا جائے گا

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ

پس جو شخص (اس دن) جہنم سے بچا لیا گیا۔ اور جنت میں داخل کیا گیا وہ کامیاب ہو گیا۔

وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ

اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان اور سرمایہ فریب ہے (۱۸۵) (مسلمانو) ضرور تمہیں

۷۰۔ ﴿فَإِنْ كَذَّبُوكَ ۔الآیہ﴾ انبیاء و رسل کا یہی وہ کٹھن راستہ ہے جس سے ہر داعی حق کو گزرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ تبلیغ حق کے راستہ پر پھول نہیں بلکہ کانٹے ہی کانٹے ہیں۔ اور باطل نوازوں کے پاس حق کو جھٹلانے، اہل حق کو اذیت پہنچانے اور حق اور اہل حق کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کرنے کے سوا اور ہے ہی کیا؟

۷۱۔ ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ ۔الآیہ﴾ موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ خدا اور رسول کے منکر بھی اس کے انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ

جو زندہ ہے وہ موت کی تکلیف سہے گا
جب احمد مرسل نہ رہے کون رہے گا؟

اس میں یہود و ہنود وغیرہ باطل پرستوں کو تنبیہ کی جارہی ہے اور اہل ایمان کو تسلی دی جارہی ہے کہ نہ ان کا جاہ و جلال ہمیشہ رہے گا اور نہ ان کا رنج و ملال ہمیشہ رہے گا۔ نہ ان کی عیش و عشرت ہمیشہ رہے گی اور نہ ان کی تنگدستی و عسرت ہمیشہ رہے گی۔

چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے یہ عبوری دور ہے اور وہ دن بالکل قریب ہے جب کفار کو ان کے برے اعمال کی سخت سزا دی جائے گی اور اہل ایمان کو بہت بڑی جزا دی جائے گی اصل زندگی تو وہی ہے۔ انما الآخرۃ ھی دار الحیوان۔

۷۲۔ ﴿لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ ۔الآیہ﴾ ارشاد قدرت ہے کہ اے ایمان والو! تمہیں مال و جان کے امتحان کی کٹھالی میں ڈالا جائے گا یعنی تمہیں مالی و جانی جہاد کرنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ تمہیں اہل کتاب اور مشرکین یعنی اہل باطل کی طرف سے ناخوشگوار باتیں اور جھوٹے الزامات سننا پڑیں گے اور اسلام کے خلاف ان کے طنز و تشنیع کے تیروں کی تکلیف سہنا پڑے گی اور ان کا مقابلہ صبر و ثبات اور تقویٰ و طہارت سے کرنا پڑے گا۔ اور اگر تم نے بھی جواب میں انہی کی روش اپنائی تو پھر ان میں اور تم میں فرق کیا رہ جائے گا؟

فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ

تمہارے مالوں اور جانوں کے بارے میں آزمایا جائے گا اور تمہیں

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا

اہل کتاب مشرکین سے بڑی دل آزار باتیں سننا پڑیں گی اور اگر تم

اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ

صبر و ضبط سے کام لو اور تقویٰ اختیار کرو۔ تو بے شک یہ

مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿١٨٦﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ

بڑی ہمت اور حوصلے کا کام ہے (۱۸۶) (اے رسولؐ) وہ وقت یاد کرو۔ جب خدا نے

اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ

اہل کتاب سے عہد وپیمان لیا تھا کہ تم اسے ضرور لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کرو گے۔

فَنَبَذُوْهُ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِھِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَـمَنًا

اور اسے ہرگز نہیں چھپاؤ گے مگر انہوں نے اسے پس پشت ڈال دیا۔ اور اس کے عوض تھوڑی سی

قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿١٨٧﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

قیمت وصول کر لی۔ کتنا برا کاروبار ہے جو یہ کر رہے ہیں (۱۸۷) آپؐ ان لوگوں کے بارے میں خیال کریں

يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ

جو اپنی کارستانیوں پر اتراتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو کام انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی

يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّھُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ

ان کی تعریف و ستائش کی جائے ان کے بارے میں خیال نہ کرنا کہ وہ عذاب سے محفوظ

وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٨٨﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

ہیں (نہیں بلکہ) ان کے لئے دردناک عذاب (تیار) ہے (۱۸۸) اللہ کے لئے ہی ہے آسمانوں اور

وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٨٩﴾ اِنَّ فِيْ ع ۱۹ ۹ ۱۰

زمین کی حکومت (اور وہی ان کا مالک ہے) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۱۸۹) بے شک

خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ

آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کی ادل بدل میں

لہٰذا تم کبھی صبر وضبط، تقویٰ و طہارت، تہذیب ومتانت اور اسلامی وانسانی اقدار کا دامن نہ چھوڑنا اور اپنا کام کیے جانا یہ بڑے ہمت وحوصلے کا کام ہے۔

۷۳۔ ﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ ۔الآیہ﴾ خدا نے یہ عہد وپیمان صرف اہل کتاب سے ہی نہیں لیا بلکہ ہر دین ومذہب کے علماء سے لیا ہے۔ جیسا کہ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا کہ خدا نے جاہلوں سے اس وقت تک علم حاصل کرنے کا عہد نہیں لیا جب تک پہلے اہل علم سے پڑھانے کا عہد نہیں لیا۔ لہٰذا یہ ہر مذہب کے علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ بلاخوف حق وحقیقت کا اظہار کریں اور کسی بھی مصلحت کے تحت ان میں کسی قسم کی تحریف یا ترمیم و تنسیخ نہ کریں مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جس طرح اہل کتاب کے علماء نے اس عہد کو پس پشت ڈالدیا تھا اسی طرح علماء اسلام نے بھی اس پیمان کو پس پشت ڈال دیا ہے اور پھر یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف بھی کی جائے کہ لوگ کہیں کہ فلاں صاحب بڑے متقی وپرہیزگار ہیں، حق کے بڑے پرستار اور دین کے بڑے خدمت گزار ہیں حالانکہ حضرت صاحب کچھ بھی نہیں ہیں۔ ارشاد قدرت ہے کہ ایسے لوگ جہنم کے عذاب سے کبھی نہیں بچ سکتے۔

۷۴۔ ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ ۔الآیہ﴾ اس آیت میں صاحبان عقل وخرد وایمان کی چند صفات جلیلہ کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ وہ صاحب فکر، صاحب ذکر اور صاحب عمل ہوتے ہیں۔ یعنی پہلے وہ خدا کی آفاقی آیتوں اور نشانیوں میں غور وفکر کرتے ہیں جس سے ان کی معرفت پروردگار میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ ذکر خدا کی صورت میں نمودار ہوتا ہے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے یعنی ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں کہ ﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا﴾ اور اس طرح اپنے مقصد حیات کو سمجھتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرتے

وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۱۹۰ الَّذِيْنَ

صاحبان عقل کے لئے بڑی نشانیاں ہیں (۱۹۰) جو اٹھتے، بیٹھتے اور

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ

پہلوؤں پر لیٹے ہوئے (برابر) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں و زمین کی

يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا

تخلیق و ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں (اور بے ساختہ بول اٹھتے ہیں) اے ہمارے پروردگار!

مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ

تو نے یہ سب کچھ فضول و بیکار پیدا نہیں کیا تو (عبث کام کرنے سے) پاک ہے ہمیں دوزخ

النَّارِ ۱۹۱ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ

کے عذاب سے بچا (۱۹۱) اے ہمارے پروردگار! بے شک جسے تو نے دوزخ میں داخل کر دیا

اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۱۹۲ رَبَّنَآ

اسے تو نے ذلیل و رسوا کر دیا۔ اور ظالموں کے لئے کوئی یار و مددگار نہیں ہیں (۱۹۲) اے ہمارے پروردگار!

اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا

ہم نے ایک منادی کو ندا دیتے ہوئے سنا ہے جو ایمان کی دعوت دے رہا تھا کہ اپنے

بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ

پروردگار پر ایمان لے آؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے ہیں تو اے ہمارے پروردگار: ہمارے

عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۱۹۳ رَبَّنَا وَاٰتِنَا

گناہوں کو بخش دے اور ہماری برائیاں مٹا اور دور فرما اور نیکوکاروں کے ساتھ ہمارا خاتمہ فرما (۱۹۳) پروردگارا!

مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی جو وعدہ کیا ہے وہ ہمیں عطا فرما قیامت کے دن ہم کو

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۱۹۴ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ

رسوا نہ فرما تو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا (۱۹۴) سو ان کے پروردگار نے ان کی دعا و پکار کو قبول

رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ

کر لیا (اور فرمایا) میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ مرد ہو یا

ہیں یعنی خدا کی بندگی بجالاتے ہیں اور اس کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا، ہمارے گناہ معاف فرما۔ نیکوکاروں کے ساتھ ہمارا خاتمہ فرما اور ہمیں جاگیر جنت عطا فرما۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

۷۵۔ ﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ ۔الآیہ﴾ خداوندعالم یہاں ارباب عقل وحق کی سابقہ مخلصانہ دعاؤں کی قبولیت کا اعلان فرمارہا ہے اور یہ بھی واضح فرمارہا ہے کہ تمہارے لئے آخرت کا بہترین صلہ و ثواب بھی موجود ہے مگر وہ صرف دعاؤں سے نہیں ملے گا۔ بلکہ عمل و کردار سے ملے گا۔ پھر عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت! ان کا عمل ضائع نہیں ہوگا۔ جو دنیا کیلئے عمل کرے گا اسے دنیا دی جائے گا اور جو آخرت کیلئے کرے گا اسے آخرت دی جائے گی۔

اسلام نے انسانی حقوق میں مرد و زن کی یکانیت کا اس وقت اعلان کیا تھا جب کہ "حقوق نسواں" کے موجود علمبردار عورت کو انسان بھی ماننے کیلئے تیار نہ تھے بلکہ اسے شیطانی نجاست قرار دیتے تھے۔ ع

انقلابات ہیں زمانے کے

ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى ۚ بَعۡضُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۚ فَالَّذِيۡنَ

عورت کبھی ضائع نہیں کرتا۔ تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہی تو ہو۔ سو جن لوگوں

هَاجَرُوۡا وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَاُوۡذُوۡا فِىۡ

نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں انہیں

سَبِيۡلِىۡ وَقٰتَلُوۡا وَقُتِلُوۡا لَاُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ

ایذائیں دی گئیں اور (دین کی خاطر) لڑے اور مارے گئے، تو میں ان کی

سَيِّاٰتِهِمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا

برائیاں مٹا دوں گا اور ان کو ایسے بہشتوں میں داخل کروں گا جن کے

الۡاَنۡهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ

نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ ہے اللہ کے ہاں ان کی جزا۔ اور اللہ کے پاس بہترین

الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِى

ثواب وجزا ہے (۱۹۵) (اے رسولؐ) کافروں کا مختلف شہروں میں چلنا پھرنا (اور دندناتے پھرنا) تمہیں ہرگز دھوکے

الۡبِلَادِ ؕ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيۡلٌ ۚ ثُمَّ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَ

میں نہ ڈال دے (۱۹۶) یہ صرف چند روزہ فائدہ (بہار) ہے۔ پھر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ کیسی

بِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ لَهُمۡ

بری آرام گاہ ہے (۱۹۷) مگر وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا (واجبات ادا کئے اور محرمات

جَنّٰتٌ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا

سے اجتناب کیا) ان کے لئے ایسے بہشت ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے

نُزُلًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ لِّلۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۸﴾ الثلثة

یہ اللہ کی طرف سے ان کی مہمان نوازی ہوگی اور جو کچھ اس کے پاس ہے وہ نیکوکاروں کے لئے بہت اچھا ہے (۱۹۸)

وَاِنَّ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَمَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ

اور یقیناً اہل کتاب میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ پر اور ان باتوں پر جو ہماری طرف اور جو ان

اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِمۡ خٰشِعِيۡنَ لِلّٰهِ ۙ لَا

کی طرف اتاری گئی ہیں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ کے سامنے (نیاز مندی سے) جھکے ہوئے ہیں

۷۶۔ ﴿فَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا ۔الآیہ﴾ یہاں خداوند عالم نے خصوصیت سے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے ہجرت کی اور جو اپنے گھروں سے بے گھر کئے گئے۔ اور جنہیں راہ خدا میں اذیتیں دی گئیں اور جہاد کئے اور مارے گئے۔ فرماتا ہے کہ میں ان کے تمام گناہ معاف کر دوں گا اور انہیں جنت الفردوس میں ضرور داخل کر دوں گا۔

یہاں فاضل جوادی مرحوم نے بڑے پتہ کی بات کی ہے، لکھتے ہیں: "بلاد کفر میں جہاں اقامہ شعائر اسلام ممکن نہ ہو۔ تو وہاں سے از خود ہجرت کرنا واجب ہے۔ تاکہ دوسرے مقام پر احکام اسلام پر عمل کیا جائے۔ حیرت کی بات ہے کہ مسلمان چند روزہ آرام کیلئے بلاد اسلام کو ترک کر کے ادھر جاتے ہیں جہاں احکام اسلام پر عمل کرنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے اور یہ قطعاً فعل حرام ہے۔" (انوار القرآن)

يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

اور آیات الٰہیہ کو تھوڑی قیمت پر فروخت بھی نہیں کرتے یہ وہ ہیں جن کا اجر اپنے

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾

پروردگار کے پاس ہے بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے (۱۹۹)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ قف

اے ایمان والو! صبر وتحمل سے کام لو۔ اور (کفار کے) مقابلہ میں پامردی دکھاؤ۔ اور (خدمت دین کے لئے)

ع ۲۰ ۱۱ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ ع

کمر بستہ رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فوز وفلاح پاؤ (اور دنیا وآخرت میں کامیاب ہوجاؤ) (۲۰۰)

اٰيَاتُهَا ۱۷۶ ۴ سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ ۹۲ رُكُوْعَاتُهَا ۲۴

سورہ نساء مدنی آیات ۱۷۶۔ رکوع ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

(اے انسانو!) اپنے اس پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک تنفس سے پیدا کیا اور اس کا جوڑا بھی

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ

اسی سے (اس کی جنس سے) پیدا کیا اور پھر ان ہی دونوں سے بہت سے

مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ

مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا۔ اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر ایک دوسرے سے

تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ

سوال کرتے ہو۔ اور رشتہ قرابت کے بارے میں بھی ڈرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر حاضر و

رَقِيْبًا ﴿۱﴾ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا

ناظر ہے (۱) اور یتیموں کے مال ان کے سپرد کرو اور پاک مال کے

الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى

بدلے ناپاک مال حاصل نہ کرو۔ اور ان کے مالوں کو اپنے مال کے

۷۷۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا۔ الآیہ﴾ یہ سورہ آل عمران کی آخری آیت ہے جس میں اہل ایمان کو چار چیزوں کی وصیت کی جارہی ہے: (۱) صبر یعنی ناشائستہ قول وفعل سے نفس کو روکنا (۲) مصابرہ یعنی دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدمی اور پامردی دکھانا اور باہمی صبر کی تلقین کرنا۔ (۳) رباط جنگ کی تیاری کیلئے گھوڑا باندھنا اور جنگی ساز وسامان سے اپنے آپ کو مسلح کرنا۔ (۴) تقویٰ جو اسلام کا بڑا شعار ہے اور جس پر دخول جنت کا انحصار ہے۔

سورہ نساء

اس سورہ میں زیادہ تر احکام طبقہ نسواں سے متعلق ہیں اور خانگی زندگی کو خوشگوار بنانے پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ یتیموں کی نگہداشت کرنے اور وراثت کے مسائل بیان کئے گئے ہیں، تعدد ازواج کا قانون، زناکار مرد وزن کی سزا، خدا اور رسولؐ اور اولی الامر کی اطاعت مطلقہ کا حکم وغیرہ وغیرہ امور بیان کئے گئے ہیں۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ۔ الآیہ﴾ سورہ آل عمران کا اختتام تقوائے الٰہی اختیار کرنے پر ہوا تھا اور اس سورہ نساء کا آغاز اسی حکم سے ہو رہا ہے جس سے اسلام میں تقویٰ کی اہمیت پر بڑی تیز روشنی پڑتی ہے اور تقویٰ کے مفہوم کی وضاحت کئی بار کی جاچکی ہے۔

۲۔ ﴿خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ الآیہ﴾ یہاں بالاتفاق نفس واحدہ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور ﴿خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾ میں جو "مِنْ" ہے وہ تبعیض کا نہیں بلکہ جنس کا ہے کہ خالق حکیم نے جناب حوّا کو جناب آدم علیہ السلام کی جنس (یعنی نوع) سے پیدا کیا۔ خدائے حکیم نے تمام انسانوں کے ایک اصل سے ہونے کا اعلان کر کے ان تمام بتوں کو توڑ دیا جو رنگ، نسل وطن اور زبان کے نام پر تراشے گئے ہیں اور غلط

اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ② وَاِنْ خِفْتُمْ
ساتھ ملا کر نہ کھاؤ۔ بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے (۲) اور اگر تمہیں یہ خوف
اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ
ہو کہ تم یتیموں کے ساتھ انصاف نہیں کر سکو گے۔ تو جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح
لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ
کر لو دو دو، تین تین، چار چار سے اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ (ان کے ساتھ)
خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ
عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی (بیوی) کرو۔ یا جو تمہاری ملکیت میں ہوں(ان پر اکتفا کرو)
اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۭ③ وَاٰتُوا
یہ زیادہ قریب ہے اس کے کہ بے انصافی کرو (ایک ہی طرف جھک نہ جاؤ) (۳) اور عورتوں
النِّسَاۗءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ
کے حق مہر خوشدلی سے ادا کرو اور اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں
شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــًٔـا مَّرِيْۗـــًٔـا ④ وَلَا
سے تمہیں بخش دیں تو تم اسے شوق سے کھا سکتے ہو (۴) اور اپنے وہ مال
تُؤْتُوا السُّفَهَاۗءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ
جنہیں اللہ نے تمہاری زندگی کا سامان اور اسے قائم رکھنے
قِيٰمًا وَّارْزُقُوْھُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْھُمْ وَقُوْلُوْا لَھُمْ
کا ذریعہ بنایا ہے ناسمجھ لوگوں کے حوالے نہ کرو۔ ہاں البتہ ان کو (کھانا و طعام) کھلاؤ اور (کپڑا)
قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ⑤ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓي اِذَا بَلَغُوا
پہناؤ اور ان سے اچھی گفتگو کرو (۵) اور یتیموں کی جانچ پڑتال کرتے رہو۔ یہاں تک کہ جب
النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْھُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا
وہ نکاح کی عمر تک پہنچ جائیں اور تم ان میں اہلیت و سمجھداری بھی پاؤ تو
اِلَيْهِمْ اَمْوَالَھُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا
پھر ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔ اور فضول خرچی سے کام لے کر اور اس جلد بازی میں کہ

بنیادوں پر باہمی فخر ومباہات کرنے کی جڑ کاٹ دی اور ایک اور جگہ واضح کر دیا کہ ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ بہر حال ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے ارشاد کے مطابق آگے نسل آدمؑ اس طرح بڑھی کہ ایک بھائی کیلئے جنت سے حوریہ منگوائی گئی جس کا نام نازلہ تھا اور دوسرے بھائی کیلئے قوم جن سے ایک جنیہ طلب فرمائی گئی جس کا نام منزلہ تھا ان سے ان کا عقد وازدواج فرمایا اور جب ان سے چچازاد (بھائی) بہن پیدا ہوئے تو اس سلسلہ کو آگے بڑھایا۔
(احتجاج طبرسی، نور الثقلین، بحار الانوار وغیرہ)

۴۔﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ۔الآیہ﴾ اسلام نے متعدد حکمتوں و مصلحتوں کے تحت مرد کو ایک سے زیادہ چار تک بیویاں رکھنے کی مشروط اجازت دی ہے کہ عدل وانصاف قائم کر سکے۔ ورنہ ایک ہی پر اکتفا کرے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کم تعلیم یافتہ طبقوں بالخصوص سرمایہ داروں اور ہوس پرست امیروں نے اس شرط کو نظر انداز کر کے تعدد ازواج کو محبوب مشغلہ بنا لیا ہے اور اپنی اس غلط روش سے اسلام کو بدنام اور عورتوں کو اسلام سے بدگمان کر دیا ہے جبکہ اس میں اسلام کا کوئی قصور نہیں ہے۔

۴۔﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاۗءَ۔الآیہ﴾ السفہاء، سفیہ کی جمع ہے جس سے وہ خفیف العقل آدمی مراد ہے جسے اپنے نفع ونقصان کا کوئی احساس نہ ہو ایسے لوگوں کو اپنا مال دینا یا ان کو وہ مال دینا جو تمہارے تولیت اور تصرف میں ہے حرام ہے۔ ہاں البتہ ان کو کھلاؤ پلاؤ اور کپڑے پہناؤ اور ان سے اچھے طریقہ سے برتاؤ کرو اور ان سے اچھی گفتگو بھی کرو اور ان کی آزمائش کرتے رہو اور جب دیکھو وہ نکاح کی عمر (بلوغت) کو پہنچ گئے ہیں اور رشید بھی ہیں یعنی باشعور اور سمجھدار بھی ہیں پھر بے شک ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔

اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ

وہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں ان کا مال مت کھاؤ۔ اور جو سرپرست مالدار ہو تو اسے تو بہرحال

كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ

ان کے مال سے پرہیز ہی کرنا چاہیے اور جو نادار ہو اسے معروف (مناسب) طریقہ سے کھانا چاہیے۔ پھر جب

اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

ان کے مال ان کے حوالے کرو تو ان لوگوں کو گواہ بنا لو۔ اور یوں تو حساب کے لئے

حَسِيْبًا ﴿۶﴾ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

اللہ ہی کافی ہے (۶) مردوں کے لیے اس ترکہ سے حصہ ہے جو ماں باپ

وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ

اور رشتہ دار چھوڑ جائیں۔ اور عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے اس ترکہ سے

الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ

جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ جائیں خواہ وہ (ترکہ) تھوڑا ہو یا زیادہ یہ

نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۷﴾ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا

حصہ (خدا کی طرف سے) لازمی مقرر ہے (۷) اور جب تقسیم کے موقع

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ

پر رشتہ دار، یتیم اور مسکین موجود ہوں تو انہیں بھی اس (مال) میں سے کچھ دے دو

وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۸﴾ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ

اور ان سے درست اور مناسب طریقہ سے بات کرو (۸) اور ترکہ تقسیم کرنے والوں کو ڈرنا

لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا

چاہئے کہ اگر وہ خود اپنے پیچھے بے بس و کمزور بچے چھوڑ جاتے تو۔ انہیں ان کی کس قدر فکر ہوتی۔

عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۹﴾

لہذا وہ دوسروں کے یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈریں اور بالکل درست اور سیدھی بات کریں (۹)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا

بے شک جو لوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر

۵۔ ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ۔ الآیہ﴾ یہ شرف صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے عورت کو بھی وراثت سے حصہ دلوایا ورنہ زمانہ جاہلیت میں عورت کو وراثت میں کوئی حصہ نہ تھا۔ بہرحال اسلام میں میراث کے تین سبب ہیں: (۱) نسب۔ (۲) سبب (۳) ولاء۔ اور پھر وارثوں کے تین ہیں: اولیٰ، ثانیہ اور ثالثہ۔ اور میراث کا قاعدہ یہ ہے کہ جب تک پہلے طبقہ کا ایک فرد بھی موجود ہو اس وقت تک دوسرے طبقہ تک نوبت نہیں پہنچتی و ھکذا۔ ان تمام باتوں کی تفصیل معلوم کرنے کیلئے تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع کریں یا ہماری فقہی کتاب قوانین الشریعہ کا مطالعہ فرمائیں۔

۶۔ ﴿وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ۔ الآیہ﴾ سابقہ آیت میں وراثت کے ان حصوں کا تذکرہ تھا جو بطور فرض مقرر ہیں اب وارثوں کو ایک استحبابی حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر وراثت کی تقسیم کے وقت وہ رشتہ دار آ موجود ہوں جن کو میراث نہ ملتی ہو یا جو رشتہ دار تو نہیں ہیں مگر محتاج ہیں جیسے یتیم اور مسکین تو انہیں کچھ دے دو۔ مگر اس طرح دو کہ تمہارے کسی قول یا فعل سے ان کی دل آزاری نہ ہو بلکہ مناسب طریقہ سے ان سے بات کرو۔

۷۔ ﴿وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ آیات کے سیاق و سباق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی میت کا ترکہ تقسیم کرنے والوں کے انسانی ضمیر کو جھنجوڑ کر جگانے کی خاطر کہا جا رہا ہے کہ وہ لوگوں کے یتیم بچوں کا خیال رکھیں اور انہیں بتایا جائے کہ یہ صورت حال تمہیں بھی پیش آسکتی ہے کہ تم اپنے پیچھے کمزور و ناتواں بچے چھوڑ جاؤ جس کی کفالت اور نگرانی کرنے والا کوئی نہ ہو۔ تو تمہیں کس قدر اندیشہ ہوگا لہٰذا تمہیں دوسروں کے یتیموں کے بارے میں خدا سے ڈرنا چاہیے اور تمہیں ان کا ہر طرح خیال رکھنا چاہیے کہ نہ ان کی حق تلفی ہو اور نہ دل آزاری ہو۔

يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴿١٠﴾ ع ۱/۱۲

رہے ہیں اور عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے (واصل جہنم ہوں گے) (۱۰)

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں ہدایت کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ برابر ہے

الْأُنْثَيَيْنِ ۚ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ

دو لڑکیوں کے اب اگر لڑکیاں ہی وارث ہوں اور ہوں بھی دو سے اوپر تو ان کو

ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ

دو تہائی ترکہ دیا جائے گا اور ایک لڑکی (وارث) ہو تو اسے آدھا ترکہ

وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا

دیا جائے گا۔ اور اگر میت صاحب اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کے لئے

تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ

ترکہ کا چھٹا حصہ ہوگا (اور باقی اولاد کا) اور اگر بے اولاد ہو۔ اور اس کے والدین ہی اس کے وارث

وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ

ہوں تو اس کی ماں کو تیسرا حصہ ملے گا (باقی 2/3 باپ کو ملے گا) اور اگر اس (مرنے والے) کے بھائی (بہن) ہوں

فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ ۚ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ

تو پھر اس کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا (باقی 5/6 بہن بھائیوں کو ملے گا) مگر یہ تقسیم اس وقت ہوگی، جب میت کی

دَيْنٍ ۗ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ

وصیت پوری کردی جائے۔ جو وہ کر گیا ہو اور اس کا قرضہ ادا کردیا جائے گا جو اس پر ہو۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے

أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ

ماں باپ یا تمہاری اولاد میں سے نفع رسانی کے لحاظ سے کون تمہارے زیادہ قریب ہے۔ یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر

كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ

ہیں، یقیناً اللہ بڑا جاننے والا اور بڑا حکمت والا ہے (۱۱) اور جو ترکہ تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں اس میں سے آدھا

أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ

تمہارے لئے ہوگا اگر ان کی اولاد نہ ہو اور اگر ان کی اولاد ہو تو پھر تمہیں ان کے ترکہ کا

۸۔ ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۔ الآیہ﴾ یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ آیت میں عموم پایا جاتا ہے۔ اس میں کوئی تفریق نہیں ہے کہ اولاد ذکور ہو یا اناث اور نہ ہی کوئی تخصیص ہے کہ والد نبی ہو یا غیر نبی۔ بلکہ آیت سب کو شامل ہے ہاں البتہ اگر اولاد میں ذکور و اناث دونوں ہوں تو لڑکے کو دوہرا حصہ ملے گا اور لڑکی کو اکہرا اور اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اسے نصف بالفرض اور نصف بالرد ملے گا۔ کہ فدک کی ضبطی کے بعد جب مخدومہ کائنات فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا دعوائے ہبہ تسلیم نہیں کیا گیا تھا تو بی بی نے عنوان بدل کر وراثت کا دعویٰ کیا تھا کہ اگر تم لوگ ہبہ تسلیم نہیں کرتے تو پھر بطور وراثت فدک میرے حوالے کرو اور پھر ثبوت میں اسی آیت مبارکہ ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾ کو پیش کیا گیا تھا۔ مگر افسوس کہ حسبنا کتاب اللہ کے قائل لوگوں نے اس بات کو بھی ایک خود ساختہ حدیث کا سہارا لے کر مسترد کردیا۔ جس پر مخدومہ بی بی اس قدر ناراض ہوئیں کہ تازیست ان سے کلام نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

فلیبک علی الاسلام من کان باکیا

۹۔ ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ۔ الآیہ﴾ یہاں صرف ایک بات کی قدرے وضاحت کردینا مناسب ہے کہ فقہ جعفریہ کے مطابق بیوہ خواہ صاحب اولاد ہو یا بے اولاد اسے اپنے شوہر کی غیر منقولہ جائیداد میں سے کچھ نہیں ملتا بلکہ صرف منقولہ سے ملتا ہے۔ اگرچہ یہ تفصیل قرآن سے تو ثابت نہیں ہوتی مگر احادیث اہل بیتؑ سے ثابت ہے۔ بے شک جو حدیث قرآن کے مخالف ہو وہ سند نہیں ہوتی بلکہ واجب الرد ہوتی ہے۔ مگر عام و خاص اور مجمل و مبین میں اختلاف نہیں ہوتا۔ بلکہ جو حدیث عام کی مخصص ہوتی ہے یا مجمل کی مبین وہ قرآن کی تفسیر و تشریح کرتی ہے۔ اسے کسی طرح بھی قرآن کے مخالف قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اور یہاں یہی صورت حال ہے کہ ان حدیثوں میں ﴿مِمَّا تَرَكْتُمْ﴾ کی

لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ

چوتھا حصہ ملے گا۔ یہ تقسیم اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہو گی، جو انہوں نے کی ہو اور

وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا

اس قرضہ کی ادائیگی کے بعد جو ان کے ذمہ ہو۔اور وہ (بیویاں) تمہارے ترکہ میں سے چوتھے

تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ

حصہ کی حقدار ہوں گی۔اگر تمہاری اولاد نہ ہو۔اور اگر تمہاری اولاد ہو تو پھر ان کا آٹھواں حصہ

وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

ہو گا اور(یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہو گی جو تم نے کی ہو اور اس قرض کو ادا

تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ

کرنے کے بعد جو تم نے چھوڑا ہو۔ اور اگر میت (جس کی وراثت تقسیم کی جانے والی ہے)

كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ

کلالہ ہو یعنی مرد ہو یا عورت بے اولاد ہو اور اس کے ماں باپ نہ ہوں۔مگر بھائی بہن ہوں تو اگر اس کا صرف ایک

مِنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ

بھائی یا ایک بہن موجود ہو تو بھائی یا بہن کو چھٹا حصہ ملے گا۔اور اگر بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو پھر کل ترکہ کی ایک

شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا

تہائی میں برابر کے شریک ہوں گے۔مگر (یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے اور قرضہ کے ادا کرنے کے بعد ہو گی جو کی

أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

گئی (جبکہ وصیت کرنے والا وارثوں کو) ضرر پہنچانے کے درپے نہ ہو۔ یہ اللہ کی طرف سے لازمی ہدایت ہے،اور اللہ

حَلِيمٌ ﴿١٢﴾ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ

بڑے علم و حلم والا ہے (۱۲) یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں جو خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرے گا

وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

اللہ اسے ان بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی۔

خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٣﴾ وَمَنْ

جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے (۱۳) اور جو

تشریح کی گئی ہے کہ اس سے منقولہ جائیداد مراد ہے نہ کہ غیر منقولہ۔ اور چونکہ عورت کا شوہر سے جو رشتہ ہے وہ بھی عارضی اور منقول ہے جو "انکحت" اور "زوجت" کہنے سے قائم ہوجاتا ہے اور "طالق" کہنے سے ختم ہوجاتا ہے اس لئے اس کی وراثت بھی منقولہ مال سے مقرر ہوئی ہے۔
اس موضوع کی دوسری تفصیلات ہماری فقہی کتاب قوانین الشریعہ جلد دوم میں یا ہماری تفسیر فیضان الرحمن میں دیکھی جائیں انشاءاللہ۔

يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ
اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کردہ حدوں سے تجاوز کرے گا تو اللہ اسے آتش دوزخ میں
نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۖ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٤﴾ وَالّٰتِيْ ع ۲ ۱۴
داخل کرے گا۔ جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے (۱۴) اور جو تمہاری
يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا
عورتوں میں سے بدکاری کریں تو ان کی بدکاری پر اپنے میں سے چار
عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا
آدمیوں کی گواہی لو۔ اور اگر وہ گواہی دے دیں
فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ
تو انہیں گھروں میں بند کر دو یہاں تک کہ انہیں موت آجائے یا
الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿١٥﴾ وَالَّذٰنِ
اللہ ان کے لئے کوئی اور راستہ مقرر کرے (۱۵) اور تم میں سے
يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا
جو دو شخص (مرد و عورت) بدکاری کا ارتکاب کریں تو ان کو اذیت پہنچاؤ۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور
فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿١٦﴾
اپنی اصلاح کر لیں۔ تو انہیں چھوڑ دیں بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (۱۶)
اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ
توبہ قبول کرنے کا حق اللہ کے ذمہ صرف ان ہی لوگوں کا ہے جو جہالت (نادانی)
بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ
کی وجہ سے کوئی برائی کرتے ہیں پھر جلدی توبہ کر لیتے ہیں یہ ہیں وہ لوگ
يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٧﴾
جن کی توبہ خدا قبول کرتا ہے۔ اور اللہ بڑا جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے (۱۷)
وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ
ان لوگوں کی توبہ (قبول) نہیں ہے۔ جو (زندگی بھر) برائیاں کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی

۱۰۔ ﴿وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ۔ الآیہ﴾ زنا جس قدر شنیع جرم ہے اسی قدر دور جاہلیت میں عربوں میں عام تھا۔ اسلام دین فطرت نے اس سنگین جرم کے سدباب کیلئے صرف زبانی کلامی وعید و نصیحت کرنے پر اکتفا نہیں کی بلکہ اس کا ارتکاب کرنے والوں کیلئے تدریجاً سخت سزاؤں کا اہتمام کیا ہے۔ پہلے اسکے اثبات کا طریقہ کار یہ مقرر کیا کہ مجرم بقائمی ہوش و حواس چار بار اقرار کرے یا پھر چار مسلمان عاقل و عادل اس کی گواہی دیں۔ اوائل اسلام میں اس جرم کی سزا یہ تھی کہ ایسی عورتوں کو گھروں میں نظر بند کر دیا جائے یہاں تک کہ ان کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے۔ جب تک خدا کوئی اور راستہ مقرر نہ کرے۔ بعد ازاں یہ سزا منسوخ ہوگئی اور وہ سزا مقرر ہوئی جو سورہ نور میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر غیر شادی شدہ مرد و زن یہ جرم کریں تو ان کو سو سو کوڑے مارے جائیں جو کہ نص قرآنی سے ثابت ہے۔ اور اگر شادی شدہ مرد و زن یہ جرم کریں تو ان کو سنگسار کر دیا جائے۔ جو کہ سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔

۱۱۔ ﴿وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا۔ الآیہ﴾ اس "جو دو (۲) شخص ایسا کریں" ان سے مراد کون ہیں۔ مفسرین میں اختلاف ہے۔ اکثر نے اس سے زانی اور زانیہ مراد لئے ہیں۔ جو کہ خلاف ظاہر ہے۔ کیونکہ ان کا حکم ابھی اوپر بیان ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس سے قوم لوط کے عمل کے مرتکب فاعل و مفعول مراد ہیں جو زنا سے بھی بڑا سنگین جرم ہے۔ اوائل اسلام میں اس کی سزا یہ تھی کہ انہیں روحانی و جسمانی اذیت پہنچائی جائے اور لعنت ملامت کی جائے اور خورد و نوش میں تنگی کی جائے مگر بعد ازاں یہ سزا منسوخ ہوگئی۔ اور اس کی جگہ تلوار سے موت کے گھاٹ اتارا جانا یا آگ سے جلایا جانا یا ہاتھ پاؤں باندھ کر بلندی سے نیچے گرانا یا پھر ان پر دیوار گرانا مقرر ہوئی۔ (کتب فقہ)

۱۲۔ ﴿اِنَّمَا التَّوْبَةُ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں قبولیت توبہ کے شرائط بیان کئے جا رہے

حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ

کی موت کا وقت آ جاتا ہے، تو وہ کہتا ہے، اس وقت میں توبہ کرتا ہوں۔ اور نہ ہی ان

الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ

کے لیے توبہ ہے۔ جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جن کے لئے ہم نے درد

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

ناک عذاب مہیا کر رکھا ہے (۱۸) اے ایمان والو !تمہارے لئے حلال نہیں ہے۔

يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا

کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔ اور نہ یہ جائز ہے۔ کہ ان پر سختی کرو

تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

اور روکے رکھو تاکہ جو کچھ تم نے جہیز وغیرہ انہیں دیا ہے اس میں سے کچھ حصہ لے اڑو

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ

مگر یہ کہ وہ صریح بدکاری کا ارتکاب کریں(کہ اس صورت میں سختی جائز ہے) اور عورتوں کے

بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ

ساتھ عمدہ طریقہ سے زندگی گزارو۔ اور اگر تم انہیں ناپسند کرتے ہو تو ہو سکتا ہے کہ

تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾

ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو۔ مگر اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو (۱۹)

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ

اور اگر تم ایک بیوی کو بدل کر اس کی جگہ دوسری لانا چاہو اور تم ان میں سے ایک

وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ

کو(جسے فارغ کرنا چاہتے ہو) بہت سا مال دے چکے ہو۔ تو اس میں سے کچھ بھی

شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾

واپس نہ لو کیا تم جھوٹا الزام لگا کر اور صریح گناہ کر کے (واپس) لینا چاہتے ہو (۲۰)

وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى

اور بھلا تم وہ (مال) کیسے واپس لے سکتے ہو۔ جبکہ تم (مقاربت کر کے)

ہیں اور اس کے بڑے ارکان دو ہیں۔ ایک کئے ہوئے گناہ پر نادم و پشیمان ہونا۔ دوسرا آئندہ اس کے نہ کرنے کا عزم بالجزم کرنا۔ باقی تفصیلات فیضان الرحمٰن میں دیکھی جائیں۔

۱۳۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ جاہلی دور میں چند غلط رسمیں رائج تھیں مثلاً (۱) باپ کے مرنے پر اس کا سوتیلا بیٹا باپ کی منکوحہ کے سر پر دوپٹہ ڈال کر اسے اپنی میراث بنالیتا تھا۔ (۲) بیوہ کو عقد ثانی بھی نہیں کرنے دیا جاتا تھا۔ (۳) اس کی وراثت پر بھی قبضہ کرلیا جاتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ اسلام نے عورت کی دادرسی کرتے ہوئے ان تمام ظالمانہ رسموں کو ختم کردیا۔

۱۴۔ ﴿وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ۔ الآیہ﴾ جاہلی دور میں یہ غلط طریقہ رائج تھا کہ جب کسی شادی شدہ آدمی کو کوئی عورت پسند آجاتی اور وہ اس سے شادی کرنا چاہتا اور پہلی سے جان چھڑانا چاہتا تھا تو پہلی بیوی پر کوئی جھوٹا الزام لگا کر اسے اسقدر تنگ کرتا کہ وہ حق مہر چھوڑ دے اور یہ اسے چھوڑ دے تاکہ یہ دوسری شادی رچا سکے تو اسلام نے ایسی گھٹیا حرکت سے منع کیا ہے اور اگر مباشرت کے بعد کوئی پہلی بیوی کو طلاق دے تو اس کا پورا حق مہر ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور باپ کی منکوحہ سے خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ بہر حال نکاح حرام ہے۔

بَعۡضٍ وَّاَخَذۡنَ مِنۡكُمۡ مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا ﴿۲۱﴾ وَلَا

ایک دوسرے سے لطف اندوز ہو چکے ہو؟ اور وہ تم سے پختہ عہد وپیمان لے چکی ہیں (۲۱) جن

تَنۡكِحُوۡا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا

عورتوں سے تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہوں۔ ان سے شادی (نکاح) نہ کرو۔ سوا اس

قَدۡ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقۡتًا ؕ وَسَآءَ

کے جو پہلے ہو چکا۔ بے شک یہ کھلی بے حیائی اور (خدا کی) ناراضگی کی بات ہے اور بہت

سَبِيۡلًا ﴿۲۲﴾ ع حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ اُمَّهٰتُكُمۡ وَبَنٰتُكُمۡ ع ۸ ۳ ۱۴

برا طریقہ ہے (۲۲) تم پر حرام کر دی گئی ہیں تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری

وَاَخَوٰتُكُمۡ وَعَمّٰتُكُمۡ وَخٰلٰتُكُمۡ وَبَنٰتُ الۡاَخِ

پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں

وَبَنٰتُ الۡاُخۡتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىۡۤ اَرۡضَعۡنَكُمۡ وَ

نے تمہیں دودھ پلایا ہے۔ اور تمہاری رضاعی (دودھ شریک) بہنیں

اَخَوٰتُكُمۡ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمۡ

اور تمہاری بیویوں کی مائیں (خوش دامنیں) اور تمہاری ان بیویوں کی جن سے

وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِىۡ فِىۡ حُجُوۡرِكُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِىۡ

تم نے مباشرت کی ہے وہ لڑکیاں جو تمہاری گودوں میں پرورش پا رہی ہیں

دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ فَاِنۡ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ

اور اگر صرف نکاح ہوا ہے مگر مباشرت نہیں ہوئی ہے۔ تو پھر (ان کی لڑکیوں سے

فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ وَحَلَآئِلُ اَبۡنَآئِكُمُ الَّذِيۡنَ

نکاح کرنے میں) کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور تمہارے سلبی بیٹوں کی بیویاں (بہویں)

مِنۡ اَصۡلَابِكُمۡ ۙ وَاَنۡ تَجۡمَعُوۡا بَيۡنَ الۡاُخۡتَيۡنِ

اور یہ بھی حرام قرار دیا گیا کہ دو بہنوں کو ایک نکاح میں اکٹھا کرو۔ مگر جو پہلے ہو چکا ہے۔

اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۲۳﴾ ۙ

بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے (۲۳)

۱۵۔ ﴿وَلَا تَنۡكِحُوۡا مَا نَكَحَ۔ الآیہ﴾ اس حکم کے ذریعہ سے دور جاہلیت کی اس رسم بد کا "استیصال کرنا مقصود ہے کہ اس دور کے لوگ اپنے باپ کی بیوی یعنی اپنی سوتیلی ماں سے عقد نکاح کیا کرتے تھے، اسلام نے اسے حرام قرار دے دیا مگر جو اس سے پہلے ہو چکا کہ اب اس کی سزا نہیں ہوگی۔

۱۶۔ ﴿حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ۔ الآیہ﴾ ان دو آیتوں میں خدائے علیم وحکیم نے چند قسم (بارہ قسم) کی عورتوں کا تذکرہ فرمایا ہے جو مردوں پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں اور اس حرمت کے اسباب تین ہیں:

(۱) نسب۔ (۲) رضاعت۔ اور

(۳) مصاہرت۔ تفصیل اسی آیت ۲۳ اور ۲۴ میں مذکور ہے۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ
اور وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں، جو شوہر دار ہوں۔ مگر وہ ایسی عورتیں جو (شرعی جہاد میں)
اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا
تمہاری ملکیت میں آئیں۔ یہ آئین ہے، اللہ کا جو تم پر لازم ہے۔ اور ان کے
وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ
علاوہ جو عورتیں ہیں وہ تمہارے لئے حلال ہیں کہ اپنے مال (حق مہر) کے عوض ان سے شادی کر لو۔
غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ
بدکاری سے بچنے اور پاکدامنی کو قائم رکھنے کے لئے اور ان عورتوں میں سے جن سے تم متعہ کرو۔
فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
تم ان کی مقررہ اجرتیں ادا کر دو۔ اور اگر زر مہر مقرر کرنے کے بعد تم آپس
فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
میں (کم و بیش پر) راضی ہو جاؤ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بے شک اللہ
كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ
بہت جاننے والا اور بڑی رحمت والا ہے (۲۴) اور تم میں سے جو شخص مالی حیثیت سے اس کی قدرت نہ رکھتا ہو کہ
طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ
وہ (خاندانی) مسلمان آزاد عورتوں سے نکاح کر سکے۔ تو وہ ان مسلمان لونڈیوں سے (نکاح کر لے) جو تمہاری ملکیت
مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ
میں ہوں اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے تم (اسلام کی حیثیت سے) سب ایک دوسرے سے ہو۔
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ
پس ان (لونڈیوں) کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرو۔ اور بھلائی کے ساتھ ان کے حق مہر
فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
ادا کرو۔ تاکہ وہ (قید نکاح میں آ کر) پاک دامن رہیں اور شہوت رانی نہ کرتی پھریں۔
بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ
اور نہ ہی چوری چھپے آشنا بناتی پھریں۔ سو جب وہ قید نکاح میں محفوظ ہو جائیں تو

۱۷۔ ﴿وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ الآیہ﴾ شوہر دار عورتیں بھی حرام ہیں ماسوا ان کے جو تمہاری ملکیت آ جائیں (اور ان کے خاوند دار الحرب میں رہ جائیں) جس سے ان کا سابقہ نکاح ختم ہو جاتا ہے اور جس سپاہی کے حصہ میں آ جائیں استبراء کے بعد اس کیلئے حلال ہو جاتی ہیں یہ احکام اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کر دیئے ہیں۔

۱۸۔ ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ۔ الآیہ﴾ اس آیت کے ان الفاظ (ان مذکورہ بالا (بارہ) اقسام کی عورتوں کے سوا باقی عورتوں تمہارے لئے حلال ہیں) نے بہت سے خود ساختہ حرام نکاحوں کا حلال ہونا واضح کر دیا جن کو بعض لوگ اسلام ناشناسی کی وجہ سے حرام جانتے ہیں۔ جیسے پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی کا ایک نکاح میں جمع کرنا یا جیسے بعض خاندانوں کا دوسرے بعض خاندانوں میں رشتہ کرنے کو حرام جانتے وغیرہ وغیرہ۔ فتدبر وتشکر۔

۱۹۔ ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ۔ الآیہ﴾ ہمارے مفسرین نے اس استمتاع سے عقد متعہ مراد لیا ہے جس کے اوائل اسلام میں حلال ہونے پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ چنانچہ فاضل رازی اپنی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں: ﴿ان الامۃ مجتمعۃ علی ان المتعۃ کان جائزًا فی اوائل الاسلام ولا خلاف فی الامۃ فیہ﴾ (تفسیر کبیر) "یعنی تمام امت مسلمہ کا اتفاق ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عقد متعہ اوائل اسلام میں جائز تھا۔" آیا بعد ازاں حرام ہوا یا نہ؟ شیعی موقف یہ ہے کہ یہ عقد حلال تھا۔ حلال ہے اور قیامت تک حلال رہے گا۔ جس کی تائید مزید بخاری و مسلم کی روایات اور کئی صحابہ وصحابیات کے اقوال سے بھی ہوتی ہے اور اس کی کوئی ناسخ آیت قرآن میں نہیں ہے اور نہ ہی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی ممانعت ثابت ہے۔ بلکہ بعض حضرات کا یہ اعلان کرنا کہ ﴿متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ و انا احرمہما واعاقب علی من عاد متعۃ

اَخۡدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحۡصِنَّ فَاِنۡ اَتَيۡنَ بِفَاحِشَةٍ
اگر اب بدکاری کا ارتکاب کریں تو ان کے لئے آزاد عورتوں کی نصف سزا ہو گی۔
فَعَلَيۡهِنَّ نِصۡفُ مَا عَلَى الۡمُحۡصَنٰتِ مِنَ الۡعَذَابِ ؕ
یہ رعایت (کہ خاندانی مسلمان آزاد عورت سے نکاح کرنے کی قدرت نہ ہو تو کنیز سے نکاح کرنے کا جواز)
ذٰلِكَ لِمَنۡ خَشِىَ الۡعَنَتَ مِنۡكُمۡ ؕ وَاَنۡ تَصۡبِرُوۡا
اس شخص کے لئے ہے جسے (نکاح نہ کرنے سے) بدکاری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اور اگر ضبط سے کام لو تو یہ
خَيۡرٌ لَّكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۚ ۲۵ يُرِيۡدُ اللّٰهُ ع ۳
تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے (۲۵) اللہ چاہتا ہے کہ (تم سے اپنے احکام)
لِيُبَيِّنَ لَكُمۡ وَيَهۡدِيَكُمۡ سُنَنَ الَّذِيۡنَ مِنۡ
کھول کر بیان کر دے اور تمہیں ان لوگوں کے طریقوں پر چلائے جو تم سے
قَبۡلِكُمۡ وَيَتُوۡبَ عَلَيۡكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ۲۶
پہلے گزرے ہیں اور تمہاری توبہ قبول کرے اللہ بڑا جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے (۲۶)
وَاللّٰهُ يُرِيۡدُ اَنۡ يَّتُوۡبَ عَلَيۡكُمۡ ۟ وَيُرِيۡدُ الَّذِيۡنَ
اور اللہ تو چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے مگر وہ لوگ جو خواہشات نفس
يَتَّبِعُوۡنَ الشَّهَوٰتِ اَنۡ تَمِيۡلُوۡا مَيۡلًا عَظِيۡمًا ۲۷
کی پیروی کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم (راہ راست سے بھٹک کر) بہت دور نکل جاؤ (۲۷)
يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّخَفِّفَ عَنۡكُمۡ ۚ وَخُلِقَ الۡاِنۡسَانُ
اللہ چاہتا ہے کہ تمہارا بوجھ ہلکا کرے (کیونکہ) انسان کمزور پیدا
ضَعِيۡفًا ۲۸ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَـكُمۡ
کیا گیا ہے (۲۸) اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل
بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً عَنۡ
طریقہ سے نہ کھاؤ۔ مگر یہ کہ تمہاری باہمی رضا مندی سے تجارتی
تَرَاضٍ مِّنۡكُمۡ ۟ وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
معاملہ ہو۔ اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تم پر بڑا

النساء ومتعة الحج﴾ (شرح تجرید قوشجی، تفسیر کبیر وغیرہ) کہ "دو متعے پیغمبر اسلام ﷺ کے عہد میں جائز تھے اور میں ان کو حرام قرار دیتا ہوں اور ان کے کرنے والوں کو سزا دوں گا۔ ایک متعہ النساء اور دوسرا متعۃ الحج۔" یہ اعلان درحقیقت متعہ کے جائز وحلال ہونے کا اعلان ہے۔ اس موضوع کی باقی تفصیلات تفسیر فیضان الرحمٰن میں دیکھی جائیں۔

۲۰۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا۔ الآیہ﴾ اسلام کسب حلال اور صدق مقال پر بڑا زور دیتا ہے اور اکل المال بالباطل یعنی کسی کا مال ناجائز طور پر کھانے سے بڑی شدت سے منع کرتا ہے۔ یہ لفظ ان تمام صورتوں کو شامل ہے جو شرعاً ممنوع ہیں جیسے دھوکہ دہی، چوری چکاری، راہزنی، غصب، سود، رشوت اور قمار بازی وغیرہ۔ ہاں البتہ اگر باہمی رضامندی سے تجارت کی جائے تو وہ جائز ہے۔ اس کے علاوہ بھی اسلامی طریقے جائز ہیں جیسے ہبہ، صدقہ وخیرات اور اجارہ وغیرہ۔

۲۱۔ ﴿وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا۔ الآیہ﴾ واضح رہے کہ اس ممانعت میں جہاں دوسرے مسلمانوں کو ناحق قتل کرنا داخل ہے وہاں خودکشی کرنا بھی اس میں داخل ہے کیونکہ جان خدا کی امانت ہے اور اس کی اجازت کے بغیر کسی طرف بھی اس کا تلف کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٢٩﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا

مہربان ہے (۲۹) اور جو شخص ظلم و تعدی سے ایسا کرے گا۔ تو ہم عنقریب اسے

وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى

آتش (دوزخ) میں ڈالیں گے۔ اور یہ بات اللہ کے لئے بالکل

اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ

آسان ہے (۳۰) اگر تم ان بڑے (گناہوں) سے بچتے رہو، جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے۔

نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا

تو ہم تمہاری (چھوٹی) برائیاں دور کر دیں گے (معاف کر دیں گے) اور تمہیں ایک معزز (جنت) میں

كَرِيْمًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ

داخل کریں گے (۳۱) اور اللہ نے تم سے بعض کو دوسرے بعض پر جو زیادتی (بڑھائی)

عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ

عطا کی ہے ۔ تم اس کی تمنا نہ کرو۔ مردوں کا حصہ ہے (مال و اعمال وغیرہ سے) جو انہوں

وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْئَلُوا اللّٰهَ

نے کمایا اور عورتوں کا حصہ ہے جو کچھ انہوں نے کمایا۔ اور اللہ سے اس کے

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٣٢﴾

فضل (مال اور اعمال وغیرہ کا) سوال کرو بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے (۳۲)

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

اور ہم نے ہر شخص کے لئے وارث مقرر کر دیئے ہیں ،جو کچھ ماں،باپ اور قریب ترین

وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ

رشتہ دار اور جن سے تم نے عہد وپیمان کر رکھا ہے۔ چھوڑ جائیں انہیں (وارثوں کو)

نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿٣٣﴾ ع ٥ ٨ ٢

ان کا حصہ دو۔ بے شک اللہ ہر چیز پر گواہ (مطلع) ہے (۳۳)

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ

مرد عورتوں کے محافظ و منتظم (حاکم) ہیں (ایک) اس لئے کہ اللہ نے بعض (مردوں) کو بعض

۲۲۔ ﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ۔ الآیہ﴾ شریعت مقدسہ میں گناہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) کبیرہ۔ (۲) صغیرہ۔ پھر ان کی تعریف میں فی الجملہ اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ ہر وہ گناہ جس کے ارتکاب پر خدا نے جہنم کی تہدید فرمائی ہے وہ کبیرہ ہے اور جو ایسا نہیں ہے وہ صغیرہ ہے۔ گناہاں کبیرہ بہت سے ہیں مگر اکبر الکبائر شرک ہے یا پھر خدا کی رحمت سے ناامید ہونا، قتل مومن، والدین کی نافرمانی، مومنہ عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا، یتیم کا مال کھانا، سود خور وغیرہ وغیرہ۔ یہاں خدائے رحیم نے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر تم گناہان کبیرہ سے اجتناب کروگے تو ہم تمہارے گناہان صغیرہ معاف کر دیں گے یعنی توبہ کے بغیر ورنہ پورے شرائط کے ساتھ توبۃ النصوح کرنے سے تو ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

۲۳۔ ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ۔ الآیہ﴾ یہ مسئلہ قدیم الایام سے محل بحث چلا آرہا ہے کہ آیا مرد عورت ہر لحاظ سے مساوی ہیں یا مرد کو حیاتیاتی و نفسیاتی طور پر عورتوں پر کچھ فوقیت حاصل ہے؟ اسلامی تعلیمات اور علم تشریح الاعضاء کے ماہرین جانتے ہیں کہ خالق حکیم نے مرد عورت کی بناوٹ میں جو حیاتیاتی و نفسیاتی فرق اور ان کے جسمانی اور ذہنی قویٰ میں جو تفاوت رکھا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صنف کے اعتبار سے مرد کو عورت پر ایک گونہ فوقیت حاصل ہے اور اسلام نے بعض مسائل میں مرد و عورت میں جو تفریق قائم کی ہے مثلاً وراثت میں مرد کا حصہ دوہرا اور عورت کا اکہرا ہے، دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے اور ہر ماہ عورت خدا کی عبادت سے بھی محروم ہوتی ہے اس سے واضح ہوتا ہے۔ ﴿لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ (بقرہ) کہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت کا ایک درجہ حاصل ہے۔

بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ

(عورتوں) پر فضیلت دی ہے اور (دوسرے) اس لئے کہ مرد (عورتوں پر) اپنے مال سے خرچ کرتے ہیں۔

اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ

سو نیک عورتیں تو اطاعت گزار ہوتی ہیں اور جس طرح اللہ نے (شوہروں کے ذریعہ) ان کی

بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِىْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ

حفاظت کی ہے۔ اسی طرح پیٹھ پیچھے (شوہروں کے مال اور اپنی ناموس کی) حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں اور وہ عورتیں جن کی

فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ

سرکشی کا تمہیں اندیشہ ہو انہیں (نرمی سے) سمجھاؤ (بعد ازاں) انہیں ان کی خواب گاہوں میں چھوڑ دو اور (آخرکار) انہیں

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ

مارو۔ پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو پھر ان کے خلاف کوئی اور اقدام کرنے کے راستے تلاش نہ کرو۔

اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ

یقیناً اللہ (اپنی کبریائی میں) سب سے بالا اور بڑا ہے (۳۴) اور اگر تمہیں دونوں (میاں بیوی)

بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ

کی ناچاقی کا خوف دامن گیر ہو تو ایک ثالث مرد کے کنبے سے اور ایک ثالث عورت

اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ

کے کنبے سے مقرر کرو۔ اگر دونوں اصلاح کا ارادہ کریں گے تو خدا ان دونوں میں موافقت

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا

پیدا کر دے گا۔ بے شک اللہ بڑا جاننے والا بڑا باخبر ہے (۳۵) اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو

تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى

اس کا شریک نہ بناؤ۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں،

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى

یتیموں، مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پہلو میں بیٹھنے والے

وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ

رفیق اور مسافر، اپنے مملوکہ (غلاموں کنیزوں) کے

۳۴۔ ﴿وَالّٰتِىْ تَخَافُوْنَ۔ الآیہ﴾ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہیں علائم و آثار سے عورتوں کی سرکشی اور نافرمانی کا احساس ہو تو ان کی اصلاح کیلئے تدریجاً تین طریقہ اختیار کرو: (۱) انہیں وعظ و نصیحت کی جائے۔ (۲) ہم خوابی ترک کر کے ان کا بستر الگ کر دیا جائے۔ (۳) سب کے آخر میں ہلکی سی بدنی سزا دی جائے۔

۳۵۔ ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ۔ الآیہ﴾ مطلب یہ ہے کہ اگر میاں بیوی کا بگاڑ اس حد تک پہنچ جائے کہ مذکورہ بالا تمام اصلاحی تدبیریں بے کار ہو جائیں تو آخری قدم اٹھانے (طلاق دینے) سے پہلے اصلاح کی یہ آخر کوشش کی جائے کہ ایک حکم مرد کے خاندان سے اور ایک حکم عورت کے خاندان سے مقرر کیا جائے پھر وہ دونوں حکم میاں بیوی کی شکایات سنیں اور اختلاف کے وجوہ معلوم کریں اور پھر ان کا ازالہ کر کے ان کے درمیان صلح صفائی کرائیں۔ اور اگر اتفاق کا کوئی امکان نظر نہ آئے تو پھر طلاق کا آخری قدم اٹھائیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اہل ایمان اپنے تمام باہمی نزاعات کا باہم لڑنے جھگڑنے اور عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹانے کی بجائے اسی ثالثی کے ذریعہ سے حل تلاش کریں اور صلح صفائی کا اہتمام کریں۔ والصلح خیر۔

وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ
ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ بے شک اللہ مغرور و متکبر اور شیخی بگھارنے والوں کو
كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴿٣٦﴾ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَ
دوست نہیں رکھتا (۳۶) جو خود کنجوسی سے کام لیتے ہیں اور دوسروں کو بھی کنجوسی کرنے کا حکم
يَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ
(ترغیب) دیتے ہیں۔ اور جو کچھ اللہ نے ان کو اپنے فضل و کرم سے دیا ہے وہ
اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا
اسے چھپاتے ہیں ہم نے ایسے ناشکروں کے لئے رسوا کن عذاب مہیا کر
مُهِينًا ﴿٣٧﴾ وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ
رکھا ہے (۳۷) اور جو اپنے مال صرف لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں
النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ
دراصل وہ خدا اور روز جزا پر ایمان و یقین نہیں رکھتے (اللہ ایسے لوگوں کو دوست نہیں رکھتا)۔
وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ﴿٣٨﴾
اور جس کا مصاحب شیطان ہو۔ وہ اس کا بہت برا مصاحب ہے (۳۸)
وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ
اور ان کا کیا نقصان ہوتا اگر وہ اللہ اور روز آخرت پر ایمان لاتے اور جو کچھ اللہ نے انہیں
أَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ﴿٣٩﴾
عطا کیا ہے اس میں سے کچھ (راہ خدا میں) خرچ کرتے اور اللہ ان سے خوب واقف ہے (۳۹)
إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً
بے شک اللہ ذرہ برابر (کسی پر) ظلم نہیں کرتا اور اگر وہ (ذرہ برابر) نیکی ہو
يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾
تو اسے دوگنا (بلکہ چوگنا) کر دیتا ہے اور اپنی طرف سے بہت بڑا اجر عطا فرماتا ہے (۴۰)
فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا
اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے

۲۶۔ ﴿وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ۔ الآیہ﴾ ان لوگوں کی مذمت کرنے کے بعد جو راہ خدا میں اپنا مال خرچ نہیں کرتے اب یہاں ان لوگوں کی مذمت کی جارہی ہے جو اپنا مال تو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں مگر خدا کیلئے نہیں کرتے بلکہ ریا و سمعہ کی خاطر کرتے ہیں اور ریاکاری اسلام میں بدترین اخلاقی صفت رذیلہ ہے جسے شرک کہا گیا ہے چنانچہ وارد ہے کہ قیامت کے دن خداوند عالم ریاکار کو مشرک کہہ کر خطاب کرے گا۔ اور فرمائے گا کہ تو آج اپنے عمل کا اجر اس سے وصول کر جسے دکھانے کیلئے تو نے یہ عمل کیا تھا۔ (جامع السعادات وغیرہ۔

۲۷۔ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا۔ الآیہ﴾ جب کوئی امت انکار کرے گی کہ ﴿مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ﴾ کہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر نہیں آیا تھا۔ تو اس امت کا نبی گواہی دے گا کہ یہ لوگ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ ہم نے بشارت و نذارت کا فریضہ ادا کیا تھا۔ اور جب پیغمبروں سے اس بات پر گواہ کا مطالبہ کیا جائے گا تو حضرت پیغمبر اسلام ﷺ بارگاہ ایزدی میں پیغمبروں کی پیغام رسانی کی گواہی دیں گے۔ اس طرح آنحضرت ﷺ گواہوں کے گواہ قرار پاتے ہیں۔ جس سے آپؐ کی خصوصی فضیلت نمایاں ہوتی ہے آپ کو انبیاءؑ سے وہی نسبت ہے جو ان کو اپنی امتوں سے ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد ہر عہد کا امام اپنے زمانے کے لوگوں پر گواہ ہے اور آنحضرتؐ ان گواہوں کے بھی گواہ ہیں۔ مخفی نہ رہے کہ ان حضرات کی یہ گواہی کراماً کاتبین کے نامہ اعمال کے ہر روز یا ہر شب جمعہ ان کی خدمت میں پیش کرنے اور اس سے ان کے علم و آگہی حاصل کرنے کی بنا پر ہے نہ اس بنا پر کہ وہ ذات مقدسہ ہر وقت جگہ حاضر و ناظر ہیں جیسا کہ جہاں خیال کرتے ہیں جو کہ عقلاً و شرعاً ناممکن اور محال ہے۔

بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ

اور آپؐ کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے (۴۱) اس دن کافر اور پیغمبرؐ کے

كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ

نافرمان تمنا کریں گے کہ کاش وہ زمین کے برابر کر دیئے

الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ ؏ يٰۤاَيُّهَا

جاتے اور وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہ سکیں گے (۴۲) اے ایمان والو۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى

نماز کے قریب مت جاؤ جبکہ نشہ کی حالت میں ہو یہاں

حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ

تک کہ (نشہ اتر جائے اور) تمہیں معلوم ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اور نہ ہی جنابت

سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ

کی حالت میں (نماز کے قریب جاؤ) یہاں تک کہ غسل کر لو۔ الا یہ کہ تم راستے سے گزر رہے ہو

عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ

(سفر میں ہو)۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم سے کوئی بیت الخلاء سے ہو کے آئے۔

لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا

یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پھر پاک مٹی سے تیمم کر لو۔

صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ

کہ (اس سے) اپنے چہروں اور ہاتھوں کے کچھ حصہ پر مسح کر لو۔ بے شک

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

اللہ بڑا معاف کرنے والا ہے، بڑا بخشنے والا ہے (۴۳) کیا تم نے ان لوگوں کی طرف

اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ

نہیں دیکھا جن کو کتاب (الٰہی) کا کچھ حصہ دیا گیا کہ وہ گمراہی خرید رہے ہیں اور

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

چاہتے ہیں کہ تم بھی سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ (۴۴) اور اللہ تمہارے

وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ع ۶ ۹ ۴

۲۸۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ یہ حرمت شراب کے بارے میں پہلی آیت ہے کیونکہ خدائے حکیم نے بربنائے حکمت اس کی حرمت کا اعلان تدریجاً کیا ہے یکبارگی نہیں کیا ورنہ اس کی تعمیل مشکل ہو جاتی۔

۲۹۔ ﴿فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ۔ الآیہ﴾ بالاتفاق جب پانی نہ ملے یا پانی ضرر پہنچائے تو شریعت نے غسل یا وضو کے عوض تیمم مقرر فرمایا ہے اور مٹی صرف منہ اور ہاتھوں پر ملی جاتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں صرف منہ اور ہاتھ دھوئے جاتے ہیں اور چونکہ پانی کا بدل مٹی ہے اس سے وضو کے مسئلہ میں شیعی موقف کی تائید مزید ہوتی ہے۔

بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ٘ وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ

دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور اللہ تمہاری کارسازی و سرپرستی اور مددگاری کے لئے

نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ

کافی ہے (۴۵) یہودیوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کلموں کو ان کے موقع ومحل سے پھیر دیتے ہیں

عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا

اور زبانوں کو توڑ موڑ کر اور دین پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سمعنا وعصینا۔ (ہم نے سنا مگر مانا نہیں)

وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ

اور "اسمع غیر مسمع" (اور سنو تمہاری بات نہ سنی جائے) اور "راعنا" (ہمارا لحاظ کرو)۔ اگر وہ

وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا

اس کی بجائے یوں کہتے "سمعنا و اطعنا (ہم نے سنا اور مانا) اور اسمع (اور سنیے) و

وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ

انظرنا (اور ہماری طرف دیکھیے) تو یہ ان کے لیے بہتر اور زیادہ درست ہوتا۔

اَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ

مگر اللہ نے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کی ہے (اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے) اس لئے وہ بہت

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا

کم ایمان لائیں گے (۴۶) اے اہل کتاب اس (قرآن) پر (ایمان لاؤ)

بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ

اس سے پہلے کہ ہم کچھ چہروں کو بگاڑ دیں اور انہیں ان کی پیٹھ کی

نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ

طرف پھیر دیں یا ان پر اس طرح لعنت کریں

كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ

جس طرح ہم نے ہفتہ کے دن والوں پر لعنت کی تھی اور اللہ کا حکم نافذ ہو کر

مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ

رہتا ہے (۴۷) یقیناً اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے

۳۰۔ ﴿وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا۔ الآیہ﴾ یہاں یہودیوں کی ایک بہت بری خصلت کا تذکرہ کرکے ان کی مذمت کی جارہی ہے۔ اور وہ ہے ان کا کلمات میں تحریف اور ہیر پھیر کرنا اور کتاب کے معنی کچھ سے کچھ بنا دینا۔
مخفی نہ رہے کہ تحریف کی دو قسمیں ہیں: (۱) لفظی۔ (۲) معنوی۔ صاحب اظہار الحق نے ایسے سو مقامات کی نشاندہی کی ہے جہاں یہودیوں نے توراۃ کے الفاظ وکلمات میں تحریف کی ہے۔ فراجع۔

۳۱۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے جرم شرک کی سنگینی واضح ہوجاتی ہے کہ وہ ناقابل معافی جرم ہے جسے خدا (توبہ کے بغیر) معاف نہیں کرے گا جبکہ دوسرے گناہ جسے چاہے گا معاف کردے گا۔ مخفی نہ رہے کہ یہاں دوسرے گناہوں کی معافی کو بھی اجمال وابہام کے پردہ میں چھپایا گیا ہے۔ ان کی عام معافی کا وعدہ نہیں کیا گیا ہے۔ تاکہ گنہگار اس پر بھروسہ کرکے بخشش گناہ کا اہتمام کرنا ترک نہ کردیں۔ اور توبہ وانابہ سے غافل نہ ہوجائیں۔

يَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ

اور اس کے سوا (ہر گناہ) جس کے لئے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس نے کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرایا

بِاللّٰهِ فَقَدِ افۡتَـرٰۤى اِثۡمًا عَظِيۡمًا ﴿۴۸﴾ اَلَمۡ تَرَ اِلَى

اس نے بہت بڑے گناہ کے ساتھ بہتان باندھا (۴۸) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنی

الَّذِيۡنَ يُزَكُّوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّىۡ مَنۡ

پاکیزگی بیان کرتے ہیں (اور خود اپنی تعریف کرتے ہیں) حالانکہ اللہ جسے چاہتا ہے پاکیزگی عطا کرتا ہے (جس کی

يَّشَآءُ وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا ﴿۴۹﴾ اُنۡظُرۡ كَيۡفَ يَفۡتَرُوۡنَ

چاہتا ہے تعریف کرتا ہے)۔ اور ان پر سوت برابر (ذرہ برابر) ظلم نہیں کیا جائے گا (۴۹) دیکھو کہ یہ کس طرح خدا پر

عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثۡمًا مُّبِيۡنًا ﴿۵۰﴾ ع اَلَمۡ ع ۸/۴

جھوٹی تہمت لگاتے ہیں۔ اور ان کے گنہگار ہونے کے لئے یہی کھلا ہوا گناہ کافی ہے (۵۰) کیا تم

تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِيۡبًا مِّنَ الۡكِتٰبِ

نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب (الٰہی) سے کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ جبت (بت)

يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡجِبۡتِ وَالطَّاغُوۡتِ وَيَقُوۡلُوۡنَ لِلَّذِيۡنَ

اور طاغوت (شیطان) پر ایمان رکھتے ہیں (انہیں مانتے ہیں) اور کافروں کے

كَفَرُوۡا هٰٓؤُلَآءِ اَهۡدٰى مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا سَبِيۡلًا ﴿۵۱﴾

متعلق کہتے ہیں کہ وہ ایمان لانے والوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں (۵۱)

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنۡ يَّلۡعَنِ اللّٰهُ

یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر اللہ لعنت کر دے تم اس کا ہرگز

فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ نَصِيۡرًا ﴿۵۲﴾ ؕ اَمۡ لَهُمۡ نَصِيۡبٌ مِّنَ

کوئی یار و مددگار نہیں پاؤ گے (۵۲) کیا ان کا سلطنت میں کوئی حصہ ہے ؟

الۡمُلۡكِ فَاِذًا لَّا يُؤۡتُوۡنَ النَّاسَ نَقِيۡرًا ﴿۵۳﴾ لا اَمۡ

اگر ایسا ہوتا تو یہ لوگوں کو تل بھر بھی نہ دیتے (۵۳) یا پھر وہ

يَحۡسُدُوۡنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ۚ

لوگوں پر اس لئے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے ان کو

۳۲۔ ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ ۔الآیہ﴾ کسی مکلف آدمی کی عصیان کاری اور سیاہ کاری کی وجہ سے رحمت حق سے دوری کی بددعا کرنے کا نام لعنت ہے جس کی ضد رحمت ہے جو کسی نیکوکار بندے کے حق میں رحمت کے نزول کی دعا کرنے کا نام ہے۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ لعنت کوئی سب وشتم یعنی گالم گلوچ نہیں ہے بلکہ صرف بددعا ہے۔ نیز خدا کے کچھ گروہوں اور کچھ لوگوں پر لعنت کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح رحمت کے مستحق کیلیے رحمت کی دعا کرنا کار ثواب ہے اس طرح لعنت کے مستحق پر لعنت کرنا بھی کار ثواب ہے۔ ﴿اُولٰٓئِكَ يَلۡعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلۡعَنُهُمُ اللّٰعِنُوۡنَ﴾

۳۳۔ ﴿اَمۡ يَحۡسُدُوۡنَ النَّاسَ ۔الآیہ﴾ حسد اخلاق رزیلہ میں سے ایک بدترین صفت ہے۔ جو اللہ کی تقسیم پر ناراضگی کا نتیجہ ہے کیونکہ حاسد محسود کے کسی کمال پر حسد کرتا ہے کہ خدا نے اسے اس کمال سے کیوں نوازا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ حسد ہمیشہ محسود کے کسی ہنر و کمال پر ہوتا ہے۔ لہٰذا جس قدر جس میں کمال زیادہ ہوگا اسی قدر وہ محسود بھی زیادہ ہوگا اور اس کے حاسد بھی زیادہ ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بے کمال آدمی پر کوئی حسد نہیں کرتا۔

بقول شاعر۔

ہم کہاں کے دانا تھے کس ہنر میں یکتا تھے
بے سبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا

یہود و نصاریٰ ہوں یا دوسرے دشمنان بانی اسلام اور ان کے خاندان کے دشمنان۔ ان سب کی ہاؤ ہو اور فتنہ سامانیاں اسی حسد کا نتیجہ ہیں کہ خداوند عالم نے ان کو نظر انداز کر کے حضرت رسولخدا اور ائمہ ہدیٰ کو اپنے خصوصی فضل و کرم سے شرف نبوت و ولایت سے کیوں نوازا ہے؟ اگرچہ یہی وجہ ہے (اور یقیناً ہے) تو پھر ان کو چاہیے کہ آتش حسد میں جل کر راکھ ہو جائیں کیونکہ موت کے سوا اس رنج سے چھٹکارا حاصل کرنا کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

اپنے فضل و کرم سے نوازا ہے۔(اگر یہ بات ہے) تو ہم نے آل ابراہیمؑ کو کتاب و

وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ

حکمت عطا کی ہے اور ان کو بہت بڑی سلطنت عطا کی (۵۴) پھر ان میں کچھ تو اس

مِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾

پر ایمان لائے اور کچھ روگردان ہو گئے اور (ایسوں کے لئے) دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ کافی ہے (۵۵)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ

بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا ہم عنقریب انہیں (دوزخ) کی

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا

آگ میں جھونکیں گے۔ جب ان کی (پہلی) کھالیں پک (جل) جائیں گی تو ہم ان کی کھالیں اور کھالوں

لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾

سے بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں بے شک اللہ زبردست ہے اور بڑی حکمت والا ہے (۵۶)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہم عنقریب ان کو ان بہشتوں میں داخل کریں گے جن

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ

کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان کے لئے

اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ

وہاں پاک و پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور ہم انہیں (اپنی رحمت) کے گنجان سایہ (گھنی چھاؤں)

ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا

میں اتاریں گے (۵۷) (اے مسلمانو) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل

الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ

امانت کو ادا کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔

اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ

بے شک اللہ تمہیں بہت ہی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے۔ بے شک اللہ

۳۴۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ۔ الآیہ﴾ انسان چونکہ فطرۃً مدنی الطبع واقع ہوا ہے اس لیے اسلام جو کہ دین فطرت ہے۔ ہر اس کام کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جس سے باہمی بھائی چارہ اور امداد باہمی کی فضا کو تقویت ملتی ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص بغیر حق حفاظت کسی کے پاس بطور امانت رکھنا چاہیے تو اسلام نہ صرف یہ کہ اس کی اجازت دیتا ہے بلکہ اسے کار ثواب سمجھتا ہے اور اس پر ثواب کا وعدہ کرتا ہے فقہاء نے اس آیت سے یہ حکم استنباط کیا ہے کہ جب بھی مالک اس سے اپنے مال کی واپسی کا مطالبہ کرے تو اس پر واجب ہے کہ فوراً واپس کر دے آئمہ طاہرینؑ کی متعدد احادیث میں وارد ہے کہ تین باتیں ایسی ہیں کہ ان میں مسلم و کافر اور نیک و بد میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (۱) امانت کی ادائیگی واجب ہے۔ خواہ نیک کی ہو یا بد کی۔ (۲) وعدہ کی وفا واجب ہے خواہ نیک سے کیا جائے یا بد سے۔ (۳) اور سچ بولنا واجب ہے خواہ مخاطب نیک ہو یا بد۔ (الخصال، الوسائل، البحار)

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿٥٨﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ

بڑا سننے والا، بڑا دیکھنے والا ہے (۵۸) اے ایمان والو اطاعت کرو

اٰمَنُوٓا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي

اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبان

الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ

امر ہیں(فرمانروائی کے حقدار ہیں)۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی بات میں نزاع (جھگڑا)

إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ

ہو جائے تو اسے اللہ اور رسولؐ کی طرف پلٹاؤ اگر تم اللہ اور آخرت کے

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ ع ۸ ۹ ۵

روز پر ایمان رکھتے ہو تو یہ طریقہ کار تمہارے لئے اچھا ہے اور انجام کے اعتبار سے عمدہ ہے (۵۹)

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ اٰمَنُوا بِمَآ

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اس پر ایمان لائے جو آپ پر

أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ

نازل کیا گیا ہے اور اس پر جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا۔ (اس کے باوجود)

يَتَحَاكَمُوٓا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوٓا أَنْ

وہ چاہتے ہیں کہ طاغوت کی طرف رجوع کریں۔ (غیر شرعی عدالت میں مقدمہ لے جائیں)

يَكْفُرُوا بِهِ ۚ وَيُرِيدُ الشَّيْطٰنُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلٰلًا

حالانکہ انہیں اس کے انکار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ انہیں بھٹکا کر گمراہی میں

بَعِيدًا ﴿٦٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلٰى مَآ أَنْزَلَ

بہت دور لے جائے (۶۰) اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اس کیطرف جو اللہ نے اتارا

اللّٰهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنٰفِقِينَ يَصُدُّونَ

ہے(قرآن) اور آؤ رسولؐ (سنت) کی طرف تو آپ منافقین کو دیکھیں گے کہ وہ آپ سے بڑی

عَنْكَ صُدُودًا ﴿٦١﴾ فَكَيْفَ إِذَآ أَصَابَتْهُمْ

سخت روگردانی کرتے ہیں (۶۱) پھر کیسی گزرتی ہے جب ان پر کوئی مصیبت

۳۵۔ ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا۔ الآیہ﴾ خدا و رسولؐ کے مفہوم میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ وہ متعین ہے جو کچھ اختلاف ہے وہ اولوالامر کے مفہوم و مصداق میں ہے اولوالامر سے مراد کون ہیں؟ اگر آیت کے الفاظ میں معمولی سا غور وفکر کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اولوالامر کی اطاعت بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح مطلقاً واجب ہے۔ یعنی ہر امر و نہی میں، ہر زمان و مکان میں اور ہر شخص پر اور ہر حال میں واجب ہے اور یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ جس ہستی کی اطاعت مطلقہ واجب ہو اس کیلئے معصوم ہونا لازم ہے۔ یہ وہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ جس کا فاضل رازی نے بھی اعتراف کیا ہے اور ظاہر ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت میں حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے گیارہ اماموں کے سوا اور کوئی معصوم نہیں ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یہی بزرگوار اولوالامر کا مصداق ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ (اثبات الوصیۃ مسعودی، کفایۃ الاثر، ینابیع المودۃ اور غایۃ المرام وغیرہ)

۳۶۔ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ سے یہ حکم مستنبط ہوتا ہے کہ طاغوت کی طرف اپنا مقدمہ لے جانا شرعاً حرام ہے اور طاغوت سے مراد وہ حاکم ہے جو قانون خداوندی کے خلاف فیصلہ کرے۔ نیز اس سے وہ عدالت مراد ہے جو فیصلہ کرنے میں خدا اور رسولؐ کے فیصلہ کی پابند نہ ہو بلکہ آزاد ہو۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جس شخص کا اپنے کسی بھائی سے کوئی جھگڑا ہو اور وہ اسے اپنے اصحاب میں سے کسی کو حکم بنانے کو کہے اور دوسرا اسے حاکم جابر کی طرف لے جانے پر اصرار کرے تو وہ ایسا ہے کہ گویا طاغوت کے پاس اپنا مقدمہ لے گیا۔ (تفسیر عیاشی وصافی)

مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ

آپڑتی ہے اپنے ہاتھوں کی لائی ہوئی (ان کے کرتوتوں کی وجہ سے) تو آپؐ کی خدمت

يَحْلِفُونَ ۖ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَ

میں اللہ کے نام کی قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا مقصد تو بھلائی اور (فریقین میں)

تَوْفِيقًا ﴿٦٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي

مصالحت کرانا تھا (۶۲) یہ وہ ہیں کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ جو کچھ ان کے

قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ

دلوں میں ہے آپ ان سے چشم پوشی کریں اور انہیں نصیحت کریں

فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ

اور ان سے مؤثر باتیں کریں (۶۳) اور ہم نے کوئی رسولؐ نہیں بھیجا

رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ

مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے کاش جب یہ لوگ (گناہ کر کے)

ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ

اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے اگر آپؐ کے پاس آ جاتے اور اللہ سے بخشش طلب کرتے

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا

اور رسولؐ بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے تو یقیناً اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور بڑا

رَحِيمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ

مہربان پاتے (۶۴) نہیں۔ آپؐ کے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے۔ جب تک اپنے تمام

فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ

باہمی جھگڑوں میں آپ کو حکم نہ مانیں۔ اور پھر آپ جو فیصلہ کریں (زبان سے اعتراض کرنا تو کجا) اپنے دلوں

حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾ وَلَوْ أَنَّا

میں بھی تنگی محسوس نہ کریں اور اس طرح تسلیم کریں جس طرح تسلیم کرنے کا حق ہے (۶۵) اور اگر ہم

كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا

ان پر یہ فرض کر دیتے کہ اپنے آپ کو قتل کرو۔ یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو اس پر

۳۷۔ ﴿فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں کسی غلط آدمی کو تنبیہ کرنے کے تین مرحلے ہیں: (۱) چشم پوشی۔ (۲) نصیحت کرنا۔ (۳) مؤثر انداز میں تبلیغ حق کرنا۔ اگر ہمارے مبلغین حضرات مرحلہ وار اس طریقہ کار کو اپنائیں تو اس کے خوشگوار نتائج نکل سکتے ہیں۔

اللہ کے حکم کی تعمیل و اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ایک حکم ہے کہ میرے رسولؐ کی اتباع و اطاعت کرو۔ بموجب مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ اور جو رسولؐ کی اطاعت کرے گا وہ خدا کا اطاعت گزار سمجھا جائے گا ظاہر ہے کہ جو مقدس ہستیاں خدا کی طرف نبی و رسول بن کر آتی ہیں وہ محض اس لیے نہیں آتیں کہ صرف زبانی کلامی ان کی نبوت و رسالت کا اقرار کر لیا جائے بلکہ اس لیے آتی ہیں کہ ہر قول و فعل اور ہر امر و نہی میں ان کی اطاعت و پیروی کی جائے اور اپنی زندگی کو ان کے بتائے ہوئے اصولوں کے سانچے میں ڈھالا جائے۔ اور دنیا جہاں کے قوانین آئین کو چھوڑ کر صرف اسی قانون اور آئین پر عمل کیا جائے جو نبی و رسول منجانب اللہ لایا ہے لیکن اگر زبان سے اقرار نبی و رسول کی نبوت و رسالت کا کیا جائے اور عمل سے اطاعت، لوگوں کے قوانین کی، کی جائے یا مروجہ رسموں کی پابندی کی جائے تو زبانی اقرار کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۳۸۔ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا۔ الآیہ﴾ یہ آیت بارگاہ خداوندی میں بعض بزرگ و برتر ہستیوں کے توسل کے جواز اور اس کی اہمیت کی ناقابل رد دلیل ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ گناہ کر کے توبہ و استغفار کرنے کا تعلق گنہگار بندوں کا براہ راست خدائے تعالیٰ سے ہے لہٰذا بخشش گناہ کیلئے خدا سے دعا و استدعا کرنا کافی ہونا چاہیے تھا مگر خدائے حکیم اپنے گنہگار بندوں کو اس بخشش کا طریقہ کار یہ بتا رہا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوں اور خدا سے مغفرت طلب

مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ
اس یہ اگر اور کرتا نہ عمل کوئی اور سوا کے لوگوں چند معدودے
اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ
نصیحت پر عمل کرتے، جو ان کو کی جاتی ہے، تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا۔ اور ثابت قدمی کا
وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّاۤ اَجْرًا
زیادہ موجب ہوتا (۶۶) اور اس وقت ہم انہیں اپنی طرف سے بڑا
عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾ وَمَنْ
اجر دیتے (۶۷) اور انہیں سیدھے راستہ پر چلنے کی خاص توفیق عطا کرتے (۶۸) جو اللہ
يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ
اور رسولؐ کی اطاعت کرے گا تو ایسے لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ
نے خاص انعام کیا ہے۔ یعنی انبیاء ، صدیقین، شہداء اور
وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ؕ ذٰلِكَ
صالحین اور یہ بہت اچھے رفیق ہیں (۶۹) یہ اللہ کا خاص فضل ہے
الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ ع يٰۤاَيُّهَا ع ۹
اور اللہ کا علم کافی ہے (۷۰) اے ایمان والو! اپنی
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ
حفاظت کا سامان مکمل رکھو۔ ہر وقت تیار رہو پھر (موقع کی مناسبت سے) دستہ دستہ
اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ
ہو کر نکلو یا اکٹھے ہو کر نکلو (۷۱) اور تم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو پیچھے رکا رہنا پسند
فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ
کرتے ہیں پس اگر تم پر کوئی مصیبت نازل ہو تو کہتا ہے کہ یہ مجھ پر اللہ کا
عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ
احسان تھا کہ ان کے ساتھ حاضر نہ تھا (۷۲) اور اگر تم پر اللہ کا فضل و کرم

کریں۔ مگر شرط یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خدا کی بارگاہ میں ان کی مغفرت کی دعا (سفارش) کریں۔ تو اللہ کی توبہ قبول کرے گا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ گو توبہ کا قبول کرنے والا تو خدا ہی ہے۔ مگر کسی بزرگ شخصیت کا وسیلہ اختیار کرنا اس کو محل اجابت سے قریب کرنے کا موجب ضرور ہے۔

۳۹۔ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ۔ الآیہ﴾ یہ آیت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت مطلقہ کے لازم ہونے کی ناقابل رد دلیل ہے۔ کس قدر جاندار الفاظ میں خدا قسم کھا کر یہ حقیقت بیان کر رہا ہے کہ یہ ایمان کے دعویدار اس وقت تک ہرگز مومن نہیں ہو سکتے۔ جب تک اپنے تمام نزاعات میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا حاکم اعلیٰ تسلیم نہ کریں اور پھر آپ جو فیصلہ کر دیں وہ اسے بلا چوں وچراں تسلیم کریں اور اپنے دل میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں۔

۴۰۔ ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ۔ الآیہ﴾ اسلام وقرآن کا سب سے بڑا مقصد مختلف طریقہ سے لوگوں کو خدا ورسولؐ کی اطاعت پر آمادہ کرنا ہے۔ چنانچہ یہاں خدا ورسولؐ کی اطاعت کے خوشگوار ثمرات سے اہل عالم کو آگاہ کیا جا رہا ہے۔ کہ ایمان واطاعت کا اس سے بڑھ کر نتیجہ کیا ہوگا کہ اس سے انسان کو آخرت میں انبیاء وصدیقین، شہداء اور صالحین کی معیت اور رفاقت حاصل ہوگی۔ مخفی نہ رہے کہ خدا نے یہ فرمایا ہے کہ ﴿فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ﴾ کہ خدا ورسولؐ کی اطاعت کرنے والے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوں گے یہ نہیں فرمایا کہ ﴿فَاُولٰٓئِكَ مِنَ النبیین الخ﴾ کہ وہ نبیوں، صدیقوں میں سے ہوں گے۔ تاکہ اس آیت کو اجراء نبوت کی دلیل بنایا جائے۔ بہرحال یہ خوشخبری جنت میں ان بزرگواروں کی رفاقت سے متعلق ہے دنیا میں ان ذوات مقدسہ میں سے ہو جانے سے متعلق نہیں ہے۔

۴۱۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ اس

فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ

ہو (فتح ہو اور مال غنیمت مل جائے) تو کہتا ہے جیسے اس کے اور تمہارے درمیان کبھی

وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا

محبت اور دوستی تھی ہی نہیں کہ کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو

عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ

بڑی کامیابی حاصل کرتا (۷۳) اللہ کی راہ میں ان لوگوں کو جنگ کرنا

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ

چاہئے جنہوں نے دنیا کی پست زندگی آخرت کے عوض فروخت کر دی ہے

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ

جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے، پھر مارا جائے یا غالب آ جائے تو ہم ضرور

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

اسے اجر عظیم عطا کریں گے (۷۴) آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہ تم جنگ نہیں کرتے

اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ

راہ خدا میں اور ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر

وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ

جو فریاد کر رہے ہیں۔ پروردگارا! ہمیں اس بستی سے نکال دے ۔

هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ

جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارے

لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾

لئے کوئی سرپرست اور حامی و مددگار بنا (۷۵)

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ

جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جو

كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا

کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں جنگ کرتے ہیں پس تم شیطان کے حوالی،

آیت مبارکہ میں حفاظت خود اختیاری کیلئے حالات کے مطابق اہل ایمان کو اسلحہ جنگ فراہم کرنے اور لڑنے کیلئے تیار و آمادہ کار رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ زمان و مکان کے بدلنے سے اسلحہ جنگ بدلتا رہتا ہے مثلاً پہلے گھوڑے تھے اور اب ٹینک اور ہوائی جہاز، پہلے سیف و سنان تھے اور اب کلاشنکوف اور مارٹر گن بلکہ ایٹم بم۔ اب یہ جہاد فوجی دستہ بھیج کر بھی کیا جا سکتا ہے اور پورے لاؤ و لشکر سے بھی بہرحال یہ بات طے شدہ ہے کہ اگر کسی قوم نے یا شخص نے زندہ رہنا ہے تو اسے سامان زیست بھی فراہم کرنا پڑے گا۔

۴۲۔ ﴿وَمَنْ يُّقَاتِلْ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ مخلص مجاہدین ہر حال میں کامیاب ہیں۔ کیونکہ جب نیت خالص ہے، جہاد لوجہ اللہ ہے۔ اور ہدف اعلاء کلمۃ اللہ ہے تو ایسا مجاہد فی سبیل اللہ خواہ میدان کارزار میں کام آ جائے یا فتحیاب ہو کر واپس آ جائے یعنی خواہ وہ شہید ہو جائے یا غازی کہلائے وہ بہرحال کامیاب و کامران بھی ہے اور اخروی اجر و ثواب کا حقدار بھی ہے۔ فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

اَوۡلِيَآءَ الشَّيۡطٰنِ ۚ اِنَّ كَيۡدَ الشَّيۡطٰنِ كَانَ
موالی (حامیوں) سے جنگ کرو۔ یقیناً شیطان کا مکر و فریب نہایت
ضَعِيۡفًا ۚ ﴿۷۶﴾ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ قِيۡلَ لَهُمۡ كُفُّوۡۤا ع ۷
کمزور ہے (۷۶) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ
اَيۡدِيَكُمۡ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ
اپنے ہاتھ روکے رہو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ پھر جب
فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقِتَالُ اِذَا فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ
ان پر جدال و قتال فرض کر دیا گیا۔ تو ان میں سے ایک گروہ انسانوں سے اس طرح
يَخۡشَوۡنَ النَّاسَ كَخَشۡيَةِ اللّٰهِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡيَةً ۚ
ڈرنے لگا جیسے اللہ سے ڈرنا چاہیے یا اس سے بھی زیادہ۔ اور کہنے لگا پروردگارا! تو نے
وَقَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ كَتَبۡتَ عَلَيۡنَا الۡقِتَالَ ۚ لَوۡلَاۤ
کیوں (اتنا جلدی) ہم پر جہاد فرض کر دیا۔ اور تھوڑی مدت تک ہمیں مہلت کیوں نہ دی ؟
اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ ؕ قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡيَا
(اے نبیؐ) کہہ دیجئے کہ دنیا کا سامان بہت تھوڑا ہے اور جو متقی اور پرہیزگار ہے اس
قَلِيۡلٌ ۚ وَالۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۟ وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ
کے لئے آخرت بہت بہتر ہے اور تم پر کھجور کی گٹھلی کے ریشے برابر (ذرہ بھی) ظلم نہیں
فَتِيۡلًا ﴿۷۷﴾ اَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا يُدۡرِكْكُّمُ الۡمَوۡتُ
کیا جائے گا (۷۷) تم جہاں کہیں بھی ہو گے، موت تمہیں آئے گی اگرچہ تم
وَلَوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُرُوۡجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ
مضبوط قلعوں میں کیوں نہ گھسو اور جب انہیں بھلائی پہنچتی ہے۔
حَسَنَةٌ يَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنۡ
تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور جب کوئی برائی اور تکلیف پہنچتی ہے
تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِكَ ؕ قُلۡ
تو کہتے ہیں کہ یہ آپؐ کی وجہ سے ہے۔ کہہ دیجئے کہ یہ سب کچھ

۴۳۔ ﴿اَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا۔ الآیہ﴾ اس آیت میں یہ حقیقت بیان کی جا رہی ہے کہ موت ایک اٹل چیز ہے جس سے کوئی جائے فرار نہیں۔ اگر کوئی محکم و مضبوط قلعہ میں بھی قلعہ بند ہو جائے تو وقت آنے پر موت اسے وہاں بھی پکڑ لے گی۔ لہٰذا اگر کوئی شخص جہاد سے جان بچا بھی لے تو موت سے نہیں بچ سکتا۔ تو بستر پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے سے یہ بہتر نہیں ہے کہ میدان جہاد میں اپنی جان جان آفرین کے حوالے کی جائے؟

۴۴۔ ﴿وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ حَسَنَةٌ۔ الآیہ﴾ یہ عہد نبوی کے منافقین کا تذکرہ ہے کہ اگر کسی جنگ میں فتح و فیروزی حاصل ہوتی تو کہتے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کبھی اپنی بے تدبیری سے شکست ہوتی تو اس کی ذمہ داری رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ڈال دیتے۔ ارشاد قدرت ہے کہ کہہ دیجئے کہ یہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ فتح خدا کا امتنان ہے اور شکست تمہارے شامت اعمال کا نتیجہ ہے۔

كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا

اللہ ہی کی طرف سے ہے آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات

يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿٧٨﴾ مَآ اَصَابَكَ مِنْ

سمجھتے ہی نہیں ہیں؟ (۷۸) آپ کو جو بھلائی پہنچتی ہے۔ وہ تو

حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ

اللہ کی طرف سے ہے اور آپ کو جو تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ تمہاری وجہ سے ہے اور

نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

ہم نے آپؐ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور گواہی

شَهِيْدًا ﴿٧٩﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

کے لئے اللہ کافی ہے (۷۹) اور جس نے رسولؐ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی ،

وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿٨٠﴾ وَ

اور جس نے روگردانی کی، تو ہم نے آپؐ کو ان پر نگران اور پاسبان بنا کر نہیں بھیجا (۸۰) اور

يَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ

وہ زبان سے اطاعت اور فرمانبرداری کے لفظ کہتے ہیں اور جب آپؐ کے پاس سے باہر نکلتے ہیں۔ تو ان میں سے

طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ

ایک گروہ آپ کے فرمان (یا اپنے قول وقرار کے) برعکس رات بھر تدبیریں کرتا ہے جو کچھ وہ رات کے وقت کرتے

مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ

ہیں۔ اللہ وہ سب کچھ (ان کے صحیفۂ اعمال میں) لکھ رہا ہے۔ آپؐ ان کی طرف توجہ نہ کریں۔ اور اللہ پر توکل و بھروسہ

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٨١﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ

کریں، کارسازی کے لئے اللہ کافی ہے (۸۱) آخر یہ لوگ قرآن میں غور و فکر کیوں نہیں کرتے۔

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ

اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت کچھ

اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿٨٢﴾ وَاِذَا جَاۗءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ

اختلاف پاتے (۸۲) اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی بات پہنچتی ہے تو اسے

۴۵۔ ﴿مَآ اَصَابَكَ۔ الآیہ﴾ یہاں بھلائی اور برائی سے نیکی یا بدی مراد نہیں ہے تا کہ کوئی کہے کہ ﴿خیرہ وشرہ من اللہ تبارك وتعالیٰ﴾ بلکہ یہاں بھلائی سے مراد نعمت اور برائی سے مراد مصیبت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب خدا کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو یہ اس کا فضل و کرم اور امتنان وامتحان ہوتا ہے اور جب کسی کو کسی مصیبت میں گرفتار کرتا ہے تو بالعموم اس کا سبب بندہ کا گناہ و عصیان ہوتا ہے۔ ﴿ویعفو عن کثیر﴾

۴۶۔ ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ۔ الآیہ﴾ چونکہ حقیقی آمر و ناہی خدا ہے۔ رسولؐ تو صرف اس کے امر و نہی کے مبلغ ہیں۔ لہٰذا آپ کی اطاعت دراصل خدا کی اطاعت ہے۔ اور اس میں بات کی بھی وضاحت موجود ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی قول و فعل منشائے الٰہی کے خلاف نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت کی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ جو آپ کا فرمانبردار ہے وہ خدا کا اطاعت گزار ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اسوہ محمدیہؐ اور سنت مصطفویہ کا پابند نہیں ہے وہ خدا کا مطیع کہلانے کا روادار نہیں ہے۔

أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ
پھیلا دیتے ہیں حالانکہ اگر وہ اسے رسولؐ اور اولی الامر کی طرف لوٹاتے تو (حقیقت کو)
وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ
وہ لوگ جان لیتے جو استنباط (غور و فکر کرنے) کی صلاحیت رکھتے ہیں۔
يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ
اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی، تو چند آدمیوں
وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٨٣﴾
کے سوا باقی شیطان کی پیروی کرنے لگ جاتے (۸۳)
فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ
تو آپؐ اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔آپ پر ذمہ داری نہیں ڈالی جاتی۔
وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ
سوائے اپنی ذات کے اور اہل ایمان کو(جہاد پر) آمادہ کریں۔ امید ہے کہ
الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ
اللہ کافروں کا زور روک دے اور اللہ کا زور زبردست اور اس کی سزا
تَنْكِيلًا ﴿٨٤﴾ مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ
بہت سخت ہے (۸۴) اور جو اچھی سفارش کرے گا ۔اسے
لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا ۖ وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً
اس میں سے حصہ ملے گا اور جو کوئی بری سفارش کرے گا۔ اسے بھی اس
يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
کا حصہ (وزروبال) ملے گا۔ اور اللہ ہر شئے پر قدرت رکھنے
مُقِيتًا ﴿٨٥﴾ وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ
والا ہے (۸۵) اور جب تمہیں سلام کیا جائے (یا کوئی تحفہ پیش کیا جائے) تو اس
مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
سے بہتر طریقہ پر جواب دو۔ یا(کم از کم) اسی کو لوٹا دو۔ بے شک اللہ ہرچیز کا محاسبہ

۴۷۔ ﴿وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ۔الآیہ﴾ کہا جاتا ہے کہ آیت اولوا الامر میں صرف خدا و رسولؐ کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے! اولوالامر کی طرف رجوع کرنے کا کوئی حکم نہیں۔ مگر اس آیت میں اولی الامر کی طرف رجوع کرنے کا حکم روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ قرآن کا یہ دستور ہے کہ وہ ایک بات ایک جگہ مجمل بیان کرتا ہے اور دوسری جگہ اس کی تفصیل بیان کرتا ہے۔

۴۸۔ ﴿مَنْ يَّشْفَعْ ۔الآیہ﴾ کسی کی شفاعت یعنی سفارش کی دو قسمیں ہیں: (۱) اچھی سفارش۔ (۲) بری سفارش۔ اور واضح ہے کہ اس اچھائی اور برائی کا معیار شریعت محمدیہ ہے۔ لہٰذا جو کام جائز اور اچھا ہے اس میں کمزور انسان کی سفارش اچھی بات ہے اور جو کام شرعاً ناجائز اور برا ہے اس میں کسی کی سفارش کرنا بری بات ہے۔

۴۹۔ ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ ۔الآیہ﴾ اس سے اسلامی سلام مراد ہے اور اس کیلئے دو صیغے مروج ہیں: (۱) ﴿سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ﴾ ۔ (۲) ﴿السلام علیکم﴾ مخفی نہ رہے کہ اسلام میں سلام کرنا سنت ہے مگر جواب دینا واجب کفائی ہے۔ اب اس جواب کے دو طریقے ہیں: (۱) وہی الفاظ دہرائے جائیں جو سلام کرنے والے نے استعمال کئے ہیں۔ (۲) اس میں کچھ الفاظ کا اضافہ کیا جائے جیسے ﴿سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ﴾ کے جواب میں ﴿وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ﴾ کہا جائے اور یہ احسن ہے۔

حَسِيْبًا ﴿٨٦﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى النصف

کرنے والا ہے (۸۶) اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ وہ ضرور

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ

تمہیں قیامت کے دن اکٹھا کرے گا۔ جس میں کوئی شک نہیں اور اللہ سے

اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿٨٧﴾ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ ع ١١ ٨

بڑھ کر کون بات میں سچا ہے (۸۷) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو۔ حالانکہ اللہ نے

وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ

انہیں ان کے کرتوتوں کی وجہ سے (ان کے کفر کی طرف) الٹا پھیر دیا ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اسے ہدایت دو جس سے

تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ

اس کی بدعملی کی وجہ سے خدا نے توفیقِ ہدایت سلب کر لی ہے۔ اور جس سے اللہ توفیقِ ہدایت سلب کرے، تم اس کے

تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿٨٨﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا

لئے (ہدایت کا) راستہ نہیں پاؤ گے (۸۸) وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی اسی طرح کفر اختیار کرو

فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ

جیسے انہوں نے کفر اختیار کیا ہے تاکہ پھر تم سب برابر ہو جاؤ۔ لہٰذا

حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا

تم انہیں اپنا حامی و سرپرست نہ بناؤ جب تک اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں اور اگر وہ اس

فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا

ہجرت کرنے سے روگردانی کریں تو انہیں پکڑو۔ اور جہاں کہیں انہیں پاؤ انہیں قتل کر ڈالو اور

تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٨٩﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

ان میں سے کسی کو اپنا سرپرست اور مددگار نہ بناؤ (۸۹) سوا ان کے جو ان لوگوں سے جا ملیں

يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ

جن کے اور تمہارے درمیان (جنگ نہ کرنے کا) معاہدہ ہے یا اس حالت میں

جَاۗءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ

تمہارے پاس آئیں کہ ان کے سینے (دل) میں تمہارے ساتھ یا

۵۰۔ ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔ الآیہ﴾ اسلامی عقائد میں عقیدہ قیامت کو جو اہمیت حاصل ہے۔ وہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے اس لئے خداوند عالم مختلف عنوانوں اور پیراؤں میں اس کے وقوع پذیر ہونے کا تذکرہ کر کے اسے مسلمانوں کے دل و دماغ میں راسخ کرنا چاہتا ہے کہ وہ دارِ دنیا میں جو کچھ نیک یا بدعمل کریں گے ایک دن ضرور ان کو اس کی جزا یا سزا ملے گی۔

أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚط وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ

اپنی قوم کے ساتھ جنگ کرنے سے تنگ آ چکے ہوں (ایسے منافق قتل کے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں)

عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚج فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ

اگر خدا چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا اور وہ ضرور تم سے لڑتے تو پھر اگر وہ تم سے کنارہ کشی کر لیں

يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙلا فَمَا جَعَلَ

اور تمہارے ساتھ جنگ نہ کریں اور صلح کا پیغام بھیجیں تو اللہ نے تمہارے لئے ان کے خلاف

اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ﴿٩٠﴾ سَتَجِدُونَ آخَرِينَ

کوئی قدم اٹھانے کی کوئی راہ نہیں رکھی ہے (۹۰) عنقریب تم کچھ ایسے لوگ(منافق) پاؤ گے۔

يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ ط كُلَّمَا

جو چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں لیکن جب

رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا ۚج فَإِنْ لَمْ

وہ کبھی فتنہ و فساد کی طرف بلائے جاتے ہیں تو اندھے منہ اس میں جا پڑتے ہیں۔

يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا

لہٰذا اگر یہ لوگ تم سے کنارہ کشی نہ کریں اور تمہاری طرف صلح و آشتی کا ہاتھ نہ بڑھائیں اور

أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ط

اپنے ہاتھ نہ روکیں تو پھر انہیں پکڑو۔ اور جہاں کہیں انہیں پاؤ۔ قتل کرو۔

وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿٩١﴾ ع ۱۴ ۹

یہی وہ لوگ ہیں جن پر ہم نے تمہیں کھلا غلبہ عطا کیا ہے(۹۱)

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚج

کسی مسلمان کے لئے روا نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو قتل کرے

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ

مگر غلطی سے۔ اور جو کوئی کسی مومن کو غلطی سے قتل کرے(تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ)

وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ط فَإِنْ

ایک مومن غلام آزاد کیا جائے اور خون بہا اس کے گھر والوں (وارثوں) کو

۵۱۔ ﴿وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا ۔الآیہ﴾ آیت ۸۸ سے لے کر یہاں تک کفار کے مختلف اقسام کے جو مختلف احکام بیان کئے گئے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ یہ تصور کہ اسلام میں ہر کافر کے جان و مال کی اور انسان کی بحیثیت انسان کوئی قدر و قیمت نہیں درست نہیں ہے اور یہ اقسام جو کافروں کے بیان ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ رویہ میں جو فرق قرار دیا گیا ہے وہ بالکل فتوائے عقل و اخلاق کے عین مطابق ہے۔ اسی لیے وہ ہر دور میں قائم ہے اور منسوخ نہیں ہے۔

الغرض اسلامی تعلیمات جہاد کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام دو حالتوں کے علاوہ اور کسی حال میں بھی قتل نفس کی اجازت نہیں دیتا۔ (۱) ایک جہاد یعنی لڑائی کی حالت میں جبکہ جنگ خود کافروں نے چھیڑی ہو۔ (۲) دوسرے جب از روئے قانون کوئی مجرم اپنے جرم کی وجہ سے قتل کا مستحق ہو۔ جیسے کسی قاتل کو قتل کرنا اس سے بڑھ کر اسلام کی امت کے سلسلہ میں اعتدال پسندی کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے؟

۵۲۔ ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ ۔الآیہ﴾ اسلام میں نفس محترم کا قتل نہ صرف یہ کہ گناہان کبیرہ میں سے ہے بلکہ تمام سماجی و معاشرتی گناہوں میں سے سخت ترین گناہ ہے۔ اس میں حقوق اللہ اور حقوق الناس دونوں کی پامالی ہے۔ اس لئے اس کی سزا میں ان دونوں پہلوؤں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ حقوق الناس کی وجہ سے دیت مقرر ہوئی ہے اور حقوق اللہ کے اعتبار سے کفارہ۔

بہر حال قتل کی تین قسمیں ہیں اور پھر تینوں کے احکام جدا جدا ہیں۔

(۱) قتل عمد:۔ یہ وہ ہے جہاں کوئی عاقل و بالغ شخص قتل کے ارادہ سے کسی کو مارے۔

(۲) قتل شبہ عمد:۔ جہاں آدمی کسی کو ارادۃً مارے مگر قتل کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

(۳) قتل خطا:۔ جہاں کسی کو قتل کرنے یا مارنے کا تصور ہی نہ ہو۔ مگر کوئی شخص زد میں آ کر مارا جائے۔

كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ

ادا کیا جائے، مگر یہ کہ وہ لوگ خود (خون بہا) معاف کر دیں۔ پھر اگر مقتول تمہاری دشمن قوم سے

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ

تعلق رکھتا ہو، مگر وہ خود مسلمان ہو تو پھر (اس کا کفارہ) ایک مومن غلام کا آزاد کرنا ہے اور

بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَ

اگر وہ (مقتول) ایسی (غیر مسلم) قوم کا فرد ہو جس کے اور تمہارے درمیان (جنگ نہ کرنے کا) معاہدہ ہے۔

تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

تو (کفارہ میں) ایک خون بہا اس کے وارثوں کے حوالے کیا جائے گا۔ اور ایک مسلمان غلام بھی آزاد کیا جائے گا اور

شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۫ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

جس کو (غلام) میسر نہ ہو تو وہ مسلسل دو مہینے روزے رکھے گا۔ یہ اللہ کی طرف سے (اس گناہ کی) توبہ مقرر ہے۔ خدا بڑا

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا

جاننے والا اور بڑا حکمت والا ہے (۹۲) اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے، اس کی

فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

سزا دوزخ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہو گا۔ اور اللہ اس پر

وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

لعنت کرے گا اور اس نے اس کے لئے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے (۹۳) اے ایمان والو!

اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا

جب خدا کی راہ میں (جہاد کے لئے) نکلو تو پہلے خوب تحقیق کر لیا کرو۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ

اور جو تمہیں سلام کرے تم اسے نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔ تم دنیوی زندگی کا

مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ

سازوسامان حاصل کرنا چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بڑی غنیمتیں ہیں۔

اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ

اس سے پہلے تم خود ایسے (کافر) ہی تھے پھر اللہ نے تم پر احسان کیا کہ تم

پہلی قسم کی دنیا میں سزا قصاص میں قتل کرنا یا مقتول کی دیت دینا ہے اور آخرت میں پانچ سزائیں ہیں: (۱) جہنم۔ (۲) اس کا خلود۔ (۳) اللہ کا قہر وغضب۔ (۴) اللہ کی لعنت۔ (۴) عذاب عظیم۔

اور دوسری قسم کی سزا دیت کی ادائیگی ہے جو قاتل خود ادا کرے گا اور مقتول کے ورثاء کو دی جائے گی۔ اور تیسری قسم کی سزا بھی دیت ہے اگرچہ اس کی ادائیگی کی ذمہ داری قاتل کے باپ کے قرابت داروں پر عائد ہوتی ہے جیسے چچا اور اس کی اولاد وغیرہ۔

۵۳۔ ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا۔ الآیہ﴾ جس شخص کے کسی قول و فعل سے اس کا مسلمان ہونا ظاہر ہوتا ہے جیسے کلمہ اسلام پڑھنا، نماز پڑھنا یا دوسرے شعائر اسلام پر عمل کرنا جن میں سے ایک شعائر اسلامی طریقہ پر سلام کرنا بھی ہے تو جب تک ایسے شخص کے بارے میں ضروریات اسلام میں سے کسی چیز کا انکار کرنا ثابت نہ ہو تب تک اسے مسلمان ہی سمجھا جائے گا اور اسے کافر کہنا یا اس کو مالی یا جانی نقصان وغیرہ پہنچانا حرام ہوگا۔

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡكُمۡ فَتَبَيَّنُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا

مسلمان ہو گئے پس خوب تحقیق کر لیا کرو۔ یقیناً اللہ اس سے باخبر ہے۔ جو کچھ

تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا ﴿۹۴﴾ لَا يَسۡتَوِى الۡقٰعِدُوۡنَ مِنَ

تم کرتے ہو (۹۴) مسلمانوں میں سے بلاعذر گھر میں بیٹھے رہنے والے

الۡمُؤۡمِنِيۡنَ غَيۡرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالۡمُجٰهِدُوۡنَ فِىۡ

اور راہ خدا میں مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔

سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ

اللہ نے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو درجہ کے اعتبار سے

الۡمُجٰهِدِيۡنَ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ عَلَى الۡقٰعِدِيۡنَ

بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی ہے اور یوں تو اللہ نے ہر ایک سے

دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الۡحُسۡنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ

بھلائی کا وعدہ کیا ہے۔ مگر اس نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اجر

الۡمُجٰهِدِيۡنَ عَلَى الۡقٰعِدِيۡنَ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ

عظیم کے ساتھ فضیلت دی ہے (۹۵) یعنی اس کی طرف سے(ان کے لئے) بڑے درجے،

مِّنۡهُ وَمَغۡفِرَةً وَّرَحۡمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۹۶﴾ ع ۱۴ ۵ ۱۰

بخشش اور رحمت ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے (۹۶)

اِنَّ الَّذِيۡنَ تَوَفّٰٮهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ

بیشک وہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔ جب فرشتوں نے ان کی

قَالُوۡا فِيۡمَ كُنۡتُمۡ ؕ قَالُوۡا كُنَّا مُسۡتَضۡعَفِيۡنَ

روحوں کو قبض کیا، تو ان سے کہا تم کس حال میں تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم

فِى الۡاَرۡضِ ؕ قَالُوۡۤا اَلَمۡ تَكُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً

زمین میں کمزور و بے بس تھے۔ فرشتوں نے کہا کہ اللہ کی زمین وسیع

فَتُهَاجِرُوۡا فِيۡهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ

نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے یہی وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ

۵۴۔ ﴿لَا يَسۡتَوِى الۡقٰعِدُوۡنَ۔الآیہ﴾ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جہاد اسلامی فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے جس کی وجہ سے حق کا پرچم بلند اور باطل کا پرچم سرنگوں ہوتا ہے۔ اور مشہور و منصور قول کی بنا پر واجب کفائی ہے عینی نہیں ہے۔ بہرحال خداوند عالم نے اس آیت میں یہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ راہ خدا میں مال و جان سے جہاد کرنے والے اور ایسا نہ کرنے والے یکساں نہیں ہیں بلکہ مجاہدین کو قاعدین پر فضیلت حاصل ہے۔ اور یہ فضیلت کبھی ایک درجہ کی ہوتی ہے اور کبھی کئی درجوں کی ۔اب جو جس قدر زیادہ جہاد کرے گا اسے اسی قدر دوسرے مجاہدوں پر فضیلت حاصل ہوگی۔

۵۵۔ ﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ تَوَفّٰٮهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ۔ الآیہ﴾ جب ایک مسلمان دارالکفر میں رہ کر اسلامی احکام پر عمل نہ کر سکے تو اس پر وہاں سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے اور جو ایسا نہ کرے تو یہاں اس کے برے انجام کا تذکرہ کیا جا رہا ہے اسی سے ان لوگوں کے انجام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو دنیا کے چند روزہ عیش و آرام کیلئے دارالاسلام سے دارالکفر کی طرف ہجرت کرتے ہیں جہاں نہ خود اسلامی احکام پر پوری طرح عمل کر سکتے ہیں اور نہ ہی اولاد سے کرا سکتے ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ خود تو دولت دنیا کماتے ہیں مگر اولاد کا دین و ایمان ضائع کرتے ہیں جس کی ان سے سخت بازپرس کی جائے گی۔

وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ
بری جائے بازگشت ہے (۹۷) علاوہ ان کمزور مردوں، عورتوں اور
الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
بچوں کے جن کے اختیار میں کوئی تدبیر نہ تھی اور
حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى
وہ کوئی راستہ نہ نکال سکتے تھے (۹۹) یہی وہ لوگ ہیں جن کو عنقریب
اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾
خدا معاف کر دے گا کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور بڑا بخشنے والا ہے (۹۹)
وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ
اور جو کوئی راہ خدا میں ہجرت کرے گا۔ وہ
مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ
زمین میں بہت ہجرت گاہ، جائے پناہ اور بڑی کشائش پائے گا۔ اور جو شخص اپنے
مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ
گھر سے خدا اور رسولؐ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے نکلے پھر اسے موت آجائے،
فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
تو اس کا اجر و ثواب اللہ کے ذمہ ہو گیا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا، رحم
رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۴ ۴ ۱۱ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ
کرنے والا ہے (۱۰۰) اور جب تم زمین میں سفر کرو۔
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ
تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (بلکہ واجب ہے کہ) نماز میں قصر کر دو۔
خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ
(بالخصوص) جب تمہیں خوف ہو کہ کافر لوگ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائیں گے۔
الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَاِذَا
بے شک کافر تمہارے کھلے ہوئے دشمن ہیں (۱۰۱) اے رسولؐ! جب آپؐ

۵۶۔ ﴿وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ۔ الآیہ﴾ اس آیت کا شان نزول یوں مروی ہے کہ ہجرت نبویؐ کے وقت آپ کے بعض اصحاب سخت بیمار تھے جن کا نام مفسرین نے جندب بن ضمرہ لکھا ہے مگر جب انہوں نے ہجرت کا حکم سنا تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ وہ انہیں (مدینہ) آنحضرتؐ کی خدمت میں لے جائیں چنانچہ وہ انہیں چارپائی پر ڈال کر لے چلے مگر راستہ میں بمقام تنعیم ان کی وفات ہو گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جو شخص خدا و رسولؐ کی طرف ہجرت کرنے کیلئے اپنے گھر سے نکلے اور پھر اسے موت آجائے تو اس کا اجر و ثواب خدا کی ذمہ لازم ہو گیا ہے۔ (تفسیر مجمع البیان) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجر و ثواب کا تعلق آدمی کے عزم و ارادہ اور خلوص نیت سے ہے بیج ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔

۵۷۔ ﴿وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ۔ الآیہ﴾ اس آیت پر سرسری نظر ڈالنے سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ نماز قصر دو شرطوں کے ساتھ مشروط ہے: (۱) سفر۔ (۲) دشمن کا خوف۔ چنانچہ اوائل اسلام میں ایسی ہی صورت حال درپیش تھی۔ مگر سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کی قولی اور عملی تعلیمات میں غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے قصر کرنے کیلئے ان دو عنوانوں میں سے ایک ہی کافی ہے: (۱) اپنے مقررہ شرائط کے ساتھ سفر، اگرچہ کفار کا خوف نہ ہو۔ (۲) کفار وغیرہ کا خوف اگرچہ سفر نہ ہو بلکہ حضر ہو۔ اور اس بات پر امت اسلامیہ کا اجماع و اتفاق ہے۔

۵۸۔ ﴿وَاِذَا كُنْتَ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں نماز خوف باجماعت پڑھنے کی ترکیب بتائی جا رہی ہے کہ اسلامی فوج کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا جائے ایک حصہ دشمن کے بالمقابل جنگ کرتا رہے اور دوسرا حصہ ہتھیار بند ہو کر پیش نماز کے ساتھ پڑھے۔ جب ایک رکعت پڑھ چکے تو پیش نماز بیٹھا رہے اور یہ بطور خود جلدی جلدی دوسری

كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ
ان (مسلمانوں) میں ہوں اور انہیں نماز (باجماعت) پڑھانے لگیں تو چاہیئے کہ
طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓا أَسْلِحَتَهُمْ ۚ قف
ان کا ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو۔ اور وہ لوگ اپنے ہتھیار لئے رہیں۔ اور جب یہ سجدہ
فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۖ وَلْتَأْتِ
کر چکیں (نماز پڑھ چکیں) تو یہ (پشت پناہی کیلئے) تمہارے پیچھے چلے جائیں
طَآئِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ
اور پھر وہ دوسرا گروہ جس نے ہنوز نماز نہیں پڑھی ہے۔ آجائے اور آپ کے ساتھ
وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِينَ
نماز پڑھے۔ اور چوکنا رہے اور اپنا اسلحہ لئے رہے، کفار کی تو یہ خواہش ہے
كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ
کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سازوسامان سے (ذرا) غافل ہو جاؤ
فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۗ وَلَا جُنَاحَ
اور وہ تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں۔ اور اگر تمہیں بارش سے تکلیف ہو یا
عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ
تم بیمار ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ تم اپنے ہتھیاروں
مَّرْضٰى أَنْ تَضَعُوٓا أَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ۗ
کو رکھ دو۔ ہاں اپنی حفاظت کا خیال رکھو (چوکنا رہو) بیشک اللہ نے
إِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْكٰفِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿١٠٢﴾ فَإِذَا
کافروں کے لئے رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے (۱۰۲) پھر جب تم
قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُودًا
نماز ادا کر چکو اور اللہ کو یاد کرو کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے،
وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا
اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹے ہوئے) اور جب تمہیں اطمینان ہو جائے تو

رکعت فرادیٰ پڑھ کر دشمن کے مقابلہ کیلئے چلا جائے اور اب پہلا حصہ آئے اور پیش نماز کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور پیش نماز کھڑا ہو کر اسے پڑھائے۔ اب پیش نماز دو سجدوں کے بعد بیٹھ جائے اور یہ حصہ کھڑے ہو کر دوسری رکعت بطور خود پڑھے اور جب دونوں سجدے کر چکے تو پیش نماز ان کے ساتھ تشہد پڑھ کر اور سلام پھیر کر نماز ختم کرے۔ اور بعد ازاں مجاہدین ہر حال میں ذکر خدا کرتے رہیں۔

۵۹۔ ﴿وَلَا تَهِنُوا . الآية﴾ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کفار و مشرکین کے ساتھ مقابلہ و مجادلہ کرنے میں بعض اوقات مسلمانوں کو سخت تکلیفوں اور زحمتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر خداوند عالم مسلمانوں کو تسلی دیتے ہوئے فرما رہے کہ ایسی تکلیفیں تو کافروں کو بھی پیش آتی رہتی ہیں مگر مسلمانوں اور کافروں میں ایک بڑا بنیادی فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاں عقیدہ توحید و آخرت جو ہے اس لئے ان کو راہ خدا میں جو دکھ درد لاحق ہوتا ہے وہ خدا سے اجر و ثواب کی توقع رکھتے ہیں اس لئے یہ عقیدہ ان کیلئے مشکل کو آسان بنا دیتا ہے۔ مگر کفار چونکہ اس عقیدہ سے محروم ہیں اس لئے ان کو ایک مشکل کام مشکل تر نظر آتا ہے۔
اس کے باوجود ایک مسلمان کو بزدلی کا مظاہرہ کرنا زیب نہیں دیتا بلکہ انہیں ایسے معاملات میں بلند ہمتی اور اولعزمی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

نماز کو پورے طور پر ادا کرو بے شک نماز اہل ایمان پر پابندی وقت کے ساتھ

كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿١٠٣﴾ وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ

فرض کی گئی ہے (۱۰۳) اس (مخالف) جماعت کی تلاش اور تعاقب میں سستی نہ دکھاؤ۔

اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا

اگر اس میں تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو انہیں بھی اسی طرح تکلیف پہنچتی ہے۔ جس طرح تمہیں

تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَكَانَ

پہنچتی ہے اور تم اللہ سے اس چیز (ثواب) کے امیدوار ہو جس کے وہ امیدوار نہیں ہیں اور اللہ بڑا جاننے والا،

ع ۱۵ ۴ ۱۴ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٠٤﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ

بڑی حکمت والا ہے (۱۰۴) بیشک ہم نے (یہ) کتاب حق کے ساتھ آپؐ پر اتاری ہے۔

بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا

تاکہ آپؐ لوگوں میں اس کے مطابق فیصلہ کریں، جو اللہ نے آپ کو بتا دیا ہے

تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿١٠٥﴾ ۙ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ

اور آپؐ خیانت کاروں کے طرف دار نہ بنیں (۱۰۵) اور اللہ سے مغفرت طلب کریں،

اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٠٦﴾ ۚ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ

یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۰۶) اور جو لوگ اپنی ذات سے

الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ

خیانت کرتے ہیں۔ آپؐ ان کی وکالت نہ کریں۔ بیشک اللہ اسے دوست نہیں رکھتا،

كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿١٠٧﴾ ۙ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ

جو بڑا خیانت کار اور بڑا گنہگار ہے (۱۰۷) یہ لوگ (اپنی حرکات) لوگوں سے تو چھپا سکتے ہیں

وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ

مگر اللہ سے نہیں چھپا سکتے، کیونکہ وہ تو اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے،

يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

جب وہ راتوں کو اس کی پسند کے خلاف گفتگوئیں (مشورے) کرتے ہیں اور وہ جو کچھ کرتے ہیں ۔

۶۰۔ ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ ۔الآیہ﴾ بے شک جمع بین الصلوتین جائز ہے اور قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ مگر فریقین سے اس میں افراط و تفریط ہوئی ہے۔ ہماری قوم نے اسے اس طرح وطیرہ بنا لیا ہے کہ وہ خیال کرتی کہ اگر دو نمازوں کو الگ الگ پڑھ لیا تو وہ سنی بن جائے گی اور برادران اسلام نے دو نماز کو علیحدہ علیحدہ پڑھنا اس طرح واجب سمجھ رکھا ہے کہ اگر کبھی بلا عذر جمع بین الصلوتین کر دیا تو وہ شیعہ بن جائیں گے مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ نمازوں کو بلا عذر ملا کر پڑھنا یقیناً جائز ہے مگر ان کو وقت فضیلت پر اذان و اقامت کے ساتھ علیحدہ علیحدہ پڑھنا یقیناً افضل ہے۔ اور عام حالات میں اسی پر سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کا عمل رہا ہے۔

۶۱۔ ﴿وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۔الآیہ﴾ آیت ۱۰۵ سے لے کر آیت ۱۱۵ تک پوری دس آیتیں ایک مخصوص واقعہ سے متعلق ہیں۔ جس میں بعض مسلمانوں نے باہمی سازش کر کے ایک بے قصور یہودی پر چوری کا الزام لگا کر اسے پھنسانا چاہا تھا۔ اور ایک مجرم مسلمان کو بچانا چاہا تھا اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہی بات باور کرانے کی کوشش کی تھی مگر خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کو صحیح صورت حال سے آگاہ کر کے ان لوگوں کی اس سازش کو ناکام بنا دیا۔ بنابریں اگرچہ ان آیتوں میں بظاہر خطاب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے جیسے ﴿وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا﴾، ﴿وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ﴾ اور ﴿وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ﴾ مگر فریقین کے محقق مفسرین کی تحقیق یہ ہے کہ اس سے مراد ان کی امت کے لوگ ہیں جنہوں نے اس معاملہ میں غلط کردار ادا کیا تھا۔ سچ ہے کہ۔

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ اید در حدیث دیگراں

اسلام عدل و انصاف کا علمبردار ہے وہ کسی معاملہ میں فریقین کے دین و مذہب کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ صرف کسی شخص کے ایمان و

کردار کو دیکھتا ہے وبس۔ ﴿اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ﴾

بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ
اللہ اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے (۱۰۸) (اے مسلمانو) یہ تم ہو جو دنیوی زندگی میں
عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا قف فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ
ان کی طرف سے جھگڑتے ہو (ان کی طرف داری کرتے ہو)۔
عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ
تو قیامت کے دن ان کی طرف سے خدا سے کون بحث کرے گا؟ یا کون ان کا وکیل (نمائندہ)
وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۤءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ
ہوگا؟ (۱۰۹) اور جو کوئی برائی کرے یا قبیح کام کرے یا کوئی اپنے اوپر ظلم کرے (گناہ کا ارتکاب کرے)
ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾
پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے، تو وہ اللہ کو بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا پائے گا (۱۱۰)
وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ط
اور جو گناہ کرتا ہے تو وہ اپنی ہی جان کے خلاف کرتا ہے۔ اور اللہ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ
بڑا جاننے والا ہے اور بڑی حکمت والا ہے (۱۱۱) اور جو کوئی غلطی یا گناہ
خَطِيْۤئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۤـًٔا فَقَدِ
کرے یا کسی بے قصور پر تہمت لگائے، تو اس نے ایک بڑے بہتان
احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ ع وَلَوْلَا فَضْلُ ع ۱۶ ۸ ۱۴
اور کھلے ہوئے گناہ کا بوجھ اٹھایا ہے (۱۱۲) اور اگر اللہ کا فضل و کرم
اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ
اور اس کی خاص رحمت آپؐ کے شاملِ حال نہ ہوتی تو ان کے ایک گروہ نے تو یہ
يُّضِلُّوْكَ ط وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا
تہیہ کر لیا تھا کہ آپؐ کو گمراہ کر کے رہے گا۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو ہی
يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ط وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ
گمراہ کر رہے ہیں اور آپؐ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ نے آپ پر

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ

کتاب و حکمت نازل کی ہے اور آپؐ کو وہ کچھ پڑھا دیا ہے۔ جو آپ نہیں جانتے تھے

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِيْ

اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل و کرم ہے (۱۱۳) لوگوں کی

كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ

زیادہ تر سرگوشیوں میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے سوا اس کے کہ کوئی صدقہ دینے، نیکی

مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ

کرنے یا لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرانے کی بات کرے اور جو شخص خدا کی

ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ

خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر ایسا کرے ہم اسے اجر عظیم عطا

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ

فرمائیں گے (۱۱۴) اور جو راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسولؐ کی مخالفت کرے

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ

اور اہل ایمان کے راستے کے خلاف چلے تو، ہم اسے ادھر ہی جانے دیں گے، جدھر وہ گیا ہے (ہم اسے

الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ

کرنے دیں گے جو کچھ وہ کرتا ہے) ۔اور اسے آتش دوزخ کا مزہ چکھائیں گے اور یہ

وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ

بہت بری جائے بازگشت ہے (۱۱۵) بے شک اللہ اس جرم کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک

بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ

کیا جائے اور اس کے سوا (جو کم درجے کے جرائم ہیں) جس کے لئے چاہتا ہے بخش د

يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنْ

یتا ہے۔ اور جو کسی کو اس کا شریک ٹھہرائے وہ گمراہ ہوا (اور اس میں) بہت دور نکل گیا (۱۱۶) یہ (مشرک

يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا

لوگ اللہ کو چھوڑ کر نہیں پکارتے، مگر زنانی چیزوں (دیویوں) کو (ان کی عبادت کرتے ہیں) اور نہیں پکارتے،

۶۲۔ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ سے حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم و فضل اور اس کی وسعت پر جو تیز روشنی پڑتی ہے وہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔ "جو کچھ تو نہیں جانتا تھا وہ خدا نے تمہیں پڑھا دیا ہے۔" مگر اس کے باوجود خدا کا علم غیر محدود ہے اس کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔

۶۳۔ ﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ۔ الآیہ﴾ نجویٰ کے معنی ہر قسم کی سرگوشی، راز و نیاز یا خفیہ اجلاس کے ہیں۔ تخریبی ذہن رکھنے والے لوگ جب اس قسم کی سرگوشیاں کرتے ہیں تو عموماً ان کا موضوع سخن کوئی تخریبی کاروائی کرنا اور لوگوں میں فتنہ و فساد پھیلانا ہوتا ہے۔ اس لئے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس قسم کی سرگوشیوں میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے ہاں البتہ وہ راز و نیاز کی باتیں اچھی ہیں جن میں صدقہ دینے، کوئی نیکی کرنے یا لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرانے کی بات کی جائے اور وہ بھی قربۃً الی اللہ اور پھر ان پر عمل درآمد بھی کیا جائے۔

۶۴۔ ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ۔ الآیہ﴾ یہ آیت بھی آیت ۶۵ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ۔ الآیہ﴾ کی طرح پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کے واجب القبول ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور رسولؐ سے اختلاف کرنے والے کا انجام جہنم قرار دیتی ہے بھلا جو شخص رسولؐ کو رسول مانتا ہے اور یہ بھی مانتا ہے کہ آپ جو کچھ کہتے یا کرتے ہیں وہ وحی ربانی کے تحت کرتے ہیں اور پھر بھی آپؐ کے فیصلے کو تسلیم نہ کرے اور چوں وچراں کرے تو اس کا انجام جہنم کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ مخفی نہ رہے کہ یہاں مومنین کے راستہ سے خدا کا مقرر کردہ راستہ مراد ہے۔ نہ کہ امت کا اجماع جیسا کہ بعض لوگوں نے یہ ناکام کوشش کی ہے۔ کیونکہ یہ آیت عہد رسالت میں نازل ہوئی ہے اور اجماع اس عہد کے بعد کی ایجاد ہے۔ (تفسیر المنار)

شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۙ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ

وقف لازم

مگر سرکش شیطان کو (اس کی پرستش کرتے ہیں) (۱۱۷) جس پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس نے کہا کہ میں تیرے

مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۙ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ

بندوں میں سے اپنا مقررہ حصہ لے کر رہوں گا (۱۱۸) اور انہیں ضرور گمراہ

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ

کروں گا اور میں انہیں مختلف آرزوؤں میں الجھاؤں گا (انہیں سبز باغ دکھاؤں گا)

الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ

اور انہیں حکم دوں گا کہ وہ ضرور چوپایوں کے کان شگافتہ کریں گے اور میں انہیں حکم دوں گا کہ وہ

وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ

خدا کی خدائی ساخت کو ضرور بدل دیں گے اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا سرپرست بنائے گا وہ

خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ؕ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ

کھلا ہوا نقصان اٹھائے گا (۱۱۹) وہ شیطان لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور انہیں (جھوٹی)

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ

امیدیں دلاتا ہے اور ان سے شیطان وعدہ نہیں کرتا مگر فریب کے طور پر (۱۲۰) یہ وہ

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾

لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جس سے وہ چھٹکارا کی راہ نہیں پائیں گے (۱۲۱)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہم عنقریب انہیں ان بہشتوں میں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

داخل کریں گے جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ

اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ

رہیں گے (یہ) اللہ کا سچا وعدہ ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون بات کا

قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَاۤ اَمَانِيِّ اَهْلِ

سچا ہے (۱۲۲) (اے مسلمانو) نہ تمہاری تمناؤں سے کچھ ہوتا ہے اور نہ اہل کتاب

۶۵۔ ﴿اِنْ يَّدْعُوْنَ ۔الآیہ﴾ یہاں زنانی چیزوں سے مراد ان کی دیویاں ہیں جن کے نام زنانے قسم کے ہیں جیسے لات، منات، عزیٰ، وغیرہ نیز وہ لوگ چونکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے اور پھر ان کی پرستش کرتے تھے اور اسے خدا تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھتے تھے اس لئے خدا فرماتا ہے کہ وہ زنانی قسم کی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں۔

۶۶۔ ﴿فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۔الآیہ﴾ اس تغیر کے سوا جس کی شریعت نے اجازت دی ہے جیسے ختنہ کرنا اور بال کاٹنا وغیرہ باقی ہر قسم کی خدائی خلقت میں تغیر و تبدل کرنا شیطانی اتباع ہے جو حرام ہے۔

۶۷۔ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔الآیہ﴾ اسلامی تعلیمات کا معمولی مطالعہ کرنے والوں پر بھی یہ حقیقت واضح ہے کہ اسلام دین فطرت میں نجات دارین اور فلاح کونین کا دار و مدار ایمان اور نیک کام پر ہے صرف جھوٹی آرزوؤں یا کسی مخصوص قوم و جماعت سے تعلق رکھنے پر نہیں ہے جیسا کہ تاجران دین اور جہال کو خیال ہے۔ پس کوئی مرد ہو یا عورت جو بھی جس قسم کا کام کرے گا اس کا اسی کے مطابق انجام ہوگا۔ ہاں ایک بات واضح ہے کہ عمل کی قبولیت ایمان پر منحصر ہے۔ اور ایمان و عمل اس طرح لازم ملزوم ہیں کہ ایک کام کا دوسرے سے علیحدگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے حقیقت کو یوں اجاگر کیا ہے: ﴿بالایمان یستدل علی الصالحات و بالصالحات یستدل علی الایمان﴾ ایمان سے نیک اعمال پر استدلال کیا جاتا ہے اور نیک اعمال سے ایمان پر دلیل قائم کی جاتی ہے۔ (نہج البلاغہ)

۶۸۔ ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا ۔الآیہ﴾ بھلا اس شخص کے دین سے بڑھ کر کس شخص کا دین اچھا ہوگا۔ جو اپنے کو اللہ کے سپرد کر دے اور اس کے آگے سر تسلیم خم کر دے۔ اور وہ احسان اور بھلائی کرنے والا بھی ہو اور جناب ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرے اور خود سری اور خود مختاری چھوڑ دے اور خدا کی بندگی اور اسکی اطاعت کو اپنا شیوہ وشعار بنائے۔

۶۹۔ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ ۔الآیہ﴾ اسلام سے پہلے اور اوائل اسلام میں بھی عرب عام عورتوں سے عموماً اور یتیم بچوں اور بچیوں سے خصوصاً بہت ہی برا اور انسانیت سوز سلوک کیا کرتے تھے اسلام نے اس سلسلہ میں بڑی مفید اصلاحات کی ہیں۔ جو کچھ یہاں بیان کی جا رہی ہیں اور کچھ اس سورہ کے آغاز میں بیان کی جا چکی ہیں جیسے ﴿وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ ...... وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ ...... وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا﴾ وغیرہ وغیرہ۔

الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ

کی تمناؤں سے جو بھی برائی کرے گا۔ اس کو اس کی سزا دی جائے گی اور وہ اللہ کو چھوڑ

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ

کر اپنے لئے نہ کوئی سرپرست پائے گا اور نہ کوئی حامی و مددگار (۱۲۳) اور جو کوئی نیک

مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت درآنحالیکہ وہ مومن ہو تو ایسے ہی لوگ

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾

جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر تل برابر ظلم نہیں کیا جائے گا (۱۲۴)

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ

اور اس شخص سے بڑھ کر کس کا دین اچھا ہو گا۔ جو اللہ کے لئے اپنا چہرہ جھکا

مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ

دے (اپنے کو اللہ کے سپرد کر دے) اور وہ احسان کرنے والا ہو۔ اور اس ابراہیم حنیف کی

اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

ملت کا پیرو ہو۔ جسے اللہ نے اپنا خلیل بنایا تھا (۱۲۵) جو کچھ آسمانوں

۱۸ ع ۱۵ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ ع

اور زمین میں ہے۔ وہ اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے (۱۲۶)

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِى النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ

اے رسولؐ! لوگ عورتوں کے معاملہ میں آپ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں کہہ دیجئے!

فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ فِىْ يَتٰمَى

کہ اللہ تمہیں ان کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے اور متوجہ کرتا ہے

النِّسَآءِ الّٰتِىْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ

ان آیات کی طرف جو کلام الٰہی کے اندر ہیں اور تمہیں ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں پڑھ کر

تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ

سنائی جا رہی ہیں۔ جن کا تم مقررہ حق تو ادا نہیں کرتے مگر چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کر لو اور متوجہ کرتا ہے

الْوِلْدَانِ ۙ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا

ان (آیات) کی طرف جوان کمزور و بے بس لڑکوں کے بارے میں ہیں۔ اور جو (آیات) اس بارے میں ہیں کہ

تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ﴿١٢٧﴾ وَإِنِ

یتیم بچوں کے بارے میں انصاف پر قائم رہو۔ اور تم جو بھلائی کرو گے تو اللہ اس کا خوب علم رکھتا ہے (۱۲۷) اور

امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا

اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے حق تلفی یا بے توجہی محسوس کرے تو ان دونوں کے لئے کوئی

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ

مضائقہ نہیں ہے کہ (کچھ لو کچھ دو کی بنا پر) آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہرحال بہتر ہے

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِنْ

اور نفوس میں بخل موجود رہتا ہے (تنگ دلی پر آمادہ رہتے ہیں) اور اگر تم بھلائی

تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ

کرو۔ اور پرہیزگاری اختیار کرو۔ تو بے شک اللہ تمہارے اس طرز عمل سے

خَبِيرًا ﴿١٢٨﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ

باخبر ہے (۱۲۸) یہ ٹھیک ہے کہ تم جس قدر چاہو مگر بیویوں میں پورا پورا عدل

النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ ۖ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ

نہیں کر سکتے۔ مگر بالکل تو ایک طرف نہ جھک جاؤ۔ کہ (دوسری کو)

فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَإِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا

بیچوں بیچ لٹکا چھوڑ دو۔ اور اگر تم اپنی اصلاح کر لو۔ اور تقویٰ اختیار کرو۔

فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٢٩﴾ وَإِنْ يَتَفَرَّقَا

تو خدا بڑا بخشنے والا، بڑا مہربان ہے (۱۲۹) اور اگر دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں تو اللہ ہر ایک کو اپنے

يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِنْ سَعَتِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا

فضل و کرم کی وسعت سے بے نیاز کر دے گا۔ اور اللہ بڑی وسعت والا بڑی

حَكِيمًا ﴿١٣٠﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ

حکمت والا ہے (۱۳۰) اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور ہم

۷۰۔ ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ۔ الآیہ﴾ "ناشزہ" کی لفظ عموماً اس عورت کیلئے استعمال ہوتی ہے جو اپنے شوہر کے حقوق ادا نہ کرے اور یہاں "نشوز" کی لفظ شوہر کیلئے استعمال کی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شوہر اپنی بیوی کے حقوق ادا نہ کرے وہ "ناشزہ" قرار پائے گا بہرحال میاں بیوی میں سے جس کو بھی دوسرے سے اپنی حق تلفی کا اندیشہ ہو تو مصالحت کرنے یعنی اپنے بعض حقوق سے دستبردار ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جبکہ باقی ماندہ حقوق ادا کئے جائیں۔

۷۱۔ ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا۔ الآیہ﴾ جاہلی دور میں مرد کیلئے نہ بیویوں کی کوئی تعداد مقرر تھی اور نہ ہی ان کے کچھ حقوق معین تھے اسلام نے اس سلسلہ میں دو اصلاحیں کیں ایک عقد و ازدواج کی تعداد متعین کی جو زیادہ سے زیادہ چار ہے۔ دوسری بیوی کے کچھ حقوق متعین کئے ہیں جن میں ایک عدل و انصاف ہے۔ چنانچہ اسی سورہ کے آغاز میں یہ فرمایا ہے کہ اگر عدل کرو تو بے شک دو دو تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کرو اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ عدل نہیں کرو گے تو پھر ایک پر اکتفا کرو۔ اس سے ظاہر ہے کہ عدل کرنا مرد کیلئے ممکن ہے۔ مگر یہاں ارشاد قدرت ہے کہ تم جس قدر چاہو مگر بیویوں میں پورا عدل نہیں کر سکتے جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عدل کرنا ناممکن ہے۔ اس ایراد کا جواب صادق آل محمد علیہ السلام نے یہ دیا ہے کہ عدل ممکن ہے وہ ازدواجی حقوق میں سے یعنی نان و نفقہ اور خوراک و پوشاک اور راتوں کی تقسیم میں مساوات کرنا اور یہی عدل تعداد ازواج کے جواز کی شرط ہے۔ اور جو عدل ناممکن ہے وہ قلب محبت اور دلی لگاؤ ہے جو کہ بیویوں کی شکل و عقل، سیرت و صورت اور صحت و مرض وغیرہ میں اختلاف کی وجہ سے ممکن نہیں ہے۔ اس لئے یہ عدل لازم نہیں ہے مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ پسندیدہ بیوی کو سر پر اٹھا لیا جائے اور ناپسندیدہ کو لٹکا دیا جائے بلکہ سب کے

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ
نے ان لوگوں کو بھی جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور
قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ
تمہیں بھی ہدایت کی ہے کہ تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرو۔ اگر کفر اختیار کرو گے تو خدا کا
لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
کوئی نقصان نہ ہو گا وہ تو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کا مالک ہے۔ اللہ بڑا بے نیاز
غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى
ہے حمد و ثنا کا حق دار ہے (۱۳۱) جو کچھ آسمانوں اور زمین ہے۔ وہ سب اللہ کا ہے
الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ
اور اللہ کارسازی کے لئے کافی ہے (۱۳۲) اے لوگو اگر وہ چاہے تو تم سب
يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ
کو لے جائے (ختم کر دے) اور دوسروں کو لے آئے اور اللہ اس
اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ
پر پوری قدرت رکھتا ہے (۱۳۳) جو شخص صرف دنیوی صلہ و ثواب کا
الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ
طلبگار ہو (تو اس کی مرضی ورنہ) اللہ کے پاس تو دنیا و آخرت دونوں کا صلہ و ثواب ہے
ع ۸ ۱۹ ۱۴ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا ۢ بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اور اللہ بڑا سننے والا، بڑا دیکھنے والا ہے (۱۳۴) اے ایمان والو! مضبوطی کے
كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى
ساتھ انصاف کے علمبردار ہو جاؤ۔ اور محض اللہ کے لئے گواہی دینے والے بنو۔
اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ
خواہ تمہیں اپنے یا والدین کے اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی گواہی دینا پڑے۔
غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۗ فَلَا تَتَّبِعُوا
وہ (جس کے خلاف گواہی دی جا رہی ہے) چاہے امیر ہو چاہے فقیر ہو بہرحال اللہ ان دونوں کا

حقوق زوجیت مساوی طور پر ادا کرنے چاہئیں۔

۱۷۲۔ ﴿وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین اور سرکار خاتم النبیین کی تعلیمات کا خلاصہ تقویٰ اور خدا ترسی ہے یعنی یہ کہ لوگوں کے اندر روح تقویٰ کو پیدا کرتا اور اسے بیدار کرتا ہے۔

۱۷۳۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ "قوام" مبالغہ کا صیغہ ہے جس کا مطلب بڑی مضبوطی کے ساتھ عدل و انصاف کا علمبردار بننا ہے۔ یہ اہل ایمان کو عدل اجتماعی قائم کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ معاشرہ سے ہر قسم کے ظلم و عدوان کو ختم کرنے اور اسلامی عدل و انصاف کا نظام قائم کرنے کیلئے پوری کوشش کریں۔ بالخصوص صاحبان اقتدار کا یہ سب سے بڑا فریضہ ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں: ﴿قرة عين الولاة استقامة العدل فى البلاد﴾ حکام کی آنکھوں کی ٹھنڈک ملک میں عدل و انصاف قائم کرنے میں ہے۔ (نہج البلاغہ مکتوب ۵۳) کیوں ﴿يبقى الملك مع الكفر ولا يبقى مع الظلم﴾ کفر کے ساتھ ملک باقی رہ سکتا ہے مگر ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتا ہے۔ نیز اہل ایمان کو یہ حکم بھی دیا جا رہا ہے کہ محض خدا کے واسطہ ایسے گواہ بنو کہ اپنے اور بیگانے اور امیر و فقیر میں تفریق نہ کرو۔ ظاہر ہے کہ اس کام کیلئے بڑی حوصلے اور مضبوط ایمان کی ضرورت ہے کہ آدمی اپنے ہر کام و اقدام کا مرکز حق کو بنائے۔

الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ

تم سے زیادہ خیرخواہ ہے پس اس طرح خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ حق سے ہٹ جاؤ۔ اور اگر تم نے ہیر پھیر کیا یا

اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

(حق سے) منہ موڑا تو بے شک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے (۱۳۵) اے ایمان

اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ

والو! اللہ پر، اس کے رسولؐ پر اور اس کی کتاب پر ایمان لاؤ جو اس نے اپنے

نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ

رسولؐ پر نازل کی ہے۔ اور اس کتاب پر جو اس نے پہلے اتاری ہے اور جو کوئی

قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَ

اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کی کتابوں کا، اس کے رسولوںؑ کا، اور

رُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾

آخرت کے دن کا انکار کرے۔ وہ گمراہ ہوا اور اس میں بہت دور نکل گیا (۱۳۶)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا

جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے۔ پھر کفر میں

ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

بڑھتے گئے۔ اللہ ہرگز نہ ان کی مغفرت فرمائے گا اور نہ انہیں

وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ؕ ﴿۱۳۷﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ

سیدھی راہ تک پہنچائے گا (۱۳۷) منافقوں کو سنا دیجئے! کہ ان کے لئے دردناک

لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۙ ﴿۱۳۸﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ

عذاب ہے (۱۳۸) وہ (منافق) جو اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ

دوست بناتے ہیں۔ کیا یہ ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں۔ عزت تو ساری کی

الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ نَزَّلَ

ساری اللہ ہی کے لیے ہے (اس کے اختیار میں ہے) (۱۳۹) اور اس نے

۷۴۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا۔ الآیہ﴾ اس آیت میں خدائے تعالیٰ اسلام لانے والوں کو ایمان لانے کا حکم دیا ہے یعنی چہ؟ جبکہ تحصیل حاصل محال ہے! اس سوال کا جواب مفسرین اسلام نے یہ دیا ہے کہ یہ حکم ایمان کے دعویداروں کو دیا جا رہا ہے جو زبان وکلام سے تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر قلبی تصدیق اور اپنے عمل وکردار سے اس کا ثبوت فراہم نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں سے کہا جا رہے کہ اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہو۔ اپنے دل و دماغ اور عمل و کردار سے بھی ایمان لاؤ۔ اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرو۔

۷۵۔ ﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ۔ الآیہ﴾ کچھ مسلمان مکہ میں اور ہجرت کے بعد مدینہ میں یہود وغیرہ کے پاس جا کر بیٹھتے تھے اور وہ اسلام، قرآن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذمت کرتے تھے اور خداوند عالم نے ان لوگوں کو ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنے سے منع فرمایا۔ یہی حکم ہے اور یہی حکم سورہ انعام آیت ۶۸ میں دیا گیا ہے جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اہل ایمان کیلئے ایسی محافل میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے جہاں دین اور اس کے عقائد حقہ، دین اور اس کے مسائلہ حقہ، دین اور اس کے علماء حق کا مذاق اڑایا جائے اور غلط عقائد و نظریات کو پھیلایا جائے۔ جہاں قرآن کی تفسیر بالرائے کر کے اور خدا اور رسولؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام پر افترا پردازی کر کے لوگوں کو گمراہ کیا جائے اور غنا و موسیقی کا ارتکاب کیا جائے واللہ الموفق۔

عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ

کتاب (قرآن) میں تم پر یہ حکم نازل کیا ہے کہ جب سنو کہ (کسی جگہ) آیات الہیہ کا

يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ

انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ تو ایسے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو۔

حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا

جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہو جائیں۔ (ورنہ) اس حالت میں تم

مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ

بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے۔ بے شک خدا سب منافقوں اور سب کافروں کو دوزخ میں

فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۙ﴿۱۴۰﴾ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ

اکٹھا کرنے والا ہے (۱۴۰) یہ وہ لوگ ہیں جو تمہارے (انجام) کے منتظر رہتے ہیں۔

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ

پھر اگر تمہیں اللہ کی طرف سے فتح و فیروزی حاصل ہو گئی تو کہتے ہیں کیا ہم

مَّعَكُمْ ڮ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ

تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اور اگر کافروں کو (فتح کا) کچھ حصہ مل گیا تو (کافروں سے)

نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ

کہتے ہیں۔ کیا ہم تم پر غالب نہیں آنے لگے تھے؟ اور کیا ہم نے تمہیں مسلمانوں

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ

سے نہیں بچایا؟ اب اللہ ہی قیامت کے دن تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔

ع ۲۰ ۱۷ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ اِنَّ

اور اللہ کبھی کافروں کے لئے مسلمانوں پر غالب آنے کا کوئی راستہ نہیں رکھے گا (۱۴۱)

الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا

منافق (بزعم خود) خدا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ حالانکہ وہ انہیں دھوکے میں رکھ رہا ہے (انہیں ان کی دھوکہ

قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ

بازی کی سزا دینے والا ہے) اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو بے دلی اور کاہلی کے

۷۶۔ ﴿اَلَّذِیْنَ یَتَرَبَّصُوْنَ ۔الآیہ﴾ اس آیت میں منافقین کی روش و رفتار کی تصویر کشی کی گئی ہے کہ چونکہ وہ اہل اسلام اور کفار دونوں سے تعلقات رکھتے ہیں لہٰذا جب کفر و اسلام کی جنگ چھڑ جائے تو ان کی حالت دیدنی ہوتی ہے وہ بظاہر مسلمانوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور بباطن ان کی ہمدردیاں کافروں کے ساتھ ہوتی ہیں ۔الغرض وہ ہوا کا رخ دیکھ کر اپنا قبلہ درست کرتے ہیں ہر دور کے منافقوں اور ابن الوقتوں کا یہی شیوہ شعار رہا ہے، اب بھی ہے اور ہمیشہ یہی رہے گا۔ کہ وہ چڑھتے سورج کی پرستش کرتے ہیں اور ڈوبنے والے سورج سے منہ موڑ لیتے ہیں۔

۷۷۔ ﴿وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ ۔الآیہ﴾ عقائد ہوں یا احکام۔ اقتدار ہو یا اختیار، خدا کفار کو اہل ایمان پر غلبہ نہیں دیتا۔ اگر مسلمان خود قانون اسلام سے منہ موڑیں اور فتح و شکست کے قانون قدرت کو نہ توڑیں اور اپنے ذلت و رسوائی کے اسباب خود اکھٹے نہ کریں تو کفر و شرک کی کوئی طاقت مسلمانوں کو شکست نہیں دے سکتی۔ اگر آج حالات کا نقشہ کچھ اور نظر آتا ہے تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ اثر کی کمزوری مؤثر کے کمزور ہونے کی دلیل ہے۔ آج کفار کے غلبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا اسلام ایمان کمزور ہو گیا ہے۔ ﴿ان اللہ یغیر مابقوم حتی یغیرو الما بانفسھم﴾ یعنی ع

ازما است کہ بر ما است

۷۸۔ ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ ۔الآیہ﴾ مومن و متقی جنت میں جائیں گے اور کافر و مشرک جہنم میں جائیں گے مگر منافقین کا انجام سب سے بدتر ہوگا۔ کیونکہ آستین کے ان سانپوں کا کرداد سب سے ابتر تھا۔ کیونکہ وہ ظاہر تو اسلام کرتے تھے مگر اپنے اندر چھپاتے کفر تھے وہ دونوں سے مفاد حاصل کرتے تھے اور دونوں کو دھوکہ دیتے تھے اس لئے ان کا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔

النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٤٢﴾

ساتھ وہ بھی خلوص نیت سے نہیں بلکہ محض لوگوں کو دکھانے کے لئے۔ اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا (١٤٢)

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى

وہ (کفر و اسلام کے) درمیان ڈانواں ڈول ہیں نہ پورے اس طرف نہ پورے اس طرف جسے اللہ بھٹکنے دے (اس کی

هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿١٤٣﴾

کج رفتاری کی وجہ سے توفیق ہدایت سلب کر لے) تو اس کے لئے ہدایت کا کوئی راستہ نہیں پائے گا (١٤٣)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ

اے ایمان والو! اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ کیا

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ

تم چاہتے ہو کہ اپنے خلاف اللہ کو کھلی ہوئی دلیل

عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿١٤٤﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي

مہیا کر دو (١٤٤) بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے والے

الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ

طبقہ میں ہوں گے۔ اور تم ان کے کوئی یار و مددگار نہیں

نَصِيْرًا ﴿١٤٥﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا

پاؤ گے (١٤٥) سوا ان کے جنہوں نے توبہ کی، اپنی اصلاح کر لی۔ اور اللہ سے وابستہ

بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ

ہو گئے اور اللہ کے لئے اپنا دین خالص کر دیا (خلوص کے ساتھ اس کی اطاعت

الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ

کرنے لگے) تو یہ لوگ مومنین کے ساتھ ہوں گے اور اللہ اہل ایمان کو اجر عظیم

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٤٦﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ

عطا فرمائے گا (١٤٦) اگر تم شکر گزار بن جاؤ۔ اور ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں عذاب

شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿١٤٧﴾

کر کے کیا کرے گا؟ اور اللہ تو بڑا قدردان ہے (اور) بڑا جاننے والا ہے (١٤٧)

٧٩۔ ﴿مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ﴾ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ خدا کی رحمت تو بندوں کو اپنی آغوش میں لینے کیلیے بہانے تلاش کرتی ہے۔ ارشاد قدرت ہے: اگر تم شکر گزار بن جاؤ اور ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں عذاب کر کے کیا کرے گا؟ معلوم ہوا کہ یہ عذاب و عقاب بندوں کے کفر اور ناشکری کا قدرتی ردعمل اور اس کا اثر وضعی ہے ورنہ خدا انتقام لینے کیلیے سزا نہیں دیتا وہ شاکر و علیم بھی ہے اور رحیم و کریم بھی ہے۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ

اللہ اعلانیہ بدگوئی کو پسند نہیں کرتا سوائے اس کے کہ جس پر ظلم ہوا ہو(کہ اس کے لئے ظالم

ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا

کی بدگوئی جائز ہے) اللہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے (۱۴۸) اگر تم کوئی

خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

نیکی ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ۔ یا کسی برائی سے درگزر کرو۔ تو بے شک اللہ (بھی) بڑا معاف

كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ

کرنے والا، بڑا قدرت والا ہے(۱۴۹) بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوںؑ کا انکار

وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ

کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے پیغمبروںؑ کے درمیان تفریق کریں

رُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ

اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار

بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ

کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ (ایمان و کفر کے) درمیان کوئی راستہ

سَبِيْلًا ۙ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ

نکالیں (۱۵۰) یہی وہ لوگ ہیں، جو حقیقی کافر ہیں اور ہم نے

اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ

کافروں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب مہیا کر رکھا ہے (۱۵۱) اور جو لوگ اللہ اور اس کے

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ

رسولوںؑ پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کی۔ یہی وہ لوگ ہیں

مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَ

جنہیں وہ (اللہ) ان کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اللہ تو ہے ہی بڑا

ع ۲۱ ۱۱ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ

بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا (۱۵۲) آپؐ سے اہل کتاب مطالبہ کرتے ہیں کہ آپؐ ان

۸۰۔ ﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ ۔الآیہ۔الآیہ﴾ معاشرہ کو برائی سے بچانے اور ایک مثالی معاشرہ تشکیل دینے کیلئے زبان پر کنٹرول کرنا ضروری ہے۔ اور کسی کی غیبت کرنا اور اسے گالم گلوچ کا نشانہ بنانا اور کسی پر غلط الزام لگانا ایک سنگین جرم ہے جس سے بڑی معاشرتی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مگر خدائے حکیم مظلوم کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ اپنے ظالم کے خلاف آواز بلند کرنے اور اس کے ظلم و ستم کو طشت از بام کر کے لوگوں کو اس کے خلاف اکسائے اور ان کی ہمدردیاں حاصل کرے کیونکہ ظالم نے ظلم کر کے خود اپنا احترام ضائع کیا ہے۔ نیز اس سے حکام جور کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کا بھی جواز ظاہر ہوتا ہے۔ کما لا یخفی۔

۸۱۔ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔الآیہ﴾ ان اہل ایمان سے مراد وہ مسلمان ہیں۔ جو پیغمبر اسلام ﷺ کے فرمان کے مطابق خالق دو جہان و مالک کون و مکان پر ایمان رکھتے ہیں وہاں اس کے تمام انبیاء مرسلین بھی ایمان رکھتے ہیں، ان کی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے درمیان تفریق نہیں کرتے وہ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ کے قائل ہیں اور اسی پر عامل بھی ہیں وہ جانتے ہیں کہ نجات کا دار و مدار اسلام پر ہے اور ایمان کی قبولیت کا انحصار عقائد و ایمان کی صحت پر ہے انہی لوگوں کو خداوند عالم ان کے ایمان و عمل کے مطابق کے اجر و ثواب عطا فرمائے گا کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے لہٰذا وہ ایسے لوگوں کے حساب کتاب میں عفو و صفح سے کام لے گا اور سخت گیری نہیں کرے گا۔

۸۲۔ ﴿يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ ۔الآیہ﴾ کسی بھی مدعی نبوت و امامت سے معجزہ کا مطالبہ ممنوع نہیں ہے بشرطیکہ ایمان لانے کا ارادہ ہو۔ محض کٹ حجتی کیلئے نہ ہو۔ اور نہ ہی ایک معجزہ دیکھ چکنے کے بعد بلا وجہ دوسرا معجزہ دکھانے سے متعلق ہو۔ جیسا کہ بعض یہودیوں نے پیغمبر اسلام ﷺ سے کہا تھا

أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ
پر آسمان سے کوئی (لکھی ہوئی) کتاب اتروا دیں سو یہ تو جناب موسیٰؑ سے اس سے
سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ
بھی بڑا مطالبہ کر چکے ہیں یعنی کہا تھا کہ ہمیں کھلم کھلا اللہ دکھا دو تو
جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ
ان کے (اسی) ظلم کی وجہ سے ان کو بجلی نے پکڑ لیا۔ اور پھر
اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ
ان لوگوں نے آیات و معجزات آ جانے کے بعد گوسالے کو (خدا)
فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا
بنا لیا۔ مگر ہم نے انہیں معاف کر دیا اور موسیٰؑ کو کھلا ہوا غلبہ
مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ
عطا کیا (۱۵۳) اور ہم نے ان سے (فرمانبرداری کا) پختہ عہد لینے کے لئے ان کے اوپر کوہ طور کو
وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ
بلند کیا اور ہم نے ان سے کہا سجدہ ریز ہو کر دروازہ (شہر) میں داخل ہو جاؤ اور ان
لَا تَعْدُوْا فِى السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا
سے کہا کہ قانون سبت کے بارے میں زیادتی نہ کرو (حد سے نہ بڑھو) اور ہم نے ان سے پختہ عہد
غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ
و پیمان لیا تھا (۱۵۴) سو (ان کو جو سزا ملی وہ) ان کے عہد شکنی کرنے،
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ
آیات الہیہ کا انکار کرنے، نبیوںؑ کو ناحق قتل کرنے اور ان کے اس کہنے
قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا
کی وجہ سے کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں۔ بلکہ ان کے کفر کی وجہ
بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّ
سے اللہ نے ان کے (دلوں) پر مہر لگا دی ہے۔ اس لئے وہ بہت کم ایمان لائیں گے (۱۵۵) نیز

کہ آپ آسمان سے ایک لکھی لکھائی کتاب ان پر اتاریں۔ خداوند عالم فرماتا ہے کہ میرے حبیبؐ! آپ ان لوگوں کے اس مطالبہ پر حیران نہ ہوں۔ یہ تو اس سے پہلے بھی زیادہ غیر معقول مطالبہ کر چکے ہیں انہوں نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ہمیں کھلم کھلا خدا دکھائیں۔ لہٰذا آپ ان لوگوں کے غیر معقول مطالبات پر توجہ نہ دیں اور اپنی حکیمانہ روش و رفتار برقرار رکھیں انشاءاللہ۔

۸۳۔ ﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ۔ الآیہ۔ الآیہ﴾ یہود کے جرائم کی جو فہرست یہاں پیش کی گئی ہے اس کا تذکرہ قبل ازیں سورہ بقرہ میں کیا جا چکا ہے ہاں البتہ یہاں ان کے مزید دو جرائم بیان کئے گئے ہیں: (۱) ایک جناب مریمؑ پر بہتان باندھنا۔ (۲) دوسرا ان کا یہ کہنا کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا ہے۔

بِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ﴿١٥٦﴾
ان کے ساتھ یہ جو کچھ ہوا یہ ان کے کفر کی وجہ سے ہوا۔ اور جناب مریمؑ پر بہتان عظیم لگانے کی وجہ سے (۱۵۶)
وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ
اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے خدا کے رسول مسیح عیسیٰؑ بن
رَسُولَ اللَّهِ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ
مریم کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے نہ انہیں قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا، بلکہ ان پر اصل
شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي
معاملہ مشتبہ کر دیا گیا۔ اور جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے وہ یقیناً اس کے
شَكٍّ مِنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ
متعلق شک میں ہیں اور انہیں گمان کی پیروی کرنے کے سوا کوئی علم نہیں ہے۔ اور
الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ﴿١٥٧﴾ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ
انہوں نے یقیناً ان کو قتل نہیں کیا (۱۵۷) بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ
وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٥٨﴾ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ
زبردست ہے، بڑا حکمت والا ہے (۱۵۸) اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں،
الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ
جو اپنی موت (یا ان کی موت) سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے اور وہ قیامت کے
الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴿١٥٩﴾ فَبِظُلْمٍ مِنَ
دن ان کے خلاف گواہ ہوں گے (۱۵۹) یہودیوں کے ایسے ہی مظالم اور زیادتیوں کی وجہ سے
الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ
ہم نے وہ بہت سی پاکیزہ چیزیں ان پر حرام کر دیں، جو پہلے ان کے لئے حلال تھیں۔
لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ﴿١٦٠﴾ وَ
نیز ان کے (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے بہ کثرت روکنے کی وجہ سے (۱۶۰) اور ان کے
أَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ
سود لینے کے سبب سے، حالانکہ انہیں اس سے منع کیا گیا تھا اور لوگوں کا ناحق مال

۸۴۔ ﴿وَمَا قَتَلُوهُ۔ الآیہ﴾ ارشاد قدرت ہے کہ یہ غلط کہتے ہیں نہ انہوں نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے اور نہ صلیب پر چڑھایا ہے بلکہ حقیقت حال ان پر مشتبہ کر دی گئی ہے۔ کس طرح؟ اس میں قدرے اختلاف ہے! ایک قول یہ ہے کہ خود یہودیوں میں سے کسی سرغنہ کو جناب عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنایا گیا اور انہوں نے اسے سولی پر چڑھا کر قتل کر دیا۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین میں سے کسی کو خدا نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنایا اور ظالموں نے اسے سولی پر چڑھا دیا۔ اور قادر مطلق خدا نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اس بات کی مزید تفصیل سورہ آل عمران کی آیت ۵۵ ﴿يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ۔ الآیہ﴾ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

۸۵۔ ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ۔ الآیہ﴾ "قَبْلَ مَوْتِهِ" کی ضمیر میں اختلاف ہے۔ بعض مفسرین نے اس کا مرجع اہل کتاب کو قرار دیا ہے کہ ہر ایک اہل کتاب مرنے سے پہلے جناب عیسیٰ علیہ السلام پر صحیح ایمان لا کر مرتا ہے۔ اور اکثر نے اس کا مرجع جناب عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دیا ہے کہ ان کے آسمان سے تشریف لانے اور موت کی آغوش میں جانے سے پہلے جو اہل کتاب زندہ ہوں گے وہ آپؑ پر ایمان لا کر مریں گے اس طرح یہ آیت بھی حیات مسیح پر ایک دلیل ہے۔

النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ

کھانے کے باعث (یہ سب کچھ ہوا) ۔اور ان میں سے جو لوگ کافر ہیں، ہم نے ان کے لئے

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ

دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے (۱۶۱) البتہ ان میں سے جو علم میں پختہ ہیں اور جو

وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ

ایماندار ہیں، وہ سب اس پر ایمان لاتے ہیں، جو کچھ آپؐ پر نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو آپؐ

اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ

سے پہلے نازل کیا گیا اور وہ نماز کو قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور

الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، یہ وہ

اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ ع ۲۲/۲

لوگ ہیں جن کو ہم بہت بڑا اجر و ثواب عطا کریں گے (۱۶۲) بے شک ہم نے آپؐ کی

اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ

طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے۔ جس طرح (جناب) نوحؑ اور ان کے بعد

بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ

والے نبیوںؑ کی طرف بھیجی تھی اور ہم نے ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ،

وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ

یعقوبؑ، اولاد یعقوبؑ، عیسیٰؑ، ایوبؑ، یونسؑ،

وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾

ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤدؑ کو زبور عطا کی تھی (۱۶۳)

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ

کچھ پیغمبر وہ ہیں جن کے حالات ہم نے آپؐ سے پہلے بیان کر دیئے ہیں

رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى

اور کچھ وہ ہیں جن کے واقعات ہم نے آپؐ سے بیان نہیں کئے اور اللہ نے موسیٰؑ سے اس طرح کلام کیا جیسا

۸۶۔ ﴿لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ ۔الآیہ﴾ مگر یہود کے وہ لوگ جو علم میں راسخ اور مضبوط ہیں اور جو کچھ آپ پر اتارا گیا اور جو کچھ آپ سے پہلے نازل کیا گیا سب پر ایمان رکھتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتے ہیں یعنی جو یہودی اسلام قبول کر کے اہل ایمان کے زمرے میں داخل ہو جاتے ہیں اور شریعت محمدی کی پیروی کرتے ہیں ہم ان کو اجر عظیم عطا کریں گے کیونکہ سعادت و خوش بختی کسی قوم کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ عام ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ اصحاب الجنۃ ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے وذلک ھو الفوز المبین۔

۸۷۔ ﴿اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ۔الآیہ﴾ یہود کے اس زعم باطل کہ ''خدا نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی کو وحی نبوت سے مشرف نہیں کیا'' خدا فرما رہا ہے کہ جس طرح ہم نے جناب نوحؑ اور ان کے بعد والے نبیوںؑ کی طرف وحی کی ہے جیسے جناب ابراہیم علیہ السلام و۔و۔و۔ بالکل اسی طرح ہم نے آپ کی طرف بھی وحی کی ہے تو جب یہ لوگ اس وحی کی وجہ سے ان کو نبی تسلیم کرتے ہیں تو پھر آپ کی نبوت کا انکار کیوں کرتے ہیں؟

۸۸۔ ﴿وَرُسُلًا قَدْ ۔الآیہ﴾ قرآن مجید میں نام بنام تو چھبیس ستائیس انبیاء کرامؑ کا ذکر خیر کیا گیا ہے جبکہ ان کی مجموعی تعداد میں امت مسلمہ میں سخت اختلاف ہے۔ تین سو تیرہ آٹھ ہزار اور ایک لاکھ چوبیس ہزار؟ فریقین میں زیادہ مشہور قول یہی آخری قول ہے جن میں سے تین سو تیرہ رسول ہیں اور باقی نبی اور پھر ان میں تین سو تیرہ رسولوں میں سے پانچ اولی العزم ہیں یعنی جناب نوح علیہ السلام، جناب ابراہیم علیہ السلام، جناب موسیٰ علیہ السلام، جناب عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اب رہی یہ بات کہ باقی انبیاء و مرسلینؑ کہاں کہاں آئے؟ آیا سارے

تَكْلِيمًا ﴿۱۶۴﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا

کہ کلام کرنے کا حق ہے (۱۶۴) اور (ہم نے) رسولوںؑ کو خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا

يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ

بنا کر بھیجا تاکہ رسولوںؑ کے آ جانے کے بعد لوگوں کے لئے اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجت باقی

وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿۱۶۵﴾ لَّٰكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَا

نہ رہ جائے اور اللہ زبردست، بڑا حکمت والا ہے (۱۶۵) اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ

أَنزَلَ إِلَيْكَ ۖ أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ ۚ

اس نے جو کچھ آپؐ پر نازل کیا۔ وہ اپنے علم سے نازل کیا ہے اور فرشتے (بھی) اس کی گواہی دیتے ہیں۔

وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿۱۶۶﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

اگرچہ گواہی کے لئے اللہ کافی ہے (۱۶۶) بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا

صَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿۱۶۷﴾

اور (دوسروں کو) اللہ کی راہ سے روکا، گمراہی میں بہت دور نکل گئے (۱۶۷)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ

بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ظلم و ستم کیا، اللہ انہیں بخشنے

لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ﴿۱۶۸﴾ إِلَّا

والا نہیں ہے۔ اور نہ ہی انہیں کوئی راستہ دکھائے گا (۱۶۸) سوا

طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ

جہنم کے راستہ کے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے

عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿۱۶۹﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ

اور یہ بات اللہ کے لئے بالکل آسان ہے (۱۶۹) اے لوگو! تمہارے پاس پروردگار کی

الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِن رَّبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ

طرف سے رسولؐ حق لے کر آ گیا ہے۔ پس ان پر ایمان لاؤ۔ یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے۔

وَإِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

اور اگر انکار کرو گے تو (اللہ کا کیا نقصان کرو گے) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو

مشرق میں آئے یا کوئی مغرب میں بھی آیا؟ سارے عربستان میں آئے یا کوئی سندھ اور ہندوستان میں بھی آیا؟ اسی سلسلہ میں قرآن خاموش نظر آتا ہے۔ ہاں وہ صرف اس قدر کہتا ہے کہ ﴿وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ﴾ (فاطرہ۔ ۲۴) ہر قریہ میں کوئی نذیر گزرا ہے۔ ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا﴾ (نحل ۳۶) ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا ہے۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ ان ممالک میں نبی یا ان کے نمائندے آئے ہوں۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے بعض اقوام کے بعض مشہور مذہبی راہنماؤں کے نبی ہونے کا احتمالی نظریہ پیش کیا ہے۔ اور یہ بات بعید از عقل نہیں بلکہ بالکل قرین عقل ہے۔

۸۹۔ ﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ۔ الآیہ﴾ اس آیت شریفہ میں انبیاء مرسلین کی بعثت کا اصلی مقصد بیان کیا گیا ہے کہ خدائے حکیم نے ان کو مبشر (اچھے کام کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری دینے والا) اور منذر (برے کام کرنے والوں کو جہنم کے عذاب سے ڈرانے والا) بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگوں پر حجت تمام ہو جائے اور کوئی شخص کل فردائے قیامت خدا کی بارگاہ میں یہ نہ کہہ سکے کہ تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تھا۔ (طٰہٰ۔ ۱۳۴) بہرحال قرآن و سنت سے یہ حقیقت واضح ہے کہ یہ ذوات مقدسہ لوگوں تک دین پہنچانے اور جنت و جہنم کا راستہ بتانے کیلئے بھیجے گئے ہیں۔ نظام ربوبیت چلانے یا امور تکوینیہ کے انجام دینے کیلئے نہیں بھیجے گئے ہیں۔ ﴿لا الٰہ الا اللہ﴾

وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ يٰۤاَهْلَ

کچھ زمین میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے۔ اور اللہ بڑا علم والا، بڑا حکمت والا ہے(۱۷۰) اے اہل

الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى

کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو۔ اور اللہ کے بارے میں نہ کہو مگر سچی

اللّٰهِ اِلَّا الْحَـقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

بات جناب عیسیٰؑ بن مریمؑ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ جسے

رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ

اس نے مریمؑ کی طرف بھیجا۔ اور اللہ کی طرف سے ایک خاص روح ہیں۔

مِّنْهُ ؗ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ

پس اللہ اور اس کے رسولوںؑ پر ایمان لاؤ۔ اور تثلیث (یعنی تین خداؤں)

اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ

کے قائل نہ ہو۔ (اس سے باز آجاؤ) (یہ) تمہارے لئے بہتر ہے۔ اللہ تو صرف ایک ہے۔

اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى (وقف لازم)

اس کی ذات اس سے پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے

الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ (ع ۲۳ ۹ ۴)

اور جو کچھ زمین میں ہے۔ سب اسی کا ہے اور اللہ کارسازی کے لئے کافی ہے (۱۷۱) عیسیٰ

الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰۤئِكَةُ

مسیح اللہ کا بندہ ہونے میں اپنے لئے عار نہیں سمجھتے اور نہ ہی مقرب

الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ

فرشتے اس میں اپنے لئے کوئی عار محسوس کرتے ہیں اور جو اس کی بندگی میں ننگ و عار محسوس

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا

کرے گا اور تکبر کرے گا۔ اللہ سب کو جلد اپنی طرف محشور فرمائے گا (۱۷۲) پھر جو لوگ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ

ایمان لائے ہوں گے اور نیک عمل کئے ہوں گے انہیں ان کا پورا پورا

۹۰۔ ﴿یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا۔ الآیہ﴾

اقوام عالم کی تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ سے لوگوں کا یہ وتیرہ رہا ہے کہ وہ جس سے عقیدت رکھتے ہیں اسے اس کی حد سے بڑھا دیتے ہیں۔ اسی جذبہ نے یہود کو آمادہ کیا کہ وہ جناب عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہیں اور اسی غلط جذبہ نے عیسائیوں کو آمادہ کیا کہ وہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ قرار دیں۔

مسلمان بھی غلو والی اس بیماری میں محفوظ نہیں رہے۔ چنانچہ بعض نے حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور بعض نے جناب مرتضیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا اوتار مان لیا۔ مگر جن کا مشن ہی توحید کی تبلیغ کرنا تھا انہوں نے ہمیشہ اس جذبہ کی حوصلہ شکنی کی ہے۔ چنانچہ جناب عیسیٰ علیہ السلام گہوارے میں اپنی بندگی کا اعلان کرتے ہیں اور اسی طرح نبی و علی علیہ السلام برابر غالیوں سے اپنی برأت و بیزاری کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ لیکن ع

جنہیں ہو ڈوبنا وہ ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں

ارشاد قدرت ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ، روح اللہ اور رسول اللہ ہیں کہ ان کی تخلیق مادی اسباب سے نہیں ہوئی بلکہ صرف کلمہ کن کہنے سے ہوئی ہے۔ اور ان کی روح کوئی عام روح نہیں بلکہ وہ بیت اللہ کی طرف اللہ کی خاص روح ہے۔ بہر حال وہ ابن اللہ یا اللہ نہیں ہے۔ ارشاد قدرت ہے کہ جب خود جناب عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بندہ ہونے میں اپنے لئے عار نہیں سمجھتے تو ان عقیدت مندوں کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ ان کے بارے میں کوئی اور نظریہ قائم کریں؟؟ اسی طرح جب حضرت امیر علیہ السلام اپنے آپ کو خدا کا بندہ کہتے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں اور اپنی تمام زندگی اللہ کی عبادت میں گزار دیتے ہیں تو احمق غالیوں کو انہیں خدا کہنے کا کیا حق ہے؟

أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ

صلہ و ثواب دے گا اور اپنے فضل و کرم سے انہیں مزید بھی عطا فرمائے گا۔ اور جنہوں

اسْتَنْكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

نے (اس کی بندگی سے) ننگ و عار محسوس کیا ہو گا اور تکبر کیا ہو گا ان کو دردناک عذاب کی

أَلِيمًا ۙ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَّلَا

سزا دے گا۔ اور وہ اللہ کے سوا نہ کوئی سرپرست پائیں گے اور نہ

نَصِيرًا ﴿۱۷۳﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ

کوئی یار و مددگار (۱۷۳) اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی

رَّبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ﴿۱۷۴﴾ فَأَمَّا

طرف سے (روشن) دلیل آ گئی ہے۔ اور ہم نے تمہاری طرف نمایاں نور اتارا ہے (۱۷۴) سو جو

الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ

لوگ اللہ پر ایمان لائے اور مضبوطی سے اس کا دامن پکڑا تو ضرور اللہ انہیں

فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا

اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا۔ اور ان کو اپنے سیدھے

مُّسْتَقِيمًا ﴿۱۷۵﴾ يَسْتَفْتُونَكَ ۖ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ

راستہ پر لگا دے گا (۱۷۵) اے رسولؐ یہ لوگ آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ! اللہ تمہیں

فِي الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَّلَهُ

کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور

أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَّمْ

اس کی ایک بہن ہو تو اس کا آدھا ترکہ اس کا ہو گا۔ اور اگر وہ (بہن) مر جائے اور اس

يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا

کی کوئی اولاد نہ ہو (اور ایک بھائی ہو) تو وہ اس کے پورے ترکہ کا وارث ہو گا۔ اور اگر کسی

الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَّ

مرنے والے کی دو بہنیں ہوں تو ان کا اس کے ترکہ میں سے دو تہائی حصہ ہو گا۔ اور اگر کئی بھائی

۹۱۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ۔ الآیہ﴾ مفسرین اسلام کا اس بات پر قریباً اتفاق ہے کہ اس آیت مبارکہ میں برہان سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مراد ہیں اور نور مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔ یعنی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات اپنے بلند اخلاق اور اپنے صفات جلال و جمال کے ساتھ اپنی نبوت کی خود دلیل ہے اور قرآن جس سے حق و ہدایت کی تجلیاں پھوٹ رہی ہے وہ آپ کی صداقت کا معجزہ خالدہ ہے۔

۹۲۔ ﴿يَسْتَفْتُونَكَ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں کلالہ کی وراثت بیان کی گئی ہے۔ کلالہ یعنی بھائی، بہن کی میراث۔ کیونکہ کلالہ اسے کہا جاتا ہے جس کی کوئی اولاد ذکور رو اناث نہ ہو اور نہ ہی والدین زندہ ہوں ہاں البتہ اس کا صرف ایک بھائی بہن یا چند بھائی بہن موجود ہوں۔ پھر یہ بھائی تین قسم کے ہوتے ہیں: (۱) پدری و مادری (۲) صرف پدری۔ (۳) صرف مادری۔ پھر ان کی وراثت کی تفصیل معلوم کرنے کے خواہشمند تفسیر فیضان الرحمن یا ہماری فقہی کتاب قوانین الشریعہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ

بہن ہوں یعنی مرد عورت دونوں ہوں تو ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۷۶﴾ ع

تمہارے لئے کھول کر احکام بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم گمراہ نہ ہو اور اللہ ہر چیز کا بڑا جاننے والا ہے (۱۷۶)

اٰیاتها ۱۲۰ | ۵ سُوْرَةُ الْمَآىِٕدَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۲ | رکوعاتها ۱۶

سورۃ المائدۃ۔ مدنی۔ آیات ۱۲۰۔ رکوع ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ

اے ایمان والو! اپنے عہدوں کو پورا کرو تمہارے لئے چوپائے،

لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ

مویشی حلال کر دیئے گئے ہیں۔ سوائے ان کے جن کا ذکر تمہیں پڑھ کر سنایا جائے گا۔ ہاں جب تم

مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا

احرام کی حالت میں ہو تو شکار کو حلال نہ سمجھو۔ بے شک اللہ جو چاہتا ہے وہ

يُرِيْدُ ﴿۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ

حکم دیتا ہے (۱) اے ایمان والو! خدا کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو۔ اور نہ حرمت والے مہینہ کی

وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ

اور نہ قربانی والے جانور کی اور نہ گلے میں پٹے ڈالے ہوئے جانوروں

وَلَاۤ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ

کی اور نہ ان لوگوں کی (بے حرمتی کرو) جو اپنے پروردگار کا فضل و کرم اور اس کی

رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا

رضامندی کے طلب گار بن کر بیت الحرام (مقدس گھر) کی طرف جا رہے ہیں اور جب احرام ختم ہو جائے

يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ

(یا حرم سے باہر نکل جاؤ) تو شکار کر سکتے ہو۔ اور خبردار، تمہیں کسی قوم سے عداوت کہ اس نے

سورہ مائدہ

اس سورہ کے بعض مضامین و مطالب یہ ہیں: جناب عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے دسترخوان کے اترنے کا واقعہ، شکار کے احکام بالخصوص حالت احرام میں۔ بمقام غدیر خم ولایت علی علیہ السلام کا اعلان۔ شراب اور جوئے کی حرمت کا بیان، وسیلہ اختیار کرنے کا حکم!۔ عقیدہ تثلیث کا ابطال۔ مردار اور لحم خنزیر وغیرہ کی حرمت کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا۔ الآیہ﴾ عقود عقد کی جمع ہے جس کے لغوی معنی اس گرہ لگانے کے ہیں جو بآسانی کھل نہ سکے اور اصطلاح میں کسی معاملہ میں دو شخصوں کے باہمی عہد و پیمان کے ہیں جیسے عقد نکاح، عقد بیع اور عقد اجارہ وغیرہ۔ یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ انسانیت کے مخصوص فرائض میں سے ایک بہت بڑا فریضہ وفائے عہد بھی ہے۔ لہٰذا جو شخص وفا سے عاری ہے وہ دراصل جوہر انسانیت سے محروم ہے۔

وقف لازم

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ
اللہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے (۳) لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کون سی
وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠
پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۲ حُرِّمَتْ
اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے (۲) تم پر حرام
عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ
کیا گیا ہے۔ مردار، خون، خنزیر کا گوشت، اور وہ جانور جس پر ذبح کے وقت
اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ
غیر خدا کا نام لیا جائے۔ اور گلا گھونٹا ہوا، یا جو چوٹ لگنے سے یا بلندی سے گر کر، یا
وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا
سینگھ لگنے سے مر جائے یا جسے کسی درندہ نے کھایا ہو۔ سوائے اس کے جسے
ذَكَّيْتُمْ ۟ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا
تم نے ذبح کر لیا ہو۔ اور وہ (بھی حرام ہے) جو قربان کیا جائے بتوں پر
بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ
(یا کسی آستانے پر) نیز (وہ بھی حرام ہے) جو قرعہ کے تیروں سے تقسیم کیا جائے۔
كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ
یہ سب کام فسق (گناہ) ہیں۔ آج کے دن کافر تمہارے دین سے مایوس ہو گئے۔ پس تم ان سے نہیں مجھ سے ڈرو۔
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ
آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے
نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ
لئے دین کی حیثیت سے اسلام کو پسند کر لیا ہے ہاں جو بھوک کی شدت سے مجبور ہو جائے
اضْطُرَّ فِىْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ
(اور حرام چیزوں سے کوئی کھا لے) جب کہ گناہ کی طرف راغب نہ ہو تو

۲۔ ﴿وَتَعَاوَنُوْا۔ الآیہ﴾ خدائے حکیم نے انسان کو مدنی الطبع پیدا کیا ہے۔ اس لئے کوئی بھی شخص تن تنہا اپنے تمام امور معاش ومعاد انجام نہیں دے سکتا۔ وہ مہد سے لے کر لحد تک زندگی کے ہر موڑ اور ہر شعبہ میں بنی نوع انسان کے تعاون کا محتاج ہے مگر چونکہ کام دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) اچھے۔ اور (۲) برے۔ خداوند عالم نے اچھے کاموں میں ایک دوسرے کی اعانت کرنے کا حکم دیا ہے جس کے خوشگوار نتائج برآمد ہوتے ہیں اور برے کاموں میں مدد کرنے کی ممانعت کی ہے جس پر برے آثار مترتب ہوتے ہیں۔

۳۔ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ۔ الآیہ﴾ یہاں ان جانوروں کا ذکر کیا جا رہا ہے جو شریعت اسلامیہ میں حرام ہیں۔ باقی حرام جانوروں کا مفہوم تو واضح ہے البتہ ﴿وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ کا مفہوم غور طلب ہے؟ وہ جانور جس پر ذبح کے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے وہ تو بالاتفاق حرام ہے۔ لیکن اگر جانور کو کسی غیر اللہ کے نام سے نامزد کر دیا جائے جیسے شیخ سدو کا بکرا اور سید کبیر کی گائے وغیرہ تو اگر جانور کو خدا کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو آیا وہ حلال ہے یا حرام؟ تو اس میں قدرے اختلاف ہے۔ محققین کا رجحان حرمت کی طرف ہے کیونکہ جانور کے غیر اللہ کے نام سے نامزد ہونے کی وجہ سے اس میں شرک والی نجاست سرایت کر جاتی ہے اور بعض علماء اسے حلال جانتے ہیں مگر حرمت والا قول اشبہ اور احوط ہے۔

۴۔ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ۔ الآیہ﴾ مفسرین اسلام میں قدرے اختلاف ہے کہ اس آج کے دن سے کیا مراد ہے یعنی یہ آیت کب اور کہاں نازل ہوئی ہے؟ بعض نے یہ کہا ہے کہ یہ آیت مدینہ میں اتری ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اب جبکہ تمام احکام بیان کر دیئے گئے اور حرام وحلال کے مسائل واضح کر دیئے گئے تو اب دین مکمل ہو گیا۔ مگر جو حقیقت اکثر مفسرین، محدثین اور

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ

والا بڑا رحم کرنے والا ہے (۳) لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کون سی

قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ

چیزیں حلال کی گئی ہیں؟ کہہ دیجئے کہ تمہارے لئے سب پاک و پاکیزہ چیزیں

الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ

حلال کر دی گئیں اور جن شکاری جانوروں کو تم نے سدھایا ہو جن کو خدا کے سکھائے ہوئے طریقہ کے

اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا

مطابق (شکار پکڑنے کا) طریقہ سکھایا ہو تو جسے وہ تمہارے لئے پکڑ رکھیں۔ اس میں سے بھی

اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

کھا سکتے ہو۔ اور اس پر (شکار پر چھوڑتے وقت) خدا کا نام لے لو۔ اور اللہ سے (اس کی معصیت کاری سے)

الْحِسَابِ ﴿٤﴾ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ

ڈرو۔ بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے (۴) آج تمہارے لئے سب پاک و پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی

طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَ

ہیں۔ اور اہل کتاب کا طعام (اناج) تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا طعام (اناج) ان کے لئے حلال ہے اور پاک

طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ

دامن مسلمان عورتیں اور ان لوگوں (اہل کتاب) کی پاک دامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ

کتاب دی گئی ہے۔ (وہ تمہارے لئے حلال ہیں) بشرطیکہ تم ان کی اجرتیں (حق مہر) دے دو۔

قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ

اور وہ بھی اپنی پاک دامنی کے تحفظ کی خاطر نہ کہ آزاد شہوت رانی کی خاطر

غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ

اور نہ ہی چوری چھپے ناجائز تعلقات قائم کرنے کے لئے۔ اور جو ایمان کا انکار کرے (اور کفر

يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ

اختیار کرے) تو اس کے سب عمل اکارت ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان

مورخین کی کتب کا مطالعہ کرنے سے واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ سورہ مائدہ قرآن کی آخر سورہ ہے اور یہ آیت اس کی آخری آیت ہے جس کے بعد نہ کوئی نیا حکم نازل ہوا اور نہ کوئی آیت نازل ہوئی اور یہ آیت بتاریخ ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ ہجری کو بمقام خم غدیر نازل ہوئی جہاں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہزاروں مسلمانوں کے روبرو حضرت علی علیہ السلام کا بازو پکڑ کر ان کی خلافت وولایت کا اعلان فرمایا تھا کہ ﴿ من کنت مولاہ فعلی مولاہ ﴾ تب یہ آیت اتری جس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ تشریعی طور پر بھی اسلام مکمل ہوگیا کہ سب احکام نازل ہو چکے اور اب قیامت تک اس کی بقا کا بھی انتظام ہو گیا۔ واقعہ ختم غدیر کی پوری تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات تفسیر فیضان الرحمٰن یا ہماری کتاب اثبات امامت کی طرف رجوع فرمائیں۔

۵۔ ﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ الآیہ﴾ اہل کتاب کی طہارت ونجاست کے بارے میں فقہاء امامیہ میں قدرت اختلاف ہے۔ بعض انہیں پاک جانتے ہیں اور اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں مگر اکثر فقہاء کے نزدیک وہ نجس ہیں اور یہی قول اقویٰ ہے کیونکہ اہل کتاب مشرک بھی ہیں اور کافر بھی اور یہ دونوں نجس ہیں ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ﴾۔ احادیث اہل بیت علیہم السلام میں اس طعام کی تفسیر حبوب و بقول یعنی اناج اور سبزیوں سے کی گئی ہے نہ کہ ان کے ہاتھ کے پکے ہوئے کھانے سے (ملاحظہ ہو تفسیر قمی، عیاشی، اور تفسیر صافی وغیرہ)

ع ٥ ٥ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٥ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ
اٹھانے والوں میں ہو گا (٥) اے ایمان والو! جب نماز کے لئے کھڑے
اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ
ہونے لگو تو اپنے چہروں اور کہنیوں سمیت اپنے ہاتھوں کو دھوؤ۔
اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ
اور سروں کے بعض حصہ کا اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کرو۔
اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ
اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو پھر غسل کرو اور اگر تم بیمار ہو
وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ
یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے آیا ہو۔ یا تم نے
مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ
عورتوں سے مقاربت کی ہو۔ اور پھر تمہیں پانی نہ ملے
تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا
تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔ یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں
بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ
پر اس سے مسح کر لو (مل لو) اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی سختی کرے۔
عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ
وہ تو چاہتا ہے کہ تمہیں پاک صاف رکھے
وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٦
اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دے تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو (٦)
وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ
اور یاد کرو اللہ کا وہ احسان جو اس نے تم پر کیا۔ اور اس کے عہد و پیمان کو
وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا
جو اس نے تم سے لیا۔ جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور مانا۔ اللہ سے ڈرو۔

٦۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں وضو کرنے کی ترکیب بتائی گئی ہے اور اگر پانی نہ مل سکے یا پانی کا استعمال ضرر کا باعث ہو تو پھر اس کے عوض تیمم کرنے کی ترکیب بتائی گئی ہے۔ وضو کیا ہے؟ جو کچھ قرآن و سنت سے مستفاد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وضو کے واجبی اجزاء چار ہیں۔ دو دھونے یعنی منہ اور ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا اور دو مسح یعنی سر کے اگلے حصہ اور پاؤں کا ٹخنوں تک مسح ثابت ہے مگر کچھ لوگ خواہ مخواہ اَرْجُلَكُمْ کی زبر و زیر کے چکر میں لوگوں کو ڈال کر اس سے پاؤں کے دھونے کا جواز ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسکی اَرْجُلَكُمْ کا بہرحال عطف بِرُءُوْسِكُمْ پر ہے جو کہ وَامْسَحُوْا کا مفعول ہے یعنی اَرْجُلَكُمْ کی زیر کی صورت میں بِرُءُوْسِكُمْ کے لفظ پر ہے اور زبر کی صورت میں اس کے محل پر ہے۔ چنانچہ تفسیر المنار کے فاضل مصنف نے اقرار کیا ہے کہ ﴿الظاهر انه عطف على الرؤوس اى وامسحوا بارجلكم الى الكعبين﴾ (ج:٦ ص ٢٨٢) (اور یہی چیز کتب فریقین کی روشنی میں سنت رسولؐ سے ثابت ہے۔ تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند کتاب تجلیات صداقت یا قوانین الشریعہ کا مطالعہ کریں۔

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٧ يٰۤاَيُّهَا

بے شک اللہ دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے (۷) اے ایمان والو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ

اللہ کے لئے پوری پابندی کرنے والے اور راستی پر قائم رہنے والے۔ اور عدل و انصاف کے ساتھ گواہی

بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا

دینے والے بنو (خبردار) کسی قوم سے دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف

تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا

نہ کرو اور عدل سے پھر جاؤ۔ عدل کرو کہ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اللہ سے ڈرو

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٨ وَعَدَ اللّٰهُ

بے شک تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح با خبر ہے (۸) اللہ تعالیٰ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے وعدہ کیا ہے کہ ان کے لئے بخشش اور بڑا

وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝٩ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ

اجر و ثواب ہے (۹) اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیتوں

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝١٠ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

کو جھٹلایا یہی دوزخ والے ہیں (۱۰) اے ایمان والو! اللہ کے

اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ

اس احسان کو یاد کرو جو اس نے اس وقت تم پر کیا جب ایک گروہ نے ارادہ کیا تھا کہ

يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ

وہ تمہاری طرف دست درازی کرے مگر اللہ نے (اپنی قدرت کاملہ سے)

عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

ان کو تم سے روک دیا ۔اللہ سے ڈرو۔ اور اہل ایمان کو اللہ پر ہی

الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١١ ع وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْۤ ع ٢/٢

بھروسہ کرنا چاہیے (۱۱) اور بلاشبہ اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد و پیمان

۷۔﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔الآیہ﴾ قبل سورہ نساء کی آیت نمبر ۱۳۵ کی تفسیر میں یہ بات واضح کی جاچکی ہے کہ اسلام عدل وانصاف کو بہت اہمیت دیتا ہے اور اسے انسان کے ان بنیادی حقوق میں سے قرار دیتا ہے کہ جس میں وہ دوست ودشمن، رنگ ونسل اور مذہب ومسلک میں تفریق کا قائل نہیں ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایک مسلمان حکومت کی شرعی واخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اس طرح نظام قائم کرے کہ ادائے حقوق اور اجراء حدود میں کسی سے بھی کسی قسم کی غلط رو ورعایت نہ کرے حتیٰ کہ مسلم اور غیر مسلم رعایا میں بھی کسی کا امتیاز روانہ رکھے اور ایک مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ ہر حال میں تقوائے الٰہی کا دامن مضبوطی سے تھامے رہے۔اور کسی وقت بھی اسے نہ چھوڑے۔

۸۔﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۔الآیہ﴾ اس آیت میں اس گروہ کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ جو قطعی طور پر جہنمی ہے جبکہ اس سے پہلی آیت میں اس گروہ کا ذکر خیر کیا گیا تھا جو یقینی طور پر جنتی ہے۔

۹۔﴿وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ ۔الآیہ﴾ بنی اسرائیل بارہ خاندانوں پر مشتمل تھے۔ انتظامی مصلحت کے تحت جناب موسیٰ علیہ السلام نے بحکم خدا ہر خاندان سے ایک شخص منتخب کرکے اسے سردار مقرر کیا تھا جسے نقیب کہا جاتا ہے اور یہ کل بارہ تھے۔ چنانچہ جب خدا نے بنی اسرائیل سے کچھ عہد و پیمان لئے تو ان پر عمل کرنے کا ذمہ دار ہر قبیلہ کا نقیب تھا۔ وہ عہد کیا تھا؟ (۱) نماز پڑھنا۔ (۲) زکوٰۃ دینا۔ (۳) اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا۔ (۴) انبیاء ومرسلین کی نصرت کرنا۔ (۵) اللہ کو قرض دینا یعنی راہ خدا میں غرباء و مساکین کو صدقہ وخیرات دینا۔ پھر ان سے اس عہد وپیمان کے نبھانے پر بعض انعامات کا وعدہ کیا تھا۔ اور اس کے توڑنے پر کچھ سزاؤں کی وعید کی تھی اور یہ سب امور قرآن میں مذکورہ ہیں۔ بنی اسرائیل کے ان واقعات کو بیان کرنے سے خدائے حکیم کا

إِسْرَآءِيلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا ۖ وَ

لیا تھا اور ہم نے بھی بارہ نقیب (سردار) مقرر کئے تھے۔ اور اللہ نے (ان سے)

قَالَ اللّٰهُ إِنِّي مَعَكُمْ ۖ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ

کہا تھا کہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تو اگر تم نماز قائم رکھو گے،

وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ

اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوںؑ پر ایمان لاتے رہو گے، اور ان کی مدد کرتے

وَأَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ

رہو گے اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہو گے تو میں ضرور تمہارے گناہ تم

سَيِّاٰتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ

سے دور کر دوں گا۔ (معاف کر دوں گا) اور تمہیں ان بہشتوں میں داخل کروں گا۔ جن کے

تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ

نیچے سے نہریں جاری ہوں گی مگر تم میں سے جس نے اس کے بعد کفر اختیار کیا وہ

ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيلِ ﴿١٢﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ

ضرور سیدھے راستے سے بھٹک گیا (۱۲) ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر

لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُونَ

لعنت کی (اپنی رحمت سے دور کر دیا) اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا کہ وہ

الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا

کلام (الٰہی) کو اس کی اصلی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں (تحریف کرتے ہیں) اور جس چیز کی

بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا

ان کو نصیحت کی گئی تھی اس کا بڑا حصہ بھلا بیٹھے ہیں (اے پیغمبرؐ) ان کے معدودے چند آدمیوں کے سوا برابر ان

قَلِيلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ

کی کسی نہ کسی خیانت پر مطلع ہوتے رہیں گے لہٰذا انہیں معاف کر دیجئے اور ان سے درگزر کیجئے بے شک

يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣﴾ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا

اللہ معاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۱۳) اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نصرانی ہیں ان سے

مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ان کے حالات و واقعات سے درس عبرت حاصل کریں اور خدا کے عہد و پیمان کی پابندی کریں اور یاد رکھیں کہ اطاعت کی صورت میں انہیں انعام میں جنت الفردوس دی جائے گی اور بغاوت کی صورت میں لعنت کا طوق ان کی گردن میں ڈالا جائے گا۔

۱۰۔ ﴿فبما نقضھم۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں خداوند عالم اس عہد و پیمان کا انجام بیان کر رہا ہے جو بنی اسرائیل سے لیا گیا تھا یعنی ان لوگوں نے عہد شکنی کی اور وہ عہد و پیمان جو ان سے لیا گیا تھا اسے توڑ دیا جس کی وجہ سے خدائے قہار نے ان کو چند قسم کے عذابوں میں گرفتار کیا۔ جیسے ان پر لعنت کی، ان کے دلوں کو سخت بنا دیا کہ اب کوئی موعظہ حسنہ اور کوئی پند و وعظ ان پر اثر نہیں کرتا، اپنی کتاب کا بہت سا حصہ بھلا دیا وغیرہ وغیرہ۔

۱۱۔ ﴿ومن الذین۔ الآیہ﴾ اس آیت میں یہ حقیقت بیان کی جا رہی ہے کہ خدا نے یہود کی طرح نصاریٰ سے بھی بعض عہد و پیمان لئے تھے مگر جس طرح یہود نے عہد شکنی کی اور اس کی پاداش میں خدا کی لعنت اور دیگر مختلف عذابوں میں گرفتار ہوئے اسی طرح نصاریٰ نے بھی عہد شکنی کی اور وہ بعض عذاب میں مبتلا ہوئے۔

نصاریٰ سے کیا عہد لیا گیا تھا؟

وہ دو عہد تھے۔ (۱) ایک خدا کے دین کی نصرت کرنا۔ (۲) دوسرا پیغمبر آخر الزمانؐ پر ایمان لانا۔ مگر انہوں نے حکم عدولی کی۔ توحید کی بجائے تثلیث یعنی اقانیم ثلاثہ کے غیر معقول نظریہ کو اپنایا اور آخری پیغمبر پر ایمان لانے کی بجائے الٹا ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ نصاریٰ یہود کی نسبت مسلمانوں سے قدرے قریب ہونے کے باوجود اسلام کے خلاف بغاوت کرنے اور کتاب الٰہی میں تحریف کرنے اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف شرارتیں کرنے میں یہود سے پیچھے نہیں ہیں دونوں نے اپنی

نَصٰرٰۤی اَخَذْنَا مِیْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا
بھی پختہ عہد لیا تھا سو جو کچھ بھی انہیں نصیحت کی گئی تھی ، جب وہ
ذُكِّرُوْا بِهٖ ۪ فَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ
اس کا بڑا حصہ بھلا بیٹھے۔ تو ہم نے (بطور سزا) قیامت تک ان کے درمیان
وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ یُنَبِّئُهُمُ
بغض و عناد ڈال دیا۔ اور عنقریب اللہ ان کو بتائے گا کہ
اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ
وہ (دنیا میں کیا کرتے تھے) (۱۴) اے اہل کتاب! تمہارے پاس
جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا
ہمارا وہ پیغمبرؐ آ گیا ہے جو بہت سی ان باتوں کو کھول کر بیان کر رہا ہے۔ جنہیں
كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَیَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ؕ۬
تم اس کتاب میں سے چھپاتے رہے ہو اور بہت سی باتوں کو نظرانداز بھی کر دیتا ہے ۔
قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾
بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور (روشنی) اور واضح کتاب آ گئی ہے(۱۵)
یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ
جس کے ذریعہ سے خدا ان لوگوں کو سلامتی کے راستوں پر چلاتا ہے جو اس کی رضا کی
السَّلٰمِ وَیُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ
اتباع و پیروی کرتے ہیں اور ان کو تاریکیوں (گمراہی) سے اپنے اذن و توفیق سے نور (ہدایت)
بِاِذْنِهٖ وَیَهْدِیْهِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ
کی طرف لاتا ہے اور انہیں سیدھے راستہ پر لگاتا ہے (۱۶) یقیناً وہ لوگ (نصرانی)
كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ
کافر ہو گئے ، جنہوں نے کہا کہ مسیحؑ بن مریمؑ ہی اللہ ہے۔
مَرْیَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ یَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا اِنْ اَرَادَ
کہہ دیجئے کہ اگر اللہ مسیحؑ بن مریمؑ کو ان کی ماں اور تمام اہل زمین کو

کتابوں میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرہ کو چھپایا اور اسلام کے خلاف سازشیں کیں اور آج تک برابر کر رہے ہیں۔

۱۴۔ ﴿قَدْ جَآءَكُمْ ۔الآیہ﴾ یہ خطاب یہود ونصاریٰ کو ہے کہ خدا نے اتمام حجت کیلئے اپنا آخری پیغمبر بھیجا ہے جو اب بہت سی چیزوں کو کھول کر بیان کرتا ہے جنہیں تم چھپاتے رہے ہو۔ جیسے آپ کے آنے کی بشارت اور آپؐ کی صفات وعلامات وغیرہ۔ مخفی نہ رہے اس میں قدرے اختلاف ہے کہ یہاں نور اور کتاب سے ایک ہی چیز مراد ہے یعنی قرآن! یا یہ دو الگ چیزیں ہیں یعنی نور سے مراد رسولؐ اور کتاب مبین سے مراد قرآن شریف ہے؟ وارثان قرآن کی کوئی مستند تفسیر نہ ہونے کی وجہ سے یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم اگرچہ مشہور دوسرا قول ہے مگر مرجح پہلا قول ہے واللہ العالم۔

۱۳۔ ﴿لَقَدْ كَفَرَ ۔الآیہ﴾ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جناب عیسیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خالص توحید کا عقیدہ لے کر آئے تھے اور دنیا میں قدم رکھتے ہی اپنی عبودیت وبندگی کا اظہار کیا تھا۔ (قال انی عبد اللہ) مگر ان کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کے بہت عرصہ بعد نصاریٰ نے جذبات محبت کی رو میں بہہ کر ان کو اللہ یا اللہ کا بیٹا کہنا شروع کیا جب کہ دنیا والوں کا وطیرہ ہے کہ وہ جس سے محبت کرتے ہیں اس کے حق میں افراط کرتے ہیں اور جس سے نفرت کرتے ہیں اس کے بارے میں تفریط کرتے ہیں جبکہ حق ہمیشہ افراط اور تفریط کے درمیان ہوتا ہے خداوند عالم ان لوگوں کو اس غلو اور شرک کی وجہ سے کافر قرار دے رہا ہے اور واضح فرما رہا ہے کہ پوری کائنات کا خالق ومالک صرف ایک ہے جو اللہ تعالیٰ ہے ساری کائنات کی بسط وکشاد اور موت وحیات اسی کے قبضہ قدرت میں ہے، اگر وہ جناب عیسیٰ اور ان کی والدہ گرامی بلکہ سب اہل زمین کو موت کی نیند سلانا چاہے تو اسے کون روک سکتا ہے؟ اور اس کے فیصلے کے

اَنۡ یُّهۡلِكَ الۡمَسِیۡحَ ابۡنَ مَرۡیَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنۡ فِی
ہلاک کرنا چاہے۔ تو اس کے آگے کسی کا ذرا بھی بس چل سکتا ہے
الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ
(کہ اسے روک دے) آسمانوں پر، زمین پر اور جو کچھ ان کے
وَمَا بَیۡنَهُمَا ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ
درمیان ہے ۔ان سب پر، اللہ ہی کی حکومت ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ تو
شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱۷﴾ وَقَالَتِ الۡیَهُوۡدُ وَالنَّصٰرٰی نَحۡنُ
ہر چیز پر پوری قدرت رکھتاہے(۱۷) یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے
اَبۡنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلۡ فَلِمَ یُعَذِّبُكُمۡ
بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں ۔ ان سے کہو (پوچھو) پھر خدا تمہیں تمہارے گناہوں
بِذُنُوۡبِكُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ بَشَرٌ مِّمَّنۡ خَلَقَ ؕ یَغۡفِرُ
پر سزا کیوں دیتا ہے ؟ (نہیں) بلکہ تم بھی اس کی مخلوقات میں سے محض بشر (انسان) ہو۔
لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ
وہ جسے چاہتا ہے، بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور اللہ ہی
السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَهُمَا ۫ وَاِلَیۡهِ
کے لیے ہے، سلطنت آسمانوں کی، زمین کی اور جوکچھ ان کے درمیان ہے اس کی اور سب کی
الۡمَصِیۡرُ ﴿۱۸﴾ یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا
بازگشت اسی کی طرف ہے (۱۸) اے اہل کتاب، ہمارا رسولؐ جو کھول کر (ہمارے احکام)
یُبَیِّنُ لَكُمۡ عَلٰی فَتۡرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا
بیان کرتا ہے۔ ایسے وقت تمہارے پاس آیا کہ جب کچھ عرصہ سے رسولوںؑ کی آمد کا
مَا جَآءَنَا مِنۡۢ بَشِیۡرٍ وَّلَا نَذِیۡرٍ ۫ فَقَدۡ جَآءَكُمۡ
سلسلہ بند تھا، تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا، تو لو تمہارے
ع ۳ ۸ ۷ بَشِیۡرٌ وَّنَذِیۡرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱۹﴾ وَاِذۡ
پاس بشارت دینے والا اور ڈرانے والا آ گیا ہے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتاہے(۱۹) وہ

سامنے کون چون وچرا کر سکتا ہے؟ پس جناب عیسیٰؑ کو اللہ یا اللہ کے ساتھ متحد ماننا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے۔۔ بلکہ کھلم کھلا کفر ہے۔

۱۴۔ ﴿وَقَالَتِ الۡیَهُوۡدُ۔ الآیہ﴾ یہود و نصاریٰ اس زعم باطل میں مبتلا ہو گئے تھے کہ ان کا اللہ تعالیٰ سے کوئی خاص رشتہ ہے جس کی وجہ سے وہ ان کے اعمال کا کوئی محاسبہ نہیں کرے گا۔ اور وہ یقیناً جنت میں جائیں گے جیسا کہ آج کل بھی کچھ لوگ ایسا ہی عقیدہ رکھتے ہیں گویا ان کی خدا سے کوئی قرابت قریبہ ہے یا خدا سے کوئی عہد لے لیا ہے۔ یہاں خدائے حکیم نے بڑے احسن انداز میں ان لوگوں کے اس زعم کا بطلان واضح وعیاں کیا ہے کہ اگر تم خدا کے اتنے ہی پیارے اور لاڈلے ہو تو پھر خدا تمہارے گناہوں کی تمہیں سزا کیوں دیتا ہے؟ جس طرح خدا نے دنیا میں یہود کو فرعون، بخت نصر اور رومیوں کے ہاتھوں سے سزا دی ہے! اور آخرت میں بھی سخت سزا دے گا۔ ان حقائق سے معلوم ہو گیا کہ کسی قوم وقبیلہ کی خدا سے کوئی خاص رشتہ داری نہیں ہے بلکہ خدا کا قانون اور آئین سب کیلئے یکساں اور برابر ہے جو جیسا کرے گا وہ ویسا ہی بھرے گا اور جو جیسا کام کرے گا وہ اس کے ویسے ہی انجام سے دوچار ہوگا۔

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو از جو

۱۵۔ ﴿یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ۔ الآیہ﴾ اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آ گیا ہے جو کھول کر ہمارے احکام پیش کرتا ہے۔ اور وہ ایسے وقت میں آیا ہے کہ جب رسولوں کی آمد کا سلسلہ بند تھا۔ یہ بات عقل وشرع سے ثابت ہے کہ خدائے علیم وحکیم نے اس عالم آب وگل کا نظام کچھ اس نہج پر چلایا ہے کہ اس کی ہر چیز علل واسباب کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے اور اگر کبھی کوئی واقعہ اس کے برخلاف واقع ہو جائے تو اس کا نام معجزہ ہوتا ہے جو خرق وعادت نیچر کا دوسرا

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

وقت یاد کرو۔ جب جناب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا!

عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ

اے میری قوم تم اللہ کا وہ احسان یاد کرو جو اس نے تم پر کیا۔ اس نے تم میں نبیؑ بنایا

مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ

اور تمہیں فرمانروا اور خودمختار بنایا۔ اور تمہیں وہ کچھ دیا جو دنیا جہان والوں میں

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٠﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ

سے کسی کو نہیں دیا (۲۰) اے میری قوم! اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ

الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ

نے تمہارے لئے لکھ دی ہے اور (مقابلہ کے وقت) پیٹھ دکھا کر نہ بھاگنا۔

فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٢١﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا

ورنہ نقصان اٹھا کر لوٹو گے (۲۱) انہوں نے (جواب میں) کہا: اے موسیٰؑ اس زمین میں تو بڑے

قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا

زبردست (جابر) لوگ رہتے ہیں اور ہم وہاں ہرگز داخل نہیں ہوں گے جب تک وہ وہاں سے

مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ قَالَ

نکل نہ جائیں۔ ہاں البتہ اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو پھر ہم ضرور داخل ہو جائیں گے (۲۲) اس وقت

رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا

دو شخصوں نے جو (اللہ سے) ڈرنے والوں میں سے تھے۔ جنہیں اللہ نے (خصوصی) نعمت سے نوازا تھا۔

ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ

کہا۔ کہ تم ان (جباروں) پر چڑھائی کر کے دروازہ کے اندر گھس جاؤ اور جب تم اس کے اندر داخل ہو گے

غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾

(تو وہ بھاگ کھڑے ہوں گے اور) تم غالب آ جاؤ گے اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم ایماندار ہو (۲۳)

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا

انہوں نے کہا موسیٰؑ! ہم ہرگز اس میں داخل نہیں ہوں گے۔ جب تک وہ اس میں ہیں۔ لہٰذا

نام ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ علل واسباب کبھی مادی ومرئی ہوتے ہیں اور کبھی غیر مادی اور غیر مرئی اور اسی دوسری قسم کے اسباب میں سے ایک حجت خدا کا وجود بھی ہے خواہ نبی کسی کی صورت میں ہو اور خواہ وصی کی شکل میں اور دو نبیوں کی بعثت کے درمیان والی مدت کو زمانہ "فترت" کہا جاتا ہے جیسا کہ جناب عیسیٰ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان والا زمانہ اگرچہ اس دوران نبی تو کوئی نہیں تھا مگر اوصیاء کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ جن کے ذریعہ خدا لوگوں کی ہدایت و راہنمائی کرتا تھا۔ الغرض پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری تک جناب عیسیٰ علیہ السلام کے اوصیاء کا سلسلہ جاری رہا اور آنحضرتؐ کے آنے کے بعد نبوت و رسالت تو ختم ہو گئی مگر آپ کے اوصیاء کا سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ اسی بنا پر احادیث اہل بیتؑ میں وارد ہے الارض لا یخلو من حجۃ اللہ کہ زمین کبھی حجت خدا کے وجود سے خالی نہیں رہتی۔ (اصول کافی) بلکہ یہاں تک وارد ہے کہ الحجۃ قبل الخلق ومن الخلق وبعد الخلق۔ (ایضاً)

۱۶۔ ﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰى۔ الآیہ﴾ مصر سے نکلنے کے بعد جناب موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ چلو اور ارض مقدس (شام) کے علاقہ فلسطین میں داخل ہو جاؤ۔ فلسطین فتح کرو۔ مگر قوم نے حکم عدولی کی۔ اور وہ غدر و بہانے بنائے جو قرآن میں مذکور ہیں بلکہ یہاں تک گستاخی کی کہ کہا کہ آپ جائیں اور اپنے پروردگار کو ساتھ لے لیں آپ لڑیں ہم تو یہیں بیٹھیں گے۔ اور اس کی پاداش میں پورے چالیس سال تک جزیرہ نمائے سینا میں وہ چکر لگاتی رہی۔ اور وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ملا۔ اور خدائے قہار نے ان کو وہاں یوں محبوس اور نظر بند کیا کہ پورے چالیس سال تک نہ شام جا سکے اور نہ واپس مصر لوٹ سکے ہاں البتہ چالیس سال کے بعد جبکہ اسی صحراء میں یکے بعد دیگرے جناب ہارون علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام وفات پا

فِيهَا فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا
آپؑ اور آپؑ کا خدا دونوں چلے جائیں اور جا کر لڑیں ہم تو یہیں
قَاعِدُونَ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَ
بیٹھے ہیں (۲۴) موسیٰؑ نے کہا پروردگار! میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا اور کسی پر
أَخِي فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٥﴾
قابو (اختیار) نہیں رکھتا تو ہمارے اور اس نافرمان قوم کے درمیان فیصلہ کر دے (۲۵)
قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً ج
اللہ نے فرمایا! پھر اب وہ زمین چالیس سال تک حرام ہے وہ لق و دق صحرا میں
يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ ط فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ
سرگرداں پھرتے رہیں گے پس آپؑ اس نافرمان قوم پر افسوس نہ
الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ ع ٤ ٨
کریں (۲۶) (اے رسولؐ) آپؐ انہیں آدمؑ کے دونوں بیٹوں کا سچا قصہ پڑھ کر سنایئے۔
بِالْحَقِّ م إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ وقف لازم
جبکہ ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ایک کی تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی
يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ط قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ط قَالَ إِنَّمَا
قبول نہ ہوئی۔ اس (دوسرے) نے کہا میں تمہیں ضرور قتل کروں گا۔ پہلے نے کہا اللہ تو
يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿٢٧﴾ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ النصف
صرف متقیوں (پرہیزگاروں) کا عمل قبول کرتا ہے (۲۷) اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے
يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ
ہاتھ بڑھائے گا تو میں تمہیں قتل کرنے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا
لِأَقْتُلَكَ ج إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٨﴾ إِنِّي
(کیونکہ) میں تو ڈرتا ہوں اس اللہ سے، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (۲۸) میں تو یہ
أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ
چاہتا ہوں کہ تو میرا گناہ اور اپنا گناہ سمیٹ لے جائے

گئے۔ اور بنی اسرائیل کے بھی بہت سے لوگ فوت ہو گئے اور جناب یوشع بن نون علیہ السلام عہدہ نبوت پر فائز ہوئے تو وہاں باقی ماندہ افراد اور نسل نو کو لے کر ارض مقدس گئے اور جہاد کر کے اس کے علاقہ کنعان (موجود فلسطین) پر اپنا اقتدار قائم کیا۔

۱۷۔ ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ۔ الآیہ﴾ یہاں بالاتفاق جناب آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں سے جناب ہابیل و قابیل مراد ہیں کہ قابیل نے جو کہ بڑا تھا آتش حسد میں سوختہ ہو کر اپنے پرہیزگار بھائی ہابیل کے خون ناحق میں اپنے ہاتھ رنگین کئے اور اس طرح کرہ ارضی پر پہلا خون ناحق بہایا۔ اب رہی اس بات کی تحقیق کہ یہ آتش حسد کس وجہ سے بھڑکی؟ اس کا جواب برادرن اسلامی نے یہ دیا ہے کہ اس کے ایک دوسرے بھائی کی جڑواں بہن سے شادی کرنے کی وجہ سے ایسا ہوا۔ مگر یہ بات محض غلط ہے۔ بلکہ اصل حقیقت وہ ہے جس کے چہرہ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے نقاب کشائی کی ہے کہ خدا نے جناب آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے بعد وصیت نامہ اور اسم اعظم ہابیل کے حوالے کریں جب قابیل نے یہ بات سنی تو وہ ناراض ہو گیا اور کہا کہ میں بڑا ہوں۔ میں اس اعزاز کا زیادہ حق دار ہوں۔ اس پر جناب آدم علیہ السلام نے دونوں کو قربانی کرنے کا حکم دیا۔ پس جب ہابیل کی قربانی قبول ہو گئی اور قابیل کی نہ ہوئی تو اس نے جوش حسد میں ہابیل کو ناحق قتل کر دیا۔ (تفسیر عیاشی، البحار، البرہان وغیرہ)

النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَطَوَّعَتْ لَهٗ

اور پھر دوزخیوں میں سے ہو جائے کہ ظالموں کی یہی سزا ہے(۲۹) تو (بالآخر) اس کے

نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ

نفس نے اپنے بھائی کے قتل کو اس کے لئے آسان بنا دیا۔ چنانچہ اس نے اسے قتل کر دیا اور وہ نقصان اٹھانے والوں

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ

میں سے ہو گیا (۳۰) پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کھودتا تھا تا کہ اسے دکھائے کہ

لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ

وہ کیونکر اپنے بھائی کی لاش چھپائے اس پر اس نے کہا ہائے افسوس! کیا

يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ

میں اس کوئے سے بھی زیادہ گیا گزرا ہوں؟ کہ اپنے بھائی کی لاش

فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ۛۚ

چھپاؤں اب وہ پشیماں ہونے والوں میں سے ہو گیا (۳۱)

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ

معانقة ٥
وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کسی انسان کو قتل

اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي

کیا بغیر اس کے کہ اس نے کسی کی جان لی ہو، یا زمین میں فساد برپا کیا ہو، تو وہ ایسا ہے

الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ

جیسے کہ اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک جان کو بچا لیا، تو وہ

اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ

ایسا ہے جیسے کہ اس نے تمام انسانوں کو بچا لیا اور بے شک ان (بنی اسرائیل) کے

جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا

پاس ہمارے رسولؐ کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے۔ پھر بھی ان میں سے بہت سے

مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾

لوگ اس کے بعد بھی زمین میں ظلم و تعدی کرنے والے ہی رہے(۳۲)

إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَ

بے شک جو لوگ خدا اور رسول سے

يَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ

لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کے لیے دوڑتے پھرتے ہیں،

يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ

ان کی سزا یہ ہے کہ (۱) انہیں قتل کر دیا جائے۔ (۲) یا سولی پر چڑھایا دیا جائے۔

خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ

(۳) یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں ۔(۴) یا جلا وطن کر دیے

خِزْىٌ فِى ٱلدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِى ٱلْءَاخِرَةِ عَذَابٌ

جائیں یہ تو ہوئی ان کی رسوائی دنیا میں اور آخرت میں ان کے لئے

عَظِيمٌ ﴿٣٣﴾ إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُوا۟ مِن قَبْلِ أَن تَقْدِرُوا۟

بڑا عذاب ہے (۳۳) مگر وہ لوگ جو توبہ کر لیں قبل اس کے کہ تم ان پر

عَلَيْهِمْ ۖ فَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٤﴾

قابو پاؤ۔ تو جان لو کہ اللہ بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے (۳۴)

ع ۵ ۸ ۹

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَٱبْتَغُوٓا۟ إِلَيْهِ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو! اور اس تک پہنچنے کے لئے

ٱلْوَسِيلَةَ وَجَٰهِدُوا۟ فِى سَبِيلِهِۦ لَعَلَّكُمْ

وسیلہ تلاش کرو۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔ تاکہ تم کامیاب

تُفْلِحُونَ ﴿٣٥﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا

ہو جاؤ (۳۵) بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اگر ان کے پاس وہ سب کچھ

فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُۥ مَعَهُۥ لِيَفْتَدُوا۟ بِهِۦ

ہو جو زمین میں ہے اور اتنا اور بھی ہو تاکہ اسے بطور فدیہ دیں اور

مِنْ عَذَابِ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۖ

قیامت کے دن عذاب سے بچ جائیں، تو وہ بھی ان سے قبول نہ کیا جائے گا۔

۱۸۔ ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ۔ الآیہ﴾ اسلام میں راہزنی اور ڈاکہ زنی وہ عظیم جرم ہے کہ جو شخص زمین میں فتنہ وفساد پھیلانے ،لوگوں کو ڈرانے دھمکانے ،لوگوں کے مال وجان اور عزت کو لوٹنے اور کاروبار حیات کو معطل کرنے اور امن عامہ میں خلل ڈالنے کیلئے ننگی تلوار اٹھائے یا دوسرے ہتھیاروں سے لیس ہو کر نکلے اسے خدا اور رسولؐ سے جنگ کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔ اور شریعت میں اس کی سزا بڑی سخت ہے اور چار چیزوں میں سے ایک ہے: (۱) اسے قتل کیا جائے۔ (۲) تختہ دار پر لٹکایا جائے۔ (۳) الٹے سیدھے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں ۔ (۴) پردیس نکال دیا جائے ۔ بنابر مشہور حاکم شرع کو مجرم کے جرم کی نوعیت کے مطابق ان چار قسموں میں سے کسی ایک قسم کی سزا دینے کا اختیار ہے۔

۱۹۔ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں خداوند عالم نے اہل ایمان کو تین حکم دیئے ہیں (۱) تقوائے الٰہی اختیار کریں۔ (۲) اس تک رسائی حاصل کرنے کیلئے کوئی وسیلہ تلاش کریں۔ (۳) اس کی راہ میں جہاد کریں۔ قبل ازیں کئی مقامات پر تقویٰ کے مفہوم کی وضاحت کی جا چکی ہے۔ اسی طرح جہاد اور اس کی مختلف اقسام پر بھی کئی بار گفتگو ہو چکی ہے۔ نیز سورہ نساء کی آیت ۶۴ کی تفسیر میں وسیلہ کے موضوع پر بھی فی الجملہ تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ بہرحال وسیلہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) داخلی وسیلہ جس سے خدا و رسولؐ پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرتے ہوئے نماز، روزہ، حج و جہاد اور زکوٰۃ وغیرہ فرائض کا ادا کرنا مراد ہے۔ (۲) خارجی وسیلہ۔ جس سے قضاء حاجات ،عفوسیئات اور نیل مرام کیلئے خدا کی بارگاہ میں انبیاء ومرسلین اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے مرتبہ ومقام کا واسطہ دینا اور ان کے توسل سے دعا کرنا مراد ہے۔ اس معنی میں وسیلہ پیش کرنا قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ تفصیل کے طالب ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع فرمائیں یا ہماری اصول الشریعہ کا مطالبہ فرمائیں۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا

اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (۳۶) وہ چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں،

مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ

مگر وہ اس سے کبھی نہیں نکل پائیں گے اور ان کے لیے

مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا

دائمی عذاب ہے (۳۷) اور چور مرد ہو یا چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو،

اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ

ان کے کرتوتوں کے عوض میں اللہ کی طرف سے بطور عبرت ناک سزا کے اللہ زبردست ہے۔

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ

بڑا حکمت والا ہے (۳۸) پھر جو شخص توبہ کر لے اپنے ظلم سے اور (اپنی) اصلاح کر لے،

وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

تو یقیناً اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم

رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

کرنے والا ہے (۳۹) کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کے لیے آسمانوں اور زمین کی

وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ

حکومت ہے۔ جسے چاہتا ہے، سزا دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾ يٰۤاَيُّهَا

اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۴۰) اے رسولؐ!

الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي

وہ لوگ آپ کو غمگین نہ کریں جو کفر کی طرف تیز گامی

الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ

سے بڑھ رہے ہوں۔ خواہ یہ ان لوگوں میں سے ہوں جو منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم

تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛۚ سَمّٰعُوْنَ ۳ ع

ایمان لائے، مگر ان کے دل ایمان نہیں لائے اور یا ان میں سے ہوں جو یہودی ہیں

۲۰۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۔الآیہ﴾ چونکہ نہ صرف عربوں میں بلکہ ہر ملک وملت میں رواج ہے کہ مجرم روپیہ پیسہ دے کر رہائی حاصل کر لیتے ہیں تو خداوند عالم کفار ومشرکین کی یہ غلط فہمی دور کرتے ہوئے فرما رہا ہے کہ یہ دنیا اور اس کا مال ومتاع کیا ہے؟ بلکہ اگر اتنا اور مال ومتاع بھی ان کی ملکیت میں ہو اور وہ سب دے کر قیامت کے عذاب سے اپنی جان بخشی کرانا چاہیں تو بھی یہ فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ ان کیلئے دائمی اور ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے اور وہ مخلدفی النار ہوں گے۔

۲۱۔ ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ ۔الآیہ﴾ چونکہ دین فطرت اسلام نے ایک مسلمان کے مال کی حرمت اس کی جان کی مانند قرار دی ہے۔ اس لئے چوری ایک ایسا معاشرتی جرم ہے جس کی تمام ملل ومذاہب نے مذمت کی ہے اور اس کی کوئی نہ کوئی سزا بھی مقرر کی ہے۔ مگر مشاہدہ شاہد ہے کہ ان ہلکی سزاؤں سے اس جرم کا قلع قمع نہیں ہوتا اس لئے اسلام نے اس قبیح جرم کے خاتمہ کیلئے چور کا ہاتھ کاٹنے کی سخت سزا مقرر کی ہے۔ اب رہیں اس معاملہ کی دوسری تفصیلات کہ مسروقہ مال کس قدر ہو؟ چوری کب اور کس طرح کی گئی ہو؟ اور اس جرم کے ثابت کرنے کا طریقہ کار کیا ہے؟ اور پھر ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے؟ تو اس سلسلہ میں ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن یا فقہی کتاب قوانین الشریعہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

۲۲۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ ۔الآیہ﴾ ان آیات کی شان نزول اور یہودیوں کی ان چند بری خصلتوں کی وضاحت کی لئے جو یہاں بیان کی گئی ہیں کہ وہ (۱) جھوٹ کے بڑے سننے والے۔ (۲) دوسرے لوگوں کی سن گن لینے والے۔ (۳) کلمات الٰہیہ میں تحریف کرنے والے۔ (۴) حرام مال کے بڑے کھانے والے ہیں۔ ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع کیا جائے۔ اس میں یہ درس عمل بھی پوشیدہ ہے

لِلۡكَذِبِ سَمّٰعُوۡنَ لِقَوۡمٍ اٰخَرِيۡنَ ۙ لَمۡ يَاۡتُوۡكَ ؕ

جھوٹ کے بڑے سننے والے ہیں اور سن گن لیتے ہیں دوسرے لوگوں کے لئے جو آپؐ

يُحَرِّفُوۡنَ الۡـكَلِمَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوۡلُوۡنَ

کے پاس نہیں آئے۔ وہ (کتاب خدا کے) کلمات کو ان کے صحیح موقعوں سے

اِنۡ اُوۡتِيۡتُمۡ هٰذَا فَخُذُوۡهُ وَاِنۡ لَّمۡ تُؤۡتَوۡهُ

ہٹا دیتے ہیں اور (تحریف کرنے کے بعد) کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے

فَاحۡذَرُوۡا ؕ وَمَنۡ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتۡنَـتَهٗ فَلَنۡ تَمۡلِكَ لَهٗ

تو قبول کرو۔ اور اگر یہ نہ دیا جائے تو پرہیز کرو۔ اور اللہ جسے عذاب کرنا

مِنَ اللّٰهِ شَيۡــًٔا ؕ اُولٰۤـئِكَ الَّذِيۡنَ لَمۡ يُرِدِ اللّٰهُ اَنۡ

چاہے، تو آپ اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتے۔ اللہ کے ہاں یہ وہ ہیں کہ اللہ نے (زبردستی)

يُّطَهِّرَ قُلُوۡبَهُمۡ ؕ لَهُمۡ فِى الدُّنۡيَا خِزۡىٌ ۖۚ وَّلَهُمۡ فِى

ان کے دلوں کو پاک کرنے کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور

الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۴۱﴾ سَمّٰعُوۡنَ لِلۡكَذِبِ

آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے (۴۱) جھوٹ کے بڑے سننے والے ہیں، حرام

اَكّٰلُوۡنَ لِلسُّحۡتِ ؕ فَاِنۡ جَآءُوۡكَ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ

مال کے بڑے کھانے والے ہیں اگر وہ تمہارے پاس آئیں تو (آپؐ کو اختیار ہے)

اَوۡ اَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ ۚ وَاِنۡ تُعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ فَلَنۡ

خواہ ان کا فیصلہ کریں یا ان سے روگردانی کریں اور اگر آپؐ ان سے روگردانی کریں

يَّضُرُّوۡكَ شَيۡــًٔا ؕ وَاِنۡ حَكَمۡتَ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ

تو وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اگر فیصلہ کریں تو پھر انصاف کے

بِالۡقِسۡطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ﴿۴۲﴾ وَكَيۡفَ

ساتھ کریں کیونکہ اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۴۲) اور یہ لوگ

يُحَكِّمُوۡنَكَ وَعِنۡدَهُمُ التَّوۡرٰٮةُ فِيۡهَا حُكۡمُ

آپؐ کو کس طرح حکم (ثالث) بناتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس تورات موجود ہے جس میں اللہ کا حکم

کہ اہل اسلام کو ان بری خصلتوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۲۳۔ ﴿وَمَنۡ يُّرِدِ اللّٰهُ ۔الآیہ﴾ اس آیت کے معنی یہ کئے جاتے ہیں کہ جس کو اللہ گمراہ کرنا چاہے تو اس کیلئے کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ ترجمہ کرنے والوں نے اتنا بھی نہ سوچا کہ جب ان گمراہوں کو اللہ نے گمراہ کیا ہے اور اللہ ہی نے نہ چاہا کہ ان کے دلوں کو پاک کرے۔ تو پھر ان بے چاروں کا قصور کیا ہے؟ جس کی وہ سزا دوزخ میں بھگتیں گے؟ اور پھر ان کی مذمت کیوں کی جا رہی ہے؟ دراصل بات یہ ہے کہ لفظ فتنہ کے متعدد معانی ہیں جن میں سے ایک معنی عذاب بھی ہیں جیسا کہ ان آیات میں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوئی ہے۔ عَلَى النَّارِ يُفۡتَنُوۡنَ ۔ ذُوۡقُوۡا فِتۡنَتَكُمۡ کہ اپنے عذاب کا مزہ چکھو بنا بریں اس جملے کا مطلب یہ ہوگا کہ اے رسول! جس شخص کو خدا اس کی بے ایمان، بدعملی اور منافقت کی وجہ سے عذاب کرنا چاہے تو تو اس کیلئے کچھ نہیں کر سکتا وہ بہرحال اپنے کئے کی سزا پا کے رہے گا۔ اور خدا نے ایسے ناہنجار لوگوں کے دلوں کو زبردستی پاک کرنے کا ارادہ نہیں فرمایا کیونکہ اس نے اپنی حکمت بالغہ سے آدمی کو فاعل مختار بنایا ہے۔ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوۡرًا قدر بروتشکر۔

اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰٓئِكَ

لکھا ہوا ہے اور پھر یہ (آپ کے فیصلہ کے) بعد اس سے منہ موڑ لیتے ہیں (بات دراصل یہ ہے کہ) یہ مومن

بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾ ع اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى ع ۶ ۱۰

ہی نہیں ہیں (ہرگز ماننے والے نہیں ہیں) (۴۳) ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت

وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا

اور نور (روشنی) تھی اس کے مطابق یہودیوں کے لئے فیصلے کرتے تھے۔

لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا

وہ تمام نبی جو اللہ کے مطیع و فرمانبردار تھے اللہ والے علماء

اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ

و احبار بھی اسی کے مطابق فیصلے کرتے تھے جس کی حفاظت کے وہ ذمہ دار بنائے گئے تھے

شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا

اور جس کے وہ گواہ تھے۔ پس تم لوگوں سے نہ ڈرو۔ بلکہ مجھ سے ڈرو۔

تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ

اور میری آیات کو تھوڑی سی قیمت کے عوض فروخت نہ کرو اور جو اللہ کے

اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَكَتَبْنَا

نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں (۴۴) اور ہم نے اس

عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ

(تورات) میں ان (یہودیوں) پر یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کا بدلہ جان ہے

بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ

اور آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے

وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ

کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بھی برابر کا بدلہ ہے۔

تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ

پھر جو (قصاص) معاف کر دے، تو وہ اس کے لئے کفارہ ہو گا اور

۴۴۔ ﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ۔ الآیہ﴾ گو بظاہر یہ خطاب علماء یہود سے ہے مگر درحقیقت ان تمام ملاؤں، مفتیوں اور قاضیوں سے ہے کہ خدائے رحمٰن سے ڈرنے کی بجائے عوام کالانعام سے ڈرتے ہیں اور خدا کو حلال مشکلات جاننے کی بجائے لوگوں کو اپنا قاضی الحاجات جانتے ہیں اور استقرائے تام سے یہ بات ثابت ہے کہ جب کوئی شخص یا کوئی گروہ دین ومذہب میں کسی قسم کا کچھ ردوبدل کرتا ہے یا کوئی ہیرا پھیری کرتا ہے تو اس کے دو یا ان میں سے ایک سبب ہوتا ہے: (۱) حکام یا عوام کا خوف کہ اگر دین ومذہب کے اصلی حقائق بیان کئے گئے تو ضرر وزیاں پہنچائیں گے۔ (۲) طمع ولالچ۔ کہ اگر دینی حقائق کو توڑ موڑ کر لوگوں کی خواہش کے مطابق بیان کیا گیا تو ان سے مال اور فائدہ حاصل ہوگا۔ ارشاد قدرت ہو رہا ہے کہ لوگوں سے نہ ڈرو۔ ہاں البتہ مجھ سے ڈرو۔ کہ تمہارا نفع ونقصان اور سود وزیاں اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔

۴۵۔ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم نے اپنے نازل کردہ فیصلہ کے خلاف فیصلہ کرنے والوں کو اس آیت میں کافر، آیت ۴۵ میں ظالم اور آیت ۴۷ میں فاسق کہا ہے۔ یہ اس لئے نہیں کہ ان آیتوں میں کوئی اختلاف ہے بلکہ ایسا کرنے والوں کے حالات کے مطابق یہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں یعنی اگر خدائی فیصلہ کا انکار کریں تو یہ کفر ہے، اسے صحیح مان کر عمل اس کے خلاف کریں تو یہ فسق اور ظلم ہے۔ مخفی نہ رہے کہ اس فتویٰ کی زد میں وہ تمام غیر اسلامی عدالتیں آجاتی ہیں جو قرآنی فیصلہ کی پابندی نہیں کرتیں۔ بلکہ اس کے خلاف فیصلہ کرتی ہیں۔ اس آیت میں ایسے حکام اور ججز کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔ جو خلاف ما انزل اللہ فیصلے کرتے ہیں۔ نیز یہ بات بھی مدنظر رہے کہ ان آیات میں گو روئے سخن یہود ونصاریٰ کی طرف ہے لیکن بموجب المورد ولا یخصص الوارد کہ مورد وارد کو تخصیص نہیں دیتا اس

اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۴۵﴾ وَقَفَّيۡنَا

جو قانون خدا کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ظالم ہیں (۴۵) ہم نے ان (انبیاءؑ)

عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ بِعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا

کے نقش قدم پر عیسیٰؑ کو بھیجا اپنے سے پہلے موجود کتاب یعنی تورات کی تصدیق

بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰٮةِ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡاِنۡجِيۡلَ فِيۡهِ

کرنے والا بنا کر اور ہم نے ان کو انجیل عطا کی۔ جس میں ہدایت ہے اور نور

هُدًى وَّنُوۡرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ

بھی جو تصدیق کرنے والی تھی۔ اپنے سے پہلے موجود کتاب یعنی

التَّوۡرٰٮةِ وَهُدًى وَّمَوۡعِظَةً لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ؕ﴿۴۶﴾

تورات کی اور یہ (انجیل) صحیح راہنمائی اور نصیحت تھی پرہیزگاروں کے لئے (۴۶)

وَلۡيَحۡكُمۡ اَهۡلُ الۡاِنۡجِيۡلِ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ ؕ

چاہیے کہ انجیل والے (نصرانی) اس (قانون) کے مطابق فیصلہ کریں، جو اللہ نے

وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ

اس (انجیل) میں نازل کیا ہے اور جو اللہ کے نازل کردہ (قانون) کے مطابق

الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ

فیصلہ نہیں کرتے وہی فاسق (نافرمان) ہیں (۴۷) اور (اے رسولؐ) ہم نے آپؐ کی طرف حق

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ الۡكِتٰبِ وَمُهَيۡمِنًا

کے ساتھ کتاب نازل کی ہے۔ جو تصدیق کرتی ہے۔ ان (آسمانی) کتابوں کی جو اس سے پہلے

عَلَيۡهِ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعۡ

موجود ہیں اور ان کی محافظ و نگہبان ہے۔ لہذا آپؐ ان کے درمیان وہی فیصلہ کریں

اَهۡوَآءَهُمۡ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الۡحَـقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلۡنَا

جو اللہ نے نازل کیا ہے اور اس حق سے منہ موڑ کر جو آپؐ کے پاس آگیا ہے۔ ان کی خواہشات کی

مِنۡكُمۡ شِرۡعَةً وَّمِنۡهَاجًا ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ

پیروی نہ کریں، ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک راہ مقرر کی ہے اور اگر خدا (زبردستی)

کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان آیتوں کو انہی لوگوں کے ساتھ مخصوص سمجھا جائے بلکہ ان کو اپنے عموم پر رکھا جائے گا اور جو شخص بھی خواہ اس کا تعلق کسی ملت و مذہب سے ہو اس جرم کا ارتکاب کرے گا وہ اس کا مصداق قرار پائے گا حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں من قضی فی درھمین بغیر ما انزل اللہ فقد کفر جو شخص صرف دو درہم میں خدا کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے وہ کافر ہے (تفسیر عیاشی برہان بحار)

٢٦۔ ﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ ۔الآیہ﴾ یہاں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے جو پیغمبر اسلام ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔ یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ حکم خداوندی کے مطابق فیصلے کرتے تھے اور کسی بھی شخص کی خواہش کا خیال نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ عصمت کبریٰ کے مالک تھے تو پھر خدا ان سے کیوں فرماتا ہے کہ اس کتاب کے مطابق فیصلہ کریں اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں بموجب ﴿ایاک اعنی واسمعی یا جارۃ﴾ خطاب پیغمبر اسلام ﷺ سے ہے مگر اس سے مراد امت کے علماء سوء ہیں جو ذاتی اغراض اور مفادات کے تحت قرآن و سنت کے خلاف فیصلے کرتے ہیں۔ اور ع

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں!

٢٧۔ ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا ۔الآیہ﴾ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب انبیاء کا دین ایک تھا جو کہ چند بنیادی عقائد کا دوسرا نام ہے اور جو خدا پرستی کا داعی ہے مگر جہاں تک اوامر و نواہی اور عبادات و معاملات وغیرہ فروعی احکام کا تعلق ہے جنہیں "شریعت" اور "منہاج" کہا جاتا ہے جو ایک دستور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ ہر زمانہ کے خصوصی حالات اور لوگوں کے اختلاف، مزاج اور دیگر مقتضیات کے اختلاف کی وجہ سے مختلف اوقات میں ادلتے بدلتے رہے ہیں اور ان میں ترمیم و تنسیخ ہوتی رہی ہے۔ مگر

لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ
چاہتا تو تم سب کو ایک ہی (شریعت) کی ایک ہی امت بنا دیتا۔ مگر وہ چاہتا ہے کہ تمہیں آزمائے (ان احکام
اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ
میں) جو (مختلف اوقات میں) تمہیں دیتا رہا ہے بس تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو۔ تم سب کی
جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۸﴾
بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے، پھر وہ تمہیں آگاہ کرے گا۔ ان باتوں سے جن میں تم اختلاف کرتے ہو (۴۸)
وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ
اور ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں، جو اللہ نے تم پر نازل کیا ہے
اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ
اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور ان سے ہوشیار رہیں کہ کہیں
بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ
وہ آپ کو اللہ کے نازل کردہ کسی حکم سے بھٹکا نہ دیں اور اگر وہ روگردانی کریں،
اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ
تو جان لیجئے کہ اللہ بس چاہتا ہے کہ وہ انہیں ان کے بعض گناہوں کی سزا دے۔
وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ
بے شک زیادہ تر لوگ فاسق (نافرمان ہیں) (۴۹) کیا وہ دور
الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا
جاہلیت کے فیصلے چاہتے ہیں؟ حالانکہ یقین رکھنے والے لوگوں کے لئے اللہ سے بہتر
لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع ۷ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
فیصلہ کرنے والا کون ہے؟ (۵۰) اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ
تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ
کو اپنا دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے
اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ
کے دوست ہیں اور تم میں سے جو ان سے دوستی کرے گا وہ ان ہی میں سے

ع ۷ / ۱۱

وقف لازم
وقف منزل عند البعض
وقف غفران

شریعت اسلامیہ کے آجانے کے بعد اب یہ سلسلہ قیامت تک بند ہوگیا ہے۔ ﴿حلال محمد حلال الی یوم القیامة وحرامه حرامه الی یوم القیامة﴾ (اصول کافی) ﴿والحمدلله الذی جلعلنا من المسلمین﴾

۲۸۔ ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ ۔الآیہ﴾ انسان فطری طور پر مقابلہ پسند واقع ہوا ہے چنانچہ وہ ہمیشہ مال و منال میں جاہ وجلال میں، اولاد میں اور جائیداد میں غرض کہ دنیا کی ہر بات میں دوسروں سے مقابلہ کرتا ہے اور پھر گویا سبقت لیجانے کی کوشش کرتا ہے تو خالق فطرت اس کے اسی فطری جذبہ کے جواز کو مہمیز کرنے کیلیے یہ تازیانہ لگا رہا ہے کہ اگر مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو نیکیوں میں پیش قدمی کرنے سے کرو اور دنیا پر ثابت کر دو کہ تم سب سے زیادہ نیکی کرنے والے اور سفر آخرت کیلیے سب سے زیادہ زاد سفر جمع کرنے والے ہو۔

۲۹۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔الآیہ﴾ یہ آیت بالکل اس آیت جیسی ہے جو سورہ آل عمران میں نمبر ۲۸ پر گزر چکی ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ وہاں الکافرین کی لفظ ہے کہ ﴿لایتخذ المومنون الکافرین اولیاء﴾ اور یہاں ﴿الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى﴾ کی لفظ ہے۔ اور وہیں اس کی تفسیر بھی گزر چکی ہے اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔ الغرض مسلمانوں کو غیر مسلمانوں سے قلبی دوستی رکھنے ان کی جماعت کا ممبر بننے، اور ان کے کے غلط مقاصد اور منصوبوں کی تکمیل میں شرکت کرنے کی ممانعت کی جارہی ہے اور جو ایسا کرے گا وہ انہی کی جماعت کا رکن متصور ہوگا۔ باقی امور میں ان سے تعلقات قائم کرنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾

شمار ہو گا۔ بے شک خدا ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا (۵۱)

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ

(اے رسولؐ) آپؐ دیکھیں گے کہ جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے۔ وہ دوڑ دوڑ کر ان (یہود و نصاریٰ)

فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ

کی طرف جاتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں ہم پر کوئی گردش زمانہ نہ آجائے سو قریب ہے کہ اللہ

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ

(تمہیں) فتح سے ہمکنار کردے یا (کامیابی کی) کوئی اور صورت اپنی طرف سے ظاہر کردے، تو

فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ ۭ

پھر وہ اس پر جو انہوں نے اپنے دلوں میں چھپا رکھا ہے نادم و پشیمان ہوں گے (۵۲)

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا

اور جو ایمان لانے والے ہیں وہ (حیرت سے) کہیں گے کیا یہ وہ لوگ ہیں۔

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۭ حَبِطَتْ

جنہوں نے بڑی سخت قسمیں کھائی تھیں کہ بے شک وہ تمہارے ساتھ ہیں۔

اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ الثلثۃ

ان کے سب عمل ضائع ہوگئے اور وہ نقصان اٹھانے والے ہو گئے (۵۳) اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي

جو تم میں سے اپنے دین سے مرتد ہو جائے (پھر جائے) تو خدا کو کیا پرواہ؟ اللہ عنقریب

اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ

ایسے لوگوں کو لے آئے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔

اَعِزَّةٍ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

وہ مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی

وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَاۗىِٕمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ

ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے،

يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٤﴾ إِنَّمَا

جسے چاہتا ہے، عطا کرتا ہے اور اللہ بڑا وسعت والا بڑا جاننے والا ہے (۵۴) اے ایمان والو!

وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ

تمہارا حاکم و سرپرست اللہ ہے۔ اس کا رسولؐ ہے اور وہ صاحبان

يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ

ایمان ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا

رَاكِعُونَ ﴿٥٥﴾ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ

کرتے ہیں (۵۵) اور جو تولا رکھے، اللہ سے، اس کے رسولؐ سے اور صاحبان

آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ﴿٥٦﴾ يَا أَيُّهَا ع ۸ ۱۲

ایمان سے (وہ اللہ کا گروہ ہے) اور بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب آنے والا ہے (۵۶) اے

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا

ایمان والو! وہ لوگ جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور انہوں نے

دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا

تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنا رکھا ہے۔ ان کو اور

الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا

دوسرے عام کفار کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو،

اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى

اگر تم مومن ہو (۵۷) اور جب تم (اذان دے کر

الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

لوگوں کو) نماز کی طرف بلاتے ہو تو وہ اسے مذاق اور کھیل بناتے ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ وہ بے

قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٥٨﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ

وقوف ہیں، عقل سے کام نہیں لیتے (۵۸) (اے رسولؐ) کہیے! اے اہل کتاب تم ہم پر

تَنْقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ

کیا عیب لگاتے ہو؟ یہی کہ ہم اللہ پر، جو کچھ ہم پر اتارا گیا ہے اس پر

۳۰۔ ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں خداوند عالم نے تین ہستیوں کی ولایت اور حاکمیت کا اعلان کیا ہے: (۱) اللہ۔ (۲) اس کا رسول (۳) وہ اہل ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ خدا و رسول میں تو امت مسلمہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے جو کچھ اختلاف ہے وہ تیسرے بزرگوار کے بارے میں ہے کہ اس سے مراد کون ہے؟ شیعہ و سنی کی تفسیر و حدیث کا مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ مفسرین و محدثین کی اکثریت نے تسلیم کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ جنہوں نے مسجد نبوی میں نماز پڑھتے ہوئے رکوع کی حالت میں سائل کو انگوٹھی عطا فرمائی تھی۔ (ملاحظہ ہو: غرائب القرآن نیشاپوری والایۃ نازلۃ فی علی باتفاق اکثر المفسرین۔ تفسیر خازن، ابن کثیر، در منثور اسباب النزول واحد، روح المعانی، تفسیر کبیر، کنزل العمال، نور الابصار، صواعق محرقہ وغیرہ) واضح رہے کہ یہاں لفظ ولی کے معنی کی بحث بالکل عبث ہے کیونکہ

علی مولا بآں معنی کہ پیغمبر بود مولا

لفظ مولا اور ولی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ کما ھو اوضح من ان یخفی۔

۳۱۔ ﴿وَإِذَا نَادَيْتُمْ۔ الآیہ﴾ نصرانی ناقوس بجا کر اور یہودی بوق پھونک کر بے ہنگم آوازوں سے اپنے پیروکاروں کو عبادت کی طرف بلاتے تھے مگر جب ان کے بالمقابل پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خدائی وحی اور اس کی راہنمائی سے موذن کے دلآویز اور پرکشش جملوں سے مسلمانوں کو نماز کی طرف دعوت دینے کا آغاز کیا تو ان لوگوں نے از راہ تعصب و عناد اس کا تمسخر اڑایا۔ ان کی اسی ناشائستہ حرکت کا یہاں تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

إِلَيْنَا وَمَآ أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ

اور جو اس سے پہلے اتارا گیا،اس پر ایمان لائے ہیں(حقیقت یہ ہے کہ)تم میں سے زیادہ تر

فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ

فاسق (نافرمان) ہیں (۵۹) کہیے! کیا میں بتاؤں؟ کہ اللہ کے نزدیک انجام کے اعتبار سے

مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ

زیادہ برا کون ہے ؟وہ ہے جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر وہ غضب ناک ہے ۔

وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ

اور جن میں سے اس نے بعض کو بندر اور بعض کو سور بنایا ہے اور جس نے شیطان (معبود باطل)

الطَّاغُوْتَ ۭ أُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضَلُّ عَنْ

کی عبادت کی ہو یہی وہ لوگ ہیں جوکہ درجہ کے لحاظ سے بدترین ہیں اور راہ راست سے

سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾ وَإِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں (۶۰) اور وہ جب آپ لوگوں کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں

وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ

حالانکہ وہ یہاں داخل ہوئے تو بھی کفر کے ساتھ اور یہاں سے نکلے تو بھی کفر کے ساتھ اور وہ لوگ

أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَتَرٰى كَثِيْرًا

جو (نفاق)چھپائے ہوئے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے (۶۱) تم ان میں سے بہتوں

مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ

کو دیکھو گے کہ وہ گناہ، ظلم و تعدی کرنے اور حرام خوری

أَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾

میں بڑی تیزی دکھاتے ہیں، کتنا برا ہے وہ کام جو یہ کرتے ہیں (۶۲)

لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ

خدا والے فضلاء اور علماء ان کو گناہ کی بات کرنے (جھوٹ بولنے) اور حرام کھانے

قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا

سے منع کیوں نہیں کرتے؟ کتنا برا ہے وہ کام جو یہ (علماء)

۳۲۔ ﴿قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ۔ الآیہ﴾ اس کی شان نزول یوں منقول ہے کہ چند یہودی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھا کہ آپ کن انبیاء کو مانتے ہیں آپ نے جواب میں یہ آیت پڑھی۔ ”نومن باللہ وماانزل الینا وماانزل الی ابراھیم واسمعیل واسحاق تاقولہ ونحن لہ مسلمون“ جب آپؐ نے انبیاء میں جناب عیسیٰؑ کا نام لیا تو وہ بگڑ کر بولے بخدا ہم تمہارے دین سے بڑھ کر کوئی برا دین نہیں جانتے......تب خداوند عالم نے یہ آیتیں نازل فرمائیں(مجمع البیان و روح المعانی) ارشاد ہوتا ہے ان سے کہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ جزاوسزا یعنی انجام کے اعتبار سے اللہ کے نزدیک بدتر لوگ کون ہیں؟ سب سے بدتر لوگ وہ ہیں(۱) جن پر اللہ نے لعنت کی ہے۔(۲) جن پر اللہ غضب ناک ہے۔(۳) ان کو مسخ کر کے بعض کو بندر اور بعض کو سور بنایا ہے۔(۴) جو شیطان کو معبود سمجھ کر اس کی عبادت کرتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ تمام بری صفتیں سب سے زیادہ انہی یہود میں پائی جاتی ہیں۔ گویا اس انداز میں خدائے حکیم اپنے پیغمبر سے کہلوا رہا ہے کہ اگر یہ باتیں بری ہیں تو پھر بدترین تم ہو نہ کوئی اور مگر خدائے حکیم نے یہ حکیمانہ انداز گفتگو اختیار کر کے مبلغین کو یہ بتایا ہے کہ پیغمبرانہ انداز گفتگو یہ ہے کہ اس طرح گفتگو کی جائے جس سے مخاطب میں اشتعال پیدا نہ ہو۔

۳۳۔ ﴿لَوْلَا يَنْهٰهُمْ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کے واجب ولازم ہونے اور اس اہم اسلامی فریضہ کے ترک کرنے کی مذمت پر بڑی تیز روشنی پڑتی ہے اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ جس طرح عوام کا گناہ وعصیان کا ارتکاب کرنا بدترین عمل ہے اسی طرح علماء دین کا خاموشی اختیار کرنا اور ان کو منع نہ کرنا بھی بدترین کام ہے۔

كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿٦٣﴾ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ
کر رہے ہیں(٦٣) یہودی کہتے ہیں کہ خدا کا ہاتھ بندھا ہوا ہے (کچھ نہیں کر سکتا)
مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ
ان کے ہاتھ بندھیں اور اس (بے ادبانہ) قول کی وجہ سے ان پر لعنت ہو۔ بلکہ اس کے
يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ
ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور جو آپ
كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا
کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے
وَكُفْرًا ۚ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ
وہ ان میں سے بہت سوں کی سرکشی اور کفر میں اضافہ کرتا ہے اور ہم نے ان
إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ
کے درمیان قیامت تک دشمنی اور بغض و کینہ ڈال دیا ہے۔ وہ جب بھی لڑائی کی آگ
أَطْفَأَهَا اللَّهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ
بھڑکاتے ہیں۔ تو اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور یہ زمین میں فساد برپا کرنے کی سعی و کوشش
وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ
کرتے ہیں اور اللہ فساد برپا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (٦٤) اور اگر اہل کتاب
الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ
(یہود و نصاریٰ) ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان کی برائیاں
وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا
دور کر دیتے اور انہیں نعمت اور راحت والے بہشتوں میں داخل کرتے (٦٥) اور اگر وہ (اہل کتاب)
التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ
تورات، انجیل اور جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان کی طرف نازل
رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ ۚ
کیا گیا تھا کو قائم رکھتے، تو وہ اپنے اوپر اور نیچے سے کھاتے پیتے۔ان میں سے ایک

وقف لازم

٣٤۔ ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ ۔الآیہ﴾ یہودی کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہاں ہاتھ سے یہ جسمانی ہاتھ مراد نہیں ہے بلکہ یہ استعارہ ہے کہ خدا عاجز ہے وہ ابتدائے آفرینش میں تشریع و تکوین کے جو فیصلے کر چکا ہے وہ ان کو بدلنے پر قادر نہیں۔ یا چونکہ وہ خدا اپنے بیٹے عزیر کے حوالے کر چکا ہے لہٰذا وہ خود فارغ ہے کچھ نہیں کر سکتا۔ خداوند عالم یہود کے اس نظریہ کی شدید تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ ہرگز ایسا نہیں ہے وہ قادر مطلق ہے ﴿يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ﴾ وہ جس لکھے ہوئے فیصلے کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس نئے فیصلے کو چاہتا ہے لکھ دیتا ہے۔ وہ ہر طرح قادر و قدیر ہے۔ ﴿کل یوم ھو فی شان﴾ اس نے اپنی خدائی اور اس کا انتظام کسی کے سپرد نہیں کیا۔ اس بے ادبانہ کلام کی وجہ سے ان لوگوں پر لعنت ہو۔ اور ان کے ہاتھ بندھیں ۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کہلا کر خدا کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ اپنی خدائی اپنے کسی نبی امام کے حوالے کر کے خود فارغ ہو چکا ہے تو یہ یہودی العقیدہ ہے اور مشرک ہے اور وہ مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں ہے۔

٣٥۔ ﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ ۔الآیہ﴾ چونکہ بموجب الاسلام یجب ماقبلہ یعنی اسلام پہلے والے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ بنابریں اگر یہود و نصاریٰ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتے اور پھر تقویٰ و پرہیزگاری بھی اختیار کرتے تو یقیناً خدا ان کی سابقہ برائیاں معاف کر دیتا کیونکہ اسلام میں نجات کا دارومدار ایمان اور نیک کام پر ہے۔

٣٦۔ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ﴾ اس آیت سے مستفادہ ہوتا ہے کہ دین صرف چند اعتقادات کا نام نہیں بلکہ اس میں احکام بھی داخل ہیں اور دنیا و آخرت کے برکات و خیرات کا تعلق اقامہ دین سے ہے اور آفات و بلیات کا تعلق دین سے انحراف اور روگردانی کرنے

مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا

گروہ تو میانہ رو ہے مگر ان میں سے زیادہ لوگ ایسے ہیں جو بہت برا

يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ ع ۹ / ۱۳

کر رہے ہیں (۶۶) اے رسول! جو کچھ آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے۔

مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ

اسے (لوگوں تک) پہنچا دیجئے اور اگر آپؐ نے ایسا نہ کیا تو (پھر یہ سمجھا جائے گا کہ) آپؐ

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى

نے اس کا کوئی پیغام پہنچایا ہی نہیں اور اللہ آپ کی لوگوں (کے شر) سے حفاظت کرے گا بے شک خدا

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ

کافروں کو ہدایت نہیں کرتا (۶۷) اے اہل کتاب تم کسی راہ (حق) پر نہیں ہو

عَلٰى شَىْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ

جب تک کہ تورات، انجیل کو اور جو کچھ پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا

اس کو قائم نہ رکھو اور جو کچھ آپ کے پروردگار کی طرف سے

مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا

آپ پر اتارا گیا ہے (قرآن) وہ ان میں سے بہت سوں کی سرکشی اور

وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ اِنَّ

کفر میں اضافہ کرے گا آپ کافروں پر افسوس نہ کریں (۶۸) بے شک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ

جو لوگ مومن، یہودی، نصرانی اور صابی (ستارہ پرست) کہلاتے ہیں (غرض)

وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ

جو کوئی بھی واقعی اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو ان

عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

(سب) کے لئے ان کے پروردگار کے پاس ان کا اجر وثواب (محفوظ) ہے اور ان کے لیے نہ کوئی خوف ہے۔ اور نہ

سے ہے۔ سچ ہے۔ ﴿ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم﴾

۳۷۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ۔ الآیہ﴾ سورہ مائدہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے آخری ایام میں مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور اس کی یہ آیت ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ ہجری کو غدیر خم کے مقام پر نازل ہوئی۔ جیسا کہ قبل ازیں اسی سورہ کی آیت نمبر ۳ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ۔ الآیہ﴾ کی شان نزول کے سلسلہ میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر واپس مدینہ تشریف لے جا رہے تھے تو بمقام خم غدیر یہ آیت اتری اور آنحضرتؐ نے صحابہ کرام اور حجاج عظام کے جم غفیر میں جس کی تعداد مورخین نے کم از کم نوے ہزار اور زیادہ زیادہ ایک لاکھ چالیس ہزار لکھی ہے۔ (سپرٹ آف اسلام و تاریخ کامل وغیرہ) حضرت علی علیہ السلام کی خلافت اور ولی عہدی کا اعلان فرمایا۔ اس کے بعد آیت اکمال دین ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ نازل ہوئی۔ اس روایت کو قریباً تمام قابل ذکر مفسرین اور محدثین نے نقل کیا ہے۔ ہمارے علامہ امینی نجفی نے اپنی کتاب الغدیر میں اسے ایک سو دس طرق سے روایت کیا ہے۔ مزید تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہماری کتاب اثبات امامت کی طرف رجوع فرمائیں۔ بہرحال آیت شریفہ کا انداز بتاتا ہے کہ یہ پیغام اس قدر اہم تھا کہ اس کے نہ پہنچانے سے تمام کار رسالت کے اکارت ہونے کا اندیشہ تھا۔

۳۸۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ یہ آیت بالکل سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۶۲ کی طرح ہے جس کی مکمل تفسیر وہاں بیان کر دی گئی ہے اور وحدۃ ادیان کے دعویدار اس سے جس طرح غلط استدلال کرتے ہیں اس کا بطلان بھی وہاں واضح و عیاں کر دیا گیا ہے فراجع۔

يَحْزَنُونَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَآءِيلَ

ہی وہ غمگین ہوں گے (۶۹) ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا اور ان کی طرف کئی

وَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمْ رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُولٌۢ

رسولؐ بھیجے تھے جب بھی کوئی رسولؐ ان کے پاس کوئی ایسی بات لے کر آتا جسے

بِمَا لَا تَهْوَىٰٓ أَنفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا

ان کے نفوس پسند نہیں کرتے تھے تو بعضوں کو جھٹلا دیتے تھے اور بعضوں کو

يَقْتُلُونَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوٓا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا

قتل کر دیتے تھے (۷۰) اور خیال کرتے تھے کہ (انہیں) کوئی سزا نہیں ملے گی۔ اس لئے وہ اندھے

وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا

اور بہرے ہو گئے پھر توبہ کی تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی (لیکن) اس کے بعد پھر ان میں سے بہت سے

كَثِيرٌ مِّنْهُمْ ۚ وَٱللَّهُ بَصِيرٌۢ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ

لوگ اندھے اور بہرے ہو گئے۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں۔ اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے (۷۱) یقیناً

كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ

وہ لوگ کافر ہیں۔ جنہوں نے کہا کہ مسیحؑ بن مریمؑ ہی اللہ ہے حالانکہ خود عیسیٰؑ نے یہ کہا تھا

مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ ٱلْمَسِيحُ يَٰبَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ ٱعْبُدُوا

کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو۔ جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا

ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ

بھی پروردگار ہے۔ بے شک جو شخص کسی کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے گا تو اللہ اس پر

حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ ۖ وَمَا

جنت حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی

لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿٧٢﴾ لَقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا

یار و مددگار نہیں ہے (۷۲) یقیناً وہ لوگ (بھی) کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ

إِنَّ ٱللَّهَ ثَالِثُ ثَلَٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّآ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۚ

وقف لازم

اللہ تین میں سے تیسرا ہے حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔

۳۹۔ ﴿لَقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ۔ الآیہ﴾ ہم اسی سورہ کی آیت نمبر ۱۷ ﴿لَقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ ۚ۔ الآیہ﴾ کی تفسیر میں نصاریٰ کے شرک اور غلو پر تبصرہ کر چکے ہیں حقیقت یہ ہے کہ کسی کی محبت یا کسی سے نفرت جب حد سے بڑھ جائے تو وہ آدمی کو اس طرح اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے کہ محب کو اپنے محبوب میں کوئی عیب نظر نہیں آتا اور وہ اس کی محبت میں حد سے آگے نکل جاتا ہے اور دشمن کو اپنے دشمن میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی اور وہ اس کی دشمنی میں حد سے آگے نکل جاتا ہے۔ اسی چیز نے نصاریٰ کو آمادہ کیا کہ وہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا تین خداؤں میں سے ایک خدا قرار دیں اور اسی چیز نے یہود کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو ناجائز فرزند قرار دیں (معاذ اللہ)۔ اور اسی جذبہ نے غالیوں کو آمادہ کیا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کو خدا سے بھی بڑھائیں اور اسی چیز نے دشمنوں کو روادار کیا کہ وہ جناب امیر علیہ السلام کو امیر شام سے بھی گھٹائیں۔ اسی لئے خدائے علیم و حکیم نے بندوں کو غلو کرنے کی ممانعت فرمائی (آیت ۷۷) اور پیشوایان دین نے بھی ہمیشہ غلو و تقصیر کی مذمت کرتے ہوئے ہمیشہ اپنے پیروکاروں کو میانہ روی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ (نہج البلاغہ وغیرہ) اور خدا کے شرک کو ناقابل معافی جرم قرار دیتے ہوئے مشرک پر جنت کو حرام قرار دیا ہے۔ مگر تعجب ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے اپنی خدائی کی نفی اور دعوائے بندگی کرنے کے باوجود عیسائی برابر ان کو اللہ اور اللہ کا بیٹا قرار دے رہے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام کی عبادت اور بندگی کو دیکھتے ہوئے بھی غالی انہیں خدا قرار دے رہے ہیں۔ سچ ہے ؏

جنہیں ہو ڈوبنا وہ ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں

وَإِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ

اور اگر یہ لوگ ان باتوں سے باز نہ آئے تو جو ان میں سے کفر پر برقرار رہیں گے

كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى

تو انہیں ضرور درد ناک عذاب پہنچے گا (۷۳) یہ لوگ خدا کی بارگاہ میں توبہ کیوں نہیں کرتے

اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٤﴾ مَا

اور اس سے (اپنے گناہوں کی) معافی کیوں نہیں مانگتے؟ درآنحالیکہ اللہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے (۷۴)

الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ

مسیحؑ گزر چکے ہیں ان کی ماں صدیقہ (راست باز خاتون) تھیں وہ

قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ

دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو ہم کس طرح ان کے سامنے

الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ

واضح دلائل بیان کر رہے ہیں۔ پھر دیکھو یہ کدھر الٹے

انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٧٥﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

پھرے جا رہے ہیں (۷۵) (اے رسولؐ) ان سے کہیے! کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اس کی عبادت

اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ

کرتے ہو جو تمہیں نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان (نہ سود نہ زیاں؟) اور اللہ وہ ہے جو ہر

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٦﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا

بات کا سننے والا ہر چیز کا جاننے والا ہے (۷۶) کہیے! اے اہل کتاب اپنے دین میں

فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ

ناحق غلو نہ کرو۔ اور ان لوگوں کی خواہشات اور ذاتی خیالات کی پیروی

قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ

نہ کرو جو پہلے خود گمراہ ہو چکے ہیں۔ اور بہت سوں کو گمراہ کر چکے ہیں اور راہ راست سے

ع ۱۰ ۱۱ ۱۴ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٧٧﴾ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْۤ

بھٹک گئے ہیں (۷۷) بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر اختیار کیا

۴۰۔ ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۔الآیہ﴾ جناب داؤد علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو ہفتہ کے دن شکار کرنے سے منع کیا تھا مگر وہ اس سے باز نہ آئے اس پر جناب داؤد علیہ السلام نے ان پر لعنت کی (بددعا دی) جس کی وجہ سے وہ مسخ ہو کر بندر بن گئے اور جناب عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ ہزار آدمیوں نے کہا تھا کہ آپ ہمارے لیے آسمان سے دسترخوان منگوا کر ہمیں کھانا کھلائیں تو ہم آپ پر ایمان لائیں گے مگر جب دسترخوان نازل ہوا تو وہ کھانا کھا کر مکر گئے۔ تب جناب عیسیٰ علیہ السلام نے ان پر لعنت کی۔ (مجمع البیان وغیرہ) اس سے واضح ہوتا ہے کہ لعنت کوئی گالی نہیں ہے ورنہ نبی یہ کام نہ کرتے بلکہ ایک قسم کی بددعا ہے جو احکام خداوندی کی مخالفت کرنے والے فرد یا افراد پر کی جاتی ہے۔

اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ
ان پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ بن مریمؑ کی زبان سے لعنت کی گئی یہ اس لئے کہ انہوں نے
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوْا لَا
برابر نافرمانی کی اور حد سے بڑھ جاتے تھے (۷۸) جو برائی وہ
يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا
کرتے تھے۔ اس سے ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے۔ کیسا برا تھا وہ کام جو وہ
يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ
کرتے تھے (۷۹) آپ ان میں سے بہتوں کو دیکھیں گے کہ وہ اہل اسلام کے بالمقابل
كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ
کافروں سے دوستی رکھتے ہیں بہت ہی برا ہے وہ (سامان) جو ان کے نفسوں نے ان کے لئے
سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلَوْ
آگے بھیجا ہے (جس سے) اللہ ان پر غضب ناک ہو گیا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے (۸۰) اور اگر وہ خدا پر،
كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا
رسولؐ پر اور جو کچھ اس (رسولؐ) پر نازل کیا گیا ہے۔ اس پر ایمان لاتے، تو ان کافروں کو اپنا
اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾
دوست نہ بناتے۔ لیکن (بات در اصل یہ ہے کہ) ان میں سے زیادہ تر لوگ فاسق و فاجر (نافرمان) ہیں (۸۱)
لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ
اے پیغمبرؐ! آپؐ اہل ایمان سے دشمنی کرنے میں سب لوگوں سے زیادہ سخت ترین دشمن یہودیوں
وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ
اور مشرکوں کو پائیں گے اور اہل ایمان سے دوستی کرنے میں آپؐ سب سے زیادہ قریب ان لوگوں کو
اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ
پائیں گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصرانی ہیں یہ اس لئے ہے کہ ان میں پادری اور
قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾
تارک الدنیا عابد پائے جاتے ہیں اور اس لئے کہ وہ تکبر نہیں کرتے (۸۲)

۱۴۱۔ ﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ ۔الآیہ﴾ مفسرین میں اختلاف ہے کہ آیا یہودیوں کی اسلام و مسلمان دشمنی میں شدت اور عیسائیوں کی اس سلسلہ میں کمی اور اسلام و مسلمانوں سے قربت آیا ہر مکان و زمان کے لحاظ سے ہے یا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کے یہود و نصاریٰ تک محدود ہے؟ بعض مفسرین نے اسے عموم پر محمول کیا ہے۔ مگر اکثر مفسرین کا رجحان دوسرے قول کی طرف ہے۔ کہ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کے مخصوص حالات اور مخصوص لوگوں سے متعلق ہے کہ اسلام کی ابتدائی نشر و اشاعت کے عہد میں یہودیوں کی نسبت عیسائیوں نے اسلام کی کم مخالفت کی بلکہ قدرے مثبت ردعمل ظاہر کیا۔ جیسے حبشہ کے نجاشی، روم کے ہرقل اور مصر کے مقوقس کے بارے میں مورخین نے لکھا ہے کہ بعض اسلام لائے اور بعض نے احسن طریقے پر دعوت اسلام کو رد کیا۔ مگر بعد ازاں جب صلیبی جنگوں میں عیسائیوں کے مظالم کو دیکھا جائے یا ماضی قریب میں اٹلی والوں نے طرابلس، اہل فرانس نے الجزائر اور تیونس وغیرہ اور برطانیہ والوں نے مصر، عراق اور سوڈان وغیرہ کے ساتھ جو سلوک کیا اگر ان مظالم کا جائزہ لیا جائے یا موجودہ دور میں عیسائی حکومتوں کی اسرائیل کی بے جا تائید اور مسلمانوں کی مخالفت کا تجزیہ کیا جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ ﴿الکفر ملة واحدة﴾ اور یہ کہ اسلام دشمنی میں عیسائی بھی یہودیوں سے پیچھے نہیں ہیں۔ بہر حال ایک سچے اور پکے مسلمان کو یہود و ہنود اور نصاریٰ کی بجائے اپنے پروردگار کی ذات والا صفات پر توکل و بھروسہ کرنا چاہیے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے: ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ

اور جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو (ہمارے) پیغمبرؐ پر اتارا گیا ہے تو تم دیکھو گے کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں

تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ

سے چھلک رہی ہوتی ہیں اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے وہ کہتے ہیں

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا

پروردگار ہم ایمان لائے سو تو ہم کو (صداقت اسلام کی) گواہی دینے والوں میں درج فرما (۸۳) اور ہمیں کیا ہے

نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ

کہ ہم اللہ پر اور اس حق پر جو ہمیں پہنچا ہے ایمان نہ لائیں حالانکہ ہم خواہش رکھتے ہیں

يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَاَثَابَهُمُ

کہ ہمارا پروردگار ہمیں (اپنے) نیک بندوں میں شامل کرے (۸۴) اللہ نے ان

اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

کو ان کے اس قول کے صلہ میں ایسے بہشت عطا فرمائے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن

فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ نیکو کاروں کا معاوضہ ہے (۸۵) اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا

ع ۱۱ ۹ ۱ وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٨٦﴾ يٰٓاَيُّهَا

اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو وہی دوزخ والے ہیں (۸۶) اے ایمان والو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ

(اپنے اوپر) حرام نہ کرو ان پاکیزہ چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں اور (حد سے)

لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٨٧﴾

تجاوز نہ کرو بے شک اللہ (حد سے) تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا (۸۷)

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ

اور اللہ نے تمہیں جو حلال اور پاکیزہ چیزیں عطا کی ہیں ان میں سے کھاؤ۔ اور اسی اللہ سے ڈرو (اس

الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ

کی نافرمانی سے بچو) جس پر تم ایمان رکھتے ہو (۸۸) اللہ تم سے تمہاری لایعنی قسموں

۴۲۔ ﴿وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ ۔الآیہ﴾ ان لوگوں سے قوم نصاریٰ کے وہ مخصوص لوگ مراد ہیں جو جب تک عیسائی تھے تو جناب عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے پابند تھے اور جب اسلام لائے تو اس کی مقدس تعلیمات پر عمل پیرا ہوئے جیسے جناب سلمان فارسیؓ (محمدیؑ)، نجاشی بادشاہ حبشہ اور اس کے نمائندہ وفد کے ستر ارکان جو باسٹھ حبشہ سے اور آٹھ شام سے تعلق رکھتے تھے جن میں بحیرا راہب بھی تھا۔ (مجمع البیان قرطبی وغیرہ)

۴۳۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔الآیہ﴾ بعض صحابہ نے قیامت کے احوال اور اہوال سن کر دن کو روزہ رکھنے، رات عبادت میں بسر کرنے اور گوشت وغیرہ مرغن غذا نہ کھانے کا عہد کیا تھا یعنی ان کا میلان عیسائیوں کی رہبانیت کی طرف ہو گیا تھا۔ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی اس روش کی اطلاع ملی تو آپ نے ان لوگوں کی سرزنش کی اور فرمایا کہ تمہارے نفسوں کا اور تمہارے اہل وعیال کا بھی تم پر حق ہے تم روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔ رات کو عبادت کیلئے جاگا بھی کرو اور سویا بھی کرو۔ اور گوشت بھی کھایا کرو۔ الغرض تم اسی طرح کیا کرو جس طرح میں کرتا ہوں جو میری سنت سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ (ایضاً) اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام اعتدال پسندی کا دین ہے اس میں یہودیوں کی طرح نہ بالکل لذائذ میں کھو جانے کی گنجائش ہے اور نہ ہی عیسائی راہبوں کی مانند ترک لذائذ کی اجازت ہے۔ بلکہ حلال اور پاکیزہ چیزوں کے استعمال کی حوصلہ افزائی کرتا ہے غرضیکہ یہ اعتدال اور میانہ روی کا دین ہے۔ سخت کوشی اور انتہا پسندی کا دین نہیں ہے۔

۴۴۔ ﴿كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ ۔الآیہ﴾ دنیوی لذائذ سے تمتع حاصل کرنے کے سلسلہ میں اسلام کا جو مزاج ہے ابھی اوپر اسکی وضاحت کر دی گئی ہے۔ یہاں ''اکل'' (کھانے) سے مراد مختلف خوردنی اور پوشیدنی چیزیں سے تمتع حاصل کرنا ہے۔ ارشاد قدرت ہے کہ

بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا

پر مواخذہ (باز پرس) نہیں کرے گا مگر جو قسمیں تم نے قصداً کھائی ہیں (اور اس طرح

عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ

مضبوط کی ہیں) تو ان پر ضرور تم سے مواخذہ کرے گا۔ اور (ایسی قسم توڑنے کا) کفارہ یہ ہے:

مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ

(۱) دس مسکینوں کو کھانا کھلانا اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے

كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

ہو (۲) یا انہیں کپڑے پہناؤ (۳) یا پھر ایک غلام آزاد کرو۔ اور جس کو اس کا مقدور نہ ہو تو

ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ

وہ تین روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ

وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ

اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو (خیال رکھو) اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات و

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٨٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا

احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر گزار بنو (۸۹) اے ایمان والو شراب،

الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ

جواء، بت (یا آستانے) اور پانسے سب گندے

مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٩٠﴾

اور شیطانی کام ہیں ان سے اجتناب کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ (۹۰)

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ

شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور

وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ

جوئے کے ذریعہ سے بغض و عداوت ڈالے۔ اور تمہیں

ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿٩١﴾

اللہ کی یاد اور نماز سے باز رکھے (روکے)۔ کیا اب تم (ان چیزوں سے) باز آؤ گے؟ (۹۱)

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا جب اللہ تعالیٰ نے ہر چیز انسان بالخصوص اہل ایمان کیلئے پیدا کی ہے تو پھر اس سے فائدہ نہ اٹھانا کہاں کی دانش مندی ہے۔ ہل ھی للذین امنوا۔ یہ تو ہیں ہی اہل ایمان کیلئے الغرض اسلام میں نہ تو یہودیوں کی طرح لزائز میں بالکل کھوجانے کی گنجائش ہے اور نہ عیسائیوں کے راہبوں کی طرف بالکل ترک لزائز کی اجازت ہے۔ بلکہ وہ انسان کے ہر ہر شعبہ میں اعتدال کا علمبردار ہے۔ کما لا یخفی علی اولی الابصار۔

۴۵۔ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ لغو قسم اس قسم کو کہا جاتا ہے جو بلا قصد و ارادہ زبان سے نکل جائے اس پر کوئی مواخذہ اور کفارہ نہیں ہے ہاں البتہ جو قسم قصد و ارادہ سے کھائی جائے اس کی خلاف ورزی پر کفارہ عائد ہوتا ہے تفصیل فقہی کتابوں میں دیکھی جائے۔

۴۶۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں خدائے علیم و حکیم نے چار چیزوں کو گندہ اور شیطانی کام قرار دیا ہے۔ (۱) خمر یعنی شراب نوشی۔ (۲) میسر یعنی قمار بازی۔ (۳) انصاب یعنی وہ پتھر جن کی عرب جاہل دور میں پرستش کرتے تھے اور ان پر قربانی کرتے تھے (۴) ازلام یعنی وہ تیر جن کے ذریعہ سے جاہل دور میں عرب قسمت آزمائی کیلئے فال نکالتے تھے اسلام نے جو دین فطرت ہے شراب نوشی اور قمار بازی وغیرہ کی بڑی سختی سے مخالفت کی ہے کیونکہ شراب سے عقل برباد ہوتا ہے۔ مزید برآں ان سے کئی سماجی اور معاشرتی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور مذہبی نقصانات ہوتے ہیں اور آدمی یاد خدا سے غافل ہو جاتا ہے چونکہ خمر و میسر کی حرمت تدریجاً نازل ہوئی ہے اور یہ آیت کی آخری کڑی ہے جس کے بعد شراب خوروں نے کہہ دیا تھا۔ انتھینا انتھینا۔ (تفسیر ابن جریر)

وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاحۡذَرُوۡا ۚ فَاِنۡ

اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور (نافرمانی سے) بچتے

تَوَلَّيۡتُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ

رہو اور اگر تم نے روگردانی کی تو پھر تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے رسولؐ کے ذمہ تو صرف واضح طور پر (ہمارا پیغام)

الۡمُبِيۡنُ ﴿۹۲﴾ لَيۡسَ عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا

پہنچا دینا ہے اور بس (۹۲) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيۡمَا طَعِمُوۡۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوۡا

ان پر اس میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ جو وہ (پہلے) کھا پی چکے ہوں۔ جبکہ (اب) پرہیز کریں

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوۡا ثُمَّ اتَّقَوْا

اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اور پھر اس ایمان و پرہیز پر قائم و ثابت قدم بھی رہیں اور پھر تمام برے کاموں سے

وَّاَحۡسَنُوۡا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۹۳﴾ يٰۤاَيُّهَا ع ۱۲ ۷ ۲

پرہیز کرتے رہیں اور نیکیاں کرتے رہیں اور اللہ نیک عمل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۹۳) اے

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَيَبۡلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَىۡءٍ مِّنَ الصَّيۡدِ

ایمان والو! خدا تمہیں ضرور اس شکار کے ذریعہ سے آزمائے گا جسے تمہارے یہ

تَنَالُهٗۤ اَيۡدِيۡكُمۡ وَرِمَاحُكُمۡ لِيَعۡلَمَ اللّٰهُ مَنۡ

ہاتھ اور نیزے پا جائیں (تمہاری زد میں ہو) تاکہ وہ (حسب ظاہر) یہ دیکھے کہ غائبانہ طور پر

يَّخَافُهٗ بِالۡغَيۡبِ ۚ فَمَنِ اعۡتَدٰى بَعۡدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ

کون اس سے ڈرتا ہے؟ اور جس نے تنبیہ کے بعد بھی حد سے تجاوز کیا تو اس کے لئے

عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۹۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقۡتُلُوا

درد ناک عذاب ہے (۹۴) اے ایمان والو! شکار کو نہ مارو جبکہ تم احرام باندھے ہوئے ہو اور جو تم

الصَّيۡدَ وَاَنۡتُمۡ حُرُمٌ ؕ وَمَنۡ قَتَلَهٗ مِنۡكُمۡ مُّتَعَمِّدًا

میں سے جان بوجھ کر اسے مارے گا تو اس کا جرمانہ مویشیوں سے کوئی جانور ہو گا۔

فَجَزَآءٌ مِّثۡلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحۡكُمُ بِهٖ ذَوَا

جو اس جانور کا ہم پلہ ہو جو اس نے مارا ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل شخص کریں گے

۴۷۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ۔الآیہ﴾ حج وعمرہ کے احرام کی وجہ سے جو چیزیں محرم پر حرام ہوتی ہیں ان میں سے ایک اہم حرام صحرائی اور جنگلی جانوروں کا شکار کرنا بھی ہے خواہ خود کرے یا کسی کی مدد کرے یا شکار کا پتہ بتائے یا اس کا گوشت کھائے اور اگر کوئی شخص اس پابندی کی خلاف ورزی کرے تو اس کی سزا تین چیزوں میں سے ایک ہے جو قرآن میں مذکور ہیں۔ ہاں البتہ سمندری جانوروں کا شکار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اسی طرح پالتوں جانوروں کو ذبح کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۸۔ ﴿لِيَعۡلَمَ اللّٰهُ۔الآیہ﴾ تاکہ اسے معلوم ہو کہ غائبانہ طور پر اس سے کون ڈرتا ہے؟ اس قسم کی آیات کے بارے میں عام طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ جب اللہ کا علم ازلی و ابدی ہے اور ایسا کلی و احاطی کہ کائنات کا کوئی ذرہ اس سے پوشیدہ نہیں ہے تو پھر وہ بار بار کیوں فرماتا ہے کہ خدا تمہیں آزمائے؟ تاکہ خدا جانے وغیرہ وغیرہ تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ابتلا و امتحان ہمیشہ اس لئے نہیں لیا جاتا کہ ممتحن کو اہل و نااہل کا علم ہو۔ بلکہ بعض اوقات اس لئے بھی امتحان لیا جاتا ہے کہ دوسرے لوگوں پر بھی واضح ہو جائے کہ اہل کون ہے اور نااہل کون؟ طیب کون ہے اور خبیث کون؟ جنت کا حقدار کون ہے اور جہنم کا سزاوار کون؟ یہاں بھی یہی امتیاز مراد ہے کہ ہر کس و ناکس پر ظاہر ہو جائے کہ اب دیکھے خدا سے کون ڈرتا ہے اور کون نہیں ڈرتا؟

عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ
اور یہ جرمانہ بطور قربانی و نذرانہ خانہ کعبہ پہنچایا جائے گا یا اس کا کفارہ چند
مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ
مسکینوں کو کھانا کھلانا ہو گا یا پھر اس کے برابر روزے رکھے جائیں گے۔ تاکہ
اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ
وہ اپنے کئے کی سزا کا مزہ چکھے۔ تو پہلے جو ہو چکا اسے تو اللہ نے معاف کر دیا اور جو پھر ایسا کرے گا تو اس
اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ اُحِلَّ لَكُمْ
سے اللہ انتقام (بدلہ) لے گا۔ اور اللہ غالب ہے (زبردست ہے) اور بدلہ لینے والا ہے (۹۵) تمہارے
صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ
لئے سمندری شکار (تری والا) اور اس کا کھانا اور قافلہ والوں (مسافروں) کے فائدہ کے لئے
وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا
حلال قرار دیا گیا ہے اور جب تک تم حالت احرام میں ہو خشکی کا شکار تم پر حرام کیا گیا ہے اور اللہ کی
اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ
نافرمانی سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے (۹۶) خدا نے کعبہ کو جو حرمت
الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ
والا گھر ہے۔ حرمت والے مہینوں کو اور قربانی کے
وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ
جانوروں کو اور گلے میں پٹہ بندھے جانوروں کو لوگوں کی بقا و فلاح کا سبب اور مرکز بنایا ہے تاکہ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ
تمہیں معلوم ہو کہ اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور یہ کہ
شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ
اللہ ہر چیز کا بڑا جاننے والا ہے (۹۷) جان لو۔ کہ اللہ (مقام عقاب میں) سخت سزا دینے والا بھی ہے اور مقام عفو و صفح
وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا
میں بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا بھی ہے (۹۸) پیغمبرؐ کی ذمہ داری صرف پیغام

۴۹۔﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ ۔الآیہ﴾
خداوند عالم نے اس آیت میں چار چیزوں کو تکوینی و تشریعی طور پر لوگوں کیلئے قیام و بقاء امن و اجتماع اور احترام کا ذریعہ اور سبب بنایا ہے: (۱) پہلی چیز کعبہ ہے جو پہلے بھی عالم عرب کیلئے جائے امن تھا۔ اور سب سے بڑا مرکز ہے اور وہ حج کے مقدس موقع پر یہاں باہمی صلاح و مشورہ سے عالمی مسائل کو حل کر سکتے ہیں اور عالم اسلام کی صلاح وفلاح کے پروگرام مرتب کر سکتے ہیں۔ (۲) دوسری چیز اشہر حرم جن میں جنگ و جدال حرام ہے جیسے ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب المرجب۔ (۳) تیسری چیز قربانی کے جانور۔ (۴) قلائد یعنی قربانی کے جانور کے گلے میں ہار یا پٹہ پڑا ہوا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ شخص اور یہ جانور حج کے لئے جا رہے ہیں تاکہ انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچائے اور اس طرح پورا قافلہ محفوظ ہو جائے۔

الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾

پہنچانا ہے اور بس۔ اور اللہ اسے بھی جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور اسے بھی جسے تم چھپاتے ہو (۹۹)

قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ

کہہ دیجئے کہ خبیث (ناپاک) اور طیب (پاک) برابر نہیں ہو سکتے

كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ

اگرچہ خبیث (ناپاک) کی کثرت اور بہتات تمہیں تعجب میں بھی ڈال دے (تمہیں بھلی لگے)

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا

عقل والو خدا کی نافرمانی سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ (۱۰۰) اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ

عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا

کرو۔ کہ جو اگر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔ اور اگر ان کے متعلق ایسے وقت میں سوال

عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ

کرو گے جبکہ قرآن اتر رہا ہے تو وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ نے انہیں نظر انداز کر دیا ہے

عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ

(یا اللہ نے تمہیں معاف کر دیا ہے) اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑا بردبار ہے (۱۰۱) تم سے پہلے بھی کچھ لوگوں نے اس قسم

قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ

کے سوال (اپنے نبیوں سے) کئے تھے۔ پھر ان ہی کی وجہ سے کافر (منکر) ہو گئے (۱۰۲) اللہ تعالیٰ نے

مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ

کوئی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام مقرر نہیں کیا مگر کافر

وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ

اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں اور ان

وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا

میں سے اکثر عقل و شعور نہیں رکھتے (۱۰۳) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ

اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا

اس (قرآن) کی طرف جو اللہ نے اتارا ہے اور آؤ پیغمبر اکرم ﷺ کی طرف تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے تو

ع ۱۳ ۴

۵۰۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ۔ الآيه﴾ اس آیت شریفہ میں مسلمانوں کو سوال کرنے کا طریقہ سکھایا گیا ہے کہ سوال اس چیز کے بارے میں کرنا چاہیے کہ جس کا انسان کی دنیوی یا اخروی زندگی سے کوئی تعلق ہو اور لایعنی اور فضول سوال کرنے کی ممانعت کی جا رہی ہے جس کا نہ دنیا سے کوئی تعلق ہو اور نہ دین سے کوئی واسطہ۔ جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے یہ فرمانے پر کہ جو پوچھنا چاہو پوچھو۔ بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ تو جب آپ نے اس کے حقیقی باپ کا نام بتایا تو وہ بہت شرمسار ہوا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر قمی و در منثور) بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کل اکثر لوگ ایسے ہی لایعنی سوالات کرتے ہیں۔

۵۱۔ ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ۔ الآيه﴾ یہاں چند قسم کے ان جانوروں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کو جاہلی دور کے عرب نشان لگا کر آزاد چھوڑ دیتے تھے اور ان کا گوشت کھاتے تھے اور نہ ان سے کوئی اور کام لیتے تھے۔ خدا نے اس فعل کو افترا پردازی قرار دیتے ہوئے ناجائز اقرار دیا ہے اور واضح کیا ہے کہ جو چیز جس کام کیلئے پیدا کی گئی ہے اس سے وہ کام لینا چاہیے۔ اس کے خلاف کوئی کام واقدام کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

۵۲۔ ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ۔ الآيه﴾ قرآن اور تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جب بھی اللہ کی طرف سے کوئی ہادی و راہنما آیا اور اس نے لوگوں کو خدا کے دین کی طرف بلایا تو ہمیشہ عام لوگوں نے یہی احمقانہ جواب دیا ہے کہ ہم تو اپنے آباء و اجداد کے راستہ پر چلیں گے۔ کیا وہ غلطی پر تھے؟ اور ہمیشہ راہنمایان حق نے بھی وہی جواب دیا جو یہاں مذکور ہے کہ اگرچہ تمہارے آباو اجداد بے علم و بے عقل ہوں اور ہدایت یافتہ بھی نہ ہوں تو کیا تم پھر بھی انہی کے پیچھے چلو گے اور اپنی عقل و فکر سے کام نہیں لو گے؟ حالانکہ عقلاً و شرعاً واجب و لازم ہے کہ ہر شخص حق و حقیقت کی تلاش و جستجو کرے اور جب حق واضح

وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

وہی (طریقہ) کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے اگرچہ ان کے باپ دادا نہ علم رکھتے ہوں اور نہ

شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿١٠٤﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ

ہدایت یافتہ ہوں (تو بھی وہ ان ہی کے طریقہ کو کافی جانیں گے؟) (١٠٤) اے ایمان والو! تم پر لازم ہے کہ اپنی

اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ

جانوں کی فکر کرو۔ جو گمراہ ہے وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو (راہ راست پر ہو)

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تم سب کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم دنیا میں کیا

تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ

کرتے تھے؟ (١٠٥) اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے جبکہ

اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ

وہ وصیت کر رہا ہو تو تمہارے درمیان گواہی کا ضابطہ یہ ہے کہ تم مسلمانوں میں سے دو

ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ

عادل گواہ ہونے چاہیں۔ ہاں البتہ اگر تم سفر میں ہو اور تم پر موت کی مصیبت

ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ

آ پڑے (اور مسلمان گواہ نہ مل سکیں) تو پھر دو گواہ غیروں میں سے ہی لے لئے جائیں۔ اور اگر تمہیں

تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ

شک پڑ جائے تو ان دونوں کو نماز کے بعد روک رکھو اور وہ دونوں ان الفاظ کے ساتھ اللہ کی قسم

ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِىْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا

کھائیں کہ ہم اس قسم کے عوض کوئی قیمت (فائدہ) حاصل نہیں کر رہے ہیں اگرچہ ہمارا رشتہ دار ہی

نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾ فَاِنْ

کیوں نہ ہو اور ہم اللہ واسطے کی گواہی نہیں چھپائیں گے ورنہ یقیناً ہم گنہگاروں میں سے ہوں گے (١٠٦) اور اگر

عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ

بعد میں پتہ چلے کہ وہ (جھوٹی گواہی دے کر) گناہ کے مستوجب ہوئے ہیں تو پھر ان کی جگہ دو اور گواہ کھڑے ہوں

ہوجائے تو پھر اس کی پیروی کرے والحق احق ان یتبع اس سلسلہ میں باپ دادا کی اندھی تقلید جائز نہیں ہے۔

٥٣۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ ۔الآیہ﴾ بعض کوتاہ اندیش یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ آیت امر و نہی کے خلاف ہے اور آدمی کیلئے اپنی اصلاح کرنا کافی ہے۔ دوسروں کو نیکی کا حکم دینا یا برائی سے روکنا ضروری نہیں ہے۔ سوچ کا یہ زاویہ صرف قرآن وسنت کے نصوص کے خلاف ہی نہیں بلکہ عقل کے بھی سراسر خلاف ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلامی فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے۔ بنابریں اس آیت کا صاف اور سادہ مفہوم یہ ہے کہ جب تم اپنی اصلاح کرلو اور احکام خداوندی پر عمل پیرا ہو جاؤ جن میں سے ایک امر و نہی بھی ہے مگر اس کے باوجود اگر کوئی شخص گمراہ ہوتا ہے یعنی تمہاری بات نہیں مانتا تو تم پر اس کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کیونکہ تمہارا کام پہنچانا ہے منوانا تمہارا کام نہیں ہے۔ ع

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

٥٤۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔الآیہ﴾ عام حالات میں وصیت کرنا سنت مؤکدہ ہے مگر جس شخص کے ذمہ خلق یا خالق کے کچھ حقوق ہوں اس پر وصیت کرنا واجب ہے۔ نیز وصیت کرتے وقت دو عادل مسلمان گواہ مقرر کرنا چاہیے ہاں البتہ اگر سفر کی حالت میں وصیت کرنا پڑے اور وہاں کوئی مسلمان موجود نہ ہو تو پھر اہل کتاب میں سے دو گواہ مقرر کرنا جائز ہیں۔ اور ان کی گواہی مقبول بھی ہوگی۔ اور اگر ان پر شک ہو تو پھر ان سے قسم لی جاسکتی ہے۔ باقی تفصیلات فیضان الرحمٰن فی تفسیر القرآن میں دیکھی جائیں۔

مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأَوْلَيٰنِ

(جو مرنے والے کے زیادہ) قریبی رشتہ دار ہوں جن کی حق تلفی ہوئی ہے اور اللہ

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا

کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی ان (پہلے) دونوں کی گواہی سے زیادہ بر حق ہے

وَمَا اعْتَدَيْنَا ۖ إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِينَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ أَدْنٰى

اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی ورنہ ہم ظالموں میں سے ہوں گے (۱۰۷) یہ طریقہ کار زیادہ قریب ہے

أَنْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ

اس کے کہ گواہ ٹھیک طریقہ پر گواہی دیں گے یا کم ازکم وہ اس بات کا خوف تو کریں گے کہ انکی قسموں کے بعد کہیں اور قسموں سے ان

أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوا ۗ وَاللّٰهُ

کی تردید نہ ہوجائے (یا انہیں یہ اندیشہ تو ہوگا کہ ان کی قسموں کے بعد دوسرے گواہوں سے بھی قسمیں لی جاسکتی ہیں) اللہ (کی

ع ۱۴ ۸ ۴ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِينَ ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ

نافرمانی) سے ڈرو اور سنو۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو منزل تک نہیں پہنچاتا (۱۰۸) (اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ تمام

الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ ۖ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا ۖ

رسولوںؑ کو جمع کر کے پوچھے گا کہ تمہیں (اپنی امتوں کی طرف سے) کیا جواب ملا تھا تو وہ عرض کریں گے کہ ہمیں تو کچھ علم

إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿۱۰۹﴾ إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى

نہیں ہے تو ہی غیب کی تمام باتوں کو بڑا جاننے والا ہے (۱۰۹) (اور وہ وقت یاد کرو) جب خدا فرمائے گا

وقف لازم ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ

اے مریمؑ کے فرزند عیسیٰؑ میرا وہ انعام یاد کرو۔ جو میں نے تم پر

إِذْ أَيَّدْتُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ ۖ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي

اور تمہاری والدہ پر کیا تھا۔ جب میں نے روح القدس سے تمہاری تائید کی (جس کی وجہ سے) تم گہوارے میں

الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۖ وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

اور ادھیڑ عمر میں لوگوں سے (یکساں) باتیں کرتے تھے اور جب میں نے تمہیں کتاب (لکھنے)

وَالتَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيلَ ۖ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ

حکمت (دانائی) تورات اور انجیل کی تعلیم دی تم میرے حکم سے مٹی سے

۵۵۔ ﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ ۔الآیہ﴾ جب حشر کے دن سب اولین اور آخرین جمع ہوں گے اور محاسب حقیقی حساب و کتاب لے گا تو آغاز انبیاء و مرسلین سے کرے گا کہ تمہیں تبلیغ رسالت کے سلسلہ میں اپنی امتوں سے کیا جواب ملا تھا۔ وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ علم نہیں تو خود علام الغیوب ہے۔ ظاہر ہے کہ انبیاء کا اپنی اس لاعلمی کا اظہار ادب و احترام خداوندی پر مبنی ہے کہ ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے تو خود سب کچھ جانتا ہے۔ ہم کیا لب کشائی کر سکتے ہیں۔

۵۶۔ ﴿إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ۔الآیہ﴾ اس آیت شریفہ میں خداوند عالم نے جناب عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے بعض خصوصی احسانات کا تذکرہ فرمایا ہے جیسے روح القدس سے ان کی تائید کرنا، ان کا پنگھوڑے اور ادھیڑ عمر میں یکساں کلام کرنا، انہیں کتاب و حکمت دینا اور ان کا باذن اللہ چار معجزات دکھانا۔ ہم سورہ آل عمران کی آیت ۴۹ کی تفسیر میں واضح کر آئے ہیں کہ معجزہ کا حقیقی فاعل خدا ہوتا ہے ہاں البتہ چونکہ وہ نبی و وصی کی دعا و استدعا پر ان کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر کرتا ہے اس لئے مجازاً ان کی طرف بھی معجزہ کی نسبت دے دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں چار بار "باذنی" کی تکرار کی گئی ہے تاکہ یہ حقیقت واضح ہوجائے کہ پیدا کرنا، مردے کو زندہ کرنا، لاعلاج بیمار کو شفا دینا اور اندھے کو بینا کرنا خدا کا فعل ہے کسی بندہ کا فعل نہیں ہے اور یہ سب اہتمام اس لئے کیا گیا کہ کوئی کوتاہ اندیش یہ معجزات دیکھ کر عبد کو معبود اور مخلوق کو خالق نہ سمجھ لے اور اس طرح گمراہی میں مبتلا نہ ہوجائے۔

كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا

پرندہ کی شکل (پتلا) بناتے تھے اور پھر اس میں پھونک مارتے تھے اور میرے حکم سے (سچ مچ) پرندہ

بِإِذْنِي ۖ وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي ۖ وَإِذْ

بن جاتا تھا اور تم میرے حکم سے پیدائشی اندھے اور کوڑھے کو اچھا کر دیتے تھے اور تم میرے حکم سے

تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي ۖ وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

مردوں کو (زندہ کر کے قبروں سے) نکالا کرتے تھے۔ اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تم سے روکا تھا۔

عَنكَ إِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

جب تم ان کے پاس بینات و معجزات لائے تھے تو ان میں سے جو کافر (منکر حق)

مِنْهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿١١٠﴾ وَإِذْ أَوْحَيْتُ

تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ نہیں ہے۔ مگر کھلا ہوا جادو (۱۱۰) اور وہ وقت قابل ذکر ہے

إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا

جب میں نے حواریوں کو الہام کیا کہ مجھ پر اور میرے رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے

وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ﴿١١١﴾ إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ

اور گواہ رہنا کہ ہم مسلمان (تیرے فرمانبردار بندے) ہیں (۱۱۱) (حواریوں) کے بارے

يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ

میں یہ قصہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ انہوں نے کہا اے عیسیٰؑ بن مریمؑ کیا آپؑ کا پروردگار

عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ ۖ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنْ

اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ ہمارے لیے آسمان سے کھانے کا ایک خوان اتارے عیسیٰؑ نے کہا اللہ (کی نافرمانی)

كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَّأْكُلَ مِنْهَا

سے ڈرو۔ اگر تم مومن ہو؟ (۱۱۲) کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں

وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ

اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہمیں یقین ہو جائے کہ آپؑ نے ہم سے سچ کہا تھا۔ اور ہم اس پر

نَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ عِيسَى ابْنُ ع

گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں (۱۱۳) عیسیٰؑ بن مریمؑ نے (دعا کرتے ہوئے) کہا

۵۷۔ ﴿إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ ۔الآیہ﴾
حواریوں نے جناب عیسیٰ علیہ السلام سے جو یہ مطالبہ کیا تھا کہ وہ خدا سے استدعا کریں کہ وہ ہم پر آسمان سے خوان نعمت نازل کرے تو یہ اطمینان قلب کی خاطر تھا۔ تاکہ وہ عقلی و برہانی ایمان کے مشاہداتی اور عیانی ایمان حاصل کرنے کے اطمینان قلب کی منزل پر فائز ہوں اور ظاہر ہے کہ ایسی خواہش شرعاً ممنوع نہیں ہے اور نہ ہی مذموم۔

۵۸۔ ﴿قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۔الآیہ﴾
حواریین نے جناب عیسیٰ سے مطالبہ کیا کہ آپ خدا سے دعا کریں کہ وہ آسمان سے ہمارے لئے ایک دسترخوان اتارے تاکہ ہم اس سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہوجائیں۔ چنانچہ جناب عیسیٰ نے دعا کی اور پروردگار نے امتحان اور اتمام حجت کیلئے خوان نعمت اتارا۔ باقی تفصیلات معلوم کرنے کیلئے فیضان الرحمن کی طرف رجوع کیا جائے۔

مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ

اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل کر جو ہمارے لیے

تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ

اور ہمارے اگلوں پچھلوں کے لئے عید قرار پائے اور تیری طرف سے قدرتی نشانی بن جائے۔

وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ

اور ہمیں روزی عطا فرما تو بہترین روزی عطا کرنے والا ہے(۱۱۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک

مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ

میں وہ (خوان) تم پر اتارنے والا ہوں اب اس کے بعد جو کفر اختیار کرے گا

ع ۱۵ / ۵ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع

تو میں اسے ایسی سزا دوں گا جیسی دنیا جہاں میں کسی کو بھی نہیں دی ہو گی (۱۱۵)

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ

وہ وقت یاد کرو جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے عیسیٰؑ بن مریمؑ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا

لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ

کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو خدا بنا لو۔ عیسیٰؑ کہیں گے

وقف النبی سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ۭ ق

پاک ہے تیری ذات بھلا میں وہ بات کس طرح کہہ سکتا ہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں ہے

اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ

اگر میں نے کوئی ایسی بات کہی ہوتی تو تجھے ضرور اس کا علم ہوتا۔ کیونکہ تو وہ سب کچھ جانتا ہے جو میرے دل میں ہے

وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ

مگر میں تیرے اسرار نہانی کو نہیں جانتا۔ بلا شبہ تو غیب کی تمام باتوں کا بڑا

الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ

جاننے والا ہے (۱۱۶) میں نے ان سے کچھ نہیں کہا تھا سوائے اس بات کے جس کا تو

اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا

نے مجھے حکم دیا تھا کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے

مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ

اور میں اس وقت تک ان پر گواہ تھا جب تک ان میں تھا پھر جب تو نے مجھے (دنیا سے)

عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ إِن تُعَذِّبْهُمْ

اٹھا لیا تو پھر تو ہی ان کا نگران تھا اور تو ہی ہر چیز پر گواہ ہے (۱۱۷) اگر تو نے

فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ

انہیں سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر انہیں بخش دے تو تو غالب ہے اور بڑا

الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾ قَالَ اللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصَّادِقِينَ

حکمت والا ہے (۱۱۸) ارشاد قدرت ہو گا یہ وہ دن ہے کہ جس میں سچوں کی سچائی ان کو

صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

فائدہ پہنچائے گی ان کے لیے ایسے بہشت ہوں گے جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ

وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی (دونوں ایک دوسرے

ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١٩﴾ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ

سے خوش) یہی سب سے بڑی کامیابی ہے (۱۱۹) اللہ ہی کے لئے ہے حکومت آسمانوں کی

ع ۱۶ ۵ ۶ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٢٠﴾

اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے اس سب کی اور وہ ہر شئے پر قادر ہے (۱۲۰)

آیاتها ۱۶۵ ٦ سُورَةُ الْأَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ ۵۵ رکوعاتها ۲۰

سورۃ انعام۔مکی۔آیات ۱۶۵۔رکوع ۲۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور

جَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ۖ ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

تاریکیوں اور روشنی کو بنایا پھر بھی وہ جو کافر ہیں وہ دوسروں کو اپنے پروردگار کے

۵۹۔﴿فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي۔الآیہ﴾ امت مرزائیہ ان ظاہری لفظوں کا سہارا لیتے ہوئے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال کیا کرتی ہے۔مگر ہم سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۵۵ ﴿يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ۔الآیہ﴾ کی تفسیر میں واضح کر آئے ہیں کہ توفّی کے حقیقی معنی اخذ الشیء وافیاً کے ہیں یعنی کسی چیز کو مکمل طور پر قبضہ میں لینا اس کے معنی موت دینے کے نہیں ہے۔اس طرح خداوند عالم یہود و نصاریٰ کے خیال کا ابطال کرتے ہوئے فرما رہا ہے کہ اس نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو مکمل طور پر یعنی جسم مع الروح کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔اور یہاں اسی حقیقت کا اظہار جناب عیسیٰ کی زبان سے کرایا گیا ہے۔ نیز جناب عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ان کی خدائی کی نفی کرا کر ان لوگوں کو جو ان کو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیتے تھے۔ان کی غلطی پر متوجہ کیا گیا ہے اور واضح کیا ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام ہوں یا دوسرے داعیان حق، سب نے لوگوں کو خدا پرستی اور توحید کی دعوت دی تھی مگر ان کی پیروی کے دعویداروں نے غلو کرتے ہوئے انہیں معبود بنا لیا اور ان کی پرستش شروع کر دی لہٰذا ان کی اس گمراہی کی ذمہ داری خود ان پر عائد ہوتی ہے انبیاء کا دامن اس سے پاک ہے۔

۶۰۔﴿لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ۔الآیہ﴾ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کی بادشاہی اللہ ہی کیلئے ہے اور جو ہر چیز پر قادر ہے۔ساری کائنات خواہ علوی ہو یا سفلی، نوری ہو یا خاکی الغرض عالم امکان کا خالق، مالک اور پالک وہی ہے جس کی ذات، صفات، افعال اور عبادت میں کوئی شریک نہیں ہے اور جو ایسا قادر مطلق ہے کہ کائنات کی کوئی چیز اس کے اقتدار و اختیار سے باہر نہیں ہے۔یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید۔

سورہ انعام

اس سورہ کے مطالب کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ مشرکین مکہ خدا کے منکر نہ تھے بلکہ اس کی توحید کے منکر

بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ① هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن طِينٍ
برابر ٹھہراتے ہیں(۱) وہ وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر (زندگی کی) ایک
ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلًا ۖ وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِندَهُ ۖ ثُمَّ أَنتُمْ
مدت مقرر کی اور ایک مقررہ مدت اور بھی ہے جو اسی کے پاس ہے پھر بھی تم
تَمْتَرُونَ ② وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ ۖ
شک کرتے ہو (۲) اور وہی (ایک) اللہ ہے آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی،
يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ ③
جو تمہارے باطن و ظاہر اور جو کچھ تم بھلائی و برائی کرتے ہو سب کو جانتا ہے(۳)
وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا
ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ ان کے پروردگار کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ان کے پاس نہیں آتی مگر یہ کہ
عَنْهَا مُعْرِضِينَ ④ فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ
وہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں (۴) چنانچہ انہوں نے اس حق (قرآن) کو بھی جھٹلایا جب وہ ان کے پاس آیا۔ سو
فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ⑤
عنقریب ان باتوں کی خبریں ان کے پاس آ جائیں گی جن کا وہ مذاق اڑاتے رہے ہیں (۵)
أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ
کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنے دوروں کے لوگوں کو ہلاک و برباد کر دیا
مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّن لَّكُمْ وَأَرْسَلْنَا
جنہیں ہم نے زمین میں وہ اقتدار دیا تھا جو تمہیں بھی نہیں دیا ہے اور ہم نے ان پر
السَّمَاءَ عَلَيْهِم مِّدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي
آسمان سے موسلادھار بارش برسائی اور ہم نے ان کے نیچے نہریں بہائیں (انجام کار)
مِن تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَأَنشَأْنَا مِن
ہم نے ان کے گناہوں (اور کفران نعمت) کی پاداش میں ہلاک کر دیا اور ان کے
بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ⑥ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا
بعد دوسرے دور کی نسلیں پیدا کیں (۶) (اے رسولؐ) اگر ہم کاغذ میں لکھی لکھائی کتاب

تھے اور شرک افعالی و عبادتی کے مرتکب تھے، اس میں بعث بعد الموت پر بہت زور دیا گیا ہے کیونکہ وہ لوگ شدت سے اس کے منکر تھے، اسلامی اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے مشرکین کے معبودوں کو سب و شتم کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ بعض جاہلی رسموں کی اصلاح کی گئی ہے۔ عدل الٰہی کا اثبات کیا گیا ہے اور اولاد کشی کی ممانعت کی گئی ہے۔ فرقہ بندی کی مذمت کی گئی ہے اور اخلاص فی العمل کی تعلیم دی گی ہے وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ۔ الآیہ﴾ نزول قرآن کے وقت دنیا شرک و کفر کے گہرے سمندر میں غوطہ زن تھی کوئی یزدان واہرمن دو خداؤں کی پرستش کرتا تھا اور کوئی تثلیث کے چکر میں گرفتار تھا اور کوئی تین سو ساٹھ معبودوں کی عبادت کرتا تھا اور ہندوستان تو کروڑوں دیوتاؤں کو خدا کا شریک مانتا تھا۔ قرآن نے توحید کا وہ خالص تصور پیش کیا جس کی نظیر ادیان عالم میں نظر نہیں آتی۔ الغرض قرآن نے اعلان کیا کہ عالم اکبر ہو یا عالم اصغر، عالم بالا ہو یا عالم پائیں اور شب ہو یا روز، غرضیکہ ثریٰ سے ثریا تک اور سماء سے سمک تک تمام کائنات کا خالق و مالک صرف خدائے واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور وہی معبود و مسجود ہے۔

۲۔﴿قَضٰٓی اَجَلًا۔ الآیہ﴾ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے علیم و حکیم نے ہر شخص کیلئے دو اجلیں اور مدتیں مقرر کی ہیں جو عام مفسرین کے بیان کے مطابق یہ ہیں: (۱) پہلی اجل سے ہر شخص کی دنیوی زندگی مراد ہے کہ وہ کس قدر دنیا میں زندہ رہے گا۔ (۲) اور دوسری اجل سے مراد یہ ہے کہ مرنے والا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر کب میدان حشر میں آئے گا۔ اور بعض روایات کے مطابق اس سے اجل محتوم اور اجل غیر محتوم مراد ہے۔ واللہ العالم۔

فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ

بھی آپؐ پر اتارتے جسے یہ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے۔ جب بھی کافر یہی

كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ

کہتے کہ یہ نہیں ہے مگر کھلا ہوا جادو (۷) اور وہ کہتے ہیں کہ اس (نبیؐ)

اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ

پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا؟ حالانکہ اگر ہم (کھلم کھلا) فرشتہ اتارتے تو پھر فیصلہ ہو چکا ہوتا

ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ﴿۸﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا

پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی (۸) اور اگر ہم کوئی فرشتہ اتارتے تو اسے بھی آدمی کی شکل میں اتارتے

وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ

اور اس طرح گویا ہم انہیں وہ شبہ کرنے کا موقع دیتے جواب وہ کر رہے ہیں (۹) آپؐ سے پہلے بھی بہت سے

بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا

پیغمبروںؑ کا مذاق اڑایا جاتا رہا ہے تو (آخر کار) ان کا مذاق اڑانے والوں کو اسی عذاب نے آ کر

كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ع ۱۰/۷

گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے (۱۰) اے رسولؐ ان سے کہیئے کہ زمین میں

ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾

چلو پھرو اور پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا (بھیانک) انجام ہوا (۱۱)

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ

(اے رسولؐ) ان سے کہیئے۔ (پوچھیے) کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ کس کا ہے؟ کہو سب کچھ اللہ ہی کا ہے

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ

اس نے مخلوق پر رحمت کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا ہے (اس لئے جلدی سزا نہیں دیتا) وہ قیامت تک جس میں کوئی

الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

شک نہیں ہے تم سب کو اکٹھا کرتا رہے گا (پھر یکجا کر کے لائے گا) جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے اور نقصان میں

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ

ڈال دیا ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے (۱۲) اور اسی (اللہ تعالیٰ) کا ہے جو کچھ رات اور دن

۳۔ ﴿وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا ۔الآیہ﴾ کئی بار اس بات پر تبصرہ کیا جا چکا ہے کہ کفار نبوت اور بشریت کو ایک دوسرے کی ضد سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ نبی بشر اور انسان نہیں ہو سکتا۔ اسے کوئی فرشتہ ہونا چاہیے یا اس پر اس طرح فرشتہ اترنا چاہیے کہ وہ بھی اسے اترتا ہوا دیکھ سکیں۔ خدائے حکیم نے ہمیشہ بشریت انبیاء کا یہ فلسفہ بیان کیا ہے کہ چونکہ نبی انسانوں کی طرف مبعوث ہوتا ہے لہٰذا مناسب یہی ہے کہ کسی انسان کو ہی نبی بنا کر بھیجا جائے کیونکہ ﴿الجنس الی الجنس یمیل﴾ اور یہاں نبی پر فرشتے کے اترنے کی بات کا جواب دیا جا رہا ہے کہ اگر انبیاء پر ظاہر بظاہر فرشتہ اتارا جاتا تو اس کی یہی صورت ہوتی کہ اسے انسانی شکل میں متشکل کر کے اتارا جاتا کیونکہ فرشتے تو جسم لطیف رکھتے ہیں اس لئے نظر نہیں آتے۔ تو اس صورت میں کفار کو یہ بہانہ پیش کرنے کا موقع مل جاتا کہ آیا یہ واقعی فرشتہ ہے یا کوئی آدمی ہے جسے اس غرض کے لئے بلوایا گیا ہے؟

وَالنَّهَارِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣﴾ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ

میں سکونت پذیر ہے وہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے (۱۳) (اے رسولؐ) کہو کیا میں اللہ کو

أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ

چھوڑ کر کسی اور کو اپنا سرپرست بناؤں؟ جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے جو (ساری مخلوق کو) روزی دیتا ہے

وَلَا يُطْعَمُ ۗ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ

(کھلاتا ہے) مگر اس کو کوئی روزی نہیں دیتا (اسے کوئی نہیں کھلاتا) کہو۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان (خدا

أَسْلَمَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٤﴾ قُلْ إِنِّي

کے سامنے سر تسلیم جھکانے والا) بن کر رہوں اور یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ شرک کرنے والوں میں سے نہ ہونا (۱۴)

أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾

کہیے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں۔ تو میں ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں (۱۵)

مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ۚ وَذَٰلِكَ

اس دن جس شخص سے عذاب ٹال دیا گیا اس پر اس (خدا) نے بڑا رحم کیا ہے۔ اور یہ بڑی

الْفَوْزُ الْمُبِينُ ﴿١٦﴾ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا

نمایاں کامیابی ہے (۱۶) اگر خدا تمہیں کوئی ضرر و زیاں پہنچانا چاہے تو اس کے

كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ

علاوہ اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں ہے۔ اور اگر کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو وہ ہر چیز

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ

پر قادر ہے (۱۷) وہ اپنے بندوں پر مکمل اختیار اور قابو رکھنے والا ہے اور وہ بڑا

الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿١٨﴾ قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ۖ

حکمت والا بڑا باخبر ہے (۱۸) (اے رسولؐ) کہو کہ گواہی میں سب سے بڑھ کر کون سی چیز ہے؟ کہہ دیجئے کہ

قُلِ اللَّهُ ۖ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا

اللہ! جو میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔ اور یہ قرآن بذریعہ وحی میری طرف بھیجا گیا ہے

الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ ۚ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ

تاکہ میں اس کے ذریعہ سے تمہیں اور جس تک یہ پہنچے سب کو ڈراؤں۔

۴۔ ﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ ۔الآیہ﴾ یہ آیت دوسری بہت سی آیات کی طرح اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رنج ہو یا راحت، صحت ہو یا مرض تونگر ہو یا فقر اور عزت ہو یا ذلت وغیرہ سب کچھ خدائے قدیر کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے جیسا کہ قبل ازیں سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۲۶ ﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ ۔ الآیہ﴾ کی تفسیر میں اس کی کما حقہ وضاحت کی جا چکی ہے۔ صحیفہ علویہ ہو یا صحیفہ کاملہ ان کی دعاؤں میں وارد ہے۔ ۴۳ فانا اشهد بانك انت الله لا رافع لما وضعت ولا واضع لما رفعت ولا معز لمن اذللت ولا مذل لمن اعززت ولا مانع لما منعت ولا معطی لما منعت دعائے یستشیر از صحیفہ علویہ بارالہا! میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی خدا ہے اور یہ کہ جسے تو پست کر دے اسے کوئی بلند نہیں کرتا اور جسے تو بلند کر دے اسے کوئی پست نہیں کر سکتا۔ اور جسے تو ذلیل کر دے اسے کو عزت نہیں کر سکتا اور جسے تو عزت عطا کر دے اسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔ اور جسے تو عطا کرے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے تو نہ دینا چاہے اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا یہ سب کچھ تیرے قبضہ قدرت میں ہے۔

۵۔ ﴿لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ ۔ الآیہ﴾ مفسری نے اس مَنْ بَلَغَ سے یہ استفادہ کیا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ہر قسم کے زمان و مکان کی حدود سے ماوراء ہے بلکہ جس طرح خدا رب العالمین ہے اسی طرح آپ رحمۃ اللعالمین ہیں اور آپ کی نبوت ہمہ گیر ہے اور زمان و مکان کی کسی حد سے محدود نہیں ہے۔

اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ

کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہیں؟ کہیے کہ میں تو یہ گواہی نہیں دیتا۔ کہو

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِیْنَ

وہ واحد و یکتا ہے۔ اور میں تمہارے شرک سے بری و بیزار ہوں (۱۹) جن لوگوں کو

اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ

ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (پیغمبر) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ ع ۲ ۸

مگر جن لوگوں نے اپنے آپ کو خسارے و نقصان میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے (۲۰)

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو خدا پر جھوٹا بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔

بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ

یقیناً ظالم لوگ کبھی فلاح نہیں پائیں گے (۲۱) اور جس دن ہم سب کو (میدان حشر میں)

جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ

اکٹھا کریں گے اور جو لوگ (دنیا میں) شرک کرتے رہے ہیں ان سے کہیں گے کہ کہاں ہیں تمہارے وہ (معبود) جن

الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ

کو تم خدا کا شریک گمان کرتے تھے (۲۲) اس وقت ان کے پاس اس کے سوا اور

اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ

کوئی عذر نہ ہو گا کہ وہ کہیں گے ہمیں اپنے پروردگار اللہ کی قسم کہ ہم مشرک نہ تھے (۲۳) دیکھو

كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

وہ کس طرح اپنے ہی برخلاف جھوٹ بولنے لگے؟ اور ان کی وہ تمام افتراپردازیاں گم ہو گئیں جو

یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ۚ وَجَعَلْنَا

وہ کیا کرتے تھے (۲۴) اور ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو آپ کی بات غور سے سنتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ

پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ اسے سمجھتے نہیں ہیں اور کانوں میں گرانی ڈال دی ہے۔ کہ سنتے نہیں ہیں۔ اور اگر وہ سارے کے

۶۔ ﴿اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ ۔الآیہ﴾ قبل ازیں سورہ بقرہ کی آیت ۱۴۶ ﴿یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ﴾ کی تفسیر ہم واضح کر آئے ہیں یہود و نصاریٰ جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اپنی لاعلمی ظاہر کرتے تھے وہ محض ان کے ذاتی مفادات اور ان کے تعصب ہٹ دھرمی پر مبنی تھی ورنہ وہ اپنی آسمانی کتابوں کی شہادت اور علائم النبوۃ سے آنحضرت کو اس طرح پہچانتے تھے جس طرح کوئی باپ اپنی اولاد کو پہچانتا ہے۔

۷۔ ﴿اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا ۔الآیہ﴾ دیکھو وہ کس طرح اپنے اوپر جھوٹ بولنے لگے کہ جن کو زندگی بھر خدا کا شریک سمجھتے رہے، حاجت روا مانتے رہے اور ان پر مفتون و فریفتہ رہے۔ آج قہر و غضب خدا کا مشاہدہ کرنے اور حالات کی ہولناکی اور سنگینی کو دیکھتے ہوئے ان کا اس طرح انکار کر دیں گے کہ ع

گویا کبھی کسی سے ملاقات بھی نہ تھی

۸۔ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ ۔الآیہ﴾ اور ان میں کچھ وہ بھی ہیں جو کان لگا کر بات سنتے ہیں مگر وہ سمجھتے نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ طلب حق کے لئے نہیں سنتے بلکہ تنقید و نکتہ چینی کیلئے سنتے ہیں کیونکہ ان کی نیت میں فتور و فساد ہے اور ان کے اندر حق و حقیقت معلوم کرنے کا جذبہ نہیں ہے تو جو ایسے مورکھ بن جائیں کہ نہ دماغ سے سوچیں، نہ آنکھ سے دیکھیں اور نہ کان سے سنیں تو ان کے دماغ ویران، آنکھیں بے نور اور کان بہرے ہو جاتے ہیں اس لئے خدا ان سے توفیق سلب کر لیتا ہے اس لئے وہ ہرگز ایمان نہیں لاتے اور وہ اولئک کالانعام بل ھم اضل کے مصداق بن جاتے ہیں۔

وَإِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى إِذَا جَآءُوْكَ

سارے معجزے دیکھ لیں جب بھی ان پر ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ جب آپؐ کے پاس آتے ہیں۔ تو آپ سے بحث و

يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا إِنْ هٰذَآ إِلَّآ

تکرار کرتے ہیں اور جو کافر ہیں (اور جنہوں نے بہر حال نہ ماننے کا فیصلہ کر لیا ہے) وہ سب کچھ سن کر بھی کہتے ہیں کہ یہ (قرآن)

أَسَاطِيْرُ الْأَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ

نہیں ہے مگر اگلے لوگوں کی (جھوٹی) داستانیں (۲۵) یہ ایسے (ناہنجار) ہیں کہ دوسروں کو بھی اس (پیغمبر اسلام یا قرآن) سے روکتے

عَنْهُ ۚ وَإِنْ يُّهْلِكُوْنَ إِلَّآ أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

ہیں۔ اور خود بھی اس سے دور بھاگتے ہیں اور وہ (اپنی اس روش سے کسی اور کو نہیں) اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں مگر انہیں اس کا شعور

وَلَوْ تَرٰٓى إِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ

نہیں ہے (۲۶) اور کاش تم (ان کی وہ حالت) دیکھو جب وہ آتش دوزخ پر کھڑے کیے جائیں گے۔ اور وہ کہیں گے کہ کاش ہم

وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾

واپس (دنیا میں) بھیج دیے جائیں اور وہ اپنے پروردگار کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں سے ہو جائیں (۲۷)

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا

(یہ اس لئے کہیں گے کہ) ان پر وہ بات واضح و عیاں ہو گئی ہے جسے وہ پہلے چھپایا کرتے تھے (وہ ایسے ناہنجار ہیں کہ) اگر انہیں

لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالُوْٓا

واپس بھیج دیا جائے تو پھر بھی وہی کریں گے جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور یقیناً وہ بالکل جھوٹے ہیں (۲۸) اور وہ یہ بھی

إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۲۹﴾

کہتے ہیں کہ زندگی تو بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے اور ہم (قبروں سے) دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے (۲۹)

وَلَوْ تَرٰٓى إِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ أَلَيْسَ هٰذَا

اور کاش تم وہ منظر دیکھو جب وہ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے اور وہ ان سے پوچھے گا کیا یہ

بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

(قیامت) حق نہیں ہے؟ یہ کہیں گے ہاں حق ہے ہمیں اپنے رب کی قسم فرمائے گا تو اب اپنے

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا ع ۳ ۱۰ ۹

کفر و انکار کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھو (۳۰) بے شک ان لوگوں نے گھاٹا اٹھایا ہے جنہوں نے اللہ کی بارگاہ میں

بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتۡهُمُ السَّاعَةُ بَغۡتَةً قَالُوۡا

حاضری کو جھٹلایا۔ یہاں تک کہ جب اچانک قیامت آ جائے گی تو وہ لوگ کہیں گے ہائے افسوس ہم سے

يٰحَسۡرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطۡنَا فِيۡهَا ۙ وَهُمۡ يَحۡمِلُوۡنَ

اس کے بارے میں کیسی کوتاہی ہوئی؟ اور وہ اپنے (گناہوں کے) بوجھ اپنی پشتوں

اَوۡزَارَهُمۡ عَلٰى ظُهُوۡرِهِمۡ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوۡنَ ﴿۳۱﴾

پر اٹھائے ہوں گے۔ کیا برا بوجھ ہے جو وہ اٹھائے ہوئے ہیں؟ (۳۱)

وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ ؕ وَلَلدَّارُ

اور دنیا کی زندگی نہیں ہے مگر کھیل تماشہ اور بے شک آخرت والا گھر پرہیزگاروں

الۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ يَتَّقُوۡنَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۳۲﴾ قَدۡ

کے لئے بہت اچھا ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے (۳۲) ہمیں معلوم ہے کہ یہ

نَعۡلَمُ اِنَّهٗ لَيَحۡزُنُكَ الَّذِىۡ يَقُوۡلُوۡنَ فَاِنَّهُمۡ لَا

لوگ جو باتیں کرتے ہیں وہ بے شک آپ کو رنج پہنچاتی ہیں۔(لیکن امر واقع یہ ہے

يُكَذِّبُوۡنَكَ وَلٰـكِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجۡحَدُوۡنَ ﴿۳۳﴾

کہ) یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم لوگ (دراصل) اللہ کی آیتوں کا انکار کر رہے ہیں(۳۳)

وَلَقَدۡ كُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَصَبَرُوۡا عَلٰى مَا

بے شک آپؐ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبروںؑ کو جھٹلایا گیا تو انہوں نے جھٹلائے جانے اور اذیت

كُذِّبُوۡا وَاُوۡذُوۡا حَتّٰۤى اَتٰٮهُمۡ نَـصۡرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ

پہنچائے جانے پر صبر کیا یہاں تک کہ ہماری مدد ان کے پاس آئی اور اللہ کی باتوں

لِـكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدۡ جَآءَكَ مِنۡ نَّبَاِى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۳۴﴾

کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور پیغمبروںؑ کی کچھ خبریں تو آپؐ کو پہنچ ہی چکی ہیں (۳۴)

وَاِنۡ كَانَ كَبُرَ عَلَيۡكَ اِعۡرَاضُهُمۡ فَاِنِ اسۡتَطَعۡتَ

اور اگر حق سے ان کی روگردانی آپ پر بہت گراں ہے تو پھر اگر ہو سکتا ہے تو

اَنۡ تَبۡتَغِىَ نَفَقًا فِى الۡاَرۡضِ اَوۡ سُلَّمًا فِى السَّمَآءِ

زمین میں کوئی سرنگ لگا کر یا آسمان میں کوئی سیڑھی لگا کر ان کے پاس

۹۔ ﴿وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا ۔الآیہ﴾ یہ عجیب بات ہے کہ جو زندگی بالکل کھیل تماشہ ہے یعنی عارضی ہے، کفار اسے ہی سب کچھ جانتے ہیں اور جو حقیقی اور دائمی زندگی ہے اس کا انکار کرتے ہیں اور اسے کچھ بھی اہمیت نہیں دیتے۔ واضح رہے کہ زندگانی دنیا کے لہو ولعب ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس میں کوئی سنجیدگی اور مقصدیت نہیں کیونکہ خدا کی ذات اس سے اجل وارفع ہے کہ وہ کوئی کام محض کھیل تماشہ کے طور پر کرے بلکہ اس زندگی کی ناپائیدری کا استعارہ ہے کہ اخروی زندگی کا حقیقی ہونا اس کی پائیداری اور استواری کی وجہ سے ہے۔

۱۰۔ ﴿قَدۡ نَعۡلَمُ اِنَّهٗ ۔الآیہ﴾ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ جب ایک دائمی حق اور پاکباز انسان کو جھٹلایا جائے اور اسے بلاوجہ سب وشتم اور افتراء واستہزاء کا نشانہ بنایا جائے تو اسے رنج وملال تو ہوتا ہے چنانچہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی کفار ومشرکین کی معاندانہ روش ورفتار سے رنج ہوتا تھا تو خدا علیم وحکیم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس غم کو کم کرنے کیلئے دو طرح سے آپ کو تسلی دے رہا ہے۔ ایک اس طرح کہ آپ کو جھٹلانا مجھے جھٹلانے کے مترادف ہے کیونکہ آپ ہمارے پیغمبر ہیں۔ دوسرے اس طرح کہ آپ سے پہلے والے رسولوں کو بھی جھٹلایا گیا۔ اور ان کو بھی اذیت پہنچائی گئی مگر انہوں نے صبر وبرداشت سے کام لیا۔ ﴿فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل﴾ لہٰذا آپ بھی اولوالعزم انبیاء کی طرح صبر سے کام لیں۔

خدائے حکیم کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ وہ حق وباطل کی کش مکش میں پہلے ظالموں کو ڈھیل دیتا ہے اور اپنے بندوں سے ان کے مظالم برداشت کراتا ہے اور انہیں صبر آزما مراحل سے گزار کر ان کی راستبازی، ایمان کی پختگی اور اعتماد علی اللہ کی سچائی ظاہر کرتا ہے اور آخر میں ان کی نصرت ومدد کرتا ہے جس سے حق کا بول بالا ہو جاتا ہے اور باطل

فَتَأْتِيَهُم بِآيَةٍ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ

کوئی معجزہ لاؤ۔ مگر وہ پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے اور اگر اللہ (زبردستی) چاہتا تو ان

فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٣٥﴾ إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ

سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا لہٰذا آپؐ نا واقف لوگوں میں سے نہ بنیں (۳۵) دعوت حق صرف

النصف

الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۘ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ

وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں اور جو مردے ہیں ان کو بس اللہ ہی (قیامت کے دن) اٹھائے گا پھر

وقف غفران

يُرْجَعُونَ ﴿٣٦﴾ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۚ

وہ اس کی طرف لوٹائے جائیں گے (۳۶) اور وہ کفار کہتے ہیں کہ ان پر ان کے پروردگار کی طرف

وقف منزل عند البعض

قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَن يُنَزِّلَ آيَةً وَلَٰكِنَّ

سے کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں ہوتا؟ کہہ دیجئے کہ بیشک اللہ تو کوئی بھی معجزہ نازل کرنے پر

أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٧﴾ وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ

قادر ہے لیکن ان میں سے اکثر جانتے نہیں ہیں (۳۷) کوئی زمین میں چلنے والا جانور

وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم ۚ مَّا

اور اپنے دونوں پروں سے اڑنے والا پرندہ نہیں ہے مگر تمہاری ہی طرح مختلف اقسام اور گروہ

فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ

ہیں ہم نے کتاب میں کوئی کمی و کوتاہی نہیں کی ہے پھر وہ سب کے سب اپنے رب کے پاس محشور (جمع)

يُحْشَرُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي

کئے جائیں گے (۳۸) بہرے اور گونگے ہیں جو کہ طرح طرح کے

الظُّلُمَاتِ ۗ مَن يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ وَمَن يَشَأْ يَجْعَلْهُ

اندھیروں میں پڑے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے اسے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے

عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٣٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ

اور جسے چاہتا ہے سیدھے راستے پر لگا دیتا ہے (۳۹) اے رسولؐ کہو کہ تم غور کر کے بتاؤ کہ

عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ

اگر تمہارے پاس اللہ کا عذاب آ جائے یا (اچانک) قیامت آ جائے تو اللہ کے سوا

سرنگوں ہو جاتا ہے یہی پہلے ہوتا آیا ہے اور یہی ہوگا ولا مبدل لکلمات اللہ۔ اللہ کی باتوں کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔

۱۱۔ ﴿وَمَا مِن دَابَّةٍ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں خدائے قدیر و خبیر نے یہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ زمین جو بھی چلنے پھرنے یا اڑنے والے جانور ہیں وہ سب تم سے فی الجملہ مشابہت رکھتے ہیں۔ کس چیز میں؟ اس سوال کا ایک جواب یہ ہے کہ وہ بھی تمہاری طرح مخلوق ہیں جو اپنے خالق کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ توالد و تناسل میں تمہارے طرح مختلف قسمیں اور صنفیں ہیں۔ یا وہ بھی تمہارے طرح خدا کی تسبیح تقدیس کرتے ہیں۔

۱۲۔ ﴿قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ توحید کا اقرار اور توحید پرستی خدا نے انسان کی فطرت میں ودیعت کر دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس پر کوئی ناگہانی مصیبت نازل ہوتی ہے یا زندگی کا کوئی کٹھن مرحلہ پیش آتا ہے تو وہ اس وقت بے ساختہ خدا کو ہی پکارتا ہے۔ اور اپنے خود ساختہ بتوں اور دیوتاؤں کو بھول جاتا ہے اور خدا ہی کی آغوش رحمت میں سلامتی و نجات تلاش کرتا ہے۔

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۴۰ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ

کسی اور کو پکارو گے؟ بتاؤ اگر سچے ہو (۴۰) بلکہ اسی کو ہی پکارو گے اور اگر وہ چاہے گا تو (مصیبت) کو دور کر دے گا

مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ۝۴۱

جس کے لئے تم نے اسے پکارا ہے اور تم انہیں بھول جاؤ گے جن کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو (۴۱)

ع ۱۱ ۴ ۱۰

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُمْ

بلکہ اے رسولؐ بے شک ہم نے آپؐ سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف پیغمبرؑ بھیجے اور ان کی

بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ۝۴۲ فَلَوْلَا

نافرمانی پر پہلے تو ہم نے ان کو تنگ دستی اور تکلیف میں مبتلا کیا۔ تاکہ تضرع وزاری کریں (۴۲) جب ان کے پاس

إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ

ہماری طرف سے سختی آئی تو آخر انہوں نے تضرع و زاری کیوں نہ کی؟ لیکن ان کے دل تو اور بھی

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۴۳ فَلَمَّا

سخت ہو گئے اور شیطان نے (ان کی نظروں میں) ان کاموں کو جو وہ کرتے تھے آراستہ کر کے پیش کیا (۴۳) اور جب

نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ

انہوں نے اس نصیحت کو بھلا دیا جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے (ابتلا وامتحان کے طور پر) ان کے لئے ہر چیز کے دروازے

شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً

کھول دیئے۔ یہاں تک کہ وہ عطا کردہ چیزوں (نعمتوں) سے خوب خوش ہو گئے اور اترانے لگے تو ہم نے اچانک

فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ ۝۴۴ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ

انہیں پکڑ لیا۔ تو وہ ایک دم مایوس ہو گئے (۴۴) پس ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی (ان کی نسل قطع ہو گئی)

ظَلَمُوا ۚ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۴۵ قُلْ أَرَأَيْتُمْ

اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے (۴۵) اے رسولؐ کہیئے غور کر کے بتاؤ

إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَىٰ

کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں لے لے (یعنی قوت شنوائی اور بینائی چھین لے)

قُلُوبِكُمْ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِهِ ۗ انْظُرْ

اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے سوا اور کون خدا ہے جو تمہیں یہ چیزیں لا دے؟ دیکھئے

۱۳۔ ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ۔ الآیہ﴾ ان آیتوں میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ خدائے رحیم وکریم اپنے بندوں کو ضلالت سے بچانے اور جادہ حق پر چلانے کیلئے مختلف اوقات میں تین طریقے استعمال کرتا ہے: (۱) سب سے پہلے نبی ورسول بھیجتا ہے تاکہ وہ بشارت ونذارت کے ذریعہ سے انہیں ہدایت کریں۔ (۲) تنگدستی و بیماری اور مختلف تکلیفوں میں مبتلا کرتا ہے تاکہ وہ خدا کی طرف رجوع کریں۔ (۳) اور اگر مذکورہ بالا طریقہ کارگر نہ ہو تو پھر خدا ایک اور طریقہ استعمال کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ بندوں پر دولت وثروت، خوشحالی اور فارغ البالی کے دروازے کھول دیتا ہے تاکہ اپنے محسن کا شکریہ ادا کریں۔ پس اگر اس طرح اپنی اصلاح کر لیں تو فبہا ورنہ قہر و غضب الٰہی جوش میں آجاتا ہے اور وہ ان کو نیست ونابود کر دیتا ہے اور ان کی اصل ونسل قطع ہو جاتی ہے۔

۱۴۔ ﴿فَلَمَّا نَسُوا۔ الآیہ﴾ مروی ہے کہ جب حجاج ثقفی کے حکم سے حضرت امیر علیہ السلام کے خاص غلام قنبر کو پکڑ کر اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے جناب قنبر سے پوچھا کہ تم حضرت علیؑ کی کیا خدمت کیا کرتے تھے؟ کہا دوسرے خدمات کے علاوہ خاص طور پر میں آپ کو وضو کرایا کرتا تھا۔ یعنی وضو کیلئے پانی وغیرہ پیش کیا کرتا تھا۔ پوچھا جب وہ وضو کر چکتے تھے تو کیا پڑھتے تھے؟ کہا یہ آیت پڑھتا کرتے تھے۔ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ ۝۴۴ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۴۵ ۔ حجاج نے پوچھا کیا وہ اس کی تاویل ہمارے (بنی امیہ کے) اقتدار کے بارے میں کرتے تھے قنبر نے جواب دیا کہ ہاں۔ حجاج نے کہا اگر میں تمہاری گردن اڑا دوں تو کیا تم کرو گے؟ قنبر نے کہا کہ اس طرح میں شہادت کی سعادت پر فائز ہو

كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ ﴿٤٦﴾ قُلْ

ہم کس طرح الٹ پلٹ کر اپنی توحید کی نشانیاں واضح کرتے ہیں پھر بھی وہ روگردانی کرتے ہیں (۴۶)

أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ بَغْتَةً أَوْ جَهْرَةً

کہیئے ذرا غور کر کے بتاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب اچانک یا اعلانیہ آ جائے تو

هَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرْسِلُ

ظالم لوگوں کے سوا اور کون ہلاک و برباد ہو گا؟ (۴۷) اور ہم پیغمبروںؑ کو نہیں بھیجتے

الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ ۖ فَمَنْ آمَنَ

مگر نیکوکاروں کو خوش خبری دینے والا اور بدکاروں کو ڈرانے والا بنا کر جو ایمان لے آئیں

وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٤٨﴾

اور اپنی اصلاح کر لیں نیک عمل کریں تو ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۴۸)

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کو ان کی نافرمانی کی وجہ

كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٤٩﴾ قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ

سے عذاب پہنچے گا (۴۹) اے رسولؐ کہہ دیجیئے میں تم سے یہ نہیں

اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ۖ

کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ

إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي

میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس کی وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے کی جاتی ہے آپؐ کہیے!

الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴿٥٠﴾ وَأَنْذِرْ بِهِ ع ۵ ۹

کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہے؟ تم غور و فکر کیوں نہیں کرتے؟ (۵۰) اور آپؐ اس (وحی شدہ قرآن)

الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ ۙ لَيْسَ

کے ذریعہ سے ان لوگوں کو ڈرائیں۔ جنہیں خوف (اندیشہ) ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف محشور ہوں گے کہ

لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٥١﴾

اس (اللہ) کے سوا ان کا نہ کوئی سرپرست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی شاید کہ وہ متقی و پرہیزگار بن جائیں (۵۱)

جاؤں گا اور تو شقی و بدبخت بن جائے گا۔ (تفسیر عیاشی و برہان وغیرہ۔)

۱۵۔﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ۔الآیہ﴾ ہر دور میں احمق لوگوں کا یہ تصور رہا ہے کہ جو خدا رسیدہ بزرگ ہو وہ انسانیت سے ماوراء ہوتا ہے۔ اور اس سے عجائبات کا ظہور ہونا چاہیے اور اس پر لوگوں کے سب حالات روشن ہونا چاہئیں! اسے بھوک و پیاس نہیں لگنی چاہیے۔ اور اسے بیوی بچوں کی احتیاج نہیں چاہیے وغیرہ وغیرہ اور جب وہ دیکھتے کہ پیغمبری کا دعویدار عام انسانوں جیسا ایک انسان ہے تو وہ اعتراض کرتے تھے کہ یہ اچھا انسان ہے۔ جو بازاروں میں خرید و فروخت کرتا ہے: کھاتا پیتا ہے۔ اور بیوی بچے رکھتا ہے۔ لوگوں کے انہی فاسد خیالات کے جواب میں خداوند عالم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہلوا رہا ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ میرے پاس خدا کے خزائن نہیں ہیں! اور نہ ہی میں غیب جانتا ہوں۔ ہم سورہ آل عمران کی آیت ۱۷۹﴿ وماكان الله ليطلعكم على الغيب﴾ کی تفسیر میں واضح کر آئے ہیں کہ عالم الغیب اس ذات کو کہا جاتا ہے جس کا علم ذاتی ہو اور کلی و احاطی ہو اور ظاہر ہے کہ ایسی ہستی صرف خالق اکبر کی ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں یا دوسرے ائمہ طاہرین علیہم السلام، اگرچہ وہ بتعلیم اللہ بہت سے امور غیبیہ پر اطلاع رکھتے ہیں اور خدا نے ان کو ساری کائنات سے زیادہ دولت علم سے نوازا ہے مگر ان کو عالم الغیب نہیں کہا جا سکتا۔ ارشاد قدرت ہے:﴿ قل لايعلم من في السموات والارض الغيب الاالله﴾ (نحل۔ ۶۵)

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ
(اے رسولؐ) ان لوگوں کو اپنے پاس سے نہ دھتکارو۔ جو اپنے پروردگار کی
وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ
رضا جوئی کی خاطر صبح و شام اسے پکارتے ہیں۔ ان کا کچھ بھی حساب کتاب آپ کے ذمہ نہیں ہے اور نہ
مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
ہی آپ کا کچھ بھی حساب کتاب ان کے ذمہ ہے اور اگر آپؐ نے پھر بھی انہیں
فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظّٰلِمِينَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ
دھتکار دیا تو آپ بے انصافی کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے (۵۲) اس طرح ہم نے
فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوا أَهٰؤُلَاءِ مَنَّ اللّٰهُ
بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ سے آزمائش میں ڈال رکھا ہے تاکہ وہ کہیں کہ کیا یہی وہ ہیں جن کو ہم میں سے اللہ نے
عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا ؕ أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَعْلَمَ بِالشّٰكِرِينَ ﴿۵۳﴾
اپنے (خاص) احسان سے نوازا ہے؟ کیا اللہ اپنے شکرگزار بندوں کو (ان سے) زیادہ نہیں جانتا ہے؟ (۵۳)
وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ
اور جب آپؐ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے ہیں
عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ أَنَّهٗ مَنْ
تو ان سے کہو سلام علیکم (تم پر سلامتی ہو) تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر رحمت لازم قرار دی ہے (لہٰذا)
عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ
اگر تم میں سے کوئی شخص جہالت و نادانی کی وجہ سے کوئی برائی کرے پھر اس کے بعد توبہ کر لے۔ اور اپنی اصلاح کر
وَأَصْلَحَ فَأَنَّهٗ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ
لے تو بے شک وہ (اللہ) بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (۵۴) اور اسی طرح ہم اپنی
الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ ﴿۵۵﴾ قُلْ ع ۶/۱۲
آیتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں تاکہ مجرموں کا راستہ بالکل واضح ہو جائے (۵۵) اے رسولؐ کہہ دیجئے!
إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
کہ مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں ان (معبودان باطل) کی عبادت کروں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو

۱۶۔ ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ ۔الآیہ﴾ اس آیت کی شان نزول بعض مفسرین نے یہ بیان کی ہے کہ ایک بار قریش کے چند بڑے لوگ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرتے دیکھا کہ آپ کی خدمت میں بلالؓ، عمارؓ، صہیبؓ اور خبابؓ جیسے غریب و مسکین مسلمان بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ یہ منظر دیکھ کر بولے یا محمدؐ! یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے خصوصی احسان کیا ہے؟ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی محفل میں آئیں اور ممکن ہے کہ ایمان بھی لائیں تو پہلے آپ ان ناداروں کو اپنی بزم سے اٹھائیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور خدا نے ان غریبوں کی تعریف کی۔ اور اکابر قریش کے اس متکبرانہ مطالبہ کو ٹھکرا دیا۔

۱۷۔ ﴿وَإِذَا جَاءَكَ ۔الآیہ﴾ اس آیت میں اسلامی طریقہ پر سلام کرنے کی تعلیم دی جا رہی ہے کہ جب اہل ایمان ایک دوسرے سے ملیں تو پہلے سلام کرنے والا یوں کہے ﴿سلام علیکم﴾ اور جواب دینے والا کچھ اضافہ کے ساتھ جواب دے ﴿وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ﴾ اسلام ہر مسلمان کی سلامتی اور اس کے حق میں دعا کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ایسے حسین و جمیل سلام کی موجودگی میں آداب عرض وغیرہ خود ساختہ طریقہ عمل میں لانا کس طرح روا ہو سکتے ہیں؟ جن سے مخاطب کی شخصیت اور اس کی بزرگی کا اظہار تو ہوتا ہے مگر اس میں سلامتی کی دعا کا عنصر موجود نہیں ہے۔

۱۸۔ ﴿قُلْ إِنِّي نُهِيتُ ۔الآیہ﴾ سابقہ آیت میں بدکاروں اور گنہگاروں کے جس غلط راستہ کا اجمالاً ذکر کیا گیا تھا۔ اس کی یہاں تفصیل بیان کی جا رہی ہے کہ گنہگاروں کا وہ راستہ خدا کو چھوڑ کر غیر اللہ کی عبادت و پرستش کرنا ہے بجائے اس کے کہ کفار و مشرکین رب العالمین کی عبادت کرتے الٹا وہ توحید پروردگار کے سب سے بڑے علمدار اور سب سے بڑے خدا کے عبادت گزار جناب رسول خداؐ کے متعلق بھی وہ خواہش رکھتے تھے

قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ

میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کروں گا۔ اس صورت میں تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ

الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ اِنِّيْ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ

لوگوں میں سے نہ رہوں گا (۵۶) کہہ دیجئے! کہ میں اپنے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل پر قائم

كَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ

ہوں اور تم نے اسے جھٹلا دیا ہے جس (عذاب) کی تم جلدی کرتے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے

الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾

فیصلہ کرنے کا اختیار اللہ کے پاس ہے وہ حق بیان کرتا ہے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے (۵۷)

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ

کہہ دیجئے! کہ جس عذاب کے لئے تم جلدی کرتے ہو اگر وہ میرے پاس ہوتا تو

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَعِنْدَهٗ

میرے اور تمہارے درمیان کب کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ اور اللہ ظالموں کو زیادہ بہتر جانتا ہے (۵۸) اور اس (اللہ) کے

مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي

پاس ہیں غیب کی کنجیاں جنہیں اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور وہ اسے بھی جانتا ہے جو

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا

خشکی میں ہے۔ اور اسے بھی جانتا ہے جو تری میں ہے اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے۔

وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ

اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ نہیں ہے اور نہ کوئی تر ہے اور نہ کوئی خشک ہے

اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ

مگر یہ کہ وہ کتاب مبین میں موجود ہے (۵۹) وہی (اللہ) ہے جو رات کے وقت تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے۔

بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ

اور تم دن میں جو کچھ کرتے ہو اسے جانتا ہے پھر تمہیں اس (دن) میں اٹھاتا ہے۔ تاکہ

فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ

(زندگی کی) مقررہ مدت پوری ہو پھر تمہاری بازگشت اسی کی طرف ہے پھر

کہ وہ خدا کی بجائے ان کے معبودان باطل کی عبادت کریں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ ایسے کہیں کہ میں بینہ وبرہان کے ساتھ خالق کون ومکان کی عبادت کرتا ہوں۔ جب کہ تم اسکے منکر ہو اس کے باوجود میں تمہاری خواہش نفس کے مطابق تمہارے خودساختہ باطل معبودوں کی عبادت کروں؟ اس سے بڑھ کر اور کیا ضلالت وگمراہی ہوگی؟ آیا عقلاً یا شرعاً اس بات کا کوئی جواز ہے کہ عالم جاہل کی اور حق پرست باطل نواز کی پیروی کرے؟ مالکم کیف تحکمون؟

۱۹۔ ﴿وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ۔ الآیہ﴾ ہر خشک وتر چیز کا تذکرہ کتاب مبین میں موجود ہے۔ اس کتاب مبین سے مراد کیا ہے؟ فریقین کے اکثر مفسرین نے اس سے لوح محفوظ مراد لی ہے۔ (تفسیر تبیان ومجمع البیان وغیرہ) اور بعض نے اس سے علم الٰہی مراد لیا ہے۔ مگر مشہور یہ ہے کہ اس سے قرآن مجید مراد ہے۔ مگر اس کا مدرک وماخذ معلوم نہیں ہے واللہ العالم۔

۲۰۔ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ۔ الآیہ﴾ کئی بار یہ بات واضح کی جا چکی ہے کہ توفی کے حقیقی معنی ﴿اخذ الشیء وافیاً﴾ (کسی چیز کو پورا لینے کے ہیں) ہاں البتہ اس کے ایک مجازی معنی موت کے بھی ہیں اور دوسرے معین نیند کے ہیں۔ چونکہ کفار کو سب سے بڑا اعتراض حیات کے بعد الموت پر تھا۔ کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو دوبارہ کس طرح زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے؟ قرآن نے جابجا اس ایراد کے مختلف تسلی بخش جوابات دیئے ہیں۔ یہاں بھی بڑے ہلکے پھلکے اور محسوس انداز میں اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ ﴿النوم اخت الموت﴾ یعنی نیند موت کی بہن ہے۔ کیونکہ اس میں بھی موت کی طرح انسان کے ظاہری وباطنی حواس معطل ہو جاتے ہیں۔ تو خدا جس طرح رات کے وقت تمہاری روح کو قبض کر لیتا ہے پھر تمہیں بیدار کرتا

ع ۵/۷ ۱۴

ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٦٠﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ

وہ تمہیں بتائے گا جو کچھ (بھلا یا برا) تم کرتے تھے (۶۰) اور وہ اپنے بندوں پر غالب

فَوْقَ عِبَادِهِ ۖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا

ہے (اور پوری قدرت رکھتا ہے) اور وہ تم پر حفاظت (نگرانی) کرنے والے (فرشتے) بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب

جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا

تم میں سے کسی کی موت کا وقت آتا ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ

يُفَرِّطُونَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ ۚ أَلَا

کوتاہی نہیں کرتے (۶۱) پھر وہ اللہ کے پاس جو ان کا حقیقی مالک ہے لوٹائے جاتے ہیں۔ خبردار فیصلہ

لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ﴿٦٢﴾ قُلْ مَن

کرنے کا اختیار اسی کو حاصل ہے اور وہ سب سے زیادہ جلدی حساب لینے والا ہے (۶۲) (اے رسولؐ) کہیے کہ تمہیں

يُنَجِّيكُم مِّن ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ

صحرا و سمندر کے اندھیروں سے (مصیبتوں سے) کون نجات دیتا ہے؟ جب تم اسے

تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَّئِنْ أَنجَانَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ

گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارتے ہو۔ (اور دل میں کہتے ہو) کہ اگر وہ ہمیں ان (خطرات) سے نجات دے دے تو ہم

مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٦٣﴾ قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُم مِّنْهَا وَمِن

شکر گزاروں میں سے ہوں گے (۶۳) (اے رسولؐ) کہیے اللہ تمہیں ان سے

كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٦٤﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ

اور ہر رنج و غم سے نجات دیتا ہے پھر بھی تم شرک کرتے ہو (۶۴) کہہ دو وہ (اللہ) اس پر قادر ہے

عَلَىٰ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ

کہ تم پر کوئی عذاب نازل کرے تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے

مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ

(بھیج دے) یا تمہیں مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے اور باہم خلط ملط کر کے ٹکرا دے اور تم میں سے

بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ

بعض کو بعض کی طاقت و سختی کا مزہ چکھا دے۔ دیکھیے ہم کس طرح الٹ پھیر کر کے اپنی آیات (دلیلوں)

ہے بالکل اسی طرح موت کے بعد تمہیں قیامت کے دن زندہ کرے گا اور دنیوی زندگی کی نیکی و بدی کی تمہیں جزا و سزا دے گا۔

۲۱۔ ﴿وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً۔ الآیہ﴾ مفسرین اسلام میں قدرے اختلاف ہے کہ یہاں محافظین سے مراد کون سے فرشتے ہیں؟ مشہور یہ ہے کہ ان سے کراماً کاتبین مراد ہیں جو انسان کے ہر چھوٹے بڑے نیک یا بد عمل کو لکھتے ہیں۔ اور بعض نے اس سے وہ فرشتے مراد لئے ہیں جو آفات و بلیات سے انسان کی حفاظت کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد قدرت ہے ﴿له معقبٰت من بين يديه ومن خلفه يحفظونه من امر الله﴾ یعنی انسان کے آگے اور پیچھے کچھ فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ (القرآن) تفصیل کے خواہشمند حضرات فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع فرمائیں۔

الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ

اور نشانیوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ جائیں (۶۵) اور آپ کی قوم نے اس (قرآن) کو جھٹلایا

وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ؕ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ

حالانکہ وہ حق ہے کہہ دیجیے کہ میں تمہارا وکیل (نگہبان) نہیں ہوں (۶۶) اور ہر خبر (کے وقوع)

نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ز وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ

کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا (۶۷) اور جب دیکھو کہ

الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى

لوگ ہماری آیتوں کے بارے میں نکتہ چینی اور بیہودہ بحث کر رہے ہیں

يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ

تو تم ان سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں اور (اے مخاطب)

الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ

اگر کبھی شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے پاس مت

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ

بیٹھ (۶۸) ان (غلط کار لوگوں) کے حساب وکتاب کی ذمہ داری پرہیزگار لوگوں پر نہیں ہے (جو ان برے کاموں سے

مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَذَرِ

بچتے رہتے ہیں) ہاں البتہ (ان کے ذمہ صرف) نصیحت کرنا ہے تاکہ وہ (برے لوگ) پرہیزگاری اختیار کریں (۶۹) چھوڑ دو

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ

ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین و مذہب کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور انہیں

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا

دنیا کی زندگی نے دھوکا و فریب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اور ان کو اس (قرآن) کے ذریعہ سے نصیحت کرو۔

كَسَبَتْ ۖۗ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ

ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص اپنے کئے کے وبال میں پھنس جائے حالانکہ اللہ کے سوا اس کا نہ کوئی سرپرست ہوگا اور نہ کوئی

وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ

سفارشی۔ اور اگر وہ اپنے چھٹکارے کے لئے معاوضہ دینا چاہے گا تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا

۲۲۔ ﴿وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ۔ الْاٰيه﴾ اس آیت کے ظاہری الفاظ سے بعض کوتاہ اندیش لوگوں نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شیطانی سہو و نسیان ہو سکتا تھا (العیاذ باللہ) حالانکہ علمائے مذہب شیعہ کا اتفاق ہے کہ انبیاء و ائمہ علیہم السلام کو شیطانی سہو و نسیان نہیں ہو سکتا۔ بنابریں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہاں بظاہر خطاب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے مگر مراد ان کی امت ہے۔

۲۳۔ ﴿وَذَرِ الَّذِيْنَ۔ الْاٰيه﴾ یہاں ان لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑنے کا حکم دیا جا رہا ہے جنہوں نے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے یعنی وہ دین کو اختیار تو کرتے ہیں مگر اس کے پورے عقائد و احکام کا احترام نہیں کرتے۔ یا پھر بعض احکام کو مانتے ہیں اور بعض کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ بڑے محتاط انداز میں زندگی گزارنے کا حکم دیا ہے۔ ان سے علیحدگی بھی اختیار کرنی چاہیے تاکہ آدمی ان کے جرم میں شریک نہ سمجھا جائے اور ان سے بالکل قطع تعلقی بھی نہیں کرنی چاہیے تاکہ وہ بالکل آزاد نہ ہو جائیں بلکہ ان کو قرآن کے ذریعہ سے برابر یاد دہانی کرانی چاہیے تاکہ ان کے ہدایت پانے کے امکانات بالکل معدوم نہ ہو جائیں۔

الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا ۖ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے کرتوتوں کے وبال میں پھنسے ہوئے ہیں ان کے

حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ قُلْ ع ۸ ۱۴

کفر کی وجہ سے ان کے پینے کے لئے کھولتا ہوا گرم پانی ہو گا اور درد ناک عذاب (۷۰) کہیئے

أَنَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا

کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکاریں جو نہ ہمیں نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان اور بعد اس کے کہ خدا

وَنُرَدُّ عَلَىٰ أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَانَا اللَّهُ كَالَّذِي

ہم کو سیدھا راستہ دکھا چکا ہے ہم الٹے پاؤں پھر جائیں اس شخص کی طرح جسے

اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ لَهُ

شیطانوں (بھوتوں پریوں) نے (کہیں) زمین میں بے راہ اور سرگرداں کر دیا جب کہ اس کے کچھ ساتھی

أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ إِنَّ

اسے سیدھے راستے کی طرف بلا رہے ہوں کہ ہماری طرف آؤ مگر اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا کہو

هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۖ وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ

ہدایت وراہنمائی تو بس اللہ کی ہدایت وراہنمائی ہے۔ اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم تمام جہانوں کے پروردگار کے

الْعَالَمِينَ ﴿٧١﴾ وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَاتَّقُوهُ ۚ وَهُوَ

سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں (۷۱) اور (ہم سے کہا گیا ہے کہ) نماز ادا کرو۔ اور اس سے (اس کی نافرمانی سے)

الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٧٢﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ

ڈرو اور وہی وہ ہے جس کی بارگاہ میں تم محشور ہو گے (۷۲) وہی تو وہ (خدا) ہے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ وَيَوْمَ يَقُولُ كُن

جس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا۔ جس دن وہ کہے گا کہ ہو جا بس وہ ہو

فَيَكُونُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الثلثة

جائے گا اس کا قول حق اور سچ ہے اسی کی حکومت ہو گی جس دن

الصُّورِ ۚ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ

صور پھونکا جائے گا وہ غیب اور حاضر سب کا جاننے والا ہے اور وہ بڑا حکمت والا،

۲۴۔ ﴿قُلْ أَنَدْعُوا ۔الآیہ﴾ یہ بات واضح ہے کہ کفار چاہتے تھے اور کہتے بھی تھے کہ مسلمان اسلام چھوڑ کر اپنے آباؤ اجداد والے سابقہ دین کی طرف لوٹ آئیں۔ بلکہ بعض روایات کے مطابق ان لوگوں نے خود پیغمبر اسلامؐ سے بھی اپنی اس احمقانہ خواہش کا اظہار کیا تھا کہ آپؐ ان کے باطل معبودوں کی عبادت کریں اور اس کے عوض وہ آپ کے معبود برحق کی عبادت کریں گے۔ (تفسیر کاشف)

خداوند عالم آپ کو حکم دے رہا ہے کہ آپ ان کی اس احمقانہ پیشکش کے جواب میں فرمائیں کہ کیا ہم اپنے نفع ونقصان اور موت وحیات کے مالک ومختار پروردگار کی عبادت کو چھوڑ کر ہم تمہارے ان بے کس وبے بس معبودوں کی عبادت کریں جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان بلکہ وہ خود اپنے سود وزیاں کے بھی مالک نہیں ہیں۔

۲۵۔ ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ ۔الآیہ﴾ یہ تقسیم بندوں کی نسبت سے ہے کہ خدا ہر اس چیز کا بھی عالم ہے جو بندوں سے غائب ہے اور ہر اس چیز کا بھی عالم ہے جو ان کے سامنے حاضر ہے ورنہ کائنات کی ہر چیز خدا کے علم کے سامنے حاضر ہے۔ اس کیلئے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔

الْخَبِيرُ ﴿٧٣﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ

بڑا باخبر ہے (۷۳) (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ (یعنی چچا) آذر سے کہا۔

أَصْنَامًا آلِهَةً ۖ إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ

کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو؟ میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی ہوئی گمراہی میں دیکھ

مُبِينٍ ﴿٧٤﴾ وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ

رہا ہوں (۷۴) اور اسی طرح ہم ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی سلطنت

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ ﴿٧٥﴾

دکھا رہے تھے تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں (۷۵)

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا ۖ قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ

چنانچہ جب ان (ابراہیمؑ) پر رات کی تاریکی چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ کو دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے؟ تو جب وہ

فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا رَأَى

ڈوب گیا تو کہا۔ میں ڈوب جانے والوں سے محبت نہیں کرتا (۷۶) اور جب

الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِنْ

چاند کو چمکتے ہوئے دیکھا تو کہا یہ میرا پروردگار ہے؟ لیکن جب وہ بھی غروب ہو گیا۔ تو کہا کہ

لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ﴿٧٧﴾

اگر میرا پروردگار میری ہدایت و راہنمائی نہ کرتا رہا تو میں گمراہ لوگوں میں سے ہو جاؤں گا (۷۷)

فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ ۖ

پھر جب سورج کو چمکتے دیکھا تو کہا یہ میرا پروردگار ہے؟ یہ سب سے بڑا ہے۔

فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٧٨﴾

مگر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہا اے میری قوم! میں اس شرک سے بری و بیزار ہوں جو تم کرتے ہو (۷۸)

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ

میں ہر طرف سے ہٹ کر اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں

وَالْأَرْضَ حَنِيفًا ۖ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٧٩﴾

اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں (۷۹)

۲۶۔ ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ۔ الآیہ﴾ علماء مذہب حق کا اتفاق ہے کہ انبیاء ائمہ علیہم السلام کے آباء واجداد کے سلسلہ میں کوئی کافر و مشرک نہیں ہوسکتا۔ ہمیشہ مظروف کے مطابق ظرف ہوتا ہے مگر بعض ظاہر بینوں نے جب دیکھا کہ یہاں آذر کو جو بت تراش اور بت پرست تھا جناب ابراہیمؑ کا "اب" کہا گیا ہے تو انہوں نے یہ ڈھنڈورا پیٹنا شروع کردیا کہ انبیاء کے والدین بھی کافر و مشرک ہوسکتے ہیں۔ حالانکہ لفظ "اب" جس طرح باپ پر بولا جاتا ہے اسی طرح چچا پر بھی اس کا اطلاق ہوسکتا ہے بخلاف لفظ والد کے کہ اس کا اطلاق صرف حقیقی باپ پر ہوتا ہے۔ جناب علامہ فخر الدین رازی اور قاضی پانی پتی نے تفسیر کبیر و تفسیر مظہری میں مورخین کے اجماع کا دعویٰ کیا ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی باپ کا نام تارخ تھا جو کہ مسلمان تھا اور آذر آپ کا چچا تھا۔

۲۷۔ ﴿وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ۔ الآیہ﴾ اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یوں مروی ہے فرمایا کہ خداوند عالم نے جناب ابراہیم علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے زمین و آسمان کے حجاب ہٹا دیے۔ چنانچہ انہوں نے بچشم خود زمینوں کو اور جو کچھ ان میں ہے اور آسمانوں کو اور جو کچھ ان کے اندر ہے از قسم ملائکہ وحاملین کو دیکھا تاکہ ان کو حق الیقین حاصل ہو جائے۔ کہ ملکوت ارضی و سماوی پر خدا کی حکومت ہے اور یہ ساری کائنات اسی کی قدرت کاملہ کی کرشمہ سازی ہے۔

۲۸۔ ﴿فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ۔ الآیہ﴾ ان آیتوں کی صحیح تفسیر وہ ہے جو حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کے دور میں تین قسم کے مشرک لوگ موجود تھے۔ (۱) ستارہ پرست۔ (۲) آفتاب پرست (۳) اور ماہتاب پرست! چنانچہ آپ نے مختلف اوقات میں بڑی لطیف حکمت عملی سے ان لوگوں کو ان کی غلطی سے آگاہ کیا۔ (عیون الاخبار)

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ

اور ان کی قوم ان سے بحث کرنے لگی۔ فرمایا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں بحث کرتے ہو؟

وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّیْ شَيْئًا ؕ

حالانکہ وہ مجھے ہدایت دے چکا ہے اور میں ان سے نہیں ڈرتا جنہیں تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو۔ مگر یہ کہ میرا پروردگار

وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٨٠﴾

کوئی بات چاہے میرا پروردگار علم کے اعتبار سے ہر چیز پر حاوی اور محیط ہے کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے؟ (٨٠)

وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ

اور میں بھلا ان سے کس طرح ڈروں جن کو تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو۔

اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ

جبکہ تم اس سے نہیں ڈرتے کہ تم نے ایسی چیزوں کو خدا کا شریک بنا رکھا ہے۔ جن کے متعلق اس

فَاَیُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ

نے تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں بھیجی ہے۔ سو دونوں گروہوں میں سے کون امن و اطمینان کا زیادہ حق دار ہے

وقف لازم

تَعْلَمُوْنَ ﴿٨١﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ

(بتاؤ) اگر تم کچھ علم رکھتے ہو؟ (٨١) جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو

ع ٩ ١٢ ١٥

بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٨٢﴾

ظلم سے آلودہ نہیں کیا ان ہی کے لئے امن و امان ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں (٨٢)

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ

یہ تھی ہماری وہ دلیل جو ہم نے ابراہیمؑ کو ان کی قوم کے مقابلہ میں عطا کی تھی۔ ہم جس کے چاہتے ہیں

دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿٨٣﴾

درجے بلند کرتے ہیں آپؐ کا پروردگار بڑا حکمت والا، بڑا جاننے والا ہے (٨٣)

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا

اور ہم نے انہیں اسحاقؑ جیسا (بیٹا) اور یعقوبؑ (جیسا پوتا) عطا فرمایا۔ ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی اور ان سے پہلے نوحؑ

هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ

کو ہدایت دی۔ اور ان (نوحؑ یا ابراہیمؑ) کی اولاد میں سے داؤدؑ، سلیمانؑ،

اور استدلال کا یہ بہترین انداز ہے کہ پہلے مخالف کے نظریہ کو بظاہر قبول کر لیا جائے اور پھر اس کی خرابیوں کو اس طرح اجاگر کیا جائے کہ مخالف بھی اپنے نظریہ کے غلط ہونے کو تسلیم کر لے۔ جناب خلیل علیہ السلام نے یہ طریقہ کار استعمال کیا اور یہ طریقہ انہیں خدا نے تعلیم دیا تھا۔ جیسا کہ آیت ۸۳ ارشاد قدرت ہے: ﴿وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ﴾

۲۹۔ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ الآیہ﴾ بروایت عبداللہ بن مسعود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: یہاں ظلم سے مراد شرک ہے جیسا کہ قرآن مجید میں شرک کو ظلم عظیم قرار دیا گیا ہے۔ (مجمع البیان)

۳۰۔ ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں جناب عیسیٰ علیہ السلام کو جناب نوح علیہ السلام یا جناب ابراہیمؑ کی ذریت سے قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کا انتساب صرف ماں کی طرف سے ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نواسے نواسیاں بھی ذریت میں داخل ہوتے ہیں۔ بنا بریں حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام اور ان کی اولاد کو ذریت رسولؐ کہنا بنص قرآن صحیح ہے۔ چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام نے حجاج ثقفی کے سامنے اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ہارون عباسی کے سامنے اسی آیت سے حسنین شریفین کے ذریت رسولؐ ہونے پر استدلال کیا تھا۔ (تفسیر نور الثقلین وغیرہ)

وَاَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسٰى وَهٰرُونَ ؕ وَكَذٰلِكَ

ایوبؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ، ہارونؑ کو (بھی ہدایت دی) اور اسی طرح ہم نیکوکاروں

نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحۡيٰى وَعِيۡسٰى

کو جزا دیا کرتے ہیں (۸۴) اور زکریاؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ

وَاِلۡيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۸۵﴾ وَاِسۡمٰعِيۡلَ

اور الیاسؑ کو (بھی ہم نے ہدایت دی) جو سب صالحین میں سے تھے (۸۵) اور اسماعیلؑ،

وَالۡيَسَعَ وَيُوۡنُسَ وَلُوۡطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَى

یسعؑ، یونسؑ اور لوطؑ کو (بھی ہدایت دی) اور ان سب کو ہم نے تمام جہانوں

الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۸۶﴾ وَمِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَذُرِّيّٰتِهِمۡ وَاِخۡوَانِهِمۡ ۚ

پر فضیلت دی (۸۶) اور ان کے آباؤ اجداد اور اولاد اور بھائیوں میں سے بھی (کچھ کو

وَاجۡتَبَيۡنٰهُمۡ وَهَدَيۡنٰهُمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۸۷﴾

ہدایت دی) اور ہم نے انہیں منتخب کیا اور سیدھے راستے کی ہدایت دی (۸۷)

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ

یہ اللہ کی خاص ہدایت ہے جس کے ذریعے سے وہ بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے راہنمائی

وَلَوۡ اَشۡرَكُوۡا لَحَبِطَ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۸﴾

کرتا ہے اور اگر انہوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کے وہ سب عمل برباد ہو جاتے جو وہ کیا کرتے تھے (۸۸)

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحُكۡمَ

یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب کا حکم اور نبوت عطا کی اب اگر یہ (مکہ والے) لوگ

وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنۡ يَّكۡفُرۡ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدۡ وَكَّلۡنَا بِهَا

ان چیزوں کا انکار کرتے ہیں تو کوئی پرواہ نہیں ہے ہم نے ان چیزوں کا ذمہ دار ان

قَوۡمًا لَّيۡسُوۡا بِهَا بِكٰفِرِيۡنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ

لوگوں کو بنایا ہے جو انکار کرنے والے نہیں ہیں (۸۹) یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے

هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰٮهُمُ اقۡتَدِهۡ ؕ قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ

ہدایت دی ہے سو آپؐ بھی ان کے راستہ اور طریقہ پر چلیں۔ کہہ دیجیے کہ میں اس پر

۳۱۔ ﴿فَاِنۡ يَّكۡفُرۡ بِهَا ۔الآیہ﴾ اگر کوئی شخص یا کوئی گروہ دین کے حقائق کا انکار کرتا ہے تو اس کا اپنا نقصان ہے۔ اس سے دین ختم نہیں ہو سکتا کیونکہ قدرت کا اعلان ہے کہ ہم نے دین کو تسلیم کرنے اور اس کا پرچم بلند رکھنے کیلئے ایک مخصوص قوم کا انتخاب کر لیا ہے جو بطریق احسن یہ فریضہ انجام دیتی رہے گی اور یہ قوم ذریت خلیلؑ سے ہو گی۔ ﴿ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشآء﴾

۳۲۔ ﴿قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ ۔الآیہ﴾ اس آیت میں اجر مانگنے کی نفی کی گئی ہے مگر آیت مودت سے اجر مانگنے کا اثبات ہوتا ہے۔ اگر تھوڑا سا غور و فکر کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہاں نفی و اثبات میں کوئی تنافی نہیں ہے۔ بلکہ ان کا محل و مورد جدا جدا ہے یعنی جہاں اجر مانگا گیا ہے وہ اپنے ذاتی فائدہ کیلئے نہیں مانگا بلکہ کائنات کی ہدایت اور اس کے فائدہ کیلئے مانگا ہے اور جہاں اجر کی نفی کی گئی ہے۔ اس سے مراد ذاتی فائدہ ہے اس مطلب کی تصدیق اس ارشاد قدرت سے ہوتی ہے کہ وما سئلتکم من اجر فھو لکم (القرآن) میں نے تم سے جس اجر کا سوال کیا ہے۔ (مودت اہلبیت) وہ تمہارے ہی فائدہ کیلئے کیا ہے۔

عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ﴿٩٠﴾ وَمَا ع ۱۰ ۸ ۱۲

تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا وہ (قرآن) تو تمام عالمین کے لئے نصیحت ہے(۹۰) ان لوگوں

قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ

نے اللہ کی اس طرح قدر نہیں کی جس طرح قدر کرنے کا حق تھا۔ جب انہوں نے یہ کہا کہ اللہ نے

بَشَرٍ مِنْ شَيْءٍ ۗ قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ

کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی ان سے کہیے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی تھی

بِهِ مُوسَىٰ نُورًا وَهُدًى لِلنَّاسِ ۖ تَجْعَلُونَهُ

جسے موسیٰؑ لے کر آئے تھے؟ جو لوگوں کے لئے روشنی اور ہدایت (کا ذریعہ) تھی؟ جسے تم نے ورق ورق

قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا ۖ وَعُلِّمْتُمْ

کر رکھا ہے۔ اس کا کچھ حصہ تو تم ظاہر کرتے ہو (مگر) بہت سا حصہ چھپاتے ہو۔ حالانکہ تمہیں وہ

مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ ثُمَّ

باتیں سکھائی گئی ہیں جو نہ تمہیں معلوم تھیں اور نہ تمہارے باپ دادا کو کہیے اللہ نے (وہ کتاب نازل کی تھی)

ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ﴿٩١﴾ وَهَٰذَا كِتَابٌ

پھر ان کو چھوڑ دیجیے کہ وہ اپنی بے ہودہ نکتہ چینی میں کھیلتے رہیں (۹۱) اور یہ وہ بابرکت کتاب ہے

أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ

جسے ہم نے نازل کیا ہے جو اپنے سے پہلے والی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے(اس لئے نازل کی ہے)

أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا ۚ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ

کہ تم مکہ اور اس کے اطراف و جوانب والے لوگوں کو ڈراؤ۔ اور جو لوگ قیامت پر ایمان

بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ

رکھتے ہیں(اسے برحق) مانتے ہیں وہ اس (قرآن) پر بھی ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں

يُحَافِظُونَ ﴿٩٢﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ

پر پابندی کرتے ہیں(۹۲) اور اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو خدا پر جھوٹا بہتان باندھے یا یہ

كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ

کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس پر کوئی وحی نہ کی گئی ہو اور(اس سے بڑا ظالم کون ہے) جو کہے کہ جیسا

۳۳۔﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ ۔الآیہ﴾ جب خود خالق کائنات اور مالک موجودات کو شکایت ہے کہ اس کے بندوں نے اس کی کماحقہ قدر نہیں کی۔ جب لوگوں نے نبیوں اور وصیوں کی قدر نہیں کی۔ تو پھر کوئی عام مخلوق کسی مخلوق سے قدر کی کیا توقع رکھ سکتی ہے؟ ع

ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے؟

۳۴۔﴿وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ ۔الآیہ﴾ اس جملہ سے بعض کوتاہ اندیش دشمنان اسلام نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت مکہ اور اس کے ارگرد تک محدود تھی۔ ایسے لوگوں معلوم ہونا چاہیے کہ بنابر مشہور مکہ ربع مسکون کے وسط میں واقع ہے۔ اس طرح اس کا اردگرد تمام معمورہ ہستی کو شامل ہے۔ نیز قرآن مجید میں یہ بھی تو ہے کہ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾ علاوہ بریں اس میں آغاز تبلیغ کی طرف اشارہ ہے جہاں سے آپؐ نے تبلیغ رسالت کا آغاز کیا تھا۔ ورنہ آپؐ عالمین کے رسول ہیں اور قرآن عالمی پیغام ہے۔﴿إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ﴾۔(سورہ انعام)

قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ
کلام اللہ نے نازل کیا ہے ایسا میں بھی نازل کروں گا۔ (یعنی نازل کرسکتا ہوں) اے کاش! تم وہ

الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا
منظر دیکھو جب کہ ظالم لوگ موت کے سکرات (سختیوں) میں ہوں گے اور موت والے

اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ
فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں گے (اور کہیں گے) اپنی روحوں کو ان (سکرات) سے نکالو۔ آج

عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ
تمہیں ذلت آمیز عذاب کیا جائے گا تمہارے خدا کے بارے میں غلط باتیں کرنے

الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ
اور اس کی آیتوں کے مقابلہ میں تکبر کرنے کی پاداش میں (۹۳) اور تم اسی

جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ
طرح ہماری بارگاہ میں تن تنہا آئے ہو جس طرح ہم

تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى
نے پہلی بار تمہیں پیدا کیا تھا۔ اور اپنے پیچھے چھوڑ آئے جو کچھ سازوسامان ہم نے تمہیں عطا کیا تھا۔

مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ
اور (آج) ہم تمہارے ساتھ وہ سفارشی نہیں دیکھتے جن کے متعلق تم گمان کرتے تھے کہ وہ تمہارے

شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَیْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا
معاملہ میں ہمارے شریک ہیں؟ (آج) تمہارے باہمی تعلقات منقطع ہو گئے اور جو تمہارا

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ ع ۱۱ ۱۲
گمان فاسد تھا وہ غائب ہو گیا (۹۴) بے شک اللہ ہی ہے جو دانہ اور گٹھلی کو شگافتہ

یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ
کرنے والا ہے جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے

الْحَیِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ
نکالتا ہے یہ ہے اللہ تم کدھر بہکے جاتے ہو؟ (۹۵) وہ (رات کے اندھیرے سے)

۳۵۔ ﴿وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا۔ الآیہ﴾ یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ جب انسان شکم مادر سے باہر آتا ہے تو بالکل یکہ وتنہا ہوتا ہے نہ مال ہمراہ ہوتا ہے نہ جلال ، نہ اولاد اور نہ جائیداد، پھر یہاں آ کر بفضلہ تعالیٰ سب کچھ کماتا اور بناتا ہے اور انجام کار جب موت آتی ہے تو سب کمایا اور جمع فرمایا ہوا سبھی چھوڑ کر یکہ وتنہا اپنے پروردگار کی بارگاہ میں چلا جاتا ہے۔

آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت
اسباب لٹا راہ میں یہاں ہر سفری کا

اگر انسان اس حقیقت کو ہمیشہ مدنظر رکھے تو اس سے کبھی گناہ نہیں ہوسکتا۔ مگر آہ ما اکثر العبر واقل الاعتبار؟

۳۶۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ۔ الآیہ﴾ ان چند آیات شریفہ میں خدائے علیم وحکیم نے اپنی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کے چند کرشمے اور عظیم کارنامے بیان کئے ہیں تاکہ منکرین پر حجت تمام کی جاسکتے جیسے (۱) دانہ اور گٹھلی کو شگافتہ کرکے اس کے اندر جو درخت چھپا ہوا ہے اسے اپنی قدرت کاملہ سے برآمد کرتا ہے۔ (۲) وہ بے جان سے جاندار اور جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے جیسے سڑے گلے دانے سے درخت اور درخت سے بیج یا انڈہ سے مرغی اور مرغی سے انڈہ پیدا کرتا ہے۔ (۳) وہ رات کی گہری اندھیری چادر کو پھاڑ کر سفیدہ صبح نمایاں کرتا ہے۔ یہ کام بھی ان کاموں میں سے ایک ہے جو قادر مطلق کے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا ہے۔ (۴) اس نے رات کو سکون واطمینان کیلئے بنایا اور شمس وقمر کو حساب کا ذریعہ بنایا ہے۔ (۵) اس نے ستاروں کا جال بچھایا جن سے لوگ خشکی اور تری میں راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ (۶) کائنات کے شاہکار حضرت انسان کو ایک متنفس یعنی جناب آدم علیہ السلام سے پیدا کیا۔ (۷) آسمان سے بارش برسا کر زمینوں کو زندہ اور سرسبز وشاداب کیا وغیرہ وغیرہ۔

الْإِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ

صبح کا برآمد کرنے والا ہے۔ اور اسی نے رات کو سکون و راحت کے لئے بنایا اور سورج و

وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٩٦﴾

چاند کو (ماہ و سال کے) حساب کے لئے بنایا۔ یہ غالب اور بڑے علم والے (خدا) کا مقرر کردہ نظام ہے (۹۶)

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي

اور وہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تاکہ تم ان کے ذریعہ سے خشکی اور

ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ

تری کے اندھیروں میں راہنمائی حاصل کرو۔ بے شک ہم نے علم رکھنے والوں کے لئے دلائل کھول کر بیان

يَعْلَمُونَ ﴿٩٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ

کر دیئے ہیں (۹۷) اور وہ (اللہ) وہی تو ہے جس نے تم (سب) کو ایک شخص (آدمؑ) سے پیدا کیا ہے پھر ہر ایک کے

وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ

لئے ایک قرارگاہ ہے (باپ کی پشت) اور ایک سونپے جانے کا مقام ہے (رحم مادر) اور ہم نے سمجھ بوجھ رکھنے والوں

لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ﴿٩٨﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

کے لئے (اپنی قدرت کی) نشانیاں تفصیل سے بیان کر دی ہیں (۹۸) وہ وہی تو ہے جس نے آسمان کی (بلندی)

مَاءً ۚ فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا

سے پانی نازل کیا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے ہر قسم کے نباتات اگائے پھر اس سے

مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ

ہری بھری شاخیں نکالیں کہ ہم اس سے تہہ بہ تہہ (گتھے ہوئے) دانے نکالتے ہیں اور

النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِنْ

کھجور کے درختوں سے یعنی ان کے شگوفوں سے گچھے نکالتے ہیں جو زمین کی طرف جھکے ہوئے ہیں اور ہم

أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ

نے انگور، زیتون اور انار کے باغات پیدا کئے جو باہم مشابہ بھی ہیں اور غیر مشابہ بھی اور

مُتَشَابِهٍ ۗ انْظُرُوا إِلَىٰ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ ۚ إِنَّ

اس کے پھل کو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور اس کے (پکنے کی کیفیت) کو دیکھو اور بے شک

۳۷ ﴿فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ ۔الآیہ﴾
مستقر یعنی جائے قرار اور مستودع یعنی جائے امانت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ مستقر سے آباء واجداد کی پشتیں اور مستودع سے ماؤں کے رحم مراد ہیں اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ مستقر سے مراد اخروی زندگی ہے اور مستودع سے مراد دنیاوی چند روزہ حیات ہے واللہ العالم۔

فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٩٩﴾ وَجَعَلُوْا

اس میں ایمان لانے والوں کے لئے (اللہ کی توحید و قدرت کی) نشانیاں ہیں (۹۹) اور ان لوگوں نے

لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ

جنات کو اللہ کا شریک بنایا ہے حالانکہ اس نے انہیں پیدا کیا ہے اور انہوں نے اس کے لئے جہالت کی وجہ سے بیٹے اور

وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٠٠﴾ ع ۱۲ ۶ ۱۸

بیٹیاں تراش کر رکھی ہیں۔ وہ پاک ہے اور برتر ہے اس سے جو وہ اس کے بارے میں بیان کرتے ہیں (۱۰۰)

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ

وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اس کے لئے اولاد کیوں کر ہو سکتی ہے حالانکہ اس کی کوئی

تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ

بیوی ہی نہیں ہے۔اور اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کا خوب

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

جاننے والا ہے (۱۰۱) یہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

وہی ہر چیز کا خالق ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو۔ اور وہ ہر چیز کا

وَّكِيْلٌ ﴿١٠٢﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ

وکیل و کفیل ہے (۱۰۲) نگاہیں اسے نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے اور

الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿١٠٣﴾ قَدْ جَآءَكُمْ

وہ لطیف (جسم و جسمانیت سے مبراہے) اور خبیر (بڑا باخبر) ہے (۱۰۳) تمہارے پاس تمہارے

بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ

پروردگار کی طرف سے بصیرتیں (روشن دلیلیں) آچکیں اب جو بصیرت سے کام لے گا وہ اپنا فائدہ کرے گا۔

فَعَلَيْهَا ؕ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿١٠٤﴾ وَكَذٰلِكَ

اور جو اندھا بنا رہے گا وہ اپنا نقصان کرے گا۔ اور میں تمہارے اوپر نگران نہیں ہوں (۱۰۴) اور ہم اپنی

نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ

آیتیں یوں ہی الٹ پھیر کر بیان کرتے ہیں اور اس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ کہیں کہ آپ نے کسی سے پڑھا ہے اور

۳۸۔﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ۔الآیہ﴾ مشرکین عرب کی کئی قسمیں تھیں کچھ بتوں کو معبود سمجھتے تھے، کچھ ستاروں کو عبادت میں شریک خدا قرار دیتے تھے کچھ ابلیس کے بچاری بھی تھے اور کچھ ایسے بھی تھے جو جنات وملائکہ کو خدا کا شریک ٹھہراتے تھے اور ان کی پرستش کرتے تھے بہر حال وہ ان کی اس طرح عبادت وطاعت کرتے تھے جس طرح خدا کی کی جاتی ہے۔ بہرحال ان مشرکین کا یہ خیال تھا کہ اس دنیا کے انتظام میں کچھ پوشیدہ ہستیاں بھی شریک خدا ہیں۔ کوئی بارش برساتا ہے تو کوئی فصلیں اگاتا ہے، کوئی اولاد دیتا ہے اور کوئی بیماری دور کرتا ہے وغیرہ وغیرہ خدائے علیم وحکیم نے ان لوگوں کے زعم باطل کی ایک جملہ میں تردید کی ہے۔ ''وخلقھم'' کہ جن کو یہ لوگ خدا کا شریک قرار دیتے ہیں وہ تو اللہ کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خلق کیا ہے اور بھلا کوئی مخلوق بھی اپنے خالق و مالک کی شریک ہو سکتی ہے؟

۳۹۔﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ۔الآیہ﴾ جب ساری کائنات کا خالق ومالک اور مدبر صرف اللہ ہے تو پھر عبادت بھی صرف اللہ کی ہی کرنی چاہیے اور کسی بھی ہستی کو اس کا شریک نہیں قرار دینا چاہیے۔ وہی ہر چیز کا کارساز ہے۔

۴۰۔﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫۔الآیہ﴾ مذہب حق کا یہ اتفاقی عقیدہ ہے کہ خداوند عالم ان مادی آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔ نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ کیونکہ کسی بھی چیز کو دیکھنے کیلئے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے: (۱) وہ کسی مکان میں ہو۔ (۲) وہ کوئی شکل وصورت رکھتی ہو۔ (۳) کوئی رنگ رکھتی ہو۔ (۴) روشنی بھی ہو تاریکی نہ ہو۔ (۵) وہ دیکھنے والے کی جہت مقابل میں ہو۔ (۶) رائی اور مرئی کے درمیان فاصلہ زیادہ نہ ہو نیز کوئی چیز حائل نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام صفتیں جسم کی ہیں اور علم کلام میں ناقابل رد دلائل وبراہین سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ خداوند عالم جسم وجسمانیات اور ان

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ

تاکہ ہم اسے علم رکھنے والوں کے لئے واضح کر دیں (۱۰۵) آپؐ اس وحی کی پیروی کریں جو آپؐ کے پروردگار کی

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٦﴾ وَلَوْ

طرف سے آپؐ کو کی جاتی ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ اور مشرکوں سے بے توجہی اختیار کریں (۱۰۶) اور

شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ؕ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ

اگر خدا (زبردستی) چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے اور ہم نے آپؐ کو ان پر

حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٧﴾ وَلَا تَسُبُّوا

نگہبان مقرر نہیں کیا اور نہ ہی آپؐ ان کے ذمہ دار ہیں (۱۰۷) اور (خبردار) تم ان کو گالیاں

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا ۢ

نہ دو جن کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ورنہ یہ لوگ اپنی جہالت و ناسمجھی کی بنا پر حد سے گزر کر

بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ

اللہ کو گالیاں دیں گے۔ اسی طرح ہم نے ہر گروہ کے عمل کو (اس کی نظروں میں) آراستہ کیا ہے۔

اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا

پھر ان کی بازگشت ان کے پروردگار کی طرف ہے پھر وہ انہیں بتائے گا جو کچھ

يَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٨﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ

وہ کیا کرتے تھے (۱۰۸) اور انہوں نے اللہ کے نام کی بڑی سخت قسمیں کھائی ہیں کہ اگر (ان کی مرضی کے

جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ

مطابق) کوئی معجزہ ان کے پاس آ جائے تو وہ ضرور ایمان لائیں گے۔ کہہ دیجئے کہ معجزہ تو بس

اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٩﴾

اللہ ہی کے پاس ہے جب کوئی ایسا معجزہ آ بھی جائے گا تو یہ جب بھی ایمان نہیں لائیں گے (۱۰۹)

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا

(تمہیں کیا خبر کہ) ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو پھیر دیں گے (تہہ و بالا کر دیں گے) لہٰذا جس طرح وہ اس قرآن پر پہلی مرتبہ

ع ۱۳ / ۱۹ بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١١٠﴾ ع

ایمان نہیں لائے تو اب بھی نہیں لائیں گے اور ہم انہیں چھوڑ دیں گے تاکہ یہ اپنی سرکشی میں اندھے بنے پھرتے رہیں (۱۱۰)

کے لوازم و آثار سے منزہ و مبرا ہے۔ لہٰذا اس کے بارے میں دیکھے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے جناب موسیٰ علیہ السلام کے سوال رویت کے جواب میں فرمایا تھا: ﴿لن ترانی﴾ اے موسیٰؑ! تم مجھے کبھی نہیں دیکھ سکتے۔ اس طرح اس آیت نے ابدالآباد تک رویت خداوندی کی نفی کر دی ہے۔ وھو المطلوب۔

۴۱۔ ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ اسلام کی یہ اخلاقی تعلیم ہے کہ وہ کسی کے بزرگوں کو سب و شتم کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ ایسا کرنے کے دو واضح نقصان ہوتے ہیں: (۱) ایک یہ کہ اس طرح تبلیغ غیر موثر ہو جاتی ہے اور سامعین پر کوئی اچھا اثر نہیں پڑتا۔ (۲) دوسرا یہ کہ اس طرح جب دوسروں کے جذبات کو ٹھیس لگے گی تو وہ مشتعل ہو کر مبلغ اور اس کے معبود پر سب و شتم کریں گے جس سے فائدہ کی بجائے نقصان ہوگا۔ اور اس کی ذمہ داری پہل کرنے والے پر عائد ہوگی کہ کسی کے جھوٹے معبود و بزرگ کو گالی دے کر اپنے معبود برحق اور راہنمائے حق کو کیوں گالی دلوائی؟ مگر واضح رہے کہ برأت و بیزاری اور ہے اور سب و شتم اور وبینهما بون بعید!!

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ

اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے بھی نازل کر دیں اور ان سے مردے بھی

الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا

کلام کریں اور خواہ ہم ہر چیز کو ان کے سامنے لا کھڑا کر دیں تب بھی یہ

لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

ایمان لانے والے نہیں ہیں مگر یہ کہ اللہ (اپنی قدرت قاہرہ سے) چاہے لیکن اکثر لوگ

يَجْهَلُوْنَ ﴿١١١﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا

جاہل ہیں (۱۱۱) اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے انسانوں اور جنوں میں سے شیطانوں

شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى

کو دشمن قرار دیا ہے جو ایک دوسرے کو دھوکہ و فریب دینے کے لئے بناوٹی باتوں کی

بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ

سرگوشی کرتے ہیں اور اگر آپ کا پروردگار (زبردستی) چاہتا، تو یہ ایسا نہ کرتے

مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَلِتَصْغٰٓى

پس آپ انہیں اور جو کچھ وہ افترا کر رہے اسے چھوڑ دیں (۱۱۲) تاکہ ان (بناوٹی باتوں)

اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

کی طرف ان لوگوں کے دل مائل ہوں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور تاکہ وہ اسے

وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿١١٣﴾

پسند کریں اور تاکہ وہ ان (برائیوں) کا ارتکاب کریں جن کے یہ مرتکب ہو رہے ہیں (۱۱۳)

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ

کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو فیصل اور منصف تلاش کروں؟ حالانکہ وہ وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل

الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

اور واضح کتاب نازل کی ہے۔ اور ہم نے جن کو (آسمانی) کتاب دی وہ (اہل کتاب) جانتے ہیں کہ

يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا

یہ (قرآن) آپ کے پروردگار کی طرف سے حق کے ساتھ نازل ہوا ہے پس آپ ہرگز

۴۲۔ ﴿وَلَوْ اَنَّنَا۔ الآیہ﴾ ابھی اوپر آیت نمبر ۱۰۹ میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ کفار و مشرکین پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف معجزات دکھانے کی فرمائش کیا کرتے تھے اور پھر سخت قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ اگر آپ ہمارے مطلوبہ معجزات دکھا دیں تو ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔ اس کے جواب میں پہلے تو خدائے علیم و حکیم نے یہ فرمایا کہ ﴿انما الآیات عند اللہ﴾ کہ معجزات تو صرف خدا کے پاس ہیں۔ وہی جب چاہتا ہے تو اپنی حکمت و قدرت کے تحت ظاہر کرتا ہے اور اب یہ فرما رہا ہے کہ یہ ہٹ دھرم ہیں اور اپنی قسموں میں جھوٹے ہیں اگر بالفرض ان کی فرمائش پوری بھی کر دی جائے حتیٰ کہ اگر آسمان سے فرشتے اتر آئیں اور مردے زندہ ہو کر ان سے کلام بھی کریں تو بھی یہ ایسے ضدی ہیں کہ ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ ان میں حق جوئی اور ہدایت طلبی کا جذبہ ہی نہیں ہے۔ پھر وہ راہ راست پر کس طرح آئیں گے؟

۴۳۔ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا۔ الآیہ﴾ اس آیت کا وہ پیغام لوگوں تک پہنچایا جو شیطان کے مفادات سے متصادم تھا اس لئے وہ ان کے دشمن ہو گئے۔ تو گویا خدا نے ان کو دشمن بنایا۔ اور چونکہ خدا نے انبیاء کو علم و فضل اور کمال عطا فرمایا جس کی وجہ سے شیاطین جنی و انسی حسد وغیرہ کی وجہ سے ان کے دشمن ہو گئے۔ نہ خدا ان کو جمال و کمال عطا کرتا اور نہ ان کے دشمن و حاسد پیدا ہوتے تو گویا خدا نے پیدا کئے۔ و باب المجاز واسع۔

تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١١٤﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں (۱۱۴) اور آپ کے پروردگار کی بات صدق و سچائی

صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ

اور عدل و انصاف کے لحاظ سے مکمل ہے اور اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور وہ بڑا سننے والا،

الْعَلِيمُ ﴿١١٥﴾ وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ

اور بڑا جاننے والا ہے (۱۱۵) (اے رسول) اگر آپ زمین کے رہنے والوں کی اکثریت کی اطاعت کریں گے۔

يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا

(ان کا کہنا مانیں گے) تو وہ آپ کو اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے یہ لوگ پیروی نہیں کرتے مگر

الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿١١٦﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ

گمان کی اور وہ محض تخمینے لگاتے اور اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں (۱۱۶) بے شک آپ کا پروردگار ہی

أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ

بہتر جانتا ہے کہ اس کی راہ سے بھٹکا ہوا کون ہے؟ اور وہ خوب جانتا ہے

بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١١٧﴾ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ

ہدایت یافتہ لوگوں کو (۱۱۷) پس جس (ذبیحہ) پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اس میں سے کھاؤ۔

إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ وَمَا لَكُمْ أَلَّا

اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو (۱۱۸) اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم

تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ

اس (ذبیحہ) میں سے نہیں کھاتے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے؟ حالانکہ اس نے جن (جانوروں) کو تم پر حرام قرار دیا

مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ

ہے ان کو تمہارے لئے تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ سوائے اس کے جس کے کھانے کی طرف تم مضطر و مجبور ہو جاؤ (تو

كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ

پھر حرام بھی کھا سکتے ہو) اور یقیناً بہت سے لوگ علم کے بغیر محض اپنی خواہشات کی بنا پر گمراہ کرتے ہیں بے شک

رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ﴿١١٩﴾ وَذَرُوا ظَاهِرَ

آپ کا پروردگار حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے (۱۱۹) اور (اے لوگو) تمام گناہوں کو چھوڑ دو

۴۴۔ ﴿وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ۔ الآیہ﴾ یہ آیت بھی ان آیات میں سے ایک ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حق و باطل کے معاملہ میں کثرت عددی معیار صداقت نہیں ہے کیونکہ اکثریت گمراہ، بے ہدایت، بے عقل اور بے ایمان لوگوں کی ہوتی ہے بلکہ معیار حق قرآن و سنت اور دلیل و برہان ہے۔ وبس۔

قرآن مجید کی دوسری بہت سی آیات کی طرح اس آیت مبارکہ نے بھی کثرت عددی کے معیار حق باطل ہونے کے نظریہ کے گلے پر چھری پھیر دی ہے۔ تمام قرآن اکثریت کی مذمت سے لبریز نظر آتا ہے اولین ہوں یا آخرین ہر جگہ اکثریت کا تذکرہ کافرین، مشرکین، فاسقین اور ضالین کے روپ میں کیا گیا ہے، مشاہدہ بھی شاہد ہے کہ کائنات کی اکثریت گمراہی کے راستہ پر گامزن ہے۔ ونعم ما قیل۔

بترس از طرز جمہوری وغلام پختہ کارے شو
کہ از مغز دو صد خر فکر انسان نمی آید

۴۵۔ ﴿وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا۔ الآیہ﴾ جن جانوروں کا کھانا حرام ہے ان کا تذکرہ سورہ بقرہ، سورہ مائدہ سورہ انعام و نحل میں کر دیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ جو جانور ہیں ان کا کھانا حلال ہے۔ بشرطیکہ ذبح کرتے وقت ان پر اللہ کا نام لیا جائے اور نام لینے والا بھی مسلمان ہو اور جانور کو ذبح بھی رو بقبلہ کیا جائے۔

۴۶۔ ﴿وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ۔ الآیہ﴾ اس بات میں قدرے اختلاف ہے کہ ظاہری اور باطنی گناہ سے کیا مراد ہے؟ مشہور یہ ہے کہ اس سے مراد وہ گناہ ہیں جو علانیہ یا خفیہ طور پر کئے جائیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ جن گناہوں کا تعلق انسان کے ظاہری اعضاء و جوارح سے ہے وہ ظاہری گناہ ہیں اور ان کا تعلق انسان کے دل و دماغ سے ہے جیسے شک، فکر و شرک اور حسد، بغض اور کینہ وغیرہ وہ باطنی گناہ ہیں جن کو چھوڑنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

الۡاِثۡمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَكۡسِبُوۡنَ الۡاِثۡمَ

خواہ اعلانیہ ہوں اور خواہ خفیہ بے شک جو لوگ گناہ کما (کر) رہے ہیں عنقریب ان کو بدلہ

سَيُجۡزَوۡنَ بِمَا كَانُوۡا يَقۡتَرِفُوۡنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاۡكُلُوۡا مِمَّا

دیا جائے گا اس کا جس کا وہ ارتکاب کرتے ہیں (۱۲۰) اور اس (جانور) کو نہ کھاؤ جس

لَمۡ يُذۡكَرِ اسۡمُ اللّٰهِ عَلَيۡهِ وَاِنَّهٗ لَفِسۡقٌ ؕ وَاِنَّ

پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو کہ یہ (کھانا) فسق (نافرمانی) ہے اور بے شک

الشَّيٰطِيۡنَ لَيُوۡحُوۡنَ اِلٰۤى اَوۡلِيٰٓـئِهِمۡ لِيُجَادِلُوۡكُمۡ ۚ

شیطان اپنے دوستوں کو خفیہ اشارے کرتے ہیں (پٹی پڑھاتے ہیں) تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں

وَاِنۡ اَطَعۡتُمُوۡهُمۡ اِنَّكُمۡ لَمُشۡرِكُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾ اَوَمَنۡ ع ۱۴ ۱۱ ۱

اور اگر تم نے ان کی اطاعت کر لی (ان کا کہنا مانا) تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے (۱۲۱) اور کیا وہ

كَانَ مَيۡتًا فَاَحۡيَيۡنٰهُ وَجَعَلۡنَا لَهٗ نُوۡرًا يَّمۡشِىۡ بِهٖ

شخص جو (پہلے) مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کے لئے ایک نور بنایا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا

فِى النَّاسِ كَمَنۡ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَيۡسَ بِخَارِجٍ

ہے اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہوا ہے اور ان سے نکل نہیں سکتا۔ جس طرح مومن کی نگاہ

مِّنۡهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾

میں ایمان آراستہ کیا گیا ہے اسی طرح کافروں کی نگاہ میں ان کے اعمال آراستہ کر دیئے گئے ہیں (۱۲۲)

وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنَا فِىۡ كُلِّ قَرۡيَةٍ اَكٰبِرَ مُجۡرِمِيۡهَا

اور (جس طرح مکہ کے فاسقوں کو ہم نے بڑا بنایا) اسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے مجرمین کو

لِيَمۡكُرُوۡا فِيۡهَا ؕ وَمَا يَمۡكُرُوۡنَ اِلَّا بِاَنۡفُسِهِمۡ

بڑا سردار بنایا ہے تاکہ وہ وہاں مکر و فریب کیا کریں حالانکہ وہ فریب نہیں دیتے مگر

وَمَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتۡهُمۡ اٰيَةٌ قَالُوۡا لَنۡ

اپنے آپ کو لیکن انہیں اس کا شعور نہیں ہے (۱۲۳) اور جب ان کے پاس کوئی معجزہ آتا ہے تو وہ کہتے ہیں

نُّؤۡمِنَ حَتّٰى نُؤۡتٰى مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔؕ اَللّٰهُ وقف لازم وقف منزل

کہ ہم اس وقت تک ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہم کو بھی وہی نہ دیا جائے

۴۷ـ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنَا ۔الآیہ﴾ ہر بستی کے مجرموں کو بڑا سردار بنانے کی نسبت خدا کی طرف مجازی ہے کیونکہ ان کا خالق خود خدا ہے گو ان کا کردار اور ان کی روش ورفتار ان کی اپنی ہے کہ جب بھی کسی بستی میں کوئی داعی حق کھڑا ہوا ہے اور وہاں کے سردار محسوس کرتے ہیں کہ اگر اس کی دعوت حق کامیاب ہوگئی تو ان کے ظالمانہ اقتدار کا خاتمہ ہو جائے گا تو وہ اس کے خلاف طرح طرح کی مکاریاں کرتے ہیں تاکہ لوگ اس کی دعوت کو قبول نہ کریں۔ گویا اس عنوان سے خدائے مہربان پیغمبر آخر زمان ﷺ کو تسلی دے رہا ہے کہ یہ بدسلوکی صرف آپ کے ساتھ مکہ کے بڑے رئیس نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

۴۸ـ ﴿وَاِذَا جَآءَتۡهُمۡ ۔الآیہ﴾ ایک روایت کے مطابق ولید بن مغیرہ نے اور ابوجہل نے یہ بات کہی ہے کہ جب سن و سال اور مال و منال میں ہم بڑے ہیں۔ تو نبوت ہمیں کیوں نہیں دی گئی۔ بنی ہاشم کے یتیم عبداللہ کو کیوں دی گئی ہے۔ یا ان کے ساتھ ساتھ ہمیں کیوں نہیں دی گئی ہے؟ اس بات کے جواب میں خداوند عالم فرما رہا ہے کہ نبوت ہر شخص کو نہیں مل سکتی؟ اور اس کا معیار کثرت مال و منال نہیں ہے یہ عطیہ الٰہی اور ہدیہ ربانیہ ہے اس کے حامل کیلئے نفس قدسیہ اور ملکات جلیل اور صفات جمیلہ کا حامل ہونا ضروری ہے اور صرف خدا ہی جانتا ہے ان صفات و کمالات کا حامل کون ہے؟ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔

أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۗ سَيُصِيبُ الَّذِينَ

جو اللہ کے رسولوں کو دیا گیا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے اپنی رسالت کو کہاں رکھے؟(اس کا اہل کون ہے)

أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا

عنقریب مجرموں کو اللہ کے یہاں ذلت نصیب ہو گی اور سخت عذاب بھی ہو گا ان کی ان

كَانُوا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٤﴾ فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ

مکاریوں کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے (۱۲۴) پس جب اللہ کسی کو ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے

يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۖ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ

تو اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہی میں چھوڑنا چاہتا ہے

يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي

تو اس کے سینہ کو تنگ کر دیتا ہے جیسے کہ وہ زبردستی آسمان پر چڑھ رہا ہے(اس کی طرف اونچا

السَّمَاءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ

ہو رہا ہے) اسی طرح اللہ ان لوگوں پر کثافت مسلط کر دیتا ہے جو

لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢٥﴾ وَهَٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ۗ

ایمان نہیں لاتے (۱۲۵) یہ تمہارے پروردگار کا سیدھا راستہ ہے۔ ہم نے نصیحت قبول کرنے

قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾ لَهُمْ دَارُ

والوں کے لیے آیتوں کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے (۱۲۶) ان کے لئے سلامتی کا گھر ہے

السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا

ان کے پروردگار کے ہاں اور ان کے اچھے اعمال کی وجہ سے جو وہ کرتے ہیں اللہ ان کا

يَعْمَلُونَ ﴿١٢٧﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ۚ يَا مَعْشَرَ

سرپرست ہے(۱۲۷) اور(وہ دن یاد کرو) جس دن وہ (اللہ) سب (جن وانس) کو محشر میں جمع کرے گا(اور جنات

الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِنَ الْإِنْسِ ۖ وَقَالَ

سے خطاب کر کے فرمائے گا) کہ اے گروہ جن! تم نے بہت انسانوں کو گمراہ کیا(اس وقت)

أَوْلِيَاؤُهُمْ مِنَ الْإِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا

وہ آدمی جو ان (جنات) کے دوست و رفیق ہوں گے کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم سب نے ایک دوسرے

۴۹۔ ﴿فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ ۔الآیہ﴾ بعض جبری العقیدہ مفسرین نے جو خیر وشر اور ہدایت و ضلالت کو منجانب اللہ جانتے ہیں اس آیت سے اپنے باطل نظریہ پر استدلال کیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا نے یہاں دو قسم کے لوگوں کا تذکرہ کیا ہے کہ ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو بآسانی ہدایت قبول کرتے ہیں اور دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن کو قبول ہدایت میں تنگ دلی محسوس ہوتی ہے۔ اس آیت میں اس بات کا کوئی تذکرہ نہیں ہے کہ ہدایت اور ضلالت کس کی طرف سے ہے۔ بہرحال گمراہی کے ارادہ کی نسبت خدا کی طرف مجازی ہے۔ کئی بار اس بات کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ خدا کا یہ ارادہ انسان کی اپنی ذاتی روش ورفتار اور اس کے کردار کا نتیجہ ہوتا ہے یعنی جو لوگ سعی و کوشش اور جدوجہد کر کے ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں خداوند عالم اپنی توفیق ان کے شامل حال کر دیتا ہے جسے یہاں شرح صدر سے تعبیر کیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہ بآسانی ہدایت پا جاتے ہیں اور جو لوگ اپنی ذاتی کج رفتاری اور ناہنجاری کی بناء پر ہدایت حاصل کرنا نہیں چاہتے تو پھر اللہ بھی ان سے اپنی توفیق سلب کر لیتا ہے جس کی وجہ سے وہ راہ راست پر چلنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں جسے یہاں سینہ کی تنگی اور آسمان پر چڑھنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ الغرض یہ مسئلہ عیاں راچہ بیاں کا مصداق ہے کہ انسان اپنے افعال میں مختار ہے مجبور نہیں ہے۔

۵۰۔ ﴿وَهَٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ ۔الآیہ﴾ صراط مستقیم سے مراد دین اسلام ہے جو دین قرآن بھی ہے اور دین رحمٰن بھی ہے اور یہی وہ دین ہے جس میں نہ کوئی کجی ہے اور نہ کوئی کمی ہے جیسا کہ سورہ فاتحہ میں اس کی وضاحت کی جا چکی ہے۔ مگر اس دین مبین سے استفادہ وہی خوش قسمت لوگ کریں گے جو اس پر غور وفکر کر کے اس کو سمجھیں گے پھر ایمان لائیں گے اور پھر اس کے مطابق عمل درآمد کریں گے ایسے ہی لوگوں کیلئے ان کے پروردگار

بِبَعۡضٍ وَّ بَلَغۡنَاۤ اَجَلَنَا الَّذِیۡۤ اَجَّلۡتَ لَنَا ؕ قَالَ
سے خوب فائدہ اٹھایا اور اب ہم اپنی اس معیاد کو پہنچ گئے ہیں جو تو نے ہمارے لئے مقرر کی تھی۔ اللہ فرمائے گا
النَّارُ مَثۡوٰىکُمۡ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَاۤ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ
اب تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے جس میں تم ہمیشہ رہو گے سوائے اس کے جسے اللہ (بچانا) چاہے گا۔ بے شک تمہارا
اِنَّ رَبَّکَ حَکِیۡمٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَ کَذٰلِکَ نُوَلِّیۡ بَعۡضَ
پروردگار حکیم و علیم ہے (بڑی حکمت اور بڑے علم والا ہے) (۱۲۸) اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو ان کے اعمال
۱۵ ع ۸ ۲ الظّٰلِمِیۡنَ بَعۡضًۢا بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿۱۲۹﴾ یٰمَعۡشَرَ
(کرتوتوں) کی وجہ سے بعض کا سرپرست بناتے ہیں (یا ایک دوسرے پر مسلط کرتے ہیں) (۱۲۹) اے گروہ
الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ
جن و انس! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے (میرے) کچھ رسول نہیں آئے تھے
یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ وَ یُنۡذِرُوۡنَکُمۡ لِقَآءَ
جو تمہیں میری آیتیں سناتے تھے اور تمہیں اس دن کی پیشی سے ڈراتے تھے؟
یَوۡمِکُمۡ هٰذَا ؕ قَالُوۡا شَهِدۡنَا عَلٰۤی اَنۡفُسِنَا
وہ جواب میں کہیں گے کہ ہم اپنے خلاف گواہی دیتے ہیں ان کو
وَ غَرَّتۡهُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا وَ شَهِدُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ
دنیوی زندگی نے دھوکہ میں مبتلا کر دیا تھا اور اب وہ اپنے خلاف گواہی دیں گے
اَنَّهُمۡ کَانُوۡا کٰفِرِیۡنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِکَ اَنۡ لَّمۡ یَکُنۡ رَّبُّکَ
کہ وہ بے شک کافر تھے (۱۳۰) یہ (رسولوں کا بھیجنا) اس لئے ہے کہ تمہارا پروردگار
مُهۡلِکَ الۡقُرٰی بِظُلۡمٍ وَّ اَهۡلُهَا غٰفِلُوۡنَ ﴿۱۳۱﴾ وَ لِکُلٍّ
بستیوں کو ظلم و جور سے ہلاک نہیں کرتا جبکہ ان کے رہنے والے بے خبر ہوں (۱۳۱) اور ہر ایک
دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوۡا ؕ وَ مَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا
کے لئے اس کے عمل کے مطابق درجے ہیں۔ اور جو کچھ لوگ کرتے رہتے ہیں آپ کا پروردگار اس
یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾ وَ رَبُّکَ الۡغَنِیُّ ذُو الرَّحۡمَۃِ ؕ اِنۡ یَّشَاۡ
سے غافل نہیں ہے (۱۳۲) آپ کا پروردگار بے نیاز ہے، رحمت والا ہے، وہ اگر چاہے

کے ہاں دارالسلام (جنت الفردوس) ہے اور وہ ان کا ولی و سرپرست ہے جو ان کو دارالسلام میں پہنچائے گا جہاں یہ لوگ ہر قسم کے دکھ درد اور تکلیف سے محفوظ رہ کر ابدی زندگی گزاریں گے ان شاء اللہ۔

۵۱۔ ﴿ذٰلِکَ اَنۡ لَّمۡ یَکُنۡ ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم کا یہ دستور ہے کہ وہ کسی بھی قوم و قبیلہ تک اپنے احکام پہنچائے بغیر یعنی حجت تمام کئے بغیر ہرگز عذاب نازل نہیں کرتا کیونکہ ایسا کرنا اس کے قانون عدل کے خلاف ہے یہاں اسی دستور الٰہی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۵۲۔ ﴿وَ لِکُلٍّ دَرَجٰتٌ ۔ الآیہ﴾ اللہ تعالیٰ چونکہ عادل ہے۔ اس لئے وہ کسی عامل کے عمل کو ضائع نہیں کرتا لہٰذا وہ نیکی پر جزاء اور برائی پر سزا دیتا ہے۔ اور پھر وہ جزا و سزا بھی کسی عمل کی کیفیت اور کمیت اور نیت کے مطابق دیتا ہے۔ کیونکہ جنت کے درجات ہوں یا جہنم کے درکات ان کی بلندی و پستی کا دارومدار انسانی اعمال کی قبولیت کا انحصار ایمان پر ہے اور ایمان کی پختگی کا معیار اعمال کی عمدگی ہے۔

يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ

تو تم لوگوں کو لے جائے اور تمہاری جگہ تمہارے بعد جن کو چاہے لے آئے

كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِنَّ مَا

جس طرح اس نے تمہیں پیدا کیا اور لوگوں کی نسل سے (۱۳۳) بے شک جو کچھ تم سے

تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ

وعدہ وعید کیا گیا ہے وہ بے شک آ کر رہے گا۔ اور تم (خدا کو) عاجز نہیں کر سکتے (۱۳۴) (اے رسولؐ)

يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ

کہہ دیجئے اے میری قوم تم اپنے مرتبہ و مقام کے مطابق عمل کرتے رہو میں بھی اپنے

تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا

مرتبہ کے مطابق عمل کر رہا ہوں عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ انجام کار کس کے حق میں بہتر ہے

يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ

جو ظالم ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے (۱۳۵) ان لوگوں نے اللہ کے لئے اسی کی پیدا کی ہوئی

الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ

کھیتی اور مویشیوں میں ایک حصہ مقرر کر رکھا ہے اور اپنے خیال کے مطابق کہتے ہیں

بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ

کہ یہ حصہ اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں (دیوتاؤں) کا ہے۔ جو حصہ

فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ

ان کے شریکوں کا ہوتا ہے وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا اور جو حصہ اللہ کا ہے وہ ان

اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ

کے شریکوں تک پہنچ جاتا ہے یہ لوگ کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں (۱۳۶) اور اسی طرح بہت

زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ

سے مشرکوں کے لئے ان کے شریکوں نے ان کی اولاد کے قتل کرنے کو خوش نما بنا رکھا ہے تاکہ

شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ

(انجام کار) انہیں تباہ کریں اور ان کے دین و مذہب کو ان پر مشتبہ کریں اگر

۵۳۔ ﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ۔ الآیہ﴾ جاہلیت کے دور میں عربوں کی غلط رسموں میں سے ایک غلط رسم یہ بھی تھی کہ وہ اللہ کے پیدا کردہ کھیتوں اور اللہ کے پیدا کئے ہوئے مویشیوں میں سے ایک حصہ اللہ کے نام کی نیاز کا نکالتے تھے اور ایک حصہ بتوں کی نیاز کا۔ یہی ظلم کیا کم تھا کہ خدا کی پیدا کردہ اور عطا کردہ چیزوں میں سے بتوں کا حصہ قرار دیتے تھے۔ مگر ظلم بالائے ظلم یہ تھا کہ جو غلہ یا جانور عمدہ ہوتا ہے وہ بتوں کیلئے مخصوص کر دیتے اور جو غلہ یا جانور ردی ہوتا وہ اللہ کے نام پر دیتے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عرب جاہلیت کے دور کی یہ رسم آج تک کسی نہ کسی رنگ میں مسلمانوں میں پائی جاتی ہے جو اللہ کی عطا کردہ چیزوں میں سے اپنے پیروں فقیروں کا حصہ بھی قرار دیتے ہیں اور پھر عمدہ چیزیں ان کے نام پر دیتے ہیں اور ردی چیزیں خدا کے نام پر دیتے ہیں۔ سچ ہے۔ ﴿وما قدروا الله حق قدره﴾ ع

کردم اشارتے و مکرر نمی کنم

کیونکہ ع

عاقل را اشارہ کافیست

۵۴۔ ﴿وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ۔ الآیہ﴾ مشرکوں کے شریکوں یعنی بتوں کی محبت یا ان بتوں کے پجاریوں (پروہتوں) نے یا جنی و انسی شیطانوں نے ان کی نگاہوں میں قتل اولاد جیسے سنگین جرم کو پسندیدہ فعل بنا دیا۔ بہرکیف عربوں میں قتل اولاد کی تین صورتیں تھیں (۱) لڑکیوں کا قتل اس خیال سے کہ کوئی ان کا داماد نہ بنے۔ (۲) بچوں کا قتل اس خیال سے کہ ان کی پرورش کا بار نہ اٹھانا پڑے۔ (۳) بچوں کو اپنے معبودوں کی خوشنودی کیلئے بھینٹ چڑھانا۔ اعاذنا اللہ من شر الشیاطین من الجن والانس اجمعین۔

دِيْنَهُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا

اللہ (اپنی قدرت قاہرہ سے) چاہتا تو یہ ایسا نہ کرتے لہٰذا انہیں چھوڑیے اور ان کی افتراپردازیوں کو۔

يَفْتَرُوْنَ ﴿١٣٧﴾ وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ڰ

(تاکہ وہ ان میں لگے رہیں) (۱۳۷) اور وہ اپنی خام خیالی سے کہتے ہیں کہ یہ چوپائے اور کھیت ممنوع ہیں انہیں کوئی

لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَاۗءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ

نہیں کھا سکتا مگر وہ جسے ہم چاہیں اور جو کچھ چوپائے ہیں

حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ

جن کی پشت پر سواری اور باربرداری کو حرام قرار دے دیا گیا ہے اور کچھ چوپائے ایسے ہیں جن

اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَاۗءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا

پر وہ اللہ کا نام نہیں لیتے اور یہ سب کچھ انہوں نے اللہ پر افتراپردازی کرتے ہوئے کیا ہے عنقریب اللہ انہیں ان کی

يَفْتَرُوْنَ ﴿١٣٨﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ

افتراپردازی کا بدلہ دے گا (۱۳۸) اور وہ کہتے ہیں کہ جو ان چوپاؤں کے پیٹ میں ہے

خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓي اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ

وہ ہمارے مردوں کے لئے مخصوص ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر

يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاۗءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ

وہ مردار ہوں تو وہ سب اس میں شریک ہیں عنقریب اللہ ان کو اس بات کے بتانے کا

وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿١٣٩﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ

بدلہ دے گا کیونکہ وہ علیم و حکیم ہے (۱۳۹) یقیناً وہ لوگ بڑے گھاٹے میں

قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا

ہیں جنہوں نے علم کے بغیر محض جہالت اور حماقت کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل کیا۔ اور

رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَاۗءً عَلَي اللّٰهِ ۭ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا

اللہ پر افتراپردازی کر کے اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو حرام قرار دیا بے شک وہ گمراہ ہوئے اور ہدایت

ع ۱۶ ۱۱ ۴ مُهْتَدِيْنَ ﴿١٤٠﴾ۧ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ

یافتہ اور راہ یاب نہیں ہیں (۱۴۰) اور وہ (اللہ) وہی ہے جس نے طرح طرح کے باغات پیدا کیے

۵۵۔﴿وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ ۔الآیہ﴾ جاہلی دور میں اہل عرب کے ہاں انکی خود ساختہ شریعت میں نذر و نیاز کے جانوروں کی تین قسمیں تھیں: (۱) ایک قسم (سائبہ وغیرہ) وہ تھی جسے کوئی نہیں کھا سکتا تھا۔ مگر جسے وہ چاہتے اور ایسے حیوان کے شکم سے بچہ زندہ پیدا ہوتا تھا اس کا گوشت صرف مرد کھا سکتے تھے عورتوں کیلئے ممنوع تھا اور اگر مردہ پیدا ہوتا اس کے گوشت میں مرد و عورت سب شریک ہوتے تھے۔ (۲) دوسری قسم ان جانوروں کی تھی جن کی پشت پر کوئی سوار نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہی ان پہ کوئی بوجھ لاد سکتا تھا۔ (۳) تیسری قسم ان جانوروں کی تھی جنہیں وہ لوگ بتوں کے آگے بھینٹ چڑھاتے تھے اور ذبح کے وقت خدا نام نہیں لیتے تھے بلکہ بتوں کا نام لیتے تھے اور پھر ان خود ساختہ رسموں کے بارے میں یہ دعویٰ کرتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ ان واقعات میں ان مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ موجود ہے جو دور جاہلیت کے مشرکوں کی طرح بعض جانوروں کو بعض بزرگ شخصیات کے نام کے ساتھ مخصوص کر دیتے ہیں پھر نہ ان پر کوئی سوار ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی جائز مصرف میں ان کو کوئی صرف کر سکتا ہے اور اسی طرح بعض بزرگوں کے نام پر اس طرح نیازیں دیتے ہیں کہ کوئی نیاز مرد نہیں کھا سکتا اور کوئی نیاز عورت نہیں کھا سکتی۔ الی غیر ذٰلک من الخرافات اللہ اذن لکم علی اللہ تفترون۔ کیا قرآن کے حقیقی اسلام میں جو دین فطرت ہے اس قسم کے خرافات کیلئے کوئی گنجائش ہے؟

۵۶۔﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ ۔الآیہ﴾ دنیاوی زندگی کی زینت دو چیزیں ہیں: (۱) مال۔ (۲) اور اولاد۔ جاہلی دور کے عربوں کی جاہلیت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرتے تھے۔ لڑکیوں کو اس لئے کہ کوئی ان کا داماد نہ بنے، بچوں کو اس لئے کہ ان کی پرورش کا بوجھ نہ اٹھانا

وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا

(ٹٹیوں پر) چڑھائے ہوئے بھی اور بغیر چڑھائے ہوئے بھی اور کھجور کے درخت

اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ

اور طرح طرح کی کھیتی جس کے مزے مختلف ہیں اور زیتون اور انار جو مشابہ بھی ہیں

مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ

اور غیر مشابہ بھی ان کے پھلوں میں سے کھاؤ جب وہ پھلیں اور اس کی کٹائی کے دن اس کا حق

يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ

ادا کرو اور اسراف مت کرو کیونکہ وہ (خدا) اسراف کرنے والوں کو دوست

الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٤١﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ

نہیں رکھتا (۱۴۱) اور اللہ وہی ہے جس نے چوپاؤں میں سے کچھ ایسے پیدا کیے ہیں جن سے سواری اور باربرداری کا

كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

کام لیا جاتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو (کھانے اور) بچھانے کے کام آتے ہیں جو کچھ اللہ نے تمہیں روزی عطا کی ہے اس

الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٤٢﴾ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ

سے کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو کیونکہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے (۱۴۲) (خدا نے) آٹھ قسم کے

مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ

جوڑے پیدا کئے ہیں دو قسمیں بھیڑ سے اور دو قسمیں بکری سے آپ کہیے

ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ

کہ آیا اس نے ان دونوں قسم کے نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں قسم کے ماداؤں کو؟

عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ

یا جو دونوں، ماداؤں کے پیٹ میں ہے؟ مجھے

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٤٣﴾ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ

علم کی بنیاد پر بتاؤ اگر تم سچے ہو (۱۴۳) اور اسی طرح دو قسمیں اونٹ سے

الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ

اور دو قسمیں گائے سے۔ کہو اس (اللہ) نے دونوں قسموں کے نروں کو حرام کیا ہے

پڑے اور اپنے معبودوں کی خوشنودی کیلئے اور خدا کی عطا کردہ روزی کا ایک حصہ اپنے اوپر حرام کر لیتے تھے اس کا نام خسران مبین ہے۔

۵۷۔ ﴿وَمِنَ الْاَنْعَامِ۔ الآیہ﴾ نباتات و باغات میں اپنی قدرت کاملہ کی کرشمہ نمائی کے بعد اب حیوانات کے سلسلہ میں اپنی حکمت بالغہ کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرائی جا رہی ہے کہ اس نے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے مختلف قسم کے جانور پیدا کئے ہیں۔ کچھ وہ حمولہ ہیں جن سے سواری اور باربرداری کا کام لیا جاتا ہے جیسے ہاتھی، اونٹ اور گھوڑا وغیرہ اور کچھ وہ ہیں جن سے کھانے، دودھ پینے پلانے اور بچھانے کا کام لیا جاتا ہے جیسے بھیڑ بکریاں وغیرہ وغیرہ۔

۵۸۔ ﴿ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ۔ الآیہ﴾ چونکہ زوج اس چیز کو کہتے ہیں جس کا کوئی جوڑا ہو اس لئے نر و مادہ کو ملا کر یہاں آٹھ جوڑے بیان کئے گئے ہیں جو ہمارے عرف اور محاورہ کے مطابق چار جوڑے بنتے ہیں۔ دو بھیڑ کی قسم کے نر و مادہ اور دو بکری کی قسم سے نر و مادہ وھکذا۔ چونکہ جاہلی دور میں عربوں نے جانوروں کی حلت و حرمت کے متعلق خود ساختہ قوانین وضع کر رکھتے تھے جن کی بنا پر وہ بعض کو حلال اور بعض حرام ٹھہراتے تھے۔ اس لئے خداوند عالم نے ان کی زجر و توبیخ کی ہے کہ ان کی یہ حرمت کہاں سے آئی ہے؟ حرام و حلال بنانے کا حق تو صرف خدا کو ہے جو ان جانوروں کا خالق و مالک ہے کیا تم اس وقت موجود تھے جب خدا حلت و حرمت کا قانون بنا رہا تھا یا تم خدا پر افترا پردازی کر رہے ہو؟

الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ

یا دونوں قسم کی ماداؤں کو؟ یا جو دونوں ماداؤں کے پیٹ میں ہے؟ کیا تم

الْأُنْثَيَيْنِ ۖ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ

اس وقت موجود تھے جب اللہ نے تمہیں اس بات کا حکم دیا تھا؟ تو اس شخص

بِهَٰذَا ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹا الزام لگائے تاکہ کسی علم کے بغیر

لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

لوگوں کو گمراہ کرے بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا (اسے منزل

ع ۱۷ / ۴ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٤﴾ قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ

مقصود تک نہیں پہنچاتا)(۱۴۴) کہہ دیجئے جو وحی میرے پاس آئی ہے میں اس میں

مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً

کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کھانے والے پر حرام ہو سوا اس کے کہ مردار ہو یا بہایا ہوا

أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ

خون یا سور کا گوشت ہو یہ سب رجس اور گندگی ہے یا پھر فسق ہو (نافرمانی کا ذریعہ ہو یعنی) جو اللہ کے

فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ

سوا کسی اور نام پر ذبح کیا گیا ہو (یا غیر اللہ کے لئے نامزد کیا گیا ہو) ہاں البتہ اگر کوئی مجبور ہو جائے جبکہ وہ نہ باغی و

وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٤٥﴾ وَعَلَى

سرکش ہو اور نہ ہی حد سے تجاوز کرنے والا ہو تو یقیناً تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۴۵) اور جو

الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ

لوگ یہودی ہوئے ہم نے ان پر تمام کھر والے جانور حرام کر دیئے تھے۔ اور گائے بیل اور

وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ

بھیڑ بکری کی چربی بھی حرام کر دی سوا اس کے جو ان کی پیٹھ یا ان کی

ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ

انتڑیوں سے لگی ہوئی یا ہڈی سے ملی ہوئی ہو ہم نے

۵۹۔ ﴿قُلْ لَا أَجِدُ۔ الآیہ﴾ چونکہ سابقہ آیات میں خداوند عالم نے یہ حقیقت واضح کی تھی کہ چیزوں کو حلال و حرام بنانے کا حق صرف خداوند عالم کو حاصل ہے۔ چنانچہ اس نے یہاں چار چیزوں کی حرمت کا اعلان پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے کرایا ہے: (۱) مردار۔ (۲) بہا ہوا خون۔ (۳) سور کا گوشت۔ (۴) وہ ذبیحہ جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب شریعت اسلامیہ میں ان چار چیزوں کے علاوہ بھی بہت سی چیزیں حرام ہیں تو پھر یہاں ان چار چیزوں میں حصر کیوں کی گئی ہے؟ اس سوال کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ حصر اضافی ہے یعنی چونکہ یہاں چرندہ جانوروں کا ذکر ہو رہا تھا لہٰذا ان میں سے جو جانور حرام تھے صرف ان کا یہاں تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ آیت مکی ہے لہٰذا اس وقت تک جو وحی نازل ہو چکی تھی اس میں صرف ان چار چیزوں کی حرمت مذکور تھی باقی چیزوں کی حرمت بعد ازاں مدینہ میں نازل ہوئی یا پھر سنت نبویہ سے ثابت ہوئی کیونکہ ماخذ احکام صرف قرآن ہی نہیں ہے بلکہ سنت بھی۔

جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿١٤٦﴾ فَاِنْ

ان کو بغاوت و سرکشی کی سزا دی تھی اور یقیناً ہم بالکل سچے ہیں (۱۴۶) سو اگر یہ آپ کو جھٹلائیں

كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا

تو آپ کہہ دیجئے کہ آپ کا پروردگار بڑی وسیع رحمت والا ہے

يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٤٧﴾ سَيَقُوْلُ

اور مجرموں سے اس کا عذاب ٹالا نہیں جا سکتا (۱۴۷) عنقریب مشرک

الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا

لوگ کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہی

وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ

ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے اسی طرح ان لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے تھے

مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ۭ قُلْ هَلْ

یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا۔ آپ کہہ دیجئے

عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ۭ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ

کہ اگر تمہارے پاس کوئی علمی دلیل ہے تو اسے ہمارے سامنے ظاہر کرو۔ تم تو محض

اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿١٤٨﴾ قُلْ فَلِلّٰهِ

گمان کی پیروی کر رہے ہو اور صرف انکل پچو باتیں کرتے ہو (۱۴۸) کہہ دیجئے کہ اللہ کی

الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٤٩﴾

دلیل زبردست ہے اگر اللہ (اپنی مشیت قاہرہ سے) چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا (۱۴۹)

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ

کہہ دیجئے لاؤ اپنے ان گواہوں کو جو اس بات کی گواہی دیں

اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ

کہ اللہ نے اس کو حرام کیا ہے؟ اور اگر وہ (جھوٹی) گواہی دے بھی دیں تو آپ نہ

مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

ان کے ساتھ گواہی دیجئے اور نہ ہی ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی کیجئے۔ جنہوں

۶۰۔ ﴿فَاِنْ كَذَّبُوْكَ ۔الآیہ﴾ حالات و جذبات کا تقاضا تو یہ تھا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرنے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتا جاتا مگر واہ رے خدا کی شان کریمی! کہ انہیں ختم بھی نہیں کیا اور ان کو اپنی رحمت سے مایوس بھی نہیں کیا۔ بلکہ اپنی رحمت کی وسعت بیان کر کے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ اگر اب بھی وہ تکذیب چھوڑ دیں اور راہ راست پر آ جائیں تو رحمت حق ان کا استقبال کرنے کیلئے تیار ہے۔

۶۱۔ ﴿سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۔الآیہ﴾ تاریخ اور مشاہدہ شاہد ہے کہ اپنی کمزوریوں کا اقرار کرنے والے اقل قلیل ہوتے ہیں ورنہ اکثر لوگ تو اپنی کمزوریاں تسلیم ہی نہیں کرتے یا پھر انہیں اللہ کی مشیت کے حوالے کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کی مشیت یہی تھی۔ ہمارے مقدر میں یہی لکھا تھا۔ ہمارے آباء واجداد مدت دراز سے یہی کام کرتے چلے آئے ہیں۔ اگر خدائے قدیر نہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے چنانچہ یہاں بھی خدائے تعالیٰ نے مشرکین کی یہی باتیں بیان کی ہیں۔ بہر حال ان لوگوں کی خرافات کا پہلا جواب یہ ہے کہ خدائے علیم وحکیم اپنے نظام حکمت کے تحت اپنے بندوں کو خیر و شر پر مجبور نہیں کرتا۔ بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ بندے برا بھلا کرنے میں فاعل مختار ہوں تا کہ ان کا امتحان لیا جا سکے۔ کیونکہ جبر کرنا اسکی حکمت کے خلاف ہے۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر مشرکین کا یہ نظریہ درست ہوتا کہ کفر وشرک اور گناہ وعصیان خدا کی مشیت و مرضی کے تحت ہوتا ہے تو پھر تو چاہیئے تھا کہ خداوند عالم ایسا کرنے والوں کو انعام واکرام سے نوازتا۔ مگر وہ تو ایسے لوگوں پر ہمیشہ سے اپنا قہر وغضب اور عذاب نازل کرتا رہا ہے۔ لہٰذا خدا کا ایسا کرنا اس بات کی ناقابل رد دلیل ہے کہ خدا کفر وشرک اور گناہ کو پسند نہیں کرتا اور وہ ان کاموں پر راضی نہیں ہے۔

۶۲۔ ﴿قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۔الآیہ﴾ ان لوگوں سے کیا جا رہا ہے۔ کہ تمہاری

وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ

نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے۔ اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ اپنے پروردگار

ع ۱۸ ۵ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ

کے برابر دوسروں کو ٹھہراتے ہیں (۱۵۰) (اے رسولؐ) ان سے کہو۔ آؤ میں تمہیں سناؤں وہ چیزیں

عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ

جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کی ہیں۔ ۱۔ یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ ۲۔ اور

اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ ۳۔ اور اپنی اولاد کو فقر و فاقہ کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی

نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ

روزی دیتے ہیں اور انہیں بھی (دیں گے) ۴۔ اور بے شرمی و بے حیائی کے کاموں (جیسے جنسی غلط کاری)

مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ

کے قریب بھی نہ جاؤ۔ خواہ وہ علانیہ ہوں اور خواہ پوشیدہ۔ ۵۔ اور نہ قتل کرو کسی ایسی جان کو جس کے قتل کو

الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ

خدا نے حرام قرار دیا ہے مگر (شرعی) حق (جیسے قصاص وغیرہ) کے ساتھ۔ یہ وہ ہے جس کی اللہ نے تمہیں وصیت کی

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ

ہے۔ تاکہ تم عقل سے کام لو (۱۵۱) ۶۔ اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے

اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا

طریقہ سے جو بہترین ہو یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد و کمال تک پہنچ جائے۔ ۷۔ اور ناپ تول

الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا

انصاف کے ساتھ پوری کرو۔ ہم کسی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔

اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا

۸۔ اور جب کوئی بات کہو تو عدل و انصاف کے ساتھ۔ اگرچہ وہ (شخص) تمہارا قرابت دار ہی

قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ

کیوں نہ ہو ۔۹۔ اور اللہ کے عہد و پیمان کو پورا کرو یہ وہ ہے جس کی اس (اللہ) نے

حجت بالکل کمزور ہے۔ اور اللہ کی حجت ودلیل زبردست ہے۔ وہ لوگوں کو دلیل وحکمت اور مواعظ حسنہ سے حق وحقیقت کے قبول کرنے کی دعوت ضرور دیتا ہے۔ مگر اس کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ بات اس کے نظام حکمت کے منافی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا قیامت کے دن ایک (بدکردار) بندہ کو مقام حساب میں کھڑا کر کے پوچھا جائیگا کہ تم نے برا کام کیوں کیا وہ جواب دے گا۔ کہ مجھے اس کی برائی کا علم نہ تھا۔ تب اس سے کہا جائیگا۔ کہ تو نے علم حاصل کیوں نہیں کیا تھا۔ اس پر وہ لاجواب ہو جائے گا۔ آیت مذکور کا یہ مطلب ہے۔ (تفسیر برہان)

۶۳۔ ﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ۔ الآیہ﴾ سابقہ آیت ۵۱ سے لے کر اس آیت کے اختتام تک خداوند عالم نے دس محرمات کا تذکرہ کیا ہے جو بالاختصار یہ ہیں: (۱) شرک باللہ کرنا۔ (۲) والدین کی نافرمانی کرنا۔ (۳) فقر وفاقہ کے ڈر سے اولاد کو قتل کرنا۔ (۴) ظاہری وباطنی بے حیائی کا کام کرنا۔ (۵) کسی کو ناحق قتل کرنا۔ (۶) ناجائز طریقہ پر یتیم کا مال کھانا۔ (۷) ناپنے تولنے میں کسی قسم کی کمی کرنا۔ (۸) ظلم و ناانصافی کرنا۔ (۹) اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد وپیمان کو پورا نہ کرنا۔ (۱۰) صراط مستقیم کو چھوڑ کر مختلف راستوں کو اختیار کرنا۔ ان امور کی تفصیلات دیکھنے کے خواہشمند حضرات تفسیر فیضان الرحمن کی طرف رجوع فرمائیں۔

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا

تمہیں وصیت کی ہے شاید کہ تم عبرت حاصل کرو (۱۵۲) ۱۰۔ اور (یہ بھی کہو) یہ ہے میرا سیدھا راستہ اسی

فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ

کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اس (اللہ) کے راستہ سے

سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

جدا کر دیں گے یہ ہے جس کی اللہ نے تمہیں وصیت کی ہے شاید کہ تم پرہیزگار بن جاؤ (۱۵۳)

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ

پھر ہم نے موسیٰ کو وہ کتاب عطا کی جو نیک عمل کرنے والے پر نعمت کی تکمیل ہے۔

اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً

اور اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور (لوگوں کے لئے) سراسر ہدایت و رحمت ہے تاکہ وہ اپنے

۱۹ ع ۶ لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ ع وَهٰذَا كِتٰبٌ

پروردگار کی بارگاہ میں حاضری و حضوری پر ایمان لائیں (۱۵۴) اور یہ (قرآن) بڑی بابرکت کتاب ہے

اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ

جسے ہم نے نازل کیا ہے پس تم اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو شاید کہ

تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰي

تم پر رحم کیا جائے (۱۵۵) (اور اس لئے بھی نازل کی ہے کہ) تم یہ (نہ) کہو کہ ہم سے پہلے دو گروہوں

طَاۗىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ

(یہود و نصاریٰ) پر تو کتاب (تورات و انجیل) نازل کی گئی۔ اور ہم تو (عرب ہونے کی وجہ سے) ان کے

لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

پڑھنے پڑھانے سے غافل و بے خبر تھے (۱۵۶) یا یہ (نہ) کہو کہ اگر ہم پر

الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَاۗءَكُمْ

کتاب نازل کی گئی ہوتی تو ہم ان لوگوں سے زیادہ راہ راست پر ہوتے۔ تو اب

بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ

(تمہارے تمام عذر بہانے قطع کرنے کے لئے) تمہارے پروردگار کی طرف سے کھلی ہوئی دلیل

۶۴۔ ﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ۔ الآیہ﴾ ارشاد قدرت ہے کہ یہ ہے میرا سیدھا (اسلام) اس کی پیروی کرو اور مختلف راستوں (مختلف مذاہب) کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے گمراہ کردیں گے حدیث میں وارد ہے کہ ایک بار حضرت رسول کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا یہ اللہ کا سیدھا راستہ (صراط مستقیم) ہے پھر اس کے دائیں بائیں ٹیڑھے ترچھے بہت سے خطوط کھینچے اور فرمایا ان میں سے ہر ایک راستہ پر شیطان بیٹھا ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے حقیقت الامر یہی ہے کہ صداقت اور حقیقت کا راستہ ایک ہی ہوتا ہے ایک سے زائد راہیں سچائی کی نہیں ہو سکتیں ذلکم وصاکم بہ لعلکم تتقون۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

۶۵۔ ﴿وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ۔ الآیہ﴾ قرآن مجید (جو کہ ایک ایسی بابرکت کتاب ہے کہ اس کی اتباع و پیروی دنیا و آخرت کی کامیابی کی ضامن ہے) کے نزول کا ایک مقصد مشرکین کے اس عذر کا قطع کرنا بھی تھا کہ ہم سے پہلے دو بڑے گروہوں (یہود و نصاریٰ) پر کتابیں نازل کی گئیں جو عربی زبان میں نہ تھیں اس لئے ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے غافل رہے۔ ہم پر عربی زبان میں کتاب کیوں نازل نہ کی گئی؟ اس لئے خدا نے عربی زبان میں قرآن نازل کر کے ان لوگوں کا یہ عذر قطع کر دیا اور واضح کر دیا کہ ان کے پروردگار کی طرف سے کھلی ہوئی دلیل (کتاب) آ گئی ہے جو کتاب ہدایت اور ذریعہ رحمت ہے تو جو اب بھی ایمان نہیں لائے گا اور آیات الٰہیہ سے روگردانی کرے گا اس سے بڑا ظالم کون ہوگا؟

مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ
اور ہدایت و رحمت (قرآن کی صورت) میں آ گئی ہے سو اب اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو
سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ
آیات الٰہی کو جھٹلائے اور ان سے روگردانی کرے۔ ہم عنقریب ان لوگوں کو جو ہماری آیات
الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ
سے روگردانی کرتے ہیں۔ بڑے عذاب کی سزا دیں گے (۱۵۷) کیا یہ لوگ اب صرف اس بات کا انتظار کر رہے
اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ
ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں؟ یا تمہارا پروردگار بذات خود آ جائے یا تمہارے پروردگار کی
بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ
بعض خاص نشانیاں آ جائیں۔ یہ تب (ایمان لائیں گے) تو پھر (یاد رکھو) جس دن تمہارے پروردگار
لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ
کی بعض مخصوص نشانیاں آ جائیں گی تو اس دن ایسے شخص کو ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دے گا جو
قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا
پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا اور اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی ہو گی ان سے کہو کہ تم بھی انتظار کرو
اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ
ہم بھی انتظار کرتے ہیں (۱۵۸) بے شک جن لوگوں نے اپنے دین
كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ
میں تفرقہ ڈالا اور گروہ گروہ بن گئے آپ کا ان سے کوئی تعلق
اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا
نہیں ہے ان کا معاملہ بس اللہ کے حوالہ ہے پھر وہ انہیں بتلائے گا کہ وہ کیا
يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ
کیا کرتے تھے؟ (۱۵۹) جو شخص ایک نیکی لے کر (اللہ کی بارگاہ میں) آئے گا اس کو دس گنا (اجر)
اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا
ملے گا اور جو ایک بدی لے کر آئے گا تو اسے اسی ایک کے برابر بدلہ دیا جائے گا اور ان

۶۶۔ ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ ۔الآیہ﴾ جناب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا چکے، قرآن جیسی عظیم الشان کتاب لا چکے اور کئی معجزات دکھا چکے مگر یہ بدبخت لوگ پھر بھی ایمان نہیں لا رہے تو اب یہ کس بات کا انتظار کر رہے ہیں؟ آیا ان کے پاس (موت والے) فرشتے آ ئیں؟ پھر ایمان لانے کی مہلت کب ملے گی؟ یا خود اللہ آئے؟ یہ ناممکن ہے یا اس کی کوئی خاص نشانی (یعنی علامات قیامت میں سے کوئی خاص علامت ظاہر ہو جائے مگر اس وقت ان کا ایمان قبول کس طرح ہوگا؟ پھر ان چیزوں کے آنے کا فائدہ کیا ہوگا؟ کیونکہ ان حالات میں تو توبہ و انابہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

۶۷۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا ۔الآیہ﴾ ہر دور میں کفار و مشرکین نے انبیاء و مرسلین پر فریق کا الزام لگایا کہ تم نے آ کر ہمارے آبائی مذہب میں تفرقہ ڈالا ہے اور یہی الزام پیغمبر خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی لگایا گیا۔ خدا نے یہاں پر وضاحت کی ہے کہ تفرقہ باز وہ ہوتا ہے جو حق کی مخالفت کرتا ہے اور اے رسولؐ! آپ کا ان سے کیا واسطہ؟ اس تفرقہ بازی کی ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو آپؐ کے دین حق کی مخالفت کر رہے ہیں۔ جو بے توفیق لوگ علماء حق پر تفرقہ بازی کا الزام لگاتے ہیں اس کا جواب بھی یہی ہے جو خدا نے دیا ہے۔

۶۸۔ ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ ۔الآیہ﴾ اللہ کی کیا شان کریمی ہے کہ ایک نیکی کے عوض کم از کم دس نیکیوں کی جزا دیتا ہے اور کیا عدل ہے کہ ایک برائی کا بدلہ ایک برائی کے برابر دیتا ہے۔ ﴿فالویل لمن غلب احادہ اعشارہ﴾ افسوس ہے اس شخص پر جس کی اکائیاں (گناہ) اس کی دہائیوں (نیکیوں) پر غالب آ جائیں۔

مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦٠﴾ قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي

پر ظلم نہیں کیا جائے گا (۱۶۰) آپ کہیں بے شک میرے پروردگار نے مجھے بڑے سیدھے

رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِلَّةَ

راستہ کی طرف راہنمائی کر دی ہے یعنی اس صحیح اور راست دین کی طرف جو باطل سے ہٹ کر صرف حق کی

إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٦١﴾

طرف راغب ابراہیم کی ملت ہے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے (۱۶۱)

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ

(اے رسول) کہو میری نماز اور میری تمام (مختلف) عبادتیں اور میری زندگی اور میری موت صرف اللہ کے لئے ہے جو

رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ

تمام جہانوں کا پروردگار ہے (۱۶۲) اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے

وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا

پہلے سر تسلیم خم کرنے والا ہوں (۱۶۳) (اے رسول) کہہ دیجئے! کیا میں اللہ کے علاوہ کوئی اور رب

وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ

تلاش کروں؟ حالانکہ وہ ہر چیز کا پروردگار ہے اور ہر نفس جو کچھ کماتا ہے اس کا وبال اسی پر ہے

إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ

اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تم سب کی

رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ

بازگشت تمہارے پروردگار کی طرف ہے سو وہی تمہیں بتائے گا جس جس چیز میں تم

تَخْتَلِفُونَ ﴿١٦٤﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ

اختلاف کرتے تھے (۱۶۴) وہ (خدا) وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں (پہلوں)

الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ

کا خلیفہ اور جانشین بنایا اور تم سے بعض کو بعض پر درجات کے اعتبار سے بلندی عطا فرمائی

لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ

تاکہ جو کچھ تمہیں عطا کیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے بے شک تمہارا پروردگار بہت جلد سزا

۶۹۔ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ۔ الآیہ﴾ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس عادلانہ کلام سے اس روایت کی رکاکت واضح ہو جاتی ہے کہ ﴿ان المیت یعذب ببکاء الحی علیہ﴾ کہ "زندہ کے مردہ پر رونے سے مردہ کو عذاب ہوتا ہے۔"
کرے کوئی اور پھر بھرے کوئی؟

بسوخت عقل ز حیرت کہ
ایں چہ بوالعجبی است؟

الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٦٥﴾

دینے والا اور بے شک وہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا بھی ہے (۱۶۵)

ع ۲۰ ۱۱ ۷

آیاتها ۲۰۶ ‏۷ سُورَةُ الْأَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ ۳۹ ‏رکوعاتها ۲۴

سورۃ اعراف۔ مکی ہے۔ آیات ۲۰۶۔ ۲۴ رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔

الٓمٓصٓ ﴿١﴾ كِتَٰبٌ أُنزِلَ إِلَيْكَ فَلَا يَكُن فِي

الف، لام، میم، ص (۱) یہ ایک کتاب ہے جو آپؐ کی طرف نازل کی گئی ہے لہٰذا تمہارے دل میں اس کی وجہ سے کوئی

صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنذِرَ بِهِۦ وَذِكْرَىٰ

تنگی نہیں ہونا چاہئے۔ (یہ کتاب اس لئے نازل کی گئی ہے) تاکہ آپؐ اس کے ذریعہ سے (لوگوں کو خدا کے عذاب

لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٢﴾ ٱتَّبِعُوا۟ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن

سے) ڈرائیں اور اہل ایمان کے لئے نصیحت اور یاد دہانی ہو (۲) (اے لوگو) جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے

رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ ۗ قَلِيلًا

تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کرو۔ اور اس (پروردگار) کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں (حوالی

مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٣﴾ وَكَم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَٰهَا فَجَآءَهَا

موالی) کی پیروی نہ کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو (۳) اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے انہیں تباہ کر دیا

بَأْسُنَا بَيَٰتًا أَوْ هُمْ قَآئِلُونَ ﴿٤﴾ فَمَا كَانَ دَعْوَىٰهُمْ

پس ہمارا عذاب ان پر راتوں رات آیا یا جب وہ دن میں قیلولہ کر رہے تھے (سو رہے تھے) (۴) جب ہمارا عذاب

إِذْ جَآءَهُم بَأْسُنَآ إِلَّآ أَن قَالُوٓا۟ إِنَّا كُنَّا ظَٰلِمِينَ ﴿٥﴾

ان پر آیا تو اس کے سوا ان کی اور کوئی پکار نہ تھی کہ بے شک ہم ظالم تھے (۵)

فَلَنَسْـَٔلَنَّ ٱلَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ

بے شک ہم ان لوگوں سے بھی باز پرس کریں گے جن کی طرف رسولؐ بھیجے گئے تھے۔ اور خود رسولوںؑ سے

ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿٦﴾ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِم بِعِلْمٍ ۖ وَمَا

بھی پوچھ گچھ کریں گے (۶) پھر ہم پورے علم کے ساتھ ان کے سامنے سب (حالات و واقعات) بیان کریں گے آخر

سورہ اعراف

اس سورہ مبارکہ کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے: قرآن لاریب آسمانی کتاب ہے اور اس کی اتباع کا حکم، میزان عدل پر اعمال کا تولا جانا، ملائکہ اور سجود آدمؑ کا قصہ، خورد و نوش وغیرہ میں میانہ روی کا حکم، جناب نوحؑ اور دیگر انبیاء کے قصص و حکایات، عمل قوم لوط کی مذمت، خدا کے نظر نہ آنے کا بیان، عہد الست یا عالم ذر کا تذکرہ، تلاوت قرآن کے آداب اور نماز باجماعت پڑھنے کا حکم وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصہ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿كِتَٰبٌ أُنزِلَ إِلَيْكَ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم نے اس آیت اور بہت سی دوسری آیتوں میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ قرآن مجید کے نازل کرنے کا ایک مقصد کفار و مشرکین کو برے انجام سے ڈرا کر اسلام کی طرف راغب کرنا ہے اور دوسرا مقصد ایمان لانے والوں کو تذکیر کرنا ہے یعنی پند و موعظہ سے انہیں بیدار کرنا اور اس عہد و پیمان کو یاد دلانا جو وہ اسلام لاتے وقت خاموشی سے اپنے پروردگار سے کر چکے ہیں کہ وہ اپنی زندگیاں اسلامی تعلیمات کے مطابق گزاریں گے اور شیطان کی پیروی نہیں کریں گے۔

كُنَّا غَآئِبِيْنَ ﴿۷﴾ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ

ہم غیر حاضر تو تھے نہیں (۷) اور اس دن وزن (اعمال کا تولا جانا) بالکل حق ہے

ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾

پس جس کے پلے بھاری ہوں گے وہی کامیاب ہوں گے (۸)

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

اور جس کے پلے ہلکے ہوں گے۔ وہ اپنے آپ کو خسارے میں

اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ

مبتلا کرنے والے ہوں گے کیونکہ وہ ناانصافی کرتے تھے (۹) اور ہم نے

مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا

تمہیں زمین میں تمکین دی (اقتدار و اختیار دیا) اور اس میں تمہارے لئے زندگی

مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع وَلَقَدْ ع ۱ / ۸

گزارنے کے سامان فراہم کئے۔ مگر تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو (۱۰) بے شک

خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

ہم نے تمہاری تخلیق کا آغاز کیا اور پھر تمہاری صورت گری کی

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ

اس کے بعد فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ چنانچہ سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس

مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ

کے کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا (۱۱) (خدا نے) فرمایا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا

اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ

تو تجھے کس چیز نے روکا؟ کہ تو سجدہ نہ کرے کہا میں اس (آدمؑ) سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے

وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا

مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے پیدا کیا ہے (۱۲) ارشاد ہوا تو پھر تو یہاں سے نیچے اتر جا

يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ

کیونکہ تجھے یہ حق نہیں ہے کہ تو یہاں رہ کر تکبر و غرور کرے۔ بس یہاں سے نکل جا۔ یقیناً تو

۲۔ ﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۔الآیہ﴾ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ قیامت کے دن اعمال کا تولا جانا برحق ہے مگر اس کی کیفیت ونوعیت میں قدرے اختلاف ہے۔ بعض نے اس سے خدا کا عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا مراد لیا ہے۔ مگر جمہور متکلمین نے اسے غلط قرار دیتے ہوئے اسے اپنے ظاہری مفہوم پر باقی رکھا ہے اور واضح کیا ہے کہ اگر عقائد اسلامیہ اور ظواہر قرآن میں اس طرح تاویلات کا دروازہ کھول دیا گیا تو پھر دین مقدس کا حلیہ ہی بگڑ جائے گا۔

۳۔ ﴿ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا۔الآیہ﴾ یہ سجدہ کس قسم کا تھا؟ اور ابلیس نے کیوں نہ کیا اور اس کے نتیجہ میں کس طرح ملعون ومردود ہوا؟ امور کی تفصیل سورہ بقرہ کی آیت ۳۴ ﴿واذقال للملائكة انی خالق بشراً من طين ۔الآیہ﴾ کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور یہ کہ یہ سجدہ جناب آدم علیہ السلام کو قبلہ بنا کر کو کرایا گیا تھا اور یہ سجدہ تعبیدی تھا تعظیمی نہ تھا لہٰذا اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۴۔ ﴿اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۔الآیہ﴾ شیطان نے حکم خدا کے بالمقابل اپنا قیاس پیش کیا اور نص کے مقابلہ میں ذاتی اجتہاد پیش کیا۔ جس کی وجہ سے ملعون ومردود قرار پایا جس سے معلوم ہوا ہے کہ دین میں قیاس کرنے کی ابتداء ابلیس نے کی۔ چنانچہ کتب فریقین میں امام جعفر صادق علیہ السلام اور اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ﴿اول من قاس براته ابليس... قال جعفر من قاس امر الدين براته قرانه الله يوم القيامه مع ابليس﴾ سب سے پہلے دینی معاملہ میں ابلیس نے قیاس کیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ جو شخص دینی معاملہ میں قیاس کرے گا۔ خدا اسے قیامت کے دن ابلیس کے ساتھ محشور کرے گا۔ (مجمع البیان، البرہان المنار، المراغی، قرطبی وغیرہ)

الصّٰغِرِیْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ اَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾

ذلیلوں میں سے ہے (۱۳) کہا مجھے اس دن تک مہلت دے جب سب لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے (۱۴)

قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ

فرمایا اچھا تو ان میں سے ہے جنہیں مہلت دی گئی ہے (۱۵) کہا چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے

لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ

تو اب میں تیرے سیدھے راستہ پر بیٹھوں گا (۱۶) پھر میں ان کے آگے کی

لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَ

طرف سے اور ان کے پیچھے کی جانب سے اور ان کی داہنی طرف سے اور ان کی بائیں

عَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ

طرف سے آؤں گا (اور انہیں ورغلاؤں گا) اور تو ان میں سے اکثر کو

شٰكِرِیْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ

شکر گزار نہیں پائے گا (۱۷) فرمایا ذلیل اور راندہ ہو کر یہاں سے نکل جا میں

لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ

تجھے اور اسے جو ان میں سے تیری پیروی کرے گا تم سب سے جہنم

اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَیٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

بھر دوں گا (۱۸) اور اے آدمؑ! تم اور تمہاری بیوی دونوں اس بہشت میں رہو

فَكُلَا مِنْ حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ

اور جہاں سے چاہو (اور جو چیز دل چاہے) کھاؤ مگر اس درخت کے پاس نہ جانا۔

فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا

ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے (۱۹) تو شیطان نے (جھوٹی قسم کھا کر)

الشَّیْطٰنُ لِیُبْدِیَ لَهُمَا مَا وٗرِیَ عَنْهُمَا مِنْ

ان دونوں کو وسوسہ میں ڈالا۔ تاکہ ان کے وہ ستر والے مقام جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھے

سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ

ظاہر کر دے اور کہا کہ تمہارے پروردگار نے تمہیں صرف اس لئے اس

۵۔ ﴿وَیٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ۔ الآیہ﴾ پہلے پارہ کی سورہ بقرہ میں قصہ آدمؑ و ابلیس کی تفصیلات بیان کی جا چکی ہیں اور وہیں یہ حقیقت بھی بیان کی جا چکی ہے کہ ﴿لا تقربا ہٰذہ الشجرہ﴾ میں جو نہی ہے وہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے۔ اور جناب آدم علیہ السلام کا اس درخت کا پھل کھانا ترک اولیٰ تھا کوئی گناہ نہیں تھا۔ اور وہ بھی ابلیس کے قسم کھانے کی وجہ سے تھا۔ جناب آدم علیہ السلام نے یہ سوچا بھی نہ تھا کہ کوئی مخلوق اپنے خالق کے نام کی جھوٹی قسم کھانے کی وجہ سے تھا۔ جناب آدم علیہ السلام زمین میں خلیفۃ اللہ بنائے گئے تھے انہیں ایک دن زمین پر آنا تو ضرور تھا۔ البتہ شیطان ان کے جلد آنے کا ایک بہانہ بن گیا اس واقعہ کی تفصیل اور قصہ آدمؑ کی تاویل جمیل دیکھنے کے خواہشمند حضرات ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع فرمائیں۔

الشَّجَرَةِ إِلَّآ أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ

درخت سے روکا ہے کہیں فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے نہ

الْخٰلِدِينَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِينَ ﴿۲۱﴾

ہو جاؤ (۲۰) اور اس نے دونوں سے قسم کھائی کہ میں تمہارے سچے خیرخواہوں میں سے ہوں (۲۱)

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُورٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا

اس طرح اس نے ان دونوں کو فریب سے مائل کر دیا (اور اس طرح جنت کی بلندیوں

سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ

سے زمین کی پستیوں تک پہنچا دیا) پس جب انہوں نے اس درخت کا مزہ چکھا تو ان کے جسم کے چھپے ہوئے حصے

الْجَنَّةِ ۖ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا

نمودار ہوگئے اور وہ جنت کے پتوں کو جوڑ کر اپنے یہ مقام (ستر) چھپانے لگے تب ان کے پروردگار نے ان کو ندا دی۔

الشَّجَرَةِ وَأَقُلْ لَّكُمَآ إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ

کیا میں نے تمہیں اس درخت کے پاس جانے سے منع نہیں کیا تھا؟ اور نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا

مُّبِينٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنْفُسَنَا ۫ وَإِنْ لَّمْ

کھلا ہوا دشمن ہے (۲۲) اس وقت ان دونوں نے کہا۔ اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اور اگر تو

تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِينَ ﴿۲۳﴾

درگزر نہیں کرے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہوں گے (۲۳)

قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي

ارشاد ہوا! تم دونوں (بہشت سے) نیچے اترو۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو

الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ إِلٰى حِينٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ

اور ایک وقت معلوم تک تمہارا زمین میں ہی ٹھکانہ اور سامان زیست ہے (۲۴) (یہ بھی فرمایا)

ع ۱۵ ۹ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ﴿۲۵﴾

اسی زمین میں تم نے جینا ہے اور وہیں مرنا ہے اور پھر اسی سے دوبارہ نکالے جاؤ گے (۲۵)

يٰبَنِيٓ اٰدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِي

اے اولاد آدم! ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کیا ہے جو تمہارے جسم کے قابل ستر حصوں کو

۶۔ ﴿يٰبَنِيٓ اٰدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا ۔الآیہ﴾
خداوند عالم نے یہاں اپنے اس خصوصی انعام کا تذکرہ فرمایا ہے جو اس نے لباس کی صورت میں انسان کو عطا فرمایا ہے۔ سردی وگرمی سے بچنے کیلئے اور پوشیدنی اعضاء کے چھپانے کیلئے۔ یہ انسان کا ایک فطری تقاضا ہے جس کا اظہار وہ مختلف ادوار میں مختلف قسم کے لباس زیب بدن کرکے کرتا رہا ہے مگر سب سے بہترین لباس، لباس تقویٰ ہے۔

مردے خدا شناس کہ تقویٰ طلب بود
خواہی سفید جامہ و خواہی سیاہ باش

سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ

چھپاتا ہے اور (باعث) زینت بھی ہے۔ اور تقویٰ و پرہیزگاری کا لباس یہ سب سے بہتر ہے یہ

ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيْٓ

(لباس بھی) اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں (۲۶) اے اولاد آدم!

اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ

(ہوشیار رہنا) کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں اسی طرح فتنہ میں مبتلا نہ کر دے جس طرح اس نے

اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا

تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوایا تھا اور ان کے جسم سے کپڑے تک اتروا دیئے تھے

لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ

تاکہ ان کے جسم کے قابل ستر حصے ان کو دکھا دے یقیناً وہ (شیطان) اور اس کا قبیلہ تمہیں جس طرح

حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ

اور جہاں سے دیکھتا ہے تم انہیں اس طرح نہیں دیکھ سکتے بے شک ہم نے شیطانوں کو ان کا سرپرست

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً

بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے (۲۷) اور جب وہ کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے

قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ

اپنے آباؤ اجداد کو اسی طریقہ پر پایا ہے اور خدا نے (بھی) ہمیں یہی حکم دیا ہے اے رسولؐ کہیے کہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا

یقیناً کبھی اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا کیا تم اللہ پر ایسی بات کی تہمت لگاتے ہو جو تم

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا

نہیں جانتے؟ (۲۸) اے رسولؐ! کہو میرے پروردگار نے مجھے عدل و انصاف کا حکم دیا ہے اور یہ کہ

وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ

اپنے چہرہ کو سیدھ پر رکھو ہر نماز کے وقت اور اسی کو پکارو دین کو اسی کے لئے خالص کر کے جس طرح اس

الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ۭ فَرِيْقًا هَدٰى

نے پہلی بار تمہیں پیدا کیا تھا اسی طرح تم (اس کے حضور پلٹ) کر جاؤ گے (۲۹) ایک گروہ کو تو اس نے ہدایت دے

۷۔ ﴿اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ۔ الآیہ﴾ شیطان اور اس کی ذریت ہمیں تو دیکھتے ہیں مگر ہم ان کے شفاف ولطیف وناری جسم کی وجہ سے انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ جب دشمن نظر نہ آئے اور اس کی نقل وحرکت پر نگاہ نہ رکھی جا سکے اور ہو بھی طاقتور اور خطرناک تو حزم ودانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی ہر وقت اس مکار دشمن کے مکر و فریب سے ہوشیار اور چوکنا رہے اور اس ذات کی پناہ میں آجائے جو اس دشمن کو بھی اور ساری کائنات کو بھی دیکھ رہا ہے مگر اس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ بے شک شیطان بے ایمان لوگوں کا دوست ہے۔ جبکہ اہل ایمان کا دوست اور سرپرست خداوند عالم ہے جو ﴿یخرجھم من الظلمات الی النور ذٰلك فضل اللہ یؤتیہ من یشاء﴾۔ ﴿ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ﴾ جو خدا پر اعتماد کرتے ہیں خدا ان کو کبھی مایوس نہیں کرتا۔

۸۔ ﴿قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ۔ الآیہ﴾ قسط کے معنی ہیں عدل اور میانہ روی عقیدہ ہو یا عمل، عبادت ہو یا معاملہ، معیشت ہو یا سیاست، خلق ہو یا طرز بود وباش۔ الغرض زندگی کے تمام حالات وواقعات میں اسلام کی تعلیم کا اصل الاصول یہ ہے کہ ہر چیز میں اعتدال اور میانہ روی کا دامن تھاما جائے اور پھر ہر معاملہ میں افراط وتفریط سے دامن کو بچایا جائے اور نماز کے وقت اور نماز کی جگہ اپنے چہرہ کو کعبہ کی طرف سیدھا رکھا جائے اور خلوص نیت کے ساتھ خالصاً اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کی جائے۔ کیونکہ عبادت کی روح رواں کا نام اخلاص ہے۔

وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ ۗ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا

دی ہے اور ایک گروہ پر گمراہی ثبت ہو گئی ہے۔ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر

الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ

شیاطین کو اپنا سرپرست بنا لیا ہے اور پھر وہ (اپنے متعلق) خیال کرتے ہیں کہ

أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ ﴿٣٠﴾ يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ

وہ ہدایت یافتہ ہیں (۳۰) اے اولاد آدمؑ! ہر نماز کے وقت زینت

عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ

کرو اور کھاؤ پیو اور اسراف (فضول خرچی) نہ کرو۔ کیونکہ

لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾ ع قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ ۳ ع ۱۰

وہ بے شک اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۳۱) (اے رسولؐ ان لوگوں سے) کہو کہ

الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۚ قُلْ

اللہ کی زیب و زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہے کس نے حرام کیا ہے؟ اور کھانے کی

هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً

اچھی اور پاکیزہ غذاؤں کو (کس نے حرام کیا ہے؟)! وہ تو دراصل ہیں ہی اہل ایمان کے لئے دنیوی زندگی میں بھی

يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ

اور خاص کر قیامت کے دن تو خالص ان ہی کے لئے ہیں۔ اسی طرح ہم اپنی آیتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں

يَعْلَمُونَ ﴿٣٢﴾ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا

اور ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں (۳۲) تم کہہ دو! میرے پروردگار نے صرف بے حیائی اور

ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ

بدکاری کے کاموں کو حرام قرار دیا ہے خواہ ظاہری ہوں یا باطنی اور اثم (ہر گناہ یا شراب) کو اور کسی

وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ

پر ناحق زیادتی کو اور یہ کہ کسی کو اللہ کا شریک بناؤ جس کے لئے اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور

تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٣﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ

یہ کہ اللہ کے بارے میں کوئی ایسی بات کہو جس کا تمہیں علم و یقین نہ ہو (۳۳) اور ہر امت (قوم)

۹۔ ﴿يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا۔ الآیه﴾ اگرچہ نماز میں مرد کیلئے واجبی لباس صرف اس قدر ہے جس سے ستر عورتین ہو جائے (آگاہ پیچھا ڈھپ جائے) اور عورت کیلئے اس قدر لازم ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے سوا باقی پورے بدن کا ستر ہو مگر لفظ زینت سے جو کچھ مستفاد ہوتا ہے (اگرہ بطور استحباب ہی سہی) وہ یہ ہے کہ آدمی اپنی حیثیت کے مطابق مکمل اور عمدہ لباس زیب بدن کرے۔ آخر رب العالمین کی بارگاہ میں حاضری دینی ہے۔ بعض اخبار کے مطابق اس سے نماز پڑھتے وقت ڈارھی میں کنگھی کرنا اور خوشبو لگانا مراد ہے۔

۱۰۔ ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ۔ الآیه﴾ خداوند عالم نے نماز کے وقت زینت کرنے کا حکم دے کر یہ سوال کیا ہے کہ اللہ کی زینت اور پاکیزہ چیزوں کے استعمال کو کس نے حرام کیا ہے؟ جبکہ بموجب خلق لکم ما فی الارض جمیعا سب کچھ انسان اور بالخصوص اہل ایمان کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ تو وہ انہیں استعمال کیوں نہ کرے؟ اس سے جہاں رہبانیت پر کاری ضرب لگتی ہے وہاں صوفیہ کے خلاف فطرت نظریہ کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو حلال اور مباح چیزوں کے استعمال کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا بے شک کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو۔ ﴿انه لایحب المسرفین﴾۔ البتہ خدا نے ظاہری اور باطنی بے حیائی اور بدکاری کے کاموں کو حرام قرار دیا ہے جن کی تفصیل سورہ انعام کی آت نمبر ۱۵۲ کی تفسیر میں بیان کی جا چکی ہے۔

۱۱۔ ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ۔ الآیه﴾ جس طرح افراد کی زندگی ایک پیمانہ مقرر ہوتا ہے ان کے سن و سال، ایام و ماہ اور خوشی و غم کا بھی میزانیہ مقرر ہوتا ہے۔ لہٰذا جب کوئی آدمی اپنی مدت پوری کر لیتا ہے تو پھر دار فانی کو چھوڑ کر دار جاودانی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اسی طرح مختلف امتوں اور قوموں کیلئے بھی ایک اجل مقرر ہوتی ہے۔ مگر ان کے

زوال وفنا کا پیمانہ ان کا ایمان و بے ایمانی اور نیک عمل اور بدعملی ہوتا ہے جب ان کا وجود زمین پر بوجھ بن جائے تو پھر ان کی زندگی کی کشتی غرق کر دی جاتی ہے۔ بابی و بہائی فرقہ باطلہ کا امت سے دین ومذہب مراد لینا اور پھر اس سے اسلام کا خاتمہ اور دین باب و بہا کا آنا مراد لینا تفسیر بالرائے کی بدترین مثال ہے۔ اسی طرح ﴿یابنی آدم اما یاتینکم .الآیہ﴾ سے پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوگ مراد نہیں ہیں تاکہ اس سے اجراء نبوت پر استدلال کیا جائے بلکہ جناب آدم علیہ السلام سے لے کر جناب خاتمؐ تک پوری اولاد آدمؑ مخاطب ہے جیسا کہ آیات کا تسلسل اس کا شاہد ہے اور اس کا خطاب امت محمدیہؐ سے ہرگز نہیں ہے۔ جیسا کہ امت مرزائیہ کا خیال ہے۔

أَجَلٌ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً
کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے پس جب وہ مقررہ وقت آجاتا ہے تو نہ وہ ایک ساعت کے لئے پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور
وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٤﴾ يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ
نہ ایک ساعت آگے بڑھ سکتے ہیں (۳۴) اے اولاد آدمؑ اگر تمہارے پاس تم ہی سے میرے کچھ رسولؐ
رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي ۙ فَمَنِ اتَّقَىٰ
آئیں جو تمہیں میری آیات پڑھ کر سنائیں (اور میرے احکام تم تک پہنچائیں) تو جو شخص پرہیزگاری
وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٥﴾
اختیار کرے گا اور اپنی اصلاح کرے گا۔ ان کیلئے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۳۵)
وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا
اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے اور ان کے مقابلہ میں تکبر کریں گے
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٦﴾ فَمَنْ
وہی لوگ جہنم والے ہوں گے جو اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (۳۶) اور اس
أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ
شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے (خود جھوٹی باتیں گھڑ کر اس کی طرف
أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُمْ مِنَ الْكِتَابِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا
منسوب کرے) یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے، ایسے لوگوں کو نوشتہ کتاب (اپنے مقدر) کا حصہ تو ملے گا
جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوا أَيْنَ مَا
لیکن جب ان کے پاس ہمارے فرستادہ (فرشتے) ان کی روحوں کو قبض کرنے کے لئے آئیں گے
كُنْتُمْ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا
تو وہ ان سے کہیں گے۔ (آج) وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے؟ وہ جواب دیں گے
وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ﴿٣٧﴾
کہ وہ تو ہم سے غائب ہو گئے اور وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ بے شک وہ کافر تھے (۳۷)
قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ
ارشاد ہوگا تم بھی اسی جہنم میں داخل ہو جاؤ جس میں تم سے پہلے گزرے ہوئے جن وانس کے گروہ داخل ہو چکے

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ

ہیں (اور) جب بھی کوئی (جہنم میں) داخل ہو گا تو اپنے ساتھ (پیش رو) گروہ پر لعنت کرے گا۔

اُخْتَهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ

یہاں تک کہ جب سب وہاں جمع ہو جائیں گے (سب داصل جہنم ہو جائیں گے)

اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰۤؤُلَاۤءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ

تو بعد والا گروہ پہلے گروہ کے بارے میں کہے گا اے پروردگار! انہوں نے ہمیں

عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ۬ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ

گمراہ کیا تھا اس لئے انہیں دوزخ کا دوگنا عذاب دے۔ ارشاد ہو گا ہر ایک کے لئے دونا عذاب ہے

لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا

لیکن تم جانتے نہیں ہو (۳۸) اور ان کا پہلا گروہ دوسرے گروہ سے کہے گا۔ کہ (اگر ہم مستوجب الزام تھے)

كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

تو پھر تم کو ہم پر کوئی فضیلت تو نہ ہوئی؟ بس (ہماری طرح) تم بھی اپنے کئے کی

بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ع ۸ / ۱۱

پاداش میں عذاب کا مزہ چکھو (۳۹) یقیناً جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے

وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاۤءِ

مقابلہ میں تکبر و غرور کیا ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے

وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ

اور اس وقت تک وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہیں

الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ

گزر جائے گا ہم اسی طرح مجرموں کو بدلہ دیا کرتے ہیں (۴۰) ان کا بچھونا بھی

جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ

جہنم کا ہو گا اور اوپر سے اوڑھنا بھی جہنم کا۔ ہم اسی طرح ظالموں کو

نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

بدلہ دیتے ہیں (۴۱) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ہم کسی نفس کو

۱۲؎ ﴿قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ ۔الآیہ﴾ مفسرین نے اس آخری اور اولیٰ سے پچھلے اور پہلے زمانے والے دوزخی مراد لئے ہیں اور بعض نے آخری سے تابع اور مرید اور پہلے سے متبوع اور پیر مراد لئے ہیں جو دنیا میں ایک دوسرے کے گن گاتے تھے آج ایک دوسرے کو آمنے سامنے دیکھ کر ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ اور ایک دوسرے سے بیزاری ظاہر کریں گے۔

۱۳؎ ﴿حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ ۔الآیہ﴾ جن لوگوں نے خدا کی آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں غرور و تکبر کیا وہ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکہ سے نہیں گزر جائے گا اسے تعلیق الامر علی المحال کہا جاتا ہے جو کسی امر کے محال اور ناممکن ہونے کا استعارہ ہے۔ الغرض دوزخ کے عذاب کا مختصر بیان یہ ہے کہ دوزخی کے نیچے آگ کا فرش ہوگا اور اسکے اوپر آگ کا اوڑھنا اور آسمان کے دروازے بند ہوں گے اور جنت میں داخلہ ناممکن ہوگا۔ (العیاذ باللہ)

الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۫ اُولٰٓئِكَ
اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے یہی لوگ جنتی ہیں وہ اس میں
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا
ہمیشہ رہیں گے (۴۲) اور جو کچھ ان کے دلوں میں کدورت ہو گی
فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ
ہم اسے باہر نکال دیں گے ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ شکر کرتے ہوئے
وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۖ وَمَا كُنَّا
کہیں گے ہر قسم کی تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں اس منزل مقصود تک پہنچایا اور ہم کبھی
لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ
یہاں تک نہیں پہنچ سکتے تھے اگر وہ ہمیں نہ پہنچاتا۔ یقیناً ہمارے پروردگار کے رسولؐ
رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۖ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا
حق کے ساتھ آئے اور انہیں ندا دی جائے گی کہ یہ بہشت ہے جس کے تم اپنے ان اعمال کی بدولت
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ
وارث بنائے گئے ہو۔ جو تم انجام دیا کرتے تھے (۴۳) اور جنتی لوگ دوزخیوں کو ندا دیں گے
اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا
کہ ہمارے پروردگار نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا اس کو ہم نے تو سچا پا لیا ہے کیا تم نے بھی اس وعدہ کو
حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۖ قَالُوْا
جو تمہارے پروردگار نے تم سے کیا تھا سچا پایا ہے؟ وہ (جواب میں) کہیں گے
نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى
ہاں تب ایک منادی ان کے درمیان ندا کرے گا کہ خدا کی لعنت ان
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
ظالموں پر (۴۴) جو اللہ کی راہ سے (لوگوں کو) روکتے رہے ہیں
وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾
اور اس میں کجی تلاش کرتے رہے ہیں۔ اور وہ آخرت کا انکار کرتے رہے ہیں (۴۵)

النصف

وقف لازم

۱۴۔ ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ۔ الآیہ﴾ جنت میں داخل ہونے والوں کے دلوں میں جو کدورت ہوگی وہ نکال دی جائے گی۔ کینہ و کدورت تو اہل ایمان کے دلوں میں ہوتی ہی نہیں جسے نکالا جائے تو اس کدورت سے کیا مراد ہے؟ بظاہر اس سے وہ کدورت مراد ہے جو ذاتی اور دنیاوی معاملات کے متعلق ہے جو بعض اوقات کسی غلط فہمی اور سوئے تفاہم کی وجہ سے پرہیزگار لوگوں کے دلوں میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ تو جنت میں داخل سے پہلے اس کے گرد و غبار کو ان کے آئینہ قلب و دماغ سے صاف کر دیا جائے گا۔ بہر حال اس سے مراد وہ کدورت نہیں جو باہمی بغض و حسد اور دینی عداوت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ اہل ایمان کی شان سے بعید ہے۔

۱۵۔ ﴿وَنُوْدُوْٓا۔ الآیہ﴾ جب اہل بہشت جنت کے حصول کو از راہ عبودیت و بندگی خدا کی توفیق اور اس کے فضل و کرم کا نتیجہ قرار دیں گے تو ان کو ندا دی جائے گی کہ تم جو بہشت کے وارث قرار دیئے گئے ہو یہ تمہارے اچھے اعمال کا صلہ ہے جو تم نے انجام دیئے۔ یہ تم پر کوئی مفت کا احسان نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجر و ثواب بندے کا حق ہے محض تفضل نہیں ہے۔ ہاں البتہ عفو و درگزر اس کا فضل ہے۔

۱۶۔ ﴿فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ۔ الآیہ﴾ جب جہنمی نزول عذاب کا اعتراف کریں گے تو ایک منادی ندا دے گا کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہو۔ یہ منادی کون ہوگا؟ ایک قول یہ ہے کہ وہ داروغہ جہنم ہوگا۔ مگر حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: الموذن امیر المومنین علی علیہ السلام (مجمع البیان)۔ برادران اسلامی کے عالم ابوالقاسم حسکانی نے باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا: ﴿فانا ذلك الموذن﴾

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ

اور ان دونوں (بہشت و دوزخ) کے درمیان پردہ ہے (حد فاصل ہے) اور اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے

يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ ۚ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ

جو ہر ایک کو اس کی علامت سے پہچان لیں گے۔ اور وہ بہشت والوں کو پکار کر کہیں گے کہ تم

أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ﴿٤٦﴾

پر سلام ہو اور یہ لوگ (ابھی) اس میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے۔ حالانکہ وہ اس کی خواہش رکھتے ہوں گے (۴۶)

وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ

اور جب ان کی نگاہیں دوزخ والوں کی طرف پھریں گی تو کہیں گے

قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤٧﴾ ع ۵ ۸ ۱۲

اے ہمارے پروردگار! ہمیں ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کر (۴۷)

وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ

اور پھر اعراف والے لوگ (دوزخ والے چند آدمیوں کو) آواز دیں گے جنہیں وہ

بِسِيمَاهُمْ قَالُوا مَا أَغْنَىٰ عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا

علامتوں سے پہچانتے ہوں گے۔ کہ آج تمہاری جمعیت اور تمہارا غرور و پندار کچھ کام نہ آیا

كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٤٨﴾ أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ

اور تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچایا (۴۸) (پھر کچھ مستحقین جنت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہیں گے) کیا یہی وہ لوگ ہیں

لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ ۚ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ

جن کے متعلق تم قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ اللہ ان تک اپنی کچھ بھی رحمت نہیں پہنچائے گا۔ (پھر ان مستحقین جنت

عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٤٩﴾ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ

سے کہیں گے) تم بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ نہ تم پر کوئی خوف ہے اور نہ ہی تم مغموم ہو گے (۴۹) اور دوزخ والے

النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ

بہشت والوں کو پکاریں گے کہ تھوڑا سا پانی یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھانے کے لئے عطا فرمایا ہے

الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ۚ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ

اس میں سے کچھ ہماری طرف انڈیل دو وہ (جواب میں) کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں چیزیں

۱۷۔ ﴿وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ۔ الآیہ﴾ اعراف عرف کی جمع ہے جس کے معنی بلند جگہ کے ہیں بنا بر مشہور یہ جنت و جہنم کے درمیان ایک جگہ ہے جسے قرآن و سنت میں مختلف ناموں سے یاد کیا گیا ہے جیسے اعراف حجاب اور سور وغیرہ یہ ایک ایسا مقام ہے جہاں نہ کوئی خاص چین و سکون ہے اور کوئی خاص تکلیف۔ اعراف والے لوگ کون ہیں؟ مشہور قول دو ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ وہاں وہ لوگ ہوں گے جن کی اچھائیاں اور برائیاں برابر ہوں گے اور میزان عدل میں دونوں پہلے برابر ہوں گے اور بالآخر خدا کے فضل و کرم اور اس کی رحمت واسعہ سے جنت میں داخل ہوں گے (الکافی والصافی عن الصادق علیہ السلام) دوسرا قول یہ ہے کہ ان سے مراد ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں جو ہر شخص کو اس کی علامت سے دیکھ کر پہچان لیں گے کہ وہ جنتی ہے یا جہنمی ہے؟ اس مضمون کی متعدد حدیثیں مروی ہیں کہ ﴿ھم آل محمد علیھم السلام لا یدخل الجنة الا من عرفھم وعرفوه ولا یدخل النار الا من انکرھم وانکروه﴾ اصحاب اعراف سے مراد آل محمد علیہم السلام ہیں۔ جنت میں وہی داخل ہوگا جسے یہ حضرات پہچانتے ہوں گے اور وہ ان کو پہچانتا ہوگا اور جہنم میں وہی جائے گا جو ان کو نہیں پہچانتا ہوگا۔ اور وہ اسے نہیں پہچانتے ہوں گے۔ (مجمع البیان وصافی) اور بعض روایات میں انبیاء و اوصیاء مراد لئے گئے ہیں جو دوزخیوں کی زجر و توبیخ کریں گے اور کمزور اہل اعراف کی مدد کرتے ہوئے ان کی شفاعت کر کے اور ان منزل سے گزرا کر انہیں جنت میں داخل کریں گے۔ اور اس مرحلہ کے طے ہو جانے کے بعد وہ انبیاء و اوصیاء جنت الفردوس میں داخل ہو جائیں گے۔

۱۸۔ ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي۔ الآیہ﴾ اس آیت سے صفات ظاہر ہے کہ خدا خالق ارض وسماء ہے وہی رب العالمین ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور رب نہیں ہے۔ پیدا کرنا

حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا

کافروں پر حرام کر دی ہیں (۵۰) جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا تھا اور

دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ

جنہیں زندگانی دنیا نے دھوکہ دیا تھا آج ہم بھی انہیں اسی طرح بھلا دیں گے

فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ

جس طرح انہوں نے آج کے اس دن کی حاضری کو بھلا دیا تھا۔ اور جیسے

وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ

وہ ہماری آیتوں کو برابر جھٹلاتے رہے تھے (۵۱) اور بے شک ہم ان کے پاس ایک ایسی

بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ

کتاب لائے ہیں جسے ہم نے پورے علم کے ساتھ خوب واضح کردیا ہے اور جو ایمان لانے والوں

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ

کے لئے برابر ہدایت ورحمت ہے (۵۲) کیا یہ لوگ اس (قرآن کی دھمکی) کے انجام کار کا انتظار کر رہے ہیں؟ (کہ

تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ

سامنے آئے) حالانکہ جس دن اس کا انجام سامنے آئے گا تو وہی لوگ جنہوں

رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ

نے پہلے اس کو بھلایا ہوگا کہیں گے بے شک ہمارے پروردگار کے رسولؐ ہمارے پاس سچائی کے ساتھ آئے تھے تو کیا

فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا

آج ہمارے لئے کچھ سفارشی ہیں؟ جو ہماری سفارش کریں یا (یہ ممکن ہے کہ) ہمیں دوبارہ واپس بھیج دیا جائے تا کہ جو

نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا

کچھ ہم (پہلے) کیا کرتے تھے اس کے خلاف کچھ اور (نیک عمل) کریں؟ یقیناً انہوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال

ع ۶ ۱۳ كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ

دیا اور وہ افترا پردازیاں جو وہ کیا کرتے تھے جو آج ان سے گم ہوگئیں (۵۳) بے شک تمہارا پروردگار وہی اللہ ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش کی جانب متوجہ ہوا (اور

اور حکم دینا یا تدریجی عمل اور فوری عمل اسی سے مخصوص ہے قابل غور بات یہ ہے کہ یہاں چھ دنوں سے کیا مراد ہے؟ اس میں مفسرین اسلام کے درمیان سخت اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے تحقیقی چھ دن نہیں بلکہ تقدیری چھ دن مراد ہیں یعنی زمین و آسمان کی خلقت پر اتنا وقت صرف ہوا کہ اگر اس کا تجزیہ کیا جائے تو چھ دن بنتے ہیں اور بعض نے اس سے چھ دور مراد لئے ہیں یعنی خدائے حکیم نے ساری کائنات ایک دم پیدا نہیں کی بلکہ چھ مراحل سے گزار کر پیدا کی ہے وغیرہ وغیرہ۔

۱۹۔ ﴿ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ۔ الآیہ﴾ چونکہ عرش کے لغوی معنی ہیں سریر الملك یعنی کسی بادشاہ کا پایہ تخت اس لئے بعض ظاہر بینوں کو اشتباہ ہوا اور خدا کو دنیاوی بادشاہوں کی طرح عرش پر بٹھا دیا۔ حالانکہ یہ مفہوم غلط ہے۔ بلکہ یہاں عرش کے ایک اور مناسب معنی مراد ہیں جو لغت عرب اور اصطلاح شرع شریف کے مطابق یہاں موزوں ہیں اور وہ ہیں مملکت خداوندی۔ بنابریں استوا علی العرش کا مفہوم یہ ہوگا کہ خدا زمین و آسمان پیدا کرکے سلطنت پر قابض و غالب ہوا یعنی کائنات ارضی و سماوی پیدا کرکے خدا اس سے علیحدہ نہیں ہو گیا۔ بلکہ اپنی مملکت کے امور کا انتظام و انصرام بھی خود کرتا ہے۔ ﴿الا له الخلق و الامر﴾

عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ

کائنات کے اقتدار اعلیٰ پر قابض ہوا) جو رات سے دن کو ڈھانپ لیتا ہے۔ کہ اسے تیزی کے ساتھ جا پکڑتی ہے۔ اور

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ

جس نے سورج چاند اور ستاروں کو پیدا کیا۔ کہ وہ سب طبعی طور پر اس کے حکم کے تابع ہیں خبردار!

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾

پیدا کرنا اور حکم دینا اس سے مخصوص ہے۔ بابرکت ہے اللہ جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے (۵۴)

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ

اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا کرو بے شک وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو

الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ

دوست نہیں رکھتا (۵۵) اور زمین میں اس کی اصلاح کے

اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ

بعد فساد برپا نہ کرو اور خدا سے خوف اور امید کے ساتھ دعا کرو۔ بے شک

اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

اللہ کی رحمت نیکوکاروں سے قریب ہے (۵۶) وہ وہی (خدا) ہے جو اپنی رحمت

يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰٓى

(بارش) سے پہلے ہواؤں کو خوش خبری کے لئے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بھاری

اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ

بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم انہیں کسی مردہ بستی کی طرف ہانک کر لے جاتے ہیں اور

فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ

پھر وہاں پانی برسا دیتے ہیں۔ اور پھر ہم اس کے ذریعہ سے طرح طرح کے پھل نکالتے ہیں

كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

اسی طرح ہم مردوں کو (بھی زندہ کرکے) باہر نکالیں گے شاید کہ تم عبرت اور نصیحت حاصل کرو (۵۷)

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ

اور جو زمین عمدہ و پاکیزہ ہوتی ہے خدا کے حکم سے اس کی نبات (پیداوار) خوب نکلتی ہے اور جو خراب اور ناکارہ ہوتی

۲۰۔ ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ۔ الآیہ﴾ جب یہ تسلیم کرلیا جائے کہ کائنات ارضی و سماوی کا خالق بھی خدا ہے اور مالک و مدبر و منتظم اعلیٰ بھی وہی تو اس عقیدہ کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ دعا بھی اسی سے مانگنی چاہیے اور وہ بھی عجز و انکسار اور تضرع و زاری کے ساتھ اور چپکے چپکے کیونکہ خدا قریب بھی ہے اور سمیع و بصیر بھی اس طرح چلا چلا کر نہ مانگی جائے جیسے خدا اونچا سنتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

۲۱۔ ﴿وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ۔ الآیہ﴾ مشاہدہ شاہد ہے کہ زمینیں ایک جیسی نہیں ہوتیں بلکہ بعض زرخیز اور بعض شور اور بنجر۔ اسی طرح انسانی دل و دماغ بھی یکساں نہیں ہوتے۔ ہر شخص قرآن و سنت سے اپنی قلبی و ذہنی صلاحیت کے مطابق اثر لیتا ہے۔ بعض کتابوں میں مروی ہے کہ ایک بار ایک دشمن اہل بیتؑ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے پوچھا کہ جب قرآن میں ہر چیز کا ذکر موجود ہے تو پھر اس میں آپ کی گھنی اور میری ہلکی ڈاڑھی کا ذکر کہاں ہے؟ امام علیہ السلام نے یہی آیت پڑھی: ﴿وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ۔ الآیہ﴾ (مناقب شہر ابن آشوب)

خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ

ہے تو اس کی پیداوار بھی خراب اور بہت کم نکلتی ہے ہم اسی طرح شکرگزار قوم کے لئے اپنی نشانیاں

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا ع ۷ ۵ ۱۴

الٹ پھیر کر بیان کرتے ہیں(۵۸) ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف (رسولؑ بنا کر)

اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

بھیجا۔ تو انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا

اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

کوئی اللہ نہیں ہے۔ یقیناً مجھے تمہاری نسبت ایک بڑے سخت دن(قیامت) کے عذاب کا

عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ

اندیشہ ہے (۵۹) ان کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تو تم کو کھلی ہوئی

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ

گمراہی میں دیکھتے ہیں (۶۰) نوحؑ نے کہا اے میری قوم! مجھ میں کوئی

وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ

گمراہی نہیں ہے بلکہ میں تو سارے جہانوں کے پروردگار کا رسولؑ ہوں(۶۱) تمہیں اپنے

رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا

پروردگار کے پیغامات پہنچاتا ہوں (اور تمہاری خیر خواہی کے لئے) تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اور اللہ کی طرف سے وہ

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ

کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۶۲) کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے

رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا

تمہاری اپنی قوم کے ایک شخص کے پاس وعظ و نصیحت کا پیغام آیا ہے تاکہ وہ تمہیں (خدا کے عذاب سے) ڈرائے!

وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ

اور تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے (۶۳) (مگر) ان لوگوں نے انہیں جھٹلایا (جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ)

مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ

ہم نے انہیں اور جو کشتی میں ان کے ساتھ تھے ان کو نجات دی اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کو

۲۲۔﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا۔ الآیہ﴾ جناب نوح علیہ السلام پانچ اولوالعزم رسولوں میں سے پہلے اولی العزم رسول ہیں اور دوسرے ابوالبشر ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب دسویں پشت میں حضرت آدم علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ تبلیغ رسالت کے سلسلہ میں ان کی طویل جدوجہد بے مثال ہے یعنی ساڑھے نوسو سال۔ اس کے نتائج بہت ہی ناقابل رشک بلکہ مایوس کن ہیں۔ تمام انبیاء و مرسلین کی طرح آپ کی دعوت حق کا بھی مرکز نقطہ خدا کی وحدانیت اس کی عبادت اور شرک کے خلاف آواز بلند کرنا تھا۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے:﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْۤ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ ہم نے آپ سے پہلے جو بھی پیغمبر بھیجا اسے یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ بس میری ہی عبادت کرو۔ (القرآن) چنانچہ آپ نے اپنی قوم سے یہی فرمایا: اے میری قوم خدا کی عبادت کرو۔ اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ہے اور اگر تم شرک سے باز نہ آئے تو مجھے ایک ہولناک دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ پھر قوم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اور کس طرح ایذا رسانی کی؟ مگر آپ نے کس طرح پورے سکینہ و وقار اور ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ اپنے مشن کی تبلیغ جاری رکھی۔ مگر انجام کار کس طرح بددعا کی اور خدا نے ان کی قوم کو غرق کیا۔ یہ تاریخ انبیاء کا حصہ ہے اور ہر کہ ومہ کو معلوم ہے۔

ع ۸ ۱۵

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ۝٦٤ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ

غرق کر دیا بے شک وہ اندھے (بے بصیرت) لوگ تھے (۶۴) اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے (قومی) بھائی

هُودًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ

ہودؑ کو بھیجا۔ انہوں نے کہا! اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ آخر تم

غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝٦٥ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا

پرہیزگاری اختیار کیوں نہیں کرتے؟ (۶۵) ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا

مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ

ہم تمہیں حماقت میں مبتلا دیکھتے ہیں اور ہم تمہیں جھوٹا

مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝٦٦ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ

خیال کرتے ہیں (۶۶) ہودؑ نے کہا! اے میری قوم، مجھ میں کوئی حماقت نہیں ہے

وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝٦٧ أُبَلِّغُكُمْ

بلکہ میں تو سارے جہانوں کے پروردگار کا رسولؑ ہوں (۶۷) تمہارے پروردگار کے

رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ۝٦٨ أَوَعَجِبْتُمْ

پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہارا امانتدار ناصح ہوں (۶۸) کیا تمہیں !اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے

أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنْكُمْ

پروردگار کی طرف سے تمہاری اپنی قوم کے ایک شخص کے پاس وعظ و نصیحت کا پیغام آیا ہے تاکہ وہ تمہیں

لِيُنْذِرَكُمْ ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ

(خدا کے عذاب سے) ڈرائے اور یاد کرو (خدا کے اس احسان کو) کہ اس نے تمہیں

بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً ۖ

قوم نوحؑ کے بعد ان کا جانشین بنایا۔ اور (تمہاری) خلقت میں یعنی قوت و طاقت اور قد و قامت میں زیادتی اور

فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝٦٩ قَالُوا

وسعت عطا کی پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم (ہر طرح) فلاح پاؤ (۶۹) انہوں نے کہا (اے ہودؑ)

أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ

کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور ان (معبودوں) کو

۲۳۔ ﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا. الآیہ﴾ اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے قومی بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ جناب ہودؑ حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت سے تھے۔ آپ سامی نسل کے قدیم ترین پیغمبروں میں سے تھے۔ آپ نے بھی اپنے جدِ اعلیٰ جناب نوح کی طرح اپنی قوم کو بڑی جد و جہد سے تبلیغ کی مگر قوم اپنی ضلالت و گمراہی سے باز نہ آئی اور آخر خدا نے اسے ہلاک کر دیا۔

۲۴۔ ﴿أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي. الآیہ﴾ میں تمہیں اپنے پروردگار کے پیغامات پہنچاتا ہوں۔ کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ جناب نوح علیہ السلام اور جناب ہود علیہ السلام کسی طمع و لالچ کے بغیر بے لوث اور جان توڑ تبلیغ کرتے ہیں اور اپنی گمراہ قوموں کو راہ راست پر لانے کیلئے دن رات علانیہ بھی اور خفیہ بھی تبلیغ کرتے ہیں۔ مگر قوم جواب میں ان کو گمراہ قرار دیتی ہے، دیوانہ کہتی ہے اور جادوگر اور احمق کہتی ہے۔ اور یہ حضرات بڑے تحمل و بردباری کے ساتھ اور انتہائی نرم لہجہ میں جواب دیتے ہیں اے میری قوم! میں گمراہ نہیں ہوں، دیوانہ نہیں ہوں اور جادوگر نہیں ہوں بلکہ تمہارے پروردگار کا رسول ہوں اس کے پیغامات پہنچاتا ہوں۔ اس میں داعیانِ حق کیلئے درس عبرت موجود ہے کہ انہیں قوم کی توہین آمیز جوابی کاروائی کے باوجود اپنے مقدس مشن کر جاری رکھنا چاہیے۔ ع

ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں

يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ

چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے چلے آئے ہیں اگر تم سچے ہو تو۔ ہمارے پاس لاؤ وہ (عذاب) جس

الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ قَدۡ وَقَعَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ

کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو (۷۰) اس (ہودؑ) نے کہا (سمجھ لو کہ) تمہارے پروردگار کی طرف

رِجۡسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوۡنَنِىۡ فِىۡۤ اَسۡمَآءٍ

سے تم پر عذاب اور غضب نازل ہو گیا ہے کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں

سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا

جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (از خود) رکھ لئے ہیں۔ جن کے متعلق اللہ نے کوئی

مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوۡۤا اِنِّىۡ مَعَكُمۡ مِّنَ

سند نازل نہیں کی۔ اچھا تو پھر تم (خدا کے عذاب کا) انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے

الۡمُنۡتَظِرِيۡنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ

والوں میں سے ہوں (۷۱) پس (آخر کار) ہم نے اپنی رحمت سے انہیں اور ان کے ساتھیوں

مِّنَّا وَقَطَعۡنَا دَابِرَ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَمَا

کو نجات دی (بچا لیا) اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان لانے والے نہیں تھے

ع ۹ ۸ ۱۶ كَانُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۷۲﴾ ع وَاِلٰى ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا ۘ

ان کی جڑ ہی کاٹ دی (۷۲) اور قوم ثمود کی طرف ان کے (قومی) بھائی صالحؑ کو بھیجا۔

قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ

انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے تمہارے پروردگار کی طرف

قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ بَيِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ

سے (میری صداقت کا) ایک خاص معجزہ آچکا ہے جو یہ اللہ کی خاص اونٹنی ہے جو تمہارے لئے ایک

لَكُمۡ اٰيَةً فَذَرُوۡهَا تَاۡكُلۡ فِىۡۤ اَرۡضِ اللّٰهِ وَلَا

(قدرتی) نشانی (معجزہ) ہے اسے کھلا چھوڑ دو کہ خدا کی زمین میں چرتی پھرے۔ اور (خبردار) اسے برے ارادے

تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ فَيَاۡخُذَكُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۷۳﴾

سے ہاتھ نہ لگانا (اسے تکلیف نہ پہنچانا) ورنہ دردناک عذاب تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گا (۷۳)

۲۵۔ ﴿وَاِلٰى ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا۔ الآیہ﴾ جناب صالح علیہ السلام شمالی عرب کے ایک قدیم ترین پیغمبر کا نام ہے جن کا زمانہ جناب ہود علیہ السلام کے بعد کا ہے وہ جس قوم کی طرف بھیجے گئے اس کا نام اپنے جد کے نام پر ثمود تھا۔ جس کا سلسلہ نسب پانچویں پشت سے جناب نوح علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ جناب صالح علیہ السلام اسی ثمود کی نسل سے تھے۔ جناب صالح علیہ السلام نے بھی قوم کو وہی دعوت دی جو ان کے بھائی بند انبیاء و مرسلین دیتے چلے آئے تھے یعنی خدا کی وحدانیت کا اقرار اور اس کی عبادت کرنے اور شرک ترک کرنے کی تبلیغ مگر چند غریب غرباء کے سوا کوئی ایمان نہ لایا۔ جناب صالح علیہ السلام نے بطور معجزہ ناقہ پیش کی جس کا قرآن میں کئی جگہ تذکرہ موجود ہے جو ایک چٹان سے اس طرح پیدا ہوئی جس طرح کوئی حیوان شکم مادر سے پیدا ہوتا ہے پھر اس کا ایک بچہ بھی پیدا ہوا۔ مگر قوم کے سرکش اور سازشی لوگوں نے ایک گہری سازش کے تحت قیدار نامی ایک شقی شخص کے ہاتھ سے اس ناقہ کی کونچیں کاٹ کر اسے قتل کرا دیا۔ اس واقعہ کے تیسرے دن ان پر ایسا عذاب نازل ہوا جس نے ان کا نام و نشان مٹا دیا۔

وقف لازم

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ

اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ نے تمہیں قوم عاد کا جانشین بنایا۔ اور تمہیں

وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا

زمین میں رہنے کے لئے ٹھکانہ دیا کہ تم نرم اور ہموار زمین میں

قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا

محلات بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش کر مکانات بناتے ہو۔ سو اللہ کی

اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿٧٤﴾

نعمتوں کو یاد کرو۔ اور زمین میں فساد مت پھیلاتے پھرو (٧٤)

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ

قوم کے بڑے لوگوں نے جو متکبر تھے۔ ان کمزور لوگوں سے کہا جو ایمان لائے تھے۔

اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ

کیا تم جانتے ہو صالحؑ واقعی اپنے پروردگار کی طرف سے بھیجے

صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ

ہوئے (رسولؐ) ہیں انہوں نے کہا بے شک ہم تو اس (پیغام) پر ایمان لائے جسے دے

بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿٧٥﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا

کر ان کو بھیجا گیا ہے (٧٥) (یہ سن کر) متکبر مزاج بڑے کہنے لگے کہ جس چیز پر

بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ

تم ایمان لائے ہو ہم اس کے کافر و منکر ہیں (٧٦) پھر انہوں نے اس اونٹنی کو پے کر

وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا

دیا (اس کی کونچیں کاٹ دیں) اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی و سرتابی کی اور کہا اے صالحؑ! اگر تم

بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٧٧﴾

رسولوںؑ میں سے ہو تو پھر ہمارے پاس لاؤ وہ (عذاب) جس کی ہمیں دھمکی دیتے ہو (٧٧)

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ

پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے

جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ

رہ گئے (۷۸) پس وہ (صالحؑ) یہ کہتے ہوئے وہاں سے منہ موڑ کر نکل گئے اے میری قوم!

اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ

میں نے تمہیں اپنے پروردگار کا پیغام پہنچا دیا اور تم کو نصیحت کی مگر تم نصیحت کرنے والے

لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ

خیر خواہوں کو پسند ہی نہیں کرتے (۷۹) اور ہم نے لوطؑ کو بھیجا انہوں نے اپنی قوم سے کہا

اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ

کہ تم ایسا بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ ایسا کام تم سے پہلے دنیا والوں میں سے

مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

کسی نے نہیں کیا (۸۰) یعنی تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ

شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ

شہوت رانی کرتے ہو؟ تم بڑے حد سے گزرے ہوئے

مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

لوگ ہو (۸۱) ان کی قوم کا اس کے سوا کوئی جواب نہ تھا کہ

قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ

آپس میں کہنے لگے کہ انہیں اس بستی سے نکال دو۔ یہ لوگ بڑے

يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڮ

پاک باز بنتے ہیں (۸۲) تو ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو سوا ان کی بیوی کے نجات دی (بچا لیا) ہاں

كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ

البتہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی (۸۳) اور ہم نے ان پر (پتھروں) کی

ع ۱۰ ۱۲ ۱۷ مَّطَرًا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۸۴﴾

بارش برسائی تو دیکھو مجرموں کا کیسا انجام ہوا؟ (۸۴)

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ

اور ہم نے مدائن کی طرف ان کے (قومی) بھائی شعیبؑ کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم!

۲۶۔ ﴿وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ ۔الآیہ﴾ جناب لوط علیہ السلام بن حاران بن تارخ جناب ابراہیم خلیل اللہ کے بھیجے تھے۔ وہ جس قوم کی طرف بھیجے گئے وہ طرح طرح کی بداخلاقیوں اور بدکرداریوں میں مبتلا تھی۔ بالخصوص خلاف وضع فطر (اغلام) کا ارتکاب کرتی تھی اور رفتہ رفتہ عورتوں کو بالکل چھوڑ دیا تھا۔ انجام کار اس قوم کی بستیاں الٹ دی گئیں۔ اور وہ قوم تباہ و برباد ہوگئی۔ اس جرم تشنیع کی کیفیت، اس کی شرعی حد اور دیگر احکام سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ یہ عمل قوم لوط زنا جیسے گناہ کبیرہ سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے۔ زناکاری سے کوئی قوم ہلاک نہیں ہوئی جبکہ لواطت کی وجہ سے قوم لوط ہلاک و برباد ہو چکی ہے کئی احادیث میں وارد ہے کہ جب کوئی مرد کسی کی پشت پر سوار ہوتا ہے تو عرش الٰہی کانپ اٹھتا ہے۔ (الوسائل)

جناب لوطؑ نے اپنی ناہنجار قوم کو ہر چند سمجھایا اتاتوان الفاحشة تم ایسا غیر فطری فحش اور بے ہودہ کام کرتے ہو جو تم سے پہلے تمام جہانوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔ یہ بذات خود کئی فواحش کا مجموعہ ہے۔ جب ایسا شخص قیامت کے دن محشور ہوگا تو خدائے قہار کے قہر و غضب میں گرفتار ہوگا۔ (ایضا)

۲۷۔ ﴿وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۔ الآیہ﴾ جناب شعیب علیہ السلام کا سلسلہ نسب پانچویں پشت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ یہ مدین کے رہنے والے تھے اور اسی کے رہنے والے لوگوں کی طرف بھیجے گئے تھے۔ جو جناب خلیل علیہ السلام کی قطورا نامی بیوی کے بطن سے پیدا ہونے والے بیٹے مدین کے نام پر رکھا گیا تھا اور جناب شعیب علیہ السلام انہی کی نسل سے تھی۔ چنانچہ مدین ایک قوم کا نام بھی ہے اور ایک شہر کا بھی۔ جو آج کل شرق اردن کی بندرگاہ معان کے قریب ہے۔ بدقسمت قوم مدین نے آپ کی تبلیغ سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا۔ بلکہ شرک جیسے عظیم جرم میں مبتلا ہوگئی۔

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ
اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ یقیناً تمہارے پاس
جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ
تمہارے پروردگار کی طرف سے کھلا نشان بھی آ چکا ہے ۔ پس
وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ
ناپ تول پوری کیا کرو۔ اور لوگوں کو ان
وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ
کی (خرید کردہ) چیزیں کم نہ دیا کرو۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا
فساد نہ پھیلاؤ۔ یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو (۸۵) اور ہر
تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ
راستے پر اس طرح نہ بیٹھو کہ تم (راہ گیروں) کو ڈراؤ دھمکاؤ اور
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا
ایمان لانے والوں کو اللہ کی راہ سے روکو۔ اور اس راہ میں کجی تلاش کرو ۔
عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪
اور وہ وقت یاد کرو جب تم تھوڑے تھے تو اس (خدا) نے تمہیں بڑھا دیا
وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾
اور دیکھو کہ فساد پھیلانے والوں کا انجام کیسا ہوتا رہا ہے (۸۶)
وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِىْۤ
اور اگر تم میں سے ایک گروہ اس حکم پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں
اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا
ایمان لے آیا اور ایک گروہ اس پر ایمان نہیں لایا تو صبر کرو۔
حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾
یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے (۸۷)

کاروبار میں دھوکہ وفریب کرنے، کم تولنے اور کم ناپنے لگی۔ الغرض ہر قسم کے کاروباری امراض وعوارض میں گرفتار ہوگئی۔ چنانچہ آخر کار اس قوم کا وہی انجام ہوا جو ایسے عقیدہ وعمل والی قوم کا ہوتا ہے کہ عذاب خداوندی زلزلہ کی شکل میں نازل ہوا اور وہ صبح کے وقت منہ کے بل گھروں میں گرے پڑے رہ گئے۔

حضرت شعیبؑ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خسر بھی تھے کہ آپ کی صاحبزادی صفورہ ان کے حبالہ عقد میں تھیں۔ جناب شعیب علیہ السلام کو حسن استدلال اور فصیحانہ کلام کی وجہ سے خطیب الانبیاء کہا جاتا ہے آپ کے مواعظ اور تبلیغات کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ توحید کا اقرار کرنے اور اس کی عبادت کرنے اور کفر وشرک سے احتراز کرنے کی دعوت دینے کے بعد کاروبار میں دیانت داری اختیار کرنے اور ہر قسم کی خیانت کاری سے بچنے کی تعلیم وتلقین کرتے تھے کیونکہ اہل مدین تجارت پیشہ قوم تھے۔ مگر افسوس کہ دیگر بدنصیب قوموں کی طرح جناب شعیب علیہ السلام کی بدقسمت قوم نے آپ سے اور آپ کی تبلیغ سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا۔ بلکہ شرک جیسے ظلم عظیم جرم میں مبتلا ہوگئے اور کاروبار میں دھوکہ وفریب کرنے اور کم تولنے اور کم ناپنے لگے۔ الغرض ہر قسم کے کاروباری عوارض میں گرفتار ہوگئے ان کا مطمع نظر صرف دولت کمانا تھا۔ وہ حلال و حرام اور جائز وناجائز کی تفریق روا رکھنے کے روادار نہ تھے بالآخر برباد ہوگئے زمین میں زلزلہ آیا، آسمان سے آگ برسی اور سخت آواز بھی بلند ہوئی جس سے وہ منہ کے بل گر کر ہلاک ہوگئے سچ ہے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ
اور ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا اے شعیبؑ ہم تم کو اور
لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ
جو لوگ تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے
قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا
یا یہ کہ تم لوگ ہمارے مذہب میں واپس آ جاؤ شعیبؑ نے کہا اگرچہ ہم اسے ناپسند
كَارِهِينَ ﴿٨٨﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا
ہی کرتے ہوں؟ (۸۸) جب اللہ نے ہمیں تمہارے مذہب سے نجات دے دی ہے۔
فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ
اگر اس کے بعد بھی ہم تمہارے مذہب میں واپس آ جائیں تو پھر تو ہم
لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ
نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا اور ہمارے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم لوٹ آئیں مگر یہ کہ اللہ جو ہمارا
رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا
پروردگار ہے چاہے ہمارا پروردگار اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہمارا اللہ ہی پر بھروسہ ہے۔
افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ
اے ہمارے پروردگار! تو ہی ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے۔ اور تو
الْفَاتِحِينَ ﴿٨٩﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ
بہترین فیصلہ کرنے والا ہے (۸۹) اور ان کی قوم کے ان سرداروں نے جو کافر تھے
قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا
آپس میں کہا کہ اگر تم شعیبؑ کی پیروی کرو گے تو نقصان
لَخَاسِرُونَ ﴿٩٠﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي
اٹھاؤ گے (۹۰) سو زلزلہ نے انہیں آ پکڑا جس کے بعد وہ اپنے
دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٩١﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَنْ
گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے (۹۱) جن لوگوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا تھا

۲۸۔ ﴿قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ۔ الآیہ﴾ ہمیشہ باطل نواز لوگوں کا یہ طریقہ کار رہا ہے کہ جب وہ اہل حق کی معقول باتوں کا کوئی معقول جواب نہیں دے سکتے تو پھر وہ بدزبانی اور تشدد کی کاروائیوں پر اتر آتے ہیں۔ چنانچہ جناب شعیب علیہ السلام کی باطل پرست قوم نے بھی اسی روش کا مظاہرہ کیا۔ اور جناب شعیب علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو دو راستوں میں سے ایک راستہ اختیار کرنے پر مجبور کیا: (۱) ان کے شہر سے نکل جائیں۔ (۲) اعلان نبوت سے پہلی والی روش کی طرف پلٹ آئیں کہ نہ ان کی تائید کریں اور نہ تردید۔ کیونکہ پہلے آپ خاموش رہتے تھے۔ مگر جناب شعیب علیہ السلام نے ان کی بدزبانی اور دھمکیوں کی کوئی پروا نہ کی اور اپنی دعوت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ ادھر قوم بھی اپنی تکذیب اور غلط روش پر چلتی رہی۔ یہاں تک کہ خدا نے ان پر عذاب نازل کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

معٓ لَمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا

وہ (اس طرح برباد ہوئے کہ) گویا کبھی ان گھروں میں بستے ہی نہ تھے جنہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا تھا وہی نقصان

هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ

اٹھانے والے ثابت ہوئے (۹۲) (اس وقت) وہ ان سے منہ موڑ کر چلے اور کہا اے میری قوم میں نے تو

لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ

یقیناً اپنے پروردگار کے پیغامات تمہیں پہنچا دیئے تھے اور تمہیں نصیحت بھی کی تھی

ع ۱۱/۹ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

تو (اب) کافر قوم (کے عبرت ناک انجام) پر کیوں کر افسوس کروں؟ (۹۳) اور ہم نے کبھی کسی

فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ

بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کے باشندوں کو (ان کی تکذیب پر پہلے) سختی اور تکلیف

وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ

میں مبتلا کیا تاکہ وہ تضرع و زاری کریں (۹۴) پھر ہم نے ان کی بدحالی کو خوشحالی

السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ

سے بدل دیا یہاں تک کہ وہ خوب بڑھے (اور پھلے پھولے) اور کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادا کو بھی

اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

کبھی تکلیف اور کبھی راحت یوں ہی پہنچتی رہی ہے تو ایک دم ہم نے ان کو اس طرح پکڑ لیا کہ انہیں

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا

اس کا شعور بھی نہ ہو سکا (۹۵) اور اگر ان بستیوں کے باشندے ایمان لاتے اور

وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ

پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکتوں کے دروازے

وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا

کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا لہٰذا ہم نے ان کو ان کے کرتوتوں کی

يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ

پاداش میں پکڑ لیا (۹۶) آیا ان بستیوں والے اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ان پر

۲۹۔ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ۔ الآیہ﴾ ہم قبل ازیں سورہ انعام کی آیت ۴۳ سے ۴۵ تک کی تفسیر میں بیان کر چکے ہیں کہ خداوند عالم کا دستور ہے کہ وہ جب بھی کوئی نبی ورسول بھیجتا ہے تو اکثر لوگ ان کی تکذیب کرتے ہیں اور بہت ہی کم لوگ ان کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں اور جب ایسا ہوتا ہے تو پہلے اللہ منکرین ومکذبین کی اصلاح کیلئے انہیں سخت اور تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تاکہ وہ کفر وشرک سے باز آئیں اور ایمان لائیں مگر اس کے باوجود اقل قلیل ادھر متوجہ ہوتے ہیں اور راہ راست پر آتے ہیں تو اب خدائے علیم وحکیم سختی اور تکلیف کو آرام وآسائش سے بدل دیتا ہے تاکہ لوگ اس مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایمان لائیں اور خدا سے لو لگائیں۔ اور اس کا شکر بجالائیں یا پھر دل کھول کر گناہ وعصیان کریں اور انجام کار جب وہ کسی طرح بھی راہ راست پر نہیں آتے تو پھر خدا انہیں عذاب نازل کر کے برباد کر دیتا ہے مگر پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے وجود ذی جود کی برکت سے اس امت پر خدا استیصالی عذاب نازل نہیں کرے گا۔ ﴿وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم﴾

۳۰۔ ﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى۔ الآیہ﴾ اس آیت سے مستفادہ ہوتا ہے کہ ایمان وتقویٰ اختیار کرنے کے خوشگوار آثار صرف آخرت میں ہی ظاہر نہیں ہوتے بلکہ دنیا میں بھی ظاہر ہوتے ہیں اور خدا انہیں زمین وآسمان کے قدرتی وسائل اور برکات سے نوازتا ہے۔ ہاں البتہ انہیں کچھ سعی وکوشش کرنی پڑتی ہے کیونکہ ﴿ليس للانسان الا ما سعى﴾ یقیناً ایسا کرنے سے حالات بدل جاتے ہیں اور سختی وتنگدستی دور ہو جاتی ہے اور فارغ البالی ومرفہ الحالی کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ کہ ایک اور جگہ ارشاد قدرت ہے: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ﴾۔

بَأْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿٩٧﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ

ہمارا عذاب راتوں رات آ جائے جبکہ وہ سو رہے ہوں؟ (۹۷) یا کیا بستیوں والے اس سے بے خوف ہو

الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿٩٨﴾

گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے (چاشت کے وقت) آ جائے جبکہ وہ کھیل کود رہے ہوں؟ (۹۸)

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا

کیا یہ لوگ اللہ کے عذاب یا اس کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہو گئے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے عذاب یا اس کی خفیہ تدبیر سے

الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩٩﴾ ع اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ ع ۱۲ ۲

وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو گھاٹا اٹھانے والے ہوں (۹۹) کیا ان لوگوں پر جو پہلے اہل

الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ

زمین کی تباہی کے بعد زمین کے وارث بنے ہیں یہ بات واضح نہیں ہوئی ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ان کو

بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا

گناہوں کی وجہ سے کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتے اور ان کے دلوں پر ایسی مہر لگا دیتے

يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ

کہ وہ سن (سمجھ) نہ سکیں (۱۰۰) یہ وہ بستیاں ہیں جن کی کچھ خبریں ہم آپؐ سے بیان

اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ

کر رہے ہیں بے شک ان کے پاس ان کے رسولؑ کھلے ہوئے نشان (معجزے)

فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ۗ كَذٰلِكَ

لے کر آئے۔ مگر وہ ایسے نہیں تھے کہ اس بات پر ایمان لاتے

يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠١﴾ وَمَا وَجَدْنَا

جسے وہ پہلے جھٹلا چکے تھے اللہ اسی طرح کافروں کے دلوں پر مہر لگاتا ہے (۱۰۱) اور ہم نے ان کی

لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ

اکثریت میں عہد و پیمان کی پاسداری نہیں پائی اور ہم نے اکثر کو فاسق و

لَفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى

فاجر پایا ہے (۱۰۲) پھر ہم نے ان (نبیوںؑ) کے بعد موسیٰؑ کو اپنی نشانیاں (معجزے)

۳۱۔ ﴿اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰى۔ الآیہ﴾ یہ عذاب اچانک آتا ہے۔ کبھی رات کے وقت اور کبھی دن کے وقت تاکہ وہ ناگہانی عذاب دوسری مجرم قوموں کیلئے سامان عبرت قرار پائے اور وہ ہر وقت اس سے خائف رہیں۔ اور حق کی مخالفت ترک کرکے راہ راست پر آجائیں۔

۳۲۔ ﴿ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى۔ الآیہ﴾ جناب موسیٰ علیہ السلام بنی یعقوبؑ کی نسل سے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام میں سے ایک عظیم الشان رسول ہیں۔ سابق الذکر انبیاء کے بعد بڑی سج دھج سے تشریف لائے اور بڑی شان سے کار رسالت انجام دیا۔ جہاں تک فرعون کا تعلق ہے یہ کسی بادشاہ شخصی نام نہیں تھا بلکہ صدیوں تک یہ شاہان مصر کا عمومی لقب تھا جس طرح روم کے بادشاہوں کا قیصر اور شاہان ایران کا کسریٰ تھا جناب موسیٰ علیہ السلام کے عہد کے فرعون کا شخصی نام غالباً رعمسیس دوم تھا یہ فرعون نہ صرف یہ کہ بڑا ظالم و ستمگر تھا جو عام لوگوں پر عموماً اور بنی اسرائیل پر خصوصاً ظلم و جور کے پہاڑ گراتا تھا۔ بلکہ بے دینی میں ربوبیت کے دعویٰ تک پہنچ گیا تھا۔ وہ بڑا متکبر اور مغرور تھا۔ جناب موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے بڑی شان و شوکت سے تبلیغ و ارشاد کا فریضہ انجام دیا مگر اس بدبخت پر کوئی اثر نہ ہوا۔ نہ ایمان لایا اور نہ ہی خدائی دعویٰ سے دست بردار ہوا۔ ہاں البتہ جب غرق ہونے لگا تو نادم ضرور ہوا مگر اب توبہ کا وقت گزر چکا تھا۔

بِاٰیٰتِنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۠ئِہٖ فَظَلَمُوۡا بِہَا ۚ فَانۡظُرۡ

دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا مگر انہوں نے ان (نشانیوں) کے

کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۱۰۳﴾ وَقَالَ مُوۡسٰی

ساتھ ظلم کیا (انکار کر دیا) دیکھو مفسدین کا کیا برا انجام ہوا؟ (۱۰۳) اور موسیٰؑ نے کہا

یٰفِرۡعَوۡنُ اِنِّیۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۰۴﴾ ۙ

اے فرعون میں تمام جہانوں کے پروردگار کا رسولؑ ہوں (۱۰۴)

حَقِیۡقٌ عَلٰۤی اَنۡ لَّاۤ اَقُوۡلَ عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الۡحَقَّ ؕ قَدۡ

میرے لئے ضروری ہے کہ اللہ کے بارے میں حق کے سوا کوئی بات نہ کہوں

جِئۡتُکُمۡ بِبَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ فَاَرۡسِلۡ مَعِیَ بَنِیۡۤ

میں تمہارے پروردگار کی طرف سے معجزہ لے کر آیا ہوں پس تو بنی اسرائیل کو (آزاد کر کے)

اِسۡرَآءِیۡلَ ﴿۱۰۵﴾ ؕ قَالَ اِنۡ کُنۡتَ جِئۡتَ بِاٰیَۃٍ فَاۡتِ

میرے ساتھ بھیج دے (۱۰۵) فرعون نے کہا اگر تم کوئی معجزہ لائے ہو تو اگر

بِہَاۤ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلۡقٰی عَصَاہُ

تم سچے ہو تو اسے پیش کرو (۱۰۶) پس انہوں نے اپنا عصا پھینک دیا اور وہ یکایک

فَاِذَا ہِیَ ثُعۡبَانٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۰۷﴾ ۚۖ وَّنَزَعَ یَدَہٗ فَاِذَا

کھلا ہوا اژدھا بن گیا (۱۰۷) اور اپنا ہاتھ باہر نکالا۔ تو وہ ایک

ہِیَ بَیۡضَآءُ لِلنّٰظِرِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾ ع قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِ ۱۳ ع ۹ ۳

دم دیکھنے والوں کے لئے سفید اور روشن تھا (۱۰۸) قوم فرعون کے سرداروں نے

فِرۡعَوۡنَ اِنَّ ہٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۰۹﴾ ۙ یُّرِیۡدُ اَنۡ

(یہ منظر دیکھ کر) کہا کہ یہ شخص (موسیٰؑ) بڑا ماہر جادوگر ہے (۱۰۹) (اس پر فرعون نے کہا)

یُّخۡرِجَکُمۡ مِّنۡ اَرۡضِکُمۡ ۚ فَمَاذَا تَاۡمُرُوۡنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوۡۤا

یہ تمہیں تمہارے ملک سے نکال دینا چاہتا ہے تو تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ (۱۱۰) ان لوگوں

اَرۡجِہۡ وَاَخَاہُ وَاَرۡسِلۡ فِی الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِیۡنَ ﴿۱۱۱﴾ ۙ

نے کہا کہ انہیں اور ان کے بھائی کو روک رکھیے۔ اور شہروں میں ہرکارے بھیج دیجئے (۱۱۱)

۳۳۔ ﴿وَقَالَ مُوۡسٰی یٰفِرۡعَوۡنُ ۔الآیہ﴾
خداوند عالم نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو حکم دیا کہ فرعون کے دربار میں جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے جا کر نرم الفاظ میں تبلیغ کرو۔ شاید کہ اس کے دل میں خوف خدا پیدا ہو اور وہ نصیحت حاصل کرے۔ چنانچہ دونوں بھائی دربار میں پہنچے اور تمام آداب شاہی کو بالائے طاق رکھ کر اسے فرعون کہہ کر خطاب کیا۔ اور فرمایا: میں رب العالمین کا رسول ہوں۔ اور مجھ پر لازم ہے کہ خدا کے بارے میں سچ کہوں! میں خدا کی طرف سے معجزہ لے کر آیا ہوں پھر فرعون سے ایمان لانے اور بنی اسرائیل کو آزاد کرنے کا مطالبہ کیا۔ فرعون نے آپ سے معجزہ پیش کرنے کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوگانہ معجزات میں سے سردست دو معجزے دکھائے: (۱) لکڑی کا عصا زمین پر پھینکا جو فوراً اژدھا بن گیا۔ (۲) انہوں نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالا اور جب باہر نکالا تو وہ دیکھنے والوں کیلئے سفید نورانی ہو گیا۔ یہ دیکھ کر فرعون نے کہا کہ یہ تو بڑا ماہر جادوگر ہے۔ چنانچہ فرعون نے پورے ملک سے بڑے ماہر جادوگروں کو اکٹھا کیا اور ان کو انعام و اکرام کا وعدہ کیا۔ الغرض مقابلہ کا اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ پہلے جادوگروں نے رسیاں دربار میں پھینکیں اور لوگوں کو نظر بندی کر دی اور انہیں یوں محسوس ہا کہ سانپ دوڑ رہے ہیں۔ پس جب جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا تو وہ اژدھا بن گیا۔ اور سب سانپوں کو نگل گیا۔ اس طرح حق غالب آ گیا اور جادوگر یہ منظر دیکھ کر سجدہ میں گر گئے۔ ہر چند کہ فرعون نے ان کو سخت سزا کی دھمکی دی مگر ان کے پائے ثبات میں لغزش واقع نہ ہوئی۔ مگر فرعون پر اس کوئی اثر نہ ہوا۔ اور جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی تبلیغ و ارشاد کا مقدس سلسلہ برابر جاری رکھا۔ اور خدائے قہار نے فرعون اور اس کی قوم کو مختلف عذابوں میں گرفتار کیا مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا یہاں تک کہ خدائے جبار نے ان کو دریائے نیل میں غرق کر دیا۔

يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿١١٢﴾ وَجَآءَ السَّحَرَةُ

جو ہر بڑے ماہر جادوگر کو لے آئیں (۱۱۲) چنانچہ جادوگر فرعون کے پاس

فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ

آگئے اور کہنے لگے کہ اگر ہم غالب آ گئے تو یقیناً ہم ایک بڑے معاوضے کے حق دار

الْغٰلِبِيْنَ ﴿١١٣﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿١١٤﴾

ہوں گے (۱۱۳) فرعون نے کہا ہاں اور اس کے علاوہ تم ہمارے مقرب بارگاہ لوگوں میں سے ہو جاؤ گے (۱۱۴)

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ

انہوں نے کہا اے موسیٰ یا تم (پہلے) پھینکو یا پھر ہم ہی

الْمُلْقِيْنَ ﴿١١٥﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا

پھینکتے ہیں (۱۱۵) انہوں نے (جواب میں) کہا تم ہی پھینکو پھر جب انہوں نے (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں)

اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ

پھینکیں تو لوگوں کی نگاہوں کو مسحور کر دیا (ان کی نظر بندی کر دی) اور انہیں خوفزدہ کر دیا اور انہوں نے

عَظِيْمٍ ﴿١١٦﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ

بڑا زبردست جادو پیش کیا (۱۱۶) ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ اپنا عصا پھینکو تو یکا یک وہ

فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿١١٧﴾ ۚ فَوَقَعَ الْحَقُّ

اژدہا (بن کر) ان کے طلسموں (جادو کے جھوٹے سانپوں) کو نگلنے لگا (۱۱۷) (نتیجہ یہ نکلا کہ) حق ثابت ہو گیا۔

وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٨﴾ ۚ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ

اور جو جھوٹے کارروائی کر رہے تھے وہ باطل ہو گئی (۱۱۸) اس طرح وہ (فرعون اور فرعونی) مغلوب ہوئے

وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿١١٩﴾ ۚ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿١٢٠﴾

اور ذلیل و رسوا ہو کر رہ گئے (۱۱۹) اور تمام جادوگر (کسی غیبی طاقت سے) سجدہ میں گرا دیئے گئے (۱۲۰)

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢١﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَ

اور کہنے لگے ہم سارے جہانوں کے پروردگار پر ایمان لائے (۱۲۱) جو موسیٰ و ہارون کا

هٰرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ

پروردگار ہے (۱۲۲) فرعون نے کہا تم اس پر ایمان لے آئے ہو اس سے پہلے

۳۴۔ ﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۔الآیۃ﴾
اس آیت سے کہ "ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ اپنا عصا پھینکو۔ چنانچہ جب انہوں نے ایسا کیا تو خدا نے اسے اژدھا بنا دیا۔ اور دوسری بہت سی آیات و روایات اور دلائل عقلیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ معجزہ کا حقیقی فاعل خداوند عالم ہوتا ہے۔ اور معجزہ کی تاثیر واقعی اور حقیقی ہوتی ہے جبکہ جادوگران فرعون کا سحر شعبدہ بازی کی قسم سے تھا کہ لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا گیا تھا اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ سانپ نما رسیاں دوڑ رہی ہیں۔ (طٰہٰ:۶۶) الغرض جادوگر کسی چیز کی شکل تو بدل سکتا ہے مگر اس کی حقیقت نہیں بدل سکتا۔ مگر اس کے برعکس معجزہ میں کسی چیز کی ماہیت ہی بدل جاتی ہے اور اس کے خواص و آثار بھی بدل جاتے ہیں۔ کما لا یخفی۔

۳۵۔ ﴿قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ۔الآیۃ﴾
اوپر یہ حقیقت بیان کی جا چکی ہے کہ جب جادوگران فرعون نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا یعنی دربار میں رسیاں پھینکیں اور لوگوں کی نظر بندی کر دی اور انہیں یوں محسوس ہوا کہ سانپ دوڑ رہے ہیں اور جب جناب موسیٰ علیہ السلام نے بحکم خدا اپنا عصا پھینکا اور وہ بحکم خدا اژدھا بن گیا اور سب سانپوں کو نگل گیا اور جادوگر سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں ہے بلکہ معجزہ ہے اس لئے وہ سجدہ خالق میں گر گئے اور حق غالب آ گیا اور جادوگروں نے اعلان کر دیا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے رب پر جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ایمان لائے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس واقعہ سے فرعون اور فرعونیوں کو بڑی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا مگر فرعون چونکہ بڑا کائیاں تھا۔ اس لئے اپنی خفت کو کم کرنے اور اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو سنبھالا دینے کیلئے یہ شوشہ چھوڑا کہ یہ ان جادوگروں اور موسیٰ کی ملی بھگت ہے اور ہمیں یہاں سے بے دخل کرنے کی سازش ہے اس طرح فرعون نے ان لوگوں پر سازش کا الزام لگا کر کڑی سزا کا اعلان کر دیا کہ پہلے ہاتھ پاؤں مختلف طرفوں سے کاٹ جائیں

اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي
کہ میں تمہیں اجازت دوں؟ یقیناً یہ کوئی خفیہ سازش ہے جو تم لوگوں نے کی ہے۔ تاکہ
الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ
تم شہر کے باشندوں کو اس سے باہر نکالو۔ عنقریب تمہیں (اس کا انجام)
تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ
معلوم ہو جائے گا (۱۲۳) میں تمہارے ہاتھ پاؤں کو مختلف سمتوں سے کاٹ دوں گا
خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ
پھر تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا (۱۲۴) انہوں نے کہا (ہمیں کیا پرواہ ہے) ہم لوگ بہرحال اپنے
اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ
پروردگار کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں (۱۲۵) اور تم ہم سے صرف اس بات کا انتقام لینا چاہتے ہو کہ ہم اپنے
اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۭ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا
پروردگار کی نشانیوں پر ایمان لائے ہیں جب وہ ہمارے پاس آئی ہیں (پھر یوں دعا کی) اے ہمارے پروردگار! ہم
صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ ع وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ ع ۱۸ ۱۴ ۲
پر صبر انڈیل دے اور ہمیں اس حالت میں وفات دے کہ ہم تیرے سچے مسلمان (فرمانبردار) ہوں (۱۲۶) قوم
قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي
فرعون کے سرداروں نے کہا تو موسیٰ اور اس کی قوم کے آدمیوں کو اس لئے چھوڑے رکھے گا کہ وہ ملک
الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ۭ قَالَ سَنُقَتِّلُ
میں فساد پھیلاتے رہیں اور تمہیں اور تمہارے معبودوں کو چھوڑتے رہیں۔ اس (فرعون) نے
اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ
(چیں بجبیں ہو کر) کہا ہم عنقریب ان کے لڑکوں کو قتل کریں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیں گے اور ہم (پوری
قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ
طرح) ان پر غالب ہیں (۱۲۷) موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا! تم اللہ سے مدد طلب کرو۔ اور صبر و تحمل
وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ڐ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ
سے کام لو بے شک زمین اللہ کی ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں

گے بعد ازاں تمہیں سرعام تختہ دار پر لٹکا دیا جائے گا۔ اتنی بڑی اور کڑی سزا سن کر شمع توحید کے ان پروانوں نے بے دھڑک جواب دیا کہ تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ کر گزر آخر ہم نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں جانا ہے۔ پھر بارگاہ رب العزت میں یہ دعا کی رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر انڈیل دے اور اس حالت میں ہمیں وفات دے کہ ہم مسلمان ہوں۔ ایمان لانے کے بعد لوگوں میں اس قدر جرأت وطاقت کا پیدا ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ حق طاقت ہے طاقت حق نہیں ہے۔

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اب رہی اس بات کی تحقیق کہ آیا فرعون نے اپنی اس دھمکی کو عملی جامہ پہنایا یا نہ؟ مشہور یہی ہے کہ اس شقی ازلی نے اس دن اس سزا پر عمل درآمد کر دیا تھا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر نہر مصر کے کنارے کھجور کی شاخوں پر انہیں سولی دے دی تھی اسی لئے کہا گیا ہے کانوا اول النہار کفارا سحرة واخر النہار شہداء بررة کہ یہ لوگ اگلے پہر کافر اور جادوگر تھے اور پچھلے پہر شہید اور نیکوکار تھے۔ (مجمع البیان)

چہ خوش رسے بنا کردند بخاک وخون غلطیدان
خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

اور ایک قوم یہ ہے کہ خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کو اس سے بچا لیا تھا۔ (ایضاً) واللہ العالم۔

مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْٓا

سے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور اچھا انجام تو پرہیزگاروں کا ہی ہے (۱۲۸) ان لوگوں

اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا

(بنی اسرائیل) نے کہا ہم آپ کے آنے سے پہلے بھی ستائے جاتے رہے اور آپ کے آنے کے بعد بھی۔

جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ

انہوں نے کہا! عنقریب تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور تمہیں زمین

وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ

میں (ان کا) جانشین بنائے گا (تمہیں اقتدار عطا فرمائے گا) تاکہ دیکھے کہ تم کیسے

۱۵ ع ۵ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ

عمل کرتے ہو؟ (۱۲۹) اور ہم نے فرعونیوں کو قحط اور پھلوں کی پیداوار کی کمی

وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا

میں گرفتار کیا کہ شاید وہ نصیحت حاصل کریں (۱۳۰) (مگر ان کی حالت یہ تھی کہ) جب

جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ

خوشحالی آتی تو کہتے کہ یہ تو ہمارا حق ہے اور جب بدحالی آتی تو اسے

سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا

موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست اور فال بد قرار دیتے۔ حالانکہ ان کی نحوست اور

طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

بدشگونی خدا کے ہاں ہے لیکن اکثر لوگ (یہ حقیقت) جانتے نہیں ہیں (۱۳۱)

وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ

اور انہوں نے (موسیٰؑ سے) کہا تم جو بھی نشانی (معجزہ) ہمارے سامنے لے آؤ اور اس سے ہمیں مسحور کرنا چاہو

فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ

ہم پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے (۱۳۲) پھر ہم نے بھیجا ان پر عذاب،

الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ

طوفان، ٹڈی دل، جوؤں، مینڈکوں اور خون (کی صورت میں)

۳۶ ﴿فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ ۔الآیہ﴾ خدا تعالیٰ نے تو فرعون اور فرعونیوں کو سختی اور تکلیف میں اس لئے مبتلاء کیا تھا کہ وہ اس سے عبرت حاصل کریں گے اور نعمات و نوازشات سے اس لئے نوازا تھا کہ منعم حقیقی کا شکر ادا کریں مگر فرعون اور فرعونیوں کا تمرد اور سرکشی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ جب ان کے حالات سازگار ہوتے اور نعمات کی بارش برستی تو اپنا استحقاق قرار دیتے۔ کہ یہ ہمارا حق ہے۔ اور جب کسی ارضی و سماوی بلاو مصیبت میں گرفتار ہوتے تو اسے جناب موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی نحوست اور بدشگونی قرار دیتے اور کہتے کہ یہ تکلیف ان کی وجہ سے پہنچی ہے۔ حالانکہ فال نیک لینے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جس سے حوصلہ بڑھ سکتا ہے مگر شگون بد لینا حرام ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

۳۷ ﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ۔ الآیہ﴾ خدائے قہار نے فرعون اور فرعونیوں پر پانچ قسم کی آفتیں نازل کیں: (۱) طوفان باد و باراں جس سے فصلیں غرق آب ہو گئیں اور مویشی مر گئے۔ (۲) بے شمار ٹڈی پیدا ہو گئی جو کھیتوں کو چٹ کر گئی۔ (۳) جوئیں پیدا ہوئیں اور پسو جنہوں نے ان کا جینا حرام کر دیا۔ (۴) مینڈک اس قدر پیدا ہو گئے کہ ہر طرف مینڈک ہی مینڈک ہو گئے۔ جنہوں نے ان کا ناک میں دم کر دیا۔ (۵) لہو۔ یہ عذاب اس طرح نازل ہوا کہ ان کا پانی لہو بن گیا اور وہ برتنوں میں پینے کیلئے پانی بھرتے اور وہ خون بن جاتا جس سے ہر چیز خون و خون ہو جاتی تھی۔

آيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا

یہ کھلی ہوئی نشانیاں تھیں مگر وہ پھر بھی تکبر اور سرکشی ہی کرتے رہے اور وہ بڑے ہی

مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا

مجرم لوگ تھے (۱۳۳) اور جب کبھی ان پر کوئی عذاب نازل ہوتا تو کہتے اے

يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ

موسیٰؑ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے دعا کرو جس کا اس نے تم سے وعدہ کر رکھا ہے۔

كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ

اگر تم نے یہ عذاب ہم سے ٹلوا دیا تو ہم تم پر ایمان لے آئیں گے اور تمہارے

مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ

ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دیں گے (۱۳۴) تو جب ہم وہ عذاب ایک مقررہ مدت تک ہٹا دیتے

الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

جس تک وہ بہرحال پہنچنے والے تھے تو وہ اپنے کئے ہوئے اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیتے (۱۳۵)

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ

تب ہم نے ان سے اس طرح انتقام لیا کہ انہیں سمندر میں غرق کر دیا کیونکہ وہ ہماری

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاَوْرَثْنَا

نشانیوں کو جھٹلاتے تھے اور ان کی طرف سے غفلت برتتے تھے (۱۳۶) اور ان کی جگہ ہم

الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ

نے ان لوگوں کو وارث (اور مالک) بنایا جن کو کمزور سمجھا جاتا تھا اور وارث بھی

الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ

اس مشرق اور مغرب کا بنایا جس میں ہم نے برکت دی ہے اور اسی طرح آپؐ کے

كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ڏ بِمَا

پروردگار کا وہ اچھا وعدہ پورا ہو گیا جو اس نے بنی اسرائیل سے کیا تھا کیونکہ انہوں نے

صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ

صبر و ضبط سے کام لیا تھا اور ہم نے اسے مٹا دیا جو کچھ فرعون اور اس کی قوم والے کرتے تھے

۳۸۔﴿وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ ۔الآیہ﴾ قرآن و تاریخ گواہ ہے کہ فرعون اور فرعونیوں نے ان پانچ عذابوں میں سے جب بھی کوئی بھی عذاب نازل ہوتا۔ اور انہیں اس سے بچنے کا کوئی راستہ نظر نہ آتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے کہ اپنے پروردگار سے کہیں کہ وہ اس عذاب کو ٹال دے۔ ہم آپ پر ایمان بھی لائیں گے اور بنی اسرئیل کو بھی آپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔ چنانچہ جناب موسیٰ کی دعا و استدعا سے جب وہ عذاب ٹل جاتا تو یہ لوگ اپنے وعدے سے منحرف ہو جاتے مگر جب پانچوں بار ایسا ہی ہوا تو پھر مہلت کی مدت ختم ہوگئی۔ اس لئے اب ہمیشہ کیلئے خدائے جبار و قہار نے انہیں بحر قلزم میں غرق کر دیا اور ان کا قلع قمع کر دیا اور وہ قوم جس کو ختم کرنے کیلئے فرعون اور فرعونیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا اور جس کو ظلم و جور کی چکیوں میں پیسا تھا۔ خدا نے ایفاء عہد کرتے ہوئے ان کے دشمن کو صفحہ ہستی سے مٹا کر اس کمزور اور ناتواں قوم کو مشرق و مغرب یعنی شام و مصر کی زمام حکومت عطا فرمائی۔

وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

اور برباد کر دیئے وہ اونچے مکان جو وہ تعمیر کرتے تھے (۱۳۷) اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو

الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ

دریا کے اس پار اتار دیا تو ان کا گزر ایک ایسی قوم سے ہوا جو اپنے (خودساختہ)

لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ

معبودوں کی پرستش میں مگن بیٹھی تھی۔ انہوں نے کہا اے موسیٰؑ ہمارے لئے بھی ایک اللہ بنا دیں

اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ

جیسے ان کے الٰہ ہیں موسیٰؑ نے کہا تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو (۱۳۸) جس طریقہ پر یہ لوگ ہیں

مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾

وہ یقیناً تباہ ہو کر رہے گا اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ باطل ہو کر رہے گا (۱۳۹)

قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى

کہا کیا میں تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی (اور) خدا تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہیں تمام جہانوں کی قوموں

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

پر فضیلت دی (۱۴۰) اور یاد کرو وہ وقت جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات عطا کی۔

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَاۗءَكُمْ

جو تمہیں بدترین عذاب کا مزہ چکھاتے تھے تمہارے لڑکوں کو قتل کرتے تھے اور تمہاری

وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَاۗءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ

عورتوں کو زندہ چھوڑتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف

ع ۱۶/۱۲/۶ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً

سے بڑی آزمائش تھی (۱۴۱) اور ہم نے موسیٰؑ سے (تورات دینے کیلئے) تیس راتوں کا

وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ

وعدہ کیا تھا اور اسے مزید دس (راتوں) سے مکمل کیا۔ اس طرح ان کے پروردگار کی مدت چالیس راتوں

لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ

میں پوری ہوگئی اور جناب موسیٰؑ نے (کوہ طور پر جاتے وقت) اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا تم

۳۹۔ ﴿وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ الآیہ﴾ بنی اسرئیل دنیا کی بدترین اکھڑ مزاج قوم تھی جس کی ناسپاس گزاریوں اور اکھڑ مزاجیوں سے نہ صرف تاریخ کے اوراق بلکہ پورا قرآن چھلک رہا ہے۔ مگر خدائے رحیم نے پھر بھی ان پر نظر عنائت فرمائی۔ اب تک اوپر اس قوم کی تاریخ کا وہ حصہ بیان ہوا ہے جو اس نے فرعون اور فرعونیوں کے ساتھ گزارا۔ اب یہاں سے اس کی زندگی کا دوسرا دور شروع ہو رہا ہے۔ جو مصر چھوڑنے اور دریا پار کرنے کے بعد سے متعلق ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا دریا پھٹ گیا، فرعون اور فرعونی غرق ہوگئے۔ مگر یہ سلامتی کے ساتھ دوسرے کنارے پہنچ گئے وہاں ایک شہر کے پاس سے گزر ہوا جس کے باشندے اپنے بتوں اور دیوی دیوتاؤں کی پوجا پاٹ میں لگے ہوئے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر بنی اسرائیل نے خدا کی ان نعمتوں کا شکر اس طرح ادا کیا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام سے یہ مطالبہ داغ دیا کہ ہمارے لئے بھی اسی طرح ایک دیوتا بنائیں جس طرح ان لوگوں کے پاس ہے! جناب موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کے اس احمقانہ مطالبہ کے جواب میں کہا کہ تم لوگ بڑے ہی جاہل اور بے عقل ہو۔ جو اس طرح خدا کی نعمتوں کا شکریہ ادا کر رہے ہو؟ جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں۔ چونکہ یہ باطل ہے لہٰذا یہ برباد ہو جائے گا۔

۴۰۔ ﴿وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى۔ الآیہ﴾ اس کی تفسیر سورہ بقرہ کی آیت ۸ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ بہرحال فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کے بعد خدا نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور شریعت عطا کرنے کا وعدہ کیا تھا اس کی تکمیل کا یہاں تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ جب آپ توراۃ لینے کیلئے کوہ طور پر گئے تو آپ جناب ہارون علیہ السلام کو جو خود نبی تھے اپنا جانشین بنا کر گئے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کا تعلق صرف تشریعی امور سے ہوتا ہے اور امامت کا زعامت اور انتظامی امور سے بھی تعلق ہوتا ہے۔ جو سب انبیاء کو

قَوۡمِیۡ وَ اَصۡلِحۡ وَلَا تَتَّبِعۡ سَبِیۡلَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۱۴۲﴾

میری قوم میں میرے جانشین بن کر رہو اور اصلاح کرتے رہو اور (خبردار) مفسدین کے راستہ پر نہ چلنا (۱۴۲)

وَ لَمَّا جَآءَ مُوۡسٰی لِمِیۡقَاتِنَا وَ کَلَّمَہٗ رَبُّہٗ ۙ قَالَ

اور جب جناب موسیٰؑ ہمارے مقرر کردہ وقت پر آگئے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام کیا تو انہوں

رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ ؕ قَالَ لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَ لٰکِنِ

نے کہا پروردگار! مجھے اپنا جلوہ دکھا تاکہ میں تیری طرف نگاہ کرسکوں ارشاد ہوا تم مجھے کبھی نہیں دیکھ سکو گے۔

انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوۡفَ

مگر ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھو اگر یہ (تجلیٔ حق کے وقت) اپنی جگہ پر برقرار رہا تو پھر امید کرنا کہ مجھے

تَرٰىنِیۡ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّ خَرَّ

دیکھ سکو گے پس جب ان کے پروردگار نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور

مُوۡسٰی صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبۡحٰنَکَ تُبۡتُ

موسیٰؑ غش کھا کر گر گئے۔ اور جب ہوش میں آئے تو بولے پاک ہے تیری ذات! میں تیرے

اِلَیۡکَ وَ اَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ یٰمُوۡسٰۤی اِنِّی

حضور توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں (کہ تو نظر نہیں آتا) (۱۴۳) ارشاد ہوا اے موسیٰؑ میں

اصۡطَفَیۡتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیۡ وَ بِکَلَامِیۡ ۫ۖ

نے تمہیں اپنی پیغمبری اور ہمکلامی کے لئے تمام لوگوں سے منتخب کیا ہے پس جو چیز (تورات)

فَخُذۡ مَاۤ اٰتَیۡتُکَ وَ کُنۡ مِّنَ الشّٰکِرِیۡنَ ﴿۱۴۴﴾ وَ

میں نے تمہیں عطا کی ہے اسے لو اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جاؤ (۱۴۴)

کَتَبۡنَا لَہٗ فِی الۡاَلۡوَاحِ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ مَّوۡعِظَۃً

اور ہم نے موسیٰؑ کے لئے ان تختیوں میں ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی

وَّ تَفۡصِیۡلًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ ۚ فَخُذۡہَا بِقُوَّۃٍ وَّ اۡمُرۡ

تفصیل لکھ دی ہے۔ پس اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ اس کی بہترین باتوں

قَوۡمَکَ یَاۡخُذُوۡا بِاَحۡسَنِہَا ؕ سَاُورِیۡکُمۡ دَارَ

کو لے لیں (اس کے احکام پر کاربند ہو جائیں) میں عنقریب تم لوگوں کو نافرمان

حاصل نہیں ہوتی بلکہ صرف بعض کو حاصل ہوتی ہے۔

۴۱۔ ﴿رَبِّ اَرِنِیۡۤ۔ الآیہ﴾ جناب موسیٰ علیہ السلام کو معلوم تھا کہ خدا قابل رؤیت بصری نہیں ہے۔ لہٰذا بنابر تحقیق انہوں نے یہ سوال اپنی اکھڑ مزاج قوم کے اصرار سے مجبور ہو کر کیا تھا جس کی تفصیل سورہ بقرہ کی آیت ۵۵ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ بہرحال خدا نے جواب میں ﴿لن ترانی﴾ فرما کر رؤیت کی ابدی نفی فرما دی اور پھر تعلیق الامر علی المحال کے طور پر فرمایا کہ پہاڑ کی طرف دیکھو اگر یہ تجلی کے وقت برقرار رہا ہے تو پھر تم مجھے دیکھ سکو گے۔ مطلب یہ تھا کہ نہ وہ ہوگا نہ یہ ہوگا۔

۴۲۔ ﴿یٰمُوۡسٰۤی اِنِّی۔ الآیہ﴾ اس آیت کریمہ میں ان انعامات الٰہیہ کا مختصر سا تذکرہ کیا گیا ہے جن سے جناب موسیٰ علیہ السلام کو نوازا گیا۔ مثلاً (۱) اس عہد کے لوگوں سے آپ کو پیغمبری کیلئے منتخب کیا گیا۔ (۲) خدا نے فرشتوں کے توسط کے بغیر براہ راست کوہ طور پر ان سے کلام کیا۔ (یا پھر شب معراج بمقام قاب قوسین او ادنی سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلا توسط ملک براہ راست کلام فرمایا) اس لئے حکم ہو رہا ہے کہ شکر منعم ادا کرتے ہوئے میرے شکر گزار بندوں میں سے ہو کر رہا ہو۔

الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٤٥﴾ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ

لوگوں کا گھر دکھا دوں گا (۱۴۵) جو لوگ ناحق خدا کی زمین میں سرکشی کرتے ہیں میں

يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط وَاِنْ يَّرَوْا

اپنی نشانیوں سے ان کی نگاہیں پھرا دوں گا وہ اگر ہر معجزہ بھی دیکھ لیں تو پھر بھی

كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ

ایمان نہیں لائیں گے۔ اور اگر وہ ہدایت کا راستہ دیکھ بھی لیں تو اسے اپنا راستہ نہیں بنائیں گے۔

الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ

اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو (فوراً) اسے (اپنا) راستہ بنا لیں گے ان کی یہ حالت

الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا

اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں (نشانیوں) کو جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٤٦﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

اور ان سے غفلت برتتے رہے (۱۴۶) اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو اور

بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ط هَلْ

آخرت کی پیشی کو جھٹلایا ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے پس انہیں جزا یا سزا نہیں دی جائے گی

ع ۱۷/۷ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٧﴾ ع وَاتَّخَذَ قَوْمُ

مگر ان ہی اعمال کی جو وہ (دار دنیا) میں کرتے تھے (۱۴۷) اور موسیٰؑ کی قوم نے ان کے (کوہ طور پر چلے

مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ

جانے کے) بعد اپنے زیوروں سے (ان کو گلا کر) ایک بچھڑے کا پتلا بنا لیا جس سے (بیل کی سی) آواز نکلتی تھی۔

خُوَارٌ ط اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ

کیا انہوں نے اتنا بھی نہ دیکھا (نہ سوچا) کہ وہ نہ ان سے بات کرتا ہے اور نہ ہی کسی طرح کی راہنمائی کر سکتا ہے پھر بھی

وقف لازم سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿١٤٨﴾ وَلَمَّا سُقِطَ

انہوں نے اسے (معبود) بنا لیا اور وہ (اپنے اوپر) سخت ظلم کرنے والے تھے (۱۴۸) پھر جب وہ نادم ہوئے

فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ

اور کف افسوس ملنے لگے اور محسوس کیا کہ وہ گمراہ ہو گئے ہیں۔ تو کہنے لگے کہ

۴۳۔﴿وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى۔ الآیہ﴾ جناب موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد سامری نے (جو کہ ایک شریر قسم کا آدمی تھا) جو بنی اسرائیل کے مزاج سے واقف تھا جس نے دریا پار کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام سے خدا بنانے کا مطالبہ کیا تھا۔ اس نے زیورات کو گلا کر بچھڑے کی ایک مورت بنائی جس سے گائے کی سی آواز نکلتی تھی اس وجہ سے کہ اس نے جبرئیل کے گھوڑے کے سموں کے نیچے سے خاک اٹھائی تھی۔ وہ اس میں ڈالی تھی اس کے بنانے میں یہ صنعت گری کی تھی کہ جب اس سے ہوا گزرتی تھی تو اس سے بچھڑے کے ڈکرانے کی آواز نکلتی تھی۔ بہرحال سامری نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے اور باوجودیکہ جناب ہارون علیہ السلام قوم کو اس شرک جلی سے منع کرتے رہے مگر قوم نے ایک نہ سنی اور اس کی اکثریت نے جن کی تعداد کم و بیش ستر ہزار تھی اسے خدا تسلیم کر کے اس کی پرستش شروع کر دی اور ایک اقل قلیل جماعت جناب ہارون علیہ السلام کے ہمراہ رہ گئی جو اس جرم شنیع سے محفوظ رہی۔ وقلیل من عبادی الشکورا۔

۴۴۔﴿وَلَمَّا سُقِطَ۔ الآیہ﴾ یہ ایک محاورہ ہے جو کسی بات پر ندامت کی شدت ظاہر کرتا ہے جب جناب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے واپس تشریف لائے اور قوم کے گمراہ لوگوں کی سرزنش کی تو اب انہیں اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ تو اب لگے معافیاں مانگنے اور اپنی بخشش کی دعائیں کرنے۔

لَمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ
ہمارے پروردگار نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمیں نہ بخشا تو ہم نقصان اٹھانے والوں
الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ
میں سے ہو جائیں گے (۱۴۹) اور جب موسیٰؑ خشمناک اور افسوس کرتے ہوئے اپنی قوم کے پاس واپس آئے۔
غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ
تو فرمایا: اے قوم! تم نے میرے بعد بہت ہی بری جانشینی کی۔ کیا تم نے اپنے پروردگار کا حکم آنے
بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ
سے پہلے جلد بازی کر لی (وعدہ خداوندی چالیس راتوں کے پورا ہونے کا انتظار بھی نہ کیا) اور پھر (جوش میں)
وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ
آ کر تورات کی تختیاں (ہاتھ سے) پھینک دیں اور اپنے بھائی (ہارونؑ) کا سر ہاتھ میں لے کر اپنی طرف
اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۫ۖ
کھینچنے لگے انہوں نے کہا اے میرے ماں جائے! قوم نے مجھے کمزور اور بے بس کر دیا تھا
فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ
اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں پس تم مجھ پر دشمنوں کو ہنسنے کا موقع نہ دو اور نہ ہی ظالم
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا
گروہ کے ساتھ شامل کرو (۱۵۰) تب موسیٰؑ نے کہا پروردگار! مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے
فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ ۱۸ ع ۸
اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو سب رحم کرنے والوں میں سے بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۵۱)
اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ
بے شک جن لوگوں نے گوسالہ کو (اپنا معبود) بنایا عنقریب ان پر ان کے پروردگار کا غضب
وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي
نازل ہو گا اور وہ دنیاوی زندگی میں ذلیل و رسوا ہوں گے اور ہم بہتان باندھنے والوں
الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ
کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں (۱۵۲) اور جو لوگ برے کام کریں اور پھر

۴۵۔ ﴿وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰى۔ الآیہ﴾ چونکہ خدائے علیم نے کوہ طور پر جناب موسیٰ علیہ السلام کو قوم کی اس کارستانی کی اطلاع دے دی تھی۔ جیسا کہ سورۂ طٰہٰ میں اشارِ قدرت ہے: ﴿قال فانا قد فتنا قومك من بعدك و اضلهم السامری﴾۔ چنانچہ وہ بڑے غیظ و غضب اور افسوس کی حالت میں واپس لوٹے اور پہلے قوم کو سخت لب و لہجہ میں لعنت ملامت کی پھر اپنے بھائی کا سر ہاتھ میں لے کر اپنی طرف کھینچا۔ مطلب یہ تھا کہ یہ کیا ہوا؟ کیوں ہوا تم نے اس فتنہ کو کیوں سر اٹھانے دیا؟ جناب ہارون علیہ السلام نے یوں اپنی صفائی پیش کی کہ اے ماں جائے! قوم نے مجھے کمزور سمجھ لیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں ہر چند میں نے منع کیا مگر وہ باز نہیں آئے اس میں میری کیا تقصیر ہے؟ اس پر جناب موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ﴿اللّٰھم اغفرلی ولاخی وادخلنا فی رحمتك وانت ارحم الراحمین﴾ یہ جو کہا جاتا ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام بڑے غصیلے بزرگ تھے اس لئے جناب ہارون علیہ السلام کو سر سے پکڑ کر زور سے کھینچا اور ان کے بال نوچے معاذ اللہ۔ جب دونوں بزرگوار معصوم ہیں تو کوئی معصوم انسان کبھی کوئی غلط کام و اقدام نہیں کرتا۔ اصل بات صرف یہ ہے کہ دستور ہے کہ جب کسی اہم معاملہ میں کسی شخص کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہو تو اس طرح کیا جاتا ہے کہ ایک ہاتھ اس آدمی کے سر پر رکھا جاتا ہے اور دوسرا اس کی تھوڑی کے نیچے اور اس طرح اسے متوجہ کر کے اس سے حقیقت حال معلوم کی جاتی ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے بھی صرف ایسا ہی کیا تھا؟ ع

اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

اور ایسا بھی گوسالہ پرستی کے جرم کی سنگینی ظاہر کرنے کیلئے کیا تھا و بس۔ بہر حال جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے واپس آئے اور قوم کی لعنت و ملامت کی تو اب اس کی غفلت کا پردہ چاک ہوا اور اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ کہ وہ گمراہ ہو گئے ہیں تو اپنے پروردگار کے حضور یوں دعا کی: ﴿لئن لم یرحمنا ربنا و

تَابُوا مِنۢ بَعۡدِهَا وَاٰمَنُوۡۤا ۡ اِنَّ رَبَّكَ مِنۢ بَعۡدِهَا

توبہ کر لیں۔ اور ایمان لے آئیں تو یقینا تمہارا پروردگار اس (توبہ و ایمان) کے بعد بڑا بخشنے والا،

لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنۡ مُّوۡسَی

بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۵۳) اور جب موسیٰؑ کا غصہ فرو ہوا

الۡغَضَبُ اَخَذَ الۡاَلۡوَاحَ ۚۖ وَفِیۡ نُسۡخَتِهَا هُدًی

تو انہوں نے تختیاں اٹھا لیں تو ان کی کتابت (تحریر) میں اپنے پروردگار

وَّرَحۡمَةٌ لِّلَّذِیۡنَ هُمۡ لِرَبِّهِمۡ یَرۡهَبُوۡنَ ﴿۱۵۴﴾ وَاخۡتَارَ

سے ڈرنے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت تھی (۱۵۴) ہمارے مقرر کردہ

مُوۡسٰی قَوۡمَهٗ سَبۡعِیۡنَ رَجُلًا لِّمِیۡقَاتِنَا ۚ فَلَمَّاۤ

وقت پر حاضر ہونے کے لئے موسیٰؑ نے اپنی قوم کے ستر آدمیوں کو منتخب کیا پھر جب ایک سخت

اَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ قَالَ رَبِّ لَوۡ شِئۡتَ

زلزلہ نے انہیں آ پکڑا (اور وہ ہلاک ہو گئے) تو موسیٰؑ نے کہا اے میرے پروردگار اگر تو چاہتا تو

اَهۡلَكۡتَهُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ وَاِیَّایَ ؕ اَتُهۡلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

ان سب کو پہلے ہی ہلاک کر دیتا اور مجھے بھی۔ کیا تو ایسی بات کی وجہ سے جو ہمارے چند احمقوں نے کی ہے

السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنۡ هِیَ اِلَّا فِتۡنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا

ہم سب کو ہلاک کرتا ہے؟ یہ نہیں ہے مگر تیری طرف سے ایک آزمائش !اس کی وجہ سے

مَنۡ تَشَآءُ وَتَهۡدِیۡ مَنۡ تَشَآءُ ؕ اَنۡتَ وَلِیُّنَا فَاغۡفِرۡ

تو جسے چاہتا ہے (توفیق سلب کر کے) گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے تو ہی ہمارا

لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡغٰفِرِیۡنَ ﴿۱۵۵﴾ وَاكۡتُبۡ

ولی وسرپرست ہے ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو بہترین مغفرت کرنے والا ہے (۱۵۵) اور ہمارے لئے اس

لَنَا فِیۡ هٰذِهِ الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّفِی الۡاٰخِرَةِ اِنَّا

دنیا میں بھی بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی ہم تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں

هُدۡنَاۤ اِلَیۡكَ ؕ قَالَ عَذَابِیۡۤ اُصِیۡبُ بِهٖ مَنۡ اَشَآءُ ۚ

(ہم نے تجھ سے لو لگائی ہے) ارشاد ہوا (میرے عذاب کا یہ حال ہے کہ) جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں

یغفرلنا لنکونن من الخاسرین﴾ اور پھر توبہ کی جس کی تفصیل سورہ بقرہ میں گزر چکی ہے۔

۴۶۔﴿وَاخۡتَارَ مُوۡسٰی قَوۡمَهٗ۔ الآیہ﴾ جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر افراد کیوں منتخب کیے؟ اور ان کو کوہ طور پر کیوں لے گئے؟ اور وہ کیوں ہلاک ہوئے؟ اس کی تفصیل بقرہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے کہ قوم نے مطالبہ کیا تھا کہ ہم اللہ کو دیکھ کر اور اس کا کلام سن کر ایمان لائیں گے۔

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ

اور میری رحمت (کا یہ حال ہے کہ وہ) ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے پس میں رحمت ان لوگوں کے لئے

يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا

لکھ دوں گا جو پرہیزگاری کریں گے (برائیوں سے بچیں گے) اور زکوۃ ادا کریں گے اور ہماری آیتوں (نشانیوں)

يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٦﴾ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ

پر ایمان لے آئیں گے (۱۵۶) جو اس پیغمبر کی پیروی کریں گے جو نبی

الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي

امی ہے جسے وہ اپنے ہاں تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں جو انہیں

التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ

نیک کاموں کا حکم دیتا ہے اور برے کاموں سے روکتا ہے جو ان کے لئے پاک و پسندیدہ

وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَ

چیزوں کو حلال اور گندگی و ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے اور ان پر سے

يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ

ان کے بوجھ اتارتا ہے اور وہ زنجیریں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔

وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا

پس جو لوگ اس (نبی امی) پر ایمان لائے اور اس کی تعظیم کی اور اس کی مدد

بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي

و نصرت کی اور اس نور (روشنی) کی پیروی کی جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے

أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا ع ۱۹ / ۹

یہی لوگ فوز و فلاح پانے والے ہیں (۱۵۷) اے پیغمبرؐ (لوگوں سے) کہو اے

النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي

انسانوں میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسولؐ ہوں۔

لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي

جس کے لئے سارے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اس کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے

۴۷۔﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم اپنی رحمت کے مستحقین کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمارہا ہے کہ جو لوگ پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں گے اور پھر ان کی اتباع و پیروی کریں گے۔ وہی فوز وفلاح پائیں گے۔ یہاں آنحضرتؐ کے چند مخصوص اوصاف جلیلہ وجمیلہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جیسے یہ کہ وہ (۱) رسول بھی ہیں اور نبی بھی، (۲) وہ امی ہیں۔ اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حقارت آمیز لہجہ میں امی کہتے تھے مگر قرآن نے اس لقب کو آپ کی پہچان کا خصوصی نشان قرار دیا ہے کہ وہ ام القریٰ کے رہنے والے ہیں اور دنیوی درسگاہوں کے پڑھے لکھے نہیں بلکہ خدا کے مدرسہ علم لدنی کے فارغ التحصیل ہیں۔ (۳) ان کا ذکر توراۃ میں بھی ہے اور انجیل میں بھی۔ (۴) وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضۃ ادا کرنے والے ہیں۔ (۵) وہ طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام قرار دیتے ہیں۔ (۶) وہ ان بوجھوں کو اتارتے ہیں جن کے نیچے وہ لوگ دبے ہوئے تھے۔ اس سے وہ بعض سخت احکام مراد ہیں جو بعض سابقہ شریعتوں میں تھے۔ مثلاً اگر بدن یا کپڑا نجس ہو جاتا تھا تو پانی سے دھونے کے بجائے اسے قینچی سے کاٹنا پڑتا تھا۔ قصاص میں قتل کے سوا دیت کی کوئی گنجائش نہ تھی اور توبہ میں ایک دوسرے کو قتل کرنا پڑتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ مگر اسلام نے ان سخت احکام کو ختم کر دیا اور ان کی شریعت سہلہ آگئی جس نے ان تمام آہنی زنجیروں کو کاٹ دیا۔

۴۸۔﴿فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ۔ الآیہ﴾ جو خوش قسمت لوگ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔ آپ کی تعظیم وتکریم کی، آپ کی نصرت وتائید کی اور اس نور (قرآن) کی پیروی کی جو آپ پر اتارا گیا ہے پس یہی لوگ فوز وفلاح پانے والے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ زبانی کلامی ایمان لانا کافی نہیں ہے بلکہ اس

وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے پس اللہ پر ایمان لاؤ۔ اور اس کے نبی امی

الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ

رسولؐ پر جو خود بھی اللہ اور اس کے کلمات (کتابوں) پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو

تَهْتَدُونَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ

تاکہ تم ہدایت پاؤ (۱۵۸) اور موسیٰؑ کی قوم میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہے جو لوگوں کو

بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿۱۵۹﴾ وَقَطَّعْنَاهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ

حق کے راستہ پر چلاتا ہے اور حق کے ساتھ منصفانہ فیصلہ کرتا ہے (۱۵۹) اور ہم نے ان (بنی اسرائیل)

أَسْبَاطًا أُمَمًا ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ إِذِ

کو بارہ خاندانوں کے بارہ گروہوں میں تقسیم کر دیا اور ہم نے موسیٰؑ کو وحی کی

اسْتَسْقَاهُ قَوْمُهُ أَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ

جب ان کی قوم نے ان سے پینے کے لئے پانی مانگا کہ ایک (خاص) چٹان پر اپنی لاٹھی مارو

فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ

چنانچہ اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ اور ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر لیا

كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ ۚ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ

اور ہم نے ان پر ابر کا سایہ کیا اور (غذا کے لئے) ان پر

وَأَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ۖ كُلُوا مِنْ

من و سلویٰ نازل کیا (اور ان سے کہا) کھاؤ ان پاک اور پسندیدہ

طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۚ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِنْ كَانُوا

چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں انہوں نے (نافرمانی و ناشکری کر کے) ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ اپنے

أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۱۶۰﴾ وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ اسْكُنُوا

ہی اوپر ظلم و زیادتی کرتے رہے (۱۶۰) (وہ وقت یاد کرو) جب ان (بنی اسرائیل) سے کہا گیا

هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا

کہ اس گاؤں میں جا کر آباد ہو جاؤ اور وہاں جہاں سے تمہارا جی چاہے (غذا حاصل کر کے) کھاؤ

کے ساتھ دل و جان سے آپ کی تعظیم و تکریم کرنا بھی لازم ہے۔ اور مال و جان سے آپ کے لائے ہوئے دین اسلام کی تائید و نصرت کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ آپ نے صرف یہ کہ پورے عالم انسانیت کیلئے ہادی و راہنما ہیں۔ بلکہ رحمۃ للعالمین ہیں۔

۴۹۔ ﴿وَقَطَّعْنٰهُمُ۔ الآیہ﴾ ان آیات میں بنی اسرائیل کے جن بارہ قبیلوں میں تقسیم ہونے اور وادی سینا میں پیش آنے والے واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جیسے وہاں من و سلویٰ کے نازل ہونے، بادل کا سایہ فگن ہونے اور بارہ قبیلوں کیلئے بارہ چشموں کے پھوٹنے وغیرہ وغیرہ ان کی تفصیل قبل ازیں سورہ بقرہ آیت ۵۲ اور کی بعد والی آیات میں نیز سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۱۲ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ لہٰذا ان مقامات کی طرف رجوع کیا جائے۔

حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ
اور حطۃ حطۃ کہتے ہوئے سجدہ ریز ہو کر (عاجزی سے جھکے ہوئے) شہر کے دروازہ میں داخل ہو جاؤ تو
خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ
ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے اور جو نیک کردار ہیں ان کو مزید اجر سے نوازیں گے (۱۶۱) مگر ان
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ
میں سے جو ظالم تھے انہوں نے وہ کلمہ بدل دیا ایسے کلمہ سے جو مختلف تھا اس کلمہ سے جو ان سے کہا گیا تھا
لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا
(اور حطۃ کی جگہ حطہ حطہ کہنا شروع کر دیا) ان کی اس روش کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم نے آسمان سے ان پر عذاب بھیجا
كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ ع وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ ع ۲۰ / ۱۰
اس ظلم کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے (۱۶۲) اور (اے پیغمبرؐ) ان سے اس بستی کا حال پوچھو
كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ وقف لازم
جو سمندر کے کنارے واقع تھی۔ جبکہ وہ (بنی اسرائیل) ہفتہ کے دن خدا کی مقرر کردہ حد سے باہر ہو جاتے تھے۔ جبکہ
تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ
ہفتہ کے دن مچھلیاں ابھر ابھر کر سطح آب پر تیرتی ہوئی آ جاتی تھیں اور جس دن ہفتہ نہ ہوتا (باقی دنوں میں)
لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ كَذٰلِكَ ۛ نَبْلُوْهُمْ بِمَا معانقة ۱
تو نہیں آتی تھیں۔ ان کی نافرمانی کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے اس طرح ہم ان کی آزمائش کرتے تھے (۱۶۳)
كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ النصف
اور (اس وقت کو یاد کرو) جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا (ان لوگوں سے جو ہفتہ کے دن شکار کرنے والوں کو وعظ و نصیحت
تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا
کرتے تھے) کہ تم ایسے لوگوں کو (بے فائدہ) کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو خدا ہلاک کرنے والا ہے یا سخت عذاب میں مبتلا
شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ
کرنے والا ہے؟ انہوں نے (جواب میں) کہا کہ ہم یہ اس لئے کرتے ہیں کہ تمہارے پروردگار کے سامنے معذرت پیش کر
يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا
سکیں (کہ ہم نے اپنا فریضہ امر و نہی ادا کر دیا ہے) اور اس لئے کہ شاید یہ لوگ اس روش سے پرہیز اختیار کریں (۱۶۴) آخرکار

۵۰۔ ﴿وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ ۔ الآیہ﴾ ان آیات میں جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس کی تفصیل سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۶۵ اور ۶۶ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ اس قریہ کے لوگوں پر ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنے کی ممانعت کی گئی تھی۔ تو انہوں نے اس کے جواز کا طریقہ اختیار کیا کہ دریا کے کنارے گڑھے کھود لئے جن میں ہفتہ کے دن مچھلیاں جمع ہو جاتی تھیں۔ اور اتوار کے دن وہ ان کا شکار کر لیا کرتے تھے خدا نے اس فعل کو فسق قرار دیا ہے۔ جب ان لوگوں کا یہ گناہ حد سے بڑھ گیا تو خدا نے ان پر لعنت کی اور ان کو بندروں کی شکل میں مسخ کر کے ہلاک و برباد کر دیا۔ فراجع۔

یہ سنت الٰہی ہے کہ جب کسی قوم کا خدا کی نافرمانی پر اس حد تک اصرار بڑھ جائے کہ نیک لوگوں کے امر و نہی اور پند و موعظہ کا بھی اس پر کچھ اثر نہ ہو تو بالآخر خدا اس قوم پر لعنت کر دیتا ہے جس کے بعد وہ قوم مسخ ہو کر ہلاک و برباد ہو جاتی ہے جس طرح یہ قوم بندروں کی شکل میں ہو گئی تھی۔

۵۱۔ ﴿وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ ۔ الآیہ﴾ اس بستی میں تین قسم کے لوگ رہائش پذیر تھے (اور عموماً ہر جگہ اس طرح تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں) (۱) خدا کی نافرمانی کرنے والے (۲) ایسے لوگوں کو وعظ و نصیحت کر کے برائیوں سے روکنے والے۔ (۳) نہ خود برائی کرتے ہیں اور نہ کرنے والوں کو روکتے ہیں۔ بلکہ روکنے والوں کو بھی یہ احمقانہ مشورہ دیتے ہیں کہ تم ان لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ انہیں کیوں موعظہ کرتے ہو۔ جنہیں خدا ہلاک کرنے والا ہے۔ مگر دوسرا گروہ جواب میں کہتا ہے کہ ہم یہ فرض اس لے ادا کرتے ہیں کہ خدا کے ہاں معذرت کر سکیں کہ ہم نے اپنا فریضہ تبلیغ ادا کر دیا تھا۔ نیز ممکن ہے کہ کسی پر کچھ اثر ہو جائے۔

الَّذِيۡنَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ السُّوۡٓءِ وَاَخَذۡنَا الَّذِيۡنَ

جب ان لوگوں نے وہ تمام نصیحتیں بھلا دیں جو ان کو کی گئی تھیں تو ہم نے ان لوگوں کو تو بچا لیا جو برائی سے روکتے رہتے

ظَلَمُوۡا بِعَذَابٍۭ بَـئِيۡسٍۭ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ﴿۱۶۵﴾

تھے اور باقی سب ظالموں کو ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے سخت عذاب میں گرفتار کیا (۱۶۵)

فَلَمَّا عَتَوۡا عَنۡ مَّا نُهُوۡا عَنۡهُ قُلۡنَا لَهُمۡ كُوۡنُوۡا

(جب یہ عذاب بھی ان کو سرکشی سے باز نہ رکھ سکا) اور وہ برابر سرکشی کرتے چلے گئے ان چیزوں کے بارے میں جن

قِرَدَةً خٰسِـئِيۡنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبۡعَثَنَّ

سے ان کو روکا گیا تھا تو ہم نے کہا بندر ہو جاؤ ذلیل اور راندے ہوئے (۱۶۶) اور (اے پیغمبرؐ) یاد کرو جب

عَلَيۡهِمۡ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ مَنۡ يَّسُوۡمُهُمۡ سُوۡٓءَ

تمہارے پروردگار نے اعلان کر دیا تھا (کہ اگر یہ لوگ اپنی سیاہ کاریوں سے باز نہ آئے) تو خدا ان پر قیامت تک

الۡعَذَابِ‌ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيۡعُ الۡعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ

ایسے لوگ مسلط کرے گا جو انہیں بدترین عذاب میں گرفتار کریں گے یقیناً تمہارا پروردگار بہت جلد سزا دینے والا ہے

لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَقَطَّعۡنٰهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ اُمَمًا‌ ۚ

اور بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا بھی ہے (۱۶۷) اور ہم نے ان کو زمین میں مختلف فرقوں کی صورت میں ٹکڑے

مِنۡهُمُ الصّٰلِحُوۡنَ وَمِنۡهُمۡ دُوۡنَ ذٰلِكَ‌ ۖ وَبَلَوۡنٰهُمۡ

ٹکڑے کر دیا۔ ان میں سے کچھ لوگ تو نیک ہیں اور کچھ اس کے خلاف اور طرح کے (بدکار) ہیں۔

بِالۡحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۱۶۸﴾

اور ہم ان کو اچھے اور برے حالات میں مبتلا کر کے آزماتے ہیں تاکہ وہ باز آ جائیں (۱۶۸)

فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ وَّرِثُوا الۡـكِتٰبَ

پھر ان کے بعد ایسے ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے اور کتاب الٰہی کے وارث بنے جو (دین فروشی کرکے)

يَاۡخُذُوۡنَ عَرَضَ هٰذَا الۡاَدۡنٰى وَيَقُوۡلُوۡنَ سَيُغۡفَرُ

دنیائے دوں کے مال و متاع اور ساز و سامان جمع کرتے اور سمیٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امید ہے کہ

لَـنَا‌ ۚ وَاِنۡ يَّاۡتِهِمۡ عَرَضٌ مِّثۡلُهٗ يَاۡخُذُوۡهُ‌ ؕ اَلَمۡ

ہم بخش دیئے جائیں گے اور اگر اتنا ہی اور عارضی ساز و سامان ان کے ہاتھ لگ جائے تو اسے بھی بے

۵۲۔ ﴿وَاِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّكَ ۔الآیہ﴾ تاذن کے معنی کسی قطعی فیصلہ کے اعلان کرنے کے ہیں خدا نے بنی اسرائیل کے بدکردار و نابکار لوگوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے نبیوں کے ذریعہ سے آگاہ کر دیا تھا کہ وہ قیامت تک ان پر ایسے جابر و حاکم مسلط کرتا رہے گا جو انکو سخت عذابوں کا مزہ چکھائیں گے چنانچہ بخت نصر سے لے کر ہٹلر تک تاریخ گواہ ہے کہ ذلت و رسوائی اس قوم کا مقدر رہی ہے مگر درمیان میں وقفہ مل جانے سے خدا کے اس فیصلہ کی نفی نہیں ہوتی۔ یہ وقفہ کسی تازہ مصیبت کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ یہ صرف ﴿بحبل من الناس﴾ کی کارستانی ہے۔ بھلا جو قوم دوسروں کی بیساکھیوں پر کھڑی ہو وہ کب تک کھڑی رہے گی؟ ع

جو شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

اور دوسری سزا خدا ان کو یہ دے گا کہ ان کو انتشار و پراگندی میں گرفتار رکھے گا۔

يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا

دریغ لے لیتے ہیں۔ کیا ان سے کتاب (تورات) والا یہ عہد و پیمان نہیں لیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی

عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ

نسبت حق کے سوا اور کوئی بات نہیں کہیں گے؟ اور یہ خود کتاب میں پڑھ چکے ہیں جو اس میں لکھا ہے

الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

اور آخرت والا گھر پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ (۱۶۹)

وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ

اور جو لوگ کتاب الٰہی سے تمسک رکھتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔

اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَاِذْ نَتَقْنَا

بے شک ہم اصلاح کرنے والوں کا اجروثواب ضائع نہیں کریں گے (۱۷۰) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے پہاڑ کو

الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ

ہلا کر (اور جڑ سے اکھاڑ کر) اس طرح ان کے اوپر بلند کیا۔ کہ گویا سائبان ہے اور انہوں نے گمان کیا کہ یہ ان پر گرا ہی

بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَاۤ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ

چاہتا ہے (اور ان سے کہا کہ) جو کچھ (کتاب) ہم نے تمہیں عطا کی ہے اسے مضبوطی کے ساتھ لو۔ اور جو کچھ اس میں

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ ع وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ ع ۹ ۲۱

لکھا ہے اسے یاد رکھو تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ (۱۷۱) اور (وہ وقت یاد کرو) جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم کی

مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى

پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا (جو نسلاً بعد نسل پیدا ہونے والی تھی) اور ان کو خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا کیا

اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ معانقة ۷

میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا ہاں بے شک ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو ہمارا پروردگار ہے

اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا

(یہ کارروائی اس لئے تھی کہ) کہیں تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو اس سے

غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ لا اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ

بے خبر تھے (۱۷۲) یا کہو کہ (خدایا) شرک تو ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا تھا۔ اور ہم تو ان کے

۵۳۔ ﴿وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ۔ الآیہ﴾ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ توراۃ وانجیل وغیرہ کی بشارتوں پر عمل کرتے ہوئے ایمان لائے اور نماز ادا کی یعنی مسلمان ہوگئے اور اس اسلامی طریقہ پر عبادت خدا کرنا شروع کر دی وہ ضرور نجات پائیں گے اور ان کے عمل رائیگاں نہیں جائیں گے۔

۵۴۔ ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ۔ الآیہ﴾ اسی چیز کو عہد الست اور عالم ذر کہا جاتا ہے۔ علماء اسلام کی اکثریت نے اس آیت اور اس کی تفسیر میں وارد شدہ حدیثوں کو ان کے ظاہری معنی پر باقی رکھتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ ایک بار خدائے قدیر نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے اس پوری اولاد آدمؑ کو جو اس کی نسل سے قیامت تک پیدا ہونے والی تھی بیک وقت چیونٹی کی شکل میں وجود و شعور اور قوت گویائی دے کر صلب آدمؑ سے پیدا کیا اور پھر ان سے اپنی ربوبیت کی شہادت لی۔ فرمایا: ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا: بے شک تو ہمارا پروردگار ہے۔ ہاں البتہ بعض علماء نے اسے استعارہ و تمثیل پر محمول کیا ہے۔ تفصیلات دیکھنے کے خواہشمند حضرات ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن یا احسن الفوائد کی طرف رجوع فرمائیں۔

قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا

بعد ان کی نسل سے تھے (اس لئے لاچار ان کی روش پر چل پڑے) تو کیا تو ہمیں اس (شرک) کی وجہ سے ہلاک

فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

کرے گا جو باطل پرستوں نے کیا تھا (۱۷۳) اسی طرح ہم اپنی نشانیاں تفصیل سے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ (حق کی

وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ

طرف) رجوع کریں (۱۷۴) (اے رسولؐ) ان لوگوں کے سامنے اس شخص کا واقعہ بیان کرو جس کو ہم نے

اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ

اپنی بعض نشانیاں عطا کی تھیں مگر وہ ان سے عاری ہو گیا (وہ جامہ اتار دیا) پس شیطان اس کے پیچھے لگ گیا اور

فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا

آخرکار وہ گمراہوں میں سے ہو گیا (۱۷۵) اور اگر ہم چاہتے تو ان نشانیوں کی وجہ سے اس کا مرتبہ بلند کرتے مگر وہ تو

وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ

زمین (پستی) کی طرف جھک گیا۔ اور اپنی خواہش نفس کا پیرو ہو گیا تو اب اس کی مثال

كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ

کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تم اس پر حملہ کرو تب بھی ہانپتا ہے اور یونہی چھوڑ دو تب بھی ایسا کرتا ہے

تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

(زبان لٹکائے ہانپتا ہے) یہ مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے

بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾

ہماری نشانیوں کو جھٹلایا (اے رسولؐ) تم یہ قصص و حکایات سناتے رہو شاید وہ غور و فکر کریں (۱۷۶)

سَآءَ مَثَلًا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

کیا بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا۔

وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ

اور جو خود اپنے ہی اوپر ظلم کرتے رہے (۱۷۷) جس کو اللہ ہدایت دے

فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہی میں چھوڑ دے وہی لوگ گھاٹا

۵۵۔ ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ۔ الآیہ﴾ اس آیت کے ظاہری الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی ایسے شخص کا واقعہ ہے جو عالم تو بہت بڑا تھا مگر جوہر عمل سے عاری تھا۔ مشہور یہ ہے کہ اس کا نام بلعم بن باعور تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں تھا اور کتب سماوی کا بہت بڑا عالم تھا۔ اور اسم اعظم کی وجہ سے مستجاب الدعا بھی تھا۔ مگر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا تھا اور اسے گمراہ کرکے چھوڑا۔ دنیا طلبی اور اس کے عیش آرام کے سفلی جذبہ میں گرفتار ہو کر فرعون کا طرفدار ہو گیا۔ ارشاد قدرت ہے کہ اب طمع و حرص اور حب نفس میں اس کی مثال کتے کی سی ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا: اس سے حسب ظاہر تو بلعم بن باعور مراد ہے مگر درحقیقت اس سے مراد وہ شخص ہے جو ہدایت یافتہ ہونے کے باوجود دین کے تقاضوں کو چھوڑ کر اپنی خواہش کو ترجیح دے۔ (تفسیر صافی)

''بعض مورخین کا بیان ہے کہ بلعم اتنا بڑا عالم تھا کہ ہزاروں طلبہ اس کی مجلس درس میں حاضر ہوتے تھے اور جو کچھ وہ کہتا تھا وہ اسے قلمبند کر لیتے تھے مگر اپنے علم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اس کا یہ برا انجام ہوا جو یہاں مذکور ہے۔

لو کان للعلم شرف من غیر تقی
لکان اشرف الناس ابلیس

اگر عمل کے بغیر علم کو کوئی شرف ہوتا۔ تو پھر سب لوگوں سے اشرف و اعلیٰ ابلیس ہوتا۔

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ

اٹھانے والے ہیں (۱۷۸) اور کتنے جن و انس ایسے ہیں جنہیں ہم نے جہنم کے لئے

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ

پیدا کیا ہے (یعنی ان کا انجام کار جہنم ہے) ان کے دل و دماغ ہیں مگر سوچتے نہیں ہیں۔

وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا

ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں ان کے کان ہیں مگر وہ ان سے

يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ

سنتے نہیں ہیں۔ یہ لوگ چوپائیوں کی طرح ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ (اور گئے گزرے) ہیں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

یہی وہ لوگ ہیں جو بالکل غافل و بے خبر ہیں (۱۷۹) اور اللہ ہی کے لئے

فَادْعُوْهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ

اچھے اچھے نام ہیں اسے ان ہی کے ذریعہ سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں

سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ

کج روی کرتے ہیں عنقریب انہیں ان کے کئے کا بدلہ مل جائے گا (۱۸۰) ہماری مخلوق میں سے ایک

اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ ع ۲۲ ۱۴

گروہ ایسا بھی ہے جو حق کے مطابق ہدایت کرتا ہے اور اسی کے مطابق (لوگوں کا) فیصلہ کرتا ہے (۱۸۱) اور جن لوگوں

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا

نے ہماری آیتوں (نشانیوں) کو جھٹلایا ہم انہیں بتدریج (آہستہ آہستہ ان کے انجام بد کی طرف) لے جائیں گے کہ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾

انہیں اس کی خبر تک نہ ہوگی (۱۸۲) اور میں انہیں ڈھیل دیتا ہوں بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے (۱۸۳)

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ٜ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ

کیا ان لوگوں نے اتنا بھی نہیں سوچا کہ ان کے ساتھی (پیغمبر اسلام) میں ذرا بھی جنون نہیں ہے۔ وہ تو بس

هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ

کھلم کھلا (خدا کے عذاب سے) ڈرانے والا ہے (۱۸۴) کیا ان لوگوں نے آسمانوں اور

۵۶۔ ﴿وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ ۔الآیہ﴾ قرآن کی آیات محکمات سے ثابت ہے کہ خدائے علیم وحکیم نے تمام جن وانس کو اپنی عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے تو پھر بہت سے جن وانس کو جہنم کیلئے پیدا کرنے کا کیا مطلب؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہاں ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ میں لام ہے یہ لام عاقبت ہے جو کسی چیز کے انجام کو ظاہر کرتی ہے یعنی خدا نے تو سب جن وانس کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا تھا۔ مگر ان کی اکثریت نے اپنے سوء اختیار سے جو راستہ اختیار کیا ہے اس کا انجام جہنم ہے۔ ان کا یہ انجام بد کیوں ہوا؟ محض اس لئے کہ انہوں نے خدا کی عطا کردہ گرانقدر نعمتوں اور صلاحیتوں کو ان کے صحیح مصرف میں صرف نہیں کیا اور ان سے استفادہ نہیں کیا بلکہ ان انسان نما حیوانوں نے ان قوتوں کو معطل کر کے دنیاوی لذتوں سے لطف اندوز ہونے کو آخرت کی لذتوں پر ترجیح دی لہذا وہ چارپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر!

۵۷۔ ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۔الآیہ﴾ مشہور یہ ہے کہ خدا کے ننانوے نام ہیں مگر دعائے جوشن کبیر میں ایک ہزار نام مذکور ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ہماری عقل وخرد کی حد ہے ورنہ خدا کی ذات وصفات کی طرح اس کے اسماء حسنیٰ بھی غیر محدود ہیں۔ بہر حال اس حکم خداوندی سے دو چیزیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ مشکلات ومصائب اور طلب حوائج کے وقت دعا و پکار خدا سے کرنی چاہیئے کیونکہ وہی حاجت روا ہے اور وہ مشکل کشا ہے۔ دوسری یہ کہ اسے پکارنا بھی انہی ناموں سے چاہیے جو اس نے خود اپنے لئے مقرر کئے ہیں۔

مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ

زمین کی بادشاہی میں اور ان چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کی ہیں کبھی غور و فکر نہیں کیا؟

مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ

اور کبھی نظر اٹھا کر ان کو نہیں دیکھا؟ اور اس بات پر کہ شاید ان کا (مقررہ) وقت آ گیا ہو

اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنْ

تو اب وہ اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے؟ (۱۸۵) جس کو

يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ

اللہ گمراہی میں چھوڑ دے اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا اور وہ (خدا) انہیں چھوڑ دیتا ہے تاکہ اپنی

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ

سرکشی میں بھٹکتے رہیں (۱۸۶) (اے رسولؐ) لوگ آپؐ سے قیامت کی گھڑی کے متعلق سوال کرتے ہیں

اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا

کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ کہہ دو کہ اس کا علم تو میرے پروردگار کے ہی پاس ہے اسے اس کا

يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ

وقت آنے پر وہی ظاہر کرے گا۔ وہ گھڑی آسمانوں اور زمین میں بڑی بھاری ہے (وہ بڑا بھاری حادثہ ہے

وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ

جو ان میں رونما ہو گا) وہ نہیں آئے گی تمہارے پاس مگر اچانک۔ لوگ اس طرح آپؐ سے

كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ

پوچھتے ہیں جیسے آپؐ اس کی تحقیق اور کاوش میں لگے ہوئے ہیں؟ کہہ دو۔ کہ اس کا علم تو اللہ ہی

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ قُلْ لَّآ

کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ یہ حقیقت جانتے نہیں ہیں (۱۸۷) (اے رسولؐ) کہہ دو۔

اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ

کہ میں اپنے نفع و نقصان پر کوئی قدرت و اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے (وہی ہوتا ہے)

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ

اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو بہت سے فائدے حاصل کر لیتا اور (زندگی میں) مجھے کبھی کوئی

۵۸۔ ﴿لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ۔ الآیہ﴾ قرآن مجید کی اس آیت اور دوسری بہت سی آیات محکمات سے واضح ہوتا ہے اور یہی تمام انبیاء و ادیان کی تعلیم ہے کہ قیامت کے برپا ہونے کا حقیقی و تحقیقی اور احاطی و تفصیلی علم صرف خداوند عالم ہی کو ہے۔ اس نے نہ کسی نبی و مرسل کو اور نہ کسی ملک مقرب کو اس سے آگاہ فرمایا ہے۔

۵۹۔ ﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ۔ الآیہ﴾ عام انسان کی یہ عالمگیر گمراہی ہے کہ وہ جس سے عقیدت رکھتا ہے اسے انسانیت کی سطح سے بلند کر کے مافوق الفطرت مخلوق قرار دے دیتا ہے اور اس کی عظمت کے ڈانڈے توحید سے ملانے لگتا ہے اور اسے نہ صرف نفع و نقصان بلکہ موت و حیات کا مختار اور قاضی الحاجات سمجھنے لگتا ہے اور جب کسی سے نفرت کرتا ہے تو اس کے ہادی برحق ہونے کا بھی انکار کر دیتا ہے اور اسے علم و فضل اور گناہ و عصیان اور سہو و نسیان میں عام لوگوں سے بھی نیچے گرا دیتا ہے۔ یہی ہر دور کے نبی و وصی کے ساتھ ہوتا رہا ہے اور یہی سلوک نبیؐ و علیؑ کے ساتھ ہوا ہے۔ حالانکہ اسلام ہر ہر معاملہ کی طرح عقیدت و نفرت میں بھی اعتدال اور میانہ روی کا قائل ہے۔ ﴿خیر الامور اوسطھا﴾ خدائے علیم و حکیم نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یہ اعلان کرا کے ہر قسم کی افراط و تفریط کا سدباب کر دیا ہے کہ میں بذات خود نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے اور نہ ہی میں عالم الغیب ہوں۔ میں تو بس بشیر و نذیر یعنی رسول ہوں۔ اور اس میں بہت کچھ آ گیا۔ کیونکہ جو نبی و رسول ہوتا ہے وہ لامحالہ (۱) عالم علم لدنی ہوتا ہے وہ اللہ کی تعلیمات سے بہت سے مغیبات پر مطلع ہوتا ہے۔ (۲) وہ معصوم عن الخطا ہوتا ہے۔ (۳) وہ شجاع و بہادر ہوتا ہے۔ (۴) وہ حسب و نسب میں سب سے افضل ہوتا ہے۔ (۵) وہ صاحب معجزات ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

الْخَيْرِ ۛ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۛ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ معانقة
نقصان نہ پہنچتا۔ میں تو بس (نافرمانوں کو) ڈرانے والا اور ایمانداروں
وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ع ۲۳ ۱۴
کو خوشخبری دینے والا ہوں (۱۸۸) اللہ وہی ہے جس نے تمہیں ایک متنفس(جاندار)
مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا
سے پیدا کیا اور پھر اس کی جنس سے اس کا جوڑا (شریک حیات) بنایا تاکہ وہ (اس کی رفاقت میں)
لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا
سکون حاصل کرے۔ پھر جب مرد عورت کو ڈھانک لیتا ہے تو اسے ہلکا سا حمل رہ جاتا
خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ
جسے لئے وہ چلتی پھرتی رہتی ہے اور جب وہ بوجھل ہو جاتی ہے(وضع حمل کا وقت آ جاتا ہے)
رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ
تو دونوں (میاں بیوی) اپنے اللہ سے جو ان کا پروردگار ہے دعا مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں صحیح وسالم اولاد دے دی تو
الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ
ہم تیرے بڑے شکر گزار ہوں گے(۱۸۹) مگر جب وہ ان دونوں کو صحیح وسالم فرزند عطا کر دیتا ہے تو یہ دونوں اس کی عطا
شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾
کردہ چیز (اولاد) میں دوسروں کو اس کا شریک ٹھہرانے لگتے ہیں۔ اللہ اس سے بہت برتر ہے جو مشرک کرتے ہیں(۱۹۰)
اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ ۖ
آیا یہ ان کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود کسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں(۱۹۱)
وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ
اور وہ نہ ان کی مدد کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی اپنی
يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا
مدد پر قادر ہیں(۱۹۲) اور اگر تم ان کو سیدھے راستہ کی طرف بلاؤ تو وہ تمہارے پیچھے
يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ
قدم نہیں اٹھا سکتے۔ تمہارے لئے برابر ہے کہ ان کو بلاؤ یا خاموش رہو (دونوں باتوں

أَنْتُمْ صَامِتُونَ ﴿١٩٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ

کا نتیجہ ایک ہی ہے)(۱۹۳)(اے کافرو) یقیناً وہ جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر (اور خدا سمجھ کر) پکارتے ہو

دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ

وہ تمہاری ہی طرح (خدا کے) بندے ہیں۔ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو (کہ ان میں مافوق

فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٩٤﴾

بشریت طاقتیں ہیں) تو انہیں پکارو۔ پھر تو انہیں چاہیے کہ تمہاری دعا و پکار کا جواب دیں (۱۹۴)

أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ

آیا ان (بتوں) کے پاؤں ہیں کہ جن سے وہ چلتے ہوں

يَبْطِشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا ۖ

آیا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہوں کیا ان کی آنکھیں ہیں جن سے

أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوا

وہ دیکھتے ہوں اور کیا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں (اے پیغمبرؐ) کہو کہ تم اپنے

شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنْظِرُونِ ﴿١٩٥﴾ إِنَّ

تمام شریکوں کو پکارو۔ پھر میرے خلاف سب تدبیریں کرو اور مجھے بالکل مہلت نہ دو (۱۹۵) میرا

وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى

ولی و سرپرست وہ اللہ ہے جس نے (یہ) کتاب نازل کی ہے اور وہ نیک بندوں کا

الصَّالِحِينَ ﴿١٩٦﴾ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا

سرپرست اور کارساز ہے (۱۹۶) اور جنہیں تم اللہ کے سوا خدا پکارتے ہو وہ نہ

يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ﴿١٩٧﴾

تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ خود ہی اپنی مدد کر سکتے ہیں (۱۹۷)

وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَسْمَعُوا ۖ وَ

اور اگر انہیں سیدھے راستہ کی دعوت دو تو وہ تمہاری بات سنتے نہیں ہیں اور تم انہیں دیکھو گے

تَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿١٩٨﴾

کہ گویا وہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ دیکھتے نہیں ہیں (۱۹۸)

۶۰۔ ﴿قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ۔الآیہ﴾ یہ مشرکین کی ان دھمکیوں کا جواب ہے جو وہ حضرت رسول ﷺ کو دیتے تھے کہ اگر آپ نے ہمارے معبودوں کی مخالفت کی تو وہ آپ سے ناراض ہو جائیں گے اور پھر آپ کو تہس نہس کر دیں گے تو اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ ان لوگوں کو چیلنج کر رہے ہیں کہ تم اپنے سب مزعومہ شریکوں کو بلاؤ پھر مل کر میرے خلاف سازش کرو اور مجھے مہلت نہ دو۔ مگر یاد رکھو کہ میرا سرپرست اور حمایت کار وہ پروردگار ہے جس نے کتاب اتاری ہے اور وہ ہمیشہ اپنے نیک بندوں کی سرپرستی کرتا ہے۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ

(اے نبیؐ) عفو و درگزر سے کام لو۔ اور نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے روگردانی کریں

الْجٰهِلِيْنَ ﴿١٩٩﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ

(ان سے نہ الجھیں) (۱۹۹) اور اگر شیطان کی طرف سے جوش دلانے کی کوئی

نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٠٠﴾ اِنَّ

کوشش ہو تو خدا سے پناہ مانگیں یقیناً وہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے (۲۰۰) جو لوگ

الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ

پرہیزگار ہیں جب انہیں کوئی شیطانی خیال چھو بھی جائے تو وہ چوکنے ہوجاتے ہیں اور یاد الٰہی میں لگ جاتے ہیں اور ان

تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿٢٠١﴾ وَاِخْوَانُهُمْ

کی بصیرت تازہ ہو جاتی ہے (اور حقیقت حال کو دیکھنے لگتے ہیں) (۲۰۱) اور جو شیطانوں کے بھائی بند ہیں تو وہ

يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾ وَاِذَا

(شیاطین انسی وجنی) ان کو گمراہی میں کھینچے لئے جاتے ہیں اور (انہیں گمراہ کرنے میں) کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے (۲۰۲)

لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ

(اے پیغمبرؐ) جب تم ان کے سامنے (ان کا کوئی مطلوبہ) معجزہ لے کر نہ جاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ تم نے خود کوئی معجزہ کیوں نہ منتخب کر

اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ

لیا؟ (یعنی اپنی مرضی سے کیوں نہ بنا لیا؟) کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اسی وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرا پروردگار مجھے کرتا ہے

مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٢٠٣﴾

(اس میں میری پسند کا کیا دخل؟) یہ (قرآن) تمہارے پروردگار کی طرف سے سامان ہدایت اور سراسر رحمت ہے (۲۰۳)

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا

اور (اے مسلمانو) جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر (توجہ سے) سنو اور خاموش ہو جاؤ تاکہ تم

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٢٠٤﴾ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ

پر رحمت کی جائے (۲۰۴) اور (اے پیغمبرؐ) صبح شام اپنے پروردگار کو یاد کرو۔ اپنے دل

تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ

میں عجز و انکساری اور خوف و ہراس کے ساتھ اور زبان سے بھی چلائے بغیر (یعنی دھیمی

۶۱۔ ﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ۔ الآیہ﴾ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی جنی یا انسی شیطان کی طرف سے طبیعت میں کوئی دغدغہ، جوش اور ولولہ پیدا ہو تو اللہ سے پناہ رفیق بنائی۔ بے شک نبی ہوں یا امام ان کو بھی غصہ آتا ہے مگر ان کا غصہ خدا کیلئے ہوتا ہے حتیٰ کہ ان کے ذاتی غصہ کی تہہ میں بھی خدا کیلئے ہی غصہ ہوتا ہے اگر وہ کسی سے محبت کرتے ہیں تو اللہ کیلئے اور اگر کسی سے نفرت کرتے ہیں تو بھی اللہ کیلئے اور اسی کا نام ﴿الحب للہ والبغض فی اللہ﴾ ہے جو بہترین عمل ہے۔

۶۲۔ ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ ۔الآیہ﴾ قرآن جو کہ کتاب ہدایت و رحمت ہے مگر اس کے فیض رحمت سے فیض پانے کے کچھ آداب ہیں۔ منجملہ ان کے ایک ادب یہ ہے کہ جب اس کی تلاوت کی جائے تو اسے کان لگا کر (توجہ سے) سنا جائے۔ (جو بنابر مشہور عام حالات میں سنت اور نماز کی حالت میں واجب ہے۔ اور دوسرا ادب یہ ہے کہ اس کی تلاوت کے وقت خاموشی اختیار کی جائے۔

۶۳۔ ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ ۔الآیہ﴾ یہ بات قبل ازیں اسی سورہ کی آیت ۱۵۵ کی تفسیر میں بیان کی جاچکی ہے کہ ذکر خدا کا پسندیدہ طریقہ کار یہ ہے کہ آہستہ کیا جائے اور جہر اور شور شرابہ سے ذکر خدا کرنا پسندیدہ طریقہ نہیں ہے۔ صوفیوں کے ہاں جو ذکر خفی وجلی چلتا ہے اور اس سلسلہ میں جو مختلف خود ساختہ ذکر واذکار چلتے ہیں ان کی شرعاً کوئی حقیقت نہیں ہے۔ نیز یہ ذکر خدا اگرچہ ہر وقت مستحسن ہے مگر صبح وشام اس کی تاکید زیادہ وارد ہوئی ہے اور ان اوقات میں بکثرت ذکر وارد ہوئے ہیں تفصیل کیلئے ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن جلد ۳ اور بالخصوص ہماری کتاب زاد العباد لیوم المعاد کی طرف رجوع کیا جائے ان شاء اللہ۔

بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ وَلَا تَكُنۡ مِّنَ الۡغٰفِلِيۡنَ ﴿۲۰۵﴾

آواز کے ساتھ) اور (یاد خدا سے) غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ (۲۰۵)

اِنَّ الَّذِيۡنَ عِنۡدَ رَبِّكَ لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ عَنۡ

جو تمہارے پروردگار کے خاص مقرب ہیں وہ کبھی اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے اور اسکی تسبیح وتقدیس کرتے ہیں

عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوۡنَهٗ وَلَهٗ يَسۡجُدُوۡنَ ﴿۲۰۶﴾ السجدة

(اس کی پاکی بیان کرتے ہیں) اور اس کی بارگاہ میں سربسجود ہوتے ہیں (۲۰۶)

ع ۲۴ ۱۸/۱۴

اٰیاتها ۷۵ — ۸ سُوۡرَةُ الۡاَنۡفَالِ مَدَنِيَّةٌ ۸۸ — رکوعاتها ۱۰

سورۃ الانفال- مدنی ہے- آیات ۷۵- ۱۰ رکوع

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يَسۡـئَلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ‌ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰهِ

(اے رسولؐ) لوگ آپؐ سے انفال کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ انفال اللہ اور

وَالرَّسُوۡلِ‌ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَيۡنِكُمۡ‌

اللہ کے رسول کے لئے ہے پس اگر تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرو۔ اور اپنے باہمی

وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ‏ ﴿۱﴾

تعلقات و معاملات کی اصلاح کرو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو (۱)

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ

(کامل) ایمان والے تو بس وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے

قُلُوۡبُهُمۡ وَاِذَا تُلِيَتۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ

دل دہل جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کی جائے تو ان کے

اِيۡمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ۖۚ‏ ﴿۲﴾ الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ

ایمان بڑھ جاتے ہیں اور وہ ہر ایک حال میں اپنے پروردگار پر توکل (بھروسہ) رکھتے ہیں (۲) جو نماز قائم کرتے ہیں

الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ؕ‏ ﴿۳﴾ اُولٰۤـئِكَ هُمُ

اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں (۳) بے شک ایسے

۲۴۔ ﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ عِنۡدَ رَبِّكَ ۔الآیہ﴾ عام مفسرین نے ان سے ملائکہ مراد لیے ہیں۔ اور بعید نہیں ہے کہ جو اس کے پاس ہیں۔ اس سے مراد وہ ہستیاں ہوں جن کو خدا کی بارگاہ میں مقام و مرتبہ حاصل ہے جیسے ملائکہ مقربین، انبیاء و مرسلین اور ائمہ طاہرین و مومنین کاملین کہ وہ خدا کی عبادت سے تکبر اور سرکشی نہیں کرتے بلکہ وہ خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور اس کی بارہ گاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

سورہ انفال

سورہ انفال کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: انفال کا بیان، کامل الایمان اہل ایمان کے صفات کا بیان، فرشتے نازل کر کے اہل ایمان کی نصرت کرنے کا تذکرہ، میدان کار زار سے فرار کرنے والوں کو دوزخ کی دھمکی، مال غنیمت سے خمس ادا کرنے کا حکم صلح و جنگ کے بارے میں ہدایات، جہاد کرنے کیلئے آمادہ کار رہنے کا حکم اور جنگی قیدیوں کے بارے میں حکم الٰہی کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿يَسۡـئَلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ ۔الآیہ﴾ جہاد وغیرہ کے وقت جو مال مسلمانوں کے ہاتھ آئے اس کیلئے قرآن مجید میں تین الفاظ استعمال ہوئے ہیں: (۱) غنیمت و غنائم۔ (۲) نفل و انفال۔ (۳) اور فئے۔ عام اہل اسلام ان تینوں الفاظ کو ہم معنی جانتے ہیں اور پھر ان کے احکام بھی ایک جیسے جانتے ہیں۔ مگر ارشادات معصومینؑ کی روشنی میں ان کے مفہوم میں بھی فرق ہے اور احکام میں بھی۔ ہاں البتہ فئے اور انفال کا مفہوم اور حکم ایک ہے مگر غنیمت کا مفہوم اور حکم اور ہے! چنانچہ جب کفار سے شرعی جہاد کیا جائے اور خدائے قدیر مسلمانوں کو فتح و فیروزی عطا کرے اور اس کے نتیجہ میں کفار کا جو مال مسلمانوں کے ہاتھ آئے اسے غنیمت کہا جاتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اسے پانچ

الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

لوگ حقیقی مومن ہیں ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہاں مرتبے ہیں۔

وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾ كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ

اور بخشش ہے اور بہترین روزی ہے (۴) (یہ انفال کا معاملہ ایسا ہی ہے) جیسا کہ آپؐ کے پروردگار نے (جنگ بدر

مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

میں) حق کے ساتھ آپؐ کو آپؐ کے گھر سے نکالا اور اہل ایمان کا ایک گروہ اس کو

لَكَارِهُونَ ﴿٥﴾ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ

ناپسند کر رہا تھا (۵) باوجودیکہ حق واضح ہو گیا تھا مگر وہ گروہ آپؐ سے اس امر حق میں یوں جھگڑ رہا تھا۔ کہ گویا

كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ﴿٦﴾

اسے موت کی طرف ہانک کر لے جایا جا رہا ہے اور وہ اپنی آنکھوں سے موت کو دیکھ رہا ہے (۶)

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ

اور (یاد کرو وہ وقت) کہ جب خدا نے تم سے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کیا تھا کہ وہ

وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ

تمہارے لئے ہے (تمہارے ہاتھ آئے گا) اور تم یہ چاہتے تھے کہ غیر مسلح گروہ تمہارے

وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ

ہاتھ آ جائے اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلام و احکام کے ذریعہ سے حق کو ثابت کر دے اور کافروں کی

الْكَافِرِينَ ﴿٧﴾ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ

جڑ کاٹ دے (۷) تاکہ حق کو حق کر کے اور باطل کو باطل کر کے دکھا دے اگرچہ مجرم لوگ اس بات کو کتنا ہی ناپسند

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٨﴾ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ

کریں (یعنی خدا چاہتا تھا کہ تمہاری مسلح گروہ سے مڈبھیڑ ہو) (۸) (اس وقت کو یاد کرو) جب تم اپنے پروردگار

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ

سے فریاد کر رہے تھے اور اس نے تمہاری فریاد سن لی (اور فرمایا) کہ تمہاری مدد کے لئے یکے بعد دیگرے ایک ہزار

مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ

فرشتے بھیج رہا ہوں (۹) اور اللہ نے ایسا اس لئے کیا کہ تمہارے لئے خوش خبری ہو اور تمہارے

حصوں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ چار حصے مجاہدین میں تقسیم کئے جاتے ہیں اور پانچواں حصہ خدا، رسول اور خاندان نبوت کے یتیموں، مسکینوں وغیرہ کا ہے۔ اور فئے وانفال چند قسم کے اموال پر اطلاق کیا جاتا ہے جیسے: (۱) جو مال دارالحرب سے جنگ وجدال کے بغیر حاصل ہو۔ (۲) وہ زمین جس کے مالک لڑے بغیر چھوڑ کر چلے جائیں۔ (۳) لاوارث کا ترکہ۔ (۴) جنگل، میدان اور پہاڑوں کی چوٹیاں وغیرہ۔ الغرض وہ مقامات جن کا کوئی مالک نہ ہو۔ اس قسم کا مال خدا اور رسول کا ہے جس میں رسولؐ اپنی صوابدید کے مطابق تصرف کرتا ہے اور آپؐ کے بعد آپ کا قائم مقام ہوتا ہے وہ اس میں تصرف کرتا ہے۔ خواہ ذاتی ضروریات میں صرف کرے یا اسلام اور مسلمانوں کے اجتماعی مفادات میں صرف کرے مگر بالاصالہ اس میں مسلمانوں کا کوئی حق نہیں ہے۔

۲۔ ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں خداوند عالم نے کامل الایمان اور مثالی اہل ایمان کی پانچ صفات وعلامات جلیلہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ (۱) ان کی پہلی صفت یہ ہے کہ جب ان کے سامنے خدا کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں۔ (۲) جب ان کے سامنے قرآنی آیات کی تلاوت کی جائے تو ان کے ایمان بڑھ جاتے ہیں۔ (۳) وہ ہر حال میں خدا پر توکل واعتماد کرتے ہیں۔ (۴) وہ ہر حال میں نماز قائم کرتے ہیں۔ (۵) اور خدا نے ان کو جو کچھ دیا ہے اس میں سے کچھ راہ خدا میں خرچ بھی کرتے ہیں پس جن لوگوں میں یہ پانچ صفتیں پائی جائیں وہ حقیقی اور کامل مومن ہیں۔

۳۔ ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے پہلے اور بعد والی آیات میں جنگ بدر کا تذکرہ ہے اور یہ اصحاب بدر نے اپنی قلت عددی اور بے سروسامانی کے عالم میں کس طرح بارگاہ خداوندی میں استغاثہ کیا اور کس طرح خدائے قدیر نے اپنی قدرت کاملہ سے آسمان سے فرشتے نازل کر کے

بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ

مضطرب دلوں کو اطمینان ہو ورنہ فتح و فیروزی تو بہرحال اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ ع ۱۵

یقیناً اللہ زبردست اور حکمت والا ہے (۱۰) اور وہ وقت (بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ)

اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً

جب اللہ نے تمہیں غنودگی سے ڈھانپ دیا تھا تاکہ اس کی طرف سے تمہیں امن و سکون حاصل ہو۔ اور آسمان

لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ

سے تم پر پانی برسا رہا تھا تاکہ تمہیں پاک صاف کرے اور تم سے شیطان کی نجاست و ناپاکی دور کرے

وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ؕ ﴿۱۱﴾

اور تمہارے دلوں کو مضبوط کرے (تمہاری ڈھارس بندھائے) اور تمہارے قدموں کو جمائے (۱۱)

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا

اور وہ وقت بھی (یاد رکھنے کے قابل ہے) جب تمہارا پروردگار فرشتوں کو وحی کر رہا تھا کہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا

میں تمہارے ساتھ ہوں تم اہل ایمان کو ثابت قدم رکھو۔ میں عنقریب کافروں

الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا

کے دلوں میں (مومنوں کا) رعب ڈال دوں گا سو (اے مسلمانو) تم کافروں کی گردنوں پر ضرب لگاؤ اور

مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ

جوڑ جوڑ پر چوٹ لگاؤ (۱۲) یہ اس لئے ہے کہ ان لوگوں نے خدا اور رسولؐ

وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ

کی مخالفت کی یاد رکھو کہ جو کوئی بھی خدا اور رسولؐ کی مخالفت کرے گا تو اللہ (مکافات عمل میں)

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ

سخت سزا دینے والا ہے (۱۳) (اے مخالفین حق) دنیا میں تمہاری یہ سزا ہے پس اس کا مزہ چکھو۔

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور (آخرت میں) آتش دوزخ کا عذاب بھی ہے (۱۴) اے ایمان والو!

ان کی فریادرسی کی۔ ونعم ما قیل۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

۴۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں مسلمانوں کو جنگ لڑنے کا طریقہ بتلایا جا رہا ہے کہ جب دشمن سے آمنا سامنا ہو تو قدم جما کر لڑنا چاہیے اور نہایت پامردی اور بہادری سے دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیئے اور کبھی دشمن کو پیٹھ نہیں دکھانی چاہیئے اور ہرگز بزدلی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر دو استثنائی صورتوں میں دشمن کے سامنے سے ہٹنا جائز ہے: (۱) ایک یہ کہ جنگی مصلحت کے پیش نظر پینترا بدلنے کیلئے۔ (۲) جب کوئی ایک سپاہی یا چند سپاہی اپنے لشکر سے جدا ہو گئے ہوں اور اب وہ بھاگ کر اپنے لشکر میں شامل ہونا چاہتے ہوں۔ تاکہ اس طرح اپنی قوت مجتمع کر کے دشمن پر بھرپور وار کر سکیں۔ اور جو اس کے علاوہ دشمن کو پیٹھ دکھائے گا وہ خدا کے قہر و غضب میں آجائے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ

جب کافروں کے لشکر سے تمہاری مڈبھیڑ ہو جائے تو خبردار! ان کے مقابلہ میں ان کو پیٹھ نہ دکھانا (بلکہ سیسہ پلائی ہوئی

الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا

دیوار کی طرح جم کر لڑنا) (۱۵) اور جو ایسے (جنگ والے) موقع پر ان کو پیٹھ دکھائے گا۔

مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ

سوا اس کے جو جنگی چال کے طور پر ہٹ جائے۔ یا کسی (اپنے) فوجی دستہ کے پاس جگہ لینے کیلئے ایسا کرے

بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ

(کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے) تو وہ خدا کے قہر و غضب میں آ جائے گا۔ اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ اور وہ بہت

الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪

بری جائے بازگشت ہے (۱۶) (اے مسلمانو) تم نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے قتل کیا اور (اے رسولؐ) وہ

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ

سنگریزے تو نے نہیں پھینکے (جب کہ تو نے پھینکے) بلکہ خدا نے پھینکے (یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ) خدا اہل ایمان پر خوب

الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ

احسان فرمائے (یا اللہ اس کے ذریعہ سے ایمان والوں کو بہترین آزمائش میں ڈال کر آزمائے) یقیناً اللہ بڑا سننے والا، بڑا

عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾

جاننے والا ہے (۱۷) یہ معاملہ تو تمہارے ساتھ ہو چکا ہے اور (کفار کے ساتھ معاملہ یہ ہے کہ) اللہ ان کی مخفی تدبیروں کو کمزور

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ

کرنے والا ہے (۱۸) اور (اے کفار مکہ) اگر تم فتح مندی کے طلب گار ہو (کہ جو حق پر ہے اس کی فتح ہو) تو (مسلمانوں کی) فتح

تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ

تمہارے سامنے آ گئی! اور اگر تم اب بھی (جنگ و جدال) سے باز آ جاؤ تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر پلٹ کر پھر

وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ

وہی (شرارت) کرو گے تو ہم بھی وہی کریں گے (مسلمانوں کی نصرت کریں گے اور تمہیں سزا دیں گے) اور تمہاری جمعیت

وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ع ۲ ۹ ۱۶

چاہے کتنی ہی زیادہ ہو تمہیں کوئی فائدہ نہ دے گی بے شک اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے (۱۹) اے ایمان والو! اللہ اور اس

۵۔ ﴿فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ۔ الآیہ﴾ جب خداوند عالم نے اپنے خاص فضل و کرم اور اپنی مخصوص امداد و تائید غیبی سے جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا فرمائی اور کفار کو شکست فاش ہوئی تو مسلمان فخر کرنے لگے کہ میں نے فلاں کو قتل کیا اور میں نے فلاں کو قید کیا۔ تو اس وقت خدا نے یہ آیت نازل کر کے مسلمانوں کو متوجہ کیا کہ تم اپنی طاقت پر فخر نہ کرو بلکہ خدا کا شکر ادا کرو جس کے فضل اور تائید سے تم فتحیاب ہوئے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سپاس ادا کرو جن کی اعجاز نمائی سے دشمن پسپا ہوا۔ کیونکہ جب دشمن اپنے تمام لاؤ لشکر سمیت بمقام بدر آ دھمکا تو خدائے مہربان نے جبرئیلؑ کے ذریعے سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پیغام بھیجا کہ آپ کنکروں کی ایک مٹھی لے کر کفار کی طرف پھینکیں چنانچہ آپ نے ایسا کیا۔ اب قادر مطلق نے اپنی قدرت کا یہ کرشمہ دکھایا کہ ہر کفار و مشرک کی آنکھ میں ایک کنکر جا پڑا خواہ اس کا جدھر بھی رخ تھا اور وہ اپنی آنکھیں ملنے لگا اور مسلمانوں نے حملہ کر کے بعض کو قتل کیا اور بعض کو قید کیا۔ اور باقیماندہ لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ (تفسیر قمی و صافی و رح المعانی) "ما رمیت اذ رمیت" میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسی معجزہ کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس سے روز روشن کی طرف واضح ہوتا ہے کہ معجزہ کا حقیقی فاعل خدا ہوتا ہے جسے وہ اپنی قدرت کاملہ سے نبیؑ و امامؑ کے مقدس ہاتھوں پر ظاہر کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کنکر پھینکنا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام تھا اور اسے میزائل بنا کر ہر کافر و مشرک کی آنکھ تک پہنچانا قادر مطلق کا کام تھا۔

أَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ

کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اور اس سے روگردانی نہ کرو حالانکہ تم (آواز حق)

تَسْمَعُونَ ۝٢٠ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا

سن رہے ہو (۲۰) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو کہتے تو ہیں کہ ہم نے سن لیا حالانکہ (دراصل)

وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝٢١ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ

وہ کچھ بھی سنتے (سناتے) نہیں ہیں (۲۱) بے شک اللہ کے نزدیک سب جانوروں سے بدتر جانور وہ (انسان)

الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۝٢٢ وَلَوْ عَلِمَ

ہیں جو بہرے گونگے ہیں جو عقل سے ذرا کام نہیں لیتے (۲۲) اگر اللہ جانتا کہ ان

اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ ۚ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ

میں کچھ بھی بھلائی ہے تو ضرور انہیں سنوار دیتا اور اگر (اس بھلائی کے بغیر) انہیں سنوارتا

لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ ۝٢٣ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

تو وہ بے رخی کرتے ہوئے پیٹھ پھیر دیتے (۲۳) اے ایمان والو اللہ اور رسولؐ کی آواز

اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا

پر لبیک کہو۔ جبکہ وہ (رسولؐ) تمہیں بلائیں۔ اس چیز کی طرف جو تمہیں (روحانی) زندگی بخشنے والی ہے۔

يُحْيِيكُمْ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ

اور جان لو۔ کہ اللہ (اپنے مقررہ اسباب کے تحت) انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور (یہ بھی جان

وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝٢٤ وَاتَّقُوا فِتْنَةً

لو کہ) تم سب اسی کے حضور جمع کئے جاؤ گے (۲۴) اور اس فتنہ سے بچو جو صرف ان ہی تک

لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۖ

محدود نہیں رہے گا جنہوں نے تم میں سے ظلم و تعدی کی (بلکہ سب اس کی لپیٹ میں آ جائیں گے)

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝٢٥ وَاذْكُرُوا

اور جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے (۲۵) اور وہ وقت یاد کرو جب تم

إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ

تھوڑے تھے اور ملک میں کمزور سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اچک نہ لے جائیں

۶۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔ الآیہ﴾ اے ایمان والو! اللہ و رسول کی پکار پر لبیک کہو (جواب دو) جب وہ تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندہ کر دے۔ اس زندگی سے کون سی زندگی مراد ہے؟ اس میں کئی احتمالات ہیں۔ (۱) جنت والی زندگی (قمی) (۲) اس سے حضرت امیرؑ کی ولایت مراد ہے (صافی) (۳) حریت و آزادی کی زندگی۔ (۴) اس سے مراد جہاد ہے۔ (۵) اس سے مراد ایمان ہے۔ (مجمع البیان) (۶) اس سے مراد قرآن اور علم دین ہے (ایضاً) وغیرہ وغیرہ اور چونکہ ان میں کوئی باہمی تضاد نہیں ہے لہٰذا یہ سب مراد ہو سکتے ہیں۔ اور خدا و رسول کی پکار پر لبیک کہنا اور حاضر ہونا واجب ہے اس سے قرآن کے ساتھ ساتھ سنت رسول کی اتباع و پیروی پر جو تیز روشنی پڑتی ہے وہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔

تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ

تو اللہ نے تمہیں (مدینہ میں) پناہ دی اور اپنی نصرت سے تمہاری تائید کی

وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ

اور تمہیں پاک و پاکیزہ چیزیں دے کر رزق کا سامان مہیا کر دیا تاکہ تم

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

شکر گزار ہو (۲۶) اے ایمان والو! سمجھتے بوجھتے ہوئے

تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ

اللہ اور رسولؐ سے خیانت نہ کرو اور نہ ہی اپنی امانتوں

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ

میں خیانت کرو (۲۷) اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد (تمہارے لئے)

وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ع ۳ ۹ ۱۷

ایک آزمائش ہیں اور یہ بھی کہ اللہ ہی کے پاس بڑا اجر ہے (۲۸)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ

اے ایمان والو اگر تم تقوائے الٰہی اختیار کرو تو خدا تمہیں حق و باطل میں تفرقہ کرنے کی قوت و صلاحیت

فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ

عطا فرمائے گا۔ اور تمہاری برائیوں کو ڈھانپ لے گا (پردہ پوشی کرے گا) اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ

اور اللہ بڑا فضل (و کرم) والا ہے (۲۹) اور (اے رسولؐ) وہ وقت یاد کرو جب کافر آپؐ کے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ

خلاف منصوبے بنا رہے تھے کہ آپؐ کو قید کر دیں یا قتل کریں۔

يُخْرِجُوْكَ ۗ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۗ وَاللّٰهُ خَيْرُ

یا شہر بدر کر دیں وہ بھی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ بہترین

الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ

تدبیر کرنے والا ہے (۳۰) اور جب ان کے سامنے ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو

۷۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔الآیہ﴾ اے ایمان والو جانتے بوجھتے ہوئے خدا اور رسولؐ سے خیانت نہ کرو یعنی خدا کے فرائض ترک کر کے خدا سے اور رسول کی سنتیں ترک کر کے رسولؐ سے خیانت نہ کرو۔ بلکہ دین اسلام قبول کرنے کی وجہ سے آپ پر جو فرائض اور انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کو ادا کرو۔ اور اپنی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو۔

۸۔ ﴿وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ ۔الآیہ﴾ فتنہ کے متعدد معنوں میں سے ایک معنی آزمائش بھی ہیں اور یہاں یہی معنی مناسب ہیں یعنی مال و اولاد آدمی کیلئے آزمائش کا ذریعہ ہیں کہ انہی کے ذریعہ سے وہ بلند درجات بھی حاصل کر سکتا ہے اور انہی کی وجہ سے وہ پست سے پست تر بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال اس آزمائش میں کامیاب ہونے کیلئے ضروری ہے کہ آدمی اس اجر عظیم کو یاد رکھے جو خداوند عالم نے ان لوگوں کیلئے مہیا کر رکھا ہے جو مال و اولاد کی محبت میں آ کر خدا و رسولؐ سے بے وفائی نہیں کرتے اور اپنے مالی جانی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتے۔

۹۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں خداوند عالم نے متقی اہل ایمان کو تین انعامات سے نوازا ہے (۱) ان کو فرقان عطا فرماتا ہے یعنی وہ نور بصیرت عطا کرتا ہے کہ جس سے وہ حق و باطل اور صحیح و غلط میں بآسانی امتیاز کر سکتے ہیں۔ (۲) دنیا میں ان کے عیبوں اور گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ (۳) اور تیسرا انعام یہ ہے کہ ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور ان پر عفو و صفح کا قلم پھیر دیتا ہے۔ واللہ ذوالفضل العظیم۔

سَمِعۡنَا لَوۡ نَشَآءُ لَقُلۡنَا مِثۡلَ هٰذَآ ۙ اِنۡ هٰذَآ اِلَّآ

کہتے ہیں ہاں ہم نے سن لیا اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسا کلام پیش کر سکتے ہیں۔ یہ نہیں ہیں

اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذۡ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنۡ

مگر گزرے ہوئے لوگوں کی داستانیں (۳۱) (اے رسولؐ) وہ وقت یاد کرو جب انہوں

كَانَ هٰذَا هُوَ الۡحَـقَّ مِنۡ عِنۡدِكَ فَاَمۡطِرۡ عَلَيۡنَا

نے کہا۔ اے اللہ اگر یہ (اسلام) تیری طرف سے برحق ہے تو

حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائۡتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ﴿۳۲﴾

ہم پر آسمان سے پتھر برسایا کوئی اور درد ناک عذاب لا۔ (۳۲)

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ وَاَنۡتَ فِيۡهِمۡ ؕ وَمَا

اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان پر عذاب نازل کرے جبکہ آپؐ ان کے درمیان موجود ہیں اور

كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمۡ وَهُمۡ يَسۡتَغۡفِرُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا

اللہ ایسا بھی نہیں ہے کہ ان پر عذاب نازل کرے جبکہ وہ استغفار کر رہے ہیں (۳۳) لیکن

لَهُمۡ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمۡ يَصُدُّوۡنَ عَنِ

اللہ کیوں نہ ان پر عذاب نازل کرے جبکہ وہ مسجد الحرام سے

الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ وَمَا كَانُوۡۤا اَوۡلِيَآءَهٗ ؕ اِنۡ

(مسلمانوں کو) روک رہے ہیں حالانکہ وہ اس کے متولی نہیں ہیں اس کے

اَوۡلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا

متولی تو صرف پرہیزگار لوگ ہیں۔ لیکن اکثر لوگ علم نہیں

يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمۡ عِنۡدَ الۡبَيۡتِ

رکھتے (۳۴) اور خانہ کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں تھی مگر سیٹیاں اور تالیاں بجانا

اِلَّا مُكَآءً وَّتَصۡدِيَةً ؕ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا

سو اب عذاب کا مزہ چکھو۔ یہ تمہارے کفر کی پاداش ہے جو تم

كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

کیا کرتے تھے (۳۵) بے شک جو لوگ کافر ہیں وہ اس لئے

۱۰۔ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ ۔الآیہ﴾ اس آیت سے مستفادہ ہوتا ہے کہ عذاب خدا سے بچنے کے دو ذریعے ہیں: (۱) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مسعود۔ (۲) بندوں کی دعا و پکار اور توبہ و استغفار۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: عذاب خداوندی سے بچنے کیلئے دو محکم قلعے تھے بڑا قلعہ تو رخصت ہو گیا مگر دوسرا قلعہ باقی ہے یعنی استغفار، لہٰذا تم استغفار زیادہ پڑھا کرو۔ کیونکہ یہ گناہوں کو مٹانے والی ہے۔ (تفسیر نور الثقلین وغیرہ)

۱۱۔ ﴿وَمَا لَهُمۡ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ ۔الآیہ﴾ کیا وجہ ہے کہ اب خدا انہیں عذاب نہ دے جبکہ وہ مسلمانوں کو مسجد الحرام میں عبادت کرنے سے روک رہے ہیں۔ محض اس لئے کہ وہ اس کے متولی ہیں؟ حالانکہ اس کے متولی تو صرف پرہیزگار لوگ ہیں۔ مگر یہ عجیب اتفاق ہے کہ مساجد ہوں یا امام بارگاہ یا دوسری مذہبی عمارات، عموماً ان کے متولی بدکار و خائن لوگوں ہوتے ہیں جو قانون شرع کے مطابق نظم نہیں چلاتے بلکہ وہ ان چیزوں کو اپنے باپ دادا کی وراثت سمجھ کر ان میں غلط تصرف کرتے ہیں۔

۱۲۔ ﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمۡ ۔الآیہ﴾ خانہ خدا کے ان خود ساختہ متولیوں کی جہالت کی مثال پیش کی جا رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو تو وہاں نماز پڑھنے اور عبادت خدا کرنے سے روکتے ہیں اور خود ان کی نماز کیا ہے؟ سیٹیاں اور تالیاں بجانا جو کہ وہ طواف کعبہ کرتے وقت بجاتے تھے اور وہ بھی بقول ابن عباس بالکل مادر زاد ننگے ہو کر یہ سب کچھ کرتے تھے (مجمع البیان و قرطبی) بھلا اس مسخرہ پن اور شور و غل کو نماز سے کیا تعلق ہے؟ اور اس لہو و لعب کو عبادت خدا سے کیا واسطہ؟

يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ

اپنا مال خرچ کرتے ہیں کہ (لوگوں کو) خدا کی راہ سے روکیں یہ آئندہ بھی اسی طرح خرچ کریں گے

فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ

اور پھر انجام کار یہ (مال خرچ کرنا) ان کے لئے حسرت اور پچھتاوے کا باعث بن جائے گا۔

يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾

اور بالآخر وہ مغلوب ہو جائیں گے اور جو کافر ہیں وہ گھیر گھار کر جہنم کی طرف جمع کئے جائیں گے (۳۶)

لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ

اور یہ سب کچھ اس لئے ہو گا کہ اللہ ناپاک (لوگوں) کو پاک لوگوں سے جدا کر دے

الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا

اور جو ناپاک ہیں ان کو ایک دوسرے پر تہہ بہ تہہ رکھ کر ڈھیر بنائے اور پھر اس

فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٣٧﴾ ع ۴ ۹ ۱۸

سارے ڈھیر کو جہنم میں جھونک دے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو خسارہ (نقصان) اٹھانے والے ہیں (۳۷)

قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَنتَهُوا يُغْفَرْ لَهُم مَّا

(اے رسولؐ) کافروں سے کہہ دو کہ اگر اب بھی (شرارت سے) باز آجائیں۔ تو جو کچھ گزر چکا وہ انہیں معاف کر دیا

قَدْ سَلَفَ وَإِن يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ

جائے گا۔ اور اگر وہ اپنی سابقہ روش کا اعادہ کرینگے تو پھر گزشتہ (نافرمان) قوموں کے ساتھ (خدا کی روش) بھی گزر

الْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ

چکی ہے (ان کے ساتھ بھی وہی ہوگا) (۳۸) (اے مسلمانو) ان (کفار) سے جنگ جاری رکھو یہاں تک کہ فتنہ وفساد

وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ

ختم ہوجائے اور دین پورے کا پورا صرف اللہ کے لئے ہوجائے پھر اگر وہ (کفروفتنہ پردازی سے) باز آجائیں تو وہ جو

بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٣٩﴾ وَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّ

کچھ کر رہے ہیں اللہ اس کو خوب دیکھنے والا ہے (۳۹) اور اگر وہ پھر جائیں (یعنی باز نہ آئیں) تو پھر جان لو کہ اللہ

اللَّهَ مَوْلَاكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٤٠﴾

تمہارا سرپرست و کارساز ہے وہ کیا ہی اچھا سرپرست ہے کیا ہی اچھا یار و مددگار ہے (۴۰)

۱۳۔ ﴿قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا ۔الآیہ﴾ اس آیت میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ کفار کو ترغیب دیں کہ اگر وہ جہنم کے مذکورہ بالا عذاب وعقاب سے بچنا چاہتے ہیں تو اب وقت ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہے اپنے کفروشرک سے باز آجائیں اور کلمہ اسلام پڑھ کر اسلام کی پناہ گاہ میں داخل ہو جائیں اس سے ان کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے اور بصورت دیگر اگر وہ اپنی روش ورفتار پر ڈٹے رہے اور اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو پھر یاد رکھیں کہ جو کچھ گزشتہ امتوں کے ساتھ ہو چکا ہے وہ بھی اسی نتیجہ سے دوچار ہوں گے۔

۱۴۔ ﴿وَقَاتِلُوهُمْ ۔الآیہ﴾ اسلام چونکہ امن وسلامتی اور اخوت وہمدردی کا دین ہے اس لئے بلا وجہ لڑائی بھڑائی اور جنگ و جدال کی اجازت نہیں دیتا۔ ہاں البتہ بامر مجبوری تین مقامات پر ہتھیار اٹھانے اور لڑنے کی اجازت دیتا ہے۔ (۱) جب دشمن حملہ آور ہو تو اپنی جان وایمان اور مال و ناموس کی حفاظت کیلئے۔ (۲) باغیوں کی سرکوبی کرنے اور آتش فتنہ وفساد کو بجھانے کیلئے (۳) کفروشرک کو بیخ وبن سے اکھیڑنے کیلئے اس آیت میں یہی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ مزید تفصیلات تفسیر فیضان الرحمن کی پہلی جلد سورہ بقرہ کی آیت ۱۹۳ کی تفسیر میں بیان کر دی گئی ہیں وہاں رجوع کیا جائے اور ایک مسلمان کو ہمیشہ یہ یقین رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نعم المولیٰ ونعم النصیر ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ
اور جان لو کہ جو چیز بھی تمہیں بطور غنیمت حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ اللہ
خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
کے لئے، رسولؐ کے لئے (اور رسولؐ کے) قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں
وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ
اور مسافروں کے لئے ہے (یہ واجب ہے) اگر تم اللہ پر اور اس (غیبی نصرت)
اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ
پر ایمان رکھتے ہو جو ہم نے اپنے بندہ خاص پر حق و باطل کا فیصلہ کر دینے والے
الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
دن نازل کی تھی۔ جس دن (مسلمانوں اور کافروں کی) دو جمعیتوں میں مڈبھیڑ ہوئی تھی اور اللہ ہر
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤١﴾ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَ
چیز پر قادر ہے (۴۱) جس وقت تم قریب کے ناکہ پر تھے اور وہ دور کے ناکہ پر
هُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ
اور قافلہ تم سے ادھر نیچے (ساحل سمندر پر) تھا اگر تم ایک دوسرے
مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي
سے وقت مقرر بھی کر لیتے تو بھی تم میں اختلاف ہو جاتا لیکن خدا نے تو اس بات کو
الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ
پورا کرنا تھا جو (مڈبھیڑ) ہونے والی تھی تاکہ جو ہلاک ہو وہ اتمام حجت
مَفْعُوْلًا ڏ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّ
کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہے تو وہ بھی اتمام حجت کے بعد
يَّحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ
زندہ رہے بے شک اللہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے
عَلِيْمٌ ﴿٤٢﴾ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ
والا ہے (۴۲) (اور اے نبیؐ) وہ وقت یاد کرو۔ جب اللہ نے خواب میں آپ کو ان (کفار) کی تعداد تھوڑی

۱۵۔﴿وَاعْلَمُوْٓا ۔الآیہ﴾ اگرچہ عام ذہنوں میں یہی چیز راسخ ہے کہ غنیمت صرف اس مال کو کہا جاتا ہے جو اسلامی جہاد کے نتیجہ میں کفر کے مال سے مسلمانوں کے ہاتھ آتا ہے۔ مگر لغوی اعتبار سے اس کا دائرہ قدرے وسیع ہے۔ لہٰذا اس لحاظ سے ہر کمائے ہوئے فائدہ کو غنیمت کہا جاتا ہے چنانچہ مجمع البحرین میں لکھا ہے: ﴿الغنیة الفائدة المکتسبة﴾ یعنی ہر کمایا ہوا فائدہ غنیمت ہے اور تفسیر قرطبی میں لکھا ہے: ﴿الغنیمة فی اللغة ماینالہ الرجل اوالجماعة بسعی﴾ یعنی کسی فرد یا جماعت کے سعی و کوشش سے حاصل کردہ مال کو لغت میں غنیمت کہا جاتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی حدیث سے بھی اسی معنی کی تائید مزید ہوتی ہے فرمایا: ﴿ھی واللہ الافادة یوماً بیوم﴾ بخدا روز مرہ کے فائدہ کا نام غنیمت ہے۔ (تہذیب الاحکام) اسی بنا پر فقہاء شیعہ نے بہت سے اموال کو لفظ غنیمت میں داخل کر کے اس میں خمس کے وجوب کا نظریہ قائم کیا ہے، جیسے: (۱) معدنیات (۲) دفینے (۳) غوطہ زنی سے حاصل شدہ مال، (۴) ارباح مکاسب وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال مال غنیمت کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں۔ چار حصے تو مجاہدین میں تقسیم کئے جاتے ہیں اور پانچویں حصہ (خمس) کو چھ حصوں پر تقسیم کیا جاتا ہے: (۱) خدا کا حصہ (۲) رسولؐ کا حصہ (۳) امام کا حصہ۔ (ان تینوں حصہ کو سہم امام کہا جاتا ہے) (۴) قرابتداران رسولؐ کے یتیموں کا حصہ (۵) ان کے مسکینوں کا حصہ (۶) ان کے ابناء السبیل کا حصہ (ان تینوں حصوں کو سہم سادات کہا جاتا ہے) خلاصہ یہ کہ جو خدا کا حصہ ہے وہ بھی رسول کا حصہ جسے وہ ذاتی مصارف اور امت مسلمہ کے اجتماعی مفادات پر صرف کرتے ہیں اور رسولؐ کے بعد یہ دونوں حصے ان کے قائمقام یعنی امامؑ کے ہیں۔ خمس کی باقی تفصیلات ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن میں یا ہماری فقہی کتاب قوانین الشریعہ میں دیکھی جائیں۔

وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ

کر کے دکھائی تھی اور اگر وہ انہیں زیادہ کر کے دکھاتا تو تم ہمت ہار جاتے اور آپس میں

فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ

جھگڑنے لگتے۔ لیکن اللہ نے اس سے بچایا۔ بے شک اللہ سینوں کے اندر والی باتوں کا خوب

الصُّدُورِ ﴿٤٣﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي

جاننے والا ہے (۴۳) وہ وقت یاد کرو کہ جب اللہ نے انہیں تمہاری

أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ

نگاہوں میں کم کر کے دکھایا اور تمہاری تعداد کو ان کی نظروں میں کم کر کے دکھایا

لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللَّهِ

تاکہ اللہ اس کو پورا کرے جو ہو کر رہنا تھا۔ اور تمام

تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٤٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

معاملات کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے (۴۴) اے ایمان والو! جب کسی جماعت سے

لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا

تمہارا مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہا کرو اور اللہ کو یاد کرو تاکہ

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٤٥﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ

تم کامیاب ہو جاؤ (۴۵) اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور آپس میں

وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ

جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اور (ہر قسم کی مصیبت و تکلیف میں)

وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٤٦﴾ وَلَا تَكُونُوا

صبر سے کام لو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (۴۶) اور ان لوگوں کی مانند نہ ہو جو اپنے

كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ

گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو اپنی شان و شوکت دکھاتے ہوئے نکلے اور ان کا حال یہ ہے

النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ

کہ وہ خدا کی راہ سے روکتے ہیں اور وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ (اپنے علم و قدرت سے) اس کا

ع ٧ ١

۱۶۔﴿يَوْمَ الْفُرْقَانِ ۔الآیہ﴾ اس سے جنگ بدر مراد ہے اور یہاں اسی کا نقشہ اور دوسرے حالات کا ذکر ہو رہا ہے۔

۱۷۔﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ ۔الآیہ﴾ خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔ یعنی حریف کے مقابلہ میں کامل نظم وضبط اور مکمل اتحاد کا ثبوت دو۔ اور باہمی اختلاف وافتراق سے مکمل اجتناب کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ جس طرح تم اپنے اتحاد واتفاق سے دشمن کو مرعوب کر سکتے ہو۔ اسکے برعکس اگر تم نے باہم اختلاف کیا تو تمہارا نظم وضبط درہم برہم ہو جائے گا۔ اور اس کے نتیجہ میں تم کمزور ہو جاؤ گے اور جب کمزور ہو گئے تو تمہارے حوصلے پست ہو جائیں گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی لہذا افتراق سے احتراز کرو اور صبر وثبات سے کام لو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿٤٧﴾ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

احاطہ کئے ہوئے ہے (۴۸) اور وہ وقت یاد کرو جب شیطان نے

اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ

ان کے اعمال ان کے لئے آراستہ کر دیے (انہیں خوشنما کر کے دکھایا) اور کہا آج کے

النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ

دن لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب آنے والا نہیں ہے اور میں تمہارا حامی ہوں۔

نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ

پھر جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو وہ الٹے پاؤں واپس ہوا اور کہا میں

اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ

تم سے بری الذمہ ہوں۔ میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور اللہ

ع ٦

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٤٨﴾ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ

بڑی سخت سزا دینے والا ہے (۴۸) اور (وہ وقت بھی قابل یاد ہے) جب منافق اور وہ لوگ جن کے

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ۭ وَمَنْ

دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے کہہ رہے تھے کہ ان لوگوں (مسلمانوں) کو ان کے دین نے فریب اور خبط میں مبتلا کر

يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٤٩﴾ وَلَوْ

دیا ہے اور جو کوئی اللہ پر توکل (بھروسہ) کرتا ہے سو اللہ بڑا زبردست، بڑا حکمت والا ہے (۴۹) اور کاش

تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يَضْرِبُوْنَ

تم وہ موقع دیکھو کہ جب فرشتے کافروں کی روحیں قبض کرتے ہیں اور ان کے

وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿٥٠﴾

چہروں اور پیٹھوں پر ضربیں لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب عذاب آتش کا مزہ چکھو (۵۰)

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ

(اے دشمنان حق!) یہ سزا ہے اس کی جو تمہارے ہاتھ پہلے بھیج چکے ہیں اور اللہ اپنے

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٥١﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ

بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے (۵۱) ان کا حال قوم فرعون اور ان لوگوں جیسا ہے۔

۱۸۔ ﴿ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ ۔الآیہ﴾ یہ سزا ہے اس کی جو تمہارے ہاتھ پہلے بھیج چکے ہیں دوسرے عقلی و نقلی دلائل سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی یہی آیت اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ خدائی جزاوسزا انسانی عقائد واعمال کا نتیجہ ہے یعنی خدا نہ کسی کو بلاوجہ جزا دیتا ہے اور نہ ہی بلاسبب کسی کو سزا دیتا ہے کیونکہ ایسا کرنا عدل الٰہی کے منافی ہے۔

۱۹۔ ﴿كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۔الآیہ﴾ یہ سابقہ بات کا تتمہ ہے کہ خدا چونکہ عادل ہے لہٰذا وہ انسانی عقائد واعمال کے مطابق جزا و سزا دیتا ہے چنانچہ اس کا یہی دستور فرعونیوں اوران سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے بارے میں جاری وساری نظر آتا ہے کہ انہوں نے آیات الٰہیہ کے ساتھ کفر کیا اور ان کو جھٹلایا اور زمین خدا میں فساد پھیلایا۔ لہٰذا خدا نے ان کے عمل وکردار کی فطری پاداش میں ان کو ہلاک وبرباد کر دیا اور پاش پاش کر دیا وہ خود کسی خاص مصلحت کے تحت مہلت دے دے۔ تو یہ اور بات ہے۔ لیکن جب پکڑنا چاہے تو پھر کوئی فرعون و شداد اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

جو ان سے پہلے گزر چکے جنہوں نے آیات الٰہی کا انکار کیا اور خدا نے

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ

انہیں گناہوں پر پکڑ لیا۔ بے شک اللہ بڑا طاقتور ہے اور بڑی سزا دینے

الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً

والا ہے(۵۲) یہ اس بنا پر ہے کہ اللہ کبھی اس نعمت کو تبدیل نہیں کرتا جو اس نے

اَنْعَمَهَا عَلٰي قَوْمٍ حَتّٰي يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ

کسی قوم کو عطا کی ہے جب تک وہ خود اپنی حالت تبدیل نہ کر لیں اللہ بڑا سننے والا

اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ

بڑا جاننے والا ہے(۵۳) (کفار مکہ کا)حال قوم فرعون اور ان سے پہلے گزرے ہوئے

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

(سرکشوں) کا سا ہے جنہوں نے آیات الٰہی کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں ان کے

فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَ

گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور فرعونیوں کو (سمندر میں) غرق کر دیا اور وہ سب

كُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَاۗبِّ عِنْدَ

کے سب ظالم تھے (۵۴) بے شک زمین پر چلنے والی سب مخلوق میں سے بدترین

اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَلَّذِيْنَ

وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں اور اب وہ کسی طرح بھی ایمان لانے والے نہیں ہیں(۵۵) (اے رسولؐ)

عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ

جن لوگوں سے آپؐ نے (کئی بار صلح کا) معاہدہ کیا اور انہوں نے ہر بار اسے توڑا۔

كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ

اور وہ (اللہ سے) نہیں ڈرتے (۵۶) پس اگر وہ جنگ میں آپ کے

فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ

ہاتھ آ جائیں تو(انہیں ایسی عبرتناک سزا دیں کہ)جو ان کے بعد والے ہیں(ان کے پشت پناہ ہیں)

۲۰۔ ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ۔الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں قوموں کے عروج وزوال کا قانون قدرت بیان کیا گیا ہے کہ اس عالم آب وگل میں ہر چیز علل واسباب کی فطری زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے اگرچہ خدا کسی قوم کو بلاطلب بھی محض اپنے فضل وکرم سے کسی نعمت سے نواز دیتا ہے مگر بلاوجہ اسے سلب نہیں کرتا۔ لہٰذا اگر وہ کسی کو عزت کی مسند پر بٹھاتا ہے تو کسی وجہ سے اور اگر کسی کو ذلت کے گڑھے میں گراتا ہے تو بھی کسی سبب سے اور اگر کسی کو شاہ بناتا ہے تو بھی کسی وجہ سے اور کسی کو گدا بناتا ہے تو بھی کسی علت سے اور اگر کسی کو زندہ رکھتا ہے کسی علت سے اور اگر اسے موت کے گھاٹ اتارتا ہے تو بھی کسی وجہ سے۔ بہرحال ازل سے یہی قانون قدرت ہے اور ابد تک رہے گا۔ ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

يَذَّكَّرُوْنَ (٥٧) وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً

ان کو منتشر کردیں تا کہ وہ اس سے عبرت حاصل کریں (۵۷) اور اگر آپ کو کسی جماعت کی طرف سے خیانت کا (عہد

فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

شکنی کا) اندیشہ ہو تو پھر ان کا معاہدہ اس طرح ان کی طرف پھینک دیں کہ معاملہ برابر ہو جائے۔ بے شک اللہ خیانت

الْخَآئِنِيْنَ (٥٨) وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ ع ١٠ ٣

کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (۵۸) اور کافر لوگ یہ خیال نہ کریں کہ وہ بازی لے گئے (بچ گئے)۔

اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ (٥٩) وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ

یقیناً وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے (۵۹) (اے مسلمانو!) تم جس قدر استطاعت رکھتے ہو ان (کفار) کیلئے

مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ

قوت و طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے تیار رکھو تا کہ تم اس (جنگی تیاری) سے خدا کے دشمن اور

اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا

اپنے دشمن کو اور ان کھلے دشمنوں کے علاوہ دوسرے لوگوں (منافقوں) کو خوف زدہ کرسکو۔

تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ

جن کو تم نہیں جانتے البتہ اللہ ان کو جانتا ہے اور تم جو کچھ اللہ کی راہ (جہاد)

شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا

میں خرچ کرو گے تمہیں اس کا پورا پورا اجر و ثواب عطا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کسی طرح

تُظْلَمُوْنَ (٦٠) وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا

ظلم نہیں کیا جائے گا (۶۰) اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی اس کی طرف

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (٦١)

مائل ہو جائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں بے شک وہ بڑا سننے والا، بڑا علم والا ہے (۶۱)

وَاِنْ يُّرِيْدُوْۤا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ

اور اگر ان کا ارادہ یہ ہو کہ آپ کو دھوکہ دیں تو فکر نہ کریں اللہ تمہارے لئے کافی ہے

هُوَ الَّذِيْۤ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ (٦٢) ۙ

وہ وہی ہے جس نے اپنی نصرت اور مومنین کی جماعت سے آپ کی تائید کی (۶۲)

۲۱۔ ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ ۔الآیہ﴾ اس حکیمانہ حکم سے واضح ہوتا ہے کہ دشمن کے خلاف ہر وقت اپنی قوت و طاقت اور اسلحہ جنگ کا مجتمع رکھنا ضروری ہے۔ تا کہ دشمن پر دھاک بیٹھ جائے اور وہ کوئی جارحانہ کاروائی کرنے کی ہمت نہ کرے۔ واضح رہے کہ یہ قوت کا مظاہرہ کسی خاص اسلحہ سے مختص نہیں ہے بلکہ حالت کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے۔ یہ گھوڑے باندھنے کا ذکر بطور مثال ہے ورنہ اس قوت کے مجتمع کرنے سے مراد ہر وہ ہتھیار ہے جس سے اس دور کے تقاضوں کے مطابق قوت و طاقت حاصل کی جا سکے۔ اور یہ چیز توکل کے عین مطابق ہے کیونکہ توکل ترک اسباب کا نام نہیں ہے۔ بلکہ کسی مقصد میں کامیابی کے سب اسباب جمع کر کے نتیجہ خدا کے سپرد کرنے کا نام ہے۔ کما لا یخفی۔

۲۲۔ ﴿وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ ۔الآیہ﴾ چونکہ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے۔ لہٰذا اگر کبھی ناگزیر حالات کے تحت جنگ چھڑ جائے تو وہ خونریزی روکنے کے بہانے تلاش کرتا ہے۔ اس لئے حکم دیتا ہے کہ اگر فریق ثانی صلح کی پیشکش کرے تو تم ہر قسم کے اندیشہ سود و زیاں کو نظر انداز کر کے کہ اس کی یہ پیشکش نیک نیتی پر مبنی ہے یا دفع الوقتی کے ارادہ سے ہے۔ بہر حال تم اس بات کو ٹوہ نہ لگاؤ اور معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ اور صلح کیلئے بڑھے ہوئے ہاتھ کے جواب میں تم بھی ہاتھ بڑھاؤ۔ اور صلح کر لو تا کہ خون ریزی ختم ہو جائے۔ اور اگر کافر دھوکہ دینا چاہیں گے تو تمہارے لئے اللہ کافی ہے۔

وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ

اور اسی نے ان (اہل ایمان) کے دلوں میں الفت پیدا کی۔ اگر آپؐ تمام روئے زمین کی دولت بھی خرچ کر دیتے

جَمِيعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ

تو ان کے دلوں میں الفت پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ مگر اللہ نے (اپنی قدرت کاملہ سے) ان کے درمیان

أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٣﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ

الفت پیدا کر دی بے شک وہ غالب اور بڑا حکمت والا ہے (۶۳) اے نبیؐ! آپؐ

حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٤﴾ ع ۸ / ۶ / ۴

کے لئے اللہ اور وہ اہل ایمان کافی ہیں جو آپؐ کے پیروکار ہیں (۶۴)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ۚ

اے نبیؐ! اہل ایمان کو جنگ پر آمادہ کرو۔ اگر تم میں سے

إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا

بیس صابر (ثابت قدم) آدمی ہوئے تو وہ دو سو (کافروں) پر غالب آئیں گے

مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا

اور اگر تم میں سے ایک سو ہوئے تو کافروں کے لئے ایک ہزار پر

مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٦٥﴾

غالب آ جائیں گے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو سمجھ بوجھ نہیں رکھتے (۶۵)

الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ

اب خدا نے تم پر بوجھ ہلکا کر دیا اور اسے معلوم ہو گیا کہ تم میں کمزوری ہے۔

ضَعْفًا ۚ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا

تو اب اگر تم میں سے ایک سو صابر (ثابت قدم) ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں

مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا

گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو وہ اللہ کے حکم

أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ

سے دو ہزار پر غالب آئیں گے اور اللہ تو صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (۶۶) اور یہ بات

۲۳۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں کا ایمان پختہ تھا تو ایک اور دس کی نسبت سے جہاد واجب تھا مگر جب ایمان کمزور ہو گیا اور بصیرت میں کمی آ گئی تو اب صرف دوگنی تعداد سے جہاد واجب ہوا۔ چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص اپنے سے دوگناہ دشمن کے مقابلہ میں راہ فرار اختیار کرے گا تو وہ فرار من الزحف کے گناہ کبیرہ کا مرتکب متصور ہوگا اور جو اپنے سے تین گنا دشمن کے مقابلے میں بھاگے گا وہ اس جرم کا مرتکب نہیں سمجھا جائے گا۔ (تفسیر صافی وغیرہ۔)

۲۴۔ ﴿الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ۔ الآیہ﴾ موجودہ ترتیب کے اعتبار سے تو یہ دونوں آیتیں بالکل قریب قریب ہیں مگر الآن کی لفظ اور دونوں آیتوں کے مضمون سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ یہ دوسری آیت بہت بعد میں اس وقت نازل ہوئی ہے جب مسلمانوں کی ظاہری تعداد تو بہت بڑھ گئی تھی مگر ان کی قوت بصیرت اب گھٹ گئی تھی اور ایمان و صبر اور بصیرت میں ضعف آ گیا تھا۔ اب اللہ نے تخفیف کر دی۔ یعنی ایک مسلمان اور دس کفار کا حکم منسوخ کر کے ایک اور دو کا جہاد واجب قرار دیا (مجمع البیان و تفسیر جلالین) واللہ مع الصابرین یہ فتح و غلبہ کا وعدہ صرف ان ہی صبر و ضبط کرنے والے اہل ایمان سے ہے جو دشمن کی تعداد و طاقت کو دیکھ کر نہ گھبراتے ہیں اور نہ جنگ سے کنی کتراتے ہیں۔ بلکہ وہ ضبط کا دامن مضبوطی سے تھام کر چٹان کی طرح میدان میں ڈٹ جاتے ہیں۔

لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي

نبیؐ کے شایان شان نہیں ہے کہ اس کے لئے قیدی ہوں۔ جب تک وہ

الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖۗ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ

زمین میں خوب خون ریزی نہ کرے (فتنہ کو کچل نہ دے) تم دنیا کا مال و متاع چاہتے ہو

الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ

اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے (۶۷) اگر خدا کی جانب سے

مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ

پہلے ایک نوشتہ موجود نہ ہوتا تو تم نے جو کچھ کیا ہے اس کی پاداش میں ضرور تمہیں بڑا عذاب

عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖؗ

پہنچتا (۶۸) بہرکیف جو کچھ تمہیں بطور غنیمت حاصل ہو اسے حلال اور پاکیزہ سمجھ کر کھاؤ

ع ۹ ۵ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾ يٰۤاَيُّهَا

اور اللہ (کی نافرمانی سے) ڈرو۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (۶۹) اے نبیؐ!

النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ

ان قیدیوں سے کہو جو آپؐ کے قبضہ میں ہیں کہ اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں کچھ

اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا

نیکی اور بھلائی پائی تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائے گا۔

مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اور تمہیں بخش بھی دے گا کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم

رَّحِيْمٌ ﴿٧٠﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا

کرنے والا ہے (۷۰) اور اگر انہوں نے آپؐ کو فریب دینا چاہا تو وہ اس سے پہلے

اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

خدا کو فریب دے چکے ہیں اور (اس کی پاداش میں) اللہ نے (آپؐ کو) ان پر قابو دے دیا کیونکہ خدا بڑا علم والا،

حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ

بڑا حکمت والا ہے (۷۱) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں

۲۵۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا۔ الآیہ﴾ ان آیتوں میں گو مہاجرین و انصار کی بے پناہ مدح وثنا کی گئی ہے مگر یہ مدح چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے اور پہلی شرط ایمان ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے: ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ (طٰہٰ۔ ۱۱۲) دوسری شرط عمل ہے اور وہ بھی خلوص نیت کے ساتھ کیونکہ ایمان اور عمل لازم وملزوم ہیں۔ تیسری شرط استقامت اور خاتم کا باخیر ہونا ہے۔ ﴿لان الاعمال بالخواتیم﴾ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١٣﴾﴾ (احقاف: ۱۳) ان حقائق سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کے مہاجر و انصار ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ اسلامی احکام اور میزان ایمان سے بالاتر ہو کر لائق احترام ہے۔ بلکہ دوسرے تمام شرائط و احکام کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ لہٰذا اگر وہ اس میزان پر پورا اترے گا تو قابل اکرام واحترام ہوگا۔

جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اپنے مال وجان سے جہاد کیا اور جنہوں نے مہاجرین کو پناہ دی اور امداد کی

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ
یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے حامی و مددگار ہیں۔ اور وہ

اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا
لوگ جو ایمان تو لائے مگر ہجرت نہیں کی تو ان سے تمہارا ولایت کا کوئی

مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ
تعلق نہیں ہے یہاں تک کہ ہجرت کریں اور اگر وہ کسی دینی معاملہ میں

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ
تم سے مدد چاہیں تو تم پر (ان کی) مدد کرنا فرض ہے سوا اس صورت کے کہ یہ مدد

اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ
اس قوم کے خلاف مانگیں جس سے تمہارا معاہدہ امن ہو۔ اور تم جو کچھ کرتے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
ہو اللہ اسے دیکھنے والا ہے (۷۲) اور جو کافر ہیں وہ آپس میں ایک

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ
دوسرے کے حامی و مددگار ہیں اگر تم ایسا نہیں

فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ؕ ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ
کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ اور فساد پھیل جائے گا (۷۳) جولوگ ایمان

اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
لائے، ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ
اور جنہوں نے پناہ دی اور امداد کی یہی لوگ سچے مومن ہیں۔

حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِيْنَ
ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی (۷۴) اور جو لوگ

۲۶۔ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا۔ الآیہ﴾
ایسے ہی خوش نصیب صحابہ کرام وتابعین عظام کی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے صحیفہ کاملہ کی دعا نمبر ۴ کے اندر مدح وثناء بھی کی ہے اور ان کے حق میں دعا بھی کی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ مذہب شیعہ خیر البریہ ان صحابہ کرام کی مدح اور عظمت کا قائل ہے جنہوں نے حق صحابیت ادا کیا ہے۔

اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ

بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کیا تو وہ

فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ

بھی تم ہی میں داخل ہیں اور جو صاحبان قرابت ہیں وہ اللہ کی

اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ

کتاب میں (میراث کے سلسلہ میں) ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں بے شک اللہ ہرچیز کا

شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾ ع ۱۰ ۶

بڑا جاننے والا ہے (۷۵)

اٰیاتھا ۱۲۹ ۹ سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۳ رکوعاتھا ۱۶

سورۃ التوبہ۔مدنی۔آیات ۱۲۹۔۱۶ رکوع

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ

(اے مسلمانو) خدا اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اعلان برأت ہے ان مشرکین سے جن سے تم

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؕ ﴿۱﴾ فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ

نے (صلح کا) معاہدہ کیا تھا (۱) (اے مشرکو) اب تم صرف چار ماہ تک اس سرزمین

اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَ

پر چل پھر لو اور جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور یہ کہ اللہ

اَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲﴾ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ

کافروں کو ذلیل و رسوا کرنے والا ہے (۲) اللہ اور اس کے

وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ

رسولؐ کی طرف سے تمام لوگوں کو حج اکبر والے دن اعلان عام ہے

اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ

کہ اللہ اور اس کا رسولؐ مشرکین سے بری و بیزار ہیں اب اگر

تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا

تم (کفر و شرارت سے) توبہ کر لو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم نے اس سے

۲۷۔ ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ۔ الآیہ﴾ ہجرت کے بعد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین وانصار کے درمیان عقد مواخات پڑھایا تھا تو اس وقت وہ اسی دینی اخوت کی بنا پر مہاجرین وانصار ایک دوسرے کے وارث بھی قرار دیئے گئے تھے مگر اس آیت کے ذریعہ سے یہ سلسلہ وراثت منسوخ کر دیا گیا اور واضح کیا گیا کہ مال وراثت دینی اخوت پر نہیں ہے بلکہ قرابت داری اور رشتہ داری کی بنا پر ہے۔ ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ﴾ کہ بعض دوسرے بعض سے زیادہ حقدار ہیں یعنی ﴿الاقرب یمنع الابعد﴾ کہ اقرب کی موجودگی میں ابعد وارث نہیں ہو سکتا۔

سورہ توبہ

اس سورہ کے مضامین ومطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) مشرکین عرب سے برأت کا اعلان اور ترک موالات، جنگ حنین کا تذکرہ، مساجد کے احترام کا بیان، مشرکین کی نجاست کا تذکرہ، چار محترم مہینوں کا تذکرہ، مسجد ضرار کا تذکرہ، اہل ایمان کے مال وجان کے عوض جنت خریدنے کا بیان، علماء کی طرف رجوع کرنے کا حکم، سب مومن بھائی بھائی ہیں اور صادقین کی شناخت وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصہ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ۔ الآیہ﴾ سنہ ۶ ہجری میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار قریش سے بمقام حدیبیہ دس سال کیلئے معاہدہ امن کیا تھا کہ دونوں فریق امن سے رہیں گے نہ باہمی جنگ ہوگی اور نہ کسی جنگ کرنے والے کی مدد کی جائے گی۔ قبائل عرب سے بنی خزاعہ آنحضرتؐ کے حلیف بنے اور بنی بکر قریش کے حلیف بنے۔ کچھ عرصہ کے بعد بنی بکر نے بنی خزاعہ پر شبخون مارا اور قریش نے ان کی بھرپور مدد کی۔ چنانچہ قریش کی اس بدعہدی کی وجہ سے یہ معاہدہ صلح ٹوٹ گیا۔ اگرچہ بعدازاں کفار نے اس معاہدہ کی تجدید کی کوشش کی۔ مگر وہ اس میں

أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا
روگردانی کی تو پھر جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور (اے نبیؐ) کافروں کو دردناک
بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣﴾ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ
عذاب کی خوشخبری سنادو (۳) سوا ان مشرکوں کے کہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا اور
الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ
انہوں نے (اپنا قول و قرار نبھانے میں) کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے
يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ
خلاف کسی کی امداد کی سو تم ان سے کیا ہوا معاہدہ اس کی مقررہ
عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٤﴾
مدت تک پورا کرو بے شک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے (۴)
فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا
پس جب محترم مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں کہیں بھی پاؤ قتل کرو
الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ
اور انہیں گرفتار کرو۔ اور ان کا گھیراؤ کرو
وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِنْ
اور ہر گھات میں ان کی تاک میں بیٹھو پھر اگر وہ توبہ کر لیں
تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا
نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو ان کا راستہ چھوڑ
سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٥﴾ وَإِنْ أَحَدٌ
دو بے شک خدا بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (۵) اور اے
مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ
رسولؐ اگر مشرکین میں سے کوئی آپؐ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دو تاکہ وہ اللہ کا
يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ
کلام سنے اور پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو۔ یہ (حکم) اس لئے ہے کہ

کامیاب نہ ہو سکے۔ چنانچہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۰ ماہ رمضان سنہ ۸ ہجری کو دس ہزار مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ مکہ کا قصد کیا اور کسی خاص خون ریزی کے بغیر فتح مکہ کی فتح مبین ظہور میں آئی۔ بہرحال اب ان حالات میں قانونی، شرعی اور اخلاقی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے جواز پیدا ہو گیا تھا کہ تمام معاہدات کی منسوخی کا اعلان کر دیں۔ چنانچہ سنہ ۹ ہجری کو حج کے موقع پر حضرت علیؑ نے بروز حج اکبر (۱۰ ذی الحجہ) سورہ برأت کی ابتدائی چند آیت پڑھ کر اعلان برأت فرمایا: اور اس اعلان کے بعد بھی چار ماہ تک کفار کو نقل و حرکت کی مکمل آزادی دی گئی۔ لیکن اس کے بعد حالت جنگ متصور ہوگی جس کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود۔ مخفی نہ رہے کہ اس سال پہلے اس کام کیلئے جناب ابوبکر کو مامور کیا گیا تھا۔ مگر بعد ازاں وحی نازل ہوئی کہ ﴿یودی عنك الاانت اورجل من﴾ یہ کام آپ خود انجام دیں یا وہ آدمی انجام دے جو آپ سے ہو۔ چنانچہ آپ نے جناب ابوبکر کو معزول کر کے حضرت علی علیہ السلام کو یہ ذمہ داری دی، جو آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے انجام دی۔ تفصیل کیلئے ہماری کتاب تجلیات صداقت یا اثبات الامامت کا مطالعہ کیا جائے۔

۲۔ ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ الآیہ﴾ اسلام کی یہ اعلیٰ اور ارفع تعلیم ہے کہ اگر کوئی کافر و مشرک درخواست کرے کہ وہ اسلام کو سمجھنا چاہتا ہے تو مسلمانوں پر اس کو پناہ دینا اور اسے اسلام سمجھانا لازم ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کفر چھوڑ کر اسلام کی پناہ میں آجائے اور اس کی دنیا و آخرت سنور جائے! پس اگر اس کے شکوک زائل ہو جائیں اور وہ توفیق الٰہی سے مسلمان ہو جائے تو فهو المراد اور اگر اسلام نہ لائے تب بھی اسے بحفاظت اس کے مسکن تک پہنچانا ضروری ہے تاکہ مسلمانوں پر خیانت کا الزام عائد نہ ہو۔

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝٦ كَيْفَ يَكُوْنُ

یہ لوگ (دعوت حق کا) علم نہیں رکھتے (۶) بھلا ان مشرکوں کا اللہ اور اس کے رسولؐ کے

لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ

ہاں کس طرح کوئی عہد و پیمان ہو سکتا ہے بجز ان لوگوں کے جن سے تم نے

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ

مسجدالحرام کے پاس (بمقام حدیبیہ) معاہدہ کیا تھا سو جب تک وہ لوگ

فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ

تم سے سیدھے رہیں (معاہدہ پر قائم رہیں) تو تم بھی ان سے سیدھے رہو (قائم رہو)۔ بے شک

اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝٧ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا

اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے (۷) (ان کے سوا دوسرے) مشرکین سے کس طرح

عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ

کوئی معاہدہ ہو سکتا ہے؟ حالانکہ اگر وہ تم پر غلبہ پا جائیں تو وہ تمہارے بارے میں نہ کسی قرابت کا پاس کریں اور نہ کسی

يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ تَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ

عہد و پیمان کی ذمہ داری کا وہ صرف تمہیں اپنے منہ (کی باتوں) سے راضی کرنا چاہتے ہیں اور ان کے دل انکار کرتے

وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٨ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

ہیں اور ان میں سے زیادہ تر لوگ فاسق (نافرمان) ہیں (۸) انہوں نے تھوڑی سی قیمت پر آیات

ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ

الٰہی فروخت کر دی ہیں اور (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکنے لگے۔ بہت ہی برا ہے وہ

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٩ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا

کام جو یہ کر رہے ہیں (۹) وہ کسی مومن کے بارے میں نہ قرابت کا پاس کرتے ہیں اور نہ کسی

وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝١٠ فَاِنْ

عہد و پیمان کی ذمہ داری کا اور یہی لوگ ہیں جو ظلم و تعدی کرنے والے ہیں (۱۰) (بہرحال اب بھی) اگر یہ لوگ

تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ

توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں ہم

۳؎ ﴿كَيْفَ يَكُوْنُ ۔ الاٰيه﴾ بھلا اس عہد شکن گروہ کے عہد و پیمان کا کیا اعتبار ہے؟ وہ ایسے بدقماش ہیں کہ اگر ان کو ذرا بھی غلبہ حاصل ہو جائے تو یہ اہل ایمان کے بارے میں نہ کسی قسم کی قرابتداری کا لحاظ کریں گے اور نہ ہی کسی قسم کے عہد و پیمان کا پاس کریں گے بلکہ تمہارے خون سے اپنی پیاس بجھائیں گے بلکہ تمہارے خون کی ندیاں بہائیں گے۔

فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ⑪

اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں (۱۱)

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ

اور اگر یہ لوگ اپنے عہد و پیمان کے بعد اپنی قسموں کو توڑ دیں

طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ

اور تمہارے دین پر طعن و تشنیع کریں تو تم کفر کے ان سرغنوں سے جنگ کرو ،

لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ⑫ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ

ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں تاکہ یہ باز آ جائیں (۱۲) تم ان لوگوں سے کیوں جنگ

قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ

نہیں کرتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا پیغمبرؐ کو (وطن) سے نکالنے کا ارادہ کیا اور

وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ

پھر تمہارے برخلاف لڑائی میں پہل بھی کی۔ تم ان سے ڈرتے ہو؟

اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑬

اللہ زیادہ حق دار ہے اس بات کا کہ اس سے ڈرو اگر تم مومن ہو (۱۳)

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ

ان سے جنگ کرو اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں سے سزا دلوائے گا اور انہیں ذلیل و خوار کرے گا

وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ

اور ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا اور جماعت مومنین کے دلوں کو شفا دے گا (ان کے سارے دکھ

مُّؤْمِنِيْنَ ⑭ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَيَتُوْبُ

دور کر دے گا) (۱۴) اور ان کے دلوں کے غم و غصہ کو دور کرے گا اور جسے چاہے گا توبہ کی توفیق

اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑮ اَمْ

دے گا (اور اس کی توبہ کو قبول کرے گا) اور اللہ بڑا جاننے والا ، بڑا حکمت والا ہے (۱۵) (اے مسلمانو)

حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم یوں ہی چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ ابھی تک اللہ نے (ظاہری طور پر)

۴۔ ﴿وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ ۔الآیہ﴾ اکثر مفسرین اسلام نے تو ان لوگوں سے مراد وہی کفار و مشرکین لیے ہیں جنہوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ نہ کرنے کے معاہدے کئے اور پھر توڑ دیئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا۔ اور ہجرت کے بعد جنگ کا آغاز کیا وغیرہ وغیرہ۔ انہی لوگوں کے خلاف خداوند عالم مسلمانوں کو برانگیختہ کر رہا ہے کہ ان ائمہ کفر وضلالت یعنی سرداران قریش کے خلاف جنگ کرو۔ کہ وہی جنگ کے موجب ہیں مگر بعض مفسرین نے ان لوگوں سے وہ مرتد مراد لئے ہیں جو اظہار اسلام کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ (تفہیم القرآن وضیاء القرآن) یعنی ان سے ناکثین، مارقین اور قاسطین مراد ہیں جن سے حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ظاہری دور خلافت میں جنگیں لڑی تھی۔ (تفسیر عیاشی وصافی وغیرہ)

۵۔ ﴿اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا ۔الآیہ﴾ بھلا جن لوگوں نے عہد شکنی کی۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وطن بدر کیا۔ اور بمقام بدر جنگ کا آغاز کیا۔ تم ان سے جنگ کیوں نہیں کرتے۔ اس ارشاد قدرت سے واضح ہوتا ہے۔ کہ جنگ کا آغاز کفار نے کیا تھا۔ اگر تم مومن ہو تو کفار سے نہ ڈرو۔ البتہ اپنے پروردگار سے ڈرو جس کے قبضہ قدرت میں تمہاری بست وکشاد ہے۔ اور موت وحیات ہے۔ کیونکہ ایک بندہ مومن اپنے خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ تم ان سے جنگ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے سزا دلوائے گا۔ اور انہیں ذلیل ورسوا کر کے اور تمہاری مدد و نصرت کر کے اہل ایمان کے دلوں میں شفا دے گا اور جسے چاہے گا توفیق دے گا۔

۶۔ ﴿اَمْ حَسِبْتُمْ ۔الآیہ﴾ یہ امتحان وہ سنت الٰہی ہے جس سے ہر ایمان کے دعویدار کو گزرنا پڑتا ہے تاکہ کھوٹے اور کھرے میں امتیاز ہو جائے۔ چنانچہ یہ اعلان برأت مسلمانوں کیلئے ایک سخت آزمائش بن گیا تھا جس سے پتہ چل گیا تھا کہ وہ مخلص لوگ

جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
ان لوگوں کو معلوم ہی نہیں کیا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا اور خدا و
وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ
رسولؐ اور اہل ایمان کو چھوڑ کر کسی کو اپنا جگری دوست اور (محرم راز)نہیں
خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ ع ۲ ۸
بنایا۔ اور اللہ اس سے باخبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو(۱۶)اور مشرکین کے لئے روا نہیں ہے کہ
يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
وہ مسجدوں کو آباد کریں جبکہ وہ خود اپنے اوپر
بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِى النَّارِ
اپنے کی گواہی دے رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سب اعمال ضائع ہو گئے اور وہ
هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ
ہمیشہ آتش دوزخ میں رہیں گے (۱۷) در حقیقت مسجدوں کو آباد وہ کرتا ہے جو اللہ
اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ
اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، نماز قائم کرتا ہے اور
اٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ
زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اللہ کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ان ہی کے متعلق یہ امید کی جا سکتی ہے کہ
اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ اَجَعَلْتُمْ
وہ ہدایت یافتہ لوگوں میں سے ہوں گے (۱۸) کیا تم نے
سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد الحرام کے آباد رکھنے کو اس شخص (کے کام کے)
كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِىْ
برابر قرار دیا ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں
سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا
جہاد کیا۔ یہ دونوں اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں۔ اور اللہ

کون ہیں جو راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں جنہیں خدا اور رسولؐ کے سوا کسی کی قرابت اور دوسروں کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور وہ کون ہیں جو اپنے پوشیدہ اور جگری دوستوں کی خاطر، اس کے رسولؐ اور اہل ایمان کو نظر انداز کر دیتے ہیں؟

۷۔﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ۔الآیہ﴾ خبر کی صورت میں نہی کی جا رہی ہے کہ جو مشرک ہیں وہ نہ مسجد بنا سکتے ہیں اور نہ اسے آباد کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس کے متولی ہو سکتے ہیں کیونکہ عمر یعمر عمارۃ کا لفظ ان تینوں معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ ہاں البتہ مساجد کے معمار، ان کے آباد کرنے والے اور متولی وہ لوگ ہو سکتے ہیں جن میں مندرجہ ذیل صفات پائے جائیں۔(۱) جو خدا اور آخرت پر ایمان لائیں۔(۲) جو نماز قائم کریں۔(۳) جو زکوٰۃ ادا کریں۔(۴) جو اللہ کے سوا اور کسی سے نہ ڈریں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں امید کی جا سکتی ہے کہ وہ سعادت اور کامیابی کی راہ پائیں۔

۸۔﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ۔الآیہ﴾ کتب فریقین میں مذکور ہے کہ ایک بار جناب عباس اور طلحہ بن شیبہ وغیرہ باہم فخر کر رہے تھے اور ہر شخص اپنے مفاخر بیان کر رہا تھا مثلاً طلحہ کہہ رہے تھے میں افضل ہوں کہ کعبہ کی کلید میرے پاس ہے اور جناب عباس کہہ رہے تھے میں افضل ہوں کہ حاجیوں کی پانی پلانے کا منتظم اعلیٰ میں ہوں۔ اور مسجد الحرام بھی میرے اختیار میں ہے۔ اسی اثنا میں حضرت علی علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا جنہوں نے ان کے مفاخر سن کر فرمایا: میں تم دونوں سے افضل ہوں اور پھر اپنے ایمان و جہاد وغیرہ مفاخر بیان فرمایئے۔ جب معاملہ بارگاہ رسالت میں پیش ہوا تو خدا نے یہ آیت نازل کر کے حضرت علی علیہ السلام کی افضلیت پر مہر لگا دی۔ (تفسیر در منثور ج ۳ ص ۲۱۹ طبع مصر نیز تفسیر واحدی وغیرہ۔)

وقف لازم

يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

ظالموں کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا (۱۹) جو لوگ ایمان لائے اور

هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

ہجرت کی اور راہ خدا میں اپنے مال و جان سے جہاد کیا، اللہ کے نزدیک

وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ

وہ درجہ میں بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو کامیاب

هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٢٠﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ

ہونے والے ہیں (۲۰) ان کا پروردگار انہیں اپنی رحمت خاص اور

مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ

خوشنودی اور ایسے بہشتوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں دائمی نعمت

مُّقِيْمٌ ﴿٢١﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ

ہو گی (۲۱) ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے بے شک اللہ ہی کے پاس بہت

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا

بڑا اجر ہے (۲۲) اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ اور تمہارے

اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا

بھائی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو ترجیح دیں تو پھر ان کو اپنا رفیق و

الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ

کارساز نہ بناؤ اور جو کوئی ان کو رفیق و کارساز بنائے گا

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ قُلْ اِنْ كَانَ

تو وہی لوگ ظالم ہیں (۲۳) (اے رسولؐ) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ،

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ

تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ قبیلہ اور

وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ

تمہارا وہ مال جو تم نے کمایا ہے اور تمہاری وہ تجارت جس کے مندہ پڑ جانے

۹۔ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔الآیہ﴾ اسلام دین فطرت ہے اور ماں باپ اور اولاد کی محبت، بھائی بہنوں کی الفت، کاروبار سے لگاؤ اور محلات سے قلبی ٹھہراؤ ایک فطرتی امر ہے۔ اس لئے اسلام ان تمام رشتوں ناطوں کے توڑنے اور ان کے قطع کرنے کا حکم نہیں دیتا بلکہ اسلام یہ کہتا ہے کہ بے شک ان مذکورہ بالا چیزوں سے محبت کرو اور ادھر توجہ کرو۔ مگر اس محبت اور قلبی تعلق میں حد تک افراط نہ کرو۔ کہ ان چیزوں کی محبت تمہیں راہ حق سے گمراہ کر دے۔ اور ہجرت کرنے سے مانع ہو جائے اور اگر کبھی خدا و رسولؐ کے احکام کی تعمیل اور ان چیزوں کی محبت میں تصادم اور ٹکراؤ ہو جائے تو پھر مومن وہ ہوگا جو راہ حق میں حائل ہونے والی ہر رکاوٹ کو پائے استحقار سے ٹھکراتا ہوا آگے نکل جائے اور ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی راہ حق میں اس کیلئے زنجیر پا نہ بن جائے۔

تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ

سے ڈرتے ہو اور تمہارے وہ رہائشی مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو تم

اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ

کو اللہ، اس کے رسولؐ اور راہ خدا میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں۔

فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

تو پھر انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ (تمہارے سامنے) لے آئے اور اللہ فاسق و فاجر قوم کو

ع ۳ ۸ ۹ الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ

منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا (۲۴) بے شک اللہ نے بہت سے مقامات پر تمہاری

مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ

مدد فرمائی ہے۔ اور حنین کے موقع پر بھی جب تمہاری کثرت تعداد

كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ

نے تمہیں مغرور کر دیا تھا مگر اس (کثرت) نے تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچایا

عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ

اور زمین اپنی ساری وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی پھر

مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى

تم پیٹھ دکھا کر بھاگ کھڑے ہوئے (۲۵) پھر اللہ نے اپنی طرف سے اپنے

رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ

رسولؐ اور اہل ایمان پر سکون و اطمینان نازل کیا اور ایسے لشکر نازل

تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ

کئے جو تمہیں نظر نہیں آئے۔ اور اللہ نے کافروں کو سزا دی اور یہی

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى

کافروں کا بدلہ ہے (۲۶) اس کے بعد اللہ جس کی چاہتا ہے توبہ قبول کرتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

(اسے توفیق توبہ دیتا ہے) اور اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (۲۷) اے ایمان

۱۰۔ ﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۔ الآیہ﴾ ان آیات میں خداوند عالم نے اپنی خاص نصرت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو اس نے جنگ حنین میں مسلمانوں کی فرمائی تھی۔ کہ دوسرے مقامات کثیرہ کے علاوہ خاص اور پر یہاں فرمائی جبکہ تمہارے پندار اور غرور کی وجہ سے زمین خدا باوجود اپنی وسعت کے تم پر تنگ ہوگئی تھی اور تم بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور یہ بات خدا کی طرف سے تمہارے لئے تادیب تھی کہ کبھی کثرت تعداد کو کامیابی کی ضمانت نہ سمجھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے خصوصی فضل و کرم سے اپنے پیغمبر اور کامل الایمان مومنین پر اپنا سکون و اطمینان نازل کیا اور غیر مرئی (فرشتوں کے) لشکر سے تمہاری تائید کی اور کافروں کو سزا دی اور یہی ان کی سزا ہے۔

۱۱۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۔ الآیہ﴾ خدائے تعالیٰ نے دوٹوک الفاظ میں کلمہ حصر ''انما'' کے ساتھ مشرکین کو نجس (بفتح جیم جو کہ مصدر ہے) کہا ہے جس کے معنی نجاست کے ہیں یعنی مشرکین ایسے نجس العین ہیں کہ ان کے اندر طہارت کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ اس لئے وہ مسجد الحرام کے قریب بھی نہیں آسکتے۔ ظاہر ہے کہ مسجد الحرام کا ذکر بطور مثال ہے ورنہ ہر مسجد کا یہی حکم ہے کہ اس میں مشرکین داخل نہیں ہو سکتے کیونکہ ہر مسجد محترم ہے۔

اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا

والو! مشرکین سراسر نجس و ناپاک ہیں سو وہ اس سال (سن 9 ہجری) کے

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ

بعد مسجد الحرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں اور اگر تمہیں ان کی آمد و رفت

خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ

کے بند ہونے سے تنگ دستی کا اندیشہ ہے تو عنقریب خدا اپنے فضل و کرم سے تمہیں

اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٨﴾ قَاتِلُوا

تونگر (غنی) بنا دے گا۔ بے شک اللہ بڑا جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے (۲۸) (اے مسلمانو!)

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اہل کتاب میں سے جو لوگ اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں

وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا

رکھتے اور خدا اور رسولؐ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام نہیں جانتے

يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اور دین حق (اسلام) کو اختیار نہیں کرتے ان سے جنگ کرو یہاں

حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَ ع ۵ ۱۰

تک کہ وہ چھوٹے بن کر (ذلیل ہو کر) ہاتھ سے جزیہ دیں (۲۹) یہودی

قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى

کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ اللہ کے

الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ

بیٹے ہیں۔ یہ ان کی باتیں ہیں (بغیر سوچ سمجھے) ان کے منہ سے نکالی ہوئی۔

يُضَاهِــُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ

یہ لوگ بھی ان جیسی باتیں کرنے لگے ہیں جو ان سے پہلے کفر کر چکے ہیں۔

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٠﴾ اِتَّخَذُوْٓا

اللہ ان کو ہلاک کرے یہ کدھر بہکے جا رہے ہیں (۳۰) انہوں نے

۱۲۔ ﴿حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ۔ الآيه﴾ اس آیت میں اسلامی جنگ کی غرض و غایت بتائی گئی ہے کہ وہ یہ نہیں ہے کہ کفار ومشرکین کو زبردستی مسلمان بنایا جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ فتنہ وفساد کا سد باب کیا جائے اور دشمنان حق کا اقتدار ختم کر کے زمام اقتدار اہل حق کے ہاتھ میں دی جائے ورنہ اگر کفار ومشرکین مسلمانوں سے جنگ نہ کریں اور ان سے برسرپیکار نہ ہوں تو پرامن شہری بن کر اسلامی ریاست میں رہ سکتے ہیں اور اپنے مذہب پر عمل کر سکتے ہیں اور اسلامی حکومت ان کو اور ان کے اہل وعیال کو اور ان کے اموال کو تحفظ فراہم کرے گی۔ اور اس حفاظت کے عوض ان سے جزیہ لے گی۔ جس طرح مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کرتی ہے اور یہ ٹیکس زمین اور دوسرے اموال پر نہیں لگایا جاتا بلکہ افراد پر لگایا جاتا ہے جسے وہ ادا کرتے ہیں ہاں البتہ یہ ٹیکس عورتوں، بوڑھوں، نابیناؤں اور دوسرے معذوروں پر نہیں لگایا جاتا۔ جزیہ کی دوسری تفصیلات فقہی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

۱۳۔ ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ۔ الآيه﴾ انہوں (یہود ونصاریٰ) کے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور راہبوں (علماء ومشائخ) کو خدا بنا لیا۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: لهم ماصاموا ولا صلوا لهم کہ یہود ونصاریٰ نے اپنے علماء وراہبان کیلئے نہ کبھی روزے رکھے تھے اور نہ نمازیں پڑھی تھیں...... بلکہ انہوں نے حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنایا اور انہوں نے بے چون وچرا ان کی پیروی کی۔ حالانکہ علماء مشائخ کا کام تبلیغ احکام ہوتا ہے تشریع احکام نہیں ہوتا۔ کیونکہ شریعت سازی کا محکمہ خداوند عالم نے اپنے قبضہ قدرت میں رکھا ہوا ہے کسی نبی و امام کے بھی سپرد نہیں کیا۔ (تفسیر عیاشی وصافی وغیرہ)

اَحۡبَارَهُمۡ وَ رُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ

اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور راہبوں (علماء و مشائخ) کو پروردگار بنا لیا ہے

وَالۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ‌ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡۤا

اور مریم کے فرزند مسیح کو بھی۔ حالانکہ ان کو صرف یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک ہی معبود بر

اِلٰهًا وَّاحِدًا‌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ ؕ سُبۡحٰنَهٗ عَمَّا

حق کی عبادت کریں۔ اللہ کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں ہے۔ وہ پاک ہے ان مشرکانہ

يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۳۱﴾ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يُّطۡفِـئُوۡا نُوۡرَ اللّٰهِ

باتوں سے جو یہ کرتے ہیں (۳۱) وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے

بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَيَاۡبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنۡ يُّتِمَّ نُوۡرَهٗ وَلَوۡ

(پھونک مار کر) بجھا دیں اور اللہ انکاری ہے ہر بات سے سوا اس کے کہ وہ اپنے نور کو کمال تک پہنچائے اگرچہ

النصف

كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ

کافر اس کو ناپسند کریں (۳۲) وہ (اللہ) وہی ہے جس نے ہدایت اور دین حق دے کر اپنے رسولؐ

بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ۙ

کو بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرک

وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ﴿۳۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا

اسے ناپسند ہی کریں (۳۳) اے ایمان والو! بہت سے عالم اور

اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡاَحۡبَارِ وَالرُّهۡبَانِ لَيَاۡكُلُوۡنَ

راہب لوگوں کا مال ناجائز طریقہ پر کھاتے ہیں اور لوگوں کو

اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ

خدا کی راہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا چاندی

اللّٰهِ‌ ؕ وَالَّذِيۡنَ يَكۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَالۡفِضَّةَ وَلَا

جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ

يُنۡفِقُوۡنَهَا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ

میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے

۱۴۔ ﴿هُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ ۔الآیہ﴾ دین اسلام کو دوسرے ادیان پر کب غلبہ حاصل ہوگا؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ غلبہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک دلیل و برہان سے۔ دوسرا ظاہری اقتدار و وقار سے! جہاں تک پہلی قسم کے غلبہ کا تعلق ہے وہ تو اسلام کو روز اول سے حاصل ہے اور جہاں تک دوسری قسم کا تعلق ہے تو وہ حضرت امام مہدی ہادی علیہ السلام کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوگا جیسا کہ فریقین کی کتب تفسیر و حدیث سے ظاہر ہے۔ (ملاحظہ ہو: تفسیر صافی و براہین و تفسیر ابن کثیر و فتح البیان وغیرہ)

۱۵۔ ﴿وَالَّذِيۡنَ يَكۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ ۔ الآیہ﴾ دنیا کے دو مشہور نظام معاشیات: (۱) نظام رأس المالیت۔ اور (۲) نظام اشتراکیت کے بالمقابل اسلام کا ایک اپنا مخصوص نظام معیشت ہے جس میں وہ کسب واکتساب کرنے والے پر دو پابندیاں عائد کرتا ہے۔ ایک پابندی مال کماتے وقت کہ صرف جائز طریقہ پر کمایا جائے۔ دوسری پابندی مال خرچ کرتے وقت کہ وہ صرف جائز مصارف پر صرف کیا جائے اور مالداروں کے مال میں غرباء و مساکین کیلئے کچھ مالی حقوق مقرر کرتا ہے جیسے زکوٰۃ و خمس وغیرہ۔ لہٰذا وہ آزادانہ ذخیرہ اندوزی کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ جہاں ان مالی حقوق کے ادا کرنے پر بے حساب اجر و ثواب کا وعدہ کرتا ہے وہاں ان کے ادا نہ کرنے پر سخت و عید و تہدید بھی کرتا ہے جس میں سے ایک وہ وعید ہے جو اس آیت میں مذکور ہے۔ واضح رہے کہ یہاں سونے اور چاندی کا ذکر بطور مثال ہے۔ دراصل اس سے ہر قسم کا مال مراد ہے نیز مخفی نہ رہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنز نہیں ہے۔ (تفسیر صافی، البرہان)

أَلِيمٍ ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ

دو (۳۴) یہ (واقعہ) اس دن ہو گا جبکہ اس (سونے چاندی) کو دوزخ کی آگ میں

فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ

تپایا جائے گا اور پھر اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائے گا

هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ

(اور انہیں بتایا جائے گا کہ) یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا تو اب مزا چکھو اس کا جو

تَكْنِزُونَ ﴿۳۵﴾ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا

تم نے جمع کر رکھا تھا (۳۵) بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد نوشتہ

عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ

خداوندی میں جب سے اللہ نے آسمانوں اور زمین

وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ

کو پیدا کیا ہے بارہ ہے، جن میں سے چار مہینے

الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا

حرمت والے ہیں یہی دین مستقیم ہے پس ان میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو

الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ

اور تمام مشرکین سے اسی طرح جنگ کرو جس طرح کہ وہ تم سب سے کرتے ہیں اور

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿۳۶﴾ إِنَّمَا النَّسِيءُ

جان لو کہ بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (۳۶) سوا اس کے نہیں ہے کہ نسیئ (حرمت والے مہینوں کو مؤخر

زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ۖ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا

کرنا) کفر میں زیادتی کا موجب ہے۔ اس سے وہ لوگ گمراہ کئے جاتے ہیں جو کافر ہیں وہ اسے ایک سال حلال قرار

يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِيُوَاطِئُوا عِدَّةَ

دیتے ہیں اور اسی کو دوسرے سال حرام قرار دیتے ہیں تا کہ ان مہینوں کی گنتی پوری کریں جنہیں

مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ

اللہ نے حرام کیا ہے تا کہ اس (حیلے) سے اللہ کی حرام کردہ کو اپنے لئے حلال قرار دیں۔ ان

۱۶۔ ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ۔ الآیہ﴾ ارشاد قدرت ہے کہ جب سے خدا نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کے نوشتہ (لوح محفوظ یا سابقہ آسمانی کتب) میں مہینوں کی کل تعداد بارہ ہے جن میں سے چار خاص حرمت والے مہینے ہیں جن میں جنگ وجدال کرنا حرام ہے اور بالاتفاق ان چار مہینوں میں عبادت خدا کرنے کا اجر وثواب بھی زیادہ اور گناہ کرنے کا عذاب وعقاب بھی زیادہ ہے اور وہ چار مہینے یہ ہیں۔ (۱) ذوالقعدہ (۲) ذوالحجہ (۳) محرم الحرام (۴) اور رجب المرجب۔ ہاں البتہ اگر کفار ان کی حرمت کا لحاظ نہ کریں اور وہ ان مقدس مہینوں میں جنگ شروع کر دیں تو پھر مسلمانوں کیلئے بھی ان مہینوں میں دفاعی جنگ کرنا جائز ہے۔

۱۷۔ ﴿إِنَّمَا النَّسِيءُ۔ الآیہ﴾ نسیئ نسأ سے مصدر ہے جس کے لغوی معنی موخر کرنے کے ہیں۔ چونکہ عرب ضرورت کے وقت مہینوں میں تقدیم وتاخیر اور ردوبدل کر لیا کرتے تھے۔ مثلاً جنگ جاری ہے کہ محرم آگیا تو وہ فرض کر لیتے تھے کہ یہ صفر کا مہینہ ہے اور یہ تصور کر کے جنگ جاری رکھتے اور جب صفر شروع ہوتا تو اسے محرم تصور کر کے جنگ سے ہاتھ روک لیتے تھے یہ ہے شیطان کا وہ دام فریب جس میں وہ بندوں کو پھنساتا اور انہیں گمراہ کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین میں حیلہ سازی جائز نہیں ہے۔

سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
کے برے اعمال ان کے لئے آراستہ کر دیے گئے ہیں اور اللہ کافروں کو منزل مقصود تک
الْكٰفِرِيْنَ ع ﴿٣٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا ع ٥/٨ ١١
نہیں پہنچاتا(۳۷) اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ
قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى
اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے کے لئے) نکلو تو تم بوجھل ہو کر زمین گیر ہو جاتے ہو۔
الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ
کیا تم نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے؟
الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ
(اگر ایسا ہی ہے تو یاد رکھو کہ) دنیا کا ساز و سامان آخرت کے مقابلہ میں
اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿٣٨﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا
بالکل قلیل ہے (۳۸) اگر تم نہیں نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب کے ساتھ
اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ
سزا دے گا اور تمہاری جگہ کسی دوسرے گروہ کو لا کھڑا کرے گا۔
شَيْئًا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٣٩﴾ اِلَّا
اور تم اسے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے(۳۹) اور اگر
تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ
تم ان(رسولؐ) کی نصرت نہیں کرو گے (تو نہ کرو) اللہ نے ان کی اس وقت نصرت کی جب
كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ
کافروں نے ان کو(وطن سے) نکال دیا تھا اور آپ دو میں سے دوسرے تھے جب دونوں
لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ
غار میں تھے اس وقت وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غمگین نہ ہو یقیناً اللہ ہمارے
سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا
ساتھ ہے سو اللہ نے ان(رسولؐ) پر اپنی تسکین نازل کی اور ان کی ایسے لشکروں سے

۱۸۔﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ ۔ الآیہ﴾ یہاں سے جنگ تبوک کا تذکرہ شروع ہوتا ہے جس کیلئے بڑے زور وشور سے تیاری کی گئی تھی۔ اور جس نے بوجوہ مسلمانوں کیلئے مشکلیں پیدا کر دی تھیں اور ان کے قدم جنگ سے رکھنے لگے تھے۔ اور بہت سے لوگوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر لبیک کہنے میں خاصی پس وپیش کی تھی انہی لوگوں سے یہاں قدرے سخت لب ولہجہ میں بات کی جا رہی ہے اور انجام کار یہ جنگ لڑی نہیں گئی تھی۔

۱۹۔﴿فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ ۔ الآیہ﴾ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد نہ کی تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے ان کی مدد وہی خدا کرے گا جس نے شب ہجرت ان کی مدد کی تھی جبکہ وہ دو میں سے دوسرے تھے۔ یہی وہ آیت ہے جس سے برادران اسلام اپنے پہلے خلیفہ کی فضیلت ثابت کیا کرتے تھے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کو ان کی فضیلت سے اتنا بھی تعلق نہیں ہے جتنا کہ کھجور کی گٹھلی کو چھلکے سے ہوتا ہے۔ اس موضوع کی تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند ہماری کتاب تجلیات صداقت یا پھر تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع فرمائیں۔

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ
مدد کی جن کو تم نے نہیں دیکھا۔ اور اللہ نے کافروں کے بول کو نیچا کر دیا اور اللہ
اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنْفِرُوْا
کا بول ہی بالا ہے اور اللہ زبردست ہے بڑا حکمت والا ہے(۴۰) (اے مسلمانو!)
خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ
ہلکے پھلکے اور بھاری بوجھل نکل پڑو۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان
اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
کے ساتھ جہاد کرو۔ یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا
اگر تم علم رکھتے ہو (۴۱) (اے رسولؐ) اگر فائدہ قریب اور سفر آسان ہوتا تو یہ (منافق)
وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ
ضرور تمہارے پیچھے چلتے لیکن انہیں راہ دور کی دکھائی دی (اس لئے قطع مسافت دشوار ہوگئی)
عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ
وہ عنقریب اللہ کے نام کی قسمیں کھا کھا کر کہیں گے
اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ
کہ اگر ہم مقدور رکھتے تو ضرور آپ کے ساتھ نکلتے۔ یہ لوگ (جھوٹی قسمیں کھا کر) اپنے
اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾ عَفَا ع ۶ ۵ ۱۲
کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ قطعاً جھوٹے ہیں (۴۲) (اے رسولؐ)
اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ
اللہ آپ کو معاف کرے آپؐ نے انہیں کیوں (پیچھے رہ جانے کی) اجازت دے دی۔ جب تک آپؐ پر
الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا
واضح نہ ہو جاتا کہ سچے کون ہیں اور معلوم نہ ہو جاتا کہ جھوٹے کون؟ (۴۳) جو
يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ کبھی آپؐ سے اجازت طلب نہیں کریں گے

۲۰۔﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۔الآیہ﴾ حضرت رسول خداﷺ جنگ تبوک کیلئے بڑے شدومد سے تیاری کر رہے تھے اور جنگ کا اعلان عام کر چکے تھے۔ اسی اثنا میں مدینہ کے بعض منافقین نے جھوٹے عذر بہانے کر کے جنگ میں شرکت نہ کرنے کی اجازت چاہی اور آنحضرتؐ نے اپنی روایتی رواداری کی بنا پر اجازت دے دی۔ اس طرح ان کے نفاق پر پردہ پڑ گیا اور اگر آپ انہیں اجازت نہ دیتے اور وہ پھر نہ جاتے تو ان کے نفاق کا پردہ چاک ہو جاتا ہے۔ مگر چونکہ عام حالات میں آنحضرتؐ کو اجازت دینے کا منجانب اللہ یہ حق تھا جیسا کہ سورہ نور میں ارشاد قدرت ہے: ﴿فاذا استاذنوک فاذن لمن شئت﴾ (نور: ۶۲) لہٰذا آپ نے اپنا یہ حق استعمال کرتے ہوئے ان کو اجازت دے دی۔ تو آپ نے کوئی گناہ نہیں کیا (العیاذ باللہ) زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کیلئے اولیٰ یہ تھا کہ آپ اس خصوصی معاملہ میں خدا سے رابطہ قائم کر لیتے مگر ایسا نہ کیا لہٰذا ترک اولیٰ کیا اور ظاہر ہے کہ عفو کی لفظ ترک اولیٰ پر بھی استعمال کی جا سکتی۔ کما لا یخفی۔ اس کے بعد خدائے متعال نے ان لوگوں کے حال خسران مآل کا یوں انکشاف کیا ہے کہ ﴿لو خرجوا فیکم ما زادوکم الا خبالا۔ الآیہ﴾ کہ اگر یہ لوگ تمہارے ساتھ نکلتے تو تمہاری خرابی میں اضافہ ہی کرتے اور فتنہ و فساد ہی پھیلاتے۔ اس لئے خدا نے ان سے توفیق ہی سلب کر لی اس لئے بہتر ہوا کہ وہ شریک نہیں ہوئے

۲۱۔﴿لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ ۔الآیہ﴾ اس آیت شریفہ کا سیدھا سادا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ایک مومن نماز پڑھنے کی، روزہ رکھنے کی اور کلمہ پڑھنے کی اجازت طلب نہیں کرتا بلکہ خدا اور رسول کے حکم کی تعمیل سمجھ کر یہ کام کرتا ہے تو بالکل اسی طرح جو لوگ خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ کبھی اپنے کو جان و مال سے جہاد کرنے

الۡاٰخِرِ اَنۡ یُّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ ؕ
کہ وہ اپنے مال و جان سے (اللہ کی راہ میں) جہاد کریں۔ اور
وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسۡتَاۡذِنُكَ
اللہ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے (۴۴) اس قسم کی اجازت وہی
الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ
لوگ طلب کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے۔
وَارۡتَابَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ فَهُمۡ فِىۡ رَيۡبِهِمۡ يَتَرَدَّدُوۡنَ ﴿۴۵﴾
اور ان کے دل شک میں پڑ گئے ہیں اور وہ اپنے شک میں بھٹک رہے ہیں (۴۵)
وَلَوۡ اَرَادُوا الۡخُرُوۡجَ لَاَعَدُّوۡا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰـكِنۡ
اگر ان لوگوں نے نکلنے کا ارادہ کیا ہوتا تو اسکے لئے کچھ نہ کچھ سروسامان کی تیاری ضرور کرتے لیکن (حقیقت الامر تو یہ
كَرِهَ اللّٰهُ انۡۢبِعَاثَهُمۡ فَثَبَّطَهُمۡ وَقِيۡلَ اقۡعُدُوۡا
ہے کہ) اللہ کو ان کا اٹھنا اور نکلنا ناپسند تھا۔ اس لئے اس نے ان کو کاہل (اور سست) کر دیا۔ اور (گویا ان سے) کہہ دیا
مَعَ الۡقٰعِدِيۡنَ ﴿۴۶﴾ لَوۡ خَرَجُوۡا فِيۡكُمۡ مَّا
گیا کہ بیٹھے رہو بیٹھنے والوں کے ساتھ (۴۶) اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو تمہاری خرابی میں اضافہ
زَادُوۡكُمۡ اِلَّا خَبَالًا وَّلَا۟اَوۡضَعُوۡا خِلٰلَكُمۡ
ہی کرتے اور فتنہ پردازی کے لئے دوڑ دھوپ کرتے اور تمہارے اندر (ہنوز) ایسے لوگ (جاسوس)
يَبۡغُوۡنَكُمُ الۡفِتۡنَةَ ۚ وَفِيۡكُمۡ سَمّٰعُوۡنَ لَهُمۡ ؕ
موجود ہیں جو ان کی باتوں پر کان دھرنے والے ہیں (جاسوسی کرتے ہیں)
وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ ﴿۴۷﴾ لَـقَدِ ابۡتَغَوُا الۡفِتۡنَةَ
اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے (۴۷) وہ لوگ اس سے پہلے بھی فتنہ پردازی میں
مِنۡ قَبۡلُ وَقَلَّبُوۡا لَكَ الۡاُمُوۡرَ حَتّٰى جَآءَ الۡحَـقُّ
کوشاں رہے ہیں اور آپ کے معاملات کو درہم برہم اور الٹ پلٹ کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ حق سامنے آ
وَظَهَرَ اَمۡرُ اللّٰهِ وَهُمۡ كٰرِهُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ
گیا (نمایاں ہو گیا) اور اللہ کا حکم غالب ہوا۔ جبکہ وہ ناپسند کرتے تھے (۴۸) اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں

کیلئے اجازت طلب نہیں کرتے بلکہ اسے اپنا شرعی فریضہ سمجھ کر راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں۔ ہاں البتہ اس کی اجازت وہی لوگ طلب کرتے ہیں جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے۔

۴۷۔ ﴿لَقَدِ ابۡتَغَوُا الۡفِتۡنَةَ ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں منافقین کی جنگ احد اور جنگ حنین وغیرہ میں خاص کارستانیوں اور فتنہ سامانیوں کی طرف اشارہ ہے کیونکہ منافق لوگ ہر دور میں ایسے ہی گھناؤنے کردار کا مظاہرہ کیا کرتے ہیں۔

يَقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ

جو کہتے ہیں کہ مجھے گھر میں بیٹھے رہنے کی اجازت دے دیں۔ اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالیں خبردار!

سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٩﴾

وہ فتنہ میں تو خود پڑ ہی چکے ہیں اور بلا شبہ جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے (۴۹)

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ

اگر آپؐ کو کوئی بھلائی پہنچے تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر آپؐ پر کوئی

مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَاۤ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَ

مصیبت آجائے تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو پہلے ہی اپنا معاملہ ٹھیک کر لیا تھا۔ اور وہ

يَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿٥٠﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَاۤ اِلَّا

یہ (کہہ کر) خوش خوش واپس لوٹ جاتے ہیں (۵۰) (اے پیغمبرؐ) کہہ دیجئے! کہ ہمیں ہرگز کوئی (بھلائی یا برائی)

مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ

نہیں پہنچتی مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دی ہے وہی ہمارا مولا و سرپرست ہے۔ اور اللہ ہی پر

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿٥١﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ

اہل ایمان کو توکل (بھروسہ) کرنا چاہیے (۵۱) اے پیغمبرؐ کہہ دیجئے! کہ تم ہمارے بارے

بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ

میں دو بھلائیوں (فتح یا شہادت) میں سے ایک کے سوا اور کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟

بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖۤ اَوْ

اور ہم تمہارے بارے میں اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ تمہیں سزا دے خواہ اپنی

بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿٥٢﴾

طرف سے دے یا ہمارے ہاتھوں سے سو تم انتظار کرو۔ اور ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں (۵۲)

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ

کہہ دیجئے! کہ تم خوشی سے (اپنا مال) خرچ کرو یا ناخوشی سے۔ بہر حال وہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿٥٣﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ

کیونکہ تم فاسق (نافرمان) لوگ ہو (وانما یتقبل اللہ من المتقین) (۵۳) اور ان کی خیرات

۲۳۔ ﴿قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَاۤ۔ الآیہ﴾ کس احسن انداز میں مومن وکافر کے کام کے انجام پر روشنی ڈالی گئی ہے؟ کہ مومن کا نام یا فتح ہے یا شہادت اگر فاتح ہوا تو غازی کہلائے گا اور موت شکست کی صورت میں شہید کہلائے گا۔ گویا ایک مومن کیلئے دنیا میں ناکامی کا کوئی نام ونشان موجود نہیں ہے جس طرح کہ ایک کافر کیلئے کامیابی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ جنگ فتح بھی کر لے مگر اس کا نام تو آخرت کا دردناک عذاب ہے جس سے اس کیلئے کوئی مفر نہیں ہے۔

۲۴۔ ﴿وَمَا مَنَعَهُمْ۔ الآیہ﴾ قبل ازیں متعدد مقامات پر یہ حقیقت وضح کی جا چکی ہے کہ کوئی بھی عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت اس کے عمل کی قبولیت کی شرط اعظم ایمان ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ (طٰہٰ۔ ۱۱۲) اور منافقین میں چونکہ یہ گوہر گرانمایہ مفقود ہوتا ہے لہٰذا ان کا کوئی عمل بشمول صدقہ و خیرات قابل قبول نہیں ہے اور ان کے منافق ہونے کا ایک ثبوت یہ ہے کہ وہ شوق وذوق سے نماز نہیں پڑھتے اور دوسرا ثبوت یہ ہے کہ وہ راہ خدا میں صدقہ وخیرات دلی رغبت اور شوق سے نہیں کرتے بلکہ بادل ناخواستہ محض دکھاوے کی خاطر کرتے ہیں۔

أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ إِلَّآ أَنَّهُمْ كَفَرُوا

کے قبول کئے جانے میں اس کے سوا اور کوئی امر مانع نہیں ہے کہ انہوں نے

بِاللّٰهِ وَبِرَسُولِهٖ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلٰوةَ إِلَّا وَهُمْ

خدا و رسولؐ کے ساتھ کفر کیا ہے (ان کا انکار کیا ہے) اور نماز کی طرف نہیں آتے

كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كٰرِهُونَ ﴿٥٤﴾

مگر کاہلی اور سستی سے اور خیرات نہیں کرتے مگر بادلِ ناخواستہ (۵۴)

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوٰلُهُمْ وَلَآ أَوْلٰدُهُمْ ۚ إِنَّمَا

سو ان کے مال و اولاد تمہیں حیرت و تعجب میں نہ ڈالیں۔ (اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ)

يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

ان کو یہ ان ہی چیزوں کے ذریعہ سے دنیاوی زندگی میں سزا دے۔ اور ان کی جانیں

وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُونَ ﴿٥٥﴾ وَيَحْلِفُونَ

ایسی حالت میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں (۵۵) اور وہ اللہ کی

بِاللّٰهِ إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۖ وَمَا هُمْ مِنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ

قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم ہی میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں لیکن وہ (تم سے)

قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ﴿٥٦﴾ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغٰرٰتٍ

خوف زدہ ہیں (۵۶) اگر وہ کوئی جائے پناہ پا لیں یا کوئی غار یا گھس بیٹھنے

أَوْ مُدَّخَلًا لَوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ﴿٥٧﴾

کی کوئی جگہ تو فوراً ادھر کا رخ کریں منہ زوری کرتے ہوئے (اور رسیاں تڑاتے ہوئے) (۵۷)

وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَإِنْ أُعْطُوا

اور (اے نبیؐ) ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو صدقات (کی تقسیم) کے بارے میں آپؐ پر عیب لگاتے ہیں۔

مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ إِذَا هُمْ

پھر اگر اس سے کچھ (معقول مقدار) انہیں دے دی جائے تو راضی ہو جاتے ہیں اور اگر کچھ نہ دیا جائے تو وہ ایک

يَسْخَطُونَ ﴿٥٨﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ

دم ناراض ہو جاتے ہیں (۵۸) اور (کیا اچھا ہوتا) اگر وہ اس پر راضی رہتے جو کچھ اللہ اور

۲۵۔ ﴿فَلَا تُعْجِبْكَ۔الآیہ﴾ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مال واولاد کی کثرت و فراوانی ہمیشہ محبوب خدا ہونے کی علامت نہیں ہوتی۔ بلکہ عموماً یہ استدراج وامہال اس لئے ہوتا ہے کہ بندہ دل کھول کر گناہ و عصیان کر لے اور کوئی حسرت باقی نہ رہ جائے اور پوری طرح جہنم کا مستحق ہو جائے۔ بنابریں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ کفار و مشرکین اور عصیان کاروں کیلئے مال واولاد کی کثرت خدا کی نعمت نہیں ہوتی بلکہ عذاب خداوندی ہوتی ہے۔

۲۶۔ ﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ .الآیہ﴾ فاضل طبرسی نے اپنی تفسیر ابن جریر میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقات تقسیم فرما رہے تھے کہ اچانک ذی الخویصرہ تمیمی کا بیٹا حاضر ہوا اور گستاخانہ لہجہ میں کہا ﴿اعدل یارسول اللہ!﴾ یا رسول اللہ! انصاف کریں! اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اتنا فرمایا اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا؟ تا آخر روایت (تفسیر ابن جریر۔ درمنثور وغیرہ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دور میں ہر قماش کے لوگ موجود رہے ہیں۔ اور ہیں اور رہیں گے۔ جو کلمہ پڑھنے کے باوجود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی اعتراض کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے تھے ان حالات میں اس دور کے مسلمانوں اور آج کے دور کے مجالس خوانوں، مکہ مدینہ کے معلموں اور عراق و ایران کے مزارات مقدسہ کے خداموں میں فرق ہی کیا رہ جائے گا؟

۲۷۔ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا ۔الآیہ﴾ واضح رہے کہ اس آیت میں "ایتاء" (عطا کرنے) اور ایک اور آیت میں "اغناء" (مالدار بنانے) کی نسبت خدا کی طرح حقیقی اور رسول کی طرف مجازی ہے۔ کما لا یخفی

وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ

اس کے رسولؐ نے انہیں دیا تھا اور کہتے کہ اللہ ہمارے لئے کافی ہے۔ وہ عنقریب ہمیں اپنے

مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع ۱۷ ۱۴

فضل و کرم سے عطا فرمائے گا اور اس کا رسولؐ بھی۔ ہم تو بس اللہ کی طرف ہی رغبت کرنے والے ہیں (۵۹)

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ

صدقات (مال زکوٰۃ) تو اور کسی کے لئے نہیں صرف فقیروں کے لئے ہے مسکینوں کے لئے ہے اور ان کارکنوں

وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي

کے لئے ہے جو اس کی وصولی کے لئے مقرر ہیں۔ اور ان کے لئے ہے جن کی (دلجوئی) مطلوب ہے۔ نیز (غلاموں اور

الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ

کنیزوں کی) گردنیں چھڑانے کے لئے ہے اور مقروضوں (کا قرضہ ادا کرنے) کے لئے ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ

السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

کرنے کے لئے ہے اور مسافروں (کی مدد) کے لئے ہے یہ اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ بڑا جاننے والا، بڑا

حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ

حکمت والا ہے (۶۰) اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو نبی کو اذیت پہنچاتے ہیں

وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ

اور کہتے ہیں کہ وہ تو بس کان ہیں (یعنی کان کے کچے ہیں) کہہ دیجئے! وہ تمہارے لئے بہتری

بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ

کا کان ہیں (ان کے ایسا ہونے میں تمہارا ہی بھلا ہے) جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اہل ایمان پر اعتماد کرتے ہیں اور

اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

جو تم میں سے ایمان لائے ہیں ان کے لئے سراپا رحمت ہیں اور جو لوگ اللہ کے رسولؐ کو اذیت پہنچاتے ہیں۔

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ

ان کے لئے دردناک عذاب ہے (۶۱) وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ

لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ

تمہیں راضی کریں۔ حالانکہ اللہ اور اس کا رسولؐ اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کو راضی کریں۔

۲۸۔ ﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ۔الآیہ﴾ فقہاء اسلام نے زکوٰۃ کے وجوب اس کی افادیت واہمیت اور اس کے احکام واعیان کہ کن کن چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے اور کتنی مقدار میں واجب ہے۔ اپنی فقہی کتابوں میں بڑی تفصیل سے ان بحثوں کو درج کیا ہے۔ ہم نے بھی اپنے فقہی شاہکار قوانین الشریعہ میں اس موضوع پر مفصل گفتگو کی ہے۔ یہاں صرف زکوٰۃ کے مستحقین کا بڑے اختصار سے تذکرہ کیا گیا ہے کہ ان کی آٹھ قسمیں ہیں۔ (۱) فقراء ومساکین (۲) عاملین (۳) مولفۃ القلوب (۴) وفی الرقاب (۵) غارمین (۶) ابن السبیل (۷) فی سبیل اللہ۔ ان اقسام کے مکمل احکام معلوم کرنے کے خواہش مند حضرات تفسیر فیضان الرحمٰن یا قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفریہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

۲۹۔ ﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ۔الآیہ﴾ مدینہ کے منافقین اپنی نجی محفلوں میں اسلامی شخصیات کا مذاق اڑایا کرتے تھے مگر جب ان مسلمانوں کے سامنے آتے تو ان سے ڈر کر اور قسمیں کھا کھا کر انہیں یقین دلاتے تھے کہ وہ ان کے اور اسلام کے وفادار ہیں۔ اس سے منافقین کے کردار کی اصلیت آشکارا ہو جاتی ہے کہ ان کی ساری ظاہری دینداری انسان سے ڈر کی وجہ سے ہوتی ہے۔ خدا کے خوف وڈر کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہونا چاہئے۔ کیونکہ جو شخص خدا اور رسول کی مخالفت کرے گا جیسا کہ یہ لوگ کر رہے ہیں وہ ابدی جہنم میں رہے گا۔ اور یہ بڑی رسوائی ہے۔

الربع

إِن كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَن

اگر وہ ایمان لائے ہیں (۶۲) کیا انہیں (یہ بات) معلوم نہیں ہے کہ

يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ

جو شخص خدا و رسولؐ کی مخالفت کرے گا اس کے لئے آتش دوزخ ہے

خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ

جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ یہ بہت بڑی رسوائی ہے (۶۳) منافق لوگ

الْمُنَافِقُونَ أَن تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُم

ڈرتے رہتے ہیں کہ مبادا ان کے بارے میں کوئی ایسی سورہ نہ نازل ہو جائے جو انہیں بتلا دے

بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلِ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ

جو کچھ ان کے دلوں میں (چھپا ہوا) ہے آپؐ کہہ دیجئے! کہ تم مذاق اڑاؤ۔ یقیناً (اب) اللہ اس بات کا ظاہر کرنے والا

مَّا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا

ہے جس کے آشکار ہونے سے تم ڈرتے ہو۔ (تمہارے نفاق کا پردہ چاک ہونے والا ہے) (۶۴) (اے رسولؐ) اگر

كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَ

آپؐ ان سے پوچھ گچھ کریں تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو صرف بحث کر رہے تھے اور تفریح طبعی کر رہے تھے۔

رَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا

کیا تم اللہ، اس کے رسولؐ اور اس کی آیات سے تمسخر کرتے ہو؟ (۶۵) اب عذر نہ تراشو!

قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِن نَّعْفُ عَن

تم نے اظہار ایمان کے بعد کفر اختیار کیا ہے۔ اگر ہم تم میں سے ایک گروہ سے

طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا

درگزر بھی کریں تو دوسرے گروہ کو ضرور سزا دیں گے کیونکہ وہ (حقیقی)

ع ۸ ۱۴

مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُم

مجرم ہیں (۶۶) منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہم جنس ہیں

وقف لازم

مِّن بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

برائی کا حکم دیتے ہیں اور اچھائی سے روکتے ہیں اور (راہ حق پر خرچ کرنے سے) اپنے ہاتھ

۳۰۔ ﴿اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ۔ الآیہ﴾ یہاں اس بات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ منافق مرد ہو یا عورتیں سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں اور سب کی طبیعت یکساں ہے یہاں ان کی پانچ علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) وہ خود برے کام کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی برے کام کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ (۲) وہ نہ خود بھلائی کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ (۳) وہ جس قدر سرمایہ دار ہوں مگر کسی کار خیر میں روپیہ خرچ کرنے سے اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں۔ (۴) ان لوگوں نے اپنے عمل و کردار سے خدا کو بھلا دیا ہے۔ (۵) منافق ہی حقیقی فاسق و فاجر ہیں ان کا انجام بد یہ ہے کہ ان کو ابدی جہنم کے حوالے کر دیا جائے گا اور ان کیلئے دائمی عذاب ہوگا۔ دعا ہے کہ خداوند عالم جملہ اہل ایمان کو بری خصلتوں سے محفوظ رکھے۔ بحق النبی وآلہ الطاہرین۔

الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ ۚ نَسُوا اللَّهَ

بند رکھتے ہیں (دراصل) انہوں نے خدا کو بھلا دیا ہے اور خدا نے (گویا) ان کو بھلا دیا ہے

فَنَسِيَهُمْ ۗ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٦٧﴾

اور انہیں (نظر انداز کر دیا ہے) بے شک منافق ہی بڑے فاسق (نافرمان) ہیں (۶۷)

وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ

اللہ نے منافق مردوں منافق عورتوں اور کافروں سے آتش دوزخ (میں داخل کرنے کا)

نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَ

وعدہ کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے وہ ان کے لئے کافی ہے اور

لَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ ﴿٦٨﴾ كَالَّذِينَ

اللہ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے (۶۸) (اے منافقو! تمہاری حالت)

مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ

ان لوگوں جیسی ہے جو تم سے پہلے گزر چکے جو تم سے زیادہ طاقتور تھے اور

أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ

مال و اولاد بھی تم سے زیادہ رکھتے تھے پس انہوں نے اپنے (دنیوی) حصہ سے

فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ

فائدہ اٹھایا اور تم نے بھی اپنے (دنیوی) حصہ سے اسی طرح فائدہ اٹھایا جس طرح تم سے

مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي

پہلے گزرے ہوؤں نے فائدہ اٹھایا تھا اور تم بھی ویسے ہی لغو بحثوں میں پڑے

خَاضُوا ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا

جیسے وہ پڑے تھے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت

وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ

میں اکارت ہوئے اور یہی لوگ ہیں جو گھاٹا اٹھانے والے ہیں (۶۹) کیا انہیں

يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَ

ان لوگوں کی خبر نہیں ملی جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں (جیسے) نوح کی قوم،

۳۱۔ ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ ۔الآیہ﴾ اس آیت میں منافقین کا آخری انجام بیان کیا جا رہا ہے کہ اسلام کے ان غداروں کا وہی انجام ہوگا جو کافروں اور مشرکوں کا ہوگا کہ ان کو ابدی جہنم کے حوالے کر دیا جائے ان پر اللہ کی پھٹکار ہوگی۔ اور ان کیلئے دائمی عذاب ہوگا۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ یعنی آستیں کے ان سانپوں کو جہنم کے اس نچلے طبقہ میں رکھا جائے جو کافروں اور مشرکوں کے طبقہ سے بھی نیچے ہوگا۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: من سرہ ان یحیی حیوالی و یموت مماتی و لیسکن جنتی التی و عدنی ربی جنات عدن فلیوال علی ابن ابی طالب وذریتہ من بعدہ جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ میری زندگی جیئے اور میری موت مرے اور اس جنت عدن میں سکونت پذیر ہو جس کا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے تو حضرت علی علیہ السلام سے محبت کرے اور ان کے بعد ان کی ذریت سے مودت رکھے۔ (کتاب الخصال تفسیر صافی، حلیۃ الاولیاء تذکرۃ الخواص)

۳۲۔ ﴿كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ۔الآیہ﴾ عہد نبوت کے منافقین کو خطاب کر کے کہا جا رہا ہے کہ تم نے کوئی نیا کام نہیں کیا تم سے پہلے بھی نہ صرف تم جیسے بلکہ ایسے لوگ گزر چکے ہیں جو قوت و طاقت اور مال و اولاد میں تم سے زیادہ تھے۔ مگر بد عقیدتی اور بدعملی کی وجہ سے عذاب خداوندی میں گرفتار ہوئے اور ان کے اعمال دنیا و آخرت میں اکارت ہو گئے۔ لہٰذا اگر تم بھی اپنی منافقت اور بدعملی سے باز نہ آئے تو تمہارا انجام بھی ان سے مختلف نہ ہوگا۔ واضح رہے کہ المؤتفکات (الٹی ہوئی بستیوں) سے مراد قوم لوط کی بستیاں ہیں۔

عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۙ۬ وَ قَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَ اَصْحٰبِ مَدْيَنَ

اور عادؑ و ثمودؑ اور ابراہیمؑ کی قوم! اور مدین والے اور وہ جن کی بستیاں الٹ دی گئی تھیں

وَ الْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا

(قوم لوط) ان کے پاس ان کے پیغمبرؑ کھلی ہوئی نشانیاں (معجزات) لے کر آئے تھے۔

كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ

(مگر وہ اپنی گمراہی سے باز نہ آئے) اللہ تو ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا مگر وہ خود ہی

يَظْلِمُوْنَ ۝۷۰ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ

اپنے اوپر ظلم کرتے تھے (۷۰) اور مومن مرد اور مومن عورتیں

وقف لازم

اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ

یہ سب باہم دگر یک رنگ و ہم آہنگ ہیں وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں

عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ

اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور

الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓىِٕكَ

زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں

سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱ وَعَدَ

جن پر اللہ ضرور رحم فرمائے گا۔ یقیناً اللہ زبردست ہے بڑا حکمت والا ہے (۷۱) اللہ نے

اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ان بہشتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ

بہہ رہی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے نیز ان کے لئے ہمیشگی کے بہشتوں

جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ

(سدا بہار باغوں) میں پاک و پاکیزہ مکانات ہوں گے۔ اور اللہ کی خوشنودی سب سے بڑی ہے۔

ع ۹ ۱۵

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۷۲ ع يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ

یہی ہے بہت بڑی کامیابی (۷۲) اے نبیؐ! کافروں اور منافقوں سے

۳۳۔ ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ۔ الآیہ﴾ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور ان کے صفات رذیلہ کے تذکرہ کے بعد اب ان کے بالمقابل مومن مردوں اور مومن عورتوں اور ان کے صفات جلیلہ و جمیلہ کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ کہ ایمان اور اس کے تقاضوں کی تکمیل میں ان کی سرگرمیاں اور دلچسپیاں یکساں ہیں ان کی بھی یہاں پانچ صفتیں بیان کی گئی ہیں: (۱) وہ خود نیکی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتے ہیں۔ (۲) خود برائی سے رکتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔ (۳) وہ یاد خدا میں نماز قائم کرتے ہیں۔ (۴) راہ خدا میں دل کھول کر مال خرچ کرتے ہیں یعنی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ (۵) خدا و رسولؐ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ ضرور اپنا رحم و کرم فرمائے گا اور ان سے جن بہشتوں کا وعدہ کیا ہے اسے وہ ضرور پورا فرمائے گا۔ ﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ﴾ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سب نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔

۳۴۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ۔ الآیہ﴾ یہاں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار و منافقین سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے مگر تاریخ اسلام میں آنحضرتؐ کے منافقین کے ساتھ جہاد کرنے کا کوئی واقعہ نہیں ملتا۔ اس لئے مفسرین نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ جہاد کی دو قسمیں ہیں ایک جہاد بالسیف ہے۔ چنانچہ کفار سے سیف و سنان کے ساتھ جہاد کیا گیا۔ دوسری قسم جہاد باللسان ہے چنانچہ منافقین سے کلام و زبان سے جہاد کیا گیا۔ مزید برآں یہاں حکم دیا جا رہا ہے کہ ان پر سختی کریں۔ کیونکہ نرم روی نے انہیں جری و جسور بنا دیا ہے۔

وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ

جہاد کریں۔ اور ان پر سختی کریں۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ

جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۷۳ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا

بہت بری جائے بازگشت ہے(۷۳)وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں

قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ

کہ انہوں نے (وہ بات) نہیں کہی حالانکہ انہوں نے یقیناً کفر کا کلمہ کہا ہے اور اسلام لانے کے بعد

اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا

کفر اختیار کیا ہے اور انہوں نے وہ کام کرنے کا قصد کیا ہے جسے وہ کر نہ سکے ان کی یہ سب خشمنا کی اور

اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

عیب جوئی صرف اس وجہ سے ہے کہ خدا و رسولؐ نے (مال غنیمت دے کر) ان کو تونگر (غنی) کر دیا ہے۔

فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا

سو اگر وہ اب بھی توبہ کر لیں تو ان کے لئے بہتر ہے

يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

اور اگر وہ روگردانی کریں تو اللہ انہیں دنیا و آخرت میں دردناک عذاب دے گا۔

وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۷۴

اور تمام روئے زمین پر ان کا کوئی حامی اور یار و مددگار نہ ہو گا (۷۴)

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىِٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ

اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اس نے ہمیں اپنے فضل سے (کچھ مال و دولت)

لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۷۵ فَلَمَّآ

سے نوازا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ضرور نیکوکار بندوں میں سے ہوجائیں گے (۷۵) پھر جب

اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ

اللہ نے انہیں اپنے فضل و کرم سے نوازا تو وہ اس میں بخل کرنے لگے اور روگردانی کرتے ہوئے

مُّعْرِضُوْنَ ۝۷۶ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

(اپنے عہد سے) پھر گئے (۷۶) پس (اس روش کا نتیجہ یہ نکلا کہ) خدا

۳۵۔﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ۔الآیہ﴾ چند مخصوص منافقین نے جنگ تبوک سے واپسی پر بمقام وادی عقبہ پیغمبر اسلام ﷺ کو شہید کرنے کی ناپاک سازش کی تھی جس سے خداوند عالم نے بذریعہ وحی آپ کو مطلع فرما کر آپ کو بچالیا اور ان کی سازش کو ناکام بنا دیا جس کی تفصیل تفسیر فیضان الرحمٰن وغیرہ میں مذکور ہے۔

۳۶۔﴿وَمَا نَقَمُوْٓا۔الآیہ﴾ مخفی نہ رہے کہ یہاں "اغنا" (مالدار بنانے) کی نسبت خدا کی طرف حقیقی ہے اور پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف مجازی ہے کہ آپ کا عادلانہ اور مساویانہ تقسیم غنائم اور ان کے وجود کی برکت سے اللہ نے ان کو تونگر بنا دیا ہے۔ کیونکہ حقیقی طور پر مالدار یا غریب و نادار بنانے والا صرف خدائے غفار ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ

نے ان کی وعدہ خلافی کرنے اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے یوم لقا

وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿٧٧﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

(قیامت) تک ان کے دلوں میں نفاق قائم کر دیا (۷۷) کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ

يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ

اللہ ان کے دلی راز اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے اور وہ غیب کی تمام باتوں

الْغُيُوبِ ﴿٧٨﴾ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ

کو بڑا جاننے والا ہے (۷۸) یہ ایسے ہیں کہ خوش دلی سے خیرات کرنے والے

الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ

مومنین پر ریاکاری کا عیب لگاتے ہیں اور جو اپنی محنت مزدوری کے سوا اور

إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ ۙ سَخِرَ اللَّهُ

کچھ نہیں رکھتے (اس لئے راہ خدا میں تھوڑا مال دیتے ہیں) یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں اللہ ان کا مذاق اڑائے گا۔

مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ

(اس کی سزا دے گا) اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (۷۹) (اے رسولؐ) آپ ان کے لئے مغفرت

أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ

طلب کریں اور خواہ نہ کریں اگر (بالفرض) آپ ان کے لئے ستر بار بھی مغفرت طلب کریں

سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

جب بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے اللہ

كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اور رسولؐ کے ساتھ کفر کیا اور خدا فاسق (نافرمان) لوگوں کو منزل مقصود تک

ع ۱۰ ۸ ۱۴ الْفَاسِقِينَ ﴿٨٠﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ

نہیں پہنچاتا (۸۰) جو (منافق جنگ تبوک میں) پیچھے چھوڑ دیئے گئے وہ رسولؐ خدا کے پیچھے

خِلَافَ رَسُولِ اللَّهِ وَكَرِهُوا أَنْ يُجَاهِدُوا

(ان کی خواہش کے خلاف) اپنے گھروں میں بیٹھے رہنے پر خوش ہوئے اور خدا کی

۳۷۔ ﴿أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ ۔الآیہ﴾ اسلوب کلام سے تعجب کا اظہار ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس قدر طویل اسلامی تعلیم اور عریض قرآنی تربیت کے بعد بھی اتنی موٹی سی بات نہیں سمجھتے کہ اللہ سب باتوں کو جانتا ہے خواہ وہ اعلانیہ کی جائیں یا خفیہ کی جائیں، مجمع عام میں کی جائیں یا سرگوشی کے انداز میں کی جائیں کیونکہ وہ عالم الغیوب ہے۔ کائنات ارضی وسماوی کی ہر بات اس کیلئے پوشیدہ نہیں اور وہ علیم بذات الصدور ہے راز تو راز وہ تو دلوں کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے۔

۳۸۔ ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۔الآیہ﴾ چونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا رحمت و شفقت تھے اس لئے منافقین کی تمام تر شرارتوں اور نازیبا حرکتوں کے باوجود ان کی اصلاح کے خواہاں تھے مگر جب ان کی شقاوت حد سے بڑھ گئی تو خدائے تعالیٰ نے آپ کو ان کیلئے مغفرت طلب کرنے سے منع فرما دیا۔ واضح رہے کہ یہاں ستر بار کی لفظ کثرت عددی کا استعارہ ہے۔ ﴿ذلك بانهم كفروا بالله و رسوله﴾ یعنی اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا و رسولؐ کے منکر ہیں اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خدا و رسولؐ (اور قیامت) کا منکر نہ ہو بلکہ صرف گنہگار ہو اور گناہ کو گناہ سمجھ کر اس کا ارتکاب کرے تو پھر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت و استغفار یقیناً اسے فائدہ پہنچا سکتی ہے۔

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا

راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرنے کو ناپسند کیا۔ اور (دوسروں سے بھی)

لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ

کہا کہ گرمی میں سفر نہ کرو۔ کہہ دیجئے! کہ دوزخ کی آگ (اس سے) زیادہ گرم ہے

لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا

کاش وہ یہ بات سمجھتے (۸۱) ان (برے) کاموں کے بدلہ میں جو

وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾

یہ لوگ کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ اب وہ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ (۸۲)

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ

(اے نبیؐ) اگر اللہ آپ کو واپس لائے ان کے کسی گروہ کی طرف۔

فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا

اور وہ آپ سے جہاد کے لئے نکلنے کی اجازت مانگے تو کہہ دیجئے کہ اب تم میرے ساتھ

مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ

کبھی نہیں نکل سکتے اور میرے ہمراہ ہو کر کبھی دشمن سے جنگ نہیں کر سکتے تم نے پہلی بار

رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ

(گھر میں) بیٹھ رہنا پسند کیا۔تو اب بھی بیٹھے رہو پیچھے رہ جانے والوں (بچوں اور عورتوں)

الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ

کے ساتھ (۸۳) اور ان میں سے جو کوئی مر جائے تو اس کی نماز جنازہ

اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ

نہ پڑھیں اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوں بلاشبہ انہوں نے خدا و

وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا

رسولؐ کے ساتھ کفر کیا اور فسق و نافرمانی کی حالت میں مرے ہیں (۸۴) اور ان

تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ

کے مال و اولاد آپ کو حیرت و تعجب میں نہ ڈالیں خدا چاہتا ہے کہ ان ہی چیزوں کے

۳۹ ۔﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ ۔الآیہ﴾ یہ ایک نیا حکم ہے کہ اگر ان منافقین میں سے کوئی مرجائے تواس کی نمازجنازہ نہ پڑھائیں ۔اور نہ ہی دفن وغیرہ کے وقت ان کی قبر پرکھڑے ہوں جس طرح کہ اہل اسلام وایمان کی قبر پردفن کے وقت کھڑے ہوتے ہیں کیونکہ ایسا کرنے میں مرنے والے کی ایک گونہ تعظیم ہے اور کفار ہوں یا منافقین وہ کسی بھی تعظیم کے مستحق نہیں ہیں

اَنۡ يُّعَذِّبَهُمۡ بِهَا فِى الدُّنۡيَا وَتَزۡهَقَ اَنۡفُسُهُمۡ

ذریعہ سے انہیں سزا دے اور ان کی جانیں اس حال میں نکلیں

وَهُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ اَنۡ اٰمِنُوۡا

کہ وہ کافر ہوں (۸۵) جب کوئی اس قسم کی سورۃ نازل ہوتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ

بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوۡا مَعَ رَسُوۡلِهِ اسۡتَاۡذَنَكَ اُولُوا

اور اس کے رسولؐ کے ہمراہ ہو کر جہاد کرو تو ان میں سے جو مقدور والے ہیں وہ آپؐ سے رخصت مانگتے

الطَّوۡلِ مِنۡهُمۡ وَقَالُوۡا ذَرۡنَا نَكُنۡ مَّعَ الۡقٰعِدِيۡنَ ﴿۸۶﴾

ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دیں تاکہ ہم گھر میں بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہیں(۸۶)

رَضُوۡا بِاَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مَعَ الۡخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى

ان لوگوں نے یہ بات پسند کی کہ گھر میں پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ رہیں اور(ان کے نفاق و

قُلُوۡبِهِمۡ فَهُمۡ لَا يَفۡقَهُوۡنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوۡلُ

کفر کی وجہ سے)ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے بس یہ کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں(۸۷)لیکن اللہ کے رسولؐ اور

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ جٰهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ

جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں انہوں نے اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ

وَاَنۡفُسِهِمۡ ؕ وَاُولٰۤئِكَ لَهُمُ الۡخَيۡرٰتُ ۫ وَاُولٰۤئِكَ

جہاد کیا اور یہی وہ ہیں جن کے لئے ساری بھلایاں ہیں اور یہی کامیاب

هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ

ہونے والے ہیں (۸۸) اللہ نے ان کے لئے ایسے بہشت (باغات) تیار کر رکھے ہیں جن

مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ

کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی

الۡعَظِيۡمُ ﴿۸۹﴾ ع وَجَآءَ الۡمُعَذِّرُوۡنَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ ع ۱۱ / ۹

کامیابی ہے (۸۹) اور صحرائی بدوؤں میں عذر کرنے والے (آپ کے پاس) آئے

لِيُؤۡذَنَ لَهُمۡ وَقَعَدَ الَّذِيۡنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ

کہ انہیں پیچھے رہ جانے کی اجازت دے دی جائے۔اور جنہوں نے(اسلام کا اظہار کر کے)خدا اور

۴۰۔﴿وَاِذَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ ۔الآیہ﴾ ارشاد ہوتا ہے کہ جب کوئی ایسی سورت نازل ہوتی ہے جس میں یہ حکم ہوتا ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو۔تو جو مقدرت والے ہیں اور تندرست وتوانا ہیں وہ اجازت مانگنے کے لئے آجاتے ہیں اور وہ اس بات پر راضی ہیں کہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ گھر میں بیٹھے رہیں۔ جب اہل مقدرت کا یہ حال ہے تو اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اہل مسکنت اور اہل معذرت کا کیا حال ہوگا۔خدا نے تو ان سیاہ بختوں کو ایمان لانے اور نیک عمل کرنے کا موقع دیا مگر ان سیاہ بختوں نے ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔

۴۱۔﴿لٰكِنِ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ ۔الآیہ﴾ منافقین کی روش و رفتار کا تذکرہ کرنے کے بعد خالق پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کا ذکر خیر کر رہا ہے جنہوں نے راہ خدا میں اپنے مال وجان کے ساتھ جہاد کئے کہ ان کیلئے دنیا وآخرت کی بھلائیاں ہیں اور یہی فوز و فلاح پانے والے ہیں۔

رَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ

رسولؐ سے جھوٹ بولا تھا وہ (بلا اجازت) گھروں میں بیٹھے رہے ان میں سے جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے انہیں

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى

عنقریب دردناک عذاب پہنچے گا (۹۰) کمزوروں، بیماروں پر اور ان ناداروں پر

الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا

خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں رکھتے کوئی گناہ نہیں ہے (اگر جہاد میں شریک نہ ہوں)

يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا

بشرطیکہ وہ خلوص دل سے اللہ اور رسولؐ کے وفادار ہوں۔ نیکوکاروں

عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

پر کوئی الزام نہیں ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے

رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ

والا ہے (۹۱) اور نہ ہی ان لوگوں پر کوئی گناہ ہے جو آپ کے پاس آتے ہیں کہ آپ ان

لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪

کے لئے سواری کا کوئی انتظام کریں۔ اور آپؐ نے کہا کہ میرے پاس سواری کے لئے کچھ نہیں ہے۔

تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا

تو وہ اس حال میں مجبوراً واپس گئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس رنج میں کہ ان کے

اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى

پاس (راہ خدا میں) خرچ کرنے کے لئے کچھ میسر نہیں ہے (۹۲) ہاں البتہ الزام (اور اعتراض)

الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا

ان لوگوں پر ہے کہ باوجود دولت مند ہونے کے آپؐ سے (بیٹھے رہنے کی) اجازت مانگتے ہیں انہوں

بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

نے اس بات کو پسند کیا کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ رہیں اور اللہ نے ان کے

قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

دلوں پر مہر لگا دی ہے اس لئے وہ کچھ جانتے بوجھتے نہیں ہیں (۹۳)

۴۲۔﴿لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ ۔الآیہ﴾ اسلامی جہاد کا قانون ایسا ہے کہ اس کی رو سے کسی معذور کو شرکت پر مجبور نہیں کیا گیا۔ اور کسی طاقتور مگر حیلہ ساز کو معاف نہیں کیا گیا۔ چنانچہ سابقہ آیات میں ایسے بہانہ باز لوگوں کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔ اور اس آیت میں معذور و مجبور افراد کا تذکرہ کیا گیا ہے جن سے جہاد ساقط ہے اور یہ تین قسم کے لوگ ہیں: (۱) جو جسمانی طور پر معذور ہوں جیسے بہت بوڑھا آدمی اور اپاہج وغیرہ۔ (۲) جو لاغر و لاچار ہوں (۳) وہ لوگ جو لوازمات سفر از قسم زاد و راحلہ وغیرہ نہ رکھتے ہوں۔ اور سربراہ لشکر اسلام کے پاس اس کا انتظام نہ ہو۔

۴۳۔﴿مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ۔الآیہ﴾ یہ جو شخص اپنے انفرادی اور اجتماعی فرائض و واجبات کو ادا کرے اسے محسن کہا جاتا ہے اور جو اُن کی ادائیگی میں کوتاہی کرے اسے مسیئ کہا جاتا ہے۔ لہٰذا جب مذکورہ بالا تینوں قسم کے افراد اپنی ضعیفی، بیماری اور ناداری کی وجہ سے جہاد میں شرکت نہ کر سکیں مگر دوسرے فرائض منصبی کو ادا کریں تو پھر محسنین پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

يَعۡتَذِرُوۡنَ اِلَيۡكُمۡ اِذَا رَجَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ‌ؕ قُلۡ لَّا

جب تم لوگ (جہاد سے) لوٹ کر ان کے پاس جاؤ گے تو وہ (منافقین) طرح طرح کے عذر پیش کریں گے۔

تَعۡتَذِرُوۡا لَنۡ نُّـؤۡمِنَ لَـكُمۡ قَدۡ نَـبَّاَنَا اللّٰهُ مِنۡ

(اے رسولؐ) تم کہہ دو بہانے نہ بناؤ۔ ہم ہرگز تمہاری کسی بات پر اعتبار نہیں کریں گے۔

اَخۡبَارِكُمۡ‌ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ ثُمَّ

(کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے حالات بتا دیئے ہیں۔ اب آئندہ اللہ تمہارا طرزِ عمل دیکھے گا اور اس کا رسولؐ بھی

تُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمۡ

پھر تم غائب اور حاضر کے جاننے والے (خدا) کی طرف لوٹائے جاؤ گے وہ تمہیں بتلائے گا

بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَـكُمۡ

جو کچھ تم دنیا میں کرتے رہے ہو (۹۴) جب تم ان کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو وہ

اِذَا انْقَلَبۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ لِتُعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ‌ؕ فَاَعۡرِضُوۡا

ضرور تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے۔ تاکہ تم ان سے درگزر کرو۔

عَنۡهُمۡ‌ؕ اِنَّهُمۡ رِجۡسٌ‌ وَّمَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ‌ۚ جَزَآءًۢ

سو تم ان سے رخ پھیر ہی لو۔ یہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ ان کے کئے

بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۹۵﴾ يَحۡلِفُوۡنَ لَـكُمۡ لِتَرۡضَوۡا

کی سزا ہے۔ جو وہ کرتے رہے ہیں (۹۵) یہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم

عَنۡهُمۡ‌ۚ فَاِنۡ تَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرۡضٰى عَنِ

ان سے راضی ہو جاؤ۔ سو تم اگر ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ تو کبھی فاسق (نافرمان)

الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۹۶﴾ اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا وَّنِفَاقًا

قوم سے راضی ہونے والا نہیں ہے (۹۶) صحرائی عرب کفر و نفاق میں سب سے زیادہ سخت ہیں

وَّاَجۡدَرُ اَلَّا يَعۡلَمُوۡا حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى

اور اسی قابل ہیں کہ ان احکام کے حدود و قیود کو نہ سمجھیں جو خدا نے اپنے رسولؐ پر نازل کئے ہیں

رَسُوۡلِهٖ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ

اور اللہ بڑا جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے (۹۷) صحرائی عربوں میں سے کچھ

۴۴۔ ﴿يَعۡتَذِرُوۡنَ اِلَيۡكُمۡ۔ الآیہ﴾
یہاں انہیں منافقین کا ذکر ہو رہا ہے جو جھوٹے عذر بہانے کرکے جنگ تبوک میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ ان کا خیال تو یہ تھا کہ چونکہ مسلمانوں کی روم کی وسیع اور مضبوط حکومت سے جنگ ہے اس لئے وہ زندہ و سلامت واپس نہیں لوٹیں گے مگر جب مسلمان مظفر و منصور ہو کر واپس لوٹنے لگے تو خدا پیشگی خبر دے رہا ہے کہ اب وہ طرح طرح کے عذر بہانے پیش کریں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو۔ سو تم ان سے رخ پھیر لو کہ یہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

۴۵۔ ﴿اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا۔ الآیہ﴾
ان آیات میں اعراف یعنی بادیہ نشین بدوؤں اور دیہاتیوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جو مدینہ کے اطراف و جوانب میں رہتے تھے۔ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ دیہاتی سب کافر و منافق ہوتے ہیں اور شہری سب مخلص اور مومن۔ ہاں البتہ یہ ایک قانون قدرت اور آئین فطرت کا بیان ہے کہ شہر اور دیہاتی زندگی میں ایک نمایاں فرق ہوتا ہے۔ شہر میں چونکہ علمی ماحول ہوتا ہے۔ اہل علم بزرگوں کی صحبت میسر ہوتی ہے اس لئے عموماً شہری لوگ متمدن اور مہذب ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ معقول بات کو جلد قبول کر لیتے ہیں۔ بخلاف دیہاتی لوگوں کے کہ ان کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ لہٰذا وہ اگر کافر ہوں تو اپنے کفر پر سخت ہوتے ہیں اور اگر مومن ہوں تو اپنے ایمان میں سخت راسخ ہوتے ہیں اور خدا اور رسولؐ اور یوم جزا پر مکمل ایمان رکھتے ہیں۔

مَنۡ یَّتَّخِذُ مَا یُنۡفِقُ مَغۡرَمًا وَّ یَتَرَبَّصُ بِکُمُ

ایسے لوگ ہیں کہ (راہ خدا میں) جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے جرمانہ سمجھتے ہیں اور تمہارے بارے میں زمانہ کی گردشوں کے

الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَیۡہِمۡ دَآئِرَۃُ السَّوۡءِ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ

منتظر ہیں۔ (کہ تم پر کوئی گردش آجائے اور وہ اسلام سے گلوخلاصی کرائیں) حالانکہ بڑی گردش ان ہی (منافقین) کے لئے

عَلِیۡمٌ ﴿۹۸﴾ وَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ یُّؤۡمِنُ بِاللّٰہِ

ہے۔ خدا سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے (۹۸) اور ان ہی بدوؤں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ

وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ یَتَّخِذُ مَا یُنۡفِقُ قُرُبٰتٍ عِنۡدَ

اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں۔ اسے اللہ کے تقرب

اللّٰہِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوۡلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّہَا قُرۡبَۃٌ لَّہُمۡ ؕ

اور رسولؐ کی دعاؤں کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔ بے شک وہ (خرچ کرنا) ان کے لئے تقرب کا ذریعہ ہے۔ اللہ

سَیُدۡخِلُہُمُ اللّٰہُ فِیۡ رَحۡمَتِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ

ضرور ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم

ع ۱۲ / ۱ رَّحِیۡمٌ ﴿۹۹﴾ؑ وَ السّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُہٰجِرِیۡنَ

کرنے والا ہے (۹۹) اور مہاجرین اور انصار میں سے جو ایمان لانے میں سبقت

وَ الۡاَنۡصَارِ وَ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡہُمۡ بِاِحۡسَانٍ ۙ رَّضِیَ

کرنے والے ہیں اور جن لوگوں نے حسن عمل میں ان کی پیروی کی اللہ ان سے

اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ جَنّٰتٍ

راضی ہے۔ اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔ اور اس نے ان کے لئے ایسے

تَجۡرِیۡ تَحۡتَہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِکَ

بہشت مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اور ان میں ہمیشہ رہیں

الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۱۰۰﴾ وَ مِمَّنۡ حَوۡلَکُمۡ مِّنَ الۡاَعۡرَابِ

گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے (۱۰۰) اور جو تمہارے ارد گرد صحرائی

وقف منزل / معٓ ۵ مُنٰفِقُوۡنَ ؕۛ وَ مِنۡ اَہۡلِ الۡمَدِیۡنَۃِ ۟ۛ مَرَدُوۡا عَلَی

عرب بستے ہیں ان میں کچھ منافق ہیں۔ اور خود مدینہ کے باشندوں میں بھی

۳۶۔ ﴿وَ السّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ کی تفسیر قبل ازیں سورہ انفال کی آیت ۷۲ ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ ہَاجَرُوۡا۔ الآیہ﴾ کی تفسیر میں گزر چکی ہے جو اس آیت سے ملتی جلتی ہے۔ اور وہیں اس بات کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ اگرچہ ہجرت و نصر میں سبقت قابل مدح و ثنا چیز ہے۔ مگر اس کے کچھ شرائط ہیں۔ منجملہ ان شرائط کے ایک ایمان، دوسری خدا اور رسولؐ کی اطاعت اور تیسری شرط خاتمہ کا بالخیر ہونا ہے۔ اگر ان تین شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو گئی تو پھر وہ لوگ اس اجر و ثواب کے مستحق نہیں رہیں گے جس کا یہاں تذکرہ کیا گیا ہے۔

النِّفَاقِ ۗ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ
(منافق موجود ہیں) جو نفاق پر اڑ گئے ہیں (اس میں مشاق ہو گئے ہیں) (اے رسولؐ) آپ انہیں نہیں جانتے لیکن ہم
مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۚ ﴿۱۰۱﴾ وَ
جانتے ہیں۔ ہم ان کو (دنیا میں) دوہری سزا دیں گے۔ پھر وہ بہت بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے (۱۰۱)
اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا
دوسرے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا ہے (مگر) انہوں نے نیک اور بد عمل خلط ملط کر
وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ
دیئے ہیں بہت ممکن ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے۔ (اور ان پر رحمت کی نظر ڈالے) بے شک
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً
اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۰۲) اے رسولؐ! ان لوگوں کے مال سے صدقہ (زکوٰۃ) لیں اور اس کے
تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ
ذریعہ سے انہیں پاک و پاکیزہ کریں۔ اور (برکت دے کر) انہیں بڑھائیں نیز ان کے لئے دعائے خیر کریں کیونکہ
صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾
آپ کی دعا ان کے لئے تسکین کا باعث ہے اور خدا بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے (۱۰۳)
اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ
کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور
عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ
وہی صدقات کو قبول کرتا ہے یقیناً اللہ ہی توبہ کا بڑا قبول کرنے والا،
الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ
بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۰۴) (اے رسولؐ) ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم عمل کئے جاؤ اللہ، اس کا
وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ
رسولؐ اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھیں گے (کہ تم کیسے عمل کرتے ہو) اور پھر
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
غائب اور حاضر کے جاننے والے خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے پس وہ تمہیں بتلائے گا تم کیا عمل

۴۷۔ ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۔الآیہ﴾
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جب آیت زکوٰۃ ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ الآیہ﴾ نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک منادی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں ندا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس طرح زکوٰۃ فرض کی ہے جس طرح نماز فرض کی ہے۔ یہاں تک کہ منادی کرائی گئی یہ کہ ﴿ایہا المسلمون زکوا اموالکم تقبل صلوتکم﴾ اے مسلمانو! اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو تا کہ تمہاری نماز قبول ہو۔ (الکافی)۔ نیز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ جن سے زکوٰۃ وصول کریں ان کے حق میں دعائے خیر کریں۔ کیونکہ ان کی دعا سے ان لوگوں کی تسکین قلب ہوتی ہے اور بے قرار دلوں کو قرار ملتا ہے۔ چنانچہ آپؐ کا دستور تھا کہ جب کوئی جماعت زکوٰۃ پیش کرتی تھی تو آپ اس کے حق میں بایں الفاظ دعائے خیر کرتے تھے: ﴿اللھم صل علیھم﴾۔ (مجمع البیان و صحیح بخاری وغیرہ)

۴۸۔ ﴿وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى ۔الآیہ﴾
یہاں المومنون سے کچھ کامل الایمان مخصوص ہستیاں مراد ہیں یعنی ائمہ طاہرین علیہم السلام۔ پھر خدا کی رؤیت سے اس کا ذاتی علمی احاطہ مراد ہے اور رسول کی رؤیت سے بذریعہ وحی آپ کی اطلاع و آگہی مراد ہے اور کامل ایمان حضرات کی رؤیت سے کراماً کاتبین کے ذریعہ لوگوں کے اعمال سے آگاہی حاصل کرنا مراد ہے۔ (الکافی البصائر و البحار وغیرہ)

تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ وَاٰخَرُوۡنَ مُرۡجَوۡنَ لِاَمۡرِ اللّٰهِ اِمَّا

کرتے رہے ہو (۱۰۵) اور کچھ اور لوگ ایسے بھی ہیں جن کا معاملہ خدا کے

یُعَذِّبُهُمۡ وَاِمَّا یَتُوۡبُ عَلَیۡهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیۡمٌ

حکم پر موقوف ہے وہ انہیں سزا دے یا ان کی توبہ قبول کرے اور اللہ بڑا جاننے والا، بڑا

حَکِیۡمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا

حکمت والا ہے (۱۰۶) اور (منافقین میں سے) وہ لوگ بھی ہیں۔ جنہوں نے اس غرض سے ایک مسجد

وَّکُفۡرًا وَّتَفۡرِیۡقًا بَیۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَاِرۡصَادًا

بنائی کہ نقصان پہنچائیں، کفر کریں اور مومنین میں تفرقہ ڈالیں اور ان لوگوں کے لئے

لِّمَنۡ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَلَیَحۡلِفُنَّ

کمین گاہ بنائیں جو اس سے پہلے خدا و رسولؐ سے جنگ کر چکے ہیں وہ ضرور قسمیں کھائیں گے

اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّا الۡحُسۡنٰی ؕ وَاللّٰهُ یَشۡهَدُ اِنَّهُمۡ

کہ بھلائی کے سوا ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ

لَکٰذِبُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمۡ فِیۡهِ اَبَدًا ؕ لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ

یہ جھوٹے ہیں (۱۰۷) (اے رسولؐ) تم ہرگز اس عمارت میں کھڑے نہ ہونا۔ بے شک وہ مسجد جس کی اول دن سے

عَلَی التَّقۡوٰی مِنۡ اَوَّلِ یَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ تَقُوۡمَ فِیۡهِ ؕ

تقویٰ و پرہیزگاری پر بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس کی زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں (مسجد قبا و نبوی)

فِیۡهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّتَطَهَّرُوۡا ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ

اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک و صاف رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک و صاف رہنے والوں کو ہی

الۡمُطَّهِّرِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾ اَفَمَنۡ اَسَّسَ بُنۡیَانَهٗ عَلٰی تَقۡوٰی

پسند کرتا ہے (۱۰۸) آیا وہ شخص بہتر ہے جو اپنی عمارت کی بنیاد خوف خدا

مِنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانٍ خَیۡرٌ اَمۡ مَّنۡ اَسَّسَ بُنۡیَانَهٗ

اور اس کی خوشنودی پر رکھے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک کھائی کے

عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانۡهَارَ بِهٖ فِیۡ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ

گرتے ہوئے کنارے پر رکھی اور پھر وہ اسے لے کر دوزخ کی آگ میں جا گری

۳۹۔ ﴿وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا ۔الآیہ﴾ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے وقت جب مدینہ تشریف لائے تو پہلے اس کے مضافات میں واقع محلہ قبا میں قیام فرمایا۔ اور وہاں ایک مسجد تعمیر کرائی جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد منافقین نے اس کے بالمقابل ایک مسجد تعمیر کی جسے مسجد ضرار کہا گیا ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد مسلمانوں کو ضرر و زیاں پہنچانا تھا، کفر کے فروغ کیلئے غور و فکر کرنا اور تفریق بین المومنین کرنا وغیرہ اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے افتتاح کرنے کی درخواست کی مگر خدا نے یہ آیت نازل کر کے ان کے مذموم ارادوں کو بے نقاب کر دیا۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مسجد گرا دی اور جلا دی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کام کا آغاز خلوص نیت سے نہ ہو اس کا یہی انجام ہوتا ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ

اور اللہ ظالموں کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا (۱۰۹) یہ عمارت جو ان

بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ

لوگوں نے بنائی ہے (مسجد ضرار) یہ ہمیشہ ان کے دلوں کو مضطرب رکھے گی مگر یہ کہ ان کے

تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ ع ۱۳ ۱۱ ۲

دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں بلاشبہ خدا بڑا جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے (۱۱۰) بے شک اللہ تعالیٰ

اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ

نے مومنین سے ان کی جانیں خرید لی ہیں اور ان کے مال بھی اس قیمت پر

بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

کہ ان کے لئے بہشت ہے وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں پس

فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ

وہ مارتے بھی ہیں اور خود بھی مارے جاتے ہیں (ان سے) یہ وعدہ اس (اللہ تعالیٰ) کے ذمہ ہے تورات،

وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ

انجیل اور قرآن (سب) میں اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنے وعدہ کا پورا کرنے والا ہے؟

فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَ

پس اے مسلمانو! تم اس سودے پر جو تم نے خدا سے کیا ہے خوشیاں مناؤ۔

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ

یہی تو بڑی کامیابی ہے (۱۱۱) (ان لوگوں کے اوصاف یہ ہیں کہ) یہ توبہ کرنے والے اللہ کی عبادت کرنے

الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ

والے (اس کی) حمد و ثناء کرنے والے (اس کی راہ میں) سیر و سیاحت کرنے والے (یا روزہ رکھنے والے) رکوع و سجود

الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے اور اللہ کی مقررہ حدود کی

وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ مَا

حفاظت کرنے والے ہیں اور (اے رسولؐ) مومنوں کو خوش خبری دے دو (اور یہی وہ مومن ہیں) (۱۱۲) نبی کو

۵۰۔ ﴿اِنَّ اللہ اشْتَرٰی۔ الآیہ﴾ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہاں حقیقۃً کوئی بیع و شرائع ہوئی ہے بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس سے مراد وہ خاموش معاہدہ ہے جو ایک بندہ مومن ایمان لاتے وقت اپنے معبود سے کرتا ہے کہ جس کے تحت گویا مومن کے مال و جان کا مالک خدا ہو جاتا ہے (جو پہلے بھی ہے) اور اس کے عوض جنت کا مالک مومن بن جاتا ہے۔ بعد ازاں اہل ایمان کے چند صفات عالیہ کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ وہ راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں، توبہ و انابہ کرتے ہیں اور خدا کی عبادت و اطاعت کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ وہ ہر گناہ و تقصیر سے توبہ کرنے والے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ وہ اپنی کوتاہیوں پر نادم ہوتے ہیں۔ وہ خلوص نیت کے ساتھ خدا کی عبادت کر سکتے ہیں۔ جو کہ انسان کی غرض خلقت ہے۔ اس لیے ان کی ساری بندگی خدا کیلئے ہوتی ہے۔ وہ علم حاصل کرنے یا رزق حلال کی تلاش میں یا خدمت دین کرنے یا عبرت و بصیرت حاصل کرنے کی خاطر سفر بھی کرتے ہیں۔ وہ رکوع و سجود کرتے ہیں۔ نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ یعنی اصلاح خود کرنے کے بعد قوم و ملت کی اصلاح کا بیڑا اٹھاتے ہیں۔ اور وہ دین حق کی تمام حدود و قیود کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں۔ وذٰلک ھو الفضل المبین

كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا

اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے یہ زیبا نہیں ہے

لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا

کہ مشرکین کے لئے مغفرت طلب کریں اگرچہ وہ ان کے عزیز و اقارب ہی کیوں

تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ

نہ ہوں۔ جبکہ ان پر واضح ہو گیا کہ وہ دوزخی ہیں (۱۱۳) اور ابراہیمؑ نے

اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ

جو اپنے باپ (تایا) کے لئے دعائے مغفرت کی تھی تو وہ ایک وعدہ کی

وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ

بنا پر تھی جو وہ کر چکے تھے مگر جب ان پر واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو آپؑ اس سے

مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿١١٤﴾ وَمَا كَانَ

بیزار ہو گئے۔ بے شک جناب ابراہیمؑ بڑے ہی دردمند اور غم خوار و بردبار انسان تھے (۱۱۴) اور اللہ

اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ

کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد اس وقت تک گمراہ نہیں قرار دیتا جب تک ان پر یہ واضح نہ کر دے کہ

لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾

انہیں کن چیزوں سے پرہیز کرنا ہے۔ بے شک اللہ ہر شئے کا جاننے والا ہے (۱۱۵)

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُحْيٖ

اللہ ہی کے لئے زمین و آسمان کی حکومت ہے اور وہی حیات و

وَيُمِيْتُ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا

موت کا دینے والا ہے اس کے علاوہ تمہارا نہ کوئی سرپرست ہے نہ

نَصِيْرٍ ﴿١١٦﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَي النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

مددگار (۱۱۶) بے شک خدا نے پیغمبرؐ اور ان مہاجرین و

وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ

انصار پر رحم کیا ہے جنہوں نے تنگی کے وقت میں پیغمبر

۵۱۔ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ ۔الآیہ﴾ انسانی فطرت ہے کہ اسے جس سے کچھ تعلق خاطر ہوتا ہے وہ اس کی موت کے بعد اس کی مغفرت کی دعا کرتا ہے مگر خداوند عالم نے یہاں اہل ایمان کی رہنمائی فرمائی ہے کہ مغفرت کی دعا صرف ان لوگوں کیلئے کرنی چاہیئے جن کا خاتمہ اسلام و ایمان پر ہو۔ لہٰذا جن کی موت کفر و شرک پر ہوئی ہو ان کیلئے دعائے مغفرت نہیں کرنی چاہیئے۔ جو اہل ایمان اپنے مشرک مرنے والوں کیلئے دعاء مغفرت کرنا چاہتے تھے ان کا منشاء اشتباہ یہ تھا کہ جناب خلیل خدا علیہ السلام نے بھی اپنے چچا آزر کیلئے دعائے مغفرت کی تھی جن کو تایا اور پرورش کنندہ ہونے کی وجہ سے "اب" (باپ) کہا گیا ہے ورنہ ان کے حقیقی باپ کا نام تارخ تھا جو موحد و مسلمان تھے۔ بہرحال خدا فرما رہا ہے کہ جناب خلیل علیہ السلام نے اپنے چچا کیلئے جو دعائے مغفرت کی تھی وہ ایک وعدہ کی بنا پر تھی۔ (سورہ مریم: ۴۷) مگر جب وہ کفر پر مر گیا اور جناب خلیل علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ وہ دشمن خدا ہے تو آپ نے اس سے برائت و بیزاری کا اعلان کیا۔ مخفی نہ رہے کہ "تبرا" اسی دشمنان خدا سے بیزاری کے اعلان کا دوسرا نام ہے۔ جس طرح کہ دوستان خدا سے محبت کرنا "تولا" کہلاتا ہے اور یہ دونوں کام خاصان خدا کے ہیں۔ نیز واضح رہے کہ کچھ صحابہ کرام نے جناب خلیلؑ کے اسی فعل کی بنا پر اپنے مشرک آباء و اجداد کیلئے مغفرت طلب کرنا چاہی تھی جس پر آیت نازل ہوئی (تفسیر ابن جریر، تفسیر کبیر رازی وغیرہ)

۵۲۔ ﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ ۔الآیہ﴾ یہاں لفظ تاب دوبارہ استعمال ہوئی ہے پہلی بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے مخلص مہاجرین و انصار کیلئے جنہوں نے تنگی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا لہٰذا یہاں تب فضل و کرم اور مہربانی کے معنی میں استعمال ہوئی ہے اور دوسری بار اس جماعت کے بارے میں لفظ تاب استعمال ہوئی ہے جن کے دلوں میں کجی پیدا ہو رہی تھی یہاں یہ لفظ توبہ

مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ
کا ساتھ دیا ہے جبکہ ایک جماعت کے دلوں میں کجی پیدا ہو رہی تھی پھر خدا نے ان کی توبہ کو
تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٧﴾ وَعَلَى
قبول کر لیا کہ وہ ان پر بڑا ترس کھانے والا اور مہربانی کرنے والا ہے (۱۱۷) اور اللہ
الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ
نے ان تینوں پر بھی رحم کیا جو جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے یہاں تک کہ زمین جب اپنی
الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ
وسعتوں سمیت ان پر تنگ ہو گئی اور ان کے دم پر بن گئی اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ
وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ
اب اللہ کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں ہے تو اللہ نے ان کی طرف توجہ فرمائی کہ
ع ۱۴ ۸ ۳ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١١٨﴾
وہ توبہ کر لیں اس لئے کہ وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے (۱۱۸)
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ
اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ
الصَّادِقِينَ ﴿١١٩﴾ مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ
ہو جاؤ (۱۱۹) مدینہ کے باشندوں اور صحرائی عربوں کے لئے یہ درست نہیں ہے
حَوْلَهُم مِّنَ الْأَعْرَابِ أَن يَتَخَلَّفُوا عَن رَّسُولِ
کہ پیغمبرؐ خدا کا ساتھ چھوڑ کر پیچھے بیٹھیں۔ اور ان کی جان کی پرواہ نہ کر کے اپنی جانوں کی فکر میں لگ
اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ ۚ ذَٰلِكَ
جائیں یہ اس لئے ہے کہ ان (مجاہدین) کو راہ خدا میں (جو بھی مصیبت پیش آتی ہے۔
بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ
وہ خواہ) پیاس ہو، جسمانی زحمت و مشقت ہو، بھوک ہو۔ یا کسی ایسے راستے
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ
پر چلنا جو کافروں کے غم و غصہ کا باعث ہو یا دشمن کے مقابلہ میں کوئی

معافی اور توبہ قبول کرنے کے معنی میں استعمال ہوئی ہے۔

۵۳۔ ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ۔ الآیہ﴾ ان تین حضرات کے نام یہ ہیں: (۱) کعب بن مالک (۲) بلال بن امی اور (۳) مرارہ بن ربیع۔ اچھے مسلمان تھے مگر غزوہ تبوک میں سہل انگیزی کی اور شریک سفر نہ ہوئے مگر غلط بہانے نہیں بنائے بلکہ اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے سوشل بائیکاٹ کا حکم دیا۔ بلکہ کچھ دنوں کے بعد کی بیویوں کو بھی ان سے قطع تعلق کرنے کا حکم آ گیا جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان ہوئے اور زمین اپنی وسعت سمیت ان پر تنگ ہو گئی۔ پس گڑگڑا کر توبہ و استغفار کی۔ چنانچہ پچاس دنوں کے بعد خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور یہ آیت نازل کی جس کی وجہ مسلمان بہت خوش ہوئے۔ (مجمع البیان و صافی) مخفی نہ رہے کہ منافقین کو خدا نے اس عدم شرکت کی وجہ سے کوئی سزا نہیں دی۔ مگر اہل ایمان کو منافقوں والا کام کرنے پر سزا کا مستوجب قرار دیا۔

۵۴۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔ الآیہ﴾ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صادقین کی مخصوص جماعت ہے جن کی معیت اختیار کرنے کا عام اہل ایمان کو حکم دیا جا رہا ہے وہ جماعت کون ہے؟ فریقین کی روایات سے ثابت ہے کہ وہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: ﴿کونوا مع آل محمد﴾ کہ آل محمدؐ کے ساتھ ہو جاؤ۔ (مجمع البیان) حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: ﴿الصادقون هم الائمة علیهم السلام﴾ یعنی صادقین سے مراد ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں۔ (تفسیر صافی) اس قسم کی بعض روایات تفسیر درمنثور میں بھی ابن عباس سے مروی ہے۔ فراجع۔ نیز مخفی نہ رہے کہ جو ہستیاں ایسی ہوں کہ جن سے کسی قولی و فعلی غلطی کا صدور نہ ہو اور وہ اپنے ہر عقیدہ و عمل میں صادق ہوں اور جن کی

الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ

کامیابی حاصل کرتا مگر یہ کہ ان تمام تکلیفوں کے عوض ان کے لئے

لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ

ان کے نامہ اعمال میں نیک عمل لکھا جاتا ہے یقیناً اللہ نیکوکاروں کا اجر و ثواب

الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا

ضائع نہیں کرتا (۱۲۰) اسی طرح وہ راہ خدا میں کوئی تھوڑا یا بہت مال خرچ نہیں

كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ

کرتے اور نہ کوئی وادی (میدان) طے کرتے ہیں مگر یہ کہ ان کے لئے لکھ لیا جاتا ہے

لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢١﴾ وَمَا

تاکہ خدا ان کی کارگزاریوں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے (۱۲۱) اور یہ تو

كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ

نہیں ہو سکتا کہ تمام اہل ایمان نکل کھڑے ہوں تو ایسا کیوں نہیں ہو سکتا۔

كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ

کہ ہر جماعت میں سے کچھ لوگ نکل آئیں تاکہ وہ دین میں تفقہ (دین کی سمجھ بوجھ) حاصل کریں اور

وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ

جب (تعلیم وتربیت کے بعد) اپنی قوم کے پاس لوٹ کر آئیں۔ تو اسے (جہالت، بے ایمانی اور بدعملی کے نتائج سے)

يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ ع ۱۵

ڈرائیں تاکہ وہ ڈریں (۱۲۲) اے ایمان والو! ان کافروں سے جنگ کرو جو تمہارے

يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ

آس پاس ہیں اور چاہیے کہ وہ جنگ میں تمہارے اندر سختی محسوس کریں۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ

اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے (۱۲۳) اور جب کوئی سورہ نازل

سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ

ہوتی ہے تو ان (منافقوں) میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو (طنزیہ طور پر کہتے ہیں) کہ اس نے تم لوگوں میں سے

معیت اور اتباع ہر حال میں واجب ہو وہ ہستیاں معصوم ہی ہوسکتی ہیں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں ہے لہٰذا وہی صادقین کے مصداق ہوسکتے ہیں۔

۵۵۔ ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ ۔الآیہ﴾ دین کے اصول ہوں یا فروع ان کی اتنی معرفت حاصل کرنا کہ آدمی اسلام کو فی الجملہ سمجھ کر اس کے مطابق زندگی گزار سکے۔ یہ ہر شخص پر واجب عینی ہے جیسا کہ متعدد احادیث میں وارد ہے کہ ﴿طلب العلم فریضة علی کل مسلم﴾ (الکافی) مزید برآں علم حاصل کرنا واجب کفائی ہے اس آیت سے تفقه فی الدین اور تحصیل علم کی اہمیت پر جو تیز روشنی پڑتی ہے وہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔ ع

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

۵۶۔ ﴿یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا ۔الآیہ﴾ اس آیت میں جہاد کے ایک زرین اصول کی تعلیم دی جارہی ہے کہ اگر کفار سے جنگ ناگزیر ہوجائے تو سب سے پہلے دارالاسلام کے قرب وجوار سے کفر وشرک کے فتنہ وشر کو ختم کیا جائے کیونکہ جس طرح اڑوس پڑوس کے لوگ اسلامی دعوت کے زیادہ حقدار ہیں اسی طرح اگر وہ دعوت حق کو قبول نہ کریں تو پھر جہاد وقتال کے سب سے زیادہ سزاوار بھی وہی ہیں۔ اگر ایک ہی بار سارے عالم کفر سے جنگ چھیڑ دی جائے تو اس طرح قوت منتشر ہوجائے گی۔ اور فائدہ کی بجائے نقصان کا اندیشہ بڑھ جائے گا اور ایسا کرنا مقتضائے دانشمندی نہیں ہے۔

إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَ
کس کا ایمان زیادہ کیا ہے؟ (اس کا جواب یہ ہے) کہ جو لوگ ایمان والے ہیں اس نے ان کا ایمان تو زیادہ
هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ
کر دیا ہے اور وہ خوش ہو رہے ہیں (۱۲۴) اور جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق) کی بیماری ہے تو یہ
مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَ
سورہ ان کی موجودہ نجاست و خباثت میں اور اضافہ کر دیتی ہے اور وہ کفر کی حالت
هُمْ كَافِرُونَ ﴿١٢٥﴾ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ
میں مر جاتے ہیں (۱۲۵) کیا (یہ لوگ) نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال ایک یا
عَامٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ
دو مرتبہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں۔ پھر بھی یہ نہ توبہ کرتے ہیں اور نہ نصیحت
يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ نَظَرَ بَعْضُهُمْ
حاصل کرتے ہیں (۱۲۶) اور جب کوئی سورہ نازل ہوتی ہے (جس میں منافقوں کا تذکرہ ہوتا ہے) تو وہ ایک
إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوا ۚ
دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں اور (آنکھوں کے اشارہ سے) کہتے ہیں تمہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا؟
صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾
(پھر چپکے سے) پلٹ جاتے ہیں دراصل اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے کیونکہ یہ بالکل نا سمجھ لوگ ہیں (۱۲۷)
لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ
(اے لوگو) تمہارے پاس (اللہ کا) ایک ایسا رسولؐ آ گیا ہے جو تم ہی میں سے ہے جس پر تمہارا
مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ
زحمت میں پڑنا شاق ہے تمہاری بھلائی کا حریص ہے اور ایمان والوں کے ساتھ بڑی شفقت اور
رَحِيمٌ ﴿١٢٨﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا
مہربانی کرنے والا ہے (۱۲۸) (اے رسولؐ) اگر اس پر بھی یہ لوگ روگردانی کرتے ہیں تو کہہ دیجئے کہ میرے لئے
هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾ ع ١٦ ٥
اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے (۱۲۹)

۵۷۔ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں طالبان رشد و ہدایت کو بتایا جا رہا ہے کہ وہ رسول رحمت جو بشیر بھی ہے اور نذیر بھی، مزمل بھی ہے اور مدثر بھی۔ طٰہٰ بھی۔ اور یٰسین بھی۔ آؤ اور اس شمع ہدایت سے رشد و ہدایت کے چراغ جلاؤ۔ اس پیغمبرؐ کی چند خصوصیات یہ ہیں: (۱) من انفسکم: وہ نوع انسان سے ہیں اور اسی نوع کے فرد کامل ہیں۔ (۲) عزیز علیہ: وہ تمہارا اتنا مہربان اور ہمدرد ہے کہ تمہاری کوئی بھی تکلیف ان پر گراں گزرتی ہے۔ (۳) حریص علیکم: وہ اس بات کے بڑے حریص ہیں کہ تم کفر و شرک چھوڑ کر اسلام کے شجرہ طیبہ کے سایہ گرانمایہ کے تلے جمع ہو جاؤ۔ (۴) بالمومنین رؤف رحیم: وہ اہل ایمان کے ساتھ بڑے مہربان ہیں یعنی اگرچہ وہ رحمۃ للعالمین بن کر آئے ہیں مگر اس چشمہ فیض سے فیض وہی خوش قسمت لوگ پائیں گے جن کے دلوں میں شمع ایمان فروزاں ہوگی۔ کفار و منافقین سے ان کی یہ روش اس لئے نہیں ہے کہ وہ اس کے اہل نہیں ہیں۔

۵۸۔ ﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا۔ الآیہ﴾ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے خدا فرما رہا ہے کہ اے میرے حبیب! اگر یہ نا قدرے لوگ تیری رحمت و رأفت...... کے چشمہ صافی کے فیض نہیں پاتے اور اپنی علمی و عملی پیاس نہیں بجھاتے اور اپنی دنیا و آخرت نہیں سدھارتے بلکہ منہ موڑتے چلے جاتے ہیں تو اس میں آپ کا کیا نقصان ہے؟ وہ اپنا نقصان آپ کر رہے ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے مجھے تمہارے سہارے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میرا اسی اللہ پر بھروسہ ہے جو عرش عظیم کا رب ہے۔

اٰیاتھا ۱۰۹ ۱۰ سُوْرَۃُ یُوْنُسَ مَکِّیَّۃٌ ۵۱ رکوعاتھا ۱۱

سورۂ یونس۔ مکی۔ آیات ۱۰۹ ۔ ۱۱ رکوع۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ۝ ۱ اَكَانَ

الف، لام، را۔ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں (۱) کیا یہ بات

لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ

لوگوں کے لئے تعجب کا باعث ہے کہ ہم نے خود ان ہی میں سے ایک آدمی پر وحی

اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ

بھیجی کہ (بے ایمان اور بدکار لوگوں کو) ڈراؤ۔ اور ایمان لانے والوں کو خوشخبری دے دو۔ کہ ان

صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا

کے لئے ان کے پروردگار کے ہاں اچھا مقام و مرتبہ ہے (لیکن) کافروں نے کہا کہ

لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ۝ ۲ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ

یہ شخص تو کھلا جادوگر ہے (۲) بے شک تمہارا پروردگار اللہ ہے۔ جس نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی

آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے۔ پھر عرش پر غالب ہوا وہی (کائنات کے)

عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا

ہر کام کی تدبیر اور اس کا بندوبست کرتا ہے اس کی بارگاہ میں کوئی سفارشی نہیں

مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ

ہو سکتا مگر اس کی اجازت کے بعد۔ یہ ہے اللہ تمہارا پروردگار پس اسی کی عبادت کرو کیا تم غور و

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ ۳ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا ؕ

فکر نہیں کرتے (اور نصیحت قبول نہیں کرتے) (۳) تم سب نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ

یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے بے شک وہی مخلوق کی پیدائش کی ابتدا کرتا ہے

المنزل ۳

سورہ یونس

اس سورہ کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست یہ ہے: (۱) منکرین خدا و رسول کی رد۔ (۲) اہل جنت کے جنتی اور اہل جہنم کی جہنمی ہونے کے اسباب کا تذکرہ۔ (۳) مختلف قوموں پر نزول عذاب کا تذکرہ۔ (۴) بشریت انبیاء پر ایراد کا جواب۔ (۵) حیات بعد الموت پر کفار کا اعتراض اور اس کا جواب۔ (۶) نفع و نقصان اور ضرر روزیاں کا منجانب اللہ ہونا۔ (۷) دین کے اصول و فروع ناقابل ترمیم و تنسیخ ہیں وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا۔ الآیہ﴾ کفار کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر اس لیے تعجب تھا کہ ایک بشر اور انسان کو کیوں نبی بنایا گیا ہے۔ کسی فرشتہ کو نبی بنا کر کیوں نہیں بھیجا گیا؟ خدائے حکیم نے اس نامعقول ایراد کا ہمیشہ یہ جواب دیا ہے کہ ﴿لو کان فی الارض ملائکۃ۔ الآیہ﴾ اگر زمین میں فرشتے ہوتے تو ہم ضرور ان کی طرف آسمان سے کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے! لیکن جب رسول انسانوں کی طرف بھیجنا تھا تو ضرورت تھی کہ انہی کی نوع سے کسی انسان کامل کو رسول بنا کر بھیجا جاتا۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔

۲۔ ﴿اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ ایک نبی و رسول کا اصل فریضہ کیا ہے؟ فرمایا: ان کا فرض انذار و تبشیر ہے یعنی خدا کے نافرمان بندوں کو عذاب خداوندی سے ڈرانا اور فرمانبردار بندوں کو اجر و ثواب خداوندی کی بشارت اور خوشخبری سنانا اسی اجر و ثواب کو قدم صدق سے تعبیر کیا گیا ہے کہ مرنے کے بعد ان کیلئے بلند مرتبہ اور اچھا مقام ہے۔ جیسا کہ ارشاد قدرت ہے: ﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَكُوْنَ

لِيَجۡزِيَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالۡقِسۡطِ ؕ
پھر وہی اسے دوبارہ زندہ کرے گا تاکہ جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں انہیں انصاف کے ساتھ جزا
وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَهُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ وَّ
دے اور جنہوں نے کفر کیا انہیں ان کے کفر کی پاداش میں کھولتا ہوا پانی
عَذَابٌ اَلِيۡمٌۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ ﴿۴﴾ هُوَ الَّذِيۡ
پینے کو ملے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (۴) وہ وہی ہے جس نے
جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِيَآءً وَّالۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّقَدَّرَهٗ
سورج کو چمک دار اور چاند کو نور (روشن) بنایا اور پھر چاند کے لئے مختلف منزلیں
مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِيۡنَ وَالۡحِسَابَ ؕ مَا
قرار دیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور دوسرے حساب معلوم کر سکو اللہ نے یہ سب کچھ
خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالۡحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ
حق و حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے وہ ان لوگوں کے لئے جو سمجھنا اور جاننا چاہیں اپنی آیتیں کھول
يَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۵﴾ اِنَّ فِي اخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَمَا
کھول کر بیان کرتا ہے (۵) بے شک رات اور دن کی ادل بدل اور الٹ پھیر میں اور ان چیزوں میں
خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ
جو خدا نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کی ہیں پرہیزگاروں کے لئے (خدا کی قدرت و حکمت) کی
يَّتَّقُوۡنَ ﴿۶﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوۡا
نشانیاں ہیں (۶) بے شک جو لوگ (مرنے کے بعد) ہماری بارگاہ میں حاضری کی امید نہیں رکھتے اور صرف
بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَاطۡمَاَنُّوۡا بِهَا وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ
دنیوی زندگی میں مگن ہیں اور اس پر مطمئن ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں
اٰيٰتِنَا غٰفِلُوۡنَ ﴿۷﴾ اُولٰٓئِكَ مَاۡوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا
سے غافل ہیں (۷) یہ وہ ہیں جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے ان کرتوتوں کی پاداش میں جو وہ دنیا
كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۸﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا
میں کرتے رہے ہیں (۸) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے۔ ان کا

لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعۡدَ الرُّسُلِ﴾ خدا نے رسولوں کو مبشر و منذر بنا کر بھیجا تاکہ وہ کوئی عذر بہانے نہ بنا سکیں بلکہ ان پر حجت تمام ہو جائے۔

۳۔ ﴿هُوَ الَّذِيۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ۔ الآیہ﴾ یہاں بعض مفسرین نے بڑی موشگافیاں کی ہیں کہ ضوء اور نور دو مترادف لفظ ہیں جن کا مفہوم روشنی ہے یا متخالف۔ چنانچہ ضوء اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کا نور ذاتی ہو اور نور اسے کہا جاتا ہے جس کا نور دوسرے سے حاصل کیا گیا ہو جیسے نور قمر جو کہ آفتاب سے مستفادہ ہے۔

اس تمام گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ یہ سب کچھ بلا مصلحت نہیں ہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ انسان کا وجود کسی غرض و غایت کے بغیر ہو؟ بہرحال چاند کی منزلیں قرار دینے کا مقصد جب برسوں کا شمار قرار دیا گیا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام میں قمری سال ہی معتبر ہے شمسی سال معتبر نہیں ہے۔

۴۔ ﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ۔ الآیہ﴾ ان آیات شریفہ میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ جہنمی لوگ کون ہیں اور جنتی لوگ کون ہیں؟ پھر دونوں گروہوں کے حالات و صفات اور علامات بیان کئے گئے ہیں جو قرآن مجید کے متن اور اس کے ترجمہ سے واضح و عیاں ہیں۔

الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ

پروردگار ان کے ایمان کی بدولت انہیں اس منزل مقصود تک پہنچائے گا۔ یعنی وہ نعمت الٰہی کے

تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۹﴾ دَعْوٰىهُمْ

ان باغوں میں ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی (۹) وہاں ان کی دعا و صدا

فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ

یہ ہو گی۔ اے اللہ! پاک ہے تیری ذات اور ان کی صاحب سلامت سلام سے ہو گی

وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ ع

اور ان کی آخری دعا و پکار یہ ہوگی کہ ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے (۱۰)

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ

اگر خدا لوگوں کو نقصان پہنچانے میں اس طرح جلدی کرتا جس طرح یہ لوگ اپنی بھلائی کے لئے جلدی کرتے ہیں (یعنی اگر ہر برائی کا برا

بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا

نتیجہ فوراً سامنے آجاتا) تو ان کی مدت (عمر) کبھی کی پوری ہو چکی ہوتی مگر ہمارے قانون (سزا میں ڈھیل ہے) اس لئے ہم تو ان لوگوں کو

يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا

بھی اپنی سرکشیوں میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں جو مرنے کے بعد ہماری بارگاہ میں حضوری کی امید نہیں رکھتے (۱۱) جب انسان

مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا

کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کروٹ کے بل لیٹے یا بیٹھے یا کھڑے ہوئے (ہر حال میں) ہمیں پکارتا ہے

اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ

اور جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو وہ اس طرح (منہ موڑ کے) چل دیتا ہے جیسے اس نے کسی تکلیف

يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ

میں جو اسے پہنچی تھی کبھی ہمیں پکارا ہی نہ تھا اسی طرح حد سے گزرنے والوں کے لئے ان کے وہ عمل خوش نما بنا دئے گئے

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ

ہیں جو وہ کرتے رہے ہیں (۱۲) اور بالیقین ہم تم سے پہلے (بہت سی) نسلوں کو ہلاک کر چکے ہیں جب انہوں نے

مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

ظلم کی راہ و روش اختیار کی۔ اور ان کے رسول ان کے پاس کھلی نشانیاں (معجزے) لے

۵۔ ﴿وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ اس آیت شریفہ میں خداوند عالم نے اپنے دستور کا تذکرہ فرمایا ہے کہ وہ سزا دینے میں جلد بازی سے کام نہیں لیتا۔ انسان کی طبعی کمزوری ہے کہ اگر وہ کوئی اچھا کام کرتا ہے تو چاہتا ہے کہ اس کے اچھے نتائج جلد سامنے آجائیں۔ خدا فرماتا ہے کہ اگر اسی طرح تمہارے برے کاموں کے نتائج جلد تمہارے سامنے آجائیں یا جس طرح تم چاہتے ہو کہ تمہاری اچھی دعا جلد قبول ہو جائے اگر اسی طرح جب تم اپنے خلاف کوئی بددعا کرو تو اگر وہ دعا جلد قبول ہو جائے تو تمہارا حشر کیا ہوگا؟ معلوم ہوا کہ خداوند عالم ہر حال میں اپنے بندوں کے ساتھ رحیمانہ و کریمانہ سلوک کرتا ہے اگر حصول مدعا میں دیر ہوتی ہے تو اس میں بھی بندوں کی بہتری ہوتی ہے اور اگر سزا میں تاخیر ہوتی ہے تو اس میں بھی بندوں کی بھلائی ہوتی ہے۔ اس کے بعد والی آیت میں عام انسان کی اس فطری کمزوری پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ جب اس پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو خدا کو بہت یاد کرتا ہے اور جب وہ مصیبت ٹل جائے تو پھر اسے بھلا دیتا ہے۔ ﴿وكان الانسان عجولاً﴾

۶۔ ﴿وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا۔ الآیہ﴾ خداوند عالم اس پیرایہ میں پیغمبر اسلام کی تکذیب کرنے والوں کو دھمکی دے رہا ہے کہ اگر تم اس روش سے باز نہ آئے تو تم پر بھی سابقہ نافرمان قوموں کی طرح عذاب نازل ہو سکتا ہے یہ الگ بات ہے کہ رحمۃ للعالمین کی برکت سے عمومی عذاب نازل نہ ہو مگر مختلف افراد پر تو نازل ہو سکتا ہے۔

بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي

کر آئے مگر وہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لاتے ہم اسی طرح مجرم

الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰۗىِٕفَ

لوگوں کو سزا دیتے ہیں (۱۳) پھر ہم نے ان (نسلوں) کے بعد تمہیں روئے زمین

فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

پر ان کا جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو؟ (۱۴)

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ

اور جب انہیں ہماری آیات بینات (واضح آیات) پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جو لوگ مرنے کے بعد ہماری بارگاہ میں

لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ

حاضری کی توقع نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لاؤ یا اس میں ردوبدل کر دو۔

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاۗئِ نَفْسِيْ ۚ

آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے یہ حق نہیں ہے کہ میں اپنی طرف سے اس میں کچھ ردوبدل کر دوں!

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ

میں تو بس اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو

رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا

میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں (۱۵) (اے رسولؐ) کہہ دیجئے! اگر خدا چاہتا تو

تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ڮ فَقَدْ لَبِثْتُ

میں تمہیں قرآن پڑھ کر نہ سناتا اور نہ ہی وہ تمہیں اس پر مطلع فرماتا۔ آخر میں تو اس سے

فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ

پہلے تمہارے درمیان ایک عمر گزار چکا ہوں کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے (۱۶) پھر اس سے

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ

بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو خدا پر جھوٹا افترا باندھے؟ یا اس کی

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ

آیتوں کو جھٹلائے یقیناً مجرم کبھی کامیاب نہیں ہوتے (۱۷) یہ لوگ اللہ کو

۷۔ ﴿قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ ۔الآیہ﴾ وہ مشرکین عرب جن کو نہ خدا کی معرفت تھی اور نہ انبیاء کے شان و مقام کی۔ وہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عجیب وغریب قسم کی فرمائشیں کرتے تھے۔ منجملہ ان کے ایک فرمائش یہ تھی کہ انہوں نے قرآن مجید کو آپ کی تصنیف سمجھ کر یہ مطالبہ کر دیا کہ آپ اس قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن لائیں یا اس میں ہماری خواہش کے مطابق کچھ ردو بدل کر دیں تاکہ وہ ہمارے معتقدات کے مطابق ہو جائے یعنی اس سے بتوں کی مذمت اور خدا کی توحید وغیرہ خارج کر دیں۔ ارشاد قدرت ہوتا ہے کہ ان سے کہہ دیجئے۔ کہ میرا یہ مقدور نہیں ہے میں اس میں اپنی طرف سے کوئی ردو بدل کروں میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف ہوتی ہے۔ اس میں ان بے توفیق لوگوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے جو قرآن کے الفاظ و معانی میں ردو بدل کرتے ہوئے ان کی من مانی تاویلیں کیا کرتے ہیں یعنی ع

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
اگر ان کے یہی لیل و نہار رہے تو پھر ع
انجام گلستان کیا ہو گا؟

اس میں لمحہ فکریہ ہے کہ جو کام نبی و امام نہیں کر سکتے وہ مولوی صاحبان یا عوام کالانعام کس طرح کر سکتے ہیں؟

۸۔ ﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ ۔الآیہ﴾ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے مطالبہ پر تو متعدد معجزے دکھائے مگر آپ نے اپنی صداقت پر جو معجزہ خود پیش کیا وہ آپ کی سیرت کی پاکیزگی اور کردار کی بلندی ہے۔ آپ صرف قوم قریش سے نہیں بلکہ تمام مشرکین عرب سے فرما رہے ہیں کہ میں تمہارے لیے کوئی نئی شخصیت نہیں ہوں۔ بلکہ اعلان نبوت سے پہلے اپنی زندگی کی چالیس بہاریں تم میں گزار چکا ہوں۔ مجھے بتاؤ میری چالیس سالہ زندگی میں میری کوئی بات امانت و دیانت اور صداقت کے خلاف دیکھی ہے؟ تو جب میں نے انسانی

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَ
چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ
يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ
فائدہ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (اے رسولؐ) تم کہو۔کیا
اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي
تم اللہ کو اس چیز کی اطلاع دیتے ہو جو خود اسے نہ آسمانوں میں معلوم ہے اور نہ
الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَا
زمین میں پاک ہے اس کی ذات اور بلند و بالا ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں (۱۸) اور (ابتداء میں)
كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا
سب انسان ایک ہی امت تھے (دین فطرت پر تھے) پھر آپس میں اختلاف کیا اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف
كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا
سے ایک طے شدہ بات نہ ہوتی (کہ اعمال کی سزا و جزا آخرت میں ہوگی) تو جن باتوں میں یہ لوگ باہم اختلاف کر
فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ
رہے ہیں اس کا فیصلہ کر دیا گیا ہوتا (۱۹) اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان (پیغمبرؐ) پر ان کے پروردگار کی طرف سے
اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ
(ان کی مطلوبہ) کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوتی؟ کہہ دیجئے کہ غیب کا علم اللہ سے مخصوص ہے سو تم انتظار کرو۔
اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع وَاِذَآ اَذَقْنَا ع ۲ / ۱۰ / ۷
میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں (۲۰) اور جب ہم لوگوں کو تکلیف
النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا
اور دکھ درد کے بعد (اپنی) رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ فوراً ہماری آیتوں میں چال بازی و حیلہ
لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ
سازی کرنے لگتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ اللہ ترتیب و ترکیب میں (تم سے) زیادہ تیز ہے بے شک ہمارے فرستادہ
رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ الَّذِيْ
(فرشتے) تمہاری سب چالبازیاں اور مکاریاں برابر لکھتے جا رہے ہیں (۲۱) وہ (خدا) وہی ہے جو تمہیں

معاملات میں کبھی جھوٹ نہیں بولا تو مجھے کیا ہو گیا ہے کہ ایک دم خدا پر افترا پردازی کرنے لگ جاؤں؟ کیا تم اتنی موٹی سی بات بھی نہیں سمجھ سکتے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ چالیس سالہ صادق و امین یک لخت کاذب و خائن ہو جائے؟

۹۔ ﴿وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ۔الآیہ﴾ اس آیت میں نہ صرف مشرکین کی بلکہ تمام ناشکرے لوگوں کی حالت کی تصور کشی کی گئی ہے کہ جب تمام آلات و اسباب کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے اور ہر طرف سے ہر قسم کی امیدیں ختم ہو جاتی ہیں تو اس وقت ان کا سویا ہوا وجدان بیدار ہوتا ہے اور وہ بڑے خلوص کے ساتھ خدا کو پکارتے ہیں اور بڑی التجاء و زاری کے ساتھ دعا کرتے ہیں۔ مگر یہ کیفیت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتی بلکہ جونہی ان کی تکلیف دور ہو جاتی ہے تو ہانڈی کے ابال کی طرح ان کا یہ جذبہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر ان کی سابقہ خرمستیاں اور مشرکانہ حرکتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ عام مسلمانوں کی حالت مشرکین عرب سے بھی بدتر ہے وہ تو مشکل و مصیبت کے وقت خدا کو پکارتے تھے مگر ہمارے مسلمان کہلانے والے مشرک ایسے حالات میں بھی اپنے پیروں فقیروں کو پکارتے ہیں۔ خدا کو پھر بھی نہیں پکارتے۔ کیونکہ انہوں نے بخیال خویش خدا کو بے اختیار اور اپنے پیشواؤں کو مختار کل سمجھ رکھا ہے۔ ع

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

يُسَيِّرُكُمۡ فِي الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا كُنۡتُمۡ فِي
خشکی و تری میں سیر و سفر کراتا ہے یہاں تک جب تم کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور وہ موافق
الۡفُلۡكِ ۚ وَجَرَيۡنَ بِهِمۡ بِرِيۡحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوۡا بِهَا
ہوا کے مطابق مسافروں کو لے کر چلتی ہیں اور وہ خوش و خرم ہوتے ہیں تو پھر اچانک باد مخالف
جَآءَتۡهَا رِيۡحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الۡمَوۡجُ مِنۡ
کا تھپیڑا آ جاتا ہے اور ہر طرف سے موجیں اٹھتی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اب
كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ اُحِيۡطَ بِهِمۡ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ
ہم بالکل گھر گئے ہیں (اور زندہ بچنے کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔) تو اس وقت دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے
مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۚ لَئِنۡ اَنۡجَيۡتَنَا مِنۡ هٰذِهٖ
یعنی بڑے اخلاص کے ساتھ خدا کو پکارتے ہیں کہ (یا اللہ) اگر تو ہمیں اس (مصیبت) سے نجات دے دے تو ہم
لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّاۤ اَنۡجٰهُمۡ اِذَا
ضرور تیرے شکرگزار بندوں میں سے ہوں گے (۲۲) اور جب اللہ انہیں نجات دے دیتا ہے
هُمۡ يَبۡغُوۡنَ فِي الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ
تو (اپنا سب عہد و پیمان بھول کر) زمین میں ناحق بغاوت و سرکشی کرنے لگتے ہیں اے لوگو!
اِنَّمَا بَغۡيُكُمۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِكُمۡ ۙ مَّتَاعَ الۡحَيٰوةِ
تمہاری اس بغاوت کا وبال تو خود تمہاری ہی جانوں پر پڑ رہا ہے یہ (چند روزہ)
الدُّنۡيَا ثُمَّ اِلَيۡنَا مَرۡجِعُكُمۡ فَنُنَبِّئُكُمۡ بِمَا
زندگی کے مزے ہیں (سو لوٹ لو) پھر تمہاری بازگشت ہماری ہی طرف ہے اس وقت ہم تمہیں بتائیں گے
كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا
کہ تم کیا کرتے رہے ہو؟ (۲۳) دنیاوی زندگی کی مثال تو اس پانی جیسی ہے جسے ہم نے آسمان سے برسایا اور زمین
كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ
سے وہ نباتات پیدا ہوئیں جن کو انسان اور مویشی سب کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین اپنی
الۡاَرۡضِ مِمَّا يَاۡكُلُ النَّاسُ وَالۡاَنۡعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ
زیب و زینت کو لے چکی اور فصل کے سبزہ زار سے آراستہ ہو گئی۔ اور اس کے مالک سمجھے کہ

۱۰۔ ﴿اِنَّمَا مَثَلُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۔الآیہ﴾
اس سے بہتر زندگانی دنیا کی بے ثباتی کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ دنیا کی تمام کامیابیاں بے ثبات اور دلفریبی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اس کی کسی چیز کو دوام و ثبات نہیں ہے۔ دنیا کی تمام آسائشوں اور نعمتوں کا یہی حال ہے۔ صبح کو ہیں تو شام نہیں ہیں اور شام کو ہیں تو صبح نہیں ہیں۔ تو ان حالات میں اس سے بڑھ کر اور گمراہی کیا ہو گی کہ اس چند روزہ زندگی اور اس کی ناپائیدار دلفریبیوں پر فریفتہ ہو کر حق و ایمان کے راستہ سے منہ موڑا جائے اور اس مکار و عیار حسینہ سے رشتہ جوڑا جائے؟

أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَآ

انہیں اس (فصل) پر قابو حاصل ہے (جب چاہیں گے کاٹیں گے) تو ایک دم رات یا

أَنَّهُمْ قَٰدِرُونَ عَلَيْهَآ ۙ أَتَىٰهَآ أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا

دن کو ہمارا حکم آ گیا۔ تو ہم نے اسے اس طرح بیخ و بن (جڑ سے)

فَجَعَلْنَٰهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ ۚ كَذَٰلِكَ

کاٹ کر رکھ دیا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ ہم غور و فکر کرنے والوں

نُفَصِّلُ الْأٓيَٰتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾ وَاللَّهُ

کے لئے اسی طرح کھول کھول کر اپنی آیتیں پیش کرتے ہیں (۲۴) اور اللہ

يَدْعُوٓا إِلَىٰ دَارِ السَّلَٰمِ ۖ وَيَهْدِي مَن يَشَآءُ إِلَىٰ

سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ پر

صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٥﴾ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَ

لگا دیتا ہے (۲۵) جن لوگوں نے (دنیا میں) بھلائی کی ہوگی ان کے لئے (آخرت میں)

زِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ

بھلائی ہوگی اور اس سے بھی کچھ زیادہ ان کے چہروں پر نہ غبار چھائے گا اور نہ ذلت

أُولَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٢٦﴾

ورسوائی (نمایاں ہوگی) یہی لوگ جنتی ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے (۲۶)

وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّـَٔاتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ

اور جن لوگوں نے برائیاں کمائیں تو برائی کی سزا بھی ویسی ہی برائی ہے اور ان پر

وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ مَّا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۖ

ذلت و خواری چھا جائے گی ان کو اللہ (کے قانون مکافات عمل) سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا

كَأَنَّمَآ أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ

(ان کے چہرے سیاہ ہوں گے کہ) گویا ان کے چہروں کو اندھیری رات کے

مُظْلِمًا ۚ أُولَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٢٧﴾

ٹکڑوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے یہی لوگ دوزخی ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے (۲۷)

۱۱۔ ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا ۔الآیہ﴾ قدرت کے نظام عدل کا تقاضا تو یہ ہے کہ نیکی کے برابر جزا اور برائی کے برابر سزا دی جائے۔ مگر خدا کے نظام فضل کا اقتضا یہ ہے کہ ایک نیکی کرنے والے کو کئی گناہ زیادہ جزا دی جائے اور ایک برائی کرنے والے کو برائی کے برابر سزا دی جائے۔ یہاں لفظ 'زیادہ' سے بعض مفسرین نے دس گنا سے زائد اجر وثواب مراد لیا ہے جس کی کوئی حد بندی نہیں ہے۔ مگر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول روایت میں اس سے دنیاوی نعمتیں مراد لی گئی ہیں جو خدا نیکوکاروں کو دار دنیا میں عنایت فرماتا ہے۔ (تفسیر عیاشی)

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ

جس دن ہم سب کو (اپنے حضور) محشور (اکٹھا) کریں گے پھر ان لوگوں سے جنہوں نے

أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا

شرک کیا تھا کہیں گے کہ تم اور جو تمہارے بنائے ہوئے شریک ہیں اپنی جگہ پر ٹھہر جاؤ۔ پھر ہم ان میں امتیاز پیدا کر

بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُم مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا

دیں گے (الگ الگ کر دیں گے) (اس وقت) ان کے خود ساختہ شریک کہیں گے کہ (اے مشرکو) تم ہماری عبادت تو

تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

نہیں کیا کرتے تھے (۲۸) آج ہمارے اور تمہارے درمیان گواہی کے لئے اللہ کافی ہے کہ

إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ﴿٢٩﴾ هُنَالِكَ

ہم تمہاری عبادت سے بالکل غافل و بے خبر تھے (۲۹) اس موقع پر ہر شخص اسے جانچ لے گا

تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفَتْ ۚ وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ

جو کچھ اس نے آگے بھیجا ہے (کہ اس کا نتیجہ کیا ہے؟) اور سب اللہ کی بارگاہ میں لوٹائے جائیں گے جو ان کا حقیقی مالک

مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ ۖ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٣٠﴾ ع ۳ ۱۰ ۸

ہے اور جو (شریک) انہوں نے گھڑ رکھے تھے وہ سب غائب ہو جائیں گے (اور ان کے کچھ کام نہ آئیں گے) (۳۰)

قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن

(اے پیغمبرؐ) ان لوگوں سے کہو (پوچھو) وہ کون ہے جو تمہیں آسمان و زمین سے روزی دیتا ہے؟ وہ کون ہے

يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ

جو سمع و بصر (سننے اور دیکھنے کی طاقت) کا مالک ہے؟ وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے

مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن

اور مردہ کو زندہ سے؟ اور وہ کون ہے جو کائنات کا نظام کر رہا ہے؟

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا

اس سوال پر وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ پس تم کہو (کہ اگر حقیقت حال یہی ہے) تو تم کیوں

تَتَّقُونَ ﴿٣١﴾ فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۖ فَمَاذَا بَعْدَ

نہیں ڈرتے (۳۱) یہی اللہ ہے جو تمہارا حقیقی پروردگار ہے پھر حق کے بعد گمراہی

۱۲۔ ﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ ۔الآیہ﴾ اس آیت سے اور اسی طرح کی کئی دوسری آیات سے واضح ہوتا ہے کہ مشرکین عرب یہ حقائق تسلیم کرتے تھے کہ زمین و آسمان کا خالق و رازق خدا ہے، کانوں اور آنکھوں کا مالک خدا ہے اور مدبر الامر خدا ہے تو پھر وہ مشرک کس لحاظ سے تھے؟ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ وہ بطور تفویض اپنے مزعومہ شرکاء کو خلق و رزق اور دیگر امور میں خدا کا شریک جانتے تھے جس طرح کوئی بادشاہ ملک کا انتظام چلانے کیلئے اپنے کچھ اختیارات اپنے بعض امرئین کے حوالے کر دیتا ہے اور دوسرا اس طرح کہ وہ شرک فی العبادۃ کرتے تھے اور ان کو سجدہ کرتے تھے مگر ہمارے زمانہ کے مسلمان کہلانے والے مشرک ان مشرکین عرب سے بھی دس ہاتھ بڑے مشرک ہیں جو تمام خدائی اختیارات اس طرح بعض مقرب بارگاہ مخلوق کے حوالے کر کے خدا کو بالکل فارغ جانتے ہیں اور اپنے انہی شرکاء کے نام کی نذریں نیازیں دیتے ہیں اور انہی کے آستانوں پر سجدہ کرتے ہیں اور انہی کو سب کچھ جانتے ہیں۔ اور رع

اللہ کے پلے میں رکھا ہی کیا ہے

کا راگ الاپ دیتے ہیں ﴿اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ﴾ ایسے بدبخت لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی یہ وعید و تہدید یاد رکھنی چاہیئے کہ ﴿من یشرك باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنة﴾ کہ مشرکوں پر جنت حرام ہے۔

ٱلْحَقِّ إِلَّا ٱلضَّلَٰلُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ﴿٣٢﴾ كَذَٰلِكَ
کے سوا کیا ہے؟ تمہیں (حق سے) کدھر (غلط سمت) موڑا جا رہا ہے (۳۲) اسی طرح
حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى ٱلَّذِينَ فَسَقُوٓا۟ أَنَّهُمْ
تمہارے پروردگار کی بات فاسقوں (نافرمانوں) پر سچی ثابت ہو کر رہی کہ
لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ قُلْ هَلْ مِن شُرَكَآئِكُم مَّن
وہ ایمان نہیں لائیں گے (۳۳) (اے پیغمبرؐ) آپ کہیے۔ تمہارے ساختہ پرداختہ شریکوں میں سے
يَبْدَؤُا۟ ٱلْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ ۚ قُلِ ٱللَّهُ يَبْدَؤُا۟
کوئی ہے جو تخلیق کائنات کا آغاز بھی کرے اور (فنا کے بعد) اسے دوبارہ زندہ کرے؟ کہیے! اللہ وہ ہے جو کائنات کو
ٱلْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٣٤﴾ قُلْ هَلْ
پہلے پیدا بھی کرتا ہے اور پھر اسے دوبارہ زندہ بھی کرے گا تم کدھر الٹے جا رہے ہو؟ (۳۴) (اے پیغمبرؐ) ان سے
مِن شُرَكَآئِكُم مَّن يَهْدِىٓ إِلَى ٱلْحَقِّ ۚ قُلِ ٱللَّهُ
کہیے (پوچھیے) کہ تمہارے بنائے ہوئے (خدا کے) شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے جو حق کی طرف راہنمائی کرتا
يَهْدِى لِلْحَقِّ ۗ أَفَمَن يَهْدِىٓ إِلَى ٱلْحَقِّ أَحَقُّ أَن
ہو؟ کہیے! وہ اللہ ہی ہے جو حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے پھر (بتاؤ) جو حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے وہ
يُتَّبَعَ أَمَّن لَّا يَهِدِّىٓ إِلَّآ أَن يُهْدَىٰ ۖ فَمَا لَكُمْ
اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو خود اس وقت تک راہ نہیں پا سکتا جب تک اسے راہ نہ دکھائی
كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٥﴾ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا
جائے؟ تمہیں کیا ہوگیا ہے تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟ (۳۵) لوگوں میں اکثر ایسے ہیں جو صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں
ظَنًّا ۚ إِنَّ ٱلظَّنَّ لَا يُغْنِى مِنَ ٱلْحَقِّ شَيْـًٔا ۚ إِنَّ ٱللَّهَ
حالانکہ گمان حق کی پہچان اور اس تک رسائی حاصل کرنے میں کچھ فائدہ نہیں دیتا (اور نہ ہی یہ حق و یقین سے بے نیاز
عَلِيمٌۢ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَمَا كَانَ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانُ
کرتا ہے) بے شک اللہ اسے خوب جانتا ہے جو کچھ لوگ کر رہے ہیں (۳۶) اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ
أَن يُفْتَرَىٰ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ
اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے گھڑ لیا جائے بلکہ یہ تو تمام سابقہ کتابوں اور

۱۳۔ ﴿أَفَمَن يَهْدِىٓ إِلَى ٱلْحَقِّ۔ الآیہ﴾ یہ استدلال جہاں خدا کے معبود برحق ہونے اور دوسرے خودساختہ معبودوں کی خدائی کے بطلان کا ناقابل رد برہان ہے کیونکہ وہی حقیقی ہادی الی الحق ہے اور جو دوسروں کی ہدایت کا محتاج ہو وہ معبود نہیں ہوسکتا۔ وہاں یہی دلیل نبوت اور خلافت کے بارے میں بھی حرف آخری کی حیثیت رکھتی ہے۔ گویا خالق اپنی مخلوق سے سوال کر رہا ہے کہ جب کسی ایسے منصب کیلئے دو امیدوار ہوں ایک افضل ہو اور دوسرا مفضول، ایک اعلیٰ ہو اور دوسرا ادنیٰ یعنی ان میں سے ایک ایسا ہو جو خود ہدایت یافتہ ہو اور دوسروں کو بھی ہدایت کرسکتا ہو مگر دوسرا وہ ہو خود دوسروں کی ہدایت کا محتاج ہو تو تم ہی بتاؤ کہ اس منصب پر کس کو فائز ہونا چاہیئے؟ افضل کو یا مفضول کو؟ مالکم کیف تحکمون

۱۴۔ ﴿إِنَّ ٱلظَّنَّ لَا يُغْنِى۔ الآیہ﴾ چونکہ دین (جو کہ چند اصول و فروع کا مجموعہ ہے) کی بنیاد علم و یقین پر ہوتی ہے نہ کہ ظن و تخمین پر کیونکہ حق و صداقت کے معاملہ میں ظن و گمان کچھ کام نہیں دے سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ دینی معاملات میں رائے و قیاس پر عمل کرنا باطل اور ناجائز ہے۔ ہاں البتہ اگر شریعت میں کسی ظنی طریقہ کو مستند قرار دیا گیا ہے جیسے ظواہر قرآن اور خبر واحد وغیرہ تو وہ اس علمی دلیل کی وجہ سے ہے جو اس خاص ظن کے معتبر ہونے پر قائم ہے۔ بنابریں پر عمل کا جواز درحقیقت اس علمی دلیل پر عمل کے مترادف ہے۔

الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ
وحیوں کی تصدیق ہے اور الکتاب کی تفصیل ہے (یعنی اس میں آسمانی کتابوں کی تعلیم کی تفصیل ہے) اس میں
فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٧﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ
کچھ شک وشبہ نہیں ہے کہ یہ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے (۳۷) کیا یہ (کافر) لوگ کہتے ہیں کہ اس
قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ
شخص (پیغمبرِ اسلام) نے اسے خود گھڑ لیا ہے؟ آپ کہئے! اگر تم اپنے اس الزام میں سچے ہو تو تم اللہ کے سوا اپنی مدد کے
مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾ بَلْ كَذَّبُوا
لئے جس جس کو بلا سکتے ہو بلا لو اور پھر قرآن کی مانند ایک ہی سورہ لے آؤ (۳۸) بلکہ یہ لوگ اس چیز کو جھٹلا
بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ
دیتے ہیں جس کا علمی احاطہ نہیں کر سکتے اور جس کی تاویل ابھی
كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ
ان کے سامنے نہیں آئی ہے اسی طرح ان لوگوں نے بھی (حقائق کو) جھٹلایا تھا جو ان سے
كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿٣٩﴾ وَمِنْهُمْ مَنْ يُؤْمِنُ
پہلے تھے تو دیکھو کہ ظلم کرنے والوں کا کیا انجام ہوا؟ (۳۹) ان لوگوں میں کچھ تو ایسے ہیں
بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ
جو اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو ایمان نہیں لاتے اور آپؐ کا پروردگار
ع ۴ ۹ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٤٠﴾ وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلِي
مفسدین کو خوب جانتا ہے (۴۰) اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو فرما دیجئے! میرا عمل میرے
وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا
لئے ہے اور تمہارا تمہارے لئے جو کچھ میں کرتا ہوں اس سے تم بری الذمہ ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو
بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٤١﴾ وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُونَ
اس سے میں بری الذمہ ہوں (۴۱) اور (اے رسولؐ) ان لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں
إِلَيْكَ أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا
جو آپ کی باتوں کی طرف کان لگاتے ہیں (حالانکہ سنتے نہیں ہیں) تو کیا آپ بہروں کو سنائیں گے اگرچہ

۱۵۔ ﴿بَلْ كَذَّبُوا ۔الآیہ﴾ تمام خرابیوں کی جڑ یہی چیز ہے کہ عام لوگ جس چیز کو سمجھ نہیں سکتے وہ اس کو جھٹلا دیتے ہیں حالانکہ وہ بات غلط نہیں ہوتی بلکہ ان لوگوں کی سمجھ اور سوچ غلط ہوتی ہے سچ ہے ﴿الناس اعداء لما جھلوا﴾ (نہج البلاغہ) ولنعم ماقبل ؎

وکم من عائب قولا صحیحا
وآفته من الفھم السقیم

۱۶۔ ﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْظُرُ إِلَيْكَ ۔الآیہ﴾ اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب تک دل ودماغ کی آنکھ وکان کھلے نہ ہوں تب تک ظاہری آنکھ اور کان کھلا ہونا سود مند نہیں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خداوند عالم ان کفار ومشرکین کو اندھا اور بہرا قرار دیتے رہا ہے جو بظاہر کان لگا کر پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنتے تھے اور آنکھ اٹھا کر آپ کی طرف دیکھتے بھی تھے۔ کیونکہ جہل ونادانی تعصب وعناد اور اپنے بزرگوں کی اندھی تقلید نے ان کی عقل وبصیرت کو اس طرح معطل کر دیا تھا کہ وہ حقیقت اور سچائی کے ادراک سے قاصر تھے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہو رہا ہے کہ کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں؟ اور اندھوں کو راہ دکھا سکتے ہیں؟

يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡظُرُ اِلَيۡكَ ؕ اَفَاَنۡتَ

وہ عقل سے کام نہ لیتے ہوں؟ (۴۲) اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں (جو بظاہر) آپ کی طرف دیکھتے ہیں

تَهۡدِى الۡعُمۡىَ وَلَوۡ كَانُوۡا لَا يُبۡصِرُوۡنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ

(حالانکہ وہ دیکھتے نہیں ہیں) تو کیا آپ اندھوں کو راہ دکھائیں گے چاہے وہ کچھ نہ دیکھتے ہوں؟ (۴۳) یقیناً اللہ

لَا يَظۡلِمُ النَّاسَ شَيۡـًٔـا وَّلٰـكِنَّ النَّاسَ اَنۡفُسَهُمۡ

لوگوں پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ مگر لوگ خود اپنے اوپر ظلم

يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَيَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ كَاَنۡ لَّمۡ يَلۡبَثُوۡۤا

کرتے ہیں (۴۴) جس دن اللہ لوگوں کو اپنی بارگاہ میں جمع کرے گا (اس دن انہیں ایسا معلوم ہوگا کہ)

اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ ؕ قَدۡ

جیسے دن کی ایک گھڑی آپس میں جان پہچان کے لئے ٹھہرے ہوں۔ بے شک وہ لوگ

خَسِرَ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوۡا

گھاٹے میں ہیں جنہوں نے (مرنے کے بعد) خدا کی بارگاہ میں حضوری کو جھٹلایا اور وہ ہدایت

مُهۡتَدِيۡنَ ﴿۴۵﴾ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعۡضَ الَّذِىۡ نَعِدُهُمۡ

یافتہ نہیں تھے (۴۵) اور (اے رسولؐ) خواہ ہم آپ کو ابھی بعض وہ باتیں (برے اعمال کے نتائج) دکھا دیں جن کا ان

اَوۡ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيۡنَا مَرۡجِعُهُمۡ ثُمَّ اللّٰهُ

(منکرین) سے وعدہ کیا ہے یا اس سے پہلے آپ کو (دنیا سے) اٹھا لیں بہر حال انہیں لوٹ کر آنا تو ہماری ہی طرف ہے

شَهِيۡدٌ عَلٰى مَا يَفۡعَلُوۡنَ ﴿۴۶﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلٌ ۚ

پھر اللہ گواہ ہے اس پر جو کچھ وہ کر رہے ہیں (۴۶) اور ہر امت کے لئے ایک رسولؐ ہوتا ہے

فَاِذَا جَآءَ رَسُوۡلُهُمۡ قُضِىَ بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ وَ

تو جب ان کا رسولؐ ان کے پاس آجاتا ہے تو پورے انصاف کے ساتھ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا ہے

هُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوۡلُوۡنَ مَتٰى هٰذَا الۡوَعۡدُ

اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا (۴۷) اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو پھر بتاؤ (عذاب الٰہی کا) وہ

اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّاۤ اَمۡلِكُ لِنَفۡسِىۡ

وعدہ کب پورا ہوگا؟ (۴۸) (اے رسولؐ) کہہ دیجئے! (یہ معاملہ میرے ہاتھ میں نہیں ہے) میں تو خود

۱۷۔ ﴿قُلْ لَّاۤ اَمۡلِكُ لِنَفۡسِىۡ۔ الآیہ﴾ اس آیت کی تفسیر سورہ اعراف کی آیت ۱۷۸ کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور ﴿لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ﴾ کی تفسیر سورہ اعراف کی اس جیسی آیت ۳۴ کی تفسیر میں گزر چکی ہے کہ افراد کی طرح اقوام کی عمر کا بھی ایک پیمانہ ہوتا اور جب اس کی عمر پوری ہو جائے اور قوم اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھائے تو پھر وہ عذاب الٰہی کی زد میں آکر حرف غلط کی طرف مٹ جاتی ہے۔ واضح رہے کہ بابی و بہائی مرتد فرقہ نے اس آیت سے اسلام کی مدت بقا پر جو مہمل استدلال کیا ہے۔ اسے اتنا بھی شعور نہیں ہے کہ اس مدت کا تعلق قوم سے ہے کسی دین و مذہب سے نہیں ہے۔

ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ

اپنے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں۔ مگر جو اللہ چاہے (وہی ہوتا ہے) ہر امت (قوم) کے لئے (مہلت کی) ایک

اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ فَلَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَةً وَّلَا

مدت ہوتی ہے جب وہ مدت پوری ہو جاتی ہے (اور مقررہ وقت آ جاتا ہے) تو پھر ایک گھڑی کی بھی نہ تاخیر

يَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ﴿۴۹﴾ قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ اَتٰٮكُمۡ عَذَابُهٗ

ہوسکتی ہے اور نہ تقدیم (۴۹) (اے رسولؐ) ان لوگوں سے کہئے کیا تم نے اس بات پر غور کیا ہے کہ اگر اس کا عذاب (اچانک)

بَيَاتًا اَوۡ نَهَارًا مَّاذَا يَسۡتَعۡجِلُ مِنۡهُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۵۰﴾

رات کے وقت تم پر آ جائے یا دن دیہاڑے (تو تم کیا کرو گے؟) آخر وہ کون سی چیز ہے جس کی مجرم جلدی کر رہے ہیں؟ (۵۰)

اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ ؕ آٰلۡـٰٔنَ وَقَدۡ كُنۡتُمۡ

کیا جب وہ (عذاب) واقع ہو جائے گا تو تب اس پر ایمان لاؤ گے؟ (اس پر یقین کرو گے) اس وقت تو کہا جائے گا اب؟

بِهٖ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِيۡلَ لِلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا

(اس پر یقین کر کے اس سے بچنا چاہتے ہو؟) حالانکہ تم ہی اس کی جلدی کر رہے تھے (۵۱) پھر ظالموں سے کہا جائے گا

ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡخُلۡدِ ۚ هَلۡ تُجۡزَوۡنَ اِلَّا بِمَا

کہ اب دائمی عذاب کا مزہ چکھو۔ تم جو کچھ (کرتوت) کیا کرتے تھے اس (دائمی عذاب) کے سوا تمہیں

وقف النبی ﷺ

كُنۡتُمۡ تَكۡسِبُوۡنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسۡتَنۡۢبِــُٔوۡنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؔؕ

اور کیا بدلہ دیا جا سکتا ہے؟ (۵۲) اور وہ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ سچ ہے؟ (جو آپؐ

نصف ۵ وقف النبی ﷺ

قُلۡ اِىۡ وَرَبِّىۡۤ اِنَّهٗ لَحَـقٌّ ؔۚ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ ﴿۵۳﴾ ع

کہتے ہیں؟) کہیے ہاں خدا کی قسم یہ بالکل سچ ہے اور تم (خدا کو) عاجز و بے بس نہیں بنا سکتے (۵۳)

وَلَوۡ اَنَّ لِكُلِّ نَفۡسٍ ظَلَمَتۡ مَا فِى الۡاَرۡضِ

جو کچھ روئے زمین پر موجود ہے اگر وہ ہر ظالم شخص کے قبضہ میں آ جائے تو (وہ عذاب اس قدر سخت ہے) کہ وہ یہ سب

لَافۡتَدَتۡ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا

کچھ بطور فدیہ دے دے۔ جب یہ لوگ عذاب الٰہی کو دیکھیں گے تو ندامت و پشیمانی کو دل میں چھپائیں گے (اور اندر

الۡعَذَابَ ۚ وَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ وَهُمۡ لَا

ہی اندر پچھتائیں گے) لیکن پورے انصاف کے ساتھ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر

۱۸۔ ﴿وَلَوۡ اَنَّ لِكُلِّ نَفۡسٍ۔ الآیہ﴾ یہ بات درست ہے کہ خدا کے عذاب سے بچنے کیلئے فدیہ، توبہ و انابہ اور ندامت وغیرہ مفید چیزیں ہیں پر اپنے وقت پر۔ اور وہ دار دنیا ہے۔ لہٰذا جب یہ وقت گزر جائے گا اور غیب شہود بن جائے گا۔ اور اخروی عذاب سامنے آ جائے گا تو اس وقت ساری کائنات کا فدیہ میں دینا بھی بے سود ہو جائے گا۔

خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

يُظْلَمُونَ ﴿٥٤﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

ظلم نہیں کیا جائے گا (۵۴) یاد رکھو! جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ

وَالْأَرْضِ ؕ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ

سب اللہ ہی کا ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ

لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٥٦﴾

(یہ حقیقت نہیں جانتے) (۵۵) وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے (۵۶)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے (قرآن کی شکل میں)

رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ

پند و موعظہ، دلوں کی بیماریوں کی شفا اور اہل ایمان کے لئے ہدایت و رحمت کا

لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ

مجموعہ آگیا ہے (۵۷) (اے رسولؐ) کہیئے کہ (یہ سب کچھ) خدا کے خاص فضل اور اس کی خصوصی رحمت کا نتیجہ ہے اس

فَلْيَفْرَحُوا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٥٨﴾ قُلْ

لئے چاہیے کہ لوگ خوشی منائیں یہ چیز اس دولت دنیا سے بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں (۵۸) (اے رسولؐ) کہیے

أَرَأَيْتُمْ مَّا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ

! لوگو ذرا یہ تو بتاؤ کہ تم نے غور کیا ہے کہ خدا نے تمہارے لئے جو رزق اتارا ہے تو تم نے خود (اپنی خواہش نفس سے) کسی

مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلَالًا ؕ قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى

کو حرام اور کسی کو حلال قرار دے دیا ہے ان سے پوچھیے! کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا تم

اللَّهِ تَفْتَرُونَ ﴿٥٩﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى

اللہ پر بہتان باندھ رہے ہو؟ (۵۹) جو لوگ خدا پر افتراپردازی کرتے ہیں ان کا

اللَّهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ

قیامت کے دن کے بارے میں کیا گمان ہے؟ بے شک اللہ لوگوں پر فضل و کرم

عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٦٠﴾ ع ۶ / ۱۱

کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر گزاری نہیں کرتے (۶۰)

۱۹۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں خداوند عالم نے قرآن مجید کے چار اوصاف جلیلہ کا تذکرہ فرمایا ہے: (۱) یہ موعظہ ہے یعنی دلنشین انداز میں نیکی کی ترغیب دیتا ہے اور برائی سے نفرت دلاتا ہے۔ (۲) شفاء ہے۔ اس میں دل کی تمام بیماریوں از قسم کفر و شرک، نفاق اور بغض و کینہ وغیرہ کی شفاء ہے۔ (۳) اہل ایمان کیلئے ہدایت ہے۔ (۴) اور ان کیلئے پیام رحمت ہے۔ یہ حق و باطل میں تمیز کرتا ہے اور مومنوں کے سینوں کو مہر و محبت اور سلامتی سے معمور کرتا ہے۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ

(اے رسولؐ) آپؐ جس حال میں بھی ہوں اور قرآن میں سے جو کچھ بھی پڑھ کر سنائیں

وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا

اور (اے لوگو) تم بھی جو کوئی کام کرتے ہو ہم ضرور تم پر ناظر و نگران ہوتے ہیں

إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ

جب تم اس (کام) میں مشغول و منہمک ہوتے ہو۔ اور آپ کے پروردگار سے

مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا

کوئی ذرا بھر چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور کوئی چیز خواہ ذرہ سے

أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٦١﴾

چھوٹی ہو یا اس سے بڑی مگر یہ کہ وہ ایک واضح کتاب میں موجود ہے (۶۱)

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

آگاہ ہو کہ جو اللہ کے دوست ہیں ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ

يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾

غمگین ہوں گے (۶۲) یہ (اللہ کے دوست) وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا (۶۳)

لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ

ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور

لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

آخرت میں بھی اللہ کے کلمات میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی یہ ہی بڑی

وقف لازم

الْعَظِيمُ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ

کامیابی ہے (۶۴) اور (اے رسولؐ) ان (کافروں) کی (معاندانہ) باتیں آپ کو غمزدہ نہ کریں۔ یقیناً تمام کی تمام

جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٥﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَنْ

عزت اللہ کے لئے ہے (وہ جسے چاہے عزت و ذلت دے) وہ بڑا سننے، بڑا جاننے والا ہے (۶۵) آگاہ ہو جاؤ وہ تمام

فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ

ہستیاں جو آسمان میں ہیں اور وہ سب جو زمین میں ہیں اللہ ہی کے مملوک اور اسی کے

۲۰۔ ﴿وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ ۔الآیہ﴾ اس آیت شریفہ میں خداوند عالم کے علم کلی و احاطی کی وسعت و پہنائی کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ اے رسولؐ! آپ جس حال میں ہوں اور جو کام کر رہے ہوں خواہ تلاوت قرآن کر رہے ہوں اور خواہ عبادت و اطاعت میں مصروف ہوں۔ یا تذکرہ دعوت میں مشغول ہوں اور اے امت محمدیہ! تم بھی جو کچھ کر رہے ہو اور جو بھی نیک یا بد عمل کر رہے ہو ہم تمہارے ایک ایک روش و رفتار اور تمہارے ایک ایک کردار کو دیکھ رہے ہیں اور تمہاری نگرانی کر رہے ہیں اور تم پر ناظر و نگران ہیں کیونکہ آسمان و زمین میں ذرہ برابر یا اس سے چھوٹی بڑی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو آپ کے پروردگار سے مخفی ہو۔

۲۱۔ ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ ۔الآیہ﴾ خوف اور حزن و ملال دو قسم ہوتا ہے: (۱) دنیوی۔ (۲) اور اخروی۔ ظاہر ہے کہ دنیوی حزن و ملال اور شدائد کا تختۂ مشق زیادہ تر یہی اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا ماننا پڑتا ہے کہ اس سے اخروی خوف اور حزن مراد ہے۔ جیسا کہ ایک اور مقام پر ارشاد قدرت ہے۔ ﴿وهم من فزع يومئذٍ آمنون﴾ کہ جو اولیاء اللہ ہیں وہ اس دن (قیامت) کی جزع فزع سے محفوظ ہوں گے۔ وذلك هو الفوز العظيم۔

۲۲۔ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا ۔الآیہ﴾ جو اہل ایمان ہیں اور پرہیزگار و نیکوکار ہیں ان کیلئے دنیا و آخرت میں بشارت و خوشخبری ہے جیسے ارشاد قدرت ہے۔ ﴿يبشرهم ربهم برحمة منه﴾ یا یہ ارشاد ہے: ﴿لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة﴾۔ بہر حال وہ دنیا میں بھی کامیاب ہیں اور آخرت میں بھی کامران۔ بعض اخبار میں وارد ہے کہ دنیا کی بشارت سے یہ مراد ہے کہ ان کی موت کے وقت ان کیلئے جنت کا ایک دروازہ کھولا جاتا ہے جس سے وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت امیر علیہ السلام اور حسنین شریفین کی زیارت کرتے

الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ ۚ إِنْ

تابع فرمان ہیں اور جو (مشرک) لوگ اللہ کے سوا خود ساختہ شریکوں کو پکارتے ہیں وہ کاہے کی

يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٦٦﴾

پیروی کر رہے ہیں؟ وہ محض اپنے گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور صرف اپنی انکلیں دوڑا رہے ہیں (۶۶)

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ

وہ (خدا) وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ اس میں آرام کرو اور دیکھنے کے لئے دن کو روشن بنایا (تاکہ

مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٧﴾

اس میں کام کرو) بےشک اس میں ان لوگوں کے لئے (قدرت خدا کی) نشانیاں ہیں جو (کلام حق) سنتے ہیں (۶۷)

قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ الْغَنِيُّ ۖ لَهُ مَا فِي

یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنا کوئی بیٹا بنایا ہے حالانکہ وہ پاک و بے نیاز ہے اور اس کے لئے زمین

السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ

و آسمان کی ساری کائنات ہے۔ تمہارے پاس تو تمہاری بات کی کوئی دلیل بھی

سُلْطَانٍ بِهَٰذَا ۚ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾

نہیں ہے۔ کیا تم لوگ خدا پر وہ الزام لگاتے ہو جس کا تمہیں علم بھی نہیں ہے (۶۸)

قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا

(اے رسولؐ) کہہ دیجئے جو لوگ خدا پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح

يُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

نہیں پائیں گے (۶۹) ان کے لئے صرف دنیا میں تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ان کی

ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا

بازگشت ہماری طرف ہے پھر ہم ان کو ان کے کفر کی پاداش میں سخت عذاب کا مزہ چکھائیں

يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ ع ۱۲

گے (۷۰) اور (اے رسولؐ) انہیں (کفار کو) نوحؑ کا حال سنائیں جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا۔ کہ اے میری

لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي

قوم! اگر (تمہارے درمیان) میرا قیام کرنا اور آیات الٰہیہ کا یاد دلانا (اور ان کے ساتھ پند و نصیحت کرنا)

ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ حضرات جنت الفردوس میں تمہارے رفیق و ہم نشین ہوں گے۔ (تفسیر صافی وغیرہ)

۲۳۔ ﴿وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ ۔ الآیہ﴾
اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم یہ حقیقت بیان فرما رہا ہے کہ جب زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ خدا کی مخلوق اور اسی کی تابع فرمان ہیں تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ الوہیت میں اس کا کوئی بھی شریک نہیں ہے پس جب اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے تو جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے (فرضی) شریکوں کو پکارتے ہیں وہ صرف وہم و گمان کی پیروی کر رہے ہیں ان الظن لایغنی من الحق شیئاً ظن و گمان حق سے بے نیاز نہیں کرتا۔ لہٰذا وہ محض اپنی انکلیں لڑا رہے ہیں۔

۲۴۔ ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ ۔ الآیہ﴾
قرآن کا اسلوب خطاب اور انداز بیان ہے کہ وہ کسی بات کو ثابت کرنے کیلئے پہلے فطری و وجدانی انداز پیش کرتا ہے۔ اور اگر یہ انداز بیان کارگر ثابت نہ ہو تو پھر گزشتہ عبرت انگیز واقعات بیان کرکے غافل لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ یہاں یہی طریقہ کار استعمال کیا گیا ہے۔ چونکہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی انہی حالات کا سامنا تھا جو جناب نوح علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کو درپیش تھے اس لئے آپ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ ان لوگوں کو جناب نوحؑ اور دوسرے انبیاء کی سرگزشت سناؤ شاید وہ اس سے درس عبرت حاصل کریں۔

وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا

شاق گزرتا ہے تو میرا بھروسہ صرف اللہ پر ہے تو تم (میرے خلاف) اپنے خود ساختہ

أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ

شریکوں کو بھی ساتھ ملا کر کوئی متفقہ فیصلہ کر لو اور (پھر خوب سوچ سمجھ لو) تاکہ تمہارا فیصلہ تم پر پوشیدہ نہ رہے اور تمہیں اس

غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ ﴿٧١﴾ فَإِنْ

میں کوئی تذبذب باقی نہ رہے پھر میرے ساتھ جو کرنا ہے کر گزرو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو (۷۱) اب اگر (اس کے

تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا

باوجود) تم روگردانی کرتے ہو (تو تمہارا ہی نقصان ہے میرا کیا نقصان ہے) میں نے تم سے کوئی اجر تو نہیں مانگا۔

عَلَى اللَّهِ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٧٢﴾

میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے مجھے تو حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کے فرمانبردار بندوں سے ہو کر رہوں (۷۲)

فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَ

ان لوگوں نے انہیں جھٹلایا پس ہم نے انہیں اور جو کشتی میں ان کے ساتھ سوار تھے نجات دی اور

جَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا

انہیں (غرق ہونے والوں کا) جانشین بنایا اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان سب کو غرق کر دیا

بِآيَاتِنَا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ﴿٧٣﴾

تو دیکھو جن کو متنبہ کیا گیا تھا اور ڈرایا گیا تھا (مگر وہ نہ مانے) ان کا کیا انجام ہوا؟ (۷۳)

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ

پھر ہم نے ان (نوحؑ) کے بعد متعدد رسولوںؑ کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا اور وہ ان کے

فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا

پاس کھلی کھلی نشانیاں (معجزے) لے کر آئے اس پر بھی وہ تیار نہ تھے کہ جس چیز کو وہ پہلے

كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ نَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِ

جھٹلا چکے ہیں (اب معجزے دیکھ کر) اس پر ایمان لائیں۔ ہم یوں ہی ظلم و تعدی کرنے والوں کے دلوں پر

الْمُعْتَدِينَ ﴿٧٤﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ

مہر لگا دیتے ہیں (۷۴) پھر ہم نے ان (رسولوںؑ) کے بعد موسیٰؑ و ہارونؑ کو

۲۵۔ ﴿فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ۔ الآیہ﴾ چونکہ انبیاء و مرسلین کو اپنی صداقت کا یقین کامل ہوتا ہے اور نصرت الٰہی پر مکمل بھروسہ ہوتا ہے اس لئے وہ قوم کی قوت وطاقت کو خاطر میں نہیں لاتے بلکہ مخالفین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر برابر اپنے مشن کا پرچار کرتے ہیں۔ اور پھر پورے اعتماد کے ساتھ ساری قوم کو چیلنج کر دیتے ہیں کہ اگر تمہیں میری دعوت حق گراں محسوس ہوتی ہے اور تم مجھے جھوٹا مانتے ہو تو پھر میرے خلاف جو تدبیر اور سازش کرنی ہے وہ کر لو اور مجھے ہرگز مہلت نہ دو۔ پھر دیکھو کہ آیا تم مجھے یا میری دعوت حق کو مٹا سکتے ہو؟ ہمارا بھروسہ اللہ پر ہے! تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ انبیاء کے مخالف تباہ و برباد ہوئے اور ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے۔

وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا

اپنی نشانیوں (معجزوں) کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو انہوں نے تکبر کیا

وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ

اور وہ لوگ (عادی) مجرم تھے (۷۵) اور جب ہماری طرف سے ان کے پاس حق آیا (اور

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ

حقیقت واضح ہو گئی) تو انہوں نے کہہ دیا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے (۷۶) موسیٰؑ نے

مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ

کہا کیا تم حق کے بارے میں ایسی بات کہتے ہو جبکہ وہ تمہارے پاس آیا۔ کیا یہ جادو ہے؟ حالانکہ

وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا

جادوگر کبھی فلاح و کامیابی نہیں پا سکتے (۷۷) انہوں نے (جواب میں) کہا کہ کیا تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو

عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ

کہ ہمیں اس راہ سے ہٹا دو جس پر ہم نے اپنے باپ داداؤں کو پایا ہے۔ اور اس سرزمین میں تم دونوں

فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ وَقَالَ

(بھائیوں) کی بڑائی (سرداری) قائم ہو جائے اور ہم تم دونوں کی بات تسلیم کرنے والے نہیں ہیں (۷۸) اور

فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِىْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ

فرعون نے کہا (میرے ملک کے) تمام ماہر جادوگروں کو میرے پاس لاؤ (۷۹) اور جب جادوگر

السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ

آ گئے تو موسیٰؑ نے ان سے کہا (جادو کے سامان سے) تمہیں جو

مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ

کچھ پھینکنا ہے پھینکو (۸۰) جب وہ (رسیاں وغیرہ) پھینک چکے۔ تو موسیٰؑ نے کہا جو کچھ تم لائے ہو

بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ

یہ جادو ہے (نہ وہ جو میں لایا ہوں) یقیناً اللہ اسے ابھی ملیا میٹ کر دے گا کیونکہ قانون قدرت ہے کہ اللہ

عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ

مفسدین کے کام کو بننے نہیں دیتا (۸۱) اور اللہ حق کو اپنے کلمات کے ذریعہ سے ضرور حق

۲۶۔ ﴿قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ ۔الآیہ﴾ ہمیشہ حق و صداقت کے منکروں نے انبیاء کو جادوگر اور ان کے معجزات کو جادو کہا۔ حالانکہ جادو اور معجزہ میں جو نمایاں فرق ہے وہ اہل دانش و بینش پر مخفی نہیں ہے۔ ارشاد قدرت ہے کہ جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہوتا اور جادو بے بنیاد ہوتا ہے۔ جبکہ انبیاء و مرسلین ہمیشہ کامیاب اور مظفر و منصور ہوتے ہیں۔

۲۷۔ ﴿قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ ۔الآیہ﴾ حضرت نوح کے بعد بعثت انبیاء کا یہ مقدس سلسلہ برابر جاری رہا یہاں تک کہ خدائے علیم و حکیم نے جناب موسیٰؑ و ہارون جیسے عظیم انبیاء کو عظیم معجزات دے کر بھیجا۔ دوسرے جزدی کاموں کے علاوہ ان کے ذمہ دو بڑے عظیم کاموں کی انجام دہی تھی ایک اپنی قوم بنی اسرائیل کو غلامانہ زندگی سے آزاد کرانا دوسرا فرعون جیسے سرکش اور خدائی کے دعویدار کو خدا کی وحدانیت کا پیغام پہنچانا۔ انجام کار جناب موسیٰؑ اور ہارونؑ اپنے مقصد میں کس طرح مظفر و منصور ہوئے اور فرعون اور فرعونی کس طرح غرق رود نیل ہوئے اس سے قرآن و حدیث اور تاریخ کے اوراق چھلک رہے ہیں۔

۲۸۔ ﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ۔الآیہ﴾ جناب موسیٰ علیہ السلام و فرعون کے اجمالی واقعات و حالات قبل ازیں سورہ اعراف کی آیت ۱۰۳ ﴿ثم بعثنا من بعدھم موسیٰ بآیاتنا ۔ الآیہ﴾ سے آیت ۱۶۲ تک کی تفسیر میں بیان کئے جا چکے ہیں وہاں رجوع کیا جائے تاکہ واضح ہو کہ جناب موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے کس اولوالعزمی کے ساتھ اپنا فریضہ ادا کیا اور فرعون و فرعونیوں نے کس طرح قدم قدم پر ان کے سامنے روڑے اٹکائے اور کس طرح ان کی قوم پر جور و جفا کے کوہائے گراں گرائے۔ اور انجام کار فرعون و فرعونی کس طرح غرق رود نیل ہوئے اور جناب موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کس طرح مظفر و منصور ہوئے؟

ع ٨ ١٣ ١٢

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا

ثابت کر دکھاتا ہے اگرچہ مجرموں کو ناپسند ہی ہو (۸۲) پس موسیٰؑ پر ان کی قوم کے چند نوجوانوں کے

ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ

ایک گروہ کے سوا اور کوئی ایمان نہیں لایا اور وہ (ایمان لانے والے) بھی فرعون اور اپنی قوم کے

وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۭ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى

سرداروں سے ڈرتے ہوئے ایمان لائے۔ کہ کہیں وہ انہیں آزمائش (اور مصیبت) میں نہ ڈال دے اور بے شک

الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ مُوْسٰى

فرعون بڑا سرکش (بادشاہ) تھا اور حد سے بڑھ جانے والوں میں سے تھا (۸۳) اور موسیٰؑ نے کہا

يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا

اے میری قوم! اگر تم واقعی اللہ پر ایمان لائے ہو تو پھر اسی پر بھروسہ کرو۔ اگر تم فی الحقیقت

اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ

مسلمان ہو (۸۴) انہوں نے (جواب میں) کہا ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں (اور دعا کرتے ہیں) اے ہمارے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَنَجِّنَا

پروردگار ہمیں ظالم لوگوں کے لئے آزمائش کا موجب نہ بنا (ان کے ظلم کا تختۂ مشق نہ بنا) (۸۵) اور ہمیں اپنی

بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى

رحمت سے ظالموں (کے پنجۂ ظلم) سے نجات عطا فرما (۸۶) اور ہم نے موسیٰؑ اور ان

مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا

کے بھائی (ہارونؑ) کی طرف وحی کی کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے چند گھر مہیا کرو (بناؤ) اور اپنے

وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ

گھروں کو قبلہ رخ بنائیں (یا اپنے گھروں کو ہی قبلہ بنائیں) اور نماز قائم کریں اور (اے موسیٰؑ) اہل ایمان کو

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ

کامیابی کی بشارت دیں (۸۷) اور موسیٰؑ نے (دعا مانگتے ہوئے) کہا اے ہمارے پروردگار تو نے

فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیوی زندگی میں زیب و زینت (کی چیزوں) اور بہت سے مال و

۲۹۔ ﴿فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰى۔ الآیہ﴾ ذریت کے معنی کم سن اولاد اور مطلق اولاد کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگرچہ جناب موسیٰ علیہ السلام کی ساری قوم آپ پر ایمان تو لائی تھی مگر اس رزم حق و باطل میں ان کے سچے متبع اور اطاعت گزار صرف چند نوجوان ہی تھے۔ باقی صرف گفتار کے غازی تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نسل نو کے دماغ چونکہ اندھی تقلید اور جمود سے آزاد ہوتے ہیں اس لئے اہل حق کی دلیل ان کے دل و دماغ کو اپیل کرتی ہے اسلئے وہ فوراً آواز حق پر لبیک کہہ اٹھتے ہیں بخلاف بڑے بوڑھوں کے کہ اپنے اسلاف کی اندھی تقلید کے کمند کے اسیر ہوتے ہیں اور بالکل لکیر کے فقیر، اس لئے آواز حق پر لبیک کہنے میں سست ہوتے ہیں اسی لئے احادیث میں نسل نو کی طرف خصوصی توجہ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ابوجعفر احول سے فرماتے ہیں: ﴿علیك بالاحداث فانهم اسرع الى كل خير﴾ تم پر نسل نو پر توجہ دینا لازم ہے کیونکہ وہ ہر کار خیر کی طرف بہت جلدی کرتے ہیں۔ (الکافی)

۳۰۔ ﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى۔ الآیہ﴾ ایک قول یہ ہے کہ مصر میں بنی اسرائیل کی عبادت گاہیں تھیں جنہیں فرعون نے مسمار کر دیا تھا۔ (مجمع البیان) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں کو عبادت گاہ سمجھ کر خدا کی عبادت کریں اور گھروں کو قبلہ رخ بنائیں (نور الثقلین) متعدد روایات میں وارد ہے کہ موسوی دین میں مخصوص عبادت گاہوں یا پھر اپنے گھروں میں عبادت خدا کی جا سکتی تھی۔ مگر امت مرحومہ کو یہ سہولت دی گئی ہے کہ وہ جہاں چاہیں عبادت کر سکتے ہیں نیز بنی اسرائیل کو حکم دیا جا رہا ہے کہ نماز کو قائم کریں اور جناب موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اہل ایمان کو کامیابی کی خوشخبری سنائیں۔ کیونکہ کسی قوم کے راہبر و راہنما

رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ

دولت سے نوازا ہے۔ اے ہمارے پروردگار! اس کا نتیجہ اور انجام یہ ہے کہ وہ (تیرے بندوں کو) تیرے راستہ سے

أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا

بہکاتے ہیں۔ اے ہمارے مالک۔ ان کے مالوں کو نابود کردے اور ان کے دلوں کو سخت کردے تاکہ جب تک

حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ

دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ایمان نہ لائیں (۸۸) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں کی دعا

دَعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ

قبول کرلی گئی ہے سو تم ثابت قدم رہو۔ اور ان لوگوں کی پیروی نہ کرو۔ جو (حق وحقیقت کا)

لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ

علم نہیں رکھتے (۸۹) اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتاردیا پھر فرعون اور اس کے

فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا ۖ

لشکر نے سرکشی اور ظلم وتعدی سے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ جب وہ (فرعون) (دریا میں)

حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ

غرق ہونے لگا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں (مانتا ہوں) کہ اس ہستی کے سوا کوئی الہ نہیں ہے

إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ

جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں (فرمانبرداروں)

الْمُسْلِمِينَ ﴿٩٠﴾ آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ

میں سے ہوں (۹۰) (اس سے کہا گیا) اب؟ (ایمان لاتا ہے؟) حالانکہ اس سے پہلے تو مسلسل نافرمانی کرتا رہا ہے اور

مِنَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٩١﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ

تو فسادیوں میں سے ایک (بڑا) مفسد تھا (۹۱) پس آج ہم صرف تیرے بدن (لاش کو بچائیں گے)

لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً ۚ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ

تاکہ تو اپنے بعد آنے والوں کے لئے (قدرت وعبرت کی) ایک نشانی بن جائے (اگرچہ) لوگوں کی اکثریت

عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ ﴿٩٢﴾ ع وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ع ٩ ١٠ ١٢

ہماری نشانیوں سے غافل ہی رہتی ہے (۹۲) اور ہم نے (حسب الوعدہ) بنی اسرائیل کو (رہنے کیلئے) بہت

کا یہ بھی فرض ہوتا ہے کہ قوم کے حوصلوں کو بلند رکھے تاکہ کبھی قوت دفاع کمزور نہ پڑ جائے۔

۳۱۔﴿حَتّٰى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ۔ الآیہ﴾ اس آیت اور بہت سی دوسری آیات روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ قدرت قاہرہ کی بعض نشانیوں کے ظاہر ہونے کے بعد ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ جیسا کہ ارشاد ﴿یوم یاتی بعض آیات ربك لاینفع نفسا ایمانها لم تکن آمنت من قبل﴾ (القرآن) اور ان نشانیوں سے مراد ایک نزول عذاب ہے اور دوسری موت۔ چنانچہ جب فرعون نے غرق ہوتے وقت کہا ﴿آمنت انه لا اله الا الذی آمنت به بنو اسرائیل وانا من المسلمین﴾ .... تو اس سے کہا گیا: ﴿ائن وقد عصیت قبل﴾ اب؟ حالانکہ تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا ہے اور تو فسادیوں میں سے تھا!!

مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا
اچھا ٹھکانا دیا اور پاکیزہ چیزوں سے ان کی روزی کا انتظام کیا پس جب تک ان کے پاس توراۃ وغیرہ کی
حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ
شکل میں علم نہیں آ گیا تب تک انہوں نے باہم اختلاف نہیں کیا۔ پھر (جان بوجھ کر اختلاف کیا)۔ یقیناً آپؐ کا
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝۹۳ فَاِنْ
پروردگار قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ کرے گا ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے (۹۳) اگر
كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ
(بالفرض) آپؐ کو اس (قرآن میں) کچھ شک ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے تو پھر ان لوگوں (اہل
يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ
کتاب) سے پوچھ لو جو آپؐ سے پہلے کتابیں (توراۃ انجیل وغیرہ) پڑھتے رہتے ہیں۔ بے شک آپؐ کے
مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝۹۴ۙ وَلَا
پروردگار کی طرف سے آپؐ کے پاس حق آیا ہے لہٰذا ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا (۹۴) اور نہ
تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ
ہی ان لوگوں میں سے ہونا جنہوں نے آیات الٰہیہ کو جھٹلایا ورنہ نقصان اٹھانے والوں میں سے
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۹۵ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ
ہو جاؤ گے (۹۵) بے شک وہ لوگ جن پر آپؐ کے پروردگار کی بات ثابت ہو چکی ہے۔ وہ ایمان
رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۹۶ۙ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى
نہیں لائیں گے (۹۶) سوا گرچہ دنیا جہاں کی تمام نشانیاں (معجزات) ان کے سامنے آجائیں مگر وہ جب تک دردناک
يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝۹۷ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ
عذاب اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں تب تک وہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے (۹۷) قوم یونسؑ کے سوا کیوں کوئی ایسی بستی
اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ
نہیں ہوئی جو (عذاب دیکھ کر) ایمان لائی ہو اور اس کے ایمان نے اسے فائدہ بھی پہنچایا ہو؟ جب وہ (قوم یونسؑ
اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ
والے) ایمان لائے تو ہم نے اس دنیوی زندگی میں ان سے رسوائی والا عذاب ٹال دیا اور ان کو ایک مدت تک زندگی

۳۲۔ ﴿فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ ۔ الآیہ﴾ خطاب کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے مگر ان کو بوجہ عصمت وطہارت نہ کبھی اپنی وحی ونبوت میں شک تھا اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس قسم کے شک و شبہ میں گرفتار تھے۔ جیسا کہ اس سورہ ہے آخر میں ہے: ﴿یا ایھا الناس ان کنتم فی شك من دینی۔ الآیہ﴾ اے لوگو! اگر تمہیں میرے دین میں شک ہے؟ (تفسیر ابوالفتوح رازیؒ)

۳۳۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ ۔ الآیہ﴾ کچھ لوگ اس آیت کے ڈانڈے جبر سے ملانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں جس کا باطل ہونا عقل وشرع کی رو سے ثابت ہے۔ خدا یہ نہیں فرما رہا ہے کہ یہ لوگ ایمان لا نہیں سکتے۔ بلکہ یہ فرما رہا ہے کہ جو لوگ اپنے دل ودماغ پر ضد وتعصب کی پٹی باندھ لیتے ہیں اور آنکھ، کان اور عقل کے سب دریچے بند کر لیتے ہیں ان سے چونکہ ان کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ اس لئے وہ تمام آیات ومعجزات کو دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔ اور اگر لاتے ہیں تو عذاب الٰہی کا مشاہدہ کرنے کے بعد اور ظاہر ہے کہ اس وقت کا ایمان لانا کچھ سود مند نہیں ہوتا۔

۳۴۔ ﴿فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ ۔ الآیہ﴾ ابھی اوپر آیت ۹۰ کی تفسیر میں ہم واضح کر آئے ہیں کہ جب قدرت قاہرہ کی بعض نشانیاں ظاہر ہو جائیں یعنی نزول عذاب یا موت تو پھر ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ پوری کائنات میں ایک جناب یونس علیہ السلام کی قوم کی مثال ملتی ہے کہ جن کی بے مثال توبہ وانابہ سے آیا ہوا عذاب ٹل گیا تھا۔ اور موت کے وقت ایمان یا توبہ کے قبول ہونے کی تو ایک مثال بھی نہیں ملتی۔ جناب یونس علیہ السلام اور ان کے قوم کی داستان معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہماری تفسیر فیضان الرحمن فی تفسیر القرآن کی طرف رجوع فرمائیں۔

الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ

کے سروسامان سے فائدہ اٹھانے کی مہلت دے دی (۹۸) اگر آپؐ کا پروردگار

لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ

(جبراً) چاہتا تو روئے زمین کے سب لوگ ایمان لے آتے تو کیا آپؐ لوگوں کو مجبور کرتے

النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ

ہیں کہ وہ مومن ہو جائیں (۹۹) کوئی بھی متنفس ایسا نہیں ہے جو اللہ کے اذن کے بغیر

لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ

ایمان لے آئے اور اللہ ان لوگوں پر (کفر و شرک) کی نجاست ڈال دیتا ہے جو

عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي

عقل سے کام نہیں لیتے (۱۰۰) (اے رسولؐ) کہیے۔ (اے لوگو) غور سے دیکھو آسمانوں اور زمین میں کیا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ

کیا (عجائبات قدرت) موجود ہیں (اور کس بات کی گواہی دے رہے ہیں؟) مگر جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کو نہ

عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ

نشانیاں کوئی فائدہ دیتی ہیں اور نہ ڈرانے والوں کی تنبیہیں (۱۰۱) کیا یہ لوگ ان جیسے (عذاب کے) دنوں کا انتظار کر

اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ

رہے ہیں جو ان لوگوں پر آئے جو ان سے پہلے تھے (کہ ایسے ہی ان پر بھی آئیں؟) ان سے کہہ دیجئے کہ پھر تم انتظار

مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا

کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں (۱۰۲) پھر (جب ایسے دن آتے ہیں) تو ہم اپنے رسولوں کو

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع ۱۰ ۱۱ ۱۵

اور ایمان لانے والوں کو نجات دے دیتے ہیں اسی طرح ہمارے ذمہ حق ہے کہ ہم اہل ایمان کو نجات دیا کریں (۱۰۳)

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ

کہیے اے لوگو اگر تمہیں میرے دین (اسلام) کے بارے میں کچھ شک ہے تو (سن لو) میں ان (بتوں)

فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ

کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو بلکہ میں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں

۳۵۔ ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ۔ الآیہ﴾ اس قسم کی آیات کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے نظام حکمت میں جبر جائز نہیں ہے ورنہ اگر خدا اپنی قدرت قاہرہ اور مشیت جابرہ سے چاہتا تو سب لوگ ایمان لے آتے اور پوری کائنات میں ایک بھی کافر نظر نہ آتا مگر خدا اس طرح نہیں چاہتا بلکہ وہ چاہتا ہے کہ لوگ اپنی مرضی ومنشا سے ایمان لائیں یا نہ لائیں تاکہ جزا و سزا کے مستحق قرار پائیں۔ اسی لئے جبر کر کے منوانا نبی کا بھی کام نہیں ہے بلکہ صرف پیغام خدا پہنچانا فرض ہے کیونکہ ﴿لا اکراہ فی الدین﴾ یعنی دین میں جبر و اکراہ نہیں ہے۔

۳۶۔ ﴿قُلِ انْظُرُوْا۔ الآیہ﴾ کفار بار بار پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطلوبہ معجزات کا مطالبہ کرتے رہتے تھے۔ ان سے کہا جا رہا ہے کہ زمین ہو یا آسمان بلکہ پوری کائنات قدرت کی نشانیوں سے بھری پڑی ہے اور آیات آفاقیہ وانفسیہ سے چھلک رہی ہے مگر اس سے فائدہ اٹھانے کیلئے چشم بصیرت اور گوش حقیقت نوش کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اگر کوئی مورکھ عقل وخرد پر تعصب وعناد کا قفل چڑھا لے اور چشم وگوش کے دریچے بند کر لے تو اسے آیات بینات اور ڈرانے والے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اور اسے ابدی ہلاکت وتباہی سے نہیں بچا سکتے۔

أَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِي يَتَوَفّٰىكُمْ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ
جو تمہاری روح قبض کرتا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اہل ایمان کے
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۴﴾ وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ
زمرہ میں سے ہوں (۱۰۴) نیز (مجھے حکم دیا گیا ہے کہ) ہر طرف سے اپنا رخ موڑ کر سیدھا دین کی
وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ
طرف رکھوں اور مشرکوں میں سے نہ ہوں (۱۰۵) نیز (مجھے حکم دیا گیا ہے کہ) اللہ کے
اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَإِنْ فَعَلْتَ
سوا کسی ایسی ہستی کو نہ پکاریں جو تمہیں نہ فائدہ پہنچا سکے اور نہ نقصان اور اگر
فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظّٰلِمِينَ ﴿۱۰۶﴾ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ
ایسا کیا تو پھر ظالموں میں سے ہو جاؤ گے (۱۰۶) اور اگر اللہ تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے
بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ
تو اس کے سوا کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تمہارے ساتھ بھلائی
فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ
کرنا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنا
عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ
فضل و کرم فرمائے وہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے (۱۰۷) (اے رسولؐ) کہہ دیجئے! اے لوگو
قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنِ اهْتَدٰى فَإِنَّمَا
تمہارے پروردگار کی طرف سے حق آ چکا ہے پس جو ہدایت حاصل کرے گا تو وہ اپنے فائدہ کیلئے کرے گا
يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ
اور جو گمراہ ہوگا اس کا نقصان بھی اسی کو ہوگا میں تم پر نگہبان و نگران نہیں ہوں (۱۰۸) اور (اے رسولؐ)
وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوحٰى إِلَيْكَ
آپ اس وحی کی پیروی کریں جو آپ کی طرف کی جاتی ہے اور (مخالفین کی ایذا رسانیوں پر) صبر کریں یہاں تک کہ
ع ۱۱ ۶ ۱۶ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِينَ ﴿۱۰۹﴾ ع
اللہ (آپ کے اور ان کے درمیان) فیصلہ کر دے۔ جو فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (۱۰۹)

۳۷۔ ﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ عجیب انداز میں خداوند عالم کی قدرت کاملہ اور مشرکین کے مزعومہ شرکاء کی عاجزی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ اگر انسان کو کوئی دکھ پہنچے تو اللہ کے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا اور اگر وہ کوئی خیر و خوبی اور خوشی بخشنا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روک نہیں سکتا۔

۳۸۔ ﴿وَاتَّبِعْ مَا يُوحٰى۔ الآیہ﴾ خدائے مہربان اپنے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے عمدہ انداز میں نصیحت کر رہا ہے کہ آپ لوگوں کی باتوں کی کوئی پروا نہ کریں بس آپ وحی ربانی کی اتباع کریں اور ان لوگوں کی ایذا رسانیوں پر صبر کریں فیصلہ رب العزت کے ہاتھ میں جو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

رکوعاتها ۱۰ — ۵۲ مَكِّيَّةٌ — ۱۱ سُوْرَةُ هُوْدٍ — اٰیاتها ۱۲۳

سورۃ ہود۔ مکی ہے۔ آیات ۱۲۳ ۔ ۱۰ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ

الف، لام، را۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں محکم اور مضبوط بنائی گئی ہیں اور پھر تفصیل کیساتھ کھول کھول کر بیان کی گئی ہیں

حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝۱ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ

یہ اس کی طرف سے ہے جو بڑا حکمت والا، بڑا باخبر ہے (۱) (اس کا خلاصہ یہ ہے کہ) اللہ کے سوا کسی کی عبادت (بندگی) نہ

مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝۲ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

کرو بلاشبہ میں اس کی طرف سے تمہیں ڈرانے والا اور خوش خبری دینے والا ہوں (۲) اور یہ کہ اپنے پروردگار سے مغفرت

ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى

طلب کرو پھر اس کی بارگاہ میں توبہ کرو (اس کی طرف رجوع کرو) وہ تمہیں مقررہ مدت (تک زندگی کے) اچھے فوائد

اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَ

سے بہرہ مند کرے گا۔ اور ہر صاحب فضل (زیادہ عمل کرنے والوں) کو اس کے درجہ کے مطابق

اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

عطا فرمائے گا اور اگر تم نے روگردانی کی تو میں تمہارے بارے میں ایک بڑے دن کے عذاب سے

كَبِيْرٍ ۝۳ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

ڈرتا ہوں (۳) تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے

قَدِيْرٌ ۝۴ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا

والا ہے (۴) آگاہ ہو جاؤ یہ (منافق) لوگ اپنے سینوں کو دوہرا کر رہے ہیں تاکہ اس (اللہ یا رسولؐ) سے چھپ جائیں مگر یاد رکھو

مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا

جب یہ لوگ اپنے (سارے) کپڑے اپنے اوپر اوڑھ لیتے ہیں تو (تب بھی) وہ (اللہ) وہ بھی جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور

يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۵

وہ بھی جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں (کیونکہ) بے شک وہ تو ان رازوں سے بھی خوب واقف ہے جو سینوں کے اندر ہیں (۵)

سورہ ہود

سورہ ہود کے مطالب ومضامین کا خلاصہ

(۱) اسلام کے بنیادی عقائد توحید، رسالت اور قیامت کا موثر انداز میں بیان۔ (۲) توحید افعالی کا تذکرہ۔ (۳) خدا اہلیت دیکھ کر کوئی منصب عطا کرتا ہے۔ (۴) جناب نوحؑ کا اپنے ناخلف بیٹے کی سفارش کرنا اور خدا کا جواب۔ (۵) ظالم کی اعانت کرنے کی ممانعت۔ (۶) اوقات نماز کا تذکرہ۔ (۷) جناب نوح و لوط علیہما السلام کا تذکرہ۔ (۸) ذرہ ذرہ کے حساب وکتاب کا تذکرہ۔ (۹) بعض سابقہ قوموں کے برے انجام کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصہ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿اَلَّا تَعْبُدُوْٓا۔ الآیہ﴾ اس سورہ کی ابتداء میں وہی اعلان ہو رہا ہے جو پہلے دن سے تمام داعیان حق کی دعوتوں کا مرکزی اعلان رہا ہے کہ بندگی صرف اللہ کی کرو اور کسی کی بندگی نہ کرو۔

۲۔ ﴿وَيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ۔ الآیہ﴾ یہ اس ضابطہ عقلیہ کا اعلان ہے جس کی تائید مزید شریعت نے بھی کی ہے کہ خدا ہر شخص کو اس کی اہلیت ولیاقت دیکھ کر کسی عہدہ و منصب پر فائز کرتا ہے۔ کیونکہ تقاضائے عدل یہی ہے اور جو اس کے خلاف ہے وہ ظلم ہے جس سے خدا کا دامن ربوبیت پاک وصاف ہے۔

الربع

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ
اور زمین میں کوئی چلنے پھرنے والا جانور نہیں ہے مگر یہ کہ اسکا رزق خدا کے ذمے ہے اور وہ جانتا ہے کہ اسکا
يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ
مستقل ٹھکانہ کہاں ہے اور اسکے سونپے جانے (کم رہنے) کی جگہ کہاں ہے؟ سب کچھ ایک واضح کتاب
مُّبِيْنٍ ﴿۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ
میں محفوظ ہے (۶) اور وہی وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا
سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ
اور (اس سے پہلے) اسکا عرش پانی پر تھا (یہ سب کچھ کیوں پیدا کیا؟) تاکہ تمہیں آزمائے
اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ
کہ تم میں سب سے بہتر عمل کرنے والا کون ہے؟ اور (اے رسولؐ) اگر
مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ
آپؐ ان سے کہیں کہ تم مرنے کے بعد (دوبارہ) اٹھائے جاؤ گے تو
كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا
کافر لوگ ضرور کہیں گے یہ تو کھلا ہوا جادو ہے (۷) اور اگر ہم ان پر
عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا
عذاب نازل کرنے میں ایک مقررہ مدت تک تاخیر بھی کر دیں تو وہ ضرور یہ کہیں گے کہ کون سی
يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ
چیز نے اسے روک رکھا ہے؟ یاد رکھو جس دن ان پر وہ (عذاب) آئیگا تو پھر اسے پھیرا نہ جا
ع ۱ ۸ ۱ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنَا
سکے گا اور انہیں وہ (عذاب) گھیر لے گا جسکا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے (۸) اگر ہم انسان کو اپنی
الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ
طرف سے رحمت کا مزہ چکھائیں (کسی نعمت سے نوازیں) اور پھر اسے اس سے چھین لیں تو وہ بڑا مایوس
كَفُوْرٌ ﴿۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ
اور بڑا ناشکرا ہو جاتا ہے (۹) اور اگر ہم کسی سختی و تکلیف کے پہنچنے کے بعد کسی نعمت و راحت کا مزہ چکھائیں تو (غافل ہو

۳۔ ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ ۔الآیہ﴾ دابہ زمین پر ہر چلنے پھرنے والے جانور کو کہا جاتا ہے جس میں جن وانس، درند، چرند، پرند وغیرہ سب داخل ہیں۔ اور رزق سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے کسی جانور کی روح کی بقا اور اس کے جسم کی نشوونما وابستہ ہوتی ہے۔ نیز یہ بھی واضح رہے کہ خدا نے رزق حلال کی ذمہ داری اپنے ذمہ لی ہے۔ لہٰذا رزق حرام بندہ کا اپنا ذاتی کسب واکتساب ہے۔ نیز مخفی نہ رہے کہ اس خدائی ضمانت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ کام کاج کرنا چھوڑ دے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے بلکہ کام کرنا بندہ کا کام ہے اور کامیاب کرنا خدا کا کام ہے ﴿ولیس للانسان الاما سعٰی﴾!!

۴۔ ﴿وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ ۔الآیہ﴾ عام انسان کی یہ ایک عام فطری کمزوری ہے کہ جب اسے بدنی صحت، مالی وسعت اور اہل وعیال کی کثرت وغیرہ گوناگوں نعمتوں سے نوازا جائے اور وہ ان کا شکریہ ادا نہ کرے اور اس کے نتیجہ میں ان نعمتوں سے محروم ہو جائے یا کوئی اور مصیبت اسے پیش آجائے تو وہ فوراً رحمت الٰہی سے مایوس ہو جاتا ہے اور جزع فزع کرنے لگتا ہے اور جب کبھی رنج کے بعد راحت اور تنگی کے بعد آسائش مل جائے تو یک قلم غافل ہو جاتا ہے اور ڈینگیں مارنے لگتا ہے کہ اب کیا غم ہے؟ برائیاں دور ہو گئی ہیں! خلاصہ یہ ہے کہ انسان عجلت پسند ہے اور اپنی موجودہ حالت کو ہی سب کچھ جاننے والا واقع ہوا ہے حالانکہ حالات ادلتے بدلتے رہتے ہیں اور کوئی بھی حالت ہمیشہ یکساں نہیں رہتی۔ ع

ثبات اک تغیر کو ہے زمانے میں

خدا پر ایمان رکھنے والے ایک انسان کا فرض ہے کہ ہر حال میں راضی برضاء خدا رہے اور خدا پر توکل کرے اور مناسب عملی جدوجہد جاری رکھے۔

لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۙ﴿۱۰﴾

کر) کہہ اٹھتا ہے کہ میری تمام برائیاں چلی گئیں (دکھ درد دور ہو گئے)۔ بالیقین وہ (انسان) بڑا خوش ہونے والا، بڑا

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ

اترانے والا ہے (۱۰) مگر ہاں جو لوگ صبر کرتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں (وہ ایسے نہیں ہیں

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا

بلکہ) یہی وہ ہیں جن کے لئے بخشش ہے اور بہت بڑا اجر ہے (۱۱) (اے پیغمبرؐ) آپکی طرف جو وحی کی جاتی

يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ

ہے تو کیا آپؐ (کفار کی باتوں سے متاثر ہو کر) اسکا کچھ حصہ چھوڑ دیں گے اور کیا آپکا سینہ تنگ ہو جائیگا کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ

اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ

ان پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اتارا گیا؟ یا انکے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا؟ (آپؐ ہرگز ایسا نہیں کرسکتے اور نہ ہی کرنا چاہیے

نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ؕ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

کیونکہ) آپؐ تو بس (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والے ہیں اور اللہ ہی ہر چیز پر نگہبان ہے (۱۲) یا وہ یہ کہتے ہیں کہ

افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ

اس شخص (آپؐ) نے یہ (قرآن) خود گھڑ لیا ہے؟ آپؐ فرمایئے اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو تو

وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

تم بھی اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں لے آؤ۔ اور بیشک اللہ کے سوا جسکو (اپنی مدد کیلئے) بلا نا

صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ

چاہتے ہو بلا لو (۱۳) (اے مسلمانو) اب اگر وہ (کفار) تمہاری دعوت پر لبیک نہ کہیں تو پھر سمجھ لو کہ جو کچھ (قرآن)

اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

نازل کیا گیا ہے وہ اللہ کے علم وقدرت سے اتارا گیا ہے اور یہ بھی (سمجھ لو) کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے (اے کفار بتاؤ) کیا

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا

اب اسلام لاؤ گے اور یہ حقیقت تسلیم کرو گے؟ (۱۴) اور جو صرف دنیا کی زندگی اور اسکی زیب و

نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا

زینت چاہتے ہیں تو ہم انہیں انکی سعی و عمل کی پوری پوری جزا دیتے ہیں اور انکے ساتھ

۵۔ ﴿فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ۔الآیہ﴾ ہم تفسیر فیضان الرحمن کی پہلی جلد کے دوسرے مقدمہ میں واضح کر آئے ہیں کہ کفار جو کہ قرآن کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصنیف قرار دیتے تھے خدا نے پہلے انہیں پورے قرآن جیسی کتاب لانے کا چیلنج کیا بعد ازاں اس چیلنج میں لچک پیدا کی کہ اس جیسے دس سورتیں ہی بنا کر لاؤ۔ اور جب وہ ایسا بھی نہ کرسکے تو مزید رعایت دیتے ہوئے اس جیسی ایک ہی سورہ لانے کی پیشکش کی گئی اور فرمایا گیا کہ اگر ایسا بھی نہ کرسکو اور ہرگز نہیں کرسکو گے تو پھر جان لو کہ یہ قرآن اللہ کا کلام معجز نظام ہے۔ مخفی نہ رہے کہ موجودہ قرآن میں یہ جوابی سلسلہ برعکس موجود ہے کہ ایک سورہ لاؤ۔ وہ نہیں لاسکتے تو دس سورتیں لاؤ اور اگر وہ بھی نہیں لاسکتے تو پھر پورے قرآن کا مثل لاؤ۔ اس بات کی ناقابل رد دلیل ہے کہ موجود ترتیب قرآن نزول کے مطابق نہیں ہے۔

۶۔ ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ ۔الآیہ﴾ یہ حقیقت کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ قانون قدرت اور آئین فطرت کے مطابق ﴿ولیس للانسان الا ما سعٰی﴾ ہر شخص کو وہی کچھ ملتا ہے جس قدر وہ سعی وکوشش کرتا ہے اور اللہ چونکہ عادل ہے وہ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ لہٰذا جو شخص دنیا کے حصول کی کوشش کرتا ہے اسے دولت دنیا مل جاتی ہے اور جو آخرت کو سنوارنے کی کوشش کرتا ہے خدا اس کی عاقبت کو سدھار دیتا ہے۔ بندے بھی دو ہیں: ﴿مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ﴾ (۱) دنیادار۔ اور (۲) دیندار۔ کام بھی دو ہیں: (۱) دنیا کیلئے۔ (۲) آخرت کیلئے۔ اور نتیجے بھی دو ہیں: (۱) دنیا اور (۲) آخرت کا حصول۔

يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي

کوئی کمی نہیں کی جاتی (۱۵) یہ وہ (بدنصیب) لوگ ہیں جن کیلئے آخرت (کی زندگی) میں دوزخ کی

الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا

آگ کے سوا کچھ نہیں ہے اور انہوں نے اس (دنیا) میں جو کچھ کیا تھا وہ سب اکارت ہو جائیگا اور

وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ

وہ جو کچھ کرتے ہیں سب باطل ہو جائے گا (۱۶) کیا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف سے (اپنی صداقت

مِنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ

کی) کھلی ہوئی دلیل رکھتا ہے اور جسکے پیچھے ایک گواہ بھی ہے جو اسی کا جز ہے اور اس سے پہلے موسیٰؑ کی

مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ

کتاب (توراۃ) بھی رحمت و راہنمائی کے طور پر آچکی ہے (اور اسکی تصدیق بھی کر رہی ہے)

وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا

یہ لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور جو مختلف گروہوں میں اسکا انکار کریگا اسکی وعدہ گاہ

تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ

آتش دوزخ ہے خبردار تم! اسکے بارے میں شک میں نہ پڑنا وہ آپکے پروردگار کی طرف

النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٧﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ

سے برحق ہے مگر اکثر لوگ (حق پر) ایمان نہیں لاتے (۱۷) اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا

عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَ

جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے ایسے لوگ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پیش کئے جائینگے۔ اور

يَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ

گواہ گواہی دینگے کہ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹا بہتان باندھا۔

أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿١٨﴾ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ

خبردار ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے (۱۸) جو اللہ کی راہ سے (اسکے بندوں کو)

سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ

روکتے ہیں اور اسے ٹیڑھا کرنا چاہتے ہیں اور آخرت کا انکار

۷۔ ﴿أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ۔ الآیہ﴾ اس بات پر مفسرین اسلام کا اتفاق ہے کہ ﴿أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ﴾ سے مراد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ البتہ ﴿وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ﴾ میں قدرے اختلاف ہے کہ اس سے مراد کون ہے؟ روایات اہل بیتؑ سے ثابت ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے آنے والے اس گواہ سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں (الکافی، الصافی، الدر المنثور وغیرہ)

كُفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ

کرتے ہیں (۱۹) یہ لوگ اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں تھے اور نہ

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ وقف لازم

خدا کے علاوہ انکا کوئی مددگار اور کارساز تھا۔ انکو دوگنا

لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ

عذاب ہو گا۔ (کیونکہ) یہ نہ (حق بات) سن سکتے ہیں۔ اور نہ

وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

(حقیقت) دیکھ سکتے تھے (۲۰) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا

اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا

کیااور وہ (خلاف حق) جو افترا پردازیاں کیا کرتے تھے وہ سب ان سے گم ہوگئیں (۲۱) بلاشبہ

جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ

یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ گھاٹا اٹھانے والے ہوں گے (۲۲) بیشک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور عجز و نیاز کیساتھ اپنے پروردگار کے

رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾

حضور جھک گئے یہی لوگ جنتی ہیں جو اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (۲۳)

مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ

ان دونوں فریقوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا، بہرا ہو اور دوسرا آنکھ و کان والا۔ (بتاؤ)

وَالسَّمِيْعِ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ ع ۲/۲

یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم غور وفکر نہیں کرتے (اور نصیحت حاصل نہیں کرتے؟) (۲۴)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ

بیشک ہم نے نوحؑ کو انکی قوم کی طرف بھیجا (انہوں نے کہا لوگو!) میں تمہیں کھلا ہوا (عذاب الٰہی) سے ڈرانے

مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ

والا ہوں (۲۵) اور یہ کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو (ورنہ) میں تمہارے بارے میں ایک

۸۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ الآیہ﴾ بدنصیب کفار و مشرکین کے نظریات و حالات اور ان کے برے انجام کا تذکرہ کرنے کے بعد یہاں خوش نصیب اہل ایمان اور ان کے معتقدات و اعمال اور ان کے طرز بود ماند اور ان کے خوشگوار انجام کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور عجز و نیاز کے ساتھ اپنے پروردگار کے حضور جھک گئے یہی لوگ جنتی ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ بعد ازاں مومن و کافر کی مثال دے کر ان کے باہمی فرق کو نمایاں کیا گیا ہے۔

۹۔ ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا ۔ الآیہ﴾ یہاں آدمؑ ثانی پہلی شریعت پیش کرنے والے اور پہلے اولوالعزم نبی جناب نوح علیہ السلام اور ان کی دعوت حق کا تذکرہ ہو رہا ہے اور یہاں سے لے کر آیت ۹۹ تک اسی تاریخی ترتیب کے ساتھ جس کے مطابق خدا نے مختلف امتوں کی طرف مختلف نبی بھیجے تھے ان کی اور ان کی قوموں کی سرگزشت بیان کی گئی ہے۔

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٦﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ

ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں (۲۶) اس پر انکی قوم کے سردار جو کافر تھے

كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا

کہنے لگے کہ (اے نوحؑ) ہم تو تمہیں اسکے سوا کچھ نہیں دیکھتے کہ تم ہم جیسے ایک انسان ہو۔ اور ہم تو یہی

نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ

دیکھ رہے ہیں کہ جن لوگوں نے آپکی پیروی کی ہے وہ ہم میں سے بالکل رذیل لوگ ہیں اور انہوں نے

الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ

بھی بے سوچے سمجھے سرسری رائے سے کی ہے اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی برتری نہیں دیکھتے بلکہ تم

نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ

لوگوں کو جھوٹا خیال کرتے ہیں (۲۷) نوحؑ نے کہا اے میری قوم! کیا تم نے (اس بات پر) غور کیا ہے

عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ

کہ اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل رکھتا ہوں؟ اور اس نے مجھے اپنی رحمت بھی عطا فرمائی

فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا

ہے۔ جو تمہیں سجھائی نہیں دیتی تو کیا ہم زبردستی اسے تمہارے اوپر مسلط کر سکتے ہیں جبکہ تم اسے

كٰرِهُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ

ناپسند کرتے ہو؟ (۲۸) اے میری قوم میں اس (تبلیغ حق) پر تم سے کوئی مالی معاوضہ طلب نہیں کرتا۔ میرا معاوضہ اللہ کے

اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ

ذمے ہے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں (وہ تمہاری نگاہ میں جس قدر پست ہوں) میں انکو اپنے پاس سے نہیں نکال سکتا۔ بیشک وہ

اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿٢٩﴾

اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری دینے والے ہیں البتہ میں دیکھتا ہوں کہ تم جہالت سے کام لینے والے لوگ ہو (۲۹)

وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا

اے میری قوم! اگر میں انکو اپنے پاس سے نکال دوں تو اللہ کے مقابلے میں کون میری مدد کریگا۔ کیا تم اتنا بھی غور نہیں کرتے؟ (اور

تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ

نصیحت قبول نہیں کرتے) (۳۰) اور (دیکھو) میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ

۱۰۔﴿فَقَالَ الْمَلَاُ۔الآیہ﴾ جناب نوحؑ کی قوم کے بڑے لوگوں نے جناب نوح علیہ السلام پر دو ایراد کیے: (۱) ایک یہ کہ آپؑ ہماری طرح ایک آدمی ہیں پھر ہم آپ کو کس طرح نبی مان کر آپ کی اتباع کریں؟ (۲) ہماری قوم کے رذیل اور غریب غربا لوگ آپ پر ایمان لائے ہیں تو ہم شرفاء وامراء کس طرح آپ کو نبی تسلیم کریں۔ یہاں انہی احمق لوگوں کے ان احمقانہ ایرادات کے جوابات دیئے جا رہے ہیں جو انسان کو فرشتوں سے کمتر مخلوق بناتے تھے اور دین وایمان کو دولت کے ترازو میں تولتے تھے۔ جناب نوح علیہ السلام نے فرمایا: کہ میں نے کیا کہا ہے۔ کہ میں آدمی نہیں ہوں۔ ہاں البتہ میں یہ کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے خلعت نبوت سے نوازا ہے۔ اور میں اسی کی تبلیغ کرتا ہوں اور میں تمہارے کہنے پر ان غریب و نادار لوگوں کو نکال نہیں سکتا۔ کیونکہ اگر میں ان کو نکال دوں تو یہ اللہ کی بارگاہ میں فریاد کریں۔ تو اللہ کے مقابلے میں میری کون مدد کرے گا کیا تم اتنا بھی غور نہیں کرتے۔

۱۱۔﴿وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ۔الآیہ﴾ جناب نوح علیہ السلام کی بے لوث دعوت حق کا تذکرہ ہو رہا ہے کہ نہ صلہ کی تمنا اور نہ ستائش کی توقع ہاں البتہ صرف خوشنودی خدا کی خاطر امت کی فوز وفلاح کی جا رہی ہیں۔ ایک خدا پرست مبلغ حق کی یہی شان ہونی چاہیے۔ اس میں ان لوگوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے جو دین کے نام پر دنیا کماتے ہیں۔ اور اگر دین کا کچھ کام بھی کرتے ہیں تو ذاتی نام ونمود کیلئے۔ واللہ ولی التوفیق۔

۱۲۔﴿وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ۔الآیہ﴾ جناب نوح علیہ السلام نے فرمایا بے شک میں انسان ہوں اور کوئی مافوق الفطرت مخلوق نہیں ہوں۔ کیونکہ انسان کی ہدایت انسان سے ہی ہوسکتی ہے۔ فرشتے سے حجت تمام نہیں ہوسکتی اور میرا کام اچھے کام کرنے والوں کو بشارت دینا اور برے کام کرنے والوں کو نذارت کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ کسی

اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ وَلَاۤ اَقُوۡلُ اِنِّىۡ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوۡلُ لِلَّذِيۡنَ

کہتا ہوں کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں کوئی فرشتہ ہوں اور نہ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ

تَزۡدَرِىۡۤ اَعۡيُنُكُمۡ لَنۡ يُّؤۡتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيۡرًا ؕ اَللّٰهُ

جن لوگوں کو تم حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہو کہ اللہ انہیں کوئی بھلائی عطا نہیں کریگا اللہ ہی بہتر

اَعۡلَمُ بِمَا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ ۖۚ اِنِّىۡۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۳۱﴾

جانتا ہے جو کچھ انکے دلوں میں ہے اگر میں ایسا کہوں تو ظالموں میں سے ہو جاؤنگا (۳۱)

قَالُوۡا يٰنُوۡحُ قَدۡ جٰدَلۡتَنَا فَاَكۡثَرۡتَ جِدَالَنَا

ان لوگوں نے کہا کہ اے نوحؑ! تم نے ہم سے بحث و تکرار کی ہے اور بہت کر لی (اسکا کوئی فائدہ

فَاۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ

نہیں ہے) اگر تم سچے ہو تو وہ (عذاب) ہمارے پاس لاؤ جسکی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو (۳۲)

اِنَّمَا يَاۡتِيۡكُمۡ بِهِ اللّٰهُ اِنۡ شَآءَ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ ﴿۳۳﴾

نوحؑ نے کہا وہ (عذاب) تو اللہ ہی لائیگا جب چاہے گا اور تم اسے عاجز نہیں کر سکتے (۳۳)

وَلَا يَنۡفَعُكُمۡ نُصۡحِىۡۤ اِنۡ اَرَدْتُّ اَنۡ اَنۡصَحَ لَـكُمۡ اِنۡ

اگر اللہ تمہیں گمراہی میں چھوڑ دینا چاہے (اور اسطرح تمہیں ہلاک کرنا چاہے تو) میں جس قدر تمہیں نصیحت

كَانَ اللّٰهُ يُرِيۡدُ اَنۡ يُّغۡوِيَكُمۡ ؕ هُوَ رَبُّكُمۡ ۚ وَاِلَيۡهِ

کرنا چاہوں میری نصیحت تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ وہی تمہارا پروردگار ہے اور اسی کی طرف تمہیں

تُرۡجَعُوۡنَ ؕ ﴿۳۴﴾ اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ ؕ قُلۡ اِنِ افۡتَرَيۡتُهٗ

لوٹ کر جانا ہے (۳۴) کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ (آپؐ) نے (یہ قرآن) خود گھڑ لیا ہے۔ تو کہئے! اگر میں نے یہ

فَعَلَىَّ اِجۡرَامِىۡ وَاَنَا بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تُجۡرِمُوۡنَ ﴿۳۵﴾ وَاُوۡحِىَ اِلٰى ع ۳ ۳

گھڑا ہے تو اس جرم کا وبال مجھ پر ہے اور جو جرم تم کر رہے ہو اس سے میں بری الذمہ ہوں (۳۵) اور نوحؑ کی

نُوۡحٍ اَنَّهٗ لَنۡ يُّؤۡمِنَ مِنۡ قَوۡمِكَ اِلَّا مَنۡ قَدۡ اٰمَنَ فَلَا

طرف وحی کی گئی کہ ان لوگوں کے سوا جو ایمان لا چکے ہیں تمہاری قوم میں سے اور کوئی ایمان نہیں

تَبۡتَـئِسۡ بِمَا كَانُوۡا يَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳۶﴾ ۖۚ وَاصۡنَعِ الۡـفُلۡكَ

لائیگا۔ پس تم اس پر غمگین نہ ہو جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں (۳۶) اور ہماری نگرانی اور ہماری وحی کے

بھی بشیر و نذیر کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ خزانوں کا مالک ہو اور نہ ہی اس کیلئے عالم الغیب ہونا ضروری ہے کہ لوگوں کو غیب کی خبریں بتائے اور نہ ہی اس کے لئے آسمانی فرشتے ہونے کی کوئی شرط ہے ہاں البتہ اسے ایک کامل و مکمل انسان ہونا چاہیے و بس۔

فرشتوں سے افضل ہے انسان ہونا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

۱۴۔ ﴿قَالَ اِنَّمَا يَاۡتِيۡكُمۡ بِهِ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ جناب نوح علیہ السلام کی قوم ایمان لانے اور نیک عمل کرنے کی بجائے الٹا مذاق اڑاتے ہوئے آپ سے مطالبہ کرتی تھی کہ اگر تم سچے ہو تو پھر وہ عذاب لاؤ جس کی ہمیں دھمکی دیتے ہو؟ جناب نوح علیہ السلام بڑے صبر و تحمل کے ساتھ جواب دیتے ہیں کہ خدا کے عذاب سے ڈرانا میرا کام ہے عذاب لانا میرا کام نہیں ہے۔ عذاب کا نازل کرنا خدائے قہار کے قبضہ قدرت میں ہے وہ جب چاہے گا مناسب وقت پر نازل کر دے گا۔

بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ

مطابق ایک کشتی بناؤ۔ اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے کوئی بات (سفارش) نہ کرنا (کیونکہ) یقیناً یہ

إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿٣٧﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ

سب لوگ غرق ہو جانے والے ہیں (۳۷) چنانچہ نوحؑ کشتی بنانے لگے اور جب بھی ان کی قوم کے سردار

عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِن تَسْخَرُوا

ان کے پاس سے گزرتے تو وہ ان کا مذاق اڑاتے وہ (نوحؑ) کہتے اگر (آج) تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو

مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ

تو (کل کلاں) ہم بھی تمہارا اسی طرح مذاق اڑائیں گے جس طرح تم اڑا رہے ہو (۳۸) عنقریب

تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر دے گا اور کس پر

عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ

دائمی عذاب نازل ہوتا ہے (۳۹) یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آگیا۔ اور تنور نے جوش مارا (ابل

قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا

پڑا) تو ہم نے (نوحؑ سے) کہا کہ ہر قسم کے جوڑوں میں سے دو دو (نر و مادہ) کو اس (کشتی) میں سوار کر لو۔ اور اپنے گھر

مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ

والوں کو بھی بجز ان کے جن کی (ہلاکت کی) بات پہلے طے ہو چکی ہے نیز ان کو بھی (سوار کر لو) جو ایمان لا چکے ہیں اور

إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا

بہت ہی تھوڑے لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے تھے (۴۰) نوحؑ نے کہا (کشتی میں) سوار ہو جاؤ اللہ کے نام کے سہارے

وَمُرْسَاهَا ۚ إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٤١﴾ وَهِيَ تَجْرِي

اس کا چلنا بھی ہے اور اس کا ٹھہرنا بھی۔ بے شک میرا پروردگار بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (۴۱) اور وہ (کشتی) انہیں

بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي

ایسی موجوں (لہروں) میں لئے جا رہی تھی جو پہاڑوں جیسی تھیں اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کو آواز دی جو کہ الگ

مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَب مَّعَنَا وَلَا تَكُن مَّعَ الْكَافِرِينَ ﴿٤٢﴾

ایک گوشہ میں (کھڑا) تھا۔ اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ (کشتی میں) سوار ہو جا۔ اور کافروں کے ساتھ نہ ہو (۴۲)

۱۴۔ ﴿وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۔الآیہ﴾ جب قوم کی سرکشی حد سے بڑھ گئی اور اب انکی تباہی کا وقت قریب آگیا تو خدا نے جناب نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہماری نگرانی میں کشتی بناؤ۔ جناب نوح علیہ السلام چونکہ لق و دق صحرا میں کشتی بنا رہے تھے تو حقیقت حال سے غافل لوگ جب وہاں سے گزرتے اور جناب نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے میں مصروف پاتے تو مذاق اڑاتے اور اسے جناب نوح علیہ السلام کی دیوانگی کی دلیل قرار دیتے۔ مگر اہل ایمان نجات کا یہ سامان دیکھ کر خوش ہوتے۔ بہرحال جناب نوح علیہ السلام مذاق اڑانے والوں سے فرماتے کہ کل کلاں ہم تمہارا اسی طرح مذاق اڑائیں گے جس طرح آج تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو۔

۱۵۔ ﴿حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا ۔الآیہ﴾ یہاں تک کہ جب عذاب الٰہی کا وقت آگیا۔ اور تنور نے جوش مارا (ابل پڑا) تو خدا نے جناب نوح علیہ السلام سے فرمایا کہ ہر قسم کے جوڑوں میں سے دو دو (نر و مادہ) اس کشتی میں سوار کرو۔ اور اپنے گھر والوں کو بھی بجز ان کے جن کی ہلاکت کی بات پہلے سے طے ہو چکی ہے نیز ایمان لانے والوں کو بھی سوار کر لو۔ جو بہت ہی تھوڑے تھے۔

۱۶۔ ﴿وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ ۔الآیہ﴾ زمین سے پانی ابل رہا ہے۔ موسلا دھار بارش برس رہی ہے۔ پہاڑوں کی طرف موجیں اٹھ رہی ہیں اور جناب نوح علیہ السلام کی کشتی ان سے ٹکراتی ہوئی رواں دواں ہے۔ تو جناب نوح علیہ السلام کی نظر اپنے نالائق بیٹے پر پڑی اور شفقت پدری نے جوش مارا۔ فرمایا: او میرے بیٹے آ ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ مگر ناخلف بیٹے نے پہاڑ کی پناہ کا عذر کر کے سوار ہونے سے انکار کر دیا۔ اور انجام کار باپ کے دیکھتے دیکھتے غرق ہو گیا۔ باقی تفصیلات متن قرآن میں درج ہیں۔

قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا

اس نے کہا میں ابھی کسی پہاڑ پر پناہ لے لوں گا جو مجھے پانی سے بچائے گا نوحؑ نے کہا (بیٹا) آج اللہ کے

عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ

امر (عذاب) سے کوئی بچانے والا نہیں ہے۔سوائے اس کے جس پر وہ (اللہ) رحم فرمائے۔اور

بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ﴿۴۳﴾ وَقِیْلَ

پھر (اچانک) انکے درمیان موج حائل ہوگئی پس وہ ڈوبنے والوں میں سے ہوگیا (۴۳) اور

یٰٓاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ

ارشاد ہوا اے زمین! اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا۔اور پانی اتر

وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدًا

گیا اور معاملہ طے کردیا گیا اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی اور کہا گیا ہلاکت ہو ظلم

لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ

کرنیوالوں کیلئے (۴۴) اور نوحؑ نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا اے میرے پروردگار میرا

اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ

بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور یقیناً تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب فیصلہ کرنیوالوں سے بہتر فیصلہ

الْحٰكِمِیْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ

کرنے والا ہے (۴۵) ارشاد ہوا اے نوحؑ وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے وہ

عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ۫ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ

تو مجسم عمل بد ہے پس جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے بارے میں مجھ سے سوال

عِلْمٌ ؕ اِنِّیْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ

نہ کر میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں میں سے نہ ہو جانا (۴۶) عرض کیا

رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ

اے میرے پروردگار! میں اس بات سے تیری بارگاہ میں پناہ مانگتا ہوں کہ میں تجھ سے ایسی چیز کا سوال کروں جس کا

وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾ قِیْلَ

مجھے علم نہیں ہے۔اور اگر تونے مجھے نہ بخشا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں نقصان اٹھانیوالوں میں سے ہوجاؤنگا (۴۷) ارشاد

الربع

۱۷۔ ﴿وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ ۔الآیہ﴾ خداوند عالم نے جناب نوح علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ کشتی میں جانوروں کو جوڑا جوڑا اور اپنے اہل وعیال اور دوسرے اہل ایمان کو سوار کر لو۔ جناب نوح علیہ السلام نے اہل وعیال کے ساتھ جو شرط تھی ”الامن سبق علیه القول“ (سوائے ان کے جن کی ہلاکت کا فیصلہ ہو چکا ہے) پر توجہ نہ دی اور اپنے بیٹے کو ہلاک ہوتے ہوئے دیکھ کر پکار اٹھے میرے پروردگار! میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ برحق ہے (کہ تو میرے اہل کو نجات دے گا) ارشاد قدرت ہوا کہ تمہارا بیٹا چونکہ ناہنجار اور بدکردار ہے اس لئے وہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے۔

۱۸۔ ﴿قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ ۔الآیہ﴾ خداوند نے فرمایا تھا کہ کشتی میں جانوروں کو جوڑا جوڑا اور اپنے اہل وعیال اور دوسرے اہل ایمان کو سوار کرو۔ جناب نوح علیہ السلام نے اہل وعیال کے ساتھ جو شرط تھی ”الامن سبق علیه القول“ (سوائے ان کے جن کی ہلاکت کا فیصلہ ہو چکا ہے) پر توجہ نہ دی اور اپنے بیٹے کو ہلاک ہوتے ہوئے دیکھ کر پکار اٹھے میرے پروردگار! میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے! اور تیرا وعدہ برحق ہے (کہ تو میرے اہل کو نجات دے گا) ارشاد قدرت ہوا کہ تمہارا بیٹا چونکہ ناہنجار اور بدکردار ہے لہٰذا یہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے۔ لہٰذا مجھ سے وہ چیز طلب نہ کر جس کا تمہیں علم نہیں ہے پس خدا کی یہ تنبیہ سن کر جناب نوح علیہ السلام کو بیٹا بھول گیا۔اور اس مطالبہ سے خدا کی پناہ مانگنے لگے اور استغفار کرنے لگے جو کہ جناب نوح علیہ السلام کے انتہائی خشوع و خضوع کی علامت ہے۔اس واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ نجات کا دارومدار ایمان اور عمل صالح پر ہے۔رشتہ داری پر نہیں ہے اور یہ کہ خدا ایسا قادر مطلق اور خود مختار ہے کہ انبیاء ومرسلین کی بھی سفارش ماننے پر مجبور نہیں ہے۔نیز اس واقعہ سے نسلی بنیاد پر فضیلت کی نفی

يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَ عَلٰٓى

ہوا۔ اے نوحؑ اترو۔ ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں ہوں تم پر اور ان گروہوں پر جو تمہارے ساتھ ہیں (یا الفاظ

اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ

مناسب تمہارے ساتھ والوں سے پیدا ہونیوالی نسلوں پر) اور تمہارے بعد کچھ ایسے گروہ بھی ہونگے جنہیں ہم کچھ مدت کیلئے

مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ

(دنیاوی) فائدہ اٹھانے کا موقع دینگے پھر (انجام کار) انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا (۴۸) (اے رسولؐ)

نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَ لَا

یہ (قصہ) ان غیب کی خبروں میں سے ہے جسے ہم وحی کے ذریعہ سے آپؐ تک پہنچا رہے ہیں اس سے پہلے نہ

قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ؕۛ فَاصْبِرْ ؕۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ

آپؐ کو ان کا (تفصیلی) علم تھا اور نہ آپؐ کی قوم کو۔ آپؐ صبر کریں۔ بے شک (اچھا) انجام

لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ

پرہیز گاروں کیلئے ہے (۴۹) اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

انہوں نے کہا اے میری قوم ! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الہ نہیں

مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ

ہے تم محض افترا پردازی کر رہے ہو (۵۰) اے میری قوم ! میں اس (تبلیغ) پر تم سے کوئی مالی معاوضہ

اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

نہیں مانگتا۔ میرا معاوضہ تو اس کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے تم کیوں عقل سے کام نہیں لیتے (۵۱)

وَ يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُرْسِلِ

اور اے میری قوم ! اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو۔ اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو (اس کی طرف رجوع

السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى

کرو) وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائیگا۔ اور تمہاری (موجودہ) قوت میں مزید اضافہ کردے گا۔ اور

قُوَّتِكُمْ وَ لَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا

(میری دعوت سے) جرم کرتے ہوئے منہ نہ موڑو (۵۲) انہوں نے کہا اے ہودؑ تم

معانقة

ع ۴

ہوتی ہے اور واضح ہوتا ہے کہ معیار فضیلت کسی عظیم ہستی سے قرابت داری اور رشتہ داری نہیں بلکہ ایمان و عمل اور تقوٰی ہے۔

۱۹۔ ﴿تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ۔ الآیہ﴾ یہ حقیقت کئی بار واضح کی جا چکی ہے کہ حقیقی عالم الغیب صرف خداوند عالم ہی ہے۔ باقی رہی انبیاء و مرسلین یا ان کے اوصیاء منتجبین تو وہ صرف اتنا جانتے ہیں جتنا خدا ان کو بتاتا ہے اس لئے خدا فرما رہا ہے کہ جناب نوح اور ان کے طوفان کی یہ تفصیلی خبریں وہ غیبی خبریں ہیں جن کو نہ آپ پہلے تفصیلاً جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم جانتی تھی ہم نے ہی بذریعہ وحی آپ کو یہ واقعات بتائے ہیں اور یہ بات آپ کی صداقت کی روشن دلیل ہے کہ قوم ان پڑھ ہے اور یہ خبریں معلوم کرنے کیلئے کہیں باہر گئے نہیں ہیں اور یہاں کوئی لٹریچر بھی موجود نہیں ہے جس میں یہ واقعات درج ہوں لہٰذا ان حالات میں ان واقعات کے معلوم کرنے کا وحی کے سوا اور کیا ذریعہ ہو سکتا ہے۔

۲۰۔ ﴿وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ۔ الآیہ﴾ جناب ہود علیہ السلام اور ان کے کلام و پیغام اور ان کے اور ان کی قوم کے حالات پر سورہ اعراف آیت ۶۵ سے لے کر آیت ۷۲ تک تبصرہ ہو چکا ہے۔ اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ

ہمارے پاس کوئی کھلی ہوئی دلیل لے کرنہیں آئے۔اور ہم تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے

قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا

نہیں ہیں۔اور نہ ہی ہم آپؐ کی بات تسلیم کرنیوالے ہیں (۵۳) ہم تو بس یہی کہتے ہیں کہ ہمارے

اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ

خداؤں میں سے کسی خدانے آپکو کچھ (دماغی) نقصان پہنچادیا ہے۔انہوں (ہودؑ) نے ان لوگوں کو کہا کہ میں اللہ کو گواہ

اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ

ٹھہراتا ہوں۔اور تم بھی گواہ رہو۔کہ میں ان سے بیزار ہوں جنکو تم نے (حقیقی خدا کو چھوڑ کر) اسکا شریک بنا رکھا ہے (۵۴)

دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّيْ

تم سب ملکر میرے خلاف اپنی تدبیریں کر لو اور مجھے (ذرا بھی) مہلت نہ دو (۵۵) میرا

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا

بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی۔ کوئی بھی چلنے پھرنے والا ایسا جاندار

هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ

نہیں جسکی چوٹی اسکے قبضہ قدرت میں نہ ہو یقیناً میرا پروردگار (عدل و انصاف کی) سیدھی

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ

راہ پر ہے (۵۶) اس پر بھی اگر تم روگردانی کروتو جو (پیغام) دیکر مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا تھا وہ میں نے

اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا

تمہیں پہنچادیا ہے (اور حجت تمام کردی ہے) اب اگر تم نے یہ پیغام قبول نہ کیا تو میرا پروردگار تمہاری جگہ

غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ

کسی اور قوم کو لائیگا۔اور تم اسکو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکو گے بیشک میرا پروردگار ہر چیز پر

شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا

نگہبان و نگران ہے (۵۷) اور جب ہمارا حکم (عذاب) آگیا تو ہم نے اپنی خاص رحمت سے ہودؑ کو

وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ

اور ان لوگوں کو جو انکے ساتھ ایمان لائے تھے نجات دیدی اور انہیں ایک سخت عذاب

۲۱۔﴿قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ۔الآیۃ﴾ چونکہ جناب ہود علیہ السلام کی قوم نے آپ کی دعوت توحید وحق کے جواب میں یہ کہا تھا کہ ہمارا خیال ہے کہ ہمارے معبودوں نے آپ کو ان کو شکوہ وشکایت کرنے پر کچھ دماغی خلل پہنچایا ہے اس لئے آپ بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔قوم کی بات سن کر جناب ہود علیہ السلام کی غیرت توحید بھڑک اٹھی اور پورے جلال کے ساتھ فرمایا کہ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تمہارے خودساختہ شریکوں سے بری وبیزار ہوں۔تم کہتے ہو کہ تمہارے معبودوں نے مجھے کچھ دماغی ضرر پہنچایا ہے۔ میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ تم اور تمہارے معبود سب مل کر میرے خلاف جو سازش اور داؤ گھات کرنا چاہتے ہو سب کرلو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔ اچھی طرح سن لو کہ تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔کیونکہ میرا تکیہ اور بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہی ایک بندہ مومن کی وہ ڈھال ہے جس کے بل پر وہ کسی مادی طاقت کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اور پوری قوم کو للکارتا ہے اور اس کی غیرت کو چیلنج کرتا ہے کہ اور پھر پوری بہادر قوم میں سے ایک شخص بھی آگے نہیں بڑھتا اور اسے ضرر وزیاں پہنچانے کی جرأت نہیں کرتا یہ بات بذات خود جناب ہود کا ایک معجزہ ہے۔قوم کی اس بات کا جواب ہے کہ آپ نے ہمیں کوئی معجزہ نہیں دکھایا اور اس کے اس دعویٰ کا بھی رد ہے کہ ان کے بتوں نے کسی دماغی خرابی میں مبتلا کر دیا ہے۔ اگر ان بتوں میں کوئی طاقت وقدرت ہوتی تو پھر ان کو زندہ کیوں چھوڑتے۔

عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۖ جَحَدُوا بِآيَاتِ

سے بچا لیا (۵۸) اور یہ ہے قوم عادؑ جس نے جان بوجھ کر اپنے پروردگار کی آیتوں

رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ

(نشانیوں) کا انکار کیا اور اسکے رسولوںؑ کی نافرمانی کی اور ہر سرکش اور دشمن (حق)

عَنِيدٍ ﴿۵۹﴾ وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ

کیا طاعت کی (۵۹) (اسکی پاداش میں) اس دنیا میں انکے پیچھے لعنت لگا دی گئی اور

الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا

آخرت میں بھی آگاہ ہو جاؤ کہ قوم عادؑ نے اپنے پروردگار کا انکار کیا۔ سو ہلاکت و بربادی

ع ۵/۵ — وقف لازم

لِعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ﴿۶۰﴾ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ

ہے ہودؑ کی قوم عاد کیلئے (۶۰) اور ہم نے قوم ثمود کی طرف انکے بھائی صالحؑ کو بھیجا

قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ

انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا تمہارا کوئی الہ نہیں ہے اسی نے تمہیں

هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا

زمین سے پیدا کیا اور اسی نے تمہیں اس میں آباد کیا لہٰذا اس سے مغفرت طلب کرو۔

فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ

اور اسکی جناب میں توبہ کرو بیشک میرا پروردگار قریب بھی ہے اور مجیب (دعاؤں کا قبول

مُجِيبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا

کرنیوالا بھی) (۶۱) انہوں نے کہا کہ اے صالحؑ! اس سے پہلے تو ہمارے اندر ایک ایسا شخص تھا جس

قَبْلَ هَٰذَا ۖ أَتَنْهَانَا أَنْ نَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا

سے (بڑی) امیدیں وابستہ تھیں کیا تم ہمیں اس سے روکتے ہو کہ ہم ان (معبودوں) کی پرستش نہ کریں جنکی ہمارے باپ دادا

لَفِي شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ يَا قَوْمِ

پرستش کیا کرتے تھے؟ اور ہمیں تو اس بات میں بڑا ہی شک ہے جسکی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو (۶۲) صالحؑ

أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَآتَانِي

نے کہا اے میری قوم! کیا تم نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے ایک روشن

۲۲۔ ﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا۔ الآیہ﴾ جناب صالح علیہ السلام اور ان کی قوم کے حالات اور ان کی دعوت و پیغام جو کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور ان کا پیغام ہے کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ سورہ اعراف کی آیت ۷۳ تا ۷۹ میں کیا جا چکا ہے وہاں رجوع کیا جائے۔

مِنۡهُ رَحۡمَةً فَمَنۡ يَّنۡصُرُنِىۡ مِنَ اللّٰهِ اِنۡ عَصَيۡتُهٗ قف فَمَا

دلیل پر ہوں اور اسنے مجھے اپنی خاص رحمت بھی عطا فرمائی ہے تو اگر میں اسکی نافرمانی کروں تو اسکے مقابلہ میں کون میری

تَزِيۡدُوۡنَنِىۡ غَيۡرَ تَخۡسِيۡرٍ ﴿۶۳﴾ وَيٰقَوۡمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ

مدد کریگا؟ تم تو میرے خسارے میں اضافہ کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے (۶۳) اور اے میری قوم! یہ اللہ کی خاص اونٹنی

لَـكُمۡ اٰيَةً فَذَرُوۡهَا تَاۡكُلۡ فِىۡۤ اَرۡضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوۡهَا

ہے جو تمہارے لئے ایک خاص نشانی (معجزہ) ہے پس اسے آزاد چھوڑ دو۔ تا کہ اللہ کی زمین سے کھائے اور خبردار

بِسُوۡۤءٍ فَيَاۡخُذَكُمۡ عَذَابٌ قَرِيۡبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوۡهَا

اسے کسی قسم کی اذیت نہ پہنچانا۔ ورنہ بہت جلد عذاب تمہیں آپکڑیگا (۶۴) پس ان لوگوں نے اسکی کونچیں کاٹ

فَقَالَ تَمَتَّعُوۡا فِىۡ دَارِكُمۡ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ‌ ؕ ذٰ لِكَ وَعۡدٌ

دیں (اسے مار ڈالا) تب صالحؑ نے کہا کہ اب تین دن تک اپنے گھروں میں فائدہ اٹھالو (کھا پی لو) یہ وہ

غَيۡرُ مَكۡذُوۡبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّيۡنَا صٰلِحًا

وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہے (۶۵) پس جب ہمارا حکم (عذاب) آگیا تو ہم نے اپنی

وَّالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَمِنۡ خِزۡىِ

رحمت سے صالحؑ اور اسکے ساتھ ایمان لانے والوں کو نجات دیدی اور اس دن کی

يَوۡمِئِذٍ‌ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡقَوِىُّ الۡعَزِيۡزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ

رسوائی سے بچا لیا بیشک پروردگار بڑا طاقتور، بڑا زبردست ہے (۶۶) اور وہ لوگ

الَّذِيۡنَ ظَلَمُوا الصَّيۡحَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دِيَارِهِمۡ

جنہوں نے ظلم کیا تھا انکو ایک زوردار کڑک نے آپکڑا وہ اسطرح اپنے گھروں میں اوندھے

جٰثِمِيۡنَ ۙ﴿۶۷﴾ كَاَنۡ لَّمۡ يَغۡنَوۡا فِيۡهَا‌ ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوۡدَا۟

پڑے رہ گئے (۶۷) کہ گویا وہ کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے آگاہ ہو جاؤ قوم ثمود نے اپنے

كَفَرُوۡا رَبَّهُمۡ‌ ؕ اَلَا بُعۡدًا لِّـثَمُوۡدَ ﴿۶۸﴾ وَلَقَدۡ جَآءَتۡ ع ۸/۶

پروردگار کا انکار کیا آگاہ رہو۔ کہ ہلاکت و بربادی ہے قوم ثمود کیلئے (۶۸) بیشک ہمارے بھیجے

رُسُلُنَاۤ اِبۡرٰهِيۡمَ بِالۡبُشۡرٰى قَالُوۡا سَلٰمًا‌ ؕ قَالَ

ہوئے (فرشتے) ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لیکر آئے اور کہا تم پر سلام انہوں نے (جواب

۲۳۔ ﴿وَيٰقَوۡمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ ۔الآیہ﴾ قوم ثمود نے جناب صالح علیہ السلام کی مخلصانہ دعوت رشد و ہدایت کے جواب میں آپ سے کوئی معجزہ پیش کرنے کا مطالبہ کیا تو اس کے جواب میں خدائے قدیر نے بطور اعجاز چٹان سے ایک اونٹنی برآمد کی جو ناقہ صالح کے نام سے مشہور ہے جسے سورہ والشمس میں "ناقۃ اللہ" (اللہ کی خاص اونٹنی) کہا گیا ہے۔ مگر ان بدبخت لوگوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں جس پر جناب صالح علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اب تمہیں صرف تین دن کی مہلت دی جاتی ہے لہذا اپنے گھروں میں مزے کرلو۔ چنانچہ چوتھے دن خدا نے جناب صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو نجات دے کر باقی ظالموں کو ایک زبردست کڑک کی زد میں گرفتار کر کے اس طرح نیست و نابود کر دیا کہ گویا وہ یہاں کبھی آباد ہی نہ تھے۔

۲۴۔ ﴿وَلَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَاۤ اِبۡرٰهِيۡمَ ۔ الآیہ﴾ اس پورے واقعہ کا خلاصہ جو کہ قرآن اور معصومین علیہم السلام کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے یہ ہے کہ جب جناب ابراہیم علیہ السلام کے پاس انسانی شکل میں فرشتے آئے تو اسلامی طریقہ پر سلام کہا۔ آپ نے جواب دیا اور چونکہ جناب خلیل علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے اس لئے یہ خیال کر کے کہ یہ مہمان ہیں۔ لہذا کچھ دیر نہ گزری کہ آپ بھونا ہوا بچھڑا لے کر آئے مگر جب انہوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے تو جناب خلیل علیہ السلام نے خوف محسوس کیا کہ دشمن نہ ہوں۔ اس وقت انہوں نے کہا کہ وہ فرشتے ہیں جو قوم لوط کی ہلاکت کیلئے بھیجے گئے ہیں اور ساتھ ہی آپ کو اولاد کی بشارت دینے کیلئے آئے ہیں۔ اس وقت جناب ابراہیم علیہ السلام کی عمر سو سال یا ایک سو بیس سال تھی اور جناب سارہؑ کی عمر نوے سال۔ جناب سارہ نے اس خوشخبری پر تعجب کیا۔ فرشتوں نے ان کے تعجب کو دور کرنے کیلئے کہا کہ خدا قادر مطلق ہے اور مسبب

الاسباب ہے وہ کسی سبب یا نیچر کا پابند نہیں ہے۔یفعل مایشاء و یحکم ما یرید!

سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ

ہیں) کہا تم پر بھی سلام پھر دیر نہیں لگائی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے (۶۹) مگر جب دیکھا

اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ

کہ انکے ہاتھ اس (کھانے) کی طرف نہیں بڑھ رہے تو انہیں اجنبی خیال کیا اور دل ہی دل میں ان سے

خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ

خوف محسوس کیا۔انہوں نے کہا آپ ڈریں نہیں۔ہم تو (اللہ کی طرف سے) قوم لوط کیطرف بھیجے گئے

لُوْطٍ ﴿۷۰﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا

ہیں (۷۰) اور انکی بیوی (سارہ) پاس کھڑی ہوئی تھیں وہ ہنس پڑیں بس ہم نے انہیں

بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ

اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی (۷۱) (اس پر) وہ کہنے لگیں ہائے

يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا

میری مصیبت! کیا اب میرے ہاں اولاد ہوگی جبکہ میں بوڑھی ہوگئی ہوں اور یہ میرے شوہر بھی بوڑھے ہو

لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ

چکے ہیں یہ تو بڑی عجیب بات ہے (۷۲) انہوں (فرشتوں) نے کہا کیا تم اللہ کے کام پر تعجب کرتی ہو؟ اللہ کی

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ

رحمت اور اسکی برکتیں ہوں تم پر اے (ابراہیم کے) گھر والو بیشک وہ بڑا استائش کیا ہوا ہے، بڑی

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ

شان والا ہے (۷۳) جب ابراہیم کا خوف دور ہوگیا اور انہیں خوشخبری مل گئی تو قوم

وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ

لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے لگے (۷۴) بیشک ابراہیم بڑے

اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ

بردبار بڑے نرم دل اور ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرنیوالے تھے (۷۵) (ہم نے

عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ

کہا) اے ابراہیم اس بات کو چھوڑ دیں تمہارے پروردگار کا حکم (عذاب) آچکا ہے یقیناً ان

عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿٧٦﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا

لوگوں پر وہ عذاب آ کے رہے گا۔ جو پلٹایا نہیں جا سکتا (۷۶) اور جب ہمارے فرستادے

سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ

لوطؑ کے پاس آگئے تو وہ انکی وجہ سے مغموم ہوئے اور تنگ دل ہو گئے اور کہا بڑا

عَصِيْبٌ ﴿٧٧﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ

سخت دن ہے (۷۷) انکی قوم کے لوگ (نوخیز مہمانوں کی آمد کی خبر سنکر) دوڑتے ہوئے انکے پاس

قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ

آئے وہ پہلے سے ہی ایسی بدکاریوں کے عادی ہو رہے تھے لوطؑ نے کہا اے میری قوم! یہ میری

بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ

بیٹیاں موجود ہیں یہ تمہارے لئے مناسب اور پاکیزہ ہیں سو اللہ سے ڈرو۔ اور میرے مہمانوں

ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿٧٨﴾ قَالُوْا لَقَدْ

کے معاملہ میں مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی بھلا مانس نہیں ہے (۷۸) ان لوگوں نے کہا

عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا

تمہیں معلوم ہے کہ ہمیں تمہاری بیٹیوں سے کوئی سروکار نہیں ہے اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہم کیا

نُرِيْدُ ﴿٧٩﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ

چاہتے ہیں؟ (۷۹) لوطؑ نے کہا کاش مجھے تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا یہ کہ میں کسی مضبوط پایہ کا سہارا

شَدِيْدٍ ﴿٨٠﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا

لے سکتا (۸۰) تب انہوں (مہمانوں) نے کہا اے لوطؑ ہم آپکے پروردگار کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں

اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ

یہ لوگ ہرگز آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے تم رات کے کسی حصہ میں اپنے اہل و عیال کو لیکر نکل جاؤ۔ سوائے اپنی

مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ

بیوی کے اور خبردار تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے۔ کیونکہ اس (بیوی) پر وہی عذاب نازل ہونیوالا

اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ

ہے جو ان لوگوں پر نازل ہونیوالا ہے اور ان (کے عذاب) کا مقرر وقت صبح ہے کیا صبح (بالکل) قریب

۲۵۔ ﴿وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا۔ الآیہ﴾ ان واقعات کا خلاصہ یہ ہے کہ جب فرشتے نوخیز اور خوبصورت لڑکوں کی شکل میں جناب لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ تو آپ صورت حال کی نزاکت کو محسوس کر کے رنجیدہ ہوئے اور فرمایا: آج بڑی مصیبت کا دن ہے۔ بہرحال جب قوم لوطؑ کے بدمعاشوں کو پتہ چلا تو وہ دوڑتے ہوئے وہاں پہنچ گئے جو اغلام بازی کی سیاہ کاری کے عادی تھے۔ جناب لوطؑ نے فرمایا: کاش مجھے تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی۔......... پھر فرمایا: یہ میری بیٹیاں ہیں۔ یہ تمہارے لئے زیادہ مناسب ہیں۔ تم مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو۔ ارشادات معصومینؑ کی روشنی میں جنابؑ کی مراد میری بیٹیوں سے قوم کی بیٹیاں ہیں کیونکہ کسی قوم کا نبی بمنزلہ اس کے باپ کے ہوتا ہے اور قوم کی بیٹیاں بمنزلہ اس کی اپنی بیٹیوں کے ہوتی ہے۔ (تفسیر قمی وصافی) اس موقع پر فرشتے بولے: اے لوطؑ ہم آپ کے پروردگار کے فرستادہ فرشتے ہیں۔ یہ لوگ ہرگز آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اللہ ان لوگوں پر عذاب نازل کرنے والا ہے۔ پھر کہا: آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ یہاں سے نکل جائیں سوائے اپنی بیوی کے کیونکہ اس پر وہی عذاب نازل ہونے والا ہے جو ان لوگوں پر نازل ہوگا۔ جنابؑ نے پوچھا: عذاب کب نازل ہوگا؟ فرشتوں نے بتایا: صبح کے وقت! جناب لوط علیہ السلام نے کہا: کیا ابھی نہیں نازل ہو سکتا؟ انہوں نے کہا: کیا صبح قریب نہیں ہے۔ بہرکیف جبرائیل علیہ السلام نے اس بستی اور اس میں رہنے والوں کو اپنے پروں پر اٹھایا اور اتنا بلند کیا کہ پہلے آسمان والوں نے اس بستی کے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں۔ اور جب عذاب کے نزول کا مقررہ وقت آیا۔ تو بستی کو الٹ دیا گیا اور ان پر سنگِ گل برسائے اور اس طرح اس ظالم قوم کا نام و نشان مٹا دیا۔ (تفسیر صافی و برہان) بہرحال اپنے مقررہ وقت پر عذاب

بِقَرِيبٍ ﴿٨١﴾ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا

نہیں ہے؟(۸۱) پھر جب ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا۔ تو ہم نے اس سرزمین کو

سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ

تہہ و بالا کر دیا اور اس پر سنگ گل یعنی پکی ہوئی مٹی کے پتھر مسلسل

مَّنضُودٍ ﴿٨٢﴾ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ ۖ وَمَا هِيَ مِنَ

برسائے (۸۲) جن میں سے ہر کنکر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نشان زدہ تھا اور

الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ﴿٨٣﴾ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ

یہ (پتھر) ظالموں سے کچھ دور نہیں ہیں (۸۳) اہل مدین کی طرف انکے بھائی شعیبؑ کو بھیجا

شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ

انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اسکے سوا تمہارا کوئی الہ نہیں ہے اور ناپ

غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ۚ إِنِّي

تول میں کمی نہ کرو میں تمہیں اچھے حال میں دیکھ رہا ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ

أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

(کفران نعمت اور غلط کاری سے) عذاب کا ایسا دن نہ آ جائے جو سب کو

مُّحِيطٍ ﴿٨٤﴾ وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ

گھیر لے (۸۴) اور اے میری قوم! عدل وانصاف کیساتھ ناپ تول پورا کیا کرو۔

بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا

اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو۔ اور زمین میں شر و فساد

فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٨٥﴾ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن

نہ پھیلاتے پھرو (۸۵) اللہ کا بقیہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم

كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ﴿٨٦﴾

ایماندار ہو؟ اور میں تم پر نگران و نگہبان نہیں ہوں (۸۶)

قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا

ان لوگوں نے کہا اے شعیبؑ! کیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ ہم ان (معبودوں) کو چھوڑ دیں جن

آیا اور اس ناہنجار قوم کا نام ونشان مٹا دیا۔ اور انہیں آنے والی نسلوں کیلئے نشان عبرت بنا دیا۔

۲۶۔﴿وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۔الآیہ﴾ جناب شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کے مختصر حالات وواقعات اور ان کی دعوت حق اور ان کے پیغام، پھر قوم کی بدسلوکی اور ان کے برے انجام پر سورہ اعراف کی آیت ۸۳ سے آیت ۹۳ تک تفصیل سے گفتگو ہو چکی ہے۔ لہٰذا اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۲۷۔﴿بَقِيَّتُ اللَّهِ ۔الآیہ﴾ اس کا صاف اور سادہ مطلب تو یہ ہے کہ پورے ناپ تول کے بعد جتنا جائز نفع بچ جائے وہ تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ طیب وطاہر اور حلال ہے۔ نیز اس سے مراد وہ باقی رہ جانے والی اخروی نعمتیں بھی مراد ہو سکتی ہیں جو اس فانی اور عارضی دولت سے بہرحال بہتر ہیں جو ناجائز ذرائع سے حاصل کی جائے اور بعض اخبار میں اس سے حضرت امام العصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو بھی مراد لیا گیا ہے جنہیں خدائے قدیر نے آخری زمانہ میں اسلامی غلبہ اور انسانی اصلاح کیلئے باقی رکھا ہوا ہے۔ (اکمال الدین شیخ صدوقؒ کذافی الفصول المہمۃ لابن صباغ المالکی)

۲۸۔﴿يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ ۔الآیہ﴾ جناب شعیبؑ کے پیغمبرانہ وعظ ونصیحت اور مصلحانہ تعلیم وتلقین کے جواب میں قوم نے وہی روش ورفتار اختیار کی جو ہمیشہ سے جاہل اور سرکش قومیں اپنے ہادیان برحق کے خلاف اختیار کیا کرتی ہیں آپ کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کیا آپ کی نماز آپ کو یہ حکم دیتی ہے کہ ہم ان (بتوں) کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے؟ اور اپنے اموال میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف نہ کریں؟

يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوۡ اَنۡ نَّفۡعَلَ فِيۡۤ اَمۡوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ

کی ہمارے باپ دادا پرستش کیا کرتے تھے یا اپنے اپنے اموال میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف نہ

لَاَنۡتَ الۡحَلِيۡمُ الرَّشِيۡدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ يٰقَوۡمِ اَرَءَيۡتُمۡ

کریں؟ بس تم ہی عاقل وبردبار اور نیکوکار آدمی ہو؟ (۸۷) آپؑ نے کہا میری قوم! مجھے غور

اِنۡ كُنۡتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّىۡ وَرَزَقَنِىۡ مِنۡهُ رِزۡقًا

کرکے بتاؤ اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے (اپنی صداقت کی) روشن دلیل رکھتا ہوں اور پھر اس نے

حَسَنًا ؕ وَمَاۤ اُرِيۡدُ اَنۡ اُخَالِفَكُمۡ اِلٰى مَاۤ اَنۡهٰٮكُمۡ

اپنی بارگاہ سے مجھے اچھی روزی بھی دی ہو (تو پھر کس طرح تبلیغ حق نہ کروں؟) اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ

عَنۡهُ ؕ اِنۡ اُرِيۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ مَا اسۡتَطَعۡتُ ؕ

جن چیزوں سے تمہیں روکتا ہوں۔ خود ان کے خلاف چلوں۔ میں تو صرف اصلاح (احوال) چاہتا ہوں

وَمَا تَوۡفِيۡقِىۡۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَاِلَيۡهِ

جہاں تک میرے بس میں ہے۔ اور میری توفیق تو صرف اللہ کی طرف سے ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی

اُنِيۡبُ ﴿۸۸﴾ وَيٰقَوۡمِ لَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شِقَاقِىۡۤ اَنۡ

کی طرف (اپنے تمام معاملات میں) رجوع کرتا ہوں (۸۸) اور اے میری قوم! میری مخالفت

يُّصِيۡبَكُمۡ مِّثۡلُ مَاۤ اَصَابَ قَوۡمَ نُوۡحٍ اَوۡ قَوۡمَ هُوۡدٍ

تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ایسے کام کرو کہ جن کی پاداش میں تم پر بھی وہی آفت

اَوۡ قَوۡمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوۡمُ لُوۡطٍ مِّنۡكُمۡ بِبَعِيۡدٍ ﴿۸۹﴾

آ پڑے جو نوحؑ یا ہودؑ یا صالحؑ کی قوم پر آئی تھی۔ اور قوم لوطؑ تو تم سے کچھ دور نہیں ہے (۸۹)

وَاسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ ؕ اِنَّ رَبِّىۡ

اور اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو اور پھر اسکی جناب میں توبہ کرو (اس کی طرف رجوع کرو) بے شک

رَحِيۡمٌ وَّدُوۡدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوۡا يٰشُعَيۡبُ مَا نَفۡقَهُ كَثِيۡرًا

میرا پروردگار بڑا رحم کرنیوالا، بڑا محبت کرنیوالا ہے (۹۰) ان لوگوں نے کہا! اے شعیبؑ! تم جو کچھ کہتے ہو

مِّمَّا تَقُوۡلُ وَاِنَّا لَنَرٰٮكَ فِيۡنَا ضَعِيۡفًا ۚ وَلَوۡلَا

اس میں سے اکثر باتیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تمہیں اپنے درمیان ایک کمزور آدمی

۲۹۔ ﴿وَيٰقَوۡمِ لَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ۔ الآیہ﴾ جناب شعیبؑ کے پیغمبرانہ وعظ ونصیحت اور مصلحانہ تعلیم وتلقین کے جواب میں قوم نے وہی روش ورفتار اختیار کی جو ہمیشہ سے جاہل اور سرکش قومیں اپنے ہادیان برحق کے خلاف اختیار کیا کرتی ہیں تمسخر کیا اور مذاق اڑایا۔ کیا آپ کی نماز کو آپ کو یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ قوم کی ان سب خرافات کے جواب میں جناب شعیبؑ نے بڑی دلسوزی کے ساتھ فرمایا: اے میری قوم! کہیں میری مخالفت و عداوت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ایسے کام و اقدام کرو جن کی پاداش میں تمہیں وہ عذاب پہنچے جو تم سے پہلے قوم نوح، عاد وثمود کو پہنچ چکا ہے۔

۳۰۔ ﴿قَالُوۡا يٰشُعَيۡبُ۔ الآیہ﴾ قوم نے جناب شعیب علیہ السلام کا یہ ناصحانہ کلام سن کر کہا کہ آپ کی بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔ یہ محض اس لئے کہا تھا کہ ان کے ذہنوں کی ساخت اس قدر ٹیڑھی ہو چکی تھی کہ ایک سیدھی سادھی بات ان میں نہیں سما سکتی تھی۔ سچ ہے: ﴿لا تغنی الایات والنذر عن قوم لا یومنون﴾ مکہ کے لوگ بھی اسی طرح تنگ ظرف تھے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو سننے اور سمجھنے کیلئے تیار نہیں تھے۔ اور جس طرح اہل مدین جناب شعیب علیہ السلام کی قوم کے ڈر سے ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے اس طرح کفار قریش بھی آنحضرتؐ کی قوم بنی ہاشم کے خوف سے آپ کی طرف ہاتھ بڑھانے سے ہچکچاتے تھے۔ سچ ہے: ﴿الکفر ملة واحدة﴾

رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿٩١﴾

دیکھتے ہیں اور اگر تمہارا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے۔ اور تم ہم پر غالب نہیں ہو (۹۱)

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ

آپؑ نے کہا! اے میری قوم! کیا میرا قبیلہ تمہارے نزدیک اللہ سے زیادہ معزز ہے؟ (اللہ سے زیادہ

وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

طاقتور ہے) جسے تم نے پس پشت ڈال دیا ہے (یاد رکھو) تم جو کچھ کر رہے ہو میرا پروردگار اس کا

مُحِيْطٌ ﴿٩٢﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ

(علمی) احاطہ کئے ہوئے ہے (۹۲) اور اے میری قوم! تم اپنی جگہ (اور اپنے طریقہ) پر عمل کئے جاؤ میں

عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ

اپنی جگہ (اور اپنے طریقہ) پر عمل کر رہا ہوں عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو

وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿٩٣﴾

اسے رسوا کر دیگا؟ اور کون جھوٹا ہے؟ اور تم انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (۹۳)

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

اور جب ہمارا حکم (عذاب) آیا تو ہم نے اپنی خاص رحمت سے شعیبؑ کو اور ان کو

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ

جو آپؑ کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ نجات دیدی اور جن لوگوں نے ظلم

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٩٤﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا

کیا تھا ان کو ایک خوفناک کڑک نے آ پکڑا (۹۴) پس وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے گویا وہ ان میں

۸ ع ۸ فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿٩٥﴾ وَلَقَدْ

کبھی آباد ہوئے ہی نہ تھے۔ آگاہ ہو۔ ہلاکت و بربادی ہے مدین کیلئے جس طرح ہلاکت تھی قوم ثمود کیلئے (۹۵)

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٦﴾ اِلٰى

اور یقیناً ہم نے موسیٰؑ کو واضح نشانیوں (معجزات) اور واضح سند (عصا) کے ساتھ بھیجا (۹۶) فرعون

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ

اور اس کے سرداروں کی طرف مگر انہوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی حالانکہ فرعون کا حکم درست نہ

۳۱۔ ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى۔ الآیہ﴾ قبل ازیں سورہ اعراف اور سورہ یونس میں جناب موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی آمد اور ان کی کامرانیوں اور فرعون و فرعونیوں کی ہلاکت و ناکامیوں کی داستان بیان کی جا چکی ہے۔ ان مقامات کی طرف رجوع کیا جائے۔ الغرض دنیا میں جن لوگوں نے فرعون کی پیروی کی وہ اس کے پیچھے ہوں گے اور وہ بدبخت ان کے آگے آگے ہوگا۔ اس طرح وہ انہیں دوزخ کے گھاٹ اتارے گا۔ ان کے عمل بد کی پاداش میں لعنت ان کے پیچھے لگا دی گئی ہے اور قیامت کے دن بھی خسارے میں ہوں گے۔ ﴿خسر الدنیا والآخرۃ﴾

فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

تھا (بلکہ بالکل غلط تھا) (۹۷) قیامت کے دن وہ اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا۔ اور اس طرح

فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾

انہیں آتش دوزخ میں پہنچادے گا کیا ہی اترنے کی بری ہے وہ جگہ جہاں وہ اتارے جائینگے (۹۸)

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ

اس دنیا میں لعنت ان کے پیچھے لگادی گئی اور قیامت کے دن (دوزخ) کیا ہی برا عطیہ ہے جو انہیں

الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ

عطا کیا جائے گا (۹۹) اے رسولؐ یہ ان بستیوں کی چند خبریں ہیں جو ہم آپؐ کے سامنے بیان کررہے ہیں۔ ان

عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ

(بستیوں) میں سے کچھ تو اب تک قائم ہیں اور بعض کی فصل کٹ چکی ہے (بالکل اجڑ گئی ہیں) (۱۰۰) اور ہم نے

وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ

ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ خود انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور جب آپؐ کے پروردگار

اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا

کا حکم (عذاب) آگیا تو انہیں ان کے ان خداؤں نے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچایا جنہیں وہ اللہ کو

جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾

چھوڑ کر پکارا کرتے تھے اور انہوں نے ان کی ہلاکت میں اضافہ کے سوا اور کچھ نہ کیا (۱۰۱)

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ

اور آپؐ کا پروردگار جب ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے (یعنی ان کے باشندوں کو ان کے ظلم و تعدی کی وجہ سے پکڑتا ہے) تو

ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اس کی پکڑ ایسی ہوتی ہے بے شک اس کی پکڑ بڑی دردناک (اور) سخت ہوتی ہے (۱۰۲) بے شک اس بات میں

لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ

(عبرت کی) نشانی ہے اس شخص کیلئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے وہ ایسا دن ہے جس

مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا

میں سب لوگ اکٹھے کئے جائیں گے اور وہ (سب کے) پیش ہونے کا دن ہے (۱۰۳) اور ہم

۳۲۔ ﴿وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ۔ الآیہ﴾ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ خدا ایسا عادل ہے کہ وہ اپنے بندوں کے بارے میں ظلم کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتا۔ بلکہ بدکاروں و نابکاروں کی بربادی خود ان کے برے اعمال اور ان کے کفر و شرک کا فطری نتیجہ ہے اور ان کی تباہی مکافات عمل کا ثمرہ ہے۔ اس معاملہ میں عذاب آخرت سے ڈرنے والے اور قوموں کے زوال کے اسباب پر نگاہ رکھنے والے لوگوں کیلئے عبرت کی نشانی ہے۔

نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ؕ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ

اسے صرف ایک مدت (کے پورا ہونے) تک موخر کر رہے ہیں (۱۰۴) تو اس (خدا) کی اجازت کے بغیر

نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا

کوئی متنفس بات نہیں کر سکے گا (اس دن) کچھ لوگ بدبخت ہونگے اور کچھ نیک بخت (۱۰۵) جب وہ

الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ

دن آئے گا تو جو بدبخت ہیں وہ آتش دوزخ میں ہونگے ان کیلئے وہاں چیخنا

شَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

چلانا ہوگا (۱۰۶) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان وزمین قائم ہیں۔ الا یہ کہ آپؐ کا

وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا

پروردگار (کچھ اور) چاہے بے شک آپؐ کا پروردگار (قادر مختار ہے) جو چاہتا ہے کر

يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ

گزرتا ہے (۱۰۷) اور جو نیک بخت ہیں وہ بہشت میں ہونگے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ

جب تک آسمان وزمین قائم ہیں۔ الا یہ کہ آپؐ کا پروردگار (کچھ اور) چاہے (یہ وہ)

رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ

عطیہ ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگا (۱۰۸) (اے رسولؐ) جن کی یہ (مشرک لوگ) عبادت کرتے ہیں آپؐ ان

مِّمَّا يَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ

کے (باطل پرست ہونے) میں کسی شک میں نہ رہیں یہ اسی طرح (کورکورانہ) عبادت کر رہے ہیں جس طرح ان سے

اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ

پہلے ان کے باپ دادا کرتے تھے اور ہم ان کو ان (کے نتائج اعمال) کا پورا پورا حصہ دینگے جس میں کوئی کمی

ع ۹ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

نہیں کی جائیگی (۱۰۹) اور بے شک ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عطا کی تو اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر آپؐ کے

فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے سے طے نہ کر دی گئی ہوتی (کہ سزا دینے میں جلدی نہیں کرنی) تو کبھی

۳۳۔ ﴿يَوْمَ يَاْتِ ۔الآیہ﴾ اس آیت سے اور اس جیسی ایک اور آیت سے جو یہ ہے: ﴿لایتکلمون الامن اذن له الرحمٰن وقال صواباً له قولاً﴾ مستفاد ہوتا ہے کہ اس دن اللہ کی اجازت کے بغیر نہ کوئی بول سکے گا اور نہ سفارش کر سکے گا۔ مگر وہ جسے خدا اجازت دے گا اور وہ خدا کے خاص مقربان بارگاہ ہوں گے۔

۳۴۔ ﴿فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ۔ الآیہ﴾ ان آیتوں میں عقیدہ وعمل کے اعتبار سے لوگوں کی دو قسموں اور ان کے انجام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ یہاں ﴿الا ما شاء ربك﴾ کا استثناء محض خدا کی قدرت کاملہ کے اظہار کیلئے ہے کہ اگر وہ ایسا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے مگر چونکہ وہ حکیم بھی ہے لہٰذا وہ اپنا یہ اختیار کبھی استعمال نہیں کرے گا۔ لہٰذا سعید ابدالآباد تک جنت میں رہیں گے اور شقی ابدالآباد تک جہنم میں رہیں گے۔

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿١١٠﴾

کا ان کے درمیان فیصلہ کردیا جاتا اور وہ اس (عذاب) کے بارے میں تردد انگیز شک میں مبتلا ہیں (۱۱۰)

وَإِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ ۚ إِنَّهُ

اور یقیناً آپؐ کا پروردگار ان سب کو ان کے اعمال کا (بدلہ) پورا پورا دے گا بے شک جو کچھ یہ لوگ کررہے ہیں

بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١١﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ

خدا اس سے پوری طرح باخبر ہے (۱۱۱) پس (اے رسولؐ) جس طرح آپؐ کو حکم دیا گیا ہے آپؐ خود اور وہ لوگ بھی جنہوں نے

وَمَن تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

(کفر وعصیان سے) توبہ کرلی ہے اور آپؐ کے ساتھ ہیں (راہ راست پر) ثابت قدم رہیں اور حد سے نہ بڑھیں (یقین کرو

بَصِيرٌ ﴿١١٢﴾ وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا

کہ) تم جو کچھ کرتے ہو وہ (اللہ) اسے دیکھ رہا ہے (۱۱۲) اور خبردار! ظالموں کی طرف مائل نہ ہونا ورنہ (ان کی

فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ

طرح) تمہیں بھی آتش دوزخ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی سرپرست نہ ہوگا

أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ﴿١١٣﴾ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ

اور نہ ہی تمہاری کوئی مدد کی جائیگی (۱۱۳) (اے نبیؐ) دن کے دونوں کناروں (صبح وشام)

النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ

اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کریں بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کردیتی ہیں یہ

السَّيِّئَاتِ ۚ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ ﴿١١٤﴾ وَاصْبِرْ فَإِنَّ

نصیحت ہے ان لوگوں کیلئے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں (۱۱۴) اور آپؐ صبر کیجئے! بے شک

اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿١١٥﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ

اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا (۱۱۵) ان قوموں اور نسلوں میں جو تم سے

الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ أُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ

پہلے گزر چکی ہیں معدودے چند افراد کے سوا جن کو ہم نے نجات دی تھی ایسے سمجھدار اور

الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّنْ أَنجَيْنَا

نیکوکار لوگ کیوں نہ ہوئے جو لوگوں کو زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے

۳۵۔ ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ۔ الآیہ﴾ جب کوئی داعی حق دعوت دیتا ہے تو اس کی مخالفت شروع ہوجاتی ہے اور رفتہ رفتہ اپنے نقطہ عروج پر پہنچ جاتی ہے وہ وقت اس داعی کیلئے بڑا مشکل ہوتا ہے کہ اپنی بات پر ڈٹا رہے اور لوگوں کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہ کرے اور یہ بڑا کٹھن مرحلہ ہے۔ اسی استقامت کا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا جارہا ہے۔ واضح رہے کہ استقامت کی یہ لفظ دین ودنیا کے تمام ارکان پر مشتمل ہے۔ اور ان میں میانہ روی اختیار کرنے اور حدود شرع کے اندر رہ کر عمل کرنے اور ہر قسم کی بدعت وگمراہی سے دامن بچانے کا نام استقامت ہے۔ اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا تھا کہ سورہ ہود نے مجھے بوڑھا کردیا ہے۔ (مجمع البیان)

۳۶۔ ﴿وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ۔ الآیہ﴾ ظالموں کی طرف اس میلان اور جھکاؤ کی کئی صورتیں متصور ہوسکتی ہیں جیسے (۱) ان کے ظلم میں شریک ہونا۔ (۲) ان کے ظلم میں ان کی اطاعت کرنا۔ (۳) ان کے ظلم پر راضی رہنا۔ (۴) ان سے محبت کرنا۔ (۵) اور ان کی بقاء اور سلامتی کی تمنا کرنا وغیرہ۔ الغرض ظالموں سے کلی طور پر احتراز واجتناب کرنا لازم وواجب ہے۔

۳۷۔ ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ۔ الآیہ﴾ مشہور یہ ہے کہ دو نمازوں کے درمیان جو گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ دوسری نماز ان کا کفارہ بن جاتی ہے جب تک گناہان کبیرہ سے اجتناب کیا جائے (مجمع البیان) حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: خداوند عالم ہر نیکی کو ایک بدی کا کفارہ قرار دیتا ہے۔ (تفسیر صافی) مگر حقوق الناس کا معاملہ بہت سخت ہے۔

مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ

اور ظالم لوگ تو اسی عیش و عشرت کے پیچھے پڑے رہے جو انکو دی گئی تھی اور یہ سب

وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿١١٦﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ

لوگ مجرم تھے (۱۱۶) اور آپؐ کا پروردگار ایسا نہیں ہے کہ وہ ظلم کر کے (ناحق) بستیوں کو ہلاک

الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ﴿١١٧﴾ وَلَوْ شَاءَ

کر دے جبکہ ان کے باشندے نیکوکار اور اصلاح کرنیوالے ہوں (۱۱۷) اگر آپؐ کا پروردگار

رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۖ وَلَا يَزَالُونَ

(زبردستی) چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت (گروہ) بنا دیتا مگر اپنی حکمت کاملہ سے اس نے ایسا نہیں کیا لہٰذا یہ لوگ

مُخْتَلِفِينَ ﴿١١٨﴾ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذَٰلِكَ

ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے رہینگے (۱۱۸) سوائے اسکے جس پر آپؐ کا پروردگار رحم فرمائے اور اسی

خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ

(رحمت) کیلئے تو انکو پیدا کیا ہے اور آپکے پروردگار کی بات پوری ہو گئی کہ میں جہنم کو

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١١٩﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ

تمام جنوں اور انسانوں سے بھر دونگا (۱۱۹) اور (اے رسولؐ) پیغمبروںؑ کے قصوں میں سے یہ

مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ۚ وَ

سب قصے جو ہم آپکو سناتے ہیں (یہ اسلئے ہے کہ) ہم آپؐ کے دل کو مضبوط کر دیں اور پھر ان (قصوں) کے

جَاءَكَ فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ

اندر تمہارے پاس حق آ گیا اور اہل ایمان کیلئے پندوموعظہ اور نصیحت و

لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٢٠﴾ وَقُل لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا

یاددہانی ہے (۱۲۰) اور (اے پیغمبرؐ) جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دیجئے تم اپنی جگہ اور اپنے طور پر

عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا عَامِلُونَ ﴿١٢١﴾ وَانتَظِرُوا ۖ إِنَّا

کام کرو (اور ہم) اپنی جگہ اور اپنے طور پر کام کر رہے ہیں (۱۲۱) تم بھی (نتیجہ کا) انتظار کرو

مُنتَظِرُونَ ﴿١٢٢﴾ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

ہم بھی انتظار کرتے ہیں (۱۲۲) اور آسمانوں اور زمین کا علم غیب اللہ ہی سے مخصوص

۳۸۔ ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ۔ الآیۃ﴾ اس آیت کا مفہوم متعین کرنے میں مفسرین میں سخت اختلاف پایا جاتا ہے جس کی تفصیل ہماری تفسیر میں مذکور ہے مگر اس کی جو تفسیر اولیٰ ہے وہ یہ ہے کہ یہاں ظلم سے مراد کفر و شرک ہے اور اسلام سے مراد عدل و انصاف ہے بنا بریں مطلب یہ ہوگا کہ اگر کوئی قوم عقیدہ کے لحاظ سے کافر و مشرک ہو مگر انسانی عدل و انصاف کرتی ہو تو خدا اسے ہلاک نہیں کرتا چنانچہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی تفسیر مروی ہے اهلها مصلحون ينصف بعضهم بعضهم یعنی خدا بستیوں کو کفر و شرک کی وجہ سے ہلاک نہیں کرتا جبکہ ان کے باشندے ایک دوسرے سے عدل و انصاف کرتے ہوں اس کی تائید مزید اس سے بھی ہوتی ہے۔ الملك يبقى مع الكفر ولا يبقى مع الظلم یعنی کفر کے ساتھ ملک باقی رہ سکتا ہے۔ مگر ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتا۔

۳۹۔ ﴿وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ۔ الآیۃ﴾ عام سادہ لوح آدمی تو یہ کہہ اٹھتا ہے کہ کاش ایسا ہوتا ہے کہ سب لوگ ہم خیال ہوتے۔ مگر اہل عقل و دانش جانتے ہیں کہ اگر ایسا ہوتا تو پھر انسان سے حریت فکر و عمل سلب کر لی جاتی اور یہ انسان کی فطری و جبلی آزادی پر ظلم ہوتا۔ اس لئے خدا نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی بنا پر انسان کو فاعل مختار بنایا ہے کیونکہ جبر کرنا خدائے حکیم کی حکمت کے منافی ہے۔ لہٰذا انسان مختلف علل و اسباب کی بنا پر ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے رہیں گے مگر جس پر آپ کا پروردگار اپنا خصوصی رحم و کرم فرمائے۔ اور وہ اسی پر ہی رحم فرمائے گا جو اس کا اہل ہوگا۔

۴۰۔ ﴿وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ۔ الآیۃ﴾ آیت کا مطلب بالکل واضح ہے کہ زمین و آسمان کا ہر قسم کا علم غیب خدا سے مخصوص ہے۔ وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے کوئی نبی و رسول ہو یا وصی و امام وہ اتنا ہی جانتے ہیں جتنا وہ جنواتا اور عطا فرماتا ہے اور اسی کی طرف تمام معاملات کی بازگشت ہے لہٰذا آپ اسی کی

وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ

ہے اور اسی کی طرف تمام معاملات کی بازگشت ہے تو آپؐ اسی کی عبادت کریں اور اسی

عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع

پر بھروسہ کریں اور آپکا پروردگار اس سے غافل نہیں ہے جو کچھ تم کرتے ہو (۱۲۳)

اٰیاتھا ۱۱۱ ۔ ۱۲ سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ ۵۳ ۔ رکوعاتھا ۱۲

سورۃ الیوسف۔مکی ہے۔آیات ۱۱۱ ۔رکوع ۱۲ ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ

الف،لام ،را۔یہ ایک واضح کتاب کی آیتیں ہیں(۱) بیشک ہم نے اسے عربی زبان کا

قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ

قرآن بنا کر نازل کیا ہے تاکہ تم اسے سمجھ سکو(۲) (اے رسولؐ) ہم اس قرآن

عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

کے ذریعہ سے جو ہم نے آپکی طرف وحی کیا ہے ایک بہترین قصہ

هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ

بیان کرتے ہیں اگرچہ اس سے پہلے آپ غافلوں میں سے

الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ

تھے(۳) (اسوقت کو یاد کرو) جب یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا کہ میں نے خواب میں گیارہ ستاروں اور

رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

سورج و چاند کو دیکھا ہے کہ میرے سامنے سجدہ کر رہے ہیں

رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ﴿۴﴾ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ

(جھک رہے ہیں)(۴) آپؑ نے کہا اے میرے بیٹے! اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کے سامنے

رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ

بیان نہ کرنا کہیں وہ (تمہیں تکلیف پہنچانے کیلئے) کوئی سازش نہ کرنے لگ جائیں بیشک

عبادت کریں اور اسی پر بھروسہ کریں۔

سورہ یوسف

سورہ یوسف کے مضامین ومطلب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) سب انبیاء کا دین وپیغام ایک تھا۔ (۲) مصائب وآلام کا فلسفہ۔ (۳) امانت داری اور پاکدامنی کی اہمیت کا تذکرہ۔ (۴) دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم۔ (۵) زندہ محبوب کی جدائی پر گریہ وبکا کرنا جائز ہے۔ (۶) سجدہ تعظیمی کے جواز کے خیال کا ابطال۔ (۷) تعبیر الرؤیا کا علم صحیح ہے۔ (۸) توفیق الٰہی کے بغیر کوئی شخص نفس امارہ کے شر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ (۹) جناب یوسف علیہ السلام کے حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی معلوم ہوئے ہیں۔ (۱۰) خدا حق والوں کی مدد کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔﴿قَالَ يٰبُنَيَّ۔الآیہ﴾ یوسف علیہ السلام نے (جو کہ جناب ابراہیم خلیل خدا کے پڑپوتے تھے اور جناب یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اور جدی پشتی نبی تھے) صغرسنی میں یہ خواب دیکھا تھا کہ گیارہ ستارے اور سورج وچاند ان کے سامنے سجدہ کر رہے ہیں ۔ چنانچہ جب انہوں نے اپنا یہ خواب اپنے والد ماجد سے بیان کیا تو وہ سمجھ گئے کہ یہ خواب رویائے صادقہ میں سے ہے اور بڑی اہمیت کا حامل ہے۔اس لئے آپ نے اپنے پیارے بیٹے سے کہا کہ یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا ورنہ وہ تیرے خلاف سازش کریں گے۔نیز فرمایا: جس طرح خدا نے تمہیں یہ خواب دکھایا ہے وہ اسی طرح تمہیں نبوت کیلئے منتخب کرے گا اور تمہیں تعبیر خواب کا علم عطا فرمائے گا۔

ایضاح: جہاں جناب یوسف علیہ السلام کے والدین اوران کے بھائیوں کے سجدہ کرنے کا بیان آئے گا تو وہاں وضاحت کی

الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝٥ وَ كَذٰلِكَ

شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے(۵) اور اسی طرح تمہارا پروردگار تمہیں منتخب

يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

کریگا اور تمہیں تعبیر خواب کا علم عطا فرمائے گا اور تم پر نیز یعقوبؑ کے خانوادہ پر اسی

وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ عَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ

طرح اپنی نعمت پوری کرے گا جس طرح اس سے پہلے تمہارے دادا ابراہیمؑ

اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَ

و اسحاقؑ پر اپنی نعمت پوری کر چکا ہے بیشک آپ کا

اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝٦ لَقَدْ كَانَ ع ١ ١١

پروردگار بڑا علم والا ،بڑا حکمت والا ہے (۶) بیشک یوسفؑ اور اسکے بھائیوں کے قصہ

فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝٧ اِذْ

میں پوچھنے والوں کیلئے (غیب کی) بڑی نشانیاں ہیں (۷) جب انہوں (یوسفؑ کے سوتیلے بھائیوں) نے

قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا

آپس میں کہا کہ باوجود یہ کہ ہم پوری جماعت ہیں مگر یوسفؑ اور اسکا (سگا) بھائی (بنیامین)

وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۚ ۝٨

ہمارے باپ کو زیادہ پیارے ہیں بیشک ہمارے باپ کھلی ہوئی غلطی پر ہیں(۸)

اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ

یوسفؑ کو قتل کر دو یا کسی اور سرزمین میں پھینک دو تاکہ تمہارے باپ کا رخ (توجہ)

وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا

صرف تمہاری طرف ہو جائے اسکے بعد تم بھلے آدمی ہو جاؤ گے (تمہارے سب کام

صٰلِحِيْنَ ۝٩ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا

بن جائینگے)(۹) ان (برادران یوسفؑ) میں سے ایک نے کہا کہ یوسفؑ کو قتل نہ کرو البتہ

يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ

اگر کچھ کرنا ہے تو اسے کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دو۔ مسافروں کا کوئی

جائے گی کہ وہ سجدہ شکر تھا جو کہ جناب یوسف علیہ السلام کو نہ صرف زندہ بلکہ تخت مصر پر متمکن دیکھ کر بطور شکرانہ نعمت بارگاہ خداوندی میں کیا گیا تھا۔ یہ ہرگز سجدہ تعظیمی نہ تھا جو کہ شرک ہے اور حرام ہے۔

۲۔﴿ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ۔ الآیۃ﴾ جناب یوسف اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں سوال کرنے والوں کیلئے عبرت کی بڑی نشانیاں بھائیوں نے ایذاء رسانی کی حد کردی اور جناب یوسفؑ نے عفو و درگزر کی بھی حد کردی۔

السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا

قافلہ اسے اٹھا لے جائے گا (۱۰) (اس قرارداد کے بعد) انہوں نے کہا اے ہمارے والد!

مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ

کیا بات ہے کہ آپ یوسفؑ کے بارے میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم تو اسکے بڑے

لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ

خیر خواہ ہیں (۱۱) کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجیے تاکہ وہ کچھ کھائے پیے اور کھیلے کودے ہم

وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْۤ اَنْ

اسکی حفاظت کے ذمہ دار ہیں (۱۲) آپؑ نے کہا تمہارا اسے اپنے ہمراہ لیجانا مجھے غمگین

تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ

کرتا ہے اور مجھے یہ اندیشہ بھی ہے کہ تم غفلت کرو اور اسے کوئی بھیڑیا

عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ

کھا جائے (۱۳) انہوں نے کہا کہ اگر اسے بھیڑیا کھا جائے جبکہ ہماری پوری جماعت (حفاظت کے لئے)

عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ

موجود ہے تو پھر تو ہم گھاٹا اٹھانے والے (اور بالکل گئے گزرے) ہونگے (۱۴) پھر جب وہ (اصرار کرکے) اسے لے گئے

وَاَجْمَعُوْۤا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ

اور سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اسے اندھے کنوئیں میں ڈال دیں (چنانچہ ایسا ہی کیا)۔ اور ہم

وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا

نے (اس وقت) اس (یوسفؑ) کی طرف وحی کی (ایک وقت آئیگا کہ) تم ان لوگوں کو انکی یہ حرکت

وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَجَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً

جتاؤ گے جبکہ انہیں اسکا شعور نہیں ہو گا (۱۵) اور وہ شام کے وقت اپنے والد کے پاس روتے

يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ

ہوئے آئے (۱۶) اور کہا اے ہمارے والد! ہم تو آپس میں دوڑ میں لگ گئے

تَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ

اور یوسفؑ کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے بس ایک بھیڑیا آیا اور اسے کھا گیا۔ اور اگرچہ

۳۔ ﴿فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم نے جناب یوسف علیہ السلام کے قصہ کو احسن القصص فرمایا ہے کیونکہ اس قصہ میں بہت ہی عبرت انگیز باتیں ہیں جن کی تفصیل ہم نے تفسیر فیضان الرحمٰن میں بیان کردی ہے۔ بہرحال چونکہ جناب یعقوب علیہ السلام کو اپنی سب اولاد سے زیادہ محبت جناب یوسفؑ سے تھی جس سے بھائیوں کی آتش حسد جوش مارتی تھی اور وہ ان کو راستہ سے ہٹانے اور والد کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کیلئے مختلف سازشیں اور تدبیریں کرتے رہتے تھے بالآخر یہ طے کیا گیا کہ سیر وتفریح کے بہانے ان کو ہمراہ لے جائیں گے۔ اور پھر انہیں قتل کردیں گے یا کسی دور جگہ پھینک دیں گے اور والد سے کہیں گے کہ انہیں کوئی بھیڑیا کھا گیا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا جیسا کہ ترجمہ قرآن سے ظاہر ہے کہ ان کو ایک اندھے کنویں میں ڈال دیا۔ مروی ہے کہ شام کے وقت برادران یوسفؑ کا قمیص پر جھوٹا خون لگا کر روتے پیٹتے ہوئے آئے اور کہا کہ ہم جنگل میں دوڑ میں لگ گئے اور یوسف کو اپنے سازوسامان کے پاس چھوڑ گئے۔ پس ایک بھیڑیا آیا اور انہیں کھا گیا اور یہ ان کی خون آلود قمیص ہے۔ جب جناب یعقوبؑ نے قمیص دیکھی تو فرمایا: بھیڑیا بڑا سمجھدار تھا کہ یوسف کو تو کھا گیا مگر قمیص کو خراش تک نہیں آنے دی۔ (تفسیر عیاشی وصافی) آپ کا مطلب یہ تھا کہ یہ سراسر جھوٹ ہے اور تمہارے نفسوں کی کارستانی ہے۔ بہرحال میں اس ہوش ربا سانحہ پر صبر جمیل کروں گا۔

وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿١٧﴾ وَ
ہم سچے ہی ہوں مگر آپؑ تو ہماری بات کا یقین نہیں کرتے (۱۷) اور وہ اس (یوسفؑ)
جَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ
کے کرتے پر جھوٹا خون لگا کر لائے۔ آپؑ نے کہا (یہ جھوٹ ہے) بلکہ تمہارے نفسوں نے
سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ
(اپنے بچاؤ کیلئے) یہ بات گھڑ کر تمہیں خوشنما دکھا دی ہے (بہرحال اس سانحہ پر) صبر کرنا ہی بہتر ہے
وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١٨﴾ وَجَآءَتْ
اور جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس سلسلے میں اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے (۱۸) اور ایک قافلہ آیا
سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ
(اور وہاں اترا) تو انہوں نے (پانی لانے کے لئے) اپنا سقہ بھیجا۔ پس اسنے جونہی اپنا ڈول ڈالا (تو یوسفؑ اس
يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ
میں بیٹھ گئے جب ڈول کھینچا) تو پکار اٹھا۔ مبارکباد یہ تو ایک لڑکا ہے اور ان لوگوں نے اسے سرمایہ تجارت سمجھ کر چھپا رکھا
عَلِيْمٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ
اور وہ لوگ جو کچھ کر رہے تھے اللہ اس سے خوب واقف تھا (۱۹) اور (ادھر برادران یوسفؑ بھی آپہنچے اور یوسفؑ کو اپنا غلام
دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ ﴿٢٠﴾ ع ۲ ۱۲
ظاہر کرکے) بالکل کم قیمت پر یعنی گنتی کے چند درہموں کے عوض بیچ ڈالا۔ اور ان (بھائیوں) کو اس میں کوئی دلچسپی نہ
وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِىْ
تھی (بلکہ اس سے بیزار تھے) (۲۰) اور پھر (اس قافلے والوں سے) مصر کے جس شخص (عزیز مصر) نے
مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ
اسے (دوبارہ) خریدا تھا اسنے اپنی بیوی (زلیخا) سے کہا اسے عزت کیساتھ رکھنا ہوسکتا ہے کہ ہمیں کچھ فائدہ پہنچائے یا ہم اسے
وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ ز وَلِنُعَلِّمَهٗ
اپنا بیٹا بنالیں! اور اسی طرح (حکمت عملی سے) ہم نے اس (یوسفؑ) کو سرزمین مصر میں تمکین دی (زمین ہموار کی) تا کہ اسے
مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ
اقتدار کیلئے منتخب کریں) اور خوابوں کی تعبیر کا علم عطا کریں اور اللہ اپنے ہر کام پر غالب ہے (اور اسکے انجام

۴۔ ﴿وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ ۔الآیہ﴾ خداوند عالم نے جناب یوسفؑ کو اس مصیبت سے نکالنے کا یہ انتظام کیا کہ دوسرے دن تاجروں کا ایک قافلہ مصر جا رہا تھا۔ انہوں نے پانی لینے کیلئے ڈول کنویں میں ڈالا تو جناب یوسفؑ برآمد ہوئے۔ ادھر برادران یوسفؑ بھی آنکلے اور قافلہ سے کہا کہ یہ ہمارا غلام ہے جو کنویں میں گر گیا تھا۔ الغرض انہوں نے چند درہم کے عوض جن کی تعداد ۲۰ درہم اور بروایتے ۱۸ درہم تھی، فروخت کر دیا۔ (علل الشرائع)

۵۔ ﴿وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ ۔الآیہ﴾ جب وہ قافلہ مصر پہنچا تو دوسرے سامان تجارت کے ساتھ یہ گوہر گرانمایہ بھی فروختگی کیلئے بازار مصر میں پہنچ گیا اور لوگ جوق در جوق خریداری کیلئے آنے لگے اور بڑھ چڑھ کر قیمت پیش کرنے لگے۔ بالآخر قرعہ فال عزیز مصر کے نام پڑا جو بادشاہ مصر ریان بن ولدی کا خزانچی تھا۔ اور انکا نام قطفیر اور بروایتے اظفیر تھا۔ الغرض اس نے اپنی بی بی (زلیخا) سے کہا کہ اسے عزت و احترام کے ساتھ رکھو شاید ہمیں کوئی فائدہ پہنچائے یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنالیں۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ

دینے پر قادر ہے) لیکن اکثر لوگ (یہ حقیقت) نہیں جانتے (۲۱) اور جب وہ (یوسفؑ) پوری جوانی

اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى

کو پہنچا تو۔ ہم نے اسکو حکمت اور علم عطا کیا اور ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ

دیا کرتے ہیں (۲۲) اور پھر وہ (یوسفؑ) جس عورت کے گھر میں تھا وہ اپنے مطلب براری کیلئے اس پر ڈورے ڈالنے

نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ

لگی (چنانچہ) ایک دن سب دروازے بند کر دیئے اور کہا بس آجاؤ! یوسفؑ نے کہا معاذ اللہ! (اللہ کی پناہ) وہ (تیرا شوہر) میرا

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْۤ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ اِنَّهٗ لَا

مربی و محسن ہے اسنے مجھے بڑی عزت سے (اپنے گھر میں) ٹھہرایا ہے تو اسکے بدلے میں اسکی امانت میں خیانت

يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا

کروں؟ (معاذ اللہ) بیشک ظالم کبھی فلاح نہیں پاتے (۲۳) اس عورت (زلیخا) نے گناہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ

اور وہ مرد (یوسفؑ) بھی اسکا ارادہ کرتا اگر اپنے پروردگار کا برہان نہ دیکھ لیتا ایسا ہوا تاکہ

عَنْهُ السُّوْۤءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

ہم اس (یوسفؑ) سے برائی اور بے حیائی کو دور رکھیں بیشک وہ ہمارے برگزیدہ

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ

بندوں میں سے تھا (۲۴) اور وہ دونوں ایک دوسرے سے پہلے دروازے تک پہنچنے کیلئے دوڑے اور اس عورت نے اس

قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ

مرد (یوسفؑ) کا کرتا پیچھے سے (کھینچ کر) پھاڑ دیا اور پھر دونوں نے اس عورت کے خاوند کو دروازے کے پاس (کھڑا ہوا)۔ پایا

قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۤءًا اِلَّاۤ اَنْ

اسے دیکھتے ہی اپنی بیگناہی ثابت کرنے کیلئے اس عورت نے بات بنائی اور کہا جو شخص تمہاری بیوی کے ساتھ بدکاری کرنے کا ارادہ

يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِىَ رَاوَدَتْنِىْ

کرے اسکی سزا اسکے سوا اور کیا ہے کہ اسے قید کر دیا جائے یا کوئی دردناک عذاب دیا جائے (۲۵) یوسفؑ نے کہا (حقیقت یہ

۲۔ ﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ ۔الآیہ﴾ چونکہ خداوند عالم نے جناب یوسفؑ کو غیر معمولی حسن و جمال سے نوازا تھا۔ کہ جو مرد آپ کو دیکھتا وہ آپ سے محبت کرنے لگتا اور جو عورت آپ کو دیکھتی وہ آپ پر فریفتہ ہو جاتی۔ چنانچہ عزیز مصر کی بیوی بھی آپ پر فریفتہ ہو گئی۔ بڑے عرصہ تک اعصابی جنگ لڑنے کے بعد سپر انداز ہو گئی اور بڑے لطائف الحیل سے جناب یوسف علیہ السلام کو بہلانا پھسلانا شروع کیا۔ آخر کار ایک دن جناب یوسف علیہ السلام کو اپنے خلوت خانہ میں بلایا اور تمام دروازے بند کر دیئے اور پھر شرم وحیا کا پردہ چاک کر کے آپ کو دعوت گناہ دی جسے آپؑ نے پائے استحقار سے ٹھکرا دیا اور پیغمبرانہ جاہ و جلال کے ساتھ فرمایا: ﴿معاذ اللہ﴾ عزیز مصر میرا محسن و مربی ہے۔ ایسے محسن کی آبروریزی کرنا ظلم ہے اور ظالم کبھی فوز فلاح نہیں پاتا جب زلیخا نے کچھ زیادہ دباؤ ڈالا تو جناب یوسفؑ نے اپنے دامن عصمت کو داغدار ہونے سے بچانے کیلئے باہر دوڑنا شروع کیا۔ گو دروازے بند تھے مگر قدرت کاملہ نے کھولنے شروع کئے۔ جناب یوسف علیہ السلام آگے آگے اور زلیخا پیچھے پیچھے قرآن گواہ ہے کہ جناب یوسف علیہ السلام کا کرتہ پچھلی طرف سے تار تار ہو گیا۔ مگر ان کا دامن عصمت داغدار نہیں ہوا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا ترجمہ قرآن سے واضح وعیاں ہے۔

عَنْ نَّفْسِیْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ

ہے کہ) خود اسی نے اپنے مطلب براری کیلئے مجھ پر ڈورے ڈالے اور مجھے پھسلانا چاہا اس پر اس

قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ

عورت کے کنبے والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی کہ اگر یوسفؑ کا کرتہ آگے سے پھٹا ہوا ہے

الْكٰذِبِیْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ

تو عورت سچی ہے اور یہ جھوٹا (۲۶) اور اگر اسکا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو یہ

فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ

جھوٹی اور وہ سچا (۲۷) پس جب اس (خاوند) نے یوسفؑ کا کرتا دیکھا کہ

قَمِیْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَیْدِكُنَّ ؕ

پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو عورت سے کہا یہ تمہاری مکاریوں سے ایک مکاری ہے بیشک تمہاری

اِنَّ كَیْدَكُنَّ عَظِیْمٌ ﴿۲۸﴾ یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ

مکاریاں بڑی سخت ہوتی ہیں (۲۸) پھر یوسفؑ سے کہا اے یوسفؑ! اس بات سے

هٰذَا سكتة وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِكِ ۖۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ

درگزر کر (اسے جانے دے) اور بیوی سے کہا اپنے گناہ کی معافی مانگ یقیناً تو

ع ۴ ۹ ۱۲ الْخٰطِـِٕیْنَ ﴿۲۹﴾ ع وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ

خطاکاروں میں سے ہے (۲۹) پھر (جب اس واقعہ کا چرچا ہوا تو) شہر کی عورتیں کہنے لگیں کہ عزیز کی بیوی

الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا

اپنے نوجوان غلام پر اپنی مطلب براری کیلئے ڈورے ڈال رہی ہے اسکی محبت اسکے دل کی

حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا

گہرائیوں میں اتر گئی ہے ہم تو اسے صریح غلطی میں مبتلا دیکھتی ہیں (۳۰) جب زلیخا نے ان

سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ

عورتوں کی یہ مکارانہ باتیں سنیں تو اسنے انہیں بلوا بھیجا اور انکے لئے مسندیں لگا دیں اور ہر ایک کو (پھل کاٹنے

لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا

کیلئے) ایک چھری دیدی۔ (پھر جب وہ کاٹ کر کھانے لگیں تو) اسنے یوسفؑ سے کہا ذرا انکے سامنے نکل آ۔

ے۔ ﴿وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ۔ الآیہ﴾ دوسرے پر تنقید اور نکتہ چینی کرنا انسان کا بالخصوص صنف نازک کا محبوب مشغلہ رہا ہے۔ چنانچہ جب عزیز مصر کی بیوی زلیخا کی وارفتگی اور محبت کا چرچا عام ہوا تو زنان مصر کو عموماً اور طبقہ امراء کی خواتین کو خصوصاً ایک دلچسپ موضوع سخن ہاتھ لگ گیا۔ وہ جہاں بھی اکٹھی ہوتیں۔ زلیخا پر طعن و تشنیع کے خوب تیر چلاتیں۔ الغرض ادھر زلیخا کو بھی ان عورتوں کی زبان درازیوں کی اطلاع ملی۔ تو اس کو بھی انہیں نیچا دکھانے کی ایک عجیب تدبیر سوجھی۔ اس نے ایک شاہانہ دعوت کا اہتمام کیا اور امراء کی ان معزز خواتین کو بلایا۔ نشست گاہوں پر گاؤ تکیے لگائے گئے۔ دسترخوان پر پرتکلف کھانے اور پھل فروٹ چن دیئے گئے۔ گوشت اور پھل کاٹنے کیلئے چھریاں بھی دے دی گئیں۔ یہ سب انتظام کر کے جناب یوسف علیہ السلام سے کہا ذرا ان کے سامنے آجاؤ۔ ادھر وہ پیکر حسن وجمال سامنے آیا ادھر زلیخا نے امیر زادیوں سے کہا کہ پھل کھاؤ۔ انہوں نے عالم وارفتگی میں جب چھریاں چلائیں تو پھلوں کی جگہ اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں اور کہنے لگیں ماشاء اللہ، یہ انسان نہیں یہ تو کوئی نوری فرشتہ ہے۔ اس وقت زلیخا نے فاتحانہ انداز میں کہا۔ یہی وہ یوسف ہے جس کے بارے میں تم میرے ملامت کرتی تھیں جس کے ایک جلوے کی بھی تم تاب نہ لا سکیں۔ نیز اس موقع پر زلیخا نے واشگاف لفظوں میں اعتراف کیا کہ میں نے اس کو ورغلانے کی بڑی کوشش کی ہے مگر وہ معصوم اور پاکباز ثابت ہوا ہے۔

وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ

پس جب انہوں نے دیکھا تو(حسن و جمال میں)انہیں بڑھا ہوا پایا(لہٰذا حیران رہ گئیں اور

وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۫ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا

پھل کی بجائے)اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں(اور احساس تک نہ ہوا) اور(بیساختہ) کہہ اٹھیں

بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ

ماشاء اللہ۔ یہ انسان نہیں ہیں بلکہ کوئی معزز فرشتہ ہے(۳۱)عزیز کی بیوی نے کہا یہی

فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ

وہ ہے جسکے بارے میں تم میری ملامت کرتی تھیں بیشک میں نے اس پر ڈورے ڈالے اور پھسلانے کی

عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ

کوشش کی۔مگر وہ بچا ہی رہا۔(ہاں البتہ اب برملا کہتی ہوں کہ) اگر اسنے وہ نہ کیا جسکا میں

اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

اسے حکم دیتی ہوں تو پھر اسے ضرور قید کر دیا جائیگا۔ اور ضرور ذلیل بھی ہو گا(۳۲)

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ

یوسفؑ نے (بات سنکر کہا) اے میرے پروردگار! اس کام کی نسبت جسکی یہ مجھے دعوت دے رہی ہیں مجھے قید

اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ

خانہ پسند ہے اور اگر تو مجھ سے انکے مکر و فریب کو دور نہ کرے تو ہوسکتا ہے کہ میں انکی طرف مائل

اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ

ہو جاؤں اور اسطرح جاہلوں میں سے ہو جاؤں(۳۳)پس اسکے پروردگار نے اسکی دعا

رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

قبول کر لی اور اس سے ان عورتوں کے مکر و فریب کو دور کر دیا بیشک وہ بڑا سننے والا، بڑا

الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا

جاننے والا ہے(۳۴) پھر ایسا ہوا کہ باوجودیکہ وہ (یوسف کی پاکدامنی کی) نشانیاں دیکھ چکے تھے۔تاہم

الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ ع وَدَخَلَ مَعَهُ ع ۴ ۱۲

انہیں یہی مناسب معلوم ہوا کہ ایک مدت تک اسے قید کر دیں(۳۵)اور یوسفؑ کے ساتھ دو اور

۸۔﴿لَيَسْجُنُنَّهٗ۔الآیہ﴾ جناب یوسف علیہ السلام کو ان کے بے گناہی کی یہ سزا دی گئی کہ عزیز مصر نے اپنے خانگی حالات کو بگڑنے سے بچانے اور مزید رسوائی سے بچنے کیلیے ان کو زندان میں ڈال دیا جو کہ اپنی شکست اور جناب یوسف علیہ السلام کی فتح کا اعتراف تھا بہرحال یہاں سے جناب یوسف علیہ السلام کے ابتلا و امتحان کے نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔فرمایا: آپ قیدیوں میں بڑے ہردلعزیز تھے، آپ بیمار کی تیمارداری کرتے،محتاج کو قرضہ دیتے اور کمزور کی مدد کرتے تھے۔(البرہان)

۹۔﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ۔الآیہ﴾ اتفاق ایسا ہوا کہ اسی دن دو نئے قیدی بھی قید خانہ میں ڈالے گئے جن میں ایک شاہ مصر کے مطبخ کا ناظم اعلیٰ تھا۔ اور دوسرا اس کے ساتھیوں کا سردار تھا۔ رات جیل میں گزاری۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے صبح جناب یوسف علیہ السلام سے کہا کہ ہم نے رات کو خواب دیکھے ہیں۔آپ ہمیں ان کی تعبیر بتائیں۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے خواب بتائے اور جناب یوسف علیہ السلام نے انہیں ان کی تعبیر بتائی۔ جو متن قرآن میں مذکور ہے۔ اور پھر انہیں توحید کی تبلیغ بھی فرمائی اور ان سے پوچھا اے یاران زندان یہ تو بتاؤ! آیا جدا جدا رب بہتر ہیں یا ایک اللہ بہتر ہے؟ جو سب پر غالب ہے؟ یعنی تم نے زندگی کے مختلف امور دیوی دیوتا کے حوالے کر رکھے ہیں کہ کوئی ہوا چلاتا ہے،کوئی بارش برساتا ہے، کوئی اولاد دیتا ہے اور کوئی جائیداد، کوئی موت دیتا ہے اور کوئی حیات وغیرہ وغیرہ۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ سب کام خدائے واحد قہار کرتا ہے۔ تو تمہی بتاؤ کہ اگر طاقت وقوت ایک مرکز میں مرتکز ہو تو زیادہ قوی ہے یا جب مختلف ٹکڑیوں

میں تقسیم ہوجائے؟ اورآیاایک خداکوراضی
رکھنازیادہ آسان ہے یازیادہ خداؤں کو۔
﴿مالکم کیف تحکمون؟؟﴾

السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ
جوان آدمی بھی قید خانہ میں داخل ہوئے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں
اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ
شراب (بنانے کے لیے انگور کا رس) نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے
فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا
کہ سر پر کچھ روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں۔جن میں سے پرندے کھا رہے ہیں ہمیں ذرا
بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٦﴾ قَالَ
اس کی تعبیر بتایئے ہم تمہیں نیکوکاروں میں سے دیکھتے ہیں (۳۶) یوسفؑ نے کہا
لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا
جو (مقررہ) کھانا تمہیں دیا جاتا ہے اس کے آنے سے پہلے میں تمہیں تمہارے خوابوں کی
بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا
تعبیر بتادوں گا۔یہ (تعبیر خواب) بھی منجملہ ان علوم کے ہے جو میرے پروردگار نے
عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ
مجھے تعلیم دیئے ہیں۔ میں ان لوگوں کا دین و مذہب چھوڑے ہوئے ہوں
بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَاتَّبَعْتُ
جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کے منکر ہیں (۳۷) اور میں تو اپنے باپ
مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا
دادا ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے مذہب کے پیرو ہوں۔ ہمیں یہ زیبا نہیں ہے
كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ
کہ ہم کسی چیز کو بھی خدا کا شریک ٹھہرائیں ۔ یہ اللہ کا فضل ہے
فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
جو اس نے ہم اور سب لوگوں پر کیا ہے لیکن اکثر
النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٣٨﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ
لوگ شکر ادا نہیں کرتے (۳۸) اے قید خانہ کے میرے دونوں ساتھیو

ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ
(یہ بتاؤ) آیا بہت سے جدا جدا خدا اچھے ہیں یا اللہ جو یگانہ بھی ہے اور سب پر

الْقَهَّارُ ﴿٣٩﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً
غالب بھی؟ (۳۹) اللہ کو چھوڑ کر تم جن کی پرستش کرتے ہو ان کی حقیقت اس کے سوا اور کیا ہے؟

سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا
کہ وہ چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے ان کیلئے کوئی

مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا
سند نہیں اتاری ہے حکم و حکومت کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے اسی نے حکم

تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ
دیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی دین مستقیم (سیدھا دین)

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٠﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ
ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں (۴۰) اے قید خانہ کے میرے دونوں ساتھیو!

اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ
(اب اپنے خوابوں کی تعبیر سنو) تم میں سے ایک (پہلا) تو وہ ہے جو اپنے مالک (شاہ مصر) کو شراب پلائے گا

فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ
اور جو دوسرا ہے اسے سولی پر لٹکایا جائے گا اور پرندے اس کے سر کو (نوچ نوچ کر) کھائینگے اس بات

الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿٤١﴾ وَقَالَ لِلَّذِيْ
کا فیصلہ ہو چکا جس کے بارے میں تم دریافت کرتے ہو (۴۱) اور یوسفؑ نے اس شخص سے کہا

ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ
جس کے متعلق وہ سمجھتے تھے کہ وہ ان دونوں میں سے رہا ہو جائے گا۔ کہ اپنے مالک سے میرا تذکرہ

فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي
بھی کر دینا لیکن شیطان نے اسے اپنے مالک سے یہ تذکرہ کرنا بھلا دیا۔ پس یوسفؑ کئی

ع ۵ / ۱۵ السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى
سال قید خانہ میں پڑا رہا (۴۲) (کچھ مدت کے بعد) بادشاہ نے کہا میں نے

۱۰۔ ﴿وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ ۔الآیہ﴾ جو قیدی رہائی پانے والا تھا اس سے جناب یوسف علیہ السلام نے صرف اتناہ کہہ دیا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی ذکر کر دینا (کہ ایک بے قصور شخص عرصہ سے زندان میں پڑا ہے)۔ مگر شیطان نے اسے یہ بات بھلا دی جس کی وجہ سے آپ کئی سال تک زندان میں رہے۔ اگرچہ ایک عام آدمی کیلئے عام مادی ذرائع سے کام لینا جائز ہے مگر جناب یوسف علیہ السلام جیسے معصوم نبی کیلئے اپنی رہائی کیلئے خدا کے علاوہ کسی اور شخص پر بھروسہ کرنا ان کی شان کی شایان نہ تھا لہٰذا اسی ترک اولیٰ کی وجہ سے آپ کو کئی سال تک (سات سال تک) قید و بند کی صعوبت برداشت کرنا پڑی۔ سچ ہے۔
﴿حسنات الابرار سیئات المقربین﴾

۱۱۔ ﴿وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ ۔الآیہ﴾ اسی اثنا میں بادشاہ مصر نے ایک ایسا خواب دیکھا جس کی صحیح تعبیر بتانے سے ملک کے تمام تعبیر دان عاجز آگئے۔ تو اس وقت اس رہائی پانے والے قیدی کو جناب یوسفؑ یاد آئے۔ اور اس نے اس خواب کی ان سے تعبیر معلوم کی اور بادشاہ کو بتائی اور ملک کو تباہی سے بچانے کی تدبیر بتائی۔ تو بادشاہ کو ان کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ بادشاہ نے قاصد بھیجا کہ جناب یوسفؑ کو زندان سے نکال کر یہاں لایا جائے۔ مگر آپ نے باہر آنے سے انکار کر دیا۔ اور مطالبہ کیا کہ بادشاہ سے کہو کہ پہلے میرے معاملہ کی تحقیق کرائے کہ ان عورتوں کا معاملہ کیا تھا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ چنانچہ بادشاہ نے ان عورتوں کو بلوایا اور ان سب نے آپؑ کی پاکدامنی کا کھلے لفظوں میں اقرار کیا حتیٰ کہ اس موقع پر زلیخا نے واشگاف الفاظ میں اپنے قصور وار اور جناب یوسفؑ کے بے قصور ہونے اور ان کی پاکدامنی کا برملا اعتراف کیا۔ جناب یوسفؑ نے کہا کہ یہ تحقیق اس لئے

سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ

(خواب میں) سات موٹی تازی گائیں دیکھی ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں

وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا

کھا رہی ہیں اور سات بالیاں ہری ہیں اور سات دوسری سوکھی اے سردار و

الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا

(درباریو) اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو تو پھر مجھے میرے خواب

تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ

کی تعبیر بتاؤ (۴۳) انہوں نے کہا یہ تو پریشان خواب و خیالات ہیں (جن کی کوئی خاص تعبیر

بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا

نہیں ہوتی) اور ہم خوابہائے پریشان کی تعبیر نہیں جانتے (۴۴) اس وقت وہ شخص جوان دو قیدیوں

مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ

میں رہا ہوا تھا اور مدت کے بعد اسے (یوسفؑ کا پیغام) یاد آیا تھا بولا میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بتاتا ہوں

فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ

ذرا مجھے (ایک جگہ) بھیج دو (۴۵) (چنانچہ وہ سیدھا قید خانہ گیا اور کہا) اے یوسفؑ اے بڑے

سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ

سچے! ذرا ہمیں اس خواب کی تعبیر بتاؤ کہ سات موٹی گائیں ہیں تازی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں

سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ

کھا رہی ہیں اور سات بالیاں ہری ہیں اور سات سوکھی تاکہ میں ان لوگوں کے پاس جاؤں (اور انہیں جا کر

اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ

بتاؤں) شاید وہ (تمہاری قدر و منزلت یا تعبیر) جان لیں (۴۶) یوسفؑ نے کہا (اس خواب کی تعبیر یہ

سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ

ہے) کہ تم متواتر سات سال کاشتکاری کرو گے پھر جو فصل کاٹو اسے اس کی بالی میں رہنے دو

سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْ

وہاں البتہ تھوڑا سا حصہ نکال لو جسے تم کھاؤ (۴۷) پھر اس کے بعد سات بڑے

کرائی کہ عزیز مصر معلوم ہو جائے کہ میں نے ان کی ناموس کے معاملہ میں کوئی خیانت نہیں کی۔ کیونکہ خدا خیانت کاروں کو فتحیاب نہیں کرتا۔

۱۲۔ ﴿قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۔الآیہ﴾ تفسیر فیض الرحمان سے پڑھ لیں۔

بَعۡدِ ذٰلِكَ سَبۡعٌ شِدَادٌ يَّاۡكُلۡنَ مَا قَدَّمۡتُمۡ لَهُنَّ

سخت سال آئیں گے جو وہ سب کچھ کھا جائینگے جو تم نے ان کیلئے ذخیرہ کیا تھا مگر تھوڑا

اِلَّا قَلِيۡلًا مِّمَّا تُحۡصِنُوۡنَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ يَاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ

سا بچے گا جسے تم محفوظ کرلو گے (۴۸) پھراس کے بعد ایک سال ایسا آئیگا جس میں لوگوں پر خوب بارش

ع ٦ ١٢ عَامٌ فِيۡهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيۡهِ يَعۡصِرُوۡنَ ﴿٤٩﴾

برسائی جائیگی اوراس کے ذریعہ سے ان کی فریاد رسی کی جائیگی۔ اورجس میں وہ (پھلوں کا رس) نچوڑیں گے (۴۹)

وَقَالَ الۡمَلِكُ ائۡتُوۡنِىۡ بِهٖ‌ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوۡلُ

(یہ تعبیر سن کر) بادشاہ نے کہا اس شخص (یوسفؑ) کو میرے پاس لاؤ۔ پس جب قاصد اسکے پاس آیا

قَالَ ارۡجِعۡ اِلٰى رَبِّكَ فَسۡـَٔلۡهُ مَا بَالُ النِّسۡوَةِ

تو اس نے کہا اپنے بادشاہ کے پاس واپس جا اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کے معاملہ کی

الّٰتِىۡ قَطَّعۡنَ اَيۡدِيَهُنَّ‌ ؕ اِنَّ رَبِّىۡ بِكَيۡدِهِنَّ

حقیقت کیا ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے؟ بے شک میرا پروردگار ان کے مکروفریب سے خوب

عَلِيۡمٌ ﴿٥٠﴾ قَالَ مَا خَطۡبُكُنَّ اِذۡ رَاوَدتُّنَّ يُوۡسُفَ

واقف ہے (۵۰) (چنانچہ بادشاہ نے ان سب عورتوں کو بلایا اور) پوچھا۔ تمہارا کیا معاملہ تھا جب تم نے اپنی مطلب

عَنۡ نَّفۡسِهٖ‌ ؕ قُلۡنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمۡنَا عَلَيۡهِ مِنۡ

براری کیلئے یوسفؑ پر ڈورے ڈالے تھے اوراسے پھسلانا چاہا تھا؟ سب نے (بیک زبان) کہا حاشاللہ! ہمیں تو اسکی ذرا

سُوۡٓءٍ‌ ؕ قَالَتِ امۡرَاَتُ الۡعَزِيۡزِ الۡـٰٔنَ حَصۡحَصَ

بھر کوئی برائی معلوم نہیں ہوئی (اس وقت) عزیز مصر کی بیوی نے کہا اب جبکہ حق ظاہر ہوگیا (اور حقیقت حال

الۡحَـقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنۡ نَّـفۡسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ

بالکل آشکارا ہوگئی) تو وہ میں تھی جس نے اس (یوسفؑ) پر ڈورے ڈالے تھے بے شک وہ سچے

الصّٰدِقِيۡنَ ﴿٥١﴾ ذٰ لِكَ لِيَـعۡلَمَ اَنِّىۡ لَمۡ اَخُنۡهُ

لوگوں میں سے ہے (۵۱) (یوسفؑ نے کہا) یہ سب کچھ اس لیے کیا تاکہ وہ عزیز مصر کو (مزید) علم ہوجائے کہ میں نے اسکی

بِالۡغَيۡبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِىۡ كَيۡدَ الۡخَـآٮِٕنِيۡنَ ﴿٥٢﴾

پس پشت (اسکی امانت میں) خیانت نہیں کی اور یقیناً اللہ خیانت کاروں کے مکروفریب کو کامیاب نہیں ہونے دیتا (۵۲)

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِىۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ

میں اپنے نفس کو (بھی) بری قرار نہیں دیتا بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا (اور اس پر اکسانیوالا) ہے مگر یہ کہ

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىۡ ؕ اِنَّ رَبِّىۡ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ

میرا پروردگار (کسی کے حال پر) رحم کرے یقیناً میرا پروردگار بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنیوالا ہے (۵۳) اور بادشاہ نے

الۡمَلِكُ ائۡتُوۡنِىۡ بِهٖۤ اَسۡتَخۡلِصۡهُ لِنَفۡسِىۡ ۚ فَلَمَّا

کہا کہ اسے میرے پاس بلاؤ تاکہ میں اسے اپنے (ذاتی کاموں کی انجام دہی) کیلئے مخصوص کرلوں۔ پس جب (یوسفؑ

كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الۡيَوۡمَ لَدَيۡنَا مَكِيۡنٌ اَمِيۡنٌ ﴿۵۴﴾

آئے اور) بادشاہ نے اس سے گفتگو کی تو (متاثر ہوکر) کہا آج سے تم ہمارے ہاں صاحب مرتبہ اور امانتدار ہو (۵۴)

قَالَ اجۡعَلۡنِىۡ عَلٰى خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ اِنِّىۡ حَفِيۡظٌ

آپؑ نے کہا مجھے (اس) زمین کے خزانوں پر مقرر کر دیجئے میں یقیناً (مال کی) حفاظت کرنیوالا اور اس کام

عَلِيۡمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوۡسُفَ فِى الۡاَرۡضِ ۚ

کا جاننے والا بھی ہوں (۵۵) اور اس طرح ہم نے یوسفؑ کو اس سرزمین میں اختیار و اقتدار دیا

يَتَبَوَّاُ مِنۡهَا حَيۡثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيۡبُ بِرَحۡمَتِنَا مَنۡ

کہ وہ اس میں جہاں چاہے رہے ہم جسے چاہتے ہیں اپنی رحمت سے نوازتے ہیں

نَّشَآءُ وَلَا نُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجۡرُ

اور ہم نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے (۵۶) اور البتہ جو لوگ ایمان لائے اور

ع ۷ ۸ ۱
الۡاٰخِرَةِ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ ﴿۵۷﴾

تقویٰ اختیار کیا ان کیلئے آخرت کا اجر و ثواب یقیناً (اس سے) بہتر ہے (۵۷)

وَجَآءَ اِخۡوَةُ يُوۡسُفَ فَدَخَلُوۡا عَلَيۡهِ فَعَرَفَهُمۡ

اور (قحط سالی کے دنوں میں غلہ خریدنے) یوسفؑ کے بھائی (مصر) آئے اور (یوسفؑ) کے پاس گئے تو اس

وَهُمۡ لَهٗ مُنۡكِرُوۡنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمۡ بِجَهَازِهِمۡ

نے انہیں پہچان لیا جبکہ وہ اسے نہ پہچان سکے (۵۸) اور جب یوسفؑ نے ان کی (خوراک) کا سامان تیار کروا دیا تو

قَالَ ائۡتُوۡنِىۡ بِاَخٍ لَّكُمۡ مِّنۡ اَبِيۡكُمۡ ۚ اَلَا تَرَوۡنَ اَنِّىۡۤ

(جاتے وقت) کہا (اب کی بار) اپنے (سوتیلے) پدری بھائی کو بھی میرے پاس لیتے آنا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پورا

۱۳۔ ﴿وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِىۡ۔ الآیہ﴾ باوجودیکہ دوست و دشمن سب جناب یوسفؑ کی بے گناہی اور پاکدامنی کا اقرار کر چکے ہیں مگر جناب یوسف علیہ السلام کی فروتنی اور کسر نفسی کا یہ عالم ہے کہ اس تمام کاروائی میں یعنی زلیخا اور زنانِ مصر کے دام تزویر میں نہ پھنسنے کو توفیق الٰہی کا کرشمہ قرار دیتے۔ کیونکہ انسانی نفس برائی پر بہت ابھارنے والا اور برائی کا بہت حکم دینے والا ہے۔ اس کے ضرر وزیاں سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جس پر میرا پروردگار اپنا خصوصی رحم و کرم فرمائے۔

۱۴۔ ﴿قَالَ اجۡعَلۡنِىۡ عَلٰى خَزَآئِنِ۔ الآیہ﴾ جب سرکاری سطح پر تحقیق کرانے سے بھی جناب یوسف علیہ السلام کی بے گناہی ثابت ہوگئی تو بادشاہ نے انہیں دربار میں بلوایا اور جب ان سے گفتگو کی تو اسے معلوم ہوا کہ جناب یوسف علیہ السلام کردار کی بلندی کے ساتھ عقل و دانش اور فہم و فراست کے لحاظ سے بھی بہت بلند شخصیت کے مالک ہیں۔ اس لئے اس نے انہیں حکومت میں کوئی بڑا عہدہ دینا چاہیے جس پر جناب یوسف علیہ السلام نے کہا کہ مجھے وزارت خزانہ کا قلمدان دیا جائے کیونکہ میں حفیظ و علیم ہوں۔ یعنی مال کو بے جا صرف کرنے سے حفاظت کرنے والا اور اسکے محل استعمال کو خوب جاننے والا ہوں۔ اس واقعہ کی دو باتیں واضح ہوتی ہیں: ایک یہ کہ خودستائی کی نیت سے نہیں بلکہ اظہار حقیقت اور اپنے استحقاق کے ثبوت کیلئے اپنی تعریف کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر اقتدار میں آنے میں مقصد نیکی کرنا، دوسروں کو اس کا حکم دینا اور کمزور اہل ایمان اور حاجتمندوں کی حاجت برآری اور امداد کرنا ہو تو پھر حکام جور کی ملازمت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۱۵۔ ﴿وَجَآءَ اِخۡوَةُ يُوۡسُفَ۔ الآیہ﴾ جناب یوسف علیہ السلام کی تعبیر کے مطابق جب دوسرا دور یعنی قحط سالی کا دور شروع ہوا۔ تو صرف مصر میں جناب یوسف علیہ السلام کی تدبیر سے غلہ کی فراوانی تھی اور ادھر ادھر

أُوْفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ﴿٥٩﴾ فَإِنْ لَّمْ

پورا ناپ (تول) کر (غلہ) دیتا ہوں اور میں کتنا اچھا مہمان نواز ہوں (۵۹) اور اگر تم اسے میرے پاس نہ لائے

تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِي وَلَا تَقْرَبُونِ ﴿٦٠﴾

تو پھر تمہارے لیے نہ میرے پاس تولنے کیلئے (غلہ) ہوگا اور نہ ہی میرے قریب آنا (۶۰) ان لوگوں نے کہا

قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ﴿٦١﴾ وَقَالَ

کہ ہم اس کے باپ پر ڈورے ڈالیں گے کہ وہ (آمادہ ہوجائیں) اور ہم ضرور ایسا کرینگے (۶۱) اور یوسفؑ

لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ

نے اپنے جوانوں (غلاموں) سے کہا کہ ان کی پونجی (جس کے عوض غلہ خریدا ہے) ان کے سامان میں رکھ

يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ

دو تاکہ جب اپنے گھروالوں کے پاس لوٹ کر جائیں تو اسے پہچانیں (اور) شاید

يَرْجِعُونَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَى أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا

دوبارہ آئیں (۶۲) اور جب وہ لوگ لوٹ کر اپنے والد کے پاس گئے تو کہا اے ہمارے باپ! ہمارے لیے (ناپ

مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ

تول کر) غلہ دیا جانا بند کر دیا گیا ہے (جب تک بھائی کو ہمراہ نہ لے جائیں) اس لیے ہمارے بھائی (بنیامین) کو ہمارے

وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٦٣﴾ قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا

ساتھ بھیجیے تاکہ ہم غلہ لا سکیں اور ہم یقیناً اس کی (پوری) حفاظت کرینگے (۶۳) آپؑ نے کہا کیا میں اس کے بارے میں

كَمَا أَمِنْتُكُمْ عَلَى أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ خَيْرٌ

تم پر اسی طرح اعتماد کروں جس طرح اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا؟ بہرحال اللہ سب سے

حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَمَّا فَتَحُوا

بہتر حفاظت کرنیوالا ہے اور وہی سب سے بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے (۶۴) اور جب انہوں نے اپنا سامان

مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ

کھولا تو دیکھا کہ ان کی پونجی انہیں واپس کردی گئی ہے تو کہنے لگے ابا جان! ہمیں اور کیا چاہیے؟ (دیکھئے) یہ ہماری پونجی

قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ

ہے جو ہمیں واپس کردی گئی ہے (اب کی بار جو بھائی کو اپنے ساتھ لے جائینگے) تو جہاں اپنے گھروالوں کے لیے رسد

تمام ممالک میں قحط سالی کا دور دورہ تھا۔ اس لئے ہمسایہ ممالک غلہ لینے مصر آتے تھے چنانچہ اسی سلسلہ میں برادران یوسف بھی مصر آئے اور پھر وہ گفتگو ہوئی اور وہ واقعات رونما ہوئے جو قرآن میں مذکور ہیں۔

۱۶۔ ﴿فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ۔ الآیہ﴾ بہرحال جب برادران یوسف جناب یوسف علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپؑ نے ان کو فوراً پہچان لیا۔ مگر وہ آپ کو بوجوہ نہ پہچان سکے۔ اس لئے جناب یوسفؑ نے ان کی بہترین مہمان نوازی کی، واپسی پر ان کی ادا کردہ قیمت بھی سامان میں رکھ دی مگر آئندہ آنے پر انہیں اپنے سوتیلے بھائی (بنیامین) کو ہمراہ لانے کی تاکید کی اور نہ لانے کی صورت میں غلہ نہ دینے کی دھمکی بھی دے دی۔ اس کے بعد جو ہوا وہ سب ترجمہ قرآن سے ظاہر ہے۔

إِلَيْنَا ۚ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ

لائیں گے اپنے بھائی کی حفاظت کرینگے (وہاں) ایک اونٹ کا بار اور زیادہ بھی لائینگے اور یہ غلہ

بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ

(جواب کی بار ہم لائے ہیں) بہت تھوڑا ہے (۶۵) آپؑ نے کہا میں اسے کبھی تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا

مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ

جب تک اللہ کی قسم کھا کر مجھ سے عہد و پیمان نہ کرو کہ تم اسے ضرور اپنے ساتھ لاؤ گے سوا اسکے کہ تم

إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ

سب ہی گھیر لئے جاؤ (اور بے بس ہو جاؤ) پھر جب انہوں نے قسم کھا کر اپنا قول وقرار دیدیا تو آپ نے کہا

اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا

اللہ ہمارے قول و قرار پر نگہبان ہے (۶۶) اور آپؑ نے کہا اے میرے بیٹو (جب مصر پہنچو) تو

تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ

ایک دروازے سے (شہر میں) داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور میں تمہیں اللہ (کی

مُتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ

مشیت اور اسکی قضا وقدر) سے بچا تو نہیں سکتا (ہر قسم کا) حکم (اور فیصلہ) اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ

اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی پر سب بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے (میں نے تو

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ

صرف احتیاط کے طور پر یہ تدبیر بتائی ہے (۶۷) اور جب وہ لوگ (مصر میں) اسی طرح داخل ہوئے جس

أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ

طرح انکے باپ نے انہیں حکم دیا تھا انکا اس طرح داخل ہونا انہیں خدا (کی مشیت اور اسکی تقدیر)

مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ

سے بچا تو نہیں سکتا تھا مگر یہ (احتیاطی تدبیر) یعقوبؑ کے دل میں ایک تمنا تھی

وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

جسے انہوں نے پورا کر لیا بیشک وہ ہماری دی ہوئی تعلیم سے صاحب علم تھا لیکن

۱۷۔ ﴿وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا ۔ الآیۃ﴾ ایک دروازے سے شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا۔ جناب یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو یہ ہدایت کیوں کی؟ مفسرین نے اس کی دو توجیہیں بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ لوگ ان کو لوٹ مار کرنے والے آدمی سمجھ کر اذیت نہ پہنچائیں۔ دوسرے یہ کہ انہیں نظر بد نہ لگنے جائے اور اس طرح انہیں کوئی ضرر وزیاں نہ پہنچ جائے کیونکہ تمام محققین اسلام کے نزدیک نظر بد کا لگنا برحق ہے۔ مخفی نہ رہے اس ہدایت کے ساتھ ساتھ جناب یعقوب علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں تمہیں خدا کی قضا وقدر سے بچا تو نہیں سکتا کیونکہ ع

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

خدا سے یہ ایک تمنا تھی جو یعقوب علیہ السلام نے پوری کردی۔

اس واقعہ میں لمحہ فکریہ ہے کہ جب اللہ کا برگزیدہ نبی بھی اپنی اولاد کو قضا وقدر سے نہیں بچا سکتا تو اور کوئی پیر وفقیر کس طرح بچا سکتا ہے؟

جن کو عوام کالانعام نہ صرف اپنا نجات دہندہ تصور کرتے ہیں بلکہ ان کو خدا کی تقدیر بدلنے والا مانتے ہیں بہر حال جناب یعقوبؑ کی ایک نصیحت سے یہ درس ملتا ہے کہ ایک بندہ مومن کو نہ صرف ظاہرا اسباب پر نہ اس طرح بھروسہ کرنا چاہیے کہ وہ توکل علی اللہ سے بے نیا ہو جائے اور نہ ہی صرف توکل پر اس قدر اعتماد کرنا چاہیے کہ ظاہری اسباب سے یکسر غافل ہو جائے بلکہ ان کے درمیان حسین امتزاج پیدا کرنا چاہیے یعنی جو کام اس کے کرنے کا ہے وہ ضرور کرے، اسباب وآلات کو اکٹھا کرے مگر نتیجہ خدا کے سپرد کردے جو کہ مسبب الاسباب ہے اور یہی توکل بر خدا کا صحیح مفہوم ہے جسے سمجھنے میں نہ صرف عوام بلکہ اکثر خواص بھی ٹھوکر کھا جاتے ہیں فتدبر تشکر۔

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى ع ۸

اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے (۶۸) اور جب یہ لوگ یوسفؑ کے پاس پہنچے تو اس نے

اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا

اپنے (حقیقی) بھائی (بنیامین) کو اپنے پاس جگہ دی (اور آہستگی سے) کہا میں تیرا بھائی (یوسفؑ) ہوں بس

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ

تو اس پر غمگین نہ ہو جو کچھ یہ لوگ سلوک کرتے رہے ہیں (۶۹) پھر جب اس (یوسفؑ) نے انکا

السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا

سامان تیار کرایا تو پانی پینے کا کٹورا اپنے (سگے) بھائی کے سامان میں رکھوا دیا پھر ایک منادی

الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ

نے ندا دی کہ اے قافلہ والو! تم چور ہو (۷۰) وہ لوگ انکی طرف متوجہ ہوئے اور (پریشان ہوکر)

مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ

کہا تم نے کون سی چیز گم کی ہے؟ (۷۱) انہوں نے کہا کہ ہم نے بادشاہ کے پینے کا (قیمتی) کٹورا گم کیا ہے

وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا

اور جو اسے لائیگا اسے ایک بار شتر (غلہ) انعام دیا جائیگا اور میں (منادی) اس بات کا ضامن ہوں (۷۲)

تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ

انہوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ ہم اسلئے نہیں آئے کہ زمین میں فساد برپا کریں اور نہ

وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ

ہی ہم چور ہیں (۷۳) انہوں (ملازمین) نے کہا اگر تم جھوٹے نکلے تو اس (چور)

كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ

کی سزا کیا ہے؟ (۷۴) انہوں نے کہا اسکی سزا یہ ہے کہ جسکے سامان سے مل جائے وہ خود ہی

جَزَآؤُهٗ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ

اسکی سزا ہے ہم اسی طرح ظلم کرنیوالوں کو سزا دیتے ہیں (۷۵) تب یوسفؑ نے

بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا

اپنے (سگے) بھائی کی خرجین سے پہلے دوسروں کی خرجینوں کی تلاشی لینا شروع کی

۱۸۔ ﴿فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ ۔ الآیہ﴾ نفسیاتی نقطۂ نگاہ سے یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ جب عرصہ دراز کے بعد دو سگے بھائی (جناب یوسف اور بنیامین) اکٹھے ہوئے ہوں گے اور تعارف ہوا ہوگا تو جناب یوسف علیہ السلام ضرور چاہتے ہوں گے کہ بنیامین کو اپنے پاس رکھیں۔ مشکل یہ تھی کہ بڑے بھائیوں کی رضامندی کے بغیر وہ ایسا کر نہیں سکتے تھے تو خدائی تدبیر کے مطابق (جیسا کہ کذلک کدنا لیوسف سے ظاہر ہے) یہ طے پایا (اور اس میں بنیامین کی رضامندی بھی شامل تھی) ایک شاہی قیمتی کٹورا بنیامین کے سامان میں رکھا جائے۔ اور جب تلاشی لینے پر وہ برآمد ہوجائے تو خود ان لوگوں کے آئین کے مطابق بنیامین کو روکنے کی صورت پیدا ہو جائے گی۔ باقی رہا ان پر چوری کا الزام؟ تو جب خود بنیامین اس پر راضی تھے اور یہ تدبیر بھی خود خدا نے بتائی تھی تو پھر اشکال کیا ہے؟ علاوہ بریں یہ الزام حکومت کے ملازمین نے لگایا تھا (جن کو حقیقت حال کا کوئی علم نہیں تھا) جناب یوسف علیہ السلام نے تو نہیں لگایا تھا۔ آپؑ نے تو صرف بطور توریہ یہ فرمایا تھا کہ اللہ کی پناہ کہ ہم اس آدمی کے سوا جس کے ہاں ہم نے اپنا سامان پایا ہے کسی اور شخص کو پکڑیں (اور اسے چھوڑ دیں) اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ متن قرآن میں مذکور ہے۔

مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا

پھر اپنے بھائی کی خرجین سے وہ گمشدہ کٹورا نکال لیا ہم نے اسطرح (بنیامین کو اپنے پاس رکھنے) کیلئے یوسفؑ

كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ

کیلئے تدبیر کی کیونکہ وہ (مصر کے) بادشاہ کے قانون میں اپنے بھائی کو نہیں لے سکتے تھے مگر یہ کہ خدا

اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ

چاہتا ہم جسکے چاہتے ہیں مرتبے بلند کر دیتے ہیں اور ہر صاحب علم سے بڑھ کر ایک

عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْۤا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ

عالم ہوتا ہے (۷۶) ان لوگوں (برادران یوسفؑ) نے کہا اگر اسنے چوری کی ہے تو اس پر کیا تعجب اس سے

لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَلَمْ

پہلے اسکے ایک حقیقی بھائی نے بھی چوری کی تھی یوسفؑ نے اس بات کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور ان پر ظاہر

يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

نہیں کیا (البتہ صرف اتنا) کہا تم بہت ہی برے لوگ ہو اور جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اسے اللہ ہی

بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا

بہتر جانتا ہے (۷۷) انہوں نے کہا اے عزیز (مصر) اسکا ایک بہت بوڑھا باپ ہے (وہ اسکی جدائی برداشت

شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ

نہیں کر سکے گا) اسلئے اسکی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجئے ہم آپکو احسان کرنیوالوں میں سے

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ

دیکھتے ہیں (۷۸) یوسفؑ نے کہا معاذ اللہ (اللہ کی پناہ) ہم اس آدمی کے سوا جسکے پاس ہم نے

وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا ع ۹/۱۱/۳

اپنا مال پایا ہے کسی اور شخص کو پکڑیں اس صورت میں تو ہم ظالم قرار پائیں گے (۷۹) پھر جب وہ لوگ

اسْتَيْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ

اس (یوسفؑ) سے مایوس ہوگئے تو علیحدہ جا کر باہم سرگوشی (مشورہ) کرنے لگے جو ان میں (سب سے) بڑا تھا

اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا

اس نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ (بنیامین کے بارے میں) خدا کے نام پر تم سے عہد و پیمان لے

۱۹۔ ﴿فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوْا۔ الآیہ﴾ قرآن کا بیان ہے کہ جب برادران یوسفؑ آپ کی منت سماجت اور عذر و معذرت کر کر کے تھک گئے اور بنیامین کو بازیاب نہ کرا سکے تو بہت پریشان ہوئے اور علیحدہ بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ چنانچہ بڑے بھائی نے کہا کہ جب تک باپ اجازت نہ دے یا خدا کوئی دوسرا فیصلہ نہ کرے میں تو یہیں رہوں گا۔ البتہ تم جاؤ اور باپ کو جا کر سارے حالات کی روئیداد سناؤ۔ الغرض جب نو بھائی غلہ لے کر واپس کنعان پہنچے اور جناب یعقوب علیہ السلام نے یہودا اور بنیامین کو حاضر نہ پایا تو ان کے بارے میں استفسار کیا اور بھائیوں نے ساری داستان سنائی۔

مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ

چکے ہیں اور اس سے پہلے یوسفؑ کے بارے میں جو تقصیر تم کر چکے ہو (وہ بھی تم جانتے ہو) اس لئے میں تو اس

اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ

سرزمین کو نہیں چھوڑوں گا جب تک میرا باپ مجھے اجازت نہ دے یا پھر اللہ میرے لئے کوئی فیصلہ نہ کرے

وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا

اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے (۸۰) لہٰذا تم لوگ اپنے باپ کے پاس واپس جاؤ۔ اور جا کر کہو اے ہمارے

يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا

باپ! آپ کے بیٹے (بنیامین) نے چوری کی ہے اور ہم نے اسی بات کی گواہی دی ہے۔ جسکا ہمیں علم ہے اور ہم

وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ

غائب کی نگہبانی کرنیوالے نہیں ہیں (غیبی باتوں کی ہمیں خبر نہیں ہے) (۸۱) اور آپؑ اس بستی (مصر) کے

كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا

لوگوں سے پوچھ لیجئے جس میں ہم تھے اور قافلہ والوں سے دریافت کیجئے جسکے ساتھ ہم آئے ہیں اور بیشک

لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ

ہم سچے ہیں (۸۲) آپؑ نے (یہ قصہ سنکر) کہا (ایسا نہیں ہے) بلکہ تمہارے نفسوں نے یہ بات تمہارے لئے

اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ

گھڑ لی ہے (اور خوشنما کر کے سجھائی ہے) تو اب (میرے لئے) صبر جمیل ہی اولیٰ ہے امید ہے کہ

جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ

اللہ تعالیٰ سب کو میرے پاس لائیگا بیشک وہ بڑا علم والا، بڑا حکمت والا ہے (۸۳) (یہ کہہ کر) ان لوگوں کی طرف سے منہ

وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ

پھیر لیا اور کہا ہائے یوسفؑ (ہائے یوسفؑ) اور رنج و غم کی شدت سے (رو رو کر) انکی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں اور وہ باوجود

الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ

مصیبت زدہ ہونے کے بڑے ضبط کرنیوالے اور خاموش تھے (۸۴) ان لوگوں (بیٹوں) نے کہا خدا کی قسم معلوم ہوتا

يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ

ہے کہ آپ برابر یوسفؑ کو یاد کرتے رہینگے یہاں تک کہ سخت بیمار ہو جائینگے یا ہلاک ہو

۲۰۔ ﴿وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ۔ الآیہ﴾ جناب یعقوب علیہ السلام کیلئے جناب یوسف علیہ السلام کی جدائی کا صدمہ ہی کیا کم تھا کہ اب رہی سہی کسر بنیامین کی مفارقت نے پوری کردی۔ آپ شدت غم سے نڈھال ہوگئے اور رو دو فریاد شروع کردی۔ ﴿یاسفی علیٰ یوسف﴾ ہائے یوسف ہائے یوسف! قرآن گواہ ہے کہ جناب یعقوبؑ کی رنج و غم سے روتے روتے آنکھیں سفید ہوگئیں یعنی بینائی ختم ہوئی۔ مگر وہ "صبر و جمیل" کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ کسی زندہ یا مردہ عزیز کی جدائی میں اشک غم بہانا اور رونا دھونا صبر کے منافی نہیں ہے۔ بلکہ خدا کی نازل کردہ مصیبت پر زبان اعتراض دراز کرنے اور کوئی نازیبا حرکت کرنے کا نام بے صبری ہے۔ ورنہ مفارقت احباب و اعزہ پر گریہ و بکاء کرنا سنت انبیاء ہے اور ﴿شفقت علی الخلق﴾ اور رقت قلب کی علامت ہے جو کہ عقلاً و شرعاً ممدوح ہے۔

الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ

جائینگے (۸۵) آپؑ نے کہا کہ میں اپنے رنج وغم کی شکایت بس اللہ ہی سے کر رہا ہوں اور میں

وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا

اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۸۶) اے میرے بیٹو!

فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ

(ایک بار پھر مصر) جاؤ اور یوسفؑ اور اسکے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ

رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا

کی رحمت سے مایوس نہ ہو بیشک اللہ کی رحمت سے صرف کافر لوگ

الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا

ہی مایوس ہوتے ہیں (۸۷) (چنانچہ حسب الحکم) جب یہ لوگ (مصر گئے) اور یوسفؑ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے

يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا

اے عزیز مصر! ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو بڑی تکلیف پہنچی ہے (اسلئے اب کی بار) ہم بالکل حقیر سی

بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ

پونجی لائے ہیں (اسے قبول کریں) اور ہمیں پیمانہ پورا ناپ کر دیجئے (بھرپور غلہ دیجئے) اور (مزید برآں)

عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ

ہم کو صدقہ وخیرات بھی دیجئے بیشک اللہ صدقہ خیرات کرنیوالوں کو جزائے خیر دیتا ہے (۸۸) آپؑ نے کہا

عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ

تمہیں کچھ معلوم ہے کہ تم نے یوسفؑ اور اسکے (سگے) بھائی کیساتھ کیا سلوک کیا تھا جبکہ تم

جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا

جاہل و ناداں تھے؟ (۸۹) اس پر وہ لوگ چونکے اور کہا کیا تم یوسفؑ ہو؟ ہاں میں یوسفؑ ہوں

يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ؗ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ

اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر احسان کیا بیشک جو پرہیزگاری اختیار کرتا ہے اور صبر سے

يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾

کام لیتا ہے (وہ بالآخر ضرور کامیاب ہوتا ہے کیونکہ) اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا (۹۰)

۲۱۔ ﴿يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا۔الآیہ﴾ جناب یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا۔ ایک بار پھر مصر جاؤ اور یوسف وبنیامین کا جا کر کوئی سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ الغرض برادران یوسف تیسری بار مصر گئے اور چونکہ قحط سالی کا سلسلہ جاری تھا۔ لہٰذا حاضر ہوکر اپنی مالی مشکلات کا تذکرہ کیا۔ عزیز مصر نے جوکہ دراصل جناب یوسف علیہ السلام تھے۔ اپنے خاندان کے ناگفتہ بہ حالات سنے اور بھائیوں کو اس حال میں سامنے دیکھ کر رحم وشفقت نے جوش مارا اور سارا راز فاش کرتے ہوئے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔ بعد ازاں جو کچھ ہوا اور بھائیوں میں جو مکالمہ ہوا وہ سب قرآن میں مذکور ہے اور ترجمہ سے ظاہر ہے۔

قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا

انہوں (بھائیوں) نے (شرمسار ہوکر) کہا بیشک اللہ نے تمہیں ہم پر برتری عطا فرمائی ہے اور بیشک ہم

لَخَاطِئِينَ ﴿٩١﴾ قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ

خطا کار ہیں (۹۱) آپؑ نے کہا آج تم پر کوئی الزام (اور لعنت ملامت) نہیں ہے اللہ تمہیں

يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٩٢﴾ اذْهَبُوا

معاف کرے اور وہ بڑا رحم کرنیوالا (مہربان) ہے (۹۲) (بعد ازاں) کہا

بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ

میری قمیض لیجاؤ اور اسے میرے والد کے چہرے پر ڈال دو انکی بینائی پلٹ آئیگی

بَصِيرًا وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا ع ۱۰ ۱۴ ۳

(وہ بینا ہو جائینگے) اور پھر اپنے سب اہل وعیال کو (یہاں) میرے پاس لے آؤ (۹۳) اور جب (مصر

فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ

سے) قافلہ روانہ ہوا تو انکے باپ نے (کنعان میں) کہا اگر تم مجھے مخبوط الحواس نہ سمجھو تو میں یوسفؑ کی

لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ ﴿٩٤﴾ قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ

خوشبو محسوس کر رہا ہوں (۹۴) ان (گھر والوں) نے کہا خدا کی قسم آپؑ اپنی پرانی غلطی

الْقَدِيمِ ﴿٩٥﴾ فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَىٰ

میں مبتلا ہیں (۹۵) پھر جب خوشخبری دینے والا آیا (اور) وہ قمیض انکے چہرے پر ڈالی تو وہ

وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۖ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي

فوراً بینا ہو گئے اور کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی

أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا يَا أَبَانَا

طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (۹۶) انہوں (بیٹوں) نے کہا

اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ ﴿٩٧﴾ قَالَ

اے ہمارے باپ (خدا سے) ہمارے گناہوں کی مغفرت طلب کریں یقیناً ہم خطا کار تھے (۹۷) آپؑ

سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ

نے کہا میں عنقریب تمہارے لئے اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرونگا بیشک وہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم

۲۲۔ ﴿اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا ۔ الآیہ﴾
بعدازاں بھائیوں کو حکم دیا کہ کنعان جاؤ اور پھر اپنی قمیص اتار کر ان کے حوالے کی کہ یہ بھی لے جاؤ اور اسے جا کر میرے والد کے چہرہ پر ڈالو اس سے ان کی بینائی لوٹ آئے گی اور پھر سب گھر والوں اور پورے خاندان کو میرے پاس لاؤ۔ اور یہاں آرام سے زندگی بسر کرو۔

۲۳۔ ﴿وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ ۔ الآیہ﴾
ادھر قافلہ جناب یوسف علیہ السلام کی قمیص لے کر مصر سے روانہ ہوا۔ اُدھر جناب یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں صدہا میل کے فاصلہ سے گھر والوں سے کہا کہ مجھے یوسفؑ کی خوشبو کا احساس ہو رہا ہے! اس سے ظاہر ہے کہ انبیاء اور ان کے اوصیاء کی یہ قوت ادراک اور لطافت احساس ان کی ذاتی نہیں ہوتی کہ ہر وقت ان کے اختیار وتصرف میں ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور عطا ہے وہ جب چاہتا ہے اپنا فیضان کرتا ہے اور ان ذوات مقدسہ کو اس کے کام میں لانے کی اجازت دے دیتا ہے۔ اسی چیز کا نام معجزہ ہے۔

۲۴۔ ﴿فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ ۔ الآیہ﴾
بشیر کسی خاص شخص کا ذاتی نام نہیں ہے بلکہ اس سے صفاتی نام یعنی خوشخبری دینے والا مراد ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس کا نام یہودا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہی وہ شخص تھا جو آج سے بہت عرصہ پہلے جناب یوسف علیہ السلام کی جھوٹی خون آلود قمیص لایا تھا۔ بہرحال جناب یوسف علیہ السلام کے حکم کے مطابق جب ان کی مخصوص قمیص جناب یعقوب علیہ السلام کے چہرہ پر ڈالی تو آپ کی آنکھیں روشن ہوگئیں اور بینائی لوٹ آئی۔ اور کمر سیدھی ہوگئی۔ ظاہر ہے کہ اس بات کو جناب یوسف علیہ السلام کا معجزہ ہی قرار دیا جائے گا جو کہ طبیعت اور نیچر کے ضرور خلاف ہے مگر عقل کے خلاف نہیں ہے۔

الرَّحِيمُ ﴿٩٨﴾ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ
کرنیوالا ہے (۹۸) جب وہ سب لوگ کنعان سے روانہ ہو کر یوسفؑ کے پاس (مصر میں) پہنچے تو انہوں نے اپنے
أَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ ﴿٩٩﴾
ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا (اب) مصر میں داخل ہو خدا نے چاہا تو یہاں امن و اطمینان سے رہو گے (۹۹)
وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا
اور (دربار میں پہنچ کر) اپنے ماں باپ کو تخت شاہی پر (اونچا) بٹھایا اور سب اسکے سامنے سجدہ (شکر) میں
وَقَالَ يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ
جھک گئے (اسوقت) یوسفؑ نے کہا اے بابا یہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو (بہت عرصہ) پہلے میں نے
جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا ۖ وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ
دیکھا تھا جسے میرے پروردگار نے سچ کر دکھایا ہے اور اس نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ مجھے قید خانہ سے نکالا
السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُم مِّنَ الْبَدْوِ مِن بَعْدِ أَن نَّزَغَ
اور آپ لوگوں کو صحرا (گاؤں) سے یہاں (شہر میں) لایا۔ بعد اسکے کہ شیطان نے میرے
الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي ۚ إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ
اور میرے بھائیوں کے درمیان اختلاف و فساد ڈال دیا تھا بیشک میرا پروردگار جو کام کرنا
لِّمَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿١٠٠﴾ رَبِّ قَدْ
چاہتا ہے اسکی بہترین تدبیر کرنیوالا ہے بلاشبہ وہ بڑا جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے (۱۰۰) اے میرے
آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِن تَأْوِيلِ
پروردگار! تو نے مجھے سلطنت عطا فرمائی ہے اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی تو نے ہی
الْأَحَادِيثِ ۚ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنتَ
مجھے بخشا ہے اے آسمانوں اور زمین کے خالق تو دنیا و آخرت میں میرا
وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي
سرپرست اور کارساز ہے میرا خاتمہ (حقیقی) اسلام اور فرمانبرداری پر کر اور مجھے اپنے نیکوکار
بِالصَّالِحِينَ ﴿١٠١﴾ ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ
بندوں میں داخل فرما (۱۰۱) (اے پیغمبرؐ) یہ (داستان) غیب کی خبروں میں سے ہے جسکی ہم آپکی طرف

۲۵۔ ﴿وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ ۔الآیہ﴾ یعنی آپ نے اپنے ماں باپ کو تخت شاہی پر (اونچا) بٹھایا۔ مفسرین و مورخین میں مشہور یہ ہے کہ جناب یوسف علیہ السلام کی حقیقی ماں کا بنیامین کی ولادت کے بعد انتقال ہو گیا تھا اور یہ خاتون آپ کی خالہ تھیں جنہوں نے آپکی پرورش کی تھی جن سے بعد میں جناب یعقوب علیہ السلام نے نکاح کیا تھا تو ان کو مجازاً ماں کہا گیا ہے۔ (مجمع البیان)

۲۶۔ ﴿وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا ۔الآیہ﴾ اسی سورہ کے آغاز میں حاشیہ نمبر ۱ کے ذیل میں ہم اس بات کی وضاحت کر آئے ہیں جناب یوسف علیہ السلام کے والدین اور بھائیوں کا یہ سجدہ تعظیمی نہ تھا بلکہ سجدہ شکر تھا جو انہوں نے جناب کو زندہ اور وہ بھی مصر کے تخت حکومت پر متمکن دیکھ کر بارگاہ خدا میں کیا تھا۔ بنا بریں ﴿خَرُّوا لَهُ﴾ میں جو لام ہے وہ لام اجلیہ وسببیہ ہے کہ ان لوگوں نے جناب یوسف علیہ السلام کی وجہ سے خدا کا سجدہ شکر کیا تھا۔

إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ

وحی کررہے ہیں اور آپ ان (برادران یوسفؑ) کے پاس اسوقت موجود نہیں تھے جبکہ وہ آپس میں اتفاق کر

وَهُمْ يَمْكُرُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ

کے یوسفؑ کیخلاف سازش کر رہے تھے (۱۰۲) اور آپؐ کتنا ہی حرص کریں (کتنا ہی چاہیں)

حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ

مگر اکثر لوگ ایمان نہیں لائینگے (۱۰۳) حالانکہ آپؐ اس بات (تبلیغ رسالت) پر ان سے کوئی اجرت بھی

ع ١١ ٥ أَجْرٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿١٠٤﴾ وَكَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ

نہیں مانگتے یہ (قرآن) تو تمام جہانوں کیلئے یاددہانی اور پندوموعظہ ہے (۱۰۴) اور آسمانوں اور زمین

فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا

میں (خدا کے وجود اور اسکی قدرت کی) کتنی ہی نشانیاں موجود ہیں مگر یہ لوگ ان سے روگردانی کرتے ہوئے گزر جاتے

مُعْرِضُونَ ﴿١٠٥﴾ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ

ہیں (اور کوئی توجہ نہیں کرتے) (۱۰۵) اور ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان بھی لاتے ہیں تو اس حالت میں کہ (عملی طور

مُشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾ أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِنْ

پر) برابر شرک بھی کئے جاتے ہیں (۱۰۶) کیا وہ اس بات سے مطمئن ہو گئے ہیں کہ ان پر

عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا

کوئی عذاب الٰہی آجائے اور چھا جائے یا اچانک انکے سامنے اس حال میں قیامت آجائے کہ انہیں

يَشْعُرُونَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ ۚ

خبر بھی نہ ہو (۱۰۷) (اے پیغمبرؐ) آپؐ کہہ دیجئے! کہ میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں اور جو میرا (حقیقی) پیروکار

عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ۖ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا

ہے ہم اللہ کی طرف بلاتے ہیں اس حال میں کہ ہم واضح دلیل پر ہیں اور اللہ ہر نقص وعیب سے پاک ہے اور

مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا

میں شرک کرنیوالوں میں سے نہیں ہوں (۱۰۸) (اے رسولؐ) ہم نے آپؐ سے پہلے جنکو بھی رسولؐ بنا کر

رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ ۗ أَفَلَمْ

بھیجا وہ مرد تھے اور آبادیوں کے باشندے تھے جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے

۲۷۔ ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ ۔الآیہ﴾ منکرین خدا کے ذکر کے بعد اب ان لوگوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو خدا کے وجود کے تو قائل ہیں مگر وہ اس کے ساتھ ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔ شرک کی دو قسمیں ہیں: (۱) شرک جلی۔ یہ باقسامہ الاربعہ ایمان کی ضد ہے۔ (۲) شرک خفی۔ یہ ایمان کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے جیسے شرک اطاعتی، شرک توکلی اور شرک اخلاص وغیرہ۔

۲۸۔ ﴿قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي ۔الآیہ﴾ یہاں ﴿مَنِ اتَّبَعَنِي﴾ سے مراد حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ "میرا راستہ" تو یہ ہے کہ میں اور میرا (حقیقی) پیروکار اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ دعوت ذوالعشیرہ سے لے کر فتح مکہ تک اور وہاں سے لے کر وفات پیغمبرؐ تک ہر لحظہ اور ہر لمحہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی اتباع کرنے والا اور دعوت الی اللہ میں شریک رسولؐ رہنے والا حضرت امیر علیہ السلام کے سوا پورے عالم اسلام میں کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: ﴿علی اتبعہ﴾ کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی متبع حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ (اصول کافی)

يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا
الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۗ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ
جو ان سے پہلے تھے یقیناً آخرت کا گھر پرہیزگاروں کیلئے بہتر ہے کیا تم عقل
اتَّقَوْا ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٠٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ
سے کام نہیں لیتے؟(۱۰۹) یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہونے لگے اور خیال کرنے
الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا
لگے کہ (شاید) ان سے جھوٹ بولا گیا ہے تو (اچانک) انکے پاس ہماری مدد
فَنُجِّيَ مَن نَّشَاءُ ۖ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ
پہنچ گئی پس جسے ہم نے چاہا وہ نجات پا گیا اور مجرموں سے ہمارا عذاب
الْمُجْرِمِينَ ﴿١١٠﴾ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي
ٹالا نہیں جا سکتا (۱۱۰) یقیناً ان لوگوں کے (عروج و زوال کے) قصہ میں صاحبان
الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن
عقل کیلئے بڑی عبرت و نصیحت ہے وہ (قرآن) کوئی گھڑی ہوئی بات نہیں ہے بلکہ
تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ
یہ تو اسکی تصدیق کرنیوالا ہے جو اس سے پہلے موجود ہے ہر چیز کی تفصیل ہے اور ایمان
ع ١٢ ٦ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿١١١﴾ ع
لانے والوں کیلئے (سراسر) ہدایت ورحمت ہے (۱۱۱)

آیاتها ٤٣ ١٣ سُورَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ ٩٦ رکوعاتها ٦

سورہ رعد۔ مکی ہے۔ آیات ۴۳۔ ۶ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔
الٓمٓرٰ ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ ۗ وَالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ
الف، لام، میم، را۔ یہ الکتاب (قرآن) کی آیتیں ہیں اور جو کچھ آپؐ پر

۲۹۔ ﴿لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ۔ الآية﴾ سابقہ انبیاء اوران کی قوموں کے قصص و حکایات میں عموماً اور جناب یوسفؑ اوران کے بھائیوں کے قصہ میں خصوصاً دانشمندوں کیلئے بڑا سامان عبرت ونصیحت موجود ہے۔ بشرطیکہ وہ ان داستانوں کو دوسروں کی حکایت سمجھ کر نہ سنیں بلکہ ان سے درس عبرت حاصل کرنے اور اپنی زندگی سنوارنے کی غرض سے پڑھیں اور سنیں کہ آدمی کو دین ومذہب اور حق وصداقت کے معاملہ میں کس طرح چٹان کی طرح مضبوط ہونا چاہیئے اور کسی مصیبت کی پروا نہیں کرنی چاہیئے، اور کسی حالت میں بھی خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ نیز دکھ ہو یا سکھ تکیہ اور بھروسہ صرف ذات خداوندی پر کرنا چاہیئے اور اگر مجرم معافی مانگے تو اسے معاف کر دینا چاہیئے۔

سورہ رعد

اس سورہ مبارکہ کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قرآن کے کلام خدا ہونے کا بیان (۲) اصول عقائد یعنی توحید، رسالت اور قیامت کی حقانیت کا تذکرہ۔ (۳) خدا کی قدرت وحکمت کا اثبات اور شرک کی مذمت۔ (۴) محافظ فرشتوں کا تذکرہ۔ (۵) اس حقیقت کا بیان کہ خدا بلاوجہ کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتا۔ (۶) خدا کا ذکر کرنے سے اطمینان قلب کی دولت ملتی ہے۔ (۷) پیغمبر اسلام ﷺ کی رسالت کے دو گواہوں کا تذکرہ۔ (۸) لوح محفوظ اور لوح محو واثبات کا ذکر وغیرہ وغیرہ۔

مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

آپکے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ سب بالکل حق ہے لیکن اکثر لوگ (اس پر)

يُؤْمِنُوْنَ ① اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ

ایمان نہیں لاتے (۱) اللہ وہی تو ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا ہے بغیر ایسے ستونوں کے جو تم کو نظر آتے ہوں

تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ

پھر وہ عرش (اقتدار) پر متمکن ہوا۔ اور سورج و چاند کو (اپنے قانون قدرت کا) پابند بنایا (چنانچہ)

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

ہر ایک معینہ مدت تک رواں دواں ہے وہی (اس کارخانہ قدرت کے) ہر کام کا

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ

انتظام کر رہا ہے اور اپنی قدرت کی نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے پروردگار کی

رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ② وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ

بارگاہ میں حاضر ہونیکا یقین کرو (۲) اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں مضبوط

وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ

پہاڑ بنا دیے اور نہریں جاری کر دیں اور اس میں ہر ایک پھل کے جوڑے دو قسم کے پیدا

جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ

کر دیئے وہ رات (کی تاریکی) سے دن (کی روشنی) کو ڈھانپ دیتا ہے

النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ③

بے شک ان سب چیزوں میں غور و فکر کرنیوالوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں (۳)

وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ

اور خود زمین میں مختلف ٹکڑے آس پاس واقع ہیں (پھر ان میں) انگوروں کے باغ ہیں (غلہ کی) کھیتیاں

اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ

ہیں اور کھجور کے درخت ہیں کچھ ایسے جو ایک ہی جڑ سے کئی درخت نکلے ہیں اور کچھ وہ جو ایسے نہیں ہیں

يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۟ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى

سب ایک ہی پانی سے سیراب کیے جاتے ہیں مگر ہم (ذائقہ میں) بعض کو بعض پر

﴿ خلاصۃ التفاسیر ﴾

۱۔ ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ۔ الآیہ﴾ یہاں سے خدا کی ہستی، اس کی وحدانیت اور اس کی قدرت و حکم پر دلائل آفاقیہ شروع ہوتے ہیں۔ اور ان کا آغاز اجرام فلکیہ سے کیا گیا ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کے ان بلند و بالا شامیانوں کو ایسے ستونوں پر بلند کیا ہے اور کھڑا کیا ہے جو تمہیں نظر نہیں آتے۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد جذب و کشش کے ستون ہیں مگر وہ مادی محسوس نہیں ہیں جنہیں تم دیکھ سکو۔

۲۔ ﴿يُدَبِّرُ الْاَمْرَ۔ الآیہ﴾ مطلب یہ ہے کہ خدائے حکیم نے اس کائنات ارضی و سماوی کو پیدا کرنے کے بعد نہ اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا ہے اور نہ کسی نبی و امام یا کسی دیوی دیوتا کے حوالے کیا ہے بلکہ خود ہی اس کی تدبیر کرتا ہے اور خود ہی نظام ہستی چلا رہا ہے۔ بس یقین سمجھو کہ "وہی خدا ہے وہی خدا ہے"۔

۳۔ ﴿وَاِنْ تَعْجَبْ۔ الآیہ﴾ چونکہ کفار و مشرکین حیات بعد الممات اور قیام قیامت اور اسکے حساب و کتاب کے منکر تھے اور ان باتوں کو ناممکن جانتے تھے۔ اور انہی امور کو خبر دینے پر انبیاء کی تکذیب کرتے تھے جو کہ دراصل خدا کی قدرت کی تکذیب کے مترادف ہے دوسری زندگی کے منکرین کا معاملہ بھی عجیب ہے جس بات کا وہ ایک بار اقرار کرتے ہیں اسی کا دوسری بار انکار کر دیتے ہیں بھلا جب پہلی زندگی کا وجود ممکن ہے وہ جو زندہ حقیقت ہے اور زیادہ مشکل بھی ہے کیونکہ یہ عدم سے وجود میں لانے کا نام ہے تو پھر دوسری کا انکار کیوں ہے؟ جو کہ آسان ہے کیونکہ وہ منتشر اجزاء کو اکٹھا کر کے ان میں جان ڈالنے کا نام ہے جبکہ خدا علیم بھی ہے اور قدیر بھی لہٰذا وہ کسی چیز کے بکھرے ہوئے اجزاء کو جانتا بھی ہے اور انکو جمع کرنے پر قادر بھی۔ اس لئے ان کا انکار قابل تعجب ہے۔

بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ

برتری دیتے ہیں۔ یقیناً ان امور میں ان لوگوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں جو عقل سے

يَعْقِلُونَ ﴿٤﴾ وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ أَإِذَا

کام لیتے ہیں (۴) (اے مخاطب) اگر تمہیں تعجب کرنا ہے تو تعجب کے قابل

كُنَّا تُرَابًا أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۗ أُولَٰئِكَ

ان (کفار) کا یہ قول ہے کہ جب ہم (مرکر) خاک ہوجائینگے تو کیا ہم ازسرنو پیدا ہونگے؟

الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَالُ فِي

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا اور یہ ہیں جن کی

أَعْنَاقِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا

گردنوں میں طوق پڑے ہونگے اور یہی جہنمی ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ اس میں

خَالِدُونَ ﴿٥﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ

رہیں گے (۵) اور (اے رسولؐ) یہ لوگ آپؐ سے نیکی (مغفرت) سے پہلے برائی (عذاب) کیلئے جلدی

الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ ۗ وَإِنَّ

کرتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے (ایسے لوگوں پر) خدائی سزاؤں کے نمونے گزر چکے ہیں اور

رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ

آپؐ کا پروردگار لوگوں کو ان کے ظلم وزیادتی کے باوجود بڑا بخشنے والا ہے اور یقیناً

رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٦﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا

آپؐ کا پروردگار سخت سزا دینے والا بھی ہے (۶) اور کافر لوگ کہتے ہیں ان (پیغمبر اسلامؐ) پر ان کے

لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۗ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ ۖ

پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی (ہماری مرضی کے مطابق) کیوں نہیں اتاری جاتی؟ حالانکہ تم تو بس (اللہ

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿٧﴾ اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ ع۷

کے عذاب سے) ڈرانیوالے ہو اور ہر قوم کیلئے ایک راہنما ہوتا ہے (۷) اللہ ہی جانتا ہے کہ ہر

وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۖ وَكُلُّ شَيْءٍ

عورت (اپنے پیٹ میں) کیا اٹھائے پھرتی ہے؟ اور اس کو بھی (جانتا ہے) جو کچھ رحموں میں کمی یا بیشی ہوتی

۴۔ ﴿وَيَقُولُ الَّذِينَ۔ الآیہ﴾ چونکہ کفار پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نت نئے معجزات دکھانے کا مطالبہ کرتے تھے اور اگر ان کو ان کا مطلوبہ معجزہ نہ دکھایا جاتا تو پھر وہ ایراد کرتے تھے کہ آپ پر آپ کا پروردگار کوئی نشانی کیوں نہیں اتارتا۔ خداوند عالم ان لوگوں کے جواب میں فرما رہا ہے کہ ان سے کہہ دیجئے کہ میرا اصلی کام کافروں اور بدکاروں کو خدا کے عذاب سے ڈرانا ہے (اور نیکوکاروں کو ثواب کی خوشخبری سنانا) جو میں پوری طرح انجام دے رہا ہوں۔ باقی رہا معجزہ دکھانا تو اولاً تو وہ میرا کام نہیں ہے بلکہ خدا کا کام ہے وہ جب اور جس طرح چاہتا ہے معجزہ ظاہر کر دیتا ہے۔ وہ تمہاری مرضی کے مطابق معجزے ظاہر کرنے کا پابند نہیں ہے۔ اور نہ ہی میرا کام تمہاری فرمائشیں پوری کرنا ہے۔

۵۔ ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ۔ الآیہ﴾ ارشاد قدرت ہے کہ اے رسولؐ! آپ تو بس عذاب سے ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کیلئے ایک راہنما ہوتا ہے۔ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ﴿انا المنذر و علی الهادی من بعدی﴾ ڈرانے والا میں ہوں اور میرے بعد ہادی علیؑ ہیں۔ (مجمع البیان) اور امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا تے ہیں کہ ﴿الهادی هو امام کل عصر ... الخ﴾ یعنی ہادی سے مراد ہر دور کا امام ہے۔ (تفسیر تبیان) الغرض پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خداوند عالم نے راہنمائی عالم کا منصب ائمہ طاہرین علیہم السلام کے حوالے کیا ہے۔

عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۸ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

رہتی ہے اور اس کے نزدیک ہر چیز کی ایک مقدار مقرر ہے (۸) وہ ہر پوشیدہ اور ظاہر سب چیزوں کا

الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۹ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ

جاننے والا ہے وہ بزرگ ہے (اور) عالی شان ہے (۹) تم میں سے کوئی چپکے سے کوئی بات کرے یا اونچی

الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ

آواز میں کرے اور جو رات کے وقت چھپا رہتا ہے یا دن کے وقت (صاف ظاہر) چلتا ہے اس کے

وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۱۰ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

علم میں سب یکساں (برابر) ہیں (۱۰) انسان کے آگے اور پیچھے (خدا کے مقرر کردہ) نگہبان ہیں جو اللہ

وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا

کے حکم سے باری باری اس کی حفاظت کرتے ہیں بے شک اللہ کسی قوم کی اس حالت کو نہیں بدلتا جو اس کی ہے

يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاِذَآ

جب تک قوم خود اپنی حالت کو نہ بدلے اور جب خدا کسی قوم کو (اس کے عمل کی پاداش میں)

اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ

کوئی تکلیف پہنچانا چاہتا ہے تو وہ ٹل نہیں سکتی (پہنچ کر رہتی ہے)۔ اور نہ ہی اللہ کے سوا ان کا کوئی

دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۱۱ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا

حامی و مددگار ہے (۱۱) وہ وہی (خدا) ہے جو ڈرانے اور امید دلانے کیلئے بجلی (کی چمک)

وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۱۲ وَيُسَبِّحُ

دکھاتا ہے اور (دوش ہوا پر) بوجھل بادل پیدا کرتا ہے (۱۲) بادل کی گرج اور فرشتے بھی

الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ

اس کے خوف سے اس کی حمد و ثناء کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ آسمانی بجلیاں

الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَاۗءُ وَهُمْ

گراتا ہے اور جسے چاہتا ہے ان کی زد میں لاتا ہے درآنحالیکہ وہ لوگ اللہ کے

يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۱۳ لَهٗ

بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں جبکہ وہ بڑا زبردست قوت والا ہے (۱۳) (تکلیف کے وقت)

۶۔ ﴿لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ۔ الآیہ﴾ ان معقبات سے وہ فرشتے مراد ہیں جو یکے بعد دیگرے خدا کے حکم سے انسان کی حفاظت پر مامور ہیں دو دن میں اور دو رات میں انسان کے آگے پیچھے رہتے ہیں جو ہلاکتوں سے اس کی حفاظت کرتے ہیں ہاں البتہ جب قضا و قدر کا خاص وقت آ جائے تو پھر وہ درمیان سے ہٹ جاتے ہیں (تفسیر مجمع البیان و صافی و قمی)

۷۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں خدائے علیم و حکیم نے یہ حقیقت بیان کی ہے کہ جب بھی کسی قوم میں اچھا یا برا انقلاب آتا ہے تو وہ قوم کے اندر اپنے اچھے یا برے حالات و صفات کا نتیجہ ہوتا ہے و بس۔ یعنی۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

۸۔ ﴿لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ۔ الآیہ﴾ مصائب و شدائد کے وقت خدا کو ہی پکارنا حق ہے اور وہی نتیجہ خیز! کیونکہ وہی ہے جو دعا و پکار کو سنتا ہے اور جواب میں لبیک بھی کہتا ہے کیونکہ ہر قسم کا اقتدار و اختیار اسی کے قبضہ قدرت میں ہے لہذا جو لوگ خدا کو چھوڑ کر اپنے خود ساختہ شریکوں یا زندہ و مردہ پیروں و فقیروں کو حاجت روائی اور مشکل کشائی کیلئے پکارتے ہیں ان کی مثال ایسے پیاسے شخص کی سی ہے جو شدت پیاس کے وقت اپنے ہاتھ پانی کی طرف بڑھاتا ہے جو اس کی پہنچ سے باہر ہے وہ شدت پیاس سے تڑپتا ہے مگر پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچا سکتا۔ اس لئے محرومی اس کا مقدر ہے اسی طرح ان کے یہ شرکاء اور پیر و فقیر بھی نہ ان کی دعا و پکار کو سن سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی جواب دے سکتے ہیں ہاں البتہ کسی مصیبت یا حاجت برآری کے وقت خدا کی بارگاہ میں کسی نبی یا امام کا واسطہ دینا اور ان کے توسل سے دعا کرنا یقیناً جائز ہے بلکہ مستحسن ہے۔

دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا
اسی کو پکارنا برحق ہے اور اسے چھوڑ کر جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ انہیں کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے ان کی
يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى
مثال ایسی ہے جیسے کوئی (پیاسا) اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے کہ وہ (پانی) اس
الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ
کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ اس تک پہنچنے والا نہیں ہے اور کافروں کی دعا و پکار
الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي
گمراہی میں بھٹکتی پھرتی ہے (۱۴) اور جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں وہ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ
سب خوشی یا ناخوشی سے اللہ کو ہی سجدہ کر رہے ہیں اور ان کے سائے بھی صبح وشام
بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۩ ﴿۱۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ
السجدة
(اسی کو سجدہ کناں ہیں) (۱۵) (اے رسولؐ) ان سے کہو (پوچھو) آسمانوں اور زمین کا
وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ
پروردگار کون ہے؟ (خود ہی) بتایئے کہ اللہ (نیز) ان سے کہو۔کیا تم نے اللہ کو چھوڑ کر
اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ
کچھ کارساز بنا لئے ہیں؟ جو اپنے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے کہہ دیجئے
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ
کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہیں اور کیا نور وظلمت (اندھیرا اور اجالا) یکساں ہیں؟
تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ
کیا ان لوگوں نے اللہ کے کچھ ایسے شریک بنائے ہیں جنہوں نے اللہ کی طرح
شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ
کچھ مخلوق خلق کی ہے؟ جس کی وجہ سے تخلیق کا یہ معاملہ ان پر مشتبہ ہوگیا ہے؟
قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾
کہہ دیجئے کہ ہر چیز کا خالق اللہ ہی ہے وہ یگانہ ہے اور سب پر غالب ہے (۱۶)

۹۔﴿اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ۔الآیہ﴾ اس پیرایہ میں خدائے حکیم نے کفر وشرک کی جڑ کاٹ کے رکھ دی ہے اور واضح کر دیا ہے کہ ہر شئی کا خالق و مالک اور پالک صرف خدائے واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور اس میں تفویض والے مشرکانہ بدعقیدہ کی بڑی عمدہ طریقہ سے رد کی گئی ہے۔ مروی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی کہ عبداللہ بن سبا کی نسل سے ایک شخص ہے جو تفویض کا قائل ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تفویض کیا ہے اس نے عرض کیا کہ وہ کہتا ہے کہ خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیؑ کو پیدا کیا ہے اس کے بعد کائنات کو پیدا کرنے اور اس کا نظام چلانے کا کام ان کے حوالے کر دیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ دشمن خدا جھوٹ کہتا ہے۔ جب تم لوٹ کر اس کے پاس جاؤ تو اسے سورہ رعد کی یہ آیت پڑھ کر سنانا: ﴿اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ۔الآیہ﴾ راوی کا بیان ہے کہ میں جب لوٹ کر کوفہ گیا تو میں اس شخص سے ملا اور حکم امام کے مطابق یہ آیت اسے پڑھ کر سنائی تو وہ اسے سن کر یوں دم بخود ہو گیا کہ گویا اس کے منہ میں پتھر ڈال دیا گیا ہے۔ (عقائد صدوق وامالی وبحار الانوار وغیرہ)

أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا

اسی (اللہ) نے آسمان سے پانی برسایا جس سے ندی نالے اپنی مقدار کی مطابق بہنے لگے اور

فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ

(میل کچیل سے جھاگ اٹھا تو) سیلاب کی رو نے اس ابھرے ہوئے جھاگ کو اٹھا لیا اور

عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ

جن چیزوں (دھاتوں) کو لوگ زیور یا کوئی اور چیز (برتن وغیرہ) بنانے کیلئے

مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ

آگ کے اندر تپاتے ہیں ان سے بھی ایسا ہی جھاگ اٹھتا ہے اسی طرح اللہ حق و باطل

فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ

کی مثال بیان کرتا ہے پس جو جھاگ ہے وہ تو رائیگاں چلا جاتا ہے اور جو چیز

النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ

(پانی اور دھات) لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہے وہ زمین میں باقی رہ جاتی ہے اسی طرح اللہ سمجھانے

اللَّهُ الْأَمْثَالَ ﴿١٧﴾ لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ

کیلئے مثالیں بیان کرتا ہے (۱۷) جن لوگوں نے اپنے پروردگار کی دعوت پر لبیک کہا (اسے قبول کیا) انکے

الْحُسْنَىٰ ۚ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ وقف النبی ﷺ

لئے بھلائی (ہی بھلائی) ہے اور جنہوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ تو اگر انکو روئے زمین کی

مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا

سب دولت مل جائے اور اسکے ساتھ اتنی ہی اور انکے اختیار میں آ جائے تو یہ لوگ اسے اپنے

بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَأْوَاهُمْ

بدلے (عذاب سے بچنے کیلئے) بطور فدیہ دیدیں۔ یہی لوگ ہیں جنکا سخت حساب ہوگا۔ اور انکا

جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾ أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا ع ۲ النصف ۸

ٹھکانہ جہنم ہے اور (وہ) کیا ہی برا ٹھکانہ ہے (۱۸) اے (رسولؐ) کیا جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ آپؐ پر آپکے

أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ ۚ إِنَّمَا

پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو بالکل اندھا ہے؟ نصیحت تو بس وہی

يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿١٩﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ

قبول کرتے ہیں جو دانشمند ہوتے ہیں (اور وہی اس بات کو سمجھ سکتے ہیں) (۱۹) وہ جو اللہ سے کئے ہوئے عہد و

اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ

پیمان کو پورا کرتے ہیں اور عہد شکنی نہیں کرتے (۲۰) اور جو ان رشتوں کو جوڑے رکھتے ہیں جنکے

مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے (صلہ رحمی کرتے ہیں) اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں

وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا

اور سخت حساب سے خائف و ترساں رہتے ہیں (۲۱) اور جو اپنے پروردگار کی خوشنودی کی

ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا

طلب میں صبر کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ

اس میں سے اعلانیہ اور پوشیدہ طور پر (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور جو برائی کو بھلائی

السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنّٰتُ

سے دور کرتے ہیں عاقبت کا گھر انہی کیلئے ہے (۲۲) یعنی ہمیشگی کے باغ ہیں ۔

عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ

جن میں وہ خود بھی داخل ہونگے۔ اور انکے آباؤاجداد، بیویوں اور اولاد میں سے جو صالح

اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ

اور نیکوکار ہونگے۔ وہ بھی انکے ہمراہ (داخل ہونگے) اور فرشتے ہر دروازہ سے

عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا

انکے پاس آئینگے (۲۳) (اور کہیں گے) سلام علیکم اس دار آخرت

صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ

کا انجام کیسا اچھا ہے؟ (۲۴) اور جو لوگ اللہ کے عہد و پیمان کو مضبوط

عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ

باندھ لینے کے بعد توڑتے ہیں اور جن رشتوں کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے

۱۰۔ ﴿الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ ۔الاٰیہ﴾ ان آیتوں میں خدائے تعالیٰ نے عقلمندوں کی چند صفات وعلامات کا تذکرہ فرمایا ہے: (۱) وہ اللہ سے کئے ہوئے عہد وپیمان کو پورا کرتے ہیں اوراسے توڑتے نہیں ہیں۔ (۲) وہ ان تعلقات کو جوڑتے ہیں جن کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے یعنی صلہ رحمی کرتے ہیں (۳) وہ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ (۴) وہ سخت حساب سے خائف و ترساں رہتے ہیں۔ (۵) وہ خوشنودی خدائے کیلئے صبر سے کام لیتے ہیں۔ (۶) وہ آداب وشرائط کے ساتھ نماز کی پابند کرتے ہیں۔ (۷) وہ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے کچھ راہ خدا میں پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر خرچ بھی کرتے ہیں۔ (۸) وہ برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں اور ظلم کے بدلے انصاف کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کیلئے دار آخرت یعنی جنت عدن ہے اوران کا انجام بہت اچھا ہے اوران کی مسرت وشادمانی کی تکمیل کیلئے ان کے باپ دادوں، ازدوج اوران کی اولاد میں سے جو ایمان وعمل کے لحاظ سے جنت کے کسی بھی درجہ کے مستحق ہوں گے۔ خداوندعالم ان سب کوان کے ساتھ جنت کے درجات عالیہ میں جمع کردے گا۔ اوران کی عظمت وعزت کا یہ عالم ہوگا کہ جنت کے ہر دروازہ سے فرشتے داخل ہوکران کو سلام کریں گے اور جنت میں داخل ہونے کی مبارک باد پیش کریں گے۔

۱۱۔ ﴿وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ ۔الاٰیہ﴾ صاحبان عقل وخرد کے تذکرہ اوران کے بعض اوصاف جلیلہ کے بیان کے بعدان کے بالمقابل دوسرے گروہ کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو پہلے گروہ کے متضاد صفات کے حامل ہیں۔ چنانچہ وہ خدا سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو توڑتے ہیں قطع رحمی کرتے ہیں اور فساد فی الارض برپا کرتے ہیں لہٰذا ان کا انجام بھی پہلے گروہ سے مختلف ہے ان کی قیام گاہ جنت ہے اوران کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ ان پر خدا کی رحمت ہے اوران پر خدا کی لعنت ہے۔

اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۙ

انکو توڑتے ہیں اور جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یہ وہ ہیں جن کیلئے

اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ

لعنت ہے اور ان کیلئے برا گھر (جہنم) ہے (۲۵) اللہ جسکے رزق کو چاہتا

یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ وَ فَرِحُوْا

ہے کشادہ کر دیتا ہے اور (جسکے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے اور یہ (کافر) لوگ

بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ

دنیوی زندگی سے خوش ہیں حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں صرف

اِلَّا مَتَاعٌ۠ ﴿۲۶﴾ وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ

ناپائدار فائدہ ہے (۲۶) اور کافر لوگ کہتے ہیں (اگر یہ نبیؑ برحق ہے) تو انکے پروردگار کی طرف سے ان

عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ

پر (ہماری پسند کی) کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری گئی؟ کہہ دیجئے! اللہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑتا ہے اور

وَ یَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ ۖۚ ﴿۲۷﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىٕنُّ

جو اسکی طرف رجوع کرتا ہے اسے ہدایت کرتا ہے (۲۷) یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے

قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ

ہیں اور جنکے دل یاد خدا سے مطمئن ہوتے ہیں یاد رکھو ذکر الٰہی سے ہی دلوں کو اطمینان

الْقُلُوْبُ ؕ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

نصیب ہوتا ہے (۲۸) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کیلئے

طُوْبٰى لَهُمْ وَ حُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ

خوشحالی اور خوش انجامی ہے (۲۹) اسی طرح ہم نے آپکو ایک ایسی قوم میں رسولؐ بنا کر بھیجا جس سے پہلے

فِیْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَیْهِمُ

بہت سی قومیں گزر چکی ہیں تاکہ آپؐ انہیں وہ (کلام و پیغام) پڑھ کر سنائیں جو ہم نے بطور وحی آپؐ

الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ وَ هُمْ یَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ

پر اتارا ہے حالانکہ وہ لوگ اپنے مہربان خدا کا انکار کر رہے ہیں آپؐ کہہ دیجئے!

ع ۳ ۸/۹

۱۲۔ ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ طوبیٰ بشریٰ اور زلفیٰ کے وزن پر مصدر ہے جس کے لغوی معنی مژدہ اور خوشحالی کے ہیں یعنی مژدہ ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں۔ انہی کا انجام اچھا ہے۔ اور ع

کام وہ اچھا ہے جس کا کہ انجام اچھا ہے

اور اصطلاح میں یہ ایک درخت ہے جس کی اصل پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں ہے اور شاخیں اہل ایمان کے گھروں میں۔ دوسری روایت کے مطابق اس کی اصل حضرت علی علیہ السلام کے گھر میں ہے اور فرع اہل ایمان کے گھروں میں جب پوچھا گیا کہ اختلاف کیوں؟ فرمایا نبیؐ و علیؑ کا گھر ایک ہی ہے۔ (مجمع البیان، صافی، قرطبی، درمنثور وغیرہ)

قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ
وہی میرا پروردگار ہے اسکے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف
مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ
بازگشت ہے(۳۰) اور اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جسکے ذریعہ سے پہاڑ چلنے لگتے، یا
قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ
زمین (کی مسافتیں) جلدی طے ہو جاتیں یا مردوں سے کلام کیا جا سکتا (تو وہ یہی قرآن ہوتا
لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
مگر وہ پھر بھی ایمان نہ لاتے) بلکہ یہ سب کام اللہ کے اختیار میں ہیں ۔کیا ایمان
اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا
لانیوالے اس بات سے مایوس نہیں ہو گئے اگر خدا (زبردستی) چاہتا تو سب
يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا
لوگوں کو ہدایت کر دیتا !اور کافروں پر انکے کرتوتوں کی پاداش میں کوئی نہ کوئی
قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ
آفت آتی ہی رہیگی۔ یا انکے گھروں کے آس پاس آتی رہیگی۔ یہاں تک کہ اللہ کے وعدہ
اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ ۴ ع ۵ ۱۰
کے (ظہور) کا وقت آ جائے بیشک اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا (۳۱) (اے رسولؐ) آپؐ سے پہلے بھی
بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ
بہت سے پیغمبروںؑ کا مذاق اڑایا گیا ہے مگر میں نے کافروں کو (کچھ مدت تک) ڈھیل دی
اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ
پھر میں نے انہیں پکڑ لیا۔تو (دیکھو) میرا عذاب کیسا تھا؟(۳۲) کیا وہ ذات جو ہر
قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ
نفس کے (نیک و بد) اعمال پر نگرانؐ ہے کہ اسنے کیا کمایا ہے؟ (وہ انکے خود ساختہ معبودوں
شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا
جیسا ہے؟) ان لوگوں نے اللہ کے کچھ شریک بنا لئے ہیں؟ اے رسولؐ ان سے کہو کہ آخر انکے نام

۱۳۔﴿وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا ۔الآیہ﴾ مشرکین مکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طرح طرح کے معجزے دکھانے کا مطالبے کرتے تھے جیسے یہ کہ مکہ کی زمین تنگ ہے اس لئے پہاڑوں کو یہاں سے ہٹادیں تا کہ وہ کشادہ ہو جائے پانی نہ ہونے کی وجہ سے یہ زمین قابل کاشت نہیں ہے اس لئے پانی کے چشمے جاری کریں تا کہ ہم زراعت کر سکیں وغیرہ وغیرہ۔ انہی لوگوں کا جواب دیا جا رہا ہے کہ اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جس کے ذریعے سے یہ کام انجام دیے جا سکتے تو وہ یہی قرآن ہوتا۔ مگر یہ لوگ پھر بھی ایمان نہ لاتے لہذا ان کے یہ مطالبات محض کٹ حجتی کیلئے ہیں ورنہ یہ ہرگز ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ (تفسیر قمی)

۱۴۔﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ ۔الآیہ﴾ چونکہ کفار و مشرکین کے جاہلانہ سوالات اور ان کے مطالبہ عذاب اور اس کے وقوع پذیر ہونے میں تاخیر ہو جانے کی وجہ سے وہ تمسخر اڑایا کرتے تھے جس سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچتی تھی۔ اس لئے رحمٰن آپ کو تسلی دے رہا ہے کہ یہ لوگ صرف آپ کے ساتھ ہی یہ سلوک نہیں کر رہے بلکہ سابقہ انبیاء کا بھی اسی طرح مذاق اڑایا جاتا رہا ہے مگر خدا نے اپنے قانون امہال کے تحت فوراً نہیں پکڑا بلکہ ایک مدت تک برابر ان کو مہلت دی ہاں البتہ اس مدت کے گزر جانے کے بعد جبکہ وہ اپنی سرکشی اور عصیاں کاری سے باز نہ آئے تو عذاب خداوندی نے انہیں اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا۔ اور ان کو عبرت ناک سزا دی گئی۔ تو موجودہ معاندین کی بھی جب مہلت والی مدت ختم ہو جائے گی تو ان کا انجام بھی گزشتہ سرکش اور نافرمان قوموں سے مختلف نہ ہوگا۔

يَعۡلَمُ فِى الۡاَرۡضِ اَمۡ بِظَاهِرٍ مِّنَ الۡقَوۡلِ ؕ بَلۡ

تو بتاؤ یا تم اس (اللہ) کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جسے وہ (ہمہ دان ہو کر بھی) زمین میں نہیں جانتا کہ کہاں ہے؟ یا یوں ہی یہ

زُيِّنَ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مَكۡرُهُمۡ وَصُدُّوۡا عَنِ

ظاہری الفاظ ہیں (جنکا کوئی مصداق نہیں ہے) بلکہ کافروں کے لئے انکا مکر و فریب خوشنما بنا دیا گیا ہے اور وہ

السَّبِيۡلِ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ ﴿۳۳﴾

راہ (راست) سے روک دیئے گئے ہیں اور جسے اللہ گمراہی میں چھوڑ دے (اور اسے ہدایت نہ دے) تو اسے کوئی ہدایت

لَهُمۡ عَذَابٌ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ

کرنیوالا نہیں ہے (۳۳) انکے لئے دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو اور بھی

اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الۡجَنَّةِ

زیادہ سخت ہے اور کوئی نہیں ہے جو انہیں اللہ (کی گرفت) سے بچائے (۳۴) جس جنت کا

الَّتِىۡ وُعِدَ الۡمُتَّقُوۡنَ ؕ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ؕ

پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے اسکی صفت یہ ہے کہ اسکے نیچے سے نہریں جاری ہیں

اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلۡكَ عُقۡبَى الَّذِيۡنَ اتَّقَوْا ‌ۖ

اسکے پھل دائمی ہیں اور اسکا سایہ بھی (لازوال) ہے یہ پرہیزگاروں کا انجام ہے اور

وَّعُقۡبَى الۡكٰفِرِيۡنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ

کافروں کا انجام آتش دوزخ ہے (۳۵) اور (اے رسولؐ) جنکو ہم نے (پہلے)

الۡكِتٰبَ يَفۡرَحُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمِنَ

کتاب دی ہے وہ اس (کتاب) سے خوش ہوتے ہیں جو ہم نے آپؐ پر نازل کی ہے اور ان جماعتوں میں

الۡاَحۡزَابِ مَنۡ يُّنۡكِرُ بَعۡضَهٗ ؕ قُلۡ اِنَّمَاۤ اُمِرۡتُ

کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس کتاب کے بعض حصوں کا انکار کرتے ہیں آپؐ کہہ دیجئے کہ مجھے تو صرف یہی حکم

اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰهَ وَلَاۤ اُشۡرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيۡهِ اَدۡعُوۡا وَاِلَيۡهِ

دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور کسی کو اسکا شریک نہ ٹھہراؤں میں اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں اور

مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنٰهُ حُكۡمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ

اسی کی طرف میری بازگشت ہے (۳۶) اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی فرمان کی شکل میں نازل کیا ہے

اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَمَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ
اور اگر آپؐ اپنے پاس علم (قرآن) کے آ جانے کے بعد بھی انکی خواہشات کی پیروی کرینگے تو
مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا وَاقٍ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ
اللہ کے مقابلہ میں آپکا نہ کوئی سرپرست و کارساز ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا (۳۷) اور بیشک
أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا
ہم نے آپؐ سے پہلے بہت سے رسولؐ بھیجے ہیں اور انکے لئے بیوی بچے قرار دیئے
وَذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ
اور کسی رسولؐ کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ پیش کرے
اللَّهِ ۗ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾ يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ
ہر وقت کیلئے ایک کتاب (نوشتہ) ہے (۳۸) اللہ جو چاہتا ہے وہ (لکھا ہوا) مٹا دیتا ہے اور (جو چاہتا
وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ﴿٣٩﴾ وَإِنْ مَا نُرِيَنَّكَ
ہے) برقرار رکھتا ہے اور اسکے پاس ام الکتاب (اصل کتاب یعنی لوح محفوظ) ہے (۳۹) اور اگر ہم آپکو کچھ
بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا
وہ باتیں آنکھوں سے دکھا دیں جنکا ہم ان (کفار) سے وعدہ وعید کر رہے ہیں یا ہم (انکے ظاہر ہونے سے
عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا
پہلے) آپکو اٹھا لیں بہر حال (ہمارا پیغام) پہنچانا آپکا کام ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے (۴۰) کیا یہ لوگ
نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ وَاللَّهُ
نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اسکے اطراف و جوانب سے برابر گھٹاتے چلے آتے ہیں اللہ ہی حکم دینے والا
يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٤١﴾
(اور فیصلہ کرنیوالا) ہے اسکے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے (۴۱)
وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ
جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں انہوں نے بڑی مخفی تدبیریں کیں سو ہر قسم کی تدبیریں
جَمِيعًا ۖ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ
اور ترکیبیں اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں وہی جانتا ہے کہ ہر شخص کیا کمائی کر رہا ہے

ع ۵ / ۱۱

۱۵۔ ﴿وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ ۔الآیہ﴾ قبل ازیں کئی مقامات پر یہ حقیقت بیان کی جا چکی ہے کہ معجزہ کا حقیقی فاعل خدا ہے جسے وہ حسب مصلحت کسی نبی یا امام کے ہاتھ پر ان کی صداقت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر کرتا ہے اس دعویٰ کی صداقت پر دوسری آیات و روایات کے علاوہ ایک یہی آیت بھی ہے جس میں خدائے قدیر نے یہ صراحت فرمائی ہے کہ کسی بھی نبی و رسولؐ کیلئے ممکن نہیں ہے اور نہ ہی اس کی مجال ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نشانی (معجزہ) پیش کر سکے۔ کیونکہ اللہ ہی اس کے ظاہر کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ (تفسیر صافی)

۱۶۔ ﴿يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۔الآیہ﴾ اس آیت سے بعبارۃ النص عقیدہ بدا کی صحت ثابت ہوتی ہے جو مذہب شیعہ خیر البریہ کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ جس کی مختصر وضاحت یوں ہے کہ خداوند کریم کے دو نظام ہیں: (۱) ایک نظام تشریع۔ (۲) دوسرا نظام تکوین تو جس چیز کا نام نظام تشریع میں نسخ ہے یعنی حالات کے بدل جانے سے ایک حکم شرع کو ختم کرکے اس کی جگہ دوسرا حکم نافذ کیا جاتا ہے اسی چیز کا نام نظام تکوین میں بدا ہے کہ حالات وظروف کے بدل جانے کی وجہ سے انسان کی کسی حالت کا دوسری حالت کے ساتھ بدل دیا جانا ہے گویا کہ نسخ تکوینی بدا ہے اور بدا گویا تشریعی نسخ ہے اسی بنا پر خدا کے پاس دو قسم کی لوحیں ہیں: (۱) ایک لوح محفوظ جس میں کائنات میں حتمی طور پر واقع ہونے والی ہر بات تفصیل سے درج ہے جس میں کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ (۲) دوسری لوح محو و اثبات جس کے نوشتہ جات اور مندرجات میں مختلف علل و اسباب کے تحت محو و اثبات اور تغیر و تبدل کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ﴿يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ﴾ اس موضوع کی تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہماری اعتقادی کتاب احسن الفوائد کی طرف رجوع کریں۔

الْكُفْرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ
اور بہت جلد کافروں کو معلوم ہو جائیگا کہ اس گھر کا انجام (بخیر) کس کا ہے؟ (۴۲) اور کافر لوگ کہتے
كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا
ہیں کہ آپؐ رسولؐ نہیں ہیں کہہ دیجئے کہ میرے اور تمہارے
بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ﴿۴۳﴾
درمیان بطور گواہ اللہ کافی ہے اور وہ شخص جسکے پاس کتاب کا علم ہے (۴۳)

آیاتہا ۵۲ ۱۴ سُورَةُ إِبْرَاهِيمَ مَكِّيَّةٌ ۷۲ رکوعاتہا ۷

سورۃ ابراہیم مکی ہے۔ ۵۲ آیات۔ ۷ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الر ۚ كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ
الف، لام، را۔ (اے رسولؐ) یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے آپؐ پر اس لئے نازل کی ہے کہ آپؐ ان لوگوں کو
الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ صِرَاطِ
انکے پروردگار کے حکم سے (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر (ایمان کی) روشنی کی طرف لائیں (یعنی) اس
الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ﴿۱﴾ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ
خدا کے راستہ کی طرف جو غالب (اور) قابل تعریف ہے (۱) وہ اللہ کہ جو کچھ آسمانوں میں
وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَوَيْلٌ لِلْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ
ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ اور کافروں کیلئے تباہی و بربادی اور
شَدِيدٍ ﴿۲﴾ الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى
سخت عذاب ہے (۲) جو دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں اور
الْآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا
جو اللہ کی راہ سے (لوگوں کو) روکتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اُسے ٹیڑھا
عِوَجًا ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿۳﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا
بنا دیں یہ لوگ بڑی دور کی گمراہی میں ہیں (۳) اور ہم نے (دنیا میں) جب بھی

ع ۶ ۱۲

۱۷۔ ﴿قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ ۔الآیہ﴾ تفسیر اہل بیت علیہ السلام میں وارد ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے دوسرے گواہ۔ ﴿وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾ سے مراد حضرت امیر علیہ السلام ہیں۔ (تفسیر صافی وشواہد التنزیل حسکانی)

سورہ ابراہیم

اس سورہ مبارکہ کے مضامین ومطالب کی مختصر فہرست یہ ہے: (۱) قرآن کے نازل کرنے کا مقصد واضح کیا گیا ہے۔ (۲) قانون قدرت ہے کہ اس نے ہر رسول کو اپنی قوم کی زبان بولنے والا بنا کر بھیجا۔ (۳) ایام اللہ کی یاد قائم رکھنے کا حکم۔ (۴) بشریت انبیاء کا تذکرہ۔ (۵) شیطان کا اپنی پیروکاروں کو حوصلہ شکن جواب دینا۔ (۶) خدا کی نعمتوں کا بے شمار ہونا۔ (۷) جناب ابراہیم علیہ السلام کے مختصر حالات اوران کی دعا ومناجات۔ (۸) ذریت ابراہیمی سے ہر دور میں پکے اور سچے مسلمانوں کے موجود رہنے کا تذکرہ۔ (۹) قیامت کا ہولناک منظر۔ (۱۰) بروز قیامت مجرمین کی حالت زار کی تصویر کشی وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ ۔الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اوران پر قرآن مجید نازل کرنے کی غرض وغایت بیان کی گئی ہے کہ آپ خدا کے حکم سے تمام عالم بشریت کو کفر وشرک اور فسق وفجور کی تاریکیوں سے نکال کر اسلام وایمان کی روشنی کی طرف لائیں۔ منجملہ دوسری بہت سی دلیلوں کے ایک دلیل یہ آیت بھی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی خاص قوم وقبیلہ کے نبی نہیں ہیں بلکہ آپ تمام نوع انسان کے نبی ہیں۔

۲۔ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا ۔الآیہ﴾ ہمیشہ سے سنت الٰہی یہ رہی ہے کہ اس نے جب بھی کسی قوم میں کوئی نبی ورسول بھیجا ہے تو اپنی قوم کی زبان میں تاکہ سمجھنے سمجھانے میں آسانی ہو اور اتمام حجت میں کوئی کمی نہ رہ

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ

کوئی رسولؑ بھیجا ہے تو اس کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ انکے لئے (پیغام خداوندی) کھول کر بیان کرے پس

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

اللہ جسے چاہتا ہے (توفیق سلب کرکے) گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى

وہ (سب پر) غالب ہے بڑا حکمت والا ہے(۴) اور بیشک ہم نے موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں

بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

کیساتھ بھیجا تھا (اور حکم دیا) کہ اپنی قوم کو (کفر کے) اندھیروں سے نکال کر

النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

(ایمان کی) روشنی میں لائے اور انہیں اللہ کے مخصوص دن یاد دلاؤ یقیناً اس (یاد دہانی)

لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۵﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى

میں ہر بڑے صبر و شکر کرنیوالے کیلئے بڑی نشانیاں ہیں(۵) اور یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی

لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ

قوم سے کہا اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اسنے تم پر کیا یعنی اسنے تمہیں فرعون والوں

مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

سے نجات دی جو تمہیں سخت عذاب پہنچاتے تھے اور وہ تمہارے لڑکوں

وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ

کو ذبح کر ڈالتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے

وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۶﴾ وَاِذْ تَاَذَّنَ ع ۱ ۶ ۱۳

پروردگار کی طرف سے تمہاری بڑی آزمائش تھی (۶) اور یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے تمہیں مطلع کردیا

رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ

تھا کہ اگر (میرا) شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دونگا اور اگر کفران نعمت (ناشکری) کرو گے

اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ﴿۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا

تو میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے(۷) اور موسیٰؑ نے کہا کہ اگر تم اور روئے زمین کے سب لوگ کفر

جائے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپؐ صرف عربوں کے نبی ہیں بلکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور نذیر اللعالمین۔ کسی قوم کی زبان میں بھیجنا اور ہے اور صرف اسی زبان والوں کی طرف بھیجنا اور؟ چونکہ عربی زبان سب زبانوں سے زیادہ وسیع ہے اس لئے خدائے حکیم نے آپ کو عربی زبان اور عربی قرآن کے ساتھ بھیجا ہے۔

۳۔ ﴿وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ ۔الآیہ﴾ قابل غور بات یہ ہے کہ ان تاریخی ایام اللہ سے کون سے دن مراد ہیں؟ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: ان سے اللہ کے خصوصی انعام واحسان والے دن مراد ہیں۔ (مجمع البیان) ایسے خاص دنوں کی یادآوری کا خدا حکم دے رہا ہے۔

۴۔ ﴿وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى ۔الآیہ﴾ یہاں جو واقعات جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو یاد دلائے ہیں وہ تفصیل سے سورہ بقرہ کی تفسیر میں گزر چکے ہیں لہٰذا اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۵۔ ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ ۔الآیہ﴾ شکر نعمت کا شرعی اور عقلی مفہوم یہ ہے کہ خدا نے جو نعمت جس مقصد کیلئے دی ہے اسے اسی مصرف میں صرف کیا جائے، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جب خدا کسی بندہ کو کسی نعمت سے نوازے اور وہ دل سے اس کا ادراک و اعتراف کرے اور زبان سے اپنے منعم کا شکر ادا کرے تو اس کا کلام مکمل ہوتے ہی اس نعمت میں اضافے کا حکم دے دیا جاتا ہے۔ (الکافی)

نیز انہی جنابؑ سے مروی ہے فرمایا: جب خدا کسی بندہ کو کسی چھوٹی یا بڑی نعمت سے نوازے اور وہ کہے: ﴿الحمد للہ﴾ تو اس نے اس کا شکر ادا کر دیا ہے۔ (تفسیر صافی)
مخفی نہ رہے کہ کفر سے یہاں کفران نعمت مراد ہے جو قول سے بھی ہوسکتا ہے اور عمل سے بھی الغرض اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو غلط مصرف میں صرف کرنا ہی حقیقی ناشکری ہے۔

اَنۡتُمۡ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ
اختیار کریں تو اللہ کو انکی کیا پرواہ ہے وہ یقیناً بے نیاز (اور) قابل
حَمِیۡدٌ ﴿۸﴾ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَبَؤُا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ
ستائش ہے(۸) کیا تمہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے گزر چکے (یعنی)
قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ ۬ۛ وَالَّذِیۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ ۛؕ مع ۶
قوم نوحؑ اور عاد و ثمودؑ اور وہ لوگ جو انکے بعد ہوئے ہیں جنہیں اللہ کے
لَا یَعۡلَمُہُمۡ اِلَّا اللّٰہُ ؕ جَآءَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ
سوا کوئی نہیں جانتا کہ جب انکے رسولؑ انکے پاس روشن دلیلیں (معجزے)
بِالۡبَیِّنٰتِ فَرَدُّوۡۤا اَیۡدِیَہُمۡ فِیۡۤ اَفۡوَاہِہِمۡ وَقَالُوۡۤا
لیکر آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ میں دبا لئے اور کہا کہ جس پیغام کیساتھ تم بھیجے گئے
اِنَّا کَفَرۡنَا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِہٖ وَاِنَّا لَفِیۡ شَکٍّ مِّمَّا
ہو ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور تم جس(دین) کی طرف ہمیں دعوت دیتے ہو
تَدۡعُوۡنَنَاۤ اِلَیۡہِ مُرِیۡبٍ ﴿۹﴾ قَالَتۡ رُسُلُہُمۡ اَفِی اللّٰہِ الثلثة
ہم اسکی طرف سے تردد آمیز شک میں ہیں(۹) انکے رسولوںؑ نے کہا کیا(تمہیں)اللہ کے
شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ یَدۡعُوۡکُمۡ
بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے؟وہ تمہیں اسلئے بلا رہا ہے کہ تمہارے
لِیَغۡفِرَ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ وَیُؤَخِّرَکُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ
گناہ بخش دے اور تمہیں ایک مقررہ وقت تک مہلت دے اس پر ان
مُّسَمًّی ؕ قَالُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ؕ
لوگوں نے کہا تم نہیں ہو مگر ہمارے جیسے بشر (اور انسان) تم چاہتے
تُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَصُدُّوۡنَا عَمَّا کَانَ یَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا
ہو کہ جنکی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے آئے ہیں ہمیں انکی عبادت سے روکو!سو ہمارے
فَاۡتُوۡنَا بِسُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۰﴾ قَالَتۡ لَہُمۡ رُسُلُہُمۡ
پاس کوئی کھلا ہوا (ہمارا مطلوبہ) معجزہ لاؤ(۱۰) انکے رسولوںؑ نے ان سے کہا کہ

۶۔﴿قَالَتۡ رُسُلُہُمۡ ۔الآیہ﴾ یہ بات علم کلام میں واضح کی جاچکی ہے کہ جس طرح کل کا جزء سے بڑا ہونا۔ برف کا ٹھنڈا ہونا اور آگ کا گرم ہونا بدیہی ہے اور کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے اسی طرح معلول کا بلا علت، اثر کا بلا موثر، فعل کا بلا فاعل، بنا کا بلا بانی اور مخلوق کا بلا خالق کے وجود میں آنے کا ناممکن ہونا بھی بدیہی ہے۔ بنابریں کائنات کے خالق وفاعل کے وجود کا اجمالی ثبوت بدیہی وفطری ہے۔ کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء و مرسلین اور ائمہ طاہرین علیہم السلام نے وجود خدا پر دلیل و براہین قائم کرنے کی بجائے صرف خواب غفلت میں سوئے ہوئے منکرین و غافلین کو جگانے کیلئے تنبیہات پر اکتفا فرمائی ہے جیسے کسی آیت میں مذکورہ ہے۔﴿قَالَتۡ لَہُمۡ رُسُلُہُمۡ﴾ ان کے رسولوں نے ان سے کہا کیا تمہیں اللہ کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اورزمین کا خالق ہے؟ ہمیشہ داعیان حق نے یہی طریقہ کار اختیار کیا ہے کہ جب اور جہاں خالق کائنات کے وجود میں شک وریب کے آثار دیکھے تو اسی انسانی فطرت کو جھنجوڑا اور کہا﴿افی اللہ شك فاطر السمٰوٰت والارض؟؟﴾

۷۔﴿قَالَتۡ لَہُمۡ رُسُلُہُمۡ ۔الآیہ﴾ کفار ومشرکین ،رسالت وبشریت کو دو متضاد چیزیں جانتے تھے یہی وجہ ہے کہ انبیاء ورسل نے جب بھی منجانب اللہ اپنے نبی ورسول ہونے کا اعلان کیا تو ہمیشہ کفار نے ان کے جنبہ بشری کو دیکھ کر ان کی نبوت کا انکار کیا اور کہا﴿ابعث اللہ بشرًا رسولًا﴾ (بنی اسرائیل: ۹۴) کیا اللہ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ ان کا خیال تھا کہ نبی ورسول کوئی فرشتہ ہونا چاہیئے ! جیسا کہ آج تک کفار کی دیکھا دیکھی اکثر نام نہاد مسلمان بھی انبیاء وائمہ کی بشریت کی نفی کرکے ان کو کسی اور فرضی نوع کے افراد ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں۔ قرآن اور تاریخ گواہ ہے کہ انبیاء

اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ

بیشک ہم نہیں ہیں مگر تمہارے جیسے بشر (اور انسان) مگر اللہ اپنے بندوں میں سے

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ

جس پر چاہتا ہے اپنا احسان فرماتا ہے اور ہمارے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم

بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

تمہیں کوئی کھلی ہوئی دلیل (معجزہ) پیش کریں مگر اللہ کے حکم سے اور اللہ پر ہی اہل ایمان کو

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ

بھروسہ کرنا چاہیے (۱۱) آخر ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ اسی نے

هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ

ہمیں ہماری (زندگی کی) راہوں کی راہنمائی کی ہے اور تم ہمیں جو ایذائیں پہنچا رہے ہو ہم

ع ۲ ۱۴ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ ع وَقَالَ

ان پر صبر کرینگے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنیوالوں کو بھروسہ کرنا چاہیے (۱۲) اور کافروں نے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ

اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تمہیں اپنی سرزمین سے نکال دینگے یا پھر تم ہمارے

اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ

مذہب میں لوٹ آؤ اور تب انکے پروردگار نے ان پر وحی بھیجی کہ ہم ان

رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ لا وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ

ظالموں کو ضرور ہلاک کر دینگے (۱۳) اور انکے بعد ہم تمہیں اس سرزمین

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ

میں آباد کرینگے یہ (وعدہ) ہر اس شخص کیلئے ہے جو میری بارگاہ میں کھڑے ہونے سے ڈرے

وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ

اور میری تہدید سے خائف ہو (۱۴) اور انہوں (رسولوںؑ) نے (ہم سے) فتح مندی طلب کی (جو قبول ہوئی) اور ہر

جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ لا مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ

سرکش ضدی (حق کی مخالفت کرنیوالا) نامراد ہوا (۱۵) اس (نامرادی) کے پیچھے جہنم ہے اور اسے کچھ لہو

علیہم السلام نے کبھی اپنی بشریت کی نفی نہیں کی۔ ہاں البتہ تصویر کے دوسرے رخ کی نشاندہی کی ہے کہ ﴿ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ﴾ بے شک ہم تمہارے جیسے بشر ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا احسان کرتا ہے۔ لہٰذا اس نے ہم پر خصوصی احسان و انعام فرما کر ہمیں خلعت نبوت سے سرفراز کیا ہے اور ہمیں مختلف علمی و عملی کمالات سے نوازا ہے۔ ﴿قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی﴾ (کہف) اس آیت میں بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کے اعلان کے ساتھ ساتھ ان کے حامل وحی ہونے کی وجہ سے ان کے بہت سے خصائص و لوازم کا بھی اعلان ہے جو ایک حامل وحی نبوت میں پائے جانے ضروری ہیں۔ انبیاء نے ہمیشہ اپنی بشریت کے اقرار کے ساتھ انہی خصائص کا اظہار کیا ہے جن کا کفار انکار کرتے تھے۔

۸۔ ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ الآیہ﴾ پہلے بھی کئی بار یہ حقیقت بیان کی جا چکی ہے کہ ہادیان برحق ہمیشہ حکمت اور موعظ حسنہ کے ساتھ حق کی دعوت دیتے ہیں مگر کسی کو اس کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتے کیونکہ لا اکراہ فی الدین مگر گمراہ لوگ چونکہ عقل و علم کے ساتھ تو اہل حق کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے وہ تشدد کرنے اور اوچھے ہتھیار استعمال کرنے پر اتر آتے ہیں جو کہ ان کی شکست خوردگی کی ناقابل انکار دلیل ہے۔

مَّآءٍ صَدِيدٍ ﴿١٦﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهٗ وَيَأْتِيهِ

قسم کا پانی پلایا جائیگا (۱۶) جسے وہ گھونٹ گھونٹ کر کے پیئے گا اور گلے سے اتار نہ سکے گا

الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِنْ

اور ہر طرف سے اسکے پاس موت آئے گی مگر وہ مرے گا نہیں اور (مزید برآں)

وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيظٌ ﴿١٧﴾ مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اسکے پیچھے ایک اور سخت عذاب ہو گا (۱۷) جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا

بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ

انکے اعمال کی حالت اس راکھ جیسی ہے جسے سخت آندھی والے دن

فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ ۖ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلٰى

ہوا اڑا لے جائے جو کچھ انہوں نے کیا (کمایا) اس سے کچھ بھی ان کے

شَيْءٍ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيدُ ﴿١٨﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ

ہاتھ نہ آئے گا یہی بہت بڑی گمراہی ہے (۱۸) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے

اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنْ يَّشَأْ

آسمانوں اور زمین کو حق (و حکمت) کیساتھ پیدا کیا ہے وہ چاہے تو تم سب کو

يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿١٩﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى

لے جائے۔ (فنا کر دے) اور نئی مخلوق کو لے آئے (۱۹) اور یہ بات اللہ کیلئے کچھ

اللّٰهِ بِعَزِيزٍ ﴿٢٠﴾ وَبَرَزُوا لِلّٰهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا

بھی مشکل نہیں ہے (۲۰) اور (قیامت کے دن) وہ سب ایک ساتھ اللہ کی بارگاہ میں

لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوٓا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

حاضر ہوں گے تو جو کمزور (پیروکار) ہوں گے وہ ان سے کہیں گے جو بڑے (سردار) بنے ہوئے

أَنْتُمْ مُّغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ

تھے کہ ہم تو (زندگی بھر) تمہارے پیروکار تھے تو تم آج ہمیں اللہ کے کچھ عذاب سے بچا سکتے ہو؟

قَالُوا لَوْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۖ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ

وہ (بڑے) کہیں گے اگر اللہ ہمیں ہدایت دیتا تو ہم بھی تمہیں ہدایت دیتے اب ہمارے لئے

۹۔ ﴿وَبَرَزُوا لِلّٰهِ جَمِيعًا ۔الآیہ﴾ قیامت کے دن جب سب لوگ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے مومن بھی اور کافر بھی رعایا بھی اور سردار بھی اور پیر بھی اور پیروکار بھی تو کمزور طبیعت کے مالک لوگ جو اپنی طبعی کمزوری یا دنیا کے لالچ میں اپنے خود غرض لیڈروں اور دین فروش ملاؤں کے پیچھے چلتے رہے اور اپنی خداداد عقل وخرد سے کام نہ لیا وہ ان بڑوں سے کہیں گے کہ تم ہمیں عذاب الٰہی کی گرفت سے بچاؤ۔ تو وہ یہ مایوس کن جواب دیں گے کہ ہم جب اپنے آپ کو اس عذاب کی گرفت سے نہیں بچا سکتے تو تمہیں کس طرح بچائیں؟

أَجَزِعْنَآ أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِن مَّحِيصٍ ﴿٢١﴾ وَقَالَ ع ۳ ۹ ۱۵

برابر ہے جزع فزع کریں یا صبر کریں۔ آج ہمارے لئے چھٹکارا حاصل کرنیکی کوئی سبیل نہیں ہے (۲۱) اور

الشَّيْطَٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ

جب (ہر قسم کا) فیصلہ ہو جائیگا تو اسوقت شیطان کہے گا کہ بیشک اللہ نے تم سے جو وعدہ کیا تھا وہ

الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ

سچا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا مگر میں نے تم سے وعدہ خلافی کی اور مجھے تم

عَلَيْكُم مِّن سُلْطَٰنٍ إِلَّآ أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ

پر کوئی تسلط (زور) تو تھا نہیں سوائے اسکے کہ میں نے تمہیں (کفر اور گناہ کی) دعوت

لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوٓا أَنفُسَكُم ۖ مَّآ أَنَا۠

دی اور تم نے میری دعوت قبول کر لی پس تم مجھے ملامت نہ کرو (بلکہ) خود اپنے آپکو

بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ أَنتُم بِمُصْرِخِيَّ ۖ إِنِّي كَفَرْتُ

ملامت کرو (آج) نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں۔ اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو

بِمَآ أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ ۗ إِنَّ الظَّٰلِمِينَ لَهُمْ

اس سے پہلے (دنیا میں) جو تم نے مجھے (خدا کا) شریک بنایا تھا میں اس سے بیزار ہوں بیشک ظالموں

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٢﴾ وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

کیلئے دردناک عذاب ہے (۲۲) جو لوگ ایمان لائے نیک عمل کئے وہ ان بہشتوں

الصَّٰلِحَٰتِ جَنَّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَٰرُ

میں داخل کئے جائینگے جنکے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہونگی اور اپنے پروردگار کے

خَٰلِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۖ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا

حکم سے ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے اس میں انکی باہمی دعا (بوقت ملاقات) سلام ہو گا۔

سَلَٰمٌ ﴿٢٣﴾ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً

(سلام علیکم تم پر سلامتی ہو) (۲۳) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح اچھی مثال بیان کی ہے کہ کلمہ

طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي

طیبہ (پاک کلمہ) شجرہ طیبہ (پاکیزہ) درخت کی مانند ہے۔ جسکی جڑ مضبوط ہے اور اسکی شاخ آسمان

۱۰۔ ﴿وَقَالَ الشَّيْطَٰنُ ۔الآیہ﴾ جب جہنم کے اصاغر واکابر یا بالفاظ دیگر کمزور عوام اور ان کے طاقتور لیڈران کا قصہ تمام ہو جائے گا اور ان کی باہمی لعنت ملامت ختم ہو جائے گی تو اب سارے جہنمی شیطان کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اور ان کی لعنت ملامت کریں گے تو نے ہمیں گمراہ کیا۔ اگر تو نہ ہوتا تو آج ہمیں یہ روز بدنصیب نہ ہوتا وغیرہ وغیرہ۔ شیطان ان کے جواب میں تین باتیں کرے گا: (۱) تم لوگوں سے کچھ وعدے خدا نے کئے جو اس نے سچ کر دکھائے اور کچھ وعدے میں نے تم سے کئے تھے وہ سب غلط تھے۔ (۲) میں تم پر اس طرح مسلط نہیں تھا کہ تمہیں گناہ پر مجبور کرتا۔ میں نے تو صرف تمہیں گناہ کی دعوت دی تھی لبیک تو تم نے خود اپنے اختیار سے کہی تھی۔ لہٰذا تم میری لعنت ملامت نہ کرو بلکہ اپنی کرو۔ (۳) میں آج تمہاری کوئی فریاد رسی نہیں کر سکتا۔ ہاں البتہ تم نے خدا کے مقابلہ میں میری اطاعت کر کے جو مجھے خدا کا شریک بنا تھا میں آج اس سے اعلان برأت کرتا ہوں۔

۱۱۔ ﴿كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ ۔الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں خداوند عالم نے بندہ مومن اور اس کے عقائد حقہ کو اور اس کے اعمال صالحہ کو ایک ایسے شجرہ طیبہ سے تشبیہ دی ہے جس کی جڑیں زمین کی تہوں میں راسخ ہیں اور اس کی شاخیں فضائے بسیط میں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں اور یہ درخت ہر وقت پھلا پھولا ہوا ہے اور پھل دے رہا ہے۔ بعض اخبار و آثار میں اس شجرہ طیبہ کی تاویل سرکار محمد وآل علیہم السلام سے کی گئی ہے چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: اس درخت کی بنیاد (جڑ) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اس کی فرع (شاخ) حضرت امیر علیہ السلام اور اس کی ٹہنیاں دوسرے ائمہ طاہرینؑ ہیں اس کا پھل ان کا علم و عمل ہے اور محبان اہل بیتؑ اس کے پتے ہیں۔ پس جب کوئی محب پیدا ہوتا ہے تو اس کا درخت پر ایک پتہ کا اضافہ ہو جاتا ہے

السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ
تک پہنچی ہوئی ہے(۲۴)جو اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت پھل دے رہا ہے
وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں پیش کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں
يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ
(اور سمجھیں)(۲۵)اور کلمہ خبیثہ(ناپاک کلمہ) کی مثال شجرہ خبیثہ (ناپاک درخت)
خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ
کی سی ہے جسے زمین کے اوپر سے اکھاڑ لیا جائے اور اسکے ثبات و
قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ
قرار نہ ہو(۲۶)اللہ ایمان والوں کو قول ثابت پر ثابت قدم رکھتا ہے دنیا کی
الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ
زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اور ظالموں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے
اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ اَلَمْ تَرَ ع ۴ / ۱۲
اور اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے (۲۷) کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا
اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا
جنہوں نے اللہ کی عطا کردہ نعمت کو کفران نعمت سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر
قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ؕ
میں یعنی دوزخ میں جا اتارا (۲۸) جس میں وہ داخل ہونگے اور وہ (کیسا)
وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا
برا ٹھکانہ ہے(۲۹)اور انہوں نے اللہ کیلئے کچھ ہمسر (شریک) بنا لئے ہیں تاکہ (لوگوں کو) اسکے راستے
عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى
سے بھٹکائیں (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ (چندے) عیش کرلو آخر یقیناً تمہاری بازگشت آتش
النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا
دوزخ کی طرف ہے(۳۰) آپؐ میرے ان بندوں سے کہہ دیجئے جو ایمان لائے ہیں کہ نماز

اور جب کوئی محب وفات پاتا ہے تو اس کا ایک پتہ گرجاتا ہے۔(کافی وصافی) اور شجرہ خبیثہ کی تاویل بنی امیہ سے کی گئی ہے۔(مجمع البیان عن الباقر علیہ السلام)

۱۴۔﴿یُثَبِّتُ اللہُ۔الآیہ﴾ جو حقیقی مومن ہیں یعنی صرف گفتار کے غازی نہیں ہیں بلکہ عقیدہ وعمل اور کردار کے غازی ہیں۔ اللہ ان کو قول ثابت یعنی پائیدار ایمان کی برکت سے دنیا وآخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے۔بے شک شیاطین جنی وانسی ہزار زور لگائیں مگر وہ ان کو گمراہ نہیں کرسکتے۔وہ مرتے وقت عدیلہ عندالموت سے بھی محفوظ رہتے ہیں اور آخرت میں سوال جواب کے وقت بھی صحیح جواب دیتے ہیں۔

الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

قائم کریں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کریں

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ (۳۱)

اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی اور نہ مخلصانہ دوستی ہو گی (۳۱)

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ

اللہ وہی ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے اور آسمان سے پانی برسا

السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا

کر اس کے ذریعہ تمہاری روزی کے لئے پھل پیدا کئے ہیں اور کشتیوں

لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ

کو مسخر کر دیا ہے کہ سمندر میں اس کے حکم سے چلیں اور تمہارے

بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ (۳۲) وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ

لئے نہروں کو بھی مسخر کردیا ہے (۳۲) اور تمہارے لئے سورج و چاند کو (بھی) مسخر کر دیا

وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ (۳۳)

جو برابر چلے جا رہے ہیں اور رات اور دن کو بھی تمہارے لئے مسخر کردیا (۳۳)

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا

اور جس نے تمہیں ہر چیز میں سے دیا جو تم نے مانگا اور اگر تم اللہ کی

نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ

نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے بیشک انسان بڑا ظالم اور بڑا

ع ۵ ۱۷ كَفَّارٌ (۳۴) وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا

ناشکرا ہے (۳۴) اور وہ وقت یاد کرو جب ابراہیمؑ نے (بارگاہ ایزدی میں) دعا کی تھی

الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ

اے میرے پروردگار! اس شہر (مکہ) کو امن کی جگہ اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے بچا کہ ہم

الْاَصْنَامَ (۳۵) رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ

بتوں کی پرستش کریں (۳۵) اے میرے پروردگار ان (بتوں) نے بہت سے لوگوں کو گمراہ

۱۳ـ ﴿وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ۔ الآیہ﴾ خدا نے تمہیں ہر چیز میں سے دیا جو تم نے مانگا اور اگر اس کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہر دینی و دنیوی نعمت کا عطا کرنے والا خدا ہے وہ مانگنے پر بھی دیتا ہے اور بے مانگے بھی۔ عالم اکبر اور عالم اصغر یا عالم آفاق اور عالم انفس میں اس محسن اعظم کی اس قدر نعمتیں موجود ہیں کہ اگر تم جن و انس متحدہ طور پر بھی انہیں شمار کرنا چاہیں تو شمار نہیں کر سکتے۔ بھلا جس محسن اعظم کے احسانات کی کثرت کا یہ عالم ہو کہ ایک ایک سانس میں دو دو نعمتیں موجود ہوں جب اندر جائے تو نئی زندگی کا پیغام لائے اور جب باہر آئے تو تفریح طبع کا باعث بن جائے تو اس کی دوسری نعمتوں کو شمار کون کر سکتا ہے اور پھر ان کا شکریہ کون ادا کر سکتا ہے؟

۱۴ـ ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ۔ الآیہ﴾ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں تو اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ انسان خالق اکبر کا شکر بھی بے شمار کرتا جب کوئی نئی نعمت ملتی تو شکر کرتا جب کوئی مصیبت ٹلتی تو شکر کرتا۔ مگر انسان طبعاً بڑا بے انصاف اور ناشکرا واقع ہوا ہے۔ نعمتوں کی یلغار ہو تو سرکش بن جاتا ہے اور خدا کو یاد کرنا بھول جاتا ہے اور جب مصیبتوں کی یورش ہو تو مایوس ہو جاتا ہے۔

النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي
کر دیا ہے سو جو میری پیروی کریگا وہ مجھ سے ہو گا اور جو میری نافرمانی کرے تو یقیناً
فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣٦﴾ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ
تو بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنیوالا ہے(۳۶) اے ہمارے پروردگار میں نے اپنی کچھ اولاد کو
ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ
تیرے محترم گھر کے پاس بے زراعت میدان میں آباد کیا ہے اے ہمارے
الْمُحَرَّمِ لا رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ
مالک تاکہ (وہ یہاں) نماز قائم کریں اب تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ایسا
أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ
کر دے کہ وہ انکی طرف مائل ہوں اور انکو پھلوں سے رزق عطا
مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿٣٧﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ
فرما تاکہ وہ (تیرا) شکر ادا کریں(۳۷) اے ہمارے پروردگار! بیشک جو کچھ
تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ
ہم چھپاتے ہیں تو اسے بھی جانتا ہے اور جو ظاہر کرتے ہیں اسے بھی اور
مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿٣٨﴾ الْحَمْدُ لِلَّهِ
زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے(۳۸) ساری ستائش اللہ کیلئے ہے
الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ ۗ
جس نے باوجود بڑھاپے کے مجھے اسماعیلؑ و اسحاقؑ (دو بیٹے) عطا فرمائے بیشک
إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٩﴾ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ
میرا پروردگار دعا کا بڑا سننے والا ہے (۳۹) اے میرے پروردگار! مجھے نماز کا قائم
الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ﴿٤٠﴾
کرنیوالا بنا اور میری اولاد کو بھی۔ اے ہمارے پروردگار اور میری دعا کو قبول فرما(۴۰)
رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ
اے ہمارے پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو بخش دے جس دن حساب

۱۵۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ۔ الآیہ﴾ قرآن وسنت کے دوسرے دلائل کے علاوہ جناب خلیل خدا علیہ السلام کے شکریہ کے یہ الفاظ بھی اس بات کی قاطع دلیل ہیں کہ بے اولاد کو اولاد عطا کرنا جو امور تکوینیہ میں سے ایک اہم امر ہے خداوند عالم سے متعلق ہے اور اس نے کسی بھی مخلوق کے حوالے نہیں کیا۔ بیٹا دے یا بیٹی یا جوڑا جوڑا دے یا بالکل بانجھ بنائے پھر جوانی میں دے یا بڑھاپے میں یہ اس کی صوابدید پر منحصر ہے اور یہ سب کچھ اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہ کسی نیچر کے قانون کا پابند نہیں ہے چنانچہ جب جناب اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو جناب خلیل علیہ السلام کی ننانوے سال عمر تھی اور جب جناب اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے تو ایک سو بارہ سال تھی۔ (تفسیر صافی وغیرہ)

۱۶۔ ﴿رَبِّ اجْعَلْنِيْ۔ الآیہ﴾ جناب خلیل خدا کا اپنے اور اپنی اولاد کے لئے بارگاہ خداوندی میں یہ دعا کرنا کہ ہمیں نماز کا قائم کرنے والا بنا اس سے نماز کی اہمیت اور عظمت پر وہ روشنی پڑتی ہے جس کا کوئی صحیح الدماغ آدمی انکار نہیں کر سکتا۔

نیز اس سے اگلی آیت میں جناب خلیل خدا کا اپنے اور اہل ایمان کے علاوہ اپنے والدین کیلئے مغفرت کی دعا مانگنا ان کے والدین مومن موحد ہونے کی ناقابل رد دلیل ہے اور یہ کہ آذر ان کا چچا تھا ان کا حقیقی باپ جناب تارخ تھا جس کے ایمان پر مورخین ومفسرین کا اتفاق ہے (ملاحظہ ہو تفسیر مظہری وغیرہ)

ع ۷ ۱۸ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ

قائم ہوگا (لیا جائیگا) (۴۱) (اے رسولؐ) جو کچھ (یہ) ظالم لوگ کر رہے ہیں تم اللہ کو اس سے غافل

الظّٰلِمُوْنَ ۚ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ

نہ سمجھو۔ وہ تو انہیں اس دن کیلئے مہلت دے رہا ہے جس میں (شدت خوف و حیرت سے) آنکھیں

الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ

کھلی کی کھلی رہ جائینگی (۴۲) وہ تیزی سے دوڑ رہے ہونگے اپنے سر اوپر اٹھاتے ہوئے اس عالم میں کہ انکی نگاہ خود

اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۖ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ وَاَنْذِرِ

انکی طرف نہیں پلٹے گی اور انکے دل (خوف و وحشت کے سوا ہر خیال سے) خالی ہو رہے ہونگے (۴۳) (اے

النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

رسولؐ) لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جب ان پر عذاب آئیگا تو ظالم لوگ کہیں گے اے

ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ

ہمارے رب تھوڑی سی مدت کیلئے ہمیں مہلت دے دے ہم تیری دعوت

دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا

پر لبیک کہیں گے اور (تیرے) رسولوںؐ کی پیروی کرینگے (انہیں جواب دیا جائیگا)

اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾

کیا تم نے اس سے پہلے قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ تمہیں کبھی زوال نہ ہوگا (۴۴)

وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

حالانکہ تم انہی لوگوں کے مسکنوں میں آباد تھے جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا اور تم پر واضح

وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ

ہوگیا تھا کہ ہم نے انکے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ اور ہم نے (تمہیں سمجھانے کیلئے) مثالیں بھی

الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ

بیان کردی تھیں (۴۵) اور انہوں نے اپنی ساری تدبیریں کیں (اور چالیں چلیں) اور اللہ کے پاس انکی ہر

مَكْرُهُمْ ۗ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ

تدبیر اور چال (کا جواب) ہے اگرچہ انکی تدبیریں وترکیبیں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے

الْجِبَالُ ﴿٤٦﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ

ہٹ جائیں (۴۶) خبردار! یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ نے اپنے رسولوںؑ سے جو وعدہ کیا ہے وہ اسکے خلاف کریگا

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٤٧﴾ ؕ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ

بیشک اللہ (سب پر) غالب ہے (اور) انتقام لینے والا ہے (۴۷) (اور یہ اس دن ہوگا) جس دن یہ زمین

غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ

دوسری قسم کی زمین سے بدل دی جائیگی اور آسمان بھی (بدل جائیںگے) اور سب لوگ اللہ کی بارگاہ میں حاضر

الْقَهَّارِ ﴿٤٨﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ

ہو جائیںگے جو ایک ہے اور سب پر غالب ہے (۴۸) اور تم اس دن مجرموں کو دیکھو گے کہ زنجیروں میں

فِي الْاَصْفَادِ ﴿٤٩﴾ ۚ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى

جکڑے ہوئے ہونگے (۴۹) انکے کرتے تارکول کے ہونگے اور انکے چہروں کو آگ

وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾ ۙ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا

ڈھانپ رہی ہو گی (۵۰) یہ اسلئے ہو گا کہ اللہ ہر شخص کو اسکے کئے کا بدلہ دیگا بیشک

كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٥١﴾ هٰذَا بَلٰغٌ

اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے (۵۱) یہ سب انسانوں کیلئے ایک

لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ

پیغام ہے تاکہ انہیں اسکے ذریعہ سے ڈرایا جائے اور یہ کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ بس

ع ۷/۱۱ ۱۹ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٥٢﴾

ایک ہی ہے نیز یہ کہ عقل والے لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں (۵۲)

ایاتها ۹۹ ۱۵ سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ ۵۴ رکوعاتها ۶

سورہ حجر مکی ہے۔ آیات ۹۹۔ ۶ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ ۫ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿١﴾

الف، لام، را۔ یہ کتاب (الٰہی) یعنی روشن قرآن کی آیتیں ہیں (۱)

۱۷۔ ﴿فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ۔ الآیہ﴾ حسب ظاہر تو یہ خطاب جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ مگر درحقیقت کفار مکہ اور دوسرے تمام مشرکین کو یہ دھمکی دی جا رہی ہے اور سابقہ قوموں کی ہلاکت کے واقعات سنا کر انہیں تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اب بھی وقت ہے کہ وہ کفر و شرک سے توبہ و انابہ کر کے اصلاح احوال کر لیں ورنہ آخرت کے ہیبت ناک عذاب و عقاب کیلئے تیار ہو جائیں۔ اس پیرایہ میں گویا ہر مظلوم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ خدا کو مخالفین کی ظالمانہ کارروائیوں کا علم نہیں ہے۔ اسے علم ہے اور وہ ضرور مظلوموں کی دادرسی کرے گا۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ جلدی نہیں کرتا بلکہ ڈھیل دیتا ہے۔ مگر جب پکڑے گا تو پھر کوئی چھڑا نہیں سکے گا۔

۱۸۔ ﴿هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ۔ الآیہ﴾ یہ قرآن اور اس کے تمام مشمولات، اس کے تمام احکام اور تمام وعدے اور وعیدیں کیا ہیں؟ اللہ کا پیغام، اس کے تمام بندوں کے نام جو پہنچا دیا گیا ہے اور حجت تمام کر دی گئی ہے۔ اور واضح کر دیا گیا ہے کہ ان کا الٰہ واحد و یکتا ہے اور ذات و صفات وغیرہ میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ تاکہ لوگ شرک سے باز آجائیں اور توحید کے دامن میں پناہ لیں۔ اور اس کی چوکھٹ پر سر تسلیم خم کر دیں۔

سورہ حجر

سورہ حجر کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قرآن کی حقانیت و حفاظت کا تذکرہ۔ (۲) فرشتوں کو سجدہ کا حکم۔ (۳) قصہ آدم علیہ السلام (۴) بہشتیوں کے دلوں سے کدورت کے دور کیا جانے کا بیان۔ (۵) جناب ابراہیم علیہ السلام اور بعض دیگر انبیاء کا تذکرہ۔ (۶) خدا کی توحید، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے پر دلائل۔ (۷) مال دنیا کی بے وقعتی۔ (۸) اہل ایمان کیلئے اللہ تعالیٰ کا کافی ہونا وغیرہ وغیرہ۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٢﴾
جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے وہ بہت تمنا کرینگے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے (۲)
ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ
(اے رسولؐ) انہیں چھوڑ دو کہ وہ کھائیں (پئیں) اور عیش و آرام کریں اور (بیشک جھوٹی) امید انہیں غفلت
فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا
میں رکھے عنقریب انہیں (سب کچھ) معلوم ہو جائیگا (۳) اور ہم نے کبھی کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر
وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ﴿٤﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ
یہ کہ اس کے لئے وقت معلوم لکھا ہوا تھا (۴) کوئی قوم اپنے مقررہ وقت سے نہ آگے بڑھ
أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٥﴾ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي
سکتی ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے (۵) اور وہ (کفار) کہتے ہیں اے وہ
نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ﴿٦﴾ لَوْ مَا
جس پر ذکر (قرآن) اتارا گیا ہے یقیناً تم دیوانہ ہو (۶) اگر تم
تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٧﴾
سچے ہو تو پھر ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتے؟ (۷)
مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا
ہم فرشتوں کو نہیں اتارتے مگر (صحیح موقع پر فیصلہ) حق کیساتھ اور پھر لوگوں کو
مُنْظَرِينَ ﴿٨﴾ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ
مہلت نہیں دی جاتی (۸) بیشک ہم نے ہی ذکر (قرآن) اتارا ہے اور ہم ہی
لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيَعِ
اس کے محافظ ہیں (۹) اور ہم نے آپؐ سے پہلے مختلف جماعتوں میں رسولؑ
الْأَوَّلِينَ ﴿١٠﴾ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا
بھیجے (۱۰) اور ان کے پاس کوئی ایسا رسولؑ نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے
بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿١١﴾ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ
مذاق نہ کیا ہو (۱۱) اسی طرح ہم اس (ذکر) کو مجرموں کے دلوں میں ڈال

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔﴿وَمَآ اَهْلَكْنَا۔الآیہ﴾ یہ آیت گویا ایک سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ جب یہ لوگ کفر پر اڑے ہوئے ہیں اور برابر عصیاں کاری کر رہے ہیں تو پھر ان پر عذاب کیوں نازل نہیں ہوتا؟ اس کا جواب یہ دیا جا رہا ہے کہ جس طرح ہر چیز کا ایک مقررہ وقت ہوتا ہے جس سے وہ آگے پیچھے نہیں ہو سکتی اسی طرح ہلاکت اور عذاب کے نزول کا بھی ایک وقت ہوتا ہے جو ابھی نہیں آیا اسی لئے ان کی فوری گرفت نہیں ہو رہی۔

۲۔﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ ۔الآیہ﴾ یہ خدائے دوجہان کی طرف سے قرآن کی عظمت اور اس کی حفاظت کا اعلان ہے کہ ہم نے ہی اس کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ اس میں جو کچھ ہے وہ سب حق ہے اور وہ ابدالآباد تک باقی رہنے والا ہے۔ اس میں کسی قسم کے باطل کی آمیزش نہیں ہے اور دلیل و برہان سے اس کے بطلان کا کوئی امکان نہیں ہے۔﴿وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ﴾

الْمُجْرِمِينَ ﴿١٢﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ
دیتے ہیں (۱۲) (مگر) وہ اس (ذکر) پر ایمان نہیں لاتے اور جو پہلے گزر چکے ہیں انکا طریقہ بھی
الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ
یہی رہ چکا ہے (۱۳) اور اگر ہم ان پر آسمان کا ایک دروازہ کھول دیں جس سے
فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ﴿١٤﴾ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ
وہ دن دھاڑے چڑھنے لگیں (۱۴) تو پھر بھی وہ یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھوں کو
أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ
مدہوش کر دیا گیا ہے بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے (۱۵) اور بیشک ہم نے
جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ﴿١٦﴾
آسمان میں بہت سے برج بنا دئے اور اس (آسمان) کو دیکھنے والوں کیلئے آراستہ کر دیا ہے (۱۶)
وَحَفِظْنَاهَا مِن كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ﴿١٧﴾ إِلَّا مَنِ
اور ہم نے اسے ہر مردود شیطان سے محفوظ کر دیا (۱۷) مگر یہ کہ کوئی (شیطان)
اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ ﴿١٨﴾
چوری چھپے کچھ سن لے تو (اس صورت میں) ایک چمکتا ہوا شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے (۱۸)
وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ
اور ہم نے زمین کو پھیلا دیا اور اس میں پہاڑ گاڑ دیئے
وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ ﴿١٩﴾ وَ
اور اس میں ہر قسم کی چیزیں نپی تلی اگائیں (۱۹) اور ہم نے اس میں تمہارے
جَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَن لَّسْتُمْ لَهُ
لئے بھی معاش کے وسائل بنائے اور ان کے لئے بھی جن کے روزی
بِرَازِقِينَ ﴿٢٠﴾ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ
رساں تم نہیں ہو (۲۰) اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جسکے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور
وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ﴿٢١﴾ وَأَرْسَلْنَا
ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معین مقدار میں (۲۱) اور ہم ہواؤں کو باردار بنا

ع ۱۵ ۱

۳۔ ﴿وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ۔ الآیہ﴾ بروج برج کی جمع ہے اور عربی میں برج کے معنی قلعہ، قصر، شاہراہ اور مستحکم عمارت کے ہیں اور قدیم علم ہیئت میں برج کی لفظ بارہ منازل کیلئے بھی استعمال ہوتی ہے جن پر سورہ کے مدار کو تقسیم کیا گیا ہے چنانچہ مفسرین نے بروج کو انہی معنوں پر محمول کیا ہے۔ حقیقی وارثان علم قرآن یعنی ائمہ اہلبیت کی احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس سے وہی اصطلاحی بارہ برج مراد ہیں۔ چنانچہ تفسیر قمی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور تفسیر مجمع البیان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ان بروج سے بارہ برج یعنی حمل، ثور، جوزا اور اسد وسنبلہ وغیرہ مراد ہیں۔ الغرض صانع حکیم نے یونہی ستاروں کا جال نہیں بکھیر دیا بلکہ ناپیدا کنار عالم بالا کو اس احسن طریقہ پر ستاروں سے سجایا ہے کہ جن کے جلوے نگاہوں کو خیرہ کر دیتے ہیں اور جن کی حسن ترتیب عقل کو دنگ کر دیتی ہے۔

۴۔ ﴿وَإِن مِّن شَيْءٍ۔ الآیہ﴾ ہر چیز کے خزانے ہمارے پاس ہیں۔ اس ہر چیز سے مراد کیا ہے؟ عام مفسرین نے اس سے بارش مراد لی ہے جو ہر قسم کی روزی کا سبب ہے مگر اصح یہ ہے کہ اس سے انسانی ضروریات کی ہر چیز مراد ہے یعنی ضروریات زندگی کے وسائل اور اسباب خدا کے قبضہ قدرت میں ہیں وہ حسب ضرورت جد و جہد اور سعی و کوشش کرنے والوں کو عطا فرماتا ہے اور نکموں و ناکاروں کو محروم رکھتا ہے کیونکہ وہ علیم بھی ہے اور حکیم بھی لہذا وہ قانون حکمت کے تحت معلوم اور معین مقدار کے مطابق عطا کرتا ہے کیونکہ ع

دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر

الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

کر بھیجتے ہیں پھر آسمان سے پانی برساتے ہیں پھر وہ پانی ہم تمہیں پلاتے

فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا

ہیں حالانکہ تم اس کے خزانہ دار نہیں ہو (۲۲) اور بلاشبہ ہم ہی

لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ

زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی (سب کے) وارث ہیں (۲۳) اور یقیناً

عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا

ہم انکو بھی جانتے ہیں جو تم سے پہلے ہو گزرے اور انکو بھی جانتے ہیں جو بعد میں

الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ

آنے والے ہیں (۲۴) بیشک تمہارا پروردگار (بروز قیامت) سب کو جمع کرے گا

اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ۧ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ ۲ ع ۲

وہ بڑا حکمت والا، بڑا علم والا ہے (۲۵) اور بلاشبہ ہم نے انسان کو سڑے

مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ ۚ وَالْجَآنَّ

ہوئے گارے کی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا ہے (۲۶) اور اس سے پہلے

خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ

ہم نے جان کو بے دھواں تیز گرم آگ سے پیدا کیا (۲۷) (وہ وقت یاد کرو)

رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ

جب آپکے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں سڑے ہوئے گارے کی کھنکھناتی ہوئی مٹی

مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ

سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں (۲۸) پس جب میں اسے مکمل کر لوں اور اس

فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ

میں اپنی (خاص) روح پھونک دوں تو تم اسکے سامنے سجدہ میں گر جاؤ (۲۹) چنانچہ

الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ ۙ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰٓى

سب فرشتوں نے سجدہ کیا (۳۰) سوائے ابلیس کے کہ اس نے سجدہ کرنے والوں

۵۔ ﴿وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں یہ حقیقت واضح کی جارہی ہے کہ جس طرح زمین وآسمان کا پیدا کرنا، ہوائیں چلانا، بارشیں برسانا اورنباتات کا اگانا غرضیکہ تمام نظام ہستی کا چلانا اللہ کا کام ہے اسی طرح مارنا اورجلانا یعنی پہلے انسان کا دنیامیں بسانا اور پھر یہاں سے اٹھانا بھی اسی قادروقیوم خدا کا کام ہے۔ کوئی دیوی دیوتا یا کوئی نبی وامام یہ فرائض انجام نہیں دیتا جیسا کہ کہ مشرک لوگ یہ بدعقیدہ رکھتے ہیں اوروہی ہر چیز کا وارث ہے کہ ہر چیز کے فنا ہوجانے کے بعد باقی رہے گا۔

۶۔ ﴿وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ۔ الآیہ﴾ بنی نوع جن میں جان کی وہی حیثیت ہے جو بنی نوع انسان میں جناب آدم علیہ السلام کی ہے کہ وہ سب جنوں کا باپ ہے اورابلیس اسی جان کی اولاد ہے جس طرح جناب آدم علیہ السلام سب انسانوں کے باپ ہیں جس طرح انسان کومختلف عناصر سے پیدا کیا گیا ہے مگر عنصر خاکی کے غالب ہونے کی وجہ سے اسے خاکی مخلوق کہا جاتا ہے۔ اسی طرح جن کی خلقت میں بھی مختلف عناصر شامل ہیں مگر ناری کے غالب ہونے کی وجہ سے اسے ناری مخلوق کہا جاتا ہے۔ نیز مخفی نہ رہے کہ جنات بھی انسانوں کی مانند مختلف ادیان ومذاہب سے تعلق رکھتے ہیں اور ہر قماش وکردار کے مالک ہیں۔

أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يَا إِبْلِيسُ
کے ساتھ ہونے سے انکار کیا (۳۱) ارشاد ہوا اے ابلیس! تجھے کیا ہوا
مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ
کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا (۳۲) اس نے کہا میں ایسا نہیں ہوں
أَكُنْ لِأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ
کہ ایسے بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے سڑے ہوئے گارے کی کھنکناتی ہوئی
حَمَإٍ مَسْنُونٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ
مٹی سے پیدا کیا ہے (۳۳) ارشاد ہوا (یہاں سے) نکل جا کہ تو مردود
رَجِيمٌ ﴿۳۴﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ﴿۳۵﴾
(راندہ ہوا) ہے (۳۴) اور روز جزا (قیامت) تک تجھ پر لعنت ہے (۳۵)
قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿۳۶﴾ قَالَ
اس نے کہا اے میرے رب! مجھے اس دن تک مہلت دے جب لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے (۳۶)
فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿۳۷﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ
فرمایا بیشک تو مہلت پانے والوں میں سے ہے (۳۷) (جنہیں) وقت معلوم
الْمَعْلُومِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ
تک مہلت دی گئی ہے (۳۸) اس نے کہا اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے تو
لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۳۹﴾ إِلَّا
میں بھی زمین میں ان (بندوں) کیلئے گناہوں کو خوشنما بناؤں گا اور سب کو گمراہ کروں گا (۳۹) سوائے
عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ
تیرے مخلص بندوں کے (۴۰) فرمایا یہ سیدھا راستہ ہے
عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿۴۱﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ
مجھ تک پہنچنے والا (۴۱) جو میرے خاص بندے ہیں ان پر تیرا کوئی قابو نہ
سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿۴۲﴾ وَإِنَّ
ہو گا سوائے ان گمراہوں کے جو تیری پیروی کریں گے (۴۲) اور بیشک جہنم

۷۔﴿قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي ۔الآیہ﴾
شیطان نے تو قیامت تک زندہ رہنے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی مہلت مانگی تھی۔ مگر خدا نے اسے صرف وقت معلوم تک مہلت دی۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ اس سے کون سا وقت مراد ہے؟ اکثر مفسرین نے اس نے نفخ اولیٰ مراد لیا ہے جس سے شرعی تکلیف ختم ہو جائے گی اور باب توبہ بند ہو جائے گا۔ (مجمع البیان وغیرہ) اور بعض نے اس سے امام زمانہ علیہ السلام کا زمانہ ظہور مراد لیا ہے یعنی زمانہ رجعت جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ (تفسیر قمی وعیاشی) واللہ والعالم۔

۸۔﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ ۔ الآیہ﴾
ارشاد قدرت ہے کہ مرے جو خاص بندے ہیں ان پر تیرا کوئی قابو نہیں ہو گا یعنی تو ان سے کوئی گناہ نہیں کرا سکے گا۔
بنابریں جو لوگ انبیاء اور ان کے اوصیاء کی عصمت کے قائل نہیں ان کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ بتائیں کہ پھر خدا کے وہ مخلص بندے کون ہیں جن پر شیطان کا کوئی قابو نہیں ہے؟ ع
صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے!

جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ

ان سب کی وعدہ گاہ ہے (۴۳) اس کے سات دروازے ہیں (اور)

اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ ع ۳ ۱۹ ۲

ہر دروازے کیلئے ان (لوگوں) میں سے ایک حصہ ہے (۴۴)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا

بیشک پرہیزگار لوگ بہشتوں اور چشموں میں ہونگے (۴۵) (ان سے کہا جائیگا) کہ تم سلامتی اور امن و

بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ

امان کیساتھ ان میں داخل ہو جاؤ (۴۶) اور ہم انکے سینوں سے ہر قسم کی کدورت نکال

غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ

دیں گے اور وہ بھائیوں کی طرح تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے (۴۷) اس کے اندر انہیں

فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ

کوئی تکلیف و زحمت چھوئے گی بھی نہیں اور نہ ہی وہ وہاں سے نکالے جائینگے (۴۸) (اے رسولؐ)

عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ

میرے بندوں کو آگاہ کر دو کہ میں بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنیوالا ہوں (۴۹) اور یہ بھی (بتا دو)

هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ

کہ میرا عذاب بھی بڑا دردناک عذاب ہے (۵۰) اور انہیں ابراہیمؑ کے مہمانوں کا واقعہ

اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا — وقف لازم

بھی سنا دو (۵۱) جبکہ وہ انکے پاس آئے اور سلام کیا اور انہوں نے (جواب سلام کے بعد) کہا ہم کو تم سے ڈر

مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ

لگ رہا ہے (۵۲) (مہمانوں) نے کہا کہ ڈریئے نہیں ہم آپ کو ایک صاحب علم بچہ

بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ

کی (ولادت کی) بشارت دیتے ہیں (۵۳) ابراہیم نے کہا مجھے اس حال میں بشارت دیتے ہو کہ مجھ پر

الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ

بڑھاپا آچکا ہے یہ کس چیز کی بشارت ہے جو تم مجھے دیتے ہو؟ (۵۴) انہوں نے کہا ہم آپکو بالکل سچی

۹۔﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ ۔الآیہ﴾ بظاہر اس کینہ وکدورت سے وہ کدورتیں اور شکر رنجیاں مراد ہیں جو دنیا میں باہمی میل جول اور باہمی معاملات میں غلط فہمیوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس سے مراد وہ حسد و کینہ نہیں ہے جس کا تعلق دینی نظریات وعقائد سے اور وہ بھی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہؐ کے نصوص صریحہ کی خلاف ورزی سے ہو یا باہمی حسد ولداد اور بغض وعناد سے ہو۔

۱۰۔﴿قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ۔الآیہ﴾ جناب ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتوں کے آنے اور آپ کا ان کیلئے بھونا ہو بچھڑا لانے مگر فرشتوں کے اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھانے اور اس وجہ سے جناب خلیل علیہ السلام کے خوف محسوس کرنے کا تذکرہ سورہ ہود میں گزر چکا ہے۔ اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کے جلیل القدر پیغمبر بھی عالم الغیب نہیں ہوتے ورنہ اگر جناب ابراہیم علیہ السلام کو علم ہوتا کہ آنے والے فرشتے ہیں جو کھانا نہیں کھاتے تو ان کی مہمانداری کی خاطر بچھڑا بھون کر کیوں لاتے؟ اور ان کے نہ کھانے پر ڈر کیوں محسوس کرتے؟

فَلَا تَكُن مِّنَ الْقَانِطِينَ ۝٥٥ قَالَ وَمَن يَقْنَطُ مِن

بشارت دے رہے ہیں تو آپؑ ناامید ہونے والوں میں سے نہ ہوں (۵۵) ابراہیمؑ نے کہا اپنے پروردگار کی

رَّحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ۝٥٦ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ

رحمت سے تو گمراہوں کے سوا کون مایوس ہوتا ہے؟ (۵۶) (پھر) کہا اے اللہ کے فرستادو آخر

أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝٥٧ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ

تمہیں کیا مہم درپیش ہے؟ (۵۷) انہوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف

مُّجْرِمِينَ ۝٥٨ إِلَّا آلَ لُوطٍ ۖ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ۝٥٩

بھیجے گئے ہیں (۵۸) سوائے لوطؑ کے گھر والوں کے کہ ہم ان سب کو بچا لیں گے (۵۹)

إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا ۙ إِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ ۝٦٠ فَلَمَّا ع

بجز اسکی بیوی کے اسکی نسبت ہم نے یہ طے کیا ہے کہ وہ پیچھے رہ جانیوالوں میں سے ہوگی (۶۰) پس جب

جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ۝٦١ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ

اللہ کے فرستادہ خاندان لوطؑ کے پاس آئے (۶۱) تو لوطؑ نے کہا کہ تم تو اجنبی لوگ

مُّنكَرُونَ ۝٦٢ قَالُوا بَلْ جِئْنَاكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ

معلوم ہوتے ہو (۶۲) انہوں نے کہا (نہیں) بلکہ ہم تمہارے پاس وہ چیز (عذاب) لیکر آئے ہیں جس میں

يَمْتَرُونَ ۝٦٣ وَأَتَيْنَاكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝٦٤

(یہ) لوگ شک کیا کرتے تھے (۶۳) اور ہم آپکے پاس حق (عذاب) لیکر آئے ہیں اور بلاشبہ ہم بالکل سچے ہیں (۶۴)

فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ

تو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے اہل و عیال کو لیکر نکل جائیں اور خود آپؑ انکے

وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ

پیچھے پیچھے چلیں اور آپؑ میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اور جدھر جانے کا حکم دیا گیا ہے

تُؤْمَرُونَ ۝٦٥ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ

ادھر ہی چلے جائیں (۶۵) اور ہم نے ان (لوطؑ) کو بذریعہ وحی اس فیصلہ سے

دَابِرَ هَٰؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ۝٦٦ وَجَاءَ أَهْلُ

آگاہ کردیا کہ صبح ہوتے ہوتے انکی جڑ بالکل کاٹ دی جائیگی (۶۶) اور شہر والے (نوجوان اور خوبصورت

۱۱۔ ﴿فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ۔ الآیہ﴾ جناب ابراہیم علیہ السلام سے مل کر فرشتوں کا جناب لوط علیہ السلام کے پاس خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں جانا اور قوم لوطؑ کا ایک دوسرے کو عمدہ شکار ملنے پر مبارکباد دینا اور بدکاری کی نیت سے جمع ہونا اور جناب لوط علیہ السلام اور قوم کے درمیان مکالمہ ہونا اور انجام کار جناب لوط علیہ السلام، ان کے خاندان اور دوسرے اہل ایمان کے سوا ان کی بیوی سمیت باقی سب کا ہلاک و برباد ہو جانا یہ سب واقعات سورہ ہود میں تفصیل بیان کئے جا چکے ہیں وہاں رجوع کیا جائے۔

ایضاح:۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جس فعل بد کی وجہ سے ایک پوری قوم تباہ و برباد ہو چکی ہے آج کے اس متمدن و مہذب دور میں بعض ترقی یافتہ ممالک میں اس فعل بد کو قانونی جواز میسر ہے جو ان کی بربادی کا پیش خیمہ ہے ع

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ۝٦٧ قَالَ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِي فَلَا
مہمانوں کو دیکھ کر) خوشیاں مناتے ہوئے آ گئے (۶۷) (لوطؑ نے) کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں
تَفْضَحُونِ ۝٦٨ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ ۝٦٩ قَالُوٓا
تم میری فضیحت نہ کرو (۶۸) اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو (۶۹)
أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعَٰلَمِينَ ۝٧٠ قَالَ هَٰٓؤُلَآءِ
انہوں نے کہا کہ کیا ہم نے آپکو دنیا بھر کے لوگوں (کو مہمان کرنے) سے منع نہیں کر دیا تھا (۷۰) آپؑ
بَنَاتِيٓ إِن كُنتُمْ فَٰعِلِينَ ۝٧١ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي
نے کہا اگر تم نے کچھ کرنا ہے تو پھر یہ میری (قوم کی) بیٹیاں موجود ہیں (۷۱) آپکی جان کی قسم! یہ لوگ اپنے
سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝٧٢ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ
نشہ میں بالکل اندھے ہو رہے تھے (۷۲) آخر کار سورج نکلتے نکلتے انہیں ایک ہولناک
مُشْرِقِينَ ۝٧٣ فَجَعَلْنَا عَٰلِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا
آواز (چیخ) نے آلیا (۷۳) پس ہم نے اس (بستی) کو تہ و بالا کر دیا (اوپر کا طبقہ نیچے کر دیا) اور ان
عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ ۝٧٤ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَٰتٍ
پر پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش کر دی (۷۴) بیشک اس (واقعہ) میں حقیقت کی پہچان رکھنے والوں
لِّلْمُتَوَسِّمِينَ ۝٧٥ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُّقِيمٍ ۝٧٦ إِنَّ
کیلئے بڑی نشانیاں ہیں (۷۵) اور وہ (بستی) ایک عام گزرگاہ پر واقع ہے جو اب تک قائم ہے (۷۶) بیشک
فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝٧٧ وَإِن كَانَ أَصْحَٰبُ
اس (واقعہ) میں اہل ایمان کیلئے بڑی نشانی ہے (۷۷) اور بیشک ایک (گھنے جنگل) والے
الْأَيْكَةِ لَظَٰلِمِينَ ۝٧٨ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا
بڑے ظالم تھے (۷۸) ہم نے ان سے انتقام لیا اور یہ دونوں (بستیاں) شارع
لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ ۝٧٩ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَٰبُ الْحِجْرِ
عام پر واقع ہیں (۷۹) اور بیشک حجر کے لوگوں نے رسولوںؑ
الْمُرْسَلِينَ ۝٨٠ وَآتَيْنَٰهُمْ آيَٰتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا
کو جھٹلایا (۸۰) اور ہم نے انہیں نشانیاں عطا کیں مگر وہ ان سے روگردانی

ع ۵ ۹ ۵ وقف لازم

۱۲۔ ﴿قَالَ هَٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيٓ۔ الآیہ﴾ اس آیت کا صحیح مفہوم سورہ ہود میں بیان کیا جا چکا ہے۔ وہاں رجوع کیا جائے۔

۱۳۔ ﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ۔ الآیہ﴾ یہاں سے اصحاب حجر کا قصہ شروع ہوتا ہے جن کے نام پر اس سورہ کا نام حجر مقرر ہوا۔ ان لوگوں سے مراد قوم ثمود ہے جن کی طرف جناب صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا۔ مگر اس بدبخت قوم نے ان کی تکذیب کی اور اس کی پاداش میں عبرت ناک عذاب کے ساتھ ہلاک و برباد ہوئی۔ ان کے حالات قبل ازیں سورہ اعراف اور ہود میں بیان کئے جا چکے ہیں وہاں رجوع کیا جائے۔

مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا
ہی کرتے رہے (۸۱) اور وہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے تھے تاکہ امن و اطمینان
اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ
سے رہیں (۸۲) پس صبح کے وقت انہیں ایک ہولناک آواز نے آ پکڑا (۸۳) سو جو
اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَا خَلَقْنَا
کچھ انہوں نے کمایا تھا وہ انکے کام نہ آیا (۸۴) اور ہم نے آسمانوں
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ
اور زمین کو نیز جو کچھ انکے درمیان ہے اسکو پیدا نہیں کیا مگر حق و حکمت کیساتھ اور قیامت یقیناً
السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ
آنے والی ہے پس اے رسولؐ (آپ شائستہ طریقہ سے درگزر کریں) (۸۵) بیشک
رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا
آپکا پروردگار ہی بڑا پیدا کرنیوالا (اور) بڑا جاننے والا ہے (۸۶) اور بلاشبہ ہم نے آپکو
مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ
دہرائی جانے والی سات آیتیں عطا کی ہیں اور قرآن عظیم بھی (۸۷) آپؐ اپنی آنکھ اٹھا کر بھی
عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا
ان چیزوں کی طرف نہ دیکھیں جن سے ہم نے مختلف قسم کے لوگوں (کافروں) کو بہرہ مند کیا ہے اور نہ ہی
تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾
انکے بارے میں غمگین ہوں اور اہل ایمان کیلئے اپنے بازو پھیلا دیں (انکے ساتھ شفقت سے پیش آئیں) (۸۸)
وَقُلْ اِنِّىْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى
اور کہہ دیجئے کہ میں تو عذاب سے کھلا ہوا ڈرانیوالا ہوں (۸۹) (اے رسولؐ) جس طرح ہم نے تقسیم کرنیوالوں پر اپنا کلام نازل
الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾
کیا تھا (اسی طرح) آپؐ پر بھی نازل کیا ہے (۹۰) (اور یہ وہ لوگ تھے) جنہوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے (۹۱)
فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا
آپکے پروردگار کی قسم ہم ان سے انکے اعمال کی بابت ضرور سوال کریں گے (۹۲) ہر اس چیز کی جو

۱۴۔ ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ۔ الآیہ﴾ قریباً تمام مفسرین اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ "سبع مثانی" سے مراد سورہ فاتحہ ہے جس کی سات آیتیں ہیں جن میں سے ایک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ اسے مثانی جو کہ مثنیٰ کی جمع ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ اسے ہر نماز میں دہرایا جاتا ہے یعنی ہر رکعت میں اسے پڑھا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی مروی ہے۔ بہرحال اس سورہ کا پورے قرآن عظیم کے بالمقابل ذکر کرنا اس سورہ کی جہاں عظمت کی دلیل ہے وہاں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ جو کچھ پورے قرآن میں پوری تفصیل کے ساتھ مذکور ہے وہ اجمال کے ساتھ اس سورہ میں موجود ہے۔

۱۵۔ ﴿لَا تَمُدَّنَّ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کی نعمت عظمیٰ عطا کرنے کے بعد جس کے مقابلہ میں دنیا کی ساری دولتیں اور نعمتیں ہیچ ہیں۔ فرماتا ہے کہ آپ ان نعمتوں کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں جو ہم نے دنیا کے مختلف کافروں، مشرکوں اور یہود و نصاریٰ اور ہنود کو دے رکھی ہیں کیونکہ خدائے کریم نے اپنے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن و اسلام کی جو روحانی دولت گرانمایہ عطا فرمائی ہے وہ قابل رشک ہے نہ مادی دولت و نعمت جو ان لوگوں کو عطا کی گئی ہے اسی لئے ہادیان برحق کا ارشاد ہے کہ دنیا میں اپنے سے کمتر کو دیکھو اور دین میں اپنے سے بہتر کو دیکھو تاکہ جذبہ تشکر پیدا ہو۔

يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ

وہ کیا کرتے تھے (۹۳) پس جس چیز کا آپکو حکم دیا گیا ہے اسکا واضح اعلان کر دیں اور مشرکوں سے اعراض

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٩٤﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿٩٥﴾

کریں (انکی کچھ پرواہ نہ کریں) (۹۴) جو آپکا مذاق اڑاتے ہیں ہم ان کے لئے کافی ہیں (۹۵)

الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ

جو خدا کیساتھ دوسرا الٰہ قرار دیتے ہیں انہیں عنقریب (اپنا انجام) معلوم

يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ

ہو جائیگا (۹۶) اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ (یہ لوگ) کہتے رہتے ہیں اس سے آپکا دل

بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ

تنگ ہوتا ہے (۹۷) تو اپنے پروردگار کی حمد کیساتھ اسکی تسبیح کریں اور سجدہ کرنیوالوں میں سے ہو

السّٰجِدِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾ ع ٦ ٢٠ ٦

جائیں (۹۸) اور اسوقت تک برابر اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہیں جب تک کہ تمہارے پاس موت نہ آجائے (۹۹)

اٰيٰتُهَا ١٢٨ | ١٦ سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ ٧٠ | رُكُوْعَاتُهَا ١٦

سورۃ النحل مکی ہے۔ آیات ۱۲۸ ہیں۔ ۱۶ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

اللہ کا حکم (عذاب) آگیا ہے پس تم اسکے لئے جلدی نہ کرو وہ پاک اور برتر ہے ان چیزوں سے جنکو وہ اسکا

يُشْرِكُوْنَ ﴿١﴾ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ

شریک ٹھہراتے ہیں (۱) وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے فرشتوں

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ

کو روح کیساتھ نازل کر دیتا ہے کہ لوگوں کو خبردار کر دو (ڈراؤ) کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے

اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ﴿٢﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

پس مجھ ہی سے ڈرو (۲) اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کیساتھ پیدا کیا ہے وہ جن چیزوں

١٦۔ ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ۔ الآیہ﴾ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ اعلان نبوت کے بعد تین سال تک اور بروایتے پانچ سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت خدا بھی خفیہ طور پر کرتے تھے اور تبلیغ وہدایت کا سلسلہ بھی مخفی طریقہ پر جاری تھا۔ کیونکہ علی الاعلان تبلیغ رسالت کرنے میں سخت ایذا رسانی کا اندیشہ تھا یہاں تک کہ خدا نے اشرار کے شر سے حفاظت کرنے کی ذمہ داری اپنے ذمہ لی۔

١٧۔ ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ۔ الآیہ﴾ تمام مفسرین اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہاں الیقین سے مراد موت ہے۔ جو کہ اس قدر یقینی امر ہے کہ خدائے حکیم نے اس کا نام ہی یقین رکھ دیا ہے۔ ہاں البتہ بدمذہب صوفیوں نے اس سے معرفت مراد لی ہے کہ اس وقت تک عبادت کرو جب تک یقین واذعان کی منزل پر فائز نہ ہو جاؤ۔ اور جب اس منزل تک پہنچ جاؤ تو پھر عبادت ساقط ہو جائے گی۔ اور یہ صریح کفر والحاد ہے۔ (تفسیر ابن کثیر وغیرہ) اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک صوفی صافی اور مدعی معرفت کا مقام حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر علیہ السلام سے بھی بڑھ جائے گا کیونکہ وہ حضرات تو اپنے آخری لمحات حیات تک خدا کی عبادت کرتے رہیں اور ان کو چھٹی مل جائے؟

سورہ نحل

سورہ نحل کے مطالب ومعانی کی اجمالی فہرست: (۱) آیات انفس وآفاق سے توحید پروردگار کا اثبات۔ (۲) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمسخر اڑانے والوں کے برے انجام کا بیان۔ (۳) ہر نبی اپنی امت کا گواہ ہوتا ہے مگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہوں کے بھی گواہ ہیں۔ (۴) لڑکیوں کی ولادت پر رنجیدہ ہو جانا جاہلی دور کی یادگار ہے۔ (۵) بوقت ضرورت تقیہ کا جواز۔ (۶) ملت ابراہیمی کے اتباع کا حکم۔ (۷) حکیمانہ انداز میں تبلیغ کرنے کا حکم۔ (۸) مبلغ حق کیلئے صبر و

بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ③ خَلَقَ الْاِنْسَانَ

کو اسکا شریک قرار دیتے ہیں وہ ان سے بلند و بالا ہے (۳) اس نے انسان کو نطفہ (پانی کی ایک بوند)

مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ④ وَالْاَنْعَامَ

سے پیدا کیا پھر وہ ایک دم کھلم کھلا جھگڑالو بن گیا (۴) اور اسی نے تمہارے لئے

خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا

چوپائے پیدا کئے جن میں تمہارے لئے گرم لباس بھی ہے اور دوسرے فائدے بھی اور انہی سے بعض کا تم

تَاْكُلُوْنَ ۖ ⑤ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ

گوشت کھاتے ہو (۵) اور ان (چوپاؤں) میں تمہارے لئے زیب و زینت بھی ہے جب شام کو واپس لاتے ہو اور صبح

وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۖ ⑥ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ

جب (چراگاہ کی طرف) لے جاتے ہو (اسوقت انکا منظر کیسا خوش آئند ہوتا ہے) (۶) اور یہ (جانور) تمہارے

لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ

بوجھوں کو اٹھاتے ہیں اور ان (دور دراز) شہروں تک پہنچاتے ہیں جن تک تم بڑی جانکاہی کے بغیر نہیں پہنچ

رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۙ ⑦ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ

سکتے تھے بیشک تمہارا پروردگار تمہارا شفیق و بڑا مہربان ہے (۷) اور اس نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا

وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا

کئے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور اپنے لئے انہیں زینت بناؤ اور خدا وہ کچھ پیدا کرتا ہے (اور کریگا)

تَعْلَمُوْنَ ⑧ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا

جو تم نہیں جانتے (۸) اور سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کرنا اللہ کی ذمہ داری ہے اور ان میں کچھ راستے کج

جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ⑨ هُوَ الَّذِيْٓ ع ۱/۷ ۹

بھی ہوتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ (زبردستی) چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا (۹) وہ وہی ہے جس نے

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ

تمہارے (فائدے کیلئے) آسمان سے پانی برسایا جس سے تم پیتے بھی ہو اور جس سے وہ درخت (اور

شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ⑩ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ

سبزے اگتے ہیں) جن میں تم (اپنے جانور) چراتے ہو (۱۰) اسی (پانی) سے وہ (خدا)

استقامت وغیرہ صفات کا ہونا ضروری ہے۔
(۹) منکرین رسالت کے جملہ اعتراضات کے جوابات۔ (۱۰) حق کی خاطر مصائب برداشت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی وغیرہ وغیرہ۔

﴿ خلاصۃ التفاسیر ﴾

۱۔ ﴿وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۔ الآیہ﴾ انعام جس کے معنی اونٹ، گائے، بھینس اور بھیڑ بکری وغیرہ مویشی کے ہیں اس آیت میں خدائے کریم نے ان چیزوں کے انسان کے فائدے کیلئے پیدا کئے جانے اور ان کے بعض فوائد کا تذکرہ فرمایا ہے۔

۲۔ ﴿وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ الآیہ﴾ اللہ وہ کچھ پیدا کرتا ہے اور کرے گا جو تم نہیں جانتے۔ اس سے وہ نو ایجاد چیزیں مراد ہو سکتی ہیں جو نزول قرآن کے وقت موجود نہ تھیں۔ جیسے موٹریں، ریل کاریں وغیرہ یہ عہد نزول والے لوگوں کیلئے مَا لَا تَعْلَمُوْنَ میں شامل تھیں نیز اس میں وہ چیزیں بھی داخل ہیں جو آج کے بعد قیامت تک ایجاد ہوں گی جو ہمارے لئے مَا لَا تَعْلَمُوْنَ میں داخل ہوں گی۔

۳۔ ﴿يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ ۔ الآیہ﴾ ان آیتوں میں خدائے علیم و حکیم نے اپنی ہستی اور اپنی یکتائی پر تین چیزوں سے استدلال کیا ہے۔ (۱) مختلف قسم کی نباتات سے اہل غور و فکر کیلئے۔ (۲) کائنات سماوی یعنی فلکیات سے اہل عقل و خرد کیلئے۔ (۳) زمین اور اس کے اندر جو کچھ موجود ہے اس سے اہل ذکر و نصیحت کیلئے جب بھی کوئی صاحب عقل و خرد اس کائنات ارضی و سماوی اور ان کے بوقلمونی اور نیرنگی پر غور و فکر کرے گا تو اسے ضرور نصیحت حاصل ہوگی اور وہ کائنات کے جس گوشہ و کونہ پر نظر ڈالے گا وہیں اسے اپنے خالق و مالک کی حکمت اور اسکی صناعی کی کوئی نہ کوئی دلیل اور نشانی ضرور مل جائے گی۔ اور وہ صنوع کے کمال سے ضرور اس کے صانع کے کمال پر استدلال کرے گا۔ سچ ہے۔

و فی کل شئی له آیة
تدل علی انه واحد

وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ

تمہارے لئے کھیتی، زیتون، کھجور، انگور اور ہر قسم کے پھل پیدا کرتا ہے

الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ⑪

بیشک اس میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے ایک بڑی نشانی ہے (۱۱)

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ

اور اسی نے تمہارے لئے رات، دن، سورج اور چاند کو مسخر کر دیا ہے (تمہارے کام میں لگا دیا ہے) اور

وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

ستارے بھی مسخر ہیں (یہ سب تسخیر) اسی کے حکم سے ہے بیشک اس میں عقل سے کام لینے والوں

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ⑫ۙ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ

کیلئے بہت سی نشانیاں موجود ہیں (۱۲) اور اس نے تمہارے لئے زمین میں جو رنگ برنگ کی

مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

چیزیں پیدا کی ہیں اور مسخر کی ہیں اس میں سوچنے سمجھنے اور نصیحت حاصل کرنیوالوں کیلئے ایک

يَّذَّكَّرُوْنَ ⑬ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا

بڑی نشانی ہے (۱۳) اور وہ وہی ہے جس نے سمندر (کو تمہارا) مسخر کر دیا تاکہ تم اس سے

مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً

تر و تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زیور کی چیزیں (موتی وغیرہ) نکالو جنہیں تم (آرائش کیلئے)

تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ

پہنتے ہو اور تم دیکھتے ہو کہ اس میں کشتیاں پانی کو چیرتی پھاڑتی ہوئی چلی

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ⑭

جاتی ہیں تاکہ تم اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرو اور تم شاید شکر گزار بن جاؤ (۱۴)

وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ

اور اس (خدا) نے زمین میں بھاری بھرکم پہاڑوں کے لنگر ڈال دیے ہیں تاکہ وہ تمہیں لیکر کہیں ڈھلک نہ جائے اور اس

وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ⑮ۙ وَعَلٰمٰتٍ ؕ

نے نہریں رواں کر دیں اور راستے بنائے تاکہ تم (خشکی و تری میں) راہ پاؤ (اور منزل مقصود تک پہنچ جاؤ) (۱۵)

۴۔ ﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ۔الآیۃ﴾ خداوند عالم نے یہاں اپنے انعامات گنواتے ہوئے رات، دن، آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کی جس تسخیر کا تذکرہ فرمایا ہے اس کی تفصیل اور تسخیر کی تشریح سورہ رعد کی آیت نمبر ۱۲ اور سورہ ابراہیم کی آیت نمبر ۳۳ میں کردی گئی ہے۔ الغرض خدائے علیم وحکیم نے ساری کائنات کو انسان کا خادم اور انسان کو اس کا مخدوم بنایا ہے تاکہ یہ خدا کا شکرگزار رہے۔ مگر اس سے بڑھ کر عقل کی کوری اور علم و آگہی کی موت کیا ہوگی کہ انسان نے انہی چیزوں یعنی دریا، سورج، چاند اور ستاروں کو اپنا مخدوم بنالیا اور ان کی پرستش شروع کردی اور اپنے خالق مالک کو بھلا دیا۔ قاتلهم الله ان یؤفکون؟

۵۔ ﴿وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ۔الآیۃ﴾ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب خدا نے سمندروں کو پیدا کیا تو انہوں نے فخر کرتے ہوئے کہا کہ ہم پر کون غالب آئے گا؟ تو خدا نے کشتی پیدا کرکے اور اس کے دوش پر سوار کرکے اس کا غرور توڑ دیا۔ اور جب زمین کو پیدا کیا تو اس نے فخر سے کہا کہ مجھ پر کون غالب آئے گا؟ تو خدا نے پہاڑ پیدا کرکے اور اس کی پشت پر گاڑ کر اس کا پندار ختم کردیا جس سے وہ قرار پکڑ گئی۔ (کتاب الخصال شیخ صدوق)

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ﴿١٦﴾ أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ

اور اس نے (قطع مسافت اور راستہ بتانے کیلئے) مختلف علامتیں مقرر کیں اور ستاروں سے بھی لوگ راستہ پاتے ہیں (۱۶) کیا وہ

لَا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٧﴾ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ

(خدا) جو پیدا کرتا ہے اسکی مانند ہے جو کچھ پیدا نہیں کرتا؟ کیا تم اتنا بھی غور نہیں کرتے اور نصیحت حاصل نہیں

اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٨﴾

کرتے؟ (۱۷) اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے بیشک اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور بڑا مہربان

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿١٩﴾

ہے (۱۸) اللہ وہ (سب کچھ) جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو (۱۹)

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ

اور اللہ کو چھوڑ کر جن کو یہ (مشرک) لوگ پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے (بلکہ) وہ خود

شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ

پیدا کئے ہوئے ہیں (۲۰) وہ مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں انہیں تو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ انہیں

وَمَا يَشْعُرُونَ ۙ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ ع ۲ ۱۲ ۸

یا انکے پجاریوں کو (دوبارہ) کب اٹھایا جائیگا؟ (۲۱) تمہارا اللہ بس ایک ہی اللہ ہے سو

وَاحِدٌ ۚ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منکر ہیں اور

مُنْكِرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ﴿٢٢﴾ لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ

وہ بڑے مغرور ہیں (۲۲) یقیناً اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو وہ (دلوں میں)

يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ

چھپاتے ہیں اور اسے بھی جو وہ ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ تکبر کرنے والوں کو

الْمُسْتَكْبِرِينَ ﴿٢٣﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَاذَا أَنْزَلَ

پسند نہیں کرتا (۲۳) اور جب ان سے کہا (پوچھا) جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل کیا ہے؟

رَبُّكُمْ ۙ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٤﴾ لِيَحْمِلُوا

تو وہ کہتے ہیں (کچھ بھی نہیں) بس اگلے لوگوں کی (فرسودہ) داستانیں ہیں (۲۴) اسکا انجام یہ ہے کہ

۶۔ ﴿أَفَمَنْ يَخْلُقُ. الآیہ﴾ ان سب آیات اور ان میں بیان کردہ دلائل و بینات کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک طرف وہ خدائے علیم و حکیم اور قادر و قدیر ہے جس نے تمام کائنات کا کارخانہ قدرت پیدا کیا ہے اور پھر اسے احسن طریقہ پر چلا بھی رہا ہے اور دوسری طرف وہ بے کس و بے بس اصنام اور معبودان باطل ہیں جنہوں نے نہ کوئی چیز پیدا کی ہے اور نہ ہی کر سکتے ہیں؟ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا ان کو خدا کے برابر اور اس کا شریک قرار دینے سے بڑھ کر بھی عقل کی کوری اور روح کی موت ہو سکتی ہے؟ اور آیا اس کے نیچے بھی کوئی سطح ہے جس تک عقل انسانی گر سکتی ہے؟ ﴿مالكم كيف تحكمون﴾؟

۷۔ ﴿لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ. الآیہ﴾ اس آیت سے بعبارۃ النص ثابت ہوتا ہے کہ جو کسی کو گمراہ کرتا ہے وہ اس وزر و وبال کو بھی اپنے سر پر اٹھاتا ہے بغیر اس کے کہ عقل سے کام نہ لے کر گمراہ ہونے والے وزر و بال میں کوئی کمی واقع ہو۔ جیسا کہ متعدد احادیث میں بھی یہ مضمون مذکور ہے۔ (مجمع البیان)

أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ أَوْزَارِ

قیامت کے دن یہ اپنے گناہوں کا بھی پورا پورا بوجھ اٹھائیں گے اور کچھ بوجھ انکا

الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ أَلَا سَآءَ مَا

بھی اٹھائیں گے جنہیں یہ بے سمجھے گمراہ کر رہے ہیں (دیکھو) کیا ہی برا بوجھ ہے وہ

يَزِرُوْنَ ۝٢٥ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى ع ۳ ۹

جو یہ اٹھا رہے ہیں؟ (۲۵) جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں انہوں نے بھی (دعوت حق کیخلاف)

اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ

مکاریاں کی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی (مکاریوں والی) عمارت بنیاد سے

السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ

اکھیڑ دی اور اس کی چھت اوپر سے ان پر آ پڑی اور ان پر اس طرح سے عذاب آیا

حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝٢٦ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

جدھر سے ان کو وہم و گمان بھی نہ تھا (۲۶) پھر قیامت کے دن وہ (اللہ) انہیں

يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

ذلیل و خوار کریگا اور کہے گا کہ (بتاؤ) کہاں ہیں وہ میرے شریک جن کے بارے میں

تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ

تم (اہل حق سے) لڑا جھگڑا کرتے تھے (اس وقت) وہ لوگ کہیں گے جن کو (حقیقت کا)

إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝٢٧ ۙ

علم دیا گیا تھا کہ آج کے دن رسوائی اور برائی ان کافروں کیلئے ہے (۲۷)

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ أَنْفُسِهِمْ ۠

کہ جنکی روحیں فرشتوں نے اس حال میں قبض کی تھیں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے اسوقت انہوں نے (سپر ڈال دی

فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ۭ بَلٰٓى

تھی اور) صلح کی پیشکش کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم تو کوئی برائی نہیں کرتے تھے (ان سے کہا گیا) ہاں

إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٢٨ فَادْخُلُوْٓا

(تم نے ضرور برائی کی تھی) تم لوگ جو کچھ کرتے رہے ہو اللہ اس سے بخوبی واقف ہے (۲۸) پس اب جہنم

۸۔ ﴿قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ ۔الآیہ﴾ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی مکاروں کے مکر کو کامیاب نہیں ہونے دیتا۔ اور اس انداز میں خداوند عالم اپنے حبیب مکرم کو تسلی دے رہا ہے کہ جس طرح کفار و مشرکین اپنے مادی اغراض کے تحت آپ کی مخالفت کر رہے ہیں اسی طرح سابقہ ادوار میں بھی کفار انبیاء و مرسلین کے خلاف سازشوں کے جال بچھاتے رہے ہیں تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ان کی خیالی عمارتوں کو بیخ و بن سے اکھیڑا ہے اور ان پر عذاب نازل کیا اسی طرح خدائے قدیر آپ کے مخالفین کے مکر و فریب کی عمارتوں کو بھی بنیاد سے اکھیڑ کر پھینک دے گا اور قیامت کے دن ان کو مزید ذلیل و رسوا کرے گا۔

اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى

کے دروازوں میں سے (جہنم میں) داخل ہو جاؤ اب تمہیں ہمیشہ کیلئے اسی میں رہنا ہے پس کیا ہی برا ٹھکانہ

الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ

ہے تکبر کرنیوالوں کا (۲۹) اور جب صاحبان تقویٰ سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل

رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ

کیا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ سراسر خیر و خوبی نازل کی ہے جن لوگوں نے اس دنیا میں نیکی اور

الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ

بھلائی کی انکے لئے یہاں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو یقیناً اور بھی بہتر ہے اور متقیوں کا

دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا

گھر کیا ہی خوب ہے؟ (۳۰) (یعنی) وہاں ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں جن

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا

میں وہ داخل ہونگے جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی وہاں جو کچھ چاہینگے

يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۱﴾

ان کو مل جائیگا خدا اسی طرح پرہیزگاروں کو جزا دیتا ہے (۳۱)

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ

وہ متقی جنکی روحیں اس حال میں فرشتے قبض کرتے ہیں کہ وہ (کفر و شرک) سے پاک و صاف

سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ

ہوتے ہیں (اسوقت) فرشتے کہتے ہیں تم پر سلام ہو بہشت میں داخل ہو جاؤ ان اعمال کی بدولت

تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ

جو تم کیا کرتے تھے (۳۲) (اے رسولؐ) یہ (منکرین) صرف اس بات کا انتظار

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ

کر رہے ہیں کہ ان کے پاس (عذاب والے) فرشتے آ جائیں یا آپ کے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ

پروردگار کا حکم (عذاب) آجائے؟ ایسا ہی ان لوگوں نے کیا تھا جو ان سے پہلے خود

۹۔ ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا۔الآیہ﴾ ارشاد قدرت ہے کہ جن لوگوں نے دنیا میں نیکی اور بھلائی کی ہے ان کیلئے دنیا میں بھی بھلائی ہے اگرچہ ذکر خیر اور نیک نامی اور اطمینان قلبی کے ذریعہ سے ہی ہو اور آخرت میں اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر بھلائی واچھائی اور اجر و ثواب ہے۔ ﴿ولنعم دار المتقین﴾

كَانُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٣٣﴾ فَأَصَابَهُمْ سَيِّـَٔاتُ

ہی اپنے اوپر ظلم کرتے رہے (۳۳) آخرکار ان کے کرتوتوں کی برائیاں ان

مَا عَمِلُوا۟ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا۟ بِهِۦ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٤﴾ ع ۴ ۹ ۱۰

تک پہنچ گئیں اور انہیں اس (عذاب) نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے (۳۴)

وَقَالَ ٱلَّذِينَ أَشْرَكُوا۟ لَوْ شَآءَ ٱللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن

اور مشرک لوگ کہتے ہیں اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے آباؤ اجداد اس کے

دُونِهِۦ مِن شَىْءٍ نَّحْنُ وَلَآ ءَابَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن

سوا نہ کسی اور کی عبادت کرتے اور نہ ہی ہم اس کے حکم کے بغیر کسی

دُونِهِۦ مِن شَىْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ ٱلَّذِينَ مِن

چیز کو حرام کرتے ایسا ہی ان لوگوں نے کیا جو ان سے پہلے

قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى ٱلرُّسُلِ إِلَّا ٱلْبَلَٰغُ ٱلْمُبِينُ ﴿٣٥﴾

تھے (بتاؤ) پیغمبروںؑ کے ذمے کھلا پیغام دینے کے سوا اور کیا ہے؟ (۳۵)

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِى كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ

اور یقیناً ہم نے ہر ایک امت میں کوئی نہ کوئی رسولؑ (یہ پیغام دیکر) ضرور بھیجا ہے

وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّٰغُوتَ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى ٱللَّهُ

کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (کی بندگی) سے بچو پس ان (امتوں) میں

وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ ٱلضَّلَٰلَةُ ۚ فَسِيرُوا۟ فِى

سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی مستقر اور ثابت ہو گئی

ٱلْأَرْضِ فَٱنظُرُوا۟ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ

پس تم زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام

ٱلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٦﴾ إِن تَحْرِصْ عَلَىٰ هُدَىٰهُمْ فَإِنَّ ٱللَّهَ

ہوا؟ (۳۶) (اے رسولؐ) آپؐ انکے ہدایت پانے کے کتنے ہی حریص ہوں مگر (یہ ہدایت پانے والے نہیں) کیونکہ اللہ جس

لَا يَهْدِى مَن يُضِلُّ ۖ وَمَا لَهُم مِّن نَّٰصِرِينَ ﴿٣٧﴾

کو (اسکے کفر و سرکشی کی وجہ سے) گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اسکو ہدایت نہیں کرتا اور انکے لئے کوئی مددگار نہیں ہے (۳۷)

۱۰۔ ﴿وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا۔ الآیہ﴾ اس قسم کی آیتوں سے واضح ہوا ہے کہ کفار و مشرکین ہمیشہ جبری العقیدہ رہے ہیں اور انہوں نے ہمیشہ اپنے کفر وشرک کی ذمہ داری خدا پر ڈالی ہے کہ اگر خدا چاہتا تو ہم اور ہمارے آباد واجداد کبھی کفر وشرک نہ کرتے۔ خداوند عالم اس کے جواب میں فرما رہا ہے کہ خدا نے ہمیشہ اپنے انبیاء و مرسلین کے ذریعہ سے لوگوں کو کفر وشرک سے روکا ہے۔ ہاں البتہ وہ لوگوں کو ایمان لانے اور کفر وشرک کرنے پر مجبور نہیں کرتا کیونکہ ایسا کرنا اس کی حکمت کے منافی ہے اور رسولوں کا کام صرف خدا کا پیغام بندوں تک پہنچانا ہے زبردستی ان سے منوانا ان کا کام نہیں ہے۔

۱۱۔ ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا۔ الآیہ﴾ اس آیت نیز کئی دوسری آیات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ملک وملت میں اللہ کے رسول آئے ہیں یعنی ہر ملک وملت تک ان کی تعلیم اور ان کا پیغام پہنچا ہے کہ خدا کی عبادت کرو اور طاغوت یعنی شیطان اور حاکم جائر کی بندگی نہ کرو۔ اگرچہ یہ پیغام رسول کے کسی نائب خاص وعام یا کسی ذمہ دار عالم دین کے ذریعہ سے ہی پہنچا ہو۔ تاکہ ان پر حجت تمام ہو جائے اور اس کے بغیر سزا دینا عقلاً و شرعاً روا نہیں ہے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ
وہ اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ جو مر گیا خدا اسے ہرگز (دوبارہ) نہیں اٹھائیگا

مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ
ہاں (ضرور اٹھائیگا) یہ اس کا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اس پر لازم ہے لیکن

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ
اکثر لوگ اسکا علم نہیں رکھتے (۳۸) (یہ دوبارہ اٹھانا اسلئے ضروری ہے) تاکہ جن باتوں میں

يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ
یہ اختلاف کرتے ہیں انکے سامنے انکی حقیقت کھول دے اور تاکہ کافروں کو معلوم ہو جائے

كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ
کہ وہ جھوٹے تھے (۳۹) ہم جب کسی چیز (کے پیدا کرنے) کا ارادہ کرتے ہیں تو ہمارا کہنا بس

اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا ع ۵ / ۱۱
اتنا ہی ہوتا ہے کہ اس سے کہتے ہیں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے (۴۰) اور جن لوگوں نے

فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي
خدا کے واسطے ہجرت کی اس کے بعد کہ (ایمان لانے کی وجہ سے) ان پر ظلم

الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ وقف لازم
کئے گئے ہم ان کو دنیا میں بھی اچھا ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے

كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ
کاش یہ لوگ جان لیتے (۴۱) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے صبر کیا اور اپنے پروردگار پر

يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا
بھروسہ کرتے ہیں (۴۲) (اے رسولؐ) ہم نے آپؐ سے پہلے مردوں کو ہی رسولؐ بنا کر

رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ
بھیجا، کھلی ہوئی دلیلوں اور کتابوں کیساتھ جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے اگر تم

كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ
لوگ نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھ لو (۴۳) اور ہم نے آپؐ پر الذکر (قرآن مجید) اس لیے

۱۲۔ ﴿اِنَّمَا قَوْلُنَا۔ الاٰیہ﴾ کفار و مشرکین چونکہ تعجب کرتے تھے کہ جب ہم مر جائیں گے اور گل سڑ جائیں گے تو دوبارہ کس طرح زندہ کیے جائیں گے؟ تو گویا ان کے جواب میں یہی کہا جا رہا ہے کہ خدا وہ قادر ہے کہ جب وہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو کسی ساز و سامان کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ صرف اس کا ارادہ ہی کافی ہے اور یہ "کن" کہنے کی بھی خدا کے مقصد کے جلدی حصول کا استعارہ ہے ورنہ وہ کاف و نون (کن) کہنے کا بھی محتاج نہیں ہے۔

۱۳۔ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ۔ الاٰیہ﴾ یہ بات قرآن و سنت، اجماع مسلمین اور عقل سلیم کی روشنی میں واضح ہے کہ خدائے علیم و حکیم نے آدمؑ سے لے کر خاتمؐ تک جس قدر انبیاء و مرسلین بھیجے وہ سب بنی نوع انسان سے تھے اور وہ بھی اس کی صنف ذکور سے تعلق رکھتے تھے۔ نہ جن تھے اور نہ فرشتے تھے اور یہ حقیقت عیاں را چہ بیان کی مصداق ہے۔

۱۴۔ ﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ۔ الاٰیہ﴾ عام مفسرین نے اس خطاب کا مخاطب کفار و مشرکین کو قرار دیتے ہوئے اہل ذکر سے یہود و نصاریٰ کے علماء کو مراد لیا ہے۔ مگر وارثان علم قرآن کی تفسیر کے مطابق یہ خطاب تمام بنی نوع انسان کو ہے اور اہل ذکر سے مراد سرکار آل محمدؐ ہیں۔ کیونکہ الذکر سے خواہ قرآن مراد لیا جائے یا پیغمبر اسلامؐ! بہرحال اہل قرآن و اہل رسول آل محمد علیہم السلام ہی ہیں۔ جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ (المعانی والصافی)

وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ

نازل کیا ہے کہ آپ لوگوں کیلئے (وہ معارف و احکام) کھول کر بیان کریں

النصف اِلَیۡہِمۡ وَ لَعَلَّہُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِیۡنَ

جو ان کی طرف نازل کئے گئے ہیں تا کہ وہ غور وفکر کریں (۴۴) کیا وہ لوگ جو (پیغمبرؐ کیخلاف)

مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنۡ یَّخۡسِفَ اللّٰہُ بِہِمُ الۡاَرۡضَ

بری تدبیریں اور ترکیبیں کر رہے ہیں وہ اس بات سے مطمئن ہو گئے ہیں کہ اللہ انہیں زمین میں

اَوۡ یَاۡتِیَہُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۴۵﴾

دھنسا دے یا ان پر ایسا موقع سے عذاب آ جائے جہاں سے انہیں وہم وگمان بھی نہ ہو؟ (۴۵)

اَوۡ یَاۡخُذَہُمۡ فِیۡ تَقَلُّبِہِمۡ فَمَا ہُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ ﴿۴۶﴾ اَوۡ

انہیں اپنے کاروبار میں انکے چلتے پھرتے وقت آ پکڑے پس وہ اپنی چالبازیوں سے اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے (۴۶) یا

یَاۡخُذَہُمۡ عَلٰی تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّکُمۡ لَرَءُوۡفٌ

انہیں اسوقت پکڑے جب وہ اس سے خوفزدہ ہوں بلاشبہ تمہارا پروردگار بڑا شفیق اور بڑا

رَّحِیۡمٌ ﴿۴۷﴾ اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ

مہربان ہے (۴۷) کیا ان لوگوں نے کبھی اللہ کی پیدا کی ہوئی مختلف چیزوں میں غور نہیں کیا

یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا

کہ انکے سائے کس طرح اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے دائیں بائیں جھکتے ہیں اس طرح وہ

لِّلّٰہِ وَ ہُمۡ دٰخِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَ لِلّٰہِ یَسۡجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

سب اپنے عجز کا اظہار کر رہے ہیں (۴۸) اور جو (جاندار) چیزیں آسمانوں

وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ دَآبَّۃٍ وَّ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ ہُمۡ لَا

میں ہیں اور زمین میں جتنے جانور ہیں اور فرشتے سب اللہ کیلئے سربسجود ہیں اور وہ

یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ ﴿۴۹﴾ یَخَافُوۡنَ رَبَّہُمۡ مِّنۡ فَوۡقِہِمۡ

سرکشی نہیں کرتے (۴۹) وہ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں جو ان پر بالادست ہے اور انہیں جو کچھ

وَ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ وَ قَالَ اللّٰہُ لَا ع ٦ ١٢

حکم دیا جاتا ہے وہ وہی کرتے ہیں (۵۰) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دو الٰہ (خدا)

١٥۔ ﴿وَلِلّٰہِ یَسۡجُدُ۔ الآیہ﴾ اس آیت کی تفسیر سورہ رعد کی آیت ١٥ میں گزر چکی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کائنات کی ہر چیز تکوینی و اضطراری یا تشریعی و اختیاری طور پر خدا کی بارگاہ میں سجدہ کناں ہے اور اپنے وجود سے اس کے وجود پر اور اس کی قدرت کاملہ اور اس کی کبریائی و یکتائی پر دلالت کناں ہے۔

تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

نہ بناؤ الٰہ (خدا) تو صرف ایک ہی ہے سو تم صرف مجھ

فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

ہی سے ڈرو (۵۱) اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ

زمین میں ہے اور اسی کا دین دائمی اور واجب الطاعت ہے تو کیا تم اللہ کے سوا غیروں

تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ

سے ڈرتے ہو؟ (۵۲) اور تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے

اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا

پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کی جناب میں داد و فریاد کرتے ہو (۵۳) پھر جب

كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ

وہ تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو ایک دم تم میں سے ایک گروہ اپنے پروردگار کے ساتھ

يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ

شرک کرنے لگتا ہے (۵۴) تاکہ جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اسکا کفران کریں سو (اے ناشکرو) چند

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ

روزہ فائدہ اٹھالو عنقریب تمہیں (اپنا انجام) معلوم ہوجائیگا (۵۵) یہ لوگ ہمارے دیئے ہوئے رزق میں

نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا

سے ان (بتوں وغیرہ) کیلئے حصہ مقرر کرتے ہیں جن کو یہ جانتے بھی نہیں ہیں خدا کی قسم تم سے ضرور پوچھا

كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ

جائیگا کہ تم کیسی افتراپردازیاں کرتے تھے (۵۶) اور یہ اللہ کیلئے لڑکیاں قرار دیتے ہیں پاک ہے

سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ

اس کی ذات اور خود ان کے لئے وہ ہے جس کے یہ خواہشمند ہیں (۵۷) اور جب ان میں سے کسی

اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ

کو بیٹی کے پیدا ہونے کی اطلاع دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ رنج و غم سے

۱۶۔ ﴿وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ ۔ الآیہ﴾ ہر نعمت خواہ وہ مادی ہو یا معنوی، دنیوی یا اخروی اور جسمانی ہو یا روحانی سب کا عطا کرنے والا وہی خدا ہے جو سب کا خالق و مالک ہے یہی وجہ ہے کہ جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس وقت صرف خدا کو ہی پکارتا ہے اور باقی سب دیوی دیوتا جو اس نے گھڑ رکھے ہیں ان کو بھول جاتا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اصل انسانی فطرت میں ایک ہی خدا کا تصور ہے مگر یہ عجیب بات ہے کہ جب خدا وہ مصیبت ٹال دیتا ہے تو پھر انسان کے مشرکانہ عقائد و نظریات اور دیوی دیوتا کے تصورات لوٹ آتے ہیں اور اس طرح کفران نعمت کرتا ہے۔

۱۷۔ ﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ الآیہ﴾ یہ مشرکین کی ایک بری خصلت کی نشاندہی کی جارہی ہے کہ انہیں دیتا تو سب کچھ خدا ہے مگر وہ خدا کے دیئے ہوئے مال مویشی اور کھیتوں میں سے اپنے دیوی دیوتا اور اپنے پیروں فقیروں کا حصہ بھی مقرر کرتے ہیں اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دیتے ہیں اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔

۱۸۔ ﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ ۔ الآیہ﴾ عرب کے بعض مشرک قبائل جیسے خزاعہ اور کنانہ ایک تو خدا کیلئے اولاد کے قائل تھے جس سے اس کی ذات پاک ہے۔ اور پھر ستم بالائے ستم یہ تھا کہ اس کیلئے اولاد بھی وہ تجویز کرتے تھے جسے اپنے لئے ناپسند کرتے تھے یعنی وہ یہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ ارشاد قدرت ہے کہ تم اپنے لئے تو بیٹے تجویز کرتے ہو۔ یہ تو بڑی غلط تقسیم ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہر قسم کی اولاد تجویز کرنا غلط ہے اور اس کی شان ربوبیت کے خلاف ہے۔

كَظِيمٌ ﴿٥٨﴾ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا
بھر جاتا ہے (۵۸) اور وہ اس بری خبر سے جو اسے دی گئی ہے لوگوں سے
بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي
چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے) کہ ذلت کے ساتھ اسے لئے رہے یا اسے مٹی
التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٥٩﴾ لِلَّذِينَ لَا
کے تلے گاڑ دے؟ کیا ہی برا فیصلہ ہے جو یہ کرتے ہیں (۵۹) جو لوگ آخرت
يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۖ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ
پر ایمان نہیں رکھتے انکی حالت بری ہے اور اللہ کیلئے اعلیٰ صفت ہے
الْأَعْلَىٰ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٠﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ ع ۷ ۱۴
وہ زبردست ہے بڑا حکمت والا ہے (۶۰) اگر اللہ لوگوں کو ان کی زیادتی
اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِم مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِن
پر (فوراً) پکڑ لیا کرتا تو پھر روئے زمین پر کسی جاندار کو نہ چھوڑتا
دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ
مگر وہ انہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دیتا ہے پھر جب وہ
فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا
مقررہ وقت آ جاتا ہے تو اس سے وہ ایک گھڑی پیچھے
يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٦١﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ
آگے نہیں ہو سکتے (۶۱) اور وہ اللہ کیلئے وہ چیزیں (بیٹیاں) قرار دیتے ہیں جن کو اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں
وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ ۖ
اور ان کی زبانیں غلط بیانی کرتی ہیں کہ ان کے لئے (بہر حال) بھلائی ہی بھلائی ہے (نہیں) ہاں البتہ ان
لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُم مُّفْرَطُونَ ﴿٦٢﴾
کے لئے دوزخ کی آگ ہے اور بیشک یہ سب سے پہلے اس میں پہنچائے (جھونکے) جائینگے (۶۲)
تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَزَيَّنَ
خدا کی قسم! ہم نے آپؐ سے پہلے کئی امتوں کی طرف رسولؐ بھیجے ہیں پس شیطان نے

۱۹۔﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ۔الآيه﴾
اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے قانون امہال کا تذکرہ کیا گیا ہے جس کی کئی بار وضاحت کی جاچکی ہے ۔اس کائنات ارضی پر بالخصوص ربع مسکون پر کون سی ایسی جگہ ہے جہاں ہر وقت بدترین گناہوں کا ارتکاب نہیں ہوا۔ زمین کا کون سا حصہ ہے جہاں انسانوں کا خون ناحق نہیں بہایا جاتا، جہاں عصمت دریاں نہیں ہوتیں اور جہاں لوگوں کے مال و جان پر ڈاکہ نہیں ڈالا جاتا۔ تو خدا ان گناہوں کا جلدی مواخذہ کرتا اور ان کو فوری سزا دیتا تو پھر روئے زمین پر کسی جاندار کو نہ چھوڑتا۔ اس لئے وہ مسلسل ڈھیل دیتا ہے کہ شاید توبہ وانابہ کر لیں اور معصیت چھوڑ کر اطاعت گزار بن جائیں یا پھر دل کھول کر گناہ کرنے کی حسرت مٹالیں۔

لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ

ان کے (برے) اعمال خوشنما کر کے انہیں دکھائے سو وہی آج ان کا سرپرست ہے اور

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ

ان کے لئے دردناک عذاب ہے (٦٣) اور ہم نے آپؐ پر یہ کتاب نہیں اتاری مگر

الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ

اس لئے کہ آپ ان باتوں کو کھول کر بیان کر دیں جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں

وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ

اور یہ (کتاب) ایمان لانیوالوں کیلئے سراسر ہدایت اور رحمت ہے (٦٤) اور اللہ نے آسمان سے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ

پانی اتارا ہے اور اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کے مردہ (بنجر) ہو جانے کے بعد

مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٥﴾ ع ٨ ٥ ١٤

زندہ کر دیتا ہے بیشک اس میں آواز حق سننے والوں کیلئے بڑی نشانی ہے (٦٥)

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا

اور بیشک تمہارے لئے چوپایوں میں عبرت کا سامان موجود ہے ہم انکے پیٹ سے

فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا

گوبر اور خون کے درمیان سے نکال کر تمہیں خالص دودھ پلاتے ہیں جو

سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ

پینے والوں کیلئے خوشگوار ہے (٦٦) اور ہم کھجور اور انگور کے پھلوں سے بھی

وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا

(تمہیں اس حالت میں) جن سے تم نشہ آور عرق بھی بنا لیتے ہو اور بہترین

حَسَنًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾

رزق بھی یقیناً اس میں ایک نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو عقل سے کام لیتے ہیں (٦٧)

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ

اور آپکے پروردگار نے شہد کی مکھی کو یہ وحی کی کہ پہاڑوں میں، درختوں میں اور ان چھپروں

٢٠۔ ﴿وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ۔ الآیہ﴾ یہ آیت مبارکہ بھی دوسری بعض آیات کی طرح اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خدائے علام نے قرآن پیغمبر اسلام پر نازل کیا ہے لہٰذا اس کے اوامر ہوں یا نواہی یا دوسرے معارف وحقائق ان سب کا اپنے قول وفعل سے بیان کرنا اور لوگوں کو سمجھانا پیغمبر اسلام کے فرائض منصبیہ میں داخل ہے۔ لہٰذا جب رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دوسرے وارثان قرآن کا کلام وبیان نہ ہو تب تک قرآنی حقائق ومعارف تک عام انسانی عقل وخرد کی رسائی نہیں ہو سکتی...... اور ظاہر ہے کہ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید پڑھائیں گے اور لوگوں کو سمجھائیں گے تو الفاظ وعبارات تو آپکے ہی ہوں گے آپؐ کے انہی الفاظ و عبارات کو حدیث کہا جاتا ہے۔ لہٰذا جو منکر حدیث ہے وہ قرآن کس طرح سمجھ سکتا ہے؟ اور شریعت کے احکام پر عمل کس طرح کر سکتا ہے؟

٢١۔ ﴿نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم نے قرآن مجید کی مختلف سو روایات میں چوپاؤں کی خلقت کے متعدد فوائد کا تذکرہ کیا ہے یہاں اس آیت میں صرف دودھ کا تذکرہ فرمایا ہے جس کی حقیقت صرف یہ ہے کہ جانور کی غذا جب خدائی کارخانہ یعنی حیوان کے پیٹ میں جاتی ہے تو اس کا ایک حصہ گوبر بن جاتا ہے اور دوسرا خون کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور یہی خون جب قدرت کے ایک دوسرے کارخانہ یعنی تھنوں میں جاتا ہے تو خالص دودھ کی شکل دھار لیتا ہے جس میں نہ گوبر کی بدبو ہوتی ہے اور نہ خون کی رنگت بلکہ ایک خوشگوار اور خوش ذائقہ غذا بن جاتا ہے۔ جل الخالق۔

٢٢۔ ﴿وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ۔ الآیہ﴾ یہاں وحی سے وہ فطری صلاحیت مراد ہے جو قادر مطلق نے شہد کی مکھی میں شہد اور اس کا چھتہ بنانے کے بارے میں ودیعت کی ہے۔ الغرض شہد کی مکھی اپنی فہم وفراست اور دانائی اور اپنی شعوری دانائی کے اعتبار

بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِيْ

میں جن پر لوگ بیلیں چڑھاتے ہیں گھر (چھتے) بنایا کر (۶۸) پھر ہر قسم کے

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ

پھلوں (اور پھولوں) کا رس چوسا کر پس اپنے پروردگار کی ہموار کردہ

يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ

راہوں پر چلتی رہ۔ شہد کی ان مکھیوں کے پیٹ سے مختلف رنگوں کا

شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

مشروب نکلتا ہے جس میں لوگوں کیلئے شفا ہے اس میں ان لوگوں کیلئے نشانی ہے

يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۟ۙ

جو غور وفکر کرتے ہیں (۶۹) اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر وہی تمہیں وفات دے گا اور تم

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ

میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ جن کو (بڑھاپے کی) بدترین عمر تک لوٹا دیا جاتا ہے تاکہ (بہت کچھ)

بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ ع وَاللّٰهُ ع ۹ ۵ ۱۵

جاننے کے بعد کچھ بھی نہ جانیں بیشک اللہ بڑا جاننے والا، بڑا قدرت والا ہے (۷۰) اور اللہ نے

فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا

تم میں سے بعض کو بعض پر رزق کے معاملہ میں فضیلت (برتری) دی ہے پھر

الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ

جن لوگوں کو یہ فضیلت دی گئی ہے وہ اپنا رزق اپنے غلاموں (اور زیر دستوں)

اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

کو لوٹا دینے والے نہیں ہیں تاکہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں تو کیا وہ اللہ کی نعمت

يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

کا انکار کرتے ہیں؟ (۷۱) اور اللہ نے ہی تمہاری جنس سے تمہارے لئے بیویاں بنائیں اور پھر ان

اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ

بیویوں سے بیٹے اور پوتے عنایت فرمائے اور تمہاری روزی کیلئے تمہیں

سے سب حیوانی دنیا میں مشہور و ممتاز ہے۔ ذرا اس کے چھتے پر غور کرو کہ کتنی مہارت وچابکدستی سے اس کا مسدس خانوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے جس کے سارے اضلاع اور تمام زاویے مساوی ہیں کوئی بڑا ماہر فن بھی مسطر اور پرکار کے بغیر ایسا مسدس نہیں بنا سکتا۔ پھر مکھیوں کی یہ فوج بڑے نسق و نظم سے اپنے کام میں مصروف ہے اور ایک مکھی ان کی سردار ہے جسے یعسوب کہا جاتا ہے باقی تمام مکھیاں اسی کے حکم کے تحت کام کرتی ہیں اور آخرکار شہد جیسی نعمت تیار کر کے انسان کی خدمت میں پیش کرتی ہیں شہد جہاں قوت بخش غذا ہے وہاں اس میں کئی بیماریوں کی شفا بھی ہے۔ یونانی اطباء تو بطور خاص اسے مختلف معجونوں میں شامل کرتے ہیں بالخصوص کئی بیماریوں کیلئے شہد کا استعمال بہت مفید ہے جیسے خون کی کمی، بدہضمی پھیپھڑے اور مثانے کی گرمی اور جگر کے جملہ امراض مگر طریقہ استعمال کے بارے میں ماہر حکیم کی راہنمائی ضروری ہے۔

۲۳۔ ﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ۔ الآیہ﴾ خدائے علیم و حکیم نے اپنے علم کامل اور حکمت بالغہ سے رزق کے معاملہ میں لوگوں کے مختلف طبقے قرار دیئے ہیں (۱) کوئی بڑا مالدار (۲) کوئی انتہائی غریب و نادار (۳) اور کوئی متوسط نہ بڑا سرمایہ دار اور نہ ہی انتہائی غریب و نادار کیونکہ خالق حکیم نے ہر شخص کو ذہنی و جسمانی قوتیں اور صلاحیتیں الگ الگ دی ہیں اور پھر ہر شخص کو اس کی صلاحیت کے مطابق صلہ دیتا ہے یہ نظام اشتراکیت والے جو مزدوروں کو معاشی مساوات کے سبز باغ دکھاتے ہیں وہ نظام فطرت سے بغاوت کرتے ہیں اور چونکہ کاٹھ کی ہنڈیا زیادہ دیر تک چولہے پر نہیں چڑھ سکتی اسی لئے آج اشتراکی ممالک میں نظام اشتراکیت کا جنازہ نکل چکا ہے۔

وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ

پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں تو کیا (پھر بھی) یہ لوگ باطل کو مانتے رہیں گے

يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ

اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے رہیں گے؟ (۷۲) اور یہ اللہ کو چھوڑ کر ایسوں

يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ

کی عبادت (پرستش) کرتے ہیں جو انکو آسمان و زمین سے

رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا

روزی پہنچانے کا کوئی اختیار نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ یہ کام

يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ

کر سکتے ہیں (۷۳) پس تم اللہ کیلئے مثالیں نہ دیا کرو

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ

بیشک اللہ بہتر جانتا ہے تم نہیں جانتے (۷۴) اللہ ایک مثال

اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ

پیش کرتا ہے کہ ایک غلام ہے جو دوسرے کا مملوک ہے اور کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا اور ایک

وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ

دوسرا ہے جسے ہم نے بہترین رزق عطا کر رکھا ہے اور وہ اس میں سے پوشیدہ اور

مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ

اعلانیہ طور پر خرچ بھی کرتا ہے کیا وہ سب برابر ہو سکتے ہیں؟ الحمدللہ (سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں)

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

مگر اکثر لوگ (اتنی سیدھی بات بھی) نہیں جانتے (۷۵) اور اللہ دو آدمیوں کی مثال پیش

رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ

کرتا ہے جن میں سے ایک گونگا ہے کسی بات پر قدرت نہیں رکھتا اور وہ اپنے آقا پر

وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ

بوجھ ہے وہ اسے جدھر بھی بھیجے وہ کسی بھلائی کیساتھ واپس نہیں آتا اور دوسرا

۲۴۔ ﴿فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں ایک بڑی اہم حقیقت کے چہرہ سے نقاب کشائی کی جا رہی ہے۔ عموماً لوگ خدائے تعالیٰ کو ایک بہت بڑا بادشاہ سمجھ کر انبیاء و ائمہ اور مزعومہ شرکاء کو اس کا وزیر و مشیر قرار دیتے ہیں کہ جس طرح کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی تنہا نظام حکومت نہیں چلا سکتا۔ بلکہ اس کیلئے بہت سے وزیر و مشیر ہوتے ہیں جو مل کر نظام چلاتے ہیں۔ مگر خدا نے یہ فرما کر کہ خدا کیلئے مثالیں نہ دیا کرو۔ کیونکہ اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ اس خیال کا محال ہونا واضح کر دیا کیونکہ دنیوی بادشاہ اس لئے وزیر و مشیر رکھتے ہیں کہ وہ محتاج ہوتے ہیں تنہا نظام حکومت نہیں چلا سکتے۔ مگر خدا تو قادر مطلق ہے اور وہ بے نیاز ہے کسی وزیر و مشیر وغیرہ کا محتاج نہیں ہے کیونکہ احتیاج شان ربوبی کے منافی ہے اس لئے اس نے کارخانہ قدرت کا کوئی محکمہ کسی کے سپرد نہیں کیا بلکہ ساری کائنات اور اس کے نظم و نسق کی باگ ڈور اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔

۲۵۔ ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا۔ الآیہ﴾ خدا نے عالم محسوسات کی دو مثالیں دے کر مشرکین کی جہالت و ضلالت واضح فرمائی ہے کہ جب بے بس مملوک اور با اختیار مالک برابر نہیں ہو سکتے تو پھر تمہارے خود ساختہ عاجز و بے بس معبود اور مالک الملک و خالق الخلق کس طرح برابر ہو سکتے ہیں؟ بنابریں اے مشرکو! تم اپنے ان ناکارہ بتوں کو خدائے قادر و قدیر کے برابر کس طرح قرار دیتے ہو؟ ع

شرم تم کو مگر نہیں آتی

بِخَيۡرٍ ۙ هَلۡ يَسۡتَوِىۡ هُوَ ۙ وَمَنۡ يَّاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ ۙ
وہ ہے جو عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے اور خود راہ راست پر قائم ہے کیا
وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۷۶﴾ وَلِلّٰهِ غَيۡبُ ع ۱۰ ۱۲
وہ (پہلا) اور یہ (دوسرا) برابر ہو سکتے ہیں؟ (۷۶) آسمان و زمین کا سارا غیب
السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَمَاۤ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا
اللہ ہی کیلئے ہے اور قیامت کا حکم تو صرف ایک پل جھپکنے کے
كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ هُوَ اَقۡرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
برابر یا اس سے بھی قریب تر ہے اور یقیناً اللہ ہر شئے پر قدرت
شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۷۷﴾ وَاللّٰهُ اَخۡرَجَكُمۡ مِّنۡۢ بُطُوۡنِ
رکھنے والا ہے (۷۷) اور اللہ ہی نے تمہیں شکم مادر سے اس طرح نکالا کہ
اُمَّهٰتِكُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَيۡـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ
تم کچھ نہیں جانتے تھے اور اسی نے تمہارے لئے کان،
السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمۡ
آنکھ اور دل قرار دیئے ہیں کہ شاید تم شکر گزار
تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمۡ يَرَوۡا اِلَى الطَّيۡرِ مُسَخَّرٰتٍ فِىۡ
بن جاؤ (۷۸) کیا ان لوگوں نے پرندوں کی طرف نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح فضائے
جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمۡسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِىۡ
آسمان میں مسخر ہیں کہ اللہ کے علاوہ انہیں کوئی روکنے والا اور سنبھالنے والا نہیں ہے بیشک اس میں
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ
بھی اس قوم کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں جو ایمان رکھنے والی قوم ہے (۷۹) اور اللہ ہی نے
لَكُمۡ مِّنۡۢ بُيُوۡتِكُمۡ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ
تمہارے لئے گھروں کو وجہ سکون بنایا ہے اور تمہارے لئے جانوروں کی
جُلُوۡدِ الۡاَنۡعَامِ بُيُوۡتًا تَسۡتَخِفُّوۡنَهَا يَوۡمَ
کھالوں سے ایسے گھر بنا دیئے ہیں جن کو تم روز سفر بھی ہلکا سمجھتے

۲۶۔ ﴿وَاللّٰهُ اَخۡرَجَكُمۡ۔ الآیہ﴾ یہاں محسن حقیقی کے اس احسان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو وہ انسان کی خلقت کے بعد اس پر کرتا ہے۔ عام انسان جب پیدا ہوتا ہے تو وہ کچھ بھی نہیں جانتا۔ مگر خدائے مہربان اسے سمع و بصر اور دل و دماغ کی قوتیں عطا فرماتا ہے اور یہی چیزیں علم حاصل کرنے کے اسباب و آلات ہیں کہ آدمی جو کچھ سنتا ہے یا دیکھتا ہے وہ اسے دل و دماغ پر پیش کرتا ہے پھر وہ اس کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرتا ہے واضح رہے کہ انبیاء و ائمہ طاہرین علیہم السلام اس کلیہ سے مستثنیٰ ہیں۔ کما لا یخفیٰ۔

۲۷۔ ﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمۡ۔ الآیہ﴾ یہ بات عیاں راچہ بیان کی مصداق ہے کہ آدمی کیلئے گھر کو سکون و آرام کا باعث بنایا ہے۔ کوئی امیر ہو یا فقیر اسے جو امن و اطمینان گھر کے اندر نصیب ہوتا ہے وہ باہر میسر نہیں آتا۔ اسی لئے اسلام نے گھر اور اس کی چار دیواری کو وہ تحفظ فراہم کیا ہے کہ کوئی آدمی گھر والوں کی اجازت کے بغیر اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ آئین فطرت ہے کہ اسلام و ایمان کی منکر حکومتیں بھی اس فطری حق کو تسلیم کرتی ہیں اور بلا اجازت اندر داخل ہونے کو قانوناً ممنوع سمجھتی ہیں۔

ظَعۡنِكُمۡ وَيَوۡمَ اِقَامَتِكُمۡ ۙ وَمِنۡ اَصۡوَافِهَا
ہو اور روز اقامت بھی ہلکا محسوس کرتے ہو اور پھر انکے اون، روئیں اور
وَاَوۡبَارِهَا وَاَشۡعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيۡنٍ ﴿۸۰﴾
بالوں سے مختلف سامان زندگی اور ایک مدت کیلئے کارآمد چیزیں بنا دیں (۸۰)
وَاللّٰهُ جَعَلَ لَـكُمۡ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَـكُمۡ
اور اللہ ہی نے تمہارے لیے مخلوقات کا سایہ قرار دیا ہے اور پہاڑوں
مِّنَ الۡجِبَالِ اَكۡنَانًا وَّجَعَلَ لَـكُمۡ سَرَابِيۡلَ
میں چھپنے کی جگہیں بنائی ہیں اور ایسے پیراہن بنائے ہیں جو گرمی سے
تَقِيۡكُمُ الۡحَـرَّ وَسَرَابِيۡلَ تَقِيۡكُمۡ بَاۡسَكُمۡ ؕ
بچا سکیں، پھر ایسے پیراہن بنائے جو ہتھیاروں کی زد سے بچا سکیں۔
كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تُسۡلِمُوۡنَ ﴿۸۱﴾
وہ اسی طرح اپنی نعمتوں کو تمہارے اوپر تمام کردیتا ہے کہ شاید تم اطاعت گزار بن جاؤ (۸۱)
فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَيۡكَ الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۸۲﴾
پھر اس کے بعد اگر یہ ظالم منہ پھیرلیں تو آپؐ کا کام صرف واضح پیغام پہنچادینا ہے اور بس (۸۲)
يَعۡرِفُوۡنَ نِعۡمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنۡكِرُوۡنَهَا وَاَكۡثَرُهُمُ
یہ لوگ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں اور پھر انکار کرتے ہیں اور ان کی اکثریت
ع ١٧ الۡـكٰفِرُوۡنَ ﴿۸۳﴾ وَيَوۡمَ نَبۡعَثُ مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍ
کافر ہے (۸۳) اور جس دن ہم ہر امت سے ایک گواہ اٹھا کر کھڑا کریں گے پھر
شَهِيۡدًا ثُمَّ لَا يُؤۡذَنُ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَلَا هُمۡ
کافروں کو اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ ہی ان سے اللہ کو راضی کرنے
يُسۡتَعۡتَبُوۡنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوا الۡعَذَابَ
کی فرمائش کی جائیگی (۸۴) اور جب ظالم لوگ (ایک بار) عذاب کو دیکھ لیں گے تو پھر نہ ان کے عذاب
فَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمۡ وَلَا هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَا
میں کوئی تخفیف کی جائے گی اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی (۸۵) اور جن لوگوں

۲۸۔﴿وَيَوۡمَ نَبۡعَثُ ۔الآیہ﴾ آج تو کفار و مشرکین آیات الٰہیہ کا انکار بھی کر رہے ہیں اور بے تحاشا گناہ وعصیان بھی کر رہے ہیں مگر اس دن ان کا کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ کھڑا کریں گے؟ جو بالاتفاق اس امت کا نبی و رسول ہوگا وہ بارگاہ قدرت میں گواہی دے گا کہ ہم نے تیرا پیغام بے کم وکاست تیرے بندوں تک پہنچایا تھا مگر انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کردیا تھا بس اس دن نہ ان کی معذرت قبول ہوگی اور نہ ہی انہیں عذر خواہی کرنے اور خدا کو راضی کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ کیونکہ اس کا وقت گزر چکا ہوگا وہ تو جزا وسزا کا وقت ہوگا۔

۲۹۔﴿وَاِذَا رَاَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا ۔الآیہ﴾ وہ کس قدر ہولناک منظر ہوگا کہ جب دنیا میں شرک کرنے والے لوگ اپنے خود ساختہ شرکاء کو دیکھ کر بارگاہ رب العزت میں فریاد کریں گے کہ یااللہ! یہ ہیں ہمارے وہ شرکاء جنہیں ہم تجھے چھوڑ کر پکارتے تھے مگر شرکاء مشرکین کی یہ بات سن کر ان کے منہ پر پھینک ماریں گے اور کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو ہم نے کب تم سے کہا تھا کہ خدا کو چھوڑ کر ہمیں پکارو؟

رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا
نے (دنیا میں) شرک کیا تھا جب وہ (قیامت کے دن) اپنے بنائے ہوئے شریکوں

هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ
کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار یہ ہیں ہمارے وہ شرکاء

دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ
جنہیں ہم تجھے چھوڑ کر پکارا کرتے تھے تو وہ (شرکاء) یہ بات ان کی طرف پھینک دینگے کہ

النصف لَكٰذِبُوْنَ ۚ (٨٦) وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِالسَّلَمَ
تم جھوٹے ہو (۸۶) اور اس دن سب اللہ کے سامنے جھک جائیں گے اور وہ ساری

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (٨٧) اَلَّذِيْنَ
افتراپردازیاں غائب ہو جائیں گی جو وہ کیا کرتے تھے (۸۷) جن لوگوں نے

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا
کفر کیا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا تو ہم ان کے فساد پھیلانے کی پاداش میں ان

فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ (٨٨) وَيَوْمَ
کے عذاب پر ایک اور عذاب کا اضافہ کر دیں گے (۸۸) اور جس دن ہم

نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ
ہر امت میں سے ایک گواہ اٹھا کر کھڑا کریں گے جو ان کے بالمقابل گواہی دے گا اور

اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ
آپؐ کو ان سب کے بالمقابل گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے آپؐ پر وہ

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ
کتاب نازل کی ہے جو ہر بات کھول کر بیان کرتی ہے اور سر تسلیم خم

وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۧ (٨٩) اِنَّ اللّٰهَ ع ۱۲ ۶ ۱۸
کرنے والوں کیلئے سراسر ہدایت، رحمت اور بشارت ہے (۸۹) بے شک اللہ

يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى
عدل، احسان اور قرابتداروں کو (ان کا حق) دینے کا حکم دیتا ہے اور

۳۰۔ ﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ ۔الآیہ﴾ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انبیاء سے پوچھے گا کہ تم نے میرا پیغام اپنی امتوں تک پہنچایا تھا۔ تو وہ عرض کریں گے کہ ہاں۔ اور جب وہ یہی سوال ان کی امتوں سے کرے گا تو وہ اس کا انکار کریں گے تو اس وقت انبیاء ماسلف حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خواہش کریں گے کہ آپ ان کے حق میں گواہی دیں۔ تب آنحضرتؐ ان کے حق میں گواہی دیں گے کہ انہوں نے فریضہ نبوت ادا کیا تھا اور ان کے امتی جھوٹ بول رہے ہیں۔ (تفسیر صافی و برہان بحوالہ احتجاج طبرسی) اس سے واضح ہوتا ہے کہ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ کا اشارہ انبیاء کی طرف ہے کہ عام لوگوں کے گواہ ہیں اور آنحضرتؐ ان گواہوں کے بھی گواہ ہیں اور یہی آنحضرتؐ کا امتیازی نشان ہے۔

۳۱۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۔الآیہ﴾ اہل تحقیق کا فیصلہ ہے کہ اس آیت سے زیادہ مختصر اور اخلاق عالیہ پر مشتمل پورے قرآن میں کوئی آیت موجود نہیں ہے۔ بہر حال اس آیت شریفہ میں ان اچھی خصلتوں کا حکم دیا گیا ہے جن پر اصلاح معاشرہ کا دار و مدار ہے: (۱) عدل و انصاف کو اپنا شیوہ و شعار بناؤ۔ عدل تمام محاسن اخلاق کی اصل اصیل ہے (۲) احسان یعنی حسن عمل اور بھلائی کے کاموں کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناؤ۔ (۳) قرابت داروں سے صلہ رحمی کرو اور ان کے حقوق ادا کرو۔ (۴) فحشاء یعنی ہر قسم کی حد درجہ کی برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے اجتناب کرو۔ (۵) منکر یعنی ہر قسم کے معاشرتی برائیوں سے بچو۔ (۶) اور بغی یعنی ہر قسم کی ظلم و زیادتی سے احتراز کرو۔

وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ

بے حیائی، برائی اور ظلم و زیادتی کرنے سے منع کرتا ہے اور تمہیں

يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٩٠﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ

نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو (۹۰) اور اللہ کے عہد کو پورا

اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ

کرو جب بھی تم کوئی عہد کرو اور اپنی قسموں کو پختہ کرنے

تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ

کے بعد نہ توڑو جبکہ تم اللہ کو ضامن بنا چکے ہو بے شک اللہ جانتا

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٩١﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ

ہے جو کچھ تم کرتے ہو (۹۱) خبردار تم اس عورت کی مانند نہ ہو جانا جس نے

نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ تَتَّخِذُوْنَ

بڑی مضبوطی سے سوت کاتنے کے بعد اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تم اپنی

اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى

قسموں کو اپنے درمیان مکر و فریب کا ذریعہ بناتے ہو۔ تاکہ ایک گروہ دوسرے سے

مِنْ اُمَّةٍ ۭ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ۭ وَلَيُبَيِّنَنَّ

زیادہ فائدہ حاصل کرے اور اللہ اس بات سے تمہاری آزمائش کرتا ہے اور یقیناً

لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٢﴾

قیامت کے دن وہ تمہارے لیے وہ حکمت ظاہر کردیگا جس میں تم اختلاف کرتے ہو (۹۲)

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ

اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ

مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا

دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تم جو کچھ کر رہے ہو اس کے بارے میں تم سے

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ

ضرور سوال کیا جائے گا (۹۳) اور تم اپنے درمیان اپنی قسموں کو مکر و فریب

۳۲۔ ﴿وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ۔الآیہ﴾ فقہاء اسلام کا اتفاق ہے کہ جب مقررہ شرائط کے ساتھ کوئی عہد و پیمان کیا جائے یا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی شرعی قسم کھائی جائے تو اسے پورا کرنا واجب ہوتا ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنا حرام ہوتی ہے جس کا کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

۳۳۔ ﴿وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۔الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں مکر و فریب کرنے اور جماعتی معاہدہ توڑنے کی سختی سے ممانعت کی جا رہی ہے جو نہ صرف پرانے زمانہ میں رائج تھی بلکہ آج کے اس متمدن اور مہذب دور میں بھی اس قسم کی عہد شکنی عام ہے۔ آج ایک جماعت کا لیڈر دوسری جماعت سے کوئی معاہدہ کرتا ہے اور کل خلاف محسوس کر کے اسے توڑ دیتا ہے۔ بہرحال اسلام اپنے کلمہ گووں کو اس قسم کی اخلاق سے گری ہوئی حرکت کی سخت ممانعت کرتا ہے اور کسی قوم سے کئے ہوئے معاہدہ کے پاس و لحاظ رکھنے کو معاہدہ کرنے والے کے دین و اخلاق کی آزمائش قرار دیتا ہے۔

دَخَلًاۢ بَيۡنَكُمۡ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعۡدَ ثُبُوتِهَا

کا ذریعہ نہ بناؤ۔ کہیں کوئی قدم جم جانے کے بعد پھسل نہ جائے اور اس طرح

وَتَذُوقُوا السُّوٓءَ بِمَا صَدَدۡتُّمۡ عَنۡ سَبِيلِ

تمہیں اللہ کی راہ سے روکنے کی پاداش میں برائی کا مزہ چکھنا پڑے

اللّٰهِ ۚ وَلَكُمۡ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشۡتَرُوا

اور تمہارے لیے عذاب عظیم ہے (۹۴) اور اللہ کے عہد و پیمان کو تھوڑی

بِعَهۡدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ؕ اِنَّمَا عِنۡدَ اللّٰهِ هُوَ خَيۡرٌ

سی قیمت کے عوض فروخت نہ کرو۔ بے شک جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے

لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُونَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنۡدَكُمۡ يَنۡفَدُ

لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو (۹۵) جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا

وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجۡزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوٓا

اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور ہم یقیناً صبر کرنیوالوں

اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوا يَعۡمَلُونَ ﴿۹۶﴾ مَنۡ

کو ان کا اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق عطا کریں گے (۹۶) جو کوئی بھی نیک

عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ

عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے (دنیا)

فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجۡزِيَنَّهُمۡ

میں پاک و پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ان کا اجر ان کے

اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوا يَعۡمَلُونَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا

بہترین اعمال کے مطابق عطا کریں گے (۹۷) پس جب آپؐ قرآن پڑھنے

قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ

لگیں تو مردود شیطان سے خدا کی پناہ مانگ

الرَّجِيمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيۡسَ لَهٗ سُلۡطٰنٌ عَلَى الَّذِينَ

لیا کریں (۹۸) جو لوگ ایماندار ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں

۳۴۔ ﴿وَلَا تَشۡتَرُوا بِعَهۡدِ اللّٰهِ ۔ الآیہ﴾ اس قسم کی ایک آیت سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران میں مع تفسیر گزر چکی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر اللہ کا دین فروخت کرکے اس کے عوض پوری دنیا و مافیہا بھی حاصل کر لی جائے تو بھی یہ خسارے کا سودا ہے۔ ایک اس لئے کہ یہ بیع و شرائع حرام ہے اور دوسرے اس لئے کہ دنیا فانی ہے اور دین باقی ہے۔

۳۵۔ ﴿مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے اور اس جیسی کئی دوسری آیات اور روایات سے ثابت ہے کہ کوئی مرد ہو یا عورت اس کے تمام اعمال و عبادات کی قبولیت کا دار و مدار ایمان پر ہے۔ لہٰذا اگر ایمان نہیں ہے تو کفر و شرک اور نفاق کی موجودگی میں کوئی بھی عمل قابل قبول نہیں ہے۔ مخفی نہ رہے کہ خدا نے جو اہل ایمان اور نیک کام کرنے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں بہترین جزاء کے علاوہ پاکیزہ زندگی عطا فرمائے گا تو بنا بر تحقیق اس پاکیزہ زندگی سے ان کی وہ دنیوی زندگی مراد ہے جس میں قناعت اور اعتقاد آخرت پایا جائے اور جو ذکر و فکر سے معمور ہو۔

۳۶۔ ﴿اِنَّهٗ لَيۡسَ لَهٗ سُلۡطٰنٌ ۔ الآیہ﴾ اس آیت اور اس طرح کی دوسری بہت سی آیات و روایات سے واضح ہوتا ہے کہ شیطان کا کام صرف دل و دماغ میں وسوسہ ڈالنا اور قبیح کام کو خوبصورت شکل میں پیش کرکے لوگوں کو خدا کی نافرمانی اور عصیاں کاری کی دعوت دینا ہے اب اسے قبول کرنا یا مسترد کرنا بندوں کے اختیار میں ہے اسے ان پر کوئی تسلط اور غلبہ حاصل نہیں ہے اور وہ تلبیس ابلیس اور وسوسہ اندازی بھی ان کے ساتھ کرتا ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں۔ اور جو مومن ہیں اور بہر حال ہیں اپنے پروردگار پر توکل و اعتماد کرتے ہیں ان پر اس کا کچھ بھی زور نہیں ہے۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان۔

اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ

ان پر اس (شیطان) کا کوئی تسلط نہیں ہے (۹۹) اس کا قابو تو صرف ان لوگوں

عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۳ ۱۱ ۱۹

پر چلتا ہے جو اسے اپنا دوست بناتے ہیں اور اس کی وجہ سے شرک کرتے ہیں (۱۰۰)

وَاِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰیَةً مَّكَانَ اٰیَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا

اور جب ہم ایک آیت کو کسی اور آیت سے بدلتے ہیں تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا نازل کر رہا ہے

یُنَزِّلُ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا

تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم (یہ کلام) اپنے دل سے گھڑ لیا کرتے ہو حالانکہ ان میں سے اکثر

یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ

لوگ (حقیقت حال کو) نہیں جانتے (۱۰۱) آپ کہہ دیجئے کہ اس (قرآن) کو تمہارے پروردگار کی طرف

بِالْحَقِّ لِیُثَبِّتَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًی وَّبُشْرٰی

سے روح القدس نے حق کیساتھ اتارا ہے تاکہ ایمان لانیوالوں کو ثابت قدم رکھے اور اطاعت گزاروں کیلئے

لِلْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا

ہدایت اور نجات کی خوشخبری ثابت ہو (۱۰۲) اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ وہ (قرآن کے بارے میں)

یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ

کہتے ہیں کہ اس شخص (پیغمبرؐ) کو ایک آدمی سکھاتا ہے حالانکہ جس شخص کی طرف یہ نسبت

اَعْجَمِیٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ

دیتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ (قرآن) تو فصیح عربی زبان میں ہے (۱۰۳) جو لوگ

لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا یَهْدِیْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ

آیات الٰہی پر ایمان نہیں لاتے اللہ کبھی انہیں ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا

دردناک عذاب ہے (۱۰۴) جھوٹ تو صرف وہی لوگ گھڑتے ہیں

یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں (۱۰۵)

۳۷۔ ﴿اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ ۔الآیہ﴾
اس آیت شریفہ میں کلمہ حصر کے ساتھ خداوند عالم نے جھوٹ بولنے اور افترا پردازی کرنے والوں سے ایمان کی نفی کر کے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے لہٰذا بعض مفسرین کی یہ تحقیق قابل قدر ہے کہ اگر کوئی شخص مومن کہلا کر جھوٹ بولتا ہے تو وہ نظریاتی طور پر تو مومن ہے مگر عملی طور پر کافر ہے اس لئے دنیا میں اس کے ساتھ مسلمان والا سلوک کیا جائے گا اور آخرت میں اس سے کافر والا سلوک روا رکھا جائے گا۔ تفسیر کاشف)

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ
جو کوئی اللہ پر ایمان لانے کے بعد کفر کرے سوائے اس صورت کے کہ اسے مجبور کیا جائے

وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ
جبکہ اسکا دل ایمان پر مطمئن ہو (کہ اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے) لیکن جو کشادہ دلی سے

بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ
کفر اختیار کرے (زبان سے کفر کرے اور اسکا دل اس کفر پر رضامند ہو) تو ایسے لوگوں پر

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا
اللہ کا غضب ہے اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے (۱۰۶) یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي
دنیوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی ہے اور اللہ کافروں کو

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ
ہدایت نہیں کیا کرتا (۱۰۷) یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں،

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ
کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی اور یہی لوگ بالکل

هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ
غافل ہیں (۱۰۸) اور یقیناً یہی لوگ آخرت میں نقصان و زیاں

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ
اٹھانیوالے ہیں (۱۰۹) پھر آپ کا پروردگار ان لوگوں کیلئے جنہوں نے (سخت) آزمائش

بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ
میں مبتلا ہونے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور صبر سے کام لیا یقیناً (آپکا) پروردگار

ع ۱۴ ۱۰ ۲۰ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ
ان اعمال کے بعد بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنیوالا ہے (۱۱۰) (اس دن کو یاد کرو) جس دن

نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ
ہر شخص اپنی ذات کی خاطر جھگڑا کرتا ہوا آئے گا اور ہر شخص کو اس کے عمل کا

۳۸۔ ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ ۔الآیہ﴾ تمام مفسرین اسلام کا اتفاق ہے کہ یہ آیت شریفہ تقیہ کے جواز کی صریح دلیل ہے کہ جس شخص کو کلمہ کفر کہنے پر اس طرح مجبور کیا جائے کہ اگر وہ کلمہ کفر نہیں کہے گا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (جس طرح جناب عمارؓ کے والد جناب یاسر اور والدہ جناب سمیہ کو شہید کر دیا گیا تھا) تو اس حالت میں اگر وہ کلمہ کفر زبان سے کہہ دے مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن اور جما ہوا ہو (جیسا کہ عمارؓ نے ایسا کیا تھا) تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کی بیوی اس پر حرام ہوگی۔ (تمام عربی وفارسی اور اردو وغیرہ تفاسیر فریقین)

۳۹۔ ﴿يَوْمَ تَاْتِيْ ۔الآیہ﴾ اس سے قیامت کے دن کی سختی مراد ہے کہ وہ ایسا نفسا نفسی کا دن ہوگا کہ ہر شخص کو صرف اپنی فکر ہوگی کہ کسی طرح اسے نجات مل جائے۔ ہاں البتہ اس سے شفاعت کرنے والی ہستیاں مستثنیٰ متصور ہوں گی۔

مَا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١١١﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ

پورا پورا بدلہ دیا جائیگا اور ان پر (کسی طرح بھی) کوئی ظلم نہیں کیا جائیگا (۱۱۱) اور اللہ نے ایک

مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا

بستی کی مثال بیان کی ہے جو امن و اطمینان سے (آباد) تھی اس کی روزی فراغت

رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ

سے آ رہی تھی پس اسنے کفرانِ نعمت شروع کیا تو اللہ نے اس کے باشندوں کے کرتوتوں

فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا

کی پاداش میں اسے یہ مزا چکھایا کہ بھوک اور خوف کو اس کا اوڑھنا

يَصْنَعُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ

بنا دیا (۱۱۲) اور پھر خود انہی میں سے ایک رسولؐ انکے پاس آیا مگر انہوں نے اسے

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿١١٣﴾

جھٹلا دیا پس عذاب نے انہیں اس حال میں آ پکڑا کہ وہ ظالم تھے (۱۱۳)

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا

(اے لوگو) خدا نے تمہیں جو حلال (اور) پاک و پاکیزہ رزق دیا ہے انہیں سے کھاؤ (پیو) اور اسکے ساتھ

نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿١١٤﴾ اِنَّمَا

ساتھ اللہ کی نعمت کا شکر بھی ادا کرو اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو (۱۱۴) اس نے

حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ

تم پر صرف مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کیا گیا

وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ

ہو حرام کیا ہے پس جو (انکے کھانے پر) مجبور ہو جائے نہ باغی ہو اور نہ حد سے تجاوز

وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٥﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا

کرنیوالا (تو کوئی مضائقہ نہیں) بیشک خدا بڑا بخشنے والا، بڑا مہربان ہے (۱۱۵) (خبردار) تمہاری

لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا

زبانوں پر جو جھوٹی بات آ جائے (اور وہ جھوٹے احکام لگائیں) ان کے

۴۰۔ ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا ۔الآیہ﴾ اس آیت اور اس جیسی کئی دوسری آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کا قانون یہ ہے کہ وہ پہلے انسانوں کو مختلف نعمتوں سے نوازتا ہے اور پھر ان سے ایمان و شکر کا مطالبہ کرتا ہے۔ پس اگر وہ ایسا کریں تو پھر ان نعمتوں میں اضافہ کر دیتا ہے اور اگر وہ کفرانِ نعمت کریں تو پھر صرف یہی نہیں کہ وہ نعمتیں سلب کر لیتا ہے بلکہ مختلف عذابوں میں بھی مبتلا کر دیتا ہے جیسے بھوک اور خوف وغیرہ وغیرہ۔

۴۱۔ ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ ۔الآیہ﴾ کفار نے چونکہ چیزوں کو حلال و حرام بنانے کیلئے اپنے من پسند قوانین مقرر کر رکھے تھے مگر خدا نے واضح فرما دیا ہے کہ کسی چیز کو حلال و حرام قرار دینا اللہ کا کام ہے نہ کہ بندوں کا۔ کیونکہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا بھی دین میں داخل ہے اور دین سازی کا محکمہ خدا کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اس نے یہ کام کسی بھی مخلوق کے سپرد نہیں کیا۔ لہٰذا صرف خدا ہی قانون ساز ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

متعلق نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام! اس طرح تم اللہ پر جھوٹا افترا باندھو گے بیشک جو لوگ

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ

خدا پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پاتے (۱۱۶) اس افتراپردازی کا

قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ

چند روزہ فائدہ ہے (آخرکار) ان کے لئے دردناک عذاب ہے (۱۱۷) اور ہم نے یہودیوں پر

هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ

وہ چیزیں حرام کر دیں جن کا ذکر ہم اس سے پہلے (سورۃ انعام میں) آپؐ سے کر چکے ہیں

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا تھا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے تھے (۱۱۸)

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ

بیشک آپکا پروردگار ان لوگوں کیلئے جو جہالت و نادانی سے برائی کر گزرتے ہیں اور پھر اسکے

تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ

بعد توبہ کر لیتے ہیں اور اپنی اصلاح کر لیتے ہیں یقیناً آپکا پروردگار اسکے بعد بڑا بخشنے

ع ۱۵ ۹ ۲۱ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً

والا، بڑا رحم کرنیوالا ہے (۱۱۹) بیشک ابراہیمؑ (اپنی ذات میں) ایک پوری امت تھے اللہ کے مطیع فرمان

قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ ۙ

تھے (سب سے کٹ کر) یکسوئی سے (خدا کی طرف) مائل تھے اور ہرگز مشرکوں میں سے نہیں تھے (۱۲۰)

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ

وہ اللہ کی نعمتوں کے شکرگزار تھے اللہ نے انہیں منتخب کر لیا تھا اور انہیں سیدھے راستے

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى

پر لگا دیا تھا (۱۲۱) ہم نے انہیں دنیا میں بھی بھلائی دی اور آخرت میں تو

الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ؕ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

وہ صالحین میں سے ہی ہیں (۱۲۲) اے رسولؐ پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ

۴۲۔ ﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ۔ الآیہ﴾ سورہ انعام میں آیت نمبر ۵۵ پر اس قسم کی ایک آیت گزر چکی ہے وہاں توبہ کرنے اور اپنی اصلاح کے طریقہ کار کی وضاحت کی جاچکی ہے اور یہ بھی وہاں واضح کیا جاچکا ہے کہ جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو وہ خواہ عالم ہو یا جاہل وہ بہرحال گناہ کرتے وقت جاہل ہی متصور ہوتا ہے۔

۴۳۔ ﴿ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام اور ملت ابراہیمی عقیدہ توحید اور رد شرک ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ لہٰذا جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ملت ابراہیم پر ہے اور پھر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار نہیں کرتا وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہے نیز اس طرح کفار قریش کو یہ اطمینان دلایا گیا ہے کہ اسلام ملت ابراہیمی کے خلاف کوئی دین نہیں ہے۔

أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ
یکسو ہو کر ابراہیمؑ کی ملت (طریقہ) کی پیروی کریں جو یقیناً
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ
مشرکوں میں سے نہیں تھے (۱۲۳) (باقی رہا) سبت (کے احترام کا معاملہ) تو یہ صرف ان لوگوں پر
اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ
عائد کیا گیا تھا جنہوں نے اسکے بارے میں اختلاف کیا تھا اور اللہ قیامت کے دن انکے درمیان
الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ إِلٰى
فیصلہ کریگا ان باتوں کے بارے میں جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے (۱۲۴) (اے پیغمبرؐ) آپؐ
سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
اپنے پروردگار کے راستے کی طرف (لوگوں) کو بلائیں حکمت اور عمدہ نصیحت
وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ ۭ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ
کیساتھ اور لوگوں سے بہترین انداز میں بحث مباحثہ کریں۔ آپکا پروردگار ہی بہتر جانتا ہے
بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾
کہ اسکے راستہ سے بھٹکا ہوا کون ہے اور وہی بہتر جانتا ہے کہ ہدایت یافتہ کون ہے؟ (۱۲۵)
وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ
اور اگر تم بدلہ لینا چاہو تو اس قدر لو جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہے اور
بِهٖ ۭ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾
اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہتر ہے (۱۲۶)
وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ
اور (اے پیغمبرؐ) آپؐ صبر کیجئے اور آپکا صبر کرنا تو محض اللہ کی توفیق سے ہے اور آپؐ ان
وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ
لوگوں کے حال پر غم نہ کیجئے اور نہ ہی انکی مکاریوں سے دل تنگ ہو جایئے (۱۲۷) بیشک اللہ
ع ۱۶ ۹ ۲۲ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ ع
ان لوگوں کیساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور (جو خلق خدا سے) حسن سلوک کرتے ہیں (۱۲۸)

۴۴۔ ﴿اُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ۔ الآیہ﴾ اس آیت شریفہ میں دعوت اور تبلیغ کے اصول وقواعد بیان کئے گئے ہیں کہ دعوت وارشاد کو موثر اور نتیجہ خیز بنانے کیلئے ان کا مدنظر رکھنا ضروری ہے اور وہ دو ہیں: (۱) حکمت کے ساتھ تبلیغ کرنا یعنی مبلغ اور داعی کو چاہیئے کہ اپنی اور مخاطبین کی حالت کو ملحوظ خاطر رکھ کر، دلنشین انداز میں دلائل کے ساتھ بات کرے کہ انہیں اصل حقیقت کے سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔ (۲) موعظۂ حسنہ یعنی داعی اور مبلغ خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبہ کے تحت پیار ومحبت اور ہمدردی کے لب ولہجہ میں بات کرے تاکہ سامعین اپنی اصلاح کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾۔

۴۵۔ ﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں ایک عالمگیر قانون قدرت کی نشاندہی کی جارہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ تائید ونصرت ان لوگوں کے شامل ہوتی ہے جو تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کرتے ہیں اور جو خلق خدا کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے کو اپنا مقصد زیست قرار دیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ افضل الناس انفع الناس للناس یعنی سب سے افضل وہ ہے جو سب سے بڑھ کر لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔

یہی ہے عبادت یہی دین وایمان
کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انسان

المنزل ۴

آیاتها ۱۱۱ | ۱۷ سُوْرَةُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّةٌ ۵۰ | رکوعاتها ۱۲

سورہ بنی اسرائیل۔ مکی ہے۔ آیات ۱۱۱۔ ۱۲ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الجزء ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ
پاک ہے وہ (خدا) جو اپنے بندہ (خاص) کو رات کے ایک حصہ میں مسجد الحرام
الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ
سے اس مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے گرد و پیش ہم نے برکت دی ہے تاکہ ہم
لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۱﴾
انہیں اپنی (قدرت کی) کچھ نشانیاں دکھائیں بیشک وہ بڑا سننے والا، بڑا دیکھنے والا ہے(۱)
وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْۤ
اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور اسے بنی اسرائیل کیلئے ذریعہ ہدایت بنایا
اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ﴿۲﴾ ؕ ذُرِّیَّةَ
کہ (دیکھو) میرے سوا کسی کو اپنا کارساز نہ بنانا (۲) اے ان لوگوں کی اولاد
مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ﴿۳﴾
جن کو ہم نے نوحؑ کیساتھ (کشتی میں) سوار کر لیا تھا بیشک وہ (نوحؑ) ایک شکرگزار بندہ تھا(۳)
وَقَضَیْنَاۤ اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ
اور ہم نے اس کتاب (تورات) میں بنی اسرائیل کو آگاہ کر دیا تھا کہ تم
فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا ﴿۴﴾ فَاِذَا
ضرور زمین میں دو مرتبہ فساد برپا کرو گے اور بڑی سرکشی کرو گے (۴) چنانچہ جب
جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ
ان دونوں میں سے پہلے وعدہ کا وقت آ گیا تو ہم نے (تمہاری سرکوبی کیلئے) اپنے
اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَکَانَ
کچھ ایسے سخت جنگجو بندے بھیج دیئے جو تمہاری آبادیوں کے اندر گھس گئے اور (خدا) کا

سورہ بنی اسرائیل
(اسراء)

سورہ اسراء کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) معراج کے مقدس واقعہ کا تذکرہ۔ (۲) انسان کے نامہ اعمال کا بیان۔ (۳) جن امور پر انسان کی سعادت وشقاوت کا انحصار ہے ان کا بیان۔ (۴) اللہ کی عبادت کرنے اور والدین سے بھلائی کرنے کا حکم۔ (۵) خرچ کرنے میں میانہ روی کا حکم اور فضول خرچی کی مذمت۔ (۶) فقرہ وفاقہ کے خوف سے قتل اولاد کی ممانعت۔ (۷) زناکاری کی سخت ممانعت۔ (۸) قانون قصاص کا تذکرہ۔ (۹) غیر اللہ کو پکارنے کی ممانعت۔ (۱۰) بروز قیامت اپنے اپنے امامؑ کے ساتھ اٹھائے جانے کا بیان۔ (۱۱) بشریت انبیاء کا فلسفہ۔ (۱۲) اوقات نماز اور اس میں جہر واخفاف کرنے کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

خلاصۃ التفاسیر

۱۔ ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی۔ الآیہ﴾ اس سورہ کی پہلی آیت میں اسلام کے اس مشہور اور مسلم واقعہ کا اجمالی تذکرہ کیا جارہا ہے جسے واقعہ معراج کہا جاتا ہے جو جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتیازی معجزہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی جسم وروح کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوکر عالم امکان کی آخری حد یعنی انتہائی دور اور اونچی جائے سجدہ تک تشریف لے گئے جسے "مقام قاب قوسین" کہا جاتا ہے کہ خداوند عالم زمینی آیات الٰہیہ کے ساتھ ساتھ آپ کو آسمانی آیات الٰہیہ اور عجائبات قدرت کا بھی بچشم خود مشاہدہ کرائے تاکہ عالمین کا ہادی جن باتوں پر لوگوں کو ایمان بالغیب لانے کا حکم دیتا ہے ان پر ان کا اپنا ایمان بالشہود ہوجائے اور ان کا ایمان باقی سب لوگوں سے ممیز ہوجائے۔ ظاہر ہے کہ یہ معراج جسمانی تھی۔ نہ کہ روحانی اور بیداری کی حالت میں تھی نہ کہ خواب میں۔ اس

وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۞٥ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ

وعدہ پورا ہو کر رہا (۵) اور ہم نے گردش زمانہ کو تمہارے حق میں دشمن کےخلاف

وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ

کر دیا (تمہیں ان پر غلبہ دے دیا) اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کی اور تمہیں

نَفِيْرًا ۞٦ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ قف

کثیر التعداد بنا دیا (۶) (دیکھو) اگر تم اچھے کام کرو گے تو اپنے لئے ہی کرو گے اور اگر برے کام کرو

وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ

گے تو وہ بھی اپنے لئے کرو گے پس جب دوسرا وعدہ آ گیا (تو ہم نے اور بندوں کو مسلط کر دیا)

لِيَسٗۗـــُٔوْا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا

تا کہ تمہارے چہروں کو بگاڑ دیں اور مسجد (بیت المقدس) میں اسی طرح (جبراً) داخل ہو جائیں جس طرح

دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۞٧

پہلی بار (حملہ آور) داخل ہوئے تھے اور تا کہ جس جس چیز پر وہ قابو پائیں اسے تباہ و برباد کر دیں (۷)

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وقف لازم

ہو سکتا ہے کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم فرمائے اور اگر تم پھر (فساد و سرکشی کی طرف) لوٹے تو پھر ہم بھی

وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۞٨ اِنَّ هٰذَا

اسی طرح لوٹیں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا دیا ہے (۸) یقیناً یہ قرآن اس

الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِىَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

راستہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے اور خوشخبری دیتا ہے ان

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۞٩ۙ

اہل ایمان کو جو نیک عمل کرتے ہیں کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے (۹)

وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ

اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لئے ہم نے دردناک

عَذَابًا اَلِيْمًا ۞١٠ۧ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاۗءَهٗ ع ۱

عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۰) اور انسان برائی کی دعا اسی طرح کرتا ہے جس طرح اچھائی کی

مقدس واقعہ کی دوسری تمام تفصیلات اور اس واقعہ پر ہونے والے جملہ شکوک و شبہات اور ان کے جوابات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع فرمائیں۔

۲۔﴿وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ۔ الآیہ﴾ اس آیت کا ایک مفہوم یہ ہے کہ عام انسان چونکہ اپنے محدود علم و عقل کی بنا پر خیر و شر اور بھلائی و برائی میں امتیاز نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ بعض اوقات ایک ایسی چیز کا سوال کر بیٹھتا ہے جو اس کیلئے مضر ہوتی ہے۔ اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ بعض اوقات انسان اپنے حالات اور درپیش واقعات سے دل برداشتہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے وہ چیز بھی مانگنے لگتا ہے جسے وہ خود بھی غلط سمجھتا ہے جیسے اپنی یا اپنے عزیزوں کی موت۔ کیونکہ انسان جلدباز ہے۔ مگر خدائے مہربان اسے قبول نہیں کرتا۔

بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ

دعا کرتا ہے (دراصل) انسان بڑا ہی جلد باز ہے (۱۱) اور ہم نے رات اور دن کو

وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ

(اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا ہے سو ہم نے رات کی نشانی کو دھندلا بنایا اور

النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ

دن کی نشانی کو روشن بنایا تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل و کرم (رزق) تلاش کرو اور

وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ

تاکہ برسوں کی گنتی اور (ہر طرح کا) حساب معلوم کرسکو اور ہم نے ہر (ضروری) چیز کو تفصیل سے بیان کر دیا

تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَ

ہے (۱۲) اور ہم نے ہر انسان کا (نامہ) عمل اس کی گردن میں ڈال دیا ہے اور قیامت کے دن ہم ایک

نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ

کتاب (نوشتہ) نکالیں گے جسے وہ اپنے سامنے کھلا ہوا پائے گا (۱۳) (ہم حکم دیں گے کہ) اپنا

كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ ۭ مَنِ

نامہ عمل پڑھ آج تو خود ہی اپنے حساب کیلئے کافی ہے (۱۴) جو راہ راست اختیار کرتا ہے

اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا

وہ اپنے فائدہ کیلئے ہی کرتا ہے اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر ہے اور کوئی

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا

بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگا اور ہم اس وقت تک عذاب نازل نہیں کرتے جب تک

كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَآ اَرَدْنَآ

(اتمام حجت کی خاطر) کوئی رسول نہیں بھیج دیتے (۱۵) اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو ہم وہاں

اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا

کے خوشحال لوگوں کو (انبیاء کے ذریعہ سے اپنی اطاعت کا) حکم دیتے ہیں اور وہ (اطاعت کی بجائے) نافرمانی

فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ

کرنے لگتے ہیں تب اس پر (عذاب کی) بات ثابت ہو جاتی ہے اور ہم اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں (۱۶) اور

۳۔ ﴿وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ۔ الآیہ﴾ طائر سے مجازاً نامہ اعمال مراد ہے اور اس کا گلے میں ڈالنا استعارہ ہے کہ بطور طوق اس کے گلے میں پڑا ہوا ہے یعنی نیکی و بدعملی کی ذمہ داری اس کی گردن پر ہے جس سے اس نے عہدہ برآ ہونا ہے۔

۴۔ ﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ۔ الآیہ﴾ ابھی اوپر انسان کے نامہ اعمال کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ انسان اپنی زندگی میں جو بھی نیکی و بدی کرتا ہے اور اس کے صحیفہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہے اور اس کی موت پر اسے بند کرکے رکھ دیا جاتا ہے پھر قیامت کے دن اسے انسان کے دائیں یا بائیں ہاتھ دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ آج نامہ اعمال خود پڑھتا جا اور اپنا فیصلہ خود کرتا جا کہ اپنے اعمال کی روشنی میں تو جنت میں جانے کا حقدار ہے یا جہنم میں داخل ہونے کا سزاوار؟ مروی ہے کہ اس وقت وہ شخص بھی پڑھ سکے گا جو دنیا میں لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا۔ (مجمع البیان)

۵۔ ﴿وَاِذَآ اَرَدْنَآ۔ الآیہ﴾ عموماً قوموں کی تباہی و بربادی کا سبب اس کے مترفین و عیش پرست سرمایہ دار یعنی مراعات یافتہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی بدکرداری سے خدا کے عذاب کو دعوت دیتے ہیں اور دوسرے عام اہل دیہہ پر نزول عذاب کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ وہ اس طبقہ کے خلاف آواز بلند نہیں کرتے بلکہ الٹا اس کا احترام کرتے ہیں تو اس طرح بالواسطہ وہ بھی ان کے جرائم میں شریک ہوجاتے ہیں۔

أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ

ہم نے نوحؑ کے بعد کتنی ہی قوموں کو (انکے گناہوں کی پاداش میں) ہلاک کیا اور آپکا پروردگار اپنے بندوں

بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿١٧﴾ مَنْ كَانَ يُرِيدُ

کے گناہوں سے باخبر ہونے اور دیکھنے کی حیثیت سے کافی ہے (۱۷) جو کوئی دنیا کا خواہشمند ہو تو ہم

الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ

جسے جتنا دینا چاہتے ہیں اسی (دنیا) میں جلدی دے دیتے ہیں پھر اس کے لئے دوزخ قرار دیتے ہیں

جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا ﴿١٨﴾

جس میں وہ ملامت زدہ اور راندہ ہوا داخل ہو گا (اور اسے تاپے گا) (۱۸) اور جو کوئی آخرت کا

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

طلبگار ہوتا ہے اور اس کے لئے ایسی کوشش بھی کرے جیسی کہ کرنی چاہیے درآنحالیکہ وہ مومن بھی ہو

فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ﴿١٩﴾ كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ

تو یہ وہ ہیں جن کی کوشش مشکور ہو گی (۱۹) ہم ہر ایک کی امداد کرتے ہیں ان کی بھی اور

وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ

انکی بھی آپکے پروردگار کی عطا و بخشش سے اور آپ کے پروردگار کی عطا کسی پر بند

مَحْظُورًا ﴿٢٠﴾ انْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ

نہیں ہے (۲۰) (دیکھو) ہم نے (یہاں) کس طرح بعض لوگوں کو بعض پر فضیلت دی ہے اور

بَعْضٍ ۚ وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا ﴿٢١﴾

آخرت تو درجات کے اعتبار سے بہت بڑی ہے اور فضیلت کے لحاظ سے بھی بہت بڑی ہے (۲۱)

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا

اللہ کیساتھ کوئی الٰہ (معبود) نہ ٹھہراؤ۔ ورنہ ملامت زدہ ہو کر اور بے یار و مددگار ہو کر

مَخْذُولًا ﴿٢٢﴾ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ع ۲

بیٹھے رہو گے (۲۲) اور آپکے پروردگار نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اسکے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ

اور ماں باپ کیساتھ بھلائی کرو اگر تمہارے پاس ان میں سے ایک یا دونوں

۶۔ ﴿لَا تَجْعَلْ مَعَ اللهِ۔ الآیہ﴾ اگرچہ بظاہر یہ خطاب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے مگر مراد آپ کی امت ہے یا پھر یہاں ہر شخص مخاطب ہے۔ (تفسیر قمی) مطلب بالکل واضح ہے کہ خدا کو اس کی ذات، صفات، افعال اور عبادت میں واحد لاشریک مانو کیونکہ ان چاروں چیزوں میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

۷۔ ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ۔ الآیہ﴾ ماں باپ کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنے کی اہمیت اس سے بڑھ کر اور کس طرح اجاگر کی جا سکتی ہے کہ خدائے حکیم نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے ساتھ اپنے والدین سے بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسی بنا پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خدا کی عبادت تو کرے مگر والدین کے ساتھ نیک سلوک نہ کرے تو اس کی عبادت قبول نہیں ہے۔
(خصال شیخ صدوق)

أَحَدُهُمَآ أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلَا

بڑھاپے تک پہنچ جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو

تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ

اور ان سے احترام کے ساتھ بات کرو (۲۳) اور ان کے سامنے مہر و مہربانی

لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ

کیساتھ انکساری کا پہلو جھکائے رکھو اور کہو اے پروردگار تو ان دونوں پر اسی طرح رحم وکرم فرما جس طرح

ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾ رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا

انہوں نے میرے بچپنے میں مجھے پالا (اور میری پرورش کی) (۲۴) تمہارا پروردگار بہتر جانتا ہے

فِي نُفُوسِكُمْ ۚ إِن تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ

جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اگر تم صالح اور نیک کردار ہوئے تو وہ توبہ و انابہ کرنے والوں

لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا ﴿٢٥﴾ وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ

کیلئے بڑا ہی بخشنے والا ہے (۲۵) اور (دیکھو) قریبی رشتہ دار کو اس کا حق

وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ﴿٢٦﴾

دے دو اور مسکین و مسافر کو بھی اور (خبردار) فضول خرچی نہ کرو (۲۶)

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ

بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں اور شیطان اپنے

الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿٢٧﴾ وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ

پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے (۲۷) اور اگر تمہیں ان لوگوں سے پہلو تہی کرنی پڑے اس انتظار میں

ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا

کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے رحمت (کشائش) آئے جسکے تم امیدوار ہو تو ان سے نرم انداز

مَّيْسُورًا ﴿٢٨﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ

میں بات کرو (۲۸) اور (دیکھو) نہ تو اپنا ہاتھ اپنی گردن سے باندھ لو اور نہ ہی اسے

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا

بالکل کھول دو کہ (ایسا کرنے سے) ملامت زدہ (اور) تہی دست ہو کر بیٹھ

۸۔ ﴿وَلَا تُبَذِّرْ ۔الآیہ﴾ خدائے علیم و حکیم نے برمحل مال خرچ کرنے کا حکیمانہ حکم دینے کے بعد بے جا مال خرچ کرنے کی ممانعت فرمائی ہے اور ہر معاملہ کی طرح یہاں بھی میانہ روی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسراف اور تبذیر میں تھوڑا سا باریک فرق ہے۔ جہاں روپیہ پیسہ عقلاً و شرعاً خرچ کرنا چاہیئے جیسے خورد و نوش اور خوشی و غمی وغیرہ وہاں حد اعتدال سے زیادہ خرچ کرنے کا نام اسراف ہے اور جہاں رقم خرچ کرنا عقلاً اور شرعاً ممنوع ہو جیسے زناکاری، شراب خواری اور بدکاری وغیرہ وہاں بے جا روپیہ خرچ کرنے کا نام تبذیر ہے جو کہ اسراف اور فضول خرچی سے بدتر ہے اور حرام ہے۔

۹۔ ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ ۔الآیہ﴾ اسلام کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ وہ دینی اور دنیوی زندگی میں یعنی عقیدہ و عمل ہو یا اخلاق و اطوار ہوں غنا ہو یا فقر اور شادی ہو یا غم الغرض وہ زندگی کے ہر شعبہ میں افراط و تفریط سے دامن بچانے اور اعتدال و میانہ روی کا دامن تھامنے کی انسان کو تلقین کرتا ہے اور کسی صورت میں بھی اعتدال کا دامن چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتا۔

چنانچہ وہ انفاق فی سبیل اللہ کے بارے میں بھی اسی اصول کے مطابق اعتدال کا حکم دیتا ہے کہ نہ تو بالکل اپنے ہاتھ کو اپنی گردن میں باندھ لو کہ اس طرح کنجوس بن جاؤ کہ جہاں پیسہ خرچ کرنا چاہیے وہاں بھی خرچ نہ کرو اور نہ ہی اس طرح ہاتھ کھول دو کہ جو کچھ پاس ہے وہ سب کچھ خرچ کر دو اور خود ملامت زدہ اور تہی دست ہو کر بیٹھ جاؤ۔ بس خیر الامور اوسطھا پر عمل کرو۔

مَحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ
جاؤ گے (۲۹) تمہارا پروردگار جس کی کی چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جسکی چاہتا ہے
وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۢ بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَلَا
۳ ع ۸ ۳
تنگ کر دیتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کے حال سے بڑا باخبر ہے اور بڑا نگاہ رکھنے والا ہے (۳۰) اور فقرو
تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ
فاقہ کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم ہی انہیں اور تمہیں روزی دیتے ہیں
وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا
بیشک انہیں قتل کرنا بڑا جرم ہے (۳۱) اور زناکاری کے قریب بھی نہ جاؤ
تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾
یقیناً وہ بہت بڑی بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے (۳۲)
وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ
اور جس جان کا مارنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسکو قتل نہ کرو۔ مگر حق کیساتھ اور جو شخص ناحق قتل کیا جائے
وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا
تو ہم نے اس کے وارث کو (قصاص کا) اختیار دے دیا ہے پس چاہیے کہ وہ قتل میں
فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا
حد سے آگے نہ بڑھے ضرور اس کی مدد کی جائے گی (۳۳) اور یتیم کے مال
تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى
کے قریب بھی نہ جاؤ سوائے احسن طریقہ کے یہاں تک کہ وہ پختگی کے سن و سال (جوانی)
يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۖ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ
تک پہنچ جائے اور (اپنے عہد) کو پورا کرو بیشک عہد کے بارے میں تم سے بازپرس
مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا
کی جائے گی (۳۴) اور جب ناپو تولو تو ناپ پوری پوری رکھا کرو اور جب تولو
بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ
تو صحیح ترازو سے تولو یہی بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہت

۱۰؎ ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ ۔الآیہ﴾
جاہلی دور میں یہ رسم جاری تھی کہ لوگ فقرو فاقہ کے خوف سے اولاد کو قتل کر دیتے تھے تو خالق و رازق نے اس کی ممانعت فرمائی کہ ایسا نہ کرو۔ نہ تم اولاد کے خالق ہو اور نہ رازق۔ یہ کام خدا کا ہے جو پیدا بھی کرتا ہے اور روزی بھی دیتا ہے۔ سورہ انعام میں اس موضوع پر گفتگو ہو چکی ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج اس مہذب و متمدن دور میں ایک اور طریقہ سے بندش اولاد کا سلسلہ جاری ہے جسے برتھ کنٹرول کہا جاتا ہے کہ زمین میں اب افزائش نسل کی گنجائش نہیں ہے حالانکہ یہ کام خالق و رازق کے متعلق ہے کہ زمین میں کتنے افراد کی گنجائش ہے اور وہ کتنے لوگوں کو روزی دے سکتا ہے؟

۱۱؎ ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى ۔الآیہ﴾ زناکاری وہ بدکاری ہے جسے قرآن نے "فَاحِشَةً" (بہت بڑی بے حیائی) اور "وَسَآءَ سَبِيْلًا" (بہت بڑا برا راستہ) قرار دیتے ہوئے اس کے قریب جانے سے بھی قرآن نے مناہی فرمائی ہے۔ یعنی زناکاری کے ان مقدمات کے نزدیک بھی نہ جاؤ جن سے اس گھناؤنے گناہ کی دل و دماغ میں تحریک پیدا ہوتی ہے جیسے گناہ بد، مرد و زن کا باہمی اختلاط اور دست درازی و بوس و کنار وغیرہ وغیرہ اس جرم شنیع کے برے نتائج وعواقب اس قدر زیادہ ہیں کہ جن کا احصاء مشکل ہے۔

تَاْوِيْلًا ﴿٣٥﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ

اچھا ہے (۳۵) اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے پیچھے نہ پڑو یقیناً

السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ

کان، آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں (تم سے) باز پرس کی

مَسْـُٔوْلًا ﴿٣٦﴾ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ

جائے گی (۳۶) اور زمین میں اکڑتے ہوئے نہ چلو کیونکہ تم (اس طرح چلنے سے) نہ

لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿٣٧﴾

زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ لمبائی میں پہاڑوں تک پہنچ سکتے ہو (۳۷)

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿٣٨﴾

ان سب باتوں میں سے ہر بری بات اللہ کو سخت ناپسند ہے (۳۸)

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا

یہ سب باتیں حکمت اور دانائی کی ان باتوں میں سے ہیں جو آپکے پروردگار کی طرف سے آپ پر وحی کی گئی

تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا

ہے اللہ کیساتھ کوئی دوسرا الٰہ (خدا) قرار نہ دو ورنہ اس حال میں جہنم میں ڈالو جاؤ گے کہ تم ملامت زدہ اور

مَّدْحُوْرًا ﴿٣٩﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ

راندہ بارگاہ ہو گے (۳۹) کیا تمہارے پروردگار نے تمہیں تو بیٹوں کیلئے منتخب کر لیا اور خود اپنے

ع۴ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾ ع

لئے فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا؟ اس میں شک نہیں ہے کہ تم بڑی سخت بات کہتے ہو (۴۰)

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا

اور بیشک ہم نے (مطالب حقہ کو) اس قرآن میں مختلف انداز میں بار بار بیان کیا ہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں مگر

يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿٤١﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا

(اس تکرار) نے انکی نفرت میں اضافہ کیا ہے (۴۱) (اے پیغمبرؐ!) آپ کہہ دیجئے کہ اگر اس (خدا) کیساتھ اور خدا بھی

يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿٤٢﴾

ہوتے جیسا کہ یہ (کافر) کہتے ہیں تو وہ ضرور مالک عرش تک پہنچنے کا کوئی راستہ تلاش کرتے (اور مقابلہ تک نوبت پہنچ جاتی) (۴۲)

۱۲۔ ﴿وَلَا تَقْفُ۔ الآیہ﴾ قفو کے معنی کسی کے نقش پا کی پیروی کرنے کے ہیں۔ بنابریں اس آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ عقائد ہوں یا اعمال، دونوں میں بالعموم اور اصول عقائد میں بالخصوص علم ویقین کی پیروی کرنی چاہیے۔ ظن وتخمین کی پیروی جائز نہیں ہے۔

۱۳۔ ﴿ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰى۔ الآیہ﴾ اوپر جو احکام بیان کئے گئے ہیں اور مثبت ومنفی رنگ میں جو ہدایات دی گئی ہیں یہ اس خدائی حکمت کا حصہ ہیں جو خدا نے وحی کے ذریعہ سے آپ کی طرف بھیجی ہیں جن کی عقل و فطرت اور شریعت میں بنیادیں بڑی مضبوط ہیں اور بلا وجہ بھی نہیں بلکہ ان سے نادر اور بڑی حکیمانہ مصلحتیں کارفرما ہیں۔ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ان ہدایات کا آغاز بھی توحید سے ہوا تھا اور اختتام بھی توحید ہو رہا ہے ہوالاول ہوالآخر گویا کہ تمام اسلامی تعلیمات وہدایات کا مرکزی نقطہ مسئلہ توحید ہے۔

۱۴۔ ﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا۔ الآیہ﴾ تصریف کے معنی گردش دینے کے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ خدا کی توحید ہو یا دوسرے قرآنی مطالب حقہ خدائے حکیم انہیں اس طرح بار بار مختلف اندازوں اور متعدد اسلوبوں سے بیان کرتا ہے کہیں دلیل و برہان سے اور کہیں قانون فطرت کو حرکت میں لا کے، کہیں بشارت ونذارت سے اور کہیں وعدہ وعید سے تا کہ ہر قسم کا آدمی ان باتوں کو سمجھ سکے بشرطیکہ وہ ضد اور تعصب کا دامن چھوڑ کر ان حقائق میں غور وفکر کرے۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ
وہ پاک ہے اور کہیں برتر و بالا ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ کہتے ہیں(۴۳) ساتوں
السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ
آسمان اور زمین اور جو کوئی بھی ان میں موجود ہیں اس کی تسبیح کرتے ہیں
شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ
اور کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو حمد کیساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو۔لیکن تم انکی تسبیح
تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ
کو سمجھتے نہیں ہو بیشک وہ بڑا بردبار، بڑا بخشنے والا ہے (۴۴) (اے پیغمبرؐ!)
الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
جب آپؐ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپکے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر
بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
ایمان نہیں رکھتے ایک پوشیدہ پردہ ڈال دیتے ہیں (۴۵) اور (انکے پیہم انکار کی وجہ سے گویا)
اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ
ہم نے انکے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں تاکہ وہ اسے نہ سمجھیں اور کانوں میں گرانی (پیدا کردیتے ہیں)
رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾
اور جب آپؐ قرآن میں اپنے واحد و یکتا پروردگار کا ذکر کرتے ہیں تو وہ لوگ نفرت کرتے ہوئے
نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ
پچھلے پاؤں پلٹ جاتے ہیں (۴۶) ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ غور سے کیا سنتے ہیں؟ جب یہ
اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰۤى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ
آپکی طرف کان لگاتے ہیں اور (ہم خوب جانتے ہیں) جب یہ ظالم سرگوشیاں
تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ
کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم تو ایک سحرزدہ آدمی کی پیروی کر رہے ہو(۴۷) دیکھئے یہ
ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
کیسی کیسی مثالیں آپ کے لئے بناتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ایسے گمراہ ہو گئے ہیں کہ

۱۵۔﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ ۔ الآیہ﴾ ساتوں آسمان اور زمین اور جوکوئی ان کے درمیان موجود ہیں خدا کی تسبیح کرتے ہیں عربی زبان میں "من" عموماً ذوی العقول کے لیے آتا ہے جبکہ "ما" بالعموم غیر ذوی العقول کیلئے استعمال ہے۔ اس طرح خداوند عالم نے پہلے تو یہ فرمایا کہ آسمان و زمین میں جس قدر ذوی العقول ہستیاں موجود ہیں وہ سب اس کی تسبیح کرتی ہیں پھر فرمایا وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ کائنات کی کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو اس کی تسبیح خواں نہ ہو۔ اب یہ الگ بات ہے کہ کسی مخلوق کی تسبیح تو تشریعی واختیاری ہے جو محسوس بھی ہوتی ہے اور عقل وشعور میں آتی ہے یعنی زبان مقال سے ہے جیسے اہل ایمان جن و انس اور ملائکہ کی تسبیح اور کسی مخلوق کی تسبیح تکوینی و اضطراری ہے یعنی زبان حال سے ہے جو ہمیں محسوس نہیں ہوتی اور نہ ہمارے شعور میں آتی ہے یعنی کائنات ہستی کی ہر چیز اپنے وجود سے اپنے صانع و خالق کی وحدانیت و یکتائی اور اس کی کمال صنعت گری کی ناقابل رد دلیل اور تصویر ہے اور تصویر سے بڑھ کر کس کی زبان اپنے مصور کی کمال صنعت کا اعلان کرسکتی ہے اس لئے فرمایا "وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ"

۱۶۔﴿وَاِذَا ذَكَرْتَ۔الآیہ﴾ مشرکین عرب خدا کی ہستی کے منکر نہیں تھے وہ اسلامی توحید کے منکر تھے۔ لہٰذا جب پیغمبر اسلام ﷺ توحید کو ثابت کرتے اور شرک کی تردید کرتے تو مشرکین الٹے پاؤں لوٹ جاتے اور کہتے ﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا﴾ یہ کیا عجیب بات ہے کہ اس (رسول) نے سب معبودوں کو ایک معبود بنا دیا ہے؟

سَبِيْلًا ﴿٤٨﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا

راستہ پا ہی نہیں سکتے (۴۸) اور وہ کہتے ہیں کہ جب ہم (مر کر) ہڈیاں اور چورا ہو

لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿٤٩﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً

جائیں گے تو کیا ازسر نو پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے؟ (۴۹) کہہ دیجئے!

اَوْ حَدِيْدًا ﴿٥٠﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ

کہ تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا (۵۰) یا کوئی اور ایسی چیز (جسکا دوبارہ پیدا ہونا) تمہارے

فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ

خیال میں بڑا (مشکل) ہو (بہرحال تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائیگا) وہ (یہ سنکر) ضرور

اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ

کہیں گے کہ کون ہمیں دوبارہ (زندہ کر کے) لائیگا؟ کہہ دیجئے! وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا

مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿٥١﴾ يَوْمَ

پس وہ اپنے سر جھکا کر کہیں گے کہ کب ایسا ہوگا؟ کہہ دیجئے! کہ شاید بالکل قریب ہو (۵۱) وہی دن کہ جب

يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ

(خدا) تمہیں بلائیگا تو تم اسکی حمد کیساتھ لبیک کہو گے اور خیال کرو گے تم بہت تھوڑی مدت (عالم برزخ

لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٥٢﴾ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا ع ۵

میں) رہے ہو (۵۲) (اے رسولؐ) میرے بندوں سے کہہ دو کہ وہ (لوگوں سے) ایسی بات

الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ

کریں جو بہترین ہو۔ بیشک شیطان ان کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔ یقیناً شیطان

الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿٥٣﴾ رَبُّكُمْ

انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے (۵۳) تمہارا پروردگار تمہیں خوب جانتا ہے

اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ

وہ اگر چاہے تو تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تو تمہیں سزا دے۔ (اے رسولؐ) ہم نے آپکو

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿٥٤﴾ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ

ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا (۵۴) آپکا پروردگار خوب جانتا ہے انکو جو آسمانوں

۱۷۔ ﴿قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً۔ الآیہ﴾ منکرین قیامت کا قیامت کے برحق ہونے میں جو بودا ایراد تھا وہ یہ تھا کہ جب ہم مر کر گل سڑ جائیں گے اور بالکل چورہ ہو جائیں گے تو کس طرح ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ قرآن مجید نے ہمیشہ اس کا یہ مختصر مگر محققانہ جواب دیا ہے کہ جس طرح خدا پہلے پیدا کرنے پر قادر تھا وہی اب بھی دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے! تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا یا کوئی اور ایسی چیز، بہرحال تمہیں دوبارہ ضرور زندہ کیا جائے گا۔ اور پھر تمہیں جزا یا سزا دی جائے گی۔

۱۸۔ ﴿وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا۔ الآیہ﴾ چونکہ کفار و مشرکین پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عام مسلمانوں سے بدتمیزی کرتے تھے اور گستاخانہ لب ولہجہ میں گفتگو کرتے تھے لہٰذا اندیشہ تھا کہ کہیں مسلمان بھی علاج بالمثل کرتے ہوئے ان کے ساتھ اسی لہجہ میں گفتگو نہ کریں اور اس طرح شیطان اشتعال انگیزی کر کے سارا کام خراب نہ کر دے اس لئے مسلمانوں کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ وہ ان لوگوں کی روش سے متاثر نہ ہوں اور ہمیشہ ان سے وہی بات کریں جو بہترین ہو۔

بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ

اور زمین میں ہے اور ہم نے بعض بندوں کو بعض پر فضیلت دی ہے

النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾ قُلِ

اور ہم نے داوٗدؑ کو زبور عطا کی (۵۵) (اے رسولؐ) ان لوگوں سے کہہ دو

ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ

کہ جنہیں تم اللہ کے سوا (کارساز) سمجھتے ہو ذرا انہیں پکار کر دیکھو۔ وہ نہ تو تم سے تکلیف

كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ

دور کر سکتے ہیں اور نہ ہی (اسے) بدل سکتے ہیں (۵۶) جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ

وہ تو خود اپنے پروردگار کی بارگاہ میں وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ کون زیادہ

اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ

قرب رکھنے والا ہے؟ اور وہ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اسکے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

بیشک تمہارے پروردگار کا عذاب ڈرنے کے قابل ہے (۵۷) کوئی بستی ایسی

اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ

نہیں ہے جسے ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کر دیں یا سخت عذاب

مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ

میں مبتلا کر دیں یہ بات کتاب (نوشتہ تقدیر) میں لکھی

مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ

ہوئی ہے (۵۸) اور (منکرین کی مطلوبہ) نشانیاں بھیجنے سے ہمیں کسی چیز نے نہیں روکا۔

اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ

مگر اس بات نے کہ پہلے لوگ انہیں جھٹلا چکے ہیں۔ اور ہم نے قوم ثمود کو ایک (خاص) اونٹنی دی

مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا

جو کہ روشن نشانی تھی۔ تو انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم نشانیاں صرف ڈرانے کیلئے

۱۹۔ ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ ۔ الآیہ﴾ بڑے بلیغانہ اور حکیمانہ انداز میں مزعومہ شرکاء کی شرکت پر کاری ضرب لگائی جا رہی ہے کہ تم جن معبودوں، فریادرسوں اور مشکل کشاؤں کو مانتے ہو ان کو پکار کر دیکھو وہ نہ تمہاری تکلیف اور دکھ کو دور کر سکتے ہیں اور نہ ہی اسے کسی اور کی طرف پھیر سکتے ہیں بلکہ جن کو تم اپنا کارساز اور حاجت روا سمجھتے ہو وہ تو خود خدا کی بارگاہ تک رسائی پانے اور زیادہ تقرب حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کر رہے ہیں اور اس کی بندگی کا وظیفہ ادا کر رہے ہیں اور اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے خائف و ترساں ہیں۔ پھر وہ تمہارے حاجت روا اور سمیع الدعا کس طرح قرار پا سکتے ہیں؟

۲۰۔ ﴿وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ ۔ الآیہ﴾ چونکہ کفار و مشرکین بارگاہ رسالت میں نت نئے معجزات پیش کرنے کی خواہش ظاہر کرتے تھے کہ اگر آپ یہ معجزہ دکھا دیں وہ معجزہ دکھا دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اس آیت میں خدا کے اس قانون کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ جو قومیں اپنا مطلوبہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتیں تو پھر انہیں نیست و نابود کر دیا جاتا ہے جیسا کہ ناقہ صالح علیہ السلام کے وقت ایسا ہو چکا ہے۔ بنابریں یہ خدا کی ذات سراپا رحمت ہے کہ ان لوگوں کا کوئی مطلوبہ معجزہ ظاہر نہیں کر رہا۔ کیونکہ وہ انہیں ابدی ہلاکت سے بچا کر سوچنے سمجھنے اور سنبھلنے کی مہلت دے رہا ہے۔

تَخۡوِيفًا ﴿٥٩﴾ وَإِذۡ قُلۡنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ

بھیجتے ہیں (۵۹) (اے رسولؐ وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے آپؐ سے کہا تھا کہ آپکے

وَمَا جَعَلۡنَا الرُّءۡيَا الَّتِيٓ أَرَيۡنٰكَ إِلَّا فِتۡنَةً

پروردگار نے لوگوں کو گھیرے میں لے لیا ہے اور جو منظر ہم نے آپکو دکھایا تھا۔

لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الۡمَلۡعُونَةَ فِي الۡقُرۡاٰنِ ۚ وَ

اسکو اور اس درخت کو جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے، ہم نے لوگوں کیلئے آزمائش کا ذریعہ

ع ۸ ۶ نُخَوِّفُهُمۡ ۙ فَمَا يَزِيدُهُمۡ إِلَّا طُغۡيَانًا كَبِيرًا ﴿٦٠﴾ وَإِذۡ

بنایا ہے اور ہم انہیں ڈراتے ہیں مگر یہ ڈرانا انکی سرکشی میں اضافہ ہی کر رہا ہے (۶۰) (وہ وقت یاد کرو)

قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوٓا إِلَّآ

جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا آدمؑ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ تو سب نے سجدہ کیا سوائے

إِبۡلِيسَ ۗ قَالَ ءَأَسۡجُدُ لِمَنۡ خَلَقۡتَ طِينًا ﴿٦١﴾ قَالَ

ابلیس کے۔ اس نے کہا کیا میں اسکو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے؟ (۶۱) نیز اس نے کہا

أَرَءَيۡتَكَ هٰذَا الَّذِي كَرَّمۡتَ عَلَيَّ ۫ لَئِنۡ أَخَّرۡتَنِ

بھلا مجھے بتا تو سہی یہ شخص جسکو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے (آخر کیوں افضل ہے) اگر تو مجھے

إِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ لَأَحۡتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٢﴾

قیامت کے دن تک مہلت دیدے تو میں چند افراد کے سوا اسکی پوری اولاد کی بیخ کنی کر ڈالونگا (۶۲)

قَالَ اذۡهَبۡ فَمَنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ فَإِنَّ جَهَنَّمَ

ارشاد ہوا چل نکل جا! ان میں سے جو کوئی بھی تیری پیروی کریگا تو بیشک جہنم

جَزَآؤُكُمۡ جَزَآءً مَّوۡفُورًا ﴿٦٣﴾ وَاسۡتَفۡزِزۡ مَنِ

تم سب کی پوری پوری سزا ہے (۶۳) اور ان میں سے جس پر تیرا قابو چلتا ہے

اسۡتَطَعۡتَ مِنۡهُمۡ بِصَوۡتِكَ وَأَجۡلِبۡ عَلَيۡهِمۡ

اپنی پکار سے اسے ورغلا اور ان پر اپنے سواروں اور پیادوں سے چڑھائی کر

بِخَيۡلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكۡهُمۡ فِي الۡأَمۡوَالِ وَالۡأَوۡلَادِ

اور ان کے مالوں اور اولاد میں شریک ہو جا۔ اور ان سے وعدے کر۔ اور شیطان تو

۲۱۔ ﴿وَمَا جَعَلۡنَا الرُّءۡيَا۔ الآیہ﴾ اس خواب سے کیا مراد ہے؟ ہمارے ہاں مشہور یہ ہے اور بعض برادران اسلامی نے بھی یہی لکھا ہے کہ اس سے مراد بنی امیہ ہیں چنانچہ فخرالدین رازی نے ابن عباس اور ابن المسیب سے اور صاحب تفسیر محیط نے سہل بن سعد سے اور بخاری شریف کتاب الفتن میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا میری امت کی ہلاکت قریش کے چند بے وقوف نوجوانوں کے ہاتھوں پر ہوگی۔ فاضل سیوطی نے اپنی تفسیر درمنثور ج ۵ صفحہ ۱۹۱ طبع مصر اس مضمون کی متعدد روایتیں درج کی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا تھا کہ بنی امیہ آپ کے منبر پر بندروں کی طرح اچھل کود کر رہے ہیں جس سے آپ کو صدمہ پہنچا۔ اسی طرح شجرہ ملعونہ سے بھی بنی امیہ مراد ہیں۔

۲۲۔ ﴿وَاسۡتَفۡزِزۡ مَنِ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں شیطان کے جملہ حربوں کا ذکر کیا گیا ہے: (۱) آواز کے ذریعہ پروپیگنڈہ۔ (۲) طاقت کے ذریعہ سریع الحرکہ فوج۔ (۳) اموال کے ذریعہ اقتصادی بدنظمی (۴) اولاد کے ذریعہ نسلوں کی تباہی۔ (۵) اور وعدوں کے ذریعہ نفسیاتی گمراہی اور یہ تمام باتیں دور حاضر کے شیاطین میں بخوبی پائی جاتی ہیں۔ (انوار القرآن)

وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٦٤﴾
دھوکے اور فریب کے سوا ان سے کوئی وعدہ کرتا ہی نہیں ہے (۶۴)
اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰی
بیشک جو میرے خاص بندے ہیں ان پر تیرا کوئی قابو نہیں ہے اور کارسازی کیلئے آپکا
بِرَبِّكَ وَكِیْلًا ﴿٦٥﴾ رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ
پروردگار کافی ہے (۶۵) تمہارا پروردگار وہ ہے جو سمندر میں تمہارے لئے
فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ
کشتی چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل (مال) تلاش کرو یقیناً وہ تم پر بڑا
رَحِیْمًا ﴿٦٦﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ
مہربان ہے (۶۶) اور جب تمہیں سمندر میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔ تو اس کے سوا جس جس
تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَی الْبَرِّ
کو تم پکارتے ہو وہ سب غائب ہو جاتے ہیں اور جب وہ تمہیں (خیریت سے) خشکی پر
اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿٦٧﴾ اَفَاَمِنْتُمْ
پہنچا دیتا ہے تو تم روگردانی کرنے لگتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے (۶۷) کیا تم اس بات سے
اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ یُرْسِلَ عَلَیْكُمْ
بے فکر ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں خشکی کے کسی گوشے میں زمین کے اندر دھنسا دے یا تم پر کوئی پتھر
حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِیْلًا ﴿٦٨﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ
برسانے والی آندھی بھیج دے۔ پھر تم کسی کو بھی اپنا کارساز نہیں پاؤ گے (۶۸) کیا تم اس بات سے بے فکر ہو
اَنْ یُّعِیْدَكُمْ فِیْهِ تَارَةً اُخْرٰی فَیُرْسِلَ عَلَیْكُمْ
گئے ہو کہ وہ تمہیں دوبارہ اسی (سمندر) میں پہنچائے اور پھر تم پر طوفانی ہوا چلا کر
قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ فَیُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ
تمہیں ناشکرے پن کی پاداش میں غرق کردے پھر تم اسکی ہم سے بازپرس
لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَیْنَا بِهٖ تَبِیْعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا
کرنے والا کوئی نہیں پاؤ گے (۶۹) بیشک ہم نے اولاد آدمؑ کو بڑی عزت و بزرگی

۲۳۔ ﴿اِنَّ عِبَادِیْ ۔ الآیہ﴾ ارشاد قدرت ہے: اے شیطان۔ تو اپنے مذکورہ بالا تمام حربے استعمال کر لے مگر جو میرے خاص بندے ہیں ان پر تیرا کوئی قابو نہیں چلے گا اور وہ تیرے کہنے میں نہیں آئیں گے۔

۲۴۔ ﴿وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ ۔ الآیہ﴾ اس سے ملتی جلتی ایک آیت سورہ یونس میں بھی گزر چکی ہے جس میں ناشکرے انسان کی کج رفتاری کا تذکرہ کیا جا چکا ہے کہ جب تک کشتی آرام وسکون سے رواں دواں رہتی ہے تو وہ خدا کا تصور بھی نہیں کرتا لیکن جب کشتی کسی گرداب بلا میں پھنس جائے تو اس وقت سب مزعومہ شرکا کو بھول کر صرف خدا کی بارگاہ میں فریاد کرتا ہے اور اس سے اپنی سلامتی کی دعائیں مانگتا ہے لیکن جب کشتی کنارے لگتی ہے تو وہ سب کچھ بھول جاتا ہے اور خدا سے منہ موڑ لیتا ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کے مشرکین کی فطرت اس قدر مسخ ہو گئی ہے کہ انہیں خشکی یا تری میں جب بھی کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو وہ خدا کو چھوڑ اپنے پیروں فقیروں اور مرشدوں کو پکارتے ہیں ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ﴾

۲۵۔ ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ ۔ الآیہ﴾ یہ آیت مبارکہ حضرت انسان کے اشرف المخلوقات اور افضل الموجودات ہونے کی ناقابل رد دلیل ہے۔ اسی موضوع کی جملہ تفصیلات ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع فرمائیں۔

بَنِیۡۤ اٰدَمَ وَ حَمَلۡنٰهُمۡ فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ وَ رَزَقۡنٰهُمۡ
دی ہے اور ہم نے انہیں خشکی اور تری میں سوار کیا (سواریاں دیں)
مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلۡنٰهُمۡ عَلٰی کَثِیۡرٍ مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا
پاک و پاکیزہ چیزوں سے روزی دی اور انہیں اپنی مخلوقات پر (جو بہت ہیں)
ع ٧ تَفۡضِیۡلًا ﴿۷۰﴾ یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمۡ ۚ
فضیلت دی (۷۰) اس دن (کو یاد کرو) جب ہم (ہر دور کے) تمام انسانوں کو انکے امامؑ (پیشوا)
فَمَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیۡنِهٖ فَاُولٰٓئِکَ یَقۡرَءُوۡنَ
کیساتھ بلائیں گے پس جس کسی کو اسکا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائیگا تو یہ لوگ اپنا صحیفہ اعمال
کِتٰبَهُمۡ وَ لَا یُظۡلَمُوۡنَ فَتِیۡلًا ﴿۷۱﴾ وَ مَنۡ کَانَ فِیۡ
(خوش خوش) پڑھیں گے اور ان پر ذرا برابر بھی ظلم نہیں کیا جائیگا (۷۱) اور جو کوئی اس دنیا میں
هٰذِهٖۤ اَعۡمٰی فَهُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ اَعۡمٰی وَ اَضَلُّ سَبِیۡلًا ﴿۷۲﴾
اندھا بنا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی ہو گا اور بڑا راہ گم کردہ ہو گا (۷۲)
وَ اِنۡ کَادُوۡا لَیَفۡتِنُوۡنَکَ عَنِ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ
(اے رسولؐ) یہ (کافر) اس بات میں کوشاں تھے (اور اسکا ارادہ کرلیا تھا کہ) آپؐ کو اس (کتاب) سے پھیر دیں جو
اِلَیۡکَ لِتَفۡتَرِیَ عَلَیۡنَا غَیۡرَهٗ ٭ۖ وَ اِذًا لَّاتَّخَذُوۡکَ
ہم نے آپکی طرف بذریعہ وحی بھیجی ہے تاکہ آپ اسکے خلاف کوئی بات گھڑ کر ہماری طرف منسوب کریں اور اس
خَلِیۡلًا ﴿۷۳﴾ وَ لَوۡ لَاۤ اَنۡ ثَبَّتۡنٰکَ لَقَدۡ کِدۡتَّ تَرۡکَنُ
صورت میں وہ ضرور آپکو اپنا گہرا دوست بنا لیتے (۷۳) اور اگر ہم آپکو ثابت قدم نہ رکھتے تو آپ
اِلَیۡهِمۡ شَیۡئًا قَلِیۡلًا ﴿٭ۙ۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقۡنٰکَ ضِعۡفَ
کچھ نہ کچھ ضرور انکی طرف جھک جاتے (۷۴) اور اگر آپؐ ایسا کرتے تو ہم آپکو دنیا میں عذاب کا مزہ
الۡحَیٰوۃِ وَ ضِعۡفَ الۡمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَکَ عَلَیۡنَا
چکھاتے اور مرنے پر بھی دوہرے عذاب کا مزہ چکھاتے۔ پھر آپؐ ہمارے مقابلہ میں کوئی یار و مددگار نہ
نَصِیۡرًا ﴿۷۵﴾ وَ اِنۡ کَادُوۡا لَیَسۡتَفِزُّوۡنَکَ مِنَ الۡاَرۡضِ
پاتے (۷۵) اور یہ لوگ اس بات میں بھی کوشاں تھے کہ اس سرزمین سے آپکے قدم اکھیڑ دیں

۲۶۔ ﴿یَوۡمَ نَدۡعُوۡا۔ الآیہ﴾ لغوی طور پر امام کے معنی اس ہستی کے ہیں جس کی اقتداء کی جائے۔ عام اس سے کہ وہ نبی و رسول ہو یا ان کا وصی اور قائم مقام۔ مگر شرعی اصطلاح میں اس لفظ سے با قرینہ امام برحق یعنی جانشین رسول کا تبادر ہوتا ہے۔ بنا بریں آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ ہم ہر زمانہ کے لوگوں کو ان کے امام کے نام کے ساتھ بلائیں گے۔ جیسا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے۔ (مجمع البیان)

لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذًا لَّا يَلْبَثُونَ خِلٰفَكَ إِلَّا

اور اس طرح آپکو یہاں سے نکال دیں اور اگر وہ ایسا کرینگے تو وہ خود بھی آپکے بعد زیادہ دیر نہیں

قَلِيلًا ﴿٧٦﴾ سُنَّةَ مَن قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِن رُّسُلِنَا

ٹھہریں گے (٧٦) یہی ہمارا دستور رہا ہے ان رسولوںؑ کے بارے میں جنہیں ہم نے پہلے بھیجا ہے تو آپ

وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ﴿٧٧﴾ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ

ہمارے اس دستور میں کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے (٧٧) (اے پیغمبرؐ) زوال آفتاب سے لیکر

الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ

رات کے اندھیرے تک نماز قائم کرو۔ اور نماز صبح بھی کیونکہ نماز حضوری کا وقت ہے

قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴿٧٨﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ

(اس وقت شب و روز کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں) (٧٨) اور رات کے کچھ حصہ (پچھلے پہر) میں قرآن

بِهِ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا

کیساتھ بیدار رہیں (نماز تہجد پڑھیں) یہ آپ کے لئے اضافہ ہے۔ عنقریب آپکا پروردگار آپکو مقام محمود

مَّحْمُودًا ﴿٧٩﴾ وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ

پر فائز کرے گا (٧٩) اور کہیئے اے میرے پروردگار! مجھے (ہر جگہ) سچائی کیساتھ داخل کر

وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ

اور نکال بھی سچائی کے ساتھ اور میرے لئے اپنی جانب سے ایسی قوت قرار دے

سُلْطَانًا نَّصِيرًا ﴿٨٠﴾ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ

جو مددگار ہو (٨٠) اور کہیئے! کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ یقینا

إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ

باطل تو تھا ہی مٹنے والا (٨١) اور ہم تنزیل قرآن کے سلسلہ میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں

مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۙ وَلَا يَزِيدُ

جو اہل ایمان کیلئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کیلئے خسارہ کے سوا اور کسی

الظّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ

چیز میں اضافہ نہیں کرتا (٨٢) اور جب ہم انسان کو کوئی نعمت عطا کرتے ہیں تو

ع ٨/٨

٧٧۔ ﴿أَقِمِ الصَّلٰوةَ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں نمازہائے پنجگانہ کے اجمالاً اوقات بیان کئے گئے ہیں کیونکہ ﴿لِدُلُوكِ الشَّمْسِ﴾ سے اس کا ڈھلنا مراد ہے جس میں ظہر و عصر داخل ہیں اور ﴿غَسَقِ اللَّيْلِ﴾ جسکے معنی رات کے اندھیرے کے ہیں اس میں مغرب وعشاء داخل ہیں اور نماز صبح کیلئے ﴿قُرْآنَ الْفَجْرِ﴾ کی لفظ علیحدہ موجود ہے۔ چنانچہ یہی تفسیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ (کافی و صافی) جناب رازی نے اعتراف کیا ہے کہ پانچ نمازوں کے اوقات قرآن میں تین مذکور ہیں۔ (تفسیر کبیر۔ ج ٥)

٧٨۔ ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ۔ الآیہ﴾ اس سے مراد نماز شب ہے جو نصف شب کے بعد اور صبح صادق سے پہلے پڑھی جاتی ہے جو اپنے خالق و مالک سے دعا و مناجات کرنے کا بہترین وقت ہے۔ اور احادیث میں اس نماز کے پڑھنے کے بڑے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ یہ نماز عام اہل اسلام کیلئے سنت ہے مگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واجب تھی۔ اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ واضح رہے کہ کتب فریقین کی روایات کے مطابق مقام محمود سے مقام شفاعت مراد ہے۔ (کتب تفسیر فریقین)

٧٩۔ ﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ۔ الآیہ﴾ یہ آیت فتح مکہ کے وقت نازل ہوئی۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ والے دن مکہ میں داخل ہوئے تو خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ ان پر چھڑی بھی مارتے جاتے اور یہ آیت بھی پڑھتے جاتے تھے کہ ﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾﴾ اور بت منہ کے بل اوندھے گرتے جاتے تھے یعنی اسلام آ گیا اور باطل یعنی شرک مٹ گیا۔ کیونکہ باطل ایک مٹ جانے والی چیز ہے۔ (تفسیر صافی)

اَعۡرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ

وہ منہ پھیر لیتا ہے اور پہلو تہی کرتا ہے اور جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو مایوس

يَـُٔوۡسًا ﴿۸۳﴾ قُلۡ كُلٌّ يَّعۡمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمۡ

ہو جاتا ہے (۸۳) کہہ دیجئے! ہر شخص اپنے طریقہ پر عمل پیرا ہے۔ اب یہ تو تمہارا پروردگار ہی

اَعۡلَمُ بِمَنۡ هُوَ اَهۡدٰى سَبِيۡلًا ﴿۸۴﴾ وَيَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ

بہتر جانتا ہے کہ ٹھیک راہ پر کون ہے؟ (۸۴) (اے رسولؐ!) لوگ آپؐ سے روح کے

الرُّوۡحِ ؕ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّىۡ وَمَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنَ

بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ روح میرے پروردگار کے امر سے ہے اور تمہیں بہت ہی تھوڑا

الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۸۵﴾ وَلَـئِنۡ شِئۡنَا لَنَذۡهَبَنَّ بِالَّذِىۡۤ

ساعلم دیا گیا ہے (۸۵) اور اگر ہم چاہیں تو وہ سب کچھ سلب کر لیں جو ہم نے آپکی طرف وحی کی ہے۔ اور

اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيۡنَا وَكِيۡلًا ۙ﴿۸۶﴾

پھر آپؐ ہمارے ہمارے مقابلہ میں کوئی وکیل (حمایتی) بھی نہ پائیں (جو اسے واپس دلا سکے) (۸۶)

اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضۡلَهٗ كَانَ عَلَيۡكَ

مگر یہ آپ کے پروردگار کی خاص رحمت ہے (کہ وہ ایسا نہیں کرتا) بیشک آپؐ پر اسکا بہت بڑا

كَبِيۡرًا ﴿۸۷﴾ قُلۡ لَّـئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰٓى

فضل ہے (۸۷) کہہ دیجئے کہ اگر سارے انسان اور جن اکٹھے ہو جائیں

اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا يَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ وَلَوۡ

(اور چاہیں) اس جیسا قرآن لے آئیں تو جب بھی اس جیسا نہیں لا سکیں گے۔

كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا

اگرچہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں (۸۸) اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں

لِلنَّاسِ فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ ۫ فَاَبٰٓى اَكۡثَرُ

ہر طرح کی مثالیں (بار بار) ادل بدل کر بیان کی ہیں لوگوں کیلئے (تاکہ وہ سمجھیں)

النَّاسِ اِلَّا كُفُوۡرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ حَتّٰى

مگر اکثر لوگ انکار کئے بغیر نہ رہے (۸۹) اور انہوں نے کہا ہم اسوقت تک آپکی بات نہیں مانیں گے جب

ع ۹

۳۰۔ ﴿قُلۡ لَّـئِنِ اجۡتَمَعَتِ۔الآیہ﴾ منکرین قرآن و اسلام کو کتنا بڑا چیلنج ہے اور کس طرح ان لوگوں کی غیرت و حمیت پر کوڑے برسائے گئے ہیں کہ سب جن و انس مل کر بھی ایسی کتاب نہیں لا سکتے مگر اس کے باجود آج تک کوئی منکر قرآن اس چیلنج کو قبول نہیں کر سکا۔ اور نہ ہی کوئی قیامت تک قبول کر سکے گا۔ کیونکہ یہ قرآن بانی اسلام کا معجزہ خالدہ ہے۔

۳۱۔ ﴿وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا۔الآیہ﴾ تصریف کے معنی گردش دینے کے ہیں یہاں مقصد یہ ہے کہ خدا کی توحید ہو یا دوسرے مطالب حقہ خدا نے انہیں اس طرح بار بار مختلف اندازوں اور متعدد اسلوبوں سے بیان کیا ہے کہ کہیں دلیل و برہان سے اور کہیں فطرت انسانی کو جھنجھوڑنے سے، کہیں بشارت سے اور کہیں نذارت کہیں جنت کے وعدہ سے اور کہیں جہنم کی وعید سے کہیں نیکوکاروں کی کامیابی کے تذکرہ سے اور کہیں بدکاروں کے برے انجام سے اگر کوئی انتہائی کند ذہن کیوں نہ ہو تو وہ بھی سمجھ سکتا ہے بشرطیکہ وہ ضد اور تعصب کا دامن چھوڑ کر ان حقائق میں غور و فکر کرے لیکن اگر تعصب یا آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کی پٹی بصارت و بصیرت پر بندھ جائے اور حقیقت کو حقیقت سمجھنے اور تسلیم کرنے کا ارادہ نہ ہو تو پھر بات جس قدر واضح و آشکار کیوں نہ ہو تو اس سے اس شخص کی نفرت بڑھتی جاتی ہے اور وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا کیونکہ وہ حق کے قرار کو عار سمجھتا ہے۔ سچ ہے کہ
ع
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

تَفۡجُرَ لَنَا مِنَ الۡاَرۡضِ يَنۡبُوۡعًا ﴿۹۰﴾ اَوۡ تَكُوۡنَ لَكَ

تک آپؐ یہ کام کر کے نہ دکھادیں (مثلاً) ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری کریں (۹۰) یا آپ کے لئے

جَنَّةٌ مِّنۡ نَّخِيۡلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الۡاَنۡهٰرَ خِلٰلَهَا

کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو اور آپ اس کے درمیان بہت سی نہریں

تَفۡجِيۡرًا ﴿۹۱﴾ اَوۡ تُسۡقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمۡتَ عَلَيۡنَا

جاری کریں (۹۱) یا جیسا کہ آپ کا خیال ہے آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دیں

كِسَفًا اَوۡ تَاۡتِىَ بِاللّٰهِ وَالۡمَلٰۤـئِكَةِ قَبِيۡلًا ﴿۹۲﴾ اَوۡ يَكُوۡنَ

یا پھر خدا اور فرشتوں کو کھلم کھلا ہمارے سامنے لے آئیں (۹۲) یا آپکا خالص سونے کا

لَكَ بَيۡتٌ مِّنۡ زُخۡرُفٍ اَوۡ تَرۡقٰى فِى السَّمَآءِ ؕ وَلَنۡ

ایک گھر ہو۔ یا پھر آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور ہم آپکے (آسمان پر) چڑھنے کو بھی اسوقت تک نہیں مانیں

نُّؤۡمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيۡنَا كِتٰبًا نَّقۡرَؤُهٗ ؕ

گے جب تک ایک (لکھی لکھائی) کتاب اتار کر نہ لے آئیں جسے ہم خود پڑھیں۔

قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّىۡ هَلۡ كُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۳﴾ وَمَا ع ١٠

کہہ دیجئے پاک ہے میرا پروردگار میں پیغام پہنچانے والے انسان کے سوا کیا ہوں؟ (۹۳) جب

مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰٓى اِلَّاۤ

کبھی لوگوں کے پاس ہدایت پہنچی تو انکو ایمان لانے سے نہیں روکا مگر اس بات نے کہ

اَنۡ قَالُوۡۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۴﴾ قُلۡ لَّوۡ كَانَ

کہنے لگے کیا اللہ نے کسی بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ (۹۴) کہہ دیجئے! کہ اگر زمین

فِى الۡاَرۡضِ مَلٰۤـئِكَةٌ يَّمۡشُوۡنَ مُطۡمَئِنِّيۡنَ لَنَزَّلۡنَا

میں (انسان کی بجائے) فرشتے ہوتے جو اطمینان و آرام سے چلتے پھرتے تو ہم ضرور

عَلَيۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۵﴾ قُلۡ كَفٰى بِاللّٰهِ

ان پر آسمان سے کسی فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے (۹۵) (اے رسولؐ!) کہہ دیجئے کہ

شَهِيۡدًاۢ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرًا

میرے اور تمہارے درمیان گواہی کیلئے اللہ ہی کافی ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے۔ (اور)

۳۲۔ ﴿قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّىۡ۔الآیہ﴾ کفار کا احمقانہ مطالبات کا خدائی جواب کس قدر معقول ہے؟ میرا حبیب کہہ دو: پاک ہے میرا خدا! میں پیغام پہنچانے والے انسان کے سوا اور کیا ہوں؟ کیا بلیغانہ اور حکیمانہ جواب ہے کہ اے عقل کے اندھو! میں نے کب دعویٰ کیا ہے کہ میں خدا ہوں؟ یا میں ﴿علی کل شیء قدیر﴾ ہوں؟ میرا دعویٰ تو صرف یہ ہے کہ میں اللہ کا پیغام پہنچانے والا ایک انسان ہوں۔ ﴿وماکان الرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ﴾ (الرعد۔ ۳۸) کسی پیغمبر کی مجال نہیں ہے کہ وہ خدا کے اذن کے بغیر کوئی معجزہ لا دکھائے میرا کام تو صرف خدا کا پیغام اور شریعت کے احکام پہنچانا ہے و بس۔

۳۳۔ ﴿وَمَا مَنَعَ النَّاسَ۔الآیہ﴾ اس آیت میں خدائے حکیم نے بشریت انبیاء کا فلسفہ بیان فرمایا ہے۔ انبیاء کی تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ منکرین نے اپنے انکار کی یہ غیر معقول وجہ بیان کی ہے کہ وہ بشر و انسان ہیں جبکہ نبی و رسول کوئی فرشتہ ہونا چاہیے۔ خدا فرماتا ہے کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے اور ان کی طرف کوئی رسول بھیجنا ہوتا تو پھر ہم یقیناً آسمان سے کوئی فرشتہ بھیجتے مگر جب انسانوں کی طرف نبی و رسول بھیجنا تھا تو عقل و شرع کا تقاضا یہ تھا کہ ان کی طرف کوئی بشر و انسان ہی بھیجا جائے کیونکہ ﴿الجنس الی الجنس یمیل﴾

بَصِيْرًا ﴿٩٦﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ

خوب دیکھتا ہے(۹۶) اور جس کو اللہ ہدایت دیدے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے (وہ اپنی توفیق

فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ

سلب کر کے) گمراہی میں چھوڑ دے تو تم اللہ کے سوا اس کا کوئی حامی و مددگار نہیں پاؤ گے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ

اور قیامت کے دن ہم ایسے لوگوں کو منہ کے بل اس حال میں اٹھائیں گے کہ وہ اندھے، گونگے اور بہرے

نصف

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿٩٧﴾

ہوں گے۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جب بھی وہ بجھنے لگے گی تو ہم اسے اور بھڑکا دیں گے (۹۷)

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا

یہ انکی سزا ہے کیونکہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا۔ اور کہا کہ جب ہم (گل سڑ کر)

كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿٩٨﴾

ہڈیاں اور چورا ہو جائینگے تو کیا ہم از سر نو پیدا کر کے اٹھائے جائینگے؟ (۹۸) کیا انہوں نے (اس بات

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

پر) غور نہیں کیا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے وہ اس پر بھی ضرور قادر ہے کہ ان جیسوں

قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا

کو (دوبارہ) پیدا کر دے اور اس نے انکے (حشر کے) لئے ایک معیاد مقرر کر رکھی ہے جس میں کوئی شک

رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٩٩﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ

نہیں ہے مگر اس امر میں ظالم انکار کئے بغیر نہ رہے (۹۹) کہہ دیجئے! کہ اگر تم میرے پروردگار کی رحمت

تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ

کے خزانوں کے مالک بھی ہوتے تو تم ان کے خرچ ہو جانے کے خوف سے (ہاتھ)

ع ۱۱

الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿١٠٠﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

روک لیتے اور انسان بڑا بخیل ہے (۱۰۰) اور ہم نے موسیٰ کو نو کھلی ہوئی نشانیاں

مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

عطا فرمائیں۔ آپ بنی اسرائیل سے پوچھ لیں ان کے پاس آئے تھے!

۳۴۔ ﴿وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ خلاصہ کلام یہ ہے کہ خداوند عالم عقل وخرد دے کر پھر انبیاء و مرسلین اور ان کے اوصیاء کو بھیج کر سب کو ہدایت تو کرتا ہے مگر اس سے فائدہ وہی لوگ اٹھاتے ہیں جن کے اندر ہدایت حاصل کرنے کی تڑپ ہوتی ہے اور خدا کی عطا کردہ قوتوں اور صلاحیتوں سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جن بدقسمت لوگوں کے اندر ہدایت حاصل کرنے کی تڑپ ہی نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی خدا کی عطا کردہ قوتوں سے کوئی فائدہ اٹھاتے ہیں وہ ہدایت کی اس سعادت سے محروم رہتے ہیں۔

۳۵۔ ﴿وَنَحْشُرُهُمْ۔ الآیہ﴾ چونکہ ان لوگوں نے دنیا میں خدا کے عطا کردہ ان اعضاء و جوارح سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا تھا اب قیامت کے دن اپنی اندھی، بہری اور گونگی روش و رفتار کی پاداش میں منہ کے بل اندھے، گونگے اور بہرے محشور ہوں گے۔ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ لوگ منہ کے بل کس طرح چلیں گے؟ فرمایا: جو قادر مطلق انہیں ٹانگوں کے ذریعہ چلاتا ہے وہی منہ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے۔ (تفسیر صافی)

۳۶۔ ﴿قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں عام انسانوں کی اکثریت کے طبعی بخل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ اس قدر تنگ دل ہوتے ہیں کہ اگر وہ خدائی خزانوں کے بھی مالک ہو جائیں تو بھی اس خوف سے کہ خزانے ختم نہ ہو جائیں۔ بخل سے کام لیتے ہیں ہاں یہ خدا ہے کہ جس کے خزانہ غیبی سے ساری کائنات رزق حاصل کر رہی ہے اور پھر بھی اس کے خزانے ختم نہیں ہوتے!!

إِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ إِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى
تو فرعون نے اس سے کہا۔اے موسیٰ! میں تمہیں سحرزدہ (یا ساحر) خیال کرتا ہوں(۱۰۱)
مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ
موسیٰؑ نے کہا (اے فرعون) تو (دل میں تو) یقیناً جانتا ہے کہ یہ نشانیاں آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے
اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ
بصیرت کا سامان بنا کر نازل کی ہیں۔ اور اے فرعون! میں سمجھتا ہوں کہ تو ایک ہلاکت
يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ
زدہ آدمی ہے(۱۰۲) اس (فرعون) نے ارادہ کیا کہ وہ (موسیٰؑ اور بنی اسرائیل) کو اس
الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا
سرزمین سے نکال باہر کرے لیکن ہم نے اسے اور اسکے سب ساتھیوں کو غرق کر دیا(۱۰۳) اور اس
مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا
(واقعہ) کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس سرزمین میں سکونت اختیار کرو۔
جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ
پس جب آخرت کا وعدہ آجائے گا تو ہم تم (سب) کو (اپنے حضور) سمیٹ لائیںگے(۱۰۴)
اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا
اور ہم نے اس (قرآن) کو حق کیساتھ نازل کیا ہے اور وہ حق کیساتھ نازل ہوا ہے۔اور ہم نے آپکو بشارت
وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ وقف لازم
دینے والا اور ڈرانیوالا بنا کر بھیجا ہے(۱۰۵) اور ہم نے قرآن کو متفرق طور پر (جدا جدا کر کے) نازل کیا ہے تاکہ آپ
عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا
اسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اسے (موقع بموقع) بتدریج نازل کیا ہے(۱۰۶) کہہ دیجئے! کہ
تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا
تم (لوگ) اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ۔ لیکن جن کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے جب
يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّ
اسے انکے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں(۱۰۷)

يَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا

اور کہتے ہیں کہ پاک ہے ہمارا پروردگار! بیشک ہمارے پروردگار کا وعدہ تو پورا ہو کر

لَمَفْعُولًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ

ہی رہتا ہے (۱۰۸) اور وہ روتے ہوئے منہ کے بل گر پڑتے ہیں۔ اور یہ (قرآن) انکے خشوع وخضوع

السجدة ۳

خُشُوعًا ۩ ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَٰنَ ۖ

میں اضافہ کر دیتا ہے (۱۰۹) کہہ دیجئے! کہ اسے اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو

أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَلَا تَجْهَرْ

جس نام سے بھی اسے پکارو۔ اس کے سارے نام اچھے ہیں اور نہ ہی

بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ

اپنی نماز زیادہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ ہی بالکل آہستہ سے بلکہ ان دونوں کے درمیان کا

سَبِيلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ

راستہ اختیار کرو (۱۱۰) اور کہہ دیجئے! سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے

وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ

اور نہ ہی کسی کو شریک بنایا ہے اور نہ ہی درماندگی اور عاجزی کی وجہ سے اسکا کوئی مددگار ہے

ع ۱۲ ۱۱ ۱۲

يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ﴿۱۱۱﴾

اور اسکی کبریائی اور بڑائی کا بیان کرو جس طرح بڑائی بیان کرنی چاہیے (۱۱۱)

آیاتها ۱۱۰ — ۱۸ سُورَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ ۶۹ — رکوعاتها ۱۲

سورۃ کہف۔ مکی ہے۔ ۱۱۰ آیات۔ ۱۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ

ہر قسم کی تعریف اس اللہ کیلئے ہے جس نے اپنے بندہ (خاص) پر کتاب نازل کی اور اس میں

يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا ۜ ﴿۱﴾ قَيِّمًا لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا

کسی طرح کی کجی نہیں رکھی (۱) بالکل سیدھی اور ہموار تا کہ وہ (مکذبین کو) اللہ کی طرف سے آنیوالے سخت

۳۷۔ ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ۔ الآیہ﴾ عرب اللہ تعالیٰ کے لفظ سے تو کسی حد تک آشنا تھے اور اسی طرح دوسرے اسماء سے بھی واقف تھے مگر لفظ رحمٰن سے آشنا نہیں تھے لہٰذا وہ بسم اللہ وغیرہ میں یہ نام سن کر بدکتے تھے۔ اس سلسلہ میں ارشاد ہو رہا ہے کہ اسے اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہا کرو۔ اس کے نام بڑے پیارے اور اچھے ہیں۔ جو اس کی مختلف صفات جلال وجمال پر دلالت کرتے ہیں۔

۳۸۔ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ۔ الآیہ﴾ اس جملہ کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں مگر وارثان علم قرآن کے ارشادات کی روشنی میں اسکی دو تفسیریں اقرب الی الذہن ہیں: (۱) ایک یہ کہ نہ تو اس قدر بلند آواز سے پڑھو کہ دوسروں کے کام وکلام میں خلل پڑنے لگ جائے اور نہ ہی اتنا آہستہ پڑھو کہ خود بھی نہ سن سکو۔ بلکہ درمیانہ روی اختیار کرو۔ (تفسیر صافی) (۲) دوسرا یہ کہ نہ تمام نمازوں میں جہر کرو اور نہ ہی تمام نمازوں میں اخفات کرو بلکہ درمیانی راستہ اختیار کرو یعنی بعض نمازوں میں جہر کرو اور بعض میں اخفات کرو۔ (مجمع البیان)

۳۹۔ ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ الآیہ﴾ کچھ مشرک خدا کی اولاد کے قائل ہیں جیسے یہود ونصاریٰ اور کچھ مشرک حکومت میں دیوی و دیوتاؤں کو اس کا شریک مانتے ہیں ارشاد ہوتا ہے کہ ساری حمد وثنا اس اللہ کیلئے ہے جس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کی بادشاہی میں اس کا شریک ہے کہ اس کا ہاتھ بٹائے اور نہ کسی عاجزی اور کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے کیونکہ وہ ایسا قادر مطلق ہے کہ اسے کسی معاون و مددگار کی ضرورت نہیں ہے۔

سورہ کہف

سورہ کہف کے مضامین ومطالب کا خلاصہ

(۱) اصحاب کہف، جناب خضر علیہ السلام اور ذوالقرنین کے قصص وحکایات کا تذکرہ۔ (۲) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر وضبط کی تلقین۔ (۳) انشاء اللہ کہنے کا حکم۔ (۴)

مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ
عذاب سے ڈرائے اور ان اہل ایمان کو خوشخبری دے جو نیک عمل کرتے
الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۲ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ
ہیں کہ ان کیلئے بہترین اجر ہے (۲) جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں
اَبَدًا ۳ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۴ مَا
گے (۳) اور تاکہ وہ ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو اپنا بیٹا بنالیا ہے (۴) اس
لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً
بارے میں نہ انہیں کوئی علم ہے اور نہ ان کے باپ داداؤں کو کوئی علم تھا۔
تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۵
یہ بہت بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے۔ یہ لوگ بالکل جھوٹ بولتے ہیں (۵)
فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ
(اے پیغمبرؐ) شاید آپ ان کے پیچھے اس رنج و افسوس میں اپنی جان دے دیں گے کہ
يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۶ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى
وہ اس کلام پر ایمان نہیں لائے (۶) بے شک جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اسے زمین کی
الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ
زینت بنایا ہے تاکہ ہم ان لوگوں کو آزمائیں کہ عمل کے لحاظ سے
عَمَلًا ۷ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۸
کون بہتر ہے (۷) اور جو کچھ زمین پر ہے ہم اسے (ایک دن) چٹیل میدان بنانیوالے ہیں (۸)
اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا
کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ کہف و رقیم (غار اور کتبے) والے ہماری نشانیوں میں سے کوئی
مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۹ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ
عجیب نشانی تھے؟ (۹) جب ان جوانوں نے غار میں پناہ لی اور کہا اے ہمارے
فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ
پروردگار! اپنی بارگاہ سے رحمت عطا فرما اور ہمارے لیے اس کام میں ہدایت

مال واولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں مگر نجات کادارومدار ایمان وعمل پر ہے۔ (۵) شیطان اوراس کی ذریت کی موجودگی اورانکے قوم جن سے ہونے کا بیان۔ (۶) یاجوج ماجوج کا قصہ۔ (۷) پیغمبر اسلام ﷺ کی بشریت کا تذکرہ۔ (۸) جنت دجہنم کی کیفیت۔ (۹) معجزے ظاہر کرنااللہ کا کام ہے۔ (۱۰) سد سکندری کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ الآیہ﴾ یہ خدا کا اپنے حبیب مکرم کے ساتھ انداز تخاطب ہے جس میں محبت اور شفقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے کہ شاید آپ اس غم میں کڑھ کڑھ کر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے کہ لوگ اس حدیث یعنی قرآن پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟ مطلب یہ ہے کہ آپ کا جو فرض ہے وہ آپ ادا کررہے ہیں اور میرا پیغام لوگوں تک پہنچا رہے ہیں پس اگر لوگ آپ کی دعوت پر لبیک نہیں کہتے اور راہ راست پر نہیں آئے تو پھر آپ کو اس غم میں گھلنے کی کیا ضرورت ہے؟

۲۔ ﴿اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ الآیہ﴾ اصحاب کہف کا قصہ جو اپنے وقوع سے لے کر اب تک ہر دور میں مشہور رہا ہے۔ مگر چونکہ عہد نبوت میں اس قصہ میں عجیب قسم کے اضافے کردیے گئے تھے اور لوگوں نے آنحضرتؐ سے اس کے بارے میں سوال کیا تھا اس لئے خداوندعالم نے مجملاً اس قصہ کے خدوخال بیان کردیے۔ اکثر قدیم وجدید مفسرین نے اسے مسیحی دور کا قصہ قرار دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دقیانوس رومی متوفی سنہ ۲۸۱ء بڑا بت پرست اور ظالم بادشاہ تھا جو خود بھی بت پرستی کرتا تھا اور رعایا کو بھی اس پر مجبور کرتا تھا اور نہ کرنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا۔ یہ چند نوجوان جنہوں نے دین شرک چھوڑ کر دین توحید یعنی حقیقت مسیحیت اختیار کی تھی اور طرح طرح کے مظالم

أَمْرِنَا رَشَدًا ﴿١٠﴾ فَضَرَبْنَا عَلَىٰٓ اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ

کا سامان مہیا فرما (۱۰) تو ہم نے غار میں کئی برسوں تک ان کے کانوں پر

سِنِيْنَ عَدَدًا ﴿١١﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ

(نیند کا) پردہ ڈال دیا (۱۱) پھر ہم نے انہیں اٹھایا۔ تاکہ ہم دیکھیں کہ ان دو گروہوں میں سے

الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ﴿١٢﴾ نَحْنُ نَقُصُّ ع ۱ ۱۲ ۱۳

کون سے کون اپنے ٹھہرنے کی مدت کا زیادہ ٹھیک شمار کر سکتا ہے (۱۲) (اے رسولؐ) ہم

عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا

آپکو ان کا اصل قصہ سناتے ہیں وہ چند نوجوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے اور ہم

بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿١٣﴾ وَّرَبَطْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ

نے انکی ہدایت میں اضافہ کر دیا (۱۳) اور ہم نے انکے دل اسوقت اور مضبوط کر دیئے

اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

جب وہ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے۔ اور ہم

لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰـهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ﴿١٤﴾

اسکے سوا اور کسی کو معبود ہرگز نہیں پکاریں گے ورنہ ہم بالکل ناحق بات کے مرتکب ہونگے (۱۴)

هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ

یہ ہماری قوم ہے جنہوں نے خدا کو چھوڑ کر اور خدا اپنا لئے ہیں، یہ لوگ ان کی خدائی پر کوئی

عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي

واضح دلیل کیوں نہیں لاتے؟ پس اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو گا جو اللہ پر

اللّٰهِ كَذِبًا ﴿١٥﴾ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا

جھوٹ باندھے (۱۵) اور (پھر آپس میں کہنے لگے) اب جبکہ تم نے ان لوگوں سے اور انکے ان معبودوں

اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ

سے جنکی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں علیحدگی اختیار کر لی ہے تو غار میں چل کر پناہ لو۔ تمہارا پروردگار تم پر

رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿١٦﴾ وَتَرَى

اپنی رحمت (کا سایہ) پھیلائے گا۔ اور تمہارے اس کام کیلئے ساز و سامان مہیا کر دیگا (۱۶) اور (وہ غار

برداشت کرتے تھے جن کی تعداد تین، پانچ اور سات بیان کی جاتی ہے یہ اپنے کتے سمیت وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لی اور خدائے قدیر نے ان پر نیند غالب کر دی جو کچھ اوپر تین سو سال تک وہاں سوتے رہے اور چونکہ دقیانوس نے ان کا تعاقب کیا تھا جب غار کے دہانہ پر پہنچا تو وزیر سے کہا کہ اندر جا کر ان کا حال دیکھ اس نے واپس آ کر بتایا کہ وہ مر گئے ہیں تو شاہ خاموش ہو گیا اور انکے نام کی تختی آویزاں کر دی اسی مناسبت سے ان نوجوانوں کو اصحاب کہف والرقیم کہا جاتا ہے یعنی غار اور کتبے والے لوگ۔ الغرض جب تین سو سال کے بعد وہ بیدار ہوئے اور شہر میں گئے تو حالات یکسر بدل چکے تھے، حکومت بدل چکی تھی اور اس کا مذہب شرک سے مسیحیت میں تبدیل ہو چکا تھا۔ اس واقعہ سے یہ درس ملتا ہے کہ اگر انسان خدا پر ایمان لائے اور اس پر بھروسہ کرے تو وہ اسے ظالموں کے شر سے بچا سکتا ہے اور طویل عمر عطا فرما سکتا ہے اور کامیابیاں بھی بخش سکتا ہے۔

۳۔ ﴿وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ۔ الآیہ﴾ یہ ان چند نوجوانوں کے باہمی مشورہ کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب تم قوم اور اس کے باطل معبودوں کو چھوڑ چکے ہو تو پھر ان شریر لوگوں کے فتنہ و شر سے بچنے اور فراغت قلبی کے ساتھ خدا کی عبادت کرنے کا یہی راستہ ہے کہ کسی پہاڑ کی غار میں پناہ لو۔ چنانچہ وہ بے خطر غار میں داخل ہو گئے اور اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا کہ اب اس کی مرضی وہ جو چاہے کرے ہم بہر حال راضی برضائے خدا ہیں اور ایک بندہ مومن کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ اپنے سارے معاملات خدا کے حوالے کر دیتا ہے اور بڑے اطمینان سے کہتا ہے۔ ﴿وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد﴾

الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ
اسطرح واقع ہوئی ہے کہ) تم دیکھو گے کہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو انکے غار سے دائیں طرف مڑ
الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ
جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو ان سے بائیں طرف کترا کر نکل جاتا ہے ۔اور وہ ایک کشادہ
وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ
جگہ پر (سوئے ہوئے) ہیں۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک (نشانی) ہے جسے اللہ ہدایت
اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا
دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہی میں چھوڑ دے تو تم اس کے لئے کوئی یارومددگار اور راہنما
مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ ع وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّ ع ۲ ۵ ۱۴
نہیں پاؤ گے (۱۷) اور تم انہیں دیکھو تو خیال کرو کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوئے
نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ
ہوئے ہیں اور ہم انہیں دائیں اور بائیں کروٹ بدلواتے رہتے ہیں اور ان کا کتا
بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ
غار کے دہانے پر اپنے دونوں بازو پھیلائے بیٹھا ہے اگر تم انہیں جھانک کر
لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾
دیکھو تو تم الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہو ۔اور تمہارے دل میں وحشت سما جائے (۱۸)
وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ
اور (جس طرح اپنی قدرت سے سلایا تھا) اسی طرح ہم نے انہیں اٹھایا تا کہ آپس میں سوال و جواب
مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ
کریں۔ چنانچہ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم کتنی دیر ٹھہرے ہوگے؟ دوسرے نے کہا ہم ایک
يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا
دن ٹھہرے ہونگے یا دن کا کچھ حصہ (پھر) بولے تمہارا پروردگار ہی بہتر جانتا ہے کہ تم کتنا ٹھہرے؟ اچھا اب
اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ
اپنے میں سے کسی کو چاندی کا یہ سکہ دے کر شہر میں بھیجو۔ وہ (جا کر) دیکھے کہ کون سا کھانا زیادہ

۴۔ ﴿وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ۔ الآیہ﴾ کتا اگرچہ فقہی نقطۂ نگاہ سے حرام ہے اور نجس العین بھی مگر اس کی وفاداری، پہرہ داری اور آقا پرستی ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔ یقیناً انہوں نے اپنی یا اپنے مال مویشی کی حفاظت کیلئے یعنی کسی شرعی جواز کے تحت رکھا ہوگا۔ بہر حال جب ان صالح نوجوانوں نے شہر شرک سے ہجرت کی تو ان کا وفادار کتا بھی ساتھ ہولیا اور جب وہ غار میں داخل ہوئے تو وہ غار کے دہانے پر اپنے دونوں بازو پھیلا کر بیٹھ گیا۔ شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔

پسر نوح با بداں بنشست خاندان نبوتش گم شد
سگ اصحاب کہف روزے چند پئے نیکاں گرفت آدم شد

أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا

پاک و پاکیزہ ہے۔ تو وہ اس میں سے کچھ کھانا تمہارے لئے لائے۔ اور اسے چاہیے کہ ہوش و تدبر سے کام

يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ﴿١٩﴾ إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ

لے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے (۱۹) یقیناً اگر ان لوگوں کو تمہاری اطلاع ہو گئی تو وہ تمہیں

يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا

سنگسار کر دیں گے یا پھر (زبردستی) تمہیں اپنے دین کی طرف واپس لے جائیںگے اور اس طرح تم کبھی بھی

إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ

فلاح نہیں پاسکو گے (۲۰) اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان پر مطلع کیا تاکہ وہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ

وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ

سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی شک نہیں ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ (بستی والے) لوگ ان

يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم

(اصحاب کہف) کے معاملہ میں آپس میں جھگڑ رہے تھے (کہ کیا کیا جائے؟) تو (کچھ) لوگوں نے کہا کہ

بُنْيَانًا رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا

ان پر (یعنی غار پر) ایک (یادگاری) عمارت بنا دو۔ انکا پروردگار ہی انکو بہتر جانتا ہے۔ (آخرکار) جو لوگ

عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾

ان کے معاملات پر غالب آئے تھے وہ بولے کہ ہم ان پر ایک مسجد (عبادت گاہ) بنائیں گے (۲۱)

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ

عنقریب کچھ لوگ کہہ دیں گے کہ وہ تین تھے اور چوتھا انکا کتا تھا۔ اور کچھ کہہ دیں گے کہ وہ پانچ

خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ

تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا یہ سب دیکھے بغیر اندازہ لگا رہے ہیں اور کچھ کہہ دیں گے

وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُل رَّبِّي

کہ وہ سات تھے آٹھواں ان کا کتا تھا (اے رسولؐ) کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار ہی

أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا

ان کی تعداد کو بہتر جانتا ہے اور بہت کم لوگوں کو ان کا علم ہے۔

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف

۵۔ ﴿وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ۔ الآیۃ﴾ ابھی اوپر آیت ۱۹ میں یہ حقیقت بیان کی جا چکی ہے کہ خدائے قدیر نے مدت دراز تک اصحاب کہف کو سلانے کے بعد پھر اپنی قدرت کاملہ سے ان کو صحیح و سالم بیدار کر کے اٹھایا۔ الغرض جب وہ طویل نیند کے بعد بیدار ہوئے تو جسم کے طبعی تقاضوں کے مطابق ان کو بھوک محسوس ہوئی۔ چنانچہ وہ غار میں داخل ہوئے تھے تو ان کے پاس اس دور کے چاندی کے کچھ سکہ موجود تھے۔ چنانچہ ایک شخص کو منتخب کر کے اور وہ سکہ دے کر شہر میں پاک و پاکیزہ غذا لانے کیلئے بھیجا۔ مگر جب وہ شہر میں گیا تو وہاں حالات کا نقشہ ہی بدلا ہوا تھا۔ دقیانوس مدت ہوئی واصل جہنم ہو چکا تھا۔ دین مسیح کے پابند بادشاہ کا دور تھا۔ بہرکیف جب وہ شخص دکاندار کے پاس گیا تو اس کا سکہ اور لباس اور دوسری وضع قطع دیکھ کر جنگل کی آگ کی طرح یہ بات شہر میں پھیل گئی اور لوگ جمع ہو گئے اور وہ تماشا بن گیا۔ لوگ اسے پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے اور اس نے اپنا تمام ماجرا بیان کر دیا۔ لوگوں نے پہلے ان نوجوانوں کا واقعہ سنا ہوا تو تھا تو لوگوں کا جم غفیر اس کے ساتھ غار پر پہنچ گیا مگر وہ شخص سب سے پہلے غار میں اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا اور اپنا سارا واقعہ کہہ سنایا تو ان سب نے گڑگڑا کر بارگاہ خدا میں دعا و التجا کی کہ وہ ان پر نظر عنایت فرمائے۔ اور ان کے ساتھ وہ سلوک کرے جس میں اس کی رضا اور ان کی فلاح ہے۔ چنانچہ اس کے بعد فوراً ان کا انتقال ہو گیا اور ان کے ارواح ملاء اعلیٰ کی طرف انتقال کر گئے۔ اور وہاں موجود لوگوں نے اس غار کے پاس ایک مسجد یعنی عبادت گاہ تعمیر کر دی (تفسیر مجمع البیان و کاشف وغیرہ) اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خدا نے حسب سابقہ ان پر نیند غالب کر دی ہے۔ (تفسیر نورالثقلین)

۶۔ ﴿سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ۔ الآیہ﴾ باقی اختلافات کی طرح اصحاب کہف کی تعداد میں بھی اختلاف ہے کہ کتنی تھی؟ ایک قول

تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۖ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم

سوان کے بارے میں سوائے سرسری گفتگو کے لوگوں سے زیادہ بحث نہ کریں اور نہ ہی انکے بارے میں ان

مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴿٢٢﴾ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَاىْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ع ۲ ۱۵

میں سے کسی سے کچھ پوچھیں (۲۲) اور آپ کسی چیز کے بارے میں یہ نہ کہیں کہ میں

ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّآ أَن يَشَآءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ

کل اسے ضرور کرونگا (۲۳) مگر یہ کہ خدا چاہے (یعنی اسکے ساتھ انشاءاللہ کہا کرو) اور جب بھی بھول جائیں

إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰٓ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ

تو اپنے پروردگار کو یاد کریں اور آپ کہہ دیجئے! کہ امید ہے کہ میرا پروردگار ایسی بات کی

مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَٰثَ مِائَةٍ

مجھے راہنمائی کرے جو رشد و ہدایت میں اس سے بھی زیادہ قریب ہو (۲۴) اور وہ لوگ غار

سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا

میں رہے نو برس اوپر تین سو سال (۲۵) کہہ دیجئے! کہ اللہ ہی بہتر جانتا

لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ

ہے کہ وہ کتنا رہے؟ تمام آسمانوں اور زمین کا (علم) غیب اسی کیلئے ہے وہ کتنا بڑا دیکھنے والا اور کتنا بڑا سننے

بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا

والا ہے۔ اللہ کے سوا ان لوگوں کا کوئی سرپرست نہیں ہے اور نہ وہ کسی کو

يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ وَاتْلُ مَآ أُوحِيَ إِلَيْكَ

اپنے حکم میں شریک کرتا ہے (۲۶) (اے رسولؐ) آپ کے پروردگار

مِن كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِ وَلَن تَجِدَ

کی طرف کتاب (قرآن) کے ذریعہ سے جو وحی کی گئی ہے۔ اسے پڑھ سنائیں۔ اسکی باتوں کو کوئی بدلنے

مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ

والا نہیں ہے۔ اور آپ اسکے سوا کوئی جائے پناہ نہیں پائیں گے (۲۷) (اے رسولؐ!) جو لوگ صبح و شام

يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَوٰةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ

اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا کے طلبگار ہیں آپ ان کی معیت پر صبر کریں۔ اور دنیا کی

ہے تین چوتھا کتا۔ دوسرا قول ہے پانچ اور چھٹا کتا۔ مگر خدائے علیم نے یہ دونوں قول نقل کر کے اسے رجماً بالغیب یعنی اندھیرے میں تیر مارنا قرار دیا ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں کتا۔ اس قوم پر خدا نے کوئی تنقید نہیں فرمائی جس سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ قول ہے۔ تو یہی قول ابن عباس سے مروی ہے اور ظاہر ہے کہ انہوں نے یہ بات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا امیر المومنین علیہ السلام سے سنی ہوگی۔ (تفسیر تبیان و مجمع البیان)

۷۔ ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَاىْءٍ ۔الآیہ﴾ چونکہ خداوند عالم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معلم و مربی ہے اس لئے آپ کی اور آپ کی امت کی تادیب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ ہو تو اس کے ساتھ انشاءاللہ ضرور کہا کرو۔ کیونکہ کسی بھی کام میں کامیابی کا دارومدار خدا کی مشیت پر ہے ع

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

بندہ کو تو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کل تک زندہ بھی رہے گا یا نہیں؟

۸۔ ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ ۔الآیہ﴾ اس آیت کی شان نزول کے بارے میں مروی ہے کہ ایک بار بعض سرداران قریش جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ جناب سلمانؓ، ابوذرؓ، عمارؓ اور صہیبؓ اور اسی طرح کے چند اور مسکین صحابہ اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ لباس بوسیدہ تھا اور ہیئت فقیرانہ تھی۔ انہوں نے یہ منظر دیکھ کر کہا کہ ہمیں آپکے پاس آنے اور ایمان لانے سے یہی لوگ مانع ہیں۔ اگر آپ ان لوگوں کو اپنے سے الگ کر دیں یا ان کیلئے علیحدہ نشست کا انتظام کر دیں تو پھر ہم آسکتے ہیں ابھی آنحضرتؐ نے انکے اس کا مطالبہ کا ہاں یا نہ میں کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ جبرئیل امین رب جلیل کا یہ پیغام لے کر آگئے ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ ۔الآیہ﴾ اے حبیب! اپنے آپ کو غربت مگر مخلص و جاں نثار صحابہ کرامؓ کے ساتھ رکھ کیونکہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ اس لئے خدا متقیوں اور پرہیزگاروں کے ساتھ ہے نہ کہ

وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ

زینت کے طلبگار ہوتے ہوئے ان کی طرف سے آپکی آنکھیں نہ پھر جائیں۔ اور جس کے

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ

دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل چھوڑ رکھا ہے اور اپنی خواہش کی پیروی کرتا

عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾

ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے اس کی اطاعت نہ کریں (۲۸)

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ

اور آپ کہہ دیجئے کہ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور

شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ

جو چاہے کفر اختیار کرے۔ بیشک ہم نے ظالموں کیلئے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جسکی قناتیں

بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ

انہیں گھیر لیں گی اور اگر وہ فریاد کریں گے تو انکی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائے گی

كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ

جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو گا۔ جو چہروں کو بھون ڈالے گا کیا بری چیز ہے پینے

وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کی اور کیا بری آرامگاہ ہے (۲۹) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ ۚ

یقیناً ہم نیکوکار لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے (۳۰)

اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ

یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے ہمیشگی کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ

انہیں ان میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے سبز ریشم کے باریک اور دبیز

ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِــِٕيْنَ

کپڑے پہنیں گے اور وہ ان میں مسندوں پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے

زمینداروں اور سرمایہ کاروں کے ساتھ۔

۹۔ ﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۔ الآیہ﴾ حق پوری آب وتاب اور رعنائی وزیبائی کے ساتھ آ گیا اب یہ لوگوں کا کام ہے کہ وہ اس پر ایمان لائیں لیکن جبر کرکے منوانا خدا کی حکمت بالغہ کے منافی ہے اسی لیے اس نے انسان کو فاعل مختار بنایا ہے لہٰذا جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے بعدازاں ہر فریق کے انجام کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ جو کفر کرے گا اس کا انجام جہنم ہے اور جو ایمان لائے گا اس کا انجام بہشت عنبر سرشت ہے۔ جس میں منہ مانگی مرادیں پوری ہوں گی اور جو کچھ ایک بہشتی چاہے گا وہ وہاں پائے گا۔

۱۰۔ ﴿يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ ۔ الآیہ﴾ جنت میں اہل ایمان کو سونے کے کنگن اور ریشم و دیبا کے کپڑے پہنائے جائیں گے۔ ان جسمانی لذتوں سے مستفاد ہوتا ہے۔ کہ خدائے علیم وحکیم نے جو چیزیں دنیا میں اہل ایمان پر حرام کی تھیں جنت میں انہیں ان کا نعم البدل عطا کیا جائے گا۔ آخر دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء اور دیار وامصار اور زمان ومکان اور نشاۃ کے بدل جانے سے زیب وزینت کی چیزیں بھی بدل جاتی ہے۔

فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ ۚ وَحَسُنَتْ
کیا ہی اچھا ہے ان کا ثواب اور کیا ہی اچھی ہے ان کی
مُرْتَفَقًا ﴿٣١﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَجُلَيْنِ جَعَلْنَا ع ۴ ۱۶
آرامگاہ (۳۱) (اے رسولؐ!) ان لوگوں کے سامنے ان دو شخصوں کی مثال پیش کریں کہ
لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ
ہم نے ان میں سے ایک کو انگور کے دو باغ دے رکھے تھے اور انہیں کھجور کے درختوں سے
وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ
گھیر رکھا تھا اور ان کے درمیان کھیتی اگا دی تھی (۳۲) یہ دونوں باغ خوب پھل دیتے تھے اور اس میں کچھ
أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا
بھی کمی نہیں کی اور ہم نے ان کے درمیان (آبپاشی کیلئے) ایک نہر بھی جاری
نَهَرًا ﴿٣٣﴾ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ
کر دی تھی (۳۳) اور اسکے پاس اور تمول کا سامان تھا (ایک دن گھمنڈ میں آکر) اس نے اپنے (غریب) ساتھی سے باتیں کرتے
يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾ وَ
ہوئے کہا کہ میں مال کے اعتبار سے تجھ سے زیادہ (مالدار) ہوں اور نفری کے لحاظ سے بھی تجھ سے زیادہ طاقتور ہوں (۳۴) اور وہ
دَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ
(ایک دن) اپنے باغ میں داخل ہوا جبکہ وہ اپنے اوپر ظلم کرنیوالا تھا (اور) کہنے لگا کہ میں خیال نہیں کرتا کہ
أَنْ تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ﴿٣٥﴾ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً
یہ (باغ) کبھی تباہ ہو جائیگا (۳۵) اور میں خیال نہیں کرتا کہ کبھی قیامت برپا ہو گی اور
وَلَئِنْ رُدِدْتُ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا
اگر (بالفرض) میں کبھی اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا گیا تو اس (باغ)
مُنْقَلَبًا ﴿٣٦﴾ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ
سے بہتر ٹھکانہ پاؤنگا (۳۶) اسکے ساتھی نے اس سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ کیا تو اس ہستی
بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ
کا انکار کرتا ہے جس نے تجھے پہلے مٹی سے اور پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تجھے

۱۱۔ ﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا۔ الآیہ﴾ کسی حقیقت کو ذہن نشین کرانے کا بہترین ذریعہ تمثیلی انداز بیان ہے۔ جیسا کہ یہاں دنیا اور اسکے مال ومنال اور اس کے جاہ وجلال کی بے ثباتی اور آخرت اور اس کی نعمتوں کے ثبات ودوام کو تمثیلی رنگ میں ایک بے دین سرمایہ دار اور دوسرے نادار دیندار کے باہمی مکالمہ کی شکل میں پیش کیا گیا ہے کہ پہلا شخص جائیداد واولاد کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے جبکہ دوسرا شخص ایمان وعمل کو ہی اپنا بڑا سرمایہ جانتا ہے انجام کار پہلے شخص کا سب کچھ حوادث روزگار کی نذر ہو جاتا ہے اور اب کف افسوس ملتا ہے مگر بے سود۔ ع
الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
مخفی نہ رہے کہ بعض روایات سے مستفادہ ہوتا ہے کہ یہ واقعی دو شخص تھے کون تھے؟ ابن عباس سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کے دو بھائی اور شہزادے تھے جن میں ایک مومن تھا اور دوسرا کافر تھا۔ (مجمع البیان) اور تفسیر قمی کی روایت ہے کہ وہ دو پڑوسی تھے کہ ایک امیر تھا اور دوسرا فقیر۔ (تفسیر قمی) واللہ العالم۔

سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ؕ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ

اچھا خاصا مرد بنایا (۳۷) لیکن میں! میرا پروردگار تو وہی اللہ ہے اور میں اپنے پروردگار کیساتھ کسی کو شریک

بِرَبِّيْۤ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ

نہیں کرتا (۳۸) اور تو جب اپنے باغ میں داخل ہوا تو کیوں نہ کہا؟ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ (جو اللہ چاہتا ہے

مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ

وہی ہوتا ہے اور خدا کی قوت کے بغیر کوئی قوت نہیں ہے) اور اگر تو مجھے

مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ۚ فَعَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا

مال و اولاد میں (اپنے سے) کمتر دیکھتا ہے (۳۹) تو قریب ہے کہ میرا پروردگار مجھے

مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ

تیرے باغ سے بہتر (باغ) عطا فرمائے اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں بھیج دے

فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ۙ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا

جس سے وہ چٹیل چکنا میدان بن کر رہ جائے (۴۰) یا اسکا پانی اسطرح نیچے اتر جائے کہ تو کسی

فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ

طرح بھی اسے حاصل نہ کر سکے (۴۱) (چنانچہ) اسکے پھلوں کو گھیرے میں لے لیا گیا

يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَاۤ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى

(ان پر آفت آگئی) تو اسنے باغ پر جو کچھ خرچ کیا تھا اس پر کف افسوس ملتا تھا اور وہ (باغ) اپنے چھپروں پر

عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا ﴿۴۲﴾

گرا پڑا تھا۔ اور وہ کہتا تھا کہ اے کاش کہ میں نے کسی کو اپنے پروردگار کا شریک نہ بنایا ہوتا (۴۲)

وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا

اب اسکے پاس کوئی ایسا گروہ بھی نہیں تھا جو اللہ کے مقابلہ میں اسکی مدد کرتا اور نہ ہی وہ غالب

كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ؕ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ

اور مدد لینے کے قابل تھا (۴۳) (ثابت ہوا) کہ ہر قسم کا اختیار خدائے برحق کیلئے ہے۔ وہی بہتر ثواب دینے

ع ۵ ۱۳ ۱۷ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ؒ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ

والا اور وہی بہترین انجام والا ہے (۴۴) اور آپ ان لوگوں کے سامنے زندگانی دنیا کی (ایک اور) مثال

۱۲۔ ﴿هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ ۔الآیہ﴾ اس وقت یعنی نزول عذاب کے وقت یا قیام قیامت کے وقت ثابت ہوگیا کہ بلاشرکت غیرے ہر قسم کا اختیار اور ہر قسم کی نصرت الٰہی کیلئے اور وہی بہترین ثواب دینے والا اور وہی بہترین انجام والا ہے۔

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ

پیش کریں کہ وہ ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا تو اس سے زمین کی

بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ

نباتات مل گئی (اور خوب پھلی پھولی) پھر وہ ریزہ ریزہ ہوگئی جسے ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ

اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۴۵) مال اور اولاد زندگانی دنیا کی زیب و زینت ہیں

زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ

اور (دراصل) باقی رہنے والی نیکیاں تمہارے پروردگار کے نزدیک ثواب کے

عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ

لحاظ سے بھی اور امید کے اعتبار سے بھی کہیں بہتر ہیں (۴۶) اور وہ دن (یاد کرو)

الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ

جب ہم پہاڑوں کو چلائینگے اور تم زمین کو دیکھو گے کہ وہ کھلا ہوا میدان ہے اور ہم اس طرح سب لوگوں کو جمع

نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ

کرینگے کہ کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑینگے (۴۷) اور وہ تمہارے پروردگار کے حضور صفیں باندھے پیش کئے

لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ بَلْ

جائینگے (تب ان سے کہا جائیگا) آخر تم اسی طرح ہمارے پاس آگئے جس طرح ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا

زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ

ہاں البتہ تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تمہارے لئے (دوبارہ پیدا کرنیکا) کوئی وعدہ گاہ مقرر نہیں کیا ہے (۴۸) اور

فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ

نامہ اعمال (سامنے) رکھ دیا جائیگا اور تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اسکے مندرجات سے ڈر رہے ہونگے اور کہتے

يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً

ہونگے۔ ہائے ہماری کمبختی! یہ کیسا نامہ عمل ہے؟ جس نے (ہمارا) کوئی چھوٹا بڑا (گناہ)

وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا

نہیں چھوڑا مگر سب کو درج کر لیا ہے۔ اور جو کچھ ان لوگوں نے کیا تھا وہ سب

۱۳۔ ﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ۔ الآیہ﴾ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مال واولاد دنیاوی زندگی کی زینت وآرائش ہیں۔ اوران سے محبت کرنا انسان کا فطری تقاضا ہے ہاں البتہ اس محبت میں اس طرح افراط کرنا جائز نہیں ہے کہ آدمی آخرت کو نظرانداز کرکے اپنی توجہ کا مرکز صرف مال واولاد کو ہی قرار دے دے بلکہ دین ودانش کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کبھی دنیوی اور اخروی مفادات میں تصادم ہوجائے تو اخروی مفاد کو دنیوی مفاد پر ترجیح دی جائے کیونکہ دنیا کا مال ہو یا اولاد یہ سب فانی ہیں مگر آخرت کی نعمتیں دائمی ہیں۔

۱۴۔ ﴿وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ۔ الآیہ﴾ مال وجائیداد ہو یا اولاد یہ سب فانی ہیں لہٰذا ان چیزوں کو توجہ کا مرکز بنانے کی بجائے ان اعمال صالحہ کی بجاآوری پر زیادہ توجہ دینی چاہیے جو باقی رہنے والی ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ اس سلسلہ میں مفسرین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے اس سے تسبیحات اربعہ بعض نے نیکوکار بیٹیاں اور بعض نے محبت اہلبیت مراد لی ہے۔ اگرچہ ان اقوال کے فی الجملہ شواہد موجود ہیں مگر بعید نہیں ہے کہ اس سے خصوصی طور پر وہ اعمال صالحہ مراد ہوں جو خود ختم ہوجاتے ہیں مگران کے آثار باقی رہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان آثار سے مراد وہ عمل ہیں جو عمل کرنے والے کی زندگی کے بعد بھی لوگوں کو بھلائی کا باعث بنتے ہیں جیسے مساجد ومعابد، دینی مدارس اور خیراتی ادارے بنانا کیونکہ جب یہ فیض کے چشمے جاری رہیں گے اور جب تک لوگ ان سے فیض پاتے رہیں گے اس وقت تک ان کارہائے خیر کے بانیوں کے اجروثواب میں برابر اضافہ ہوتا رہے گا۔ ولنعم ما قیل۔

نام مطلوب ہے تو خیر کے اسباب بنا
مسجد بنا مدرسہ بنا اور چاہ بنا

۱۵۔ ﴿مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ۔ الآیہ﴾ قیامت کے دن انسان کا نامہ اعمال اسکے سامنے رکھا جائے گا یا بالفاظ دیگر اسکے ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ اسکے مندرجات کو پڑھ کر کہے

حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴿٤٩﴾ وَإِذْ قُلْنَا ع ۶/۵ ۱۸
اپنے اپنے سامنے پائینگے اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرتا (۴۹) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے
لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ
فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ۔ تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ جنات میں
كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۗ أَفَتَتَّخِذُونَهُ
سے تھا۔ اس نے اپنے پروردگار کے حکم کی سرتابی کی۔ کیا تم (اے منکرین حق) مجھے چھوڑ کر اسکو
وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۚ بِئْسَ
اور اسکی اولاد کو اپنا سرپرست و کارساز بناتے ہو؟ حالانکہ وہ تمہارا دشمن ہے۔ ظالموں کیلئے
لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ﴿٥٠﴾ مَا أَشْهَدْتُهُمْ خَلْقَ السَّمَاوَاتِ
کیا ہے برا بدل ہے (۵۰) اور میں نے انہیں آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت حاضر نہیں کیا
وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ
اور نہ ہی انکی اپنی خلقت کے وقت اور میں ایسا نہیں ہوں کہ گمراہ کرنیوالوں کو اپنا
الْمُضِلِّينَ عَضُدًا ﴿٥١﴾ وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ
دست و بازو بناؤں (۵۱) اور وہ دن (یاد رکھو) جب وہ (اللہ مشرکین سے) فرمائیگا کہ بلاؤ میرے ان
الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ
شریکوں کو جن کو تم میرا شریک خیال کرتے تھے۔ چنانچہ وہ انہیں پکارینگے لیکن وہ انہیں کوئی جواب نہیں دینگے
وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا ﴿٥٢﴾ وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ
اور ہم انکے درمیان ایک آڑ مقرر کر دینگے کہ وہ ایک دوسرے کی بات نہیں سن سکتے (۵۲) اور جب مجرم لوگ
فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا
(دوزخ کی) آگ دیکھیں گے تو وہ خیال کرینگے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور وہ اس سے بچنے کی کوئی
مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ ع ۷/۶ ۱۹
راہ نہیں پائینگے (۵۳) اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کی ہدایت) کیلئے ہر قسم کی مثالیں
مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾
الٹ پلٹ کر بیان کر دی ہیں۔ (مگر) انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے (۵۴)

اٹھے گا ہائے میری کم بختی! یہ کیسا نامہ اعمال ہے؟ اس نے تو ہمارا کوئی چھوٹا بڑا (گناہ) نہیں چھوڑا مگر سب کو درج کرلیا ہے چنانچہ لوگوں نے دنیا میں جو نیکی یا بدی کی ہوگی قیامت کے دن انکی جزا یا سزا کو حاضر پائیں گے۔ اور آپ کا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ خود لوگ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

۱۶۔ ﴿أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ۔ الآیہ﴾ اولاد آدم میں وہ مشرکین و منکرین جو خدا کو چھوڑ کر شیطان اور اس کی اولاد اور اسکے انصار و اعوان کو اپنا کارساز اور سرپرست سمجھتے ہیں اس آیت میں بڑے بلیغ اور موثر انداز میں ان کی زجر و توبیخ کی گئی ہے کہ شیطان تمہارے باپ آدم کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوا تھا تو میں نے اس کو راندہ بنا دیا مگر تم مجھے چھوڑ کر اور میری بندگی کا رشتہ توڑ کر اپنے اور اپنے باپ کے دشمن سے مریدی اور اطاعت کا رشتہ جوڑ رہے ہو؟ ع

شرم تم کو مگر نہیں آتی؟

۱۷۔ ﴿مَا أَشْهَدْتُهُمْ خَلْقَ۔ الآیہ﴾ چونکہ مشرکین کا خیال تھا کہ ان کے خود ساختہ شرکاء کا خدا کی خدائی میں کچھ دخل ہے تو خداوند عالم اس کی تردید کرتے ہوئے فرما رہا ہے کہ میں نے تو ان کو زمین و آسمان کی خلقت کے وقت اور نہ ہی ان کی اپنی خلقت کے وقت حاضر ہی نہیں کیا تو مشورہ کیسا اور مدد کیسی؟ میں قادر مطلق ہوں میں کسی کا محتاج نہیں ہوں۔ اسی بنا پر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام دعائے دوشنبہ میں فرماتے ہیں الحمد للہ الذی لم یشھد احدًا حین فطر السمٰوٰت والارض الخ......

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى
اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آ گئی ہے تو انکو ایمان لانے اور مغفرت طلب
وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ
کرنے سے منع نہیں کیا۔ مگر اس چیز نے کہ اگلی قوموں کا معاملہ انہیں بھی پیش آئے
اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ
یا عذاب انکے سامنے آئے (۵۵) اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے۔ مگر خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا بنا کر۔ اور
اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
جو کافر ہیں وہ باطل کے (ہتھیار سے) جھگڑتے ہیں تاکہ اسکے ذریعہ سے حق کو
بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ
باطل کر دیں اور انہوں نے میری آیتوں کو اور جس چیز (عذاب) سے نہیں ڈرایا گیا تھا
اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ
اسکو مذاق بنا رکھا ہے (۵۶) اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اسکے پروردگار کی نشانیوں
فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا
کے ذریعہ سے نصیحت کی جائے مگر وہ ان سے روگردانی کرے اور اپنے ان (گناہوں) کو بھول جائے۔ جو وہ اپنے
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ
ہاتھوں پہلے بھیج چکا ہے ہم نے انکے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ اسکو سمجھیں اور انکے کانوں میں گرانی ڈال دی
وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا
ہے۔ کہ اسکو سنیں (یہ حق سے اعراض کرنیکی سزا ہے) اور اگر انہیں ہدایت کی طرف بلائیں تو وہ اس حالت میں کبھی راہ
اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ
راست پر نہیں آئینگے (۵۷) اور آپکا پروردگار بڑا بخشنے والا، رحمت والا ہے اگر وہ لوگوں سے انکے
بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ
کئے (گناہوں) کا مواخذہ کرتا تو جلدی ہی میں ان پر عذاب نازل کر دیتا مگر ان کیلئے ایک
مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ
معیاد ٹھہرا دی گئی ہے اس سے ادھر (پہلے) کوئی جائے پناہ نہیں پائینگے (۵۸) اور یہ

۱۸۔ ﴿وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں بعثت انبیاء ومرسلین کا مقصد بیان کیا گیا ہے کہ وہ بشارت ونذارت ہے کہ ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں کو جنت اور اس کی نعمات کی خوشخبری سنائیں اور کفر وشرک کرنے اور برے کام کرنے والوں کو جہنم اور اس کے گوناگوں عذاب سے ڈرائیں تاکہ اس طرح خدا کی طرف سے لوگوں پر حجت تمام ہوجائے۔

۱۹۔ ﴿وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ۔ الآیہ﴾ اس آیت شریفہ میں بدکار لوگوں پر جلدی عذاب نازل نہ کرنے کی وجہ بیان کی جارہی ہے کہ یہاں خدائے رحیم کا قانون رحمت وامہال کام کررہا ہے یعنی اس کے قانون رحیمی کا یہ تقاضا ہے کہ وہ مجرموں کو سزا دینے میں جلد بازی سے کام نہیں لیتا بلکہ انہیں ایک خاص وقت تک مہلت دیتا ہے کہ شاید کفر و شرک اور گناہ وعصیان سے باز آجائیں یا پھر دل کھول کر گناہ کرلیں۔ اور جب وہ مقررہ وقت آجاتا ہے تو پھر نتیجہ ظاہر ہونے میں نہ دیر ہوتی ہے اور نہ وہ ٹالنے سے ٹل سکتا ہے۔

الْقُرٰۤى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ

بستیاں ہیں جب (انکے باشندوں نے) ظلم وزیادتی کی تو ہم نے انہیں ہلاک کرڈالا اور ہم نے انکی ہلاکت

مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى

ع ۸ ۶ ۲۰

کیلئے ایک معیاد مقرر کردی تھی (۵۹) اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ میں برابر سفر جاری

اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِىَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا

رکھونگا یہاں تک کہ اس جگہ پہنچوں جہاں دو دریا اکٹھے ہوتے ہیں یا پھر (یونہی چلتے چلتے) سالہا سال گزار دونگا (۶۰) تو

مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى

جب وہ دونوں ان دونوں دریاؤں کے اکٹھا ہونیکی جگہ پر پہنچے تو وہ دونوں اپنی مچھلی کو بھول گئے اور اس نے

الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا

دریا میں داخل ہونے کیلئے سرنگ کی طرح اپنا راستہ بنالیا (۶۱) جب وہ دونوں وہاں سے آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان

غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾

سے کہا ہمارا صبح کا کھانا (ناشتہ) لاؤ۔ یقیناً ہمیں اس سفر میں بڑی مشقت اٹھانا پڑی ہے۔ (ہم بہت تھک گئے ہیں) (۶۲)

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ

اس (جوان) نے کہا کیا آپ نے دیکھا تھا؟ کہ جب ہم اس چٹان کے پاس (ستانے کیلئے) ٹھہرے ہوئے

الْحُوْتَ وَمَاۤ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ

تھے تو میں مچھلی کو بھول گیا۔ اور شیطان نے مجھے ایسا غافل کیا کہ میں (آپ سے) اسکا ذکر کرنا بھی بھول گیا

وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا

اور اس نے عجیب طریقہ سے دریا میں اپنا راستہ بنالیا (۶۳) موسیٰ نے کہا یہی تو وہ (مقام) تھا جسکی ہمیں

كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا

تلاش تھی (اور جسے ہم چاہتے تھے) چنانچہ وہ دونوں اپنے پاؤں کا نشان دیکھتے ہوئے واپس ہوئے (۶۴) سو انہوں

عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ

نے وہاں ہمارے بندوں میں سے ایک (خاص) بندہ کو پایا۔ جسے ہم نے اپنی خاص رحمت سے نوازا تھا

عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ

اور اسے اپنی طرف سے (خاص) علم عطا کیا تھا (۶۵) موسیٰ نے اس سے کہا! کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا

۲۰ ﴿وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ الآیہ﴾ مفسر قمی نے ان آیات کی شان نزول یہ بیان کی ہے کہ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوم قریش کو اصحاب کہف کا قصہ سنایا تو انہوں نے خواہش کی کہ آپ اس عالم (خضرؑ) کا قصہ بھی سنائیں جس سے علم حاصل کرنے کا خدا نے جناب موسیٰؑ کو حکم دیا تھا جس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (تفسیر قمی) اور اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب خدا نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ عطا فرمائی اور کوہ طور پر ان سے کلام کیا تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید خدا نے مجھ سے بڑا عالم پیدا نہیں کیا۔ اس وقت آپؑ کو حکم ہوا کہ دو دریاؤں کے سنگم پر جائیں۔ وہاں آپ کو ہمارا ایک خاص بندہ ملے گا۔ اس سے علم حاصل کریں۔ الغرض آپ نے اپنے وصی یوشع کو ہمراہ لیا۔ وہاں گئے۔ اور اس بندہ خاص (جناب خضر علیہ السلام) سے ملاقات ہوئی، سلام وکلام اور احوال پرسی کے بعد جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا مدعا پیش کیا کہ اپنے خاص علم سے مجھے بھی پڑھائیں۔ مگر جناب خضر علیہ السلام نے کہا کہ تم وہ علم حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے کہا: کیوں؟ فرمایا: تم صبر نہیں کر سکو گے۔ ہر چند کہ جناب خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اس چیز پر کس طرح صبر کرو گے جو تمہارے علمی دائرہ سے خارج ہے۔ مگر جناب موسیٰ علیہ السلام نے صبر کرنے کا یقین دلایا کہ وہ صبر کریں گے اور کوئی سوال و جواب نہیں کریں گے چنانچہ جناب موسیٰ علیہ السلام اور جناب خضر علیہ السلام کے درمیان تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع ہوا۔ قرآن شاہد ہے کہ جناب خضر علیہ السلام نے یکے بعد دیگرے تین ایسے کام کئے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کو تاب ضبط نہ رہی اور ہر کام پر اعتراض کیا مگر جب جناب خضر علیہ السلام نے اس کی وجہ بیان کی تو کہا: بالکل ٹھیک کیا۔ الغرض جناب موسیٰ علیہ السلام بے نیل ومرام واپس آئے۔ اس واقعہ سے یہ درس ملتا ہے کہ آدمی کو کبھی اپنی برتری کے پندار میں گرفتار نہیں ہونا چاہیے اور یہ کہ اگرچہ وعدہ کی

اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾

ہوں بشرطیکہ رشد و ہدایت کا وہ خصوصی علم جو آپ کو سکھایا گیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی سکھا دیں (۶۶)

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ

اس نے (جواب میں) کہا کہ آپ میرے ساتھ (رہ کر) صبر نہیں کر سکتے (۶۷) اور بھلا اس بات پر آپ

تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ

صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں جو تمہارے علمی دائرہ سے باہر ہے؟ (۶۸) موسیٰ نے کہا انشاء اللہ آپ

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ

مجھے صابر پائینگے اور میں آپکے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کرونگا (۶۹) اس نے کہا

فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ

کہ اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو آپ کسی چیز کے بارے میں مجھ سے سوال نہ کریں۔ جب تک

لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي ع ۹ ۲۱

میں خود آپ سے اسکا ذکر نہ کروں (۷۰) اسکے بعد دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار

السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ

ہو گئے تو خضرؑ نے اس میں سوراخ کر دیا موسیٰ نے کہا آپ نے اسلئے کشتی میں سوراخ کیا ہے کہ سب کشتی

لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ

والوں کو غرق کر دیں؟ آپ نے بڑی عجیب حرکت کی ہے (۷۱) خضرؑ نے کہا۔ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ

تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ

صبر نہیں کر سکیں گے؟ (۷۲) موسیٰ نے کہا جو بھول ہو گئی اس پر مجھ سے مواخذہ نہ کریں اور اس

وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿٧٣﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى

معاملہ میں مجھ سے زیادہ سختی نہ کریں (۷۳) چنانچہ پھر دونوں چل پڑے یہاں تک کہ ایک

اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا

لڑکے سے ملے تو اس بندہ نے اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ نے کہا آپ نے ایک

زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾

پاکیزہ نفس (بیگناہ) کو قصاص کے بغیر قتل کر دیا۔ یہ تو آپ نے سخت برا کام کیا ہے (۷۴)

وفا ضروری ہے مگر جب حسب ظاہر شریعت کے خلاف کوئی کام کرے تو امر بالمعروف کے طور پر اسے تو کہنا چاہیئے اور اس کے خلاف آواز احتجاج بلند کرنی چاہیے۔ اور یہ کہ جب تک کسی کام وکلام کے جملہ پہلوؤں پر غور و فکر نہ کر لیا جائے تب تک اس پر اعتراض کرنے میں جلدبازی نہیں کرنی چاہیے۔

واللہ الموفق۔

۲۱۔ ﴿حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا۔ الآیہ﴾ اسی اثنا میں وہ بندہ خاص (جناب خضر علیہ السلام) اور جناب موسیٰ علیہ السلام ایک لڑکے سے ملے تو اسے اس بندہ نے قتل کر دیا اور جناب موسیٰ کے اعتراض کے جواب میں فرمایا اس بچہ کے ماں باپ مومن تھے ہمیں اندیشہ تھا کہ یہ بچہ بڑا ہو کر ان کو بھی بے ایمان نہ بنا دے اس لئے میں حکم خدا سے اسے قتل کر دیا۔ مروی ہے کہ جناب خضرؑ نے فرمایا کہ اس بچہ کے عوض خدا اس کے والدین کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے گا؟ مروی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ خدا نے اس کے والدین کو اس کا نعم البدل کیا دیا تھا؟ فرمایا خدا نے انہیں ایک نیک بخت بیٹی عطا فرمائی جس کی شادی ایک نبی سے ہوئی جس کی نسل سے ستر نبی پیدا ہوئے تھے۔ (مجمع البیان)

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ

خضرؑ نے کہا کیا میں نے آپ سے کہا نہ تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر

صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا

سکیں گے (۷۵) موسیٰؑ نے کہا (اچھا) اگر اس کے بعد آپ سے کسی چیز کے متعلق پوچھوں تو آپ مجھے

تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾

اپنے ساتھ نہ رکھیں۔ بے شک آپ میری طرف سے عذر کی حد تک پہنچ گئے ہیں (اب آپ معذور ہیں) (۷۶)

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨ اسْتَطْعَمَاۤ

اس کے بعد وہ دونوں آگے چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے اور ان سے کھانا طلب کیا۔ مگر

اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا

انہوں نے ان کی مہمانداری کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر ان دونوں نے وہاں ایک دیوار پائی جو گرا چاہتی تھی

يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ

تو خضرؑ نے اسے (بنا کر) سیدھا کھڑا کر دیا۔ (اس پر) موسیٰؑ نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس کام کی (ان

عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ ۚ

لوگوں سے) کچھ اجرت ہی لے لیتے (۷۷) خضرؑ نے کہا بس (ساتھ ختم ہوا) اب میری اور

سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾

تمہاری جدائی ہے اب میں تمہیں ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہوں جن پر تم صبر نہ کر سکے (۷۸)

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ

جہاں تک کشتی کا معاملہ ہے تو وہ چند مسکینوں کی تھی جو دریا پر کام کرتے تھے میں نے چاہا

فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ

کہ اسے عیب دار بنا دوں کیونکہ ادھر ایک (ظالم) بادشاہ تھا جو ہر (بے عیب) کشتی پر

كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ

زبردستی قبضہ لیتا تھا (۷۹) اور جہاں تک اس بچے کا معاملہ ہے تو اس کے ماں باپ

مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَاۤ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ﴿۸۰﴾ ۚ

مومن تھے ہمیں اندیشہ ہوا کہ یہ (بڑا ہو کر) ان کو بھی سرکشی اور کفر میں مبتلا کر دیگا (۸۰)

۲۲۔ ﴿قَالَ اَلَمْ اَقُلْ ۔الآیہ﴾ قبل ازیں اس بات پر تبصرہ کیا جا چکا ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت رسول ہیں اور جناب خضر علیہ السلام علم لدنی کے حامل ہیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام اپنی شریعت کے پابند ہیں اس لئے وہ جب بھی کوئی کام اپنی شریعت کے خلاف ہوتا دیکھتے ہیں تو اس پر ایراد کرتے ہیں۔ اور جناب خضر علیہ السلام اپنے الہامی لدنی علم کے پابند ہیں اور جب اپنے خصوصی کاموں کے اسرار و رموز بیان کرتے ہیں اور یہ کہ انہوں نے جو کچھ کیا ہے وہ حکم الٰہی کے تحت کیا ہے۔ تو جناب موسیٰ علیہ السلام سر تسلیم خم کر کے خاموش ہو جاتے ہیں۔ اس واقعہ سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ اکثر و بیشتر ایرادات کم علمی کا نتیجہ ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد قدرت ہے: ﴿كذبوا بما لم يحيطوا بعلمه﴾ کہ عام لوگ اس چیز کو جھٹلا دیتے ہیں جو ان کے دائرہ علمی سے باہر ہوتی ہے لہٰذا کسی کے قول و فعل یا تقریر و تحریر پر اعتراض کرنے سے پہلے اس کے کام و کلام کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً

تو ہم نے چاہا کہ ان کا پروردگار اس کے عوض انہیں ایسی اولاد دے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر ہو اور مہر

وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ

ومحبت میں اس سے بڑھ کر ہو (۸۱) باقی رہا دیوار کا معاملہ تو وہ اس شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور

يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ

اس کے نیچے ان بچوں کا خزانہ (دفن) تھا۔ اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ تو تمہارے

اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا

پروردگار نے چاہا کہ وہ بچے اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں اور یہ

وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا

سب کچھ پروردگار کی رحمت کی بنا پر ہوا ہے۔ اور میں نے جو

فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ

کچھ کیا ہے اپنی مرضی سے نہیں کیا (بلکہ خدا کے حکم سے کیا) یہ حقیقت ان باتوں کی جن پر تم

عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ ع ۱۰/۱۲

صبر نہ کر سکے (۸۲) (اے رسولؐ) لوگ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ

قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ ۭ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي

دیجئے کہ میں عنقریب ان کا کچھ حال تمہیں سناتا ہوں (۸۳) ہم نے اسے زمین میں اقتدار عطا کیا

الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَاَتْبَعَ

تھا اور اسے ہر طرح کا سازوسامان مہیا کر دیا تھا (۸۴) پھر اس نے (ایک مہم کیلئے)

سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

سازوسامان کیا (۸۵) یہاں تک کہ وہ (چلتے چلتے) غروب آفتاب کے مقام پر پہنچ گیا

تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ڛ قُلْنَا

تو اسے ایک سیاہ چشمے میں غروب ہوتا ہوا پایا۔ (محسوس کیا) اور اس کے پاس ایک قوم کو (آباد) پایا ہم نے

يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ

کہا اے ذوالقرنین! (تمہیں اختیار ہے) خواہ انہیں سزا دو یا ان کے ساتھ حسن

۲۳۔ ﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ۔ الآیہ﴾ اصحاب کہف کے قصہ میں بیان کیا جا چکا ہے کہ یہود کی انگیخت پر کفار قریش نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطور امتحان تین سوال کئے تھے: (۱) اصحاب کہف۔ (۲) موسیٰؑ وخضرؑ۔ (۳) اور ذوالقرنین کی داستان کیا ہے؟ چنانچہ پہلے دو سوالوں کے جوابات کے بعد اب تیسرے سوال کا یہاں جواب دیا جا رہا ہے ۔ (مجمع البیان) ذوالقرنین کے بارے میں مفسرین اسلام میں اختلاف ہے کہ وہ کون تھے؟ قدیم مفسرین کا رجحان سکندر مقدونی کی طرف تھا حالانکہ وہ مشرک وبت پرست تھا جبکہ قرآن کا ذوالقرنین موحد اور مومن ہے اس لئے بعض جدید مفسرین کا میلان اس طرح ہے کہ اس سے مراد ایران کا مشہور بادشاہ سائرس ہے۔ جو جناب دانیال نبی کا معصر تھا۔ اور اسے اتنے قدرتی ذرائع و وسائل میسر تھے کہ اقصائے مشرق ومغرب تک سفر کیا تھا۔ نیز اسکے بارے میں یہ بھی اختلاف ہے کہ وہ نبی تھا یا صرف ایک عبد صالح تھا؟ چنانچہ بعض علماء اس کی نبوت کے قائل ہیں اور بعض اسے ایک عبد صالح جانتے ہیں اور یہی بات حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے: ﴿انه كان عبدًا صالحًا﴾ مجمع البیان) واللہ العالم۔ بعض روایات میں وارد ہے کہ پوری دنیا پر حکومت کرنے والے چار بادشاہ ہوئے جن میں دو مومن تھے۔ اور دو کافر۔ مومن یہ ہیں (۱) جناب سلیمان علیہ السلام (۲) ذوالقرنین ۔ اور کافر یہ ہیں (۱) نمرود۔ (۲) بخت نصر۔ (تفسیر البرہان)

فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ
سلوک کا رویہ اختیار کرو (۸۶) ذوالقرنین نے کہا کہ (ہم بے انصافی نہیں کرینگے) جو ظلم و سرکشی کرے

نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا ﴿٨٧﴾
گا ہم اسے ضرور سزا دینگے اور پھر وہ اپنے پروردگار کی طرف پلٹایا جائیگا تو وہ اسے سخت سزا دیگا (۸۷)

وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً الْحُسْنَىٰ
اور جو کوئی ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اس کیلئے اچھی جزا ہے اور ہم بھی اس

وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾
کیساتھ معاملہ میں نرم بات کریں گے (۸۸) پھر اس نے (دوسری مہم کیلئے) سازوسامان کیا (۸۹)

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ
یہاں تک کہ (چلتے چلتے) وہ طلوع آفتاب کی جگہ پہنچا۔ تو اسے ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتا ہوا پایا

قَوْمٍ لَمْ نَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ دُونِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذَٰلِكَ
کہ جس کیلئے ہم نے سورج کے سامنے کوئی پردہ نہیں رکھا ہے (۹۰) ایسا ہی تھا اور جو کچھ

وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾
ذوالقرنین کے پاس تھا اس کی ہم کو پوری خبر ہے (۹۱) پھر (ایک اور مہم کی) تیاری کی (۹۲)

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا
یہاں تک کہ (جب چلتے چلتے) وہ (دو پہاڑوں کی) دیواروں کے درمیان میں پہنچا تو ان کے ادھر ایک ایسی

قَوْمًا لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوا يَا ذَا
قوم کو پایا۔ جو (ان کی) کوئی بات نہیں سمجھتی تھی (۹۳) انہوں نے (اشاروں سے)

الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي
کہا اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج اس سرزمین میں فساد کرنیوالے ہیں

الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ
تو کیا (یہ ممکن ہے کہ) ہم آپ کیلئے خرچ کا کچھ انتظام کر دیں کہ آپ ہمارے اور ان کے

بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي
درمیان کوئی دیوار تعمیر کر دیں (۹۴) ذوالقرنین نے کہا جو طاقت میرے پروردگار نے مجھے دے رکھی ہے

۲۴۔ ﴿إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ ۔الآیہ﴾ یاجوج وماجوج کے بارے میں سخت اختلاف ہے کہ ان سے کون شخص مراد ہے؟ تاریخی قرائن بتاتے ہیں کہ اس سے وہ وحشی اور طاقتور قوم یعنی منگولین اور اس کے تمام صحرانورد اور وحشی شاخیں مراد ہیں یعنی یاجوج سے تاتاری اور ماجوج سے منگول مراد ہیں۔ غیر مستند روایات میں اس قوم کے بڑے عجیب وغریب حالات و واقعات بیان کئے گئے ہیں جن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

۲۵۔ ﴿أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۔ الآیہ﴾ اب رہی اس بات کی تحقیق کہ وہ سد (دیوار) کہاں ہے جو ذوالقرنین نے بنائی تھی؟ بعض نے اس سے دیوار چین مراد لی ہے جو کہ بالکل غلط ہے۔ اور بعض نے اس سے دربند اور داریال کے مقام پر کوہ قفقاز کے جنوبی علاقہ میں جو دیوار موجود ہے وہ مراد لی ہے اور ہمارا رجحان بھی اسی قول کی طرف ہے کیونکہ وہ درہ قرآنی تصریحات کے مطابق ہے۔ بہرحال یہ آہنی دیوار اتنی مضبوط اور بلند بن گئی کہ یاجوج وماجوج نہ اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ ہی اس میں سرنگ لگا سکتے تھے۔ ہاں البتہ اس دیوار کا ناقابل تسخیر ہونا تب تک ہے جب تک پروردگار کی مقرر کردہ میعاد کا وقت نہیں آتا پس جب تک وہ وقت نہیں آتا اور جب وہ وقت آجائے گا تو وہ اسے گرا کر زمین بوس کر دے گا۔ اب رہی اس بات کی تحقیق کہ میعاد سے کون سا وقت مراد ہے؟ بعض نے اس سے قتل دجال کا وقت بعض نے خروج یاجوج ماجوج کا وقت یعنی چنگیز خان وغیرہ تاتاریوں کے خروج کا وقت مراد لیا ہے جنہوں نے اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں قتل عام کیا، بعض نے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ الشریف کے ظہور کا وقت اور بعض نے اس سے میعاد قیامت مراد لی ہے واللہ العالم۔

خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ

وہ (تمہارے سامان سے) بہتر ہے۔ تم بس اپنی (بدنی) قوت سے میری مدد کرو۔ تو میں تمہارے اور ان

رَدْمًا ﴿٩٥﴾ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا سَاوٰى بَيْنَ

کے درمیان بند باندھ دونگا (۹۵) میرے پاس لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑے لاؤ (چنانچہ وہ لائے) یہاں تک کہ جب

الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ

دو پہاڑوں کے (درمیانی خلاء کو پر کر کے) دونوں کے سروں کے درمیان کو برابر کر دیا۔ تو کہا آگ پھونکو۔ یہاں تک کہ

قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ

جب اس (آہنی دیوار) کو بالکل آگ بنا دیا تو کہا اب پگھلا ہوا تانبا لاؤ تا کہ اس پر انڈیل دوں (۹۶) (چنانچہ) یہ دیوار

يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هٰذَا

اتنی مضبوط بن گئی کہ یاجوج وماجوج نہ اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ ہی اس میں سرنگ لگا سکتے تھے (۹۷) ذوالقرنین

رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّاۗءَ ۚ

نے کہا یہ میرے پروردگار کی رحمت ہے تو جب میرے پروردگار کے وعدے کا وقت آجائیگا تو وہ اسے گرا کر زمین کے

وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿٩٨﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ

برابر کر دیگا۔ اور میرے پروردگار کا وعدہ برحق ہے (۹۸) اور ہم اس (قیامت کے) دن ہم اس طرح انکو چھوڑ

يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ ۙ

دینگے کہ دریا کی لہروں کی طرح گڈمڈ ہو جائینگے۔ اور صور پھونکا جائیگا۔ اور پھر ہم سب کو پوری طرح جمع کر دینگے (۹۹)

وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَىِٕذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿١٠٠﴾ ۙ الَّذِيْنَ

اور اس دن ہم دوزخ کو کافروں کے سامنے پیش کر دینگے (۱۰۰) جن کی آنکھوں پر

كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَاۗءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا

میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا (کہ میری آیات نہیں دیکھتے تھے) اور وہ سن

يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ ۧ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ ع ۱۱ ۱۹ ۲

نہیں سکتے تھے (۱۰۱) کیا کافروں کا یہ خیال ہے کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا

يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا

کارساز اور سرپرست بنا لیں گے (اور ہم بازپرس نہیں کریں گے) بیشک ہم نے

جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ

دوزخ کو کافروں کی مہمانی کیلئے تیار کر رکھا ہے (۱۰۲) (اے پیغمبرؐ) آپ کہہ دیجئے (اے لوگو) کیا ہم

بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي

تمہیں بتا دیں کہ اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ گھاٹے میں کون ہیں (۱۰۳) جنکی دنیا کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ

زندگی کی تمام سعی و کوشش اکارت ہوگئی حالانکہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ بڑے اچھے کام

صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ

کر رہے ہیں (۱۰۴) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اسکی بارگاہ میں حاضری کا انکار

فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

کیا پس انکے سارے اعمال ضائع ہوگئے۔اسلئے ہم قیامت کے دن انکے لئے کوئی وزن

وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا

قائم نہیں کرینگے (۱۰۵) یہ انکی سزا ہے جہنم۔انکے کفر کرنے اور میری آیات اور میرے

اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

رسولوںؑ کا مذاق اڑانے کی پاداش میں (۱۰۶) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور

الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾

نیک عمل بھی کئے تو ان کی مہمانی کیلئے فردوس کے باغ ہیں (۱۰۷)

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ

جن میں وہ ہمیشہ رہیں وہاں سے منتقل ہونا پسند نہیں کریں گے (۱۰۸) کہہ دیجئے کہ اگر

الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ

میرے پروردگار کے کلمات لکھنے کیلئے سمندر سیاہی بن جائے تو وہ ختم ہو جائیگا قبل اسکے کہ میرے پروردگار

تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾ قُلْ

کے کلمات ختم ہوں اگرچہ ہم انکی مدد کیلئے ویسا ہی ایک سمندر لے آئیں (۱۰۹) (اے رسولؐ)

اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

کہہ دیجئے! کہ میں (بھی) تمہاری طرح ایک بشر (انسان) ہوں البتہ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا

۲۶۔﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ۔ الآیہ﴾ جولوگ یہ کہتے ہیں کہ نجات کیلئے صرف نیک اعمال کا بجالانا کافی ہے اور اس میں عقیدے اور ایمان کا کوئی تعلق نہیں ہے ان کو اس آیت کی روشنی میں اپنے اس نظریہ کا جائزہ لینا چاہیے کہ وہ لوگ جن کی زندگانی دنیا کی سب کوششیں رائیگاں ہوگئیں اور انجام کار جہنم ان کا ٹھکانہ قرار پائی نیک عمل بھی تو کرتے تھے تو پھر ان کی محنت کیوں برباد ہوئی؟ اس سوال کا قرآن یہ جواب دیتا ہے کہ وہ کافر تھے! یعنی ان کا عقیدہ صحیح نہیں تھا اور وہ دولت ایمان سے محروم تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نجات کیلئے ایمان و عمل لازم وملزوم ہیں مگر مرکزی حیثیت عقیدہ و ایمان کو حاصل ہے۔

ایضاح: مخفی نہ رہے کہ جس طرح کفر قبولیت اعمال سے مانع ہے اور ایمان ضروری ہے اسی طرح اہل بیتؑ سے نصب وعداوت بھی قبولیت اعمال سے مانع ہے اور محبت اہلبیتؑ لازم ہے کیونکہ وہ بطور اجر رسالت واجب ہے۔لہٰذا اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔لہٰذا

بے محبّ اہلبیتؑ عبادت حرام ہے

۲۷۔﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ جو بد بخت خدا جیسے قادرِ مطلق رحیم وکریم خدا کو چھوڑ کر اس کی مخلوق میں سے بعض کو اپنا کارساز جانتے ہیں ان کو جہنم کی وعید وتہدید کے بعد (آیت ۱۰۲) اب ایمان لانے والوں اور عمل صالح کرنے والوں سے خداوند علیم وحکیم جنت الفردوس کا وعدہ فرما رہا ہے۔ واضح رہے کہ جنت الفردوس عام جنت سے بلند وبالا منزل کا نام ہے۔اس لیے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اذا سئلتم الله فاسئلوا الفردوس کہ جب خدا سے کچھ مانگو تو جنت الفردوس مانگو۔(مجمع البیان)

۲۸۔﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ۔ الآیہ﴾ کلمات اللہ سے کیا مراد ہے؟ مفسرین نے انکے متعدد مفہوم بیان کئے ہیں۔بعید نہیں

وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ

خدا ایک ہی خدا ہے پس جو کوئی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا امیدوار ہے۔ اسے چاہیے

عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ ع

کہ نیک عمل کرتا رہے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے (۱۱۰)

ایاتها ۹۸ — ۱۹ سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ ۴۴ — رکوعاتها ۶

سورۂ مریم۔ مکی ہے۔ ۹۸ آیات۔ ۶ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾ اِذْ

کاف۔ ہا۔ یا۔ عین۔ صاد (۱) (اے رسولؐ) آپ کے پروردگار نے اپنے (خاص) بندے زکریاؑ پر جو (خاص) رحمت کی تھی

نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ

یہ اسکا تذکرہ ہے (۲) جب انہوں نے اپنے پروردگار کو چپکے چپکے پکارا (۳) کہا اے میرے پروردگار! میری

الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ

ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور سر میں بڑھاپے کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں (بال سفید ہو گئے ہیں) اور میرے

بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿۴﴾ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ

پروردگار میں کبھی تجھ سے دعا مانگ کر نامراد نہیں رہا ہوں (۴) اور میں اپنے بعد بھائی بندوں

وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ

سے ڈرتا ہوں۔ اور میری بیوی بانجھ ہے سو تو ہی مجھے (خاص) اپنے پاس

لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿۵﴾ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ

سے ایک وارث عطا کر (۵) جو میرا بھی وارث بنے اور آل یعقوبؑ کا بھی اور

وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿۶﴾ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ

اے میرے پروردگار! تو اسے پسندیدہ بنا (۶) (ارشاد ہوا) اے زکریاؑ! ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری

اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾ قَالَ

دیتے ہیں جسکا نام یحییٰؑ ہوگا جسکا اس سے پہلے ہم نے کوئی ہمنام نہیں بنایا (۷) زکریاؑ نے

ہے کہ ان سے خدا کی صفات جمال وجلال اور صفات کمال مراد ہوں۔ کیونکہ خدا کی ذات کی طرح اس کی صفات بھی غیر محدود اور غیر متناہی ہیں۔ بنابریں واضح کہ کوئی بھی محدود ان کا احاطہ نہیں کر سکتا ہے۔

۲۹۔ ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ ۔الآیہ﴾ ایک سے زائد بار اس موضوع پر گفتگو ہو چکی ہے کہ انبیاء و مرسلین انسانی نوع کے ہی افراد کاملہ ہوتے ہیں ایک اس لئے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے دوسرے اس لئے کہ وہ بھیجے انسانوں کی طرف جاتے ہیں اور یہ آیت اس بات کی ناقابل رد اور محکم دلیل ہے کہ سرکار خاتم الانبیاء بھی بشر وانسان ہی ہیں وہ جن یا فرشتہ یا کسی اور نوع کے فرد نہیں ہیں۔ وھو المطلوب۔

۳۰۔ ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا ۔الآیہ﴾ اس آیت سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ خوشنودی خدا کا پروانہ حاصل کرنے کیلئے مسلسل عمل صالح کرنا اور ہر قسم کے شرک جلی وخفی سے احتراز کرنا لازم ہے۔

سورہ مریم

سورہ مریم کے مضامین اور مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) طلب اولاد کی خاطر جناب زکریا علیہ السلام کی بارگاہ خدا میں دعا و التجا۔ (۲) جناب عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت کا تذکرہ۔ (۳) جناب عیسیٰؑ کے بارے میں اسلام کے معتدل نظریہ کا تذکرہ۔ (۴) جناب ابراہیمؑ وموسیٰؑ اور اسماعیلؑ صادق الوعد کا تذکرہ۔ (۵) بہشت اور اس کی نعمتوں کا اور دوزخ اور اس کے عذابوں کا تذکرہ۔ (۶) قیامت کا اثبات اور منکرین کی غلط فہمیوں کا ازالہ۔ (۷) شفاعت کا اثبات۔ (۸) خدا کی اولاد کی نفی۔ (۹) زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن کے آسان ہونے کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿كٓهٰيٰعٓصٓ ۔الآیہ﴾ کئی بار اس حقیقت کا اظہار کیا جا چکا ہے کہ قرآنی حروف مقطعات ان متشابہ آیات میں سے ہیں کہ جن کے حقیقی

رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا

(ازراہ تعجب) کہا اے میرے پروردگار! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا؟ جبکہ میری بیوی بانجھ ہے

وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ

اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچا ہوا ہوں (۸) ارشاد ہوا: ایسا ہی ہوگا۔ تمہارا پروردگار

رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ

فرماتا ہے کہ وہ مجھ پر آسان ہے اور میں نے ہی اس سے پہلے تمہیں پیدا کیا جبکہ تم

تَكُ شَيْـًٔا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ

کچھ بھی نہ تھے (۹) زکریاؑ نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میرے لئے کوئی علامت قرار دے۔ ارشاد ہوا تمہارے

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾ فَخَرَجَ عَلٰى

لئے علامت یہ ہے کہ تم تندرست ہوتے ہوئے بھی برابر تین رات (دن) تک لوگوں سے بات نہیں کر سکو گے (۱۰) پس

قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا

وہ عبادت گاہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور انہیں اشارہ سے کہا کہ صبح شام (خدا کی)

بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿١١﴾ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ

تسبیح وتقدیس کرو (۱۱) (جب حکم خدا کے مطابق وہ لڑکا پیدا ہوا اور بڑھا تو ہم نے کہا) اے یحییٰؑ! کتاب کو مضبوطی

وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿١٢﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ

سے پکڑو اور ہم نے اسے بچپن ہی میں علم وحکمت سے نوازا (۱۲) اور وہ اپنے والدین سے نیکی کرنیوالا تھا وہ سرکش

وَكَانَ تَقِيًّا ﴿١٣﴾ وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا

اور نافرمان نہ تھا (۱۳) اور ہم نے خاص اپنے پاس سے (اسے) رحمدلی اور پاکیزگی عطا کی اور وہ

عَصِيًّا ﴿١٤﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ

پرہیزگار تھا (۱۴) سلام ہو اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وفات پائیگا اور جس

وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٥﴾ وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ

دن وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا (۱۵) (اے رسولؐ) اس کتاب میں مریم

اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ ۙ

کا ذکر کیجئے۔ جبکہ وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر ایک مشرقی مکان میں گئیں (۱۶)

ع ۱۵ ۱ / ۴

مفہوم خود خدا یا راسخون فی العلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ ویسے بعض اخبار میں ان حروف کے کئی معانی بیان کئے گئے ہیں چنانچہ کتاب اکمال الدین شیخ صدوق میں ایک طویل روایت میں جو کہ صاحب العصر والزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ الشریف سے مروی ہے: کاف سے کربلا، ہا سے عترت رسول کی ہلاکت و شہادت، یا سے یزید، عین سے عطش اور صاد سے صبر مراد لیا گیا ہے۔ واللہ العالم۔

۲۔ ﴿ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ۔ الآیہ﴾ جناب زکریا علیہ السلام کے پیرانہ سالی میں خدا سے اولاد طلب کرنے اور خدا کے انہیں معجزانہ طور پر جناب یحییٰ علیہ السلام عطا کرنے کا قصہ قبل ازیں سورہ آل عمران میں آیت ۳۸ تا ۴۱ میں تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے لہٰذا قارئین کرام اس مقام کی طرف رجوع فرمائیں۔ بہرحال خداوند عالم نے جناب زکریاؑ کو بنا بر مشہور ایک سو اٹھارہ سال کی عمر میں جبکہ ان کی بیوی بھی بانجھ تھی اولاد عطا کر کے واضح کر دیا کہ وہ کسی نیچر کے قانون کا پابند نہیں ہے بلکہ وہ وہ قادر مطلق ہے جو خود مقنن قانون ہے۔ نیز جناب زکریا علیہ السلام کی دعا سے واضح ہوتا ہے کہ انبیاء کی بھی مالی وراثت ہوتی ہے جس کیلئے وہ وارث عطا کرنے کی خدا سے دعا و استدعا کرتے ہیں۔

۳۔ ﴿يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ۔ الآیہ﴾ خاندان نبوت کی روایات کے مطابق جب جناب یحییٰ علیہ السلام تین برس کے ہوئے تو خدا نے انہیں خاص علم وحکمت سے نوازا۔ ہمارے مذہب عقیدہ کے مطابق خدائے علیم وحکیم اس دار دنیا میں جن مقدس ہستیوں کے سر پر تاج نبوت رکھنا چاہتا ہے انہیں پیدائش کے ساتھ ہی چند خاص خصوصیات کے ساتھ نواز کر پیدا کرتا ہے وہ عوام کی طرح شکم مادر سے علم وفضل سے عاری اور ہنر وکمال سے خالی پیدا نہیں ہوتے۔ ہاں وہ اپنی حکمت ومصلحت کے تحت جب چاہتا ہے انہیں مبعوث فرماتا ہے اور ان سے اعلان نبوت کراتا ہے۔ خواہ جھولے میں کرائے جیسے جناب عیسیٰ علیہ السلام

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا ۖ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا

پھر اس نے ان لوگوں کی طرف سے پردہ کر لیا پس ہم نے اسکی طرف اپنی جانب سے روح (یعنی فرشتہ) کو

رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ إِنِّي

بھیجا تو وہ اسکے سامنے ایک تندرست انسان کی صورت میں نمودار ہوا (۱۷) مریم نے (گھبرا کر)

أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ إِنَّمَا

کہا کہ اگر تو پرہیزگار آدمی ہے تو میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں (۱۹) اس (فرشتہ) نے کہا میں

أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ

تو تمہارے پروردگار کا فرستادہ ہوں تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا دوں (۱۹) مریم نے

أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ

کہا میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ کسی بشر نے مجھے چھوا تک نہیں ہے اور نہ ہی میں

بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ

بدکردار ہوں (۲۰) فرشتہ نے کہا یونہی ہے (مگر) تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے وہ کام میرے لئے آسان ہے

وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا

اور یہ اسلئے بھی ہے کہ ہم اسے لوگوں کیلئے (اپنی قدرت کی) ایک نشانی قرار دیں اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ ایک

مَقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾

طے شدہ بات ہے (۲۱) پس وہ اس (لڑکے) کے ساتھ حاملہ ہوگئی پھر وہ اس حمل کو لئے ہوئے دور جگہ چلی گئی (۲۲)

فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ

اسکے بعد دردزہ اسے کھجور کے درخت کے تنا کے پاس لے گیا (اور) کہا کاش

يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا ﴿٢٣﴾

میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بالکل نسیاً منسیاً (بھولی بسری) ہو گئی ہوتی (۲۳)

فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ

اور ایک منادی نے اسکے نیچے سے آواز دی کہ (اے مریم) رنجیدہ نہ ہو۔ تیرے پروردگار نے تیرے نیچے

تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ

ایک چھوٹی سی نہر جاری کر دی ہے (۲۴) اور کھجور کے تنا کو پکڑ کر اپنی طرف ہلا۔ وہ تم پر تر و تازہ

سے کرایا یا تین برس کی عمر میں کرائے جیسے جناب یحییٰ علیہ السلام سے کرایا یا چالیس سال کی عمر میں کرائے جیسے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرایا ہاں البتہ جب کسی ہستی کو ظاہری منصب نبوت پر فائز کرتا ہے تو اسے مزید خصوصی علم وفہم اور فضل وکمال سے نوازتا ہے۔

۴۔ ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ ... الآیہ﴾ سورہ آل عمران کی آیت ۳۵ اور اس کے بعد والی آیات میں جناب مریم کا مفصل تذکرہ کیا جا چکا ہے اور وہاں آیت ۴۵ اور اس کی بعد والی آیات میں اور یہاں ان کے ہاں شوہر کے بغیر محض خدا کی قدرت کاملہ سے معجزانہ طور پر ان کے ہاں جناب عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ مذکورہ بالا مقام پر واضح کیا جا چکا ہے کہ جناب اسماعیل واسحاق اور جناب یحییٰ وعیسیٰ علیہم السلام کی ولادتیں نیچریوں کیلئے تازیانہ عبرت ہیں جو کہتے ہیں کہ اس کائنات کی ہر چیز اس طرح سلسلہ علل واسباب کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے کہ اگر خدا بھی اس قانون کے خلاف کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا (العیاذ باللہ) کیا یہ ولادتیں نیچر کے نظام کے خلاف نہیں ہیں؟ بہرحال یہ حقیقت کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے کہ خدا خود مسبب الاسباب ہے۔ وہ اسباب کا پابند نہیں ہے۔ ﴿یفعل مایشاء ویحکم مایرید﴾! اور اس کیلئے ایسا کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ

اور پکی ہوئی کھجوریں گرائے گی (۲۵) پس تو (خرمے) کھا اور (نہر کا پانی)

وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ

پی اور (بیٹے کو دیکھ کر) اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر پھر اگر کسی آدمی کو دیکھے اور (وہ تم سے کچھ پوچھے) تو (اشارہ

اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ

سے کہہ دینا کہ میں نے خدائے رحمان کیلئے (چپ کے) روزہ کی منت مانی ہے تو میں آج کسی آدمی سے

اِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ

بات نہیں کرونگی (۲۶) اس کے بعد وہ بچہ کو (گود میں) اٹھائے اپنی قوم کے پاس لائی۔

لَقَدْ جِئْتِ شَيْـــًٔا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ

انہوں نے کہا اے مریمؑ تو نے بڑا برا کام کیا ہے (۲۷) اے ہارون کی بہن!

اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾

نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی (۲۸)

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي

مریمؑ نے (نومولود) کی طرف اشارہ کیا (کہ اس سے پوچھو کہ کہاں سے آیا؟) وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم اس

الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ڗ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ

سے کس طرح بات کرینگے جو ابھی گہوارہ میں (کمسن) بچہ ہے؟ (۲۹) (مگر) وہ بچہ بولا: میں اللہ کا بندہ ہوں

وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠

اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے (۳۰) اور میں جہاں کہیں ہوں مجھے مبارک بنایا ہے اور مجھے نماز (پڑھنے)

وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾

اور زکوٰۃ (دینے) کا حکم دیا ہے جب تک کہ میں زندہ ہوں (۳۱)

وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾

اور اس نے مجھے اپنی ماں کیساتھ نیک سلوک کرنیوالا بنایا ہے اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں بنایا (۳۲)

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ

سلامتی ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا جس دن میں مرونگا اور جس دن زندہ کر کے

۵۔ ﴿فَاِمَّا تَرَيِنَّ۔ الآیہ﴾ ایک بن بیاہی پارسا لڑکی کا بچہ گود میں لے کر قوم کے سامنے آنا کوئی معمولی کام نہ تھا بڑا صبر آزما مرحلہ تھا۔ مگر خدائے حکیم نے اس مرحلہ کو خوش اسلوبی سے طے کرنے کا یہ انتظام کیا کہ ایک منادی کے ذریعہ سے جناب مریمؑ سے کہہ دیا کہ اگر کوئی شخص اس سلسلہ میں کچھ پوچھ گچھ کرے تو اس سے اشارہ کی زبان میں کہہ دینا کہ میں نے خدا کی خوشنودی کے لیے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس دور میں چپ کا روزہ رکھنا جائز تھا۔ مگر شریعت اسلامیہ میں جائز نہیں ہے۔

۶۔ ﴿فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ۔ الآیہ﴾ بہر حال جناب مریمؑ جب بچہ گود میں لے کر قوم کے سامنے آئیں تو قوم نے بڑے ایراد و اعتراض کئے مگر آپ خاموش رہیں اور حسب الحکم صرف نومولود کی طرف اشارہ کیا۔ مطلب یہ تھا کہ تم مجھ سے کیوں پوچھتے ہو کہ میں یہ بچہ کہاں سے لائی؟ خود بچہ سے پوچھو کہ وہ کہاں سے آیا؟ بہر حال بچہ قدرت خدا سے گویا ہوا اور کہا: میں خدا کا بندہ ہوں یعنی خدا یا خدا کا بیٹا نہیں ہوں۔ اس نے مجھے کتاب و نبوت عطا فرمائی ہے...... بس عیسیٰ علیہ السلام کا یہ کہنا تھا کہ اعتراض کرنے والوں کی زبانیں بند ہو گئیں اور انہیں تسلیم کرنا پڑا کہ جس ماں کا بیٹا نبیؑ ہو اس کی ماں بدکار نہیں ہو سکتی۔

أُبۡعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذٰلِكَ عِيسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ ۚ قَوۡلَ
اٹھایا جاؤں گا (٣٣) یہ ہے عیسیٰؑ بن مریمؑ (اور یہ ہے) اسکے بارے میں وہ سچی بات جس
الۡحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمۡتَرُونَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ أَنۡ يَّتَّخِذَ
میں لوگ شک کرتے ہیں (٣٤) یہ بات اللہ کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ
مِنۡ وَّلَدٍ ۙ سُبۡحٰنَهٗ ؕ إِذَا قَضٰى أَمۡرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهٗ
کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔ پاک ہے اسکی ذات جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اسے کہتا ہے ہو جا تو
كُنۡ فَيَكُونُ ﴿٣٥﴾ وَإِنَّ اللّٰهَ رَبِّي وَرَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوهُ ؕ
وہ (کام) ہو جاتا ہے (٣٥) (عیسیٰؑ نے کہا) بیشک میرا اور تمہارا پروردگار اللہ ہے۔ پس تم اسکی عبادت کرو
هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخۡتَلَفَ الۡأَحۡزَابُ مِنۡۢ
یہی سیدھا راستہ ہے (٣٦) پھر مختلف گروہ آپ کے بارے میں اختلاف کرنے لگے تو جن
بَيۡنِهِمۡ ۚ فَوَيۡلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنۡ مَّشۡهَدِ يَوۡمٍ
لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لئے ہلاکت ہے جب وہ ایک بہت بڑے سخت دن کا سامنا
عَظِيمٍ ﴿٣٧﴾ أَسۡمِعۡ بِهِمۡ وَأَبۡصِرۡ ۙ يَوۡمَ يَأۡتُونَنَا لٰكِنِ
کریں گے (٣٧) جس دن وہ ہمارے پاس آئیں گے تو اس دن انکے کان کیسے سننے والے اور آنکھیں
الظّٰلِمُونَ الۡيَوۡمَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ وَأَنۡذِرۡهُمۡ
کیسی دیکھنے والی ہونگی۔ مگر آج یہ ظالم کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہیں (٣٩) اور (اے رسولؐ)
يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ إِذۡ قُضِيَ الۡأَمۡرُ ۘ وَهُمۡ فِي غَفۡلَةٍ وَّهُمۡ وقف لازم
انہیں حسرت وندامت کے دن سے ڈرائیں جبکہ ہر بات کا (آخری) فیصلہ کر دیا جائیگا۔ اور یہ لوگ غفلت
لَا يُؤۡمِنُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّا نَحۡنُ نَرِثُ الۡأَرۡضَ وَمَنۡ عَلَيۡهَا
میں پڑے ہیں اور ایمان نہیں لاتے (٣٩) (آخرکار) ہم ہی زمین کے اور جو کچھ اسکے اوپر ہے اسکے
وَإِلَيۡنَا يُرۡجَعُونَ ﴿٤٠﴾ ع وَاذۡكُرۡ فِي الۡكِتٰبِ إِبۡرٰهِيمَ ۚ ع ٢ ٤٥ ٥
وارث ہونگے اور سب ہماری طرف لوٹائے جائینگے (٤٠) اور قرآن میں ابراہیمؑ کا ذکر کیجئے
إِنَّهٗ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ إِذۡ قَالَ لِأَبِيهِ يٰأَبَتِ لِمَ
بیشک وہ بڑے راست باز تھے (٤١) جب انہوں نے اپنے (منہ بولے) باپ (حقیقی چچا)

٧۔ ﴿ذٰلِكَ عِيسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ ۚ۔ الآیہ﴾ یہ ہے عیسیٰ بن مریم اور یہ ہے ان کے بارے میں سچی بات اور صحیح عقیدہ کہ وہ اللہ کے بندہ خاص اور صاحب شریعت رسول ہیں وہ خدا نہیں ہیں اور نہ ہی خدا کے بیٹے ہیں اور نہ تین (خدا، روح القدس اور عیسیٰ) میں سے ایک ہیں انہوں نے بارہا قوم سے کہا کہ میرا اور تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے بس اسی کی ہی عبادت کرنا سیدھا راستہ ہے۔

٨۔ ﴿فَاخۡتَلَفَ الۡأَحۡزَابُ۔ الآیہ﴾ نصاریٰ کے کئی گروہ آپس میں اختلاف کرنے لگے بعض (یعقوبیہ) نے کہا کہ خدا خود عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں زمین پر اتر آیا ہے، بعض (نسطوریہ) نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور بعض نے کہا کہ خدا تین ہیں اور جناب عیسیٰ علیہ السلام ان سے ایک ہیں۔ اسلام وقرآن نے آخری فیصلہ کر دیا کہ عیسیٰ اللہ کے خاص بندے ہیں اور اس کے رسول! ﴿ھذا صراط مستقیم وخیر الامور اوسطھا﴾

٩۔ ﴿إِذۡ قَالَ لِأَبِيهِ۔ الآیہ﴾ یہ بات اپنے مقام یعنی علم کلام میں ناقابل رد دلائل سے ثابت کی جا چکی ہے کہ انبیاء ومرسلین کے آباء وامہات سب موحد ومسلمان ہوتے ہیں اس مقدس سلسلہ میں جناب آدمؑ تک کوئی کافر ومشرک نہیں ہوتا۔ مگر اس آیت سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جس شخص کو جناب ابراہیم علیہ السلام ﴿یاابت یاابت﴾ (اے میرے باپ اے میرے باپ) کہہ کر پکارتے ہیں وہ تو کھلم کھلا مشرک اور بت پرست ہے۔ تو اس خیال کا ابطال یہ ہے کہ ہم سورہ انعام کی آیت ٤٨ ﴿واذ قال ابراھیم لابیہ آزر۔ الآیہ﴾ کی تفسیر میں واضح کر آئے ہیں کہ مورخین کا اجماع ہے کہ جناب ابراہیمؑ کے باپ کا نام تارخ تھا جو موحد ومسلمان تھا۔ اور یہ آزر آپ کا تایا اور منہ بولا باپ تھا۔ (تفسیر کبیر رازی وتفسیر مظہری وغیرہ)

تَعۡبُدُ مَا لَا يَسۡمَعُ وَلَا يُبۡصِرُ وَلَا يُغۡنِيۡ عَنۡكَ

آذر سے کہا کہ اے باپ! آپ ان چیزوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں اور نہ دیکھتی ہیں اور نہ

شَيۡـًٔا ﴿٤٢﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيۡ قَدۡ جَآءَنِيۡ مِنَ الۡعِلۡمِ مَا لَمۡ

آپکو کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہیں(۴۲)اے باپ!میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپکے پاس

يَاۡتِكَ فَاتَّبِعۡنِيۡۤ اَهۡدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يٰۤاَبَتِ لَا

نہیں آیا۔ آپ میری پیروی کیجئے میں آپکو سیدھا راستہ دکھا دوں گا(۴۳) اے باپ!

تَعۡبُدِ الشَّيۡطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ كَانَ لِلرَّحۡمٰنِ

شیطان کی پرستش نہ کیجئے (کیونکہ) بیشک خدائے رحمان کا وہ

عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيۡۤ اَخَافُ اَنۡ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ

نافرمان ہے(۴۴) اے باپ! مجھے اندیشہ ہے کہ آپ پر خدائے رحمان کا عذاب

مِّنَ الرَّحۡمٰنِ فَتَكُوۡنَ لِلشَّيۡطٰنِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ

نازل نہ ہو جائے اور آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں(۴۵) آزر نے کہا:

اَرَاغِبٌ اَنۡتَ عَنۡ اٰلِهَتِيۡ يٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ ۚ لَئِنۡ لَّمۡ

اے ابراہیمؑ کیا تم میرے خداؤں سے روگردانی کرتے ہو؟اگر تم باز نہ آئے تو میں

تَنۡتَهِ لَاَرۡجُمَنَّكَ وَاهۡجُرۡنِيۡ مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلٰمٌ

تمہیں سنگسار کر دونگا۔اور تم ایک مدت تک مجھ سے دور ہو جاؤ(۴۶)ابراہیمؑ نے کہا:(اچھا خدا حافظ)آپ

عَلَيۡكَ ۚ سَاَسۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّيۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيۡ حَفِيًّا ﴿٤٧﴾

پر میرا اسلام! میں عنقریب اپنے پروردگار سے آپکے لئے مغفرت طلب کرونگا۔ بیشک وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے(۴۷)

وَاَعۡتَزِلُكُمۡ وَمَا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَاَدۡعُوۡا

اور میں آپ لوگوں سے اور ان سے جنہیں آپ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں کنارہ کرتا ہوں۔ میں تو اپنے پروردگار کو ہی

رَبِّيۡ ۖ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوۡنَ بِدُعَآءِ رَبِّيۡ شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا

پکاروں گا۔ مجھے امید ہے کہ میں اپنے پروردگار کی دعا و پکار کی برکت سے نامراد نہیں رہونگا(۴۸) پس

اعۡتَزَلَهُمۡ وَمَا يَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبۡنَا

جب وہ ان لوگوں کے اور ان خداؤں سے کنارہ کش ہو گئے تو ہم نے انکو

لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ‌ؕ وَكُلًّا جَعَلۡنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبۡنَا

اسحاقؑ و یعقوبؑ جیسی اولاد عنایت فرمائی اور ہم نے سب کو نبیؑ بنایا (۴۹) اور ہم نے ان ہستیوں کو

لَهُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِنَا وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ لِسَانَ صِدۡقٍ

اپنی (خاص) رحمت سے حصہ عطا کیا اور انکے لئے سچائی کی زبان کو بلند قرار دیا (یعنی آئندہ نسلوں میں انکے

عَلِيًّا ﴿٥٠﴾ وَاذۡكُرۡ فِى الۡكِتٰبِ مُوۡسٰٓى‌ ۚ اِنَّهٗ كَانَ مُخۡلَصًا

ذکر جمیل کی آواز بلند کی) (۵۰) اور (اے رسولؐ) کتاب (قرآن) میں موسیٰؑ کا ذکر کیجئے! بیشک وہ اللہ کے

وَّكَانَ رَسُوۡلًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾ وَنَادَيۡنٰهُ مِنۡ جَانِبِ الطُّوۡرِ

برگزیدہ بندے اور نبیؑ مرسل تھے (۵۱) اور ہم نے کوہ طور کی داہنی جانب سے آواز دی اور راز و نیاز کی

الۡاَيۡمَنِ وَقَرَّبۡنٰهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبۡنَا لَهٗ مِنۡ رَّحۡمَتِنَاۤ

باتیں کرنے کیلئے انہیں اپنا مقرب بنایا (۵۲) اور ہم نے انہیں اپنی خاص رحمت سے آواز دی اور (بطور

اَخَاهُ هٰرُوۡنَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾ وَاذۡكُرۡ فِى الۡكِتٰبِ اِسۡمٰعِيۡلَ‌ ۚ

وزیر) انکو انکا بھائی ہارونؑ عطا کیا جو نبیؑ تھا (۵۳) اور (اے پیغمبرؐ) آپ کتاب (قرآن) میں اسماعیلؑ

اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الۡوَعۡدِ وَكَانَ رَسُوۡلًا نَّبِيًّا ﴿٥٤﴾ۚ

کا ذکر کیجئے جو وعدہ کے سچے اور نبیؑ مرسل تھے (۵۴)

وَكَانَ يَاۡمُرُ اَهۡلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۖ وَكَانَ عِنۡدَ

اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک

رَبِّهٖ مَرۡضِيًّا ﴿٥٥﴾ وَاذۡكُرۡ فِى الۡكِتٰبِ اِدۡرِيۡسَ‌ ۚ اِنَّهٗ

پسندیدہ تھے (۵۵) اور (اے رسولؐ) کتاب (قرآن) میں ادریسؑ کا ذکر کیجئے بیشک

كَانَ صِدِّيۡقًا نَّبِيًّا ﴿٥٦﴾ۙ وَّرَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٧﴾

وہ بڑے سچے نبی تھے (۵۶) اور ہم نے انہیں بڑے ہی اونچے مقام تک بلند کیا تھا (۵۷)

اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

یہ وہ نبیؑ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا آدمؑ کی نسل سے اور انکی نسل سے جنہیں ہم نے نوحؑ کیساتھ کشتی میں

مِنۡ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ وَّمِنۡ

سوار کیا تھا اور ابراہیمؑ و اسرائیل (یعقوبؑ) کی نسل سے اور (یہ سب) ان لوگوں

ع

۱۰۔ ﴿وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ ۔الآیہ﴾ سورہ شعراء
میں جناب خلیلؑ کی یہ دعا مذکور ہے۔ ﴿واجعل
لی لسان صدق فی الآخرین﴾ کہ آنے والی
نسلوں میں میرے لئے سچائی کی زبان بنا
تاکہ ہمیشہ میرا ذکر خیر ہوتا رہے۔ مخفی نہ رہے
کہ تفسیر قمی وصافی وغیرہ میں ایک روایت
موجود ہے جس کی بنا پر یہاں "عَلِيًّا" سے
حضرت علی علیہ السلام مراد لیے گئے ہیں۔ فراجع

۱۱۔ ﴿وَاذۡكُرۡ فِى الۡكِتٰبِ مُوۡسٰٓى ۔الآیہ﴾
مطلب یہ ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کوئی عام
آدمی نہیں بلکہ خدا کے منتخب و برگزیدہ بندے
اور نبی مرسل تھے جن سے خدا نے کوہ طور پر
بلاواسطہ کلام کیا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ خدا کے متکلم
ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ موجد کلام ہے یعنی
جس چیز میں چاہے کلام پیدا کر سکتا ہے۔

۱۲۔ ﴿وَوَهَبۡنَا لَهٗ ۔الآیہ﴾ یہ خدائے
تعالیٰ نے جناب موسیٰ کو دعوت و ارشاد کیلئے
جب دربار فرعون میں جانے کا حکم دیا تھا تو
جناب موسیٰؑ نے بارگاہ خداوندی میں عرض
کیا تھا واجعل لی وزیرًا من اھلی ھارون
اخی اشدد بہ ازری یا اللہ! میرے بھائی
ہارون کو میرا وزیر بنا اور اس کے ذریعہ سے
میری پشت مضبوط بنا۔ (طٰہٰ) تو خدائے
حکیم نے ان کی درخواست قبول فرماتے
ہوئے فرمایا تھا قد اوتیت سولک
یاموسیٰ! اے موسیٰؑ تمہاری دعا منظور ہو گئی
ہے۔ یہاں اسی احسان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

۱۳۔ ﴿وَاذۡكُرۡ فِى الۡكِتٰبِ اِسۡمٰعِيۡلَ ۔
الآیہ﴾ وعدہ کی وفا کرنا اس قدر اہم صفت
جلیلہ ہے کہ اس کی وجہ سے خداوند عالم اپنے
نبی مرسل کی مدح وثنا کر رہا ہے۔ ارشاد قدرت
ہے: ﴿اوفوا بالعھد ان العھد کان
مسئولًا﴾ وعدہ کی وفا کرو کیونکہ اس بارے
میں باز پرس کی جائے گی۔ مروی ہے کہ آپؑ
نے ایک شخص سے ایک خاص مقام اور خاص
وقت پر ملنے کا وعدہ کیا لہٰذا آپ تو وہاں
بروقت پہنچ گئے مگر وہ شخص اپنا وعدہ بھول گیا
تو آپ نے تین دن تک وہاں اس کا انتظار
کیا۔ (مجمع البیان) اور بروایتے ایک سال

ذُرِّيَّةِ إِبْرٰهِيمَ وَإِسْرَآءِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَآ ط

میں سے تھے جنہیں ہم نے راہ رست دکھائی اور منتخب کیا جب انکے سامنے

إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ﴿۵۸﴾ (السجدۃ)

خدائے رحمان کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو وہ روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے تھے (۵۸)

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا

پھر انکے بعد کچھ ناخلف انکے جانشین ہوئے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور خواہشات کی

الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ

پیروی کی پس وہ عنقریب گمراہی (کے انجام) سے دوچار ہونگے (۵۹) ہاں البتہ جو توبہ

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صٰلِحًا فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

کر لیں ایمان لائیں اور نیک عمل بجا لائیں تو یہ لوگ بہشت میں داخل ہونگے اور ان

وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْـًٔا ﴿۶۰﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِي وَعَدَ

پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائیگا (۶۰) وہ ہمیشہ رہنے والی جنتیں جنکا خدائے رحمان نے

الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ط إِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَأْتِيًّا ﴿۶۱﴾

غائبانہ وعدہ کر رکھا ہے بیشک اسکا وعدہ (سامنے) آنیوالا ہے (۶۱)

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلٰمًا ط وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ

وہ وہاں سلامتی کی صداؤں کے سوا کوئی بیہودہ بات نہیں سنیں گے اور انکا مقررہ رزق

فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ﴿۶۲﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ

انہیں صبح و شام ملتا رہیگا یہ ہے (۶۲) وہ بہشت جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں

مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۳﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ

سے اسکو بنائیں گے جو پرہیزگار ہوگا (۶۳) (اے رسولؐ) ہم (فرشتے) آپکے

رَبِّكَ ج لَهٗ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ

پروردگار کے حکم کے بغیر (زمین پر) نازل نہیں ہوتے جو کچھ ہمارے آگے ہے یا جو کچھ ہمارے پیچھے ہے

ذٰلِكَ ج وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۶۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

اور جو کچھ انکے درمیان ہے سب کچھ اسی کا ہے اور آپکا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے (۶۴) وہ آسمانوں اور

تک انتظار کیا تب وہ آیا۔ (ایضاً)

۱۴۔ ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِدْرِيسَ ز الآیہ﴾ مشہور یہ ہے کہ یہ بڑے سچے نبی تھے اور جناب موسیٰ علیہ السلام کے پردادا تھے۔ (مجمع البیان) عام تاریخی حوالوں کے مطابق یہ علم نجوم، ہیئت، علم حساب، خیاطی اور فن کتابت کے موجد تھے۔ یہود و نصاریٰ کے عقیدہ کے مطابق تو آپ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا۔ مگر مسلمانوں میں اختلاف ہے۔ مشہور یہی ہے بہرحال یہاں "مکاناً علیاً" سے یہ ظاہری بلندی بھی مراد ہوسکتی ہے اور مرتبہ ومقام کی روحانی بلندی بھی مراد ہوسکتی ہے۔ واللہ العالم۔

۱۵۔ ﴿فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ۔ الآیہ﴾ خلف کی لام پر اگر زبر ہو تو یہ لفظ نیک اولاد کے معنوں میں اور اگر لام ساکن ہو تو پھر بری اولاد کے معنوں میں استعمال ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان نیکوکار بندوں کے بعد انکی جانشین کچھ ناخلف اولادیں ہوئیں جنہوں نے نمازوں کو ضائع کر دیا اور خواہشات نفس کی پیروکار ہوگئیں وہ یاد رکھیں کہ انہیں زود یا بدیر اپنے اعمال کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ کیا مقام عبرت ہے کہ جب انبیاء و مرسلین کی اولاد کا یہ حال ہے تو پھر دوسرے لوگوں کی اولاد کا کیا حال ہوگا؟

۱۶۔ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ۔ الآیہ﴾ مروی ہے کہ ایک بار پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل سے فرمایا کہ آپ جس قدر میرے پاس آتے ہیں اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ اس پر جبرئیل نے کہا کہ ہمارا آنا جانا آپکے پروردگار کے حکم کے تابع ہے۔ (مجمع البیان) اس سے واضح ہے کہ ملائکہ کی باگ ڈور اور ان کی حرکت و سکون خالق کون ومکان کے قبضۂ قدرت میں ہے ﴿وهم بامره يعملون﴾ لہٰذا غالیوں کا یہ نظریہ کہ فرشتوں کی حرکت وسکون ائمہ اہل بیتؑ کے ہاتھ میں ہے مخالف قرآن ہونے کی وجہ سے بالکل غلط اور باطل ہے۔

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ

زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے کا پروردگار ہے پس اسی کی عبادت کرو اور اسکی عبادت پر ثابت قدم

هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا ع ۴ ۱۵ ۷

رہو کیا تم اسکا کوئی ہمنام و ہمسر جانتے ہو؟ (۶۵) اور (غافل) انسان کہتا ہے کہ جب میں

مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ

مر جاؤں گا تو کیا پھر زندہ کر کے نکالا جاؤنگا؟ (۶۶) کیا انسان کو یاد نہیں رہا کہ

اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ

ہم ہی نے اس کو اس سے پہلے پیدا کیا جبکہ وہ کچھ بھی نہیں تھا (۶۷) تو قسم ہے تمہارے

لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ

پروردگار کی کہ ہم انکو اور شیطانوں کو اکٹھا کرینگے پھر ان سب کو جہنم کے اردگرد گھٹنوں کے

جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ

بل حاضر کرینگے (۶۸) پھر ہم ہر گروہ میں سے اس شخص کو جدا کرینگے جو خدائے رحمان کے

اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ

مقابلہ میں زیادہ سرکش تھا (۶۹) پھر ہم ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ کون اس (جہنم) میں داخل

هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ

ہونیکا زیادہ سزاوار ہے؟ (۷۰) اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو جہنم پر وارد نہ ہو (جو وہاں سے نہ

كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ

گزرے) یہ حتمی طے شدہ فیصلہ ہے جسکا پورا کرنا تمہارے پروردگار کے ذمہ ہے (۷۱) پھر جو پرہیزگار

اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ وَاِذَا تُتْلٰى

ہونگے ہم انہیں نجات دے دینگے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرا چھوڑ دینگے (۷۲) جب انکے

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ

سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کافر لوگ ایمان لانے والوں سے

اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ

کہتے ہیں کہ (دیکھو ہم) دونوں گروہوں میں سے رہائش گاہ کس کی اچھی ہے اور محفل کس کی زیادہ شاندار

۱۷۔ ﴿وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ۔الآیہ﴾ ظاہر ہے کہ یہاں الانسان سے ہر انسان مراد نہیں ہے بلکہ آخرت کا منکر انسان مراد ہے۔ اسلام نے جس قدر عقیدہ بعث بعدالموت اور آخرت پر زور دیا ہے کہ کفار کو اسی قدر اس سے انکار اور اس پر اصرار تھا۔ مگر قرآن نے ہمیشہ یہی عام فہم جواب دیا ہے جو قادر مطلق پہلی بار تمہیں نیستی سے ہستی میں لایا ہے اس کیلئے تمہیں موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ لہٰذا یہ عقیدہ خلاف عقل نہیں ہے بلکہ اس کا انکار خلاف عقل ہے۔

۱۸۔ ﴿ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ ۔ الآیہ﴾ لغت عرب میں لفظ شیعہ کے معنی جماعت اور گروہ کے ہیں جو کسی اچھے برے معاملہ پر باہم متفق ہوں اور اصطلاح میں اس لفظ کا اطلاق اس خاص مسلک کے لوگوں پر ہوتا ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے جانشین اور امام حضرت علی علیہ السلام اور انکی اولاد میں سے گیارہ حضرات کو مانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں یہ لفظ اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۱۹۔ ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۔الآیہ﴾ مفسرین میں اختلاف ہے کہ "منکم" کے مخاطب کون ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ یہ خطاب اور اس جمع مذکر حاضر کا مرجع تمام مسلم و کافر اور موحد و مشرک اور سب نیک و بد انسان ہیں اس تفسیر کی بنا پر ورود کے معنی دخول کے نہیں ہوں گے (کہ تم جہنم میں داخل ہو گے) بلکہ اس کے معنی عبور و مرور کے ہوں گے کہ تم سب لوگ جہنم کے پاس سے گزرو گے اور بچشم خود اس کا مشاہدہ کرو گے پس جو صاحب ایمان ہوں گے وہ اس سے بچا لیے جائیں گے اور جو کافر و بدکار ہوں گے وہ اس میں گرا دیئے جائیں گے اور پل صراط سے گزرنے کا مطلب یہی ہے جو جہنم کے اوپر بچھائی جائے گی جس سے سب لوگ گزارے جائیں گے پس کچھ لوگ تو برق رفتاری سے گزر جائیں گے اور بعض تیز گھوڑے کی مانند و هکذا اور یہ قانون قدرت کبھی ٹلنے والا نہیں ہے۔

نَدِيًّا ﴿٧٣﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ

ہے؟ (۷۳) حالانکہ ہم ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ساز و سامان اور ظاہری شان و

أَثَاثًا وَرِئْيًا ﴿٧٤﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ

شوکت میں ان سے بڑھی ہوئی تھیں (۷۴) آپ کہہ دیجئے! کہ جو کوئی گمراہی میں مبتلا ہو تو خدائے رحمان

الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ

اسے برابر ڈھیل دیتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب یہ لوگ اسے دیکھیں گے جسکا ان سے وعدہ وعید ہوا ہے خواہ

وَإِمَّا السَّاعَةَ ۖ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَكَانًا

وہ (یہاں کا) عذاب ہو یا قیامت کی گھڑی! تب انہیں معلوم ہوگا کہ مکان کے لحاظ سے زیادہ برا کون ہے

وَأَضْعَفُ جُنْدًا ﴿٧٥﴾ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا

اور لاؤ لشکر کے اعتبار سے زیادہ کمزور کون ہے؟ (۷۵) اور اللہ ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت میں اور

هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ

اضافہ کرتا ہے اور جو باقی رہنے والی نیکیاں ہیں وہ تمہارے پروردگار کے نزدیک

ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَرَدًّا ﴿٧٦﴾ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا

ثواب اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہیں (۷۶) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے ہماری آیتوں کا

وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٧٧﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ

انکار کیا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مال ضرور دیا جائیگا اور اولاد بھی (۷۷) کیا وہ غیب پر مطلع ہو گیا ہے؟ یا اس نے

اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا

خدائے رحمان سے کوئی عہد و پیمان حاصل کر لیا ہے؟ (۷۸) ہرگز ایسا نہیں ہے جو کچھ یہ کہتا ہے

يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾ وَنَرِثُهُ مَا

ہم اسے لکھ لینگے اور اسکے عذاب میں برابر اضافہ کرتے جائینگے (۷۹) وہ جو کہتا ہے (کہ اسکے پاس مال و اولاد ہے)

يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ

اسکے وارث ہم ہی ہونگے۔ اور یہ تو اکیلا ہماری بارگاہ میں حاضر ہوگا (۸۰) اور ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر بہت

آلِهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ

سے خدا بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کیلئے عزت و قوت کا باعث ہوں (۸۱) ہرگز ایسا نہیں ہے

۲۰۔ ﴿وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ ۔الآیہ﴾ باقیات صالحات کی وضاحت سورہ کہف کی آیت ۴۶ کی تفسیر میں کردی گئی ہے وہاں رجوع کیا جائے۔

۲۱۔ ﴿اَفَرَءَيْتَ الَّذِیْ كَفَرَ ۔الآیہ﴾ ہمیشہ سے کفار و مشرکین اور مادہ پرست لوگوں کا یہ دستور رہا ہے کہ انہوں نے کسی انسان کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کے مال و جائیداد کو دیکھ کر لگایا ہے۔ خدا نے یہاں ان لوگوں کی اسی ذہنیت کا اظہار فرمایا ہے کہ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ وہ جس طرح یہاں خوش حال ہیں اسی طرح آخرت میں بھی مرفہ الحال ہوں گے۔ حالانکہ ارباب عقل و دانش جانتے ہیں کہ کسی شخص کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کے ایمان و عمل صالح اور اس کی سیرت و کردار کی بلندی سے لگایا جاتا ہے نہ کہ مال و دولت کی کثرت سے۔

بناداں آنچناں روزی رساند
کہ داناں اندراں حیرت بماند

۲۲۔ ﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔الآیہ﴾ ان بدبختوں نے اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو خدا مانا تھا کہ وہ ان کیلئے باعث عزت و تقویت ہوں گے کہ دنیا میں ان کی حاجت برآری کریں گے اور آخرت میں شفاعت۔ مگر جب وہ ان کی آرزو کے برعکس ان کی عبادت کا انکار کریں گے کہ ہم نے تو نہیں کہا تھا کہ ہماری عبادت کرو اور وہ ان کی مدد کرنے کی بجائے الٹا ان کے مخالف ہو جائیں گے تو پھر یہ سماں ہوگا کہ ع

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

ع ۵ ۱۷ ۸ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّا

وہ عنقریب انکی عبادت کا انکار کرینگے اور انکے مخالف ہونگے (۸۲) اے (رسولؐ) کیا آپ

أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿٨٣﴾

نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے جو انہیں برابر اکساتے رہتے ہیں (۸۳)

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ

آپ انکے بارے میں جلدی نہ کیجئے ہم تو اچھی طرح انکے دن گن رہے ہیں (۸۴) جس دن ہم

الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ

پرہیزگاروں کو اپنے حضور مہمانوں کی طرح لائینگے (۸۵) اور مجرموں کو پیاسے جانوروں کی طرح جہنم کی

وقف لازم إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ

طرف ہانک کر لے جائینگے (۸۶) انہیں شفاعت کا کوئی اختیار نہ ہوگا سوائے اسکے

وقف لازم اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ

جس نے اللہ سے عہد لے لیا ہوگا (۸۷) اور وہ (نصاریٰ) کہتے ہیں کہ خدا نے اپنا ایک بیٹا

وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ

بنا رکھا ہے (۸۸) تم نے یہ ایسی سخت بری بات کہی ہے (۸۹) کہ قریب ہے کہ آسمان

يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ

پھٹ پڑے اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر

هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْبَغِي

پڑیں (۹۰) کیونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ خدائے رحمان کا بیٹا ہے (۹۱) اور یہ بات رحمان کے

لِلرَّحْمَٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ

شایان شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے (۹۲) آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ

وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَقَدْ أَحْصَاهُمْ

خدائے رحمان کی بارگاہ میں بندہ بن کر حاضر ہونیوالے ہیں (۹۳) اس (اللہ) نے ان سب کا احاطہ کر رکھا

وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ہے اور انہیں اچھی طرح شمار کر رکھا ہے (۹۴) اور قیامت کے دن ان میں سے ہر ایک تنہا تنہا اسکی بارگاہ میں

۲۳۔ ﴿یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ ... الآیہ﴾ وفد وافد کی جمع ہے جس کے معنی وارد ہونے والے مہمان کے ہیں بنابریں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ متقیوں اور پرہیزگاروں کو اس طرح خدائے رحمٰن کی بارگاہ میں حاضر کیا جائے جس طرح معزز مہمان کو لایا جاتا ہے اور پھر خدائے مہربان ان کے ساتھ جو کریمانہ سلوک کرے گا وہ عیاں راچہ بیاں کا مصداق ہے۔

فَرْدًا ﴿٩٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

حاضر ہو گا (۹۵) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے ان کیلئے عنقریب

سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ

خدائے رحمان (لوگوں کے دلوں میں) محبت قرار دیگا (۹۶) اے (رسولؐ) ہم نے اس (قرآن) کو

بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا

آپکی زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ آپ پرہیزگاروں کو خوشخبری سنائیں اور جھگڑالو قوم کو

لُّدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ

ڈرائیں (۹۷) اور ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی قومیں ہلاک کی ہیں کیا

تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾ ع ٦ ١٦ ٩ النصف

آپ ان میں سے کسی کو بھی محسوس کرتے ہیں یا انکی کوئی بھنک بھی سنتے ہیں (۹۸)

اٰيَاتُهَا ١٣٥ ۔ ٢٠ سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ ٤٥ ۔ رُكُوْعَاتُهَا ٨

سورۃ طٰہٰ مکی۔ آیات۔ ۱۳۵۔ ۸ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰهٰ ﴿١﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿٢﴾ اِلَّا

طا۔حا (۱) ہم نے اسلئے آپ پر قرآن نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں (۲) بلکہ (اس لئے نازل

تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿٣﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ

کیا ہے کہ) جو (خدا سے) ڈرنیوالا ہے اسکی یاد دہانی ہو (۳) (یہ) اس ہستی کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمین

وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿٤﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿٥﴾

اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا ہے (۴) وہ خدائے رحمان ہے جسکا عرش پر اقتدار قائم ہے (۵)

لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین

مَا تَحْتَ الثَّرٰى ﴿٦﴾ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ

کے نیچے ہے سب اسی کا ہے (۶) اگر تم پکار کر بات کرو (تو تمہاری مرضی) وہ تو راز کو

۲۴۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ سنی اور شیعی روایات میں وارد ہے کہ یہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع البیان، الدر المنثور، تفسیر المراغی وغیرہ) ابن عباس کا قول ہے کہ ﴿ما من مومن الاوفی قلبه محبة لعلی﴾ کوئی بھی مومن ایسا نہیں ہے جس کے دل میں محبت علیؑ نہ ہو۔ مجمع البیان)

۲۵۔ ﴿فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ۔ الآیہ﴾ اس قسم کی آیت سورہ یوسف میں بھی گزر چکی ہے اور وہیں ہم نے واضح کیا ہے کہ بے شک قرآن آسان ہے مگر اس وقت جب بیان کرنے والی زبان پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو۔ بصورت دیگر قرآن کا سمجھنا آسان نہیں ہے۔

سورہ طٰہٰ

اس سورہ کے مضامین ومطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا بیان (۲) جناب موسیٰ علیہ السلام کے تفصیلی حالات وواقعات۔ (۳) حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب موسیٰ علیہ السلام کے حالات میں مماثلت کا تذکرہ۔ (۴) جناب موسیٰ علیہ السلام کے اپنے بھائی ہارونؑ کی خلافت کیلئے بارگاہ الٰہی میں دعا والتجا۔ (۵) سامری کی گوسالہ سازی اور اس کے انجام کا بیان۔ (۶) آدمؑ وابلیس کی کشمکش کا تذکرہ۔ (۷) اوقات نماز کی طرف اشارہ۔ (۸) خدا کے قانون امہال کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ۔ الآیہ﴾ مشہور یہ ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سورہ کے نزول سے پہلے عبادت خدا میں بڑی مشقت اٹھاتے تھے یہاں تک کہ امامین علیہما السلام سے مروی ہے کہ آپ نماز کی حالت میں اپنے پاؤں کی انگلیوں پر زور دے کر کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ آپ کی انگلیاں متورم ہو جاتی تھیں۔ (تفسیر قمی) اس لئے خدائے رحیم نے سورہ نازل کر کے ازراہ شفقت فرمایا کہ آپ میری عبادت میں

السِّرَّ وَاَخْفٰى ⑦ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ
بلکہ اس سے بھی زیادہ مخفی بات کو جانتا ہے (۷) وہ اللہ ہے اسکے سوا کوئی الہ نہیں ہے۔ سب
الْحُسْنٰى ⑧ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ⑨ اِذْ رَاٰ نَارًا
وقف لازم
اچھے اچھے نام اسی کیلئے ہیں (۸) کیا آپ تک موسیٰؑ کا واقعہ پہنچا ہے؟ (۹)
فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ
جب انہوں نے آگ دیکھی تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم (یہیں) ٹھہرو۔ میں نے آگ
اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ⑩
دیکھی ہے شاید تمہارے لئے ایک آدھ انگارا لے آؤں یا آگ کے پاس راستہ کا کوئی پتہ بتاؤں؟ (۱۰)
فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ؕ ⑪ اِنِّيْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ
تو جب اسکے پاس گئے تو انہیں آواز دی گئی کہ اے موسیٰؑ (۱۱) میں ہی تمہارا پروردگار ہوں! پس
نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ؕ ⑫ وَاَنَا
اپنی جوتیاں اتار دو (کیونکہ) تم طویٰ نامی ایک مقدس وادی میں ہو (۱۲) اور میں نے
اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ⑬ اِنَّنِيْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ
تمہیں (پیغمبری کیلئے) منتخب کیا ہے۔ پس (تمہیں) جو کچھ وحی کی جاتی ہے اسے غور سے سنو (۱۳) بیشک میں ہی اللہ
اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ⑭ اِنَّ
ہوں میرے سوا کوئی الہ نہیں ہے پس میری عبادت کرو اور میری یاد کیلئے نماز قائم کرو (۱۴) یقیناً
السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا
قیامت آنیوالی ہے میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو اسکی سعی و کوشش کا معاوضہ مل
تَسْعٰى ⑮ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ
جائے (۱۵) پس (خیال رکھنا) کہیں وہ شخص جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہش نفس کا پیرو ہے تمہیں
هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ⑯ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ⑰
اسکی فکر سے روک نہ دے ورنہ تم تباہ ہو جاؤ گے (۱۶) اور اے موسیٰؑ! تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ (۱۷)
قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى
کہا وہ میرا عصا ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں

اس قدر مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ جیسا کہ سورہ مزمل میں ساری رات جاگ کر عبادت خدا میں بسر کرنے کی ازراہ رافت ممانعت فرمائی ہے۔

۲۔ ﴿فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى۔ الآیہ﴾ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کی وحی و نبوت تین بنیادوں پر قائم تھی: (۱) خدا کی وحدانیت ﴿لا الہ الا اللہ﴾ (۲) اخلاص فی العبادۃ واقامہ نماز ﴿فاعبدنی واقم الصلوٰۃ﴾ (۳) حیات بعد الممات ﴿ان الساعۃ آتیۃ﴾

۳۔ ﴿وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ۔ الآیہ﴾ اکثر و بیشتر سوال کسی نامعلوم چیز کو معلوم کرنے کیلئے ہوتا ہے مگر کبھی کبھار بعض اور مقاصد کیلئے بھی سوال کیا جاتا ہے جیسے کسی کو اپنے سے مانوس کرنے اور محبت وانس کا اظہار کرنے کیلئے چنانچہ خدا کا موسیٰ سے یہ سوال اسی دوسری قسم سے تھا۔ اسی لئے جناب موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں طول دیا تھا۔

غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ⑱ قَالَ اَلْقِهَا

کیلئے (درختوں سے) پتے جھاڑتا ہوں اور میرے لئے اس میں اور بھی کئی فائدے ہیں (۱۸) ارشاد ہوا

يٰمُوْسٰى ⑲ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ⑳ قَالَ

اے موسیٰؑ! اسے پھینک دو (۱۹) چنانچہ موسیٰؑ نے اسے پھینک دیا تو وہ ایک دم دوڑتا ہوا سانپ بن گیا (۲۰)

خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ㉑

ارشاد ہوا اسے پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم ابھی اسے اسکی پہلی حالت کی طرف

وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ

پلٹا دینگے (۲۱) اور اپنے ہاتھ کو سمیٹ کر اپنے بازو کے نیچے (بغل میں) کر لو وہ کسی

غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ㉒ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا

برائی و بیماری کے بغیر چمکتا ہوا نکلے گا یہ دوسری نشانی ہو گی (۲۲) تاکہ ہم آپکو اپنی بڑی

الْكُبْرٰى ㉓ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ㉔ قَالَ ع ۱ ۲۲ ۱۰

نشانیوں سے کچھ دکھائیں (۲۳) جاؤ فرعون کے پاس کہ وہ بڑا سرکش ہو گیا ہے (۲۴) موسیٰؑ

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ㉕ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ㉖

نے کہا اے میرے پروردگار! میرا سینہ کشادہ فرما (حوصلہ فراخ کر) (۲۵) اور میرے کام کو میرے لئے آسان کر (۲۶)

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ㉗ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ㉘

اور میری زبان کی گرہ کھول دے (۲۷) تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں (۲۸)

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ㉙ هٰرُوْنَ اَخِي ㉚ اشْدُدْ

اور میرے خاندان میں سے میرا وزیر بنا (۲۹) ہارونؑ میرے بھائی کو (۳۰) اسکے ذریعے سے

بِهٖٓ اَزْرِيْ ㉛ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ㉜ كَيْ نُسَبِّحَكَ

میری کمر کو مضبوط بنا (۳۱) اسے میرے کام (رسالت) میں شریک بنا (۳۲) تاکہ ہم کثرت سے تیری تسبیح

كَثِيْرًا ㉝ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ㉞ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا

کریں (۳۳) اور کثرت سے تیرا ذکر کریں (۳۴) بیشک تو ہمارے حال کو خوب

بَصِيْرًا ㉟ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ㊱

دیکھ رہا ہے (۳۵) خدا نے فرمایا اے موسیٰؑ! تمہاری درخواست منظور کر لی گئی ہے (۳۶)

۴۔ ﴿قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ۔ الآیہ﴾ جب جناب موسیٰ علیہ السلام نے عصا پھینکا اور وہ اچانک اژدہا بن گیا تو جناب موسیٰ علیہ السلام یہ منظر دیکھ کر خوفزدہ ہوئے۔ ارشاد ہوا: اسے پکڑ لو اور ڈرو نہیں۔ ہم اسے ابھی اس کی پہلی حالت کی طرف پلٹا دیں گے۔ اس سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ عصا کا زمین پر پھینکنا تو جناب موسیٰ کا فعل تھا مگر اس عصا کو اژدہا بنانا اور پھر اسے اس کی اصلی صورت کی طرف لوٹانا خدا کا فعل تھا۔ پس معلوم ہوا کہ معجزہ دراصل خدا کا فعل ہوتا ہے جسے وہ کسی نبی و وصی کے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے۔

۵۔ ﴿وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا۔ الآیہ﴾ اس واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ جس طرح نبیوں کو نبی بنانا خدا کا کام ہے اسی طرح ان کیلئے وصیوں کا انتخاب کرنا بھی خدا کا ہی کام ہے ورنہ جناب موسیٰ علیہ السلام خود اپنا وزیر منتخب کر لیتے یا پھر آپ کی امت ایسا کر لیتی! یہی مذہب حق کا نظریہ ہے جو قرآن سے ثابت ہے سچ ہے ﴿ربک یخلق ما یشاء و یختار ما کان لھم الخیرۃ﴾

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ﴿٣٧﴾ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ

اور ہم ایک مرتبہ اور بھی تم پر احسان کر چکے ہیں (۳۷) جب ہم نے تمہاری ماں کی طرف وحی بھیجی جو بھیجنا

أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ﴿٣٨﴾ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِ

تھی (جواب بذریعہ وحی تمہیں بتائی جارہی ہے) (۳۸) کہ اس (موسیٰؑ) کو صندوق میں رکھ اور پھر صندوق کو

فِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ

دریا میں ڈال دے پھر دریا اسے کنارے پر پھینک دیگا (اور) اسے وہ شخص (فرعون) اٹھائیگا جو میرا بھی

عَدُوٌّ لِي وَعَدُوٌّ لَهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِنِّي

دشمن ہے اور اس (موسیٰؑ) کا بھی دشمن ہے میں نے تم پر اپنی محبت کا اثر ڈال دیا (جو دیکھتا وہ پیار کرتا) اور

وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ﴿٣٩﴾ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ

وقف لازم

اسلئے کہ تم میری خاص نگرانی میں پرورش پاؤ (۳۹) اور وہ وقت یاد کرو جب تمہاری بہن چل رہی تھی

هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَنْ يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ

اور (فرعون کے اہل خانہ سے) کہہ رہی تھی کہ کیا میں تم لوگوں کو ایسی (دائیہ) بتاؤں جو اسکی پرورش

كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ

کرے؟ اور اس طرح ہم نے تمہیں تمہاری ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اسکی آنکھ ٹھنڈی ہو اور رنجیدہ نہ ہو اور تم

مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي

نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا تو ہم نے تمہیں اس غم سے نجات دی اور ہم نے تمہاری ہر طرح آزمائش کی پھر تم

أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ﴿٤٠﴾

کئی برس تک مدین کے لوگوں میں رہے اور پھر اے موسیٰؑ! تم اپنے معین وقت پر (یہاں) آگئے (۴۰)

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ﴿٤١﴾ اذْهَبْ أَنْتَ وَأَخُوكَ

اور میں نے تمہیں اپنی ذات کیلئے منتخب کر لیا (۴۱) (سو اب) تم اور تمہارا بھائی میری نشانیوں

بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ﴿٤٢﴾ اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

کیساتھ (فرعون کے پاس جاؤ) اور میری یاد میں سستی نہ کرنا (۴۲) تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ

إِنَّهُ طَغَىٰ ﴿٤٣﴾ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ

سرکش ہو گیا ہے (۴۳) اس سے نرمی کیساتھ بات کرنا کہ شاید وہ نصیحت قبول کرے یا

۶۔ ﴿إِذْ أَوْحَيْنَآ. الآيہ﴾ وحی سے ہمیشہ وہ وحی مراد نہیں ہوتی جو انبیاء و مرسلین کی طرف کی جاتی ہے بلکہ یہ کبھی کبھی اپنے لغوی یعنی اشارہ خفیہ میں استعمال ہوتی ہے اور کبھی اس کا اطلاق قلبی القاء و الہام پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ یہاں اس کے یہی معنی مراد ہیں کہ ہم نے مادر موسیٰ کے دل میں یہ القاء والہام کیا کہ وہ بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے۔

۷۔ ﴿فَرَجَعْنٰكَ إِلَىٰٓ أُمِّكَ. الآيہ﴾ چونکہ خدا نے مادر موسیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرا بیٹا تجھے واپس لوٹاؤں گا اور تیری گود میں اس کی پرورش کرواؤں گا اس لئے جب زوجہ فرعون نے صندوق کھولا اور اس سے پیارا سا بچہ برآمد ہوا تو جب اسے دودھ پلانے کیلئے عورتیں بلائی گئیں تو موسیٰ نے ان کا دودھ پینے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ خدا نے اسی مصلحت کے تحت اس پر ان کا دودھ حرام کر دیا تھا۔ چنانچہ جناب موسیٰ علیہ السلام کی بہن کی راہنمائی پر جب مادر موسیٰ کو بلوایا گیا تو بچہ جھٹ کر ان کی گود میں چلا گیا اور بڑی رغبت سے دودھ پیا۔ سو فرعون نے بچہ انہی کے حوالے کیا اور پرورش کیلئے وظیفہ بھی مقرر کیا۔ اس طرح خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا۔

۸۔ ﴿فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا. الآيہ﴾ یہاں جناب موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہدایت کی جارہی ہے کہ وہ فرعون کے ساتھ نرم لب ولہجہ میں گفتگو کریں اور ہرگز سخت و کرخت لہجہ اختیار نہ کریں۔ یہ بات کسی بھی واعظ اور مبلغ کیلئے بنیادی اہمیت کی حامل ہے کہ اسے ایسا نرم گفتار و بلند کردار ہونا چاہیے اور اسے اس خوش اسلوبی سے بات کرنی چاہیے کہ سامعین کے دل و دماغ میں اتر جائے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے: ﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾

يَخْشٰى ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ

ڈر جائے (۴۴) ان دونوں نے کہا اے ہمارے پروردگار! ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی

اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِىْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ

کرے یا سرکشی کرے؟ (۴۵) ارشاد ہوا تم ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سب کچھ سن رہا ہوں

وَاَرٰى ﴿٤٦﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ

اور دیکھ رہا ہوں (۴۶) تم (بے دھڑک) اسکے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے پیغمبرؑ ہیں۔ سو بنی

مَعَنَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ

اسرائیل کو ہمارے ساتھ روانہ کر اور انکو تکلیف نہ پہنچا۔ ہم تیرے پاس تیرے پروردگار کی طرف

مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿٤٧﴾ اِنَّا

سے معجزہ لیکر آئے ہیں اور سلامتی ہے اسکے لئے جو ہدایت کی پیروی کرے (۴۷) بیشک

قَدْ اُوْحِىَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ

ہماری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ عذاب اسکے لئے ہے جو (آیات اللہ کو) جھٹلائے اور (اسکے احکام سے)

وَتَوَلّٰى ﴿٤٨﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا

روگردانی کرے (۴۸) (چنانچہ وہ گئے) اور فرعون نے کہا اے موسیٰؑ! تمہارا پروردگار کون ہے؟ (۴۹) موسیٰؑ نے کہا

الَّذِىْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَىْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿٥٠﴾ قَالَ

ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو خلقت بخشی پھر راہنمائی فرمائی (۵۰) فرعون نے

فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿٥١﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّىْ

کہا پھر ان نسلوں کا کیا ہوگا جو پہلے گزر چکی ہیں؟ (۵۱) موسیٰؑ نے کہا انکا علم میرے پروردگار کے

فِىْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّىْ وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِىْ

پاس ایک کتاب میں ہے میرا پروردگار نہ بھٹکتا ہے اور نہ بھولتا ہے (۵۲) وہ وہی ہے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا

جس نے تمہارے لئے زمین کو گہوارہ بنایا ہے اور اس میں تمہارے لئے راستے

سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ

بنائے اور آسمان سے پانی برسایا۔ تو ہم نے اس سے مختلف اقسام

أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّىٰ ﴿٥٣﴾ كُلُوا وَارْعَوْا

کے نباتات کے جوڑے پیدا کئے (۵۳) خود بھی کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی چراؤ

أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ﴿٥٤﴾ ع ۲ ۱۳ ۱۱

بیشک اس (نظام قدرت) میں صاحبان عقل کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں (۵۴)

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ

اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے

تَارَةً أُخْرَىٰ ﴿٥٥﴾ وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ

اور اسی سے دوبارہ تمہیں نکالیں گے (۵۵) اور ہم نے اس (فرعون) کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں مگر اس پر

وَأَبَىٰ ﴿٥٦﴾ قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا

بھی اسنے جھٹلایا اور انکار کیا (۵۶) اور کہا اے موسیٰؑ! کیا تم اسلئے ہمارے پاس آئے ہو کہ اپنے

بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٥٧﴾ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ

جادو کے زور سے ہمیں ہماری سرزمین سے نکال دو؟ (۵۷) سو ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ویسا ہی جادو

فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ

لائینگے لہٰذا تم (مقابلہ کیلئے) ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدہ گاہ مقرر کرو۔ جسکی نہ ہم خلاف ورزی کرینگے

وَلَا أَنتَ مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ

اور نہ تم اور وہ وعدہ گاہ ہو بھی ہموار اور کھلے میدان میں (۵۸) موسیٰؑ نے کہا تمہارے لئے وعدہ کا دن جشن

الزِّينَةِ وَأَن يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾ فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ

والا دن ہے اور یہ کہ دن چڑھے لوگ جمع کر لئے جائیں (۵۹) اسکے بعد فرعون واپس

فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ وَيْلَكُمْ

چلا گیا اور اپنے سب مکروفریب (داؤ) جمع کئے اور پھر (مقابلہ کیلئے) آ گیا (۶۰) موسیٰؑ نے (فرعونیوں

لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُم بِعَذَابٍ ۖ

سے) کہا افسوس ہے تم پر اللہ پر جھوٹا بہتان نہ باندھو۔ ورنہ وہ کسی عذاب سے تمہارا قلع قمع کر دیگا۔

وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُم

اور جو کوئی بہتان باندھتا ہے وہ ناکام و نامراد ہوتا ہے (۶۱) پھر وہ اپنے معاملہ میں باہم جھگڑنے

۹۔ ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ ۔الآیہ﴾ تمام آدمی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور جب وہ مٹی سے پیدا ہوئے ہیں تو اس طرح بموجب نص قرآنی ﴿انی خالق بشرًا من طین﴾ ہر انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ مرنے کے بعد آدمی پھر اس زمین میں دفن کیا جاتا ہے اور پھر قیامت کے دن دوبارہ زندہ کر کے اسی زمین سے نکالا جائے گا۔

۱۰۔ ﴿أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا ۔الآیہ﴾ باطل نوازوں کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ جب وہ داعیان حق کا عقل و منطق اور دلیل و برہان سے مقابلہ نہیں کر سکتے تو پھر ان پر سحر و ساحری اور جنون و دیوانگی وغیرہ کا الزام لگا کر دین کی دعوت حق کو غیر موثر بنانے کی سعی نافرجام کرتے ہیں اور اگر اس سے مطلب برآری نہ ہو تو پھر ان کی آواز حق کو تہدید وعید اور تشدد کر کے دبانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ فرعون نے بھی ایسا ہی کیا تھا مگر چونکہ ناکامی و نامرادی باطل کا مقدر ہے اس لئے الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا کیونکہ ع

باطل آخر داغ حسرت میری است

بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَىٰ ﴿٦٢﴾ قَالُوا إِنْ هَٰذَانِ

لگے اور پوشیدہ سرگوشیاں کرنے لگے (۶۲) (آخرکار) انہوں نے کہا کہ یہ دونوں

لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَنْ يُخْرِجَاكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ

جادوگر ہیں جو چاہتے ہیں کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہاری سرزمین سے

بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ ﴿٦٣﴾ فَأَجْمِعُوا

نکال دیں اور تمہارے اعلیٰ و مثالی طریقہ کار کو مٹا دیں (۶۳) لہٰذا تم اپنی سب

كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ

تدبیریں (داؤ پیچ) جمع کرو اور پرا باندھ کر (مقابلہ میں) آ جاؤ یقیناً فلاح وہی پائے گا

اسْتَعْلَىٰ ﴿٦٤﴾ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ

جو غالب آئے گا (۶۴) ان لوگوں (جادو گروں) نے کہا اے موسیٰ تم پہلے

نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ فَإِذَا

پھینکو گے یا پہلے ہم پھینکیں؟ (۶۵) موسیٰؑ نے کہا نہیں بلکہ تم ہی (پہلے) پھینکو!

حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ

پس اچانک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰؑ کو دوڑتی ہوئی

أَنَّهَا تَسْعَىٰ ﴿٦٦﴾ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَىٰ ﴿٦٧﴾

محسوس ہوئیں (۶۶) یہ منظر دیکھ کر موسیٰؑ نے اپنے دل میں کچھ خوف محسوس کیا (۶۷)

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ﴿٦٨﴾ وَأَلْقِ مَا فِي

ہم نے کہا (اے موسیٰؑ) ڈرو نہیں بیشک تم ہی غالب رہو گے (۶۸) اور جو تمہارے دائیں ہاتھ

يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ

میں (عصا) ہے اسے پھینک دو یہ انکی سب بناوٹی چیزوں کو نگل جائیگا جو کچھ انہوں نے بنایا ہے وہ جادوگر کا

وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿٦٩﴾ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ

فریب ہے اور جادوگر کہیں بھی آئے (جائے) کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا (۶۹) چنانچہ (ایسا ہی ہوا کہ) سب جادوگر

سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ﴿٧٠﴾ قَالَ

(بیساختہ) سجدے میں گرا دیئے گئے (اور) کہنے لگے کہ ہم ہارونؑ اور موسیٰؑ کے پروردگار پر ایمان لائے ہیں (۷۰)

۱۱۔ ﴿فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ ۔الآیہ﴾ قرآن خبر دیتا ہے کہ جادوگروں کی رسیوں اور لاٹھیوں کو دوڑتا ہوا محسوس کر کے جناب موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خوف محسوس ہوا۔ اب یہ خوف کس چیز کے بارے میں تھا؟ محقق مفسرین نے لکھا ہے کہ ان کا یہ خوف اپنی جان کے بارے میں نہیں تھا بلکہ یہ خوف باطل کے غالب آ جانے کے متعلق تھا کہیں عامۃ الناس ان جادوگروں کے کرتب دیکھ کر مغالطہ کا شکار نہ ہو جائیں اور کہیں باطل کو حق نہ سمجھ بیٹھیں۔ یہی تفسیر حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔ (نہج البلاغہ)

۱۲۔ ﴿قُلْنَا لَا تَخَفْ ۔الآیہ﴾ خدا جو ان دونوں بھائیوں کے ساتھ تھا اور ان کی نگرانی کر رہا تھا اس نے فرمایا: ﴿لَا تَخَفْ﴾ اے موسیٰ! ڈرو نہیں تم ہی غالب رہو گے۔ ذرا عصا تو پھینکو پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ نے عصا پھینکا اور وہی ہوا جس کا خدا نے وعدہ کیا تھا یعنی ﴿جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا﴾ چونکہ فرعون کے جادوگر صاحبان فن تھے وہ سمجھ گئے کہ جو عصا اژدہا بن کر ان کی رسیوں کو نگل گیا ہے یہ معجزہ ہے یہ جادو نہیں ہے کیونکہ جادو کے زور سے یہ کام انجام نہیں دیا جا سکتا اس لئے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور خالق اکبر کی بارگاہ میں سجدہ میں گر گئے جس سے فرعون کا سارا پروگرام خاک میں مل گیا۔

اٰمَنۡتُمۡ لَهٗ قَبۡلَ اَنۡ اٰذَنَ لَكُمۡ‌ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِيۡرُكُمُ

فرعون نے کہا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اسکے کہ میں تمہیں اجازت دوں یہی تمہارا وہ

الَّذِىۡ عَلَّمَكُمُ السِّحۡرَ‌ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيۡدِيَكُمۡ

بڑا (جادوگر) ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے اب میں ضرور تمہارے ہاتھ

وَاَرۡجُلَكُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمۡ فِىۡ جُذُوۡعِ

پاؤں مختلف سمت سے کٹواتا ہوں اور تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی دیتا ہوں پھر

النَّخۡلِ وَلَتَعۡلَمُنَّ اَيُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبۡقٰى ﴿۷۱﴾

تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ ہم (دونوں) میں اور موسیٰؑ میں سے کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے (۷۱)

قَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الۡبَيِّنٰتِ

جادوگروں نے کہا ہمارے پاس جو کھلی نشانیاں آچکی ہیں ہم ان پر اور اس ذات پر جس نے ہمیں پیدا کیا ہے

وَالَّذِىۡ فَطَرَنَا فَاقۡضِ مَاۤ اَنۡتَ قَاضٍ‌ ؕ اِنَّمَا تَقۡضِىۡ

کبھی تجھے ترجیح نہیں دینگے بیشک تو جو فیصلہ کرنا چاہتا ہے وہ کرتے تو (زیادہ سے زیادہ) اسی دنیاوی

هٰذِهِ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا ؕ ﴿۷۲﴾ اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَـغۡفِرَ لَنَا

زندگی (کے ختم کرنے) کا فیصلہ کرسکتا ہے (۷۲) ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لا چکے ہیں تاکہ وہ ہماری

خَطٰيٰنَا وَمَاۤ اَكۡرَهۡتَنَا عَلَيۡهِ مِنَ السِّحۡرِ‌ ؕ وَاللّٰهُ

خطاؤں کو اور اس جادوگری کو جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا معاف کردے۔ ہمارے لئے اللہ ہی بہتر ہے اور

خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى ﴿۷۳﴾ اِنَّهٗ مَنۡ يَّاۡتِ رَبَّهٗ مُجۡرِمًا فَاِنَّ لَهٗ الثلثۃ

وہی زیادہ دیرپا ہے (۷۳) بیشک جو کوئی مجرم بن کر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا

جَهَنَّمَ‌ ؕ لَا يَمُوۡتُ فِيۡهَا وَلَا يَحۡيٰى ﴿۷۴﴾ وَمَنۡ يَّاۡتِهٖ

اس کے لئے وہ جہنم ہے جس میں وہ نہ مرے گا اور نہ جیئے گا (۷۴) اور جو کوئی مومن بن کر

مُؤۡمِنًا قَدۡ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓـئِكَ لَهُمُ

اسکی بارگاہ میں حاضر ہوگا جبکہ اس نے نیک عمل بھی کئے ہوں گے ان کے لئے بڑے

الدَّرَجٰتُ الۡعُلٰى ۙ ﴿۷۵﴾ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا

بلند درجے ہیں (۷۵) (اور) ہمیشہ رہنے والے باغات جنکے نیچے نہریں

۱۳؎ ﴿وَمَنۡ يَّاۡتِهٖ ۔الآیہ﴾ دوسری عام آیات اور احادیث معصومین کی طرح یہاں بھی اخروی فوز و فلاح اور بلندی درجات حاصل کرنے والی دونوں چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ایک ایمان اور دوسرا نیک کام۔ حقیقت الامر یہی ہے کہ ان الذین امنوا و عملوا الصالحات اولئك هم اصحاب الجنة هم فيها خالدون۔

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾

جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ اس کی جزا ہے جو پاکباز رہا (۷۶)

ع ۳ ۲۲ ۱۴

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ڏ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ

اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں (بنی اسرائیل) کو لیکر نکل جاؤ پھر (عصا مار کر) ان کیلئے

فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ

سمندر سے خشک راستہ بناؤ۔ نہ تمہیں پیچھے سے انکے پکڑے جانے کا خطرہ ہو اور نہ ہی (غرق وغیرہ

دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ

کا) کوئی اندیشہ (۷۷) پھر فرعون نے اپنی فوجوں کیساتھ ان کا پیچھا کیا تو انہیں سمندر نے

فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ ۭ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ

ڈھانپ لیا جیسا کہ ڈھانپنے کا حق تھا (۷۸) اور فرعون نے اپنی قوم کو

قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ

گمراہ ہی کیا کوئی راہنمائی نہیں کی (۷۹) اے بنی اسرائیل! ہم نے تمہیں

مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ

تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم سے کوہ طور کی دائیں جانب توریت

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾ كُلُوْا مِنْ

دینے کا قول و قرار کیا اور تم پر من و سلویٰ نازل کیا (۸۰) تم سے کہا گیا کہ

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ

جو پاکیزہ روزی تمہیں دی گئی ہے اس سے کھاؤ اور اسکے بارے میں سرکشی نہ کرو (حد سے نہ گزرو)

غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾

ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہو جائے وہ ہلاک ہی ہو گیا (۸۱)

وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ

اور جو کوئی توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے اور پھر راہ راست پر قائم رہے تو میں اسکو

اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾

بہت ہی بخشنے والا ہوں (۸۲) اے موسیٰ اپنی قوم سے پہلے کیا چیز تمہیں جلدی لے آئی؟ (۸۳)

۱۴۔﴿وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ۔ الآیہ﴾ جب معجزہ اور جادو کے مقابلہ میں حق کو فتح مبین حاصل ہوئی اور فرعون اور فرعونیں کی کمر ٹوٹ گئی تو اس نے جناب موسیٰ و ہارون کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ جس پر خداوند عالم نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایک رات مقرر کر کے سب اسرائیلی اور غیر اسرائیلی مسلمانوں کو ہمراہ لے کر یہاں سے نکل جائیں۔ چنانچہ وہ ایک بہت بڑے قافلہ کی شکل میں روانہ ہوئے فرعون بھی ایک لشکر جرار لے کر ان کے تعاقب میں نکلا۔ ادھر جناب موسیٰ کا قافلہ ساحل سمندر پر پہنچا ادھر فرعون اور اس کا لشکر بھی پہنچ گیا۔ ارشاد قدرت ہوا اے موسیٰ! سمندر پر عصا مارو۔ جناب موسیٰ نے حسب الحکم عصا مارا تو سمندر شق ہوا اور اس سے بارہ خشک راستے نکل آئے اور ہر قبیلہ ایک الگ راستہ سے سمندر میں داخل ہوا اور سلامتی سے پار ہو گیا۔ خشک راستے دیکھ کر فرعون بھی اپنے لاؤ لشکر سمیت سمندر میں داخل ہو گیا تو جب وہ اس کے وسط میں پہنچا تو خدا نے سمندر کو روانی کا حکم دے دیا جس سے پانی نے ان کو ڈھانپ لیا اور وہ غرق ہو گئے۔ جبکہ بنی اسرائیل دوسرے کنارے پر یہ ہولناک منظر دیکھ رہے تھے۔

۱۵۔﴿وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ جب چار شرائط پائی جائیں تو تب خدائے غفار توبہ قبول کرتا اور گناہ معاف کرتا ہے اور وہ چار شرائط یہ ہیں: (۱) توبہ کرے یعنی جو گناہ کر رہا تھا اس سے باز آجائے۔ (۲) اور یہ تب باز آئے گا کہ اگر پہلے بے ایمان تھا تو اب ایمان لے آئے۔ (۳) اور ایمان تب پختہ ہوگا کہ جب عمل صالح بجا لائے۔ (۴) اور عمل صالح کا ثبوت تب ملے گا کہ جب راہ راست پر آجائے اور اس پر ثابت قدم بھی رہے۔

قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ

موسیٰؑ نے کہا وہ لوگ میرے نقش قدم پر آ رہے ہیں، اور اے میرے پروردگار! میں اسلئے جلدی تیری بارگاہ

لِتَرْضَىٰ ﴿٨٤﴾ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِن بَعْدِكَ

میں حاضر ہو گیا ہوں کہ تو خوش ہو جائے (۸۴) ارشاد ہوا۔ ہم نے تمہارے بعد تمہاری قوم کو آزمائش میں

وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ

ڈال دیا ہے اور سامری نے انہیں گمراہ کر دیا ہے (۸۵) پس موسیٰؑ غصے میں افسوس کرتے

غَضْبَانَ أَسِفًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ

ہوئے اپنی قوم کی طرف لوٹے (اور) کہا اے میری قوم! کیا تمہارے پروردگار

وَعْدًا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدتُّمْ

نے تم سے بڑا اچھا وعدہ نہیں کیا تھا؟ تو کیا تم پر (وعدہ سے) زیادہ

أَن يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم

مدت گزر گئی؟ یا تم نے چاہا کہ تمہارے رب کا غضب تم پر نازل ہو؟ اسلئے تم نے مجھ سے

مَّوْعِدِي ﴿٨٦﴾ قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا

وعدہ خلافی کی؟ (۸۶) قوم نے کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے تو آپ سے وعدہ خلافی نہیں کی (البتہ بات

وَلَٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِّن زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا

یوں ہوئی) کہ ہمیں اس جماعت کے زیورات جمع کر کے لانے پر آمادہ کیا گیا اور یہ سامری ایک (سنہرا)

فَكَذَٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا

بچھڑا نکال کر لایا جس سے گائے کی سی آواز نکلتی تھی (۸۷) تو

جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَٰذَا إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ

لوگوں سے کہا یہی تمہارا خدا ہے اور موسیٰؑ کا بھی جسے وہ بھول

فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾ أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا

گئے ہیں (۸۸) کیا وہ اتنا بھی نہیں دیکھتے کہ وہ (گوسالہ) انکی کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور

ع ۴ يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ

نہ ہی وہ انکو نقصان یا نفع پہنچانے کا کوئی اختیار رکھتا ہے (۸۹) اور ہارونؑ نے اس سے

۱۶۔﴿فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا ۔الآیہ﴾ واقعہ یوں ہوا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر تشریف لے جانے کے بعد سامری نامی ایک شخص نے قوم سے زیورات اکٹھے کئے اور انہیں گلا کر ایک گوسالہ اس فنی تکنیک سے بنایا کہ جب اس سے ہوا گزرتی تھی تو اس سے گائے کی سی آواز نکلتی تھی پھر قوم سے کہا یہی تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے۔ جس پر قوم کی اکثریت گمراہ ہوگئی اور جناب ہارون علیہ السلام کے روکنے کے باوجود اس کی پرستش کر کے شرک جیسے گناہ عظیم میں مبتلا ہوگئی۔

هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ

پہلے ہی ان سے کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم! تم اس (گوسالہ) کی وجہ سے آزمائش میں پڑ گئے ہو اور یقیناً

رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا

تمہارا پروردگار خدائے رحمان ہے سو تم میری پیروی کرو۔ اور میرے حکم کی تعمیل کرو (۹۰) مگر قوم نے کہا

لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾

ہم تو برابر اسکی عبادت پر جمے رہیں گے یہاں تک کہ موسیٰؑ ہماری طرف آ جائیں (۹۱)

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا

موسیٰؑ نے کہا اے ہارونؑ! جب تم نے دیکھا کہ یہ لوگ گمراہ ہو گئے ہیں (۹۲) تو تمہیں

تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا

کس چیز نے میری پیروی کرنے سے روکا؟ کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے؟ (۹۳) ہارونؑ

تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ

نے کہا اے میرے ماں جائے میری ڈاڑھی اور میرا سر نہ پکڑیے مجھے تو یہ ڈر تھا کہ کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ تم

فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾

نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا خیال نہیں کیا (یا میرے حکم کا انتظار نہ کیا؟) (۹۴)

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ

(بعدازاں) کہا اے سامری! تیرا کیا معاملہ ہے؟ (۹۵) اس نے کہا کہ میں نے ایک ایسی چیز دیکھی جو اور

يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ

لوگوں نے نہیں دیکھی تو میں نے (خدا کے) فرستادہ کے نقش قدم سے ایک مٹھی (خاک) اٹھا لی اور اسے (گوسالہ

فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ

میں) ڈال دیا۔ میرے نفس نے مجھے یہ بات سجھائی (اور میرے لئے آراستہ کر دی) (۹۶) موسیٰؑ

فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ

نے کہا جا چلا جا تیرے لئے اس زندگی میں یہ (سزا) ہے کہ تو کہتا

وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ

رہے گا کہ مجھے کوئی نہ چھوئے (کہ میں اچھوت ہوں) اور تیرے لئے (آخرت میں عذاب) کا ایک وعدہ

۱۷۔ ﴿يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ ۔الآیہ﴾ جب خدا نے کوہ طور پر جناب موسیٰ علیہ السلام کو قوم کی اس حالت کی اطلاع دی تو وہ غصہ سے بھرے اور افسوس کرتے ہوئے واپس آئے اور قوم کی حالت زار دیکھی تو اپنے خلیفہ اور قوم کے نگران ہارون سے قدرے سخت لہجہ میں پوچھا کہ جب قوم گمراہ ہو رہی تھی تو تم نے بھی میری پیروی نہ کی؟ اور یہ کلام کرتے وقت جناب ہارون کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے اپنا ایک ہاتھ ہارون علیہ السلام کے سر کے اوپر اور دوسرا ٹھوڑی کے نیچے رکھا جس کی تفصیل وتاویل سورہ اعراف کی آیت ۱۵۰ کی تفسیر میں گزر چکی ہے بہرحال جناب ہارون علیہ السلام نے کہا میرے ماں جائے میری ڈاڑھی اور سر نہ پکڑیے۔ امر بالمعروف کا جو درجہ میرے لئے ممکن تھا وہ میں نے زبانی طور پر ادا کر دیا۔ مگر قوم نے میری اطاعت نہ کی اور بات نہ مانی۔

۱۸۔ ﴿وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ ۔الآیہ﴾ سامری سے کہا جا رہا ہے کہ آج اپنے معبود کو دیکھ۔ کہ ہم اس کا کیا حشر کرتے ہیں اسے جلائیں گے پھر اس کی راکھ ہوا میں اڑا کر سمندر میں بہائیں گے ظاہر ہے کہ اس طرح بے جان اور بے شعور گوسالہ کو سزا دینا مطلوب نہیں ہے۔ بلکہ اس کے پجاریوں کو سرزنش اور تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ وہ کتنا مجبور ہے کہ اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتا۔ پھر وہ خدا کس طرح ہو سکتا ہے۔

الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ

ہے جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں ہے اور اب دیکھ اپنے اس معبود کو جسکی پرستش پر تو جما بیٹھا رہا ہم (پہلے) اسے

لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ

جلائیں گے اور پھر اسکی راکھ کو اڑا کر سمندر میں بہائیں گے (۹۷) اے لوگو تمہارا الٰہ تو بس

الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾

اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے ۔اور وہ ہر چیز کا علمی احاطہ کیے ہوئے ہے (۹۸)

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ

(اے رسولؐ) ہم اسی طرح گزرے ہوئے واقعات کی کچھ خبریں آپ سے بیان کرتے ہیں اور ہم نے

وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ

اپنی طرف سے آپ کو ایک نصیحت نامہ (قرآن) عطا کیا ہے (۹۹) جو کوئی اس سے روگردانی

فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ

کرے گا تو وہ قیامت کے دن (اپنے اس جرم کا) بوجھ خود اٹھائے گا (۱۰۰) ایسے لوگ

وَسَاۗءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي

ہمیشہ اسی حالت میں گرفتار رہیں گے اور قیامت کے دن یہ بوجھ بڑا برا بوجھ ہوگا (۱۰۱) جس دن صور پھونکا

الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾

جائیگا تو ہم مجرموں کو اس طرح محشور کرینگے کہ ان کی آنکھیں نیلی ہونگی (۱۰۲)

يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ

وہ آپس میں چپکے چپکے کہیں گے کہ تم (دنیا و برزخ میں) کوئی دس دن ہی رہے ہوگے (۱۰۳) ہم خوب

اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ

جانتے ہیں جو وہ کہہ رہے ہونگے جبکہ ان کا سب سے زیادہ صائب الرائے یہ کہتا ہوگا کہ تم تو بس ایک دن

لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ ع ۵ ۱۵ ۱۴

رہے ہو (۱۰۴) (اے رسولؐ) لوگ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ (قیامت کے دن کہاں جائینگے؟)

يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾

تو آپ کہہ دیجئے! کہ میرا پروردگار انکو (ریزہ ریزہ کرکے) اُڑا دے گا (۱۰۵) پھر انکی جگہ زمین کو اس طرح چٹیل میدان

۱۹۔﴿وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ ۔الآیہ﴾
مروی ہے کہ کسی شخص نے حضرت رسول خدا ﷺ سے سوال کیا کہ آپ جو کہتے ہیں کہ قیامت کے دن یہ سارا نظام درہم برہم ہوجائے گا تو اتنے بڑے پہاڑ کہاں جائیں گے؟ تو خدا نے جواب میں یہ آیتیں نازل فرمائیں کہ اے میرے پیغمبر! آپ اس کے جواب میں فرمائیں کہ قادر مطلق ان پہاڑوں کو زمین سے اکھیڑ کر اور خاک بنا کر فضا میں اڑا دے گا۔ اور اس جگہ کو اسی طرح ہموار اور چٹیل بنا دے گا۔ جس میں تمہیں کوئی اونچ نیچ نظر نہیں آئے گی۔

لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ

بنا دے گا (۱۰۶) کہ تم اس میں نہ کوئی ناہمواری دیکھو گے اور نہ بلندی (۱۰۷) اس روز لوگ ایک پکارنے والے

الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ

(اسرافیل) کے پیچھے اس طرح سیدھے آئینگے جس میں کوئی کجی نہ ہوگی اور خدا کے سامنے اور سب آوازیں دب جائینگی

فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ

پس تم قدموں کی آہٹ کے سوا کچھ نہیں سنو گے (۱۰۸) اس دن کوئی شفاعت فائدہ نہیں دے گی سوائے

اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ

اس کے جس کو خدا اجازت دیگا اور اس کے بولنے کو پسند کریگا (۱۰۹) جو کچھ لوگوں کے آگے ہے (آنیوالے

مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ

حالات) اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے (گزرے ہوئے واقعات) وہ سب کچھ جانتا ہے مگر لوگ اپنے علم سے

عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ

اس کا احاطہ نہیں کر سکتے (۱۱۰) سب کے چہرے حی وقیوم کے سامنے جھکے ہوئے ہونگے اور جو شخص ظلم کا بوجھ

مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ

اٹھائے گا وہ ناکام و نامراد ہو جائے گا (۱۱۱) اور جو کوئی نیک کام کرے درآنحالیکہ وہ

مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذٰلِكَ

مومن بھی ہو تو اسے نہ ظلم وزیادتی کا اندیشہ ہوگا اور نہ کسی حق تلفی کا (۱۱۲) اور اس طرح

اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ

ہم نے اس (کتاب) کو عربی زبان میں قرآن بنا کر نازل کیا ہے اس میں وعید وتحدید بیان کی ہے تاکہ وہ

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعٰلَى

پرہیز گار بن جائیں یا وہ ان میں نصیحت پزیری پیدا کردے (۱۱۳) بلند وبرتر ہے

اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ

اللہ جو حقیقی بادشاہ ہے اور (اے پیغمبرؐ) جب تک قرآن کی وحی آپ پر پوری نہ ہو جائے اس (کے پڑھنے)

اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿١١٤﴾

میں جلدی نہ کیا کیجئے۔ اور دعا کیجئے کہ (اے پروردگار) میرے علم میں اور اضافہ فرما (۱۱۴)

۲۰۔ ﴿يَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ۔ الآیہ﴾ شفاعت کے بارے میں کئی بار وضاحت کے ساتھ لکھا جاچکا ہے کہ شفاعت وہی بزرگوار کریں گے جو خدا سے اس کا عہد و پیمان لے چکے ہیں اور انہی خوش قسمت افراد کی کریں گے جن کا دین و مذہب خدا کو پسند ہوگا اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ شفاعت امتحان میں رعایتی نمبروں پر پاس کرانے کی مانند ہے عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کی طرح نہیں ہے۔ فتدبر۔

۲۱۔ ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے بھی واضح وآشکار ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ کی قبولیت کی شرط اعظم ایمان ہے کہ اس کے غیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اور ایمان کی تکمیل مودت وولایت اہل بیتؑ سے ہوتی۔ کما لا یخفیٰ۔

۲۲۔ ﴿وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا۔ الآیہ﴾ قرآن مجید کو عربی مبین میں (جو کہ ام الالسنہ ہے) نازل کرنے اور اس میں مختلف طریقوں اور اسلوبوں سے وعید وتہدید کرنے کی غرض وغایت خالق اکبر نے دو چیز قرار دی ہیں۔ اول یہ کہ لوگ متقی و پرہیزگار بن جائیں۔ دوسرے یہ کہ زیادہ نہیں تو کم از کم ان کی نصیحت پذیری کے آثار تو نمودار ہو جائیں۔

۲۳۔ ﴿وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ۔ الآیہ﴾ برادران اسلام نے تو اس آیت کا وہ مفہوم بیان کیا ہے جو شان رسالت کے منافی ہے۔ تو پھر اس کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ علامہ طبرسی نے اس کے دو مفہوم بیان کئے ہیں جو شان رسالت کے منافی نہیں ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ اگر کبھی وحی کے نزول میں تاخیر ہو جائے تو اس کیلئے جلدی نہ کریں۔ (۲) دوسرے یہ کہ جب تک خالق اکبر کی طرف سے کسی حصہ قرآن کی مکمل تشریح نہ آجائے تب تک اس حصہ کے لوگوں تک پہنچانے میں جلدی نہ کریں۔ بہرحال پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ قرآن کا اتارنا اور اس کا پڑھانا خدا کے ذمہ ہے۔ لہٰذا آپ کو اس سلسلہ میں کسی قسم کی جلدی کرنے کی

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ إِلَىٰٓ ءَادَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِىَ وَلَمْ نَجِدْ

اور ہم نے اس سے پہلے آدمؑ سے عہد لیا تھا مگر وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں عزم وثبات

لَهُۥ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا۟ لِءَادَمَ

ع ٦ ١١ ١٥

نہ پایا (۱۱۵) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کے سامنے سجدہ میں گر جاؤ۔

فَسَجَدُوٓا۟ إِلَّآ إِبْلِيسَ أَبَىٰ ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا يَٰٓـَٔادَمُ إِنَّ

(چنانچہ) ابلیس کے سوا سب سجدے میں گر گئے (۱۱۶) سو ہم نے کہا اے آدمؑ! یہ

هَٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ

آپ کا اور آپ کی زوجہ کا دشمن ہے یہ کہیں آپ دونوں کو جنت سے نکلوا نہ دے؟ ورنہ

ٱلْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰٓ ﴿١١٧﴾ إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا

مشقت میں پڑ جاؤگے (۱۱۷) بے شک تم اس میں نہ کبھی بھوکے رہو گے اور

تَعْرَىٰ ﴿١١٨﴾ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا۟ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ ﴿١١٩﴾

نہ ننگے (۱۱۸) اور نہ یہاں پیاسے رہو گے اور نہ دھوپ کھاؤ گے (۱۱۹)

فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ ٱلشَّيْطَٰنُ قَالَ يَٰٓـَٔادَمُ هَلْ أَدُلُّكَ

پھر شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا (اور) کہا اے آدمؑ! کیا میں تمہیں بتاؤں ہمیشگی والا درخت اور نہ

عَلَىٰ شَجَرَةِ ٱلْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ ﴿١٢٠﴾ فَأَكَلَا مِنْهَا

زائل ہونیوالی سلطنت؟ (۱۲۰) پس ان دونوں نے اس (درخت) میں سے کچھ کھایا۔ تو ان پر ان کے

فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْءَٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا

قابل ستر مقامات ظاہر ہوگئے اور وہ اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے اور آدمؑ نے اپنے پروردگار (کے

مِن وَرَقِ ٱلْجَنَّةِ ۚ وَعَصَىٰٓ ءَادَمُ رَبَّهُۥ فَغَوَىٰ ﴿١٢١﴾ ثُمَّ

امر ارشادی) کی خلاف ورزی کی اور (اپنے مقصد میں) ناکام ہوئے (۱۲۱) اس کے بعد

ٱجْتَبَٰهُ رَبُّهُۥ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ ﴿١٢٢﴾ قَالَ ٱهْبِطَا

ان کے پروردگار نے انہیں برگزیدہ کیا (چنانچہ) ان کی توبہ قبول کی اور ہدایت بخشی (۱۲۲) فرمایا (اب)

مِنْهَا جَمِيعًۢا ۖ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم

تم زمین پر اتر جاؤ ایک دوسرے کے دشمن ہو کر پھر اگر تمہارے پاس میری طرف

ضرورت نہیں ہے۔

۲۴۔ ﴿وَقُل رَّبِّ زِدْنِى عِلْمًا ۔ الآیہ﴾ پورے قرآن میں خدائے تعالیٰ کا اپنے محبوب کو علم میں اضافہ کرنے کی دعا کرنے کی تعلیم وتلقین کرنا اور کسی اور چیز کے طلب کرنے کا حکم نہ دینا ایک تو اس بات کی ناقابل رد دلیل ہے کہ خدا کے نزدیک علم سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے اور دوسری اس بات کی دلیل ہے کہ علم عطا کرنے والا خدا ہے جس کے فیض وجود کی کوئی حد نہیں ہے۔ اور وہاں بخل کا نام نہیں ہے اور لینے والے مصطفیٰ ﷺ ہیں جن کے دامن طلب میں کوئی تنگی نہیں ہے۔ لہٰذا اب تک دینے والا خدا دے رہا ہے اور لینے والا برابر لے رہا ہے۔ (اصول کافی وتفسیر صافی) اس لیے لینے یا دینے والا جانتا ہے کہ اس نے دیا کتنا یا پھر لینے والا جانتا ہے کہ اس نے لیا کتنا؟ کسی اور کو دخل در معقولات دینے کی ضرورت کیا ہے؟ ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء۔

۲۵۔ ﴿وَعَصَىٰٓ ءَادَمُ رَبَّهُۥ ۔ الآیہ﴾ ہم نے اپنی تفسیر فیضان الرحمٰن کی پہلی جلد میں عصمت آدمؑ پر وارد کئے جانے والے تمام ایرادات کے مکمل جوابات سپرد قلم کر دیئے ہیں۔ تفصیلات کے خواہشمند حضرات اس کی طرف رجوع کریں۔ یہاں صرف اتنا بتا دینا کافی ہے کہ امر وجوبی اور نہی تحریمی کی خلاف ورزی کا نام گناہ ہے۔ مگر امر ارشادی اور نہی ارشادی کی مخالفت ترک اولیٰ ضرور ہے کہ مگر گناہ نہیں ہے۔ اور لفظ غوایت کے ایک معنی ناکامی و نامرادی کے بھی ہیں کہ جب کوئی شخص کسی مقصد کے حصول کی خاطر کوئی اقدام کرے مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے تو اسے بھی غوایت کہا جاتا ہے اور یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوئی ہے۔

مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا
سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہو گا

يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً
اور نہ بدبخت ہو گا (١٢٣) اور جو کوئی میری یاد سے روگردانی کرے گا تو اس کیلئے

ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ
تنگ زندگی ہوگی۔ اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا محشور کرینگے (١٢٤) وہ کہے گا اے میرے

لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ
پروردگار! تو نے مجھے اندھا کیوں محشور کیا ہے حالانکہ میں آنکھوں والا تھا؟ (١٢٥) ارشاد ہوگا اسی

كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ
طرح ہماری آیات تیرے پاس آئی تھیں اور تو نے انہیں بھلا دیا تھا اسی طرح آج تجھے بھی بھلا دیا جائیگا اور

تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ
نظر انداز کر دیا جائیگا (١٢٦) اور جو کوئی حد سے تجاوز کرے اور اپنے پروردگار کی بات پر ایمان نہ لائے تو ہم

بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿١٢٧﴾ اَفَلَمْ
اسے اسی طرح (دنیا میں) سزا دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب تو اور بھی بڑا سخت اور پائیدار ہے (١٢٧) کیا (اس بات

يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ
سے بھی) انہیں ہدایت نہ ملی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی نسلیں (ان گناہوں کی پاداش میں) ہلاک کر دیں جنکے مکانوں

مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿١٢٨﴾ وَلَوْلَا ع ٧ ١٣ ١٢
میں (آج) یہ چلتے پھرتے ہیں بیشک اس میں صاحبانِ عقل کیلئے خدا کی قدرت کی بڑی نشانیاں ہیں (١٢٨) اور (اے

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ
رسولؐ) اگر آپکے پروردگار کی طرف سے ایک بات طے نہ کر دی گئی ہوتی اور ایک (مہلت کی) مدت معین نہ

مُّسَمًّى ؕ ﴿١٢٩﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ
ہو چکی ہوتی تو (عذاب) لازمی طور پر آ چکا ہوتا (١٢٩) سو آپ انکی باتوں پر صبر کیجئے اور

رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ
طلوعِ آفتاب سے پہلے اور غروبِ آفتاب سے پہلے اور رات کے اوقات میں

٢٦ ـ ﴿فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ ـ الاٰيہ﴾ تاریخ شاہد ہے کہ کفار و مشرکین پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختلف توہین آمیز ناموں سے یاد کرتے تھے مگر خدائے علیم و حکیم آنحضرتؐ کو صبر و ضبط کا حکم دیتا ہے۔ ﴿لان من صبر انتصر﴾ یعنی جو صبر کرتا ہے وہ مظفر و منصور ہوتا ہے اس سے یہ درس ملتا ہے کہ ایک داعی حق کو لوگوں کی توہین آمیز باتوں پر صبر و ضبط سے کام لینا چاہیے۔

آنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ
بھی اور دن کے اوّل و آخر میں بھی اپنے پروردگار کی حمد و ثناء کیساتھ تسبیح کیجئے تاکہ آپ
تَرْضٰی ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ
راضی ہو جائیں (۱۳۰) اور جو کچھ ہم نے مختلف لوگوں کو آزمائش کیلئے دنیا کی
اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ
زیب و زینت اور آرائش دے رکھی ہے اسکی طرف نگاہیں اٹھا کر بھی نہ دیکھیں اور
فِیْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ﴿۱۳۱﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ
آپکے پروردگار کا دیا ہوا رزق بہتر ہے اور زیادہ پائیدار ہے (۱۳۱) اور اپنے گھر والوں کو
بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ
نماز کا حکم دیں اور خود بھی اس پر قائم و برقرار رہیں ہم آپ سے روزی طلب نہیں کرتے۔ہم تو خود
نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰی ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا
آپکو روزی دیتے ہیں اور انجام بخیر تو پرہیزگاری کا ہی ہے (۱۳۲) اور یہ لوگ (اہل مکہ) کہتے ہیں کہ
یَاْتِیْنَا بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَیِّنَةُ مَا فِی
یہ (رسولؐ) ہمارے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی (معجزہ) کیوں نہیں لاتے۔کیا انکے پاس
الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ
اگلی کتابوں کا کھلا ہوا ثبوت نہیں آیا؟ (۱۳۳) اور اگر ہم اس (رسولؐ) سے پہلے انہیں
مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْ لَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا
عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ کہتے اے ہمارے پروردگار تو نے ہماری طرف کوئی
رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰی ﴿۱۳۴﴾
رسول کیوں نہ بھیجا؟ کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے تیری آیتوں کی پیروی کرتے (۱۳۴)
قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ
آپ کہہ دیجئے! کہ ہر ایک اپنے (انجام کا) انتظار کر رہا ہے سو تم بھی انتظار کرو۔
اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِیِّ وَمَنِ اهْتَدٰی ﴿۱۳۵﴾ ع ۸/۷ ۱۷
عنقریب تمہیں معلوم ہوجائیگا کہ سیدھی راہ والے کون ہیں؟ اور ہدایت یافتہ کون ہیں (۱۳۵)

۲۶۔﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ۔الآیہ﴾ گو بظاہر یہ خطاب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے مگر درحقیقت یہ حکم تمام اہل ایمان کو دیا جارہا ہے کہ وہ اپنے بیوی بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیں۔ ارشاد قدرت ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا﴾ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ بہرحال مروی ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد کم وبیش نو ماہ تک جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے وقت علیؑ و بتولؑ کے دروازہ پر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے ﴿الصلوٰۃ رحمکم اللہ﴾ بعد ازاں آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے تھے۔ ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾ (مجمع البیان، الدر المنثور وغیرہ)

۲۷۔﴿وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ۔ الآیہ﴾ یہ بات طے شدہ ہے کہ جب تک حجت تمام نہ ہوجائے تب تک خدائے عادل عذاب نازل نہیں کرتا۔ اسی لئے اس نے لوگوں کی ناقدری کے باوجود اس نے برابر انبیاء ومرسلین بھیجے ہیں تاکہ لوگوں پر حجت تمام ہوجائے اور سب کے آخر میں پیغمبر آخر الزمانؐ کو بھیج کر ان پر قرآن جیسی کتاب ہدایت نازل کرکے اس طرح اتمام حجت کیا کہ اب قیامت تک کوئی بہانہ جو عذر پیش نہیں کرسکتا۔ (والحمدللہ)

آیاتها ۱۱۲ ۲۱ سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ ۷۳ رکوعاتها ۷

سورۃ الانبیاء مکی۔ آیات ۱۱۲۔ ۷ رکوع ہیں

الجزء ۱۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ
لوگوں کے حساب کتاب (کا وقت) قریب آ گیا ہے اور وہ غفلت میں پڑے منہ
مُّعْرِضُوْنَ ۝۱ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ
پھیرے ہوئے ہیں (۱) ان کے پروردگار کی طرف سے کوئی نئی یاد دہانی ان کے
مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۲ لَاهِيَةً
پاس آتی ہے تو وہ اسے کھیل کود میں لگے ہوئے سنتے ہیں (۲) ان کے دل بالکل
قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ڰ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ
غافل ہیں اور یہ ظالم چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ شخص (رسولؐ) اسکے سوا کیا ہے؟
هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ
تمہاری ہی طرح کا ایک بشر ہے کیا تم آنکھیں دیکھتے ہوئے (اور سوجھ بوجھ رکھتے ہوئے)
وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝۳ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي
جادو (کی بات) سنتے جاؤ گے؟ (۳) (پیغمبرؐ اسلام) نے کہا کہ میرا پروردگار آسمان
السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۴
اور زمین کی ہر بات کو جانتا ہے (کیونکہ) وہ بڑا سننے والا (اور) بڑا جاننے والا ہے (۴)
بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ
بلکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) خواب ہائے پریشان ہیں (نہیں) بلکہ یہ اس نے خود گھڑ لیا ہے۔ بلکہ وہ تو ایک شاعر ہے
شَاعِرٌ ښ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۵
(اور اگر ایسا نہیں ہے) تو پھر ہمارے پاس کوئی معجزہ لائے جس طرح پہلے رسولؑ (معجزات کیساتھ) بھیجے گئے تھے (۵)
مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ
ان سے پہلے کوئی بستی بھی جسے ہم نے ہلاک کیا وہ تو ایمان لائی نہیں تو کیا یہ

سورہ انبیاء

سورہ انبیاء کے مضامین ومطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قرآن کے حادث ہونے کا بیان۔ (۲) اہل ذکر سے سوال کرنے کا حکم۔ (۳) کفار مکہ کے اس زعم باطل کا ابطال کہ کوئی بشر رسول نہیں ہوسکتا۔ (۴) توحید کا اثبات اور اس کے برہان کا بیان۔ (۵) افعال خداوندی کے عبث نہ ہونے کا بیان۔ (۶) اصول عقائد کے بارے میں کفار کے شبہات کے جوابات۔ (۷) فرشتوں کے متعلق صحیح اسلامی نظریہ۔ (۸) چند انبیاء کی مقدس سیرت کا تذکرہ۔ (۹) تمام انبیاء کا پیغام توحید پروردگار ہے۔ (۱۰) جناب خلیل علیہ السلام کے آتش نمرودی میں جھونکے جانے اور آگ کے ٹھنڈا ہونے کا تذکرہ۔ (۱۱) جناب ایوبؑ کے امتحان میں کامران ہونے کا بیان۔ (۱۲) اخروی فوز وفلاح کا راز اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے۔ (۱۳) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ۔ الآیہ﴾ یہاں حساب سے مراد قیامت ہے کیونکہ انسان کے تمام اقوال واعمال کا حساب وکتاب قیامت کے دن ہوگا۔ اسے قریب اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ یقیناً آنے والی ہے۔ ع غیر بعید کل ما ھو آتٍ اور جو چیز یقیناً آنے والی ہے وہ دور نہیں ہے بلکہ قریب ہے۔ اور قرب قیامت کی دوسری علامتوں کے علاوہ ایک پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت بھی ہے مگر اس کے باوجود لوگ خواب غفلت میں سوئے ہیں۔

۲۔ ﴿مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ۔ الآیہ﴾ یہاں ذکر سے بالاتفاق قرآن مجید مراد ہے جسے خداوند عالم نے حادث فرمایا ہے اس سے اس معرکۃ الآراء بحث کا خاتمہ ہوجاتا ہے جو قدیم الایام سے مسلمانوں میں جاری ہے کہ قرآن حادث ہے یا قدیم؟ خداوند عالم

يُؤْمِنُونَ ⑥ وَمَآ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا
ایمان لائینگے؟ (۶) (اے رسولؐ) اور ہم نے آپ سے پہلے بھی مردوں کو ہی
نُّوحِىٓ إِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ
رسولؐ بنا کر بھیجا تھا جنکی طرف وحی کیا کرتے تھے۔ اگر تم نہیں جانتے تو اہل
لَا تَعْلَمُونَ ⑦ وَمَا جَعَلْنَٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ
ذکر سے پوچھ لو (۷) اور ہم نے ان رسولوں کو کبھی ایسے جسم کا نہیں بنایا کہ وہ کھانا نہ
ٱلطَّعَامَ وَمَا كَانُوا۟ خَٰلِدِينَ ⑧ ثُمَّ صَدَقْنَٰهُمُ
کھاتے ہوں۔ اور نہ وہ ہمیشہ زندہ رہنے والے تھے (۸) پھر ہم نے ان سے جو وعدہ کیا تھا
ٱلْوَعْدَ فَأَنجَيْنَٰهُمْ وَمَن نَّشَآءُ وَأَهْلَكْنَا
اسے سچا کر دکھایا پس نجات دی جن کو ہم نے چاہا اور زیادتی کرنے
ٱلْمُسْرِفِينَ ⑨ لَقَدْ أَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ كِتَٰبًا فِيهِ
والوں کو ہلاک کر دیا (۹) بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر
ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ⑩ وَكَمْ قَصَمْنَا مِن ع
ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ (نہیں سمجھتے؟) (۱۰) اور کتنی ہی بستیاں ہیں جو
قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا
ہم نے برباد کر دیں۔ کیونکہ وہ ظالم تھیں (انکے باشندے ظالم تھے) اور انکی جگہ اور قوم کو
ءَاخَرِينَ ⑪ فَلَمَّآ أَحَسُّوا۟ بَأْسَنَآ إِذَا هُم مِّنْهَا
پیدا کر دیا (۱۱) جب انہوں نے ہمارا عذاب محسوس کیا تو ایک دم وہاں سے
يَرْكُضُونَ ⑫ لَا تَرْكُضُوا۟ وَٱرْجِعُوٓا۟ إِلَىٰ مَآ
بھاگنے لگے (۱۲) (ان سے کہا گیا) بھاگو نہیں (بلکہ) اپنی آسائش کی طرف لوٹو جو
أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُونَ ⑬
تمہیں دی گئی تھی اور اپنے گھروں کی طرف لوٹو۔ تاکہ تم سے پوچھ گچھ کی جائے (۱۳)
قَالُوا۟ يَٰوَيْلَنَآ إِنَّا كُنَّا ظَٰلِمِينَ ⑭ فَمَا زَالَت
ان لوگوں نے کہا ہائے ہماری بدبختی بیشک ہم ظالم تھے (۱۴) وہ برابر یہی پکارتے

نے اسے "محدث" (حادث کہہ کہ ہمیشہ کیلئے اس بحث کا خاتمہ کر دیا اور واضح کر دیا کہ قرآن قدیم نہیں ہے بلکہ حادث ہے قدیم ہونا صرف اللہ کی صفت خاصہ ہے۔

۳۔ ﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ۔ الآیہ﴾ اس آیت شریفہ میں بڑے احسن انداز میں ان لوگوں کے زعم باطل کی رد کی گئی ہے جو نبوت اور بشریت کو دو متضاد چیزیں سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کوئی بشر و انسان نبی نہیں ہو سکتا۔ ارشاد قدرت ہے کہ میرا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ میں جب بھی نبی و رسول بھیجتا ہوں تو انسانوں سے ہی بھیجتا ہوں جو طعام کھاتے تھے، بازاروں میں چلتے پھرتے تھے اور موت کا ذائقہ چکھتے تھے! لہٰذا ثابت ہوا کہ کسی ہستی کا بشر ہونا اس کے نبی ہونے کے منافی نہیں ہے۔

تِلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا
رہے یہاں تک کہ ہم نے انہیں کٹی ہوئی کھیتی کی طرح (اور) بجھی ہوئی آگ
خٰمِدِيْنَ ﴿١٥﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا
کی طرح کر دیا (۱۵) اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ انکے درمیان ہے انکو کھیل
بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿١٦﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا
تماشے کے طور پر پیدا نہیں کیا (۱۶) اگر ہم کوئی دل بستگی کا سامان چاہتے تو
لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿١٧﴾ بَلْ
اپنے پاس سے ہی کر لیتے مگر ایسا کرنیوالے نہیں ہیں (۱۷) بلکہ ہم باطل
نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا
پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اسکا بھیجا نکال دیتی ہے (سر کچل دیتی ہے)
هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿١٨﴾ وَلَهٗ
پھر یکایک باطل مٹ جاتا ہے۔ افسوس ہے تم پر ان باتوں کیوجہ سے جو تم بناتے ہو (۱۸) جو کوئی
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا
آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے سب اسی کیلئے ہے اور جو اسکی بارگاہ
يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿١٩﴾
میں ہیں وہ اسکی عبادت سے تکبر و سرکشی نہیں کرتے اور نہ ہی تھکتے ہیں (۱۹)
يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿٢٠﴾ اَمِ
وہ رات دن اسکی تسبیح کرتے ہیں کبھی ملول ہو کر وقفہ نہیں کرتے (۲۰) کیا انہوں
اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿٢١﴾ لَوْ
نے زمینی (مخلوق) سے ایسے معبود بنائے ہیں جو مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں (۲۱) اگر
كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ
زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہوتا تو دونوں کا نظام برباد ہو جاتا پس پاک ہے
اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٢٢﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا
اللہ جو عرش کا مالک ہے ان باتوں سے جو لوگ بناتے ہیں (۲۲) وہ جو کچھ کرتا ہے اسکے بارے میں اس

۴۔ ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ۔ الآیہ﴾ ہر دور کے کفار وجہال کا یہ فاسد نظریہ رہا ہے کہ صرف یہی چند روزہ حیات ہے کوئی دوسری زندگی اور کوئی جزا وسزا نہیں ہے اور یہ سارا نظام کائنات محض عبث ہے خدائے حکیم اور قرآن کریم نے بار بار اس باطل نظریہ کی رد کی ہے اور بار بار واضح کیا ہے کہ یہ سارا نظام کائنات ایک عظیم مقصد کے تحت قائم کیا گیا ہے اور اس کارگاہ ہستی میں کوئی چیز بھی بے کار نہیں چہ جائیکہ انسان کی خلقت بے مقصد ہو جو کہ اس بارات کائنات کا دولہا ہے۔ بہرحال حقیقت یہ ہے کہ ﴿فعل الحکیم لا یخلو عن حکمۃ﴾۔

۵۔ ﴿لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں توحید پروردگار پر اس دلیل کی طرف اشارہ ہے جسے متکلمین دلیل تمانع کہتے ہیں جس کی تفصیل معلوم کرنے کیلئے تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع کیا جائے۔ بہرحال اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ایک سے زائد خدا اور مدبر ہوتے تو چونکہ دونوں قادر وتوانا بھی ہوتے اور جب ذات میں مختلف ہوتے تو تخلیق وتدبیر میں بھی اختلاف ہوتا اور اس اختلاف کی وجہ سے نظام کائنات درہم برہم ہو جاتا۔ لہذا نظام کائنات کی احسن طریقہ پر بقا اس کے مدبر و منتظم کی توحید کی بہترین دلیل ہے۔

۶۔ ﴿لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ۔ الآیہ﴾ کچھ لوگ جو عدل الٰہی کے قائل نہیں ہیں وہ اس قسم کی آیات سے غلط استدلال کیا کرتے ہیں کہ اللہ چونکہ ایک بادشاہ ہے۔ نہ اس پر کوئی چیز لازم ہے اور نہ کوئی چیز اس کیلئے قبیح ہے۔ لہذا اگر وہ کسی فرمانبردار بندے کو جہنم میں جھونک دے اور کسی نافرمان کو جنت میں داخل کر دے تو اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے؟ یہ خیال بالکل محال ہے بلکہ اس آیت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ چونکہ خدا حقیقی عادل ہے اس لئے اس کے تمام اقوال وافعال عدل و انصاف اور حکمت و مصلحت پر مبنی ہیں لہذا اس سے یہ سوال

يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ﴿۲۳﴾ أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ
سے باز پرس نہیں کی جاسکتی (ہاں البتہ) ان لوگوں سے باز پرس کی جائے گی (۲۳) کیا ان لوگوں نے اللہ
آلِهَةً ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ
کے علاوہ اور خدا بنائے ہیں؟ کہیے کہ اپنی دلیل پیش کرو۔ یہ (قرآن) میرے ساتھ والوں کی (کتاب) ہے اور مجھ
وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ
سے پہلے والوں کی (کتابیں بھی) ہیں (ان سے کوئی بات میرے دعوی کیخلاف نکال کر لاؤ)۔ بلکہ اکثر لوگ
فَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿۲۴﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
حق کو نہیں جانتے (اس لئے) اس سے روگردانی کرتے ہیں (۲۴) اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی
مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا
ایسا رسولؐ نہیں بھیجا جسکی طرف یہ وحی نہ کی ہو کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے
فَاعْبُدُونِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا
پس تم میری ہی عبادت کرو (۲۵) اور وہ کہتے ہیں کہ خدائے رحمان نے اولاد بنا رکھی
سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ
ہے وہ (اس سے) پاک ہے بلکہ وہ فرشتے تو اسکے بندے ہیں (۲۶) جو بات کرنے میں
بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ
بھی اس سے سبقت نہیں کرتے اور اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں (۲۷) اللہ جانتا ہے جو کچھ انکے آگے ہے
أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ
اور جو کچھ انکے پیچھے ہے اور وہ کسی کی شفاعت نہیں کرتے سوائے اسکے
ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ
جس سے خدا راضی ہو۔ اور وہ اسکے خوف و خشیہ سے لرزتے رہتے ہیں (۲۸) اور جو (بالفرض)
يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِنْ دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ
ان میں سے یہ کہہ دے کہ اللہ کے علاوہ میں خدا ہوں تو ہم اسے جہنم کی
جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿۲۹﴾ أَوَلَمْ يَرَ ع ۲ ۱۹ ۲
سزا دینگے ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (۲۹) کیا کافر اس بات

کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے کہ اس نے ایسا کیونکہ کیا ہے اور ویسا کیوں نہیں کیا؟ الغرض جس طرح کسی حکیم حاذق اور ماہر ڈاکٹر سے یہ سوال نہیں کیا جاسکتا کہ اس نے فلاں نسخہ کیوں لکھا ہے اور فلاں کیوں نہیں لکھا؟ اور اگر کوئی اعتراض کرے تو یہ سراسر جہالت ہے۔ اسی طرح خدائے علیم و حکیم سے بھی یہ سوال نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے اور ایسا کیوں نہیں کیا؟ کیونکہ ایسا کہنا صرف جہالت ہی نہیں ہے بلکہ ضلالت بھی ہے۔

۷۔ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ ۔الآیہ﴾
اس آیت اور اس جیسی بہت سی آیات و روایات سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ہر دور اور ہر عہد میں ہر نبی و رسول کی مرکزی دعوت یہی رہی ہے کہ خدا ایک ہے لہذا صرف اسی کی عبادت کرو۔ اس سے ظاہر ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی نئے پیغام کا اعلان نہیں کیا۔ بلکہ سابقہ انبیاءؑ کی دعوت پر ہی اپنی دعوت کی بنیاد رکھی ہے۔

۸۔ ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ ۔الآیہ﴾
چونکہ یہودی جناب عزیر کو اور عیسائی جناب عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا اور بعض قبائل عرب ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے تھے اور ان کو خدا کے ہاں اپنا شفیع اور سفارشی سمجھتے تھے تو خداوند عالم ان لوگوں کے اس زعم باطل کی تردید کرتے ہوئے فرما رہا ہے کہ یہ سب میرے مکرم و محترم بندے ہیں (بیٹے بیٹیاں نہیں ہیں۔ کسی قول و فعل میں میرے حکم سے سبقت نہیں کرتے۔ اور وہ اپنی یا تمہاری مرضی کے مطابق شفاعت نہیں کرتے بلکہ خدا کے پسندیدہ بندوں کی شفاعت کرتے ہیں اور وہ خوف و خشیہ الٰہی سے لرزتے رہتے ہیں۔

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا

پر غور نہیں کرتے کہ آسمان اور زمین پہلے آپس میں ملے ہوئے تھے پھر ہم نے

رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ

دونوں کو جدا کیا ۔اور ہم نے (پہلے) ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا ہے ۔

شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ

کیا یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے (٣٠) اور ہم نے زمین میں پہاڑ قرار دیئے

رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا

تاکہ وہ لوگوں کو لیکر ڈھلک نہ جائے اور ہم نے ان (پہاڑوں) میں کشادہ راستے

سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿٣١﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ

بنائے تاکہ وہ راہ پائیں (اور منزل مقصود تک پہنچ جائیں) (٣١) اور ہم نے آسمان

سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ښ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿٣٢﴾

کو محفوظ چھت بنایا مگر یہ لوگ پھر بھی اسکی نشانیوں سے منہ پھیرے ہوئے ہیں (٣٢)

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ

اور وہ وہی ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا کیا۔

وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَمَا جَعَلْنَا

سب (اپنے اپنے) دائرہ (مدار) میں تیر رہے ہیں (٣٣) اور ہم نے آپ

لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ

سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشگی نہیں دی تو اگر آپ انتقال کر جائیں تو کیا یہ لوگ

الْخٰلِدُوْنَ ﴿٣٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ

ہمیشہ (یہاں) رہیں گے؟(٣٤) ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تمہیں

وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا

برائی اور اچھائی کیساتھ آزماتے ہیں (آخرکار) تم ہماری ہی طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ

لوٹائے جاؤ گے (٣٥) اور (اے رسولؐ) جب کافر آپ کو دیکھتے ہیں تو بس وہ آپ کا

٩۔﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ ۔ الآیہ﴾ اس میں موت کے ایک اٹل حقیقت ہونے کی طرف اشارہ ہے اور اس حقیقت کا اظہار کہ۔

جو زندہ ہے وہ موت کی تکلیف سہے گا
جب احمد مرسل نہ رہے کون رہے گا؟

اور اگر کوئی اسلام و پیغمبر اسلام کا دشمن یہ سمجھتا ہے کہ آپ کی وفات سے اسلام ختم ہو جائے گا تو اس کی یہ خام خیالی ہے۔ اسلام کی بقاء کا ضامن خدا ہے ﴿واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون﴾ (سورہ الصف آیۃ ٨)

١٠۔﴿وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ ۔ الآیہ﴾ یہاں بالاتفاق شر و خیر سے رنج و راحت، مفلسی اور امیری اور بیماری اور صحت مراد ہے کہ خدا ان مختلف حالات میں اپنے بندوں کو مبتلا کر کے ان کی آزمائش کرتا ہے کہ اس کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر کون کرتا ہے اور اس کی نازل کردہ مصیبتوں پر صبر کون کرتا ہے؟

يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا ۖ أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ
مذاق اڑاتے ہیں (اور کہتے ہیں) کیا یہی وہ شخص ہے جو (برائی سے)
آلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿٣٦﴾
تمہارے خداؤں کا ذکر کرتا ہے؟ حالانکہ وہ خود خدائے رحمان کے ذکر کے منکر ہیں (۳۶)
خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي
انسان جلد بازی سے پیدا ہوا ہے میں عنقریب تمہیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھلاؤں گا۔ پس
فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ﴿٣٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ
تم مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کرو (۳۷) اور وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ
سچے ہیں تو یہ (قیامت کا) وعدہ کب پورا ہو گا؟(۳۸) کاش ان کافروں کو اسکا
كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ
کچھ علم ہوتا۔جب یہ لوگ آگ کو نہیں روک سکیں گے نہ اپنے چہروں سے
وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٣٩﴾ بَلْ
اور نہ اپنی پشتوں سے اور نہ ہی انکی کوئی مدد کی جائے گی(۳۹) بلکہ وہ (گھڑی)
تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ
اچانک ان پر آ جائیگی اور انہیں مبہوت کر دیگی پھر نہ تو وہ اسے ہٹا
رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ
سکیں گے اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی(۴۰) بیشک ان پیغمبروںؑ کا مذاق اڑایا
بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا
گیا جو آپ سے پہلے تھے تو اسی (عذاب) نے ان مذاق اڑانے والوں
مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٤١﴾ ع قُلْ مَنْ ۴ ع ۳۴ ۳
کو گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے (۴۱) (اے رسولؐ) کہہ دیجئے! کون ہے
يَكْلَؤُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَٰنِ ۗ بَلْ
جو رات میں یا دن میں خدائے رحمان (کے عذاب) سے تمہاری حفاظت کر سکتا ہے؟

۱۱۔﴿خُلِقَ الْإِنْسَانُ ۔الآیہ﴾ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جہاں انسان میں کچھ طبعی خوبیاں ہیں وہاں کچھ خامیاں بھی ہیں اوران خامیوں میں سے ایک خامی یہ ہے کہ وہ عجلت پسند واقع ہوا ہے جو گویا اس کی طبیعت میں داخل ہے حالانکہ ﴿العجلة من الشیطان والتانی من الرحمٰن﴾

۱۲۔﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ ۔الآیہ﴾ اس انداز میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ کفار کے تمسخر اڑانے سے دل تنگ اور پریشان نہ ہوں کیونکہ آپ سے پہلے بھی لوگ پیغمبروں کا مذاق اڑاتے رہے ہیں اور پھر اسی عذاب کی زد میں آتے رہتے ہیں جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

۱۳۔﴿قُلْ مَنْ يَكْلَؤُكُمْ بِاللَّيْلِ ۔الآیہ﴾ اس آیت کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں:(۱) ایک یہ کہ وہ کون ہے جو شب و روز میں اللہ کے عذاب سے تمہاری حفاظت کرتا ہے۔ بنابریں یہاں ''عذاب اللہ'' محذوف ماننا پڑے گا۔(۲) دوسرے یہ کہ شب و روز میں جو حادث پیش آتے ہیں ان سے اللہ کے بدلے تمہیں کون بچا سکتا ہے؟ بنابریں من اللہ کے معنی بدل من اللہ ہوں گے۔

هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ

بلکہ یہ لوگ اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ موڑے ہوئے ہیں (۴۲) کیا ہمارے علاوہ ان کے

اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

ایسے خدا ہیں جو ان کی حفاظت کر سکیں؟ وہ (خودساختہ) خدا تو خود اپنی مدد نہیں کر سکتے

نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ

اور نہ ہی ہماری طرف سے ان کو پناہ دی جائے گی (اور نہ تائید کی جائے گی) (۴۳) بلکہ ہم

مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَاۤءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ

نے انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو (زندگی کا) سروسامان دیا یہاں تک کہ ان کی

الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا

لمبی لمبی عمریں گزر گئیں (عرصہ دراز گزر گیا) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اسکے اطراف

مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ

سے برابر گھٹاتے چلے آ رہے ہیں تو کیا وہ غالب آ سکتے ہیں؟ (۴۴) آپ کہہ دیجئے کہ میں

اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْىِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا

تو تمہیں صرف وحی کی بناء پر (عذاب سے) ڈراتا ہوں مگر جو بہرے ہوتے ہیں وہ دعا و پکار

مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ

نہیں سنتے جب انہیں ڈرایا جائے (۴۵) اور جب انہیں تمہارے پروردگار کے

عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾

عذاب کا ایک جھونکا بھی چھو جائے تو وہ کہہ اٹھیں گے کہ ہائے افسوس بیشک ہم ظالم تھے (۴۶)

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا

ہم قیامت کے دن صحیح تولنے والے میزان (ترازو) قائم کر دیں گے پس کسی شخص

تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ

پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور اگر کوئی (عمل) رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو گا

مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾

تو ہم اسے (وزن میں) لے آئیں گے اور حساب لینے والے ہم ہی کافی ہیں (۴۷)

۱۴۔ ﴿اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ۔الآیہ﴾ کیا یہ لوگ ایسے خدا رکھتے ہیں جو ہمارے سوا ان کی حفاظت کر سکتے ہیں؟ جبکہ وہ اتنے بے بس ہیں کہ خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تو تمہاری مدد کیا کریں گے؟ ہاں اس کی صرف ایک صورت ہو سکتی ہے کہ وہ تمہاری مدد کرتے اور وہ یہ بھی کہ ان کو ہماری نصرت و تائید حاصل ہوتی مگر جب وہ انہیں حاصل نہیں ہے تو پھر وہ کس طرح تمہاری حفاظت اور مدد کر سکتے ہیں؟

۱۵۔ ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ۔الآیہ﴾ بروز قیامت میزان قائم کرنے اور یہ کہ اس سے کیا مراد ہے؟ اور اس کا صحیح اسلامی مفہوم کیا ہے؟ ہم سورہ اعراف کی آیت نمبر ۸ والوزن یومئذ الحق۔الآیہ کی تفسیر میں مفصل گفتگو کر چکے ہیں اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے اور مزید تحقیق کے خواہشمند ہماری اعتقادی کتاب احسن الفوائد کی طرف رجوع فرمائیں۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِیَآءً
بیشک ہم نے موسیٰؑ و ہارونؑ کو فرقان، روشنی اور پرہیزگاروں کیلئے
وَّ ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ
نصیحت نامہ عطا کیا (۴۸) جو بے دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں
بِالْغَیْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا
نیز جو قیامت سے بھی خوفزدہ رہتے ہیں (۴۹) اور یہ (قرآن)
ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع
بابرکت نصیحت نامہ ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے کیا تم اس کا انکار کرتے ہو؟ (۵۰)
وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا
اور یقیناً ہم نے اس (عہد موسوی) سے پہلے ابراہیمؑ کو (انکے مقام کے مطابق) سوجھ بوجھ عطا فرمائی تھی اور
بِهٖ عٰلِمِیْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ
ہم ان کو خوب جانتے تھے (۵۱) جب آپ نے (منہ بولے) باپ اور اپنی قوم
التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا
سے کہا کہ یہ مورتیں کیسی ہیں جن (کی عبادت) پر تم جمے بیٹھے ہو (۵۲) انہوں نے کہا
وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ
کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے (۵۳) آپ نے کہا تم بھی
اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْۤا
اور تمہارے باپ دادا بھی کھلی ہوئی گمراہی میں تھے (۵۴) انہوں نے کہا
اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ
کیا تم ہمارے پاس کوئی حق بات (سچا پیغام) لیکر آئے ہو یا صرف دل لگی کر رہے ہو؟ (۵۵) آپ نے
بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ
کہا (دل لگی نہیں) بلکہ تمہارا پروردگار وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے
فَطَرَهُنَّ ۖؗ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۵۶﴾
جس نے انہیں پیدا کیا ہے اور میں اس بات کے گواہوں میں سے ایک گواہ ہوں (۵۶)

۱۶۔﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی۔ الآیہ﴾ یہاں بعض انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر خیر شروع ہوا ہے کہ ان کی زندگیوں کے چیدہ چیدہ حالات وکمالات اور اپنے مقصد کے حاصل کرنے کے سلسلہ میں پیش آنے والی ایسی مشکلات وتکالیف اور پھر ان پر ان کے صبر وثبات کا تذکرہ بڑے اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے تاکہ داعیان حق کو اس سے اخلاص اور استقامت کا درس حاصل ہو۔

۱۷۔﴿وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ۔ الآیہ﴾ یعنی قرآن بابرکت کتاب ہے کیونکہ وہ ہمیشہ برقرار رہنے والی کتاب ہے اس کے منسوخ ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے اسکے برکات دائمی ہیں۔ یہ پند ہے اس کیلئے جو پند حاصل کرنا چاہے، یہ عبرت ہے اس کیلئے جو عبرت حاصل کرنا چاہے اور باعث برکت ہے جو اس کے اوامر ونواہی پر عمل کرے اور اپنی دنیا وآخرت کو سدھارنا چاہے۔

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا

اور باخدا میں تمہارے بتوں کیساتھ (کوئی نہ کوئی) چال ضرور چلوں گا جب تم پیٹھ پھیر

مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ

کر چلے جاؤ گے(۵۷) چنانچہ آپ نے انکے ایک بڑے بت کے سوا باقی سب کے ٹکڑے ٹکڑے

لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا

کر دیئے تاکہ وہ انکی طرف رجوع کریں (۵۸) انہوں نے کہا ہمارے خداؤں کیساتھ کس

بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا

نے یہ سلوک کیا ہے؟ بیشک وہ ظالموں میں سے ہے(۵۹) (بعض) لوگ کہنے لگے کہ ہم نے ایک

فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا

نوجوان کو سنا ہے جو انکا ذکر (برائی سے) کیا کرتا ہے جسے ابراہیمؑ کہا جاتا ہے(۶۰) انہوں نے کہا

فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾

تو پھر اسے (پکڑ کر) سب لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ گواہی دیں (۶۱)

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾

(چنانچہ آپ لائے گئے) ان لوگوں نے کہا اے ابراہیمؑ! کیا تم نے ہمارے خداؤں کیساتھ یہ سلوک کیا ہے؟(۶۲)

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ

(ابراہیمؑ نے) کہا: بلکہ انکے بڑے بت نے یہ سب کارروائی کی ہے ان بتوں سے ہی پوچھ لو

كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا

اگر وہ بول سکتے ہیں؟ (۶۳) وہ لوگ (ابراہیمؑ کا یہ جواب سنکر) اپنے دلوں میں سوچنے لگے

اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى

اور آپس میں کہنے لگے واقعی تم خود ہی ظالم ہو (۶۴) پھر انہوں نے (خجالت سے)

رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾

سر جھکا کر کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ (بت) بات نہیں کرتے (۶۵)

قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ

آپ نے کہا تو پھر تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں فائدہ

۱۸۔ ﴿فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا۔ الآیہ﴾ اس قوم کا کوئی تہوار تھا جب نمرود اور اس کی رعایا سب وہاں چلے گئے۔ تو جناب ابراہیم علیہ السلام نے کچھ طعام اور کلہاڑا ہاتھ میں لیا اور ان کے مرکز بت کدہ میں داخل ہوئے اور پھر ایک ایک بت کے سامنے جاتے اور کہتے طعام کھا اور بات کر مگر جب وہ بات نہ کرتا تو کلہاڑے سے اس کے ہاتھ پاؤں توڑ دیتے۔ انجام کار جب ایک بڑا بت بچ گیا تو کلہاڑا اس کے گلے میں ڈالا۔ چنانچہ جب نمرود اور اس کی رعایا واپس آئے تو صنم کدہ میں بتوں کا حشر ونشر دیکھا تو کہرام ماتم بپا ہوگیا۔ پھر ایسا کرنے والے کی تلاش شروع ہوئی آخرکار جناب ابراہیم علیہ السلام کو پکڑ کر دربار میں پیش کیا۔

۱۹۔ ﴿قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ۔ الآیہ﴾ جب جناب ابراہیم علیہ السلام سے پوچھ گچھ شروع ہوئی تو آپؑ نے فرمایا: یہ تمام بت اس بڑے بت نے توڑے ہیں۔ ان بتوں سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں۔ برادران اسلام کہتے ہیں کہ یہ جناب ابراہیم علیہ السلام کے ان تین جھوٹوں میں سے ایک ہے جو انہوں نے بولے تھے (معاذ اللہ) امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ نہیں بولا۔ بلکہ فرمایا کہ ان بتوں سے پوچھو پس اگر یہ بول سکتے ہیں تو پھر یہ سب کاروائی ان کے بڑے بت نے کی ہے مطلب یہ کہ اگر یہ نہیں بول سکتے تو پھر اس نے یہ کاروائی کی۔ پس نہ بت بولے اور نہ جناب خلیل علیہ السلام نے جھوٹ بولا۔ (عیون الاخبار)

شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ
پہنچا سکتی ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتی ہیں (۶۶) تف ہے تم پر اور ان (بتوں) پر جنکی تم اللہ کو
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ
چھوڑ کر پرستش کرتے ہو۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے (۶۷) ان لوگوں نے کہا اگر
وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا
کچھ کرنا چاہتے ہوتو اسے آگ میں جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو (۶۸) (چنانچہ انہوں نے
يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ ۙ
آپکو آگ میں ڈال دیا تو) ہم نے کہا اے آگ! ٹھنڈی ہو کر ابراہیمؑ کیلیے سلامتی کا باعث بن جا (۶۹)
وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾ ۚ
ان لوگوں نے ابراہیمؑ کیساتھ چالبازی کرنا چاہی تھی مگر ہم نے انہیں ناکام کر دیا (۷۰)
وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا
اور ہم نے انہیں اور لوطؑ کو نجات دی اور اس سر زمین (شام) کی طرف لے گئے جسے ہم نے دنیا جہان والوں
لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ
کیلیے بابرکت بنایا ہے (۷۱) اور ہم نے اسحاقؑ (جیسا بیٹا) اور مزید یعقوبؑ (جیسا پوتا)
نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ
عطا فرمایا اور سب کو صالح بنایا (۷۲) اور ہم نے انہیں ایسا امام (پیشوا) بنایا جو
اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ
ہمارے حکم سے (لوگوں کو) ہدایت کرتے تھے اور ہم نے انہیں
الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ
نیک کاموں کے کرنے، نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کی وحی کی اور وہ
كَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿٧٣﴾ ۙ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ
ہمارے عبادت گزار تھے (۷۳) اور ہم نے لوطؑ کو حکمت اور علم
عِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ
عطا کیا۔ اور انہیں اس بستی سے نجات دی جس کے باشندے گندے

۲۰۔ ﴿قَالُوْا حَرِّقُوْهُ ۔الآیہ﴾ جناب خلیل علیہ السلام کے اس حکیمانہ جواب کا ان پر کوئی خاص دیر پا اثر نہ ہوا اور وہ بھانپ گئے کہ سب کاروائی انہوں نے ہی کی ہے۔ لہذا فیصلہ ہوا کہ ان کو آگ میں جلا دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو قید خانہ میں ڈال دیا گیا اور جلانے کیلیے تاریخ مقرر ہوئی اور مقررہ تاریخ پر آگ روشن کی گئی اور جناب ابراہیم علیہ السلام کو ادھر منجنیق میں بٹھا کر آگ میں جھونکا گیا۔ اُدھر خدائے کریم و رحیم نے آگ کو حکم دیا ﴿يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا﴾ اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ معجزہ کا فاعل حقیقی خدا ہوتا ہے۔

۲۱۔ ﴿وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً ۔الآیہ﴾ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: ﴿الائمۃ فی کتاب اللہ امامان الخ﴾ یعنی اللہ کی کتاب سے ثابت ہے کہ امام دو قسم کے ہیں ایک وہ جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے ﴿وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا ۔الآیہ﴾ ہم نے ان کو ایسا امام بنایا ہے جو لوگوں کو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے ہیں اور دوسرے وہ امام ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے ﴿وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ﴾ کہ ہم نے کچھ ایسے امام بھی پیدا کیے ہیں جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلا رہے ہیں۔ (اصول کافی)

الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾

کام کیا کرتے تھے واقعی وہ قوم بڑی بری اور نافرمان تھی (۷۴)

ع ۵ ۴۵ ۵ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَ

اور ہم نے اس (لوطؑ) کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بیشک وہ بڑے نیکوکاروں میں سے تھے (۷۵)

نُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ

اور نوحؑ (کا ذکر کیجئے) جب انہوں نے (ان سب سے) پہلے پکارا اور ہم نے ان کی

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ ج

دعا و پکار قبول کی اور انہیں اور ان کے اہل کو سخت غم و کرب سے نجات دی (۷۶)

وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ

اور ان لوگوں کے مقابلے میں جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان کی مدد کی

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾

بیشک وہ بڑے برے لوگ تھے پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا (۷۷)

وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ

اور داؤدؑ اور سلیمانؑ (کا تذکرہ کیجئے) جب وہ کھیت کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے

نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ

جب ایک گروہ کی بکریاں رات کے وقت اس میں گھس گئی تھیں اور ہم ان کے فیصلے کا

شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا

مشاہدہ کر رہے تھے (۷۸) اور ہم نے اس کا فیصلہ سلیمانؑ کو سمجھا دیا تھا اور ہم نے

حُكْمًا وَّعِلْمًا ؗ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ

ہر ایک کو حکمت اور علم عطا کیا تھا اور ہم نے داؤدؑ کیساتھ پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا

يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنٰهُ

جو ان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے اور (یہ کام) کرنے والے ہم ہی تھے (۷۹) اور ہم نے

صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ

انہیں تمہارے فائدہ کیلئے زرہ بنانے کی صنعت سکھائی تھی تاکہ وہ تمہیں تمہاری لڑائی میں ایک دوسرے کی زد

۲۲۔ ﴿وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ۔ الآیہ﴾ جناب داؤد علیہ السلام نے اس مقدمہ کا وہی فیصلہ کیا تھا جو اس دور کی شریعت میں تھا مگر خداوند عالم نے اس فیصلہ کو منسوخ کر کے جناب سلیمان کو دوسرا فیصلہ سمجھایا تاکہ ان کی دوسروں پر علمی برتر ظاہر ہوجائے تاکہ لوگوں پر واضح ہوجائے کہ جناب داؤد علیہ السلام کے خلیفہ اور جانشین جناب سلیمان علیہ السلام ہیں۔

۲۳۔ ﴿وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ۔ الآیہ﴾ ان آیات میں خداوند عالم نے جناب داؤد علیہ السلام کے دو معجزوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ایک یہ کہ خداوند عالم نے ان کے ساتھ پہاڑ اور پرندے مسخر کر دیئے تھے چنانچہ جب آپ زبور کی تلاوت کرتے تھے اور خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے تو آپ کے ساتھ پہاڑ اور پرندے بھی خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے اور دوسرا معجزہ یہ تھا کہ خدا نے ان کیلئے لوہا نرم کر دیا تھا اور ان کو زرہ بنانے کی صنعت کی تعلیم کی تھی خدائے علیم و حکیم نے ﴿وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ﴾ فرما کر یہ حقیقت آشکار کر دی ہے کہ معجزوں کا حقیقی فاعل خداوند عالم ہی ہوتا ہے۔ ہاں البتہ نبی و وصی کی طرف اس کی نسبت مجازی ہوتی ہے کیونکہ وہ ان کے مقدس ہاتھوں پر ظاہر ہوتا ہے۔

فَهَلۡ اَنۡتُمۡ شٰكِرُوۡنَ ۝٨٠ وَلِسُلَيۡمٰنَ الرِّيۡحَ

سے بچائے ۔کیا تم اس (احسان) کے شکر گزار ہو؟(۸۱) اور ہم نے تیز و تند ہوا کو سلیمانؑ

عَاصِفَةً تَجۡرِىۡ بِاَمۡرِهٖۤ اِلَى الۡاَرۡضِ الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا

کیلئے مسخر کر دیا تھا جو ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم

فِيۡهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَىۡءٍ عٰلِمِيۡنَ ۝٨١ وَمِنَ

نے برکت قرار دی ہے اور ہم ہر چیز کا علم رکھنے والے تھے (۸۱) اور ہم نے کچھ

الشَّيٰطِيۡنِ مَنۡ يَّغُوۡصُوۡنَ لَهٗ وَيَعۡمَلُوۡنَ عَمَلًا

شیطانوں (جنات) کو ان کا تابع بنا دیا تھا جو ان کے لئے غوطہ زنی کرتے تھے اور اس کے

دُوۡنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمۡ حٰفِظِيۡنَ ۝٨٢ وَاَيُّوۡبَ اِذۡ

علاوہ اور کام بھی کرتے تھے اور ہم ہی ان کے نگہبان تھے (۸۲) اور ایوبؑ (کا ذکر کیجئے)

نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىۡ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ

جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا مجھے (بیماری کی) تکلیف پہنچ رہی ہے اور تو ارحم الراحمین

الرّٰحِمِيۡنَ ۝٨٣ فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ فَكَشَفۡنَا مَا بِهٖ

ہے (میرے حال پر رحم فرما) (۸۳) ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو جو تکلیف تھی وہ دور

مِنۡ ضُرٍّ وَّاٰتَيۡنٰهُ اَهۡلَهٗ وَمِثۡلَهُمۡ مَّعَهُمۡ رَحۡمَةً

کر دی اور اپنی خاص رحمت سے ہم نے ان کو ان کے اہل و عیال عطا کئے اور ان کے

مِّنۡ عِنۡدِنَا وَذِكۡرٰى لِلۡعٰبِدِيۡنَ ۝٨٤ وَاِسۡمٰعِيۡلَ

برابر اور بھی اسلئے کہ یہ عبادت گزاروں کیلئے یادگار رہے (۸۴) اور اسماعیلؑ،

وَاِدۡرِيۡسَ وَذَا الۡكِفۡلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيۡنَ ۝٨٥

اوریسؑ اور ذوالکفلؑ (کا تذکرہ کیجئے) یہ سب (راہ حق میں) صبر کرنیوالوں میں سے تھے (۸۵)

وَاَدۡخَلۡنٰهُمۡ فِىۡ رَحۡمَتِنَا ؕ اِنَّهُمۡ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۝٨٦

اور ہم نے ان سب کو اپنی (خاص) رحمت میں داخل کر لیا تھا۔ یقیناً وہ نیکوکار بندوں میں سے تھے (۸۶)

وَذَا النُّوۡنِ اِذۡ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنۡ لَّنۡ

اور ذوالنون (مچھلی والے) کا (ذکر کیجئے) جب وہ خشمناک ہو کر چلے گئے اور وہ سمجھے کہ

۲۴۔﴿وَلِسُلَيۡمٰنَ الرِّيۡحَ۔الآیہ﴾ یہاں خداوندعالم نے جناب سلیمان علیہ السلام کے دو معجزوں کا اجمالی تذکرہ فرمایا ہے ایک یہ کہ خدانے تیز وتند ہوا کو ان کیلئے مسخر کردیا تھا چنانچہ ایک ماہ کی مسافت صبح کی ہوا اور ایک ماہ کی شام کی ہوا تیز چلتی تھی اور جناب سلیمان علیہ السلام کو مع تخت اور لاؤ لشکر کو لے جاتی تھی اور دوسرا معجزہ یہ تھا کہ سرکش جنات کو آپ کیلئے مسخر کردیا تھا۔

۲۵۔﴿وَمِنَ الشَّيٰطِيۡنِ۔الآیہ﴾ جناب سلیمان علیہ السلام کے دوسرے معجزہ کا تذکرہ ہے کہ خدانے شیاطین یعنی سرکش جنات کو ان کیلئے مسخر کردیا تھا جو سمندروں میں غوطہ زنی کر کے قیمتی موتی اور مونگے نکال کر لاتے تھے اور علاوہ بریں ان کیلئے قصر، مورتیں، لگن اور دیگیں وغیرہ بناتے تھے۔

۲۶۔﴿وَاَيُّوۡبَ اِذۡ نَادٰى۔الآیہ﴾ یہ وہی حضرت ایوب علیہ السلام ہیں جن کا صبر ضرب المثل کی حیثیت اختیار کرچکا ہے۔ اخبار وآثار سے واضح وآشکار ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے ان کو اولاد وجائیداد اور ہر قسم کے مال وجلال سے نوازا تھا پھر ان کو سخت ترین آزمائش میں ڈالا۔ فصلیں جل کر راکھ کا ڈھیر ہوگئیں، مویشیوں میں ایسی بیماری پھیلی کہ ایک جانور بھی زندہ نہ رہا۔ اور سب بیٹے بیٹیاں بڑے بھائی کے ہاں مدعو تھے اور کھانا کھارہے تھے کہ اچانک چھت گری اور وہ سب چشم زدن میں لقمہ اجل بن گئے مگر آپ نے مصائب وآلام کی اس یلغار پر صبر وضبط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ مزید فقر وفاقہ نے بھی وہاں ڈیرے ڈالے مگر آپ نے صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا اور تسبیح وتقدیس اور صبر وشکر کا سلسلہ برابر جاری رکھا۔ آخر کار بارگاہ الٰہی میں دعا کی: ﴿اَنِّىۡ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ﴾ اور خدائے رحیم وکریم نے ان کی دعا سن کر قبول فرمائی اور ساری تکلیفیں دور کر دیں اور اپنی خاص رحمت سے ان کو ان کے اہل وعیال عطا کئے اور ان کے برابر بھی یعنی بعض روایات کے مطابق مردہ اولادیں زندہ

نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ

ہم ان پر تنگی نہیں کرینگے۔ پھر انہوں نے اندھیروں میں سے پکارا تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

پاک ہے تیری ذات بیشک میں زیاں کاروں میں سے ہوں (۸۷)

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ

ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں غم سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان

نُـجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ

والوں کو نجات دیا کرتے ہیں (۸۸) اور ذکریاؑ کا (ذکر کیجئے) جب انہوں نے پکارا اے

لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾

میرے پروردگار! مجھے (وارث کے بغیر) اکیلا نہ چھوڑ۔ جبکہ تو خود بہترین وارث ہے (۸۹)

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا

ہم نے انکی دعا قبول کی اور انہیں یحییٰؑ (جیسا بیٹا) عطا کیا اور انکی بیوی کو انکے لئے تندرست کردیا۔ یہ لوگ

لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ

نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہم کو شوق و خوف (اور امید و بیم) کے ساتھ

وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾

پکارتے تھے اور وہ ہمارے لئے (عجز و نیاز سے) جھکے ہوئے تھے (۹۰)

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ

اوراس خاتون کا (ذکر کیجئے) جس نے اپنی ناموس کی حفاظت کی تو ہم نے اسمیں اپنی (خاص) روح پھونک

رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ

دی اور انہیں اور انکے بیٹے (عیسیٰؑ) کو دنیا جہان والوں کیلئے (اپنی قدرت کی) نشانی بنادیا (۹۱) (اے

هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ڮ وَّاَنَا رَبُّكُمْ

ایمان والو) یہ تمہاری (ملت) ہے جو درحقیقت ملت واحدہ ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں۔ بس تم

فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ

میری ہی عبادت کرو (۹۲) لیکن لوگوں نے اپنے (دینی) معاملہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا (انجام کار) سب

ہو گئیں اور اتنی اور بھی عطا فرمائیں۔ مردہ مویشی زندہ ہو گئے اور دوگنے اور فصلیں لہلہانے لگیں الغرض اجڑا ہوا گھر پھر آباد ہو گیا۔ اور پھر گھر میں رونقیں اور مسرتیں لوٹ آگئیں۔ ﴿وان اللہ مع الصابرین﴾

۲۷۔ ﴿وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ۔الآیہ﴾ ذوالنون (مچھلی والے) سے مراد حضرت یونس علیہ السلام ہیں جن کے مختصر حالات اور قوم کو مشکل حالات میں گھرا ہوا چھوڑ کر اور خدا سے مشیئت اجازت حاصل کئے بغیر چلے جانے اور کشتی پر سوار ہونے اور پھر شکم ماہی میں جانے اور وہاں تسبیح خدا کرنے کی برکت سے باہر آنے کے واقعات سورہ یونس میں گزر چکے ہیں۔

۲۸۔ ﴿اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ۔الآیہ﴾ تمام بنی انسان کو خطاب ہے کہ یہ ہے تمام انبیاء کا عقیدہ اور دین جو ایک ہے کہ خدا ایک ہے اس کے سوا اور کسی کی عبادت جائز نہیں ہے لہٰذا سب گروہ بھی ایک ہو جاؤ۔ الغرض سب انبیاء کی دعوت حق ایک تھی۔ بنیادی عقائد بھی ایک تھے۔ سب ایک ہی امت اور ایک ہی ملت تھے مگر بعد میں دین میں جو تفرقے پیدا کئے گئے وہ سب ذاتی اغراض اور نفسانی خواہشات کا نتیجہ ہیں کہ آج لوگ مختلف فرقوں اور قبیلوں میں بٹ گئے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے لڑ جھگڑ رہے ہیں اور ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہیں حالانکہ ع

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

خدا ایسے لوگوں کو سزا کی دھمکی دے رہا ہے۔

اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ

ہماری ہی طرف لوٹ کر آنے والے ہیں (۹۳) پس جو کوئی نیک کام کرے درآنحالیکہ

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ

وہ مومن ہو تو اس کی کوشش کی ناقدری نہ ہوگی اور ہم اسے لکھ

كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ

رہے ہیں (۹۴) اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا اس کے لئے حرام ہے۔ یعنی وہ (دنیا میں) دوبارہ

لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَ

لوٹ کر نہیں آئیں گے (۹۵) یہاں تک کہ جب یاجوج و ماجوج کھول دیے

مَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾

جائیں گے تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے (۹۶)

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ

اور (جب) اللہ کا سچا وعدہ (قیامت کا) قریب آ جائے گا تو ایک دم

اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ

کافروں کی آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی (اور کہیں گے) ہائے افسوس!

غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا

ہم اس سے غفلت میں رہے بلکہ ہم ظالم تھے (۹۷) بیشک تم اور وہ چیزیں

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ

جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے جہنم کا ایندھن ہیں اس میں تم

اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا

سب کو داخل ہونا ہے (۹۸) اگر یہ چیزیں برحق خدا ہوتیں تو جہنم میں نہ

وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا

جاتیں اب تم سب کو اس میں ہمیشہ رہنا ہے (۹۹) ان کی اس میں چیخ و پکار

زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

ہوگی اور وہ اس میں کچھ نہیں سنیں گے (۱۰۰) ہاں البتہ وہ لوگ جن

ع ۶ ۱۸ ۶

۲۹۔ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ عمل صالح کی قبولیت اور اس کی جزاء ایمان کے ساتھ مشروط ہے۔ لہٰذا اگر ایمان نہیں ہے تو پھر کسی نیک کام پر کسی قسم کے صلہ و ستائش اور جزاء کا کوئی امکان نہیں ہے۔

۳۰۔ ﴿وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ۔ الآیہ﴾ تفسیر اہل بیتؑ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت زمانہ رجعت کے بارے میں ہے چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا کہ ہر وہ بستی جس کے باشندے کو خدا نے کسی عذاب سے ہلاک کیا ہے وہ زمانہ رجعت میں واپس نہیں آئیں گے۔ (تفسیر قمی وصافی)

۳۱۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ۔ الآیہ﴾ چونکہ اوپر ارشاد قدرت گزر چکا ہے کہ "تم اور جن کی تم پرستش کرتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہیں" اس سے یہ شبہہ پیدا ہوتا تھا کہ پھر جناب عزیز و جناب عیسیٰؑ اور ملائکہ کا کیا بنے گا جن کی پرستش کی جاتی ہے؟ تو اس غلط فہمی کے ازالہ کی خاطر یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں کہ ہاں وہ لوگ جن کیلئے ہماری طرف سے پہلے سے بھلائی مقرر ہو چکی ہے وہ جہنم سے دور رہیں گے۔ شیعیان حیدر کرار بھی انہی خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جیسا کہ کتب فریقین میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے دیکھ کر فرمایا: هذا وشيعته هم الفائزون يوم القيمة یہ اور ان کے شیعہ قیامت کے دن فائز المرام ہونے والے ہیں۔ (مجالس شیخ صدوق و ینابیع المودہ وغیرہ)

سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا

جن کے لئے ہماری طرف سے پہلے بھلائی مقدر ہو چکی ہو گی وہ اس

مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ

سے دور رہیں گے (۱۰۱) وہ اس کی آہٹ بھی نہیں سنیں گے اور وہ

مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ

اپنی من پسند نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے (۱۰۲) ان کو بڑی گھبراہٹ

الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا

بھی غمزدہ نہیں کر سکے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے (اور بتائیں گے کہ)

يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ

یہ ہے آپ کا وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (۱۰۳) جس دن ہم آسمان

نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا

کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح طومار میں خطوط لپیٹے جاتے ہیں جس طرح ہم نے

بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا

پہلے تخلیق کی ابتدا کی تھی اسی طرح ہم اس کا اعادہ کریں گے۔ یہ ہمارے ذمہ

كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ

وعدہ ہے یقیناً ہم اسے (پورا) کر کے رہیں گے (۱۰۴) اور ہم نے ذکر (تورات یا پند ونصیحت)

بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ

کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک

الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ ۭ

بندے ہوں گے (۱۰۵) بیشک اس میں عبادت گزار لوگوں کیلئے بڑا انعام ہے (۱۰۶)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ اِنَّمَا

(اے رسولؐ) ہم نے آپ کو تمام عالمین کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے (۱۰۷) آپ کہہ دیجئے!

يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰــهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

کہ میری طرف جو کچھ وحی کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ تمہارا الٰہ بس ایک الٰہ ہے۔

۳۲۔ ﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ ۔الآیہ﴾ اس آیت کا مطلب واضح ہے کہ منجانب اللہ زمین کے وارث اللہ کے صالح بندے ہی ہیں یہ الگ بات ہے کہ اکثر وبیشتر غاصب لوگ ان کا یہ حق غصب کر لیتے ہیں۔ بہرحال اس بات کا مکمل ظہور حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے وقت ہوگا۔

۳۳۔ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ ۔الآیہ﴾ قرآن مجید کی دوسری بہت سی آیات کی طرح یہ آیت بھی اس بات کی نص صریح ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت ہمہ گیر ہے اور کسی خاص ملک وملت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ جہاں جہاں تک خدا کی خدائی کا تعلق ہے وہاں وہاں تک آپ کی رحمت ومصطفائی کا تعلق ہے آپ پوری کائنات کیلئے باعث رحمت ورافت ہیں اور پوری مخلوقات ارضی وسماوی آپ کے فیوض وبرکات سے بہرہ مند ہو رہی ہے۔

۳۴۔ ﴿قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى ۔الآیہ﴾ کلمہ حصر کے ساتھ حکم دیا جا رہا ہے کہ اللہ نے مجھے وحی کی ہے کہ وہ واحد ہے اس کی ذات، صفات، افعال اور عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى

تو کیا تم اسکے آگے سر جھکاتے ہو؟ (۱۰۸) پس اگر وہ اس سے روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے!

سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا

کہ میں نے برابر آپ کو خبردار کر دیا ہے اب مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے

تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ

وہ قریب ہے یا دور؟ (۱۰۹) بیشک وہ (اللہ) بلند آواز سے کہی گئی بات کو بھی

یَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ

جانتا ہے اور اسے بھی جسے تم چھپاتے ہو (۱۱۰) اور میں کیا جانوں؟ کہ یہ (تاخیر) تمہارے لئے آزمائش

لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ

ہے یا ایک خاص وقت تک زندگی کا لطف اٹھانے کی مہلت ہے (۱۱۱) (آخرکار رسول نے) کہا اے میرے پروردگار! تو

بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا

حق کیساتھ فیصلہ کر دے۔ (اے لوگو) ہمارا پروردگار وہی خدائے رحمان ہے جس سے ان باتوں کیخلاف مدد مانگی جاتی

تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ع النصف ع ۱۹

ہے جو تم بنا رہے ہو (۱۱۲)

اٰیاتها ۷۸ | ۲۲ سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِیَّةٌ ۱۰۳ | رکوعاتها ۱۰

سورہ حج مدنی ہے۔ آیات ۷۸۔ ۱۰ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

اے لوگو! اپنے پروردگار (کی ناراضگی) سے ڈرو بیشک قیامت کا زلزلہ

شَیْءٌ عَظِیْمٌ ﴿۱﴾ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ

بہت بڑی شے ہے (۱) جس دن تم اسے دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی (ماں)

مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ

اس (بچہ) سے غافل ہو جائیگی جسے وہ دودھ پلاتی ہے اور ہر حاملہ عورت اپنا

۳۵۔ ﴿وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ۔ الآیہ﴾ تم لوگ جو کچھ کہہ رہے ہو کہ میری دعوت اور میرے پروردگار کی توحید غلط ہے۔ اور تمہارے بتوں کی خدائی حق ہے اس پر خدائے رحمٰن سے ہی مدد مانگی جاسکتی ہے۔ چنانچہ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ خدا نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا قبول کر کے انہیں فتح مبین عطا فرمائی اور کفار و مشرکین کی تمناؤں کو خاک میں ملا دیا۔ والحمدللہ۔

سورہ حج

سورہ حج کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) کفار و مشرکین کو قیامت کی ہوشربا گھڑی آنے سے پہلے ایمان لانے کا حکم۔ (۲) مذبذب قسم کے مسلمانوں کو ہر حال میں صبر و شکر کرنے کا حکم۔ (۳) جناب خلیل علیہ السلام کے اعلان حج اور اس کے اثرات کا تذکرہ (۴) شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم۔ (۵) اسلام میں دفاعی جنگ لڑنے کی اجازت۔ (۶) غیر اللہ کے عجز و قصور کا تذکرہ کہ وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ (۷) دین میں عسر و حرج نہ ہونے کا بیان۔ (۸) خدا نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے۔ (۹) مسلمان کو عبادت اور جہاد کرنے کا حکم۔ (۱۰) عزت و ذلت خدا کے قبضہ قدرت میں ہے۔ (۱۱) ہر چیز خدا کو سجدہ کرتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا۔ الآیہ﴾ انسان کی کردارسازی میں جس جس چیز کو کلیدی حیثیت حاصل ہے جس سے انسان کی خلوت و جلوت یکساں ہوتی ہے اور اس کا ظاہر و باطن پاکیزہ ہوتا ہے وہ تقویٰ خداوندی ہے اور خدا کی قدرت و تمکنت کے تصور کے بعد دل و دماغ میں اس کا خوف و خشیہ ہے اور اس تقویٰ کے حصول میں جہاں خدا کی بڑائی و کبریائی کو بڑا دخل ہے وہاں تصور آخرت کی تاثیر بھی ناقابل انکار ہے۔ اس آیت میں

حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ

حمل گرا دے گی اور تم لوگوں کو نشہ میں مدہوش دیکھو گے حالانکہ وہ

بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝٢ وَمِنَ

نشہ میں مدہوش نہیں ہوں گے مگر اللہ کا عذاب بڑا سخت ہو گا (۲) اور لوگوں میں

النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ

سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ کے بارے میں علم کے بغیر کج بحثی کرتے ہیں اور سرکش

كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝٣ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ

شیطان کی پیروی کرتے ہیں (۳) جس (مردود) کے بارے میں لکھا جا چکا ہے کہ

تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَ يَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ

جو کوئی اسکو دوست بنائیگا وہ ضرور اسے گمراہ کریگا۔ اور اسے بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب

السَّعِيْرِ ۝٤ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ

کا راستہ دکھائے گا (۴) اے لوگو! اگر تمہیں (دوبارہ) اٹھائے جانے میں شک ہے

مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

تو (اسمیں تو کوئی شک نہیں ہے کہ) ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ہے پھر نطفہ سے، پھر جمے ہوئے خون

نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ

سے، پھر گوشت کے لوتھڑے سے جو متشکل (مکمل تخلیق والا) بھی ہوتا ہے اور غیر متشکل (نامکمل تخلیق والا)

وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ

بھی۔ اور یہ اسلئے ہے کہ ہم تم پر (اپنی قدرت کی کارفرمائی) واضح کریں اور ہم جس (نطفے) کو چاہتے ہیں

مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا

ایک مقررہ مدت تک رحموں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر تمہیں بچے کی صورت میں

ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى

باہر نکالتے ہیں پھر (تمہاری پرورش کرتے ہیں) تاکہ اپنی پوری قوت

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا

کی منزل (جوانی) تک پہنچو۔ پھر تم میں سے بعض کو تو (بڑھاپے سے پہلے)

زلزلہ قیامت کی ہولناکی کی جس طرح منظر کشی کی گئی ہے وہ عیاں راچہ بیان کی مصداق ہے کہ ماؤں کو اپنے دودھ پیتے بچوں کا ہوش نہیں رہے گا۔ حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے اور عام لوگوں کی یہ حالت ہو گی کہ وہ اس طرح مخبوط الحواس ہو کر ادھر ادھر دوڑ رہے ہوں گے جیسے کوئی نشہ میں بدمست و مدہوش ہو۔ الامان یا رحمٰن!!

۲۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ۔ الآیہ﴾ خدائے حکیم منکرین قیامت سے خطاب کر کے فرما رہا ہے کہ تم جو قیامت اور حیات بعد الموت کو محال جانتے ہو کبھی اپنی خلقت پر بھی غور کیا ہے؟ خدا نے جناب آدم ابوالبشر کو مٹی سے پیدا کیا اور تمہیں نطفہ سے پھر علقہ اور پھر مضغہ سے اور پھر پیدائش کے بعد تمہیں تین مراحل سے گزارا: (۱) بچپن۔ (۲) رشد یعنی عقل و جوانی۔ (۳) بڑھاپا اور پیرانہ سالی۔ تو جو قادر مطلق یہ سب کچھ کر سکتا ہے وہ مارنے کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کر کے میدان حشر میں نہیں لا سکتا؟ مالکم کیف تحکمون؟؟

يَعۡلَمَ مِنۡۢ بَعۡدِ عِلۡمٍ شَيۡـًٔا ؕ وَتَرَى الۡاَرۡضَ

اٹھا لیا جاتا ہے اور بعض کو پست ترین عمر کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے تا کہ جاننے کے بعد کچھ

هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ

نہ جانیں اور تم دیکھتے ہو کہ زمین خشک پڑی ہے تو جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں

وَرَبَتۡ وَاَنۡۢبَتَتۡ مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍۢ بَهِيۡجٍ ۞۵ ذٰلِكَ

تو وہ لہلہانے اور ابھرنے لگتی ہے اور ہر قسم کی خوشنما نباتات اگاتی ہے (۵) یہ (سب کچھ) اس لئے

بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَـقُّ وَاَنَّهٗ يُحۡىِ الۡمَوۡتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى

ہے کہ اللہ ہی کی ذات حق ہے اور بیشک وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ

كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۙ ۞۶ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيۡبَ

ہر چیز پر قادر ہے (۶) اور قیامت ضرور آنیوالی ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے

فِيۡهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبۡعَثُ مَنۡ فِى الۡقُبُوۡرِ ۞۷ وَمِنَ

اور یقیناً اللہ انہیں زندہ کریگا جو قبروں میں ہیں (۷) اور لوگوں میں

النَّاسِ مَنۡ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ وَّلَا

سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے بارے میں بغیر کسی علم کے، بغیر کسی راہنمائی کے اور بغیر

هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيۡرٍ ۙ ۞۸ ثَانِىَ عِطۡفِهٖ لِيُضِلَّ

کسی روشن کتاب کے کج بحثی کرتے ہیں (۸) (غرور سے) اپنے شانے کو موڑے ہوئے (اور گردن

عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِى الدُّنۡيَا خِزۡىٌ وَّنُذِيۡقُهٗ

اکڑائے ہوئے) تا کہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے گمراہ کریں ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے

يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ۞۹ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتۡ

دن ہم انہیں جلانے والی آگ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے (۹) تب اسے بتایا جائیگا کہ یہ سب کچھ سزا

ع ۱۰/۸ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيۡسَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ ۞۱۰ وَمِنَ

ہے اسکی جو تیرے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور خدا ہرگز اپنے بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں ہے (۱۰) اور

النَّاسِ مَنۡ يَّعۡبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرۡفٍ ۚ فَاِنۡ

لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو کنارہ پر رہ کر خدا کی عبادت کرتا ہے سو اگر اسے کوئی فائدہ پہنچ

۳۔ ﴿وَتَرَى الۡاَرۡضَ ۔الآیہ﴾ انسانی خلقت کے تین مراحل کے بعد یہ امکان قیامت کی دوسری دلیل ہے کہ جب خشک اور مردہ زمین پر باران رحمت کا نزول ہوتا ہے تو وہ اچانک حرکت میں آجاتی ہے اور تر و تازہ ہو کر پھلنے پھولنے لگتی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خدائے قادر قدیر کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ہے۔ تو جو خدا یہ سب کچھ کر سکتا ہے وہ لوگوں کو ایک بار مارنے کے بعد دوبارہ زندہ بھی کر سکتا ہے و ھو المطلوب۔

۴۔ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يُّجَادِلُ ۔الآیہ﴾ کسی چیز کے معلوم کرنے کے عموماً تین اسباب ہوتے ہیں (۱) تجربہ جس سے علم حاصل ہو۔ (۲) عقل سلیم (۳) آسمانی وحی ...... مگر کچھ احمق ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے پاس نہ علم ہوتا ہے نہ عقل اور نہ آسمانی وحی و کتاب مگر اس کے باوجود اعیان حق سے کج بحثی کرتے ہیں اگر یہ حماقت نہیں ہے اور جہالت و ضلالت نہیں تو اور کیا ہے؟ ع

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اور اگر ایسے جاہل مغروروں کا انجام دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں جہنم کا عذاب الٰہی نہیں ہے تو کیا جنت الفردوس ہے؟ یہ سب کچھ ان کے ہاتھوں کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے ورنہ خدا تو اپنے بندوں پر ظلم کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتا۔

۵۔ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّعۡبُدُ اللّٰهَ ۔الآیہ﴾ یہ ایک بڑی واضح حقیقت ہے کہ عبادت گزاروں کی متعدد قسمیں: (۱) کچھ جنت کے شوق میں عبادت کرتے ہیں۔ (۲) کچھ جہنم کے خوف میں (۳) کچھ دل و دماغ کے اطمینان کے ساتھ خدا کو لائق عبادت سمجھ کر اس کی عبادت کرتے ہیں۔ (۴) یہاں ایک اور قسم عبادت کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو دین کے وسط میں نہیں بلکہ ایک مذبذب آدمی کی طرح کنارے پر کھڑے ہو کر اس کی عبادت کرتے ہیں اور اگر خوشی اور فائدہ کی بات پیش آگئی تو مطمئن ہو گئے اور اگر کوئی

أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ ۖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ

جائے تو وہ اس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر اسے کوئی آزمائش پیش آ

انْقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ

جائے (یا کوئی مصیبت پہنچ جائے) تو فوراً (اسلام سے) منہ موڑ لیتا ہے اس نے دنیا و آخرت

ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ﴿١١﴾ يَدْعُو مِنْ دُونِ

کا گھاٹا اٹھایا اور یہ کھلا ہوا خسارہ ہے (۱۱) وہ اللہ کو چھوڑ کر اسکو پکارتا

اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُ وَمَا لَا يَنْفَعُهُ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ

ہے جو نہ اسے نقصان پہنچاتا ہے اور نہ نفع بھی تو انتہائی

الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ﴿١٢﴾ يَدْعُو لَمَنْ ضَرُّهُ أَقْرَبُ مِنْ

گمراہی ہے (۱۲) وہ ایسے کو پکارتا ہے جس کا ضرر اس کے فائدہ سے

نَفْعِهِ ۚ لَبِئْسَ الْمَوْلَىٰ وَلَبِئْسَ الْعَشِيرُ ﴿١٣﴾ إِنَّ

زیادہ قریب ہے۔ کیا ہی برا ہے آقا اور کیا ہی برا ہے ساتھی (۱۳)

اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

بیشک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل بھی کئے ان بہشتوں میں داخل کرے گا

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ

جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ بیشک اللہ وہ کرتا ہے جو کچھ وہ

مَا يُرِيدُ ﴿١٤﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ اللَّهُ فِي

چاہتا ہے (۱۴) جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ خدا دنیا اور آخرت میں اس کی مدد نہیں

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ

کرے گا تو اسے چاہیے کہ ایک رسی کے ذریعہ آسمان تک پہنچ کر شگاف لگائے۔

ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا

پھر دیکھے کہ آیا اس کی یہ تدبیر اس چیز کو دور کر سکتی ہے جو اسے غصہ میں

يَغِيظُ ﴿١٥﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۙ وَأَنَّ

لا رہی تھی (۱۵) اور اسی طرح ہم نے اس (قرآن) کو نازل کیا ہے روشن دلیلوں کی صورت میں اور بیشک

مصیبت یا آزمائش پیش آگئی تو دین سے برگشتہ ہوگئے۔ ایسے لوگ کبھی دنیا و آخرت میں کامیاب نہیں ہوتے کیونکہ کامیابی کیلئے ارادہ کی مضبوطی اور یقین کامل ضروری ہے تو جو مستقل مزاجی، ارادہ کی پختگی اور یقین سے محروم ہو وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

۶۔ ﴿یَدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللہِ۔ الآیہ﴾ بظاہر یہ مذکورہ بالا مذبذب قسم کے مسلمان کے متعلق مزید وضاحتی بیان ہے کہ جو ہر کام اپنی مرضی کے مطابق دیکھ کر خدا سے راضی رہتا ہے اور اگر کبھی کوئی خواہش پوری نہ ہو تو پھر خدا کو چھوڑ کر ان آستانوں پر جبہ سائی کرتا ہے جہاں سے کسی امید کے بر آنے کی امید ہوتی ہے حالانکہ ان آستانوں پر گرنے کا ضرور زیاں تو یقینی ہے کہ ایمان رخصت ہو جاتا ہے اور شرک لازم آتا ہے مگر فائدہ کی امید صرف موہوم ہوتی ہے۔ ذٰلک ھو الضلال البعید۔

۷۔ ﴿اِنَّ اللہَ یُدْخِلُ۔ الآیہ﴾ اس سے واضح ہوتا ہے کہ انجام صرف ان لوگوں کا اچھا ہوگا جو ایمان لاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نیک عمل بھی بجا لاتے ہیں۔ خدا انہیں ایسے بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿١٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے (۱۶) بیشک جو اہل ایمان ہیں، جو
وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى
یہودی ہیں، جو صابی ہیں، جو عیسائی ہیں، جو مجوسی ہیں
وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ
اور جو مشرک ہیں یقیناً قیامت کے دن اللہ ان کے
بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
درمیان فیصلہ کرے گا۔ بیشک اللہ ہر چیز پر
شَهِيْدٌ ﴿١٧﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِى
گواہ ہے (۱۷) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہر چیز اللہ کو سجدہ کر رہی ہے
السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
خواہ وہ آسمانوں میں ہے یا زمین میں سورج، چاند، ستارے،
وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ
پہاڑ، درخت، چوپائے اور بہت سارے انسان بھی اور بہت سارے
وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ
انسان وہ ہیں جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے اور جسکو اللہ ذلیل
الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ
کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں ہے بیشک اللہ کرتا
اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ﴿١٨﴾ ۩ السجدة هٰذٰنِ خَصْمٰنِ السجدة
ہے جو وہ چاہتا ہے (۱۸) یہ دو فریق ہیں جو اپنے پروردگار
اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ
کے بارے میں باہم جھگڑ رہے ہیں تو ان میں سے جو لوگ کافر ہیں ان
لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۭ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ
کے لئے آگ کے کپڑے کاٹے جا چکے ہیں ان کے سروں پر کھولتا ہوا

۸۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔الآیہ﴾ دنیا میں کوئی مسلمان ہے، کوئی یہودی، کوئی عیسائی اور کوئی مجوسی وغیرہ وغیرہ۔ یہاں تو سب اپنی صداقت وسچائی کی ڈفلی بجا رہے ہیں نہ کوئی کسی کی بات سنتا ہے اور نہ مانتا ہے مگر خدا قیامت کے دن ان کے درمیان اس طرح فیصلہ کرے گا کہ جو حق پر ہوگا اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو باطل پر ہوگا اسے واصل جہنم کرے گا کیونکہ وہ سب کے عقائد واعمال سے اچھی طرح واقف ہے۔ مگر اس دن حق وباطل کا انکشاف کیا فائدہ دے گا۔؟ اس لئے تحقیق حق آج یہاں کرنی چاہیے تاکہ وہاں کے ضرر وزیاں سے بچا جاسکے۔

۹۔ ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ۔الآیہ﴾ اس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ کائنات ارضی وسماوی کی ہر شئی تکوینی یا تشریعی طور پر بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہے یعنی جہاں اختیار نہیں ہے وہاں ہر چیز تکوینی طور پر اپنے مقصد خلقت کی تکمیل میں لگی ہوئی ہے اور جہاں اختیار ہے جیسے حضرت انسان وہاں بہت سے انسان سجدہ کرتے ہیں اور بہت سے ایسے ناہنجار اور نافرمان ہیں جو سجدہ نہیں کرتے انسان کا سجدہ کرنے پر جزا کا حقدار اور نہ کرنے پر سزا کا سزاوار ہونا اس کے فاعل مختار ہونے کی ناقابل رد دلیل ہے۔

رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ﴿١٩﴾ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي
پانی انڈیلا جائے گا (۱۹) (اور) جس سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں
بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ﴿٢٠﴾ وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ
اور کھالیں گل جائیں گی (۲۰) اور ان کے لئے لوہے کے گرز
حَدِيدٍ ﴿٢١﴾ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ
ہوں گے (۲۱) جب بھی چاہیں گے کہ اس (جہنم) سے نکل کر رنج و غم سے چھٹکارا
غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ
پائیں تو پھر اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور (ان سے کہا جائے گا کہ) جلانے والی آگ
ع ۲ ۱۴ ۹ الْحَرِيقِ ﴿٢٢﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا
کا مزہ چکھو (۲۲) جو لوگ ایمان لائے اور اس کے ساتھ نیک عمل بھی کئے
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
بیشک اللہ ان کو ان بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں
الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ
بہہ رہی ہوں گی وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی (کے ہار) پہنائے جائیں گے اور
وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوا
وہاں ان کے لباس ریشم کے ہوں گے (۲۳) (یہ اس لیے ہے کہ) انہیں پاکیزہ
إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ
گفتگو کی طرف ہدایت دی گئی اور انہیں لائق ستائش (خدا) کی راہ کی طرف
الْحَمِيدِ ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ
راہنمائی کی گئی (۲۴) جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور (لوگوں) کو خدا کے راستے سے
سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ
روکتے ہیں اور اس مسجد سے جسے ہم نے (بلا امتیاز) سب لوگوں کیلئے (عبادت گاہ)
لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ
بنایا ہے جس میں وہاں کے رہنے والے اور باہر سے آنے والے برابر ہیں

۱۰۔﴿اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ۔الآیہ﴾ جولوگ ایمان لائے اوراس کے ساتھ ساتھ نیک عمل بھی کیے۔توخدائے تعالیٰ ان کو ایسے بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گے۔ واضح رہے کہ اس قسم کی ایک آیت سورہ بقرہ میں نمبر ۲۵ پر مع تفسیر گزرچکی ہے۔تفصیلات کے خواہشمند حضرات اس مقام کی طرف رجوع کریں۔وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۔الآیہ۔

۱۱۔﴿وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ۔الآیہ﴾ اہل جنت کے خوردونوش اورلباس کی چیزوں کا تذکرہ کرنے کے بعداب ان کی باتوں اور گفتگوؤں کا بیان کیا جارہا ہے کہ ان کو پاک و پاکیزہ باتوں کی ہدایت دی گئی ہے یعنی ان کا سلام وکلام بڑے احسن طریقہ پرہو گا۔بعض آثار میں وارد ہے کہ پاکیزہ قول سے کلمہ توحید اوراس میں اخلاص مراد لیا گیا ہے الحمدللہ ولہ الشکر علی ماتفضل وانعم۔اورصراط مستقیم کی طرف راہنمائی سے مرادمذہب حق کی طرف راہنمائی ہے۔ (تفسیر صافی وکاشف وغیرہ۔)

يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ
اور جو بھی اس میں ظلم و زیادتی کے ساتھ غلط روی کا ارادہ کرے تو ہم اسے دردناک عذاب
اَلِيْمٍ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ ع ۳ ۱۰
کا مزہ چکھائیں گے (۲۵) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے ابراہیمؑ کیلئے خانہ کعبہ کی جگہ معین
لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ
کردی۔ (اور حکم دیا کہ) میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں،
وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنْ فِي
قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلئے پاک رکھنا (۲۶) اور لوگوں میں حج
النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ
کا اعلان کردو۔ کہ لوگ (آپکی آواز پر لبیک کہتے ہوئے) آپ کے پاس آئیں گے پیادہ پا اور ہر
يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ
لاغر سواری پر کہ وہ سواریاں دور دراز سے آئی ہوں گی (۲۷) تاکہ وہ اپنے فائدوں کیلئے
لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ
حاضر ہوں اور مقررہ (دنوں میں خدا کا نام لیں) ان چوپایوں
عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا
پر (ذبح کے وقت) جو اللہ نے انہیں عنایت فرمائے۔ پس خود بھی
مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ
ان سے کھاؤ اور حاجت مند فقیر کو بھی کھلاؤ (۲۸) پھر لوگوں
لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ
کو چاہیے کہ اپنی میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور
وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ
قدیم گھر (خانہ کعبہ) کا طواف کریں (۲۹) یہ ہے حج اور اس کے مناسک کی بات!
يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ
جو اللہ کی محترم چیزوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے پروردگار کے ہاں بہتر ہے

۱۲۔﴿وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ۔الآیہ﴾ تاریخی روایات شاہد ہیں کہ جب خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل ہوگئی تو خداوند عالم نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ حج کا اعلان کرو۔ عرض کیا: میری آواز کہاں تک جائے گی؟ ارشاد ہوا: اعلان کرنا تمہارا کام ہے اور اس آواز کو تمام لوگوں تک پہنچانا میرا کام ہے۔ چنانچہ آپ کوہ ابوقبیس پر تشریف لے گئے اور کانوں میں انگلیاں دبا کر اور مشرق ومغرب کی طرف منہ کر کے بآواز بلند اعلان کیا: ﴿یاایہا الناس کتب علیکم الحج الی البیت العتیق﴾ یہ ندا صدا بصحرا ثابت نہ ہوئی بلکہ مشرق ومغرب کے سب لوگوں نے سنی، سات سمندر پار والوں نے سنی۔ حتیٰ کہ جو روحیں ہنوز باپوں کے صلبوں اور ماؤں کے رحموں میں تھیں انہوں نے بھی سنی اور ﴿لبیک اللھم لبیک﴾ کہہ کر جواب دیا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس موقع پر جس نے جتنی بار لبیک کہا تھا وہ دنیا میں اتنی بار حج ادا کرتا ہے۔ (کافی وصافی)

وَاُحِلَّتۡ لَـكُمُ الۡاَنۡعَامُ اِلَّا مَا يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ

اور تمہارے لئے چوپائے حلال ہیں بجز ان کے جو تم سے بیان کئے

فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا

جاتے رہتے ہیں۔ پس تم بتوں کی گندگی سے پرہیز کرو اور راگ گانے کی

قَوۡلَ الزُّوۡرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيۡرَ مُشۡرِكِيۡنَ بِهٖ‌ ؕ

مجلس سے اجتناب کرو (۳۰) صرف اللہ ہی کیلئے ہو کر رہو اس کے ساتھ کسی کو شریک

وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ

نہ ٹھہراتے ہوئے اور جو کوئی اللہ کیساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو گویا وہ آسمان

فَتَخۡطَفُهُ الطَّيۡرُ اَوۡ تَهۡوِىۡ بِهِ الرِّيۡحُ فِىۡ مَكَانٍ

سے گرا تو اسے کسی پرندہ نے اچک لیا یا ہوا نے اسے کسی دوردراز جگہ پر

سَحِيۡقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰ لِكَ‌ ۗ وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ

پھینک دیا (۳۱) یہ ہے حقیقت حال! اور جو کوئی شعار اللہ کی تعظیم کرے تو

فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ ﴿۳۲﴾ لَـكُمۡ فِيۡهَا

یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے (۳۲) تمہارے ان جانوروں میں ایک

مَنَافِعُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الۡبَيۡتِ

مقررہ مدت تک فائدے ہیں پھر ان کے ذبح کرنے کا مقام اسی قدیم گھر

الۡعَتِيۡقِ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَكًا

کی طرف ہے (۳۳) اور ہم نے ہر قوم کیلئے قربانی کا ایک طور طریقہ مقرر کیا ہے۔ تا کہ وہ ان چوپائیوں پر

لِّيَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ

ذبح کے وقت اللہ کا نام لیں جو اس نے انہیں عطا کئے ہیں (الغرض) تمہارا

بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ‌ ؕ فَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ

اللہ ایک ہی ہے لہٰذا تم اس کی بارگاہ میں سر جھکاؤ اور ان عاجزی

اَسۡلِمُوۡا‌ ؕ وَبَشِّرِ الۡمُخۡبِتِيۡنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِيۡنَ اِذَا

کرنے والوں کو خوشخبری دے دو (۳۴) کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر

ع ۸ / ۴ / ۱۱

۱۳۔ ﴿وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ۔ الآیہ﴾ زور کے مشہور معنی جھوٹ بولنے کے ہیں جو بالاتفاق حرام ہے۔ نیز جھوٹی گواہی بھی زور کہلاتی ہے مگر تفسیر اہل بیتؑ میں زور کی تفسیر غنا وسرود سے کی گئی ہے۔ (تفسیر قمی وصافی وبرہان وغیرہ) چنانچہ لغت عرب میں بھی زور کے ایک معنی راگ گانے کی مجالس کے بھی ہیں۔ (المنجد مترجم) بنابریں یہ آیت غنا کی حرمت پر نص صریح ہے۔

۱۴۔ ﴿وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ۔ الآیہ﴾ جو چیزیں کسی مذہب ومسلک کی پہچان کی خاص علامات ہوں انہیں اس مذہب کے شعائر اسلام ان مخصوص علامات کا نام ہے جو کسی بھی شخص کے مسلمان ہونے کی علامات سمجھی جاتی ہیں اور ان کی تعظیم دل کے تقویٰ کی علامت ہے۔ ظاہر ہے کہ شعائر اسلامی کی تعظیم وہی کرے گا جس کے دل میں تقویٰ الٰہی ہوگا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ محبوبان بارگاہ کے تبرکات و آثار کی تعظیم شرک نہیں ہے بلکہ خدا کے محبوب سے قلبی لگاؤ اور اس طرح بالواسطہ طور پر خدا سے دلی لگاؤ کی علامت اور دلیل ہے۔

۱۵۔ ﴿اَلَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ ۔ الآیہ﴾ اخبات کے معنی تواضع اور فروتنی کے ہیں اور حقیقی مخبتین کی چار علامتیں ہیں۔ (۱) جب ان کے سامنے اللہ کا نام لیا جائے تو اس کی عظمت وجلالت کے تصور سے ان کے دل دہل جاتے ہیں۔ (۲) دار دنیا میں بالخصوص راہ حق میں ان پر جس قدر مصائب آئیں وہ ان پر صبر کرتے ہیں۔ (۳) شرعی قوانین کی پابندی کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ (۴) جو کچھ خدا نے ان کو رزق حلال دیا ہے اس میں سے کچھ راہ خدا اور کار ہائے خیر میں خرچ کرتے ہیں۔

ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ
کیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں۔ اور جو ان مصائب و آلام پر صبر کرنیوالے ہیں جو انہیں پہنچتے ہیں
اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
اور جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں اور ہم نے انہیں جو کچھ عطا کیا ہے اس میں سے (راہ خدا میں)
يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ
خرچ کرتے رہتے ہیں (۳۵) اور ہم نے قربانی کے اونٹوں کو تمہارے لئے شعائر اللہ سے
شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ
قرار دیا ہے ان میں تمہارے لئے بھلائی ہے پس تم ان کو صف بستہ کھڑا کر کے
اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا
خدا کا نام لو۔ اور جب وہ کروٹ کے بل گر پڑیں تو ان میں سے خود بھی
فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ
کھاؤ اور بے سوال اور سوالی کو بھی کھلاؤ اسی طرح ہم نے ان جانوروں کو
كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾
تمہارے لئے مسخر کیا ہے تاکہ تم شکرگزار (بندے) بن جاؤ (۳۶) نہ ان کا گوشت اللہ
لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ
تک پہنچتا اور نہ ان کا خون ہاں البتہ اس تک تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔
يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ
اسی طرح ہم نے انہیں تمہارے لئے مسخر کیا ہے تاکہ تم اس کی دی ہوئی ہدایت
لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ
پر اس کی کبریائی و بڑائی بیان کرو۔ اور (اے رسولؐ) احسان کرنیوالوں کو
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ
خوشخبری دے دو (۳۷) بیشک اللہ اہل ایمان کی طرف سے دفاع کرتا ہے۔
اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾ ع
یقیناً اللہ کسی خیانت کار کفران نعمت کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا (۳۸)

النصف ع ۵ ۱۲

۱۶۔ ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا۔ الآیہ﴾ مشرکین کا یہ طریقہ تھا کہ جب وہ کوئی جانور اپنے خداؤں اور دیوتاؤں کے بھینٹ چڑھاتے تھے تو اس کا خون اپنے بتوں اور خانہ خدا کی دیواروں پر مل دیتے تھے اور اسے اپنے گناہوں کا کفارہ جانتے تھے تو یہاں ان لوگوں کے اس خیال اور نظریہ کا ابطال کیا جا رہا ہے کہ خدا تک نہ قربانی کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون۔ ہاں البتہ اس تک تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ اگر تقویٰ الٰہی ہے تو سب قبول ہے ورنہ سب کچھ فضول ہے۔ انما یتقبل اللہ من المتقین۔

۱۷۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ۔ الآیہ﴾ اہل ایمان کیلئے یہ ایک بڑی بشارت ہے کہ معرکہ حق و باطل میں خدا اہل ایمان کی طرف سے مدافعت کرتا ہے یعنی وہ ان کا حامی و مددگار ہوتا ہے اور دشمن کے ضرر و زیاں سے ان کی حفاظت کرتا ہے اور ان کی ابلیسی چالوں اور تدبیروں کو خاک میں ملاتا اور ناکام بناتا ہے ﴿ان اللہ لا یھدی کید الخائنین﴾ ہاں البتہ اس عالم اسباب میں اہل حق و ایمان کو بھی اس معرکہ میں قدم رکھنا پڑے گا اور ناخن تدبیر سے دشمن کے دام ہمرنگ زمین کا ناکام بنانے کیلئے کوشش کرنا پڑے گی۔

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ

ان مظلوموں کو (دفاعی جہاد کی) اجازت دی جاتی ہے جن سے جنگ کی جا رہی ہے اس بنا پر کہ ان

اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ﴿۳۹﴾ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا

پر ظلم کیا گیا ہے اور بیشک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے (۳۹) یہ وہ (مظلوم) ہیں جو

مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا

ناحق اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے صرف اتنی بات پر کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار

اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

اللہ ہے اور اگر خدا بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ سے دفع نہ کرتا رہتا تو نصرانیوں کی

لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ

خانقاہیں اور گرجے اور (یہود کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن

يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ

میں بکثرت ذکر خدا ہوتا ہے سب گرا دی جاتیں جو کوئی اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا اللہ

مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ

ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بیشک وہ طاقت والا (اور) غالب آنے والا ہے (۴۰) یہ وہ لوگ ہیں

مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا

کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار عطا کریں تو وہ نماز قائم کریں گے

الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ

زکوٰۃ دیں گے نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے

الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ

اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ (اختیار) میں ہے (۴۱) (اے رسولؐ) اگر لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں

فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ

تو (یہ کوئی نئی بات نہیں ہے) ان سے پہلے (کئی قومیں اپنے نبیوںؑ کو جھٹلا چکی ہیں جیسے) قوم نوحؑ نے، عاد

وَّثَمُوْدُ ۙ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَ قَوْمُ لُوْطٍ ۙ﴿۴۳﴾

و ثمودؑ نے (۴۲) اور قوم ابراہیمؑ نے اور قوم لوط نے (جھٹلایا) (۴۳)

۱۸۔ ﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ تمام مفسرین و مورخین کا اتفاق ہے کہ ہجرت نبوت سے پہلے کفار و مشرکین نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں پر حد سے زیادہ مظالم کئے اور انہیں اذیتیں پہنچائیں اور کئی بار مسلمانوں کے صبر وضبط کا پیمانہ لبریز بھی ہوا اور مقابلہ کرنے کی اجازت چاہی مگر آنحضرتؐ نے ہر بار بحکم پروردگار یہی فرمایا کہ نماز پڑھو زکوٰۃ دو اور جنگ سے ہاتھ روکے رکھو۔ یہاں تک کہ ہجرت کے بعد پہلے سال بھی یہی صورت حال برقرار رہی۔ حتیٰ کہ سنہ ۲ ہجری میں پہلی بار یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو دفاعی جہاد کی اجازت ملی اور وہ بھی ان حالات میں (۱) ان مظلوموں کو جن کے خلاف جنگ کی جا رہی ہے۔ (۲) جن پر ظلم کیا گیا۔ (۳) جن کو وطن سے بے وطن کیا گیا۔ (۴) صرف اس جرم کی پاداش میں کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے ان کو جوابی کاروائی کرنے کی اجازت دی جاتی ہے وہ اپنے دفاع کیلئے ہتھیار اٹھا سکتے ہیں اور جہاد کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد جہاد والی دوسری آیتیں نازل ہوئیں۔

۱۹۔ ﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں اسلامی حکومت کے اجمالی خد و خال اور اس کے سربراہ کے فرائض کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ کچھ ایسے مخصوص اہل ایمان ہیں کہ اگر ان کو زمام اقتدار مل جائے تو وہ نشہ اقتدار میں بدمست ہو کر نہ یاد خدا سے غافل ہوتے ہیں اور نہ ہی اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں سہل انگیزی سے کام لیتے ہیں۔ بلکہ وہ خلق و خالق کے حقوق اور فرائض ادا کرتے ہیں یعنی (۱) نماز قائم کرتے ہیں، (۲) زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ (۳) امر بالمعروف کرتے ہیں۔ (۴) اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہیں یعنی عادلانہ نظام حکومت قائم کرتے ہیں اور اقتدار کو اللہ کی امانت سمجھتے ہیں۔ خلق و خالق کی خدمت کو عبادت جانتے ہیں اور بیت المال کو مخلوق کے مفاد پر صرف کرتے ہیں اور قوت و

وَّاَصۡحٰبُ مَدۡيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوۡسٰى فَاَمۡلَيۡتُ
اور اہل مدین نے بھی اور موسیٰؑ کو بھی جھٹلایا گیا سو پہلے میں نے کافروں کو (کچھ)
لِلۡكٰفِرِيۡنَ ثُمَّ اَخَذۡتُهُمۡ ۚ فَكَيۡفَ كَانَ
مہلت دی اور پھر انہیں پکڑ لیا۔ تو (دیکھو) میرا عذاب
نَكِيۡرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا وَهِىَ
کیسا تھا (۴۴) غرض کتنی ہی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے تباہ و برباد کر دیا کیونکہ
ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوۡشِهَا وَبِئۡرٍ
وہ ظالم تھیں (چنانچہ) وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور کتنے کنوئیں ہیں جو بیکار پڑے ہیں اور کتنے
مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصۡرٍ مَّشِيۡدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى
مضبوط محل ہیں (جو کھنڈر بن گئے ہیں) (۴۵) کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں
الۡاَرۡضِ فَتَكُوۡنَ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ يَّعۡقِلُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ
تاکہ (یہ منظر دیکھ کر) ان کے دل ایسے ہو جاتے کہ جن سے وہ (حق کو) سمجھ سکتے
اٰذَانٌ يَّسۡمَعُوۡنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَى الۡاَبۡصَارُ
اور کان ایسے ہو جاتے جن سے (آواز حق) سن سکتے۔ مگر (حقیقت یہ ہے کہ)
وَلٰكِنۡ تَعۡمَى الۡقُلُوۡبُ الَّتِىۡ فِى الصُّدُوۡرِ ﴿۴۶﴾
آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں (۴۶)
وَيَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالۡعَذَابِ وَلَنۡ يُّخۡلِفَ اللّٰهُ
(اے رسولؐ) یہ لوگ آپ سے عذاب کے مطالبہ میں جلدی کر رہے ہیں اور اللہ کبھی اپنے
وَعۡدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّكَ كَاَلۡفِ سَنَةٍ مِّمَّا
وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کریگا اور آپکے پروردگار کے نزدیک ایک دن تم لوگوں کے شمار کئے ہوئے ایک
تَعُدُّوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَمۡلَيۡتُ لَهَا وَهِىَ
ہزار سال کے برابر ہے (۴۷) اور کتنی ہی ایسی بستیاں ہیں جن کو میں نے مہلت دی
ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذۡتُهَا ۚ وَاِلَىَّ الۡمَصِيۡرُ ﴿۴۸﴾ قُلۡ ركوع ۱۴ ۶
حالانکہ وہ ظالم تھیں۔ پھر میں نے انہیں پکڑ لیا اور (آخرکار) میری طرف لوٹ کر آنا ہے (۴۸) (اے

طاقت کو ظالم کو ظلم سے روکنے اور مظلوم کی حمایت کرنے پر صرف کرتے ہیں۔

۲۰۔ ﴿وَيَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ۔ الآیہ﴾ احمق لوگ عذاب کے معاملہ میں جلد بازی سے کام لیتے تھے کہ اگر وہ عذاب برحق ہے جس کے نزول کا آپ ذکر کیا کرتے ہیں تو وہ نازل کیوں نہیں ہوتا؟ اس کا جواب دیا جا رہا ہے کہ خدائی فیصلے تمہاری گھڑیوں اور گھنٹوں کے حساب سے نہیں ہوتے کہ ادھر غلط کام کیا ادھر فوراً اس کا انجام سامنے آگیا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ یہاں تو صدیاں گزر جاتی ہیں تب نتائج سامنے آتے ہیں ہمیشہ سے خدا کا یہی دستور رہا ہے، وہ بدکار قوموں پر عذاب نازل کرنے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ ان کو لمبی ڈھیل دیتا ہے اور اتمام حجت کے بعد پکڑتا ہے۔

۲۱۔ ﴿قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ۔ الآیہ﴾ ارشاد قدرت ہے کہ اے رسول! آپ اپنی پوزیشن کی وضاحت کر دیں کہ میں تمہاری حاجتیں برلانے، مشکل کشائیاں کرنے اور تمہاری قسمتوں کے فیصلے کرنے کیلئے نہیں آیا ہوں۔ بلکہ میرا فرض منصبی تو صرف یہ ہے کہ تمہارے پروردگار کا پیغام و کلام تم تک پہنچاؤں پھر جو سر تسلیم کرے اسے جنت کی خوشخبری دوں اور جو روگردانی کرے اسے جہنم سے ڈراؤں وبس۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٤٩﴾

رسولؐ) آپ کہہ دیجئے! اے لوگو! میں تو صرف تمہیں ایک کھلا ہوا (عذاب خدا سے) ڈرانیوالا ہوں (۴۹)

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

سنو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے (گناہوں کی

مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٥٠﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ

بخشش بھی ہے اور عزت کی روزی بھی (۵۰) اور جو لوگ ہماری آیتوں کے بارے

اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٥١﴾

میں (ہمیں) عاجز کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہی لوگ دوزخی ہیں (۵۱)

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ

اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ جب

اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ

اس نے (اصلاح احوال کی) آرزو کی تو شیطان نے اس کی آرزو میں خلل اندازی کی۔

فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ

پس شیطان جو ضرر اندازی کرتا ہے خدا اسے مٹا دیتا ہے اور اپنی نشانیوں کو مضبوط کر

اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٢﴾ لِّيَجْعَلَ مَا

دیتا ہے اور اللہ بڑا جاننے والا بڑا حکمت والا ہے (۵۲) (یہ سب اس لئے ہے) تاکہ اللہ

يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

شیطانوں کی خلل اندازی کو ان لوگوں کیلئے آزمائش کا ذریعہ بنائے جنکے

مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں بیشک ظالم لوگ بڑی گہری

لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٥٣﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں (۵۳) اور اس میں (یہ مصلحت بھی ہے) کہ وہ لوگ

الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ

جنہیں علم عطا کیا گیا ہے۔ جان لیں کہ یہ (وحی) آپ کے پروردگار کی طرف سے

۲۲۔ ﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ ۔الآیہ﴾ اس آیت کے بارے میں برادران اسلامی کے بعض مفسرین نے بغیر سوچے سمجھے ایک ایسی روایت نقل کردی ہے جس سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر کاری ضرب لگتی ہے اور مخالفین اسلام کو آنحضرتؐ کے خلاف بکواس بازی کرنے کی جرأت ہوتی ہے اور وہ یہ کہ آنحضرتؐ ایک بار سورہ والنجم کی تلاوت کررہے ہے کہ شیطان نے آپ کی زبان پر بتوں کی تعریف میں یہ الفاظ جاری کر دیئے ﴿تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى﴾ (العیاذ باللہ) حالانکہ یہ روایت اصول روایت ودرایت کے مطابق بالکل ناقابل اعتماد ہے بلکہ بالکل وضعی وجعلی ہے اور اس آیت کا سادہ اور صحیح مفہوم صرف یہ ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں یا دوسرے انبیاءؑ جب بھی وہ دنیا میں تبلیغ دین اور اصلاح احوال کیلئے آئے اور انہوں نے آرزو کی کہ دنیا جہاں کے لوگ ایمان لائیں تو شیطان اور اس کے جنی وانسی انصار واعوان نے راہ حق میں روڑے اٹکائے اور تمام باطل نواز قوتوں کو ان کے مقابلہ میں لاکھڑا کیا تاکہ وہ اپنے مقدس مشن میں ناکام ہوجائیں مگر قادر مطلق خدا نے ہمیشہ ان کی فتنہ سامانیوں کو ملیامیٹ کیا اور داعیان حق کی دعوت کو کامیاب کیا اور شیطانی قوتوں کو اپنے مذموم مقصد میں ناکام ونامراد کیا۔ والحمد للہ۔

فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ

حق ہے تا کہ وہ اس پر ایمان لائیں اور انکے دلوں میں اس کے لئے عجز و نیاز پیدا ہو جائے۔ بیشک

آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٥٤﴾ وَلَا يَزَالُ

اللہ ایمان لانیوالوں کو سیدھے راستہ تک پہنچانے والا ہے (۵۴) اور جو کافر ہیں وہ تو

الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ

ہمیشہ اس کی طرف سے شک میں پڑے رہیں گے یہاں تک کہ اچانک

السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ

قیامت ان پر آ جائے۔ یا پھر منحوس دن کا عذاب ان پر

عَقِيمٍ ﴿٥٥﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ۖ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ

آ جائے (۵۵) اس دن بادشاہی صرف اللہ ہی کی ہو گی (لہٰذا) وہی لوگوں کے درمیان

فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ

فیصلہ کرے گا۔ پس جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ نعمتوں والی بہشتوں

النَّعِيمِ ﴿٥٦﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

میں ہوں گے (۵۶) اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں

فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ ع ۹ ۱۴

کو جھٹلایا ان کیلئے رسوا کن عذاب ہے (۵۷) اور جن لوگوں نے اللہ کی

هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا

راہ میں ہجرت کی پھر قتل کر دیئے گئے۔ یا اپنی موت مر گئے (دونوں صورتوں میں)

لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ

اللہ ضرور انہیں اچھی روزی عطا فرمائے گا (کیونکہ) وہ بہترین روزی

خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٥٨﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُدْخَلًا

عطا کرنے والا ہے (۵۸) (اور) وہ ضرور انہیں ایسی جگہ داخل کرے گا جسے

يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿٥٩﴾ ذَٰلِكَ ۚ

وہ پسند کریں گے بیشک وہ بڑا جاننے والا، بڑا بردبار ہے (۵۹) یہ بات تو ہو چکی

۲۳۔ ﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا۔ الآيه﴾ قبل ازیں سورہ آل عمران کی آیت ۱۹۵ ﴿فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ۔ الآيه﴾ اور سورہ نساء کی آیت ۱۹۷ کی تفسیر اور بعض دوسرے مقامات پر ہجرت، اس کی فضیلت اور اس کے مقررہ شرائط پر مفصل تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ یہاں صرف اسقدر وضاحت کی جاتی ہے کہ اصل ہجرت تو زیغ وضلال سے جہاد کرتے ہوئے اپنے وطن کو خیر باد کہنے یا جہاں آدمی اپنے اسلامی فرائض ادا نہ کر سکے وہاں سے اپنا دین بچانے کی خاطر ترک وطن کا نام ہے مگر یہاں ہجرت کے چند اور مظاہر یا اقسام بھی ہیں جیسے (۱) جو شخص دینی علم حاصل کرنے کیلئے وطن چھوڑے۔ (۲) رزق حلال کمانے کیلئے وطن سے بے وطن ہو۔ (۳) یا پھر فریضہ حج ادا کرنے کیلئے گھر سے نکلے ان سب کا حکم یہ ہے کہ وہ خواہ قتل کر دیئے جائیں یا اپنی طبعی موت مر جائیں بہرحال خدائے رحیم وکریم انہیں ایسی جگہ داخل کرے گا جسے وہ پسند کرتے ہیں یعنی جنت الفردوس میں داخل کرے گا جہاں وہ جو چاہیں گے وہ پائیں گے۔

وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ

اور جو شخص ویسی ہی سزا دے جیسی اسے سزا ملی ہے پھر اس پر زیادتی کی جائے

عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴿٦٠﴾

تو اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا بیشک اللہ بڑا معاف کرنیوالا، بڑا بخشنے والا ہے (۶۰)

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ

یہ اس لئے ہے کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور

النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٦١﴾ ذَٰلِكَ

بیشک اللہ بڑا سننے والا، بڑا دیکھنے والا ہے (۶۱) اس کی وجہ یہ ہے

بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ

کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے علاوہ جسے وہ پکارتے ہیں

الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ تَرَ

وہ باطل ہے۔ اور بیشک اللہ ہی بلند (مرتبہ والا) بزرگ ہے (۶۲) کیا تم نے نہیں

أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ

دیکھا کہ خدا آسمان سے پانی برساتا ہے تو (خشک) زمین سرسبز و شاداب

الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۗ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿٦٣﴾ لَهُ

ہو جاتی ہے۔ بیشک اللہ بڑا لطف و کرم کرنیوالا (اور) بڑا خبر رکھنے والا ہے (۶۳) جو کچھ

مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور بیشک اللہ سب سے بے نیاز (اور)

الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٦٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا ع ۸ ۷ ۱۵

ہر تعریف کا حقدار ہے (۶۴) کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو کچھ زمین میں ہے اللہ نے وہ سب

فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۗ وَ

کچھ تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے اور کشتی کو بھی جو سمندر میں اس کے حکم سے

يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا

چلتی ہے اور وہی آسمان کو روکے ہوئے ہے کہ اس کے حکم کے بغیر زمین

۲۴۔ ﴿وَمَنْ عَاقَبَ۔ الآیه﴾ یہ ان مظلوموں کا تذکرہ ہے جنہیں بلاوجہ تکلیف پہنچائی جائے اور یہ ان ظالموں کا مقابلہ کر کے انہیں اتنی ہی تکلیف پہنچائیں جتنی انہیں پہنچائی گئی تھی۔ پھر ان پر محض اس لئے زیادتی کی جائے کہ انہوں نے ظلم و زیادتی کے سامنے گردن خم نہیں کی بلکہ اپنا دفاع کیا ہے تو پھر ظالم کے مقابلہ میں خدا ضرور ان کی نصرت فرمائے گا اور ظالم سے انتقام لے گا۔ بنابریں اگرچہ بدلہ لینا شرعاً جائز ہے لیکن چونکہ خدا عفو و درگزر کرنے والا ہے۔ لہٰذا اگر بموجب تخلقوا باخلاق الله کا مظاہرہ کرتے ہوئے انتقام لینے کی بجائے عفو و درگزر سے کام لیا جائے تو بہتر ہے کیونکہ ع

درعفو لذتے است کہ در انتقام نیست

۲۵۔ ﴿لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ۔ الآیه﴾ اس قسم کی متعدد آیات اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور ان سب کا مفہوم یہی ہے۔

در حقیقت مالک ہر شئ خدا است

ایں امانت چند روزہ پیش ما است

خدا ہی ہر چیز کا خالق ہے، وہی ہر چیز کا مالک ہے اور وہی ہر چیز کا مالک ہے قل اللهم مالك الملك توتي الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء۔ الآیه ہر قسم کی عطا و منع اور ہر قسم کی عزت و دولت اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وهو على كل شيء قدير۔

بِاِذۡنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۶۵﴾
پر نہ گر پڑے بیشک اللہ لوگوں پر بڑا شفقت والا، بڑا رحمت والا ہے (۶۵)
وَهُوَ الَّذِىۡۤ اَحۡيَاكُمۡ ثُمَّ يُمِيۡتُكُمۡ ثُمَّ
وہ وہی ہے جس نے تمہیں زندگی عطا کی ہے پھر وہی تمہیں موت دے گا۔ اور
يُحۡيِيۡكُمۡ ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَـكَفُوۡرٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ
پھر (دوبارہ) زندہ کرے گا۔ بیشک انسان بڑا ناشکرا ہے (۶۶) (اے رسولؐ) ہم نے ہر قوم
جَعَلۡنَا مَنۡسَكًا هُمۡ نَاسِكُوۡهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِى
کیلئے عبادت کا ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے جسکے مطابق وہ عبادت کر رہی ہے۔ اسلئے انہیں آپ سے
الۡاَمۡرِ وَادۡعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى
جھگڑا نہیں کرنا چاہیے اور آپ اپنے پروردگار کی طرف بلاتے رہیے! یقیناً آپ ہدایت کے
مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنۡ جٰدَلُوۡكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعۡلَمُ
سیدھے راستہ پر ہیں (۶۷) اور اگر وہ لوگ (خواہ مخواہ) آپ سے بحث کریں تو آپ کہہ دیجئے!
بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ يَحۡكُمُ بَيۡنَكُمۡ يَوۡمَ
کہ اللہ بہتر جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو (۶۸) قیامت کے دن اللہ تمہارے درمیان
الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كُنۡتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمۡ
ان باتوں کے بارے میں فیصلہ کر دے گا جن میں تم باہم اختلاف کرتے ہو (۶۹) کیا تم
تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ
نہیں جانتے کہ اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو آسمان اور زمین میں ہے
اِنَّ ذٰلِكَ فِىۡ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ﴿۷۰﴾
بیشک یہ سب کچھ ایک کتاب میں درج ہے اور یہ بات اللہ پر آسان ہے (۷۰)
وَيَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ
اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جن کیلئے نہ تو اللہ نے کوئی
سُلۡطٰنًا وَّمَا لَـيۡسَ لَهُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ وَمَا
دلیل (سند) نازل کی ہے اور نہ ہی انہیں ان کے بارے میں کوئی علم ہے

۲۶۔﴿لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَكًا۔ الآیه﴾ یہ آیت ایسے ہی ہے جیسے سورہ جاثیہ میں ارشاد قدرت ہے:﴿ثم جعلناك على شريعة من الامر فاتبعها۔ الآیه﴾ اے رسول! ہم نے آپ کو دینی معاملہ میں ایک شریعت (طریقہ) پر قرار دیا ہے پس تم اس کی پیروی کرو۔ لفظ منسک یہاں طریقہ عبادت اور جائے عبادت کے معنوں میں استعمال ہوئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح سابقہ انبیاء منجانب اللہ اپنی امتوں کیلئے مخصوص طریقہ عبادت لائے تھے اسی طرح سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایک خاص طریقہ عبادت لائے ہیں لہٰذا کسی بھی اہل دین کو آنحضرتؐ سے بحث کرنے یا جھگڑا کرنے کا کیا حق ہے؟

۲۷۔﴿وَاِنۡ جٰدَلُوۡكَ۔ الآیه﴾ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر لوگ نہ مانیں اور جھگڑا کریں تو معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ کہ وہ بہتر جانتا ہے کہ حق پر کون ہے؟ وہ قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اگر لوگ حق کے معاملہ میں بے جا بحثیں کریں تو واللہ اعلم بما تعلمون کہہ کر ہر قسم کی کج بحثی کو ختم کر دینا چاہیے۔ کاش کہ اہل مذہب کی سمجھ میں یہ بات آجائے تو سب مذہبی جھگڑے ختم ہو جائیں۔

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝٧١ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ
اور (ان) ظالموں کیلئے کوئی مددگار نہیں ہے (۷۱) اور جب انکے سامنے
اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا
ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو تم کافروں کے چہروں پر ناگواری
الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ
کے آثار واضح محسوس کرتے ہو۔ قریب ہے وہ ان پر حملہ کر دیں جو
عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ
انکے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں۔ کیا میں تمہیں بتاؤں
ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ
کہ اس سے بڑھ کر ناگوار چیز کیا ہے؟ وہ دوزخ کی آگ ہے ۔جسکا اللہ نے کافروں سے
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٧٢ ع يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ ع ۹ ۸ ۱۲
وعدہ کر رکھا ہے اور وہ بڑا برا ٹھکانہ ہے (۷۲) اے لوگو !ایک مثال دی جاتی ہے
فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اسے غور سے سنو۔اللہ کو چھوڑ کر تم جن معبودوں کو پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔
اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ
اگرچہ وہ سب کے سب اس کام کیلئے اکٹھے ہو جائیں اور اگر ایک مکھی ان سے کوئی
يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ
چیز چھین کر لیجائے تو وہ اسے اس (مکھی) سے چھڑا نہیں سکتے۔
ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝٧٣ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ
طالب و مطلوب دونوں ہی کمزور و ناتواں ہیں (۷۳) (آہ) ان لوگوں نے اللہ کی اسطرح
حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝٧٤ اَللّٰهُ
قدر نہیں کی جس طرح قدر کرنی چاہیے بیشک اللہ بڑا طاقتور ہے(اور)سب پر غالب ہے (۷۴) اللہ
يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ
پیغام پہنچانے والے فرشتوں میں سے منتخب کر لیتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔

۲۸۔﴿وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا ۔ الاٰية﴾ باطل پرستوں کی یہ پرانی عادت ہے کہ جب وہ اہل حق کی مدلل باتوں کا دلیل سے جواب نہیں دے سکتے تو وہ تشدد کرنے پر اتر آتے ہیں اور اسی میں اپنی کامیابی سمجھتے ہیں حالانکہ ان کی اس کاروائی کا انجام جہنم ہے جو نا قابل برداشت ہے۔ چنانچہ خدائے علیم وخبیر خبر دے رہا ہے کہ جب بت پرستوں کے سامنے وہ آیتیں پڑھی جائیں جن میں خدا کی وحدانیت اور پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت و رسالت کا تذکرہ ہے تو ان کے چہروں پر ناگواری کے آثار آشکارا ہو جاتے ہیں اور اگر ان کا بس چلے تو ان آیات کی تلاوت کرنے والوں پر حملہ کر دیں۔ارشاد قدرت ہے کہ جب یہ لوگ ان ہادیوں کی تلاوت برداشت نہیں کرتے تو پھر جہنم کی آگ کس طرح برداشت کریں گے؟ جو یقیناً اس سے زیادہ سخت ہے۔

۲۹۔﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ ۔الاٰية﴾ اس آیت مبارکہ میں خدائے علیم وحکیم نے بتوں کی عاجزی اور درماندگی اور ان کے پجاریوں کی حماقت کی جو تمثیل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ مکھی ان میں کمزور اور خسیس ترین مخلوق ہے تو جب یہ بت اتنے عاجز و بے بس ہیں یہ سارے مل کر بھی ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ اگر مکھی میں ان سے کوئی چیز چھین لے تو یہ سب مل کر اسے واپس نہیں لے سکتے تو اس کے باوجود ان کو معبود سمجھنے اور انہیں سدوزیاں کا مالک ومختار سمجھنے سے بڑھ کر بھی کوئی حماقت ہو سکتی ہے؟ اگر ان لوگوں میں عقل وانصاف نام کی کوئی چیز ہوتی تو ان بتوں کی پرستش ترک کرکے اپنی عبادت کا مرکز خدا کی ذات کو قرار دیتے مگر انہوں نے کھسیانی بلی کی طرح کھمبا نوچنا شروع کر دیا کہ کیا خدا کو مکھی کے سوا اور کوئی مثال نہیں ملتی تھی؟ تو خدا نے اس کا یوں جواب دیا کہ ﴿ان الله لا يستحي ان يضرب مثلا ما بعوضة﴾ کہ چونکہ مثال کسی مطلب کی

إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٧٥﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

بیشک اللہ بڑا سننے والا، بڑا دیکھنے والا ہے (۷۵) وہ جانتا ہے جو کچھ

اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور سب معاملات کی بازگشت اللہ

الْاُمُوْرُ ﴿٧٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا

ہی کی طرف ہے (۷۶) اے ایمان والو! رکوع و سجود کرو۔ اور اپنے

وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ

پروردگار کی عبادت کرو۔ اور نیک کام کرو تاکہ تم

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٧٧﴾ ۩ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ

فلاح پاؤ (۷۷) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد

السجدۃ عند الشافعی

جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي

کرنے کا حق ہے اس نے تمہیں منتخب کیا ہے اور دین کے معاملہ

الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ

میں اس نے تمہارے لئے کوئی تنگی روا نہیں رکھی۔ اپنے باپ (مورث اعلیٰ)

سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا

ابراہیمؑ کی ملت کی پیروی کرو۔ اسی (اللہ) نے اس سے پہلے بھی

لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا

تمہارا نام مسلمان رکھا اور اس (قرآن) میں بھی تاکہ پیغمبر تم پر

شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ ښ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

گواہ ہوں۔ اور تم لوگوں پر گواہ ہو۔ پس تم نماز قائم کرو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ

اور زکوٰۃ دو اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔ وہی تمہارا

مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿٧٨﴾ ع ۱۰ / ۱۷

مولا ہے سو کیسا اچھا مولا ہے اور کیسا اچھا مددگار ہے (۷۸)

وضاحت کیلئے ہوتی ہے تو اللہ اس سے شرم نہیں کرتا کہ وہ مچھر یا اس سے بڑی مخلوق یعنی مکھی کی مثال دے لہٰذا الفاظ کے پیچوں میں الجھنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔

۳۰۔ ﴿مَا قَدَرُوا اللّٰهَ ۔ الآیہ﴾ قرآن شاہد ہے کہ مخلوق نے خالق کی قدر نہیں کی اور قرآن وسنت شاہد ہیں کہ امتوں نے اپنے انبیاء کی قدر نہیں کی اور عوام کالانعام نے ائمہ ہدایٰ علیہم السلام کی قدر نہیں کی۔ تو پھر کون شخص یہ توقع رکھ سکتا ہے لوگ اس کی قدر کریں گے؟ لہٰذا اگر کسی شخص کے دل و دماغ میں محبوب الکل بننے کا بھوت سوار ہے تو اسے اولین فرصت میں اس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے بھلا ع

ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے؟؟

۳۱۔ ﴿وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ ۔ الآیہ﴾ مخفی نہ رہے کہ جہاد کی بڑی بڑی دو قسمیں ہیں۔ (۱) دشمنان خدا و رسول سے سیف و سنان سے جہاد کرنا۔ (۲) اپنے نفس امارہ سے جہاد کرنا۔ مروی ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ تبوک سے واپس آئے تو فرمایا رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر..... یعنی ہم چھوٹے جہاد سے فارغ ہو کر بڑے جہاد کی طرف لوٹے ہیں یعنی جہاد بالنفس (تفسیر نور الثقلین) اس لیے کہا گیا ہے کہ

بڑے موذی کو مارا نفس امارا کو گر مارا

ارشاد قدرت ہے کہ یہ جہاد اس طرح کرو جس طرح کرنے کا حق ہے یعنی تن، من اور دھن کی بازی لگا دو تا کہ حق کا بول بالا ہو جائے اور کفر اور باطل کا پرچم سرنگوں ہو جائے ان شاء اللہ۔

الجزء ۱۸

آیاتها ۱۱۸ ۲۳ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ ۷۴ رکوعاتها ۶

سورۃ المومنون مکی ہے۔ آیات ۱۱۸۔ ۶ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ

یقیناً وہ اہل ایمان فلاح پا گئے (۱) جو اپنی نمازوں میں خشوع و

خٰشِعُوْنَ ۝٢ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝٣

خضوع کرتے ہیں (۲) اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑتے ہیں (۳)

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝٤ وَالَّذِيْنَ هُمْ

اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں (۴) اور جو اپنی شرمگاہوں کی

لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝٥ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا

حفاظت کرتے ہیں (۵) سوائے اپنی بیویوں کے اور ان کنیزوں کے جو ان کی

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝٦ فَمَنِ

ملکیت ہیں کہ اس صورت میں وہ قابل ملامت نہیں ہیں (۶) اور جو اس (دو طرح)

ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝٧ وَالَّذِيْنَ

کے علاوہ کوئی خواہش کرے تو ایسے ہی لوگ (حد سے) تجاوز کرنیوالے ہیں (۷) اور جو

هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝٨ وَالَّذِيْنَ هُمْ

اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا لحاظ رکھتے ہیں (۸) اور جو اپنی نمازوں کی

عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝٩ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝١٠

پوری حفاظت کرتے ہیں (۹) یہی لوگ وارث ہیں (۱۰)

وقف لازم

الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝١١

جو فردوس (بریں) کے وارث ہوں گے (اور) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (۱۱)

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝١٢

یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا (۱۲)

سورہ مومنون

سورہ المومنون کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) انسانی خلقت کے مراحل کا تذکرہ اور اس کی تخلیق پر خالق کا اپنی تعریف کرنا۔ (۲) زمین و آسمان اور دوسری مختلف مخلوقات کی خلقت کا تذکرہ۔ (۳) بعض انبیاء کی سرگزشت کا بیان (۴) بعض آیات انفس و آفاق کا بیان۔ (۵) سب انبیاء کی دعوت حق کے ایک ہونے کا بیان۔ (۶) حق کے باطل کی اتباع نہ کرنے کا تذکرہ۔ (۷) برائی کے مقابلہ میں اچھائی کرنے کی پاکیزہ تعلیم اور احسن طریقہ پر دفاع کرنے کا حکم۔ (۸) اتباع رسولؐ کی دعوت۔ (۹) قیامت کی ہولناکی اور اس کی باز پرس سے مخالفین کو ڈرانے کا بیان۔ وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الآیہ﴾ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ جو شخص کلمہ اسلام پڑھ لے وہ دار دنیا میں اسلامی برادری کا رکن بن جاتا ہے لیکن اگر وہ آخرت میں جنت الفردوس میں داخل بھی ہونا چاہتا ہے تو پھر اسے قلب ایمان کے ساتھ ساتھ کچھ مخصوص اعمال بھی کرنا پڑیں گے جو یہ ہیں: (۱) نماز کو خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنا۔ (۲) بے فائدہ اور فضول باتوں سے روگردانی کرنا۔ (۳) باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۴) اپنی شرم گاہ اور قابل ستر مقام کی حفاظت کرنا۔ (۵) امانت کا ادا کرنا۔ (۶) عہد و پیمان کا پاس کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ الغرض قلب ایمان کے ساتھ تقویٰ لازمی ہے یعنی واجبات کو ادا کرنا اور محرمات سے اجتناب کرنا یہی لوگ ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہیں۔

ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا
پھر ہم نے اسے نطفہ کی صورت میں ایک محفوظ مقام (رحم) میں رکھا (۱۳)
النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا
پھر ہم نے نطفہ کو منجمد خون بنایا اور پھر ہم نے اس منجمد خون کو گوشت کا لوتھڑا بنایا پھر اس لوتھڑے
الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ
سے ہڈیاں پیدا کیں پھر ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم نے (اس میں روح ڈال کر)
خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ؕ ثُمَّ
ایک دوسری مخلوق بنا دیا۔ پس بڑا بابرکت ہے وہ اللہ جو بہترین خالق ہے (۱۴)
اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ؕ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ
پھر تم اس کے بعد ضرور مرنے والے ہو (۱۵) پھر اس کے بعد تم
الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ
قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے (۱۶) اور یقیناً ہم نے تمہارے اوپر سات
طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَاَنْزَلْنَا
راستے (آسمان) پیدا کئے ہیں اور ہم (اپنی) مخلوق سے غافل نہیں تھے (۱۷) اور ہم نے
مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَ
ایک خاص اندازہ کے ساتھ آسمان سے پانی برسایا اور اسے زمین میں ٹھہرایا
اِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ ۚ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ
اور یقیناً ہم اسے لے جانے پر بھی قادر ہیں (۱۸) پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے
جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ
تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کے باغات اگائے ان باغوں میں تمہارے لئے
كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ ۙ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ
بہت سے پھل ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو (۱۹) اور (ہم نے) ایک درخت ایسا بھی (پیدا کیا)
طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾
جو طور سینا سے نکلتا ہے (زیتون کا درخت) جو کھانے والوں کیلئے تیل اور سالن لے کر اگتا ہے (۲۰)

وقف لازم

۲ ۔ ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۔ الآیہ﴾ خالق اکبر نے انسانی خلقت پر فخر و ناز کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ بہترین خالق ہے۔ دین اسلام کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ خدا کے سوا نہ کوئی اور خالق ہے اور نہ رازق۔ ﴿قل اللہ خالق کل شیء﴾ لیکن بعض مفوضہ اس قسم کی آیات سے غلط استدلال کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کیا کرتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ بھی کچھ خالق اور رازق ہیں! اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ خالق رازق کے مجازی معنی مراد ہیں یعنی اللہ تمام اندازہ کرنے اور عطا کرنے والوں سے بہترین مقدر و معطی ہے۔ اور دوسرے جواب یہ ہے کہ کفار و مشرکین جن خودساختہ معبودوں کو خالق و رازق تسلیم کرتے ہیں اللہ ان سے بہتر خالق و رازق ہے۔ بنابریں مطلب یہ ہوگا کہ افضل و اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو ماننا عقلمندی نہیں ہے۔

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي

اور تمہارے لئے چوپایوں میں بڑا سامان عبرت ہے ہم تمہیں اس سے (دودھ) پلاتے ہیں جو ان کے

بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا

پیٹوں میں ہے اور تمہارے لئے ان میں اور بہت سے فائدے ہیں اور انہی کے (گوشت) سے تم

تَأْكُلُونَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ ع ۱ ۲۲ ۱

کھاتے بھی ہو (۲۱) اور ان پر اور کشتیوں پر تمہیں سوار کیا جاتا ہے (۲۲) اور بیشک ہم نے

أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا

نوحؑ کو انکی قوم کی طرف ہدایت کیلئے بھیجا تو آپ نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو

اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۲۳﴾

اس کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے۔ کیا تم (اس کی حکم عدولی سے) نہیں ڈرتے؟ (۲۳)

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَٰذَا

تو ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ یہ (نوحؑ) نہیں ہیں مگر تم ہی جیسا ایک

إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۖ

بشر (آدمی) ہے جو تم پر بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے اور اگر

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي

خدا (یہی) چاہتا تو وہ فرشتوں کو بھیجتا۔ ہم نے تو یہ بات اپنے پہلے باپ

آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ﴿۲۴﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ

داداؤں سے نہیں سنی (۲۴) بس یہ ایک آدمی ہے۔ جسے کچھ جنون ہو گیا ہے۔ پس تم اس کے

فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا

بارے میں کچھ مدت تک انتظار کرو (۲۵) آپ نے کہا اے میرے پروردگار! تو میری مدد

كَذَّبُونِ ﴿۲۶﴾ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ

کر کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے (۲۶) سو ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تم ہماری نگرانی

بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۙ

اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بناؤ۔ پس جب ہمارا عذاب آ جائے۔ اور تنور سے پانی ابلنے لگے

۳۔ ﴿فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ الآیہ﴾ قرآن شاہد ہے کہ کفار نے ہمیشہ انبیاء کو اپنے جیسا بشر کہہ کر ان کی نبوت کا انکار کیا ہے اور انبیاءؑ نے کبھی اپنی بشریت کا انکار نہیں کیا اور کبھی یہ نہیں کہا کہ ہم نے صرف بشریت کا لباس پہنا ہوا ہے اور حقیقت میں ہم فرشتے یا کسی اور نوع کے افراد ہیں بلکہ ہمیشہ اپنے خصائص نبوت کا اظہار کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنا خصوصی فضل وکرم کیا ہے اور ہم پر وحی نازل فرمائی ہے اور نبوت ورسالت پر فائز فرمایا ہے۔

۴۔ ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ۔ الآیہ﴾ اگر کفار قریش پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجنون کہتے تھے تو یہ کوئی نئی بات نہ تھی ہمیشہ سے منکرین داعیان حق کو مجنون کہتے رہے ہیں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرات فریضہ تبلیغ انجام دیتے وقت یہ نہیں دیکھتے تھے کہ ان کے سامعین کیا سننا چاہتے ہیں بلکہ وہ ہمیشہ یہ مدنظر رکھتے تھے کہ انہیں نبی بنا کر بھیجنے والا کیا سنانا چاہتا ہے۔ الغرض وہ مصلحت بین اور ہوا کا رخ دیکھ کر چلنے والے بھی نہیں ہوتے تھے اس لئے وہ دنیادار اور ریاست دار انہیں دیوانہ کہتے تھے۔

۵۔ ﴿فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ۔ الآیہ﴾ ارشاد ہوتا ہے کہ اے نوح! ہماری وحی اور ہماری نگرانی میں ایک کشتی بناؤ۔ اور اس میں ہر قسم کے جانوروں کا جوڑا جوڑا یعنی نر و مادہ سوار کرو۔ اور اپنے اہل وعیال کو بھی سوائے ان کے جن خلاف پہلے سے فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ آپ کی بیوی اور ایک بیٹا ہے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا لہٰذا جو اس کشتی نجات پر سوار ہو گئے وہ بچ گئے اور باقی سب غرق ہو گئے۔

فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ

تو ہر قسم کے نر اور مادہ جانوروں میں سے جوڑا جوڑا (اس میں) داخل کر لو۔ اور اپنے گھر والوں

إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَا تُخَاطِبْنِي

کو بھی سوا ان کے جن کے خلاف پہلے سے فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور ظالموں کے بارے میں

فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِذَا

مجھ سے کوئی بات نہ کرنا کیونکہ یہ اب یقیناً غرق ہونے والے ہیں (۲۷) اور جب تم

اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ

اور تمہارے ساتھی کشتی پر سوار ہو جائیں تو کہنا الحمد للہ۔ سب تعریفیں

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٨﴾

اس اللہ کیلئے ہیں۔ جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات دی ہے (۲۸)

وَقُلْ رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ

اور کہنا اے میرے پروردگار! مجھے بابرکت، اتار تو سب سے بہتر

الْمُنْزِلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا

اتارنے والا ہے (۲۹) بیشک اس (واقعہ) میں بڑی نشانیاں ہیں اور ہم (لوگوں کی)

لَمُبْتَلِينَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ﴿٣١﴾

آزمائش کیا کرتے ہیں (۳۰) پھر ہم نے ان کے بعد ایک اور نسل پیدا کی (۳۱)

فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ

پھر ہم نے انہی میں سے ایک پیغمبرؑ بھیجا (جس نے ان سے کہا) اللہ کی عبادت کرو۔

مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ ع ۲/۱۰

اسکے سوا کوئی الہٰ نہیں ہے۔ کیا تم (اس کی حکم عدولی) سے ڈرتے نہیں ہو؟ (۳۲) اور اس کی قوم

الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ

کے وہ سردار جو کافر تھے اور آخرت کی حاضری کو جھٹلاتے تھے اور جنہیں ہم نے دنیاوی

الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا

زندگی میں آسودگی دے رکھی تھی وہ کہنے لگے کہ یہ نہیں ہے مگر تمہارے ہی جیسا

۶۔ ﴿وَقُلْ رَبِّ أَنْزِلْنِي۔ الآیہ﴾ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا یا علی جب کسی جگہ پر اترو تو یہ آیت پڑھو۔ رب انزلنی الآیہ جب ایسا کرو گے تو اس جگہ کی خیر و خوبی سے متمتع ہو گے اور اس کے ضرر و زیاں سے محفوظ رہو گے۔ (من لا یحضرہ الفقیہ)

۶۔ (الف) ﴿ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ۔ الآیہ﴾ اس نئی نسل وقوم سے کون سی قوم مراد ہے؟ عاد یا ثمود۔ زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد قوم عاد ہے چنانچہ خداوند عالم قوم عاد سے خطاب کرکے فرماتا ہے: ﴿واذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح﴾ (اعراف:۶۹) یاد کرو جب قوم نوح کی ہلاکت کے بعد خدا نے تمہیں ان کا جانشین بنایا اور اس قوم کے رسول سے جناب ہود مراد ہیں جنہوں نے دوسرے انبیاء کی طرح اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور شرک کرنے کی مناہی فرمائی۔

۷۔ ﴿وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ۔ الآیہ﴾ بہر حال جناب ہود علیہ السلام نے تبلیغ حق شروع کی تو ان کی قوم نے وہی جواب دیا جو ہر دور کے مکذبین و منکرین کی طرف سے دیا جاتا رہا ہے جو عہد جاہلیت سے لے کر آج کے اس سائنسی دور تک برابر دیا جا رہا ہے کہ یہ تو ہم جیسا بشر ہے ہم کس طرح اس پر ایمان لائیں؟ یہ تو کہتا ہے کہ مرنے کے بعد ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے یہ بات تو بعید از عقل ہے۔ بس زندگی یہی ہے جو ہم گزار رہے ہیں۔ جب مر جائیں گے تو مٹ جائیں گے بہر کیف اس نبی کی پوری کاوش و کوشش کے باوجود قوم کی اکثریت ایمان نہ لائی تو انہوں نے بددعا کی۔ خدا نے اس قوم کو عذاب میں مبتلا کر کے خس و خاشاک بنا کر رکھ دیا۔ اور تہس نہس کر دیا۔

بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا

ایک بشر (آدمی) ہے یہ وہی (خوراک) کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی (مشروب) پیتا ہے۔

تَشْرَبُوْنَ ۝۳۳ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ

جو تم پیتے ہو (۳۳) اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک بشر کی اطاعت کر لی تو تم

اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝۳۴ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ

گھاٹے میں رہو گے (۳۴) کیا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی

تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝۳۵ هَيْهَاتَ

اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو پھر تم (قبروں سے) نکالے جاؤ گے؟ (۳۵) (حاشا و کلا) بہت بعید

هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝۳۶ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا

ہے بہت بعید ہے وہ بات جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے (۳۶) کوئی اور زندگی نہیں سوائے اس

الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝۳۷ اِنْ

دنیاوی زندگی کے جس میں ہمیں مرنا بھی ہے اور جینا بھی اور ہمیں (دوبارہ) نہیں اٹھایا جائیگا (۳۷) وہ نہیں

هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ

ہے مگر ایک ایسا شخص جس نے خدا پر جھوٹا بہتان باندھا ہے اور ہم تو (اس کو) ماننے

بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۳۸ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝۳۹

والے نہیں ہیں (۳۸) اس (رسول) نے کہا اے میرے پروردگار! تو میری مدد کر! کیونکہ ان لوگوں نے مجھے جھٹلایا ہے (۳۹)

قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۝۴۰ فَاَخَذَتْهُمُ

ارشاد ہوا کہ عنقریب یہ لوگ (اپنے کئے پر) پشیمان ہوں گے (۴۰) چنانچہ بجا طور

الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَاۗءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ

پر انہیں ایک سخت آواز نے آ پکڑا اور ہم نے انہیں خس و خاشاک بنا دیا سو ہلاکت ہے

الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۱ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا

ظالم قوم کیلئے (۴۱) پھر ہم نے ان کے بعد دوسری قومیں پیدا

اٰخَرِيْنَ ۝۴۲ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا

کیں (۴۲) کوئی قوم اپنے مقررہ وقت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے۔ اور نہ

۸۔ ﴿مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ ۔الآیہ﴾ جس طرح ہر ایک فرد کی عمر مقرر ہوتی ہے اور اس کے بعد موت آ کر زندگی کا چراغ گل کر دیتی ہے بالکل اسی طرح قوموں کی بھی ایک مدت مقرر ہوتی ہے جب اس کی مدت ختم ہو جائے تو پھر اس کے مرنے مٹنے میں ایک ساعت کی بھی تقدیم وتاخیر نہیں ہو سکتی۔ ﴿ذٰلِكَ تقدیر العزیز العلیم﴾ مخفی نہ رہے کہ قومیں اپنی مدت کی یہ حد بندی اپنی سیرت و کردار اور اپنی روش و رفتار سے کرتی ہیں۔

يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا

پیچھے ہٹ سکتی ہے (۴۳) پھر ہم نے لگاتار اپنے رسولؑ بھیجے جب بھی کسی امت کے پاس

جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ

اسکا رسولؑ آیا تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم بھی ایک کے بعد دوسرے کو

بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا

ہلاک کرتے رہے اور ہم نے انہیں قصہ پارینہ (اور افسانہ) بنا دیا۔پس تباہی ہو اس قوم کیلئے

يُؤْمِنُوْنَ ﴿٤٤﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ

جو ایمان نہیں لاتے (۴۴) پھر ہم نے موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارونؑ کو اپنی نشانیوں

بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٥﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

اور کھلی ہوئی دلیل کیساتھ (۴۵) فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو انہوں

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَقَالُوْٓا

نے تکبر کیا اور وہ لوگ بڑے سرکش لوگ تھے (۴۶) چنانچہ وہ کہنے لگے کہ ہم اپنے

اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿٤٧﴾

ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لائیں حالانکہ ان کی قوم ہماری خدمت گزار ہے (۴۷)

فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

پس ان لوگوں نے ان دونوں کو جھٹلایا (نتیجہ یہ نکلا کہ) وہ بھی ہلاک ہونے والوں میں شامل ہوگئے (۴۸) اور ہم نے

مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ

موسیٰؑ کو کتاب (توراۃ) عطا کی تاکہ وہ لوگ ہدایت پائیں (۴۹) اور ہم نے ابن

مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ

مریمؑ اور اسکی ماں کو (اپنی قدرت کی) نشانی بنایا اور ان دونوں کو ایک بلند مقام پر پناہ دی جو ٹھہرنے کے قابل

وَّمَعِيْنٍ ﴿٥٠﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ ع ۱۸ ۳ ۴

بھی تھا اور جہاں چشمے جاری تھے (۵۰) اے (میرے) پیغمبرؑ! پاکیزہ چیزیں کھاؤ

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٥١﴾ وَاِنَّ

اور نیک عمل کرو۔ بیشک تم جو کچھ کرتے ہو میں اسے خوب جانتا ہوں (۵۱) اور یہ

۹۔ ﴿وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ ۔الآیہ﴾ دونوں ماں بیٹے کا قدرت کی نشانی ہونا عیاں راچہ بیان کا مصداق ہے کہ وہ شوہر کے بغیر حاملہ ہوئیں اور یہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ ان لوگوں کے حال پر تعجب ہے جو جناب عیسیٰ علیہ السلام کی نیچر کے خلاف ولادت کے قائل نہیں اور قرآنی بیان کے خلاف بڑی بے حیائی سے کسی یوسف نجار نامی شخص کو آپ کا باپ ٹھہراتے ہیں وہ جناب مریمؑ اور ان کے بیٹے کے آیت اور معجزہ ہونے کی کیا تاویل کرتے ہیں یا کیا کر سکتے ہیں؟؟

۱۰۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا ۔الآیہ﴾ تمام رسولوں سے کہا جا رہا ہے کہ اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ اس مجموعی خطاب کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سارے رسول کسی ایک جگہ اکھٹے موجود تھے اور ان سے اس طرح خطاب کیا گیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ مختلف اوقات میں آنے والے رسولوں سے ہم نے یوں خطاب کیا۔ اور نہ ہی اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آنے والوں رسولوں سے خطاب کیا۔ (اے معاذ اللہ) جس طرح اجراء نبوت کے قائلین گمان کرتے ہیں کہ یہ تفسیر بالرائے کی بدترین مثال ہے۔ بہرحال اس بیان سے واضح وعیاں ہوتا ہے کہ اچھا کھانا کھانا اور اچھا لباس پہننا ہر شریعت میں جائز رہا ہے اور جائز ہے اور جائز رہے گا۔

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾

تمہاری امت (جماعت) ایک امت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں سوتم مجھ ہی سے ڈرو (۵۲)

فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا

مگر ان لوگوں نے اپنے (دینی) معاملہ کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا پس ہر گروہ کے پاس

لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى

جو (دین) ہے وہ اس پر خوش ہے (۵۳) پس (اے رسولؐ) آپ انکو ایک خاص وقت تک اپنی غفلت و

حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ

مدہوشی میں پڑا رہنے دیجئے (۵۴) کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو مال واولاد (کی فراوانی) سے انکی

وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا

امداد کر رہے ہیں (۵۵) (تو) ہم انکے ساتھ بھلائیاں کرنے میں جلدی کر رہے ہیں؟ (ایسا نہیں) بلکہ

يَشْعُرُوْنَ ﴿۵٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ

انہیں (اصل حقیقت کا) شعور نہیں ہے (۵٦) بیشک جو لوگ اپنے پروردگار کی ہیبت

مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾

سے ڈرتے ہیں (۵۷) اور جو اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں (۵۸)

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَالَّذِيْنَ

اور جو اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے (۵۹) اور وہ جو دیتے

يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ

ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں (پھر بھی) انکے دل اس خیال سے ترساں رہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پروردگار کی

رٰجِعُوْنَ ﴿٦۰﴾ اُولٰۗىِٕكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ

طرف پلٹ کر جانا ہے (٦۰) یہی لوگ بھلائیاں کرنے میں جلدی کیا کرتے ہیں اور بھلائیوں میں

لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿٦۱﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

سبقت لیجانے والے ہیں (٦۱) ہم کسی شخص کو اسکی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے

وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦۲﴾

پاس وہ کتاب (نامہ اعمال) ہے جو حق کیساتھ بولتی ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا (٦۲)

۱۰۔(الف) ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم کفار کے غلط نظریات اور ان کی سوچوں کے غلط زاویوں کا بیان کرنے کے بعد یہاں اہل ایمان کی علامات اور خصوصیات بیان فرمارہا ہے۔ جو بڑے اختصار کے ساتھ ذیل میں درج ہیں۔ (۱) وہ خدا کی ہیبت سے خائف و ترساں رہتے ہیں کہ شاید ان کے اعمال خدا کی شان کے شایان نہ ہوں لہٰذا ہوسکتا ہے کہ قبول نہ ہوں ساتھ اس کی رحمت کے امیدوار بھی ہیں۔ (۲) وہ آیات الٰہیہ اور اس کے حجج و بینات پر ایمان لاتے ہیں اور توحید و رسالت اور قیامت وغیرہ حقائق کو تسلیم کرتے ہیں۔ (۳) وہ ہر قسم کے شرک جلی و خفی سے اپنے دامن توحید کی حفاظت کرتے ہیں۔ (۴) وہ خدا کے عطا کردہ مال سے خالق و مخلوق کے حقوق ادا کرتے ہیں اور پھر بھی ڈرتے ہیں کہ خدا کے حضور ان کی یہ مالی قربانی نامنظور نہ ہوجائے ایسے صفات کے حامل حضرات کی پہچان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ نیکیوں اور بھلائیوں کی طرف دوڑنے والے تیز گام ہوتے ہیں اور یہی لوگ اس کی راہ میں سبقت لے جانے والے ہیں۔

بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ
بلکہ انکے دل اس (دینی) معاملہ میں غفلت و سرشاری میں پڑے ہیں اور اسکے علاوہ بھی انکے
دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ﴿٦٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا
کچھ (برے) عمل ہیں جو یہ کرتے رہتے ہیں (۶۳) یہاں تک کہ جب ہم ان کے
مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ﴿٦٤﴾ لَا
خوش حال لوگوں کو عذاب کی گرفت میں لیتے ہیں تو وہ چیخنے چلانے لگتے ہیں (۶۴) آج کے
تَجْأَرُوا الْيَوْمَ ۖ إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ﴿٦٥﴾ قَدْ
دن چیخو چلاؤ نہیں (آج) ہماری طرف سے تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی (۶۵) (وہ وقت
كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ
یاد کرو جب) میری آیتیں تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں تو تم (سنتے ہی) الٹے پاؤں پلٹ
تَنكِصُونَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿٦٧﴾
جایا کرتے تھے (۶۶) تکبر کرتے ہوئے داستان سرائی کرتے ہوئے (اور) بیہودہ بکتے ہوئے (۶۷)
أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ
کیا ان لوگوں نے اس کلام میں کبھی غور نہیں کیا یا انکے پاس ایسی چیز آئی ہے جو انکے پہلے والے باپ
آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ
داداؤں کے پاس نہیں آئی تھی؟ (۶۸) یا کیا انہوں نے اپنے رسول کو پہچانا
فَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ
نہیں ہے؟ اس لئے منکر ہو گئے (۶۹) یا وہ کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہے؟ بلکہ وہ تو
جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ
انکے پاس حق لیکر آیا ہے اور اکثر لوگ حق کو ناپسند کرتے ہیں (۷۰) اور اگر حق
اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ
لوگوں کی خواہشات کی پیروی کرتا تو آسمان و زمین اور جو ان کے اندر ہے سب
وَمَن فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ
درہم برہم ہو جاتے۔ بلکہ ہم تو ان کے پاس نصیحت لے کر آئے مگر وہ اپنی

۱۱۔ ﴿وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ۔الآیہ﴾ دوسری بہت سی آیات کی طرح اس آیت مبارکہ سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ معرکہ حق و باطل میں ہمیشہ اکثریت حق کے منکرین کی رہی ہے ﴿وقلیل من عبادی الشکور﴾

۱۲۔ ﴿وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ۔الآیہ﴾ حق و باطل میں جو فاصلہ ہے وہ زمین و آسمان کے فاصلہ سے بھی زیادہ ہے۔ ان کے درمیان اتفاق کی کوئی صورت نہیں ہے۔ حق کے تقاضے اور ہیں اور باطل کے اور۔ حق یہ چاہتا ہے کہ باطل اس کے پیچھے چلے اور باطل کی یہ خواہش ہے کہ حق اس کی پیروی کرے۔ ارشاد قدرت ہے کہ زمین و آسمان اپنے اپنے مرکز پر اس لئے قائم ہیں کہ حق نے کبھی باطل کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کیا۔ اور اگر ایسا ہوتا تو پھر توحید کی جگہ شرک اسلام کی جگہ کفر اور ایمان کی جگہ بے ایمانی آجاتی اور اگر ایسا ہوتا تو پھر نظام کائنات تباہ و برباد ہو جاتا۔ بہر حال زبان سے حق کا اقرار کرنا بالکل آسان ہے۔ لیکن مقام عمل میں غلط سلط عقائد و نظریات، غلط رسوم و رواج اور غلط کردار و رفتار کو چھوڑ کر حق و حقیقت کا علمبردار بننا بہت مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں حق کا نعرہ لگانے والے تو بہت نظر آتے ہیں مگر حق کے مطابق عملی زندگی گزارنے والے کبریت احمر سے بھی کمتر نظر آتے ہیں واللہ المرفق۔ حق و باطل کی معرکہ آرائی بہت پرانی ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ ﴿٧١﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ
نصیحت سے روگردانی کرتے ہیں (۷۱) کیا آپ ان سے کوئی معاوضہ طلب کرتے ہیں؟ تمہارے لئے تو

رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ
تمہارے پروردگار کا معاوضہ بہت بہتر ہے اور وہ بہترین رازق ہے (۷۲) اور بیشک آپ ان

إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف بلاتے ہیں (۷۳) اور جو آخرت پر ایمان

بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ
نہیں رکھتے وہ راہ سے ہٹے ہوئے ہیں (۷۴) اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور

وَكَشَفْنَا مَا بِهِم مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ
جس تکلیف میں مبتلا ہیں وہ بھی دور کر دیں تو بھی یہ لوگ اپنی سرکشی میں اندھا دھند

يَعْمَهُونَ ﴿٧٥﴾ وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا
بڑھتے جائینگے (۷۵) اور ہم نے انہیں سزا میں گرفتار بھی کیا مگر وہ پھر بھی اپنے

لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ﴿٧٦﴾ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِم
پروردگار کے سامنے نہ جھکے اور نہ تضرع و زاری کی (۷۶) یہاں تک کہ جب ہم ان

بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٧﴾ ع ۴
پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دینگے تو وہ ایک دم نا امید ہو جائینگے (۷۷)

وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ
اور اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لیے جان، آنکھیں اور دل بنائے (لیکن) تم لوگ

قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٧٨﴾ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي
بہت کم شکر ادا کرتے ہو (۷۸) وہ وہی ہے جس نے تمہیں روئے زمین پر (پیدا کر کے) پھیلا دیا

الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٧٩﴾ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ
ہے اور اسی کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے (۷۹) وہ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٨٠﴾
اور رات اور دن کی آمد ورفت اسی کے قبضہ قدرت میں ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ (۸۰)

۱۲ـ ﴿وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۔ الآیہ﴾ مخفی نہ رہے کہ احسن الخالقین کی طرف غلو نواز اس جملہ سے بھی استدلال کیا کرتے ہیں کہ خدا کے علاوہ بھی کچھ رازق ہیں مگر اللہ ان سے بہتر رازق ہے تو اس استدلال کا بطلان معلوم کرنے کیلئے اسی سورہ کی آیت نمبر ۱۴ احسن الخالقین کی تفسیر دیکھی جائے مزید برآں واضح رہے کہ رزق کا حقیقی مفہوم ہے روزی اور اس کے اسباب از قسم باد و باران اور زمین سے فصل اگانا وغیرہ فراہم کرنا اس معنی کے لحاظ سے تو صرف خدا ہی رازق ہے اور رزق کے دوسرے ایک مجازی معنی بھی ہیں یعنی کسی کو کچھ عطا کرنا جیسے ارشاد قدرت ہے کہ جب وراثت کی تقسیم کے وقت وہ دور کے رشتے دار موجود ہوں جن کو شرعاً کوئی حصہ نہیں ملتا تو ''فارزقوھم'' ان کو بھی کچھ عطا کر دو۔ اس اعتبار سے غیر اللہ پر اس کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

۱۳ـ ﴿وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ ۔ الآیہ﴾ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ حق و حقیقت سے روگردانی اور باطل سے چمٹا رہنے میں اس قدر سخت ہیں کہ خواہ ان پر رحم و کرم کر کے انکے مصائب کو ختم بھی کر دیا جائے یا ان کو چھوٹے موٹے رنج و الم میں گرفتار کر دیا جائے جیسے قحط سالی یا جنگ بدر والی تکلیف وغیرہ تو پھر بھی یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں اور یہ لوگ انکار آخرت کر کے اس قدر فنافی الدنیا ہو چکے ہیں کہ ان کی نظر میں دنیاوی ضروریات زندگی کے علاوہ آخرت کی جزا و سزا کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔

۱۴ـ ﴿حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ ۔ الآیہ﴾ مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کا کفر و شرک اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ جب تک ان پر عذاب استیصالی کا دروازہ نہ کھول دیا جائے تب تک ان کی اصلاح کی کوئی امید نہیں ہے اور جب وہ صورت حال پیش آئے گی تو پھر چونکہ توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہو گا تو اس طرح انہیں مایوسی و نامرادی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔ ﴿وذٰلک ھو الخسران المبین﴾۔

بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا

ان لوگوں نے وہی بات کہی ہے جو ان کے پہلے (کافر) کہتے رہے ہیں (۸۱) کہتے ہیں کہ جب

مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾

ہم مر جائیں گے اور خاک اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے (۸۲)

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

ہم سے بھی اور اس سے پہلے ہمارے باپ دادوں سے بھی یہ وعدہ ہوتا آیا ہے یہ کچھ بھی نہیں

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ

صرف پہلے عہدوں کے افسانے ہیں (۸۳) آپ کہہ دیجئے اگر تم جانتے ہو تو (بتاؤ) زمین

فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ

اور جو اس میں رہتے ہیں کس کیلئے ہیں؟ (۸۴) وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ کیلئے ہیں۔ تو کہیے کہ

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ

تم غور کیوں نہیں کرتے؟ (۸۵) آپ کہیے کہ سات آسمانوں اور اس

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ

بڑے تخت سلطنت کا پروردگار کون ہے؟ (۸۶) وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ ہے! کہیے کیا تم پھر بھی پرہیزگار نہیں

اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ

بنتے (اس سے نہیں ڈرتے؟) (۸۷) آپ کہیے کہ اگر جانتے ہو تو بتاؤ کہ ہر چیز کی بادشاہی

وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾

کس کے قبضہ میں ہے جو سب کو پناہ دیتا ہے۔ مگر اسکے مقابلہ میں پناہ نہیں دی جا سکتی (۸۸)

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ

وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ کے! تو کہیے! کہ پھر تم پر کہاں سے جادو کیا جا رہا ہے؟ (۸۹) بلکہ ہم اسکے

بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ

سامنے حق لے آئے ہیں اور یقیناً وہ جھوٹے ہیں (۹۰) اللہ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا

وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا

اور نہ ہی اسکے ساتھ کوئی الٰہ ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو لیکر الگ ہو جاتا

۱۵۔ ﴿قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ ۔الآیہ﴾ یہاں خداوندعالم نے جہاں زمین وآسماں کے خالق و مالک ومتصرف ہونے سے اپنی وحدانیت ومعبودیت ثابت فرمائی ہے وہاں اپنے قادر مطلق ہونے اور قیامت کے دن انہیں دوبارہ زندہ کرنے پر قدیر ہونے پر استدلال بھی کیا ہے اور مختلف عناوین و اسالیب سے قیامت کو ثابت فرمایا ہے۔

خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا

اور پھر ایک خدا دوسرے خدا پر چڑھ دوڑتا۔ پاک ہے خدا اس سے جو لوگ بیان کرتے

يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا

ہیں (۹۱) وہ غیب وشہادت یعنی پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے اور وہ اس شرک سے بلند و بالا ہے جو یہ لوگ بیان

يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع ۱۵/۵ ۵

کرتے ہیں (۹۲) (اے رسولؐ) آپ کہیے کہ اے میرے پروردگار اگر تو مجھے وہ عذاب دکھا دے جسکی ان لوگوں کو

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓي اَنْ

دھمکی دی جا رہی ہے (۹۳) تو اے میرے پروردگار! مجھے ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا (۹۴) اور ہم اس

نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ

عذاب کے آپکو دکھانے پر قادر ہیں جسکی انکو دھمکی دی جا رہی ہے (۹۵) (اے رسولؐ) آپ برائی کو

اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ

احسن طریقہ سے دفعہ کریں ہم خوب جانتے ہیں جو وہ (آپکی نسبت) بیان کرتے ہیں (۹۶) اور آپ

رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ

کہیے! اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (۹۷) اور اے میرے

بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَحَدَهُمُ

پروردگار! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ (شیطان) میرے پاس آئیں (۹۸) (کافروں کی یہی حالت رہتی ہے) یہاں تک

الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا

کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آ کھڑی ہوتی ہے تو (تب) کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار! مجھے (ایک بار) اسی دنیا میں

تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَاۗىِٕلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ

واپس بھیج دیں جسے میں چھوڑ آیا ہوں (۹۹) تاکہ میں نیک عمل کرسکوں (ارشاد ہوگا) ہرگز نہیں! یہ محض ایک (فضول) بات ہے جو وہ

بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ

کہہ رہا ہے اور انکے (مرنے کے) بعد برزخ کا زمانہ ہے انکے (دوبارہ) اٹھائے جانے تک (۱۰۰) پھر جب صور پھونکا جائیگا

فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ وَّلَا يَتَسَاۗءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

تو اس دن نہ تو ان کے درمیان رشتے ناطے رہیں گے اور نہ ہی ایک دوسرے کو پوچھیں گے (۱۰۱)

۱۶۔ ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۔الآیہ﴾ خداوند عالم اپنے پیغمبرؐ کو درس اخلاق دے رہا ہے کہ دشمن کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ کفر وشرک کی بات کریں تو آپ دلیل وبرہان سے اسے باطل کریں، اگر وہ دور کرنے والی بات کریں تو آپ قریب لانے والی بات کریں اور ان کی ہرزہ سرائی کا جواب اخلاق ومروت سے دیں۔ مگر اس کا یہ مقصد بھی نہیں کہ کبھی ہاتھ کو حرکت نہ دیں اور اپنا دفاع نہ کریں۔ بلکہ حالات کے مطابق دانشمندانہ طریقہ پر دفاع احسن کریں اور بے شک طاقت کا مظاہرہ کریں۔

۱۷۔ ﴿قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۔الآیہ﴾ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار ومشرکین اس قدر غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہیں کہ ان کی آنکھیں موت کے وقت کھلتی ہیں اب وہ فریاد کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ایک بار ہمیں واپس بھیج دے تاکہ نیک عمل کرسکیں۔ مگر جواب ملتا ہے ﴿كَلَّا﴾ ہرگز نہیں۔ یہ محض ایک فضول بات ہے۔ اس قسم کا سوال وجواب قرآن مجید میں کئی جگہ مذکور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کی سرحد میں قدم رکھتے ہی آدمی کو اپنے اچھے یا برے انجام کا پتہ چل جاتا ہے۔

۱۸۔ ﴿وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ ۔الآیہ﴾ دو چیزوں کی درمیان والی چیز (آڑ) کو برزخ کہا جاتا ہے ادھر عالم دنیا اور اُدھر عالم آخرت اور درمیان والے زمانہ کو برزخ کہا جاتا ہے جو موت سے شروع ہوتا ہے اور قیامت کی آمد پر ختم ہوجاتا ہے اور اس میں آدمی پر کیا گزرتی ہے وہ کس حال میں رہتا ہے؟ وہ آرام سے رہتا ہے یا الم میں یا رنج وراحت سے غافل ہوکر سویا ہوا ہے قیامت کی آمد پر جاگے گا۔ اس موضوع کی تمام تفصیلات معلوم کرنے کیلئے احسن الفوائد کے باب ۱۷ کا مطالعہ کیا جائے طویل بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جو مومن کامل ہیں ان کی روحیں آرام وراحت میں ہوں گی اور جو کامل کافر ومشرک ہیں ان کی روحیں تکلیف میں وقت گزاریں گی اور جو بین بین ہیں وہ

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٢﴾

(ہاں البتہ) جن کے پلڑے بھاری ہوں گے تو وہی کامیاب ہوں گے (۱۰۲)

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا

اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو یہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان

أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿١٠٣﴾ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ

پہنچایا (اور) وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے (۱۰۳) آگ ان کے چہروں کو جھلسا رہی ہوگی

النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴿١٠٤﴾ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ

اور ان کی شکلیں اس میں بگڑ گئی ہوں گی (۱۰۴) (ان سے کہا جائیگا) کیا تمہارے سامنے ہماری

عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوا رَبَّنَا

آیتیں نہیں پڑھی جاتی تھیں اور تم انہیں جھٹلاتے تھے؟ (۱۰۵) (وہ اس وقت) کہیں گے

غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿١٠٦﴾

اے ہمارے پروردگار! ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی اور واقعی ہم گمراہ لوگ تھے (۱۰۶)

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿١٠٧﴾

اے ہمارے پروردگار! (ایک بار) ہمیں اس سے نکال دے۔ پھر اگر ہم ایسا کریں گے تو بیشک ہم سراسر ظالم ہونگے (۱۰۷)

قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴿١٠٨﴾ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ

ارشاد ہوگا دھتکارے ہوئے اسی میں پڑے رہو اور مجھ سے کوئی بات نہ کرو (۱۰۸) (تمہیں یاد ہے) کہ

مِنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا

بیشک میرے بندوں میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو کہتا تھا اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے ہیں!

وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ

پس تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہترین رحم کرنیوالا ہے (۱۰۹) تو تم ان کا مذاق

سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ

اڑاتے تھے یہاں تک کہ (گویا) انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی اور

تَضْحَكُونَ ﴿١١٠﴾ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا

تم ان پر ہنستے تھے (۱۱۰) (دیکھو) آج میں نے انہیں ان کے صبر کی جزا دی ہے۔

سوئے ہوئے ہیں نہ کوئی راحت اور نہ کوئی رنج۔ ہاں البتہ ائمہ اہلبیتؑ نے اپنے نام لیواؤں کو اس سے بہت ڈرایا ہے اور اس کیلئے تیاری کرنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ کیونکہ انبیاء وائمہ کی شفاعت قیامت کے دن ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

۱۸۔ (الف) ﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ۔ الآیہ﴾ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نفخ صور کے بعد اس طرح نفسا نفسی کا عالم ہوگا کہ سب رشتے ناطے ختم ہو جائیں گے اور حالت یہ ہوگی کہ ﴿یفر المرء من اخیه وامیه وابیه ... و بنیه﴾ (عبس) کہ آدمی اپنے بھائی، اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنے بیوی بچوں سے بھاگتا ہوگا۔ الامان والحفیظ۔

أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ
وہی کامران ہیں (۱۱۱) ارشاد ہو گا تم کتنے برس تک زمین میں

عَدَدَ سِنِينَ ﴿١١٢﴾ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ
رہے ہو؟ (۱۱۲) وہ کہیں گے ایک دن یا ایک دن کا بھی کچھ عرصہ سو تو گننے

فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ
والوں سے پوچھ لے (۱۱۳) ارشاد ہو گا تم نہیں رہے مگر تھوڑا عرصہ

أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١٤﴾ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ
کاش تم نے یہ بات سمجھی ہوتی (۱۱۴) کیا تمہارا یہ خیال تھا کہ ہم نے تمہیں بلا مقصد

عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ
پیدا کیا ہے اور تم نے کبھی ہماری طرف پلٹ کر نہیں آنا ہے؟ (۱۱۵) اللہ جو حقیقی بادشاہ ہے (ایسی بات سے)

الْحَقُّ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ﴿١١٦﴾
بلند و برتر ہے اس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے۔ وہ عزت وعظمت والے عرش کا مالک ہے (۱۱۶)

وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ
اور جو کوئی اللہ کے سوا کسی دوسرے (خود ساختہ) الہ (خدا) کو پکارتا ہے تو اسکے پاس اسکے لئے کوئی دلیل نہیں

فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿١١٧﴾
ہے تو اسکا حساب و کتاب پروردگار کے پاس ہے اور جو کافر ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پائینگے (۱۱۷)

وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١١٨﴾ ع
اور (اے رسولؐ) آپ کہیے! اے میرے پروردگار! تو بخش دے اور رحم فرما اور تو بہترین رحم کرنیوالا ہے (۱۱۸)

آیاتھا ٦٤ — ٢٤ سُورَةُ النُّورِ مَدَنِيَّةٌ ١٠٢ — رکوعاتھا ٩

سورہ النور۔ مدنی ہے۔ آیات ۶۴۔ ۹ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنْزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ
یہ ایک سورہ ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور ہم نے (ہی) اس (کے احکام) کو فرض کیا ہے۔ اور ہم نے ہی

۱۹۔ ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ۔ الآیہ﴾ اگرچہ بظاہر یہ خطاب منکرین قیامت سے ہے مگر دراصل ہر بدکار وگنہگار انسان سے خطاب ہے کہ جب کوئی عقل وخرد رکھنے والا انسان کوئی عبث و بے کار کام نہیں کرتا تو کیا خالق عقل وعقلاء پروردگار نے انسان جیسی اشرف المخلوقات ہستی کو بے کار اور بے مقصد پیدا کیا ہے؟ ع

صلائے عام ہے یاران نکتہ دان کیلئے

۲۰۔ ﴿وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ۔ الآیہ﴾ ارشاد قدرت ہے کہ جو شخص یا جو قوم وقبیلہ کسی چیز کو خدا کا شریک ٹھہراتا ہے اس کے پاس اپنے دعویٰ کی صداقت کی کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ انفس وآفاق کی سب آیات اس کے بے بنیاد دعویٰ کی نفی پر دلالت کرتی ہیں اور بتاتی ہیں کہ کائنات ارضی وسماوی کا خالق ومالک اور ان کا منتظم ومدبر واحد ویکتا ہے اور اسکی ذات وصفات، افعال اور عبادت میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

۲۱۔ ﴿إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ۔ الآیہ﴾ سورہ مومنون کا آغاز قد افلح المومنون سے کیا گیا تھا کہ اہل ایمان بھی فلاح پانے والے ہیں اور اس سورہ کا اختتام گویا لا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ پر ہو رہا ہے کہ کافر فلاح نہیں پائیں گے اس طرح موضوع کے مثبت اور منفی پہلو کو سامنے رکھنے اصل موضوع کی تکمیل کی گئی ہے کہ فوز وفلاح مومن کا مقدر ہے اور کافر اس سعادت سے محروم ہے۔

۲۲۔ ﴿وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ۔ الآیہ﴾ آخر میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کرکے اور دراصل تمام اہل ایمان کو دعائے مغفرت ورحمت کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ دعا ہے کہ خداوند عالم جملہ اہل ایمان کی مغفرت فرمائے اور ان سب پر نظر رحمت فرما کر انہیں جنت الفردوس کی جاگیر عطا فرمائے بحق النبی وآلہٖ۔

سورہ نور

سورہ نور کے مضامین ومطالب کا خلاصہ یہ ہے:
(۱) اس سورہ کا زیادہ تر حصہ خانگی زندگی کو

بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ١ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ

اس میں کھلی ہوئی آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو (۱) زنا کار عورت اور زنا کار مرد

فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا

ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ اور اللہ کے دین کے معاملہ

تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ

میں تمہیں ان پر ترس نہ آئے اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ

رکھتے ہو اور ان دونوں کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کی ایک جماعت

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ٢ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ

کو موجود رہنا چاہیے (۲) زناکار مرد نکاح نہیں کرتا مگر زنا کار عورت یا

مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ

مشرک عورت کیساتھ اور زنا کار عورت نکاح نہیں کرتی مگر زنا کار مرد یا

مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ٣ وَالَّذِيْنَ

مشرک مرد کیساتھ اور یہ (زنا) اہل ایمان پر حرام قرار دے دیا گیا ہے (۳) اور جو لوگ

يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ

پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور پھر چار گواہ پیش نہ کریں تو

فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ

انہیں اسی (۸۰) کوڑے لگاؤ اور کبھی ان کی کوئی گواہی قبول نہ

شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ٤ اِلَّا

کرو اور یہ لوگ فاسق ہیں (۴) سوائے ان کے جو اس کے بعد توبہ

الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ

کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ

رحم کرنے والا ہے (۵) اور جو (خاوند) اپنی بیویوں پر تہمت (زنا) لگائیں اور (ثبوت کیلئے)

خوشگوار بنانے کے احکام سے متعلق ہے۔ (۲) زنا کی سخت حرمت اور اس کی حد کا بیان اور طریقہ اثبات۔ (۳) قذف یعنی تہمت زنا لگانے کی حرمت اور اس کی حد کا بیان۔ (۴) لعان کا بیان۔ (۵) واقعہ افک کا تذکرہ۔ (۶) عقد بیوگان کا حکم (۷) پردہ اور نگاہ کرنے کے احکام کا بیان۔ (۸) غلام و کنیز سے مکاتبہ کرنے کا حکم۔ (۹) آیت استخلاف کی تفسیر (۱۰) تجارتی کاروبار کا حکم۔ (۱۱) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی اطاعت واحترام کا حکم؟ (۱۲) معذوروں کو بلا اجازت کسی کے ہاں کھانا کھانے کی اجازت کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا۔ الآیہ﴾ یہ خطاب حاکم شرع یعنی نبی یا اس کے نائب خاص یعنی امام یا نائب امام کو ہے کہ زنا کار مرد ہو یا عورت دونوں کو سو سو کوڑے لگاؤ۔ بظاہر اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ زانی اور زانیہ محصن ہوں یا غیر محصن مگر تمام امت مسلمہ کا اجماع واتفاق ہے کہ یہ سزا بالاتفاق سنگسار کرنا ہے اس کی تفصیل فقہی کتابوں میں موضوع کی دوسری جزئیات وتفصیلات تفسیر فیضان الرحمٰن میں دیکھی جائیں۔

۲۔ ﴿اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً۔ الآیہ﴾ اس آیت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ اسے قرآن مجید کی مشکل ترین آیات میں سے تصور کیا جاتا ہے اگر اس آیت کے سیاق وسباق اور اس سلسلہ میں وارد شدہ روایات کا گہری نگاہوں سے جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اس میں انسانی فطرت وجبلت کی ترجمانی کی گئی ہے کہ ہر شخص جس طبیعت اور جس روش ورفتار کا مالک ہو وہ اپنا رفیق حیات اور ساتھی بھی اسی قسم وقماش کا تلاش کرتا ہے بنابریں یہ نہ جملہ خبریہ ہے اور نہ ہی انشائیہ اور نہ کوئی حکم۔ اور ﴿حرم ذٰلك﴾ کا اشارہ اس نکاح وعقد کی طرف نہیں ہے بلکہ زنا کی طرف ہے کہ وہ اہل ایمان پر حرام ہے۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ

انکے پاس خود ان کے سوا کوئی گواہ نہ ہو تو ان میں سے کسی کی گواہی اسطرح معتبر

اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑥

ہو گی کہ وہ چار مرتبہ خدا کی قسم کھائے کہ وہ (اپنے دعوی میں) سچا ہے(۶)

وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ

اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ (اپنے دعوی میں)

الْكٰذِبِيْنَ ⑦ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ

جھوٹا ہے (۷) اور اس عورت سے یہ صورت شرعی حد کو ٹال سکتی ہے

اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ⑧ۙ

کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ وہ (خاوند) جھوٹا ہے (۸)

وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ

اور پانچویں بار یوں قسم کھائے کہ اس پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ (مرد)

الصّٰدِقِيْنَ ⑨ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

سچا ہے (۹) اگر اللہ کا فضل وکرم اور اسکا رحم نہ ہوتا اور یہ (بات نہ ہوتی) کہ اللہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا، بڑا

وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ⑩ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ ع ۱ / ۱۰

حکمت والا ہے (تو اس الزام تراشی کا انجام بڑا دردناک ہوتا) (۱۰) بیشک جو لوگ جھوٹا بہتان

بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ

گھڑ کر لائے ہیں وہ تم ہی میں سے ایک گروہ ہے تم اسے اپنے حق میں برا نہ سمجھو

بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ

بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے اس (گروہ) میں سے ہر آدمی کیلئے اتنا حصہ ہے جتنا اسنے گناہ

مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ

کمایا ہے۔ اور جو ان میں سے اس (گناہ) کے بڑے حصہ کا ذمہ دار ہے اس کیلئے عذاب

عَظِيْمٌ ⑪ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ

بھی بہت بڑا ہے (۱۱) ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم لوگوں نے (یہ) بہتان سنا تھا تو مومن

۳۔ ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں کسی پاکدامن عورت یا مرد پر تہمت زنا لگانے کے گناہ کبیرہ ہونے اور اس کی حد کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس موضوع کی باقی تفصیلات دیکھنے کیلئے تفسیر فیضان الرحمٰن کا مطالعہ کیا جائے۔

۴۔ ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں لعان اور اس کے احکام بیان کئے گئے ہیں جس کی تفصیل معلوم کرنے کیلئے تفسیر فیضان الرحمٰن یا قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفریہ پڑھی جائے۔

۵۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ۔ الآیہ﴾ قرآن مجید نے اس واقعہ افک کو جس انداز میں بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی غیر معمولی واقعہ ہے جس میں ایک پورا گروہ ملوث ہے جسے سخت سرزنش کی جارہی ہے یہ کوئی گھریلو معاملہ نہیں ہے کہ کسی بیوی نے اپنے سوکن پر کوئی الزام عائد کیا ہو۔ اس قصہ کی تفصیلات بخاری و مسلم کے علاوہ عام اسلامی تفاسیر میں مذکور ہیں۔ پوری تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرت ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن فی تفسیر القرآن کی طرف رجوع فرمائیں۔

لمحہ فکریہ: یہ تو درست ہے کہ جن لوگوں نے حضرت پیغمبر اسلامؐ کی جس زوجہ پر تہمت زنا لگائی تھی خدائے علیم و حکیم نے اس کی برائت فرمادی اور اس طرح یہ طوفان تھم گیا۔ مگر قابل غور بات یہ ہے کہ یہ تہمت لگانے والے، اس کی تشہیر کرنے والے اور یہ آتش فتنہ بھڑکانے والے کون تھے؟ اتنا تو سب جانتے ہیں کہ وہ نہ یہود و نصاریٰ وغیرہ غیر مسلم تھے اور نہ ہی چودہویں صدی کے مسلمان تھے بلکہ اسی مقدس اجماع کے افراد تھے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے ﴿الصحابۃ کلھم عدول﴾ جنکے بڑے بڑے فضائل بیان کئے جاتے ہیں اور جن پر تنقید کرنا ناجائز سمجھی جاتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ پورا قرآن مجید عموماً اور سورہ نور کی یہ آیتیں خصوصاً ان کی مذمت سے چھلک رہی ہیں۔ ع

وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ
مرد اور مومن عورتیں اپنوں کے حق میں نیک گمان کرتے اور کہتے کہ یہ تو ایک
مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ
کھلا ہوا بہتان ہے (۱۲) وہ اس پر چار گواہ کیوں نہیں لائے؟ سو جب
لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ
یہ لوگ گواہ نہیں لائے تو یہ اللہ کے نزدیک جھوٹے
الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
ہی ہیں (۱۳) اور اگر تم پر دنیا و آخرت میں خدا کا فضل و کرم اور اس کی رحمت
فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِىْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ
نہ ہوتی تو جس بات میں تم پڑ گئے تھے (اور اس کا چرچا کیا تھا) تمہیں سخت
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۖۚ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ
عذاب پہنچتا (۱۴) جب تم لوگ اس (بہتان) کو ایک دوسرے کی زبان سے نقل کر رہے تھے
بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ
اور اپنے مونہوں سے وہ بات کہہ رہے تھے جسکا خود تمہیں علم نہیں تھا اور تم اسے ایک
هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ اِذْ
معمولی بات سمجھ رہے تھے۔ حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی (۱۵) اور ایسا کیوں
سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ
نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سنی تھی تو کہہ دیتے کہ ہمارے لئے زیبا نہیں ہے کہ یہ بات منہ
سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ
سے نکالیں سبحان اللہ! یہ تو بہت بڑا بہتان ہے (۱۶) اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ تم
تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ
مومن ہو تو آئندہ کبھی اس قسم کی بات نہ کرنا (۱۷) اور اللہ تمہارے
اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ
لئے (اپنی) آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ بڑا جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے (۱۸) اور جو لوگ چاہتے

ناطقہ سر بگریباں ہے کہ اسے کیا کہیئے؟؟

۵۔ (الف) ﴿لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ۔الآیۃ﴾ قرآن اہل ایمان کو کن اخلاق عالیہ کی تعلیم دیتا ہے کہ اس قسم کے مواقع پر جب کوئی مفتری کسی اہل اسلام پر کوئی اتہام لگائے تو تمہیں تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔ تم تذبذب کا شکار نہ ہو بلکہ فوراً کہہ دو سبحان اللہ یہ عظیم بہتان ہے۔ ہمیں یہ بات زیب نہیں دیتی کہ ہم اس بات کو زبان پر بھی لائیں۔ چہ جائیکہ مزے لے لے کر اس کی تشہیر کریں اور اسے لوگوں میں پھیلائیں۔ یہ مشغلہ اللہ کے نزدیک عظیم گناہ ہے یعنی گناہ کبیرہ ہے۔

الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ

ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی و برائی کی اشاعت ہو (اور اس کا چرچا ہو)

اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ

ان کیلئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ

ہے اور تم نہیں جانتے (۱۹) اور اگر تم پر اللہ کا فضل و کرم اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ

ع ۲ ۸ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع

بڑا شفقت والا، بڑا رحم کرنیوالا ہے (تو تم دیکھ لیتے کہ اس بہتان تراشی کا کیا انجام ہوتا) (۲۰)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ

اے ایمان والو! شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو اور جو کوئی شیطان کے نقش قدم پر چلتا ہے

وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ

تو وہ اسے بے حیائی اور ہر طرح کی برائی کا حکم دیتا ہے اور اگر تم پر خدا کا

وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا

فضل و کرم اور اسکی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک و صاف

زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ

نہ ہوتا۔ لیکن اللہ جسے چاہتا ہے اسے پاک و صاف کر دیتا ہے اور

يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا

اللہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے (۲۱) اور جو لوگ تم میں سے مال و دولت

الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى

اور وسعت والے ہیں وہ قسم نہ کھائیں کہ وہ قرابتداروں، مسکینوں اور

وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ښ وَلْيَعْفُوْا

راہ خدا میں ہجرت کرنیوالوں کو کچھ نہیں دینگے چاہیے کہ یہ لوگ معاف کر دیں اور

وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

درگزر کریں کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے؟ اور اللہ

۶۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ۔ الآیۃ﴾ اہل ایمان میں برائی پھیلانے کے دو مفہوم ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ وہ برائی اس قدر عام کی جائے کہ سب اہل ایمان ان کا ارتقاب کرنے لگ جائیں۔ دوسرا یہ کہ ان کی واقعی یا من گھڑت برائیاں لوگوں میں پھیلائی جائیں خواہ یہ نشر و اشاعت تقریر سے ہو یا تحریر سے۔ داخلی و خارجی قرآئن سے اس دوسرے مفہوم کی تائید مزید ہوتی ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جو شخص کسی بندہ مومن کے بارے میں لوگوں کے اندر وہ بات بیان کرے جو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہو اور اپنے کانوں سے سنی ہو مگر وہ بات ایسی ہو جو اس کی عزت کو بٹہ لگاتی ہو تو وہ اسی زمرہ میں داخل ہے جن کی خدا نے یہاں مذمت کی ہے اور فرما رہا ہے کہ ان کیلئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ (کافی وصافی)

۷۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیۃ﴾ اس آیت میں اہل ایمان کو شیطان اور اس کے انصار و اعوان کے نقش قدم پر چلنے کی مناہی کی جا رہی ہے کیونکہ وہ ہمارا ازلی دشمن ہے۔ لہٰذا وہ کبھی اپنے پیروکاروں کو ہدایت اور نیکی کی بات نہیں سمجھائے گا بلکہ اسے جب بھی موقع ملا تو وہ بے حیائی اور ہر قسم کی برائی کی تلقین کرے گا اور وہ کم بخت برے کاموں کو اس انداز میں پیش کرتا ہے کہ ان کے برے نتائج آنکھوں میں اوجھل ہو جاتے ہیں۔

۸۔ ﴿وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ۔ الآیۃ﴾ ام المومنین پر تہمت لگانے والوں میں مسطح بن اثاثہ بھی شامل تھے جو کہ موصوفہ کے والد کے عزیز بھی تھے اور وہ ان کی اعانت بھی کیا کرتے تھے اور اس واقعہ کے بعد انہوں نے قسم کھائی تھی کہ اب وہ ان کی امداد نہیں کریں گے اور یہ صاحب صحابی تھے، مہاجر بھی تھے اور بدری بھی۔ (مجمع البیان وروح المعانی) تو اس آیت میں صاحبان دولت و ثروت کو نصیحت کی جا رہی ہے کہ وہ اس قسم کی قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں اور مسکینوں وغیرہ کی مدد نہیں کریں گے اور انہیں کچھ نہیں دیں گے بلکہ عفو و در

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ

بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنیوالا ہے (۲۲) جو لوگ پاک دامن، بے خبر اور ایمان دار

الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪

عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ

ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے (۲۳) جس دن ان کی زبانیں اور ان کے

اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا

ہاتھ پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے ان کے اعمال کے متعلق جو وہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ

کیا کرتے تھے (۲۴) اس دن اللہ انہیں پورا پورا بدلہ دیگا جسکے وہ حقدار ہیں اور انہیں معلوم

وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾ اَلْخَبِيْثٰتُ

ہو جائیگا کہ اللہ ہی حق ہے جو نمایاں ہے (اور حق کا ظاہر کرنیوالا ہے) (۲۵) ناپاک باتیں،

لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ

ناپاک لوگوں کیلئے (زیبا) ہیں اور ناپاک آدمی ناپاک باتوں کیلئے موزوں (مناسب) ہیں اور اچھی اور ستھری باتیں

لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ

اچھے آدمیوں کیلئے (مناسب) ہیں اور اچھے اور ستھرے آدمی اچھی اور ستھری باتوں کے (لائق) ہیں اور یہ ان باتوں

مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيُّهَا ع ۳ / ۹

سے بری الذمہ ہیں جو لوگ (انکے بارے میں) کہتے ہیں انکے لئے مغفرت ہے اور باعزت روزی (۲۶) اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ

ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک

حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ

کہ اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کرو یہی تمہارے لئے

خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا

بہتر ہے تاکہ نصیحت حاصل کرو (۲۷) پھر اگر ان (گھروں) میں کسی (آدمی)

گزر سے کام لیں اور ان کی اعانت کا سلسلہ جاری رکھیں۔

۹۔ ﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ۔ الآیہ﴾ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس بات کا تعلق عقدِ ازدواج کے ساتھ ہے کہ خبیث اور گندی عورتیں خبیث اور گندے مردوں کیلئے ہیں و بالعکس۔ مگر یہ مفہوم واقعہ اور قرآن کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں ہے کیونکہ قرآن سے ثابت ہے کہ جناب نوح ولوط کے گھر کافرہ بیویاں تھیں اور فرعون کے گھر مومنہ بیوی تھی۔ لہٰذا تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہاں خبیثات سے بری اور گندی باتیں مراد ہیں اور طیبات سے اچھی باتیں اور اچھے عقائد واعمال مراد ہیں مطلب یہ ہے کہ بدگوئی اور بری باتیں برے لوگوں کیلئے ہیں اور اچھی باتیں اور اچھی اعمال اچھے لوگوں کیلئے ہیں اور انہی کو زیبا ہیں الغرض الخبیثات اور الطیبات کا موصوف عورتیں نہیں ہیں بلکہ کلمات ہیں۔ فتدبر۔

۱۰۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ دین اسلام چونکہ خالق فطرت کا بنایا ہوا دین ہے لہٰذا اس کے مقرر کردہ آداب زندگی اور آداب معاشرت ایسے حکیمانہ ہیں کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو بہت سی معاشرتی برائیوں کا سدباب ہو جاتا ہے (۱) گھر چونکہ امن وسکون کی جگہ ہے اس لئے اسلام نے اس کی چار دیواری کا یہ تقدس دیا ہے کہ اگر کسی کے گھر میں جانا ہو تو پہلے اجازت حاصل کر کے جائے اور پیشگی اجازت کے بغیر کوئی شخص اندر داخل ہونے کا مجاز نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے بعض اوقات گھر والوں کو کوفت ہوتی ہے اور ان کی آزادی میں خلل پڑتا ہے۔ (۲) جب اجازت مل جائے تو پھر اہل خانہ کو سلام کیا جائے۔ مخفی نہ رہے کہ اجازت حاصل کرنا واجب ہے اور سلام کرنا مستحب ہے۔ نیز یہ اجازت حاصل کرنے کی کوشش زیادہ سے زیادہ تین بار کرنی چاہیے۔ بس اگر مل جائے تو فبہا ورنہ واپس چلا جانا چاہیے اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو پھر بھی واپس چلا جانا چاہیے۔ یہاں تک کہ گھر والا

فِيهَآ أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَإِنْ
کو نہ پاؤ تو ان میں داخل نہ ہو جب تک کہ تمہیں اجازت نہ مل جائے اور اگر تم سے کہا جائے
قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكٰى لَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ
کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ یہ (طریقہ کار) تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہے اور تم
بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ
جو کچھ کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے (۲۸) (ہاں البتہ) ایسے گھروں میں داخل ہونے میں
تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ ۚ
تمہارے لئے کوئی مذائقہ نہیں ہے جن میں کوئی رہائش نہیں رکھتا جبکہ ان میں تمہارا کچھ سامان ہو اور اللہ اسے
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿۲۹﴾ قُلْ
بھی خوب جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور اسے بھی جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو (۲۹) (اے
لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا
رسولؐ) آپ مومن مردوں سے کہہ دیجئے! کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں
فُرُوجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ أَزْكٰى لَهُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا
یہ (طریقہ) انکے لئے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے بیشک لوگ جو کچھ کیا کرتے ہیں اللہ اس سے
يَصْنَعُونَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ
خوب واقف ہے (۳۰) اور (اے رسولؐ) آپ مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی
أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ
نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت و آرائش کو ظاہر نہ کریں
إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ
سوائے اس کے جو خود ظاہر ہو اور چاہیے کہ وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور
وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ
اپنی زیبائش و آرائش ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہروں کے، یا اپنے باپ داداؤں کے،
آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ
یا اپنے شوہروں کے باپ داداؤں کے، یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے،

آئے اور اجازت دے۔

۱۱۔ ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ۔ الآیہ﴾ اسلام جو کہ دین فطرت ہے صرف بدکاری اور برائی سے روکتا ہی نہیں اور صرف اس کے ارتکاب پر سزا ہی نہیں دیتا بلکہ اس کا راستہ روکتے ہوئے ان تمام مقدمات اور وسائل پر بھی پابندی عائد کرتا ہے جن سے دل ودماغ میں کسی گناہ کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے زنا کاری کو حرام قرار دیا ہے تو اس کے تمام مقدمات از قسم نگاہ بد، دست درازی اور بوس وکنار وغیرہ کو بھی حرام قرار دیا ہے تا کہ وہ اس دلدل میں پھنسنے سے بچ جائیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ مومن مردوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور تاز بازنہ کریں۔ اور یہی حکم عورتوں کیلئے ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور تاز بازی نہ کریں۔ اور نہ ہی اپنی حسن کی نمائش کریں اور نہ اپنے زیب وزینت کا اظہار کریں۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ عورتیں چہرہ وغیرہ کو چھپائیں کیونکہ ہر قسم کے فتنہ وفساد کی جڑ تو چہرہ اور آنکھیں ہی ہیں۔

اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِىۡۤ اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِىۡۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوۡ
یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی (ہم مذہب)

نِسَآئِهِنَّ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيۡنَ
عورتوں کے یا اپنے غلاموں یا لونڈیوں کے یا اپنے نوکروں چاکروں کے

غَيۡرِ اُولِى الۡاِرۡبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِيۡنَ لَمۡ
جو جنسی خواہش نہ رکھتے ہوں یا ان بچوں کے جو ابھی عورتوں کی پردہ والی

يَظۡهَرُوۡا عَلٰى عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ
باتوں سے واقف نہیں ہیں اور وہ اپنے پاؤں (زمین پر) اس طرح

لِيُـعۡلَمَ مَا يُخۡفِيۡنَ مِنۡ زِيۡنَتِهِنَّ ؕ وَتُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ
نہ ماریں کہ جس سے ان کی وہ زیبائش و آرائش معلوم ہو جائے جسے وہ چھپائے ہوئے ہیں

جَمِيۡعًا اَيُّهَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۱﴾
اے اہل ایمان! تم سب مل کر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ (۳۱)

وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ
اور تم میں جو (مرد و زن) بے نکاح ہیں ان کا نکاح کرو نیز اپنے غلاموں اور کنیزوں میں سے

وَاِمَآئِكُمۡ ؕ اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ
بھی جو (نکاح کے) قابل ہوں ان کا بھی نکاح کرو اگر وہ غریب و نادار ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے

فَضۡلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۳۲﴾ وَلۡيَسۡتَعۡفِفِ
فضل و کرم سے مالدار بنا دیگا اور اللہ بڑی وسعت والا، بڑا علم والا ہے (۳۲) اور جو نکاح کرنیکی قدرت نہیں

الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغۡنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنۡ
رکھتے انہیں چاہیے کہ عفت اور ضبط نفس سے کام لیں۔ یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے

فَضۡلِهٖ ؕ وَالَّذِيۡنَ يَبۡتَغُوۡنَ الۡكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتۡ
فضل سے غنی کر دے اور تمہارے مملوکہ غلاموں اور کنیزوں میں سے جو مکاتب بننے

اَيۡمَانُكُمۡ فَكَاتِبُوۡهُمۡ اِنۡ عَلِمۡتُمۡ فِيۡهِمۡ خَيۡرًا ۖ
کے خواہش مند ہوں۔ تو اگر تمہیں ان سے کوئی بھلائی معلوم ہو تو ان سے

۱۲۔ ﴿وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ ۔الآیہ﴾ اس آیت میں رنڈوں اور رانڈوں کو عقد ثانی کا حکم دیا جا رہا ہے خالق حکیم نے اپنی حکمت کاملہ سے ہر انسان اور ہر مرد و زن میں جنسی جذبہ یا صنفی کشش ودیعت فرمائی ہے۔ تو پھر اس جذبہ کے کچلنے کا حکم نہیں دیا بلکہ اس کی تسکین کیلئے کچھ حدود و قیود مقررہ کئے ہیں اس لئے نکاح کا دروازہ کھلا رکھا ہے جو اس جذبہ کی تسکین کا عقلائی اور شرعی طریقہ ہے اسی لئے شریعت والدین کو حکم دیتی ہے کہ جب اولاد سن بلوغت کو پہنچے تو سب سے پہلے اس کے عقد وازدواج کا اہتمام کریں تا کہ ان کا دامن اس گناہ کی آلودگی سے ملوث نہ ہو اور وہی شریعت اس عورت کو جس کا خاوند مر گیا ہو یا اس مرد کو جس کی بیوی مر گئی ہو عقد ثانی کا استحبابی حکم دیتی ہے تا کہ ان کا دامن اس گناہ و عصیان کے داغ سے داغدار نہ ہو۔ نیز اس آیت میں اپنے غلاموں اور کنیزوں کے عقد نکاح کا بھی استحبابی حکم دیا گیا ہے۔ اگر چہ آج کل یہ قضیہ سالبہ بانتفاء موضوع ہے یعنی نہ کوئی غلام ہے اور نہ کوئی کنیز جن پر شرعاً غلام اور کنیز کا اطلاق ہو سکے۔

۱۳۔ ﴿وَلۡيَسۡتَعۡفِفِ الَّذِيۡنَ ۔الآیہ﴾ اس آیت کے مفہوم کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ مال و دولت کی کمی وجہ سے مہر اور بیوی کا نان و نفقہ ادا نہ کرسکنے کی وجہ سے شادی کرنے پر قدرت نہیں رکھتے وہ عفت و پاکدامنی کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھیں اور خدا کے فضل و کرم کے امیدوار رہیں کہ وہ انہیں مالدار بنا دے اور وہ آسانی سے عقد نکاح کے اخراجات برداشت کر سکیں۔ اور شادی کر کے اپنی خانہ آبادی کریں۔

۱۴ ـ ﴿اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ۔ الآیہ﴾ یہاں خدا پر نور کا اطلاق مجاز مرسل کے طور پر ہوا ہے یعنی نور بمعنی منور استعمال ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کو سورج و چاند اور ستاروں سے روشن کرنے والا ہے اور چونکہ نور کے ایک معنی ہدایت کے بھی ہیں بنابریں مفہوم یہ ہوگا کہ خدا اہل آسمان و اہل زمین کا ہادی ہے۔ اس آیت نور کا صحیح مفہوم سمجھنے کے خواہشمند حضرات ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع فرمائیں۔

وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِىۡۤ اٰتٰٮكُمۡ‌ؕ وَلَا

مکاتبہ کر لو اور تم اللہ کے مال میں سے انہیں عطا کرو اور اپنی جوان

تُكۡرِهُوۡا فَتَيٰتِكُمۡ عَلَى الۡبِغَآءِ اِنۡ اَرَدۡنَ تَحَصُّنًا

کنیزوں کو محض دنیوی رنگ کا کچھ سامان حاصل کرنے کیلئے بدکاری پر

لِّتَبۡتَغُوۡا عَرَضَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا‌ ؕ وَمَنۡ يُّكۡرِهْهُّنَّ

مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاک دامن رہنا چاہتی ہوں اگر کوئی انہیں مجبور کرے

فَاِنَّ اللّٰهَ مِنۡۢ بَعۡدِ اِكۡرَاهِهِنَّ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳۳﴾

تو بیشک ان کو مجبور کرنے کے بعد بھی اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنیوالا ہے (۳۳)

وَلَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ

بیشک ہم نے تم لوگوں کی طرف واضح آیتیں نازل کی ہیں اور تم سے پہلے گزرے

ع ۴ ۱۰ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَمَوۡعِظَةً لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۳۴﴾

ہوئے لوگوں کی مثالیں بھی اور پرہیزگاروں کیلئے پند و نصیحت بھی (۳۴)

اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال یہ ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا

فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ‌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ‌ ؕ اَلزُّجَاجَةُ

ہوا ہو (اور) چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور (وہ) قندیل گویا موتی کی طرح

كَاَنَّهَا كَوۡكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَةٍ مُّبٰـرَكَةٍ

چمکتا ہوا ایک ستارہ ہے (اور وہ چراغ) زیتون کے بابرکت درخت (کے تیل)

زَيۡتُوۡنَةٍ لَّا شَرۡقِيَّةٍ وَّلَا غَرۡبِيَّةٍ ۙ يَّـكَادُ زَيۡتُهَا

سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی قریب ہے کہ اس کا تیل

يُضِىۡٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡهُ نَارٌ‌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰى نُوۡرٍ‌ ؕ يَهۡدِى

خود بخود بھڑک اٹھے اگرچہ آگ نے اسے چھوا بھی نہ ہو یہ نور بالائے نور ہے

اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ وَيَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ

اللہ جسکو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت فرماتا ہے اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں

لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۟ۙ﴿۳۵﴾ فِیْ بُیُوْتٍ

بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا بڑا جاننے والا ہے (۳۵) (یہ ہدایت پانے والے) ایسے گھروں

اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ

میں ہیں جنکے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے اور ان میں خدا کا نام لیا جائے

فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۟ۙ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ

ان میں ایسے لوگ صبح و شام اسکی تسبیح کرتے ہیں (۳۶) جنہیں کوئی تجارت اور (خرید)

تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ

فروخت اللہ کی یاد سے نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں

وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ

کرتی (کیونکہ) وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن دل اور

الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۟ۙ﴿۳۷﴾ لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا

نگاہیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی (۳۷) تاکہ اللہ ان کو ان کے بہترین اعمال کی

عَمِلُوْا وَیَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ

جزا دے اور اپنے فضل سے مزید نوازے اور اللہ جسے چاہتا ہے اسے

یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ

بے حساب رزق عطا کرتا ہے (۳۸) اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا انکے اعمال سراب کی مانند ہیں جو ایک

كَسَرَابٍۭ بِقِیْعَةٍ یَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤی اِذَا

چٹیل میدان میں ہو جسے آدمی پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب اسکے پاس جاتا ہے تو

جَآءَهٗ لَمْ یَجِدْهُ شَیْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ

اسے کچھ نہیں پاتا بلکہ وہاں اللہ کو موجود پاتا ہے جس نے اسکا پورا پورا حساب چکا دیا۔

حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۟ۙ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ

اور اللہ بہت جلدی حساب لینے والا ہے (۳۹) یا پھر انکی مثال ایسی ہے جیسے

بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ

گہرے سمندر میں اندھیرا کہ اسے ایک موج ڈھانپ لے پھر اس (موج) کے

۱۵۔ ﴿فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ یعنی یہ مشکوٰۃ یا یہ چراغ ہدایت یا اس چراغ سے ہدایت پانے والے ایسے گھروں میں پائے جاتے ہیں جن کو بلند کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے ان گھروں سے کون سے گھر مراد ہیں؟ اس میں مفسرین اسلام میں فی الجملہ اختلاف ہے۔ (۱) بعض نے اس سے مساجد مراد لی ہیں۔ (۲) بعض نے انبیاء و مرسلین کے گھر۔ جیسا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ کسی صحابی نے عرض کیا کہ آیا علیؑ و بتولؑ کا گھر بھی انہی گھروں میں سے ہے؟ فرمایا: ہاں ﴿من افضلها﴾ یہ ان میں سے خاص فضیلت والا گھر ہے۔ (مجمع البیان) بہرحال یہاں بلندی سے اس کی تعظیم و تکریم مراد ہے نہ کہ ظاہری بلندی کما لا یخفٰی۔

۱۶۔ ﴿وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم نے کفار کے اعمال کی دو مثالیں دے کر ان کے بے کار ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کیونکہ اعمال کی قبولیت کی شرط اعظم ایمان ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے ﴿ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثٰی وھو مومن﴾ کہ جو مرد و عورت بھی نیک عمل کرے بشرطیکہ وہ مومن ہو اسے ضرور اس کے عمل کی جزاء دی جائے گی۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر ایمان نہیں ہے تو پھر سب عمل بے کار ہے وہ سراب ہے آب نہیں ہے وہ ظلمت ہے نور نہیں ہے۔ اس سے ان لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں جو صرف عمل کو نجات کی بنیاد قرار دیتے ہیں اور ایمان کی قید نہیں لگاتے واللہ الہادی۔

سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ

اوپر ایک اور موج ہو اور پھر اسکے اوپر بادل ہو الغرض اندھیروں پر اندھیرا کہ اگر

يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا

کوئی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے دیکھ نہ پائے اور جسے اللہ نور (ہدایت) نہ دے تو اس

فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي ع ۵ / ۱۱

کے لئے کوئی نور نہیں ہے (۴۰) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کوئی آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰۗفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ

زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور پر پھیلائے ہوئے پرندے بھی

صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾

ہر ایک اپنی اپنی (مخصوص) نماز و تسبیح کو جانتا ہے (۴۱)

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ

اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کیلئے ہے اور اللہ ہی کی طرف (سب کی)

الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ

بازگشت ہے (۴۲) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادل کو آہستہ آہستہ چلاتا ہے پھر اس کے

بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ

ٹکڑوں کو باہم ملاتا ہے پھر اسے تہہ بہ تہہ کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ اسکے درمیان سے بارش

خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ

نکلواتا ہے اور وہ (اللہ) آسمان سے پہاڑوں کی شکل کے بادلوں سے برف یعنی

بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ

اولے برساتا ہے پھر ان کو جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا

يَّشَاۗءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾

دیتا ہے قریب ہے کہ اسکی بجلی کی چمک آنکھوں (کی بینائی) کو لے جائے (۴۳)

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً

اللہ رات دن کو ادل بدلتا رہتا ہے بیشک اس میں آنکھوں والوں

۱۷ـ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ ـ الآیہ﴾ جسے خدا سیدھے راستہ پر چلنے کی توفیق نہ دے اس کیلئے جہالت وضلالت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے اور اللہ کی توفیق بھی ان لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے جو حق وحقیقت اور سیدھے راستے کو ڈھونڈنا چاہتے ہیں والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین۔

۱۷(الف) ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ ـ الآیہ﴾ کائنات ارضی وسماوی کی ہر چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ جن وانس اور ملائکہ کی تسبیح تشریعی ہے اور زمین و آسمان اور دوسرے بے جان چیزوں کی تسبیح تکوینی ہے اور ہوا میں اڑنے والے پرندے جو پر کھول کر خدا کی تسبیح کرتے ہیں اس سے بھی ان کی تسبیح تکوینی مراد ہے۔ ﴿ولکن لا تفقھون تسبیحھم﴾ مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔

لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ﴿٤٤﴾ وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّن مَّاءٍ
کیلئے (سامان) عبرت ہے (۴۴) اور اللہ ہی نے زمین پر چلنے والے ہر جاندار
فَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي
کو (ایک خاص) پانی سے پیدا کیا ہے تو ان میں سے کوئی پیٹ کے بل
عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ يَخْلُقُ
چلتا ہے اور کوئی دو ٹانگوں پر چلتا ہے اور کوئی چار ٹانگوں پر اللہ جو
اللَّهُ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٥﴾ لَّقَدْ
چاہتا ہے پیدا کرتا ہے بیشک اللہ ہر شئے پر پوری قدرت رکھتا ہے (۴۵) یقیناً ہم نے
أَنزَلْنَا آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ
حقیقت واضح کرنے والی آیتیں نازل کر دی ہیں اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤٦﴾ وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ
کی طرف راہنمائی کر دیتا ہے (۴۶) اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسولؐ پر ایمان لائے
وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ
ہیں اور ہم نے اطاعت بھی کی مگر اسکے بعد ان میں سے ایک گروہ منہ پھیر لیتا ہے اور
وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ
ایسے لوگ (ہرگز) مومن نہیں ہیں (۴۷) اور جب انہیں خدا اور رسولؐ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسولؐ
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٤٨﴾ وَ
انکے درمیان فیصلہ کر دیں تو ایک دم ان میں سے ایک گروہ روگردان ہو جاتا ہے (۴۸) اور
إِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿٤٩﴾ أَفِي
اگر حق انکے موافق ہو (اسمیں انکا فائدہ) تو پھر سر تسلیم خم کئے اس (رسولؐ) کی طرف آجاتے ہیں (۴۹)
قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ
انکے دلوں میں (نفاق وغیرہ) کی کوئی بیماری ہے یا (اسلام کے متعلق) شک میں مبتلا ہیں یا پھر ڈرتے ہیں
اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٥٠﴾ ع ۲ ۱۲
کہ اللہ اور اسکا رسولؐ انکے ساتھ زیادتی کریں گے؟ (نہیں) بلکہ یہ لوگ خود ظلم و زیادتی کرنیوالے ہیں (۵۰)

۱۸ ۔ ﴿وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ الآیہ﴾ اس آیت میں کچھ منافقین کا تذکرہ کیا جارہا ہے جن کے قول و فعل میں تضاد پایا جاتا ہے وہ زبان سے تو خدا اور رسول پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر جب ان کو خدا و رسول سے فیصلہ کرانے کو کہا جائے تو روگردانی اختیار کرتے ہیں اور ان کے قول و فعل کا یہ تضاد ان کے نفاق کی ناقابل رد دلیل ہے اور اس بات کی کہ ایمان ابھی انکے دلوں میں راسخ نہیں ہوا۔ ہاں البتہ وہ صرف اسی صورت میں شرعی فیصلہ پر راضی ہوتے ہیں جب انہیں امید ہو کہ فیصلہ ان کے حق میں ہوگا جیسا کہ آج کل کے مدعیان ایمان کا عمل و کردار بھی ایسا ہی ہے کہ وہ بڑے سے بڑے عالم دین کا فتویٰ اسی صورت میں قبول کرتے ہیں جب وہ ان کے مفاد میں ہو۔ بصورت دیگر وہ اس کے ماننے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ

اہل ایمان کو جب خدا اور رسولؐ کی طرف بلایا جائے کہ وہ (رسولؐ) ان کے

وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا

درمیان فیصلہ کریں تو ان کا قول یہ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور

وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَنْ يُطِعِ

اطاعت کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (۵۱) اور جو کوئی اللہ اور اس

اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

کے رسولؐ کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری اختیار کرے (اسکی نافرمانی سے بچے) تو

الْفَائِزُونَ ﴿٥٢﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ

ایسے ہی لوگ کامیاب ہونیوالے ہیں (۵۲) اور یہ (منافق) اپنے مقدور بھر اللہ کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ

أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُلْ لَا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ ۚ

اگر آپ انہیں حکم دیںگے تو وہ (اپنے گھروں سے بھی) نکل کھڑے ہونگے آپ کہیئے کہ تم قسمیں نہ کھاؤ پس معروف و

إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٥٣﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ

معلوم فرمانبرداری مطلوب ہے بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے (۵۳) آپ کہہ دیجئے! کہ تم

وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا

اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور اگر تم روگردانی کروگے تو اس (رسولؐ) کے ذمہ وہی ہے جو

حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ

بار اس پر ڈالا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جو بار تم پر ڈالا گیا ہے اور تم اگر اسکی اطاعت کروگے تو خود ہی

وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٥٤﴾ وَعَدَ اللَّهُ

ہدایت پاؤگے۔ ورنہ رسولؐ کے ذمہ واضح طور پر پیغام پہنچانے کے سوا کچھ نہیں ہے (۵۴) جو لوگ تم میں

الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ

سے ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں

فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

زمین میں اسی طرح جانشین بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے

۱۹۔ ﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ ۔الآیہ﴾ منافقین کی روش ورفتار کے تذکرہ کے بعد اس مخلص اہل ایمان کے کردار کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ جب انہیں خدا ورسولؐ کے فیصلے کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ سمعاً وطاعۃ کہتے ہوئے حاضر ہوجاتے ہیں۔

۲۰۔ ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۔الآیہ﴾ یہاں فلاح کو نین حاصل کرنے کا قانون بتایا جارہا ہے کہ دنیا وآخرت میں کامیاب و کامران ہونے کا راز تین باتوں میں مضمر ہے: (۱) ایمان کے بعد خدا ورسولؐ کی اطاعت کرنا۔ (۲) اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کی عصیان کاری سے بچنا۔ (۳) تقوائے الٰہی اختیار کرنا اور اس کے اوامر پر عمل درآمد کرنا۔ ﴿فاولئك هم المفلحون﴾

۲۱۔ ﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ ۔الآیہ﴾ باوجودیکہ برادران اسلامی نصی خلافت کے قائل نہیں ہیں بلکہ اجماعی اور شورائی وغیرہ کے قائل ہیں مگر انکے مناظرین اور بعض مفسرین بڑے شدومد کے ساتھ اس آیت سے اپنے خلفاء ثلاثہ کی خلافت پر استدلال کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ عندالتحقیق اس آیت کا متنازعہ مسئلہ کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ کیونکہ خلافت سے یہاں خلافت نبویہ مراد نہیں ہے بلکہ خلافت ارضی مراد ہے۔ یعنی خدا نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اسلام کی مدد کرے گا اور مسلمانوں کو کافروں کی زمین کا وارث بنائے گا۔ (تفسیر ابن جریر، معالم التنزیل، ابن کثیر وغیرہ) نیز اس خلافت ارضی سے اگر جزئی خلافت مراد لی جائے تو یہ مقصد فتح مکہ کے بعد حاصل ہوگیا تھا۔ ﴿لقد صدق الله ورسوله الرؤيا بالحق﴾ (فتح: ۲۶) اور اگر اس سے کلی خلافت ارضی مراد لی جائے تو پھر یہ وعدہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور اور جناب عیسٰی علیہ السلام کے نزول کے وقت پورا ہوگا۔ جبکہ دین اسلام کو پوری کائنات پر اس طرح غلبہ حاصل ہوگا کہ تمام ادیان باطلہ حرف غلط کی طرف مٹ جائیں گے اور سب دینوں والے اسلام میں داخل ہوجائیں گے۔ (تفسیر

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ

لوگوں کو بنایا تھا۔ اور جس دین کو اللہ نے پسند کیا ہے وہ انہیں ضرور اس پر

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي

قدرت دے گا۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ

پس وہ میری عبادت کریں اور کسی کو میرا شریک نہ بنائیں۔ اور جو اس کے

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۵۵﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ

بعد کفر اختیار کرے وہی لوگ فاسق ہیں (۵۵) اور نماز قائم کرو

وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ

اور زکوٰۃ دو۔ اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا

تُرْحَمُونَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي

جائے (۵۶) جو لوگ کافر ہیں ان کے بارے میں خیال نہ کرو کہ وہ زمین

الْأَرْضِ ۚ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۵۷﴾ ع ۷ / ۱۳

میں (خدا کو) عاجز کر دیں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے (۵۷)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ

اے ایمان والو! چاہیے کہ تمہارے غلام اور وہ بچے جو ابھی حد بلوغ کو نہیں پہنچے (گھروں میں

أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ

داخل ہوتے وقت) تین بار تم سے اجازت طلب کریں۔ نماز صبح سے پہلے، اور جس

ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۚ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ

وقت تم دوپہر کو اپنے کپڑے اتار دیتے ہو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین

تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ

وقت (آرام کرنے کے لئے) تمہارے لئے پردے کے وقت ہیں

الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

ان اوقات کے علاوہ تم پر اور ان پر کوئی حرج نہیں ہے تم لوگ ایک دوسرے

صافی وبرہان، در منثور، خازن وغیرہ) الغرض اس آیت کا اسلامی خلافت نبویہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اس سے جزئی خلافت ارضی مراد ہے جو مسلمانوں کو پیغمبر اسلامؐ کے حین حیات میں فتح مکہ کے بعد حاصل ہوگئی تھی اور ان کے ہتھیار اتر گئے تھے، امن وامان حاصل ہوگیا تھا اور فی الجملہ تمکین دین بھی حاصل ہوگئی تھی والحمد للہ رب العالمین۔

۲۲۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ۔ الآیہ﴾ اسی سورہ کی آیت ۲۷ میں اجازت کے بغیر کسی کے گھر میں داخل ہونے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اور اگر اجازت نہ ملے تو واپس جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور آیت ۳۱ میں پردہ کا حکم دیا گیا ہے اور بعض نسبی وسببی رشتہ داروں کے سامنے آرائش وزیبائش کی اجازت دی گئی ہے۔ اور یہاں غلاموں، کنیزوں اور نابالغ بچوں کو بھی تین اوقات میں اجازت کے بغیر اندر آنے کی مناہی کی جارہی ہے: (۱) صبح کی نماز سے پہلے۔ (۲) دوپہر کے وقت۔ (۳) نماز عشاء کے بعد کیونکہ یہ اوقات تخلیہ کے ہوتے ہیں جن میں آدمی اپنی بیوی کے ہمراہ ہوتا ہے یا بستر میں سہل انگیزی سے کام لیتا ہے اور وہ اس حال میں کسی بچہ کا آنا بھی گوارا نہیں کرتا۔

وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ
کے پاس بار بار چکر لگاتے رہتے ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ آیتوں
بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ
کو کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ بڑا جاننے والا،
الْآيَاتِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٨﴾ وَإِذَا بَلَغَ
بڑا حکمت والا ہے (۵۸) اور جب تمہارے لڑکے حد بلوغ کو
الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا
پہنچ جائیں تو انہیں بھی اسی طرح اجازت لینی چاہیے جس طرح ان سے پہلے
اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ
لوگ (اپنے بڑوں سے) اجازت لیتے رہے ہیں اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی
لَكُمْ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾ وَالْقَوَاعِدُ
آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ بڑا جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے(۵۹) اور وہ عورتیں
مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ
جو (بڑھاپے کی وجہ سے) خانہ نشین ہوگئی ہوں جنہیں نکاح کی کوئی آرزو نہ ہو ان کیلئے کوئی حرج نہیں ہے
جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ
کہ وہ اپنے (پردہ کے) کپڑے اتار کر رکھ دیں بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والیاں نہ ہوں اور
بِزِينَةٍ ۖ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ
اگر اس سے بھی باز رہیں (اور پاکدامنی سے کام لیں) تو یہ اور بہتر ہے اور اللہ بڑا سننے والا، بڑا
عَلِيمٌ ﴿٦٠﴾ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ
جاننے والا ہے(۶۰) اور اندھے کیلئے کوئی مذائقہ نہیں ہے اور نہ ہی لنگڑے کیلئے کوئی مذائقہ
حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ
ہے اور نہ بیمار کیلئے اور نہ خود تمہارے لئے کوئی حرج ہے کہ تم اپنے گھروں
أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ
سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے

۲۳۔ ﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ۔ الآیہ﴾ گزشتہ آیت میں نابالغ بچوں کے اوقات مخصوصہ میں اجازت کے بغیر اندر آنے کی مناہی کی گئی تھی اور اس آیت میں بالغ لڑکوں کے احکام بیان کئے جارہے ہیں کہ ان پر اذن اور پردہ کی پابندی بڑے لوگوں کی طرح لازم ہے۔

۲۴۔ ﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ۔ الآیہ﴾ جو عورت کبرسنی اور بڑھاپے کی وجہ سے خانہ نشین ہوجائے نہ اسے مردوں کی خواہش ہو اور نہ کوئی اس میں رغبت کرے تو اگر وہ برہ یا اوپر اوڑھنے والی چادر اتار دے تو جائز ہے بشرطیکہ اس حالت میں بھی اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار مقصود نہ ہو لیکن اگر بایں ہمہ پارسائی سے کام لے یعنی برقعہ وغیرہ نہ اتارے تو یہ بہتر ہے اللہ اللہ! پردہ کا کیا اہتمام ہے؟

۲۵۔ ﴿لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ۔ الآیہ﴾ مروی ہے کہ بعض صحابہ کرام شدت ورع و تقویٰ کی وجہ سے اندھے، لنگڑے اور بیمار کے ساتھ اس لئے کھانا نہیں کھاتے تھے کہ معذوری کیوجہ سے ان کی حق تلفی نہ ہوجائے تو خدا فرمارہا ہے کہ ان کے ساتھ کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے نیز نامبردہ لوگوں کے گھروں سے مل کر کھانے یا الگ الگ کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے الغرض جب تک ان لوگوں کی ناراضی اور ناگواری کا علم نہ ہو تو آدمی بقدر ضرورت ان کے ہاں سے کھانا کھا سکتا ہے۔

بُيُوتِ أُمَّهٰتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
یا اپنے بھائیوں یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں
أَخَوٰتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں یا اپنے ماموؤں کے گھروں یا اپنے خالاؤں
عَمّٰتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خٰلٰتِكُمْ
کے گھروں سے یا انکے گھروں سے جنکی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے
أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَفَاتِحَهٗٓ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۭ لَيْسَ
دوستوں کے گھروں سے تمہارے لئے کوئی مذائقہ نہیں ہے کہ اکٹھے ہو کر کھاؤ یا
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۭ
الگ الگ (ہاں البتہ) جب گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے لوگوں
فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً
کو سلام کر لیا کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے پاکیزہ اور بابرکت ہدیہ
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ
ہے اللہ اسی طرح آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے
لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦١﴾ ع اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ ع ۸ ۱۲
تاکہ تم عقل سے کام لو (۶۱) مومن تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى
اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور جب کسی اجتماعی معاملہ میں
اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ اِنَّ
رسولؐ کے ساتھ ہوتے ہیں تو جب تک آپ سے اجازت نہیں لیتے
الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
کہیں نہیں جاتے۔ بیشک جو لوگ آپ سے اجازت مانگتے ہیں وہی اللہ اور
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ
اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس جب وہ آپ سے اپنے کسی کام کیلئے

۲۶۔ ﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ ۔الآیہ﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے گھر میں داخل ہو تو اگر وہاں کوئی مسلمان موجود ہو تو اس پر سلام کرے ﴿السلام علیکم﴾ اور اگر کوئی نہ ہو تو پھر اپنے اوپر کرے ﴿السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین﴾ اور اگر کوئی غیر مسلمان موجود ہو تو پھر یوں سلام کرے ﴿السلام علی من اتبع الھدیٰ﴾

۲۷۔ ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ۔الآیہ﴾ سابقہ آیتوں میں مسلمانوں کو اپنے رشتہ داروں اور دوسرے عام مسلمانوں کے ساتھ کیا طرز معاشرت اختیار کرنی چاہیے؟ اس کی ہدایت کی گئی تھی! اور یہاں انہیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا طریقہ معاشرت اختیار کرنا چاہیے؟ اس کی تعلیم دی جارہی ہے چنانچہ پہلا طریقہ معاشرت یہ ہے کہ جب انہیں کسی ایسے اہم معاملہ کیلئے بلایا جائے جو اجتماعیت کا تقاضا کرتا ہے جیسے جہاد یا کسی اہم معاملہ میں مشاورت یا نماز جمعہ وغیرہ تو جب تک وہ کام اختتام پذیر نہ ہو تب تک واپس نہ جائیں۔ اور اگر جانا ناگزیر ہو تو پھر اجازت طلب کرکے جائیں جس کا اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے کہ دیں یا نہ دیں۔

فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ

اجازت مانگیں تو آپ ان میں سے جسے چاہیں اجازت دے دیں اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۶۲ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ

کریں۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنیوالا ہے (۶۲) اے ایمان والو! اپنے درمیان

بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ

رسولؐ کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی طرح نہ بناؤ۔ اللہ ان لوگوں کو

الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ

خوب جانتا ہے جو تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ لیکر کھسک جاتے ہیں۔ جو لوگ حکم خدا سے

يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ

انحراف کرتے ہیں انکو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں یا انہیں

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۶۳ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

کوئی دردناک عذاب نہ پہنچ جائے (۶۳) خبردار! جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں وہ اللہ ہی کا

قَدْ يَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ

ہے تم جس حال میں ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے اور اس دن کو بھی جب لوگ اسکی بارگاہ میں

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۝۶۴ ع ۹ ۴ ۱۵

لوٹائے جائیں گے تو وہ انہیں بتائے گا جو کچھ وہ کرتے رہے تھے۔ اور اللہ ہر چیز کا بڑا جاننے والا ہے (۶۴)

ایاتها ۷۷ ۲۵ سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ۴۲ رکوعاتها ۶

سورہ الفرقان۔ مکی ہے۔ آیات ۷۷۔ ۶ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ

بابرکت ہے وہ خدا جس نے اپنے (خاص) بندہ پر فرقان نازل کیا ہے تاکہ وہ تمام جہانوں کیلئے

لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ ۝۱ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

ڈرانے والا بن جائے (۱) جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اس

۲۸۔ ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ۔ الآیہ﴾ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلانا ہو تو اس طرح روکھے پھیکے انداز میں نہ بلائیں جس طرح خود ایک دوسرے کو نام لے کر بلاتے ہیں بلکہ بڑے ادب و احترام کے ساتھ جیسے یا نبی اللہ! یا حبیب اللہ وغیرہ کہہ کر بلائیں کیونکہ آپؐ کا احترام شان توحید کے منافی نہیں ہے بلکہ یہ خدا اور اس کے حکم کا احترام ہے کما لا یخفٰی۔

سورہ فرقان

سورہ فرقان کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے:
(۱) اس کی ابتدائی آیات میں توحید، رسالت اور قرآن کا تذکرہ ہے۔ (۲) سابقہ موضوعات پر مشرکین کے ایرادات اور خدا کے جوابات۔ (۳) انبیاء ورسل کی دعوت حق سے منہ موڑنے والوں کے انجام بد کا تذکرہ۔ (۴) تمام انبیاء کے بشر ہونے کا تذکرہ۔ (۵) قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امت کے قرآن کو پس پشت ڈالنے کی شکایت کرنا۔ (۶) بدعمل وبدکردار انسان کے جانوروں سے بدتر ہونے کا بیان۔ (۷) اللہ کے مخلص بندوں کی شان وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ۔ الآیہ﴾ دوسری بہت سی آیات وروایات کی طرح اس آیت سے بھی بعبارۃ النص یہ حقیقت واضح وعیاں ہوتی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت ہر قسم کے زمان ومکان کی حدود سے ماوراء ہے بلکہ آپ ساری کائنات اور تمام جہانوں کے نبی ورسول ہیں اور یہ بات آپ کی ختم نبوت کی بہترین دلیل ہے۔ کما لا یخفٰی۔

وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ

نے کسی کو اولاد نہیں بنایا۔ اور نہ بادشاہی میں اس کا کوئی شریک ہے اور اس

فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿٢﴾

نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور ہر چیز کا ایک اندازہ (پیمانہ) مقرر کیا ہے (۲)

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ

اور ان (مشرکوں) نے اللہ کو چھوڑ کر ایسے خدا بنائے ہیں جو کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے اور وہ

يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا

خود پیدا کئے ہوئے ہیں اور وہ خود اپنے لئے نقصان یا نفع کے مالک و مختار نہیں

وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿٣﴾ وَقَالَ

ہیں جو نہ مار سکتے نہ جلا سکتے ہیں اور نہ ہی کسی مرے ہوئے کو دوبارہ اٹھا سکتے ہیں (۳) اور جو لوگ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ

کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) محض ایک جھوٹ ہے جسے اس شخص نے گھڑلیا ہے اور کچھ دوسرے لوگوں

معانقة

عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۛۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ﴿٤﴾

نے اس کام میں انکی مدد کی ہے (یہ بات کہہ کر) خود یہ لوگ بڑے ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں (۴)

وَقَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ

اور کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی لکھی ہوئی داستانیں ہیں جو اس شخص نے لکھوائی ہیں اور وہ صبح وشام اسکے

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٥﴾ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي

سامنے پڑھی جاتی ہیں (یا اس سے لکھوائی جاتی ہیں) (۵) آپ کہہ دیجئے! کہ اس (قرآن) کو اس (خدا)

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٦﴾ وَ

نے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمین کے رازوں کو جانتا ہے۔ بیشک وہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنیوالا ہے (۶)

قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسولؐ ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟

فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ

اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا جو اس کے ساتھ ڈرانے

۲۔ ﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ۔ الآیہ﴾ جو چیز بدیہی ہوتی ہے اس کا کوئی سلیم الفطرت انسان انکار نہیں کر سکتا۔ منجملہ ان بدیہیات کے ایک یہ بھی ہے کہ جو خدا ہوتا ہے وہ پیدا کرنے، مارنے، جلانے اور نفع و نقصان پہنچانے پر قادر ہوتا ہے مگر تعجب ہے کہ مشرکین عرب اپنی عقلمندی کے تمام تر دعوؤں کے باوجود ان بتوں کو اپنا خدا مانتے تھے جو ان کاموں میں سے کسی کام پر بھی قادر نہ تھے مگر اس کے باوجود وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر ان کے عبادت کرتے تھے یاللعجب!

۳۔ ﴿وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ۔ الآیہ﴾ مشرکین عرب نے وہی بات کہی جو ہمیشہ منکرین رسل کہتے رہے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے جو ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور ضروری چیزوں کی خریداری کے لئے بازار میں جاتا ہے یعنی رسول تو کوئی فرشتہ ہونا چاہیے یا اس کے ہمراہ کوئی فرشتہ ہونا چاہیے اور اسے کوئی بادشاہ ہونا چاہیے۔ یہ احمق یہ حقیقت بھول گئے کہ جو خدا کی طرف سے اتمام حجت کی خاطر رسول بن کر آتا ہے وہ تب ہی اپنا فرض منصبی ادا کر سکتا ہے کہ جب اس کا رہن سہن عام لوگوں کے ساتھ ہو اور ان جیسا ہو اور اگر وہ ان سے الگ تھلگ رہے یا اگر اس کا تعلق کسی اور نوع سے ہو تو وہ علمی و عملی طور پر فریضہ رسالت کس طرح انجام دے سکتا ہے؟؟

مَعَهُ نَذِيرًا ﴿٧﴾ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ

والا ہوتا؟ (۷) یا اس پر کوئی خزانہ اتارا جاتا یا اس کے لئے کوئی باغ ہی ہوتا جس سے یہ کھاتا؟

يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا

اور ظالموں نے تو (یہاں تک) کہہ دیا کہ تم ایک ایسے شخص کی پیروی کر رہے ہو

رَجُلًا مَسْحُورًا ﴿٨﴾ انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ

جس پر جادو کیا گیا ہے (۸) دیکھئے! یہ لوگ آپکے متعلق کیسی کیسی (کٹ حجتیاں) باتیں بیان

فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٩﴾ تَبَارَكَ الَّذِي　ع ۱ ۹ ۱۲

کرتے ہیں سو وہ گمراہ ہو گئے ہیں سو اب وہ راہ نہیں پا سکتے (۹) بڑا بابرکت ہے وہ خدا

إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي

جو اگر چاہے تو آپکو اس (کفار کی بیان کردہ چیزوں) سے بہتر دیدے یعنی ایسے باغات کہ

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلْ لَكَ قُصُورًا ﴿١٠﴾ بَلْ

جن کے نیچے نہریں جاری ہوں اور آپ کے لئے (عالیشان) محل بنوا دے (۱۰) بلکہ یہ لوگ

كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ

قیامت کو جھٹلاتے ہیں اور جو لوگ قیامت کو جھٹلاتے ہیں ہم نے انکے لئے بھڑکتی ہوئی آگ

سَعِيرًا ﴿١١﴾ إِذَا رَأَتْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا

تیار کر رکھی ہے (۱۱) اور وہ (آگ) جب انہیں دور سے دیکھے گی تو وہ اس کا جوش مارنا

تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا

اور چنگھاڑنا سنیں گے (۱۲) اور جب انہیں زنجیروں میں جکڑ کر آتش (دوزخ) کی کسی تنگ جگہ

مُقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿١٣﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ

میں ڈال دیا جائیگا تو وہ وہاں (اپنی) ہلاکت کو پکاریں گے (۱۳) (ان سے کہا جائیگا کہ) آج

ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿١٤﴾ قُلْ أَذَٰلِكَ

ایک ہلاکت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی ہلاکتوں کو پکارو (۱۴) آپ ان سے کہیے کہ آیا

خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ

یہ (آتش دوزخ) اچھی ہے یا وہ دائمی جنت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے۔

۳۔ ﴿تبارک الذی۔ الآیہ﴾ کفار نے جو مطالبہ کیا تھا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس کوئی خزانہ یا کوئی باغ وغیرہ کیوں نہیں ہے۔ اس کے جواب میں کہا جا رہا ہے کہ بے شک خدا قادر مطلق ہے وہ چاہتا تو ان چیزوں سے بھی بہتر اپنے نبی کو دنیا میں عطا کر دیتا۔ ان کے پاس شاندار باغات ہوتے ان کے نیچے نہریں رواں دواں ہوتیں اور عالی شان محلات ہوتے۔ لیکن اللہ کے نزدیک کسی شخص کا معیار مال و دولت کی کثرت و فراوانی نہیں ہے بلکہ ایمان و عمل اور تقویٰ و اطاعت ہے وبس۔

لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ

یہ ان (کے اعمال) کا صلہ ہے اور (آخری) ٹھکانہ (۱۵) اس میں انکے لئے وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں

خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ﴿۱۶﴾ وَيَوْمَ

گے وہ اسمیں ہمیشہ رہینگے اور ایک وعدہ جو آپکے رب کے ذمہ ہے جسکے متعلق سوال کیا جائیگا (۱۶) اور جس دن

يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ

اللہ ان لوگوں کو اور انکے ان معبودوں کو جنہیں وہ اللہ کو چھوڑ کر پوجتے رہے ہیں اکٹھا کریگا تو اللہ ان (معبودوں) سے

ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ ؕ

پوچھے گا کہ آیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا؟ یا وہ خود ہی (سیدھے) راستہ سے بھٹک گئے تھے؟ (۱۷)

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ

وہ کہیں گے کہ پاک ہے تیری ذات ہمیں یہ حق نہیں تھا کہ ہم تجھے چھوڑ کر کسی اور کو اپنا

دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ

مولا بنائیں لیکن تو نے انہیں اور انکے باپ دادا کو خوب آسودگی اور آسائش عطا کی۔ یہاں

حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ

تک کہ انہوں نے (تیری) یاد بھلا دی۔ اور اسطرح تباہ و برباد ہو گئے (۱۸) (اے کافرو) اس طرح

كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا

وہ (تمہارے معبود) تمہاری ان باتوں کو جھٹلا دینگے جو تم کرتے ہو پھر نہ تو تم (عذاب کو) ٹال سکو گے اور نہ ہی

وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾

اپنی کوئی مدد کر سکو گے۔ اور تم میں سے جو ظلم کریگا ہم اسے بڑے عذاب کا مزہ چکھائینگے (۱۹)

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ

(اے رسولؐ) ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسولؐ بھیجے ہیں وہ سب کھانا بھی

الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ

کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے اور ہم نے تم کو ایک

لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾ ع ۲ ۱۱ ۱۷

دوسرے کیلئے ذریعہ آزمائش بنایا ہے کیا تم صبر کرو گے؟ اور آپکا پروردگار بڑا دیکھنے والا ہے (۲۰)

۴۔ ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ۔ الآیہ﴾ جن چیزوں کی دنیا میں مشرکین نے پرستش کی ہے وہ کئی قسم کی ہیں: (۱) کئی تو بے جان ہیں جیسے بت، شمس و قمر وغیرہ۔ (۲) کئی جاندار ہیں ان کی پھر دو قسمیں ہیں (الف) معصوم جیسے فرشتے اور جناب عیسیٰ وغیرہم۔ (ب) کچھ گنہگار و بدکار جیسے فرعون وغیرہ۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ یہاں کون سے معبود مراد ہیں؟ بعض آیات و اخبار سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے دوسری قسم کے معبود مراد ہیں یعنی معصوم ہستیاں۔ جو کہیں گے کہ ہم نے انہیں گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ وہ خود گمراہ ہوئے تھے یہ اور بات ہے کہ اس موقع پر فرعون جیسے گمراہ کرنے والے مکر جائیں۔ اور بعض مفسرین نے ان سے ہر دو قسم کے معبود مراد لئے ہیں کہ خدائے قدیر ان کو قوت گویائی عطا کرے گا اور وہ بول کر جواب دیں گے کہ ہم نے ان لوگوں کو گمراہ نہیں کیا تھا۔

۵۔ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ۔ الآیہ﴾ یہ کفار و مشرکین کے ایراد کا جواب ہے جو اوپر آیت ۷ میں مذکور ہے کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے جواب دیا جا رہا ہے کہ یہ کوئی انوکھی بات تو نہیں ہے کہ تم تعجب کرو۔ بلکہ آپؐ سے پہلے جتنے انبیاء و مرسلین آئے ہیں وہ سب ہی ایسے تھے وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے تو ان پر ایمان اور ان کا انکار اس تفریق کی وجہ کیا ہے؟؟

۵۔ ﴿وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ۔ الآیہ﴾ ہم نے تم کو ایک دوسرے کیلئے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے۔ نیک بد کیلئے اور بد نیک کیلئے اور شاہ گدا کیلئے اور گدا شاہ کیلئے، تندرست بیمار کیلئے اور بیمار تندرست کیلئے الغرض امیر فقیر کیلئے اور فقیر امیر کے لئے وھکذا۔ خدا سب کو ان کارہائے خوب و زشت کو اور ان کی روش و رفتار کو خوب دیکھ رہا ہے اور اسی کے مطابق قیامت کے دن جزا و سزا دے گا۔ وھو احکم الحاکمین۔

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور جو لوگ ہمارے پاس آنے کی امید نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر فرشتے کیوں نہیں

الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا ۗ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ

اتارے گئے؟ یا ہم اپنے پروردگار کو ہی دیکھ لیتے! انہوں نے اپنے دلوں میں اپنے کو بڑا سمجھا اور

وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا ﴿٢١﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَىٰ

سرکشی میں حد سے گزر گئے ہیں (۲۱) یہ لوگ جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے تو اس

يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَحْجُورًا ﴿٢٢﴾

دن مجرموں کیلئے کوئی بشارت نہیں ہو گی اور وہ کہیں گے پناہ ہے پناہ (یا حرام ہے حرام) (۲۲)

وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً

اور ہم ان کے ان کاموں کی طرف متوجہ ہوں گے جو انہوں نے کیے ہوں گے اور انہیں پراگندہ

مَنْثُورًا ﴿٢٣﴾ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا

غبار بنا دیں گے (۲۳) اس دن بہشت والوں کا ٹھکانہ بہترین ہو گا اور دوپہر کی

وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ﴿٢٤﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ

آرامگاہ بھی عمدہ ہو گی (۲۴) اور جس دن بادل کے ساتھ آسمان شق ہو جائے گا

وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا ﴿٢٥﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ

اور فرشتے جوق در جوق اتارے جائیں گے (۲۵) اس دن حقیقی بادشاہی (خدائے

لِلرَّحْمَٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ﴿٢٦﴾

رحمٰن کی ہو گی اور وہ دن کافروں کیلئے بڑا سخت ہو گا (۲۶)

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي

اور اس دن ظالم (حسرت سے) اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا (اور) کہے گا کاش! میں

اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿٢٧﴾ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ

نے رسولؐ کے ساتھ (سیدھا) راستہ اختیار کیا ہوتا (۲۷) ہائے میری بدبختی! کاش میں نے

أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ

فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا (۲۸) اس نے نصیحت (یا قرآن) کے میرے پاس آجانے کے بعد مجھے

کفار کا تکبر و غرور اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ وہ ایمان لانے کیلئے عجیب و غریب شرطیں مقرر کرتے تھے مثلاً یہ کہ ہمارے پاس فرشتے آکر گواہی دیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں یا پھر خود خدا کو بچشم خود دیکھیں جو آپ کی رسالت کی تصدیق کرے! ارشاد ہوتا ہے کہ ایسا ایک دن ضرور آنے والا ہے جس میں تم فرشتوں کو دیکھو گے مگر ان کا یہ دیدار تمہیں مہنگا پڑے گا۔ کیونکہ وہ تمہیں کوئی خوشخبری دینے کیلئے نہیں آئیں گے بلکہ وہ مہلت کے ختم ہونے، عذاب الٰہی کے تیار ہونے اور تم پر جنت کے حرام ہونے کی خبر دینے کیلئے آئیں گے۔

۸۔ ﴿وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا۔ الآیہ﴾ کفار و مشرکین جو کبھی کبھار رفاہ عامہ کا کوئی اچھا کام کرتے تھے ان کا خیال تھا کہ وہ ان کے کام آئے گا لیکن چونکہ اس کی بنیاد اخلاص و ایمان پر نہیں تھی اس لئے وہ رائیگاں جائے گا اور کچھ بھی ان کے ہاتھ میں نہیں آئے گا۔

۹۔ ﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ۔ الآیہ﴾ قیامت کے دن ظالم بڑی حسرت و ندامت کے عالم میں کہے گا کہ کاش میں نے رسول کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا اور کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا جس نے مجھے گمراہ کر دیا۔ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ دوست بنانے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ یار مار بد سے بدتر ہوتا ہے ولنعم ما قیل۔

تا توانی بگریز از یار بد
یار بد بد تر بود از مار بد
مار بد تنہا ترا بر جان زند
یار بد بر جان و بر ایمان زند

اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾
اس کے قبول کرنے سے بہکا دیا اور شیطان تو ہے ہی (مشکل وقت میں) بے یار و مددگار چھوڑ دینے والا (دغاباز) (۲۹)
وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ
اور رسولؐ کہیں گے اے میرے پروردگار! میری قوم (امت) نے اس قرآن کو بالکل
مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ
چھوڑ دیا تھا (۳۰) اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کیلئے مجرموں میں سے بعض کو
الْمُجْرِمِیْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِیًا وَّنَصِیْرًا ﴿۳۱﴾ وَقَالَ
دشمن بنایا اور آپ کا پروردگار راہنمائی اور مدد کے لئے کافی ہے (۳۱) اور کافر لوگ کہتے ہیں
الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً
کہ اس شخص پر پورا قرآن یکبارگی کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ ہاں اس طرح اس لیے کیا
وَّاحِدَةً ۛۚ كَذٰلِكَ ۛۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ مع
کہ ہم تمہارے دل کو ثبات و تقویت دیں اور (اسی لیے) اسے عمدہ ترتیب کیساتھ ٹھہر ٹھہر کر
تَرْتِیْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا یَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ
نازل کیا ہے (۳۲) اور یہ لوگ جب بھی کوئی (نیا) اعتراض اٹھاتے ہیں تو ہم اس کا صحیح جواب
وَاَحْسَنَ تَفْسِیْرًا ﴿۳۳﴾ اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ
اور عمدہ تشریح آپکے سامنے لاتے ہیں (۳۳) وہ لوگ جو اپنے مونہوں کے بل جہنم کی طرف لے جائے
اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۳۴﴾ ع ۳/۱۴ ۱
جائیں گے وہ ٹھکانے کے لحاظ سے بدتر اور راستہ کے اعتبار سے گمراہ تر ہیں (۳۴)
وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ
بیشک ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عطا کی اور ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارونؑ کو ان کا
هٰرُوْنَ وَزِیْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِیْنَ
وزیر مقرر کیا (۳۵) پھر ہم نے ان سے کہا کہ تم دونوں جاؤ اس قوم کی طرف جنہوں نے ہماری
كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِیْرًا ﴿۳۶﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ
آیتوں کو جھٹلایا ہے (جب انہوں نے نہ مانا) تو ہم نے انکو بالکل ہلاک و برباد کر دیا (۳۶) اور نوحؑ کی قوم کو بھی ہم

۱۰۔ ﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ۔ الآیہ﴾ ارجح یہ ہے کہ شفیع المذنبین یہ شکوہ قیامت کے دن کریں گے کیونکہ وہ اپنی امت کی ہدایت و بھلائی کیلئے دو گرانقدر چیزیں چھوڑ کر گئے تھے: ایک قرآن، دوسری اپنی عترت اہل بیتؑ اور امت نے ان دونوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ عیاں راچہ بیاں کا مصداق ہے۔ ع

ہیچ کافر نکند آنچہ مسلماں کردند

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن اسی بات کا شکوہ کریں گے کہ بارالہا! میری امت نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا اور میری اہل کو وطن سے بے وطن کر کے شہید کر دیا۔ ع

ویل لمن شفعائہ خصمائہ

۱۱۔ ﴿اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ۔ الآیہ﴾ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیامت کے دن کچھ لوگ مختلف سواریوں پر سوار ہو کر وارد محشر ہوں گے اور کچھ پیدل چل کر آئیں گے اور کچھ ایسے بھی ہوں گے جو مونہوں کے بل چل کر آئیں گے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ لوگ مونہوں کے بل کس طرح چلیں گے؟ فرمایا: جو قادر مطلق پاؤں پر چلا سکتا ہے وہ مونہوں کے بل چلانے پر بھی قادر ہے۔ (مجمع البیان بحوالہ بخاری۔

لَمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ

نے غرق کر دیا جب انہوں نے رسولوںؑ کو جھٹلایا اور انہیں لوگوں کیلئے نشان عبرت

آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۳۷﴾ وَعَادًا

بنا دیا اور ہم نے ظالموں کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (۳۷) اور (اسی طرح) ہم نے قوم عاد

وَثَمُودَ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ

و ثمود اور اصحاب الرس کو اور ان کے درمیان بہت سی نسلوں (اور) قوموں کو بھی

كَثِيرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا

ہلاک کیا (۳۸) اور ہم نے ہر ایک کیلئے (پہلے برباد ہونیوالوں) کی مثالیں بیان کیں اور (آخرکار) ہم نے

تَتْبِيرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ

سب کو نیست و نابود کر دیا (۳۹) اور (یہ لوگ) اس بستی سے گزرے ہیں! جس پر (پتھروں کی) بڑی بارش

مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا

برسائی گئی تھی کیا (وہاں سے گزرتے ہوئے) اسے دیکھتے نہیں رہتے بلکہ (دراصل بات یہ ہے کہ)

لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿۴۰﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ إِن يَتَّخِذُونَكَ

یہ حشر و نشر کی امید ہی نہیں رکھتے (۴۰) اور وہ جب بھی آپ کو دیکھتے ہیں تو آپکا مذاق اڑانے

إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿۴۱﴾ إِن

لگتے ہیں (اور کہتے ہیں) کیا یہ وہ ہے جسے خدا نے رسولؐ بنا کر بھیجا ہے؟ (۴۱) وہ تو قریب

كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ

تھا کہ یہ شخص ہمارے معبودوں سے ہمیں بہکا دے اگر ہم ان (کی پرستش) پر ثابت قدم نہ رہتے تو عنقریب

وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ

جب وہ عذاب (الہٰی) کو دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ راہ راست سے کون زیادہ

سَبِيلًا ﴿۴۲﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ

بھٹکا ہوا ہے؟ (۴۲) (اے رسولؐ) کیا آپ نے وہ شخص دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش (نفس) کو اپنا خدا

تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿۴۳﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ

بنا رکھا ہے؟ کیا آپ اس کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں؟ (۴۳) کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان

۱۲۔ ﴿وَإِذَا رَأَوْكَ إِن۔ الآیہ﴾ کفار و مشرکین باوجود اس کے کہ بچپن سے لے کر چالیس سال کی عمر تک پیغمبر اسلام کا بے داغ کردار دیکھ چکے ہیں، انہیں صادق و امین مان چکے ہیں مگر وہ جب ان کی خواہش کے خلاف دعوت حق دیتے ہیں تو تقلیدی مذہب چھوڑ کر تحقیق مذہب اختیار کرنے کی بجائے الٹا آپ کا مذاق اڑاتے ہیں اور اپنی قدیمی گمراہی کو ہدایت اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم رشد و ہدایت کو گمراہی کا نام دے رہے ہیں۔ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ ع

خرد کا نام جنوں رکھ دیا اور جنوں کا خرد

۱۳۔ ﴿أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ۔ الآیہ﴾ خواہش نفس کو خدا سمجھنے کا مطلب اس کی اتباع و پیروی کرنا ہے کیونکہ ایسا شخص اپنے کسی بھی انفرادی و اجتماعی معاملہ میں یہ نہیں سوچتا کہ خدا و رسولؐ کی منشاء کیا ہے؟ بلکہ وہ ہمیشہ یہ سوچ کر کوئی کام و اقدام کرتا ہے کہ اس کی اپنی خواہش کیا ہے؟ ورنہ تاریخ مذاہب میں کسی ایسے مذہب کا پتہ نہیں چلتا جس میں خواہش نفس کو خدا قرار دیا گیا ہو؟ ؎

زباں سے گر کیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل؟
بنایا ہے بت پندار کو اپنا خدا تو نے!

۱۴۔ ﴿أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ۔ الآیہ﴾ جو لوگ ہمیشہ اپنی کثرت عددی پر فخر و مباہات کیا کرتے ہیں۔ انہیں اس قسم کی آیات کی روشنی میں اپنے نظریہ کا جائزہ لینا چاہیے! کیونکہ پورا قرآن اکثریت کی مذمت سے لبریز نظر آتا ہے جبکہ اقلیت کی مدح سے چھلک رہا ہے۔ فھل من مدکر؟

يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ

میں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں؟ یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے

هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ ع ۴/۲

بھی زیادہ گم کردہ راہ ہیں (۴۴) کیا تم نے اپنے پروردگار کی (قدرت کی) طرف

الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا

نہیں دیکھا کہ اس نے سایہ کو کیونکر پھیلایا ہے؟ اور اگر وہ چاہتا تو اسے (ایک جگہ) ٹھہرا ہوا بنا دیتا۔ پھر ہم نے

الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٤٥﴾ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا

سورج کو اس پر دلیل راہ بنایا (۴۵) پھر ہم اس (سایہ) کو تھوڑا تھوڑا کر کے اپنی

قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٤٦﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ

طرف سمیٹتے جاتے ہیں (۴۶) اور وہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو

لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ﴿٤٧﴾

پردہ پوش اور نیند کو (باعث) راحت اور دن کو اٹھ کھڑے ہونے کا وقت بنایا (۴۷)

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ

اور وہ وہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے اور ہم

وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿٤٨﴾ لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً

آسمان سے پاک اور پاک کرنے والا پانی برساتے ہیں (۴۸) تاکہ اس کے ذریعہ کسی مردہ

مَيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ﴿٤٩﴾

شہر (غیر آباد) کو زندہ کریں اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے جانوروں اور انسانوں کو پلائیں (۴۹)

وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ

اور ہم اس (پانی) کو طرح طرح سے لوگوں کے درمیان تقسیم کرتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں مگر اکثر لوگوں

إِلَّا كُفُورًا ﴿٥٠﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ

نے ناشکری کے سوا ہر بات سے انکار کر دیا ہے (۵۰) اور اگر ہم چاہتے تو ایک ایک بستی میں ایک ایک

نَذِيرًا ﴿٥١﴾ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ

ڈرانے والا بھیجتے (۵۱) (اے نبیؐ) آپ کافروں کی پیروی نہ کریں اور اس (قرآن)

۱۵۔ ﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا ۔الآیہ﴾ اس آیت میں خالق حکیم نے شب و روز کی تخلیق کی حکمت بیان فرمائی ہے کہ اگر ہمیشہ رات ہی رات ہوتی تو انسان سو سو کر ختم ہو جاتا اور اس کے ساتھ حیوانی و نباتاتی زندگی کا بھی خاتمہ ہو جاتا۔ اور اگر ہمیشہ دن ہی دن ہو تو لوگ کام کر کر کے مر مٹ جاتے اور سورج کی تمازت چیزوں کو جلا دیتی۔ لہٰذا خالق حکیم نے رات کو لباس یعنی پردہ پوش بنایا اور نیند کو سکون و راحت کا ذریعہ قرار دیا اور دن کو روزی کمانے اور کھانے کا وسیلہ ٹھہرایا تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔

۱۶۔ ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا ۔الآیہ﴾ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے خداوند عالم ہر امت میں ایک ایک رسول بھیجا کرتا تھا ﴿ولکل امة رسول﴾ لیکن خاتم الانبیاء کی تشریف آوری کے بعد خدا نے باب نبوت پر تالا لگا دیا اب آفتاب قیامت کے طلوع تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ آپ سید الانبیاء بھی ہیں اور خاتم الانبیاء بھی۔ اور آپ ابدالآباد تک تمام عالم انسانیت کے پیغمبر ہیں یہ آپ پر خدا کا خصوصی فضل و کرم ہے کہ وہ آپ کی ذات سے بہت سے انبیاء کا کام لے رہا ہے۔

جِهَادًا كَبِيرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا

کے ذریعہ سے ان سے بڑا جہاد کریں (۵۲) اور وہی ہے جس نے دو دریاؤں کو آپس میں

عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا

ملا دیا ہے یہ شیریں و خوشگوار ہے اور یہ سخت کھاری و تلخ ہے اور دونوں کے درمیان ایک حد

بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَحْجُورًا ﴿۵۳﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ

فاصل اور مضبوط رکاوٹ بنا دی ہے (۵۳) اور وہ وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو

بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ﴿۵۴﴾

پیدا کیا اور پھر اسکو خاندان والا اور سسرال والا بنایا اور تمہارا پروردگار بڑی قدرت والا ہے (۵۴)

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا

اور وہ (مشرک) اللہ کو چھوڑ کر انکی پرستش کرتے ہیں جو انکو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ

يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ﴿۵۵﴾ وَمَا

نقصان اور کافر تو (ہمیشہ) اپنے پروردگار کے مقابلے میں (مخالفوں کی) پشت پناہی کرتا ہے (۵۵) اور ہم

أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

نے آپکو نہیں بھیجا مگر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر (۵۶) اور آپ کہہ دیجئے! کہ میں اس (کار

مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿۵۷﴾

رسالت) پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا سوائے اسکے کہ جو چاہے اپنے پروردگار کا راستہ اختیار کرے (۵۷)

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ

(اے رسولؐ) آپ اس زندہ (خدا) پر بھروسہ کیجئے جس کیلئے موت نہیں ہے اور اسکی حمد کیساتھ تسبیح کیجئے

وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ﴿۵۸﴾ الَّذِي خَلَقَ

اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کیلئے خود کافی ہے (۵۸) وہ خدا جس نے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے سب کو چھ (۶) دن میں پیدا کیا

مع ۸ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ

پھر عرش پر اقتدار قائم کیا وہی (خدائے) رحمان ہے اسکے بارے میں

۱۷۔ ﴿وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ۔ الآیہ﴾ یہ بات عجائبات روزگار میں ہے کہ دو مختلف الذائقہ پانی برابر برابر رواں دواں ہیں ایک انتہائی میٹھا و خوشگوار ہے اور دوسرا انتہائی نمکین و تلخ۔ مگر وہ آپس میں خلط ملط اور گڈمڈ نہیں ہوتے۔ قدرت کاملہ نے ایک غیر مرئی رکاوٹ درمیان میں کھڑی کر دی ہے۔

۱۸۔ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ۔ الآیہ﴾ اس قسم کی ایک آیت سورہ اسراء میں مع تفسیر گزر چکی ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دعوت حق دینا اور تبلیغ دین کرنا نبی کا کام ہے زبردستی لوگوں سے منوانا اور راہ راست پر لانا اس کا کام نہیں ہے۔

خَبِيرًا ﴿٥٩﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا

کسی باخبر سے پوچھو (۵۹) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں یہ رحمان کیا چیز

وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ﴿٦٠﴾ السجدة

ہے؟ کیا ہم اسے سجدہ کریں جسکے بارے میں تم ہمیں حکم دو؟ اور یہ چیز انکی نفرت میں اور اضافہ کر دیتی ہے (۶۰)

تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا

بڑا بابرکت ہے وہ (خدا) جس نے آسمان میں (بارہ) برج بنائے اور ان میں ایک

سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا ﴿٦١﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ

چراغ (سورج) اور ایک چمکتا ہوا چاند بنایا (۶۱) اور وہ وہی ہے جس نے رات

وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ

اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا ہے اس شخص کیلئے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے یا

شُكُورًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى

شکر ادا کرنا چاہے (۶۲) اور (خدائے) رحمن کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ آہستہ (فروتنی

الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا

کے ساتھ) چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے خطاب کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں

سَلَامًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ﴿٦٤﴾

تم پر سلام (۶۳) اور جو اپنے پروردگار کی بارگاہ میں سجدہ اور قیام کرتے ہوئے رات گزارتے ہیں (۶۴)

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ

اور جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہم سے جہنم کا عذاب دور رکھ

جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ

بے شک اس کا عذاب پوری ہلاکت ہے (۶۵) وہ (جہنم) بہت برا ٹھکانہ ہے

مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ

اور بہت بری جگہ ہے (۶۶) اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ

يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾

کنجوسی (بلکہ) ان کا خرچ کرنا ان (دونوں) کے درمیان (حد اعتدال پر) ہوتا ہے (۶۷)

۵ ع ۱۶ ۴ (السجدۃ ۷)

۱۹۔ ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ۔ الآیہ﴾ ان آیتوں میں خدائے رحمٰن نے اپنے خاص بندوں کی بعض خاص صفات جمیلہ وجلیلہ بیان فرمائی ہیں: (۱) ان کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ متکبرانہ چال نہیں چلتے بلکہ عاجزانہ چال چلتے ہیں ﴿ان اللہ لا یحب المتکبرین﴾ (۲) وہ جاہلوں کی جاہلانہ باتوں کا جہالت سے جواب نہیں دیتے بلکہ سلام کہہ کر وہاں سے کنارہ کشی کر لیتے ہیں اور اسی کا نام "ہجر جمیل" ہے۔ ﴿واھجرھم ھجرا جمیلًا﴾ (المزمل)۔ (۳) وہ عبادت خدا میں شب بسر کرتے ہیں ان کی راتیں شباب وشراب اور چنگ ورباب میں نہیں کٹتیں۔ (۴) وہ عذاب الٰہی سے بچنے کی دعا کرتے ہیں اور اپنی نیکیوں پر مغرور نہیں ہوتے۔ (۵) وہ نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ ہی کنجوسی کرتے ہیں بلکہ میانہ روی سے خرچ کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ

اور وہ اللہ کیساتھ کسی اور خدا کو نہیں پکارتے اور جس جان (کے مارنے) کو

النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ

اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے نا حق قتل نہیں کرتے اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ

ایسا کرے گا تو وہ گناہ کی سزا پائے گا (٦٨) قیامت کے دن اس کا عذاب دوگنا

الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا

کردیا جائے گا اور وہ اس میں ذلیل و خوار ہو کر ہمیشہ رہے گا (٦٩) سوائے اس

مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ

کے جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے کہ اللہ ایسے لوگوں کی

يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا ، بڑا رحم کرنے

رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى

والا ہے (٧٠) اور جو کوئی توبہ کرے اور نیک عمل کرے تو وہ اللہ کی طرف اس طرح رجوع کرتا ہے جو رجوع

اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا

کرنے کا حق ہے (٧١) اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے (یا جو غنا کی جگہ پر حاضر نہیں ہوتے) اور جو جب کسی بے ہودہ

مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا

کام کے پاس سے گزرتے ہیں تو شریفانہ انداز میں گزر جاتے ہیں (٧٢) اور جب انہیں ان کے پروردگار کی آیتوں

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾

کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ بہرے اور اندھے ہو کر ان پر گر نہیں پڑتے (بلکہ ان میں غور وفکر کرتے ہیں) (٧٣)

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ

اور وہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف

ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾

سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیش رو بنا (٧٤)

٢٠۔ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ۔ الآیہ﴾ خدائے رحمن کے خاص بندوں کی (٧) چھٹی، (٧) ساتویں اور (٨) آٹھویں صفت یہ ہے کہ وہ نہ شرک کرتے ہیں نہ ناحق قتل کرتے ہیں او رنہ زنا کرتے ہیں۔ چند مثبت صفات جلیلہ کے بعد چند منفی ذمیمہ کا تذکرہ کردیا گیا ہے جن سے بندگان خدا کا دامن صاف ہوتا ہے۔

٢١۔ ﴿يَلْقَ اَثَامًا۔ الآیہ﴾ مخفی نہ رہے کہ یہاں آیت کے آخر میں وارد ہے کہ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا جو شخص مذکورہ بالا تین گناہ کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا یعنی اثاما سے گناہ کی سزا مراد ہے لیکن بعض روایات میں وارد ہے کہ اثاما نامی جہنم میں ایک وادی کا نام ہے جس میں سخت ترین عذاب ہو گا اور اس میں مشرکوں، قاتلوں اور زانیوں کو ڈالا جائے گا۔ (تفسیر صافی)

٢٢۔ ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ۔ الآیہ﴾ یہ خدائے کریم کی کرم نوازی ہے کہ جب کوئی بندہ کفر وشرک اور گناہ وعصیان کرنے کے بعد نادم و پشیمان ہو کر توبہ النصوح کرے اور کفر کی جگہ اسلام لائے اور گناہ وعصیان کی جگہ نیک عمل کرے تو اس سے نہ صرف یہ کہ کفر وشرک اور گناہ مٹ جاتے ہیں بلکہ ان کی جگہ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں یعنی ندامت کی نیکی، توبہ کی نیکی اور عمل صالح کرنے کی نیکی وغیرہ وغیرہ جیسا کہ ارشاد قدرت ہے: ﴿ان الحسنات يذهبن السيئات﴾ کہ نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں۔

٢٣۔ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ۔ الآیہ﴾ خدائے رحمن کے خاص بندوں کی بعض صفات جمیلہ وجلیلہ کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ درمیان میں بعض ضمنی باتیں چھڑ گئیں۔ ارشاد قدرت ہے کہ خدائے رحمن کے خاص بندوں کی نویں صفت یہ ہے کہ وہ مجالس غنا میں شرکت نہیں کرتے اور جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: ﴿هو الغنا﴾ کہ زور سے مراد غنا و سرود ہے۔ (مجمع البیان)

٢٤۔ ﴿وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ۔ الآیہ﴾ ان خاص بندگان کی دسویں صفت یہ ہے کہ جب وہ کسی

أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا

یہ وہ ہیں جنہیں ان کے صبر و ثبات کے صلہ میں بہشت میں بالاخانہ عطا کیا جائے گا۔ اور وہاں ان کا تحیہ

تَحِيَّةً وَسَلَامًا ﴿٧٥﴾ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا

وسلام سے استقبال کیا جائیگا (۷۵) وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا اچھا ہے وہ ٹھکانہ

وَمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۖ

اور وہ مقام (۷۶) آپ کہہ دیجئے! اگر تمہاری دعا و پکار نہ ہو تو میرا پروردگار تمہاری کوئی پرواہ نہ کرے سوا جبکہ تم نے

فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾

(رسولؐ) کو جھٹلا دیا ہے تو یہ (تکذیب) عنقریب (تمہارے لیے) وبالِ جان بن کر رہے گی (۷۷)

ایاتها ۲۲۷ | ۲۶ سُورَةُ الشُّعَرَاءِ مَكِّيَّةٌ ۴۷ | رکوعاتها ۱۱

سورہ شعراء۔ مکی ہے۔ آیات ۲۲۷۔ ۱۱ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طسم ﴿١﴾ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿٢﴾ لَعَلَّكَ

طا، سین، میم (۱) یہ ایک واضح کتاب کی آیتیں ہیں (۲) شاید آپ (اس غم میں)

بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٣﴾ إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ

جان دے دیں گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے (۳) اگر ہم چاہیں تو ان

عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا

پر آسمان سے کوئی ایسی نشانی اتاریں جس کے آگے ان کی

خَاضِعِينَ ﴿٤﴾ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنَ الرَّحْمَٰنِ

گردنیں جھک جائیں (۴) اور جب بھی انکے پاس خدائے رحمن کی طرف سے

مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ﴿٥﴾ فَقَدْ كَذَّبُوا

کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو یہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں (۵) بے شک یہ جھٹلا چکے ہیں

فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦﴾ أَوَلَمْ

تو ان قریب ان کے سامنے اس چیز کی خبریں آئیں گی جس کا یہ مذاق اڑاتے رہے ہیں (۶) کیا انہوں نے

بے ہودہ کام کے پاس سے گزرتے ہیں تو شریفانہ انداز میں گزر جاتے ہیں اور ادھر توجہ نہیں کرتے۔ اور ان کی گیارہویں صفت یہ ہے کہ جب آیات الٰہیہ کے ذریعہ سے ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سننے اور دیکھنے والے انسان کی طرح ان میں غور و فکر کرتے ہیں اور ان کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں اور عمل کرتے ہیں۔

۲۵۔ ﴿وَالَّذِينَ يَقُولُونَ۔ الآیہ﴾ ان بندگانِ خدا کی بارہویں صفت یہ ہے کہ وہ بارگاہِ رب العزت میں دعا کرتے ہیں کہ ان کی بیوی بچوں کو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اور انہیں متقیوں کا پیشرو بنا۔ ایسے لوگوں کی جزا جنت الفردوس کے اعلیٰ غرفات اور بلند درجات ہیں۔

۲۶۔ ﴿قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي۔ الآیہ﴾ اس آیت سے بارگاہ خداوندی میں دعا و پکار کرنے کی جو فضیلت ظاہر ہوتی ہے وہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔

سورہ شعراء

سورہ شعراء کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شب و روز قوم کی تبلیغ کرنا اور قوم کا انکار اور کوئی معجزہ دکھانے پر اصرار۔ (۲) جناب موسیٰ علیہ السلام کے جادوگروں سے مقابلہ کی مکمل روئیداد۔ (۳) جناب ابراہیم علیہ السلام و نوح کی دعوت حقیقی کا بیان۔ (۴) دیگر چند انبیاء اور ان کی دعوت حق اور قوم کی حالت زار کا بیان۔ (۵) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مقدس پر قرآن نازل ہونے کا تذکرہ۔ (۶) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباد و اجداد کا موحد و مسلمان ہونا۔ (۷) شعراء اور ان کے کردار کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ۔

خلاصۃ التفاسیر

۱۔ ﴿طسم۔ الآیہ﴾ کئی بار یہ حقیقت واضح کی جا چکی ہے کہ یہ حروف مقطعات ان متشابہات میں سے ہیں کہ جن کی حقیقی تاویل خدا اور راسخون فی العلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ ویسے بعض آثار میں بعض اشارات ملتے ہیں مگر ان سے اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔

يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ

زمین کی طرف (غور سے) نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں کتنی کثرت سے عمدہ نباتات

كَرِيمٍ ﴿٧﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ

اگائی ہیں (٧) بے شک اس کے اندر ایک بڑی نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر ایمان لانے

مُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٩﴾ ع ١ ٩ ٥

والے نہیں ہیں (٨) اور بے شک آپ کا پروردگار بڑا غالب، بڑا رحم کرنے والا ہے (٩)

وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠﴾

(اے رسولؐ) وہ وقت یاد کرو جب آپ کے پروردگار نے موسیٰؑ کو پکارا کہ ظالم قوم کے پاس جاؤ (١٠)

قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ﴿١١﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ

یعنی فرعون کی قوم کے پاس کیا وہ نہیں ڈرتے؟ (١١) موسیٰؑ نے کہا اے میرے پروردگار میں ڈرتا ہوں کہ

أَنْ يُكَذِّبُونِ ﴿١٢﴾ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ

وہ مجھے جھٹلائیں گے (١٢) اور میرا سینہ تنگ ہوتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی سو ہارونؑ کے

لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ﴿١٣﴾ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ

پاس (وحی) بھیج (کہ وہ میرا ساتھ دے) (١٣) اور ان لوگوں کا میرے ذمہ ایک جرم بھی ہے اس لیے مجھے

فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ﴿١٤﴾ قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا ۖ

اندیشہ ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے (١٤) ارشاد ہوا ہرگز نہیں! تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم

إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ ﴿١٥﴾ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا

تمہارے ساتھ (سب کچھ) سن رہے ہیں (١٥) پس تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم

رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي

تمام جہانوں کے پروردگار کے رسولؐ ہیں (١٦) کہ تو بنو اسرائیل کو ہمارے

إِسْرَائِيلَ ﴿١٧﴾ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ

ساتھ بھیج دے (١٧) فرعون نے کہا (اے موسیٰؑ) کیا تمہارے بچپن میں ہم نے تمہاری پرورش

فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي

نہیں کی؟ اور تو نے اپنی عمر کے کئی سال ہم میں گزارے ہیں (١٨) اور تو نے اپنی وہ حرکت بھی کی

٢۔ ﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ۔ الآیہ﴾ اس سے بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ کس قدر لوگوں کے غمخوار اور غم گسار تھے کہ خود خدائے تعالیٰ اندیشہ ظاہر کر رہا ہے کہ کہیں لوگوں کے ایمان نہ لانے کے غم میں کڑھ کڑھ کر اپنی جان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔ خدائے حکیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دے رہا ہے کہ آپ کا کام صرف دعوت حق دینا اور اس کی تبلیغ کرنا ہے وبس۔ اب ایمان لانا یا نہ لانا یہ لوگوں کا کام ہے۔

٣۔ ﴿إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ ۔ الآیہ﴾ ارشاد قدرت ہے کہ اگر ہم جبری وقہری طور پر لوگوں کو مومن بنانا چاہتے تو ہم ایسا کر سکتے ہیں مگر جبراً لوگوں کو مومن بنانا ہماری حکمت کے خلاف ہے۔ اور اس جبری ایمان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اس لئے ﴿لا اکراہ فی الدین﴾ (دین میں کوئی جبر نہیں ہے)۔

٤۔ ﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ۔ الآیہ﴾ جب جناب موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ فرعون کے دربار میں جاؤ۔ تو آپ نے تین وجوہ کی بنا پر استدعا کی کہ جناب ہارون کو ان کے ہمراہ بھیجا جائے۔ (١) تکذیب کا خوف۔ (٢) زبان رواں نہیں ہے۔ (٣) قبطی کے بدلے قتل کا اندیشہ۔ کہا جاتا ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے بہانہ جوئی سے کام لیا ہے۔ مگر درحقیقت یہ بہانہ جوئی نہیں ہے بلکہ تعمیل حکم میں ایسی چیز کے فراہم کرنے کی استدعا ہے جو اس حکم کی تعمیل میں مدد و معاون ہے۔ اسلیے خدا نے ان کی استدعا قبول فرمائی اور جناب ہارون کو ان کے ساتھ بھیجا۔

فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا

تھی جو کی تھی اور تو ناشکروں میں سے ہے (۱۹) موسیٰ نے کہا ہاں میں نے وہ کام اس وقت

وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ

کیا تھا جب میں راستہ سے بھٹکا ہوا تھا (۲۰) تو جب میں تم سے ڈرا تو بھاگ کھڑا ہوا

فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۱﴾

اسکے بعد میرے پروردگار نے مجھے علم و حکمت عطا کیا اور مجھے رسولوںؑ میں سے قرار دے دیا (۲۱)

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۲﴾

اور یہی (پرورش وغیرہ کا) وہ احسان ہے جو تو مجھے جتا رہا ہے جب کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے (۲۲)

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ

فرعون نے کہا اور یہ رب العالمین کیا چیز ہے (۲۳) موسیٰؑ نے کہا وہ آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ

اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے اگر تم یقین

مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾

کرنے والے ہو (۲۴) فرعون نے اپنے اردگرد والوں سے کہا کیا تم سنتے نہیں ہو؟ (۲۵)

قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ

موسیٰؑ نے کہا وہ تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے اگلے آباؤ اجداد کا بھی پروردگار (۲۶) فرعون نے کہا

رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ

تمہارا یہ رسولؑ جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یہ تو بالکل دیوانہ ہے (۲۷) موسیٰؑ نے کہا

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ

کہ وہ مشرق و مغرب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے اگر تم

تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ

عقل سے کام لو (۲۸) فرعون نے کہا اگر تو نے میرے سوا کوئی معبود بنایا تو میں تمہیں

مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ

قیدیوں میں شامل کر دوں گا (۲۹) موسیٰؑ نے کہا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی واضح نشانی بھی

۵۔ ﴿وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ۔ الآیہ﴾ جناب موسیٰ علیہ السلام کے اس کلام کا مفہوم متعین کرنے میں مفسرین کو خاصی الجھن کا سامنا کرنا پڑا ہے کیونکہ ایک طرف انبیاء کی عصمت ہے۔ دوسری طرف جناب موسیٰ علیہ السلام کا اقرار گناہ ہے ولھم علی ذنب۔ اور ضالین میں سے ہونے کا اعتراف ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ قتل لوگوں کی نگاہ میں گناہ تھا۔ ورنہ ایک کافر اور وہ بھی اس وقت جبکہ وہ کسی مومن کو قتل کرنا چاہتا ہو شرعاً کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور من الضالین کا مفہوم وہ ہے جو امام رضا علیہ السلام نے بیان کیا ہے کہ ﴿انا من الضالین عن الطریق بوقوعی الی مدینة من مدائنك﴾ یعنی میں نے قبطی کو اس وقت قتل کیا تھا جب میں اپنے راستے میں بھٹک کر اتفاقاً اس شہر میں جا پہنچا جہاں یہ دونوں لڑ رہے تھے۔ اور مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ اس مکہ سے مرجائے گا۔ (عیون الاخبار)

۶۔ ﴿وَتِلْكَ نِعْمَةٌ۔ الآیہ﴾ اے فرعون! تو جو میری پرورش کرنے کا احساس جتا رہا ہے تو ذرا مجھے بتا کہ اس کا سبب کون تھا؟ کس کے حکم سے بنی اسرائیل کے بچے قتل کیے جاتے تھے؟ اور کس کے خوف سے میری ماں نے مجھے نیل کی لہروں کے حوالے کیا تھا؟ اور پھر جب یتیموں کی طرح تیرے گھر میں پلا تو اس کا سبب کون تھا؟ اور پھر تو نے میری قوم کو غلام بنا رکھا ہے اور اس سے سخت ترین مشقت کے کام لیتا ہے کیا تیرا یہی احسان ہے جو مجھے جتا رہا ہے۔

مُّبِيْنٍ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَأْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٣١﴾

لے کر آؤں؟ (۳۰) فرعون نے کہا اچھا تو لے آ اگر تو سچا ہے (۳۱)

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿٣٢﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ

اس پر موسیٰؑ نے اپنا عصا پھینک دیا تو وہ ایک دم کھلا ہوا اژدھا بن گیا (۳۲) اس نے اپنا

ع ۲۴

فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ

ہاتھ نکالا تو وہ ایک دم دیکھنے والوں کیلئے چمک رہا تھا (۳۳) فرعون نے اپنے اردگرد کے عمائدین

هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿٣٤﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ

سے کہا کہ یہ تو بڑا ماہر جادوگر ہے (۳۴) یہ اپنے جادو (کے زور) سے تمہیں اپنے ملک

اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ

سے باہر نکالنا چاہتا ہے اب تم کیا رائے دیتے ہو؟ (۳۵) انہوں نے کہا اسے اور اسکے

وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٣٦﴾ يَاْتُوْكَ

بھائی کو روک لیجئے اور تمام شہروں میں جمع کرنیوالے آدمی (ہرکارے) بھیجئے (۳۶) جو ہر بڑے جادوگر کو

بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿٣٧﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ

تمہارے پاس لے آئیں (۳۷) چنانچہ تمام جادوگر ایک خاص مقررہ وقت پر

مَّعْلُوْمٍ ﴿٣٨﴾ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿٣٩﴾

جمع کر لیے گئے (۳۸) اور عام لوگوں سے کہا گیا کیا تم لوگ بھی (مقابلہ دیکھنے کیلئے) جمع ہو گے؟ (۳۹)

لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤٠﴾

تاکہ اگر جادوگر غالب آ جائیں تو ہم سب ان کی پیروی کریں (۴۰)

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا

تو جب جادوگر (میدان میں) آ گئے تو انہوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم

اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤١﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا

غالب آ گئے تو ہمیں کچھ صلہ تو ملے گا (۴۱) فرعون نے کہا ہاں ضرور اور تم اس وقت

لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ

مقرب بارگاہ ہو جاؤ گے (۴۲) موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ تم پھینکو جو

۷۔ ﴿قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ۔ الآیہ﴾ درباریوں نے کہا کہ اسے اور اسکے بھائی کو روک لیجئے! بعض روایات میں وارد ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ظالم امام کے خاندان کے پسماندگان کو قید کر کے پہلے کوفہ اور پھر شام لے گئے اور جب یہ لٹا ہوا قافلہ یزید کے دربار میں پہنچا تو اس نے درباریوں سے پوچھا کہ اب ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟ تو بعض درباریوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو قتل کر دینا چاہیے۔ اس پر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے یزید سے فرمایا کہ تیرے درباریوں سے تو فرعون کے درباری اچھے تھے کیونکہ جب اس نے جناب موسیٰ و ہارون کے بارے میں ان سے مشورہ کیا تھا تو انہوں نے کہا تھا: ﴿اَرْجِهْ وَاَخَاهُ﴾ کہ ان کو روکے رکھئے! انہوں نے ان کو قتل کا مشورہ نہیں دیا تھا۔ اس پر یزید اور اس کے درباری خجل و خوار ہوئے اور اس مذموم ارادہ سے باز آئے۔ (سعادۃ الدارین)

۸۔ ﴿فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے لے کر آیت ۵۰ تک یعنی اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿٥٠﴾ تک سورہ اعراف میں آیت ۱۱۳ سے لے کر ۱۲۹ تک سترہ آیات معمولی اختلاف الفاظ کے ساتھ مع تفسیر گزر چکی ہیں وہاں رجوع کیا جائے۔

أَنْتُمْ مُلْقُونَ ﴿٤٣﴾ فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا

کچھ تمہیں پھینکنا ہے (۴۳) چنانچہ انہوں نے اپنی رسیاں اوراپنی لاٹھیاں پھینک دیں

بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ﴿٤٤﴾ فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ

اور کہا کہ فرعون کے جلال و اقبال کی قسم ہم ہی غالب آئیں گے (۴۴) پھر موسیٰؑ نے اپنا

عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿٤٥﴾ فَأُلْقِيَ

عصا پھینکا تو وہ ایک دم انکے بنائے ہوئے جھوٹ کو نگلنے لگا (۴۵) (یہ معجزہ دیکھ کر) سب جادوگر

السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٧﴾

سجدہ میں گر پڑے (۴۶) اور کہنے لگے کہ ہم رب اللعالمین پرایمان لائے (۴۷)

رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿٤٨﴾ قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ

جوموسیٰؑ وہارونؑ کا رب ہے (۴۸) فرعون نے کہا تم اس پر ایمان لائے قبل اسکے کہ میں

آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ

تمہیں اجازت دوں یقیناً یہ تمہارا بڑا (جادوگر) ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے ابھی تو

فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ

تمہیں (اسکا انجام) معلوم ہو جائے گا کہ میں تمہارے ہاتھ پاؤں کو مخالف

مِنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٩﴾ قَالُوا لَا

سمتوں سے کٹوا دوں گا اورتم سب کو سولی چڑھا دوں گا (۴۹) انہوں نے کہا کوئی جرم نہیں

ضَيْرَ ۖ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّا نَطْمَعُ أَنْ

ہم اپنے پروردگار کی بارگاہ میں لوٹ جائیں گے (۵۰) ہمیں امید ہے کہ

يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَانَا أَنْ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥١﴾ ع ٣ ٨

وہ ہماری خطاؤں کو معاف کرے گا کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لا رہے ہیں (۵۱)

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكُمْ

اور ہم نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لیکر نکل جاؤ کیونکہ تمہار اپیچھا

مُتَّبَعُونَ ﴿٥٢﴾ فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿٥٣﴾

کیا جائے گا (۵۲) پس فرعون نے تمام شہروں میں (لشکر) جمع کرنیوالے (ہرکارے) بھیجے (۵۳)

۹ ؎ ﴿فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ الآیہ﴾
جادوگران فرعون چونکہ صاحبان فن تھے وہ جانتے تھے کہ جادو کی حد کہاں تک ہوتی ہے کیونکہ ایک جادوگر کسی چیز کی بظاہر شکل بدل سکتا لیکن جناب موسیٰ علیہ السلام کے پروردگار نے توصرف عصا کی شکل ہی نہیں بدلی بلکہ اس کی خاصیت بھی بدل دی ہے کہ جماد کو حیوان بنادیا اوور وہ جادوگروں کی سانپ نمارسیوں کو نگل گیا۔ تو ان کو یقین ہو گیا کہ یہ جادونہیں ہے بلکہ معجزہ ہے اوراس کا پیش کرنے والا جادوگرنہیں ہے بلکہ خدا کا نمائندہ ہے یعنی نبی ورسول ہے اس لیے بے ساختہ بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہوگئے اوراپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے ایمان لے آئے۔ والحمدللہ۔

إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴿٥٤﴾ وَإِنَّهُمْ لَنَا

(اور کہلا بھیجا کہ) یہ لوگ ایک چھوٹی سی جماعت ہے (۵۴) اور انہوں نے ہمیں بہت

لَغَآئِظُونَ ﴿٥٥﴾ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَٰذِرُونَ ﴿٥٦﴾ فَأَخْرَجْنَٰهُم

غصہ دلایا ہے (۵۵) اور بے شک ہم پورے محتاط اور چوکنا ہیں (۵۶) پھر ہم نے انہیں (مصر کے)

مِّن جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٧﴾ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٥٨﴾

باغوں اور چشموں (۵۷) اور خزانوں اور شاندار عمدہ مکانوں سے نکال باہر کیا (۵۸)

كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَٰهَا بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٥٩﴾ فَأَتْبَعُوهُم

ایسا ہی ہوا اور ہم نے ان چیزوں کا وارث بنی اسرائیل کو بنایا (۵۹) چنانچہ صبح تڑکے وہ لوگ (فرعونی) انکے

مُّشْرِقِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا تَرَٰٓءَا ٱلْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَٰبُ مُوسَىٰٓ

تعاقب میں نکلے (۶۰) پس جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں (آمنے سامنے ہوئیں) تو موسیٰؑ کے

إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّآ إِنَّ مَعِىَ رَبِّى سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾

ساتھیوں نے (گھبرا کر) کہا کہ بس ہم تو پکڑے گئے (۶۱) موسیٰؑ نے کہا ہرگز نہیں یقیناً میرا پروردگار میرے ساتھ

فَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنِ ٱضْرِب بِّعَصَاكَ ٱلْبَحْرَ

ہے جو ضرور میری راہنمائی کریگا (۶۲) سو ہم نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ اپنا عصا دریا پر مارو۔ چنانچہ وہ دریا پھٹ

فَٱنفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَٱلطَّوْدِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٦٣﴾ وَأَزْلَفْنَا

گیا اور (پانی کا) ہر حصہ ایک بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا (۶۳) اور ہم وہاں دوسرے

ثَمَّ ٱلْءَاخَرِينَ ﴿٦٤﴾ وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُۥٓ أَجْمَعِينَ ﴿٦٥﴾

فریق کو بھی نزدیک لائے (۶۴) اور ہم نے موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کو نجات دی (۶۵)

ثُمَّ أَغْرَقْنَا ٱلْءَاخَرِينَ ﴿٦٦﴾ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَةً وَمَا

اور پھر ہم نے دوسرے فریق کو غرق کر دیا (۶۶) بے شک اس واقعہ میں ایک بڑی نشانی ہے مگر ان سے

كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٦٧﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ

اکثر لوگ ایمان لانیوالے نہیں ہیں (۶۷) اور بے شک آپ کا پروردگار بڑا غالب آنیوالا،

ع ۴ / ۸ وقف لازم

ٱلرَّحِيمُ ﴿٦٨﴾ وَٱتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَٰهِيمَ ﴿٦٩﴾ إِذْ قَالَ

بڑا رحم کرنیوالا ہے (۶۸) اور آپ ان لوگوں کے سامنے ابراہیم کا قصہ بیان کیجئے (۶۹) جب انہوں نے

۱۰۔ ﴿فَلَمَّا تَرَٰٓءَا ٱلْجَمْعَانِ۔ الآیہ﴾ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جناب موسیٰ کے جادوگران فرعون سے مقابلہ کرنے اور فتحیاب ہونے کے فوراً بعد خدا نے حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر نکل کھڑے ہوں اور پھر فرعون نے ان کا تعاقب کیا اور وہ اس کا لاؤ لشکر غرق ہو گیا بلکہ اس واقعہ اور جناب موسیٰ کے مصر سے نکلنے اور فرعون و فرعونیوں کے غرق ہونے کے درمیان کئی سال کا فاصلہ ہے یہاں تو صرف اس واقعہ کے آغاز اور انجام کو بیان کر دیا گیا ہے اور درمیان کی کڑیاں کچھ سورہ اعراف میں اور کچھ سورہ یونس میں بیان کی جا چکی ہے۔

۱۱۔ ﴿إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَةً۔ الآیہ﴾ اس واقعہ میں جو بڑا خارق عادت معجزہ ہے اور قدرت خدا کی بڑی نشانی ہے مگر اس کے باوجود بنی اسرائیل ہوں یا دوسرے لوگ ان میں اکثر ایمان نہیں لائے۔ بایں ہمہ خدا چونکہ بڑا رحیم و کریم ہے اس لئے وہ برابر ڈھیل دیتا رہتا ہے اور مواخذہ کرنے میں جلدی نہیں کرتا۔

لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا
اپنے باپ (یعنی چچا) اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس چیز کی پرستش کرتے ہو؟ (۷۰) انہوں نے کہا ہم تو بتوں
فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ
کی پرستش کرتے ہیں اور اس پر قائم ہیں (۷۱) ابراہیمؑ نے کہا کہ جب تم انہیں پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری
تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا
آواز سنتے ہیں (۷۲) یا تمہیں کچھ نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں؟ (۷۳) انہوں نے
بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ
کہا بلکہ ہم نے اپنے باپ داداؤں کو ایسے ہی کرتے پایا ہے (۷۴) ابراہیمؑ
اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ
نے کہا کیا تم نے ان چیزوں کی (اصل حقیقت) دیکھی ہے کہ جنکی تم (۷۵) اور تمہارے باپ دادا پرستش
الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۷﴾
کرتے رہے ہیں؟ (کہ وہ کیا ہے؟) (۷۶) بہرکیف یہ سب میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے (۷۷)
الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ
جس نے مجھے پیدا کیا ہے پھر وہی میری راہنمائی کرتا ہے (۷۸) اور وہ جو مجھے کھلاتا ہے اور
وَيَسْقِيْنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِيْ
پلاتا بھی (۷۹) اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے (۸۰) اور جو مجھے موت
يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْۤ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ
دے گا اور پھر مجھے (دوبارہ) زندہ کرے گا (۸۱) اور جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ
خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّ
جزا و سزا کے دن میری خطا معاف کر دے گا (۸۲) اے میرے پروردگار! مجھے (علم و حکمت)
اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ
عطا فرما اور مجھے نیکو کاروں میں شامل فرما (۸۳) اور آئندہ آنیوالوں میں میرا ذکر
فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾
خیر جاری رکھ (۸۴) اور مجھے جنت نعیم کے وارثوں میں شامل فرما (۸۵)

۱۲۔ ﴿وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ۔ الآیہ﴾
یہاں جناب خلیل علیہ السلام کی ان چند دعاؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے جو انہوں نے اپنے معبود برحق کی مدح و ثنا کرنے اور اس کی چند صفات جمیلہ کا تذکرہ کرنے کے بعد بارگاہ پروردگار میں کی تھیں جو یہ ہیں: (۱) اے میرے پروردگار! مجھے علم و حکمت اور فصح الخطاب عطا فرما۔ (۲) مجھے اپنے صالح اور نیکوکار بندوں میں شامل فرما۔ (۳) آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر جاری رکھ۔ (۴) مجھے جنت کے وارثوں میں شامل فرما۔ (۵) میرے باپ (چچا آزر) کی مغفرت فرما۔ (۶) مجھے اس دن کی رسوائی سے بچا جس دن نہ مال کوئی فائدہ دے گا اور نہ اولاد۔ سوائے اس کے جو قلب سلیم لے کر حاضر ہوگا جو کہ کفر و شرک اور فسق و ریاکاری کے سفلی جذبات سے پاک ہوگا۔

وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِي

اور میرے باپ (یعنی چچا) کی مغفرت فرما بے شک وہ گمراہوں میں سے تھا (۸۶) اور جس دن لوگ

يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾

(قبروں سے) اٹھائے جائینگے اس دن مجھے رسوانہ کر (۸۷) جس دن نہ مال فائدہ دیگا اور نہ اولاد (۸۸)

إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ

اور سوائے اسکے جو اللہ کی بارگاہ میں قلب سلیم کیساتھ حاضر ہوگا (۸۹) اور جنت پرہیزگاروں کے قریب

لِلْمُتَّقِينَ ﴿٩٠﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿٩١﴾ وَقِيلَ

کردی جائیگی (۹۰) اور دوزخ گمراہوں کے سامنے ظاہر کردی جائے گی (۹۱) اور ان سے کہا جائیگا کہ

لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾ مِنْ دُونِ اللَّهِ

تمہارے وہ معبود کہاں ہیں جنکی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے؟ (۹۲) کیا وہ (آج)

هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوا فِيهَا

تمہاری کچھ مدد کرتے ہیں یا وہ اپنا بھی بچاؤ کرسکتے ہیں؟ (۹۳) پھر وہ معبود

هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا

اور (یہ) گمراہ لوگ (۹۴) اور ابلیس اور اسکے سارے لشکر اس (دوزخ) میں اوندھے منہ ڈال دیے جائینگے (۹۵)

وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ

اور وہ دوزخ میں باہم جھگڑتے ہوئے کہیں گے (۹۶) خدا کی قسم ہم کھلی ہوئی گمراہی

مُبِينٍ ﴿٩٧﴾ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَا أَضَلَّنَا

میں تھے (۹۷) جب تمہیں رب اللعالمین کے برابر قرار دیتے تھے (۹۸) اور ہم کو تو

إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا

بس (بڑے) مجرموں نے گمراہ کیا تھا (۹۹) نہ اب کوئی ہمارا سفارشی ہے (۱۰۰) اور نہ کوئی

صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ

مخلص دوست (۱۰۱) کاش! ہم دوبارہ (دنیا میں) بھیجے جاتے تو ضرور ہم اہل ایمان

الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ

سے ہو جاتے (۱۰۲) بے شک اس میں بڑی نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر ایمان

۱۴۳۔ ﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ۔ الآیہ﴾ اور مجھے اس دن رسوانہ کرنا جس دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد سوائے اس کے جو ایسا قلب لے کر حاضر ہوگا جو کفر و شرک اور نفاق اور فسق و فجور اور ریاکاری کے جذبات سے پاک ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قلب سلیم کی تفسیر اس قلب سے کی گئی ہے جو محبت دنیا سے خالی ہو۔ (مجمع البیان) اور دوسری روایت میں اس قلب کی تشریح سب کی گئی ہے جس میں حاضری والے دن خدا کے سوا اور کوئی نہ ہو فرمایا جس قلب میں کفر یا شرک پایا جائے وہ ساقط ہے۔ (ایضاً)

۱۴۴۔ ﴿وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ۔ الآیہ﴾ یہ درست ہے کہ جنت متقین کیلئے ہی بنائی گئی ہے ﴿والعاقبة للمتقین﴾ مگر ان کی شان کی بلندی قابل شنید و دید ہے کہ قیامت کے دن خود جنت ان کی طرف بڑھا دی جائے گی اور ان کے قریب لائی جائے گی تاکہ وہ اسے دیکھ کر خوش ہوں اور انہیں اس میں داخلہ کی بشارت دی جائے۔

مُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾ ع ٥ ٣٦ ٩

لانیوالے نہیں ہیں (۱۰۳) اور یقیناً آپ کا پروردگار بڑا غالب اور بڑا رحم کرنیوالا ہے (۱۰۴)

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٠٥﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ

نوحؑ کی قوم نے پیغمبروںؑ کو جھٹلایا (۱۰۵) جبکہ انکے بھائی نوحؑ نے ان سے

اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٠٦﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

کہا کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ (۱۰۶) بے شک میں تمہارے لیے امانتدار

اَمِيْنٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ

رسولؑ ہوں (۱۰۷) سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۰۸) اور میں تم سے اس (تبلیغ)

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٩﴾

پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔میری اجرت تو رب اللعالمین کے ذمہ ہے (۱۰۹)

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١١٠﴾ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ

پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۱۰) انہوں نے کہا ہم کس طرح تجھے مان لیں (اور اطاعت

وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا

کریں) جبکہ رذیل لوگ تمہاری پیروری کر رہے ہیں (۱۱۱) آپ نے کہا مجھے اسکی کیا خبر (اور کیا غرض؟) جو

يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٢﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰي رَبِّيْ لَوْ

وہ کرتے رہے ہیں ؟ (۱۱۲) انکا حساب کتاب کرنا تو میرے پروردگار ہی کا کام ہے کاش تم

تَشْعُرُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٤﴾ اِنْ اَنَا

شعور سے کام لیتے (۱۱۳) اور میں اہل ایمان کو دھتکارنے والا نہیں ہوں (۱۱۴) میں تو صرف

اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ

ایک کھلا ہوا ڈرانیوالا ہوں (۱۱۵) ان لوگوں نے کہا اے نوحؑ! اگر تم باز نہ آئے

لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿١١٦﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ

تو تم ضرور سنگسار کر دیے جاؤ گے (۱۱۶) آپ نے کہا اے میرے پروردگار! میری قوم نے تو

النصف

كَذَّبُوْنِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ

مجھے جھٹلا دیا ہے (۱۱۷) پس اب تو ہی میرے اور انکے درمیان فیصلہ فرما اور مجھے اور میرے

۱۵۔ ﴿قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ۔الآیہ﴾ قوم نوحؑ کے اکابراورسرداروں نے جناب نوح علیہ السلام کی دعوت حق کا یہ جواب دیا کہ آپ پر وہ لوگ ایمان لائے ہیں جو رذیل ہیں۔لہٰذا ہم آپ پر ایمان لاکراوران گھٹیا لوگوں کے ساتھ بیٹھ کرجن کے پاس نہ مال ہے نہ جلال اپنی سبکی کرائیں۔اگر آپ برحق نبی ہوتے تو ہمارے بڑے لوگ آپ پر کیوں ایمان نہ لاتے؟ وہ احمق یہ حقیقت نہیں جانتے تھے کہ دین اور دین کے علمبرداروں کا ساتھ ہمیشہ غرباء ومساکین نے دیااورامراء ورؤساعموماً اس سعادت سے محروم رہے ہیں۔ ﴿وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء﴾۔

۱۶۔ ﴿وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ۔الآیہ﴾ اس آیت کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بڑے لوگوں نے شاید جناب نوح علیہ السلام سے یہ مطالبہ کیا ہوگا کہ اگر اپ ان رذیل لوگوں کو اپنی بزم سے نکال دیں تو پھر ہم آسکتے ہیں۔اسی قسم کا مطالبہ کفار مکہ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی کیا تھا مگر انہوں نے بھی اورانہوں نے بھی یہ فرما کر ''میں دولت ایمان وعمل سے بہرہ مندلوگوں کواپنی بزم نبوت سے نہیں نکال سکتا۔'' ان متکبرین کے اس ناجائز مطالبہ کو پائے استحقار سے ٹھکرادیا۔

۱۷۔ ﴿قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ۔الآیہ﴾ جب قوم نوح کے بڑے کافرلوگ دلیل وبرہان کا جواب دلیل وبرہان سے نہ دے سکے تو باطل نوازوں کی پرانی عادت کے مطابق دھونس اور دھمکی پر اتر آئے کہ اس تبلیغ سے باز آجاؤ ورنہ سنگسار کردیے جاؤ گے مگر حق والے کب باطل پرستوں کی گیڈر بھبھکیوں سے مرعوب ہوئے ہیں جو یہ ہوتے؟

۱۸۔ ﴿وَنَجِّنِيْ۔الآیہ﴾ جناب نوح علیہ السلام نے بارگاہ خدا میں دعا کی: پروردگار! میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے لہٰذا تو میرے اور انکے درمیان فیصلہ فرما یعنی مجھے اور میرے

وَمَن مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ فَأَنجَيْنَاهُ وَمَن مَّعَهُ

ساتھ ایمان لانیوالوں کو نجات دے (۱۱۸) پس ہم نے انہیں اور جو اس بھری ہوئی کشتی میں ان

فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ﴿١٢٠﴾

کیساتھ تھے سب کو نجات دی (۱۱۹) پھر اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کردیا (۱۲۰)

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٢١﴾

بے شک اس میں ایک بڑی نشانی ہے (مگر) ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لانیوالے ہیں (۱۲۱)

ع ۸ ۶/۱۰ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٢٢﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ

اور آپ کا پروردگار بڑا غالب ہے، بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۲۲) (اسی طرح قوم) عاد

الْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا

نے بھی رسولوںؑ کو جھٹلایا (۱۲۳) جبکہ ان کے بھائی ہودؑ نے ان سے کہا کیا تم

تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ

ڈرتے نہیں ہو؟ (۱۲۴) بے شک میں تمہارے لیے امانتدار رسولؑ ہوں (۱۲۵) سو تم اللہ سے ڈرو اور

وَأَطِيعُونِ ﴿١٢٦﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ

میری اطاعت کرو (۱۲۶) اور میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت نہیں مانگتا میری

أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٢٧﴾ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ

اجرت تو رب العالمین کے ذمہ ہے (۱۲۷) کیا تم ہر بلندی پر بے فائدہ ایک یادگار

آيَةً تَعْبَثُونَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ

تعمیر کرتے ہو؟ (۱۲۸) اور تم بڑے بڑے محل تعمیر کرتے ہو شاید کہ تم ہمیشہ

تَخْلُدُونَ ﴿١٢٩﴾ وَإِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿١٣٠﴾

زندہ رہو گے (۱۲۹) اور جب تم کسی پر حملہ کرتے ہو تو جبار و سرکش بن کر حملہ کرتے ہو؟ (۱۳۰)

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُم

پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۳۱) اور اس ذات سے ڈرو جس نے ان چیزوں سے تمہاری مدد

بِمَا تَعْلَمُونَ ﴿١٣٢﴾ أَمَدَّكُم بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ﴿١٣٣﴾

کی ہے جنہیں تم جانتے ہو (۱۳۲) (یعنی) اس نے مویشیوں اور اولاد سے تمہاری مدد فرمائی (۱۳۳)

ساتھیوں کو نجات دے اور سب کافروں کو غرق فرما چنانچہ خدا نے ایسا ہی کیا کہ نوح کے سفینہ نجات پر سواروں کے سوا باقی سب کو غرق کردیا۔ اور امت محمدیہ میں بھی ایسا ہی ہوگا کہ سفینہ اہل بیتؑ کے سواروں کے سوا باقی سب لوگ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

۱۹؎ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ۔ الآیہ﴾ جناب ہود علیہ السلام نے بھی دوسرے سب انبیاء کرام کی طرح قوم کو تقویٰ الٰہی اختیار کرنے اور اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ تقویٰ کے ساتھ اطاعت کا حکم دینا اس بات کی دلیل ہے کہ تقویٰ اتباع و اطاعت رسول کرنے سے حاصل ہوتا ہے مگر قوم نے برابر آپ کی تکذیب کی جس کے نتیجہ میں خدا نے انہیں ہلاک و برباد کر دیا۔

وَّجَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ

اور باغات اور چشموں سے (۱۳۴) میں تمہارے متعلق ایک بہت بڑے (سخت) دن کے

عَظِيۡمٍؕ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوۡا سَوَآءٌ عَلَيۡنَاۤ اَوَعَظۡتَ اَمۡ لَمۡ تَكُنۡ

عذاب سے ڈرتا ہوں (۱۳۵) ان لوگوں نے کہا کہ تم نصیحت کرو یا نہ کرو

مِّنَ الۡوٰعِظِيۡنَۙ ﴿۱۳۶﴾ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ الۡاَوَّلِيۡنَۙ ﴿۱۳۷﴾

ہمارے لیے برابر ہے (۱۳۶) یہ (ڈراوا) تو بس اگلے لوگوں کی عادت ہے (۱۳۷)

وَمَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِيۡنَۚ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوۡهُ فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡؕ اِنَّ فِىۡ

اور ہم کبھی عذاب میں مبتلا ہونیوالے نہیں ہیں (۱۳۸) پس انہوں نے اس (ہودؑ) کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں

ذٰلِكَ لَاٰيَةًؕ وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

ہلاک کردیا بے شک اس میں ایک بڑی نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ایمان لائے نہیں تھے (۱۳۹) اور یقیناً

لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۴۱﴾ ع ٨

آپ کا پروردگار بڑا غالب، بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۴۰) قوم ثمود نے رسولوںؑ کو جھٹلایا (۱۴۱)

اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَۚ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّىۡ لَـكُمۡ

جبکہ ان کے بھائی صالحؑ نے ان سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ (۱۴۲) میں تمہارے لیے

رَسُوۡلٌ اَمِيۡنٌۙ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِۚ ﴿۱۴۴﴾ وَمَاۤ

امانتدار رسولؑ ہوں (۱۴۳) سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۴۴) اور میں تم

اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ

سے اس (تبلیغ رسالت) پر کوئی اجرت نہیں مانگتا میری اجرت تو رب العالمین کے ذمہ

الۡعٰلَمِيۡنَؕ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتۡرَكُوۡنَ فِىۡ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِيۡنَۙ ﴿۱۴۶﴾ فِىۡ جَنّٰتٍ

ہے (۱۴۵) کیا تمہیں ان چیزوں میں جو یہاں ہیں امن واطمینان سے چھوڑ دیا جائے گا (۱۴۶) (یعنی)

وَّعُيُوۡنٍۙ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوۡعٍ وَّنَخۡلٍ طَلۡعُهَا هَضِيۡمٌۚ ﴿۱۴۸﴾ وَ

باغوں اور چشموں میں (۱۴۷) ان کھیتوں اور ان کھجوروں میں جن کے خوشے نرم اور خوب بھرے ہوئے ہیں (۱۴۸)

تَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ بُيُوۡتًا فٰرِهِيۡنَۚ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا

اور تم پہاڑوں کو تراش تراش کر اتراتے ہوئے (یا مہارت) سے مکانات بناتے ہو (۱۴۹) پس اللہ سے

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِيْنَ

ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۵۰) اور ان حد سے تجاوز کرنیوالوں کے حکم کی اطاعت نہ کرو (۱۵۱) جو زمین

يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ

میں فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے (۱۵۲) ان لوگوں نے کہا (اے صالحؑ) تم ان

اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚۖ

لوگوں میں سے ہو جن پر سخت (یا بار بار) جادو کردیا گیا ہے (۱۵۳) (اور) تم تو بس ہمارے

فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هٰذِهٖ

جیسے ایک بندہ ہو۔ اگر تم سچے ہو تو کوئی معجزہ لاؤ (۱۵۴) صالحؑ نے کہا یہ ایک اونٹنی ہے ایک

نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا

دن اس کے پانی پینے کا ہوگا اور ایک مقررہ دن کا پانی تمہارے پینے کیلئے ہوگا (۱۵۵) اور خبردار

تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵۶﴾

اسے کوئی تکلیف نہ پہنچانا ورنہ تمہیں ایک بڑے دن کا عذاب آ پکڑے گا (۱۵۶)

فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ

پس انہوں نے اسکی کونچیں کاٹ دیں پھر پشیمان ہوئے (۱۵۷) پھر انکو عذاب نے آ پکڑا بے شک اس

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۸﴾

(واقعہ) میں ایک بڑی نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانیوالے نہیں تھے (۱۵۸)

ع ۸ ۱۹ ۱۲ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۵۹﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ

اور یقیناً آپ کا پروردگار بڑا غالب ہے، بڑا رحم کرنیوالا ہے (۱۵۹) قوم لوط نے

لُوْطِ ِالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ

رسولوںؑ کو جھٹلایا (۱۶۰) جبکہ ان کے بھائی لوطؑ نے ان سے کہا کیا

اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا

تم ڈرتے نہیں ہو (۱۶۱) میں تمہارے لیے امانتدار رسولؑ ہوں (۱۶۲) پس تم اللہ سے

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۶۳) اور میں تم سے اس (تبلیغ رسالت) پر کوئی اجرت نہیں

۲۰۔ ﴿وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ۔ الآیہ﴾ جناب صالح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو تقوائے الٰہی اختیار کرنے اور اپنی اطاعت کرنے کا حکم دیا۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اپنے مفسد سرداروں اور بڑوں کی اطاعت نہ کرو جو فساد پھیلاتے ہیں مگر اصلاح احوال کی کوئی کوشش نہیں کرتے۔ اور یہی عادت ہر دور کے بڑے لوگوں کی رہی ہے اور ظاہر ہے کہ عوام بڑے لوگوں کے نقش قدم پر ہی چلتے ہیں۔

۲۱۔ ﴿قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ۔ الآیہ﴾ بایں ہمہ نابنجار قوم نے جواب میں کہا کہ تم پر سخت جادو کیا گیا ہے اس لئے بہکی بہکی باتیں کرتے ہو۔ تم تو ہماری طرح بشر ہو پھر رسول کس طرح ہو سکتے ہیں؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ احمق لوگ بھی عام کفار و مشرکین کی طرح نبوت و بشریت کو ایک دوسرے کی ضد جانتے تھے کہ جو بشر ہوتا ہے وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ جس کی خدا نے بار بار تردید کی ہے۔

۲۲۔ ﴿قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ۔ الآیہ﴾ قوم کے معجزہ طلب کرنے پر آپ نے باذن اللہ پہاڑ سے ایک ناقہ لاکر پیش کی اور ان سے فرمایا کہ ایک دن یہ ناقہ پانی پئے گی اور دوسرے دن تم پینا اور دیکھو اسے تکلیف نہ پہنچانا ورنہ سخت عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ مگر ان بدبختوں نے اس کی کوچیں کاٹ دیں جس کی پاداش میں انہیں سخت عذاب نے آ پکڑا اور وہ تہس نہس ہو گئے۔

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ

مانگتا میری اجرت تو بس رب اللعالمین کے ذمہ ہے (۱۶۴) کیا تم دنیا جہان والوں میں سے (بدفعلی

مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ

کیلئے) مردوں کے پاس ہی جاتے ہو (۱۶۵) اور تمہارے پروردگار نے تمہارے لیے جو

مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوا

بیویاں پیدا کی ہیں انہیں چھوڑ دیتے ہو بلکہ تم حد سے گزر جانیوالے لوگ ہو (۱۶۶) ان لوگوں نے

لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾

کہا اے لوطؑ! (اگر تم ان باتوں سے) باز نہ آئے تو تمہیں ضرور باہر نکال دیا جائے گا (۱۶۷)

قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي

آپ نے کہا میں تمہارے (اس) کردار سے سخت نفرت کرنیوالوں میں سے ہوں (۱۶۸) اے میرے پروردگار! مجھے اور

مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا

میرے گھر والوں کو اس عمل (کے وبال) سے جو یہ کرتے ہیں نجات عطا فرما (۱۶۹) چنانچہ ہم نے انہیں اور انکے گھر والوں کو

فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٧٢﴾ وَأَمْطَرْنَا

نجات عطا کی ہے (۱۷۰) سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانیوالوں میں سے تھی (۱۷۱) پھر ہم نے دوسرے سب

عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ فِي

لوگوں کو تباہ و برباد کردیا (۱۷۲) اور ہم نے ان پر (پتھروں کی) بارش برسائی۔ سو کیا بڑی بارش تھی جو ڈرائے ہوؤوں پر

ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ

برسی (۱۷۳) بے شک اس میں ایک بڑی نشانی ہے۔ مگر ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں تھے (۱۷۴) اور

رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ ع ۹ ۱۲ ۱۴

یقیناً آپؐ کا پروردگار بڑا غالب ہے بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۷۵) ایکہ والوں نے رسولوںؑ کو

الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾

جھٹلایا (۱۷۶) جبکہ ان کے بھائی شعیبؑ نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ (۱۷۷)

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾

بے شک میں تمہارے لیے امانتدار رسولؐ ہوں (۱۷۸) سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۷۹)

۲۳۔ ﴿أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ۔ الآیہ﴾ یہاں قوم لوطؑ کے خلاف وضع فطرت شہوت رانی کا تذکرہ کیا جارہا ہے جس کے تصور سے بھی طبیعت کو گھن آتی ہے مگر وہ ناہنجار قوم آج کل کی بعض نام نہاد "متمدن و مہذب" قوموں کی طرح بری طرح اس فعل شنیع میں مبتلا تھی جس کی تفصیل سورہ اعرف کی آیت ۸۰ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

۲۴۔ ﴿رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي۔ الآیہ﴾ باوجودیکہ ان کی گیدڑ بھبکیوں کے جناب لوط علیہ السلام نے بڑے جرأت مندانہ انداز میں تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ مگر ان بدبختوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ آخرکار جنابؑ نے بارگاہ الٰہی میں یوں دعا کی: بارہ الہا! مجھے اور میرے خاندان کو اس فعل بد کے اثرات اور عواقب سے نجات عطا فرما۔ چنانچہ جب اس بدکردار قوم پر عذاب الٰہی زلزلے اور پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش کی صورت میں نازل ہوا تو جناب لوط علیہ السلام ان کے خاندان اور جملہ اہل ایمان کو بچالیا گیا۔ اور باقی سب لوگ بڑھیا عورت سمیت (جس سے جناب لوط علیہ السلام کی بیوی مراد ہے) اس عذاب کی لپیٹ میں آکر تہس نہس ہوگئے۔

۲۵۔ ﴿كَذَّبَ أَصْحَابُ لْئَيْكَةِ۔ الآیہ﴾ اصحاب ایکہ سے مراد اہل مدین ہیں جن کی طرف جناب شعیب علیہ السلام بھیجے گئے تھے۔ سورہ اعراف اور سورہ ہود وغیرہ میں ان کے حالات بیان کئے جاچکے ہیں۔

وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى
میں تم سے اس (تبلیغ رسالت) پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ میری اجرت تو بس رب العالمین

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ
کے ذمہ ہے (۱۸۰) (دیکھو) پورا ناپا کرو (پیمانہ بھرا کرو) اور نقصان پہنچانیوالوں میں

الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۲﴾
سے نہ ہو (۱۸۱) اور صحیح ترازو سے تولا کرو (ڈنڈی سیدھی رکھا کرو) (۱۸۲)

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي
اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں فساد

الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ
پھیلاتے نہ پھرو (۱۸۳) اور اس (اللہ) سے ڈرو جس نے تمہیں اور

وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ
پہلی مخلوق کو پیدا کیا ہے (۱۸۴) ان لوگوں نے کہا کہ تم تو بس سخت سحر زدہ

الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ
آدمی ہو (۱۸۵) اور تم ہمارے ہی جیسے ایک انسان ہو اور ہمیں تو جھوٹے

نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا
بھی معلوم ہوتے ہو (۱۸۶) اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان کا

مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّيْٓ
کوئی ٹکڑا گرا دو (۱۸۷) آپؑ نے کہا میرا پروردگار بہتر جانتا ہے جو کچھ تم

اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ
کرتے ہو (۱۸۸) پس ان لوگوں نے ان (شعیبؑ) کو جھٹلایا تو سائبان والے دن کے عذاب نے

يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ
انہیں اپنی گرفت میں لے لیا بے شک وہ ایک بڑا سخت دن کا عذاب تھا (۱۸۹) بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۰﴾
اس میں ایک بڑی نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانیوالے نہیں تھے (۱۹۰)

۲۶ ـــ ﴿اَوْفُوا الْكَيْلَ۔ الآیہ﴾ کسی قوم میں کوئی خرابی نمایاں ہوتی ہے اور کسی میں کوئی عیب! جناب شعیبؑ کی قوم ناپ تول میں بے ایمانی کرتے اور لوگوں کو نقصان پہنچاتے وغیرہ عیوب میں گرفتار تھی جس کی پاداش میں وہ سائبان والے عذاب سے تباہ ہوگئی جو چھتری کی طرح ان پر چھا گیا لوگ دھوپ کی شدت سے بے قرار تھے وہ اس کی طرف دوڑے مگر اس سے پانی کی بجائے آگ برسنے لگی جس نے انہیں جلا کر بھسم کر دیا۔

ع ۱۰ ۱۱ ۱۲ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٩١﴾ وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ

اور بے شک آپؐ کا پروردگار بڑا غالب ہے، بڑا رحم کرنیوالا ہے (۱۹۱) اور بے شک یہ (قرآن) رب

رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ

العالمین کا نازل کردہ ہے (۱۹۲) جسے روح الامین (جبرائیل) نے آپؐ کے دل پر اتارا ہے (۱۹۳)

قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ

تاکہ آپؐ (عذاب الٰہی سے) ڈرانیوالوں میں سے ہو جائیں (۱۹۴) یہ کھلی ہوئی عربی زبان

مُبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ أَوَلَمْ يَكُنْ

میں ہے (۱۹۵) اور یہ پہلے لوگوں کی کتابوں میں (بھی) ہے (۱۹۶) کیا یہ نشانی اس (اہل مکہ)

لَهُمْ آيَةً أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ

کیلیے کافی نہیں کہ اس (قرآن) کو بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں (۱۹۷) اور اگر ہم

نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا

اسے کسی عجمی (غیر عرب) پر نازل کرتے (۱۹۸) پھر وہ اسے پڑھ کر ان کو سناتا تب بھی وہ اس

كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٩﴾ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ

پر ایمان نہ لاتے (۱۹۹) اسی طرح ہم نے اس (انکار) کو مجرموں کے دلوں میں

الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ

داخل کر دیا ہے (۲۰۰) یہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک دردناک عذاب کو نہ دیکھ

الْأَلِيمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٠٢﴾

لیں گے (۲۰۱) چنانچہ وہ (عذاب) اس طرح اچانک ان پر آجائے گا کہ انہیں احساس بھی نہ ہوگا (۲۰۲)

فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ ﴿٢٠٣﴾ أَفَبِعَذَابِنَا

تب وہ کہیں گے کیا ہمیں مہلت مل سکتی ہے؟ (۲۰۳) کیا یہ لوگ ہمارے عذاب

يَسْتَعْجِلُونَ ﴿٢٠٤﴾ أَفَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ﴿٢٠٥﴾

کیلیے جلدی کر رہے ہیں (۲۰۴) کیا تم دیکھتے ہو کہ اگر ہم انہیں کئی سال تک فائدہ اٹھانے کا موقع دیں (۲۰۵)

ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٢٠٦﴾ مَا أَغْنَىٰ

پھر ان پر وہ عذاب آجائے جس سے انہیں ڈرایا جاتا تھا (۲۰۶) تو وہ سب سازوسامان

۲۷۔ ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ۔ الآیہ﴾ قرآن اللہ کا کلام حق ترجمان ہے جسے روح امین یعنی جبرائیل امین علیہ السلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مقدس پر لے کر آئے اور الفاظ و معانی دونوں لائے تاکہ آپ اسکے مطالب و معانی لوگوں کو سمجھائیں اور انہیں عذاب خداوندی سے ڈرائیں۔ جس کا تذکرہ سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی ہے۔ مگر کفار و مشرکین نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ ارشاد قدرت ہے: ﴿لا یؤمنون بہ حتی یروا العذاب الالیم﴾ کہ جب تک وہ دردناک عذاب کا مشاہدہ نہیں کریں گے جب تک ایمان نہیں لائیں گے اور جب عذاب سامنے آجائے گا تو پھر مہلت ختم ہو جائے گی اور جبری ایمان لانا کوئی فائدہ نہ دے گا۔ ﴿وذلك هو الخسران المبين﴾۔

عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يُمَتَّعُوۡنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ

جس سے وہ فائدہ اٹھاتے رہے تھے انہیں کوئی فائدہ نہ دے گا (۲۰۷) اور ہم نے کبھی کسی بستی کو اس وقت

قَرۡيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنۡذِرُوۡنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكۡرٰى ۛ وَمَا كُنَّا مع ۹

تک ہلاک نہیں کیا جب تک اس کے پاس عذاب الٰہی سے ڈرانے والے نہ آچکے ہوں (۲۰۸) نصیحت اور یاددہانی

ظٰلِمِيۡنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتۡ بِهِ الشَّيٰطِيۡنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا

کیلئے! اور ہم کبھی ظالم نہیں تھے (۲۰۹) اور اس (قرآن) کو شیطانوں نے نہیں اتارا (۲۱۰) اور نہ ہی یہ ان

يَنۡۢبَغِىۡ لَهُمۡ وَمَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمۡ عَنِ

کیلئے مناسب ہے اور نہ ہی وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں (۲۱۱) وہ تو اس (وحی) کے سننے سے بھی معزول

السَّمۡعِ لَمَعۡزُوۡلُوۡنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

کیے جاچکے ہیں (۲۱۲) پس آپؐ اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو نہ پکاریں ورنہ آپؐ بھی سزا پانیوالوں

فَتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُعَذَّبِيۡنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ

میں شامل ہو جائیں گے (۲۱۳) اور (اے رسولؐ) اپنے قریب ترین رشتہ داروں (عذاب سے)

الۡاَقۡرَبِيۡنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ

ڈراؤ (۲۱۴) اور جو اہل ایمان آپؐ کی پیروی کریں ان کیلئے اپنا بازو جھکاؤ (ان کیساتھ تواضع و فروتنی سے

الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنۡ عَصَوۡكَ فَقُلۡ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا

پیش آؤ) (۲۱۵) اور اگر وہ تمہاری نافرمانی کریں تو کہہ دو کہ میں اس سے بیزار ہوں جو کچھ تم

تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلۡ عَلَى الۡعَزِيۡزِ الرَّحِيۡمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِىۡ

کرتے ہو (۲۱۶) اور اس (پروردگار) پر بھروسہ کیجئے جو غالب ہے اور بڑا رحم کرنیوالا ہے (۲۱۷) جو آپؐ کو اس

يَرٰٮكَ حِيۡنَ تَقُوۡمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيۡنَ ﴿۲۱۹﴾

وقت دیکھتا ہے جب آپؐ کھڑے ہوتے ہیں (۲۱۸) اور جب آپؐ سجدہ کرنیوالوں میں نشست و برخاست کرتے ہیں

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلۡ اُنَبِّئُكُمۡ عَلٰى مَنۡ

تب بھی دیکھتا ہے (۲۱۹) بے شک وہ بڑا سننے والا، بڑا علم والا ہے (۲۲۰) کیا میں تمہیں بتاؤں کہ

تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيۡنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ ﴿۲۲۲﴾

شیاطین کس پر اترتے ہیں (۲۲۱) وہ ہر جھوٹ گھڑنے والے گنہگار پر اترتے ہیں (۲۲۲)

۲۸۔ ﴿وَمَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ۔الآیہ﴾ چونکہ اللہ عادل ہے اس لئے وہ جب تک کوئی نبی رسول بھیج کر لوگوں پر حجت تمام نہ کرے تب تک ان پر عذاب نازل نہیں کرتا۔ کیونکہ عذاب بلا بیان قبیح ہے۔ ﴿وما ربك بظلام للعباد﴾۔

۲۹۔ ﴿وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ۔الآیہ﴾ اگرچہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمی رسول تھے اور ساری کائنات کو ڈرانے پر مامور تھے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے: ﴿یا ایہا المدثر قم فانذر﴾ مگر یہاں خصوصی طور پر اپنے خاندان والوں کو ڈرانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ ایک اچھے داعی حق کا یہ اخلاقی فریضہ ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اپنی ذات کی اصلاح کرے۔ بعد ازاں اہل و عیال اور خاندان کی اصلاح کرے اور پھر عام لوگوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے اسی بنا پر بحکم پروردگار پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے بنی عبدالمطلب سے اپنی دعوت حق اور تبلیغ کا آغاز کیا۔ دعوت کی تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع فرمائیں۔

يُلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَآءُ
جو ان (شیاطین) کی طرف کان لگائے رہتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہوتے ہیں (۲۲۳) اور جو
يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ
شعراء ہیں ان کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں (۲۲۴) کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ ہر وادی میں حیران و
يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا
سرگرداں پھرا کرتے ہیں (۲۲۵) اور وہ کہتے ہیں ایسی باتیں جو کرتے نہیں ہیں (۲۲۶) سوائے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ
ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا
كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَ
اور بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا انہوں نے بدلہ لیا اور جن لوگوں نے ظلم کیا
سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ ع ۱۱ ۳۶ ۱۵
انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس جگہ لوٹ کر جا رہے ہیں؟ (۲۲۷)

اٰیاتھا ۹۳ | ۲۷ سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ ۴۸ | رکوعاتها ۷

سورہ نمل ۔ مکی ہے۔ آیات ۹۳ ۔ ۷ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾ هُدًى
طا۔ س۔ یہ قرآن واضح کتاب کی آیتیں ہیں (۱) جو ان ایمان
وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ
لانے والوں کیلئے (سرا سر) ہدایت و بشارت ہیں (۲) جو نماز پڑھتے اور
وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾
زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں (۳)
اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ
جو لوگ ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے اعمال (انکی نظر میں) خوشنما بنا دیے ہیں

۳۰ ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ الآیہ﴾ کفار و مشرکین پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک الزام یہ بھی لگاتے تھے کہ آپ شاعر ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں شاعر سے ان کی مراد اصطلاحی معنی ہیں موزوں و مقفیٰ کلام کرنے والا نہیں ہیں بلکہ لغوی معنی مراد ہیں یعنی خیالی اور غیر تحقیقی باتیں کرنے والے۔ خداوند عالم اس الزام کی تردید کرتے ہوئے فرمایا رہا ہے کہ آپ شاعر نہیں ہیں بلکہ رسول ہیں کیونکہ شاعر و رسول میں چند نمایاں فرق ہوتے ہیں مثلاً: (۱) شاعروں کے پیروکار گمراہ اور بدکار لوگ ہوتے ہیں جب کہ رسولوں کے پیروکار ہدایت یافتہ اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔ (۲) شاعر ہر وادی اور ہر میدان میں سرگردان اور ہر موضوع پر طبع آزمائی اور قافیہ پیمائی کرتے پھرتے ہیں جبکہ رسولوں کا کلام ایک ہی مرکز کے اردگرد گھومتا ہے یعنی توحید کی تعلیم اور شرک کی نفی عمل صالح کرنے کی ترغیب اور برے کاموں سے نفرت۔ (۳) شاعر صرف گفتار کے غازی ہوتے ہیں جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں ہیں مگر رسول کردار کے غازی ہوتے ہیں وہ جو کہتے ہیں وہ کر کے بھی دکھاتے ہیں۔

۳۱ ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ چونکہ ہر عام قابل تخصیص ہوتا ہے اس لئے خداوند عالم نے عام شعراء کی مذمت کرنے کے بعد استثناء کیا ہے کہ سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور اللہ کو بہت یاد کیا۔ اور زبان و کلام کے تیر و نشتر چلا کر کافروں سے انتقام لیتے ہیں لہٰذا اس مذمت میں یہ حق گو اور حق کا دفاع کرنے والے مومن شعراء شامل نہیں ہے۔

سورہ نمل

اس سورہ کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قرآن کا تعارف اور چشمہ ہدایت سے فیض پانے والوں کا بیان۔ (۲) عقیدہ آخرت ہی دنیوی اور اخروی زندگی کے سنوارنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ (۳) مختلف عقائد و اعمال کے حامل لوگوں کی

أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ④ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ

پس وہ سرگردان پھر رہے ہیں (۴) یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے (دنیا میں)

سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ⑤

بڑا عذاب ہے اور وہ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں (۵)

وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ⑥

(اے رسولؐ) بے شک آپکو یہ قرآن ایک بڑے حکمت والے، بڑے علم والے کی طرف سے عطا کیا جارہا ہے (۶)

إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُم

(وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنے گھر والوں سے کہا میں نے آگ

مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ

دیکھی ہے تو میں ابھی وہاں سے کوئی خبر لاتا ہوں یا آگ کا کوئی انگارہ لاتا ہوں

تَصْطَلُونَ ⑦ فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَن بُورِكَ مَن فِي

تاکہ تم تاپو (۷) پھر جب وہ اس کے پاس آئے تو (انہیں) ندا دی گئی کہ مبارک ہے وہ جسکا

النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ⑧

جلوہ آگ میں ہے۔ اور جس کا جلوہ اسکے اردگرد ہے اور پاک ہے اللہ جو پروردگار عالمین ہے (۸)

يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ⑨ وَأَلْقِ

اے موسیٰؑ! بلاشبہ یہ میں اللہ ہوں، بڑا غلبہ والا، بڑا حکمت والا (۹) اور تم اپنا عصا پھینکو۔

عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا

پھر جب انہوں نے اسے دیکھا کہ وہ حرکت کررہا ہے جیسے کہ وہ ایک سانپ ہے تو وہ پیٹھ پھیر کر مڑے اور

وَلَمْ يُعَقِّبْ يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ

پیچھے پلٹ کر بھی نہ دیکھا (ہم نے آواز دی) اے موسیٰؑ خوف نہ کرو میں وہ ہوں کہ میرے

لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ⑩ إِلَّا مَن ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا

حضور پیغمبر خوف نہیں کرتے (۱۰) سوائے اس کے کہ جو کوئی زیادتی کرے پھر وہ برائی کو اچھائی سے

بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ⑪ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي

بدل دے تو بے شک میں بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنیوالا ہوں (۱۱) اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان

سیرت و کردار کے نمونے۔ (۴) توحید کی حقانیت اور شرک کے بطلان پر ہمت شکن دلائل کا بیان۔ (۵) جناب موسیٰ علیہ السلام کا آگ لینے جانا اور نبوت کا مل جانا۔ (۶) ہدہد کا غائب ہونا اور ملکہ سبا کی خبر لانا وغیرہ۔ (۷) تخت بلقیس کا چشم زدن میں جناب سلیمان علیہ السلام کے پاس لایا جانا۔ (۸) رجعت کے وقوع پذیر ہونے کا بیان۔ (۹) دابۃ الارض کے نکلنے کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿هُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ۔ الآیہ﴾ سورہ بقرہ کی آیت ۲ کی تفسیر میں ہم یہ حقیقت واضح کر آئے ہیں کہ قرآن اگرچہ تمام بنی نوع انسان بلکہ تمام عالمین کیلئے باعث ہدایت ہے مگر مقام عمل میں اس سے فائدہ وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جنکے دلوں میں خوف وخشیہ الٰہی اور نور ایمان موجود ہوتا ہے۔

۲۔ ﴿الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ۔ الآیہ﴾ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایمان اور عمل لازم وملزوم ہیں لہٰذا جب تک باطنی ایمان کے ظاہری آثار ظاہر نہیں ہوں گے تو کس طرح معلوم ہوگا کہ اندر ایمان ہے یا نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عمل کے بغیر ایمان کی چنداں قدر و قیمت نہیں ہے۔ نیز یہ بھی واضح رہے کہ عمل میں حق اللہ اور حق العباد دونوں کی ادائیگی شامل ہے چنانچہ نماز حق اللہ ہے اور زکوٰۃ حق العباد۔ اور پھر آخرت پر ایمان رکھنا تو اسلام کے عقائدی نظام میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا ہر عمل اسی جذبہ کے تحت انجام پذیر ہونا چاہیے۔

۳۔ ﴿يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ۔ الآیہ﴾ جناب موسیٰ علیہ السلام نے عصا پھینکا اور وہ ایک دم اژدہا بن گیا اور حرکت کرنے لگا تو آپ علیہ السلام کو خوف محسوس ہوا۔ اور اس سے دنیا پر واضح ہوگیا کہ عصا کو اژدہا بنانا ان کا فعل نہیں تھا بلکہ خدائے قادر و قیوم کا فعل تھا جو معجزہ کا حقیقی فاعل ہوتا ہے۔

جَيۡبِكَ تَخۡرُجۡ بَيۡضَآءَ مِنۡ غَيۡرِ سُوۡٓءٍ ۟ فِىۡ تِسۡعِ

میں ڈالو تو وہ کسی بیماری کے بغیر چمکتا ہوا نکلے گا (یہ دو معجزے ہیں) ان نو معجزات

اٰيٰتٍ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَقَوۡمِهٖ‌ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا

میں سے جنہیں لیکر آپ نے فرعون اور اسکی قوم کے پاس جانا ہے۔ وہ بڑے ہی

فٰسِقِيۡنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتۡهُمۡ اٰيٰتُنَا مُبۡصِرَةً قَالُوۡا

نافرمان لوگ ہیں (۱۲) سو جب انکے پاس ہمارے واضح معجزات پہنچے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو

هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ‌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوۡا بِهَا وَاسۡتَيۡقَنَـتۡهَاۤ

کھلا ہوا جادو ہے (۱۳) اور ان لوگوں نے ظلم وتکبر کی راہ سے ان (معجزات) کا

اَنۡفُسُهُمۡ ظُلۡمًا وَّعُلُوًّا ‌ؕ فَانْظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ

انکار کر دیا حالانکہ ان کے نفوس (دلوں) کو ان کا یقین تھا اب دیکھو کہ فساد

الۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۱۴﴾ وَلَـقَدۡ اٰتَيۡنَا دَاوٗدَ وَسُلَيۡمٰنَ ع ١٤/١٦

کرنیوالوں کا انجام کیا ہوا؟ (۱۴) اور ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو (خاص) علم عطا فرمایا۔

عِلۡمًا‌ ۚ وَقَالَا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيۡرٍ

اور ان دونوں نے کہا کہ ہر قسم کی تعریف اس اللہ کیلئے ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے

مِّنۡ عِبَادِهِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۵﴾ وَوَرِثَ سُلَيۡمٰنُ دَاوٗدَ‌

مومن بندوں پر فضیلت عطا کی ہے (۱۵) اور سلیمانؑ داؤدؑ کے وارث ہوئے اور کہا

وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمۡنَا مَنۡطِقَ الطَّيۡرِ وَاُوۡتِيۡنَا

اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی کی تعلیم دی گئی ہے اور ہمیں ہر قسم کی چیزیں

مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ‌ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡفَضۡلُ الۡمُبِيۡنُ‏ ﴿۱۶﴾

عطا کی گئی ہیں بے شک یہ (اللہ کا) کھلا ہوا فضل و کرم ہے (۱۶)

وَحُشِرَ لِسُلَيۡمٰنَ جُنُوۡدُهٗ مِنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ

اور سلیمانؑ کیلئے جنوں، انسانوں اور پرندوں میں سے لشکر جمع کیے گئے۔ پس

وَالطَّيۡرِ فَهُمۡ يُوۡزَعُوۡنَ‏ ﴿۱۷﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوۡا عَلٰى وَادِ

انکی ترتیب وار صف بندی کی جاتی تھی (۱۷) یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی

۴۔ ﴿وَجَحَدُوۡا بِهَا۔ الآیہ﴾ جب جناب موسیٰ علیہ السلام نو معجزات کے ساتھ فرعون کے دربار میں پہنچے اور بعض معجزات دکھائے تو اگرچہ اسے اور اس کے عمائدین سلطنت کو جناب موسیٰ علیہ السلام کی صداقت کا یقین کامل ہوگیا تھا۔ مگر ازراہ ظلم وتکبر اور اپنے دنیوی مفادات کے تحفظ کا خاطر برابر یہی کہتے رہے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔ ارشاد قدرت ہے کہ ذرا دیکھو کہ کفر وشرک اور ظلم وجور اور گناہ وعصیان کر کے فساد برپا کرنے والوں کا کتنا بھیانک اور ہولناک انجام ہوا کہ سب کے سب اس طرح غرق ہوئے کہ ان کا نام ونشان بھی مٹ گیا۔ ع

باطل آخر داغ حسرت میری است

۵۔ ﴿وَوَرِثَ سُلَيۡمٰنُ۔ الآیہ﴾ جناب سلیمان علیہ السلام جناب داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے۔ مورث بھی نبی اور وارث بھی نبی۔ ظاہر ہے کہ وراثت اور ورثہ سے ذہنی تبادر مال وجائیداد کی وارثت کی طرف ہوتا ہے جو نقل وانتقال کے قابل ہے۔ اور جن لوگوں نے اس سے علم ونبوت مراد لی ہے انہوں نے غور نہیں فرمایا کہ علم ونبوت نقل وانتقال کے قابل چیزیں نہیں ہیں۔ بہر حال اس سے اس مزعومہ حدیث ﴿نحن معاشرت الانبیا لانرث ولانورث﴾ کی قلعی کھل جاتی ہے اور اس کے مخالف قرآن ہونے کی وجہ سے اس کا ناقابل اعتماد ہونا واضح وآشکار ہو جاتا ہے۔

۶۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمۡنَا۔ الآیہ﴾ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پرندوں کے اندر بھی نطق وادراک پایا جاتا ہے چنانچہ مشاہدہ شاہد ہے کہ پرندے خوشی وغم کے مختلف حالات میں مختلف آوازیں نکالتے ہیں۔ الغرض قادر مطلق خدا نے جناب سلیمان علیہ السلام کو منطق الطیر کا علم عطا فرمایا تھا اور ہماری متعدد حدیثوں میں وارد ہے کہ خداوند عالم نے ائمہ اہل بیتؑ کو بھی یہ علم عطا فرمایا ہے۔ (اصول کافی وصافی وغیرہ)

۷۔ ﴿وَحُشِرَ لِسُلَيۡمٰنَ۔ الآیہ﴾ ہر بادشاہ کی فوج صرف انسانوں پر مشتمل ہوتی ہے مگر

النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا

میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ ۔

مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ

ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور ان کا لشکر تمہیں کچل ڈالے اور انہیں خبر

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ

بھی نہ ہو (۱۸) وہ (سلیمانؑ) اس کی بات پر مسکرا کر ہنس پڑے اور کہا اے

رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ

میرے پروردگار! مجھے ہمیشہ توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکریہ ادا

وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ

کرسکوں جن سے تو نے مجھے اور میرے والدین کو نوازا ہے اور ایسا نیک عمل کروں جسے تو

بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾ وَتَفَقَّدَ الطَّیْرَ

پسند کرے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل کر (۱۹) اور سلیمانؑ نے (ایک

فَقَالَ مَا لِیَ لَاۤ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآىِٕبِیْنَ ﴿۲۰﴾

دن) پرندوں کا جائزہ لیا تو کہا کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا ہوں کیا وہ کہیں غائب ہے؟ (۲۰)

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِیْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ

(اگر ایسا ہی ہے) تو میں اسے سخت سزا دونگا یا اسے ذبح کردونگا یا پھر وہ کوئی واضح دلیل (عذر)

بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ

میرے سامنے پیش کرے (۲۱) پس کچھ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ہدہد نے آکر کہا کہ میں نے وہ بات

بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ ﴿۲۲﴾

معلوم کی ہے جو آپکو معلوم نہیں ہے اور میں (ملک) سبا سے آپکے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں (۲۲)

اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ

میں نے ایک عورت کو پایا ہے جو ان لوگوں پر حکومت کرتی ہے اور اسے ہر

شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا

چیز دی گئی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت (سلطنت) ہے (۲۳) میں نے اسے اور اس کی قوم کو

قرآن شاہد ہے کہ جناب سلیمان علیہ السلام کی فوج تین دستوں پر مشتمل تھی: (۱) انسان۔ (۲) جن۔ (۳) اور پرندے جن میں ہدہد بھی شامل ہے۔

۸۔ ﴿اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً ۔الآیہ﴾ جب جناب سلیمان علیہ السلام نے اپنے لشکر کا جائزہ لیتے ہوئے جب پرندوں کے دستہ کا جائزہ لیا اور ہدہد کو غائب پایا تو اس کی عدم موجودگی کا نوٹس لیا اور فرمایا ﴿مالی لا اری الھدھد﴾ کیا بات ہے کہ میں آج ہدہد کو نہیں دیکھ رہا؟ (تا آخر جس طرح کہ متن قرآن میں مذکور ہے۔) بالآخر ہدہد آیا اور ملکہ ملک سبا کی خبر لایا کہ وہاں ایک عورت لوگوں کی بادشاہت کر رہی ہے جسے ضرورت کی ہر چیز میسر ہے جس کا ایک بڑا تخت ہے اور وہ اور اس کی رعایا خدا کو چھوڑ کر سورج کی پرستش کرتی ہے۔ بہرحال جناب سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کا سچ جھوٹ معلوم کرنے کیلئے اس مضمون کا ایک خط ملکہ سبا کے نام لکھا جو قرآن میں مذکور ہے اور ہدہد کے حوالے کیا۔ چنانچہ ملکہ سبا نے وہ خط پڑھا تو اس پرشکوہ تحریر سے متاثر ہوئی اور عمائدین سلطنت کو جمع کر کے خط پڑھ کر سنایا۔ اور ان سے مشورہ کیا کہ اس خط کا کیا جواب دینا چاہیے؟ اعیان سلطنت نے کہا اگر لڑنا ہے تو ہم اس کیلئے بھی حاضر ہیں اور اگر صلح کرنی ہے تو ہم اس کیلئے بھی تیار ہیں۔ بہرکیف آخری فیصلہ ہوتا ہے کہ ملکہ سبا کا نظام شورائی تھا۔ الغرض بلقیس نے ایک قیمتی ہدیہ بھیجنے اور اس کے جواب کا انتظام کرنے کا فیصلہ کیا۔ مطلب یہ معلوم کرنا تھا کہ سلیمان دنیا کا طلبگار ہے یا دیندار اور اصلاح کار ہے؟ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جیسا کہ متن قرآن میں مذکور ہے اور جناب سلیمان علیہ السلام نے وہ ہدیہ واپس کر دیا۔ اب آخرکار ملکہ سبا حالات کا جائزہ لینے کیلئے ادھر بڑی شان و شوکت کے ساتھ جناب سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہوئی ادھر جناب سلیمان علیہ السلام نے اپنے وصی آصف بن برخیا کے ذریعہ سے اسم اعظم کا صرف ایک حرف کا علم عطا کیا گیا تھا آنکھ

يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ

پایا ہے کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے عملوں کو انکی

الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا

نظر میں خوشنما بنا دیا ہے پس اس نے انہیں اصل (سیدھے) راستہ سے ہٹا دیا ہے سو وہ

يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ

ہدایت نہیں پاتے (۲۴) وہ کیوں اس خدا کو سجدہ نہ کریں جو آسمانوں اور زمین

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا

میں اور پوشیدہ چیزوں کو باہر لاتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو

تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

کچھ تم ظاہر کرتے ہو (۲۵) اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے جو عرش عظیم

السجدة ۸ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ

کا مالک ہے (۲۶) سلیمانؑ نے کہا ہم ابھی دیکھتے ہیں کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو

الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ

جھوٹوں میں سے ہے (۲۷) میرا یہ خط لے جا اور اسے ان کے پاس ڈال دے

تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا

پھر ان سے ہٹ جا۔ پھر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں؟ (۲۸) اس (ملکہ) نے کہا

الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ

اے (دربار کے) سردارو! مجھے ایک معزز خط پہنچایا گیا ہے (۲۹) وہ سلیمانؑ کی

وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ

طرف سے ہے اور وہ یہ ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (۳۰) تم میرے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو

ع ۲ ۱۷ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ

اور فرمانبردار ہو کر میرے پاس آجاؤ (۳۱) چنانچہ ملکہ نے کہا: اے سرداران قوم! تم مجھے میرے اس معاملہ میں

فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾

رائے دو (کیونکہ) میں کبھی کسی معاملہ کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو (۳۲)

جھپکنے سے پہلے اس کا تخت منگوا لیا۔ خلاصہ یہ کہ جب ملکہ حاضر ہوئی تو اس سے رسمی سلام وکلام کے بعد پوچھا گیا کہ تمہارا تخت ایسا ہی ہے؟ اس نے بڑا معقول جواب دیا یہ تو گویا وہی ہے چنانچہ یہ معجزہ دیکھنے کے بعد اس نے اسلام قبول کرنے میں ذرا بھی دیر و درنگ نہیں کی۔ اگرچہ قرآن اور احادیث صحیحہ اس سلسلہ میں خاموش ہیں مگر ارباب تاریخ نے یہی لکھا ہے کہ اس کے بعد جناب سلیمان علیہ السلام نے اسے اپنے حرم سرا میں داخل کیا اور اسے اپنی سلطنت پر برقرار رکھا۔ (مجمع البیان وغیرہ)

ایضاح: جن لوگوں کو چیونٹی کے کام اور ہدہد کی اس اطلاع اور پیغام رسانی پر تعجب ہوتا ہے وہ پہلے خدا کی قدرت پر مکمل ایمان لائیں پھر ان کا یہ تعجب خود بخود ختم ہو جائے گا۔

قَالُوا نَحْنُ أُولُوا قُوَّةٍ وَّأُولُوا بَأْسٍ شَدِيدٍ ۙ

انہوں نے کہا ہم طاقتور اور سخت لڑنے والے ہیں لیکن اختیار آپ کو

وَّالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ

ہی ہے۔ آپ دیکھ لیں (غور کریں) کہ کیا حکم دیتی ہیں؟ (۳۳) ملکہ نے کہا بادشاہ

إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا

جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر دیتے ہیں اور اسکے معزز

أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿۳۴﴾ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ

باشندوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور ایسا ہی (یہ لوگ) کریں گے (۳۴) (لہٰذا جنگ مناسب نہیں البتہ) میں

إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿۳۵﴾

انکے پاس ایک ہدیہ بھیجتی ہوں۔ اور پھر دیکھتی ہوں کہ میرے فرستادے (قاصد) کیا جواب لاتے ہیں؟ (۳۵)

فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ

سو جب وہ فرستادہ (یا ملکہ کا سفیر) سلیمانؑ کے پاس پہنچا تو آپ نے کہا کیا تم لوگ مال سے میری مدد کرنا

اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم ۚ بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ

چاہتے ہو؟ تو اللہ نے مجھے جو کچھ دے رکھا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے البتہ تم ہی اپنے ہدیہ پر

تَفْرَحُونَ ﴿۳۶﴾ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا

خوش ہو سکتے ہو (۳۶) (اے سفیر) تو ان لوگوں کے پاس واپس لوٹ جا (اور ان کو بتا کہ) ہم انکے پاس

قِبَلَ لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ

ایسے لشکر لے کر آ رہے ہیں جنکے مقابلہ کی ان میں تاب نہ ہوگی اور ہم انکو وہاں سے اس طرح ذلیل کر کے

صَاغِرُونَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا

نکالینگے کہ وہ خوار ہو چکے ہونگے (۳۷) آپ نے کہا اے عمائدین سلطنت! تم میں سے کون ہے؟ جو اس (ملکہ سبا) کا

قَبْلَ أَن يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ

تخت میرے پاس لائے قبل اسکے کہ وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئیں؟ (۳۸) جنات میں سے ایک شریر و

أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّي

چالاک جن نے کہا کہ میں اسے آپکے پاس لے آؤں گا اس سے پہلے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں۔ بے

۹۔ ﴿وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ۔ الآیہ﴾ وہ ہدیہ کیا تھا؟ اس سلسلہ میں مفسرین نے مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔ ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہدیہ کوئی معمولی نہیں تھا بلکہ بڑا گرانقدر اور قیمتی تھا۔

۱۰۔ ﴿فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ۔ الآیہ﴾ چنانچہ ملکہ کا سفیر جب وہ قیمتی ہدیہ لے کر جناب سلیمان کے پاس پہنچا تو انہوں نے یہ فرما کر ہدیہ قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ اس ہدیہ پر تم لوگ ہی خوش ہو سکتے ہو جنہیں مال و دولت جمع کرنے کی فکر ہے مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ خداوند عالم نے مجھے جن نعمتوں سے نوازا ہے۔ وہ اس سے کہیں بہتر و برتر ہیں جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے۔ پھر سفیر سے فرمایا کہ تم یہ ہدیہ لے کر واپس چلے جاؤ۔ اور ملکہ سے کہو کہ میں نے تمہیں دعوت اسلام دی تھی تم نے یہ قیمتی ہدیہ بھیج دیا یعنی یہ تو گویا رشوت کی ایک صورت ہوئی۔ ہم ایسی فوجیں لے کر ان کی طرف آئیں گے کہ ان کو ان کے مقابلہ کی تاب نہ ہوگی اور ہم ان کو ذلیل کر کے وہاں سے نکال دیں گے بظاہر اس دھمکی سے جناب سلیمانؑ کا مقصد ان کو ذرا دھمکا کر مقابلہ و مقاتل سے باز رکھنا اور اپنی اطاعت گزاری پر آمادہ کرنا تھا نہ یہ کہ انسانوں کا قتل عام کیا جائے اور اس کی طرف جبر و قہر سے انہیں مسلمان بنایا جائے۔

عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ

شک میں اسکی طاقت رکھتا ہوں (اور میں) امانتدار بھی ہوں (۳۹) اور اس شخص نے کہا جسکے پاس کتاب کا

الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ

کچھ علم تھا میں اسے آپکے پاس لے آؤنگا اس سے پہلے کہ آپ کی آنکھ جھپکے پھر جب سلیمانؑ نے اسے اپنے

فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَٰذَا مِنْ فَضْلِ

پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل وکرم ہے تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں اس کا شکر ادا کرتا

رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۖ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا

ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو وہ اپنے فائدہ کیلئے شکر کرتا ہے اور جو

يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴿٤٠﴾

ناشکری کرتا ہے تو وہ (اپنا نقصان کرتا ہے) میرا پروردگار بے نیاز اور کریم ہے (۴۰)

قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ

آپ نے کہا اس (ملکہ) کے تخت کی صورت بدل دو تا کہ ہم دیکھیں کہ آیا وہ صحیح بات تک راہ پاتی ہے یا وہ ان

مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٤١﴾ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ

لوگوں میں سے ہے جو صحیح بات تک راہ نہیں پاتے (۴۱) الغرض جبکہ ملکہ آئی تو اس سے کہا گیا کیا تمہارا تخت

أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۚ وَأُوتِينَا

ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا یہ تو گویا وہی ہے اور ہمیں تو پہلے ہی سے حقیقت معلوم ہو گئی تھی ۔

الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا

اور ہم تو مسلمان (مطیع و فرمانبردار) ہو چکے ہیں (۴۲) اور سلیمانؑ نے اس (ملکہ) کو

كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ

غیر اللہ کی عبادت سے روک دیا جو وہ کیا کرتی تھی کیونکہ وہ کافر قوم

كَافِرِينَ ﴿٤٣﴾ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ

میں سے تھی (۴۳) اس سے کہا گیا کہ محل میں داخل ہو۔ تو جب اس نے اس کو دیکھا

حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ

تو (بلوریں فرش کو گہرا) پانی خیال کیا اور (گزرنے کیلئے) اس طرح پائچے اٹھائے کہ اپنی دونوں پنڈلیاں

۱۱۔ ﴿قَالَ نَكِّرُوا لَهَا ۔الآیہ﴾ جب وہ تخت جناب سلیمان علیہ السلام کے دربار میں لایا گیا تو آپ نے حکم دیا کہ اس کی ہیئت ذرا بدل دو تا کہ دیکھیں کہ ملکہ صحیح بات تک راہ پاتی ہے یا نہ؟ اور اس معجزہ کو دیکھ کر ہدایت پاتی ہے یا نہ؟ چنانچہ جب وہ آئی تو حقیقت تک پہنچ گئی اس لئے فوراً ایمان لائی۔

۱۲۔ ﴿قِيلَ لَهَا ادْخُلِي ۔الآیہ﴾ مفسرین و مورخین بیان کرتے ہیں کہ بلقیس کی آمد سے پہلے جناب سلیمان علیہ السلام نے ایک خاص شیش محل تعمیر کرایا تھا جس کا فرش شیشہ بلور کا بنا ہوا تھا جس کے نیچے پانی رواں دواں تھا۔ جب ملکہ سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو۔ تو اس نے اس فرش کو دیکھا تو خیال کیا کہ پانی بہہ رہا ہے تو اسے عبور کرنے کیلئے پائنچے اٹھائے یعنی اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا تب اسے بتایا گیا کہ یہ تو بلور شیشوں سے بنا ہوا فرش ہے تب ملکہ نے کہا ﴿رب انی ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمان للہ رب العلمین﴾

صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۬ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ

کھول دیں۔آپ نے کہا یہ (پانی نہیں ہے بلکہ) شیشوں سے مرصع محل ہے (اور بلوریں فرش ہے) ملکہ نے کہا اے

نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۳ ۴ ۱۸

میرے پروردگار! میں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا اور میں سلیمانؑ کے ساتھ رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں (۴۴)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا

اور بے شک ہم نے قوم ثمود کی طرف انکے بھائی صالحؑ کو رسولؐ بنا کر (اس پیغام کیساتھ) بھیجا کہ اللہ کی

اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰقَوْمِ

عبادت کرو تو وہ دو فریق (مومن و کافر) ہو گئے جو آپس میں جھگڑنے لگے (۴۵) آپ نے

لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا

کہا اے میری قوم! تم بھلائی سے پہلے برائی کیلئے کیوں جلدی کرتے ہو؟

تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا

تم اللہ سے کیوں بخشش طلب نہیں کرتے؟ تاکہ تم پر رحم کیا جائے (۴۶) انہوں نے کہا کہ ہم تو

بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ

تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو برا شگون سمجھتے ہیں آپؑ نے کہا تمہاری بدشگونی تو اللہ کے پاس ہے

قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ

بلکہ تم وہ لوگ ہو جو آزمائے جا رہے ہو (۴۷) اور (اس) شہر میں نو گروہ تھے

يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا

جو زمین میں فساد برپا کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے (۴۸) انہوں نے کہا

تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ

کہ آپس میں خدا کی قسم کھا کر عہد کرو کہ ہم رات کے وقت صالحؑ اور اسکے گھر والوں کو ہلاک کر دینگے اور پھر

مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا

انکے وارث سے کہیں گے کہ ہم انکے گھر والوں کی ہلاکت کے موقع پر موجود ہی نہیں تھے اور ہم بالکل سچے ہیں (۴۹)

مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ

اور (اس طرح) انہوں نے ایک چال چلی اور ہم نے بھی ایک چال چلی جس کی انہیں خبر نہ تھی (۵۰) تو

۱۳۔ ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ۔الآیہ﴾ جب خداوند عالم نے جناب صالح علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا اور انہوں نے اِدھر قوم کو دعوت حق دینے کا آغاز کیا اور اُدھر قوم دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک حصہ ایمان لانے والوں کا اور دوسرا حصہ انکار کرنے والوں کا۔ اور پھر ان کا آپس میں جھگڑا شروع ہوگیا۔ بالکل یہی صورت حال پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت پیش آئی کہ قوم دو حصوں میں تقسیم ہوگئی اور پھر ان میں باہمی کشمکش شروع ہوگئی۔ سچ ہے کہ ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

۱۴۔ ﴿قَالُوا اطَّيَّرْنَا۔الآیہ﴾ جب جناب صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا اور انہوں نے مسلسل انکار کیا تو انہیں بیماری اور قحط سالی نے آگھیرا اور وہ بدبخت کہنے لگے کہ یہ سب وبال تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کی وجہ سے آیا ہے جناب صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ سب کچھ منجانب اللہ اور تمہارے اعمال کی شامت کا نتیجہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں طیرہ اور بدشگونی کا کوئی تصور نہیں چنانچہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ ﴿لا عدویٰ ولا طیرۃ فی الاسلام﴾ کہ اسلام میں چھوت چھات اور بدشگونی نہیں ہے۔ (کتاب الخصال) انجام کار اس بدبخت قوم نے جناب صالح علیہ السلام کی ناقہ کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اس کی پاداش میں خدا نے ان پر عذاب نازل کر کے ان کو تہس نہس کر دیا اور ان کو آنے والی نسلوں کے لئے نشان عبرت بنا دیا۔

۱۵۔ ﴿وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ۔الآیہ﴾ مطلب یہ ہے کہ اس قوم کے ۹ سردار اور جتھے تھے وہ اور ان کے چیلے چانٹے ہر وقت حضرت صالح کی مخالفت پر کمربستہ رہتے تھے۔ ملک میں فتنہ وفساد برپا کرنا ان کا محبوب مشغلہ تھا اور اصلاحی کاموں کے قریب بھی نہیں جاتے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے ایک بار باہمی مشورہ

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ

دیکھو ان کی چال کا انجام کیا ہوا؟ ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو

أَجْمَعِينَ ﴿٥١﴾ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۗ

تباہ و برباد کر دیا (٥١) سو یہ انکے گھر ہیں جو ان کے ظلم کی وجہ سے ویران پڑے ہیں ۔ بے شک اس

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٥٢﴾ وَأَنجَيْنَا الَّذِينَ

(واقعہ) میں ایک بڑی نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو علم رکھتے ہیں (٥٢) اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دی

آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٥٣﴾ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ

جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیے ہوئے تھے (٥٣) اور ہم نے لوطؑ کو بھی (رسولؑ بنا کر بھیجا) جب انہوں

أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ﴿٥٤﴾ أَئِنَّكُمْ

نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بے حیائی کا کام کرتے ہو حالانکہ تم دیکھ رہے ہو (جانتے بوجھتے ہو) (٥٤) یا تم

لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ

عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شہوت رانی کرتے ہو؟ بلکہ تم بڑے

أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿٥٥﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن

ہی جاہل لوگ ہو (٥٥) ان کی قوم کا جواب اس کے سوا کوئی نہ تھا کہ لوطؑ کے

قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ

گھرانے کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے پاک باز بنتے

يَتَطَهَّرُونَ ﴿٥٦﴾ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا

ہیں (٥٦) پس ہم نے آپکو اور آپکے گھر والوں کو نجات دی سوائے آپکی بیوی کے کہ جس کے بارے میں ہم نے فیصلہ کر دیا تھا

مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٥٧﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ

کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی (٥٧) اور ہم نے ان پر ایک خاص (پتھروں کی) بارش برسائی سو کیسی بری بارش تھی

مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ﴿٥٨﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ ع ٤ ١٤ ١٩

ان لوگوں کیلئے جن کو ڈرایا جا چکا تھا (٥٨) آپ کہیے! ہر قسم کی تعریف اللہ کیلئے ہے اور اسکے ان بندوں پر سلام ہو

عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۗ آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾

جنہیں اس نے منتخب کیا ہے (ان سے پوچھو) کیا اللہ بہتر ہے یا وہ (معبود) جنہیں وہ (اللہ کا) شریک ٹھہراتے ہیں؟ (٥٩)

کر کے سازش تیار کی کہ رات کے وقت شب خون مار کر حضرت صالح اور ان کے گھر والوں کو ختم کر دیا جائے اور پھر جو ان کے خون کا دعویٰ کرنے کا حقدار ہے اس سے حلفیہ طور پر کہہ دو کہ ہم تو ان کے گھرانے والوں کی ہلاکت کے موقعے پر موجود ہی نہ تھے یہ بالکل اسی طرح کی سازش تھی جس طرح کفار مکہ کے قبائلی سرداروں نے ہجرت نبوی کے وقت کی تھی ۔ کہ سب قبائل کے آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل میں حصہ لیں تاکہ بنی ہاشم ان سے انتقام نہ لے سکیں اور ان کے منصوبہ کی تکمیل سے پہلے خدا نے ان پر عذاب نازل کر کے انہیں تہس نہس کر دیا۔ یہ ان کے گھر ویران و سنسان پڑے ہیں بے شک ان میں جاننے والوں کیلئے بڑا نشان عبرت ہے ذرا دیکھو کہ ظلم کا انجام کیا ہوتا ہے۔ سچ ہے ع

کان عاقبۃ الظلم الوخیم

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ

(ان مشرکین سے پوچھو) بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا؟ اور تمہارے لیے

السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَّا

آسمان سے پانی اتارا؟ پھر ہم نے اس (پانی) سے خوش منظر (بارونق) باغات اگائے۔

كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ

ان درختوں کا اگانا تمہارے بس میں نہیں تھا۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے؟ بلکہ یہ (راہِ حق سے)

بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ؕ﴿۶۰﴾ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ

انحراف کرنے والے لوگ ہیں (۶۰) بھلا وہ کون ہے جس نے زمین کو

قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ

قرارگاہ بنایا؟ اور اس کے درمیان نہریں (ندیاں) جاری کیں اور اس کیلئے بھاری

وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ

پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان پردہ حائل کر دیا۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے؟

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ﴿۶۱﴾ أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ

بلکہ ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں (۶۱) کون ہے جو مضطر و بے قرار کی دعا و پکار کو قبول کرتا

إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ

ہے۔ جب وہ اسے پکارتا ہے؟ اور اس کی تکلیف و مصیبت کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین میں (اگلوں کا)

الْأَرْضِ ؕ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ﴿۶۲﴾

جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے؟ تم بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو (۶۲)

أَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ

کون ہے جو خشکی اور تری کی تاریکیوں میں تمہاری راہنمائی کرتا ہے اور اپنی (باران) رحمت

يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَإِلٰهٌ

سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجتا ہے کیا اللہ کیساتھ کوئی اور الٰہ ہے؟

مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؕ﴿۶۳﴾ أَمَّنْ يَّبْدَؤُا

اللہ برتر و بالا ہے ان چیزوں سے جنہیں وہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں (۶۳) وہ کون ہے جو خلقت

۱۶۔ ﴿أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ ۔الآیہ﴾ اسلامی کلمہ کا آغاز لا الٰہ الا اللہ سے ہوتا ہے اور قرآن مجید میں جا بجا یہ لفظ استعمال ہوا ہے جیسے ﴿اللہ لا الٰہ ھو﴾۔ اور عام طور پر لفظ الٰہ کا ترجمہ معبود یا مسجود کیا جاتا ہے مگر اس لفظ کے پورے مفہوم کی وضاحت نہیں ہوتی ہاں البتہ بیسویں پارہ کے پہلے رکوع کی ان چند آیات سے اس لفظ کے پورے مفہوم کی وضاحت کھل کر سامنے آئی ہے کہ الٰہ اس ذات جامع جمیع صفات کو کہا جاتا ہے جو کم از کم یہ پندرہ کام انجام دے اور ان میں اس کا کوئی شریک و سہیم نہ ہو۔ جو یہ ہیں:

(۱) زمین و آسمان کا پیدا کرنا۔ (۲) آسمان سے بارش برسانا۔ (۳) اس سے خوش منظر اور بارونق باغات لگانا۔ (۴) متحرک زمین کو قرارگاہ بنانا۔ (۵) زمین میں نہریں اور ندیاں جاری کرنا اور دریا بہانا۔ (۶) عالم الغیب ہونا۔ (۷) زمین کی روک تھام کیلئے پہاڑوں کی میخیں گاڑنا۔ (۸) مضطر و بے قرار اور بے سہارا آدمی کی دعا و پکار کا سننا اور اس کی مشکل کشائی کرنا۔ (۹) میٹھے اور کھاری پانی کے درمیان قدرتی پردہ حائل کرنا۔ (۱۰) انسان کا دکھ درد اور مصیبت کا دور کرنا۔ (۱۱) زمین میں نئے آنے والوں کو اگلوں کا جانشین بنانا۔ (۱۲) بر و بحر یعنی خشکی و تری کے اندھیروں میں ستاروں وغیرہ کے ذریعہ سے لوگوں کی رہنمائی کرنا اور انہیں راستہ دکھانا۔ (۱۳) بارانِ رحمت برسانے سے پہلے بطور بشارت ٹھنڈی ہواؤں کا چلانا۔ (۱۴) پہلے مخلوق کی خلقت کا آغاز کرنا اور پھر موت کے بعد دوبارہ زندہ کر کے میدانِ حشر میں لانا۔ (۱۵) آسمان و زمین سے مخلوق کی روزی کا انتظام کرنا۔ ان قرآنی حقائق سے واضح ہو جاتا ہے کہ امور تکوینیہ کی انجام دہی خداوند عالم کے قبضۂ قدرت میں ہے کیونکہ جو کائنات کا الٰہ ہوتا ہے وہی یہ کام انجام دیتا ہے۔ لہٰذا ان امور میں اس کی طرف رجوع کرنا واجب ہے اور کسی اور ہستی کی طرف رجوع

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

کی ابتدا کرتا ہے اور پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور کون ہے جو تمہیں آسمان و

وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ

زمین سے روزی دیتا ہے؟ کیا اللہ کیساتھ کوئی اور الہ ہے؟ کہہ دیجئے کہ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي

اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ (۶۴) آپ کہہ دیجیے !کہ آسمانوں اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا

میں جو بھی ہیں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب کا علم نہیں رکھتا اور نہ وہ یہ جانتے ہیں

يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ

کہ وہ کب (دوبارہ) اٹھائے جائیں گے ؟ (۶۵) بلکہ آخرت کی منزل میں رفتہ رفتہ

فِي الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ

انہیں پورا علم ہوگا بلکہ وہ اس کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں بلکہ یہ اس کی طرف سے

مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا ۵ع ۱

بالکل اندھے ہیں (۶۶) اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی

تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا

ہوجائیں گے تب ہم دوبارہ قبروں سے نکالے جائینگے (۶۷) اس کا وعدہ ہم سے بھی

نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ

کیا گیا اور اس سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی کیا گیا یہ تو محض اگلے لوگوں

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا

کی کہانیاں ہیں (۶۸) آپ کہیے کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ

کہ مجرموں کا کیا انجام ہوا ؟ (۶۹) اور (اے رسولؐ) آپ ان (کے حال)

عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

پر غمزدہ نہ ہوں اور جو چالیں یہ چل رہے ہیں اس سے دل تنگ نہ ہوں (۷۰)

کرنا وہ شرک ہے جو ناقابل معافی جرم ہے۔ سچ ہے۔

چوں گویم لا الہ از جان بترسم
کہ دانم مشکلات لا الہ را

۱۷۔﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ۔ الآیہ﴾ کفار کا وہی گھسا پٹا اعتراض ہے جو وہ بار بار کیا کرتے تھے کہ جب ہم قبروں میں گل سڑ جائیں گے تو پھر کس طرح دوبارہ زندہ کئے جائیں گے؟ جس کا قرآن نے بار بار یہ جواب دیا کہ ﴿یحیھا الذی انشاھا اول مرۃ﴾ کہ دوبارہ وہی پیدا کرے گا جس نے پہلی بار پیدا کیا تھا۔

۱۸۔﴿قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ۔ الآیہ﴾ یہ بحث بعد الموت پر ایک قسم کا استدلال ہے کہ جن انبیاء و رسلؑ نے حیات بعد الموت کی خبر دی ہے انہوں نے مجرموں اور بدکاروں پر عذاب الٰہی کے نازل ہونے کی بھی خبر دی تھی۔ اب تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ وہ خبر کس طرح سچی ثابت ہوئی۔ اور اسی سے اندازہ کر لو کہ ان کی وہ خبر بھی سچی ہے جو انہوں نے آخرت کے بارے میں دی ہے۔ لہٰذا اگر اپنے بُرے انجام سے بچنا ہے تو انکار کی تکرار چھوڑ کر اقرار کا راستہ اختیار کرو۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب مُردوں کا زندہ ہونا عقلاً ممکن ہے اور مخبر صادق نے اس کے واقع ہونے کی خبر دی ہے تو پھر اس کے انکار کرنے کی کیا معقول وجہ ہو سکتی ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ وعید کب پورا ہو گا؟ اگر

صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ

تم سچے ہو؟ (۷۱) آپ کہیے بہت ممکن ہے کہ جس (عذاب) کیلئے تم جلدی کر رہے ہو

بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ

اس کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے آ لگا ہو (قریب آ گیا ہو) (۷۲) اور بے شک آپ کا

فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

پروردگار لوگوں پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر

يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ

نہیں کرتے (۷۳) اور یقیناً آپکا پروردگار خوب جانتا ہے اسے جو ان کے سینے چھپائے

صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي

ہوئے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں (۷۴) اور آسمانوں اور زمین میں کوئی

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾ اِنَّ

ایسی پوشیدہ چیز نہیں ہے۔ جو ایک واضح کتاب میں موجود نہ ہو (۷۵) بیشک

هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ

یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے اکثر وہ باتیں بیان کرتا ہے جن

الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّ

میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں (۷۶) اور بلا شبہ وہ (قرآن) مومنین

رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ

کیلئے سراپا ہدایت اور رحمت ہے (۷۷) اور بے شک آپ کا پروردگار اپنے حکم سے

بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى

انکے درمیان فیصلہ کریگا۔ وہ بڑا غالب اور بڑا جاننے والا ہے (۷۸) سو آپ اللہ پر

اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ

بھروسہ کریں۔ بے شک آپ واضح حق پر ہیں (۷۹) آپ مردوں کو (آواز)

۱۹۔ ﴿فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ الآیہ﴾ خداوند کریم اپنے حبیب مکرم کو حکم دے رہا ہے کہ آپ مخالفین کی مخالفت کے طوفانوں کی بالکل پرواہ نہ کریں اور نہ ہی ان چال بازوں کی فکر کریں بس آپ اپنے غالب اور علیم و حکیم خدا پر بھروسہ کریں۔ وہ ان کے مکر کو جانتا ہے اور اسے ناکام بنانے پر قادر ہے وہ ان کو ناکام بنا کر آپ کو مظفر و منصور فرمائے گا۔

۲۰۔ ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔ الآیہ﴾ اس آیت کا سماع موتی کے مشہور اختلافی مسئلہ سے تعلق نہیں ہے کہ آیا مردے کلام سن سکتے ہیں یا نہ؟ یہاں مطلب صرف یہ ہے کہ جس طرح حسب ظاہر عام مردے نہ کلام سنتے ہیں اور نہ جواب دیتے ہیں اسی طرح معاندین بھی آپ کی آواز حق نہیں سنتے بلکہ انہیں تو حق سے اس قدر عناد ہے کہ جدھر سے آواز حق آ رہی ہو اُدھر کا رُخ بھی نہیں کرتے بلکہ اُدھر سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں۔ ایسے مورکھوں کو آپ نہ سنا سکتے ہیں اور نہ انہیں چاہِ ضلالت سے نکال کر راہِ راست پر لا سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی قصور نہیں بلکہ یہ سب ان معاندینِ حق کی تقصیر و کوتاہی کا قدرتی نتیجہ ہے۔

الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا

نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو (اپنی) پکار سنا سکتے ہیں جو پیٹھ

مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ

پھیر کر چل دیں (۸۰) اور نہ ہی آپ (دل کے) اندھوں کو ان کی گمراہی سے (ہٹا کر) راستہ

ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا

دکھا سکتے ہیں۔ آپ تو صرف انہی لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ

بس یہی لوگ ماننے والے ہیں (۸۱) اور جب ان لوگوں پر وعدہ پورا

اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ

ہونے کو ہوگا تو ہم زمین سے چلنے پھرنے والا نکالیں گے جو ان سے کلام کرے گا (اس بنا پر)

اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع وَيَوْمَ

کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے (۸۲) اور (اس دن کو یاد کرو)

نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا

جس دن ہم ہر امت میں سے ایک ایسا گروہ محشور (جمع) کرینگے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتا تھا۔ پھر اسکو

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ

روک کر جماعت بندی کی جائیگی (۸۳) یہاں تک کہ جب وہ (سب) آجائینگے تو اللہ ان سے فرمائیگا کیا

بِاٰيٰتِىْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ

تم نے میری آیتوں کو اس حالت میں جھٹلایا تھا کہ تم نے انکا علمی احاطہ بھی نہ کیا تھا؟ یا وہ کیا تھا جو تم

تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا

کیا کرتے تھے؟ (۸۴) اور ان لوگوں کے ظلم کی وجہ سے ان پر (وعدہ عذاب کی) بات پوری ہو

فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ

جائیگی تو اب وہ نہیں بولیں گے (۸۵) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے رات (تاریک) اس لیے بنائی

لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ

کہ وہ اس میں آرام کریں اور دن کو روشن اس لیے بنایا (تاکہ اس میں کام کریں) بے شک

۲۱۔ ﴿اخرجنا لھم دآبۃ من الارض۔ الآیہ﴾ اس میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے کہ اس دابۃ الارض (زمینی مخلوق اور جانور) سے کیا مراد ہے؟ وہ کون سی مخلوق ہے جو لوگوں سے باتیں کرے گی؟ کب برآمد ہو گی؟ ہماری بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک انسان کامل ہوگا۔ بلکہ بعض اخبار سے آشکار ہوتا ہے کہ وہ حضرت امیر علیہ السلام ہوں گے جو قیامت سے پہلے زمانہ رجعت میں صفا و مروہ کے درمیان ظاہر ہوں گے۔ ان کے پاس جناب موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور جناب سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہو گی اور صاحب میسم ہوں گے جو مؤمن و کافر کی پیشانی پر ایمان وکفر کی مہر لگائیں گے۔ (تفسیر قمی، صافی و برہان وغیرہ)۔ بظاہر تو اس بات کے تسلیم کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ واللہ العالم۔

۲۲۔ ﴿یوم نحشر من کل امۃ۔ الآیہ﴾ بظاہر یہ آیت قیامت سے متعلق نہیں ہے کیونکہ اس میں یہ مذکور ہے کہ اس دن ہر امت سے ایک گروہ اٹھایا جائے گا جبکہ قیامت کے بارے میں وارد ہے ﴿و حشرناھم فلم نغادر منھم احدًا﴾ کہ اس میں سب لوگوں کو محشور کیا جائے گا۔ ہماری بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیت زمانہ رجعت سے متعلق ہے چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی استدلال مروی ہے۔ (تفسیر قمی وصافی)

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي

اس میں ایمان لانیوالوں کیلئے (قدرت خدا کی) نشانیاں ہیں (۸۶) اور جس دن صور پھونکا جائیگا۔ تو جو بھی

الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي

آسمانوں اور زمین میں ہیں سب گھبرا جائینگے سوائے انکے جن کو خدا (بچانا) چاہے گا

الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ كُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾

اور سب ذلت و عاجزی کے ساتھ اس کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے (۸۷)

وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِيَ تَمُرُّ مَرَّ

(اسوقت) تم پہاڑوں کو دیکھو گے تو خیال کرو گے کہ وہ ساکن و برقرار ہیں حالانکہ وہ بادلوں

السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ

کی مانند رواں دواں ہونگے۔ یہ خدا کی کاری گری ہے جس نے ہر شے کو محکم و پائیدار بنایا ہے۔

اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ

بیشک وہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو (۸۸) جو شخص نیکی لے کر آئے گا

فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ هُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ

اسے اس سے بہتر ملے گا اور اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ

اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ

ہوں گے (۸۹) اور جو شخص برائی لیکر آئیگا تو انکو اوندھے منہ آتش (دوزخ) میں پھینک دیا جائیگا۔

فِي النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾

کیا تمہیں تمہارے عمل کے علاوہ کوئی بدلہ مل سکتا ہے؟ (جیسا کرو ویسا بھرو گے) (۹۰)

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ

(اے رسولؐ کہو) مجھے تو بس یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر کے مالک کی عبادت کروں

حَرَّمَهَا وَ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ز وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ

جس نے اسے محترم بنایا ہے اور ہر شے اسی کی ملکیت ہے اور مجھے یہ حکم ملا ہے کہ میں

مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ لا وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ

فرمانبرداروں میں سے رہوں (۹۱) اور یہ کہ قرآن پڑھ کر سناؤں سو اب

۲۳۔ ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ ۔ الآیہ﴾ یہاں یہ حقیقت اجمالاً بیان کی گئی ہے کہ جو شخص نیکی کرے گا اسے اس سے بہتر اجر و ثواب دیا جائے گا۔ ایک دوسرے مقام پر اس کی تفصیل یوں مذکور ہے ﴿من جاء بالحسنة فله عشر امثالها الایه﴾ کہ جو شخص ایک نیکی کرے گا اسے دس گنا ثواب عطا کیا جائے گا۔

۲۴۔ ﴿اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ ۔ الآیہ﴾ جو لوگ کعبہ کے متولی ہونے پر تو فخر کرتے تھے مگر اسے حرم بنانے والے کی بجائے عبادت بتوں کی کرتے تھے۔ ان پر طنز کرتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ تم جس کی چاہو پرستش کرو۔ مجھے تو یہ حکم ہے کہ میں اس البلد الحرام کے پروردگار کی عبادت کروں اور اس کی اطاعت کروں اور قرآن کی تلاوت کر کے سناؤں اور لوگوں کو اس کی تعلیمات کی طرف بلاؤں۔ اس کے بعد میرا فرض ختم ہو جاتا ہے کیونکہ کلمۂ حق پہنچانا میرا فرض ہے منوانا میرا فرض نہیں ہے۔

اهۡتَدٰی فَاِنَّمَا یَهۡتَدِیۡ لِنَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ ضَلَّ

جو ہدایت اختیار کرے گا وہ اپنے لیے ہدایت اختیار کرے گا ۔اور جو گمراہی اختیار کرے گا

فَقُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُنۡذِرِیۡنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ

تو آپ کہہ دیجیے! کہ میں صرف ڈرانے والوں میں سے ہوں (۹۲) اورآپ کہہ دیجئے! کہ سب تعریف

سَیُرِیۡکُمۡ اٰیٰتِهٖ فَتَعۡرِفُوۡنَهَا ؕ وَمَا رَبُّکَ

اللہ کیلئے ہے وہ عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا اور تم انہیں پہچان لو گے اور تمہارا پروردگار

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۳﴾ ع

اس سے غافل نہیں ہے جو کچھ تم کرتے ہو (۹۳)

ع ۷ ۲

ایاتها ۸۸ ۲۸ سُوۡرَةُ الۡقَصَصِ مَکِّیَّةٌ ۴۹ رکوعاتها ۹

سورہ قصص ۔مکی ہے۔آیات ۸۸ ۔۹ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ﴿۲﴾ نَتۡلُوۡا

طا۔ سین۔ میم (۱) یہ کتاب مبین کی آیتیں ہیں (۲) ہم اہل ایمان

عَلَیۡكَ مِنۡ نَّبَاِ مُوۡسٰی وَفِرۡعَوۡنَ بِالۡحَقِّ لِقَوۡمٍ

کے فائدہ کیلئے موسیٰؑ و فرعون کی کچھ خبریں سچائی کے ساتھ آپؐ کے سامنے

یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرۡعَوۡنَ عَلَا فِی الۡاَرۡضِ وَ

پڑھ کر سناتے ہیں (۳) بے شک فرعون زمین (مصر) میں سرکش ہوگیا تھا اور اسکے باشندوں کو مختلف

جَعَلَ اَهۡلَهَا شِیَعًا یَّسۡتَضۡعِفُ طَآئِفَةً مِّنۡهُمۡ

گروہوں میں تقسیم کر دیا تھا اور اس نے ان میں سے ایک گروہ کو کمزور بنا رکھا تھا (چنانچہ) انکے

یُذَبِّحُ اَبۡنَآءَهُمۡ وَیَسۡتَحۡیٖ نِسَآءَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ کَانَ

بیٹوں کو ذبح کر دیتا تھا اور ان کی عورتوں (لڑکیوں) کو زندہ چھوڑ دیتا تھا بیشک وہ (زمین میں)

مِنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۴﴾ وَنُرِیۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیۡنَ

فساد برپا کرنے والوں میں سے تھا (۴) اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں

۲۵۔﴿قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ سَیُرِیۡکُمۡ ۔الآیہ﴾
خدا تمہیں انفس و آفاق میں اپنی قدرت کاملہ کی نشانیاں دکھائے گا۔ اب ماننا یا نہ ماننا تمہارا کام ہے اور اللہ تمہاری کارستانیوں سے غافل نہیں ہے وہ ضرور تمہیں تمہارے اعمال و کردار کے مطابق جزا سزا دے گا۔

سورہ قصص

سورہ قصص کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) فرعون کے مظالم کا تذکرہ اور رعایا کو آپس میں لڑانے اور ان پر حکومت کرنے کی سیاست۔ (۲) جناب موسیٰ و خضر علیہما السلام کے واقعات۔ (۳) جناب موسیٰؑ کے حالات۔ (۴) دختر ان شعیبؑ اور جناب موسیٰ علیہ السلام کی شادی کرنے کا تذکرہ۔ (رواداری و چشم پوشی کی تعریف)۔ (۶) ہامان و قارون کا قصہ۔ (۷) اسلامی نظام معیشت۔ (۸) خدا کا دستور ہے کہ وہ اتمام حجت کے بغیر عذاب نہیں کرتا۔ (۹) حاجت روائی کیلئے غیر اللہ کو پکارنے کی ممانعت وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصة التفاسير﴾

۱۔﴿اِنَّ فِرۡعَوۡنَ عَلَا فِی الۡاَرۡضِ ۔الآیہ﴾
مشہور یہ ہے کہ انگریزوں کی یہ پالیسی ہے کہ رعایا کو آپس میں لڑاؤ اور پھر ان پر حکومت کرو۔ مگر جہاں و جہانیاں کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ بے دین اور جابر حکمرانوں کا ہمیشہ سے اپنے اقتدار کو مضبوط بنانے اور اسے طول دینے کیلئے یہی دستور رہا ہے چنانچہ فرعون کا بھی یہی طریقہ کار تھا۔ بعض کو کمزور کرکے دباتا تھا اور بعض کی حمایت کرتا تھا اور سب سے زیادہ اس کے ظلم و جور کا تختہ مشق بنی اسرائیل تھے جن کے لڑکوں کو قتل کروا دیتا تھا اور لڑکیوں کو خدمت لینے کیلئے زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ اور اس کی بظاہر وجہ یہ تھی کہ اسے کاہنوں نے بتایا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا مولود پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں پر اس کا تخت و تاج تاراج

اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَ

جنہیں زمین میں کمزور کر دیا گیا تھا اور انہیں پیشوا بنائیں اور

نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ﴿٥﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ

انہیں (زمین کا) وارث قرار دیں (۵) اور انہیں زمین میں اقتدار عطا کریں

وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا

اور فرعون، ہامان اور ان کی فوجوں کو (کمزوروں کی جانب سے) وہ کچھ دکھلائیں

كَانُوا يَحْذَرُونَ ﴿٦﴾ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ

جس سے وہ ڈرتے تھے (۶) اور ہم نے مادر موسیٰؑ کو وحی کی کہ اس (بچہ)

أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ

کو دودھ پلا۔ اور جب اس کے متعلق خطرہ محسوس ہو تو اسے دریا میں ڈال دے

وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۖ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَ

اور (کسی قسم کا) خوف اور غم نہ کر بلاشبہ اسے تیری طرف واپس لوٹا دیں گے اور

جَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٧﴾ فَالْتَقَطَهُ آلُ

اسے رسولوںؑ میں سے بنائیں گے (۷) چنانچہ فرعون کے گھر والوں نے

فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ إِنَّ

اسے (دریا سے) اٹھا لیا تاکہ وہ ان کیلئے دشمن اور رنج وغم (کا باعث) بنے۔

فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ﴿٨﴾

بے شک فرعون، ہامان اور دونوں کے لشکر والے خطا کار (اور غلط کار) تھے (۸)

وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِي وَلَكَ ۖ

اور فرعون کی بیوی نے (اس سے) کہا کہ یہ (بچہ) تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا

اسے قتل نہ کرو۔ ممکن ہے کہ ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنا لیں اور

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ

انہیں (انجام کی) کچھ خبر نہ تھی (۹) اور مادر موسیٰؑ کا دل بے چین ہوگیا

ہوگا۔ مگر بموجب "تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ" کاتبانِ قضا وقدر فرعون کی اس حرکت پر خندہ زن تھے اس احمق کو پتہ نہیں تھا کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ ہوکر رہتا ہے۔ کیونکہ ع

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

۲۔ ﴿وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ ۔ الآیہ﴾ اگرچہ اس آیت کی ظاہری تنزیل جناب موسیٰ وہارون علیہما السلام اور ان کی قوم اور فرعون اور فرعونیوں سے متعلق ہے مگر اس کی تاویل ائمہ اہل بیت علیہم السلام اور ان کے مخلص حیداروں اور ان کے معاند جباروں کے متعلق ہے۔

فٰرِغًا ؕ اِنۡ كَادَتۡ لَـتُبۡدِىۡ بِهٖ لَوۡلَاۤ اَنۡ رَّبَطۡنَا
اور قریب تھا کہ وہ اس (بچہ) کا حال ظاہر کر دے۔ اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کرتے
عَلٰى قَلۡبِهَا لِتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۰﴾ وَقَالَتۡ
تا کہ وہ (ہمارے وعدہ پر) ایمان لانے والوں میں سے ہو (۱۰) اور ہم نے
لِاُخۡتِهٖ قُصِّيۡهِ فَبَصُرَتۡ بِهٖ عَنۡ جُنُبٍ وَّهُمۡ
اس (بچہ) کی بہن سے کہا کہ تو اس کے پیچھے پیچھے جا۔ چنانچہ وہ دور سے اسے دیکھتی رہی جبکہ
لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَحَرَّمۡنَا عَلَيۡهِ الۡمَرَاضِعَ مِنۡ
ان لوگوں کو خبر بھی نہ ہوئی (۱۱) اور ہم نے اس (بچہ) پر دائیوں کو پہلے سے حرام کر دیا تھا
قَبۡلُ فَقَالَتۡ هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰٓى اَهۡلِ بَيۡتٍ
تو اس (بچہ کی بہن) نے کہا کیا میں تم لوگوں کو ایک ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں
يَّكۡفُلُوۡنَهٗ لَـكُمۡ وَهُمۡ لَهٗ نٰصِحُوۡنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدۡنٰهُ
جو تمہارے لیے اسکی پرورش کرے؟ اور وہ اسکے خیر خواہ بھی ہوں؟ (۱۲) اس طرح ہم
اِلٰٓى اُمِّهٖ كَىۡ تَقَرَّ عَيۡنُهَا وَلَا تَحۡزَنَ وَلِتَعۡلَمَ اَنَّ
نے وہ (بچہ) اسکی ماں کی طرف لوٹا دیا۔ تا کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی اور غمناک نہ ہو اور یہ
وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳﴾ ع ۱ ۱۳ ۲
بھی جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے لیکن اکثر لوگ (یہ بات) نہیں جانتے (۱۳)
وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسۡتَوٰٓى اٰتَيۡنٰهُ حُكۡمًا
اور جب وہ (بچہ) اپنے پورے شباب کو پہنچ گیا اور (قدو قامت) پورا درست ہو گیا تو ہم
وَّعِلۡمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۴﴾ وَ
نے اسکو (خاص) حکمت و علم عطا کیا اور ہم اسی طرح نیکو کاروں کو صلہ دیتے ہیں (۱۴) وہ (جوان)
دَخَلَ الۡمَدِيۡنَةَ عَلٰى حِيۡنِ غَفۡلَةٍ مِّنۡ اَهۡلِهَا
ایسے وقت شہر میں داخل ہوا جب اس شہر کے باشندے بے خبر تھے۔ تو اس نے
فَوَجَدَ فِيۡهَا رَجُلَيۡنِ يَقۡتَتِلٰنِ هٰذَا مِنۡ
وہاں دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے ہوئے پایا۔ یہ ایک انکے گروہ میں سے تھا۔ اور یہ دوسرا

۳۔ ﴿وحرمنا علیه المراضع۔ الآیه﴾
جب جناب موسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ طور پر ولادت واقع ہوئی اور مادر موسیٰؑ کو خوف دامنگیر ہوا تو ہم نے انہیں القا کیا کہ اس بچہ کو دودھ پلا اور جب خطرہ محسوس ہو تو اسے صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے، غمگین نہ ہو ہم اسے واپس تیرے پاس لائیں گے۔ چنانچہ مادرِ موسیٰؑ نے ایسا کیا اور جب صندوق فرعون کے محل کے نیچے پہنچا تو اس کے گھر والوں نے اسے اٹھا لیا۔ چنانچہ بچہ فرعون کے گھر پہنچ گیا اور خدا کے فضل اور فرعون کی بیوی کی کوشش سے قتل ہونے سے بھی بچ گیا۔ مگر مشکل یہ پیش آئی کہ وہ دائیوں کا دودھ نہیں پیتا تھا۔ اور جب بچہ کی بہن کی رہنمائی سے مادرِ موسیٰؑ کا نام بتایا گیا اور زوجۂ فرعون نے اسے بلوایا اور اسے دایہ مقرر کر کے بچہ اس کے حوالے کیا اور اس طرح خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا اور دائیوں کا دودھ نہ پینے میں یہی راز پوشیدہ تھا۔ بعض نیم ملا خطرۂ ایمان قسم کے لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیمہ سعدیہ کا دودھ نہ پینے پر استدلال کیا کرتے ہیں کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے کافرہ عورتوں کا دودھ نہیں پیا تھا تو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح ایک کافرہ عورت کا دودھ پی سکتے ہیں؟ یہ سراسر قیاس ہے اور وہ بھی مع الفارق۔ اس سلسلہ میں پہلی قابل غور بات تو یہ ہے کہ جناب موسیٰؑ نے دائیوں کا دودھ اس لیے نہیں پیا تھا کہ وہ کافرہ تھیں بلکہ اس مصلحت خداوندی کے تحت نہیں پیا تھا جس کے تحت خدا نے جناب موسیٰؑ کو ان کی والدہ کی آغوش میں واپس لوٹانا تھا۔ جس طرح یہاں وہ مصلحت بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے۔ دوسری بات یہ قابل غور ہے کہ آیا جناب حلیمہ سعدیہ کافرہ تھیں؟ اہل بیت نبوت کی احادیث سے ثابت ہے کہ وہ موحدہ تھیں اور ملت ابراہیمی پر قائم تھیں۔ یعنی جناب حلیمہ کا دین و مذہب وہی تھا جو جناب پیغمبر اسلامؐ کے آباؤ اجداد کا تھا بحار الانوار ناوس لہٰذا ایک موحدہ اور مسلمہ

شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ
ان کے دشمنوں میں سے تھا پس جو اس کے گروہ میں سے تھا اس نے (موسیٰؑ)
مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ
کو اس کےخلاف جو اس کے دشمنوں میں سے تھا مدد کیلئے پکارا تو موسیٰؑ نے اسے
مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ
ایک مکہ مارا۔ بس اس کا کام تمام کر دیا اور کہا یہ (ان کی لڑائی) شیطان کی
الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ
کارورائی تھی۔ بے شک وہ کھلا ہوا گمراہ کرنے والا دشمن ہے (۱۵) کہا اے میرے
رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ۭ
پروردگار میں نے اپنے اوپر ظلم کیا تو مجھے بخش دے تو خدا نے اسے بخش دیا۔
اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ
بے شک وہ بڑا بخشنے والا ،بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۶) (پھر) کہا اے میرے پرودگار
اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾
تو نے مجھے اپنی نعمت سے نوازا ہے میں کبھی مجرموں کا پشت پناہ نہیں بنوں گا (۱۷)
فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَاۗىِٕفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا
پھر موسیٰؑ نے شہر میں اس حال میں صبح کی کہ وہ خوفزدہ اور منتظر تھا (کہ کیا ہوتا ہے؟) کہ
الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ۭ قَالَ
اچانک دیکھا کہ وہی شخص جس نے کل اس سے مدد طلب کی تھی (آج پھر چیخ کر اسکو مدد کیلئے
لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ
پکار رہا ہے) موسیٰؑ نے اس سے کہا تو کھلا ہوا بدراہ ہے (۱۸) پھر جب موسیٰؑ نے اس
اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ
شخص پر سخت ہاتھ ڈالنا چاہا جو ان دونوں کا دشمن تھا تو اس نے کہا
يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا
اے موسیٰؑ تو (آج) مجھے اسی طرح قتل کرنا چاہتا ہے جس طرح

خاتون کا دودھ پینے میں کیا قباحت ہے جبکہ یہ بات متفق بین الفریقین ہے۔

۴۔ ﴿ولما بلغ اشدہ ۔ الآیہ﴾ اگرچہ انبیاء ورسل پیدائش کے وقت فی الجملہ علم و فضل لے کر دنیا میں آتے ہیں مگر چونکہ علم قابل اضافہ وازدیاد ہے۔ لہٰذا وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے علم میں برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے اور اعلانِ نبوت کے وقت خصوصی اضافہ ہوتا ہے۔ کما ورد فی الروایات یہاں علم وحکمت سے مراد نبوت ہے۔

۵۔ ﴿و دخل المدینۃ ۔ الآیہ﴾ اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام (راستہ بھول کر) غفلت کے وقت (یعنی مغرب وعشاء کے درمیان یا دوپہر کے وقت) کسی شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ایک آپ کا شیعہ وپیرو یعنی اسرائیلی تھا اور دوسرا آپ کا دشمن یعنی قبطی تھا۔ تو آپ کے شیعہ نے آپ سے دشمن کے خلاف مدد طلب کی۔ بس جناب موسیٰ علیہ السلام نے دشمن کو ایک ایسا مکا رسید کیا کہ جس سے اس کا کام تمام ہو گیا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے (ھذا من عمل الشیطان) کہہ کر اس لڑائی کو شیطانی کارستانی قرار دیا اور گھبرائے کہ جب فرعون کو اس واقعہ کی اطلاع ہوگی تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ اس لئے خدا کی طرف متوجہ ہوئے کہ بارالٰہا یہ کام کر کے میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے یعنی جان کا خطرہ مول لیا ہے۔ لہٰذا مجھے اس کے انجام بد سے بچا۔ دوسرے دن جب جناب موسیٰ علیہ السلام باہر نکلے تو دیکھا کہ وہی آپ کا شیعہ ایک دوسرے قبطی سے گتھم گتھا ہے۔ اس نے پھر دشمن کے خلاف فریاد کی اور اس کے اور جناب موسیٰ علیہ السلام کے درمیان جو مکالمہ ہوا وہ متن قرآن میں مذکور ہے۔ الغرض جناب موسیٰ علیہ السلام نے اسے بد راہ قرار دیا کہ تو موقع بے موقع ہر روز حکومتی آدمی سے لڑنے اور مرنے مارنے پر آمادہ

بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِى

کل ایک شخص کو قتل کیا؟ تو بس یہی چاہتا ہے کہ زمین میں سرکش بن

الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿١٩﴾

جائے اور یہ نہیں چاہتا کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو (۱۹)

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۫ قَالَ

اور شہر کے آخری حصہ سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا (اور) کہا اے موسیٰؑ قوم کے بڑے لوگ تمہارے

يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ

بارے میں مشورہ کررہے ہیں کہ تجھے قتل کردیں۔ (لہٰذا) یہاں سے نکل جا یقیناً

فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿٢٠﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا

میں تیرے خیر خواہوں میں سے ہوں (۲۰) چنانچہ موسیٰؑ وہاں

خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۫ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ

سے خوفزدہ ہو کر نتیجہ کا انتظار کرتا ہوا نکلا (اور) کہا اے میرے پروردگار مجھے ظالم لوگوں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢١﴾ ع وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ ع ۲ ۸ ۵

سے نجات عطا فرما (۲۱) اور جب موسیٰؑ نے (مصر سے نکل کر) مدین کا رخ کیا تو کہا امید

عَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿٢٢﴾ وَلَمَّا

ہے میرا پروردگار سیدھے راستہ کی طرف میری راہنمائی کرے گا (۲۲) اور جب

وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ

وہ مدین کے پانی (کنویں) پر پہنچا تو وہاں لوگوں کا ایک مجمع پایا جو اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہا ہے

يَسْقُوْنَ ۫ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ

اور ان لوگوں سے الگ دو عورتوں کو پایا کہ وہ (اپنے ریوڑ کو) روکے ہوئے کھڑی ہیں موسیٰؑ نے کہا تمہارا کیا

تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِىْ

معاملہ ہے؟ ان دونوں نے کہا ہم اس وقت تک (اپنے جانوروں کو) پانی نہیں پلاتیں جب تک (یہ)

حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٚ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿٢٣﴾

چرواہے اپنے مویشیوں کو (پانی پلا کر) نہ لے جائیں اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں (۲۳)

ہے اور ہماری مشکلات میں اضافہ کر رہا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آج بچ جانے والے قبطی نے دربار میں جا کر کل والے واقعہ کا تذکرہ کیا اور اونچے ایوانوں میں جناب موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے مشورے ہونے لگے اور ایک شخص (غالباً مؤمن آل فرعون) جناب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور آکر بتایا کہ مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ شہر چھوڑ کر کہیں چلے جائیں کیونکہ آپ کے قتل کا منصوبہ بن رہا ہے لہٰذا آپ خوفزدہ حالت میں مدین تشریف لے گئے۔

۶۔ ﴿ولما توجه تلقآء مدين۔ الآية﴾ جناب موسیٰ علیہ السلام فرعون و فرعونیوں سے خوفزدہ ہو کر بڑی بے سروسامانی کی حالت میں نکلے تھے۔ نہ زادِ سفر اور نہ سواری اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کوئی منزل بھی پیش نظر نہ تھی۔ اس لئے خدا سے سیدھے راستہ کی راہنمائی طلب فرمائی اور خدا نے مدین کی طرف راہنمائی فرمائی جو مملکت شام میں مصر سے آٹھ دن کی مسافت پر ایک شہر تھا اور حکومت فرعون سے خارج تھا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے یہ سارا سفر درختوں کے پتے اور زمین کا گھاس کھا کر اور خدا کے بھروسہ پر طے کیا۔ آخرکار مدین کے اس کنویں پر پہنچ گئے جو شہر کے باہر تھا اور لوگ اس سے اپنے مویشیوں کو پانی پلاتے تھے اور اپنی ضروریات کیلئے بھی بھر کر لے جاتے تھے۔ پھر وہاں کیا دیکھا اور کیا سنا؟ اور کیا ہوا؟ یہ سب متن قرآن میں درج ہے اور ترجمہ سے واضح ہے۔ البتہ اس واقعہ سے چند درس حاصل ہوتے ہیں، ان کی طرف اجمالی اشارہ کر دینا فائدہ سے خالی نہیں ہے: (۱) کمزور کی امداد کرنا خواہ وہ مرد ہو یا عورت کارِ ثواب ہے اور سنت انبیاء ہے۔ (۲) عورت کیلئے مردوں کی بھیڑ بھاڑ سے الگ رہنا اور شرم و حیا کرنا زینت کا باعث ہے۔ (۳) کسی سے کوئی کام لینا ہو تو اس میں دو چیزوں کا مدنظر رکھنا ضروری ہے ایک طاقت اور وہ کام کرنے کی صلاحیت اور دوسرا امانت و دیانت۔

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ

(یہ سن کر) موسیٰؑ نے (انکے ریوڑ کو) پانی پلادیا اور پھر وہاں سے ہٹ کر سایہ میں آ گیا اور کہا اے میرے

لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿٢٤﴾ فَجَآءَتْهُ

پروردگار تو جو خیر (نعمت) بھی مجھ پر اتارے میں اسکا محتاج ہوں (٢٤) پس ان دو عورتوں

اِحْدٰىهُمَا تَمْشِىْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِىْ

میں سے ایک شرم وحیا کیساتھ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی (اور) کہا میرے والد

يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا

تمہیں بلاتے ہیں تاکہ تمہیں اس کا معاوضہ دیں جو تم نے ہماری خاطر پانی پلایا تو

جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ

جب موسیٰؑ اسکے پاس پہنچا اور اسے سارا اپنا قصہ سنایا تو اس (بزرگ) نے (تسلی دیتے ہوئے)

نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَتْ

کہا خوف نہ کر اب تم ظالم لوگوں سے نجات پا گئے ہو (٢٥) تو ان دو میں سے

اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ

ایک لڑکی نے کہا اے ابا! اس کو اجرت پر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا مزدور جسے آپ اجرت

اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِىُّ الْاَمِيْنُ ﴿٢٦﴾ قَالَ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ

پر رکھیں وہی ہے جو طاقتور بھی ہو اور امانتدار بھی (٢٦) اس (شعیبؑ) نے (موسیٰؑ سے)

اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَىَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ

کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک کا عقد نکاح تمہارے ساتھ اس

تَاْجُرَنِىْ ثَمٰنِىَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ

شرط پر کر دوں کہ تم آٹھ سال تک میری خدمت کرو اور اگر دس

عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ

سال پورے کرو تو یہ تمہاری طرف سے (احسان) ہے اور میں تم پر کوئی سختی

سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ

نہیں کرنا چاہتا۔ ان شاء اللہ تم مجھے نیکوکار لوگوں میں سے پاؤ گے (٢٧) موسیٰؑ نے کہا (اچھا)

(٤) عقد کے تین ارکان ہیں ایجاب، قبول اور حق مہر۔ (٥) عقد کے ضمن میں کوئی جائز شرط مقرر کرنا جائز ہے۔ (٦) اگر کوئی صالح اور باکردار داماد مل رہا ہو تو لڑکی کے ولی کیلئے از خود نکاح کی پیشکش کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (٧) اگر کوئی شخص بقصد قربت بھی کام انجام دے تو بموجب هل جزاء الاحسان الا الحسان اس کی بھی کوئی خدمت کرنی چاہیے۔ (٨) ہر معاملہ میں خدا پر بھروسہ کرنا چاہیئے اور اسے ناظر ونگہبان سمجھنا چاہیئے وغیرہ وغیرہ۔

ذٰلِكَ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكَ ؕ اَيَّمَا الۡاَجَلَيۡنِ قَضَيۡتُ

یہ بات میرے اور آپکے درمیان طے ہوگئی ان دونوں میں سے جو مدت بھی پوری کردوں (اسکے بعد)

فَلَا عُدۡوَانَ عَلَىَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوۡلُ وَكِيۡلٌ ۝٢٨ ع

مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہوگی اور ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اللہ اس پر نگہبان ہے (۲۸)

فَلَمَّا قَضٰى مُوۡسَى الۡاَجَلَ وَسَارَ بِاَهۡلِهٖۤ اٰنَسَ

پھر جب موسیٰؑ نے (مقررہ) مدت پوری کردی اور اپنے اہل و (عیال) کو ساتھ

مِنۡ جَانِبِ الطُّوۡرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهۡلِهِ امۡكُثُوۡۤا

لے کر مصر روانہ ہوئے تو طور کی جانب سے آگ محسوس کی تو گھر والوں

اِنِّىۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّىۡۤ اٰتِيۡكُمۡ مِّنۡهَا بِخَبَرٍ اَوۡ

سے کہا تم ٹھہرو میں نے آگ محسوس کی ہے شاید میں تمہارے پاس (وہاں سے)

جَذۡوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ ۝٢٩ فَلَمَّاۤ

کوئی خبر لاؤں یا آگ کا کوئی انگارہ لاؤں تا کہ تم تاپو (۲۹) تو جب آپ

اَتٰٮهَا نُوۡدِىَ مِنۡ شَاطِیٴِ الۡوَادِ الۡاَيۡمَنِ فِى

وہاں گئے تو اس وادی کے داہنے کنارے سے اس مبارک مقام

الۡبُقۡعَةِ الۡمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنۡ يّٰمُوۡسٰۤى اِنِّىۡۤ

پر درخت سے انہیں ندا دی گئی اے موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں

اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝٣٠ وَاَنۡ اَلۡقِ عَصَاكَ ؕ

سارے جہانوں کا پروردگار (۳۰) اور یہ کہ تم اپنا عصا پھینک دو تو جب

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهۡتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدۡبِرًا وَّلَمۡ

اسے دیکھا کہ اس طرح حرکت کر رہا ہے جیسے وہ سانپ ہے تو وہ منہ موڑ

يُعَقِّبۡ ؕ يٰمُوۡسٰۤى اَقۡبِلۡ وَلَا تَخَفۡ ۖ اِنَّكَ مِنَ

کر الٹے مڑے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (آواز آئی) اے موسیٰؑ آگے آؤ۔ اور ڈرو نہیں

الۡاٰمِنِيۡنَ ۝٣١ اُسۡلُكۡ يَدَكَ فِىۡ جَيۡبِكَ تَخۡرُجۡ

تم (ہر طرح) امن میں ہو (۳۱) (اور) اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو وہ بغیر کسی

۷۔ ﴿فَلَمَّا قَضٰى مُوۡسَى۔ الآیہ﴾ جب جناب موسیٰ علیہ السلام جناب شعیب علیہ السلام کی خدمت کی مدت (دس سال) پوری کرکے اور اپنے اہل وعیال کو ہمراہ لے کر مصر روانہ ہوئے تو جب وادیٔ طور کے پاس پہنچے تو رات کا وقت اور سردی کا موسم تھا اور کچھ راستہ بھی بھول گئے تھے۔ لہٰذا جب طور کی طرف آگ دیکھی تو اپنے اہل خانہ سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو۔ میں وہاں جاتا ہوں اور وہاں سے کوئی خبر یا آگ کا کوئی انگارہ لاتا ہوں۔ بس جب وہاں پہنچے تو وادی کے داہنے کنارے اس مبارک مقام پر درخت سے انہیں ندا دی گئی: اے موسیٰؑ! میں ہی اللہ ہوں، سارے جہانوں کا پروردگار۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

خدا کی دین کا موسیٰؑ سے پوچھیے احوال
کہ جائیں آگ کو لینے پیغمبری مل جائے

بہرحال کوہِ طور پر درخت سے ﴿ان رب العالمین﴾ کی جو آواز آئی وہ خدا کی پیدا کردہ تھی جس کا محل درخت تھا۔ کیونکہ خدا کے متکلم ہونے کا مفہوم یہی ہے کہ وہ جس چیز میں چاہے کلام پیدا کردیتا ہے ورنہ وہ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا۔

۸۔ ﴿وَاَنۡ اَلۡقِ عَصَاكَ۔ الآیہ﴾ چونکہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں عصا کے اژدھا بنانے اور ید بیضاء دکھانے کا معجزہ پیش کرنا تھا اس لیے یہاں خداوند عالم ان کو مشق کروا رہا ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کا اژدھا سے ڈرنا اسی بات کی دلیل ہے کہ یہ معجزہ خود ان کا فعل نہیں بلکہ خدا کا فعل تھا ورنہ وہ اپنے فعل سے کیوں ڈرتے؟

بَيۡضَآءَ مِنۡ غَيۡرِ سُوۡٓءٍ ۫ وَّاضۡمُمۡ اِلَيۡكَ جَنَاحَكَ

تکلیف (اور بیماری) کے سفید چمکتا ہوا نکلے گا اور رفع خوف کیلئے اپنا بازو اپنی طرف

مِنَ الرَّهۡبِ فَذٰنِكَ بُرۡهَانٰنِ مِنۡ رَّبِّكَ اِلٰى

سمیٹ لو یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے دو نشانیاں ہیں فرعون اور

فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ ﴿۳۲﴾

اس کے سرداروں کے سامنے پیش کرنے کیلئے بے شک وہ (بڑے) نافرمان لوگ ہیں (۳۲)

قَالَ رَبِّ اِنِّىۡ قَتَلۡتُ مِنۡهُمۡ نَفۡسًا فَاَخَافُ اَنۡ

موسیٰؑ نے کہا اے میرے پروردگار! میں نے ان کا ایک آدمی قتل کیا تھا ڈرتا ہوں کہ وہ

يَّقۡتُلُوۡنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِىۡ هٰرُوۡنُ هُوَ اَفۡصَحُ مِنِّىۡ لِسَانًا

مجھے قتل کر دیں گے (۳۳) اور میرا بھائی ہارونؑ جو مجھ سے زیادہ فصیح اللسان ہے تو

فَاَرۡسِلۡهُ مَعِىَ رِدۡاً يُّصَدِّقُنِىۡٓ ۫ اِنِّىۡۤ اَخَافُ اَنۡ

اسے میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج تاکہ وہ میری تصدیق کرے کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ

يُّكَذِّبُوۡنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيۡكَ

وہ مجھے جھٹلائیں گے (۳۴) ارشاد ہوا ہم تمہارے بازو کو تمہارے بھائی کے ذریعہ

وَنَجۡعَلُ لَكُمَا سُلۡطٰنًا فَلَا يَصِلُوۡنَ اِلَيۡكُمَا ۚ

سے مضبوط کریں گے اور ہم تم دونوں کو غلبہ عطا کریں گے کہ وہ تم تک پہنچ بھی نہیں سکیں گے

معانقہ ۱۱

بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنۡتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۳۵﴾

ہماری نشانیوں کی برکت سے تم اور تمہارے پیروکار ہی غالب آئیں گے (۳۵)

فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مُّوۡسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوۡا مَا

توجب موسیٰؑ ان لوگوں کے پاس کھلی ہوئی نشانیوں کے ساتھ آئے تو انہوں نے

هٰذَآ اِلَّا سِحۡرٌ مُّفۡتَـرًى وَّمَا سَمِعۡنَا بِهٰذَا فِىۡۤ

کہا یہ نہیں ہے مگر گھڑا ہوا جادو اور یہ باتیں تو ہم نے اپنے باپ داداؤں کے

اٰبَآئِنَا الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوۡسٰى رَبِّىۡۤ اَعۡلَمُ

زمانہ میں بھی نہیں سنیں (۳۶) اور موسیٰؑ نے کہا میرا پروردگار بہتر

۹۔ ﴿قَالَ رَبِّ اِنِّىۡ قَتَلۡتُ ۔ الآیہ﴾ یہ سورۂ شعراء آیت ۱۱ اور اس کی بعد والی آیات میں واضح کیا جا چکا ہے کہ جب خداوند عالم نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو دربارِ فرعون میں جا کر فریضۂ رسالت انجام دینے کا حکم دیا تو انہوں نے تین وجوہ کی بنا اپنے بھائی ہارونؑ کو مددگار کے طور پر ہمراہ بھیجنے کی استدعا کی جسے خدا نے قبول فرمایا اور قوتِ بازو بنا کر اور تصدیق رسالت کرنے کیلئے ہمراہ بھیجا۔ پھر جس طرح ان دونوں بھائیوں نے جرأت مندانہ اور حکیمانہ انداز میں فریضہ رسالت کیا اور فرعون نے جواب میں جو سلوک کیا اور جو روش اختیار کی وہ متن قرآن میں مذکور ہے۔

۱۰۔ ﴿فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مُّوۡسٰى ۔ الآیہ﴾ چنانچہ جناب موسیٰ و ہارون علیہم السلام حسب الحکم فرعون کے دربار میں گئے اور معجزات دکھائے۔ مگر فرعون اور اس کے درباریوں نے از راہ تکبر و بڑائی ان کو گھڑا ہوا جادو قرار دیا۔ نیز فرعون کا اپنے وزیر ہامان سے یہ کہنا بھی از راہ طنز و مذاق تھا کہ میرے لئے ایک اونچا مکان تعمیر کرتا کہ اس پر چڑھ کر موسیٰؑ کے خدا کو دیکھ سکوں کیونکہ وہ زمین میں تو کہیں نظر نہیں آتا۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس سے اس کا مدعا رعایا کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہو کہ میں نے زمین و آسمان میں پوری چھان بین کی ہے مگر مجھے کہیں بھی موسیٰؑ کا خدا نظر نہیں آیا۔ لہٰذا میں ہی خدا ہوں حالانکہ اس احمق کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ جو خدا ہوتا ہے وہ لامکان ہوتا ہے اور وہ کسی خاص زمان و مکان میں محدود نہیں ہوتا۔

بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ
جانتا ہے کہ اس کی طرف سے کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کس
لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾
کیلئے دار آخرت کا انجام بخیر ہے ؟ بے شک ظالم لوگ کبھی فلاح نہیں پاتے (۳۷)
وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ
اور فرعون نے کہا اے سردارو! میں تو اپنے سوا تمہارے لیے کوئی خدا نہیں جانتا تو اے ہامان! تو میرے
اِلٰهٍ غَيْرِىْ ۚ فَاَوْقِدْ لِىْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ
لیے مٹی کو آگ میں پکا (مٹی کی کچی اینٹوں کو پکوا) پھر میرے لیے ایک بلند عمارت بنوا!
فَاجْعَلْ لِّىْ صَرْحًا لَّعَلِّىْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ
تاکہ میں (اس پر چڑھ کر) موسیٰ کے خدا کا کوئی سوراغ لگا سکوں اور میں تو
وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَ
اسے (اس دعویٰ میں) جھوٹا ہی خیال کرتا ہوں (۳۸) اور فرعون اور اس کی
جُنُوْدُهٗ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ
فوجوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور انہوں گے خیال کیا کہ وہ ہماری
اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ
طرف نہیں لوٹائے جائیں گے (۳۹) سو ہم نے اسے اور اسکی فوجوں کو
فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
پکڑا اور سمندر میں پھینک دیا تو دیکھو ظالموں کا کیسا انجام
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى
ہوا ؟ (۴۰) اور ہم نے انہیں ایسا پیشوا قرار دیا ہے جو (لوگوں کو) آتش (دوزخ) کی
النَّارِ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَ
طرف بلاتے ہیں اور قیامت کے دن انکی کوئی مدد نہ کی جائیگی (۴۱) اور ہم نے
اَتْبَعْنٰهُمْ فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَ يَوْمَ
اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی ہے اور قیامت کے دن

۱۱۔ ﴿فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ ۔ الآیہ﴾ الغرض فرعون اور فرعونیوں کو ان کے ابا و انکار اور تکبر و استکبار اور کفرانِ نعمت کی وجہ سے خدا نے سخت گرفت میں لیا اور انہیں غرق کر کے آنے والی نسلوں کیلئے نشانِ عبرت بنا دیا۔

۱۲۔ ﴿وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً ۔ الآیہ﴾ یہاں اس آیت کا ظاہری مفہوم مراد نہیں ہے کیونکہ خدا کسی کو جہنمیوں کا امام نہیں بناتا۔ لہٰذا یہاں یہ قرار دینے کی نسبت خدا کی طرف مجازی ہے جس کا مطلب کسی پر حکم لگانا جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں عالم نے فلاں شخص کو کافر قرار دیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس نے اسے کافر بنایا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے اس نے اس پر کافر ہونے کا حکم لگایا ہے اور یہ کفر اس شخص کا اپنا فعل ہے۔ اور ایسے اماموں کی پہچان یہ ہے کہ دُنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی ہے کہ خدا اور جملہ اہل ایمان ان پر لعنت کرتے ہیں اور قیامت کے دن ان کے چہرے بگڑے ہوئے ہوں گے۔

ع ۴ ۴ ۷

الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

قبیح المنظر لوگوں میں سے ہوں گے (۴۲) اور پہلی امتوں کو ہلاک

مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ

کرنے کے بعد بالیقین ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عطا کی جو لوگوں

الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ

کیلئے بصیرتوں کا مجموعہ اور سراپا ہدایت و رحمت تھی تاکہ وہ نصیحت

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ

حاصل کریں (۴۳) اور (اے رسولؐ) آپ (کوہ طور کی) مغربی جانب موجود

قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ

نہ تھے جب ہم نے موسیٰؑ سے (نبوت و رسالت) کا معاملہ طے کیا تھا اور نہ ہی آپ وہاں

الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ

حاضرین میں سے تھے (۴۴) لیکن ہم نے (اس اثناء میں) کئی نسلیں پیدا کیں اوران پر زمانہ دراز گزر گیا

عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ

ہے (اور ہمارے عہد و پیمان کو بھلا دیا) اورنہ ہی آپ مدین والوں میں مقیم تھے کہ انکو ہماری آیتیں پڑھ کر

تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾

سناتے لیکن ہم (آپکو) رسولؐ بنا کر بھیجنے والے تھے (اس لیے انکے حالات سے تمہیں آگاہ کیا) (۴۵)

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ

اور نہ آپ کوہ طور کے دامن میں موجود تھے جب ہم نے (موسیٰؑ کو) ندا دی تھی لیکن یہ (آپکا مبعوث

رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ

برسالت ہونا) آپ کے پروردگار کی رحمت ہے تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جس کے

نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَآ

پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (۴۶) (اور شاید ہم رسولؐ نہ بھیجتے)

اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اگر ان کے کرتوتوں کی پاداش میں انہیں کوئی مصیبت پہنچے

۱۳۔ ﴿وما کنت بجانب الغربی۔ الآیہ﴾ ان آیات میں خداوند عالم یہ حقیقت بیان فرما رہا ہے کہ جب جناب موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر خدا سے کلام کر رہے تھے تو اس وقت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں موجود نہ تھے اور درمیان میں قریباً دو ہزار سال کا فاصلہ ہے اور نہ ہی آپؐ مدین میں موجود کہ جناب شعیب و موسیٰ علیہم السلام کے معاملات کا مشاہدہ کرتے۔ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ان واقعات کا کوئی گواہ بھی موجود نہ تھا۔ اوران کے معلوم کرنے کا کوئی اور ظاہری ذریعہ بھی موجود نہ تھا مگر اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلا کم و کاست خبریں بتانا قرآن کے کلام خدا ہونے اور وحی خداوندی ہونے اور آپؐ کی نبوت کی ناقابل انکار دلیل نہیں ہے؟

ایضاح: مخفی نہ رہے کہ ان آیتوں سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی بڑے واشگاف الفاظ میں تردید ہوتی ہے اور یہ کہ یہ صرف خداوند عالم کی صفت ہے کیونکہ وہ جسم و جسمانیات سے منزہ و مبرا ہے ورنہ ہر جسم کا یہ خاصہ ہے کہ وہ ایک وقت میں ایک ہی جگہ ہوتا ہے۔ جب وہاں سے منتقل ہوتا ہے تو وہ دوسری جگہ پر موجود ہوتا ہے اور پہلی جگہ اس سے خالی ہوتی ہے۔ لہٰذا ایک جسم کا ایک وقت میں ایک سے زائد مقامات پر موجود ہونا وہ محالِ عقلی ہے کہ جس کے تصور کرنے سے بھی انسان عاجز ہے۔ اس موضوع کی جملہ تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہماری اعتقادی کتاب اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا

تو وہ یہ نہ کہنے لگ جائیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہماری طرف کوئی رسولؑ کیوں نہ بھیجا

فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ فَلَمَّا

تاکہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ہم ایمان لانیوالوں میں سے ہوتے (۴۷) جب ہماری

جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ

طرف سے انکے پاس حق آ گیا (آخری برحق رسولؐ آگیا) تو کہنے لگے اس (رسولؐ)

مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ ۚ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ

کو وہ کچھ کیوں نہ دیا گیا جو موسیٰؑ کو دیا گیا تھا کیا انہوں نے اس کا انکار

مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۖ قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَ

نہیں کیا تھا؟ وہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں

قَالُوا إِنَّا بِكُلٍّ كَافِرُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ

اور کہتے تھے کہ ہم ہر ایک کے منکر ہیں (۴۸) آپ کہیے! کہ تم سچے ہو تو اللہ کی

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِنْ

طرف سے کوئی ایسی کتاب لاؤ جو ان دونوں (توراۃ، قرآن) سے زیادہ ہدایت کرنے والی ہو تو

كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٩﴾ فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ

میں اسی کی پیروی کروں گا (۴۹) اور اگر وہ آپ کی یہ بات قبول نہ کریں تو پھر

فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ

سمجھ لیں کہ وہ صرف اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں اور

مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ

اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو خدائی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش نفس کی

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا ۵ ع ۸ ۸

پیروی کرے؟ بے شک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا (۵۰) اور ہم نے ان کیلئے

لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥١﴾ الَّذِينَ

کلام (ہدایت کا نظام) کا تسلسل جاری رکھا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (۵۱) جن کو ہم نے

۱۴۔ ﴿قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ۔ الآیہ﴾ ارشاد ہوتا ہے کہ میرا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہو کہ اگر تمہارے بقول توراۃ اور قرآن جادو ہیں تو پھر مخلوق کی ہدایت کیلئے ان سے بہتر کوئی کتاب لاؤ میں بھی اس کی پیروی کرلوں گا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ ان کٹ حجتیوں سے صرف اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنا چاہتے ہیں ورنہ ان کے دلوں میں نہ حق کی طلب وتڑپ ہے اور نہ ہی حق و حقیقت سے کوئی سروکار ہے اور جو خدائی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی اتباع کرے اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے۔

۱۵۔ ﴿وَلَقَدْ وَصَّلْنَا۔ الآیہ﴾ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو سلسلۂ ہدایت سابقہ انبیاءؑ کے دور سے چلا آرہا تھا وہ ہم نے قرآن مجید کے ذریعہ سے برابر جاری رکھا ہے۔

۱۶۔ ﴿الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ۔ الآیہ﴾ اس قسم کی ایک آیت سورہ بقرہ اور آل عمران میں مع تفسیر گزر چکی ہے کہ ان لوگوں سے وہ حقیقت پسند اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) مراد ہیں جو اپنی سلیم الطبعی اور سابقہ سماوی کتابوں میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات و اوصاف اور ان کے بارے میں بشارتیں پڑھ چکنے کی وجہ سے جلد ایمان لاتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ ہم تو پہلے سے ہی مسلم ہیں یعنی ہم سابقہ آسمانی کتابوں کو مانتے ہیں اور پھر ان میں سے بالخصوص وہ چالیس نصرانی مراد ہیں جن میں سے ۳۲ کا تعلق حبشہ سے ہے جو جناب جعفر طیار کے ہمراہ مکہ پہنچے اور آٹھ کا تعلق شام سے ہے جو مکہ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور سوال و جواب کرکے مشرف با اسلام ہوئے۔ (مجمع البیان وغیرہ) ان کو دوہرا اجر دیا جائے گا۔

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾
اس (نزول قرآن) سے پہلے کتاب عطا کی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں (۵۲)
وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ
اور جب یہ (قرآن) انکے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے بے شک یہ ہمارے
رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿٥٣﴾ اُولٰٓئِكَ
پروردگار کی طرف سے حق ہے اور ہم تو اس سے پہلے ہی مسلم (اسے ماننے والے) ہیں (۵۳) یہ وہ لوگ
يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ
ہیں جنہیں انکے صبر اور ثبات کی وجہ سے دوہرا اجر عطا کیا جائیگا اور وہ برائی کا دفعیہ بھلائی سے کرتے ہیں اور
بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٥٤﴾
ہم نے انہیں جو رزق دے رکھا ہے وہ اس میں سے (راہِ خدا میں) خرچ کرتے ہیں (۵۴)
وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ
اور وہ جب کوئی فضول بات سنتے ہیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؗ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ؗ
ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے! تم کو سلام! ہم
لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿٥٥﴾ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ
جاہلوں کو پسند نہیں کرتے (۵۵) (اے رسولؐ) آپ جسے چاہیں
اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ
اسے ہدایت نہیں کر سکتے لیکن اللہ جسے چاہتا ہے اسے ہدایت دے دیتا ہے
وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ
اور وہ ہدایت پانے والوں کو بہتر جانتا ہے (۵۶) اور وہ (کفار مکہ) کہتے ہیں کہ اگر
الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ
ہم آپ کے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو ہمیں اپنی سرزمین سے اچک
نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ
لیا جائیگا (یہاں سے نکال دیا جائیگا) کیا ہم نے انکو ایسے امن والے محترم مقام میں جگہ نہیں دی؟ جہاں

۱۷۔ ﴿وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ ۔ الآیہ﴾ یہاں ان لوگوں کی تین نمایاں صفات عالیہ کا تذکرہ کیا جارہا ہے: (۱) وہ برائی کا دفعیہ بھلائی سے کرتے ہیں۔ (۲) اللہ نے انہیں جو کچھ دیا ہے وہ سب خود ہی استعمال نہیں کرتے بلکہ اس میں سے کچھ راہِ خدا میں بھی خرچ کرتے ہیں۔ (۳) وہ جب کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں اور لوگوں سے الجھنے کی بجائے لاتعلقی اور بیزاری کا سلام کرکے ان سے الگ ہو جاتے ہیں۔

۱۸۔ ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ ۔ الآیہ﴾ ہدایت کے دو معنی ہیں: (۱) راستہ دکھانا۔ (۲) منزلِ مقصود تک پہنچانا۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ کا کام پہلی قسم کی ہدایت کرنا ہے، دوسری قسم کی ہدایت کرنا نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کرتا ہے جن کے دلوں میں ہدایت حاصل کرنے کی طلب اور تڑپ ہوتی ہے۔

شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

ہماری طرف سے رزق کے طور پر ہر قسم کے پھل لائے جاتے ہیں مگر ان میں سے اکثر لوگ

يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ

جانتے نہیں ہیں (۵۷) اور ہم نے کتنی ہی ایسی بستیاں ہلاک کر دیں جو اپنی

مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ

معیشت (خوشحالی) پر اترا گئی تھیں (دیکھو) یہ ان کے مکانات ہیں جو (اجڑے)

بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۗ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٥٨﴾

پڑے ہیں جو ان کے بعد کم ہی آباد ہوئے ہیں آخر کار ہم ہی وارث ہیں (۵۸)

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ

اورآپ کا پروردگار بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں ہے جب تک ان کے مرکزی مقام میں

اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا

کوئی رسولؐ نہ بھیج دے جو ہماری آیتوں کی تلاوت کرے اور ہم بستیوں کو ہلاک

مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَمَآ

کرنے والے نہیں ہیں جب تک ان کے باشندے ظالم نہ ہوں (۵۹) اور تمہیں جو

اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

کچھ بھی دیا گیا ہے یہ محض زندگانی دنیا کا سرمایہ ہے اور اسی کی زیب وزینت

وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۗ اَفَلَا

اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور زیادہ پائیدار بھی۔ تم عقل سے کام

تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٠﴾ ع اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ ع ۶ ۱۰ ۹

کیوں نہیں لیتے (۶۰) کیا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہے اور وہ اسے

لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ

پانیوالا بھی ہے۔ اس شخص کی مانند ہوسکتا ہے جسے ہم نے صرف دنیاوی زندگانی کا (چند روزہ)

هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٦١﴾ وَيَوْمَ

سامان دیا ہے۔ اور پھر قیامت کے دن (سزا کیلئے پکڑ کر) حاضر کیا جائیگا (۶۱) اور وہ (دن یاد رکھو)

۱۹۔ ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ ۔ الآیہ﴾ کئی بار اس بات کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ خداوند عالم جہاں قادر و قاہر ہے وہاں عادل اور منصف بھی ہے۔ لہٰذا اس کی عدالت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اتمام حجت کے بغیر کبھی عذاب نازل نہیں کرتا۔ خواہ ہر بستی میں ہادی اور رہنما بھیجے یا کسی مرکزی مقام پر، یہ اس کی منشاء پر منحصر ہے۔

۲۰۔ ﴿وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۔ الآیہ﴾ اس ارشادِ قدرت کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس جو کچھ مال ومتاع ہے یہ اگر حلال طریقہ سے کمایا جائے اور جائز مصرف میں صرف کیا جائے تو بے شک یہ مباح ہے مگر ہے تو بہرحال فانی۔ لیکن خدائے کریم نے اہل ایمان وتقویٰ کیلئے جنت میں جو نعمتیں مہیا کر رکھی ہیں وہ جاودانی ہیں مگر تم اتنا بھی عقل سے کام نہیں لیتے کہ فانی کو چھوڑ کر جاودانی کو حاصل کرو۔ بلکہ تم جاودانی کو چھوڑ کر فانی کے پیچھے دوڑ رہے ہو۔

يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ

جس دن اللہ انہیں پکاریگا اور فرمائے گا (آج) کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کو تم (میرا شریک)

تَزْعُمُونَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ

گمان کرتے تھے (٦٢) جن پر خدا کا حکم (عذاب) نافذ ہو چکا ہوگا۔ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! یہ

رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا ۚ أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا

ہیں وہ لوگ جنہیں ہم نے گمراہ کیا تھا ہم نے انہیں اسی طرح گمراہ کیا تھا جیسے ہم خود گمراہ تھے (اب) تیری

غَوَيْنَا ۖ تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ﴿٦٣﴾

بارگاہ میں (ان سے) برأت کا اظہار کرتے ہیں کہ یہ ہماری پرستش نہیں کیا کرتے تھے (٦٣)

وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ

پھر (ان سے) کہا جائیگا کہ اپنے (مزعومہ) شریکوں کو بلاؤ چنانچہ وہ انہیں پکاریں گے

يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ

مگر وہ انہیں کوئی جواب نہیں دینگے اور عذاب کو دیکھیں گے اور (اس پر وہ تمنا کرینگے کہ)

كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ

کاش وہ ہدایت یافتہ ہوتے (٦٤) اور (وہ دن یاد کرو) جس دن اللہ انہیں

مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ

پکارے گا اور کہے گا کہ تم نے پیغمبروںؑ کو کیا جواب دیا تھا؟ (٦٥) اس دن ان پر خبریں تاریک

الْأَنْبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا

ہوجائینگی (کوئی جواب نہ بن پڑیگا) اور نہ ہی یہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ گچھ کرسکیں گے (٦٦)

مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ

البتہ جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو امید ہے کہ وہ فلاح

مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ

پانے والوں میں سے ہوگا (٦٧) اور (اے رسولؐ) آپ کا پروردگار جو چاہتا ہے

وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ

پیدا کرتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) منتخب کرتا ہے لوگوں کو کوئی اختیار نہیں ہے اللہ پاک ہے

٢١۔ ﴿وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ۔ الآیہ﴾ ان آیتوں میں مشرکوں کے خود ساختہ شریکوں اور ان کے پجاریوں یا بالفاظ دیگر گمراہ پیروں اور مریدوں کے درمیان جس مکالمے کا یہاں تذکرہ کیا جا رہا ہے اور وہ جس طرح ایک دوسرے سے اپنی برأت و بیزاری ظاہر کریں گے اور پھر ان کی بے کسی و بے بسی کی جس طرح یہاں تصویر کشی کی گئی ہے وہ عیاں راہ چہ بیاں کی مصداق ہے۔ الغرض حجت تمام کرنے کے بعد سب کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ ﴿وذلك هو الخسران المبين﴾

٢٢۔ ﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ مخلوق کو پیدا کرنا اور قانون سازی کرنا اور منصب نبوت و خلافت کیلئے کسی کا انتخاب کرنا خداوند عالم کے قبضۂ قدرت میں ہے وہی پیدا کرتا ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے: ﴿قل الله خالق كل شیء﴾ وہی دین و قانون بناتا ہے کیونکہ وہی مالک یوم الدین ہے اور وہی انتخاب کرتا ہے کیونکہ وہی بہتر جانتا ہے کہ مصلح کون ہے اور مفسد کون؟ ﴿یعلم المصلح من المفسد﴾ اگر پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد اس قانونِ قدرت کی خلاف ورزی نہ کی جاتی تو آج نہ امت مسلمہ کی یہ زبوں حالی ہوتی اور نہ اسلام کی یہ کیفیت ہوتی! مگر خود کردہ را علاجے نیست!

وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ

اور جو وہ شرک کرتے ہیں وہ اس سے بلند و برتر ہے (۶۸) اور آپ کا پروردگار جانتا ہے وہ جو کچھ انکے سینے

صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

چھپائے ہوئے ہیں اور وہ بھی جو وہ ظاہر کرتے ہیں (۶۹) وہی (ایک) اللہ ہے اسکے سوا کوئی اللہ نہیں ہے

هُوَ ۭ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ

اسی کیلئے ہر قسم کی تعریف ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اسی کی حکومت (فرمانروائی) ہے اور تم

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ

اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۷۰) آپ کہیے آیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ اگر

عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ

اللہ قیامت تک تم پر رات مقرر (مسلط) کردے تو اللہ کے سوا

اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَاۗءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾

کون اللہ ہے جو تمہارے پاس روشنی لائے؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ (۷۱)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ

اور کہیے! آیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ اگر قیامت تک تم پر

سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ

دن مقرر (مسلط) کر دے تو اللہ کے سوا کون اللہ ہے جو تمہارے

يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾

پاس رات لائے جس میں تم آرام کرو کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟ (۷۲)

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ

اور اس نے اپنی (خاص) رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے

لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ

تاکہ (رات میں) آرام کرو۔ اور (دن میں) اس کا فضل (روزی) تلاش کرو

تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ

تاکہ تم شکرگزار بنو (۷۳) اور (یاد کرو) وہ دن جس میں اللہ ان (مشرکین) کو پکارے گا اور کہے گا

۲۳۔ ﴿وَهُوَ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں بڑے ایجاز و اختصار کے ساتھ خدا کی توحید ذاتی، صفاتی، افعالی اور عبادتی کا تذکرہ کیا گیا ہے اور یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ ع

یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

نیز اس آیت میں یہ حقیقت بھی اجاگر کی گئی ہے کہ جب حکومت و فرمانروائی بس خدا کی ہے تو اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب حکومت اللہ تعالیٰ کی ہے تو حکومت چلانے کیلئے نائب (نبی اور اس کے خلیفہ) کا انتخاب بھی وہی کرے گا۔

۲۴۔ ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ۔ الآیہ﴾ ان آیات میں منعم حقیقی نے دوسری نعمتوں کو چھوڑ کر صرف شب و روز کی آمد و رفت اور ہیر پھیر میں جو اس کا جو لطف و کرم ہے اس کا تذکرہ کیا ہے کہ اگر وہ ایسا نہ کرتا بلکہ ہمیشہ رات یا دن کو تم پر مسلط کر دیتا تو پھر تمہارا کیا حشر ہوتا؟ ﴿فبای آلاء ربکما تکذبان؟﴾

شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَنَزَعْنَا

کہاں ہیں میرے شریک جنکے متعلق تم گمان فاسد کیا کرتے تھے (۷۴) اور ہم ہر امت

مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ

میں سے ایک گواہ نکال کر لائیں گے پھر ان سے کہیں گے کہ اپنی دلیل وبرہان لاؤ تب انہیں

فَعَلِمُوْۤا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

معلوم ہوگا کہ حق اللہ ہی کیلئے ہے اور وہ جو افترا پردازیاں کیا کرتے تھے وہ سب ان

ع ۵ ۷ ۱۰ يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى

سے غائب ہو جائیں گی (۷۵) بے شک قارون موسیٰؑ کی قوم میں سے تھا پھر وہ ان کیخلاف

فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ

سرکش ہو گیا۔ اور ہم نے اسے اتنے خزانے عطا کیے تھے کہ اس کی چابیاں

مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ

ایک طاقتور جماعت کو بھی گرانبار کردیتی تھیں (اس سے مشکل سے اٹھتی تھیں) جبکہ اسکی قوم نے

لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾

اس سے کہا کہ (اپنی منزلت پر) مت اترا بے شک اللہ اترانیوالوں کو دوست نہیں رکھتا (۷۶)

وَابْتَغِ فِيْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا

اور اللہ نے تجھے جو کچھ (مال وزر) دیا ہے۔اس سے آخرت کے گھر کی جستجو کر اور

تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَاۤ

دنیا سے بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر۔اور جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان

اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى

کیا ہے تو بھی اسی طرح (اس کے بندوں کے ساتھ) احسان کر۔اور زمین میں فساد

الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ

برپا کرنیکی خواہش نہ کر یقیناً اللہ فساد برپا کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا (۷۷) قارون نے کہا

اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ

کہ مجھے جو کچھ (مال ومنال) ملا ہے وہ اس (خاص) علم کی بدولت ملا ہے

۲۵۔ ﴿وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ۔ الآیہ﴾ قیامت کے دن ہر امت سے ایک گواہ لایا جائے گا جواس امت کا نبی ہوگا جو خدا کے بتانے کے مطابق اپنی امت کے اعمالِ خوب وبد کی گواہی دے گا اور پھر خدا اس کی شہادت کو قبول کر کے اس کے مطابق امت کو جزا وسزا دے گا۔

۲۶۔ ﴿اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ۔ الآیہ﴾ قارون نہ اسرائیلی تھا اور نہ قبطی بلکہ جناب موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد یا خالہ زاد تھا۔ اور اسے جناب موسیٰؑ و ہارون علیہم السلام سے حسد و عناد نے گمراہ کیا اور بے حساب دولت نے اسے برباد کیا۔ وہ اس قدر دولتمند تھا کہ اس کے خزانوں کی چابیاں ایک طاقتور گروہ بمشکل اٹھاتا تھا۔ ﴿ان الانسان لیطغی ان راٰہ استغنی﴾۔

۲۷۔ ﴿اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ۔ الآیہ﴾ ارشاد قدرت ہے کہ قارون کی قوم نے اسے راہِ راست پر لانے کیلئے پانچ نصیحتیں کیں: (۱) تکبر نہ کر کیونکہ خدا اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (۲) اللہ نے تجھے جو کچھ دیا ہے اسے اپنی آخرت کو سنوارنے کا ذریعہ بنا۔ (۳) بے شک اس مال دنیا سے اپنا حصہ فراموش نہ کر بے شک اچھا کھا اور اچھا پہن۔ مگر انہی چیزوں کو اپنا مقصد حیات قرار نہ دے اور فضول خرچی نہ کر۔ (۴) جس طرح خدا نے تجھ سے اچھا سلوک کیا ہے تو بھی اس کے بندوں سے اچھا سلوک کر۔ (۵) زمین میں فساد برپا نہ کر کیونکہ خدا فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔ دُعا ہے کہ خدائے مہربان ہمارے دور کے چھوٹے قارونوں کو ان زریں نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۸۔ ﴿قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ۔ الآیہ﴾ اس بدبخت نے ان تمام زریں نصیحتوں کو ایک مادہ پرست آدمی کی طرح یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ یہ دولت وثروت کسی غیبی طاقت (خدا نے مجھے تھوڑی ہی دی ہے بلکہ یہ سب کچھ میں نے اپنی محنت اور خاص علم (کیمیا گری) کی

أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ
جو میرے پاس ہے کیا وہ یہ نہیں جانتا کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سی ایسی نسلوں کو ہلاک
هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّأَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْئَلُ
کردیا ہے جوقوت میں اس سے سخت تر اور جمعیت میں زیادہ تھیں اور مجرموں سے
عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ
انکے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں کرنا پڑتا (۷۸) وہ (ایک دن) اپنی قوم کے
فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
سامنے اپنی زیب وزینت کیساتھ نکلا تو جو لوگ دنیاوی زندگی کے طلبگار تھے
يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ أُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ إِنَّهٗ لَذُوْ
وہ کہنے لگے کہ کاش ہمیں بھی وہ (سازوسامان) ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے ۔بیشک
حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ
وہ بڑا نصیب والا ہے (۷۹) اور جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا انہوں نے کہا وائے ہو تم پر !
وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ
جو شخص ایمان لائے اور نیک عمل کرے اس کیلئے اللہ کا صلہ وثواب اس سے بہتر ہے
صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰهَآ إِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ فَخَسَفْنَا
اور یہ (حکمت ومنزلت) صرف صبروثبات کرنیوالوں کو مرحمت کی جاتی ہے (۸۰) پھر ہم نے قارون
بِهٖ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ ۟ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ
کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا سو نہ اس کے حامیوں کی کوئی
يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ
جماعت تھی جو اللہ کے مقابلہ میں اس کی مدد کرتی اور نہ ہی وہ
الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿٨١﴾ وَأَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ
اپنی مدد آپ کر سکا (۸۱) اور وہ لوگ جو کل اس کے جاہ و مرتبہ کی تمنا کررہے تھے اب
بِالْأَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَأَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
کہنے لگے افسوس (اب پتہ چلا) کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے

بدولت حاصل کیا ہے۔ اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ اس نے یہ سب دولت کسی خاص ہنراور علم کی بدولت حاصل کی تھی تو اس احمق نے اتنا بھی نہ سمجھا کہ یہ علم وہنر بھی تو خدا ہی کا عطا کردہ ہے۔

۲۹۔ ﴿فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۔ الآیہ﴾ اپنے مال ومنال اور جاہ وجلال کی نمائش کرنا عام انسانوں کی پرانی کمزوری ہے۔ چنانچہ قارون ایک دن اپنے پورے ٹھاٹھ باٹھ اور بڑے طمطراق کے ساتھ اس طرح برآمد ہوا کہ سیاہی مائل سفید رنگ کے ایسے خچر پر سوار تھا جس پر سونے کی زین رکھی ہوئی تھی اور سرخ رنگ کے لباس میں ملبوس اور اسی ہیئت کے ساتھ چار ہزار غلام گھوڑوں اور خچروں پر سوار اور کئی ہزار سفید رنگ کی کنیزیں بھی سرخ لباس در بر کئے ہوئے اور سونے کے زیورات سے لدی پھدی ہوئی ہمراہ تھیں۔ (مجمع البیان و صافی) قارون کی یہ شان وشوکت دیکھ کر کمزور ایمان والے لوگوں کے منہ سے رال ٹپکنے لگی اور کہنے لگے کہ کاش ہمارے پاس بھی یہی کچھ ہوتا جو قارون کے پاس ہے۔ بے شک قارون بڑا نصیب والا ہے۔

۳۰۔ ﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ۔ الآیہ﴾ ارشاد قدرت ہے کہ ہم نے اس باغی وسرکش کو جو زمین پر چادر گھسیٹ کر چلتا تھا اس کے خزانوں سے بھرے ہوئے گھر سمیت زمین میں دھنسا دیا۔ قارون کے اس برے انجام کو دیکھ کر وہ لوگ جو اس کے مرتبہ ومقام کی تمنا کیا کرتے تھے آج کہنے لگے الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غریب و نادار بنا کر ہم پر احسان کیا ورنہ اگر ہم بھی قارون کی طرح سرمایہ دار ہوتے تو آج ہمارا بھی وہی انجام ہوتا جو اس کا ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ انسان اپنی غلطی کا اعتراف تو کرتا ہے مگر خرابی بسیار کے بعد۔

لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ

کشادہ کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ اگر اللہ ہم

اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

پر (تنگدست بنا کر) احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی زمین میں دھنسا دیتا اور کافر بھی

ع ٨ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٢﴾ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا

فلاح نہیں پاتے (۸۲) یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کیلئے قرار دیتے ہیں

لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا

جو زمین میں تکبر و سرکشی اور فساد برپا کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتے

فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٨٣﴾ مَنْ جَآءَ

اور (نیک) انجام تو پرہیز گاروں کیلئے ہی ہے (۸۳) جو کوئی بھلائی

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ

لے کر آئے گا اسے اس سے بہتر صلہ ملے گا اور جو کوئی برائی لے کر آئے گا تو

فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا

ایسے لوگوں کو جو برائیاں کرتے ہیں انہیں بدلہ بھی اتنا ہی ملے گا جتنا وہ (برائی)

يَعْمَلُوْنَ ﴿٨٤﴾ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ

کرتے تھے (۸۴) اے رسولؐ جس (خدا) نے آپ پر قرآن کا (پہنچانا) فرض کیا ہے وہ آپ کو واپسی کی

لَرَاۗدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ

منزل (مکہ) تک پھر پہنچا کر رہے گا۔ آپ کہیے میرا پروردگار بہتر جانتا ہے

بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٨٥﴾ وَمَا كُنْتَ

کہ ہدایت لے کر کون آیا ہے اور کھلی ہوئی گمراہی میں کون ہے؟ (۸۵) اور آپ کو اس

تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ

بات کی امید نہیں تھی کہ آپ پر (یہ) کتاب نازل کی جائے گی۔ یہ تو بس

رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَا

آپ کے پروردگار کی رحمت ہے۔ لہٰذا آپ بھی کافروں کے پشت پناہ نہ بنیے گا (۸۶) اور (خیال رکھنا)

۳۱۔ ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں بڑے واشگاف الفاظ میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ جنت کن خوش قسمت لوگوں کیلئے بنائی گئی ہے؟ اور انجام کن کا بخیر ہے؟

(۱) جنت میں اہل ایمان جائیں گے جو پرہیزگار ہوں گے یعنی واجبات شرعیہ کو ادا کرتے ہوں گے اور محرمات الٰہیہ سے بچتے ہوں گے۔

(۲) اور ان محرمات میں بڑی حرام دو چیزیں ہیں: (الف) تکبر کرنا یعنی مخلوق خدا کو حقیر و کمتر سمجھنا اور اپنے آپ کو ان سے بہتر و برتر سمجھنا، (ب) زمین میں فساد پھیلانا اور مخلوق خدا کو اذیت پہنچانا۔ لہٰذا جنتی لوگ وہ ہیں جو تکبر کرنا یا فساد پھیلانا تو بجائے خود وہ کبھی اپنے دل و دماغ میں تکبر کرنے اور فساد پھیلانے کا ارادہ بھی نہیں کرتے۔

۳۲۔ ﴿اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ۔ الآیہ﴾ جس ذات نے آپ پر قرآن اور اس کے احکام لوگوں تک پہنچانا فرض قرار دیا وہ ضرور آپ کو واپسی کی منزل تک پہنچائے گا۔ اب اس معاد سے کیا مراد ہے؟ اکثر مفسرین نے اس سے آپ کا آبائی وطن مکہ مراد لیا ہے اور بعض نے قیامت اور بعض نے زمانہ رجعت مراد لیا ہے۔ (قمی و برہان)

۳۳۔ ﴿وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا۔ الآیہ﴾ مطلب یہ ہے کہ آپ نے خدا سے دعا و استدعا کر کے یہ کتاب نازل نہیں کرائی بلکہ خود خدا نے اپنی رحمت سے نازل کی ہے تو وہی آپ کی دستگیری کر کے آپ کو کامیابی سے ہمکنار کرے گا۔

يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ

کہ یہ لوگ آپکو اللہ کی آیتوں (کی تبلیغ) سے کہیں روک نہ دیں بعد اسکے کہ وہ آپ پر نازل ہو چکی ہیں

وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾

اور آپ اپنے پروردگار کی طرف (لوگوں کو) بلائیں اور ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہونا (۸۷)

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ قف

وقف لازم

اور اللہ کیساتھ کسی اور الٰہ کو نہ پکاریں اور اسکے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ہے ہر شے ہلاک ہونیوالی ہے

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ

سوائے اسکے وجہ (ذات) کہ اسی کی حکومت (اور فرمانروائی) ہے اور اسی کی طرف تم (سب)

تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾ ع

ع ۹ ۱۲

لوٹائے جاؤ گے (۸۸)

ایاتها ۶۹ ۲۹ سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ ۸۵ رکوعاتها ۷

سورۃ عنکبوت مکی ہے۔ آیات ۶۹۔ ۷ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا

الف۔لام۔میم (۱) کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے (زبانی) کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے

اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ

ہیں چھوڑ دیے جائینگے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائیگی؟ (۲) حالانکہ ہم نے ان (سب) کی

مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا

آزمائش کی تھی جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں سو اللہ ضرور معلوم کریگا ان کو جو (دعوائے ایمان میں)

وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ

سچے ہیں اور ان کو بھی معلوم کرے گا جو جھوٹے ہیں (۳) جو لوگ برے کام کرتے ہیں

يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا

کیا انہوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ وہ ہم سے آگے نکل جائیں گے؟

۳۴۔ ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ۔ الآیہ﴾ یہاں وجہ اللہ سے مراد اس کی ذات ہے یعنی ہر چیز ہلاک ہو جائے گی سوائے خدا کی ذات با برکات کے کہ اس کیلئے فنا، ہلاکت اور موت نہیں ہے جبکہ باقی ہر چیز نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

جو زندہ ہے وہ موت کی تکلیف سہے گا
جب احمدِ مرسل نہ رہے کون رہے گا؟

سورہ عنکبوت

سورہ عنکبوت کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) مشکل حالات میں ثابت قدم رہنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔ (۲) ان ضعیف الاعتقاد لوگوں کی مذمت جو صبر و ثبات سے کام نہیں لیتے۔ (۳) کفار و مشرکین کے مزعومہ شرکاء وغیرہ مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔ (۴) خدا کی توحید کے مؤثر دلائل۔ (۵) صادق و کاذب کے درمیان امتیاز کی خاطر امتحان ضروری ہے۔ (۶) والدین کی مشروط اطاعت کا حکم۔ (۷) جناب نوح علیہ اسلام کا ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ کرنا اور معدودے چند لوگوں کے سوا کسی کا ایمان نہ لانا اور دوسرے چند انبیاء کا تذکرہ۔ (۸) اعلانِ نبوت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ لکھنے پڑھنے کا تذکرہ۔ (۹) ہر متنفس کیلئے موت لازم ہے۔ (۱۰) ساری مخلوق کا رازق خدا ہے۔ (۱۱) حق کی جستجو کرنے والوں کو خدا اپنا راستہ دکھا دیتا ہے۔ (۱۲) جنت میں داخلہ کا معیار۔ (۱۳) مشرکین کا کئی امور تکوینیہ کا اقرار۔ (۱۴) معجزہ خدا کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا۔ الآیہ﴾ کھوٹے اور کھرے، جھوٹے اور سچے کے درمیان امتیاز قائم کرنے کی خاطر امتحان و آزمائش ضروری ہے۔ بیشک اللہ سب کے حالات جانتا ہے مگر لوگوں کو حقیقت حال سے آگاہ کرنے کیلئے امتحان ضروری ہے

يَحْكُمُوْنَ ۝٤ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ
وہ کتنا برا حکم لگاتے ہیں (۴) جو کوئی اللہ کے حضور حاضری کی امید رکھتا ہے بے شک

اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٥ وَمَنْ
اللہ کا مقررہ وقت ضرور آنے والا ہے، وہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے (۵) اور جو کوئی

جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ
جہاد کرتا ہے تو وہ اپنے ہی لیے جہاد کرتا ہے۔ بے شک اللہ تمام

الْعٰلَمِيْنَ ۝٦ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
جہانوں سے بے نیاز ہے (۶) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی

لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ
کیے تو ہم ان کی برائیاں دور کر دیں گے (ان کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیں گے) اور ہم

الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٧ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ
انہیں ان کے اعمال کی بہترین جگہ دیں گے (۷) اور ہم نے انسان کو وصیت کی

بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ
ہے کہ یعنی حکم دیا ہے کہ وہ اپنے والدین کیساتھ اچھا سلوک کرے اور (یہ بھی کہ) اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں تو

مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ
کسی ایسی چیز کو میرا شریک بنا جس کا تجھے کوئی علم نہیں ہے تو پھر ان کی اطاعت نہ کر تم

مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٨
سب کی بازگشت میری ہی طرف ہے تو میں تمہیں بتاؤنگا جو کچھ تم کیا کرتے تھے (۸)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ
اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی بجا لائے ہم ضرور انہیں صالحین

فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝٩ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا
میں داخل کریں گے (۹) اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو (زبان سے) کہتے ہیں کہ ہم

بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ
اللہ پر ایمان لائے پھر اللہ کی راہ میں جب اسے اذیت پہنچائی جاتی ہے تو وہ ان لوگوں کی آزمائش کو اللہ کے

تا کہ کوئی شخص خدائی فیصلہ پر ایراد نہ کر سکے۔ اب رہی یہ بات کہ وہ امتحان کس قسم کا ہوتا ہے؟ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: اس ابتلاء و آزمائش کا تعلق اہل ایمان کے مال سے بھی ہوسکتا ہے اور جان سے بھی۔ (تفسیر صافی) جیسا کہ خدائے حکیم پہلے والوں کی آزمائش کر چکا ہے۔

۲۔ ﴿وَمَنْ جَاهَدَ۔ الآیہ﴾ مطلب یہ کہ جو شخص جس قسم کا مالی یا جانی یا اصغر یا اکبر جہاد کرتا ہے اس میں اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو نہیں کرتا اس میں اس کا اپنی نقصان ہے۔ خدا تو ساری کائنات سے بے نیاز ہے۔

۳۔ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ خداوند عالم یہاں ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں کو ان کی غلطیوں سے درگزر کرنے کی اور نیک اعمال پر بہترین جزاء خیر عطا کرنے کی بشارت دے رہا ہے اور اس کے بعد آیت ۹ میں انہیں اپنے خاص اور صالح بندوں کے زمرہ میں داخل کر کے ان کے ساتھ محشور کرنے کا وعدہ فرما رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ کے صالح بندے انبیاء و ائمہ، شہداء اور صدیقین ہی ہیں جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے: ﴿و من یطع اللہ و رسول فاولئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھدآء والصلحین و حسن اولئك رفیقا﴾ اور یہ خداوند عالم کی طرف سے بہت بڑا عطیہ ہے۔

۴۔ ﴿وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ۔ الآیہ﴾ اسلام و قرآن نے والدین کا اکرام و احترام کرنے اور انکی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کا بار بار حکم دیا ہے مگر اس مقام پر واضح کر دیا ہے کہ اگر وہ اولاد کو شرک کرنے یا خدا کی کوئی نافرمانی کرنے کا حکم دیں تو پھر ان کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ﴿لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق﴾ یعنی جہاں خالق کی نافرمانی لازم آئے وہاں کسی بھی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔
(فرمان حضرت امیر علیہ السلام نہج البلاغہ)

كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ
عذاب کے مانند قرار دے دیتا ہے اوراگر آپ کے پروردگار کی طرف سے کوئی مدد
لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ
پہنچ جائے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم (بھی) تو تمہارے ساتھ تھے کیا جو کچھ دنیا جہان والوں
بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ
کے دلوں میں ہے کیا اللہ اس کا سب سے بہتر جاننے والا نہیں ہے (۱۰) اور اللہ ضرور معلوم
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَقَالَ
کرے گا کہ مومن کون ہیں اور منافق کون ؟ (۱۱) اور کافر لوگ اہل ایمان
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا
سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے راستہ پر چلو تمہارے گناہوں (کا بوجھ)
وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ
ہم اٹھائیں گے حالانکہ یہ ان کے گناہوں کو کچھ بھی اٹھانے
خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ
والے نہیں وہ بالکل جھوٹے ہیں (۱۲) (ہاں البتہ) یہ لوگ اپنے
لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ز
بوجھ اٹھائیںگے اوراپنے بوجھوں کے ساتھ کچھ اور بوجھ بھی۔ اور قیامت کے دن ضرور ان سے بازپرس کی
وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع ۱ ۱۳ ۱۴
جائیں گی ان افترا پردازیوں کے بارے میں جو وہ کرتے تھے (۱۳)
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ
اور یقیناً ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا اور وہ اس میں پچاس
اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ
سال کم ایک ہزار سال رہے پھر (آخر کار) اس قوم کو طوفان نے آ
الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ
پکڑا اس حال میں کہ وہ ظالم تھے (۱۴) پس ہم نے نوحؑ کو اور کشتی

۵۔ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ ۔ الآیہ﴾ کامل الایمان لوگوں کے تذکرہ کے بعد یہاں ضعیف الاعتقاد لوگوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ جو قرآنی و اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر ایمان تو لے آتے ہیں مگر جب دین کے معاملہ میں انہیں مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے تو وہ اپنی ایمانی کمزوری کی وجہ سے لوگوں کی اذیت رسانی کو اللہ کے عذاب کی مانند سمجھ کر اور ڈر کر اسلام سے رشتہ توڑ لیتے ہیں جس طرح کہ کافر خدا کے عذاب سے ڈر کر کفر چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ بندوں کی ایذا رسانی کو خدا کے عذاب سے کیا نسبت ہے؟ بہر حال ہوا کا رخ دیکھ کر چلنے والے یہ ضعیف الاعتقاد بلکہ منافق لوگ وہ کھوٹے سکے ہیں جن کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

۶۔ ﴿فَلَبِثَ فِيْهِمْ ۔ الآیہ﴾ جناب نوح علیہ السلام کے حالات و واقعات قبل ازیں متعدد سورتوں میں بیان ہو چکے ہیں اور یہاں جو یہ مذکور ہے کہ انہوں نے اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال رہ کر تبلیغ کی یہ جناب نوح علیہ السلام کی پوری عمر نہیں بلکہ ان کی دعوتِ حق اور تبلیغ رسالت کی مدت ہے۔ آپ کتنی عمر میں مبعوث ہوئے؟ اور قوم کی غرقابی کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہے؟ روایات سے آپؑ کی مجموعی عمر اڑھائی ہزار سال ثابت ہوتی ہے مگر معدودے چند آدمیوں کے سوا کوئی مسلمان نہ ہوا۔ آخر کار آپ نے تنگ آ کر اور مایوس ہو کر بددعا کی اور خدائے قہار نے پوری قوم کو غرق کر دیا اور صرف جناب نوح علیہ السلام اور وہ آدمی بچے جن کو آپ نے اپنی کشتی نجات میں سوار کیا تھا۔

السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَ

والوں کو نجات دی اور اس (کشتی) کو تمام جہانوں کیلئے (اپنی ایک) نشانی بنا دیا (۱۵) اور

اِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

(ہم نے) ابراہیمؑ کو (بھیجا) جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی

وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

عبادت کرو اور اس (کی نافرمانی) سے ڈرو اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو تو یہ

تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا

تمہارے لیے بہتر ہے (۱۶) تم اللہ کو چھوڑ کر محض بتوں کی پرستش

وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ

کرتے ہو اور تم ایک جھوٹ گھڑتے ہو۔ بے شک یہ جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت

دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ

کرتے ہو وہ تمہاری روزی کے مالک و مختار نہیں ہیں۔ پس تم اللہ سے

اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ

روزی طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر ادا کرو اور اسی کی طرف تم

تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ

لوٹائے جاؤ گے (۱۷) اور اگر تم (مجھے) جھٹلاتے ہو (تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے) تم سے

مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

پہلے بھی کئی امتیں (اپنے پیغمبروںؑ کو) جھٹلا چکی ہیں اور رسولؐ کی ذمہ داری صرف

الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ

واضح تبلیغ کرنا ہے و بس (۱۸) کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ کس طرح پہلی بار

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾

مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر کس طرح اسے دوبارہ پلٹاتا ہے؟ بے شک یہ بات اللہ کیلئے آسان ہے (۱۹)

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ

آپ کہیے! کہ زمین میں چلو پھرو پھر (غور سے) دیکھو کہ اللہ نے کس طرح

ے ﴿فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ۔ الآیہ﴾

جناب خلیل خدا علیہ السلام نے کس انداز میں مشرک قوم کو ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے کہ جن بے بس اور بے کس معبودوں سے تم نے امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں کہ تم ان کی عبادت کرو گے اور وہ تمہیں رزق دیں گے ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ تمہیں کس طرح رزق دیں گے؟ اگر رزق چاہتے ہو تو اللہ سے طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر ادا کرو۔ کیونکہ وہی خالق، وہی مالک اور وہی رازق ہے۔ تعجب ہے کہ مسلمان قرآن میں یہ واقعات پڑھتے ہیں اور پھر بھی خدا کو چھوڑ کر اپنی امیدوں کا مرکز اپنے جیسی کمزور مخلوق کو سمجھتے ہیں۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ

مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا؟ پھر (اسی طرح) اللہ پچھلی بار بھی پیدا کرے گا بے شک

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝٢٠ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ

اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۲۰) وہ جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور

وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ۝٢١ وَمَاۤ

جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے (۲۱) اور تم (اللہ کو)

اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی

نہ زمین میں عاجز کر سکتے ہو اور نہ آسمان میں اور نہ ہی اللہ

السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا

کے سوا تمہارا کوئی سرپرست و کارساز ہے اور نہ ہی کوئی

نَصِیْرٍ ۝٢٢ ع وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖۤ ع ۲ ۹ ۱۴

مددگار (۲۲) اور جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں اور اس کی بارگاہ میں

اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِیْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ

حاضری کا انکار کیا ہے وہ میری رحمت سے مایوس ہوگئے ہیں اور ان کیلئے

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝٢٣ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ

دردناک عذاب ہے (۲۳) اور ان (ابراہیمؑ) کی قوم کا جواب اس کے سوا

قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ

اور کوئی نہیں تھا کہ انہیں قتل کر دو یا آگ میں جلا دو تو اللہ نے انہیں آگ سے بچا لیا۔

النَّارِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝٢٤

بے شک اس میں ایمان لانے والوں کیلئے (بڑی) نشانیاں ہیں (۲۴)

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ

اور ابراہیمؑ نے (اپنی قوم سے) کہا کہ تم نے اللہ کو چھوڑ کر زندگانی دنیا میں

مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ

باہمی محبت کا ذریعہ سمجھ کر ان بتوں کو اختیار کر رکھا ہے پھر قیامت

۸۔ ﴿وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ الآیہ﴾ مطلب یہ ہے کہ جب خدا کے سوا تمہارا کوئی سرپرست یا مددگار نہیں ہے جو اللہ کی پکڑ سے تمہیں چھڑا سکے تو پھر کس بل بوتے پر خدا کی نافرمانی کرتے ہو؟ اور اس کی اطاعت کیوں نہیں کرتے؟

۹۔ ﴿فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ ۔ الآیہ﴾ جناب ابراہیم علیہ السلام نے ناقابل رد دلائل و براہین سے خداوند عالم کی توحید اور شرک کی نفی واضح کی مگر بدبخت قوم نے لبیک کہنے کی بجائے الٹا آوازِ حق کو دبانے کی خاطر باہمی مشورہ کیا۔ چنانچہ کسی نے آپ کو قتل کرنے کا اور کسی نے آگ میں جلانے کا مشورہ دیا اور آخرکار پنچائتی فیصلہ یہی ہوا کہ آپ کو جلا دیا جائے۔ مگر خدائے قدیر نے آگ کو گل و گلزار بنا کر آپ کو بچا لیا۔ کیونکہ جو خدا کسی چیز میں کوئی تاثیر اور خاصیت پیدا کر سکتا ہے وہ جب چاہے اسے ختم بھی کر سکتا ہے۔

الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ

کے دن تم ایک دوسرے کا انکار کرو گے اور ایک دوسرے پر لعنت

بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ

کرو گے اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہو گا۔ اور تمہارا کوئی

مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ

مددگار نہ ہوگا (۲۵) اور لوطؑ نے ان (ابراہیمؑ) کی بات مانی اور اطاعت کی اور انہوں نے

مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾

کہا میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔ بے شک وہ غالب (اور) بڑا حکمت والا ہے (۲۶)

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ

اور ہم نے انہیں اسحاقؑ اور یعقوبؑ عطا کیے۔ اور نبوت اور

ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي

کتاب ان کی ذریت میں قرار دے دی۔ اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی

الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾

ان کا صلہ دیا اور آخرت میں یقیناً وہ صالحین میں سے ہوں گے (۲۷)

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

اور (ہم نے) لوطؑ کو (بھیجا) جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بے حیائی کا

الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ

وہ کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا جہان والوں میں سے کسی

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ

نے نہیں کیا (۲۸) کیا تم (عورتوں کو چھوڑ کر) مردوں کے پاس جاتے ہو؟ اور راہزنی

تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ

کرتے ہو اور اپنے مجمع میں برے کام کرتے ہو تو ان کی قوم کے

الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا

پاس اس کے سوا کوئی جواب نہ تھا کہ انہوں نے کہا (اے لوطؑ)

وقف لازم

۱۰۔ ﴿فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ۔ الآیہ﴾ جناب خلیل خدا علیہ السلام کے اس قدر وعظ و ارشاد اور اس قدر دعوتِ تبلیغ اور اس قدر اعجاز نمائی کے باوجود صرف جناب لوط علیہ السلام نے آپ کی بات مان کر اطاعت کی کسی اور کو توفیق نہ ہوئی۔ اور یہ بات کوئی قابل تعجب نہیں ہے۔ قرآن میں جناب نوحؑ، جناب ہودؑ اور جناب صالح علیہم السلام کے واقعات دیکھے جا سکتے ہیں جن پر ایمان لانے والوں کی تعداد انگلیوں پر شمار کی جا سکتی ہے۔ سچ ہے۔

ہر دور میں ہوتی رہی طاقت کی پرستش
ہر دور یزیدوں کا طرفدار رہا ہے

۱۱۔ ﴿اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ۔ الآیہ﴾ جناب لوط علیہ السلام کو جس بدترین قوم سے سابقہ پڑا تھا بے شرمی اور بے حیائی میں تاریخ کے اندر اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ خاص کر اس قوم میں چند بری خصلتیں نمایاں طور پر پائی جاتی تھیں: (۱) وہ عورتوں کو چھوڑ کر خلافِ وضعِ فطری فعل کا برملا ارتکاب کرتے تھے جس کا تصور بھی انسان کو لرزہ براندام کر دیتا ہے۔ (۲) وہ راہزنی کرتے تھے۔ (۳) وہ اپنی محافل میں خلاف شرع حرکتیں کیا کرتے تھے مثلاً زور سے ریح خارج کرتے تھے، ایک دوسرے کو کنکریاں مارتے تھے، طنبورے بجاتے تھے اور جوا بازی کرتے تھے۔ الغرض وہ ہر کمینہ حرکت کرتے تھے جس کی وجہ سے خدا نے اس قوم کو ہلاک و برباد کر دیا۔ مگر آہ اس کے باوجود آج تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ آج اسلامی معاشرہ میں بالعموم اور مغربی سماج میں بالخصوص یہ سب برائیاں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں اور بعض مغربی ممالک میں تو اس خلاف وضع فطری فعل کو قانونی تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔ اب دیکھنا صرف یہ ہے کہ اس تہذیب نو کا سفینہ کب غرق ہوتا ہے؟ ﴿فانتظروا انی معکم من المنتظرین﴾

ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾

اگر تم سچے ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب لاؤ (۲۹) پھر لوطؑ نے کہا اے میرے

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ ع ۳ ۸ ۱۵

پروردگارا! ان مفسد لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد فرما (۳۰)

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ

اور جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لیکر آئے تو انہوں نے (اثنائے گفتگو میں

قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ

یہ بھی) کہا کہ ہم اس (لوطؑ کی) بستی والوں کو ہلاک کرنیوالے ہیں (کیونکہ)

اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ۚ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ

اس بستی کے لوگ (بڑے) ظالم ہیں (۳۱) ابراہیمؑ نے کہا اس بستی میں تو لوطؑ بھی ہیں؟

قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڭ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ

فرشتوں نے کہا ہم بہتر جانتے ہیں کہ اس میں کون کون ہیں؟ ہم انہیں اور ان کے گھر والوں کو بچالینگے

اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڭ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّآ اَنْ

سوائے ان کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے (۳۲) اور جب (وہ)

جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ

ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوطؑ کے پاس آئے تو وہ ان کی آمد سے رنجیدہ اور دل تنگ

ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۪ اِنَّا مُنَجُّوْكَ

ہوئے اور فرشتوں نے (ان کی حالت دیکھ کر) کہا کہ نہ ڈرو اور نہ رنج کرو ہم آپ کو اور آپکے

وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾

گھر والوں کو بچالیں گے سوائے آپ کی بیوی کے جو پیچھے رہ جانیوالوں میں سے ہے (۳۳)

اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ

ہم اس بستی والوں پر ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے آسمان سے عذاب

السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا

نازل کرنیوالے ہیں (۳۴) اور ہم نے اس بستی کے کچھ نشان باقی چھوڑ

۱۲۔ ﴿وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ۔ الآیہ﴾ اس سے پہلی والی آیت میں مذکور ہے کہ جناب لوط علیہ السلام نے قوم کے حالات سے تنگ آ کر بارگاہِ خدا میں دُعا کی تھی کہ اے میرے پروردگا! ان مفسد لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد فرما۔ چنانچہ خدا نے جناب لوط علیہ السلام کی بد دُعا قبول کر لی اور ان کی قوم کی ہلاکت کیلیے فرشتے بھیجے مگر وہ پہلے جناب ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں پہلے جناب اسحاق علیہ السلام اور ان کے بعد جناب یعقوب علیہ السلام کی ولادت کی بشارت دی اور پھر جناب لوط علیہ السلام کے پاس خوبصورت نوخیز نوجوانوں کی شکل میں حاضر ہوئے اور پھر جو کچھ ہوا یہ سب کچھ سورہ اعراف کی آیت ۸۰ سے لے کر ۸۴ تک تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔

۱۳۔ ﴿ولقد ترکنا منھا۔ الآیہ﴾ وہ ہلاک شدہ بستیاں آج بھی ایک کھلی ہوئی نشانی عبرت کے طور پر بحیرہ مردار یا بحر لوط کے نام سے موجود ہیں جو شارع عام پر ہیں جنہیں شام جانے والے تجارتی قافلے صبح و شام دیکھتے ہیں۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ سب سامانِ عبرت موجود ہے مگر کوئی عبرت حاصل کرنے والا دیدہ ور نہیں ہے۔ ؎

کاخ جہاں پُر است ز ذکر گذشتگان
لیکن کسے کہ گوش نہد ایں صدا کم است

سچ ہے: ﴿وما تغنی الایات والنذر عن قوم لا یؤمنون﴾

مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ

دیئے (ان لوگوں کی عبرت کیلئے) جو عقل سے کام لیتے ہیں (۳۵) اور ہم نے مدین (والوں)

اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا تو انہوں نے کہا: اے میری قوم!

وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ

اللہ کی عبادت کرو اور روز آخرت کی امید رکھو۔ اور زمین میں فساد

مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

پھیلاتے نہ پھرو (۳۶) پس ان لوگوں نے آپ کو جھٹلایا تو (انجام کار) ایک (سخت) زلزلے نے انہیں

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَعَادًا

آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل (مردہ ہو کر) گر گئے (۳۷) اور ہم نے عاد و

وَّثَمُوْدَاۡ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۟ قف

ثمود کو بھی ہلاک کر دیا۔ اور (یہ بات) ان کے (تباہ شدہ) مکانات سے

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ

واضح ہو چکی ہے اور شیطان نے ان کے (برے) کاموں کو خوشنما کر کے پیش کیا اور

السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ

انہیں (سیدھے) راستہ سے روک دیا۔ حالانکہ وہ سمجھدار تھے (۳۸) اور ہم نے قارون

وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۟ قف وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى

فرعون اور ہامان کو (بھی ہلاک کیا) اور البتہ موسیٰؑ ان کے پاس

بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا

کھلی نشانیاں لیکر آئے۔ مگر انہوں نے زمین میں تکبر و غرور کیا حالانکہ وہ (ہم سے)

كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ

آگے نکل جانے والے نہیں تھے (۳۹) پس ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ

مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ

کی پاداش میں پکڑا۔ سو ان میں سے بعض پر (پتھراؤ کرنیوالی) تیز آندھی

أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ

بھیجی اور بعض کو ہولناک چنگھاڑنے آ دبایا اور بعض کو ہم نے زمین میں

الْأَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ

دھنسا دیا اور بعض کو (دریا میں) غرق کر دیا اور اللہ ایسا نہ تھا

اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ

کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے

يَظْلِمُونَ ﴿٤٠﴾ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ

تھے (٤٠) جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور سرپرست اور کارساز

اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ ۚ اتَّخَذَتْ

بنالیے ہیں انکی مثال مکڑی جیسی ہے جس نے (جالے کا) ایک

بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ

گھر بنایا اور یقیناً تمام گھروں سے زیادہ کمزور مکڑی کا

وقف لازم

الْعَنْكَبُوتِ ۘ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ إِنَّ اللَّهَ

گھر ہے۔ کاش لوگ (یہ حقیقت) جانتے (٤١) اللہ کو چھوڑ

يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ وَ

کر یہ لوگ جس شے کو پکارتے ہیں۔ بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٤٢﴾ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ

وہ غالب ہے، بڑا حکمت والا ہے (٤٢) اور یہ مثالیں ہم پیش تو

نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا

سب لوگوں کے سامنے کرتے ہیں مگر انہیں سمجھتے صرف

الْعَالِمُونَ ﴿٤٣﴾ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

اہل علم ہیں (٤٣) اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کیساتھ پیدا کیا ہے۔

ع ٤ ١٤ ١٦

بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٤﴾ ع

بے شک اس میں اہل ایمان کیلیے (اس کی قدرت کی) ایک نشانی موجود ہے (٤٤)

١٤۔ ﴿مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا۔ الآیہ﴾ جو قومیں خود ساختہ معبودوں کی پرستش کرتی تھیں اور یہ سمجھتی تھیں کہ یہ معبود مشکل وقت آنے پر ان کی مدد کریں گے۔ مگر جب ان پر مشکل وقت آیا تو ان لوگوں کی یہ امیدیں آب کی جگہ سراب ثابت ہوئی۔ اس لئے خدا فرمارہا ہے کہ جو لوگ خدا کو چھوڑ کر غیر اللہ کی پرستش کرتے ہیں اور انہیں سے امیدیں وابستہ کرتے ہیں انکی مثال لکڑی کے جالے جیسی ہے جو کہ سب گھروں سے زیادہ کمزور ہوتا ہے۔ مگر مکڑی اسے سب سے بڑا محفوظ قلعہ سمجھتی ہے مگر اس کا تار ہوا کا معمولی جھونکا لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ تو وہ عذاب الٰہی کے طوفان سے کیا بچائے گا؟ بالکل یہی کیفیت کافروں اور مشرکوں کی مادی قوت و طاقت کی ہوتی ہے کہ جب خدا کے قہر و غضب کا طوفان آتا ہے تو نہ قارون کی دولت اسے بچا سکتی ہے اور نہ فرعون کی حکومت و سطوت اسے اس کی گرفت سے چھڑا سکتی ہے اور نہ ہامان کی تدبیر و حیلہ گری اس کے کام آسکتی ہے۔ ارشاد قدرت ہے کہ ہم مثالیں دے کر قرآنی حقائق و دقائق واضح کرتے ہیں مگر ان کا مقصد وہی ہے کہ ﴿العقل ما عبد به الرحمن واکتسب به الجنان﴾ عقل اس جوہر گرانمایہ کا نام ہے جسکے ذریعہ سے خدائے رحمٰن کی عبادت کی جائے اور جنت کی جاگیر حاصل کی جائے۔ (اصول کافی) اس سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کی قوت و طاقت کا سرچشمہ اور مرکز خداوند عالم کی ذاتِ جامع جمیع صفات ہے اور اگر کسی کو کچھ طاقت مل سکتی ہے تو اسی مرکز سے ربط و ارتباط قائم کرنے کی وجہ سے وبس۔

١٥۔ ﴿وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم مشرکین کے سہاروں کو مکڑی کے جالے سے مثال دینے کے بعد فرماتا ہے کہ ہم قرآنی مثالیں حقائق و مطالب کو واضح کرنے کیلئے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں مگر انکی اصلی غرض و غایت کو سمجھتے وہی لوگ ہیں جو اہل علم ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ اہل علم اور عقلمند وہی ہوتے ہیں جو قرآنی حقائق میں غور و فکر کرتے ہیں اور مقام عمل میں وہ کام کرتے ہیں جن سے جاگیر جنت حاصل کی جا سکے اور جہنم سے بچا جا سکے۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ

(اے رسولؐ) آپ اس (کتاب) کی تلاوت کریں جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ

اور نماز قائم کریں۔ بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے (۴۵)

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ

اور (اے مسلمانو!) تم اہل کتاب سے بحث و مباحثہ نہ کرو مگر بہترین انداز سے

اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ

سوائے ان کے جو ان میں سے ظالم ہیں اور (ان سے) کہو کہ ہم تو اس (کتاب) پر بھی ایمان لائے ہیں جو

اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ

ہماری طرف نازل کی گئی ہے اور اس (کتاب پر بھی) جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ہمارا اور تمہارا اللہ

وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ

(اللہ) ایک ہے اور ہم سب اسی کے فرمانبردار ہیں (۴۶) اور (اے رسولؐ) ہم نے اسی

اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

طرح آپ پر کتاب نازل کی ہے (جس طرح پہلے رسولوںؑ پر کتابیں نازل کی تھیں) تو جن کو ہم نے (پہلے)

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا

کتاب دی تھی وہ اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں اور ان (اہل مکہ و عرب) میں سے بھی بعض اس پر ایمان

يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا

لا رہے ہیں اور ہماری آیتوں کا کافروں کے سوا اور کوئی انکار نہیں کرتا (۴۷) اور (اے رسولؐ) آپ اس (نزول

مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا

قرآن) سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ ہی اپنے داہنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے اگر ایسا ہوتا تو یہ اہل

لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ

باطل ضرور (آپ کی نبوت میں) شک کرتے (۴۸) بلکہ وہ (قرآن) کھلی ہوئی آیتیں ہیں جو ان لوگوں

۱۵۔ ﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپؐ کے توسط سے آپکی امت کو دو حکم دیئے ہیں ایک قرآن کی تلاوت کرنے کا، دوسرا نماز قائم کرنے کا۔ تلاوت قرآن کے اس قدر اخلاقی اور روحانی فوائد ہیں جن کا احصاء مشکل ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ جب دل چاہے کہ خدا سے کلام کرو تو قرآن کی تلاوت شروع کر دو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ﴿نوّروا بیوتکم بتلاوۃ القرآن﴾ اپنے گھروں کو قرآن کی تلاوت سے منور کرو۔ اور قبل ازیں نماز کی اہمیت و عظمت پر تفصیل سے تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ اب رکنا یا نہ رکنا نمازی کا کام ہے۔

۱۶۔ ﴿وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ۔ الآیہ﴾ خدائے علیم و حکیم اس آیت میں مسلمانوں کو ہدایت کر رہا ہے کہ مسلمان تو بجائے خود اگر تمہیں اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ وغیرہ سے بھی بحث و مباحثہ کا اتفاق ہو تو شرافت و شائستگی کا دامن نہ چھوڑو اور بہترین اور مہذب انداز میں گفتگو کرو۔ یعنی یہ نہ دیکھو کہ تمہارے مخاطب یہود و ہنود ہیں بلکہ ہمیشہ یہ دیکھو کہ تمہاری شرافت کا تقاضا کیا ہے؟ لہٰذا (۱) صرف مدمقابل کو خاموش کرانے کیلئے بحث نہ کرو بلکہ اس پر حق کو واضح و آشکار کرنے کیلئے کرو۔ (۲) پیار اور خوش اسلوبی سے بات کرو سخت کلامی کا لہجہ اختیار نہ کرو۔ (۳) مخالب کی ذہنی سطح کے مطابق مدلل بات کرو۔ (۴) موعظۂ حسنہ اور حکمت عملی کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ اس آیت میں مبلغین اسلام کی رہنمائی کا بڑا سامان موجود ہے۔

۱۷۔ ﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ۔ الآیہ﴾ تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پوری زندگی میں ایک دن بھی کسی سکول یا کالج میں نہیں گئے اور نہ گھر میں کسی معلم کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا اور نہ اعلانِ نبوت سے کبھی کسی شخص نے آپ کو خلوت یا جلوت میں لکھتے پڑھتے دیکھا۔ اس کے باوجود ایک

صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ

کے سینہ میں ہیں جنہیں علم دیا گیا ہے اور ہماری آیتوں کا ظالموں کے سوا اور

اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ

کوئی انکار نہیں کرتا (۴۹) اور وہ کہتے ہیں کہ اس شخص (پیغمبر اسلامؐ) پر انکے پروردگار کی طرف

مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَاۤ اَنَا

سے معجزات کیوں نہیں اتارے گئے؟ آپ کہہ دیجئے! کہ معجزات تو بس اللہ کے پاس ہیں میں تو صرف

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ

(عذاب الٰہی) سے واضح طور پر ڈرانے والا ہوں (۵۰) کیا ان کیلئے یہ (معجزہ) کافی نہیں ہے کہ ہم نے

الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ

آپ پر (یہ) کتاب نازل کی ہے جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے؟ بے شک اس میں ایمان

ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ ع ۵

والوں کیلئے رحمت اور نصیحت موجود ہے (۵۱) (اے رسولؐ) آپ کہہ دیجئے! کہ میرے

وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اور تمہارے درمیان گواہی کیلئے اللہ کافی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا

وہ سب کچھ جانتا ہے اور جو لوگ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کا

بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ

انکار کرتے ہیں وہی نقصان اٹھانے والے ہیں (۵۲) اور یہ لوگ آپ سے جلدی

بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ

عذاب لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ اگر (اس کیلئے) ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر (کبھی کا) عذاب

وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾

آ چکا ہوتا۔ اور وہ اس طرح ان پر اچانک آ پڑے گا کہ انہیں خبر بھی نہ ہو گی (۵۳)

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ

وہ آپ سے جلدی عذاب لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ جہنم کافروں کو

دم وہ ایسی جامع کتاب لائے جس میں اولین و آخرین کے قصص و حکایات اور دنیا جہان کے علوم وفنون موجود ہیں تو کیا یہ بات آپ کی نبوت اور صداقت کا زندہ اور معجزۂ خالدہ نہیں ہے؟ اس آیت میں صرف یہ بات مذکور ہے کہ آپ قرآن کے نازل ہونے سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ داہنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے ورنہ باطل پرستوں کو شک کرنے کا موقع مل جاتا اور وہ کہتے کہ آپ نے سابقہ کتابوں کا مطالعہ کرکے اور ان کے مطالب نقل کرکے قرآن مرتب کرلیا ہے۔ اتنی سی بات تھی جسے کچھ لوگوں نے افسانہ بنا دیا اور کہہ دیا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالکل ان پڑھ تھے، نہ پڑھ سکتے تھے اور نہ لکھ سکتے تھے (العیاذ باللہ) حالانکہ یہ بات بالکل واضح ہے نہ لکھنا اور نہ پڑھنا (اور وہ بھی کسی مصلحت کے تحت) اور ہے اور نہ لکھ سکنا اور نہ پڑھ سکنا اور ہے؟ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا آنحضرتؐ بہتر (۷۲) زبانوں میں لکھ پڑھ سکتے تھے۔ (معانی الاخبار)

۱۸۔ ﴿قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ الآیہ﴾ کفار یہ کہتے تھے کہ پیغمبر اسلام ہمارے مطلوبہ معجزات کیوں نہیں دکھاتے؟ ارشادِ قدرت ہے کہ میرا حبیبؐ ان لوگوں سے کہو کہ معجزے دکھانا میرے اختیار میں نہیں ہے بلکہ قادر ومختار خدا کے اختیار میں ہے وہ چاہے تو دکھائے اور نہ چاہے تو نہ دکھائے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ معجزہ کا حقیقی فاعل خدا ہے نہ کہ نبی و امام۔

بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ
گھیرے ہوئے ہے (۵۴) جس دن عذاب ان کو اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے
فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا
ڈھانک لے گا اور خدا کہے گا کہ (اب) مزہ چکھو اس کا جو کچھ تم (دنیا میں)
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ
کرتے رہے ہو (تب انکو پتہ چلے گا) (۵۵) اے میرے وہ بندو جو ایمان لائے ہو!
اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ
میری زمین (بہت) وسیع ہے پس تم میری ہی عبادت کرو (۵۶) ہر نفس موت کا مزہ
ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ
چکھنے والا ہے پھر تم سب ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے (۵۷) اور جو لوگ ایمان
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ
لائے اور نیک عمل کیے ہم ان کو جنت کے بالا خانوں میں جگہ دیں گے
غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی (اور) وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے کیا اچھا اجر
نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى
ہے (نیک) عمل کرنیوالوں کا (۵۸) جنہوں نے صبر کیا اور اپنے پروردگار
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ
پر بھروسہ کرتے ہیں (۵۹) اور کتنے زمین پر چلنے والے (جانور) ایسے ہیں جو اپنا
رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ
رزق اٹھائے نہیں پھرتے اللہ ہی انہیں رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی۔ اور وہ بڑا سننے والا (اور)
الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
بڑا جاننے والا ہے (۶۰) اور اگر آپ ان (مشرکوں) سے پوچھیں کہ آسمانوں اور
وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ
زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا ہے؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔

۱۹۔ ﴿يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا۔ الآیہ﴾ بظاہر تو ان ضعیف و ناتواں لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی وجہ سے مکہ سے ہجرت نہیں کر سکے تھے اور انہیں اسلامی طریقہ پر عبادت نہیں کرنے دیتے تھے ان سے کہا جا رہا ہے کہ اللہ کی زمین وسیع ہے مدینہ ہجرت کر جاؤ۔ مگر شرعی حکم عام ہے اور جب اور جہاں بھی کوئی اہل ایمان اپنے طریقہ پر خدا کی عبادت نہ کر سکے بلکہ وہاں خدا کی نافرمانی کی جاتی ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہاں سے ہجرت کر جائے اور وہاں جائے جہاں با آسانی اپنے معبود برحق کی عبادت کر سکے۔

۲۰۔ ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ۔ الآیہ﴾ قرآن مجید کی مختلف آیات اور عربوں کی تاریخی روایات دیکھنے سے یہ بات الم نشرح ہو جاتی ہے کہ مشرکین عرب خدا کو زمین و آسمان کا خالق، آفتاب و ماہتاب کا مسخر کرنے والا، اور کائنات کا مدبر اور منتظم جانتے تھے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر انہیں مشرک قرار دے کر نجس کیوں ٹھہرایا گیا؟ انما المشرکون نجس! تو اس کی وجہ اس کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتی کہ وہ شرک فی العبادۃ کرتے تھے یعنی غیر اللہ کی پرستش کرتے تھے۔ اگر ہر قسم کے لومۃ لائم اور ہر قسم کے تعصب سے بالا ہو کر مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو پھر یہ حقیقت تسلیم کرنا پڑتی ہے کہ آج کل مسلمان کہلانے والوں کی اکثریت مشرکین عرب سے بھی بڑی مشرک نظر آتی ہے۔ وہ صرف شرک عبادتی کرتے تھے (اور کچھ شرک افعالی) مگر یہ شرک صفاتی، سرک افعالی اور شرک عبادتی بھی کرتے ہیں اور اپنے رہبروں اور رہنماؤں کو خدائی صفات و کمالات کا حامل سمجھتے ہوئے انہیں زمین و آسمان اور خود اپنا خالق و رازق اور محی و ممیت غرضیکہ پورے نظام کائنات کا چلانے والا جانتے ہیں اور پھر ہر جنڈی، جھاڑی اور بانس کو سجدہ بھی کرتے ہیں۔ باقی رہ گیا گیا؟! اکثر لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہے

فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

تو پھر وہ کدھر جارہے ہیں (۶۱) اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے روزی

مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

کشادہ کردیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے تنگ کردیتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز کا بڑا

عَلِيْمٌ ﴿٦٢﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ

جاننے والا ہے (۶۲) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان سے پانی کس نے نازل کیا؟

مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ

اور زمین کو مردہ ہونے (بنجر ہونے) کے بعد کس نے زندہ (آباد) کیا؟ تو وہ ضرور کہیں گے

اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٣﴾ ع ١٢/٢

اللہ نے! آپ کہیے! الحمد اللہ۔ لیکن اکثر لوگ عقل سے کام نہیں لیتے (۶۳)

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ

اور یہ دنیاوی زندگی تو محض کھیل تماشہ ہے اور حقیقی زندگی تو آخرت

الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾ وقف لازم

والی ہے۔ کاش لوگوں کو اس (حقیقت) کا علم ہوتا (۶۴)

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

پس جب یہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین (واعتقاد) کو اللہ کیلئے خالص کرکے اس سے

لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ

دعا مانگتے ہیں پھر جب انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو ایک دم وہ

يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚۙ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۛ

شرک کرنے لگتے ہیں (۶۵) تاکہ جو نعمت ہم نے انہیں عطا کی ہے وہ اسکا کفران کریں اور تاکہ وہ لطف

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا

اٹھالیں سوانہیں (اسکا انجام) عنقریب معلوم ہوجائیگا (۶۶) کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے (انکے شہر کو)

اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ

امن والا حرم بنا دیا ہے۔ حالانکہ ان کے گردوپیش کے لوگوں کو اچک لیا جاتا ہے (پھر بھی) یہ

کہ امام، نبی کے قائم مقام ہیں اور نبی والے فرائض ادا کرتے ہیں یا خدا کے قائمقام ہیں اور خدا کے کام انجام دیتے ہیں؟ ﴿اناللہ وانا الیہ راجعون﴾

۲۱۔ ﴿وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ۔ الآیہ﴾ جب یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ خدائے علیم وحکیم نے کائنات ارضی وسماوی کی کوئی بھی چیز عبث اور بے مقصد پیدا نہیں کی کیونکہ ﴿فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ﴾ تو پھر زندگانی دنیا کو لہو ولعب کیوں کہا گیا ہے؟ اس کی بڑی وجہ تو یہ سمجھ میں آتی ہے کہ یہ زندگی سریع الزوال اور جلد ختم ہونے میں بچوں کا کھیل نظر آتی ہے جس طرح وہ چند منٹ یا گھنٹہ دو گھنٹہ باہم بیٹھ کر کوئی کھیل کھیلتے ہیں اور گھروندے بناتے ہیں اسکے بعد کھیل کی بساط لپیٹ دیتے ہیں۔ اسی طرح عنقریب نہ دُنیا رہے گی اور نہ دُنیا والے بلکہ سب یہاں سے جاتے وقت زبانِ حال سے یہی کہیں گے کہ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

اور اسکی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر مقصد خلقت کو نہ سمجھا جائے اور نہ ہی اسکی تکمیل کی جائے تو پھر یہ زندگی لہو ولعب بن جاتی ہے اور اگر مقصد حیات کو سمجھ کر اس کی تکمیل کی جائے اور یہ زندگی اپنے خالق کی بندگی میں صرف کی جائے تو پھر یہ زندگی اس قدر قیمتی اور گرانمایہ بن جاتی ہے کہ اس کی کوئی قیمت مقرر نہیں کی جاسکتی۔

أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُونَ ﴿٦٧﴾

لوگ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا کفران (ناشکری) کرتے ہیں (٦٧)

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ

اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے یا

بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى

حق کو جھٹلائے جبکہ وہ اس کے پاس آ چکا ہے! کیا کافروں کا ٹھکانہ

لِلْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ

جہنم نہیں ہے؟ (٦٨) اور جو لوگ ہماری خاطر جدوجہد کرتے ہیں ہم

سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾

ع ٧ ٣

ان کو ضرور اپنے راستے دکھا دیتے ہیں اور بے شک اللہ محسنین کیساتھ ہے (٦٩)

آیاتھا ٦٠ ٣٠ سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ ٨٤ رکوعاتھا ٦

سورہ روم مکی ہے۔ آیات ٦٠۔ ٦ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمٓ ﴿١﴾ غُلِبَتِ الرُّومُ ﴿٢﴾ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ

الف، لام، میم (١) رومی مغلوب ہو گئے (٢) قریب ترین زمین میں (اہل فارس سے) اور یہ

مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ﴿٣﴾ فِي بِضْعِ سِنِينَ ۗ

مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آ جائینگے (٣) چند سالوں میں اختیار اللہ کو

لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ ۚ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ

ہی حاصل ہے پہلے بھی اور بعد بھی۔ اور اس دن اہل ایمان

الْمُؤْمِنُونَ ﴿٤﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۚ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَهُوَ

خوش ہوں گے (٤) اللہ کی نصرت سے اللہ جسے چاہتا ہے نصرت عطا فرماتا ہے اور وہ

الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٥﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهُ

غالب ہے (اور) بڑا رحم کرنیوالا ہے (٥) یہ اللہ کا وعدہ ہے اللہ اپنے وعدہ کی خلاف

٢٢۔ ﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا۔ الآیہ﴾ ہم بارہا یہ حقیقت واضح کر آئے ہیں کہ ہدایت حاصل کرنے کی اولین شرط یہ ہے کہ آدمی کے اندر ہدایت حاصل کرنے کی طلب اور تڑپ ہونی چاہیے۔ ایسے لوگوں کو خدا یقیناً سیدھا راستہ دکھا دیتا ہے۔ اور اگر کسی میں یہ طلب و تڑپ نہ ہو تو پھر ایسے مورکھوں کو نہ خدا ہدایت کرتا ہے نہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نہ آل عبا اور نہ علماء۔ کما لا یخفی

سورۂ روم

سورۂ روم کے مطالب و معانی کا خلاصہ یہ ہے: (١) توحید پروردگار کا اثبات اور شرک کا ابطال۔ (٢) پوری کائنات میں خدا کا کوئی ہمسر نہیں ہے اور وہی خالق و رازق اور محی و ممیت ہے۔ (٣) نماز ہائے پنجگانہ کا بیان۔ (٤) قیامت کے برحق ہونے کا تذکرہ اور مومنین و کافرین کا باہمی سوال و جواب۔ (٥) رنگ و روپ اور زبان و بیان کا اختلاف خدا کی قدرت کی دلیل ہے۔ (٦) واقعۂ فدک کا تذکرہ۔ (٧) سود کی حرمت کا بیان۔ (٨) مسلسل گناہ کرنے والوں کے برے انجام کا بیان وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

١۔ ﴿غُلِبَتِ الرُّومُ۔ الآیہ﴾ قرآن مجید کے معجزۂ خالدہ ہونے کے وجوہ میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ماکان (گزشتہ) اور مایکون (آئندہ) کے بارے میں اس کی خبریں صحیح ہوتی ہیں۔ جیسے اس نے یہاں خبر دی ہے کہ روم و فارس کی جنگ میں پہلے روم مغلوب ہوں گے اور اہل فارس غالب مگر نو سال کے اندر اندر اہل فارس مغلوب ہوں گے اور رومی غالب۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ اور یہ قرآن کے کلام اللہ اور نبی کا معجزۂ خالدہ ہونے کی دلیل ہے۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٦ يَعْلَمُوْنَ
ورزی نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں (۶) یہ لوگ صرف دنیاوی
ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ
زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں اور آخرت سے بالکل غافل
هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝٧ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۗ
ہیں (۷) کیا انہوں نے اپنے آپ میں کبھی غور و فکر نہیں کیا؟ اللہ نے
مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا
آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو (حق اور حکمت کے)
بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ
ساتھ ایک مقررہ مدت تک کیلئے پیدا کیا ہے اور یقیناً بہت سے لوگ اپنے
بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝٨ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي
پروردگار کی بارگاہ میں حضوری کے منکر ہیں (۸) آیا یہ لوگ زمین میں چلتے
الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ
پھرتے نہیں ہیں دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیا ہوا؟
مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا
وہ قوت میں ان سے زیادہ مضبوط تھے اور انہوں نے ان سے زیادہ
الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ
زمین کو جوتا بویا اور آباد کیا تھا۔ اور ان کے پاس ان کے رسولؑ
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۗ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ
واضح نشانیاں لے کر آئے تو اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ خود
كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝٩ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ
اپنے آپ پر ظلم کیا کرتے تھے (۹) پھر ان لوگوں کا انجام جنہوں نے (مسلسل)
الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
برائیاں کیں برا ہی ہوا کیونکہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا تھا

۲۔ ﴿اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ اگر لوگ آفاقی آیات سے ہٹ کر صرف انفسی آیات میں غور کریں تو ان پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ خالق حکیم نے کائنات آفاقی و انفسی میں کوئی بھی چیز عبث اور بے فائدہ پیدا نہیں کی بلکہ یہ سب کچھ بڑی حکمت کے ساتھ ایک مخصوص وقت تک پیدا کیا گیا ہے اور جو یہ سب کچھ کر سکتا ہے وہ قادرِ مطلق فنا کے بعد اس کے دوبارہ اعادہ پر بھی قادر ہے۔

۳۔ ﴿ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ اگرچہ اس جملہ کی نحوی ترکیب میں فی الجملہ اختلاف ہے اور اس کی وجہ سے معنی میں بھی اختلاف ہے مگر اس کا جو مفہوم اقرب الی الذہن ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ مسلسل گناہ پر گناہ کرتے رہتے ہیں ان کا انجام یہ ہوتا ہے کہ آیات الٰہیہ کی تکذیب کر کے اور ان کا مذاق اڑا کر دنیا سے جاتے ہیں یعنی بے ایمان ہو کر مرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔

ع ۱ ۱۰ ۴

وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ⑩ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ

اور ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے (۱۰) اللہ ہی تخلیق کی ابتدا کرتا ہے وہی پھر اس کا

يُعِيدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ⑪ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ

اعادہ کرے گا۔ پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے (۱۱) اور جس دن قیامت قائم ہوگی (اس دن)

يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ⑫ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ

مجرم مایوس اور بے آس ہو جائیں گے (۱۲) اور ان کے بنائے ہوئے شریکوں میں

شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِينَ ⑬

سے کوئی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ بھی اپنے شریکوں سے انکار کر جائیں گے (۱۳)

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُونَ ⑭ فَاَمَّا

اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن (مومن وکافر) الگ الگ ہو جائیں گے (۱۴) پس وہ لوگ

الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ

جو ایمان لائے تھے اور نیک عمل کیے تھے وہ باغ (بہشت) میں خوش و خرم

يُّحْبَرُونَ ⑮ وَاَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا

اور محترم ہوں گے (۱۵) اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور آخرت

وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ⑯

کی حضوری کو جھٹلایا وہ (ہر وقت) عذاب میں حاضر رکھے جائیں گے (۱۶)

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ⑰

پس تم جب شام کرو اور جب صبح کرو تو اللہ کی تسبیح کرو (اسکی پاکیزگی بیان کرو) (۱۷)

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّ

اور آسمانوں میں اور زمین میں اور سہ پہر کو اور جب تم ظہر کرتے ہو ساری

حِينَ تُظْهِرُونَ ⑱ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ

حمد و ثنا اسی خدا کیلئے ہے (۱۸) وہ زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے

يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ

کو زندہ سے نکالتا ہے۔ اور زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ (سرسبز) کر دیتا ہے۔

۴؎ ﴿وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ۔ الآیہ﴾ دُنیا میں باہمی تعلقات کی بنیاد قوم، وطن اور زبان وغیرہ ذاتی یا سیاسی مفادات پر رکھی جاتی ہے مگر قیامت کے دن یہ سب بنیادیں گر جائیں گی وہاں صرف دو گروہ ہوں گے: (۱) اصحاب الجنۃ: جو باغ بہشت میں خوش وخرم اور مکرم ومحترم ہو کر رہیں گے۔ (۲) اصحاب النار: جو ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں رہیں گے۔

ع ۹ ۵ ۲

مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ (19) وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ

اسی طرح تم (مرنے کے بعد) نکالے جاؤ گے (۱۹) اور اسکی (قدرت) کی نشانیوں سے (ایک)

خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ (20)

یہ بھی ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور پھر تم ایک دم آدمی بن کر پھیلتے جا رہے ہو (۲۰)

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

اور اسکی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں

لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ

پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو۔ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت (نرم دلی وہمدردی)

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (21) وَمِنْ

پیدا کر دی۔ بے شک اس میں غور و فکر کرنیوالوں کیلیے بہت نشانیاں ہیں (۲۱) اور اس کی

اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ

نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور

اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

تمہارے رنگوں کا مختلف ہونا بھی ہے۔ بے شک اس میں اہل علم کیلیے بہت سی نشانیاں

لِّلْعٰلِمِيْنَ (22) وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ

موجود ہیں (۲۲) اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن میں سونا ہے

وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

اور (دن میں) اس کے فضل (روزی) کا تلاش کرنا بھی بے شک اس میں (غور سے)

لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ (23) وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ

سننے والوں کیلیے بہت سی نشانیاں ہیں (۲۳) اور اسکی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تمہیں ڈرانے

خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَيُحْيٖ بِهِ

اور امید دلانے کیلیے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اس کے ذریعہ سے

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

زمین کو اسکی موت (خشکی) کے بعد زندہ (شاداب) کر دیتا ہے۔ بے شک اس میں عقل سے کام لینے والے

۵۔ ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ۔ الآیہ﴾
خداوند عالم کی توحید و یکتائی اور قدرت و کبریائی کی بے شمار آیات بینات میں سے ایک آیت اور نشانی یہ بھی ہے کہ زندگی کی دشوار گزار منزلوں کو عبور کرنے اور آرام وسکون کے ساتھ زندگی کے دن گزارنے کے لئے اسی کی نوع سے رفیقۂ حیات بیویاں پیدا کی ہیں۔ پھر اپنی قدرت کاملہ سے ان میاں بیوی میں وہ محبت اور ہمدردی پیدا کی کہ رشتہ عقد وازدواج میں منسلک ہوتے ہیں ان کے درمیان ایسی محبت ہو جاتی ہے کہ ماں باپ اور دوسرے تمام رشتہ دار ایک طرف اور وہ ایک طرف۔ بہرحال مرد اور عورت ایک دوسرے کی ضرورت ہیں اور یہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر ادھورے ہیں بلکہ یہ ایک دوسرے کا لباس ہیں جس کے بغیر وہ عریاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت فطریہ نے اس تعلق کی بنیاد مال یا جمال پر رکھنے سے منع کیا ہے اور عقیدہ وایمان اور عمل و کردار پر استوار کرنے کا حکیمانہ حکم دیا ہے۔ ورنہ پہلی صورت میں اندیشہ ہے کہ مال وجمال کے ختم ہونے سے اس تعلق و محبت کا خاتمہ نہ ہو جائے اور دوسری صورت میں یہ اندیشہ نہیں ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ ع

سیرت پہ نظر چاہیے صورت سے زیادہ

واللہ الموافق

۶۔ ﴿وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ۔ الآیہ﴾
زمین و آسمان کی تخلیق کے علاوہ جو کہ خدا کی تخلیق کا بڑا کارنامہ ہے یہاں خدائے قدیر نے اپنی قدرتِ کاملہ کی ایک اور نشانی کا تذکرہ فرمایا ہے کہ سب لوگ ایک ماں باپ کی اولاد ہیں مگر زبانیں مختلف اور رنگ روپ مختلف۔ حتیٰ کہ ہر شخص کے ہاتھ کی لکیریں مختلف ہیں اور ہر آدمی کے انگوٹھے کے نقوش مختلف۔ کیا یہ اختلاف زبان و بیان اور یہ اختلاف رنگ و روپ کسی قادرِ حکیم کی قدرت وحکمت کی نشاندہی نہیں کرتا؟ جس سے تمدن زندہ اور تنوع قائم ہے؟ ما لکم کیف تحکمون؛

يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ

لوگوں کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں (۲۴) اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے

وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖۗ مِّنَ

کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب وہ تمہیں زمین سے ایک

الْاَرْضِ ۖۗ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي

ہی بار پکارے گا تو تم یکبارگی نکل پڑو گے (۲۵) جو کوئی آسمانوں اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ

میں ہے اسی کا ہے (اور) سب اسی کے تابع فرمان ہیں (۲۶) اور وہ وہی ہے

الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ

جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور یہ اس کیلئے

عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

زیادہ آسان ہے اور آسمانوں اور زمین میں اسکی صفت سب سے اعلیٰ ہے۔

ع ۳ ۸ ۶ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ ؑ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ

وہ غالب ہے اور بڑا حکمت والا ہے (۲۷) وہ (اللہ) تمہارے لیے تمہاری اپنی ذات (اور تمہارے

اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

حالات) سے ایک مثل بیان کرتا ہے کہ تمہارے غلاموں میں سے کوئی تمہارا اس طرح شریک ہے ان

مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ

چیزوں میں جو ہم نے تمہیں عطا کر رکھی ہیں کہ تم اور وہ برابر کے سردار بن جاؤ کہ تم ان سے اس طرح ڈرنے

تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

لگو۔ جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے (برابر والے) سے ڈرتے ہو؟ ہم عقل سے کام لینے والوں کیلئے

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا

اسی طرح آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں (۲۸) بلکہ ظالم لوگ سمجھے بوجھے بغیر اپنی خواہشات کی

اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ

پیروی کر رہے ہیں۔ جسے اللہ (اسکی نافرمانی کی وجہ سے) گمراہی میں چھوڑ دے پھر کون

۷۔ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ۔ الآیہ﴾ قیامت کے منکرین سے کہا جا رہا ہے کہ کسی چیز کی ایجاد و ابتداء مشکل ہوتی ہے جو تم بچشم خود دیکھ رہے ہو پھر اسی چیز کا دوبارہ بنانا اور اس کے متفرق اجزاء کو جمع کرنا اس کی نسبت زیادہ آسان ہے۔ تو جب تم مشکل کام کا اقرار کرتے ہو تو پھر آسان کا انکار کیوں؟ واضح رہے کہ یہ مشکل اور آسان کی تعبیر بھی انسانی ذہن کے مطابق ہے ورنہ خدا کے لئے کوئی بھی کام مشکل نہیں۔

۸۔ ﴿وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى۔ الآیہ﴾ مثل کے معنی ہیں صفت یعنی اللہ کی صفت عظیم ہے دوسری جگہ شب ہائے قدر کی دعاؤں میں ائمہؑ سے منقول ہے: ﴿و له الامثال العليا﴾ کہ اللہ تعالیٰ کی صفات عالی شان ہیں۔ اس کی ذات کی طرح اس کی صفات کی بھی کوئی مثال نہیں ہے۔ مخفی نہ رہے کہ بعض روایات و زیارات میں جو سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر مثل اعلیٰ کا اطلاق کیا گیا ہے تو وہاں ان کا صفات میں خدا کے ساتھ شریک ہونا ہرگز مراد نہیں ہے (جو کہ شرک ہے) بلکہ مقصد صرف یہ بیان کرنا ہے کہ مخلوقِ خدا میں ان کی صفات اس قدر بلند ہیں کہ ان جیسی صفات کا حامل کوئی دوسرا نہیں ہے۔

۹۔ ﴿ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا۔ الآیہ﴾ خدائے علیم و حکیم نے ایک نفسیاتی اور موثر مثال دے کر اپنے مزعومہ شرکاء کی نفی فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے تمہیں مال و دولت عطا کی ہے اور بعض لوگوں کو تمہارا غلام بنایا ہے مگر تم ان کو مال و دولت میں اپنا برابر کا شریک بنانے پر راضی نہیں ہو۔ تو پھر خدا کی بعض مخلوق کو خدا کا شریک کس طرح ٹھہراتے ہو؟ ع

شرم تم کو مگر نہیں آتی؟

کیا کائنات کا خالق اور اس کی مخلوق برابر ہو سکتے ہیں؟

اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ
اسے ہدایت دے سکتا ہے؟ اور ان کا کوئی ناصر و مددگار نہیں ہے (۲۹) پس (اے رسولؐ) آپ باطل سے
لِلدِّيۡنِ حَنِيۡفًا ؕ فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ فَطَرَ النَّاسَ
کنارہ کش ہو کر اپنا رخ دین (حق) کی طرف رکھیں یعنی اس (دین) فطرت کی
عَلَيۡهَا ؕ لَا تَبۡدِيۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ
پیروی کریں جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی تخلیق میں
الۡقَيِّمُ ۙ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۰﴾
کوئی تبدیلی نہیں ہے یہی سیدھا دین ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں (۳۰)
مُنِيۡبِيۡنَ اِلَيۡهِ وَاتَّقُوۡهُ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا
(تم اپنا رخ اسلام کی طرف رکھو) اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور اس سے ڈرو اور
تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيۡنَ فَرَّقُوۡا
نماز قائم کرو اور (ان) مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ (۳۱) جنہوں نے اپنے دین کو
دِيۡنَهُمۡ وَكَانُوۡا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزۡبٍۢ بِمَا لَدَيۡهِمۡ
ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود گروہ گروہ ہوگئے۔ (پھر) ہر گروہ اس پر خوش ہے جو کچھ
فَرِحُوۡنَ ﴿۳۲﴾ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوۡا رَبَّهُمۡ
اس کے پاس ہے (۳۲) اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کی طرف
مُّنِيۡبِيۡنَ اِلَيۡهِ ثُمَّ اِذَاۤ اَذَاقَهُمۡ مِّنۡهُ رَحۡمَةً اِذَا
رجوع کرتے ہوئے اسے پکارتے ہیں پھر جب وہ انہیں اپنی طرف سے رحمت کا مزہ چکھاتا ہے تو یکایک
فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ بِرَبِّهِمۡ يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۳۳﴾ لِيَكۡفُرُوۡا بِمَاۤ
ان میں سے ایک گروہ پروردگار کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے (۳۳) تاکہ اس (نعمت) کی ناشکری کریں
اٰتَيۡنٰهُمۡ ؕ فَتَمَتَّعُوۡا ٙ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۴﴾ اَمۡ
جو ہم نے انہیں عطا کی ہے۔ اچھا کچھ دن مزہ حاصل کرلو۔ عنقریب تمہیں اسکا انجام معلوم ہوجائیگا (۳۴)
اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوۡا بِهٖ
کیا ہم نے ان پر کوئی سند (دلیل) نازل کی ہے جو انہیں شرک کرنے کو کہہ رہی ہے جو

۱۰۔ ﴿فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ۔ الآیہ﴾ اسلام دین فطرت ہے یعنی اس کا کوئی عقیدہ، کوئی عمل، کوئی تعلیم اور کوئی تلقین انسانی فطرت سلیمہ کے خلاف نہیں ہے۔ بشرطیکہ نہ فطرت مسخ ہو چکی ہو اور نہ ہی اسلامی تعلیمات میں باطل کی آمیزش ہو چکی ہو۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر شخص مداخلت فی الدین کر کے کچھ عقائد اور قوانین وضع کرنے لگ جائے اور پھر انہیں فطرت کے مطابق قرار دیتے ہوئے دین اسلام کا نام دے دے۔ (العیاذ باللہ) ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

۱۱۔ ﴿وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ۔ الآیہ﴾ یہ عام انسانوں کی طبعی کمزوری ہے کہ جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو پروردگار کی طرف رجوع کر کے اسے پکارتا ہے اور جب وہ مہربان خدا وہ تکلیف دور کر دیتا ہے تو پھر یہ شرک کرنے لگ جاتا ہے کہ یہ تکلیف فلاں پیر نے دور کی ہے اور یہ مصیبت فلاں سرکار نے ٹالی ہے اور پھر انکے نام کی نذریں نیازیں دینے لگتا ہے۔ نیز عام انسانوں کی یہ بھی کمزوری ہے کہ جب انہیں دولت، طاقت اور عزت مل جائے تو وہ پھولے ہوئے کپڑوں میں نہیں سماتے اور جب خود ان کے اپنے ہاتھوں کے کرتوتوں کے نتیجہ میں ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو ایک دم ناامید ہو جاتے ہیں حالانکہ ایک بندۂ خدا کو ہر حال میں راضی برضاء خدا رہنا چاہیئے۔ نعمت میں اس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور مصیبت پر صبر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ سب کچھ خدا کی طرف سے بطور آزمائش ہوتا ہے وبس۔

يُشْرِكُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا

وہ کررہے ہیں (۳۵) اور جب ہم لوگوں کو (اپنی) رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش

بِهَا ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ

ہوجاتے ہیں اور جب ان پر انکے اعمال کی پاداش میں جو وہ پہلے اپنے ہاتھوں کر چکے ہیں کوئی

إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿٣٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ

مصیبت آتی ہے تو ایک دم مایوس ہوجاتے ہیں (۳۶) کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ جسکا چاہتا ہے رزق

الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

کشادہ کردیتا ہے اور جسکا چاہتا ہے تنگ کردیتا ہے۔ بے شک اس میں ایمان والوں

لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٣٧﴾ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ

کیلئے (قدرت خدا کی) بہت سی نشانیاں ہیں (۳۷) پس (اے رسولؐ) آپ (اپنے) قرابتدار،

وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ

مسکین اور مسافر کو ان کا حق دے دیں۔ یہ ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو رضائے

يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾

خدا کے طلبگار ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (۳۸)

وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِبًا لِيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا

اور جو چیز (روپیہ) تم اس لیے سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں شامل ہو

يَرْبُو عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ

کر بڑھ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو زکوٰۃ تم خوشنودی خدا کیلئے دیتے ہو

وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿٣٩﴾ اللَّهُ الَّذِي

ایسے ہی لوگ اپنا مال (کئی گنا) بڑھانے والے ہیں (۳۹) وہ اللہ ہی ہے

خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ

جس نے (پہلے) تمہیں پیدا کیا۔ پھر تمہیں رزق دیا۔ پھر وہ تمہیں موت دیگا اور پھر تمہیں زندہ کریگا۔

هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذَٰلِكُمْ مِنْ

کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کوئی کام کر

۱۲۔ ﴿ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ۔ الآیہ﴾ یہ آیت دوسری بہت سی آیات محکمات کی طرح اس مطلب میں نص صریح ہے کہ امور تکوینیہ از قسم خلق کرنا، رزق دینا اور مارنا وجلانا وغیرہ کی انجام دہی خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص ان امور میں کسی بھی ہستی کو خدا کا شریک مانتا ہے تو وہ بنص قرآن مشرک ہے۔ اور بموجب ارشاد قرآن ﴿و من يشرك بالله فقد حرّم الله عليه الجنة﴾ اس پر جنت حرام ہے۔ بنابریں تفویض بھی باطل ہے اور غلو بھی۔ اس موضوع کی مزید تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہماری اعتقادی کتاب احسن الفوائد اور اصول الشریعہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۴۰ۧ ظَهَرَ ع ۴ ۱۳

سکے؟ اللہ پاک ہے اور بلند و بالا ہے ان کے شرک سے جو وہ کرتے ہیں (۴۰) لوگوں

الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي

کے ہاتھوں کی کارستانیوں کی وجہ سے خشکی و تری (ساری دنیا) میں فساد پھیل

النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ

گیا ہے تاکہ اللہ انہیں ان کے بعض (برے) اعمال کا مزہ چکھائے تاکہ وہ

يَرْجِعُوْنَ ۝۴۱ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا

لوگ باز آ جائیں (۴۱) (اے رسولؐ) آپ کہہ دیجئے! کہ زمین

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ كَانَ

میں چلو پھرو۔ پھر دیکھو کہ پہلے گزرے ہوئے لوگوں کا انجام کیسا ہوا؟ ان

اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ۝۴۲ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ

میں سے اکثر مشرک تھے (۴۲) پس (اے رسولؐ) آپ اپنا رخ دینِ مستقیم کی طرف

الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ

رکھیں قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے کہ جس کیلئے اللہ کی طرف سے ٹلنا نہ ہوگا۔

يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ۝۴۳ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ

اس دن لوگ الگ الگ ہو جائیں گے (۴۳) جس نے کفر کیا۔ پس اس کے کفر کا وبال

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۝۴۴ۙ

اسی پر ہوگا اور جنہوں نے نیک عمل کیے وہ اپنے ہی لیے راہ ہموار کر رہے ہیں (۴۴)

لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ

تاکہ اللہ اپنے فضل و کرم سے ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو جزائے (خیر)

فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝۴۵ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ

دے بے شک وہ کافروں کو پسند نہیں کرتا (۴۵) اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں

يُّرْسِلَ الرِّيٰحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ

میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو (بارش کی) بشارت دینے کیلئے بھیجتا ہے اور تاکہ

۱۳۔﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ۔ الآیہ﴾ مختلف آیات و روایات سے یہ حقیقت واضح و آشکار ہوتی ہے کہ اگر دُنیا میں فساد برپا ہوتا ہے یا لوگوں پر مصائب و آلام کی یلغار ہوتی ہے تو اس کا سبب اولادِ آدمؑ کے گناہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ متعدد احادیث میں وارد ہے کہ بارشوں کا بروقت نہ برسنا، قحط سالی کا ہونا اور اس کی وجہ سے جرائم کا بڑھنا اور وبائی امراض کا پھوٹنا یہ سب آدمیوں کے گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

۱۴۔﴿قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ۔ الآیہ﴾ عام لوگ سیر و سیاحت آوارہ گردی اور عیاشی و بدمعاشی کرنے کی خاطر کرتے ہیں۔ مگر قرآن گزشتہ بدکردار قوموں کے برے انجام سے عبرت حاصل کرنے کیلئے سیر و سیاحت کا حکم دیتا ہے۔

۱۵۔﴿ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيٰحَ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم کے بے شمار نعمتوں میں سے ایک نعمت ہوا بھی ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا اگر صرف تین دن تک ہوا کے چلنے کا سلسلہ رک جائے تو روئے زمین کی ہر چیز خراب اور بدبودار ہو جائے۔ (تفسیر کاشف) یہاں اس کے چند فوائد گنوائے گئے ہیں مثلاً: (۱) خدا بارش برسانے سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں بھیجتا ہے۔ (۲) وہ ان بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں جن سے بارش برستی ہے۔ (۳) یہ ہوائیں بحکم خدا کشتیوں اور بحری جہازوں کو چلاتی ہیں۔ (۴) یہ بحری راستہ میں رزق حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں تاکہ انسان اس نعمت سے فائدہ اٹھائے اور شکر خدا بجا لائے۔

رَّحۡمَتِهٖ وَلِتَجۡرِیَ الۡفُلۡكُ بِاَمۡرِهٖ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ

وہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے اور تاکہ اسکے حکم سے (تمہاری) کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اس

فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۝٤٦ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ

کا فضل (رزق) تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرو (۴۶) بے شک ہم نے آپ سے

قَبۡلِكَ رُسُلًا اِلٰی قَوۡمِهِمۡ فَجَآءُوۡهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ

پہلے (بہت سے) پیغمبرؐ ان کی قوموں کی طرف بھیجے جو ان کے پاس کھلی ہوئی

فَانۡتَقَمۡنَا مِنَ الَّذِیۡنَ اَجۡرَمُوۡا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا

نشانیاں (معجزات) لیکر آئے۔ پھر ہم نے مجرموں سے بدلہ لیا اور ہم پر اہل ایمان

نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝٤٧ اَللّٰهُ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیۡرُ

کی مدد کرنا لازم ہے (۴۷) اللہ ہی وہ ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ تو وہ بادل کو

سَحَابًا فَیَبۡسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیۡفَ یَشَآءُ وَیَجۡعَلُهٗ

اٹھاتی ہیں۔ پھر اللہ جس طرح چاہتا ہے اسے آسمان پر پھیلا دیتا ہے اور

كِسَفًا فَتَرَی الۡوَدۡقَ یَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَاۤ

پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ پھر تم دیکھتے ہو کہ اس کے درمیان سے

اَصَابَ بِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمۡ

بارش نکلنے لگتی ہے۔ پھر وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے پہنچاتا

یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ۝٤٨ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یُّنَزَّلَ

ہے تو بس وہ خوش ہو جاتے ہیں (۴۸) اگرچہ وہ اس کے برسنے

عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَمُبۡلِسِیۡنَ ۝٤٩ فَانۡظُرۡ اِلٰۤی اٰثٰرِ

سے پہلے مایوس ہو رہے تھے (۴۹) پس اللہ کی رحمت کے آثار کو دیکھو کہ

رَحۡمَتِ اللّٰهِ كَیۡفَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ اِنَّ

وہ زمین کو اس کے مردہ (بنجر) ہو جانے کے بعد کس طرح زندہ (سرسبز وشاداب) کرتا ہے۔

ذٰلِكَ لَمُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ۚ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝٥٠

بے شک وہی مُردوں کو زندہ کرنیوالا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے (۵۰)

۱۶۔ ﴿ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ الآیہ﴾
ایک طرف اس عنوان سے پیغمبر اسلام ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے کہ ہم نے آپؐ سے پہلے بھی بہت سے انبیاء معجزات کے ساتھ بھیجے تھے مگر ان کی تکذیب کی گئی۔ لہٰذا آپ کی تکذیب کوئی نئی بات نہیں ہے اور دوسری طرف جھٹلانے والوں کو دھمکی دی جارہی ہے کہ اگر انہوں نے اپنی روش نہ بدلی تو ان کا انجام بھی سابقہ لوگوں سے مختلف نہ ہوگا۔

۱۷۔﴿فَانۡظُرۡ اِلٰۤی اٰثٰرِ۔ الآیہ﴾ اللہ تعالیٰ کی اس رحمت (بارش) کے آثار میں سے ایک اثر یہ ہے کہ اس سے مردہ زمین (بنجر) زندہ یعنی آباد ہو جاتی ہے۔ یہ اس کی دلیل ہے کہ خدائے قدیر اسی طرح مردوں کو قبروں سے زندہ کرے گا اور پھر ان کو میدان حشر میں لائے گا۔ تو جب باران رحمت سے مردہ زمین کا زندہ ہونا روز مرہ کا مشاہدہ ہے جو مومن وکافر شب وروز کر رہے ہیں تو پھر اس استبعاد کی کیا عقلی حیثیت باقی رہ جاتی ہے کہ خدا کس طرح مردوں کو زندہ کرے گا، جبکہ خدا ہر چیز پر قدرت کاملہ رکھتا ہے۔

وَلَئِنۡ اَرۡسَلۡنَا رِیۡحًا فَرَاَوۡهُ مُصۡفَرًّا لَّظَلُّوۡا مِنۡۢ
اور اگر ہم ایسی ہوا بھیج دیں جس سے وہ اپنی (سرسبز) کھیتی کو زرد ہوتے دیکھ لیں تو وہ
بَعۡدِهٖ یَکۡفُرُوۡنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی وَلَا
اسکے بعد ناشکری کرنے لگیں (۵۱) (اے رسولؐ) آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ
تُسۡمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوۡا مُدۡبِرِیۡنَ ﴿۵۲﴾ وَمَاۤ
ہی بہروں کو (اپنی) پکار سنا سکتے ہیں جب وہ پیٹھ پھیرے چلے جا رہے ہیں (۵۲) اور نہ آپ
اَنۡتَ بِهٰدِ الۡعُمۡیِ عَنۡ ضَلٰلَتِهِمۡ ؕ اِنۡ تُسۡمِعُ اِلَّا
اندھوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت دے سکتے ہیں آپ تو بس انہی لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو
مَنۡ یُّؤۡمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۵۳﴾ ع اَللّٰهُ الَّذِیۡ — ع ۵ ۱۲ ۸
ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں پھر وہی لوگ تو ماننے والے ہیں (۵۳) اللہ ہی وہ ہے
خَلَقَکُمۡ مِّنۡ ضُعۡفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ — قرء حفص بضم الضاد وفتحها في الثلاثة لكن الضم مختار ۱۲۸
جس نے کمزوری کی حالت سے تمہاری پیدائش کا آغاز کیا۔ پھر کمزوری کے
قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ ضُعۡفًا وَّشَیۡبَةً ؕ
بعد (تمہیں جوانی کی) قوت بخشی اور پھر اس نے قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا پیدا کر دیا
یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَهُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡقَدِیۡرُ ﴿۵۴﴾ وَیَوۡمَ
وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ بڑا جاننے والا، بڑی قدرت والا ہے (۵۴) اور جس دن
تَقُوۡمُ السَّاعَةُ یُقۡسِمُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۙ مَا لَبِثُوۡا
قیامت قائم ہو گی تو مجرم لوگ قسمیں کھائیں گے کہ وہ (دنیا) میں گھڑی بھر
غَیۡرَ سَاعَةٍ ؕ کَذٰلِکَ کَانُوۡا یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ
سے زیادہ نہیں ٹھہرے ۔ یہ لوگ (دنیا میں بھی) اسی طرح الٹے چلا کرتے تھے (۵۵) اور جن
الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ وَالۡاِیۡمَانَ لَقَدۡ لَبِثۡتُمۡ فِیۡ
لوگوں کو علم و ایمان دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ تم اللہ کے نوشتہ کے
کِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوۡمِ الۡبَعۡثِ ۫ فَهٰذَا یَوۡمُ الۡبَعۡثِ
مطابق حشر کے دن تک ٹھہرے رہے ہو۔ چنانچہ یہ وہی حشر کا دن ہے

۱۸۔ ﴿وَلَئِنۡ اَرۡسَلۡنَا رِیۡحًا الآیہ﴾ اب تک تو خوشگوار اور بشارت دینے والی ہواؤں کا تذکرہ تھا۔ اب ایک دوسری قسم کی ہوا کا ذکر کیا جا رہا ہے جس کے چلنے سے سرسبز کھیت زرد ہو کر بالآخر خشک ہو جاتے ہیں کہ اگر ایسی ہوا چل جائے تو بے صبرے بندے کفر اختیار کر لیتے ہیں حالانکہ ایک بندۂ مومن کو ہر حال میں صبر و ضبط کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اور نہ ہی بندگی کے حدود سے باہر نکلنا چاہیئے۔

مشکلے نیست کہ آسان نشود
مرد باید کہ ہراسان نشود

وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ

لیکن تمھیں (اس کا) علم و یقین نہیں تھا (۵۶) سو اس دن ظالموں کو ان کی معذرت

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٥٧﴾

کوئی فائدہ نہیں دے گی اور نہ ہی ان سے (توبہ کرکے) خدا کو راضی کرنے کیلئے کہا جائیگا (۵۷)

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ

بے شک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے (سمجھانے) کیلئے ہر قسم کی مثالیں

مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

پیش کی ہیں اور اگر آپ ان کے پاس کوئی نشانی (معجزہ) لے بھی آئیں تو بھی

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿٥٨﴾ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى

کافر لوگ یہی کہیں گے کہ تم باطل پر ہو (۵۸) اسی طرح اللہ ان لوگوں کے دلوں پر

قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٩﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ

مہر لگا دیتا ہے جو جانتے نہیں (۵۹) (اے رسولؐ) آپ صبر و ثبات سے کام لیں بے شک اللہ کا وعدہ سچا

ع ۶ / ۹ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٦٠﴾

ہے۔ اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے تو آپ کو (جوش دلا کر) بے برداشت نہ کر دیں (۶۰)

اٰياتها ٣٤ ٣١ سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ ٥٧ ركوعاتها ٤

سورہ لقمان مکی ہے۔ آیات ۳۴۔ ۴ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿١﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿٢﴾ هُدًى

الف۔لام۔میم (۱) یہ کتاب حکیم کی آیتیں ہیں (۲) جو (سراپا) ہدایت

وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

اور رحمت ان نیکوکار لوگوں کیلئے ہے (۳) جو پورے اہتمام سے نماز ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انکو دیا

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾

ہے اس میں سے کچھ (میری راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں (۴)

۱۹۔ ﴿فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ قیامت کے دن نہ ان مجرموں کی کوئی عذر خواہی قبول کی جائے گی اور نہ ہی انہیں توبہ وانابہ کرکے خدا کو راضی کرنے کی اب مہلت دی جائے گی کیونکہ یہ کام دارالعمل دنیا میں کرنے کا تھا یہ آخرت تو دارالجزاء ہے اور فیصلے کی گھڑی ہے اس لئے اب عمل کی مہلت کسی طرح دی جاسکتی ہے؟

۲۰۔ ﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ ہم نے لوگوں کی ہدایت اور نفع رسانی اور حق سمجھانے کیلئے ہر قسم کی مثالیں پیش کی ہیں مگر بموجب ع

مردِ ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

ان لوگوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ گویا خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اس لئے اب وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اب آپ ان کے پاس کوئی بھی معجزہ لے کر آئیں تو وہ راہِ راست پر آنے کی بجائے الٹا آپ سے کہیں گے کہ تم باطل پر ہو اور تمہارا یہ معجزہ جادو ہے۔ گویا وہ اپنے کفر و شرک پر اس طرح ڈٹے ہوئے ہیں کہ انہیں اس کے بدلنے کا کوئی خیال ہی نہیں ہے۔ فہم لا یومنون۔

۲۱۔ ﴿فاصبر ان وعد اللہ۔ الآیہ﴾ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر و ثبات کا حکم دیا جا رہا ہے کہ حالات جس قدر بھی ناگفتہ بہ ہوں اور دشمن جس قدر بھی شرارتیں کریں مگر آپ چٹان کی طرح دینِ حق پر ڈٹے رہیں تا کہ یہ لوگ آپکے پائے استقلال میں جنبش پیدا نہ کرسکیں۔

سورۂ لقمان

سورۂ لقمان کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) اس سورہ کا آغاز بعض اسلامی احکام جیسے نماز، روزہ اور زکوٰۃ سے کیا گیا ہے۔ (۲) غنا کو لہو الحدیث کہہ کر اسکی حرمت بیان کی گئی ہے۔ (۳) جناب لقمانؑ کی بعض زریں وصیتوں اور نصیحتوں کا تذکرہ۔ (۴) خدا کے شکر کے ساتھ والدین کا شکریہ ادا کرنے کا حکم۔ (۵) والدین کی مشروط

أُولَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ
یہی لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر (قائم) ہیں اور یہی وہ ہیں جو (آخرت میں) فلاح
الْمُفْلِحُونَ ⑤ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ
پانے والے ہیں (۵) اور انسانوں میں سے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ سے
الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَ
غافل کر دینے والا بے ہودہ کلام خریدتا ہے تاکہ بغیر سوچے سمجھے لوگوں کو خدا کی راہ سے
يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ⑥ وَ
بھٹکائے اور اس (راہ یا آیتوں) کا مذاق اڑائے۔ ایسے لوگوں کیلئے رسوا کرنیوالا عذاب ہے (۶)
إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ
اور جب اسکے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ تکبر سے اس طرح منہ موڑ لیتا ہے کہ
يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ
گویا اس نے انہیں سنا ہی نہیں گویا کہ اسکے کانوں میں گرانی (بہرہ پن) ہے تو اسے دردناک عذاب
أَلِيمٍ ⑦ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ
کی خبر سنا دیں (۷) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے ان کیلئے نعمت (اور
جَنَّاتُ النَّعِيمِ ⑧ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَ
آرام) والی جنتیں ہیں (۸) جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کا سچا (اور پکا) وعدہ ہے۔
هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ⑨ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ
وہ بڑا غالب ہے (اور) بڑا حکمت والا ہے (۹) اس نے آسمانوں کو ایسے ستونوں کے بغیر پیدا کیا ہے جو
تَرَوْنَهَا ۖ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ
تمہیں نظر آئیں اور اس نے زمین میں بھاری پہاڑ گاڑ دیے تاکہ وہ تمہیں لیکر (ایک طرف)
وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ
ڈھلک نہ جائے اور اس میں ہر قسم کے چلنے پھرنے والے (جانور) پھیلا دیے اور ہم نے آسمانوں
مَاءً فَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ⑩ هَٰذَا
(بلندی) سے پانی برسایا اور اس سے زمین میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں اگائیں (۱۰) یہ تو ہے

اطاعت کا حکم۔ (۶) خدا کی توحید و قدرت پر بعض تکوینی دلائل کا تذکرہ۔ (۷) ان بعض غیبی امور کا تذکرہ جن کا علم صرف خدا کو ہی ہے۔ (۸) کلمات اللہ کی وسعت کا بیان۔ (۹) بروزِ قیامت خدا کی سخت گیری کا بیان وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿ومن الناس من یشتری۔ الآیہ﴾ لہو الحدیث سے کیا مراد ہے؟ اس میں چند قول ہیں۔ مگر زیادہ تر روایات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے مراد غنا و سرود ہے۔ اسی قول کو علامہ طبرسی نے اکثر مفسرین کا قول قرار دیا ہے۔ حضرت امام باقر، حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام رضا علیہم السلام سے مروی ہے، فرمایا ﴿الغنا مما اوعد اللہ علیہ النار﴾ کہ غنا ان گناہوں میں سے ہے جن کے ارتکاب پر خدا نے جہنم کی وعید و تہدید فرمائی ہے۔ (الکافی، الصافی) ویسے یہاں اس سے جھوٹے قصے کہانیاں مراد ہیں اور اس شخص سے نضر بن حارث بن علقمہ بن کلبدہ مراد ہے۔ (مجمع البیان)

۱۔ (الف) ﴿ان الذین امنوا۔ الآیہ﴾ آیات الٰہیہ سے روگردانی کرنے والو، ان کا مذاق اڑانے والوں اور لہو الحدیث خریدنے والوں کی سزا کا تذکرہ کرنے کے بعد اب یہاں ایمان لانے اور نیک کرنے والوں کی جزا بیان کی جا رہی ہے کہ ان کیلئے نعمت و آرام والی جنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے گویا کہ وہ ان کی مملوکہ ہیں اور وہ وہاں عیش و طرب کی خوشگوار زندگی بسر کریں گے۔

۲۔ ﴿ھذا خلق اللہ۔ الآیہ﴾ مذکورہ بالا کائناتی چیزوں کی خلقت کا تذکرہ کرنے کے بعد مشرکین سے پوچھا جا رہا ہے کہ یہ ساری علوی و سفلی کائنات و مخلوقات تو خالق کون و مکان اور مالک زمین و آسمان کی تخلیق کا ثمرہ ہے۔ ذرا مجھے دکھاؤ کہ جن کو تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو اور خدا کو چھوڑ کر

خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ

اللہ کی تخلیق! (اور اس کی پیدا کی ہوئی چیزیں)۔ اب تم مجھے دکھاؤ کہ جو اس کے علاوہ (تمہارے شرکاء) ہیں

ع ۱۱ ۱۰
الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ

انہوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ بلکہ ظالم لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں (۱۱) اور ہم نے لقمان کو حکمت (ودانائی)

الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ

عطا کی (اور کہا) کہ خدا کا شکر ادا کرو اور جو شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدہ کیلئے شکر ادا کرتا ہے اور جو کفران

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ

نعمت (ناشکری) کرتا ہے (وہ اپنا نقصان کرتا ہے کیونکہ) بے شک اللہ بے نیاز ہے (اور) لائق حمد وثنا ہے (۱۲) اور

قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ

(وہ وقت یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اے بیٹے! (خبردار کسی کو)

وقف النبی
بِاللّٰهِ ؔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّيْنَا

اللہ کا شریک نہ بنانا۔ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے (۱۳) اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے

الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ

بارے میں (حسن سلوک کرنے کا) تاکیدی حکم دیا (کیونکہ) اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری سہ کر اسے (پیٹ

وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ

میں) اٹھائے رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹا (وہ تاکیدی حکم یہ تھا کہ) میرا اور اپنے ماں باپ کا شکریہ ادا کر

النصف
اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ

(آخر کار) میری ہی طرف (تمہاری) بازگشت ہے (۱۴) اور اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو کسی ایسی چیز کو میرا

مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا

شریک ٹھہرائے جسکا تجھے کوئی علم نہیں ہے تو پھر ان کی اطاعت نہ کر اور دنیا میں انکے ساتھ نیک سلوک

فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ؗ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ

کر اور اس شخص کے راستہ کی پیروی کر جو (ہر معاملہ میں) میری طرف رجوع کرے پھر تم سب کی

ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

بازگشت میری ہی طرف ہے۔ تو (اس وقت) میں تمہیں بتاؤں گا کہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے (۱۵)

جن کی تم پرستش کرتے ہو، انہوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ انکی خلقت کے آثار پیش کرو۔ یہ شرک کے بطلان اور توحید کے اثبات پر وہ ناقابل رد دلیل و برہان ہے کہ قیامت تک کوئی مشرک اسکا جواب پیش نہیں کر سکتا۔ لہٰذا کائنات کے خالق و مالک کو چھوڑ کر خود ساختہ عاجز بتوں وغیرہ کو معبود سمجھنا اور ان سے حاجات طلب کرنا جہالت و ضلالت کے سوا اور کیا ہے؟

۳۔ ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ۔ الآیہ﴾ قابل غور بات یہ ہے کہ وہ لقمان جنکی حکمت آمیز باتوں اور زریں نصیحتوں سے کتب سیر و تواریخ بلکہ خود قرآن لبریز نظر آتا ہے وہ کون تھے؟ سو یہ عجیب بات ہے کہ جس قدر جناب کا نام روشن ہے اتنے ہی ان کے حالات تاریکی میں ہیں۔ مگر جو کچھ فریقین کی زیادہ تر روایات سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ حبشہ کے رہنے والے ایک سیاہ فام غلام تھے جو بعد میں آزاد کر دیئے گئے وہ جناب داؤد علیہ السلام کے ہمعصر تھے۔ ان کا وطن نوبہ تھا جو مصر کے جنوب اور سوڈان کے شمال میں واقع ہے۔ مگر آپ رہتے مدین اور ایلہ (موجودہ نام عقبہ) میں تھے۔ اسی لئے آپ کی زبان عربی تھی اور اسی وجہ سے ان کی پُرحکمت باتیں عربوں میں مشہور ہوئیں۔ اسی طرح ان کی نبوت میں بھی اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ ایک حکیم اور اتنے بڑے دانا تھے کہ خدا نے ان کی حکمت آمیز باتوں کو نقل کیا ہے۔ واللہ العالم۔

۴۔ ﴿وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ۔ الآیہ﴾ یہاں خداوند عالم نے جناب لقمان کی پوری دس عدد نصیحتوں کا تذکرہ فرمایا ہے جن میں سے بعض کا تعلق انسان کی اعتقادی زندگی سے ہے اور بعض کا اسکی عملی زندگی سے ہے، جو بالاختصار یہ ہیں: (۱) اے میرے پیارے بیٹے! کسی کو خدا کا شریک نہ بناؤ کہ یہ ظلم عظیم ہے۔ بھلا کسی مخلوق و مملوک کو اس کے خالق و مالک کے شریک ٹھہرانے

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ
اے بیٹا! اگر کوئی (نیک یا بد) عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو اور کسی پتھر
فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ
کے نیچے ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں تو اللہ اسے لے ہی آئے گا
يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ
بے شک اللہ بڑا باریک بین اور بڑا باخبر ہے (۱۶) اے بیٹا! نماز قائم کر اور
الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ
نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر اور جو مصیبت پیش آئے اس پر
عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾
صبر کر۔ بے شک یہ (صبر) عزم و ہمت کے کاموں میں سے ہے (۱۷) اور (تکبر سے)
وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ
اپنا رخسار لوگوں سے نہ پھیر اور زمین پر نازو انداز سے نہ چل۔ بے شک خدا
مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ
تکبر کرنے والے (اور) بہت فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا (۱۸) اور اپنی
فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ
رفتار (چال) میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز دھیمی رکھ ۔ بے شک سب
الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ ع ۲ ۸
آوازوں میں سے زیادہ ناگوار آواز گدھوں کی ہوتی ہے (۱۹) کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو
سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ تعالیٰ نے سب کو تمہارے
وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ
لیے مسخر کردیا ہے اور اپنی سب ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر تمام کردی ہیں
النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى
اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو علم، ہدایت اور روشن کتاب کے بغیر خدا

سے بڑا ظلم کیا ہو سکتا ہے؟ (۲) اے بیٹا! کوئی نیکی یا بدی بڑی ہو یا چھوٹی اگرچہ رائی کے دانے کے برابر ہی ہو اور جہاں بھی ہو خدا سب کچھ جانتا ہے اور قیامت کے دن اسے حاضر کرکے اس پر جزا یا سزا بھی دے گا۔ (۳) اے بیٹا! نماز قائم کرو۔ (کہ سارے اعمال کی قبولیت کا دارومدار نماز پر ہے)۔ (۴) نیکی کا حکم دو۔ (۵) برائی سے منع کرو۔ (کہ یہ اسلامی فرائض میں سے دو اہم فریضے ہیں)۔ (۶) ہر مصیبت پر صبر کرو بے شک یہ بات بڑے عزم اور ہمت والے امور میں سے ہے۔ (۷) از راہ تکبر لوگوں سے اپنا رخ نہ پھیرو۔ (۸) اور زمین میں متکبرانہ چال نہ چلو۔ کیونکہ خدا تکبر اور فخر و ناز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (۹) رفتار اور چال میں میانہ روی اختیار کرو۔ (۱۰) اپنی آواز دھیمی رکھو۔ یہاں بھی میانہ روی لازم ہے۔

۵۔ ﴿اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم کی نعمتیں بیشمار ہیں جن میں یہاں چند نعمتوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اس نے اسے تمہارے لئے مسخر کردیا ہے یعنی اسے تمہارے فائدہ کے کام میں لگا دیا ہے۔ دوسری یہ ہے کہ اس نے تمہیں ظاہری اور باطنی نعمتوں سے نوازا ہے۔ اب خواہ ظاہری نعمتوں سے وہ مراد ہوں جو آنکھوں سے نظر آتی ہیں اور باطنی سے وہ جو عقل و فکر سے معلوم ہوتی ہیں یا ظاہری سے اعضاء و جوارح مراد ہوں اور باطنی سے دل و دماغ۔ بہرحال خدائے مہربان نے انسان کو ان نعمتوں سے نوازا ہے۔

وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ

کے بارے میں بحث و تکرار کرتے ہیں (۲۰) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی پیروی کرو جو اللہ

اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ

نے نازل کی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ (نہیں) بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا

اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ

ہے کیا (یہ جب بھی انہی کی پیروی کریں گے) اگرچہ شیطان ان (بڑوں) کو بھڑکتی آگ کے عذاب

السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ

کی طرف بلا رہا ہو؟ (۲۱) اور جو کوئی اپنا رخ اللہ کی طرف جھکا دے (اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے) درآنحالیکہ

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ

وہ نیکوکار بھی ہو تو اس نے مضبوط راستہ (سہارا) پکڑ لیا اور سب معاملات کی بازگشت اللہ ہی کی

الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا

طرف ہے (۲۲) اور جو کوئی کفر اختیار کرے تو (اے رسولؐ) اس کا کفر آپ کو غمگین نہ کرے ان (سب) نے ہماری

مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

ہی طرف لوٹ کر آنا ہے پس (اس وقت) ہم انہیں بتائیں گے کہ جو کچھ وہ کیا کرتے تھے بے شک اللہ سینوں کے

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ

اندر کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے (۲۳) ہم انہیں چند روزہ عیش کا موقع دیں گے اور پھر انہیں سخت عذاب

اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ

کی طرف کشاں کشاں لے جائیں گے (۲۴) (اے رسولؐ) اگر آپ ان (مشرکین) سے پوچھیں کہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ

آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ (جواب میں) ضرور کہیں گے کہ اللہ نے! آپ کہیے! الحمد

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

للہ مگر ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں (۲۵) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ اَنَّمَا

وہ سب اللہ ہی کا ہے۔ بے شک اللہ بے نیاز ہے اور لائق حمد و ثنا ہے (۲۶) اور جتنے درخت

۶۔ ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا۔ الآیہ﴾ باطل نواز لوگوں کا قدیم الایّام سے یہی دستور رہا ہے کہ انہیں جب بھی دعوتِ حق دی جائے تو وہ اپنی عقل و خرد سے سوچنے اور غور کرنے کی بجائے اپنے باپ داداؤں کی اندھی تقلید کا سہارا لیتے ہیں۔ اگرچہ ان کے باپ دادے بے عقل اور بے ہدایت ہوں یا شیطان ان کو جہنم کی دعوت دیتا ہو اور وہ جہنمی ہوں۔ بہرحال ایک طالب حق کو کورانہ تقلید سے اجتناب کرتے ہوئے اپنی عقل و خرد سے تحقیق حق کرنی لازم ہے۔

۷۔ ﴿وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ۔ الآیہ﴾ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ کافروں کے کفر پر اڑے رہنے سے رنجیدہ خاطر ہوتے تھے اس لئے خدا رحیم و کریم آپ کو تسلی دے رہا ہے کہ جب آپ نے اپنا فریضہ تبلیغ و ارشاد بطریق احسن ادا کر دیا ہے تو پھر غمگین کیوں ہوتے ہیں؟ کیونکہ آپ کا کام صرف میرا پیغام پہنچانا ہے منوانا آپ کا کام نہیں ہے۔

فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ

زمین میں ہیں اگر وہ سب قلمیں بن جائیں اور سمندر (سیاہی بن جائیں) اور اس کے

مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ

علاوہ سات سمندر اسے سہارا دیں (سیاہی مہیا کریں) تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ

بے شک اللہ بڑا غالب (اور) بڑا حکمت والا ہے (۲۷) تم سب کا پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کر کے اٹھانا (اللہ کیلئے) ایک

اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ

شخص کے پیدا کرنے اور دوبارہ اٹھانے کی مانند ہے بے شک اللہ بڑا سننے والا، بڑا دیکھنے والا ہے (۲۸) کیا تم نہیں

تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ

دیکھتے کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے

فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ز كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى

اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے۔ ہر ایک اپنے مقررہ وقت تک (اپنے مدار میں)

اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ

چل رہا ہے۔ اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے (۲۹) یہ سب اس

بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ

لیے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جن چیزوں کو (مشرک) پکارتے ہیں وہ سب

الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ ۴ ع ۱۴

باطل ہیں اور بے شک اللہ بلند (شان والا) اور بزرگ ہے (۳۰) کیا تم نے نہیں دیکھا

الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ

کہ محض اللہ کے فضل سے سمندر میں کشتی چلتی ہے۔ تاکہ وہ تمہیں اپنی قدرت کی

اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾

کچھ نشانیاں دکھائے۔ بے شک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ہر بہت صبر و شکر کرنے والے کیلئے (۳۱)

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

اور جب انہیں ایک موج سائبانوں کی طرح ڈھانپ لیتی ہے تو یہ اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے

۸۔ ﴿مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ۔ الآیہ﴾ سورۂ کہف کی آیت نمبر ۱۱۰ میں کلمات اللہ کی مکمل وضاحت کی جا چکی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ کلمات اللہ سے مراد معلومات اللہ اور مقدورات الٰہیہ ہیں کہ اگر تمام جن و انس ان کی تفصیلات لکھنے بیٹھ جائیں اور تمام درخت قلمیں اور تمام سمندر سیاہی بن جائیں تب بھی ان کلمات اللہ کی تفصیل ختم نہیں ہو سکے گی۔ آخر قلمیں اور سمندر بھی تو کلمات اللہ کا ایک جزء ہی ہیں۔

لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ

اسے پکارتے ہیں پھر جب وہ ان کونجات دیکر خشکی تک پہنچا دیتا ہے تو پھر ان میں سے کچھ تو اعتدال پر رہتے ہیں (اور

وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰٓاَيُّهَا

اکثر انکار کردیتے ہیں) اور ہماری نشانیوں کا انکار نہیں کرتا مگر وہی شخص جو بڑا غدار (بے وفا) اور بڑا ناشکرا ہے (۳۲) اے

النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ

لوگو! اپنے پروردگار (کی نافرمانی) سے ڈرو۔ اور اس دن کا خوف کرو۔ جب نہ کوئی باپ

عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ

اپنے بیٹے کو فائدہ پہنچاسکے گا اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کوئی فائدہ پہنچا سکے گا۔

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۥ

بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو تمہیں دنیا کی (عارضی) زندگی دھوکہ نہ دے اور نہ ہی کوئی دھوکہ باز شیطان

وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ

(وغیرہ) تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دے (۳۳) بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے

السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ ؕ

اور وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے رحموں میں کیا ہے؟

وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ

اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس

ع ۴ ۱۳ نَفْسٌ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾

سرزمین میں مرے گا۔ بے شک اللہ بڑا جاننے والا (اور) بڑا باخبر ہے (۳۴)

اٰيٰتُهَا ۳۰ ۳۲ سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۷۵ رُكُوْعَاتُهَا ۳

سورہ سجدہ مکی ہے۔ آیات ۳۰۔ ۳ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ

الف۔لام۔میم (۱) بلاشک وشبہ یہ کتاب (قرآن) کی تنزیل تمام جہانوں کے پروردگار کی

۹۔ ﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا۔ الآیہ﴾ قرآن بعض دلائل توحید بیان کرنے کے بعد یہاں عام لوگوں کو اپنے پروردگار کی نافرمانی سے بچنے اور قیامت کی ہولناکیوں سے اپنا دامن بچانے کی ہدایت کر رہا ہے کہ خبردار! زندگانی دنیا کی چمک دمک اور اس کی عیش و عشرت میں گرفتار ہو کر اپنی آخرت کو نہ بھول جانا۔ ڈرو اس دن سے جس میں باپ بیٹے جیسے گہرے رشتے بھی کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں گے۔ مخفی نہ رہے کہ یہ بات اس صورت میں ہے کہ جب ان میں سے ایک مسلمان ہو اور دوسرا کافر ورنہ اگر اسلام و ایمان ہو تو گناہ کی صورت میں وہ ایک دوسرے کی شفاعت کر سکیں گے۔

۱۰۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ الآیہ﴾ اگرچہ ہر لحاظ سے عالم الغیب ہونا خدا کی صفت خاصہ ہے اور کوئی مخلوق اس صفت میں اسکی شریک نہیں ہے مگر جو پانچ چیزیں یہاں مذکور ہیں انکا تحقیقی اور تفصیلی علم تو خاص طور پر اللہ سے مختص ہے بیشک اگر خدا حسب مصلحت چاہے تو معجزہ کے طور پر ان چیزوں میں سے کسی چیز کا جزوی اور اجمالی علم اپنے بعض انبیاء وائمہ کو عطا کر سکتا ہے مگر ان کا کلی اور احاطی اور تحقیقی و تفصیلی علم اسی ذات سے مخصوص ہے اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں: (۱) قیامت کب آئے گی؟ (۲) بارش کا برسانا خدا کا کام ہے اور وہی اسکے حقیقی وقت و مقام کو جانتا ہے کہ کب اور کہاں اور کتنی برسائے گا؟ محکمہ موسمیات والے بھی اس کے قریبی علامات کو دیکھ کر پیشگی خبر دیتے ہیں اس سے پہلے انہیں بھی کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ (۳) جو کچھ ماؤں کے رحموں میں ہے؟ جدید آلات و اسباب سے یہ تو معلوم کیا جا سکتا ہے کہ پیٹ میں بیٹا ہے یا بیٹی۔ مگر جو خصوصیات حضرت امیر علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں ان کے ساتھ نہ کوئی جانتا تھا نہ جانتا ہے اور نہ آئندہ جان سکے گا کہ وہ بچہ ہے یا بچی، خوبصورت ہے یا بدصورت، سخی ہے یا بخیل، سعید ہے یا شقی اور یہ کہ آیا جہنم کا ایندھن بنے گا یا جنت میں انبیاء ورسل کا رفیق بنے گا۔ (نہج البلاغہ) (۴) کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا؟ بھلا جب اسے کل تک زندہ رہنے کا یقین نہیں ہے تو پھر وہ کسی طرح یقین سے کہہ سکتا ہے کہ کل کیا کرے گا؟ (۵) کوئی نہیں جانتا کہ وہ کب اور کہاں مرے گا؟ ان اللہ علیم خبیر۔

الْعٰلَمِيْنَ ؕ﴿۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ
طرف سے ہے (۲) کیا وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس (رسولؐ) نے اسے خود گھڑلیا ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ آپؐ
مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ
کے پروردگار کی طرف سے حق ہے تاکہ آپؐ اس قوم کو ڈرائیں جس کے پاس آپؐ سے پہلے
مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ
کوئی ڈرانے والا نہیں آیا شاید کہ وہ ہدایت پا جائیں (۳) اللہ ہی وہ ہے جس نے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ
آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا
ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ
پھر عرش پر متمکن ہوا اس کے سوا نہ تمہارا کوئی سرپرست ہے اور نہ کوئی
مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾ يُدَبِّرُ
سفارشی کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ (۴) وہ آسمان
الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ
سے لے کر زمین تک ہر معاملہ کی تدبیر کرتا ہے اور پھر ہر معاملہ اس کی
اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا
بارگاہ میں اس دن پیش ہوگا جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار
تَعُدُّوْنَ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
سال ہو گی (۵) یہ ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا جو بڑا غالب ہے (اور) بڑا
الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ﴿۶﴾ الَّذِيْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ
رحم کرنے والا ہے (۶) جس نے جو چیز بنائی بہترین بنائی اور انسان (آدم)
خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۚ﴿۷﴾ ثُمَّ
کی خلقت کی ابتداء گیلی مٹی سے کی (۷) پھر اس کی نسل کو ایک
جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۚ﴿۸﴾ ثُمَّ
حقیر پانی (نطفہ) کے نچوڑ سے قرار دیا (۸) پھر اس کو درست

سورۂ سجدہ

اس سورہ کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) اس سورہ کا بنیادی موضوع اصول اسلام یعنی توحید و رسالت اور آخرت کی دعوت اور ان پر کفار کے ایرادات کے جوابات دینا ہے۔ (۲) گزشتہ تباہ شدہ قوموں کے انجام بد سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت۔ (۳) ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی شان و مقام۔ (۴) جب توبہ قبول نہیں ہوتی؟ (۵) ملک الموت کا تذکرہ۔ (۶) قیامت کب آئے گی؟ (۷) زمین و آسمان کی چھ دن میں خلقت کا بیان وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ۔ الآیہ﴾ یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اس میں ایک سلیم الفطرت انسان کیلئے کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اور یہ عالمین کے رب کی جانب سے تربیت بشر کیلئے نازل کیا گیا ہے۔ لہٰذا اسکی تلاوت اور اسکی فہم و تفہیم کے وقت اس پہلو کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اس لئے اس کا اندازِ بیان عام کتابوں سے جدا ہے۔

۲۔ ﴿لِتُنْذِرَ قَوْمًا۔ الآیہ﴾ یہ زمانہ فترت کی طرف اشارہ ہے کہ جب پیغمبر اسلام تشریف لائے یہ فترت کا زمانہ تھا۔ یعنی کافی عرصہ سے کوئی نبی نہیں آیا تھا اگرچہ جناب ابراہیمؑ، جناب اسماعیلؑ اور جناب عیسیٰؑ کے اوصیاء کا سلسلہ برابر قائم تھا۔ مگر انبیاء کے اصل تعلیمات کافی حد تک فراموش کر دیئے گئے تھے۔

۳۔ ﴿يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ۔ الآیہ﴾ مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم ہی ہر چھوٹی بڑی چیز کا مدبر و منتظم اعلیٰ ہے جو آسمان سے لے کر زمین تک ہر چیز کی تدبیر اور اس کا انتظام کر رہا ہے ﴿ولا یؤدہ حفظهما و هو العلی العظیم﴾۔ پھر قیامت کے دن تمام امور اور معاملات اور اعمال اسی کی بارگاہ میں پیش ہوں گے اور وہی ان کا فیصلہ کرے گا جو انسانی شمار کے مطابق ہزار سال کا معلوم ہو

سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ

کیا (اس کی نوک پلک سنواری) اور پھراس میں اپنی (خاص) روح پھونک دی اور تمہارے

السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَةَ ؕ قَلِيۡلًا مَّا

لیے کان، آنکھیں اور دل (و دماغ) بنائے مگر تم لوگ بہت کم شکر ادا

تَشۡكُرُوۡنَ ۞ ۹ وَقَالُوۡۤا ءَاِذَا ضَلَلۡنَا فِى الۡاَرۡضِ

کرتے رہو (۹) اوروہ (کفار) کہتے ہیں کہ جب ہم زمین میں گم (ناپید) ہوجائیں گے

ءَاِنَّا لَفِىۡ خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ؕ بَلۡ هُمۡ بِلِقَآءِ رَبِّهِمۡ

توکیاہم ازسرِنو پیدا کیے جائیں گے بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) یہ لوگ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری کے

كٰفِرُوۡنَ ۞ ۱۰ قُلۡ يَتَوَفّٰٮكُمۡ مَّلَكُ الۡمَوۡتِ الَّذِىۡ

منکر ہیں (۱۰) آپ کہہ دیجئے! کہ موت کا وہ فرشتہ جوتم پر مقرر کیا گیا ہے وہ تمہیں پورا پورا

ع ۱ ۱۴ وُكِّلَ بِكُمۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ ۞ ۱۱ وَلَوۡ تَرٰٓى

اپنے قبضے میں لیتا ہے پھرتم اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۱۱) اور کاش! تم دیکھتے جب

اِذِ الۡمُجۡرِمُوۡنَ نَاكِسُوۡا رُءُوۡسِهِمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ

مجرم اپنے سر جھکائے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں (کھڑے) ہونگے اور (عرض کرینگے) اے ہمارے

رَبَّنَاۤ اَبۡصَرۡنَا وَسَمِعۡنَا فَارۡجِعۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا اِنَّا

پروردگار! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا تو (ایک بار دنیا میں) ہمیں واپس بھیج دے۔ (اب) ہم نیک کام کرینگے

مُوۡقِنُوۡنَ ۞ ۱۲ وَلَوۡ شِئۡنَا لَاٰتَيۡنَا كُلَّ نَفۡسٍ هُدٰٮهَا

اب ہمیں یقین آگیا ہے (۱۲) اور اگر ہم (مشیت قاہرہ سے) چاہتے تو ہر متنفس کو اس کی ہدایت دے

وَلٰـكِنۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ مِنِّىۡ لَاَمۡلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ

دیتے لیکن میری طرف سے یہ بات طے ہو چکی ہے کہ میں جہنم کو سب (نافرمان)

الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ ۞ ۱۳ فَذُوۡقُوۡا بِمَا نَسِيۡتُمۡ

جنوں اور انسانوں سے بھر دوں گا (۱۳) سو اس دن کی حاضری کو بھلا دینے کا (آج)

لِقَآءَ يَوۡمِكُمۡ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيۡنٰكُمۡ وَذُوۡقُوۡا

مزا چکھو۔ (اب) ہم نے بھی تمہیں نظر انداز کر دیا ہے اور اپنے برے اعمال کی

گا۔ واضح رہے کہ یہ ایک ہزار سال یا پچاس ہزار سال یہ طویل زمانہ کی طرف اشارہ ہے اور یہ مختلف لوگوں کے کرب واضطراب کے مطابق کسی کو کم اور کسی کو زیادہ محسوس ہوگا۔

۴۔ ﴿قُلۡ يَتَوَفّٰٮكُمۡ مَّلَكُ الۡمَوۡتِ۔ الآیہ﴾ یہاں وفات دینے کی نسبت ملک الموت کی طرف ہے۔ ایک اور آیت میں ملائکہ کی طرف ہے ﴿توفتهم الملائكه﴾ اور تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کی طرف ہے ﴿الله يتوفى الانفس حين موتها﴾ مگر ان آیات میں دراصل کوئی تضاد واختلاف نہیں ہے بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ حقیقی موت دینے والا خدا ہے اور درمیانی واسطے یا آلے کا نام ملک الموت ہے اور پھر اس کے تحت ہزاروں بلکہ لاکھوں فرشتے مصروف کار ہیں۔ جیسا کہ صحیفہ کاملہ میں وارد ہے ﴿ملك الموت واعوانه﴾

۵۔ ﴿وَلَوۡ تَرٰٓى۔ الآیہ﴾ اس آیت میں قیامت کے دن مشرکین ومجرمین کی حالت زار کی تصویر کشی کی گئی ہے جو آج اپنے کبرو نخوت کی وجہ سے زمین پر قدم نہیں رکھتے۔ مگر جب فردائے قیامت مقام حساب میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں شدت ندامت سے سر جھکائے اور وفورِ شرم سے آنکھیں نیچی کئے ہوئے کھڑے ہوں گے تو انکی حالت دیدنی ہوگی۔ کھسیانے ہوکر کہیں گے ہمیں جن حقائق میں شک تھا آج اپنی آنکھوں سے دیکھ کر انکا یقین ہوگیا۔ لہٰذا ایک بار ہمیں واپس دُنیا میں بھیج دے تا کہ وہاں جا کر نیک عمل بجالائیں۔ مگر افسوس کہ یہ درخواست منظور نہیں ہوگی کیونکہ یہ ہنگام قیامت ہوگا اور مہلت عمل ختم ہو چکی ہوگی۔

۶۔ ﴿وَلَوۡ شِئۡنَا لَاٰتَيۡنَا۔ الآیہ﴾ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم مشیت قاہرہ سے چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے مگر ایسا کرنا ہماری حکمت کے خلاف ہے ورنہ سب ثواب وعذاب عبث ہوکر رہ جائے۔ کما لا یخفی

عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۴﴾ إِنَّمَا يُؤْمِنُ
پاداش میں دائمی عذاب کا مزہ چکھو (۱۴) ہماری آیتوں پر بس وہی
بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا
لوگ ایمان لاتے ہیں جن کو جب بھی ان (آیتوں) کیساتھ نصیحت کی جائے تو وہ سجدے میں گر جاتے ہیں
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۩ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافَىٰ السجدة ۹
اور اپنے پروردگار کی حمد کیساتھ تسبیح کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے (۱۵) (رات کے وقت) ان کے پہلو
جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا
بستروں سے الگ رہتے ہیں (اور) وہ بیم و امید سے اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم
وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ
نے ان کو عطا کیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں (۱۶) پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان
نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا
کے (اچھے) اعمال کے صلہ میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کی کیا کیا
كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۷﴾ أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ
نعمتیں چھپا کر رکھی گئی ہیں (۱۷) تو کیا جو مومن ہے وہ فاسق کی مانند ہو
فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ﴿۱۸﴾ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَ وقف غفران
سکتا ہے؟ یہ برابر نہیں ہو سکتے (۱۸) پس جو لوگ ایمان لائے
عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا
اور نیک عمل (بھی) کئے تو ان کے (اچھے) اعمال کے صلہ میں مہمانی کے طور پر
بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۹﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا
ان کے (آرام) کیلئے جنتوں کی قیام گاہیں ہیں (۱۹) اور جنہوں نے نافرمانی کی
فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا
ان کا ٹھکانا آتش دوزخ ہے وہ جب بھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے تو اسی
أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ
میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ اسی آگ کے عذاب کا

۷۔ ﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا۔ الآیہ﴾ ان آیات میں حقیقی اہل ایمان کے چند صفات عالیہ بیان کیے گئے ہیں کہ (۱) جب ان کو نصیحت کی جائے تو وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں (۲) اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں۔ (۳) اور تکبر نہیں کرتے۔ (۴) رات کے وقت ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں یعنی وہ نمازِ تہجد پڑھتے ہیں۔ (۵) اور ہم نے انہیں جو کچھ عطا کیا ہے وہ اس میں سے کچھ راہِ خدا میں خرچ بھی کرتے ہیں۔

۸۔ ﴿أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا۔ الآیہ﴾ فریقین کی اکثر تفسیروں میں وارد ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ ان کے درمیان کسی بات پر تکرار ہو گئی تھی اور حضرت علی علیہ السلام نے اسے جھڑکتے ہوئے فرمایا تھا ﴿اسکست فانك فاسق﴾ خاموش ہو جا، تو فاسق ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ملاحظہ ہو تفسیر قمی و صافی اور تفسیر طبری و تفسیر اندلسی) وغیرہ۔

الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ
مزہ چکھو جسے تم جھٹلاتے تھے (۲۰) اور ہم نے انہیں (قیامت والے)

الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ
بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب کا مزہ چکھائیں گے تاکہ یہ

يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ
باز آجائیں (۲۱) اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جسے اُس کے پروردگار کی آیتوں کے ذریعہ سے نصیحت

أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ ﴿٢٢﴾ ع ۲ ۱۱ ۱۵
کی جائے (اور) پھر وہ ان سے روگردانی کرے۔ بے شک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں (۲۲)

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ
اور بیشک ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (توراۃ) عطا کی تھی۔ تو آپؐ کو ایسی کتاب کے ملنے پر شک

مِنْ لِقَائِهِ ۖ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٣﴾
میں نہیں پڑنا چاہیے اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کیلئے ذریعہ ہدایت بنایا تھا (۲۳)

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ
اور ہم نے ان میں سے بعض کو ایسا امام و پیشوا قرار دیا تھا جو ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے جب کہ

وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ
انہوں نے صبر کیا تھا اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے (۲۴) بے شک آپ کا پروردگار قیامت کے

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٥﴾
دن ان کے درمیان فیصلہ کریگا۔ ان باتوں میں جن میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے (۲۵)

أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ
کیا اس بات سے بھی اللہ نے انہیں ہدایت نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا ہے جن

الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
کے مکانات میں یہ (آج) چل پھر رہے ہیں ۔ بے شک اس میں (عبرت کیلئے) بڑی

لَآيَاتٍ ۖ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ﴿٢٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ
نشانیاں ہیں کیا یہ لوگ سنتے نہیں ہیں (۲۶) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم بنجر

۹۔ ﴿وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ۔ الآیہ﴾ عذاب اکبر سے آخرت کا عذاب مراد ہے اور قریبی عذاب سے دنیا کا عذاب یعنی سخت بیماریاں، مصیبتیں اور مختلف تکلیفیں مراد ہیں تاکہ لوگ خوابِ غفلت سے بیدار ہوں اور کفر و شرک اور گناہ و عصیان سے باز آئیں اور اپنی اصلاح کرکے عذابِ اکبر سے بچ جائیں۔

۱۰۔ ﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً۔ الآیہ﴾ آیت میں "منھم" کی ضمیر کا مرجع بنی اسرائیل ہیں کہ خدا نے ان میں سے بعض کو نبی و رسول اور قائد و رہنما بنایا جیسے جناب موسیٰؑ اور جناب عیسیٰؑ۔ کیونکہ وہ دولت یقین کے ساتھ ساتھ صبر و ثبات کی دولت سے بھی بہرہ مند تھے۔ ظاہر ہے کہ کسی امت کا رہبر و رہنما جب تک ان دو چیزوں سے بہرہ مند نہ ہو وہ قوم کی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ یعنی اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ خود ان سب حقائق پر ایمان و یقین رکھتا ہو جن کی لوگوں کو دعوت دیتا ہے اور اس تبلیغ و ارشاد کے سلسلہ میں اسے جن مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے وہ ان پر صبر و ثبات کا مظاہرہ کرے کیونکہ تبلیغ حق راستہ کے راہرو پر پھول نثار نہیں کئے جاتے بلکہ اس کے راستہ پر کانٹے بچھائے جاتے ہیں۔

الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ

زمین کی طرف پانی کو بہالے جاتے ہیں پھر اس سے ایسی کھیتی اگاتے ہیں جس میں

مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ

ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور خود بھی تو کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں (۲۷) اور وہ

يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾

لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ) یہ فتح (فیصلہ) کب ہو گا؟ (۲۸)

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِيْمَانُهُمْ

آپؐ کہیے کہ فتح (فیصلہ) والے دن کافروں کو انکا ایمان لانا کوئی فائدہ نہ دے گا

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ

اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائیگی (۲۹) سو آپؐ ان سے بے اعتنائی کریں اور انتظار کریں۔

اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

وہ بھی انتظار کررہے ہیں (۳۰)

ع ۳ ۸ ۱۲

اٰيَاتُهَا ۷۳ | ۳۳ سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ ۹۰ | رُكُوْعَاتُهَا ۹

سورۃ الاحزاب مدنی ہے۔ آیات ۷۳۔ ۹ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ

اے نبیؐ! اللہ سے ڈرتے رہیں اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کریں۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى

بے شک اللہ بڑا جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے (۱) اور جو کچھ آپ کے

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

پروردگار کی طرف سے آپکو وحی کی جاتی ہے اسکی پیروی کریں بے شک تم لوگ جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے

خَبِيْرًا ۙ ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۳﴾

خوب باخبر ہے (۲) اور آپ اپنے پروردگار پر توکل کریں بے شک اللہ تعالیٰ کارسازی کیلئے کافی ہے (۳)

۱۱۔ ﴿وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ۔ الآیہ﴾ یہ آیت بالکل اس آیت جیسی ہے جیسی سورۂ انبیاء میں گزر چکی ہے ﴿و یقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین﴾ اور یہاں فتح سے نہ جنگ بدر کی فتح مراد ہے اور نہ فتح مکہ بلکہ حق و باطل کا وہ آخری حتمی فیصلہ مراد ہے جو قیامت کے دن ہوگا۔ جس دن کافروں کا ایمان لانا کوئی فائدہ نہ دے گا اور نہ ہی انہیں دنیا میں دوبارہ بھیج کر مہلت دی جائے گی۔

۱۲۔ ﴿فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ الآیہ﴾ اس طرح پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ نے اپنا فریضۂ تبلیغ بطریق احسن انجام دے دیا ہے اب ان کو ان کے حال پر چھوڑیے اور ان کی طرف سے بے توجہی فرمایئے اور اب ان کی تباہی اور میری طرف سے اپنی فتح و فیروزی کا انتظار فرمایئے۔

سورۂ الاحزاب

اس سورہ کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) جنگ احد کی شکست کے بعد مختلف قبائل عرب کا اتحاد اور یکبارگی مدینہ پر لشکر کشی اور پھر شکست کا تذکرہ۔ (۲) بعض رسوم جاہلیت جیسے بیوی کو ماں کہنا یا کسی کے بیٹے کو اپنا بیٹا کہنے سے نہ وہ ماں بن جاتی ہے اور نہ یہ بیٹا وغیرہ۔ (۳) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں یعنی کسی صورت میں ان سے نکاح نہیں کیا جا سکتا۔ (۴) آیت تطہیر کا نزول اور اہل بیت نبوت کی مدح۔ (۵) بنی قریظہ کی تاراجی اور جنگ بنی قریظہ کا تذکرہ۔ (۶) پردہ کا عمومی حکم۔ (۷) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اولیٰ بالمومنین ہونا۔ (۸) زید کی مطلقہ سے آنحضرتؐ کے نکاح کرنے اور لوگوں کے آپؐ پر اعتراض کا جواب۔ (۹) خدا اور رسول کے فیصلے کا حرف آخر ہونا۔ (۱۰) آنحضرتؐ پر درود و سلام پڑھنے کا حکم۔ (۱۱) آپؐ کا خاتم الانبیاء ہونا۔ (۱۲) خدا اور رسول کو اذیت پہنچانے والوں پر خدا کا لعنت کرنا۔ (۱۳) انسان کے سوا کسی

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنۡ قَلۡبَيۡنِ فِىۡ جَوۡفِهٖ ۚ وَمَا
اور اللہ نے کسی مرد کے سینے میں دو دل نہیں بنائے اور نہ ہی تمہاری
جَعَلَ اَزۡوَاجَكُمُ الّٰٓـئِىۡ تُظٰهِرُوۡنَ مِنۡهُنَّ اُمَّهٰتِكُمۡ ۚ
ان بیویوں کو تمہاری مائیں بنایا ہے جن سے تم ظہار کرتے ہو اور نہ ہی اس نے
وَمَا جَعَلَ اَدۡعِيَآءَكُمۡ اَبۡنَآءَكُمۡ ؕ ذٰلِكُمۡ قَوۡلُكُمۡ
تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا (حقیقی) بیٹا بنایا ہے یہ سب تمہارے
بِاَفۡوَاهِكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوۡلُ الۡحَقَّ وَهُوَ يَهۡدِى السَّبِيۡلَ ﴿۴﴾
منہ کی باتیں ہیں اور اللہ حق بات کہتا ہے۔ اور وہی (سیدھے) راستے کی ہدایت کرتا ہے (۴)
اُدۡعُوۡهُمۡ لِاٰبَآئِهِمۡ هُوَ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ
ان (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے (حقیقی) باپوں کے نام سے پکارا کرو یہ بات اللہ کے نزدیک زیادہ
تَعۡلَمُوۡۤا اٰبَآءَهُمۡ فَاِخۡوَانُكُمۡ فِى الدِّيۡنِ وَمَوَالِيۡكُمۡ ؕ
قرین انصاف ہے اور اگر تمہیں انکے (حقیقی) باپوں کا علم نہ ہو تو پھر وہ تمہارے دینی بھائی اور تمہارے
وَلَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ فِيۡمَاۤ اَخۡطَاۡتُمۡ بِهٖ ۙ وَلٰكِنۡ
دوست ہیں اور تم سے جو بھول چوک ہوجائے اس کا تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ
مَّا تَعَمَّدَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۵﴾
(گناہ اس پر ہے) جو تم دل سے ارادہ کرکے کرو۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنیوالا ہے (۵)
اَلنَّبِىُّ اَوۡلٰى بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَاَزۡوَاجُهٗۤ
نبیؐ مومنین پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق (تصرف) رکھتے ہیں۔ اور آپ کی بیویاں
اُمَّهٰتُهُمۡ ؕ وَاُولُوا الۡاَرۡحَامِ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلٰى بِبَعۡضٍ
ان (مومنین) کی مائیں ہیں اور کتاب اللہ کی رو سے رشتہ دار بہ نسبت
فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُهٰجِرِيۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ
عام مومنین و مہاجرین کے (وراثت میں) ایک کے زیادہ حقدار ہیں مگر یہ کہ تم
تَفۡعَلُوۡۤا اِلٰٓى اَوۡلِيٰٓـئِكُمۡ مَّعۡرُوۡفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى
اپنے دوستوں کیساتھ حسن سلوک کرنا چاہو۔ یہ حکم کتاب (الٰہی)

مخلوق کا بارِ امانت نہ اٹھا سکنا۔ (۱۴) قیامت کے علم کا صرف خدا کے پاس ہونا۔ (۱۵) میثاق النبیین کا بیان۔

۱۔ ﴿یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ۔ الآیہ﴾ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا ﴿قرآن ایاک اعنی و اسمعی یا جارۃ﴾ کے انداز میں نازل ہوا ہے۔ لہٰذا یہ خطاب بظاہر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے مگر اس سے مراد امت ہے اور انہیں یہ حکم دیا جارہا ہے کہ کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کرو بلکہ خدا اور سول کی کرو۔ (تفسیر صافی)

۲۔ ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ اللہ نے کسی مرد (یا عورت) کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے کہ ایک سے اسلام لائیں اور دوسرے سے کفر کریں۔ ایک دل سے اخلاص اختیار کریں اور دوسرے سے نفاق یا ایک دل سے کسی سے محبت کریں اور دوسرے سے اس کے دشمن سے پیار کریں یا ایک دل سے امام برحق کی محبت و اطاعت کا دعویٰ کریں اور دوسرے دل سے آپ کے دشمنوں کے نقش قدم پر چلیں۔ الغرض اسلام دین فطرت میں دورنگی کی کوئی گنجائش نہیں ہے ؏
دو دل بدن دریں راہ سخت تر عیب است سالک را
خلاصہ یہ کہ اسلام میں منافقت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

۳۔ ﴿وَمَا جَعَلَ اَزۡوَاجَكُمُ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں زمانہ جاہلیت کی دو رسموں کی اصلاح کی گئی ہے ایک یہ کہ وہ بیوی کو ماں سے تشبیہ دے دیتے تھے جس سے اسے طلاق ہوجاتی تھی اور ماں کی طرح ہمیشہ کیلئے خاوند پر حرام۔ شریعت نے صرف کفارہ مقرر کیا پھر حلال۔ دوسرے وہ دوسروں کے بچوں کو متبنیٰ بناتے تھے اور پھر اس پر حقیقی اولاد والے احکام نافذ کرتے تھے۔ اسلام نے اس قسم کی متبنیٰ کو حرام قرار دیا۔

۴۔ ﴿اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت مطلقہ کا اظہار کیا جارہا ہے کہ ان کو اہل ایمان پر حکومت کرنے اور ان پر وہ اختیارات

الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۶﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ
میں لکھا ہوا ہے (۶) اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے نبیوںؑ سے
مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى
عہد و پیمان لیا تھا اور آپؐ سے بھی اور نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ
وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا
اور عیسیٰؑ بن مریمؑ سے بھی اور ہم نے ان سب سے سخت
غَلِيْظًا ۙ﴿۷﴾ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ
عہد لیا تھا (۷) تا کہ وہ (پروردگار) ان سچے لوگوں سے انکی سچائی کے متعلق سوال کرے اور اس نے
لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ع ۱ ۸ ۱۷
کافروں کیلئے دردناک عذاب تیار کررکھا ہے (۸) اے ایمان والو! اللہ کے اس احسان
اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ
کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے جب (کفار کے) لشکر تم پر چڑھ آئے اور
فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَ
ہم نے (تمہاری مدد کیلئے) ان پر ہوا (آندھی) بھیجی اور (فرشتوں کے) ایسے لشکر بھیجے جن کو تم نے نہیں
كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۹﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ
دیکھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے۔ اللہ اسے خوب دیکھ رہا تھا (۹) جب وہ تم پر
مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ
اوپر اور نیچے سے چڑھ آئے اور (شدت خوف سے) آنکھیں پتھرا گئیں
الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ
اور دل (کلیجے) منہ کو آ گئے اور تم اللہ کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے
بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا
لگے (۱۰) اس وقت ایمان والوں کو خوب آزمایا گیا اور انہیں
زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ
سخت زلزلہ میں ڈال دیا (سخت جھنجھوڑا گیا) (۱۱) اور جب منافق اور وہ لوگ

حاصل ہیں جو خود اہل ایمان کو بھی اپنی ذات میں بھی حاصل نہیں ہے۔ مخفی نہ رہے کہ حدیث من کنت مولاہ میں حضرت علی علیہ السلام بھی انہی معنوں میں مولا ہیں جن معنوں میں نبی مولا ہیں۔

۵۔ ﴿وَاَزْوَاجُهٗ۔ الآیہ﴾ مطلب یہ ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج احترام اور حرمت عقد کے اعتبار سے ماؤں کی طرح حرام ہیں۔

۶۔ ﴿و اذ اخذنا من النبیین۔ الآیہ﴾ خدا نے سب انبیاء سے بالعموم اور جناب نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور پیغمبر اسلام علیہم السلام سے بالخصوص ایک عہد و پیمان لیا تھا۔ وہ عہد کیا تھا؟ باتفاق مفسرین وہ عہد و پیمان یہ تھا کہ وہ فریضہ تبلیغ و ارشاد احسن و اکمل طریقہ پر ادا کریں گے اور اس سلسلہ میں انہیں جن مصائب و شدائد کا سامنا کرنا پڑے گا وہ ان پر صبر و ثبات سے کام لیں گے اور خدا ان سے اس عہد و پیمان کے بارے میں باز پرس کرے گا کہ کہاں تک اس کی تعمیل کی گئی؟

۷۔ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا۔ الآیہ﴾ چونکہ کفار نے جنگ احد میں شکست کھانے کے بعد یہ بات سمجھ لی تھی کہ وہ تنہا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے انہوں نے مختلف قبائل عرب کو بانی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے ساتھ ملایا اور متحدہ محاذ قائم کر کے کم و بیش پندرہ ہزار کا لشکر جرار لے کر شوال سنہ ۵ ہجری میں مدینہ پر حملہ کر دیا۔ چونکہ مسلمانوں نے مدینہ کے ارد گرد خندق کھدوا دی تھی تا کہ دشمن چاروں طرف سے یکبارگی حملہ نہ کر سکے۔ چنانچہ ۲۷ دن تک یہ محاصرہ برقرار رہا۔ اس موقع پر منافقین اور ضعیف الاسلام لوگوں کی حالت زار کا نقشہ کھنچا گیا ہے کہ خوف و ہراس کی وجہ سے آنکھیں پتھرا گئیں، کلیجے منہ کو آ گئے اور خدا اور رسولؐ سے بدگمانیاں ہونے لگیں اور محاذ جنگ سے فرار کی تیاریاں ہونے لگیں مگر خداوند عالم نے مسلمانوں کی بے کسی پر اس طرح رحم و

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا
جنکے دلوں میں بیماری تھی کہنے لگے کہ خدا اور رسولؐ نے ہم سے (فتح کا) جو وعدہ کیا تھا وہ دھوکہ کے
غُرُورًا ﴿١٢﴾ وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ
سوا کچھ نہ تھا (۱۲) اور وہ وقت یاد کرو جب ان میں سے ایک گروہ کہنے لگا کہ اے یثرب والو!
لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۚ وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِنْهُمُ
(یہاں) تمہارے ٹھہرنے کا موقع نہیں ہے سو واپس چلو اور ان میں سے ایک گروہ یہ کہہ کر
مع ۱۰ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ
پیغمبرِ خدا سے اجازت مانگ رہا تھا کہ ہمارے گھر خالی (غیر محفوظ) ہیں حالانکہ وہ خالی (غیر محفوظ) نہیں تھے
بِعَوْرَةٍ ۛ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴿١٣﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ
وہ تو صرف (محاذ سے) بھاگنا چاہتے تھے (۱۳) اور اگر ان پر اسی (مدینہ)
عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا
کے اطراف سے (دشمن) گھس آتے اور پھر انہیں اس فتنہ (میں شرکت) کی دعوت دی جاتی تو یہ اس میں پڑ
وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا
جاتے اور اس میں زیادہ توقف نہ کرتے (۱۴) حالانکہ انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا
اللَّهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ
کہ وہ (مقابلہ میں) پیٹھ نہیں پھیریں گے اور اللہ سے جو عہد کیا تھا اسکے متعلق باز پرس
مَسْئُولًا ﴿١٥﴾ قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ
کی جائے گی (۱۵) آپ کہہ دیجئے! کہ اگر تم موت یا قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہیں کوئی فائدہ نہ دیگا اگر ایسا
الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٦﴾
کیا بھی تو پھر بھی (زندگانی دنیا سے) تمہیں لطف اندوز ہونے کا بہت تھوڑا موقع دیا جائیگا (۱۶)
قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ
آپ کہیے! کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچا سکے اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے یا اگر وہ تم پر مہربانی کرنا
بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ
چاہے (تو اسے کون روک سکتا ہے؟) اور وہ لوگ اللہ کے سوا اپنا نہ کوئی

کرم فرمایا کہ ایک طرف ایسی آندھی بھیجی جس سے کفار کی چولہے پر ہانڈیاں انڈیل دیں اور خیمے اکھیڑ دیئے اور دوسری طرف فرشتوں کے لشکر بھیجے جو اگرچہ دکھائی نہیں دیتے تھے مگر ان کی وجہ سے خدا نے مسلمانوں کے دل مضبوط کر دیئے۔ اُدھر ایک دن عمرو بن عبدود جیسا عرب کا شہسوار خندق پار کر کے مبارز طلب ہوا اور ادھر حیدر کرار علیہ السلام مقابلہ کیلئے نکلے اور ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ بس اس کا واصل جہنم ہونا تھا کہ کفار کے چھکے چھوٹ گئے اور راہِ فرار اختیار کرنے میں اپنی سلامتی دیکھی۔ اسی موقع پر پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا کہ ﴿ضربة علی یوم الخندق افضل من عبادة الثقلین﴾ (مستدرک حاکم، اربعین رازی وغیرہ) اس طرح مسلمانوں کا بھرم رہ گیا اور خدا اور رسولؐ کے وعدوں کی صداقت اجاگر ہو گئی اور کفار کا غرور و گھمنڈ خاک میں مل گیا۔ والحمد للہ

۸۔ ﴿قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں ان کمزور اہل اسلام پر جو محاذ جنگ سے فرار کی تیاریاں کر رہے تھے یہ حقیقت واضح کی جا رہی ہے کہ جب موت کا ایک دن معین ہے تو پھر فرار کا کیا فائدہ؟ جبکہ بھاگنے والا بچ نہیں سکتا اور زندگی کو دوست رکھنے والا ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ آخرکار جب موت کا مزہ ضرور چکھنا ہے تو پھر یہ جان راہِ خدا میں جان آفریں کو کیوں نہ دی جائے؟

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٧﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ
سرپرست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار (۱۷) اللہ تم میں سے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے
الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ
جو (جہاد سے) روکتے ہیں اور انہیں بھی جو اپنے بھائی بندوں سے کہتے ہیں کہ (محاذ جنگ چھوڑ کر) ہماری
اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٨﴾ اَشِحَّةً
طرف آجاؤ اور یہ لوگ میدان جنگ میں بہت کم آتے ہیں (۱۸) وہ تمہارے
عَلَيْكُمْ ۖ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ
معاملہ میں سخت بخیل ہیں اور جب خوف (کا وقت) آجائے تو آپ انہیں دیکھیں گے کہ
اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ
وہ آپکی طرف اسطرح دیکھتے ہیں کہ انکی آنکھیں اس شخص کی طرح گھوم رہی ہیں جس
الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ
پر موت کی غشی طاری ہو پھر جب خوف جاتا رہے تو یہ لوگ (اپنی) تیز زبانوں سے
حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۗ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا
طعنہ دیتے ہیں یہ مال (غنیمت) کے بڑے حریص ہیں (دراصل) یہ لوگ ایمان لائے
فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۗ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
ہی نہیں چنانچہ اللہ نے انکے اعمال اکارت کر دیئے ہیں اور ایسا کرنا اللہ کیلئے بالکل
يَسِيْرًا ﴿١٩﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ
آسان ہے (۱۹) (دشمن چلا گیا مگر) یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ابھی لشکر گئے نہیں ہیں اور
يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي
اگر وہ لشکر (دوبارہ) آ جائیں تو یہ پسند کریں گے کہ کاش ہم صحرا میں بدوؤں
الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ۗ وَلَوْ كَانُوْا
کیساتھ جا کر رہیں اور وہاں سے تمہاری خبریں پوچھتے رہیں اور اگر تم میں ہوتے
ع ۲ ۱۲ ۱۸ فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٢٠﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ
تو جب بھی (دشمن سے) جنگ نہ کرتے مگر بہت کم (۲۰) بے شک تمہارے لیے پیغمبرؐ اسلام

۹۔ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ الآیہ﴾
اس آیت میں یہ حقیقت واضح کی جارہی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و کردار میں اہل ایمان کیلئے بہترین نمونہ عمل موجود ہے۔ کیونکہ عصمت کبریٰ کا تاجدار ہونے کی وجہ سے ان کا ہر قول و فعل اور انکی ہر روش و رفتار عام لوگوں کیلئے عموماً اور جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور خدا کو بکثرت یاد کرتے ہیں ان کیلئے خصوصاً بہترین نمونہ عمل ہے۔ اس لئے زندگی کے ہر موڑ پر اور ہر ہر شعبہ میں اہل ایمان کو انہی کی تاسی کرنی چاہیئے اور ہر حال میں انہی کی پیروی کرنی چاہیئے اور انہی کے نقش پا کو خضر راہ سمجھنا چاہیئے۔ ﴿و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ﴾

رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ

کی ذات میں (پیروی کیلئے) بہترین نمونہ موجود ہے۔ ہر اس شخص کیلئے جو اللہ (کی بارگاہ میں حاضری) اور

وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا رَاَ

قیامت (کے آنے) کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہے (۲۱) اور (سچے) اہل

الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ

ایمان کا حال یہ تھا کہ جب انہوں نے لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ ہے وہ (لشکر)

وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ

جسکا خدا اور رسولؐ نے وعدہ کیا تھا اور خدا اور رسولؐ نے سچ فرمایا تھا اور اس (بات) نے

اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ

انکے ایمان اور (جذبہ) تسلیم میں مزید اضافہ کردیا (۲۲) اور اہل ایمان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں

صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى

نے وہ عہد وپیمان سچا کردکھایا جو اللہ سے کیا تھا۔ سوان میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنا وقت پورا کرچکے ہیں

نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾

اور کچھ اس (وقت) کا انتظار کررہے ہیں اور انہوں نے (اپنی روش میں) ذرا بھی تبدیلی نہیں کی (۲۳)

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ

تاکہ خدا سچوں کو ان کی سچائی کی جزا دے اور منافقوں کو چاہے تو سزا دے اور

الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ

چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا

كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

رحم کرنے والا ہے (۲۴) اور اللہ نے کافروں کو غم وغصہ کی حالت میں (بے نیل مرام) لوٹایا کہ وہ کوئی

بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ

فائدہ حاصل نہ کرسکے اور اللہ نے مومنوں کو جنگ (کی زحمت) سے بچا لیا اور

الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ

اللہ بڑا طاقتور (اور) غالب ہے (۲۵) خدا نے ان اہل کتاب کو

۱۰۔ ﴿وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ الآیہ﴾ سابقہ آیات میں منافقین اور ضعیف الاسلام لوگوں کی حالت زار اور طرز عمل کا ملاحظہ کرچکے ہیں اب یہاں اہل ایمان کی ایک مخلص جماعت کا ذکر خیر کیا جارہا ہے جنہوں نے یہ سب حالت دیکھ کر نہ صرف یہ کہ ایمان واطمینان کا دامن نہیں چھوڑا بلکہ ان کے ایمان اور بڑھ گئے اور جذبہ تسلیم و رضا میں اور اضافہ ہوگیا۔ جب انہوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگی اطلاع کے مطابق منظر دیکھا اور آپ کے وعدہ کی صداقت کا مشاہدہ کیا۔ چنانچہ مروی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احزاب سے پہلے مسلمانوں کو کفار کا اس لشکر کشی کرنے اور مسلمانوں کے مظفر ومنصور ہونے کی خبر دے دی تھی۔ (تفسیر صافی وغیرہ)

۱۱۔ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ کچھ ایسے مخلص اہل ایمان ہیں جنہوں نے صبر وثبات سے آخری وقت تک جہاد کرنے اور پھر شربت شہادت پینے کا وعدہ پورا کردیا ہے اور کچھ انتظار کررہے ہیں ہماری کئی روایت میں وارد ہے کہ وعدہ پورا کرنے والوں سے خاص طور پر جناب حمزہؓ، جناب جعفر طیارؓ اور جناب عبیدہ بن عبدالمطلب مراد ہیں اور انتظار کرنے والوں میں حضرت علی علیہ السلام مراد ہیں (تفسیر قمی ومجمع البیان)

۱۲۔ ﴿وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ الآیہ﴾ فریقین کی کتب تفسیر میں ایک روایت موجود ہے کہ اس سے حضرت امیر علیہ السلام مراد ہیں جن کی تلوار صاعقہ بار کے ایک وار سے جب عمرو بن عبدود جیسا کفر کا ستون گر گیا اور کفار کے حوصلے پست ہوگئے اور راہِ فرار اختیار کی تو خدائے قہار نے حضرت امیر علیہ السلام کے ذریعہ سے اہل ایمان کو جنگ کی زحمت سے بچا لیا۔ (تفسیر در منثور سیوطی و مجمع البیان وغیرہ) یعنی ﴿كفى الله المؤمنين القتال بعلى بن ابی طالب﴾

ظَاهَرُوۡهُمۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ مِنۡ صَيَاصِيۡهِمۡ
جنہوں نے ان (کفار) کی مدد کی تھی ان کے قلعوں سے اتار دیا اور ان کے

وَقَذَفَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الرُّعۡبَ فَرِيۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ وَ
دلوں میں رعب ڈال دیا۔ چنانچہ تم ان میں سے بعض کو قتل کرنے لگے اور

تَاۡسِرُوۡنَ فَرِيۡقًا ۚ‏ ﴿۲۶﴾ وَاَوۡرَثَكُمۡ اَرۡضَهُمۡ وَدِيَارَهُمۡ
بعض کو قید کر لیا (۲۶) اور (خدا نے) تمہیں ان (کافروں) کی زمین کا اور ان کے

وَاَمۡوَالَهُمۡ وَاَرۡضًا لَّمۡ تَطَئُوۡهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
گھروں کا اور ان کے اموال کا اور انکی اس زمین کا جس پر تم نے قدم بھی نہیں رکھا تھا وارث بنا دیا

عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرًا ﴿۲۷﴾ ع ۳/۱۹ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ
اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۲۷) اے نبیؐ اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے

لِّاَزۡوَاجِكَ اِنۡ كُنۡتُنَّ تُرِدۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا وَ
کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی زیب و زینت چاہتی ہو تو آؤ کہ

زِيۡنَتَهَا فَتَعَالَيۡنَ اُمَتِّعۡكُنَّ وَاُسَرِّحۡكُنَّ سَرَاحًا
تمہیں کچھ مال و متاع دے کر اچھے طریقے سے

جَمِيۡلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنۡ كُنۡتُنَّ تُرِدۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ
رخصت کروں (۲۸) اور اگر تم خدا اور اس کے رسولؐ اور

وَالدَّارَ الۡاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلۡمُحۡسِنٰتِ
دار آخرت کی طلبگار ہو تو بے شک اللہ نے تم میں سے جو نیکو کار ہیں

مِنۡكُنَّ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِىِّ مَنۡ يَّاۡتِ
ان کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے (۲۹) اے نبیؐ کی بیویوں!

مِنۡكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفۡ لَهَا الۡعَذَابُ
تم میں سے جو کوئی بے حیائی اور برائی کرے گی تو اسے دوہری

ضِعۡفَيۡنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرًا ﴿۳۰﴾
سزا دی جائے گی اور یہ بات اللہ کیلئے بالکل آسان ہے (۳۰)

۱۳۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزۡوَاجِكَ۔ الآیہ﴾ ظاہر ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام کا گھر کسی دنیوی بادشاہ کا گھر نہ تھا جہاں آرام وسکون کے سب اسباب جمع ہوتے بلکہ ﴿الفقر فخری﴾ کہنے والے کا گھر تھا۔ مگر جب اسلامی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور مسلمان قدرے مرفع الحال ہوئے تو جناب پیغمبر اسلام ﷺ کی بیویوں نے بھی اچھے نان نفقہ کا مطالبہ کیا جو آپؐ کی طبیعت پر گراں گزرا۔ اور آپؐ نے عزلت نشینی اختیار کر لی۔ ایک ماہ کے بعد یہ آیتیں اتریں کہ اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ دو باتوں میں سے ایک اختیار کریں: (۱) اگر دنیا اور اس کی آرائش چاہتی ہیں تو انہیں فارغ کر دیں۔ اور اگر خدا اور رسولؐ کو چاہتی ہیں تو صبر وقناعت کی موجودہ حالت پر صبر کریں۔ چنانچہ ازواج النبیؐ نے آپ کی رفاقت اور آپ کی کنیزی میں زندگی گزارنے کو ترجیح دی اور اس طرح یہ معاملہ رفع دفعہ ہو گیا۔

۱۴۔ ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِىِّ۔ الآیہ﴾ چونکہ پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات اقدس سے نسبت کے بعد آپکی بیویوں کی حالت عام عورتوں جیسی نہیں رہی تھی جیسا کہ اسی سورہ کی آیت ۳۲ میں یہ بات مذکور ہے۔ اس لئے یہاں انکو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اگر برائی اور بے حیائی کا کام کرو گی تو تمہیں دوہری سزا دی جائے گی اور اگر تم نیک عمل بجا لاؤ گی تو تمہیں دوہری جزا دی جائے گیا۔ جیسا کہ اس سے اگلی آیت میں صراحت موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چونکہ سادات کرام پیغمبر اسلام ﷺ سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں اس لئے ان کے بارے میں وارد ہے کہ اگر وہ نیکی کریں تو ان کو ثواب دوگنا ملتا ہے اور اگر برائی کریں تو پھر ان کو عذاب بھی دوگنا ہوتا ہے۔ (اصول کافی) الغرض ع
فضیلت جو بڑی ہے تو مصیبت بھی بڑی ہے

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا
اور تم میں سے جو خدا اور اس اسکے رسولؐ کی اطاعت کریگی اور نیک عمل کرتی رہے گی تو ہم اسکو

نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾
اس کا اجر دوہرا دیں گے اور ہم نے اس کیلئے (جنت میں) عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے (۳۱)

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ
اے نبیؐ کی بیویو! تم اور (عام) عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو۔

اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ
پس تم ایسے نرم لہجہ میں بات نہ کرو کہ جسکے دل میں کوئی بیماری ہے وہ طمع کرنے

قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ
لگے اور قاعدے کے مطابق (باوقار طریقہ سے) بات کیا کرو (۳۲) اور اپنے گھروں

بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى
میں قرار سے رہو اور سابقہ زمانہ جاہلیت کی طرح اپنی آرائش کی نمائش نہ کرتی پھرو (باہر نہ نکلا کرو) اور نماز

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَ
قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اسکے رسولؐ کی اطاعت کیا کرو۔ اے اہل بیت اللہ تو

رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ
بس یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کے رجس (آلودگی) کو دور رکھے اور تمہیں اس

اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا
طرح پاک و پاکیزہ رکھے جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے (۳۳) اور اللہ کی جو آیتیں

يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اور حکمت کی جو باتیں تمہارے گھروں میں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو بے شک

ع ۴ ۱ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ
اللہ بڑا باریک بین (اور) بڑا باخبر ہے (۳۴) بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن

وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ
عورتیں، اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صابر مرد اور صابر عورتیں،

۱۵۔ ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ ۔ الآیہ﴾ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی عظیم یا حقیر چیز کی طرف نسبت سے اس چیز کے اندر حسن یا قبح پیدا ہو جاتا ہے۔ بنابریں اگر کسی شخص کو نسبی یا سببی لحاظ سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت ہو جائے تو یقیناً اس کے اندر ایک ایسی امتیازی کیفیت پیدا ہو جائے گی جسکی وجہ سے وہ عام لوگوں جیسا نہیں رہے گا۔ اور پھر اس وجہ سے اسکی نیکی و بدی اور اسکے ثواب و عذاب کی نوعیت بھی بدل جائے گی یعنی اسکو نیکی کا ثواب عام لوگوں سے دوگنا ملے گا اور عذاب بھی دوگنا۔ جیسا کہ ازواج النبی کے بارے میں یہاں قرآن میں اور سادات کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی صراحت موجود ہے (اصول کافی)۔ مگر یہ شرف اور فضیلت تقویٰ کے ساتھ مشروط ہے۔

۱۶۔ ﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ ۔ الآیہ﴾ یہاں ازواج النبی کو ان کے مرتبہ و مقام کے لحاظ سے چند ہدایات دی جا رہی ہیں جیسے کہ (۱) جب کسی نامحرم سے پس پردہ رہ کر بات کریں تو زبان میں ایسی نرمی اور لوچ نہ رکھیں جس سے کوئی خرابیٔ دل رکھنے والا کوئی طمع کرنے لگے۔ (۲) اپنے گھروں میں استقرار کے ساتھ رہیں اور کسی خاص اہم ضرورت کے بغیر گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ (۳) زمانہ جاہلیت کی طرح اپنی سج دھج اور اپنی آرائش و زیبائش کی نمائش نہ کرتی پھریں۔ (۴) نماز قائم کریں۔ (۵) زکوٰۃ ادا کریں۔ (۶) اور خدا اور رسولؐ کی اطاعت کریں۔

۱۷۔ ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ ۔ الآیہ﴾ امت مسلمہ میں سخت اختلاف ہے کہ آیت تطہیر کن ہستیوں کے حق میں نازل ہوئی ہے؟ ایک نظریہ یہ ہے کہ یہ صرف پنجتن پاک کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ صرف ازواج النبی کے حق میں اتری ہے اور تیسرا یہ ہے کہ یہ ازواج اور پنجتن پاک دونوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ تمام شیعہ اور بعض اہل سنت پہلے قول کے اور اکثر اہلسنت دوسرے قول کے اور بعض تیسرے قول کے قائل ہیں۔ بہرحال جو

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ
عاجزی کرنیوالے مرد اور عاجزی کرنیوالی عورتیں، صدقہ دینے والے
وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ
مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ
وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ
دار عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت
وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ
کرنیوالی عورتیں اور اللہ کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ
اللہ نے ان کیلئے مغفرت اور بڑا اجر وثواب مہیا کر رکھا ہے (۳۵) کسی مومن مرد اور
لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا
کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسولؐ کسی
اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ
معاملے کا فیصلہ کر دیں تو انہیں اپنے (اس) معاملے میں کوئی اختیار ہو اور
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ ﴿۳۶﴾ وَاِذْ
جو کوئی اللہ اور اسکے رسولؐ کی نافرمانی کریگا وہ کھلی ہوئی گمراہی میں پڑیگا (۳۶) (اے رسولؐ! وہ وقت یاد
تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ
کرو) جب آپ اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے اور آپ نے احسان کیا تھا کہ اپنی بیوی کو اپنے
اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ
پاس رہنے دے (اسے نہ چھوڑ) اور اللہ سے ڈر۔ اور آپ (اس وقت) وہ بات اپنے دل میں چھپا رہے تھے
نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ
جسے اللہ ظاہر کرنیوالا تھا اور آپ لوگوں (کی طعن وتشنیع) سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ اس بات کا زیادہ حقدار
اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا
ہے کہ آپ اس سے ڈریں (بہر حال) جب زیدؓ نے اس عورت (زینب) سے اپنی حاجت پوری کرلی (اسے

قول پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث، ازواج و اصحاب کے اقوال سے ثابت ہے اور جس سے فریقین کی کتب تفسیر وحدیث چھلک رہی ہے وہ پہلا قول ہی ہے کہ یہ آیت خمسہ نجباء یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور حضرت حسنین شریفین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ ارشاد نبوت ہے: ﴿نزلت الاٰیۃ فیّ وفی علی و فاطمۃ والحسن والحسین﴾ اس قسم کی کم از کم اٹھارہ عدد حدیثیں کتب اہل سنت میں موجود ہیں۔ (ملاحظہ ہو مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، ترمذی، سنن بیہقی، مستدرک حاکم، مسند احمد بن حنبل، کنز العمال، تفسیر ابن جریر، تفسیر در منثور، تفسیر کشاف وغیرہ وغیرہ)

۱۸۔ ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ۔ الاٰیہ﴾ اگرچہ اس آیت کی شان نزول میں تو ایک خاص واقعہ مذکور ہے کہ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ کیلئے اپنی پھوپھی زاد زینب بنت جحش کا رشتہ طلب کیا تھا تو وہ اور ان کا بھائی راضی نہیں تھے مگر اس آیت کے نزول کے بعد وہ راضی ہوگئے۔ مگر چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ الفاظ کے عموم کا اعتبار کیا جاتا ہے خصوصی موقع کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ بنابریں اس آیت کے عموم سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب خدا و رسولؐ کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو پھر اہل ایمان کو خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں، انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر فردی طور پر یا حکومتی طور پر بہر حال انکو حق خود ارادیت استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ پس اگر کوئی فرد یا کوئی حکومت یا اسکا کوئی ادارہ خدا اور رسولؐ کے فیصلے سے انحراف کر کے خود کوئی فیصلہ کرے تو وہ اسلام کا باغی متصور ہوگا۔

۱۹۔ ﴿وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ۔ الاٰیہ﴾ اس آیت میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ کی اسلامی مساوات کے تحت جناب زینب بنت جحش سے شادی کرنے اور پھر باہمی تعلقات کے ناخوشگوار ہونے اور انجام کار طلاق کے بعد خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاہلی رسم کے خلاف ان سے

زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ

طلاق دیدی) تو ہم نے اس خاتون کی شادی آپ سے کردی تاکہ اہل ایمان پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے

اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ

(نکاح کرنے) کے معاملے میں کوئی تنگی نہ رہ جائے جب وہ ان سے (اپنی) حاجت پوری کر چکے ہوں (اور انہیں

اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ

طلاق دیکر فارغ کر چکے ہوں) اور اللہ کا حکم تو بہر حال ہو کر رہتا ہے (۳۷) اس کام کے کرنے میں نبیؐ پر کوئی

فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ

مضائقہ نہیں ہے جو خدا نے ان کیلئے مقرر کیا ہے جو لوگ (انبیاءؑ) اس سے پہلے گزر چکے ہیں انکے بارے

قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۨ ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ

میں بھی خدا کا یہی معمول رہا ہے اور اللہ کا حکم حقیقی اندازے کے مطابق مقرر کیا ہوا ہوتا ہے (۳۸) وہ

يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا

(پیغمبرؑ) ایسے لوگ ہیں جو اللہ کے پیغامات (اسکے بندوں تک) پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اور وہ

اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ

اللہ کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتے اور محاسبہ کیلئے اللہ ہی کافی ہے (۳۹) محمدؐ تمہارے مردوں

اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ

میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں ۔ ہاں البتہ وہ اللہ کے رسولؐ اور خاتم النبیینؐ (سلسلہ

ع ۵ / ۲ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰٓاَيُّهَا

انبیاء کے ختم کرنیوالے اور مہر اختتام) ہیں اور خدا ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے (۴۰) اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ

ایمان والو! اللہ کو بکثرت یاد کیا کرو (۴۱) اور صبح و شام

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ

اس کی تسبیح کیا کرو (۴۲) وہ (اللہ) وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے

مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ

فرشتے بھی (دعائے مغفرت) کرتے ہیں تاکہ تمہیں (دوزخ اور جہیم) کی تاریکیوں سے نور (جنت و نعیم) کی

عقد و ازدواج کرنے وغیرہ متعلقہ باتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۲۰۔ ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ ۔ الآیہ﴾ چونکہ زید کے طلاق دینے کے بعد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب سے شادی کر لی تھی اور منافقین اور یہود نے کہنا شروع کیا تھا کہ آپ نے اپنی بہو سے شادی کر لی ہے تو خدا نے ایک جملہ میں یہ ایراد رد کر دیا کہ "جب پیغمبر اسلامؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں تو پھر زید کس طرح ان کا بیٹا بن گیا"۔ اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ وہ اپنے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ بنص آیت مباہلہ "امام حسنؑ و حسینؑ فرزندانِ رسولؐ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے باپ ہیں"۔ ہاں البتہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور سلسلہ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں"۔ یہ آیت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بایں معنی خاتم الانبیاء ہونے کی نص صریح ہے کہ ان کے بعد اب صبح قیامت کے طلوع ہونے تک کوئی نیا یا پرانا نبی بحیثیت نبی تشریعی یا غیر تشریعی، ظلی یا بروزی طور پر منجانب اللہ نہیں آسکتا اور یہ عقیدہ اسلام کے نہ صرف مسلمات بلکہ ان ضروریات اسلام میں سے ہے جن پر تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق ہے اور جن کا منکر دائرہ اسلام سے خارج متصور ہوتا ہے۔ اس موضوع کے تفصیلی دلائل معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع فرمائیں۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ
طرف نکال لائے اور وہ اہل ایمان پر بڑا رحم کرنیوالا ہے (۴۳) جس دن وہ اسکی بارگاہ میں حاضر ہونگے تو انکو سلام
يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ﴿۴۴﴾ يَا أَيُّهَا
سے دعا دی جائیگی (کہ تم سلامت رہو) اور اس نے ان کیلئے باعزت اجر (بہشت) تیار کر رکھا ہے (۴۴) اے
النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿۴۵﴾
نبی! ہم نے آپکو (لوگوں کا) گواہ بنا کر اور (نیکوکاروں کو) خوشخبری دینے والا اور (بدکاروں کو) ڈرانیوالا (۴۵)
وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ
اور اللہ کی طرف اسکے حکم سے بلانیوالا اور (رشد و ہدایت کا) روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے (۴۶) اور ایمان
الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ﴿۴۷﴾
والوں کو خوشخبری دیجئے کہ اللہ کی طرف سے ان کیلئے بڑا فضل و کرم ہے (۴۷)
وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ
اور (خبردار) کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کیجئے گا اور انکی اذیت رسانی کو چھوڑ دیجئے (اسکی پرواہ نہ
وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿۴۸﴾ يَا أَيُّهَا
کریں) اور اللہ پر بھروسہ کیجئے اور کارسازی کیلئے اللہ کافی ہے (۴۸) اے ایمان والو!
الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ
جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انہیں ہاتھ
طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ
لگانے (مباشرت کرنے) سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری طرف سے
عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا ۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَ
ان پر کوئی عدت نہیں ہے جسے تم شمار کرو (اور جسکے دنوں کو گنو) لہٰذا انہیں کچھ مال
سَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿۴۹﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا
دے کر اور خوبصورتی سے رخصت کر دو (۴۹) اے نبیؐ! ہم نے آپ کیلئے آپ کی
أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا
وہ بیویاں حلال کر دی ہیں جنکے مہر آپ نے ادا کر دیئے ہیں اور وہ مملوکہ کنیزیں جو اللہ نے بطور غنیمت آپکو

۲۱۔ ﴿تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ۔ الآیہ﴾ یوم لقاء سے مراد قیامت کا دن ہے اور اس تحیہ کا ایک مفہوم یہ ہے کہ جس دن اہل ایمان اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو خدا ان کا سلام کے ساتھ استقبال کرے گا۔ ﴿سلام قولا من رب الرحیم﴾ (یٰسین) اور اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اس دن جب اہل ایمان ایک دوسرے سے ملیں گے تو ان کا تحیہ اور دُعا سلام ہو گی ﴿دعواهم فيها سبحانك اللّٰهم و تحيتهم فيها سلام و آخر دعواهم ان الحمد لله رب العالمين﴾۔

۲۲۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔ الآیہ﴾ یہاں غیر مدخولہ مطلقہ کی طلاق اور اس کے احکام بیان کئے جا رہے ہیں کہ چونکہ اس قسم کی طلاق بائن ہوتی ہے جس میں نہ عورت کیلئے عدت کی پابندی ہے اور نہ ہی شوہر کو رجوع کرنے کا کوئی حق ہے۔ پس اگر اس کا حق مہر مقرر تھا تو اس کے نصف کی حقدار ہو گی اور اگر مقرر نہ ہو تو پھر اسے کچھ دے کر رخصت کر دیا جائے گا جسے فقہی اصلاح میں "متعہ طلاق" کہا جاتا ہے جو ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق ادا کرتا ہے۔

۲۳۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ الآیہ﴾ ان آیات شریفہ میں مستفاد ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کیلئے چار قسم کی عورتیں حلال ہیں جن میں سے چوتھی قسم یہ ہے کہ جو مومنہ عورت اپنے نفس کو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ہبہ کر دے بشرطیکہ آپ بھی اس سے نکاح کرنا چاہیں تو وہ بلا مہر اور بلا ایجاب و قبول کا صیغہ جاری کئے آپؐ کیلئے حلال ہے۔ جبکہ عام لوگوں کیلئے زرِ مہر کا تعین اور ایجاب و قبول کا صیغہ جاری کرنا ضروری ہے۔ صرف عورت کا اپنے آپ کو ہبہ کرنا کافی نہیں ہے۔ بنابریں یہ بات خصائص نبوت میں سے ہے جس میں اور کوئی آپ کے ساتھ شریک نہیں ہے۔

مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ

عطا کی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے

عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ

ماموؤں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنھوں نے آپ کیساتھ ہجرت

الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۡ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ

کی ہے (یہ سب بھی حلال ہیں) اور اس مومن عورت کو بھی (حلال کیا ہے)

نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ

اگر وہ اپنا نفس نبیؐ کو ھبہ کر دے بشرطیکہ نبیؐ بھی اس سے نکاح کرنا چاہیں

خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا

یہ (اجازت) صرف آپ کیلئے ہے دوسرے مومنوں کیلئے نہیں ہے ہم

فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ

جانتے ہیں جو (احکام) ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور مملوکہ کنیزوں کے

اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

بارے میں مقرر کیے ہیں تاکہ آپ پر کسی قسم کی تنگی نہ ہو اور اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵۰ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُــْٔوِيْٓ

کرنیوالا ہے (۵۰) (آپکو اختیار ہے کہ) اپنی ازواج میں سے جسکو چاہیں دور کردیں اور جسکو چاہیں اپنے پاس رکھیں

اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا

اور جن کو آپ نے علیحدہ کردیا تھا اگر ان میں سے کسی کو (دوبارہ) طلب کرنا چاہیں تو اس میں بھی آپ کیلئے کوئی

جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا

مضائقہ نہیں ہے یہ (اختیار جو آپ کو دیا گیا ہے) اس سے قریب تر ہے کہ ان (ازواج) کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں

يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

اور وہ رنجیدہ نہ ہوں اور آپ انہیں جو کچھ عطا فرمائیں وہ سب کی سب اس پر خوش ہوجائیں اور جو کچھ تمہارے

مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝۵۱ لَا يَحِلُّ

دلوں میں ہے اللہ اسے جانتا ہے اور (بے شک) اللہ بڑا جاننے والا (اور) بڑا بردبار ہے (۵۱) اب اسکے

۲۴۔ ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ۔ الآیہ﴾ قبل ازیں اسی سورہ کی آیت ۲۸ ﴿یا ایھا النبی قل لازواجك﴾ کی تفسیر میں یہ حقیقت بیان کی جا چکی ہے کہ بعض ازواج نے خانگی اخراجات کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مزید سہولتیں طلب کی تھیں جس سے آپ کو قلبی صدمہ ہوا تھا۔ یہ آیت بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے کہ جس بیوی کو چاہیں چھوڑ دیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور پھر علیحدہ کردہ میں سے جسے چاہیں مقدم کریں اور جسے چاہیں موخر کریں آپ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ مگر تاریخ اسلام گواہ ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کی اس عطا کردہ رخصت سے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ ہمیشہ ہر زوجہ سے مساویانہ اور عادلانہ سلوک کیا۔

۲۵۔ ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ۔ الآیہ﴾ اس آیت کا مفہوم متعین کرنے میں مفسرین اسلام میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی کو یہ اختیار دیا کہ اگر وہ دنیا چاہتی ہیں تو رسولؐ سے علیحدہ ہو جائیں اور آخرت چاہتی ہیں تو پھر اسی تنگدستی کی حالت میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رہیں۔ اور انہوں نے آپؐ کے ہمراہ رہنے کو ترجیح دی تو اللہ کو ان کی یہ ادا پسند آئی۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ اب انہی ازواج پر اکتفا کریں۔ نہ ان میں اور اضافہ کریں اور نہ ہی ان میں سے کسی کو فارغ کر کے اس کی جگہ کسی اور کو لائیں۔ ہاں البتہ آپؐ کو کنیزوں کی اجازت ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر ناظر و نگران ہے۔

لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ

بعد اور عورتیں آپ کیلیے حلال نہیں ہیں اور نہ ہی اسکی اجازت ہے کہ ان کے بدلے

اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ

اور بیویاں لے آئیں اگرچہ ان کا حسن وجمال آپ کو کتنا ہی پسند ہو سوائے

يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ يٰۤاَيُّهَا ع ۶ ۱۲ ۳

ان (کنیزوں) کے جو آپ کی ملکیت میں ہیں اور اللہ ہر چیز کا نگران ہے (۵۲) اے ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ

والو! نبیؐ کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو۔مگر جب تمہیں کھانے کیلیے (اندر آنے کی) اجازت دی

يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ

جائے (اور) نہ ہی اس کے پکنے کا انتظار (نبیؐ کے گھر میں بیٹھ کر کیا) کرو۔لیکن جب تمہیں بلایا

اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا

جائے تو (عین وقت پر) اندر داخل ہو جاؤ تو پھر جب کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور دل

وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي

بہلانے کیلیے باتوں میں نہ لگے رہو کیونکہ تمہاری باتیں نبیؐ کو اذیت پہنچاتی ہیں مگر وہ تم

النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ

سے شرم کرتے ہیں (اور کچھ نہیں کہتے) اور اللہ حق بات (کہنے سے) نہیں شرماتا اور جب تم

الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ

ان (ازواج نبیؐ) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ (طریقہ کار)

وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ

تمہارے دلوں کیلیے اور ان کے دلوں کیلیے پاکیزگی کا زیادہ باعث ہے اور

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ

تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم رسولؐ خدا کو اذیت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ

تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ

ان کے بعد کبھی بھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو بے شک یہ بات اللہ کے نزدیک بہت

۲۶۔ ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔الآیہ﴾ چونکہ تمام مسلمان موقع بے موقع پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجروں میں چلے جاتے تھے اور پھر ادھر اُدھر کی باتوں میں دیر تک بیٹھے رہتے تھے جس سے آپ کو اذیت ہوتی تھی مگر وہ شرم وحیاء کی وجہ سے کچھ کہتے نہیں تھے۔لہٰذا مسلمانوں کو ہدایت دی جارہی ہے کہ: (۱) جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو اندر آنے کی اجازت نہ دیں تب تک اندر نہ جاؤ۔(۲) اگر کھانے کی دعوت دی جائے تو جب تک کھانا تیار نہ ہو جائے تب تک اندر نہ جاؤ۔(۳) جب کھانا کھا چکو تو پھر فوراً منتشر ہو جاؤ۔(۵) وہاں بیٹھ کر ادھر اُدھر کی باتیں نہ کیا کرو کیونکہ تمہارے ایسا کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت ہوتی ہے۔

عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ

بڑی (برائی، گناہ) کی بات ہے (۵۳) تم اگر کسی چیز کا ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ۔

اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ

بہرحال اللہ ہر چیز کا بڑا جاننے والا ہے (۵۴) ان (ازواج النبیؐ)

اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ

کیلئے اس بات میں کوئی مضائقہ نہیں کہ انکے باپ، ان کے بیٹے،

اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا

ان کے بھائی، ان کے بھتیجے، بھانجے اور ان کی اپنی (مسلمان) عورتیں

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اور ان کی مملوکہ کنیزیں (انکے) سامنے آئیں اور اللہ سے ڈرتی

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ

رہو۔ بے شک اللہ ہر چیز پر گواہ ہے (۵۵) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ

يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا

پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام

عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

بھیجو جس طرح بھیجنے کا حق ہے (۵۶) بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو اذیت

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

پہنچاتے ہیں اللہ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کیلئے

وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

رسوا کرنے والا عذاب مہیا کر رکھا ہے (۵۷) اور جو لوگ مومن مردوں

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ

اور مومن عورتوں کو اذیت پہنچاتے ہیں بغیر اسکے کہ انہوں نے کوئی (جرم) کیا ہو۔ بے شک وہ

ع ۷ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ

ایک بڑے بہتان اور کھلے ہوئے گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں (۵۸) اے نبیؐ! آپ اپنی

۲۷۔ ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ۔ الآیہ﴾ اس آیت کی شان نزول میں وارد ہے کہ جب سابقہ حجاب والی آیت نازل ہوئی تو بعض ازواج کے آباء و ابناء نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یارسول اللہ! آیا ہم بھی پس پردہ رہ کر بات کریں؟ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ محارم پر کوئی پابندی نہیں وہ ان کے سامنے آسکتے ہیں۔ مخفی نہ رہے کہ یہاں ﴿نسائهن او ما ملكت ايمانهن﴾ وارد ہے جس سے مسلمان عورتیں اور کنیزیں مراد ہیں۔ کیونکہ اکابر علماء کے نزدیک غیر مسلمان عورتوں اور اپنے غلاموں سے بھی پردہ لازم ہے۔ کیونکہ غیر مسلمان عورتیں اپنے مردوں سے مومن عورتوں کے حسن و جمال کا ذکر کریں گی جس سے فتنہ و فساد پیدا ہوگا۔

۲۸۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ۔ الآیہ﴾ صلوات کی نسبت جب خدا کی طرف ہو تو اس کے معنی رحمت نازل کرنے کے ہوتے ہیں اور جب اس کی نسبت ملائکہ اور مومنین کی طرف ہو تو اس کے معنی خدا سے طلب رحمت کے ہوتے ہیں۔ واضح رہے کہ درود شریف میں جب تک پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آل رسول کو شامل نہ کیا جائے تب تک درود ناقص ہوتا ہے۔ (صواعق محرقہ وغیرہ)

۲۹۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ۔ الآیہ﴾ ارشاد قدرت ہے کہ جو لوگ خدا و رسولؐ کو اذیت پہنچاتے ہیں ان پر خدا دُنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ لعنت کے معنی رحمت ایزدی سے دوری کے ہیں، یہ کوئی سب و شتم نہیں ہے۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ خدا اور رسولؐ کو اذیت پہنچائی کس طرح جا سکتی ہے؟ سو واضح ہو کہ اس کے کئی طریقے متصور ہوسکتے ہیں۔ مثلاً (۱) ان کا انکار کرکے (۲) خدا کے ساتھ شرک کرکے اور پیغمبروں کی توہین کرکے۔ (۳) خدا اور رسولؐ کے احکام کی خلاف ورزی کرکے۔ (۴) خدا و رسولؐ کے پیاروں کو اذیت پہنچا کے وغیرہ وغیرہ

۳۰۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ۔ الآیہ﴾ یہاں پردہ کے بعض اجمالی احکام بیان کئے جا رہے

لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ
بیویوں، بیٹیوں اور (عام) اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ (باہر نکلتے وقت) اپنے
عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ
اوپر چادر (بطور گھونگھٹ) لٹکا لیا کریں یہ طریقہ قریب تر ہے کہ وہ پہچان لی
فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَىِٕنْ لَّمْ
جائیں اور ستائی نہ جائیں اور اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے (۵۹) اگر منافقین اور
يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور مدینہ میں افواہیں پھیلانیوالے (اپنی حرکتوں سے)
وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا
باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان کے خلاف حرکت میں لے آئیں گے پھر وہ (مدینہ) میں
يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا
آپ کے پڑوس میں نہیں رہ سکیں گے مگر بہت کم (۶۰) وہ بھی لعنت کے مارے ہوئے
ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي
وہ جہاں کہیں پائے جائینگے پکڑے جائینگے اور بری طرح قتل کیے جائینگے (۶۱) جو (ایسے لوگ)
الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ
ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور آپ اللہ کے دستور میں کوئی
تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾ يَسْـَٔــلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا
تبدیلی نہیں پائینگے (۶۲) لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کب آئیگی؟)
عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ
آپ کہہ دیجئے! کہ اس کا علم تو بس اللہ ہی کے پاس ہے (اے سائل!) تمہیں کیا خبر شاید
تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ
قیامت قریب ہی ہو؟ (۶۳) بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کیلئے بھڑکتی
لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ
ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے (۶۴) جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ (وہاں)

معانقۃ ۱۲

الربع

ہیں جو آپ سورۂ نور میں تفصیل سے پڑھ چکے ہیں۔

۳۱۔ ﴿يَسْـَٔــلُكَ النَّاسُ۔ الآیہ﴾ اس قسم کی ایک آیت مع تفسیر سورۂ اعراف میں بھی گزر چکی ہے کہ قیامت کی گھڑی کب آئے گی؟ اس کا تفصیلی وتعیناتی علم صرف خداوند عالم کے پاس ہے۔ اس نے اس پر نہ کسی ملک مقرب کو مطلع کیا ہے نہ کسی مومن ممتحن کو اور نہ ہی کسی نبی مرسل کو۔ یہ کلیۃً پردۂ غیبت میں ہے۔

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي

کوئی حامی و مددگار نہیں پائیں گے (۶۵) جس دن انکے چہرے (دوزخ کی) آگ میں

النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا

اُلٹ پلٹ کیے جائینگے تو وہ کہیں کہ کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور (کاش) ہم نے

الرَّسُوْلَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا

رسولؐ کی اطاعت کی ہوتی (۶۶) اور وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے

وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ

سرداروں کی اطاعت کی سو انہوں نے (سیدھے) راستہ سے ہمیں بھٹکا دیا (۶۷) اے ہمارے

ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾ ۸ ع ۱۰ ۵

پروردگار! انہیں دوہرا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت کر (۶۸)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا

اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰؑ کو اذیت پہنچائی تھی تو

مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ

اللہ نے انہیں ان کی ان باتوں (تہمتوں) سے بری کر دیا اور وہ اللہ کے نزدیک

وَجِيْهًا ﴿٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا

بڑے معزز تھے (۶۹) اے ایمان والو! اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور درستی و

قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ

راستی کی بات کہا کرو (۷۰) اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کرے گا اور

لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ

تمہارے گناہ معاف کرے گا اور جو بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ عظیم

فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى

کامیابی حاصل کرے گا (۷۱) بے شک ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا

پہاڑوں پر پیش کیا مگر ان سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور وہ اس سے

۳۲۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ کئی بار اس حقیقت کا اظہار کیا جا چکا ہے کہ تمام اقوام عالم میں سے جو قوم سب سے زیادہ اکھڑ مزاج اور ہٹ دھرم تھی اور اب بھی ہے وہ بنی اسرائیل ہے۔ اس نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو مختلف نوعیت کی تکلیفیں پہنچائیں مثلاً (جنابؑ بڑے باحیا آدمی تھے وہ لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر کپڑے اتارتے اور غسل کرتے تھے۔ لہٰذا کچھ لوگوں نے آپ پر مبروص اور نامرد ہونے کا الزام عائد کیا۔ (۲) قارون نے سازش کر کے ایک بدکار عورت تیار کی جو جناب موسیٰ علیہ السلام پر ناجائز تعلقات کی تہمت لگائے۔ (۳) جناب موسیٰ و ہارون علیہم السلام کسی پہاڑ پر گئے اور وہاں جناب ہارون علیہ السلام کا انتقال ہو گیا اور کچھ شرارتی عناصر نے جناب موسیٰ علیہ السلام پر ان کو مارنے کا بہتان باندھا وغیرہ وغیرہ۔ مگر ہر بار خدا نے ان سازشی لوگوں کی سازش کو ناکام بنایا اور جناب موسیٰ علیہ السلام کو ان سب الزامات سے بری قرار دیا۔

۳۳۔ ﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ۔ الآیہ﴾ مفسرین اسلام میں سخت اختلاف ہے کہ اس امانت سے یہاں کیا مراد ہے؟ اس میں مختلف قول ہیں مثلاً یہ کہ (۱) اس سے شرعی تکلیف مراد ہے یعنی احکام خداوندی کی پابندی۔ (۲) مالی امانت کی ادائیگی اور عہد و پیمان کی پابندی۔ (۳) خلافت و ولایت۔ (۴) کلمہ توحید کے تقاضوں کی پابندی۔ (۵) فردی مفاد کو ملی مفاد پر ترجیح دینے کا جذبہ وغیرہ وغیرہ (مجمع البیان وغیرہ)۔ اظہر یہ ہے کہ اس سے عبودیت و بندگی کے فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی یعنی تکلیف شرعی مراد ہے اور یہ امانت کا وہ وسیع و عریض مفہوم ہے جس میں دوسرے سب مفہوم داخل ہیں۔ مخفی نہ رہے کہ یہاں جو انسان کو ظلوم وجہول کہا گیا ہے تو یہ اس کی اکثریت کے لحاظ سے ہے کہ اکثر لوگ چونکہ ادائے فرائض اور شرعی امانت کے

وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا
ڈر گئے اور انسان نے اسے (بلا تامل) اٹھا لیا بے شک وہ بڑا ظالم
جَهُوْلًا ۙ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ
اور جاہل ہے (۷۲) تاکہ خدا منافق مردوں اور منافق عورتوں
وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى
اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو سزا دے اور (تاکہ) مومن مردوں اور مومن
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾ ع ۹ ۶
عورتوں کی توبہ قبول کرے (ان پر نظر توجہ فرمائے) اور بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنیوالا ہے (۷۳)

آیاتها ۵۴ ۳۴ سُوْرَةُ سَبَاٍ مَكِّيَّةٌ ۵۸ رکوعاتها ۶

سورۃ سبا مکی ہے۔ آیات ۵۴۔ ۶ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
ہر قسم کی تعریف اس خدا کیلئے ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا مالک ہے
الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ
اور آخرت میں بھی ہر قسم کی تعریف اسی کیلئے ہے اور وہ بڑا حکمت والا ، بڑا
الْخَبِيْرُ ﴿۱﴾ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ
با خبر ہے (۱) وہ جانتا ہے جو کچھ زمین کے اندر داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس
مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ
سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے وہ بڑا
وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ﴿۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
رحم کرنے والا، بڑا بخشنے والا ہے (۲) اور کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں
لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ
آئے گی آپ کہہ دیجئے! کہ وہ ضرور آئے گی مجھے قسم ہے اپنے

تقاضوں کو پورا کرنے کی استعداد رکھنے کے باوجود مقام تحمل میں پورا نہیں کرتے اس لئے وہ ظلوم وجہول ہیں واللہ العالم۔

سورۂ سبا

اس سورہ کے مطالب و معانی کا خلاصہ یہ ہے: (۱) اس سورہ کا آغاز اللہ کی حمد وثنا اور اس کی کبریائی سے کیا گیا ہے۔ (۲) اسلام کے بنیادی عقائد توحید، نبوت اور قیامت پر کفار کے ایرادات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ (۳) قیامت کے واقع ہونے کی غرض اور اللہ کے نیک بندوں کے انعامات کا تذکرہ۔ (۴) جناب داؤد وسلیمان علیہما السلام کے بعض معجزات کا تذکرہ۔ (۵) جنات کا جناب سلیمانؑ کیلئے مختلف چیزوں کی صناعی کرنا۔ (۶) ہر دور میں اللہ کے شکر گزار بندوں کا قلیل ہونا۔ (۷) ابلیس لعین کی وسوسہ اندازی کا ذکر۔ (۸) قوم سبا کے عروج و زوال کی داستان۔ (۹) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی ہمہ گیری کا اعلان۔ (۱۰) مال و اولاد کی کثرت قرب الٰہی کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ اس کا ذریعہ ایمان اور عمل صالح ہے وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصة التفاسير﴾

۱۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ۔ الآیہ﴾ یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ ثریٰ سے ثریا تک اور سماک سے سمک تک کائنات ارضی وسماوی کی ہر بلند و پست اور ہر کبیر و صغیر شئی کا خالق و مالک خدا ہی ہے۔ لہٰذا دُنیا ہو یا آخرت ہر جگہ ہر قسم کی حمد وثنا اور ہر قسم کی تعریف و توصیف کا مستحق و سزاوار وہی ہے۔ وہ حکیم بھی ہے اور خبیر بھی یعنی اس کے کارخانہ قدرت میں کوئی بھی چیز بے فائدہ اور بے کار نہیں ہے اور وہ کائنات کی کسی چیز سے بے خبر نہیں ہے۔

۲۔ ﴿قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ الآیہ﴾ قرآن اور تاریخ اسلام گواہ ہے کہ کفار کو سب سے زیادہ انکار قیامت کا تھا اور ان کو اس انکار پر بہت اصرار تھا کیونکہ وہ اسے بعید از عقل

عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي

پروردگار کی جو عالم الغیب ہے جس سے آسمانوں اور زمین کی ذرہ برابر

السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ

کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور نہ اس (ذرہ) سے کوئی چھوٹی چیز ہے

وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ③ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

اور نہ بڑی مگر وہ کتاب مبین میں (درج) ہے (۳) (اور قیامت اس لئے آئے گی)

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

تا کہ خدا ان لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے یہی وہ (خوش قسمت) لوگ ہیں جن کیلئے

وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا

بخشش اور باعزت رزق ہے (۴) اور جو لوگ ہماری آیتوں کے بارے میں (انہیں جھٹلا کر ہمیں)

مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ⑤

ہرانے کی کوشش کرتے ہیں یہی وہ (بدبخت) لوگ ہیں جن کیلئے سخت قسم کا دردناک عذاب ہے (۵)

وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

اور جنہیں علم دیا گیا ہے وہ جانتے ہیں جو کچھ (قرآن) آپ کے پروردگار کی طرف

مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ

سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے اور وہ غالب اور لائق ستائش (خدا) کے راستہ کی طرف

الْحَمِيْدِ ⑥ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ

راہنمائی کرتا ہے (۶) اور کافر (ایک دوسرے سے) کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہیں ایسا

عَلٰي رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ

آدمی بتائیں جو تمہیں خبر دیتا ہے کہ جب تم (مرنے کے بعد) بالکل ریزہ ریزہ کر دیئے جاؤ گے

اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑦ اَفْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا

تو تم از سر نو پیدا کئے جاؤ گے (۷) کیا یہ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتا ہے یا اسے

اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي

جنون ہے (پیغمبرؐ اسلام تو نہیں) بلکہ وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

جانتے تھے۔ جس قدر انہیں اس کے انکار پر اصرار تھا اتنا ہی قرآن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے وقوع پذیر ہونے پر اصرار تھا۔ چنانچہ یہاں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عالم الغیب خدا کی قسم کھا کر انہیں یقین دلا رہے ہیں کہ قیامت ضرور آئے گی تا کہ عادل حقیقی اپنے عدل الٰہی کا مظاہر کرتے ہوئے اہل ایمان اور نیکوکاروں کو جزا دے اور کافروں، مشرکوں اور بدکاروں کو سزا دے۔ ﴿لیجزی الذین اساؤا بما عملوا و یجزی الذین احسنوا بالحسنٰی﴾۔ (القرآن)

۳۔ ﴿افترٰی علی اللہ۔ الآیہ﴾ منکرین قیامت بخیال خویش قیامت کے واقع ہونے کو نہ صرف بعید از عقل بلکہ ایک امر محال جانتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہم ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور گل سڑ کر خاک ہو جائیں گے تو کون ہمیں از سر نو زندہ کرے گا اور جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے اس کے وقوع پذیر ہونے کا اعلان سنتے تو تمسخر اڑاتے ہوئے کہتے کہ حقیقت حال دو حال سے خالی نہیں ہے یا یہ شخص من گھڑت بات کہتا ہے یا یہ دیوانہ ہے؟ مگر خدائے حکیم نے ان لوگوں کے اس ایراد کا ہمیشہ یہ جواب باصواب دیا ہے کہ خدا قادر بھی ہے اور علیم بھی۔ لہٰذا جس قادر مطلق نے تمہیں پہلی بار عدم سے نکال کر وجود دیا ہے وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے اور مختلف و متفرق اجزاء کو جانتا بھی ہے کہ کون سا جزء کہاں ہے؟ لہٰذا اس کیلئے ان متفرق اجزا کو اکٹھا کر کے حیات نو عطا کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ﴿۸﴾ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى

وہ عذاب اور دور دراز کی گمراہی (سخت گمراہی) میں مبتلا ہیں (۸) کیا انہوں نے اسے نہیں

مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

دیکھا جو ان کے آگے پیچھے ہے (ان کو محیط ہے) یعنی آسمان و زمین! اگر ہم

وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ

چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کے کچھ ٹکڑے

نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

گرا دیں۔ بے شک اس میں اللہ کی طرف رجوع کرنے

لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ ع

والے بندہ کیلئے ایک نشانی ہے (۹) اور بلاشبہ ہم نے داؤدؑ کو اپنے ہاں سے (بڑی)

مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ

فضیلت عطا کی تھی (اور پہاڑوں سے کہا) اے پہاڑو ان کے ساتھ تسبیح کرو اور پرندوں کو بھی (یہی حکم دیا)

الْحَدِيْدَ ﴿۱۰﴾ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ

اور ہم نے ان کیلئے لوہا نرم کر دیا (۱۰) اور ان سے کہا کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیوں کے جوڑنے میں مناسب اندازہ

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱﴾

رکھو اور (اے آل داؤدؑ) تم سب نیک عمل کرو (کیونکہ) تم لوگ جو کچھ کرتے ہو میں خوب دیکھ رہا ہوں (۱۱)

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ

اور ہم نے سلیمانؑ کیلئے ہوا کو مسخر کر دیا جس کا صبح کا سفر ایک مہینہ کی راہ تک تھا اور شام کا ایک مہینہ کی راہ تک

وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ

اور ہم نے ان کیلئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ جاری کیا اور جنات میں سے کچھ ایسے تھے جو ان (سلیمانؑ)

بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ

کے پروردگار کے حکم سے ان کے سامنے کام کرتے تھے اور ان (جنوں) میں سے جو ہمارے

اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ

حکم سے سرتابی کرتا تھا ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھاتے تھے (۱۲) وہ ان کیلئے وہ کچھ

۴۔ ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ۔ الآیہ﴾ یہاں جناب داؤد علیہ السلام کے جن تین معجزات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ (۱) جب وہ تسبیح خدا کرتے تھے تو پہاڑوں سے بھی صدائے تسبیح بلند ہوتی تھی۔ (۲) جب آپ تسبیح کرتے تھے تو پرندے بھی آپ کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ (۳) ان کے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔ نیز ان کے فرزند ارجمند جناب سلیمان علیہ السلام پر بھی خدا کا یہ خصوصی فضل و کرم تھا کہ (۱) ہوا ان کے تخت کو اپنے دوش پر اٹھا کر ایک ماہ کی مسافت صبح اور ایک ماہ کی مسافت شام کے وقت طے کراتی تھی۔ (۲) خدا نے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ ان کیلئے جاری کیا تھا تاکہ اسے حسب ضرورت اپنے مصرف میں لائیں اور ضرورت کی چیزیں تیار فرمائیں۔ (۳) اور جنات کو ان کا مسخر کر دیا اور تابع فرمان بنا دیا جو ہر وقت ان کی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ ان باتوں کی تفصیل سورۂ انبیاء میں گزر چکی ہے۔

مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَ تَمَاثِيْلَ وَ جِفَانٍ

کرتے تھے جو وہ چاہتے تھے (جیسے) محرابیں (مقدس اونچی عمارتیں) اور مجسمے

كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ

اور بڑے بڑے پیالے جیسے حوض اور گڑی ہوئی دیگیں۔ اے داؤدؑ کے خاندان

شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿١٣﴾ فَلَمَّا

والو! (میرا) شکر ادا کرو اور میرے بندوں میں شکر گزار بہت ہی کم ہیں (۱۳) اور جب ہم

قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا

نے سلیمانؑ پر موت کا فیصلہ نافذ کیا (اور وہ فوت ہو گئے) تو ان کی موت کا پتہ

دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ

ان (جنات) کو نہیں دیا مگر اس دیمک نے جو ان کے عصا کو کھا رہی تھی تو جب (عصا کھوکھلا ہو گیا)

الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا

اور آپ زمین پر گرے تو جنات پر اصلی حالت کھل گئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے

فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿١٤﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ

تو (اتنے عرصے تک) اس رسوا کن عذاب میں مبتلا نہ رہتے (۱۴) قبیلہ سباء والوں کیلئے ان کی آبادی میں

مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ؕ كُلُوْا

(قدرت خدا کی) ایک نشانی موجود تھی (یعنی) دو باغ تھے دائیں اور بائیں (اور ان سے کہہ دیا گیا)

مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ

کہ اپنے پروردگار کے رزق سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔ شہر ہے پاک و پاکیزہ اور

رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿١٥﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ

پروردگار ہے بخشنے والا (۱۵) پس انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر بند

الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ

توڑ سیلاب چھوڑ دیا اور ان کے ان دو باغوں کو ایسے دو باغوں سے

اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿١٦﴾

بدل دیا جن کے پھل بدمزہ تھے اور جھاؤ کے کچھ درخت اور کچھ تھوڑی سی بیریاں (۱۶)

۵۔ ﴿فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے بعبارۃ النص یہ حقیقت واضح و آشکار ہوتی ہے کہ جنات کے پاس علم غیب نہیں ہے ورنہ ظاہر ہے کہ اگر وہ عالم الغیب ہوتے تو وہ موت کی آغوش میں چلے جانے والے جناب سلیمان علیہ السلام کو زندہ تصور کر کے رسوا کرنے والے عذاب میں کیوں مبتلا ہوتے؟ لہٰذا احمق ہیں وہ لوگ جو جنوں سے غیبی خبریں پوچھتے ہیں اور پھر ان پر اعتبار بھی کرتے ہیں۔

۶۔ ﴿لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ۔ الآیہ﴾ سبا ایک بڑے قبیلہ کے جد اعلیٰ کا نام ہے جس کا سلسلہ نسب یوں ہے سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔ جس کے دس بیٹے تھے جن میں چھ یمن میں آباد ہوئے اور چار شام چلے گئے۔ ملکہ سبا بلقیس بھی اسی خاندان سے تھی۔ یہ علاقہ سبا عرب کے جنوب میں واقع تھا جو اب یمن کہلاتا ہے۔ یہ ایک بڑی متمدن قوم تھی۔ خدا نے اسے بڑی نعمتوں سے نوازا تھا اور ان پر رزق اور عیش وعشرت کے دروازے کھول دیئے تھے۔ پورا علاقہ دورویہ باغات، خوشبودار درختوں اور مختلف پھلوں پھولوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور وہ لوگ عیش وطرب میں پڑ گئے۔ خدا نے ان کی طرف کئی نبی بھیجے مگر وہ اپنی کج روی سے باز نہ آئے۔ آخر کار خدا نے ان پر سیلاب کا عذاب بھیجا جس نے ان کے سرسبز وشاداب باغات کو تباہ کر دیا۔ اور ان کی جگہ خدا نے کچھ بدمزہ پھل، کچھ جھاڑ کے اور کچھ بیری کے خار دار درخت اُگا دیئے۔ بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے اور مکانات گر گئے۔ وھل نجزی الا الکفورا سچ ہے کہ ۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا

یہ ہم نے انہیں ان کے ناشکرا پن کی پاداش میں سزا دی اور کیا ہم ایسی سزا ناشکرے انسان کے سوا کسی

الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِیْ

اور کو دیتے ہیں؟ (۱۷) اور ہم نے ان کے اور ان کی بستیوں کے درمیان جن کو ہم نے

بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ

برکت دی تھی (سرراہ) کئی اور نمایاں بستیاں بسادیں اور ہم نے ان میں سفر کی منزلیں ایک انداز ے پر

سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِیَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا

مقرر کر دیں کہ (جب چاہو) راتوں میں، دنوں میں امن وعافیت سے چلو پھرو (۱۸) (مگر) انہوں نے کہا

رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ

اے ہمارے پروردگار ہمارے سفروں (ان کی مسافتوں) کو دور دراز کر دے اور (یہ کہہ کر) انہوں نے

فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ

اپنے اوپر ظلم کیا سو ہم نے انہیں (برباد) کر کے افسانہ بنا دیا اور بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بے شک

فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ

اس میں نشانیاں ہیں ہر بہت صبر کرنے (اور) بہت شکر کرنے والے کیلئے (۱۹) بیشک شیطان

صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا

نے ان لوگوں کے بارے میں اپنا خیال سچا کر دکھایا چنانچہ انہوں نے اس کی پیروی کی۔

فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ

سوائے اہل ایمان کے ایک گروہ کے (۲۰) اور شیطان کو ان پر ایسا اقتدار نہیں تھا کہ جس

مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ

سے وہ بے اختیار ہو جائیں لیکن یہ سب کچھ اس لئے کہ ہم معلوم کریں کہ کون

مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِیْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ

آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور کون اس سے متعلق شک میں ہے آپ کا پروردگار ہر چیز پر

حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ ع ۲/۱۲/۸ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ

نگران و نگہبان ہے (۲۱) اے رسولؐ! (ان مشرکین سے) کہیے! تم ان کو پکارو جنہیں

۷۔ ﴿وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ۔ الاٰیہ﴾ قبل ازیں سورۂ حجر میں یہ بات گزر چکی ہے کہ شیطان نے بارگاہ خدا سے راندہ ہونے اور ملعون قرار پانے کے بعد کہا تھا کہ ﴿لاغوینھم اجمعین﴾ کہ میں تیرے سارے بندوں کو گمراہ کروں گا۔ اور خدا نے فرمایا تھا کہ جو میرے بندے ہوں گے ان پر تجھے کوئی اختیار نہ ہوگا۔ اور جو تیری پیروی کریں گے میں تجھے اور ان کو جہنم میں جھونک دوں گا۔ بہرکیف یہاں خدا فرما رہا ہے کہ شیطان نے بندوں کے بارے میں اپنا خیال سچا کر دکھایا ہے۔ چنانچہ اہل ایمان کے مختصر گروہ کے سوا باقی سب نے اس کی پیروی اختیار کر لی ہے اور اس لئے وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔

۸۔ ﴿وَمَا كَانَ لَهٗ۔ الاٰیہ﴾ خداوند عالم یہ حقیقت بیان کر رہا ہے کہ شیطان کو بندوں پر اس قدر اقتدار حاصل نہیں ہے کہ ان کا اختیار سلب ہو جائے اور وہ اس کی پیروی کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ بلکہ وہ صرف لطائف الحیل سے گناہ کی دعوت دیتا ہے۔ اب اسے قبول کرنا یا مسترد کرنا بندوں کا کام ہے۔

اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي

تم اللہ کے سوا (معبود) سمجھتے ہو (پھر دیکھو) وہ ذرہ بھر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں، نہ آسمانوں اور

الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ

زمین میں اور نہ ہی ان کی ان دونوں (کی ملکیت میں) کوئی شرکت ہے اور نہ ہی ان میں

مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ

سے کوئی اس (اللہ) کا مددگار ہے (۲۲) اور نہ اس (اللہ) کے ہاں کوئی سفارش (کسی کو کوئی) فائدہ دے گی

اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ

مگر اس کے حق میں جس کیلئے وہ اجازت دے گا (اور جس کو دے گا) یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے

قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ

گھبراہٹ دور کردی جائے گی تو وہ پوچھیں گے کہ تمہارے پروردگار نے کیا کہا ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ اس نے

الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ

حق کہا ہے اور وہ بلند و بالا اور بزرگ و برتر ہے (۲۳) آپ کہیے! کہ آسمانوں اور زمین سے تمہیں کون

وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ

روزی دیتا ہے؟ (پھر) فرمائیے! کہ اللہ! اور بے شک ہم یا تم ہدایت پر ہیں یا

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا

کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں؟ (۲۴) آپ کہہ دیجئے! کہ تم سے ہمارے جرائم کی بابت باز پرس نہیں ہوگی اور

وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا

نہ ہم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال ہوگا (۲۵) آپ کہیے (ایک دن) ہمارا پروردگار ہم سب کو

رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ

جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور وہ بڑا فیصلہ کرنے والا (حاکم اور)

الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ

بڑا جاننے والا ہے (۲۶) آپ کہہ دیجئے! (ذرا) مجھے تو دکھاؤ وہ جنہیں تم نے شریک بنا کر اس (اللہ) کے

شُرَكَاۤءَ كَلَّا ۭ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ وَمَآ

ساتھ ملا رکھا ہے؟ ہرگز نہیں! بلکہ وہ اللہ ہی ہے جو بڑا غالب (اور) بڑا حکمت والا ہے (۲۷) اور

۹۔ ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ۔ الآیہ﴾ یہاں خدائے علیم و حکیم کفار کے نظریہ شفاعت کی رد کررہا ہے کہ شفاعت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو چاہے اور جس کی چاہے شفاعت کرنے لگ جائے؟ بلکہ یہ شفاعت وہ ہستیاں کریں گی جن کو منجانب اللہ شفاعت کرنے کی اجازت ہوگی۔ اور وہ بھی ان کی کریں گی جن کی شفاعت کرنے کا انہیں اللہ کی طرف سے اذن ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ وہ ہستیاں انبیاء اور ان کے اوصیاء و امثالھم ہیں نہ کہ کفار و مشرکین کے خود ساختہ اور مزعومہ شرکاء۔ کما لا یخفی۔

۱۰۔ ﴿اِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ۔ الآیہ﴾ اس آیت شریفہ میں اسلامی رواداری کا بھرپور انداز میں اظہار کیا گیا ہے۔ کفار و مشرکین سے خطاب کرکے کہا جارہا ہے کہ ہم مسلمان خدا کی توحید و تفرید کے قائل ہیں اور تم اس کیلئے شرکاء کے قائل ہو۔ اس اختلاف کے ہوتے ہوئے ہم دونوں نہ حق پر ہوسکتے ہیں اور نہ باطل پر۔ بلکہ ایک فریق ہی حق پر ہے۔ ہم یا تم؟ اس اندازِ گفتگو سے مقصد قائل کے شک اور تذبذب کا اظہار مقصود نہیں ہے بلکہ حکیمانہ اور روادارانہ انداز میں مخاطب کو غور و فکر کرنے کی دعوت دی جارہی ہے۔ تاکہ اسے ناگواری کا احساس نہ ہو اور ٹھنڈے دل و دماغ سے حقیقت حال پر غور و فکر کرکے کسی صحیح نتیجہ تک پہنچ سکے۔ وھو المقصود۔

أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا

ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کیلئے بشیر و نذیر بنا کر مگر

وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں (۲۸) اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ

تو (بتاؤ) یہ وعدہ وعید کب پورا ہو گا؟ (۲۹) آپ کہیے! تمہارے لئے

لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً

وعدہ کا ایک دن مقرر ہے جس سے نہ تم ایک گھڑی پیچھے ہٹ

وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ ع ۳ ۹ النصف

سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو (۳۰) اور کافر کہتے ہیں کہ ہم نہ اس قرآن پر

نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ط وَلَوْ

ایمان لائیں گے اور نہ اس سے پہلے نازل شدہ کتابوں پر (یا نہ اس پر جو اس کے آگے ہے یعنی قیامت اور

تَرٰۤى إِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ صلے يَرْجِعُ

اس کے عذاب پر) (اے پیغمبرؐ) کاش تم دیکھتے جب ظالم لوگ اپنے پروردگار کے حضور سوال و جواب

بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضِ الْقَوْلَ ج يَقُوْلُ الَّذِيْنَ

کیلئے کھڑے کئے جائیں گے (اور) ایک دوسرے کی بات رد کر رہا ہوگا چنانچہ وہ لوگ

اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ أَنْتُمْ

جو دنیا میں کمزور سمجھے جاتے تھے وہ ان سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے کہ اگر تم نہ

لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا

ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آئے ہوتے (۳۱) بڑے لوگ کمزور لوگوں

لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا أَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ

سے (جواب میں) کہیں گے کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا

الْهُدٰى بَعْدَ إِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾

جبکہ وہ تمہارے پاس آئی تھی۔ بلکہ تم خود ہی مجرم ہو (۳۲)

۱۱۔ ﴿قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا۔ الآیہ﴾ منکرین کے انکار کا انجام بد سامنے آجانے کی تصویر کشی کی جارہی ہے کہ آج جو کمزور طبقہ آنکھیں بند کر کے اپنے لیڈروں اور مذہبی اجارہ داروں کے پیچھے چلتا ہے قیامت کے دن حقیقت حال کا انکشاف ہو جانے کے بعد ان کی حالت قابل دید ہو گی۔ وہ اپنے لیڈروں اور پیروں پر برس پڑیں گے کہ تم نے ہمیں گمراہ کیا۔ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایمان لے آئے ہوتے۔ اس کے جواب میں بڑے لوگ اپنی عادت کے مطابق ان سے اپنی برأت کا اظہار کرتے ہوئے کہیں گے کہ تمہارے پاس ہدایت آجانے کے بعد ہم نے تھوڑا ہی تمہیں اس کے قبول کرنے سے روکا تھا؟ تم نے خود ہی ہماری اتباع کر کے اور مال و جان سے ہماری امداد کر کے ہماری دکان چمکائی، لہٰذا تم خود مجرم ہو۔ الغرض پیروں اور مریدوں، مقتداؤں اور مقتدیوں کے باہمی جھگڑے اور ان کی باہمی تو تکار قرآن مجید میں مختلف مقامات پر مذکور ہے کہ دونوں اپنی گمراہی کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالیں گے اور وہ اس سے اپنی برأت و بیزاری کا اعلان کریں گے۔

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا
اور کمزور لوگ (جواب میں) بڑا بننے والوں سے کہیں گے کہ (اس طرح نہیں) بلکہ
بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ
یہ (تمہارے) شب و روز کے مکر و فریب نے ہمیں قبول حق سے باز رکھا جبکہ تم ہمیں
بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا ۚ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ
حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور اس کے ہمسر (شریک) ٹھہرائیں اور یہ لوگ جب عذاب
لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۚ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ
الٰہی کو دیکھیں گے تو ندامت و پشیمانی کو دل میں چھپائیں گے (دلوں میں پچھتائیں گے) اور
الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا
ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے یہ لوگ (دنیا میں) جیسے عمل کرتے تھے (آج)
يَعْمَلُونَ ﴿٣٣﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا
ان کا ہی ان کو بدلہ دیا جائے گا (۳۳) اور ہم نے جب بھی کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا (نبیؐ) بھیجا تو وہاں
قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ﴿٣٤﴾
کے آسودہ حال لوگوں نے یہی کہا کہ جس (دین) کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو ہم اسے نہیں مانتے (۳۴)
وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ
اور ہمیشہ یہ بھی کہا ہم مال و اولاد میں تم سے بڑھے ہوئے ہیں اور ہم کو کبھی عذاب
بِمُعَذَّبِينَ ﴿٣٥﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
نہیں دیا جائے گا (۳۵) کہہ دیجئے! کہ میرا پروردگار (اپنے بندوں میں سے) جس کیلئے چاہتا ہے رزق
يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾ ع ۴ ۱۰
کشادہ کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) جانتے نہیں ہیں (۳۶)
وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ
اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد (کوئی ایسی چیز نہیں ہیں) جو تمہیں ہمارا مقرب بارگاہ بنائیں مگر وہ جو ایمان
عِنْدَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا
لائے اور نیک عمل کرے (اسے ہمارا قرب حاصل ہوگا) ایسے لوگوں کیلئے ان

۱۲۔ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں یہ حقیقت واضح کی جا رہی ہے کہ ہمیشہ انبیاء اور دوسرے داعیانِ حق کا مقابلہ اور انکار خوشحال اور دولتمند طبقہ نے کیا ہے اور ہمیشہ اپنی اولاد اور جائیداد کی کثرت کو اپنے محبوبِ خدا ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔ اسے آگے آیت ۳۷ میں خداوند عالم نے ان لوگوں کے اس غلط نظریہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ خدا کا تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ ایمان اور عمل صالح ہے، اولاد و جائیداد نہیں ہے۔ ہاں البتہ یہ چیزیں مزید قربِ الٰہی کا وسیلہ بن سکتی ہیں بشرطیکہ مال کو راہِ خدا میں خرچ کیا جائے اور اولاد کو اچھی تعلیم و تربیت سے مومن اور نیکوکار بنایا جائے۔

۱۳۔ ﴿قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ۔ الآیہ﴾ یہ حقیقت کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ دُنیا کے مال و اسباب کی فراوانی اور کشادگی خالق دوجہاں کی طرف سے بندوں کا امتحان ہو سکتا ہے مگر انعام نہیں۔ لہٰذا مال و اولاد کی کثرت نہ کسی شخص کے مقرب و مقبول بارگاہ ہونے کی دلیل ہے اور نہ ہی ان چیزوں کا فقدان کسی انسان کے غیر مقرب اور مردود بارگاہ ہونے کی دلیل ہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ بڑے بڑے شریف اور نیکوکار انسان تنگی معیشت میں گرفتار ہوتے ہیں اور بڑے بڑے بے ایمان اور ناہنجار لوگ وسعت رزق سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ان حالات میں کوئی شخص یہ تصور بھی کر سکتا ہے کہ وہ شریف مردود بارگاہ اور یہ رذیل محبوب بارگاہ ہیں؟

فَأُولَٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ
کے عمل کی دوگنی جزا ہے اور وہ بہشت کے اونچے اونچے درجوں میں
فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُونَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِيٓ اٰيٰتِنَا
امن و اطمینان سے رہیں گے (۳۷) اور جو لوگ ہماری آیتوں کے بارے
مُعٰجِزِينَ أُولَٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ﴿٣٨﴾ قُلْ
میں (ہمیں نیچا دکھانے کیلئے) کوشش کرتے ہیں وہ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے (۳۸) آپ کہہ
إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ
دیجئے! میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کا
يَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ أَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ
چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور جو کچھ تم (راہِ خدا میں) خرچ کرتے ہو تو وہ اس کی جگہ عطا کرتا ہے اور
وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِينَ ﴿٣٩﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا
وہ بہترین روزی دینے والا ہے (۳۹) اور جس دن وہ لوگوں کو جمع کرے گا
ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا
پھر فرشتوں سے کہے گا (پوچھے گا) کیا یہ لوگ تمہاری ہی
يَعْبُدُونَ ﴿٤٠﴾ قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ
عبادت کرتے تھے؟ (۴۰) وہ کہیں گے پاک ہے تیری ذات! تو ہمارا آقا ہے نہ کہ وہ (ہمارا تعلق تجھ سے
دُونِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۚ أَكْثَرُهُمْ
ہے نہ کہ ان سے) بلکہ یہ تو جنات کی عبادت کیا کرتے تھے ان کی اکثریت
بِهِمْ مُّؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ
انہی پر ایمان و اعتقاد رکھتی تھی (۴۱) (ارشاد قدرت ہو گا) آج تم میں سے
لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا
کوئی نہ کسی دوسرے کو نفع پہنچا سکے گا اور نہ نقصان اور ہم ظالموں
ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿٤٢﴾
سے کہیں گے کہ اب عذاب جہنم کا مزہ چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے (۴۲)

۱۴۔ ﴿ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ۔ الآیہ ﴾ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ مشرک قومیں قدیم الایام سے فرشتہ پرستی کی مرتکب رہی ہیں اور ان کو دیوی دیوتا قرار دیتی رہی ہیں۔ کوئی قوم کسی کو بارش کا دیوتا سمجھتی ہے تو کسی کو ہوا کا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ مگر خداوند عالم جب قیامت کے دن فرشتوں سے پوچھے گا کہ آیا تم ان کے معبود تھے؟ یعنی تم یہ چاہتے تھے کہ یہ لوگ تمہاری عبادت کریں؟ تو فرشتے اس سے اپنی بیزاری ظاہر کریں گے اور کہیں گے کہ پاک ہے تیری ذات یعنی تو معبود برحق ہے۔ ہم ان کی پرستش سے بیزار ہیں۔ یہ ہماری نہیں بلکہ جنات یعنی شیاطین کی عبادت کرتے تھے۔ یعنی ان کی انگیخت پر اور اپنی کم عقلی کی بنا پر ہماری پرستش کی تھی۔ الغرض اس دن کوئی کسی کو کوئی نفع ونقصان نہیں پہنچا سکے گا اور مشرکین کو عذاب خداوندی کا مزہ چکھنا پڑے گا۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ
اور جب ان کے سامنے ہمارے واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں
اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ
کہ یہ شخص تو بس یہ چاہتا ہے کہ تمہیں تمہارے باپ دادا کے معبودوں سے
اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ
روکے اور کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) نہیں ہے مگر گھڑا ہوا جھوٹ اور جب
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ
بھی کافروں کے پاس حق آیا تو انہوں نے یہی کہا کہ یہ تو
هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ
کھلا ہوا جادو ہے (۴۳) حالانکہ ہم نے نہ انہیں کوئی کتابیں دیں
يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ
جنہیں وہ پڑھتے ہیں اور نہ ہی آپ سے پہلے ان کی طرف کوئی ڈرانے
نَّذِيْرٍ ؕ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا
والا (نبیؐ) بھیجا ہے (۴۴) اور وہ ان سے پہلے گزرے ہوئے (نبیوںؑ کو) جھٹلا چکے ہیں اور جو کچھ
مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۖ فَكَيْفَ
(سازوسامان اور قوت وطاقت) ان کو عطا کیا تھا یہ (کفار مکہ) تو اس کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچے۔ لیکن جب
۵ ع ۹ ۱۱ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ
انہوں نے میرے رسولوںؑ کو جھٹلایا تو میری سزا کیسی (سخت) تھی؟ (۴۵) (اے نبیؐ) آپ کہہ دیجئے! میں تمہیں
تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۗ مَا
صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم دو، دو اور ایک ایک ہو کر خدا کیلئے کھڑے ہو جاؤ اور پھر غور وفکر کرو (ضرور
بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ
تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ) تمہارے ساتھی (رسولِ خدا) میں کسی قسم کا کوئی جنون (اور دیوانگی) نہیں ہے وہ صرف
بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ
ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے تمہیں ڈرانے والا ہے (۴۶) کہہ دیجئے! میں نے

مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ

(تبلیغ رسالت کے سلسلہ میں) تم سے جو اجر مانگا ہے وہ تمہارے ہی (فائدے کے) لئے ہے میری اجرت

عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ

تو بس اللہ کے ذمے ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے (۴۷) کہہ دیجیے! کہ میرا پروردگار جو کہ بڑا غیب دان

بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا

حق کو (باطل پر) ڈالتا (مارتا) ہے (۴۸) آپ کہہ دیجیے! حق آ گیا ہے اور باطل نہ کچھ ایجاد

یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ

کر سکتا ہے اور نہ دوبارہ پلٹا سکتا ہے (بالکل مٹ گیا ہے) (۴۹) کہہ دیجیے! اگر (تمہارے خیال کے

فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِیْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا

مطابق) میں گمراہ ہو گیا ہوں تو اس کا وبال میری جان پر اگر میں ہدایت یافتہ ہوں تو یہ اس وحی کا ثمرہ ہے جو

یُوْحِیْٓ اِلَیَّ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ﴿۵۰﴾ وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ

میرا پروردگار میری طرف بھیجتا ہے بے شک وہ بڑا سننے والا ہے بالکل قریب ہے (۵۰) اور کاش تم دیکھو کہ جب یہ لوگ

فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ﴿۵۱﴾

گھبرائے ہوئے (پریشان حال) ہوں گے لیکن بچ نکلنے کا کوئی موقع نہ ہوگا اور وہ قریبی جگہ سے پکڑ لئے جائیں گے (۵۱)

وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۭ

اور (اب) وہ کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لے آئے۔ مگر اتنی دور دراز جگہ سے اب اس (ایمان) پر دسترس

بَعِیْدٍ ﴿۵۲﴾ ۚۖ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَیَقْذِفُوْنَ

کہاں؟ (۵۲) حالانکہ اس سے پہلے تو وہ اس (ایمان) کا انکار کرتے رہے اور (بلا تحقیق)

بِالْغَیْبِ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِیْلَ بَیْنَهُمْ

بہت دور سے اٹکل کے تکے چلاتے رہے (۵۳) سو اب ان کے اور ان چیزوں کے درمیان جن کے یہ

وَبَیْنَ مَا یَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِهِمْ مِّنْ

خواہش مند ہیں رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی۔ جیسا کہ اس سے پہلے ان کے ہم مشربوں کے

قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِیْ شَكٍّ مُّرِیْبٍ ﴿۵۴﴾ ع ۶ ۹ ۱۲

ساتھ کیا کیا جا چکا ہے یقیناً وہ بڑے شبہ اور شک میں مبتلا تھے (۵۴)

۱۵۔ ﴿قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ۔ الآیہ﴾ یہاں یقذف بالحق کے بعد گویا علی الباطل محذوف ہے۔
جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر وارد ہے بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه
قذف کے معنی جہاں تہمت لگانے کے ہیں وہاں پھینکنے اور مارنے کے بھی ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ العلم نور یقذفه الله فی قلب من یشاء۔

۱۶۔ ﴿قُلْ جَآءَ الْحَقُّ۔ الآیہ﴾ حق کی تفسیر اسلام، توحید، رسالت اور جہاد بالسیف سے کی گئی ہے۔ پس حق آ گیا اور چھا گیا اور باطل مٹ گیا کیونکہ باطل بے جان ہونے کی وجہ سے کسی چیز کو ایجاد کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی چیز کو دوبارہ لوٹا سکتا ہے۔

ایاتها ۴۵ ۳۵ سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ ۴۳ رکوعاتها ۵

سورہ فاطر مکی ہے۔ آیات ۴۵۔ ۵ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ

سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے (اور) فرشتوں کو

الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ

پیغام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو، تین تین اور چارچار پر اور بازو ہیں۔

رُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

وہ (اپنی مخلوق) خلقت میں جب چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ

پوری قدرت رکھتا ہے (۱) اور اللہ لوگوں کیلئے (اپنی) رحمت (کا جو دروازہ) کھول دے

فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ

اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جسے وہ بند کردے اسے اس (اللہ) کے بعد

مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ② يٰٓاَيُّهَا

کوئی کھولنے والا نہیں ہے وہ زبردست (اور) بڑا حکمت والا ہے (۲) اے لوگو! اللہ

النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ

کے وہ احسانات یاد کرو جو اسنے تم پر کیے ہیں کیا اللہ کے سوا کوئی

خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

اور ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہو؟ اس کے سوا

وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ③ وَاِنْ

کوئی اللہ نہیں ہے تم کہاں الٹے چلے جارہے ہو؟ (۳) (اے رسولؐ!) اور

يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَ

اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو آپؐ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبرؑ جھٹلائے گئے اور

سورۂ فاطر

سورہ فاطر کے مضامین ومطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت توحید اور اسے ناکام بنانے والوں کی زجرو توبیخ کا تذکرہ۔ (۲) فرشتوں کی خلقت کا تذکرہ۔ (۳) کلماتِ طیبات کے بارگاہِ خدا میں بلند ہونے کا تذکرہ۔ (۴) کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (۵) صرف علماء ہی خدا سے ڈرتے ہیں۔ (۶) صرف منتخب بندے وارثِ علم قرآن ہیں۔ (۷) خدا کے قانونِ امہال کا تذکرہ۔ (۸) اہل ایمان کیلئے بشارتوں کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ الآیہ﴾ اس سورہ کا آغاز خدا کی حمد وثنا سے ہو رہا ہے کیونکہ دین اسلام کی عمارت کا سنگ بنیاد توحید پر رکھا گیا ہے اور توحید کی تکمیل اس کی سپاس گزاری سے ہوتی ہے۔

۲۔ ﴿جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ۔ الآیہ﴾ ملائکہ کی حقیقت کیا ہے؟ اس پر بقدر ضرورت پہلے پارہ کی آیت ﴿واذ قال ربك للملائكه﴾ کی تفسیر میں بیان کی جاچکی ہے۔ الغرض یہ خدا کے محکوم بندے ہیں جو کسی قول وفعل میں اس سے سبقت نہیں کرتے بلکہ اسی کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ گویا کہ یہ فرشتے امورِ تکوینیہ کی انجام دہی میں خدا کے آلات واسباب ہیں جو مختلف امور کی انجام دہی میں بمنزلہ آلات کے ہیں۔ نیز قرآن مجید کے ظاہری الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے پر بھی ہیں۔ اب رہی اس بات کی تحقیق کہ آیا ان کے یہ پر عام پروں کی مانند ہیں؟ اور آیا یہ ان کے نوری اجسام کا حصہ ہیں؟ یا یہ فرشتوں کی سرعت نقل وانتقال کا صرف ایک کنایہ ہے؟ دراصل یہ بات ان متشابہات میں سے ہے جن کو یا خدا جانتا ہے یا راسخون فی العلم۔ ہمارے پاس

إِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ④ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ

تمام معاملات کی بازگشت خدا ہی کی طرف ہے (۴) اے لوگو! اللہ کا وعدہ یقیناً سچا

اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۖ وَلَا

ہے (خیال رکھنا) زندگانی دنیا کہیں تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ ہی بڑا

يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ ⑤ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ

دھوکہ باز (شیطان) تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دے (۵) بے شک شیطان

عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ

تمہارا دشمن ہے۔ لہٰذا تم بھی اسے (اپنا) دشمن ہی سمجھو، وہ اپنے گروہ کو اس

لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ⑥ الَّذِينَ كَفَرُوا

لیے بلاتا ہے کہ وہ دوزخیوں میں سے ہو جائیں (۶) جن لوگوں نے

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

کفر اختیار کیا ان کیلئے سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے

الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ⑦ أَفَمَنْ ع ۱ ۱۳

اور نیک عمل کیے ان کیلئے مغفرت اور بڑا اجر ہے (۷) بھلا وہ شخص جس کا برا

زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا ۖ فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ

عمل (اسکی نگاہ میں) خوشنما بنا دیا گیا ہو اور وہ اسے اچھا سمجھنے لگے (کیا وہ ایک مومن صالح کی مانند ہو سکتا ہے؟ یا کیا

مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ

اسکی اصلاح کی کوئی امید ہو سکتی ہے؟) بے شک اللہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت

نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا

دیتا ہے۔ پس ان (بدبختوں) کے بارے میں افسوس کرتے کرتے آپکی جان نہ چلی جائے۔ جو کچھ یہ لوگ کر رہے

يَصْنَعُونَ ⑧ وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ

ہیں یقیناً اللہ اسے خوب جانتا ہے (۸) اور اللہ ہی وہ (قادر) ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے تو وہ بادل کو حرکت میں

سَحَابًا فَسُقْنَاهُ إِلَى بَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ

لاتی (اٹھاتی) ہیں پھر ہم اسے ایک مردہ (اجاڑ) شہر کی طرف لے جاتے ہیں پھر ہم اسکے ذریعہ سے زمین کو

فرشتوں کے ان پروں یا بازوؤں کی حقیقت جاننے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اگرچہ قرآن وسنت کے ظواہر سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جسمانی پر ہیں جن سے وہ پرواز کرتے ہیں۔ واللہ العالم

۳۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ۔ الآیہ﴾ یہ آیت اس بات کی نص صریح ہے کہ خالق بھی خدا ہے اور رازق بھی خدا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

۴۔ ﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ۔ الآیہ﴾ جب انبیاء و مرسلین نے کہا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ جب ائمہ طاہرینؑ نے کہا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اور علماء کاملین نے کہا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اور خود خدا فرما رہا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے تو پھر شیطان ہزار بار ہماری دوستی کا دعویٰ کرے عقلمندی اور دانشمندی یہ ہے کہ دشمن کو دشمن ہی سمجھا جائے۔ اس کے دم ہمرنگ زمین سے بچا جائے اور اس کی کسی بات پر اعتبار نہ کیا جائے۔

حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا خداوند علام نے جناب موسیٰؑ کو چار نصیحتیں فرمائیں: (۱) جب تک اپنے گناہوں کی بخشش کا یقین نہ ہو جائے تب تک کسی کی عیب جوئی نہ کرنا۔ (۲) جب تک میرے خزانے ختم نہ ہو جائیں تب تک اپنے رزق کی فکر نہ کرنا۔ (۳) جب تک میری مملکت کے زوال کا یقین نہ ہو جائے تب تک دوسروں پر بھروسہ نہ کرنا۔ (۴) اور جب تک شیطان کی موت کا یقین نہ ہو جائے تب تک اس کے مکروفریب سے غافل نہ ہونا۔

الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ كَذَٰلِكَ النُّشُورُ ﴿٩﴾ مَنْ

اسکے مردہ (اجاڑ) ہونے کے بعد زندہ (سرسبز) کردیتے ہیں اسی طرح (قیامت کے دن لوگوں کا) جی اٹھنا ہوگا (۹)

كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۚ إِلَيْهِ

جو کوئی عزت کا طلبگار ہے (تو وہ سمجھ لے) کہ ساری عزت اللہ ہی کیلئے ہے (لہٰذا وہ خدا سے طلب کرے)

يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۚ

اچھے اور پاکیزہ کلام اسکی طرف بلند ہوتے ہیں اور نیک عمل انہیں بلند کرتا ہے (یا اللہ نیک عمل کو بلند کرتا ہے)

وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ

اور جو لوگ (آپ کیخلاف) برائیوں کے منصوبے بناتے ہیں (بری تدبیریں کرتے ہیں) ان کیلئے سخت

شَدِيدٌ ۖ وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ ﴿١٠﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ

عذاب ہے (اور انکا مکر و فریب آخرکار) نیست و نابود ہو جائیگا (۱۰) اور اللہ ہی نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا

مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ

ہے پھر نطفے سے پھر تمہیں جوڑا جوڑا (نر و مادہ) بنا دیا اور کوئی عورت حاملہ

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَمَا

نہیں ہوتی اور بچہ نہیں جنتی مگر اس (اللہ) کے علم سے اور نہ کسی شخص کی عمر

يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي

میں زیادتی ہوتی ہے اور نہ کمی ہوتی ہے مگر یہ کہ وہ ایک کتاب (لوح محفوظ)

كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١١﴾ وَمَا يَسْتَوِي

میں موجود ہے اور یقیناً یہ بات اللہ کیلئے آسان ہے (۱۱) اور پانی کے دونوں (ذخیرے)

الْبَحْرَانِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَٰذَا

برابر نہیں ہیں یہ ایک میٹھا پیاس بجھانے والا ہے (اور) پینے میں خوشگوار اور

مِلْحٌ أُجَاجٌ ۖ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَ

دوسرا سخت کھاری اور کڑوا ہے اور ہر ایک سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور

تَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ وَتَرَى الْفُلْكَ

برآمد کرکے پہنتے ہو اور تم اس کی کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ پانی کو

۵۔ ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ۔ الآیہ﴾ جو کلمات طیبات خدا کی بارگاہ میں بلند ہوتے ہیں یعنی قبول ہوتے ہیں ان سے توحید اور دین اسلام کے ان حقائق و معارف کا اقرار کرنا مراد ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منجانب اللہ لائے ہیں، (تفسیر قمی و صافی) گویا ان کلمات سے مراد ایمان ہے اور حضرت امام جعفر صادق، حضرت امام موسیٰ کاظم اور حضرت امام رضا علیہم السلام سے مروی ہے، فرمایا: ﴿الکلم الطیب قول المؤمن لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ و خلیفۃ رسول اللہ﴾ ملاحظہ ہو تفسیر قمی، صافی، البرہان، نور الثقلین، بحار الانوار، مجمع البحرین وغیرہ) یہ ہے وہ کلمۂ اسلامیہ و ایمانیہ جو تمین ائمہ طاہرین علیہم السلام سے منقول ہے۔

۶۔ ﴿وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ۔ الآیہ﴾ اس آیت اور دوسری کئی آیات و روایات سے یہ حقیقت واضح و عیاں ہوتی ہے کہ انسان کی طبعی عمر بڑھ بھی سکتی ہے اور گھٹ بھی سکتی ہے اور یہ کہ عمر کے بڑھنے میں صلہ رحمی کرنے اور صدقہ دینے کو بڑا دخل ہے۔ اور عمر کے گھٹنے میں قطع رحمی کرنے اور صدقہ و خیرات نہ دینے کا بڑا دخل شامل ہے۔

فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَ لَعَلَّكُمْ

چیرتی پھاڑتی چلی جاتی ہیں تاکہ تم اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرو اور تاکہ

تَشْكُرُونَ ⑫ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ

شکرگزار بنو (۱۲) وہ رات کو دن کے اندر داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج

فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِي

اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے (ان میں سے) ہر ایک (اپنی) مقررہ معیاد

لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ

تک رواں دواں ہے یہ ہے اللہ تمہارا پروردگار! اسی کی حکومت ہے

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ

اور اسے چھوڑ کر جنہیں تم پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی

قِطْمِيرٍ ۚ ⑬ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَآءَكُمْ ۚ

مالک نہیں ہیں (۱۳) اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار کو سن نہیں سکتے۔ اور اگر (بالفرض) سنیں

وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

بھی تو وہ تمہاری التجا کو قبول نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا انکار کرینگے

يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ⑭ ع ۲ ۱۴

(اس سے بیزاری کا اعلان کرینگے) اور خدائے خبیر کی طرح تمہیں اور کوئی خبر نہیں دے سکتا (۱۴)

يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ إِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ

اے لوگو! تم (سب) اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز ہے

الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ⑮ إِنْ يَّشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ

جو قابل تعریف ہے (۱۵) وہ اگر چاہے تو تم سب کو (عدم آباد کی طرف) لے جائے اور (تمہاری جگہ) کوئی

جَدِيدٍ ۚ ⑯ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ ⑰ وَلَا تَزِرُ

نئی مخلوق لے آئے (۱۶) اور ایسا کرنا اللہ کیلئے کوئی مشکل کام نہیں ہے (۱۷) اور کوئی بوجھ اٹھانیوالا

وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ۚ وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلٰى

(گنہگار) کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگا اور اگر کوئی بھاری بوجھ والا اسکے اٹھانے کیلئے (کسی کو) بلائیگا تو

۷۔ ﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں بڑے دلکش اور موثر انداز میں لوگوں کے مزعومہ شرکاء کی بے بضاعتی اور بے حقیقتی کی تصوری کشی کی گئی ہے کہ اگر وہ احساس وشعور سے محروم ہیں جیسے بت، ستارے اور درخت وغیرہ تو وہ تمہاری آہ و پکار سن نہیں سکتے۔ اور اگر وہ احساس وشعور رکھتے ہیں جیسے جن اور فرشتے وغیرہ تو وہ اگر بالفرض سن سکتے ہیں تو وہ تمہاری التجا کو قبول نہیں کر سکتے کیونکہ جب وہ اپنے ذاتی نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں تو پھر دوسروں کے نفع ونقصان اور سود وزیاں کے کس طرح مالک ومختار ہو سکتے ہیں۔

۸۔ ﴿يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ تم دُنیا وآخرت غرض کہ پورے سفر حیات میں اس کے محتاج ہو۔ اگر اس کا لطف وکرم نہ ہو تو تم ایک لحظہ بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ مگر خدا ایسا غنی مطلق ہے کہ وہ کسی کا بھی محتاج نہیں ہے۔ ولنعم ما قیل۔ ع

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

۹۔ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں عدلِ الٰہی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ کسی گنہگار کے گناہ کا بوجھ خود گنہگار کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ بلکہ جو کرے گا وہی بھرے گا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ برادرانِ اسلامی کی مشہور روایت کہ میت پر زندہ کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے مخالف قرآن ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتماد ہے۔

حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ

اس میں سے کچھ بھی نہ اٹھایا جائیگا اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو (اے رسول!) آپ صرف

اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ

انہی لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور جو (باقاعدہ)

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى

نماز پڑھتے ہیں اور جو (گناہوں سے) پاکیزگی اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے ہی فائدہ کیلئے

لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ وَمَا يَسْتَوِى

پاکباز رہتا ہے (آخر کار) اللہ ہی کی طرف (سب کی) بازگشت ہے (۱۸) اور اندھا

الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾

اور آنکھوں والا برابر نہیں ہیں (۱۹) اور نہ اندھیرا (کفر) اور اُجالا (ایمان) برابر ہیں (۲۰)

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِى الْاَحْيَآءُ

اور نہ ہی (ٹھنڈا) سایہ (بہشت) اور تیز دھوپ (جہنم) برابر ہیں (۲۱) اور نہ ہی زندہ (مومنین) اور

وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ

مردے (کافرین) برابر ہیں۔ بے شک اللہ جسے چاہتا ہے سنواتا ہے (اے رسولؐ) جو (کفار

اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ اِلَّا

مردوں کی طرح) قبروں میں دفن ہیں آپ انہیں نہیں سنا سکتے (۲۲) آپ تو صرف ڈرانے

نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ وَ

والے ہیں (۲۳) بیشک ہم نے آپ کو حق کیساتھ بشیر و نذیر (بشارت دینے والا اور ڈرانے والا)

اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ وَاِنْ

بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں (گزری) جس میں کوئی ڈرانیوالا نہ گزرا ہو (۲۴) اور اگر

يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں (تو یہ کوئی نئی بات نہیں) ان سے پہلے والے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں ان کے

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ

رسولؐ ان کے پاس کھلے ہوئے نشان (معجزے) اور (آسمانی) صحیفے اور روشن (واضح ہدایت دینے والی)

۱۰۔ ﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ آپ انہی لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بے دیکھے خدا سے ڈرتے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک اور جگہ ارشاد قدرت ہے انما انت منذر من یخشاھا۔۔۔۔ آپ صرف انہیں ڈرا سکتے ہو جو آخرت کا خوف وخدشہ محسوس کرتے ہیں۔ اگرچہ پیغمبر اسلامؐ عالمی پیغمبر ہیں مگر اس مرکز رشد و ہدایت سے فائدہ اور فیض صرف وہی لوگ پا سکتے ہیں جن کے دلوں میں خوف آخرت موجود ہے۔ جس طرح قرآن عالمی ہدایت کی کتاب ہے مگر اس چشمہ فیض سے ہدایت وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جن کے دلوں میں خوف خدا ہے۔ جن کی ظاہری علامت یہ ہے کہ وہ باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں۔

۱۱۔ ﴿وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى۔ الآیہ﴾ ہم پارہ ۳ کے آغاز میں یہ حقیقت بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کر آئے ہیں کہ خالق اکبر نے اپنی حکمت بالغہ سے کائنات کی کوئی بھی اچھی یا بری دو چیزیں برابر پیدا نہیں کیں تو پھر دل و دماغ کا اندھا اور عقل وخرد والا، کفر کا اندھیرا اور ایمان کا اجالا، جنت کا ٹھنڈا سایہ اور جہنم کی تپش و گرمی یا پھر زندہ یعنی اہل ایمان اور مردے یعنی کافر و مشرک کس طرح برابر ہو سکتے ہیں؟ یعنی عدل الٰہی کے تحت ان میں تفریق لازم ہے یہ نہ ایک جیسے ہیں اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔ مومن و کافر اور مصلح و مفسد میں جو فرق ہے وہ عیاں راچہ بیان کا مصداق ہے۔

۱۲۔ ﴿وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ۔ الآیہ﴾ یہ مطلب قرآن مجید میں جا بجا مختلف الفاظ کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ مشرق ہو یا مغرب جہاں بھی انسان آباد ہیں وہاں کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی داعی حق اور رہنما ضرور آیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ نبی و رسول ہو یا بشیر و نذیر یا شہید بلا فصل ہو یا بالواسطہ الغرض ہر جگہ کوئی ہادی و رہنما ضرور آنا چاہئے اور اس کی آواز حق لوگوں تک پہنچنی چاہئے جس سے لوگوں پر حجت تمام ہو جائے کیونکہ عذاب بلا بیان عقلاً و شرعاً قبیح ہے۔

الْمُنِيرِ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ
کتابیں لیکر آئے تھے (۲۵) پھر میں نے کافروں کو پکڑ لیا (دیکھو) میری سزا
كَانَ نَكِيرِ ﴿٢٦﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ ع ۳ ۱۴ ۱۵
کیسی سخت تھی ؟ (۲۶) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا
مَاءً ۚ فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ۚ وَ
اور پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے مختلف رنگوں کے پھل نکالے اور (اسی طرح)
مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا
پہاڑوں میں بھی مختلف رنگوں کی گھاٹیاں ہیں کوئی سفید اور کوئی سرخ اور
وَغَرَابِيبُ سُودٌ ﴿٢٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ
بعض جسے گہرے سیاہ (۲۷) اور انسانوں، چلنے پھرنے والے جانوروں اور چوپایوں
وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى
میں بھی اسی طرح مختلف رنگ پائے جاتے ہیں اور اللہ کے بندوں میں سے صرف
اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴿٢٨﴾
علماء ہی اس سے ڈرتے ہیں بے شک اللہ غالب ہے (اور) بڑا بخشنے والا ہے (۲۸)
إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ
بے شک جولوگ (کماحقہ) کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے
وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ
انہیں دیا ہے اس سے پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں وہ ایک ایسی تجارت کے امیدوار ہیں
تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ ﴿٢٩﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَ
جس میں تباہی (خسارہ) نہیں (۲۹) تاکہ وہ (اللہ) انہیں پورا پورا اجر عطا فرمائے اور
يَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٠﴾
اپنے فضل و کرم سے اور زیادہ دے۔ بے شک وہ بڑا بخشنے والا، بڑا قدردان ہے (۳۰)
وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ
اور جو کتاب ہم نے بذریعہ وحی آپ کی طرف بھیجی ہے وہ برحق ہے اور اپنے سے

۱۴۔ ﴿إنما يخشى ۔ الآية﴾ واضح رہے کہ یہاں علماء سے مراد وہ لوگ نہیں ہیں جو بعض درسی و رسمی علوم وفنون کی بعض مخصوص کتابیں پڑھ سکتے ہیں یا بعض امتحانات کی سند رکھتے ہیں۔ تجربہ اور مشاہدہ شاہد ہے کہ ایسے اکثر لوگ خوف و خشیۂ الٰہی کی نعمت سے تہی دست ہوتے ہیں۔ بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کی ذات جامع جمیع کمالات اور اس کی صفات عالیات اور اس کے دین اسلام اور اس کے احکام کی معرفت رکھتے ہیں اور اس کے مطابق عمل بھی کرتے ہیں۔ الغرض جس قدر جس کی معرفت خدا زیادہ ہو گی اسی قدر وہ خدا کے عدل اور اس کے قہرو غضب سے زیادہ خائف و ترساں ہوگا۔ چنانچہ روایت میں وارد ہے: ﴿اعلمکم باللہ اخوفکم للہ﴾۔ (تفسیر صافی)

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ

پہلے والی کتابوں کی تصدیق کرنیوالی ہے بے شک اللہ اپنے بندوں (کے حالات) سے باخبر (اور) بڑا

بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا

دیکھنے والا نگران ہے (۳۱) پھر ہم نے اس کا وارث ان کو بنا دیا جن کو ہم نے اپنے بندوں

مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ

میں سے منتخب کرلیا ہے پس ان بندوں سے بعض تو اپنے نفس پر ظلم کرنیوالے ہیں اور

مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

بعض معتدل ہیں اور بعض اللہ کے اذن (اور اس کی توفیق) سے نیکیوں میں سبقت

ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ

لے جانیوالے ہیں یہی تو بہت بڑا فضل ہے (۳۲) (انکا صلہ) سدا بہار بہشت ہیں

يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

جن میں وہ داخل ہوں گے وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے

وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَ قَالُوا

جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہوگا (۳۳) اور وہ (بطور شکرانہ نعمت کہیں

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا

گے سب تعریف اللہ) کیلئے ہے (اور اسکا شکر ہے) جس نے ہم سے رنج وغم دور کردیا ہے بیشک ہمارا

لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ

پروردگار بڑا بخشنے والا، بڑاقدردان ہے (۳۴) جس نے ہمیں اپنے فضل وکرم سے

فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا

ایسی دائمی قیامت کی جگہ پر اتارا ہے جہاں نہ کوئی زحمت ہوتی ہے اور نہ ہی تھکن

لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا

محسوس ہوتی ہے (۳۵) اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کیلئے دوزخ کی آگ ہے (وہاں) نہ

يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ

ان کی موت کا فیصلہ کیا جائے گا کہ وہ مرجائیں اور نہ ہی ان کیلئے عذاب جہنم میں

۱۴۔ ﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں خداوند عالم نے یہ حقیقت بیان کی ہے کہ عام بندوں کی تین قسمیں ہیں: (۱) ظالم۔ (۲) معتدل۔ (۳) سابق بالخیرات۔ اور پھر یہ واضح فرمایا ہے کہ اس نے علم قرآن کا وارث پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان مخصوص بندوں کو قرار دیا ہے جن کو اس نے اپنے تمام بندوں سے منتخب کرلیا ہے اور وہ بنص حدیث ثقلین اہل بیت نبوت یعنی حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے گیارہ امامؑ ہیں۔ ذٰلك هو الفضل الکبیر۔

عَذَابِهَا ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِىْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ
کوئی کمی کی جائیگی ہم اسی طرح ہر ناشکرے کو سزا دیتے ہیں (۳۶) اور وہ (دوزخی)

يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا
اس میں چیخیں چلائینگے اے ہمارے پروردگار! ہمیں یہاں سے نکال (اور دوبارہ دنیا میں بھیج) تاکہ ہم نیک عمل

غَيْرَ الَّذِىْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ
کریں ایسے نہیں جیسے پہلے کرتے تھے (ارشاد قدرت ہوگا) کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں

فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا
نصیحت قبول کرنیوالا نصیحت قبول کرسکتا تھا؟ اور (علاوہ بریں) تمہارے پاس ڈرانیوالا بھی آیا تھا اب (اپنے

ع ۴ ۱۱ ۱۶

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٣٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ
کیے کا) مزہ چکھو (آج) ظالموں کا کوئی یار و مددگار نہیں ہے (۳۷) بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٣٨﴾
پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے۔ یقیناً وہ دلوں کے رازوں سے خوب واقف ہے (۳۸)

هُوَ الَّذِىْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ
وہ وہی ہے جس نے تمہیں (گزشتہ لوگوں کا) جانشین بنایا سو جو کوئی کفر کریگا تو اسکے کفر (کا وبال)

كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ
اسی پر پڑے گا اور کافروں کا کفر ان کے پروردگار کے ہاں سوائے قہر و غضب الٰہی کے

عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ
اور کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا اور کافروں کا کفر صرف ان کے خسارے

كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ
اور گھاٹے میں اضافہ کرتا ہے (۳۹) آپ کہہ دیجئے! (اے مشرکو) کیا تم نے کبھی اپنے

الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِىْ مَاذَا خَلَقُوْا
(خودساختہ) شریکوں کو دیکھا بھی ہے جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو مجھے دکھاؤ انہوں نے

مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِى السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ
زمین میں کیا پیدا کیا ہے؟ یا انکی آسمانوں میں شرکت ہے یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے

۱۵۔ ﴿اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ۔ الآیہ﴾ جب مجرم بارگاہ رب العزت میں یہ درخواست دیں گے کہ انہیں ایک بار پھر دنیا میں بھیجا جائے تاکہ نیک عمل بجالائیں تو انکی یہ درخواست یہ کہہ کر مسترد کر دی جائے گی ﴿اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر﴾ کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اگر کوئی نصیحت حاصل کرنا چاہتا تو کرسکتا تھا۔ علاوہ بریں تمہارے پاس ہمارا ڈرانے والا بھی آیا تھا؟ وہ کون سی عمر ہے جس کے بعد حجت تمام ہو جاتی ہے؟ ایک روایت میں اٹھارہ سال، دوسری روایت میں چالیس سال اور تیسری روایت میں ساٹھ سال مذکور ہیں (مجمع البیان) (اس کا مطلب یہ ہے کہ اس عمر کے بعد آدمی کو کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں دی جاتی۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اس عمر کو پہنچنے سے پہلے انتقال کر جائے تو اس کے ساتھ نسبتاً رعایت برتی جائے گی۔

۱۶۔ ﴿هُوَ الَّذِىْ جَعَلَكُمْ۔ الآیہ﴾ یہاں آیت میں اس خلافت و جانشینی سے پچھلی قوموں کی خلافت مراد ہے۔ قانونِ قدرت یہ ہے کہ وہ ایک قوم کو پیدا کر کے زمین میں رہنے اور عمل کرنے کا موقع دیتا ہے اور جب کوئی قوم اپنے عمل و کردار سے اپنی نااہلی ثابت کر دیتی ہے تو خدا اسے ختم کر کے دوسری قوم کو اس کی جگہ لاتا ہے۔ یہ سلسلہ قدیم الایام سے جاری ہے اور آبادی و بربادی کا یہ سلسلہ قیام قیامت تک جاری رہے گا۔

۱۷۔ ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ۔ الآیہ﴾ جن مزعومہ شرکاء کو مشرکین عرب خدا کا شریک سمجھتے تھے ان کے اس شرکیہ عقیدہ پر اور ان شرکاء کی بے حقیقتی پر کاری ضرب لگائی جا رہی ہے اور ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ اتنی بڑی زمینی تخلیق کائنات میں سے اگر انہوں نے کوئی چیز پیدا کی ہے تو مجھے دکھاؤ۔ اور آسمانی خلا میں جو بے شمار اجرام سماوی کا انتظام موجود ہے آیا ان کی تخلیق یا ان کے انتظام میں ان کی کچھ شراکت ہے تو اس کی نشاندہی کرو۔ اور اگر یہ سب کچھ نہیں تو آیا

اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ

کہ وہ اسکی بناء پر (اپنے شرک کے جواز کی) کوئی سند رکھتے ہوں؟ (کچھ بھی نہیں) بلکہ (یہ)

الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ

ظالم لوگ ایک دوسرے سے محض پُر فریب وعدے کرتے ہیں (۴۰) بے شک اللہ

يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ

(اپنی قدرت کاملہ) سے آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائیں

زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

اور اگر وہ (بالفرض) ہٹ جائیں تو اسکے سوا انہیں کون تھام سکتا ہے؟ بے شک وہ (اللہ) بڑا

حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ

بردبار (اور) بڑا بخشنے والا ہے (۴۱) اور یہ لوگ (کفار مکہ) بڑی سخت قسمیں کھا کر

لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى

کہتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا (پیغمبرؐ) آیا تو وہ ہر ایک قوم سے بڑھ کر

الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا

ہدایت قبول کرنے والے ہوں گے لیکن جب ان کے پاس ڈرانیوالا آگیا تو اس (کی آمد) نے انکی نفرت

نُفُوْرًا ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ

میں اضافہ کیا (۴۲) زمین میں سرکشی کرنے اور بری سازشیں کرنے میں اضافہ ہی کیا حالانکہ بری

وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ

سازشیں تو اسکو گھیرتی ہیں جو بری سازش کرتا ہے سو کیا اب یہ لوگ پہلے والے لوگوں

اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ

کیساتھ خدا کے طریقہ کار کا انتظار کر رہے ہیں (کہ ان کے ساتھ بھی وہی ہو) تم خدا کے

تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَلَمْ

دستور (طریقہ کار) میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے (کہ مقررہ قاعدے سے پھر جائے) (۴۳) کیا یہ

يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

لوگ زمین میں چلتے پھرتے نہیں ہیں کہ وہ دیکھتے کہ ان سے

ہم نے ان پر کوئی کتاب نازل کی ہے جس میں ان کی شراکت کی کوئی دلیل ہو تو وہ دکھاؤ اور جب کچھ بھی نہیں ہے تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ غیر اللہ کی پرستش کا یہ سارا معاملہ فریب کاری پر چل رہا ہے۔ یہ ایک دوسرے سے پُر فریب وعدے کر رہے ہیں کہ یہ شرکاء قیامت کے دن ان کے شفعاء ہوں گے۔ جس کی کوئی اصلیت اور حقیقت نہیں ہے۔ اور قیامت آنے پر ان سب جھوٹے وعدوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

۱۸۔ ﴿وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ ۔ الآیہ﴾ تاریخ شاہد ہے کہ جو کوئی حق اور اہل حق کے خلاف سازش کے جال بنتا ہے وہ خود بموجب چاہ کن را چاہ درپیش، عموماً خود اس میں پھنستا ہے اور اگر کبھی اس کی سازش کا کچھ ضرر اس شخص کو پہنچ جائے تو جو ضرر و زیاں اس سازش کرنے والے کو پہنچے گا وہ اس سے زیادہ سخت ہوگا۔ کیونکہ وہ دنیوی ہوگا اور یہ اُخروی۔

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ كَانُوْٓا اَشَدَّ
پہلے والے لوگوں کا انجام کیا ہوا تھا حالانکہ وہ قوت و طاقت میں ان سے

مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ
بڑھے ہوئے تھے آسمانوں اور زمین میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اللہ کو

فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا
عاجز (بے بس) کر سکے۔ وہ بڑا جاننے والا، بڑا قدرت رکھنے

قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا
والا ہے (۴۴) اور اگر خدا لوگوں کا ان کے (برے) اعمال کی پاداش

مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ
میں جلدی مواخذہ کرتا (پکڑتا) تو روئے زمین پر کوئی جاندار نہ چھوڑتا

يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ
لیکن ان کو ایک مقررہ مدت تک مہلت دیتا ہے تو جب ان کی مدت پوری ہو جائے گی

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ ع ۵ ۸ ۱۷
تو اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھنے والا (نگران) ہے (۴۵)

اٰیاتها ۸۳ | ۳۶ سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ ۴۱ | رکوعاتها ۵

سورہ یاسین مکی ہے۔ آیات ۸۳۔ ۵ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ
یاسین (۱) قرآن حکیم کی قسم (۲) یقیناً (آپ خدا) کے

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴﴾ ؕ
رسولوں میں سے ہیں (۳) (اور) سیدھے راستے پر ہی ہیں (۴)

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۵﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ
(یہ قرآن) عزیز (غالب اور) بڑے مہربان کا نازل کیا ہوا ہے (۵) تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں

۱۹۔ ﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں خدا کے قانون امہال کا ذکر کیا جا رہا ہے جس پر قبل ازیں کئی مقامات پر تبصرہ کیا جا چکا ہے کہ خدائے کریم کا قانونِ قدرت یہ ہے کہ وہ مجرموں کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ ایک مقررہ مدت تک برابر مہلت دیتا ہے تاکہ توبہ و انابہ کر لیں یا پھر دل کھول کر گناہ و عصیان کر لیں۔

سورۂ یٰسین

سورۂ یٰسین (جو کہ قلب قرآن ہے) کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) اسلام کے تین بنیادی عقائد پر ایمان لانے کی دعوت کا تذکرہ۔ (۲) زمانۂ فترت کا تذکرہ۔ (۳) امام مبین میں ہر چیز کا احصا کا بیان۔ (۴) ایک تباہ شدہ بستی کا حال جس کی طرف دو رسول بھیجے گئے تھے۔ (۵) توحید پروردگار پر تکوینی دلائل۔ (۶) داعیانِ حق کے ساتھ عوام کی عمومی روش کا تذکرہ۔ (۷) قیامت کی تصویر کشی اور مؤمنین و منکرین کے حال کا تذکرہ۔ (۸) مؤمن آل یٰسین کا تذکرہ۔ (۹) بروزِ قیامت انسانی اعضاء کی گواہی کا تذکرہ۔ (۱۰) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاعر ہونے کی نفی۔ (۱۱) شگونِ بد لینے کی مذمت۔ (۱۲) انسانی باقیات کا تذکرہ۔ (۱۳) ارذل العمر کا بیان۔ (۱۴) ہر چیز کی حکومت خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصة التفاسير﴾

۱۔ ﴿یٰسٓ۔ الآیہ﴾ بعض اخبار کے مطابق یہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک نام ہے۔

۲۔ ﴿وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ۔ الآیہ﴾ چونکہ کفار بڑے شد و مد کے ساتھ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت کا انکار کرتے تھے تو خدائے حکیم نے اتنے ہی شد و مد کے ساتھ محکم اور پُرحکمت قرآن کی قسم کھا کر آپ کی رسالت کی شہادت دی ہے۔

۳۔ ﴿لِتُنْذِرَ قَوْمًا۔ الآیہ﴾ یہاں باپ دادا سے ان لوگوں کے قریبی آباء و اجداد

أُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٦﴾ لَقَدْ حَقَّ

جسکے باپ دادا کو (براہ راست کسی پیغمبرؑ سے) ڈرایا نہیں گیا اس لیے وہ غافل ہیں (٦) ان میں سے اکثر پر

الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٧﴾ اِنَّا

(انکے تعصب وعناد کی وجہ سے) یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائینگے (٧) ہم نے (انکے پیہم

جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ

کفر وعناد کی وجہ سے گویا) انکی گردنوں میں (گمراہی اور شیطان کی غلامی کے) طوق ڈال دیے ہیں جو انکی ٹھوڑیوں تک

فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿٨﴾ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ

آگئے ہیں اس لیے وہ سر اوپر اُٹھائے ہوئے ہیں (لہٰذا وہ سر جھکا نہیں سکتے) (٨) اور ہم نے ایک دیوار ان کے

سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ

آگے کھڑی کر دی ہے اور ایک دیوار انکے پیچھے کھڑی کر دی ہے (اس طرح) ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے

لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٩﴾ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ

پس وہ کچھ دیکھ نہیں سکتے (٩) ان کیلئے (دونوں باتیں) برابر ہیں خواہ آپ انہیں ڈرائیں

لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠﴾ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ

یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے (١٠) آپ تو صرف اس شخص کو

اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ

ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے اور بے دیکھے خدائے رحمان سے ڈرے پس ایسے شخص کو

بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿١١﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى

مغفرت (بخشش) اور عمدہ اجر کی خوشخبری دے دیں (١١) بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ

وقف غفران

وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۣ وَكُلَّ شَيْءٍ

کرتے ہیں اور انکے وہ اعمال لکھ لیتے ہیں جو وہ آگے بھیج چکے ہیں اور انکے وہ آثار بھی ثبت کرتے ہیں جو وہ

ع ۲/۱۸

اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٢﴾ ۧ وَاضْرِبْ لَهُمْ

اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں جمع کر دیا ہے (١٢) اور (انکو سمجھانے کیلئے)

وقف لازم

مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿١٣﴾ ۚ

بطور مثال ایک خاص بستی کا قصہ سنائیں جب ان کے پاس (ہمارے) پیغام رساں آئے (١٣)

مراد ہیں کہ زمانہ فترت میں واقع ہونے کی وجہ سے ان کو براہ راست کسی پیغمبر کے ذریعہ سے نہیں ڈرایا گیا۔

۴۔ ﴿اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى۔ الآیہ﴾ یہ بات عیاں راچہ بیان کی مصداق ہے کہ انسانی اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) ایک وہ عمل جو انسان اپنے حین حیات میں کرتا ہے اور اس کی موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے جیسے نماز، روزہ وغیرہ۔ (۲) دوسرا وہ عمل جو اگرچہ آدمی کرتا تو اپنے حین حیات میں ہے مگر اس کے ثمرات اس کی موت کے بعد بھی باقی رہتے ہیں جیسے کوئی مسجد و مدرسہ یا کوئی اور خیراتی ادارہ جنہیں باقیات الصالحات کہا جاتا ہے۔ یہ ہر دو قسم کے اعمال خدا انسان کے نامہ اعمال میں ثبت فرماتا ہے۔

۵۔ ﴿كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ۔ الآیہ﴾ مفسرین اسلام میں اختلاف ہے کہ یہاں امام مبین سے کیا مراد ہے؟ چنانچہ (۱) برادرانِ اسلامی کے قریباً تمام مفسرین نے اور ہمارے اکثر مفسرین نے اس سے لوح محفوظ مراد لی ہے۔ (تفسیر تبیان، مجمع البیان اور ابوالفتوح رازی وغیرہ) (۲) بعض نے اس سے نامہ اعمال مراد لیا ہے۔ (مجمع البیان) (۳) بعض نے اس سے علم خداوندی مراد لیا ہے۔ (تفسیر کاشف) (۴) اور بعض نے اس سے حضرت امیر علیہ السلام کی ذات بابرکات مراد لی ہے جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت مروی ہے۔ (معانی الاخبار) بنابریں یہاں ہر شیٔ سے مراد وہ شیٔ ہو گی جس کا تعلق منصب نبوت و امامت سے ہے یعنی شریعت سے ہے کہ ایسی ہر چیز کا جاننا نبی و امام کیلئے ضروری ہے۔

۶۔ ﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ۔ الآیہ﴾ فریقین کے مفسرین میں مشہور ہے کہ یہاں اس بستی سے مراد شام کا شہر انطاکیہ ہے اور وہ دو مبلغ جن کو جناب عیسیٰ

إِذْ أَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا

(پہلے) ہم نے انکی طرف دو (رسولؑ) بھیجے تو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں تیسرے

بِثَالِثٍ فَقَالُوٓا إِنَّآ إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ ﴿١٤﴾

(رسولؑ) کیساتھ تقویت دی۔ چنانچہ تینوں نے کہا کہ ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں (۱۴)

قَالُوا مَآ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ أَنزَلَ

ان لوگوں نے کہا تم بس ہمارے ہی جیسے انسان ہو اور خدائے رحمان

الرَّحْمَٰنُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ﴿١٥﴾

نے (تم پر) کوئی چیز نازل نہیں کی ہے تم بالکل جھوٹ بول رہے ہو (۱۵)

قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّآ إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ ﴿١٦﴾

رسولوںؑ نے کہا کہ ہمارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں (۱۶)

وَمَا عَلَيْنَآ إِلَّا الْبَلَٰغُ الْمُبِينُ ﴿١٧﴾ قَالُوٓا إِنَّا

اور ہماری ذمہ داری صرف یہ ہے کہ ہم (خدا کا پیغام) صاف صاف پہنچادیں (۱۷) تو بستی والوں نے کہا کہ

تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِن لَّمْ تَنتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَ

ہم تو تمہیں اپنے لیے فال بد سمجھتے ہیں (کہ تمہارے آنے سے قحط پڑگیا ہے) اگر تم باز نہ آئے

لَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٨﴾ قَالُوا

تو ہم تمہیں سنگسار کر دینگے اور ہماری طرف سے تمہیں دردناک سزا ملے گی (۱۸) رسولوںؑ نے

طَٰٓئِرُكُم مَّعَكُمْ أَئِن ذُكِّرْتُم بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ

کہا کہ تمہاری فال بد تو تمہارے ساتھ ہے! کیا اگر تمہیں نصیحت کی جائے (تو یہ بات

مُّسْرِفُونَ ﴿١٩﴾ وَجَآءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ رَجُلٌ

بدشگونی ہے؟) حقیقت یہ ہے کہ تم حد سے بڑھ جانیوالے لوگ ہو (۱۹) اور ایک شخص شہر کے

يَسْعَىٰ قَالَ يَٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ ﴿٢٠﴾

پرلے سرے سے دوڑتا ہوا آیا اور کہا اے میری قوم! رسولوںؑ کی پیروی کرو (۲۰)

اتَّبِعُوا مَن لَّا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا وَهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٢١﴾

ان لوگوں کی پیروی کرو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور خود ہدایت یافتہ بھی ہیں (۲۱)

علیہ السلام نے پہلے یہاں تبلیغ کیلئے بھیجا تھا اور لوگوں نے ان کی تکذیب کی۔ ان کے نام صادق و مصدوق تھے۔ اور پھر جس تیسرے بزرگوار کو ان کی تائید کیلئے بھیجا تھا ان کا نام شمعون تھا۔ اور جو شخص شہر کے اس کنارے سے دوڑتا ہوا آیا تھا اس کا نام حبیب نجار تھا اور بقولے مؤمن آل یٰسین تھا۔ مگر یہ مشہور روایت بعض داخلی و خارجی شہادتوں کی بنا پر قابل اعتماد نہیں ہے۔ (واللہ العالم) بہرحال اس بستی سے کوئی بھی بستی مراد ہو اور رسولوں سے بھی کوئی رسول مراد ہوں اس کا مقصد صرف یہ بیان کرنا ہے کہ اس بستی کے باشندوں نے اللہ کے فرستادوں کی تکذیب کی اور ان کو مختلف اذیتیں پہنچائیں جس کی پاداش میں خدا نے ان لوگوں پر عذاب نازل کر کے انہیں نیست و نابود کر دیا۔ لہٰذا اس واقعہ سے یہ درس عبرت حاصل ہوتا ہے کہ جو قوم اس بستی والے لوگوں جیسا کردار ادا کرے گی اس کا انجام بھی ان سے مختلف نہ ہوگا۔ ﴿ولن تجد لسنة الله تبديلا﴾ (تفسیر الکاشف والمیزان و تفہیم القرآن وغیرہ)

۷۔ ﴿قَالُوٓا إِنَّا تَطَيَّرْنَا۔ الآیہ﴾ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بستی والے لوگ بھی عام جاہلوں کی طرح شگونِ بد کے واہمہ میں گرفتار تھے جس کی پیغمبر اسلام ﷺ نے یہ فرما کر تردید کی ہے کہ ﴿لا طیرة فی الاسلام﴾ یعنی اسلام میں کوئی شگونِ بد نہیں ہے اور کوئی چیز کسی کیلئے منحوس نہیں ہے۔ ع

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

وَمَا لِيَ لَآ أَعۡبُدُ ٱلَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيۡهِ تُرۡجَعُونَ ﴿۲۲﴾

مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں اس ہستی کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے حالانکہ تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۲۲)

ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً إِن يُرِدۡنِ ٱلرَّحۡمَٰنُ بِضُرّٖ لَّا

کیا میں اسے چھوڑ کر ایسے خداؤں کو اختیار کروں کہ اگر خدائے رحمٰن مجھے کوئی نقصان پہنچانا

تُغۡنِ عَنِّي شَفَٰعَتُهُمۡ شَيۡـٔٗا وَلَا يُنقِذُونِ ﴿۲۳﴾ إِنِّيٓ

چاہے تو انکی سفارش مجھے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے اور نہ ہی وہ مجھے چھڑا سکیں (۲۳) (اگر میں ایسا کروں)

إِذٗا لَّفِي ضَلَٰلٖ مُّبِينٍ ﴿۲۴﴾ إِنِّيٓ ءَامَنتُ بِرَبِّكُمۡ

تو میں اس وقت کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہونگا (۲۴) میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لے آیا ہوں تم میری بات

فَٱسۡمَعُونِ ﴿۲۵﴾ قِيلَ ٱدۡخُلِ ٱلۡجَنَّةَۖ قَالَ يَٰلَيۡتَ

(کان لگا کر) سنو (اور ایمان لے آؤ) (۲۵) (انجام کار ان لوگوں نے اس مومن کو سنگسار کر دیا اور اس سے) کہا گیا کہ

قَوۡمِي يَعۡلَمُونَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ

بہشت میں داخل ہو جا۔ وہ کہنے لگا کاش میری قوم کو معلوم ہو جاتا (۲۶) کہ میرے پروردگار نے کس وجہ سے مجھے بخش دیا

ٱلۡمُكۡرَمِينَ ﴿۲۷﴾ وَمَآ أَنزَلۡنَا عَلَىٰ قَوۡمِهِۦ مِنۢ بَعۡدِهِۦ

ہے اور مجھے معزز لوگوں میں سے قرار دیا ہے (۲۷) اور ہم نے اس (کی شہادت) کے بعد نہ تو اسکی قوم پر آسمان سے

مِن جُندٖ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنزِلِينَ ﴿۲۸﴾ إِن

کوئی لشکر اتارا اور نہ ہی ہم کو (اتنی سی بات کیلئے لشکر) اتارنے کی ضرورت تھی (۲۸) وہ (سزا)

كَانَتۡ إِلَّا صَيۡحَةٗ وَٰحِدَةٗ فَإِذَا هُمۡ خَٰمِدُونَ ﴿۲۹﴾

تو صرف ایک مہیب آواز (چنگھاڑ) تھی جس سے وہ ایک دم بجھ کر رہ گئے (۲۹)

يَٰحَسۡرَةً عَلَى ٱلۡعِبَادِۚ مَا يَأۡتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا

افسوس ہے (ایسے) بندوں پر کہ جب بھی ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے تو یہ

كَانُواْ بِهِۦ يَسۡتَهۡزِءُونَ ﴿۳۰﴾ أَلَمۡ يَرَوۡاْ كَمۡ أَهۡلَكۡنَا

اس کا مذاق اڑاتے ہیں (۳۰) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم ان سے

قَبۡلَهُم مِّنَ ٱلۡقُرُونِ أَنَّهُمۡ إِلَيۡهِمۡ لَا يَرۡجِعُونَ ﴿۳۱﴾

پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں (اور) وہ کبھی ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے (۳۱)

ع ۳۴

وقف غفران

۸۔ ﴿يَٰحَسۡرَةً عَلَى ٱلۡعِبَادِ۔ الآیہ﴾ ایسے لوگوں کے حال زار پر افسوس کیا جا رہا ہے جو نبیوں کو حقیر سمجھ کر ان کا مذاق اڑاتے ہیں اور ان کی مقدس تعلیمات کو قبول نہیں کرتے۔ کتنی قومیں اپنی اس کجروی کی وجہ سے تباہ و برباد ہو چکی ہیں مگر یہ لوگ پھر بھی ان سے درس عبرت حاصل نہیں کرتے۔ چنانچہ اس انداز میں کفار مکہ کو دھمکی دی جا رہی ہے کہ اگر انہوں نے اپنی روش نہ بدلی تو ان کا انجام بھی ان جھٹلانے والی اور مذاق اڑانے والی قوموں سے مختلف نہ ہوگا۔

ع ۲ وَإِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ

(ہاں البتہ) وہ سب (ایک بار) ہماری بارگاہ میں حاضر کیے جائیں گے (۳۲) اور (ہماری نشانیوں میں

الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا

سے) ان کیلئے ایک نشانی وہ مردہ زمین ہے جسے ہم نے زندہ کر دیا اور اس سے دانہ (غلہ)

فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَ

نکالا جس سے وہ کھاتے ہیں (۳۳) اور ہم نے اس (زمین) میں کھجوروں اور انگوروں

أَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ﴿٣٤﴾ لِيَأْكُلُوا مِن

کے باغات پیدا کیے اور اس سے چشمے جاری کردیے (۳۴) تاکہ وہ اس کے پھلوں سے کھائیں حالانکہ یہ

ثَمَرِهِ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٥﴾

انکے ہاتھوں کی کارگزاری نہیں ہے کیا یہ لوگ (اس پر بھی) شکرادا نہیں کرتے؟ (۳۵) پاک ہے وہ ذات

سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنبِتُ

جس نے سب اقسام کے جوڑے جوڑے پیدا کیے ہیں خواہ (نباتات) ہو جسے زمین اگاتی ہے یا خود ان

الْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾ وَآيَةٌ

کے نفوس ہوں (بنو نوع انسان) یا وہ چیزیں ہوں جن کو یہ نہیں جانتے (۳۶) اور ان

لَّهُمُ اللَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم

کیلئے ایک نشانی رات بھی ہے جس سے ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں تو ایک دم وہ اندھیرے میں رہ

مُّظْلِمُونَ ﴿٣٧﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ

جاتے ہیں (۳۷) اور (ایک نشانی) سورج ہے جو اپنے مقررہ ٹھکانے (مدار) کی طرف چل رہا ہے (گردش کررہا

ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٣٨﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ

ہے) یہ اندازہ اس (خدا) کا مقرر کیا ہوا ہے جو غالب ہے (اور) بڑا علم والا (۳۸) اور (ایک نشانی) چاند بھی ہے جسکی

مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ﴿٣٩﴾ لَا

ہم نے منزلیں مقرر کردی ہیں یہاں تک کہ وہ (آخر میں) کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہوجاتا ہے (۳۹) نہ

الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ

سورج کے بس میں ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ ہی رات کیلئے ممکن ہے کہ وہ دن پر سبقت لے

۹۔ ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ۔ الآیہ﴾ قدیم زمانہ میں صرف کھجور کے اندر نر و مادہ کا تصور تھا باقی نباتات وغیرہ میں نر و مادہ کا کوئی تصور نہ تھا۔ مگر اب علم جدید نے اس حقیقت کے چہرہ سے نقاب کشائی کی ہے کہ حیوانات کے علاوہ تمام نباتات میں بلکہ باقی مجہولات میں بھی یہ نر و مادہ کا نظام نافذ ہے جیسا کہ حالیہ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ایٹم بم میں بھی یہ نظام زوجیت جاری ہے اور یہ چیز قرآن کے معجزۂ خالدہ ہونے کی ناقابل رد دلیل ہے۔

۱۰۔ ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا۔ الآیہ﴾ جس وقت قرآن مجید کا نزول ہوا تو اس وقت دنیا میں فلکیات کے بارے میں نظام بطلیموس کا نظریہ مستند مانا جاتا تھا اور جب اس کا عربی میں ترجمہ ہوا تو عام مسلمان بھی اسی نظریہ کے قائل ہو گئے۔ اس نظریہ کے مطابق زمین کائنات کا مرکز تھی اور آفتاب و ماہتاب اور تمام دوسرے سیارے اس کے ارد گرد حرکت کرتے تھے اور یہ ستارے آسمان میں جڑے ہوئے تھے اور جب آسمان گردش کرتے تو یہ بھی ان کے ساتھ گھومتے مگر جب جدید سائنسی علوم نے نظام بطلیموس کا غلط ہونا ثابت کر دیا اور واضح کیا کہ نظام شمسی کا مرکز زمین نہیں بلکہ آفتاب ہے اور باقی تمام سیارے اس کے ارد گرد گردش کرتے ہیں اور ستارے بھی خود گردش کرتے ہیں کسی آسمان میں جڑے ہوئے نہیں تو کچھ کوتاہ اندیش لوگوں نے یہ ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا کہ قرآنی نظریہ غلط ثابت ہو گیا (معاذ اللہ) جو سورج کی گردش کا اعلان کرتا ہے مگر بفضلہ تعالیٰ بہت سے سائنس دانوں کو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا کہ سورج باوجود مرکز ہونے کے اپنے تمام سیاروں سمیت اپنے مدار میں تقریباً ۲۳۰ کلومیٹر فی سیکنڈ کے حساب سے اور 1.9 کلومیٹر فی سیکنڈ اپنے محور (Axis) میں گردش کرتا ہے اور اسکے طلوع و غروب اور بلندی و پستی کا جو وقت

سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿٤٠﴾ وَآيَةٌ

جائے اور سب (اپنے) ایک ایک فلک (دائرہ) میں تیر رہے ہیں (۴۰) اور ان

لَّهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿٤١﴾ وَ

کیلئے (قدرت خدا کی) ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ہم نے انکی نسل کو بھری ہوئی کشتی (نوحؑ) میں سوار کیا (۴۱)

خَلَقْنَا لَهُم مِّن مِّثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ﴿٤٢﴾ وَإِن نَّشَأْ

اوران کیلئے (خشکی اور تری) میں کشتی کی مانند اور سواریاں پیدا کی ہیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں (۴۲) اور اگر ہم

نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنقَذُونَ ﴿٤٣﴾ إِلَّا

چاہیں تو انہیں غرق کر دیں پھر نہ کوئی ان کا فریاد رس ہو اور نہ ہی وہ چھڑائے جا سکیں (۴۳) مگر

رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿٤٤﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ

یہ کہ ہماری رحمت (شامل حال) ہو جائے اور ایک (خاص) وقت تک بہرہ مند کرنا منظور ہو (۴۴) اور جب ان سے کہا

اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ

جاتا ہے کہ ڈرو اس (انجام وعذاب) سے جو تمہارے آگے ہے اور اس سے ڈرو جو تمہارے پیچھے ہے کہ تم پر رحم کیا

تُرْحَمُونَ ﴿٤٥﴾ وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ

جائے (تو وہ اسکی پرواہ نہیں کرتے) (۴۵) اور انکے پروردگار کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی بھی انکے پاس

إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٤٦﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ

نہیں آتی مگر یہ کہ وہ اس سے روگردانی کرتے ہیں (۴۶) اور جب ان سے کہا جاتا ہے

أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ۙ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

کہ اللہ نے تمہیں جو کچھ عطا کیا ہے اس سے (کچھ) راہ خدا میں بھی خرچ کرو تو کافر

لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ ۖ

اہل ایمان سے کہتے ہیں کیا ہم اسے کھلائیں جسے اگر خدا چاہتا تو خود کھلا دیتا؟

إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ

تم لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہو (۴۷) اور وہ (کافر) کہتے ہیں کہ اگر تم

هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ مَا يَنظُرُونَ

سچے ہو تو بتاؤ کہ یہ (قیامت کا) وعدہ وعید کب پورا ہوگا؟ (۴۸) وہ صرف ایک مہیب آواز (چنگھاڑ) یعنی

مقرر کر دیا گیا ہے اس میں ایک سیکنڈ بھی کمی و بیشی نہیں ہوتی ﴿ذلك تقدير العزيز العليم﴾

۱۱۔ ﴿و اية لهم انا۔ الآیہ﴾ توحید پروردگار کے تکوینی دلائل میں سے ساتویں دلیل یہ ہے کہ ہم نے اولادِ آدم کی نسل کو بھری ہوئی کشتی نوحؑ میں سوار کیا۔ اگرچہ جناب نوحؑ کے ہمراہ تو صرف چند ہی آدمی سوار ہوئے تھے مگر آگے نسل انسانی انہی چند سواروں سے چلی کیونکہ باقی سب لوگ توطوفانِ نوحؑ میں غرق ہو گئے تھے۔

۱۲۔ ﴿و خلقنا لهم۔ الآیہ﴾ یہاں "من مثله" میں ضمیر کا مرجع کشتی ہے یعنی ہم نے اس کشتی کی طرح اور چیزیں بھی پیدا کی ہیں جیسے بحری جہاز، کروزر اور آبدوز کشتیاں وغیرہ جنہیں کاریگروں نے خدا کی عطا کردہ عقل وصلاحیت سے بنایا ہے۔ نیز اس سے خشکی کی عام سواریاں بھی مراد ہو سکتی ہیں جیسے گھوڑے، گدھے اور اونٹ وغیرہ جسے صحراء کی کشتی کہا جاتا ہے۔ بلکہ اس میں موجودہ دور کی تمام نو ایجاد سواریاں جیسے لاریاں، موٹریں اور ہوائی جہاز داخل ہیں جو انسان نے خداداد عقل کے بل بوتے پر ایجاد کی ہیں۔

اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً تَاۡخُذُہُمۡ وَ ہُمۡ یَخِصِّمُوۡنَ ﴿۴۹﴾

نفخ صور کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں اپنی گرفت میں لے لے گی جبکہ یہ لوگ (اپنے معاملات میں) باہم لڑ جھگڑ رہے ہونگے (۴۹)

فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ تَوۡصِیَۃً وَّ لَاۤ اِلٰۤی اَہۡلِہِمۡ

(اس وقت) وہ نہ کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ ہی اپنے گھر والوں کی طرف واپس

یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۵۰﴾ ع وَ نُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَاِذَا ہُمۡ مِّنَ ع ۱۸ ۳ ۲

جا سکیں گے (۵۰) اور جب (دوبارہ) صور پھونکا جائے گا تو وہ ایک دم اپنی قبروں

الۡاَجۡدَاثِ اِلٰی رَبِّہِمۡ یَنۡسِلُوۡنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوۡا

سے (نکل کر) اپنے پروردگار کی طرف تیز تیز چلنے لگیں گے (۵۱) (اس وقت گھبرا کر) کہیں

یٰوَیۡلَنَا مَنۡۢ بَعَثَنَا مِنۡ مَّرۡقَدِنَا ٜسکتۃ ہٰذَا مَا وَعَدَ وقف لازم وقف منزل وقف غفران

گے ہائے افسوس! کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اٹھایا؟ (جواب دیا جائیگا) یہ وہی (قیامت) ہے جسکا

الرَّحۡمٰنُ وَ صَدَقَ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۵۲﴾ اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا

خدائے رحمٰن نے وعدہ (وعید) کیا تھا اور پیغمبروںؑ نے بھی سچ کہا تھا (۵۲) بس وہ ایک مہیب آواز

صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ہُمۡ جَمِیۡعٌ لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۵۳﴾

(چنگھاڑ) ہوگی پھر سب کے سب ہمارے حضور حاضر کر دیئے جائیں گے (۵۳)

فَالۡیَوۡمَ لَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَیۡئًا وَّ لَا تُجۡزَوۡنَ اِلَّا

پس آج کے دن کسی پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور تمہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر انہی

مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ الۡیَوۡمَ فِیۡ

اعمال کا جو تم کیا کرتے تھے (۵۴) بے شک آج بہشتی لوگ اپنے مشغلہ میں

شُغُلٍ فٰکِہُوۡنَ ﴿۵۵﴾ ج ہُمۡ وَ اَزۡوَاجُہُمۡ فِیۡ ظِلٰلٍ

خوش ہوں گے (۵۵) وہ اور ان کی بیویاں (گھنے) سایوں میں مسندوں

عَلَی الۡاَرَآئِکِ مُتَّکِـُٔوۡنَ ﴿۵۶﴾ لَہُمۡ فِیۡہَا فَاکِہَۃٌ

پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے (۵۶) وہاں ان کے (کھانے پینے) کیلئے (ہر قسم کے) پھل ہوں گے اور وہ

وَّ لَہُمۡ مَّا یَدَّعُوۡنَ ﴿۵۷﴾ ج سَلٰمٌ ۟ قف قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ

سب کچھ ہوگا جو وہ طلب کریں گے (۵۷) (انہیں) مہربان (پروردگار) کی طرف سے سلام

۱۳۔ ﴿یویلنا من بعثنا۔ الآیہ﴾ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے؟ اس کی تفصیل تو ہماری کتاب "احسن الفوائد" میں دیکھنی چاہیے۔ اجمالاً اس قدر عرض ہے کہ جب روح قفس عنصری سے پرواز کر جاتی ہے تو وہ جسم کے ساتھ ساتھ رہتی ہے اور دفن کے بعد ایک بار پھر اسے بدن میں داخل کیا جاتا ہے تاکہ میت نکیرین کے سوالوں کا جواب دے سکے۔ اس کے بعد آدمی دوبارہ مر جاتا ہے اور جسم و روح میں مکمل مفارقت واقع ہو جاتی ہے۔ پھر جو مومن کامل ہوتے ہیں ان کی روحوں کو جسم مثالی میں ڈال کر وادی السلام میں رکھا جاتا ہے اور جو پکے کافر و مشرک اور بدکردار ہوتے ہیں انکی روحوں کو جسم مثالی میں ڈال کر وادئ برہوت میں رکھا جاتا ہے اور جو لوگ درمیانہ قسم کے ہوتے ہیں یعنی نہ مومن کامل ہوتے ہیں اور نہ ہی پکے بے ایمان ان کی روحیں اس عالم برزخ میں سوئے ہوئے انسان کی طرح غفلت میں پڑی رہتی ہیں۔

۱۴۔ ﴿سلٰمٌ قولاً۔ الآیہ﴾ جنت کی سب نعمتیں اور راحتیں ایک طرف اور خوشنودئ خدا کی نعمت دوسری طرف، یہ سب سے بڑی نعمت ہوگی۔ جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے ﴿و رضوان من اللہ اکبر﴾ بھلا جسکی خوشنودی کا پروانہ حاصل کرنے کی خاطر یہ لوگ ساری زندگی عمل و عبادت کرتے رہے تو جب اسکی طرف سے سلام آئے گا ﴿سلام قولاً من رب رحیم﴾ تو اس وقت انکے کیف و سرور اور روحانی مسرت و شادمانی کا کیا عالم ہوگا؟

رَّحِيمٍ ﴿٥٨﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٩﴾
کہا جائے گا (۵۸) (ارشادِ قدرت ہو گا) اے مجرمو! الگ ہو جاؤ (۵۹)
أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا
اے اولادِ آدم! کیا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ شیطان کی پرستش نہ کرنا؟ کہ وہ
الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ وقف غفران ۱۵
تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے (۶۰) ہاں البتہ میری عبادت کرو کہ یہی
هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنكُمْ
سیدھا راستہ ہے (۶۱) (اس کے باوجود) اس نے تم میں سے ایک کثیر گروہ کو گمراہ
جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾ هَٰذِهِ
کر دیا کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے تھے؟ (۶۲) یہ ہے وہ جہنم جس
جَهَنَّمُ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٦٣﴾ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ
سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا (۶۳) آج اپنے کفر کی پاداش میں اس میں داخل
بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٦٤﴾ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ
ہو جاؤ (اور اس کی آگ تاپو) (۶۴) آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے
أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم
اور ہم سے ان کے ہاتھ کلام کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے اس کے بارے میں جو
بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ
کچھ وہ کیا کرتے تھے (۶۵) اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو مٹا دیتے
أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ ﴿٦٦﴾
پھر وہ راستہ کی طرف دوڑتے تو ان کو کہاں نظر آتا؟ (۶۶)
وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا
اور اگر ہم چاہتے تو انہیں ان کی جگہ پر مسخ کر کے رکھ دیتے کہ نہ آگے بڑھ سکتے
اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ﴿٦٧﴾ وَمَن نُّعَمِّرْهُ ع ۴
اور نہ پیچھے پلٹ سکتے (۶۷) اور جس کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں اسے

۱۵۔ ﴿أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ۔ الآیہ﴾ خدا نے انبیاء و مرسلین، ائمہ طاہرین اور علماء کاملین کے ذریعہ سے لوگوں کو حکم دیا ہے کہ شیطان کی بندگی اور اطاعت نہ کرو۔ بلکہ خدا کی بندگی کرو کہ یہی سیدھا راستہ ہے۔ دُنیا میں بظاہر کوئی شخص بھی براہ راست شیطان کی عبادت نہیں کرتا لہٰذا اس سے غیر اللہ کی پرستش اور خواہش نفس کی اتباع مراد ہے کیونکہ یہ سب کچھ شیطان اور نفس امارہ کی ترغیب کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا ہر غیر اللہ کا پرستار اور ہر خواہش نفس میں گرفتار دراصل شیطان اور خواہش نفس کا پرستار ہے۔

۱۶۔ ﴿الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ۔ الآیہ﴾ قرآن و سنت سے ثابت ہے کہ جب مجرمین خدا کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے اور ان کے خلاف فردِ جرم عائد کی جائے گی تو وہ صاف مکر جائیں گے کہ یہ بُرے کام انہوں نے کئے ہی نہیں تو اقبالِ جرم کرانے اور حجت تمام کرنے کیلئے انکے مونہوں پر مہریں لگا دیں جائیں گی اور انکے ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء و جوارح انکے کرتوں کی گواہی دیں گے۔ آہ ؎

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے!

نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ

خلقت (ساخت) میں الٹ دیتے ہیں کیا وہ عقل سے کام نہیں لیتے ؟ (۶۸) اور ہم نے انہیں شعرو

الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ

شاعری نہیں سکھائی اور نہ ہی یہ ان کے شایانِ شان ہے یہ تو بس ایک نصیحت اور

مُّبِيْنٌ ﴿٦٩﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ

واضح قرآن ہے (۶۹) تاکہ آپ (اس کی ذریعہ سے) انہیں ڈرائیں جو زندہ (دل) ہیں اور تاکہ کافروں

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٠﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ

پر حجت تمام ہو جائے (۷۰) کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے (غور نہیں کرتے) کہ ہم نے ان کیلئے اپنے

مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾

دست ہائے قدرت سے بنائی ہوئی چیزوں میں سے مویشی پیدا کیے (چنانچہ اب) یہ ان کے مالک ہیں (۷۱)

وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾

اور ہم نے ان (مویشیوں) کو ان کا مطیع کر دیا ہے پس ان میں سے بعض پر وہ سوار ہوتے ہیں اور بعض کا گوشت کھاتے ہیں (۷۲)

وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾

اور ان کیلئے ان میں اور بھی طرح طرح کے فائدے اور پینے کی چیزیں (دودھ وغیرہ) بھی ہیں تو کیا یہ لوگ شکر ادا نہیں کرتے؟ (۷۳)

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ ۭ

اور کیا انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور خدا بنا لئے ہیں کہ شاید ان کی مدد کی جائے گی (۷۴)

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ

حالانکہ وہ ان کی (کچھ بھی) مدد نہیں کر سکتے (بلکہ) وہ (کفار) ان (بتوں) کی حفاظت اور ان کے (دفاع)

مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا

کیلئے حاضر باش لشکر ہیں (۷۵) (اے پیغمبرؐ) ان لوگوں کی باتیں آپ کو رنجیدہ نہ کریں بے شک ہم خوب

يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٦﴾ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا

جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں (۷۶) کیا انسان یہ نہیں دیکھتا (اس پر غور نہیں

خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٧﴾

کرتا) کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا ہے سو وہ یکا یک (ہمارا) کھلا ہوا مخالف بن گیا (۷۷)

وقف لازم

۱۷۔ ﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ۔ الآیہ﴾ کفار و مشرکین جو قرآن کو شعر اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاعر کہتے تھے تو وہ شعر کے عام اصطلاحی معنی کے اعتبار سے نہیں تھا کیونکہ اسکے اصطلاحی معنی ہیں وہ کلام جس کے وزن اور قافیہ کا قصد کیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن ایسا کلام نہیں ہے بلکہ وہ شعر کے ایک دوسرے مفہوم کی بنا پر کہتے تھے۔ یعنی جھوٹے مضامین اور خیالی تک بندی۔ اسی کی خداوند عالم نے یہاں رد کی ہے کہ ہم نے پیغمبرؐ کو شعر و شاعری نہیں سکھائی یہ قرآن تو بس نصیحت ہے اور قرآن واضح حقائق کا خزینہ اور معارف کا دفینہ ہے۔

۱۸۔ ﴿مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم کا اپنے بندوں پر یہ خصوصی احسان ہے کہ اس نے خاص اہتمام سے ان کیلئے مویشی یعنی اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریاں پیدا کی ہیں اور ان پر سوار ہوتے ہیں۔ واضح رہے کہ بطور استعارہ یہاں مما عملت ایدینا (اپنے ہاتھوں سے) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے مقصد صرف یہ ہے حقیقت بیان کرنا ہے کہ انکی تخلیق بھی کسی غیر اللہ کا کوئی دخل نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انکو پیدا کر کے انسان کا مسخر بنایا ہے تاکہ وہ ان سے فائدہ اٹھائے۔

۱۹۔ ﴿اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ ہم نے انسان کو نطفہ (پانی کی ایک بوند) سے پیدا کیا اور پھر اسے صحت قوت دی اور عقل و علم کی دولت سے نوازا مگر وہ اپنی خلقت کو بھول کر ہمارے منہ لگتا ہے کہ ان بوسید ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟ ارشاد ہوتا ہے ان سے کہو کہ ان کو وہی قادرِ مطلق زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں پیدا کیا تھا۔ حالانکہ ایجاد مشکل ہوتی ہے اور اعادہ آسان۔ تو جو ایجاد کر سکتا ہے وہ اعادہ کیوں نہیں کر سکتا؟

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ

وہ ہمارے لیے مثالیں پیش کرتا ہے اور اپنی خلقت کو بھول گیا ہے وہ کہتا ہے کہ ان ہڈیوں کو کون زندہ

الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ

کرے گا جبکہ وہ بالکل بوسیدہ ہو چکی ہوں؟ (۷۸) آپ کہہ دیجئے! انہیں وہی (خدا دوبارہ)

اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ﴿۷۹﴾

زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا وہ ہر مخلوق کو خوب جانتا ہے (۷۹)

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ

(خدا) جس نے تمہارے لیے سرسبز درخت سے آگ پیدا کی ہے اس

اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ

سے (اور) آگ سلگاتے ہو (۸۰) کیا وہ (قادرِ مطلق) جس نے آسمانوں اور زمین کو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ

پیدا کیا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان (لوگوں) جیسے (دوبارہ) پیدا کرے؟

بَلٰى ۗ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ

ہاں وہ بڑا پیدا کرنے والا (اور) بڑا جاننے والا ہے (۸۱) اس کا معاملہ تو بس یوں ہے کہ جب وہ کسی

شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ

چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ (فوراً) ہو جاتی ہے (۸۲) پس پاک ہے

بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع ۵ ۱۶ ۴

وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے (۸۳)

اٰيَاتُهَا ۱۸۲ ۔ ۳۷ سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ ۵۶ ۔ رُكُوْعَاتُهَا ۵

سورہ صافات مکی ہے۔ آیات ۱۸۲۔ ۵ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

المنزل ۶

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ

باقاعدہ طور پر صف باندھنے والی ہستیوں کی قسم (۱) (برائی سے) جھڑکنے (اور) ڈانٹنے والی ہستیوں کی قسم (۲) پھر

۲۰۔ ﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ۔ الآیہ﴾ انسان نے جب کوئی کام کرنا ہوتو اسے ہزار اہتمام کرنا پڑتا ہے مگر قادر مطلق خدا جب کوئی کرنا چاہے تو یہ فرماتا ہے کہ ہو جا اور بس وہ ہو جاتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ کن فیکون بھی صرف استعارہ ہے جس سے صرف انتہائی سرعت تکوینی مراد ہے ورنہ وہ لفظ "کن" کہنے کا بھی محتاج نہیں ہے۔ (نہج البلاغہ)

۲۱۔ ﴿فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ۔ الآیہ﴾ خدا ہر قسم کے نقص و عیب سے منزہ ہے اور وہ ذات، صفات، افعال اور عبادت میں واحد لا شریک ہے۔ اس کیلئے ایجاد کرنا اور اعادہ کرنا بالکل آسان کام ہے اور بلا شرکت غیرے اسے کائنات کی ہر چیز پر اقتدار و اختیار حاصل ہے۔

﴿سورہ صافات﴾

سورہ صافات کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) یہ سورہ گویا سورہ یٰسین کا مُثنیٰ ہے اس لئے اس کے مطالب بھی توحید و رسالت اور قیامت کے گرد گھومتے ہیں۔ (۲) قیامت کے ضرور آنے اور اس دن جہنمی لوگوں کے چھوٹوں بڑوں کے ایک دوسرے پر لعنت کرنے کا بیان۔ (۳) مختلف انبیاء کرام کے حالات کہ انہوں نے کن مشکلات میں گھر کر شمع حق کو روشن رکھا۔ (۴) جناب خلیل خدا علیہ السلام کی قربانی کا خصوصی تذکرہ۔ (۵) خدا کے مشارق و مغارب کا پروردگار ہونے کا تذکرہ۔ (۶) ذبح عظیم کا بیان۔ (۷) ولایت علی علیہ السلام کے بارے میں سوال کئے جانے کا تذکرہ۔ (۸) جناب ابراہیم علیہ السلام کے شیعہ نوح ہونے کا بیان۔ (۱۰) مختلف انبیاءؑ کی کامیابیوں کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا۔ الآیہ﴾ صافات، زاجرات اور تالیات سے کون مراد ہیں؟ مفسرین اسلام میں فی الجملہ اختلاف ہے

ذِكْرًا ۝۳ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝۴ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

ذکر (قرآن) کی تلاوت کرنے والی ہستیوں کی قسم (۳) تمہارا الٰہ (خدا) ایک ہی ہے (۴) جو آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝۵ اِنَّا

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (سب کا) پروردگار ہے اور مشرقوں کا (۵) بے شک

زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨالْكَوَاكِبِ ۝۶ وَ

ہم نے آسمانِ دنیا کو ستاروں کی آرائش سے آراستہ کیا ہے (۶) اور ہر

حِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝۷ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى

سرکش و شیطان کی (دراندازی سے اسے) محفوظ کر دیا ہے (۷) (اب) ملا اعلیٰ (عالم بالا)

الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝۸

کی باتوں کو کان لگا کر نہیں سن سکتے اور وہ ہر طرف سے مارے جاتے ہیں (۸)

دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝۹ اِلَّا مَنْ خَطِفَ

(ان کو) دھتکارنے (اور بھگانے) کیلئے اور ان کیلئے دائمی عذاب ہے (۹) مگر یہ کہ کوئی شیطان (فرشتوں

الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝۱۰ فَاسْتَفْتِهِمْ

کی) کوئی اڑتی ہوئی خبر اچک لے تو ایک تیز شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے (۱۰) پس آپ ان سے پوچھیئے کہ آیا

اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ

انکی خلقت زیادہ سخت ہے یا انکی جنکو ہم نے پیدا کیا؟ بے شک ہم نے انہیں ایک لیس دار مٹی

طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝۱۱ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝۱۲ وَاِذَا

سے پیدا کیا ہے (۱۱) تم تو (انکے انکار پر) تعجب کرتے ہو مگر وہ اسکا مذاق اڑا رہے ہیں (۱۲) اور جب

ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝۱۳ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً

انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ قبول نہیں کرتے (۱۳) اور جب کوئی نشانی (معجزہ) دیکھتے

يَّسْتَسْخِرُوْنَ ۝۱۴ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ

ہیں تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں (۱۴) اور کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا

مُّبِيْنٌ ۝۱۵ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا

ہوا جادو ہے (۱۵) بھلا جب ہم مر جائینگے اور (مر کر) مٹی اور ہڈیاں ہو جائینگے تو کیا ہم (زندہ

مگر اکثر نے اس سے مختلف فرشتے مراد لئے ہیں اور داخلی وخارجی قرائن کی بنا پر یہی قول مرجح ہے۔ الغرض خداوند عالم نے ان سے سب کی قسم کھا کر یہ حقیقت بیان کی ہے کہ کائنات کا پروردگار اور مدبر ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

۲۔ ﴿رَبُّ الْمَشَارِقِ۔ الآیہ﴾ جب تک دنیا والوں کا یہ نظریہ تھا کہ سورج ایک ہے تو اس وقت اس سے موسموں کے اختلاف کے مطابق سورج کے طلوع وغروب کے مختلف نقاط ومقامات مراد لیتے تھے مگر اب تو علوم جدیدہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ جتنے تارے ثوابت کہلاتے ہیں وہ سب در حقیت اپنے اپنے نظام سیارت کیلئے آفتاب کی حیثیت رکھتے ہیں تو اب مشرقوں کی اکثریت کا تصور بالکل آسان ہو گیا ہے۔

لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ

کرکے) اٹھائے جائینگے (۱۶) یا کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی (اٹھائے جائینگے ؟) (۱۷) آپ کہیے کہ

وَاَنْتُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ

ہاں اور تم (اس وقت) ذلیل وخوار ہوگے (۱۸) بس وہ قیامت تو صرف ایک جھڑک ہوگی (اسکے بعد) ایک دم (زندہ

فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ

ہو کر ادھر اُدھر) دیکھ رہے ہوں گے (۱۹) اور کہیں گے ہائے ہماری بدبختی! یہ تو جزا

الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ

(وسزا) کا دن ہے (۲۰) (ہاں) یہ وہی فیصلہ کا دن ہے جسے تم جھٹلایا

ع ۲۱ ۵ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ

کرتے تھے (۲۱) (فرشتوں کو حکم ہوگا کہ) جن لوگوں نے ظلم کیا اور انکے ہم مشربوں کو

وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ

اور اللہ کو چھوڑ کر جن کی یہ پرستش کرتے تھے ان سب کو جمع کرو (۲۲) اور پھر سب کو

اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ

دوزخ کا راستہ دکھاؤ (۲۳) اور انہیں ٹھہراؤ (ابھی) ان سے کچھ

مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ

پوچھنا ہے (۲۴) تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے ؟ (۲۵) بلکہ وہ تو

الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى

آج سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں (۲۶) اور (اس کے بعد) ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے (اور)

بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا

باہم سوال وجواب کریں گے (۲۷) (کمزور گروہ دوسرے بڑے گروہ سے) کہے گا کہ تم ہی ہمارے پاس دائیں جانب

عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾

سے (بڑی شدومد سے) آیا کرتے تھے (اور ہمیں کفر پر آمادہ کرتے تھے) (۲۸) وہ کہیں گے بلکہ تم خود ہی

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ

ایمان نہیں لائے تھے (۲۹) اور ہمارا تم پر کوئی زور نہیں تھا بلکہ تم

۳۔ ﴿وَقِفُوْهُمْ۔ الآیہ﴾ مروی ہے کہ جب فرشتے کچھ لوگوں کو لے کر چلیں گے اور پل صراط کے پاس پہنچیں گے تو آوازِ قدرت آئے گی ان کو ٹھہراؤ ابھی ان سے کچھ سوال کرنا ہو؟ وہ سوال کیا ہوگا؟ اس میں فی الجملہ اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ سوال حضرت امیر علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں کیا جائے گا۔ (تفسیر قمی، صافی اور صواعق محرقہ وغیرہ)

۴۔ ﴿وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ۔ الآیہ﴾ جس طرح شکست خوردہ لوگ شکست کے بعد آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں اور اپنی اس شکست کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں ان آیتوں میں دوزخیوں کی اسی تو تکار کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ عوام اور لیڈروں کا یا پیروکاروں اور غلط رہبروں کا یا فقیروں اور پیروں کا یہ جھگڑا درسِ عبرت کے طور پر قرآن مجید میں کئی جگہ مذکور ہے کہ عوام اپنی گمراہی کی ذمہ داری اپنے لیڈروں پر ڈالیں گے اور لیڈر اس سے اپنی برأت ظاہر کرتے ہوئے خود انہیں اپنی گمراہی کا ذمہ دار ٹھہرائیں گے۔ الغرض قیامت کے دن ہر شخص اپنے قول و فعل کا خود ذمہ دار ہوگا۔ اپنے غلط کام و اقدام کی ذمہ داری دوسرے کے سر پر تھوپنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ﴿فانهم یومئذ فی العذاب مشترکون﴾۔

۵۔ ﴿وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ۔ الآیہ﴾ جس طرح شکست خوردہ لوگ شکست کے بعد آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں اور اپنی شکست کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں ان آیات میں دوزخیوں کی اسی تو تکار کا تذکرہ کیا گیا ہے اور عوام اور لیڈروں کا یا پیروکاروں اور غلط راہبروں کا یا فقیروں اور پیروں کا یہ باہمی جھگڑا درس عبرت کے طور پر قرآن مجید میں کئی جگہ مذکور ہے۔ عوام اور پیروکار اپنے لیڈروں سے کہیں گے کہ آج یہ روز بد ہمیں تمہاری وجہ سے دیکھنا پڑا ہے۔ تم بڑے کروفر سے ہمارے پاس

قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا

خود ہی سرکش لوگ تھے (۳۰) سو ہم پر ہمارے پروردگار کی بات پوری ہوگئی ہے اب ہم (سب عذاب

لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾

خداوندی کا مزہ) چکھنے والے ہیں (۳۱) پس ہم نے تمہیں گمراہ کیا (کیونکہ) ہم خود بھی گمراہ تھے (۳۲)

فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا

سو وہ سب اس دن عذاب میں باہم شریک ہوں گے (۳۳) بے شک

كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا

ہم مجرموں کیساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہیں (۳۴) وہ ایسے (شریر) لوگ تھے کہ جب

قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ

ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے تو یہ تکبر کیا کرتے تھے (۳۵)

يَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾

اور کہتے تھے کہ آیا ایک دیوانے شاعر کی خاطر ہم اپنے خداؤں کو چھوڑدیں (۳۶)

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَ صَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ

حالانکہ وہ (دین) حق لیکر آیا تھا اور (سارے) رسولوں کی تصدیق کی تھی (۳۷) (اے مجرمو!)

لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا

تم ضرور دردناک عذاب کا مزہ چکھنے والے ہو (۳۸) اور تمہیں اسی کا بدلہ دیا جائے گا جو

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾

کچھ تم کیا کرتے تھے (۳۹) ہاں البتہ اللہ کے برگزیدہ بندے (اس سے مستثنیٰ ہوں گے) (۴۰)

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَ هُمْ

یہ وہ (خوش نصیب) ہیں جن کے لیے معلوم ومعین رزق ہے (۴۱) یعنی طرح طرح کے میوے اور وہ عزت

مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ

واکرام کے ساتھ ہوں گے (۴۲) باغہائے بہشت میں (۴۳) (مرصع) پلنگوں پر

مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾

آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے (۴۴) (شراب طہور کے) جام چشموں سے پُر کرکے انکے درمیان گردش کررہے ہونگے (۴۵)

آتے تھے اور ہمیں گمراہ کرتے تھے۔ اور لیڈر اور پیر کہیں گے کہ ہمیں تم پر کوئی غلبہ نہیں تھا تم خود ہی بے ایمان تھے، تمہارا مزاج سرکشی کا تھا ہماری بات تمہیں اپنے مزاج کے مطابق لگی تو تم نے قبول کرلی۔ الغرض قیامت کے دن ہر شخص اپنے قول و فعل کی ذمہ داری دوسرے پر تھوپنے کی کوشش کرے گا انجام کار کوئی کسی کو بچا نہیں سکے گا اور سب کے سب مجرم عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے۔

۲۔ ﴿اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ۔ الآیہ﴾ یہ استثناء منقطع ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جو اللہ کے مخلص اور برگزیدہ بندے ہیں وہ اس برے انجام سے محفوظ رہیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ استثناء اور یہ برگزیدگی ان لوگوں کے استحقاق کی وجہ سے ہے اور وہ استحقاق ان کے ایمان اور عمل صالح کی بدولت ہے۔ اس کے بعد والی چند آیات میں ان چند انعامات اور نوازشات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن سے خدائے رحیم وکریم اپنے ان مخلص بندوں کو نوازے گا۔

بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ

(یعنی بالکل) سفید براق شراب جو پینے والوں کیلئے بڑی لذیذ ہوگی (۴۶) نہ اس میں دردسر و بدحواسی ہوگی اور نہ ہی

عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ

مدہوشی کی وجہ سے وہ بہکی ہوئی باتیں کرینگے (۴۷) اور انکے پاس نگاہیں نیچے رکھنی والی (باحیا) اور غزال چشم

عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ فَاَقْبَلَ

(بیویاں) ہونگی (۴۸) (وہ رنگ وروپ اور نزاکت میں) گویا چھپے ہوئے انڈے ہیں (۴۹) پھر وہ (بہشتی لوگ)

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ

ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے اور سوال و جواب کریں گے (۵۰) (چنانچہ) ان میں

مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ لِىْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ

سے ایک کہے گا کہ (دنیا میں) میرا ایک رفیق تھا (۵۱) جو (مجھ سے) کہتا تھا کہ آیا تم بھی (قیامت کی)

الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

تصدیق کرتے ہو؟ (۵۲) کہ جب مرجائینگے اور (سڑگل کر) مٹی اور ہڈیاں ہوجائینگے تو (اس وقت زندہ کرکے)

ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾

ہمیں جزاوسزا دی جائیگی؟ (۵۳) پھر وہ (اپنے جنتی ساتھیوں سے) کہے گا کیاتم اسے جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو؟ (کہ اب

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِىْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ

وہ رفیق کہاں اور کس حال میں ہے؟) (۵۴) پھر جب وہ جھانک کر دیکھے گا تو اسے جہنم کے وسط میں پائے گا (۵۵) اس

كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّىْ لَكُنْتُ مِنَ

وقت (اس سے خطاب کرکے) کہے گا کہ خدا کی قسم تو تو مجھے ہلاک کرنا ہی چاہتا تھا (۵۶) اور اگر میرے پروردگار کا فضل

الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا

وکرم نہ ہوتا تو آج میں بھی اس گروہ میں شامل ہوتا جو پکڑ کر لایا گیا ہے (۵۷) (جنتی لوگ) کہیں گے کیا اب تو ہم نہیں

الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ

مرینگے؟ (۵۸) سوائے پہلی موت کے اور نہ ہی ہمیں کوئی عذاب ہوگا (۵۹) بے شک یہ

الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

بڑی کامیابی ہے (۶۰) ایسی ہی کامیابی کیلئے عمل کرنیوالوں کو عمل کرنا چاہیے (۶۱)

أَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا

کیا یہ ضیافت اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟ (۶۲) جسے ہم نے ظالموں

فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ

کیلئے آزمائش بنایا (۶۳) وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی گہرائی سے

الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾

نکلتا ہے (۶۴) اس کے شگوفے ایسے ہیں جیسے شیطانوں کے سر (۶۵)

فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾

جہنمی لوگ اسے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے (۶۶)

ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ

(پھر زقوم کھانے کے بعد) انہیں (پینے کیلئے) کھولتا ہوا پانی ملا کر دیا جائیگا (۶۷) پھر انکی

مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ

بازگشت جہنم ہی کی طرف ہو گی (۶۸) ان لوگوں نے اپنے باپ دادا کو

ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ

گمراہ پایا (۶۹) اور یہ (بے سوچے سمجھے) انہی کے نقش قدم پر دوڑتے رہے (۷۰) اور بے شک

ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ

ان سے پہلے بھی اگلوں میں اکثر لوگ گمراہ ہو چکے تھے (۷۱) اور ہم نے ان میں

مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾

ڈرانیوالے (رسولؐ) بھیجے تھے (۷۲) تو دیکھو کہ ڈرائے ہوؤں کا انجام کیا ہوا؟ (۷۳)

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ ع ۲ ۵۳ ۶

ہاں البتہ اللہ کے برگزیدہ بندے اس سے مستثنیٰ ہیں (۷۴) اور یقیناً نوحؑ نے ہم کو پکارا تو

فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ

ہم کیا اچھا جواب دینے والے تھے (۷۵) اور ہم نے انہیں اور ان کے اہل کو سخت

الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ

تکلیف سے نجات دی (۷۶) اور ہم نے انہی کی نسل کو باقی رہنے

۷۔ ﴿اَذٰلِكَ خَيْرٌ۔ الآیہ﴾ اہل بہشت کی ضیافت کے بعد اب اہل دوزخ کی مہمانی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ آیا وہ ضیافت اچھی ہے جس کا ذکر کیا گیا یا دوزخیوں کی مہمانی اچھی ہے؟ کہ جب وہ بھوک سے نڈھال ہوں گے تو انہیں کھانے کیلئے زقوم (تھوہر) کا درخت اور پینے کیلئے کھولتا ہوا گرم پانی دیا جائے گا۔ زقوم ایک درخت ہے جو جہنم کی تہہ سے نکلتا ہے اور اس کے شگوفے ایسے ہیں جیسے شیطانوں کے سر۔ مزہ تلخ، بو ناگوار جو تہامہ کے علاقہ میں ہے۔ جیسے شیطانوں کے سر۔ یہ ایک تخیلی تشبیہ ہے جس طرح کسی شخص کا حسن و جمال بیان کرنا ہو تو کہا جاتا ہے کہ وہ کوئی فرشتہ ہے حالانکہ فرشتہ کسی نے نہیں دیکھا۔ اسی طرح جب کسی قبیح المنظر کی بدصورتی بیان کرنا ہو تو کہا جاتا ہے کہ وہ بالکل شیطان ہے یا وہ ایسا ہے جیسے شیطان کا سر، حالانکہ شیطان کا سر کسی نے نہیں دیکھا۔

۸۔ ﴿اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ۔ الآیہ﴾ اس ارشادِ قدرت کا مفہوم یہ ہے کہ ان لوگوں کی گمراہی کا اصلی سبب بے سوچے سمجھے اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید ہے کہ چونکہ وہ گمراہ تھے اب ان کی اولاد ان کی تقلید و تاسی میں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی وجہ سے گمراہ ہوئی۔ حالانکہ ہر شخص پر لازم ہے کہ اپنی عقل و خرد اور اپنی طاقت و استطاعت کے مطابق حق کی جستجو کرے کیونکہ اس کے بغیر حجت تمام نہیں ہوتی۔ عقائد و اصول میں تو علماء اعلام کی بھی تقلید جائز نہیں چہ جائیکہ جاہل اور گمراہ آباء و اجداد کی؟ ع

صد ہزار لعنت بریں تقلید باد

۹۔ ﴿وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ بے شک ان سے پہلے بھی اگلوں میں اکثر گمراہ تھے۔ ان میں ڈرانے والے بھی بھیجے گئے مگر انہوں نے باپ دادا کی اندھی تقلید کے جوش میں انکی بات رد کر دی۔ اب دیکھو ان ڈرائے ہوؤں کا انجام کیا ہوا؟ وہی جو ڈرانے کے بعد ڈرنے والی بدبخت قوم کا ہوا کرتا ہے۔ ولن

الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ

والا بنایا (۷۷) اور ہم نے بعد میں آنیوالے لوگوں میں انکا ذکر خیر باقی رکھا (۷۸) تمام

عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

جہانوں میں نوحؑ پر سلام ہو (۷۹) بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ

جزا دیتے ہیں (۸۰) بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے (۸۱) پھر

اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾

دوسرے لوگوں کو ہم نے غرق کر دیا (۸۲) اور انہی (نوحؑ) کے پیروکاروں میں سے ابراہیمؑ بھی تھے (۸۳)

اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ

جبکہ وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں قلب سلیم کیساتھ حاضر ہوئے (۸۴) جبکہ انہوں نے اپنے باپ (یعنی

مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾

چچا) اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ (۸۵) کیا تم اللہ کو چھوڑ کر جھوٹے گھڑے ہوئے

فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي

خداؤں کو چاہتے ہو (۸۶) آخر تمام جہانوں کے پروردگار کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ (۸۷)

النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ

پھر آپ نے ستاروں پر ایک نگاہ ڈالی (۸۸) اور کہا کہ میں بیمار ہونیوالا ہوں (۸۹) اس پر وہ لوگ

مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا

پیٹھ پھیر کر انکے پاس سے چلے گئے (۹۰) پس چپکے سے انکے دیوتاؤں کی طرف گئے اور (ان سے) کہا کہ تم

تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ

کھاتے کیوں نہیں؟ (۹۱) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم بولتے بھی نہیں ہو (۹۲) پھر ان پر پل پڑے اور اپنے

ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ

دائیں ہاتھ سے خوب ضربیں لگائیں (۹۳) پھر وہ لوگ دوڑتے ہوئے ان (ابراہیمؑ) کے پاس آئے (۹۴)

اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا

آپ نے کہا کیا تم ان چیزوں کی پرستش کرتے ہو جنہیں خود تراشتے ہو؟ (۹۵) حالانکہ اللہ ہی نے تم کو پیدا

وقف لازم

تجد لسنۃ اللہ تبدیلا

۱۰۔ ﴿وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ۔ الآیہ﴾ باوجودیکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان کم و بیش دو ہزار سال کا فاصلہ ہے مگر چونکہ سب انبیاءؑ کا مشن ایک ہے، دعوت ایک ہے اور اصول ایک ہیں جو کہ اسلامی اصول ہیں۔ اس لیے خداوند عالم فرما رہا ہے کہ جناب نوح علیہ السلام کے شیعوں ان کے مقدس گروہ میں سے ایک جناب ابراہیم علیہ السلام بھی تھے۔ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ شرک کے خلاف جہاد جناب نوح علیہ السلام نے کیا۔ اس لئے وہ ابوالبشر ثانی قرار پائے اور انکے بعد یہ کام سب سے زیادہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے کیا اس لئے وہ ابو الانبیاء قرار پائے۔ اس بیان حقیقت ترجمان سے واضح و عیاں ہوتا ہے کہ لفظ شیعہ جو کہ جماعت گروہ اور پیروکار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور یہ لفظ جو کچھ فضیلت یا رذیلت حاصل کرتا ہے وہ اس نسبت و اضافت سے کرتا ہے کہ وہ کس کا شیعہ ہے؟ کہ حضرت علی علیہ السلام کا شیعہ ہے یا ان کے کسی دشمن کا؟ ویسے اب عرفِ عام میں جب لفظ شیعہ کسی قید و اضافت کے بغیر بولا جائے تو اس سے مراد وہی اسلامی مکتبہ فکر مراد ہوتا ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کا خلیفہ بلافصل حضرت علی علیہ السلام کو اور پھر ان کے بعد آپؑ کی اولاد میں سے گیارہ ائمہ تسلیم کرتا ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے ﴿یا علی انت و شیعتک هم الفائزون یوم القیامۃ﴾۔ (متفق علیہ)

۱۱۔ ﴿اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ۔ الآیہ﴾ قبل ازیں سورۂ انعام، انبیاء، شعراء اور عنکبوت میں جناب خلیل علیہ السلام کے حالات اور واقعات اور یہ کہ یہاں باپ سے ان کا تایا آزر مراد ہے جبکہ ان کے حقیقی باپ کا نام تارخ تھا جو کہ متدین تھے بیان ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ان کی بت شکنی کرنے اور اس کے نتیجہ میں قوم کے انکو آگ میں ڈالنے اور خدا کے اسے گل و گلزار بنا کر ان کے منصوبے کو ناکام

تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابۡنُوۡا لَهٗ بُنۡيَانًا فَاَلۡقُوۡهُ فِي

کیا ہے اوران چیزوں کو بھی جو تم بناتے ہو (۹۶) ان لوگوں نے کہا کہ ان کیلئے ایک آتش کدہ بناؤ اور اسے

الۡجَحِيۡمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوۡا بِهٖ كَيۡدًا فَجَعَلۡنٰهُمُ

دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو (۹۷) سو انہوں نے آپ کیخلاف چال چلنا چاہی مگر ہم نے انہی کو نیچا

الۡاَسۡفَلِيۡنَ ﴿۹۸﴾ وَقَالَ اِنِّىۡ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّىۡ سَيَهۡدِيۡنِ ﴿۹۹﴾

دکھا دیا (۹۸) آپؑ نے فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جاتا ہوں وہ میری راہنمائی فرمائیگا (۹۹)

رَبِّ هَبۡ لِىۡ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرۡنٰهُ بِغُلٰمٍ

(اور عرض کیا) اے میرے پروردگار مجھے ایک بیٹا عطا فرما جو صالحین میں سے ہو (۱۰۰) (اس دعا کے

حَلِيۡمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعۡىَ قَالَ يٰبُنَىَّ اِنِّىۡۤ

بعد) ہم نے انکو ایک حلیم و بردبار بیٹے کی بشارت دی (۱۰۱) پس جب وہ لڑکا آپ کیساتھ چلنے پھرنے کے

اَرٰى فِى الۡمَنَامِ اَنِّىۡۤ اَذۡبَحُكَ فَانْظُرۡ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ

قابل ہوا تو آپؑ نے فرمایا (اے بیٹا) میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں تم غور کرکے بتاؤ کہ

يٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ سَتَجِدُنِىۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ

تمہاری رائے کیا ہے؟ عرض کیا بابا جان! آپکو جو حکم دیا گیا ہے وہ بجالائیے اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنیوالوں میں

الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّاۤ اَسۡلَمَا وَتَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ ۚ ﴿۱۰۳﴾

سے پائینگے (۱۰۲) پس جب دونوں (باپ بیٹے) نے سر تسلیم خم کردیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹادیا (۱۰۳)

وَنَادَيۡنٰهُ اَنۡ يّٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ ۙ ﴿۱۰۴﴾ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡيَا ۚ اِنَّا

تو ہم نے ندا دی اے ابراہیمؑ! (۱۰۴) تم نے (اپنے) خواب کو سچ کر دکھایا بے شک ہم

كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡبَلٰٓؤُا

نیکو کاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں (۱۰۵) بے شک یہ ایک کھلی ہوئی

الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيۡنٰهُ بِذِبۡحٍ عَظِيۡمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكۡنَا

آزمائش تھی (۱۰۶) اور ہم نے ایک عظیم قربانی کے عوض اسکو چھڑا لیا (۱۰۷) اور ہم نے

عَلَيۡهِ فِى الۡاٰخِرِيۡنَ ۖ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ ﴿۱۰۹﴾

اس کا ذکر خیر آنے والوں میں چھوڑا (۱۰۸) سلام ہو ابراہیمؑ پر (۱۰۹)

بنانے کے واقعات تفصیل سے بیان کئے جا چکے ہیں۔ قارئین کرام ان مقامات کی طرف رجوع فرمائیں۔

۱۲۔ ﴿فَلَمَّآ اَسۡلَمَا۔ الآیہ﴾ جب دونوں باپ بیٹا اس حکم الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر کے قربانی پیش کرنے پر آمادہ ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا تو ایک دم آواز آئی: اے ابراہیمؑ! آپ نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ بس تعمیل ہو گئی ہے اب ہاتھ روک لو! کیونکہ تم نے یہ خواب دیکھا تھا کہ تم اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہو یہ تو نہیں دیکھا تھا کہ بیٹا ذبح بھی ہو گیا ہے۔ ہم اسی طرح نیکوکاروں کو جزا دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ مسلمانوں میں مشہور و منصور یہی ہے کہ جناب خلیل خدا علیہ السلام نے جس بیٹے کو ذبح کرنا چاہا تھا اور وہ پیکر تسلیم و رضا فوراً اس پر آمادہ ہو گئے تھے وہ جناب اسماعیلؑ تھے نہ کہ جناب اسحاق علیہ السلام جیسا کہ یہود میں مشہور ہے۔

۱۳۔ ﴿وَفَدَيۡنٰهُ بِذِبۡحٍ۔ الآیہ﴾ فریقین کے زیادہ تر اخبار و آثار سے جو کچھ واضح و آشکار ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس ذبح عظیم سے وہ دنبہ مراد ہے جو جنت سے بھیجا گیا تھا۔ اور وہ قربانی اس لئے عظیم پائی کہ عظیم بیٹے کا فدیہ تھی۔ نیز وہ اس لئے بھی بڑی قربانی تھی کہ اس کی وجہ سے قیامت تک قربانی کا یہ طریقہ رائج ہو گیا۔ مگر ہماری بعض روایات سے اس کی تاویل حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر صافی اور تفسیر برہان وغیرہ۔ بنا بریں پہلی تفسیر ظاہری اور دوسری معنوی متصور ہوگی۔

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا
ہم اسی طرح نیکو کاروں کو جزا دیتے ہیں (۱۱۰) یقیناً وہ ہمارے ایمانداروں
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ
میں سے تھے (۱۱۱) اور ہم نے انہیں اسحاقؑ کی بشارت دی جو نیک بندوں میں
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ
سے نبیؑ ہوں گے (۱۱۲) اور ہم نے انہیں اور اسحاقؑ کو برکت عطا کی اور ان دونوں کی
ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ ع وَلَقَدْ ع ۳ ۷
اولاد میں سے نیکو کار بھی ہوں گے اور اپنے نفس پر کھلا ظلم کرنے والے بھی (۱۱۳) بے شک
مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا
ہم نے موسیٰؑ و ہارونؑ پر (بھی) احسان کیا (۱۱۴) اور ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو
مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ
عظیم کرب و بلا سے نجات دی (۱۱۵) اور ہم نے ان کی مدد کی (جسکی وجہ سے)
الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ
وہی غالب رہے (۱۱۶) اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب (توراۃ) عطا کی (۱۱۷) اور
هَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا
ہم نے (ہی) ان دونوں کو راہ راست دکھائی (۱۱۸) اور ہم نے آئندہ آنیوالوں میں
فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا
ان کا ذکر خیر باقی رکھا (۱۱۹) موسیٰؑ و ہارونؑ پر سلام ہو (۱۲۰) اسی طرح
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا
ہم نیکوکاروں کو جزا دیتے ہیں (۱۲۱) بیشک یہ دونوں ہمارے مومن بندوں
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ ؕ
میں سے تھے (۱۲۲) اور بے شک الیاسؑ (بھی) پیغمبروں میں سے تھے (۱۲۳)
اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا
(وہ وقت یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں (۱۲۴) کیا تم بعل (نامی بت) کو

۱۴ـ ﴿اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا ـ الآیہ﴾ خدا کے احسن الخالقین ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللہ کے علاوہ بھی کچھ خالق و رازق ہیں۔ جیسا کہ بعض غلاۃ اور مشرکین کہتے ہیں ﴿قل الله خالق کل شیء﴾ ۔ حالانکہ حقیقت صرف یہ ہے کہ خداوند عالم کفار و مشرکین کی مزید زجر و توبیخ کرتے ہوئے فرما رہا ہے کہ جن بتوں کو تم خالق و رازق مانتے ہو تو جب خود تمہارے عقیدہ کے مطابق خداوند عالم ان سے بڑا اور بہتر خالق و رازق ہے تو پھر افضل و اعلیٰ کو چھوڑ کر مفضول و ادنیٰ کو ماننا کہاں کی عقلمندی اور دانشمندی ہے؟ ع
شرم تم کو مگر نہیں آتی

وَتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ

پکارتے ہو (اور اس کی پرستش کرتے ہو) اور بہترین خالق اللہ کو چھوڑتے ہو (۱۲۵) جو تمہارا بھی پروردگار ہے اور

اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

تمہارے پہلے والے آباؤ اجداد کا بھی پروردگار ہے (۱۲۶) سو ان لوگوں نے انہیں جھٹلایا۔ لہٰذا وہ (سزا کیلئے) ضرور (پکڑ

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي

کر) حاضر کیے جائینگے (۱۲۷) ہاں البتہ جو اللہ کے مخلص اور برگزیدہ بندے ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں (۱۲۸) اور ہم

الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ

نے آئندہ آنے والوں میں ان کا ذکر خیر باقی رکھا (۱۲۹) سلام ہو الیاسؑ پر (۱۳۰) ہم اسی طرح

نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾

نیکوکاروں کو جزا دیتے ہیں (۱۳۱) بیشک وہ مومن بندوں میں سے تھے (۱۳۲)

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ

اور یقیناً لوطؑ (بھی) پیغمبروں میں سے تھے (۱۳۳) جبکہ ہم نے انہیں اور انکے گھر والوں کو

اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا

نجات دی (۱۳۴) سوائے ایک بڑھیا (بیوی) کے جو پیچھے رہ جانیوالوں میں سے تھی (۱۳۵) پھر دوسروں

الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾

کو ہم نے تہس نہس کر دیا (۱۳۶) اور تم لوگ صبح بھی ان (کی ویران شدہ بستیوں) پر سے گزرتے ہو (۱۳۷)

وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ

اور شام کو بھی کیا پھر بھی عقل سے کام نہیں لیتے؟ (۱۳۸) اور یقیناً یونسؑ (بھی) پیغمبروں میں سے

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾

تھے (۱۳۹) جبکہ وہ (سوار ہونے کیلئے) بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگ کر گئے (۱۴۰)

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ

پھر وہ قرعہ اندازی میں شریک ہوئے تو پھینک دیئے گئے (۱۴۱) تو انہیں مچھلی نے نگل لیا درآنحالیکہ وہ

الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ

(اپنے آپکو) ملامت کر رہے تھے (۱۴۲) پس اگر وہ تسبیح (خدا) کرنیوالوں میں سے

ع ۴ / ۲۵ / ۸

۱۵۔ ﴿سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ۔ الآیہ﴾ موجودہ قرأت میں اسے "الیاسین" پڑھا جاتا ہے اور بظاہر یہ جناب الیاس علیہ السلام کا نام ہے جو الیاس بھی پڑھا جاتا ہے اور الیاسین بھی۔ جیسے طورِ سینا اور طور سینین دو طرح پڑھا جاتا ہے۔ مگر اسے بعض قاریوں نے آلِ یٰس پڑھا ہے۔ (مجمع البیان) پھر بعض روایات کے مطابق یٰس حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے اور آلِ یٰس سے مراد آلِ محمد علیہم السلام ہیں۔ (تفسیر قمی و معانی الاخبار) اور اس کی تائید مزید علامہ سیوطی کی تفسیر درمنثور کی عبداللہ بن عباس کی روایت سے ہوتی ہے کہ آلِ یٰس سے مراد آلِ محمدؐ ہیں۔ (ملاحظہ ہو تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۲۸۶ طبع مصر قدیم)

۱۶۔ ﴿وَاِنَّ لُوْطًا۔ الآیہ﴾ جناب لوطؑ کا قبل ازیں کئی مقامات پر تذکرہ کیا جا چکا ہے اور یہاں ہلاک ہونے والی بڑھیا عورت سے مراد ان کی نافرمان بیوی ہے۔

۱۷۔ ﴿وَاِنَّ يُوْنُسَ۔ الآیہ﴾ جناب یونس علیہ السلام کے حالات اور قوم پر عذاب الٰہی کے آثار دیکھ کر ان کے وہاں سے چلے جانے، کشتی پر سوار ہونے اور وسط دریا میں کشتی کے رک جانے اور قرعہ اندازی کے بعد ان کے دریا میں ڈالے جانے اور مچھلی کے انہیں نگل جانے اور پھر آئے ہوئے عذاب کے ٹل جانے اور قوم کے ایمان لانے وغیرہ وغیرہ سب واقعات قبل ازیں مختلف سورتوں میں مختلف مقامات پر بیان کیے جا چکے ہیں۔ جیسے سورۂ نساء، سورۂ یونس اور سورۂ انبیاء، ان مقامات کی طرف رجوع کیا جائے۔ یہاں تکرار کی گنجائش نہیں ہے۔

الْمُسَبِّحِينَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿۱۴۴﴾

نہ ہوتے (۱۴۳) تو (دوبارہ) اٹھائے جانیوالے دن (قیامت) تک اسی (مچھلی) کے پیٹ میں رہتے سو ہم نے

فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ

انہیں (مچھلی کے پیٹ سے نکال کر) ایک کھلے میدان میں ڈال دیا (۱۴۴) اس حال میں کہ وہ بیمار تھے (۱۴۵) اور

شَجَرَةً مِنْ يَقْطِينٍ ﴿۱۴۶﴾ وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ

ہم نے ان پر (سایہ کرنے کیلئے) کدو کا ایک درخت اُگایا (۱۴۶) اور ہم نے انکو ایک لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ لوگوں

يَزِيدُونَ ﴿۱۴۷﴾ فَآمَنُوا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ﴿۱۴۸﴾

کی طرف بھیجا (۱۴۷) پس وہ ایمان لائے تو ہم نے انہیں ایک مدت تک (زندگی سے) لطف اندوز ہونے دیا (۱۴۸)

فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ﴿۱۴۹﴾

ان سے ذرا پوچھیئے! کہ تمہارے پروردگار کیلئے بیٹیاں ہیں اور خود ان کیلئے بیٹے؟ (۱۴۹)

أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ ﴿۱۵۰﴾ أَلَا

کیا ہم نے فرشتوں کو عورت پیدا کیا اور وہ دیکھ رہے تھے (۱۵۰) آگاہ ہو

إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ

جاؤ کہ یہ دروغ بافی کرتے ہیں (۱۵۱) جب کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہے اور بلا شبہ وہ جھوٹے

لَكَاذِبُونَ ﴿۱۵۲﴾ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ ﴿۱۵۳﴾ مَا

ہیں (۱۵۲) کیا اللہ نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیوں کو ترجیح دی (۱۵۳) تمہیں کیا

لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿۱۵۴﴾ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۱۵۵﴾ أَمْ

ہو گیا ہے تم کیا فیصلہ کرتے ہو؟ (۱۵۴) کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے؟ (۱۵۵) کیا تمہارے

لَكُمْ سُلْطَانٌ مُبِينٌ ﴿۱۵۶﴾ فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

پاس کوئی واضح دلیل ہے؟ (۱۵۶) اگر تم سچے ہو تو پھر اپنی وہ دستاویز

صَادِقِينَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا

پیش کرو (۱۵۷) کیا ان لوگوں نے اس (خدا) اور جنوں کے درمیان کوئی رشتہ ناطہ قرار دیا ہے؟

وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحَانَ

حالانکہ خود جنات جانتے ہیں کہ وہ (جزاوسزا کیلئے) پکڑ کر حاضر کئے جائیںگے (۱۵۸) پاک ہے

۱۸۔﴿و جعلوا بینہ و بین الجنۃ۔ الآیہ﴾ خدا اور جنوں میں رشتہ قائم کرنے کا ایک مفہوم یہ ہے کہ کفار عرب کے بعض قبائل کا یہ خیال تھا کہ خدا نے قوم جن کی شریف زادیوں سے شادی کی ہے اور اس کے نتیجہ میں جو اولاد پیدا ہوئی وہ فرشتے ہیں۔ (مجمع البیان وغیرہ) ارشادِ قدرت ہے کہ حالانکہ جنات جانتے ہیں کہ وہ حساب و کتاب اور جزاوسزا کیلئے پکڑ کر حاضر کئے جائیں گے۔ یعنی اگر وہ خدا کے رشتہ دار ہوتے تو ان کے ساتھ یہ سلوک روا نہ رکھا جاتا۔ لہٰذا خدا ان باتوں سے پاک و پاکیزہ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے مخلص و برگزیدہ بندے اس ہرزہ سرائی سے مستثنیٰ ہیں اور اے مشرکو! تم اور تمہارے جھوٹے معبود جس قدر چاہو کد کاوش کرو تم خدا سے کسی کو منحرف نہیں کر سکتے اور نہ ہی کسی کو اس کے خلاف بہکا سکتے ہو سوائے اس بدبخت کے جو اپنے اختیار سے بھڑکتی ہوئی آگ تاپنے والا ہو۔

اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾

اللہ (ان غلطیوں سے) جو وہ بیان کرتے ہیں (۱۵۹) ہاں البتہ اللہ کے مخلص اور برگزیدہ بندے اس سے مستثنیٰ ہیں (۱۶۰)

فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ

سو تم اور جن کی تم پرستش کرتے ہو (۱۶۱) تم (سب مل کر بھی) اللہ سے کسی کو پھیر

بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا

نہیں سکتے (۱۶۲) سوائے اس کے جو دوزخ کی بھڑکتی آگ کو تاپنے والا ہے (۱۶۳) اور (فرشتوں)

مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ

میں سے کوئی ایسا نہیں مگر یہ کہ اس کا ایک خاص مقام ہے (۱۶۴) اور بے شک ہم صف

الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِنْ

بستہ حاضر ہیں (۱۶۵) اور بے شک ہم تسبیح و تقدیس کرنیوالے ہیں (۱۶۶) اور (کفار بعثت نبویؐ سے پہلے)

كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ

کہا کرتے تھے (۱۶۷) تو اگر ہمارے پاس پہلے والے لوگوں کی طرح کوئی

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾

نصیحت (والی کتاب) ہوتی (۱۶۸) تو یقیناً ہم اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہوتے (۱۶۹)

فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ

اور جب وہ (کتاب آئی) تو اسکا انکار کر دیا سو عنقریب (اسکا انجام) معلوم کر لینگے (۱۷۰) اور ہمارا وعدہ

كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ

پہلے ہو چکا ہے اپنے ان بندوں کیساتھ جو رسولؐ ہیں (۱۷۱) کہ یقیناً ان کی

الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۳﴾

نصرت اور مدد کی جائے گی (۱۷۲) اور یقیناً ہمارا ہی لشکر غالب آئے گا (۱۷۳)

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۴﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ

سو ایک مدت تک ان سے بے اعتنائی کیجئے (۱۷۴) اور انہیں دیکھتے رہیے اور عنقریب وہ خود

يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا

بھی (اپنا انجام) دیکھ لینگے (۱۷۵) کیا وہ ہمارے عذاب کیلئے جلدی کرتے ہیں (۱۷۶) تو جب

۱۹۔ ﴿وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ۔ الآیہ﴾ یہاں عام ملائکہ یا ان کے سید و سردار جبرائیل امینؑ کی زبانی کہلوایا جا رہا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کیلئے معرفت، عبادت اور خدا سے ربط و تعلق کے سلسلہ میں ایک خاص مقام حاصل ہے جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اور ہر ایک کی کارگردگی کا ایک معین دائرہ ہے جس سے وہ باہر نہیں جا سکتا۔ مگر حضرت انسان اپنی ساخت، اپنی فطرت اور جبلت و مزاج کی وجہ سے پایاں ناپذیر علمی و عقلی اور عملی استعداد کا مالک ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ فرشتے عہدۂ خلافتِ الٰہیہ کے اہل نہیں ہیں اس کا اہل حضرت انسان ہے۔

۲۰۔ ﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا۔ الآیہ﴾ اس میں تو کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ خدا اپنے رسولوں کی اور اہل ایمان کی نصرت کرتا ہے جسکی وجہ سے وہ مظفر و منصور ہوتے ہیں لیکن اگر اس نصرت و غلبہ سے سیاسی و دنیوی غلبہ مراد لیا جائے اور وہ بھی ہر ہر نبی و مومن کیلئے تو یہ چیز مشاہدہ کے خلاف ہے۔ لہٰذا اسکی کوئی مناسب تاویل کرنا پڑے گی جو ایک (۱) یہ ہے کہ یہ بات مجموعی طور پر سب انبیاء کیلئے ہے کہ آخرکار ان کا دین برحق غالب آ کر رہتا ہے اور لوگوں کے خود ساختہ نظریات اپنی موت مر جاتے ہیں۔ (۲) دوسرا یہ کہ اس غلبہ سے دلیل و برہان کے ساتھ غلبہ مراد ہے کہ دنیا کے تمام منصف مزاج عقلمندان کے افکار و نظریات کی صحت و حقانیت اور انکے کردار کی بلندی و پاکیزگی کا اقرار کرتے ہیں۔ (۳) تیسری یہ کہ ان ذواتِ مقدسہ کو مادی اور دنیاوی غلبہ اس وقت حاصل ہوگا جب حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ اس وقت ﴿لیظھرہ علی الدین کلہ﴾ کا منظر سامنے آئے گا۔ باطل اور باطل نوازوں کا نام حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا اور داعیانِ حق کا نام آسمان کی عظمت کی بلندیوں پر چمکتا رہے گا انشاء اللہ

۲۱۔ ﴿فَتَوَلَّ عَنْهُمْ۔ الآیہ﴾ اس پیرایہ

نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٧﴾ وَ

وہ انکے ہاں نازل ہو جائیگا تو وہ بڑی بری صبح ہو گی ڈرائے ہوؤں کیلئے (۱۷۷) اور

تَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٨﴾ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ

ایک مدت تک ان سے بے توجہی کیجئے (۱۷۸) اور دیکھئے وہ بھی

يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٩﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٨٠﴾

دیکھ رہے ہیں (۱۷۹) پاک ہے آپکا پروردگار جو کہ عزت کا مالک ہے ان (غلط) باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں (۱۸۰)

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

اور سلام ہو رسولوںؑ پر (۱۸۱) اور ہر طرح کی تعریف ہے اس اللہ کیلئے جو سارے جہانوں

الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٢﴾ ع ۵ ۲۴ ۹

کا پروردگار ہے (۱۸۲)

اٰیاتھا ۸۸ — ۳۸ سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ ۳۸ — رکوعاتھا ۵

سورہ ص مکی ہے۔ آیات ۸۸۔ ۵ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿١﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ

ص! قسم ہے نصیحت والے قرآن کی (۱) آپکی (نبوت برحق ہے) بلکہ وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے

عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿٢﴾ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ

وہ تکبر اور مخالفت میں مبتلا ہیں (۲) ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کر دیں۔

قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿٣﴾ وَعَجِبُوْٓا

پس (عذاب کے وقت) وہ پکارنے لگے مگر وہ وقت خلاصی کا نہ تھا (۳) اور وہ اس بات پر تعجب

اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا

کر رہے ہیں کہ انکے پاس ایک ڈرانیوالا (پیغمبرؐ) انہی میں سے آیا ہے اور کافر کہتے ہیں کہ یہ

سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٤﴾ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا

(شخص) جادوگر (اور) بڑا جھوٹا ہے (۴) کیا اس نے بہت سے خداؤں کو ایک خدا بنا دیا؟

میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ صبر و انتظار کریں یہ لوگ جس عذاب کے نزول کی جلدی کر رہے ہیں وہ عنقریب اپنی روش و رفتار کا انجام دیکھ لیں گے۔

سورہ ص

اس سورہ کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) توحید پروردگار کا اثبات۔ (۲) کفار کے اس ایراد کا جواب کہ خدا نے منصف نبوت کیلئے اکابر عرب کو چھوڑ کر یتیم عبداللہؑ کو کیوں منتخب کیا؟ (۳) جناب داؤدؑ کی خدمت میں دو فریقوں کے مقدمہ پیش کرنے کا واقعہ۔ (۴) جناب سلیمان علیہ السلام کے تفصیلی حالات۔ (۵) حکومت کے حصول کی دعا اور اس کا حاصل ہونا۔ (۶) جناب ایوبؑ اور انکے صبر و ضبط کے حالات۔ (۷) بعض دوسرے انبیاء کا تذکرہ۔ (۸) آدم و ابلیس کا قصہ۔ (۹) تکبر کے انجام بد کا تذکرہ۔ (۱۰) قرآن کے عالمین کیلئے باعث نصیحت ہونے کا بیان۔

۱۔ ﴿صٓ۔ الآیہ﴾ یہ ان حروف مقطعات میں سے ہے جن کے بارے میں کئی بار وضاحت کی جا چکی ہے کہ یہ اُن متشابہات میں سے ہیں جن کی تاویل خدا اور راسخون فی العلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ ویسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: صاد نامی ایک چشمہ ہے جو عرشِ الٰہی کے دائیں جانب سے پھوٹتا ہے جس سے شب معراج پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا تھا۔ (تفسیر صافی)

۲۔ ﴿وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ۔ الآیہ﴾ اگر کفار کے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور قرآن کے کلام اللہ کے انکار کے علل و اسباب کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو اس کا سب سے بڑا سبب انکی اپنی ذاتی بڑائی و کبریائی اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت کی ظاہری معمولی حالت تھی۔ انکا خیال تھا کہ اس عہدہ کیلئے کوئی بڑا آدمی نامزد ہونا چاہیے تھا۔ جیسا

إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴿٥﴾ وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ

بے شک یہ بڑی عجیب بات ہے (۵) اور انکے بڑے لوگ (سردار) یہ کہتے ہوئے (آپ کے پاس سے) اٹھ

أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ

کھڑے ہوئے (اور قوم سے کہا) چلو اور اپنے معبودوں (کی عبادت) پر صبر و ثبات سے قائم رہو (ڈٹے رہو) یقیناً

يُرَادُ ﴿٦﴾ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ ۖ إِنْ هٰذَا

اس بات میں (اس شخص کی) کوئی غرض ہے (۶) ہم نے تو یہ بات (کسی) پچھلے مذہب (عیسائیت) میں (بھی) نہیں

إِلَّا اخْتِلَاقٌ ﴿٧﴾ أَأُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۚ

سنی یہ تو محض ایک من گھڑت بات ہے (۷) کیا ہم میں سے صرف اسی شخص پر الذکر (قرآن) اتارا گیا ہے؟

بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْ ذِكْرِي ۖ بَلْ لَمَّا يَذُوقُوا

دراصل یہ لوگ میرے ذکر (کتاب) کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں بلکہ انہوں نے ابھی میرے عذاب

عَذَابِ ﴿٨﴾ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ

کا مزہ نہیں چکھا (۸) کیا تمہارے غالب اور فیاض پروردگار کی رحمت کے خزانے ان کے

الْوَهَّابِ ﴿٩﴾ أَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

پاس ہیں؟ (۹) یا کیا آسمانوں اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے کی حکومت ان کیلئے

وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ﴿١٠﴾ جُنْدٌ مَا

ہے (اگر ایسا ہے) تو پھر انہیں چاہئے کہ سیڑھیاں لگا کر چڑھ جائیں (۱۰) یہ (کفار کے)

هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِنَ الْأَحْزَابِ ﴿١١﴾ كَذَّبَتْ

لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جسے وہاں (بمقام بدر) شکست ہو گی (۱۱) اور

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ﴿١٢﴾

ان سے پہلے قوم نوحؑ و عاد اور میخوں والا فرعون (۱۲)

وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ ۚ أُولَٰئِكَ

اور ثمود اور قوم لوط اور ایکہ والے (اپنے نبیوںؑ کو) جھٹلا چکے ہیں یہ لوگ بڑے

الْأَحْزَابُ ﴿١٣﴾ إِنْ كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ

بڑے گروہ تھے (۱۳) ان سب نے رسولوںؑ کو جھٹلایا تو ہمارے عذاب کے

کہ ایک دوسرے مقام پر ان کا یہ قول نقل کیا گیا ہے ﴿لو لا نزل هٰذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم﴾ کہ قرآن مکہ اور طائف کے کسی بڑے سردار پر کیوں نہیں اتارا گیا؟ اللہ نے ایک عام آدمی کو منذر بنا کر کیوں بھیجا؟ ارشاد قدرت ہے کہ نبوت خدا کی رحمت ہے۔ تو جب ان کی روزی خدا تقسیم کرتا ہے تو اس کی رحمت کے تقسیم کرنے والے یہ کون ہوتے ہیں۔

۳۔ ﴿أَجَعَلَ الْآلِهَةَ. الآیہ﴾ قرآن اور تاریخ اسلام گواہ ہے کہ قوم قریش اور دوسرے مشرکین عرب کو خدا کی ہستی کا انکار نہ تھا۔ ہاں البتہ انہیں اس کی وحدانیت کا انکار تھا کیونکہ وہ شرک کی موذی بیماری میں مبتلا تھے۔ اس لئے ان کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کا علمبردار کیوں ہے؟ اور دوسرے خداؤں کی نفی کر کے ایک خدا کا پرچار کیوں کرتا ہے؟ یہ بڑی عجیب و غریب بات ہے؟

ع ۱۴/۱۰
عِقَابِ ﴿١٤﴾ وَمَا يَنظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيۡحَةً وَّاحِدَةً
مستوجب (حقدار) ہوئے (۱۴) اور یہ لوگ بس ایک چنگھاڑ (دوسری نفخ) کا انتظار کر رہے ہیں جسکے بعد
مَّا لَهَا مِنۡ فَوَاقٍ ﴿١٥﴾ وَقَالُوۡا رَبَّنَا عَجِّلۡ لَّنَا قِطَّنَا
کچھ دیر نہ ہوگی (۱۵) اور وہ (ازراہ مذاق) کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار کے (عذاب میں سے) ہمارا حصہ ہمیں
قَبۡلَ يَوۡمِ الۡحِسَابِ ﴿١٦﴾ اِصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ وَ
حساب کے دن (قیامت) سے پہلے دیدے (۱۶) (اے میرے رسولؐ) جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اس پر صبر کیجئے! اور ہمارے
اذۡكُرۡ عَبۡدَنَا دَاوٗدَ ذَا الۡاَيۡدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿١٧﴾ اِنَّا سَخَّرۡنَا
بندے داؤدؑ کو یاد کیجئے جو قوت والے تھے بے شک وہ ہر معاملہ میں (اللہ کی طرف) بڑے رجوع کرنیوالے تھے (۱۷)
الۡجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحۡنَ بِالۡعَشِيِّ وَالۡاِشۡرَاقِ ﴿١٨﴾
ہم نے پہاڑوں کو انکے ساتھ مسخر کر دیا تھا جو شام اور صبح کے وقت ان کیساتھ تسبیح کرتے تھے (۱۸)
وَالطَّيۡرَ مَحۡشُوۡرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿١٩﴾ وَشَدَدۡنَا
اور پرندوں کو بھی (جو تسبیح کے وقت) جمع ہو جاتے تھے (اور) سب (پہاڑ و پرند) انکے فرماں بردار تھے (اور انکی آواز
مُلۡكَهٗ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡحِكۡمَةَ وَفَصۡلَ الۡخِطَابِ ﴿٢٠﴾ وَهَلۡ
پر آواز ملاتے تھے) (۱۹) اور ہم نے انکی حکومت کو مضبوط کر دیا تھا اور انکو حکمت و دانائی اور فیصلہ کن بات کرنیکی صلاحیت عطا
وقف لازم
اَتٰٮكَ نَبَؤُا الۡخَصۡمِ ۘ اِذۡ تَسَوَّرُوا الۡمِحۡرَابَ ﴿٢١﴾ اِذۡ
کی تھی (۲۰) (اے رسولؐ) کیا آپ تک مقدمہ والوں کی خبر پہنچی ہے جب وہ دیوار پھاند کر (انکے) محراب عبادت میں
دَخَلُوۡا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنۡهُمۡ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ ۚ
داخل ہو گئے (۲۱) جب وہ اس طرح (اچانک اندر) جناب داؤدؑ کے پاس پہنچ گئے تو وہ ان سے گھبرا گئے
خَصۡمٰنِ بَغٰى بَعۡضُنَا عَلٰى بَعۡضٍ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَنَا
انہوں نے کہا کہ آپ ڈریئے نہیں ہم دو فریق مقدمہ ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی آپ
بِالۡحَقِّ وَلَا تُشۡطِطۡ وَاهۡدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿٢٢﴾
ہمارے درمیان حق کیساتھ فیصلہ کر دیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے اور راہ راست کی طرف ہماری راہنمائی کیجئے (۲۲)
اِنَّ هٰذَاۤ اَخِىۡ ۟ لَهٗ تِسۡعٌ وَّتِسۡعُوۡنَ نَعۡجَةً وَّلِىَ
(وجہ نزاع یہ ہے کہ) یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف

۴۔ ﴿وَاذۡكُرۡ عَبۡدَنَا دَاوٗدَ۔ الآیہ﴾ جناب داؤد علیہ السلام کا ذکر خیر اور ان کے ہاتھ پر لوہے کے نرم ہونے اور ان کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس کے پہاڑوں اور پرندوں کے تسبیح و تقدیس کرنے کے واقعات سورۂ انبیاء آیت ۷۹ ﴿وسخرنا مع داؤد الجبال الآیہ﴾ اور سورۂ سباء آیت ۱۰ ﴿یا جبال اوبی معه و الطیر﴾ کی تفسیر میں بیان کئے جا چکے ہیں وہاں رجوع کیا جائے۔

۵۔ ﴿وَهَلۡ اَتٰٮكَ نَبَؤُا۔ الآیہ﴾ اس سلسلہ میں جو ایک بے سروپا قصہ بیان کیا جاتا ہے اس کی بالکل کوئی اصلیت نہیں ہے، بلکہ وہ اسرائیلیات کا حصہ اور علماء یہود کی بہتان تراشی کا ایک شمہ ہے۔ اس کی حقیقت صرف اس قدر ہے جو کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب داؤدؑ اپنے محرابِ عبادت میں مصروفِ عبادت تھے کہ اچانک دو شخص دیوار پھاند کر سامنے آگئے جس سے جناب داؤد علیہ السلام کی گھبراہٹ ایک فطری بات تھی۔ بہر حال انہوں نے آپ کو یقین دلایا کہ ہمارا ایک تنازعہ ہے جس کا ہم فیصلہ چاہتے ہیں پھر مدعی نے اپنا دعویٰ پیش کیا۔ اور جناب داؤد علیہ السلام سے یہ ترکِ اولیٰ ہوا کہ مدعی سے گواہ طلب کئے بغیر اور مدعا علیہ کا بیان سنے بغیر فیصلہ کر دیا کہ یہ شخص ظالم ہے اور جب انہیں اس بات کا احساس ہوا تو سجدہ میں گر گئے اور توبہ و استغفار کی جسے خدا نے پسند فرمایا اور پھر ان کی خلافت کا اعلان بھی کر دیا۔ (عیون الاخبار و تفسیر تبیان وغیرہ)

نَعۡجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۟ فَقَالَ اَكۡفِلۡنِيۡهَا وَعَزَّنِىۡ فِى

ایک دنبی ہے اس پر بھی وہ کہتا ہے کہ یہ ایک دنبی بھی میرے حوالے کردے اور گفتگو میں

الۡخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدۡ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعۡجَتِكَ

مجھے دباتا ہے (۲۳) داؤدؑ نے کہا اس شخص نے اپنی دنبیوں کیساتھ تیری دنبی ملانیکا مطالبہ

اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡخُلَطَآءِ لَيَبۡغِىۡ

کرکے تجھ پر ظلم کیا ہے اور اکثر شرکاء اسی طرح ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں

بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا

سوائے انکے جو ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں اور ایسے لوگ بہت کم ہیں

الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيۡلٌ مَّا هُمۡ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ

اور (یہ بات کہتے ہوئے) داؤدؑ نے خیال کیا کہ ہم نے انکا امتحان لیا ہے تو انہوں نے اپنے

فَاسۡتَغۡفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۩ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرۡنَا لَهٗ السجدة ۱۰

پروردگار سے مغفرت طلب کی اور اسکے حضور جھک گئے اور توبہ و انابہ کرنے لگے (۲۴) اور ہم نے انہیں

ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنۡدَنَا لَزُلۡفٰى وَحُسۡنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾

معاف کر دیا اور بے شک انکے لیے ہمارے ہاں (خاص) تقرب اور اچھا انجام ہے (۲۵)

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِيۡفَةً فِى الۡاَرۡضِ فَاحۡكُمۡ

اے داؤدؑ! ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ مقرر کیا ہے پس حق و انصاف کیساتھ

بَيۡنَ النَّاسِ بِالۡحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الۡهَوٰى فَيُضِلَّكَ

لوگوں میں فیصلہ کیا کرو اور خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے

عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَضِلُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ

بھٹکا دے گی اور جو اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کیلئے سخت

اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌۢ بِمَا نَسُوۡا يَوۡمَ الۡحِسَابِ ﴿۲۶﴾ ع ۲ ۱۱

عذاب ہے اس لئے انہوں نے یوم الحساب (قیامت) کو بھلا دیا ہے (۲۶)

وَمَا خَلَقۡنَا السَّمَآءَ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا

اور ہم نے آسمان و زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بے فائدہ پیدا نہیں کیا

۶۔ ﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ ۔ الآیہ﴾ چونکہ خداوند عالم نے جناب داؤدؑ کو نبوت کے ساتھ ساتھ دنیوی اقتدار و اختیار بھی عطا فرمایا تھا اس لیے اس نعمت کا صحیح شکریہ ادا کرنے یا اپنے منصبی فرائض کو خوش اسلوبی سے ادا کرنے کیلئے ایک دونکاتی ہدایت نامہ بھی ہمراہ دیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ ہر فیصلہ حق و انصاف کے ساتھ کریں۔ دوسرے یہ کہ اس سلسلہ میں خواہش نفس کی پیروی نہ کی جائے اور اپنی ذاتی پسند اور ناپسند کو فیصلوں پر اثر انداز نہ ہونے دیا جائے۔

۷۔ ﴿وَمَا خَلَقۡنَا السَّمَآءَ ۔ الآیہ﴾ اس قسم کی آیات کا مطلب یہ ہے کہ خالق حکیم نے کائنات ارضی و سماوی کی کوئی بھی چیز بے حکمت اور بے فائدہ پیدا نہیں فرمائی بلکہ ہر چیز کسی خاص مقصد کے تحت پیدا کی گئی ہے۔ کسی چیز کا بے مقصد پیدا ہونا کافروں کا خیال ہے۔ بھلا جب خدا حکیم ہے اور فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ کی صداقت مسلم ہے تو پھر کائنات کی کسی چیز کی خلقت کو عبث کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے؟

بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ

یہ ان لوگوں کا گمان ہے جو کافر ہیں پس کافروں کیلئے

كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ؕ ﴿۲۷﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

دوزخ کی بربادی ہے (۲۷) کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؗ اَمْ

عمل کرتے رہے ان لوگوں کی مانند بنا دیں گے جو زمین میں فساد کرتے ہیں؟

نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ

یا کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں جیسا کر دینگے؟ (۲۸) یہ وہ بابرکت کتاب ہے جو ہم نے

مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْۤا اٰیٰتِهٖ وَ لِیَتَذَكَّرَ اُولُوا

آپ پر نازل کی ہے تاکہ لوگ اسکی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل عقل و فہم نصیحت

الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَ وَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ ؕ نِعْمَ

حاصل کریں (۲۹) اور ہم نے داوٗدؑ کو سلیمانؑ (جیسا بیٹا) عطا کیا وہ بہت اچھا

الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَیْهِ بِالْعَشِیِّ

بندہ (اور اللہ کی طرف) بڑا رجوع کرنیوالا تھا (۳۰) (اور وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے) جب شام (سہ پہر) کے

الصّٰفِنٰتُ الْجِیَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّیْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ

وقت میں عمدہ گھوڑے (معائنہ کیلئے) ان پر پیش کیے گئے (۳۱) تو انہوں نے کہا کہ میں مال (گھوڑوں) کی

الْخَیْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّیْ ۚ حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ وقفة

محبت میں اپنے پروردگار کی یاد سے غافل ہو گیا یہاں تک کہ وہ (آفتاب) پردہ میں چھپ گیا (۳۲)

رُدُّوْهَا عَلَیَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾

(حکم دیا) ان (گھوڑوں) کو میرے پاس واپس لاؤ اور وہ انکی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے

وَ لَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَ اَلْقَیْنَا عَلٰی كُرْسِیِّهٖ

(قطع کرنا شروع کیا) (۳۳) اور ہم نے سلیمانؑ کو (اس طرح) آزمائش میں ڈالا کہ انکے تخت پر ایک (بے

جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ هَبْ لِیْ

جان) جسم ڈال دیا پھر انہوں نے (ہماری طرف) رجوع کیا (۳۴) (اور) کہا اے میرے پروردگار مجھے

۸۔ ﴿اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔ الآیہ﴾ یہ حقیقت قرآن میں متعدد مقامات پر واضح کی گئی ہے کہ صالح و طالح، مومن و مفسد اور نیکوکار و بدکار کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ قاضی ابوبکر معروف بہ ابن عربی نے اپنی کتاب احکام القرآن میں لکھا ہے کہ یہ آیت بنی ہاشم اور بنی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی ﴿الذین آمنوا و عملوا الصالحات﴾ سے حضرت علی علیہ السلام اور ان کے بھائی بند مراد ہیں اور مفسدین اور فجار سے بنی عبد شمس (بنی امیہ) مراد ہیں۔ (احکام القرآن ابن عربی بحوالہ تفسیر کاشف)

۹۔ ﴿اِذْ عُرِضَ عَلَیْهِ ۔ الآیہ﴾ یہاں جناب سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں گھوڑے پیش کرنے کا جو خاص واقعہ بیان کیا گیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ اس کے تعیین میں مفسرین اسلام کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ کیونکہ جناب داوٗد علیہ السلام کے قصہ کی طرح یہاں بھی یہودی اسرائیلیات کا انبار لگا ہوا ہے جن میں سے اکثر و بیشتر روایات شانِ انبیاء کے منافی ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتماد ہیں۔ اس موضوع کی تفصیل معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہماری تفسیر فیضان الرحمن جلد ۸ کی طرف رجوع فرمائیں۔

مُلْكًا لَّا يَنۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ

معاف کر اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر جو میرے بعد کسی کیلئے زیبا نہ ہو۔ بیشک تو بڑا عطا

الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً

کرنیوالا ہے (۳۵) اور ہم نے ان کیلئے ہوا کو مسخر کر دیا تھا جو انکے حکم سے جہاں وہ چاہتے

حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ

تھے آرام سے چلتی تھی (۳۶) اور شیاطین بھی (مسخر کر دیئے) جو کچھ معمار تھے اور کچھ

غَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾

غوطہ خور (۳۷) اور انکے علاوہ (کچھ ایسے سرکش بھی تھے) جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے (۳۸)

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾

یہ ہماری عطا ہے (آپکو اختیار ہے) جسے چاہے عطا کر اور جس سے چاہے روک رکھ (۳۹)

وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ وَاذْكُرْ

ع ۴ / ۱۲

اور بے شک ان (سلیمانؑ) کیلئے ہمارے ہاں (خاص) قرب حاصل ہے اور بہتر انجام ہے (۴۰) اور

عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ

وقف لازم

ہمارے بندہ (خاص) ایوبؑ کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ شیطان نے

بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا

مجھے سختی اور اذیت پہنچائی ہے (۴۱) (ہم نے حکم دیا کہ) اپنا پاؤں (زمین پر) مارو۔ یہ ٹھنڈا

مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ

پانی ہے نہانے کیلئے اور پینے کیلئے (۴۲) اور ہم نے اپنی خاص رحمت اور صاحبانِ عقل و فکر

وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي

کیلئے بطور نصیحت انہیں نہ صرف انکے اہل و عیال واپس دیئے (بلکہ) اتنے ہی اور

الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا

بڑھا دیئے (۴۳) اور (ہم نے کہا) اپنے ہاتھ میں (شاخوں کا) ایک مٹھا لو اور اس سے مارو

تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ

اور قسم نہ توڑو۔ بے شک ہم نے انہیں صبر کرنیوالا پایا بڑا اچھا بندہ (اور ہماری طرف) بڑا

۱۰۔﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ۔ الآیہ﴾ ہزاروں برس گزر گئے مگر جناب ایوب علیہ السلام کا مصائب و شدائد پر صبر کرنا اب بھی ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔ قبل ازیں ان کا تین مقامات پر ذکر خیر کیا جا چکا ہے۔ بہرحال جب جناب ایوب علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں اپنے حالات کی شکایت کی تو ارشادِ قدرت ہوا: ﴿ارکض برجلك﴾ اپنا پاؤں زمین پہ مارو۔ چنانچہ جب ایوب علیہ السلام نے حسب الحکم اپنا پاؤں زمین پر مارا تو ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا ایک چشمہ نکل آیا۔ چنانچہ آپ نے اس سے پانی پیا اور غسل بھی کیا جس سے سب بیماری وغیرہ دور و کافور ہو گئی اور ابتلاء و آزمائش کا دور ختم ہو گیا۔

۱۱۔﴿وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ۔ الآیہ﴾ ابھی اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ پانی کے خاص چشمہ سے غسل کرنے اور اس کا پانی پینے کی وجہ سے جناب ایوب علیہ السلام کی بیماری وغیرہ دور ہو گئی اور ابتلاء و آزمائش کا دور ختم ہو گیا اور دوبارہ خدا کا فضل و کرم ان کے شامل حال ہوا۔ اور ایک بار پھر اجڑے ہوئے چمن میں تازہ بہار آئی اور مال مویشی اور اولاد و جائیداد دوگنی کر دی گئی۔ (جس کی تفصیل سورۂ انبیاء آیت ۸۳، ۸۴ میں گزر چکی ہے) اور گھر کی رونق پہلے سے بھی بڑھ گئی۔ یہ اللہ کی خاص رحمت تھی اور صاحبانِ عقل و فکر کیلئے درس عبرت! تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ خداوند عالم صبر و شکر کرنے والوں کو کس طرح اجر و جزا دیتا ہے؟

۱۲۔﴿وَخُذْ بِيَدِكَ۔ الآیہ﴾ ابتلاء و آزمائش کے اس تمام دور میں جب عام لوگ جناب ایوب علیہ السلام کو چھوڑ گئے تھے تو آپ کی وفادار بیوی برابر آپ کی تیمارداری اور خدمت گزاری میں مشغول رہی مگر اسی اثناء میں جناب ایوب علیہ السلام نے ان کی کسی بات سے ناخوش ہو کر کہہ دیا کہ میں صحت یاب ہو کر تمہیں سو درّے ماروں گا مگر جب بیماری دور ہو گئی، غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور بیوی کا بے قصور ہونا بھی واضح ہو گیا

أَوَّابٌ ۝٤٤ وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَ

رجوع کرنیوالا (۴۴) اور ہمارے (خاص) بندوں ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کو

يَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ۝٤٥ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُمْ

یاد کرو جوقوت وبصیرت والے تھے (۴۵) اور ہم نے انکو ایک خاص صفت

بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝٤٦ وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ

کیساتھ مخصوص کیا تھا اور وہ آخرت کی یاد تھی (۴۶) اور وہ یقیناً ہمارے نزدیک

الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ۝٤٧ وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ

برگزیدہ (اور) نیکو کار لوگوں میں سے تھے (۴۷) اور اسماعیلؑ، الیسعؑ

وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِنَ الْأَخْيَارِ ۝٤٨ هَٰذَا

اور ذوالکفلؑ کو یاد کرو یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے (۴۸) یہ ایک نصیحت

ذِكْرٌ ۚ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ۝٤٩ جَنَّاتِ

ہے اور بے شک پرہیز گاروں کیلئے اچھا ٹھکانہ ہے (۴۹) (یعنی) ہمیشہ رہنے

عَدْنٍ مُفَتَّحَةً لَهُمُ الْأَبْوَابُ ۝٥٠ مُتَّكِئِينَ فِيهَا

والے (سدابہار) باغات جن کے سب دروازے ان کیلئے کھلے ہوں گے (۵۰) وہ ان میں تکیے لگائے

يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ۝٥١

بیٹھے ہوں گے اور وہ وہاں بہت سے میوے اور مشروبات طلب کرتے ہوں گے (۵۱)

وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ۝٥٢ هَٰذَا مَا

اور ان کے پاس نیچی نگاہوں والی ہم عمر بیویاں ہوں گی (۵۲) یہ وہ (نعمت) ہے جن کا

الربع

تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝٥٣ إِنَّ هَٰذَا لَرِزْقُنَا مَا

حساب کے دن تمہیں عطا کرنیکا وعدہ کیا جاتا ہے (۵۳) یہ ہمارا (خاص) رزق ہے جو ختم

لَهُ مِنْ نَفَادٍ ۝٥٤ هَٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ۝٥٥

ہونیوالا نہیں ہے (۵۴) یہ بات تو ہوچکی (کہ پرہیزگاروں کا انجام یہ ہے) اور سرکش کا انجام بہت برا ہے (۵۵)

جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا ۖ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝٥٦ هَٰذَا

(یعنی) دوزخ جس میں داخل ہونگے پس وہ بہت ہی برا بچھونا ہے (۵۶) یہ (حاضر ہے)

تو جناب ایوب علیہ السلام پریشان ہوئے کہ وہ اپنی قسم کو پورا کرنے کیلئے ایک بے قصور کو سو دُرّے کس طرح ماریں؟ اس کا حل خود خداوند عالم نے یہ نکالا کہ ایک ایسا جھاڑو جس میں سو تنکے ہوں اور اس سے بیوی کو صرف ایک ضرب لگاؤ تاکہ تمہاری قسم بھی پوری ہوجائے اور موصوفہ کو اذیت بھی نہ ہو۔ اس واقعہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ شریعت میں ایسے حیلے اختیار کرنا جائز ہیں جن سے اپنی ذات یا کسی دوسرے اہل ایمان سے ظلم، گناہ اور برائی کو دور کیا جاسکے۔ مگر ایسے حیلے جائز نہیں ہیں جو کسی حرام کو حلال یا کسی حلال کو حرام بنائیں یا جن کے اختیار کرنے سے فرائض ساقط ہوں اور حرام کا ارتکاب لازم آئے۔

فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ

کھولتا ہوا پانی اور پیپ پس چاہیئے کہ وہ اسے چکھیں (۵۷) اور اسکے علاوہ اسی قسم کی دوسری

اَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا

چیزیں بھی ہونگی (۵۸) یہ ایک اور فوج ہے جو تمہارے ساتھ (جہنم میں) داخل ہو رہی ہے ان کیلئے کوئی خوش

بِهِمْ ۭ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۣ لَا

آمدید نہیں ہے یہ بھی جہنم میں داخل ہونیوالے ہیں (۵۹) وہ (انکے جواب میں کہیں گے)

مَرْحَبًۢا بِكُمْ ۭ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ

تمہارے لئے خوش آمدید نہ ہو تم ہی یہ (دن) ہمارے سامنے لائے ہو! تو (جہنم) کیا برا

الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ

ٹھکانا ہے (۶۰) پھر وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! جو (کمبخت) روز بد ہمارے آگے

عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿٦١﴾ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى

لایا ہے اسے دوزخ میں دگنا عذاب دے (۶۱) وہ کہیں گے کہ کیا بات ہے ہم یہاں ان لوگوں

رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿٦٢﴾ ۭ اَتَّخَذْنٰهُمْ

کو نہیں دیکھ رہے جن کو ہم (دنیا میں) برے لوگوں میں شمار کرتے تھے؟ (۶۲) کیا ہم نے بلاوجہ

سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿٦٣﴾ اِنَّ ذٰلِكَ

ان کا مذاق اڑایا تھا یا نگاہیں ان کی طرف سے چوک رہی ہیں؟ (۶۳) یہ بات بالکل سچی ہے

لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾ ع قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا ع ۴ ۲۴ ۴

کہ دوزخ والے آپس میں جھگڑیں گے (۶۴) آپ کہہ دیجئے! کہ میں تو صرف (عذاب خدا سے) ایک

مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

ڈرانیوالا ہوں اور اللہ کے سوا جو یکتا اور غالب ہے اور کوئی خدا نہیں ہے (۶۵) وہی آسمانوں اور زمین اور جو

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾ قُلْ هُوَ

کچھ ان کے درمیان ہے کا پروردگار ہے (اور وہ) بڑا زبردست (اور) بڑا بخشنے والا ہے (۶۶) کہیے وہ

نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿٦٧﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿٦٨﴾ مَا كَانَ

(قرآن یا قیامت) بہت بڑی خبر ہے (۶۷) جس سے تم منہ پھیرتے ہو (۶۸) مجھے تو ملاء

۱۳۔ ﴿وَقَالُوْا مَا لَنَا۔ الاٰیہ﴾ جب کفار و مشرکین باہمی تو تکار کے بعد جہنم میں حقیقی غلامانِ مصطفیؐ کو اور نصاب و خوارج وہاں حقیقی محبانِ مرتضیؑ نہیں پائیں گے تو آپس میں کہیں گے کہ کیا بات ہے کہ دنیا میں جن لوگوں کو برے لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے وہ آج یہاں نظر نہیں آرہے؟ کیا ہم نے بلا وجہ ان کا مذاق اڑایا تھا؟ یا وہ یہیں کہیں ہیں مگر ہماری نگاہیں ان سے چوک رہی ہیں۔ یہی تفسیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اور آخر میں مذکور ہے کہ فرمایا: جنت میں تمہارا احترام کیا جائے گا اور جہنم میں تمہیں تلاش کیا جائے گا مگر وہاں تمہیں نہیں پایا جائے گا۔ (تفسیر وافی و بصائر الدرجات)

۱۴۔ ﴿وَمَا مِنْ اِلٰهٍ۔ الاٰیہ﴾ پارہ ۲۰ کے آغاز میں لفظ الٰہ کے مفہوم کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ جس ذات جامع جمیع کمالات میں کم از کم پندرہ صفات جلیلہ پائے جائیں وہ ذاتِ الٰہ کہلا سکتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ چونکہ تمام کائنات ارضی و سماوی کا خالق و مالک اور پالک صرف خدا ہے اس لئے عبادت کے لائق اور مستحق بھی وہی ذات ہے۔ اس کے سوا اور کسی بھی ہستی کی عبادت روا نہیں ہے۔

لِيَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ

اعلیٰ (عالم بالا) کی کوئی خبر نہ تھی جبکہ وہ (فرشتے) آپس میں بحث کر رہے تھے (۶۹) میری

يُّوْحٰۤى اِلَيَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۰﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ

طرف اس لیے وحی کی جاتی ہے کہ میں ایک کھلا ہوا ڈرانیوالا ہوں (۷۰) (وہ وقت یاد کرنے کے قابل

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا

ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں گیلی مٹی سے ایک بشر (انسان) پیدا کرنیوالا ہوں (۷۱)

سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ

جب میں اسے تیار کرلوں اور اس میں اپنی خاص روح پھونک دوں تو تم اسکے سامنے سجدہ

سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾

ریز ہو جانا (۷۲) تو (حسب الحکم) سب فرشتوں نے سجدہ کیا (۷۳)

اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾

سوائے ابلیس کے کہ اس نے تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا (۷۴)

قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ

ارشاد ہوا اے ابلیس! تجھے کس چیز نے روکا کہ اسکے سامنے سجدہ کرے جسے میں نے

بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾

اپنی طاقت وقدرت سے پیدا کیا ہے؟ کیا تو نے تکبر کیا یا تو سرکشوں میں سے ہوگیا ہے؟ (۷۵)

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ

اس نے کہا میں اس (آدم) سے بہتر ہوں (کیونکہ) تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے گیلی مٹی سے

مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾ ۖ

پیدا کیا ہے (۷۶) ارشاد ہوا تو یہاں (جنت) سے نکل جا کیونکہ تو راندہ درگاہ ہے (۷۷)

وَّ اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْۤ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ

اور یقیناً قیامت تک تجھ پر میری لعنت ہے (۷۸) اس نے کہا اے پروردگار!

فَاَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ

مجھے اس دن تک مہلت دے جب لوگ دوبارہ اٹھائے جائینگے (۷۹) ارشاد ہوا (جا) تجھے

۱۵۔ ﴿اِذْ قَالَ رَبُّكَ۔ الآیہ﴾ یہاں سے ایک بار پھر قصۂ آدمؑ وابلیس شروع ہوتا ہے جس پر اور جس کے متعلقہ تمام موضوعات پر سورۂ بقرہ، سورۂ اعراف اور سورۂ اسراء میں مفصل تبصرہ کیا جاچکا ہے۔ وہاں رجوع کیا جائے۔

۱۶۔ ﴿ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ۔ الآیہ﴾ العالین کے معنی عموماً بلند مرتبہ لوگ کیے جاتے ہیں اور انس بن مالک کی ایک عامی روایت کے مطابق ان بلند مرتبہ لوگوں سے سرکار محمدؐ وآل محمد علیہم السلام مراد لیے جاتے ہیں (تفسیر برہان) مگر حقیقت یہ ہے کہ لفظ علو یا اس کے مشتقات یہ سب قرآن مجید میں تکبر اور سرکشی کے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں جیسے "ان فرعون علا فی الارض" کہ فرعون نے زمین میں سرکشی کی۔ "للذین لا یریدون علوا فی الارض" جنت ان کیلئے بنائی گئی ہے جو زمین میں سرکشی کرنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے۔ جناب سلیمانؑ ملکۂ سبا کو خط لکھتے ہیں کہ لا تعلوا علیّ کہ تم میرے خلاف سرکشی نہ کرو۔ بنابریں یہاں ام کنت من العالین کا مفہوم یہ ہوگا کہ اے ابلیس! تو نے تکبر کیا ہے تو تھا ہی سرکشوں میں سے۔ اگر ہر جگہ عالین سے سرکار محمدؐ وآل محمد علیہم السلام مراد لیے جائیں تو اس ارشادِ خداوندی کا کیا مطلب ہوگا جو اس نے فرعون کے بارے میں فرمایا ہے کانوا قوما عالین کہ عالین میں سے تھا؟ لہٰذا یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ وہ سرکشوں میں سے تھا۔

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٨١﴾ قَالَ

مہلت دی گئی ہے (۸۰) مگر اس دن تک جسکا وقت (مجھے) معلوم ہے (۸۱) ابلیس نے کہا

فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٢﴾ اِلَّا عِبَادَكَ

تیری عزت کی قسم! میں سب لوگوں کو گمراہ کروں گا (۸۲) سوائے تیرے منتخب

مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿٨٤﴾

اور برگزیدہ بندوں کے (۸۳) ارشاد ہوا کہ پھر حق یہ ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں (۸۴)

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

کہ میں بھی دوزخ بھر دوں گا تجھ سے اور ان لوگوں سے جو تیری پیروی

اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا

کریں گے (۸۵) آپ کہہ دیجئے! کہ اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا اور نہ ہی میں

مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿٨٦﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٧﴾

بناوٹ کرنیوالوں میں سے ہوں (۸۶) یہ (قرآن) نہیں ہے مگر سب جہانوں کیلئے نصیحت (۸۷)

وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿٨٨﴾ ع ۵ ۴ ۱۴

اور تمہیں کچھ مدت کے بعد اسکی خبر معلوم ہو جائیگی (۸۸)

اٰیاتها ۷۵ | ۳۹ سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ ۵۹ | رکوعاتها ۸

سورہ زمر مکی ہے۔ آیات ۷۵۔ ۸ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١﴾ اِنَّآ

یہ کتاب (قرآن) اس خدا کی طرف سے نازل کی گئی ہے جو (سب پر) غالب ہے (اور) بڑا حکمت والا ہے (۱)

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا

(اے رسولؐ) بے شک ہم نے حق کیساتھ یہ کتاب آپکی طرف نازل کی ہے تو بس آپ اسی کی عبادت کریں

لَّهُ الدِّيْنَ ﴿٢﴾ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ

اس کیلئے دین کو خالص کرتے ہوئے (۲) خبردار! خالص دین صرف اللہ کیلئے ہے اور جن لوگوں نے اسکے سوا

۸۷۔ ﴿قَالَ فَالْحَقُّ۔ الآیہ﴾ جب شیطان نے راندہ بارگاہ بننے اور لعنت کا طوق گلے میں پڑنے کے بعد کہا کہ میں تیرے سب بندوں کو سوائے مخلصین کے گمراہ کروں گا تو خدا نے فرمایا کہ پھر حق یہ ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں کہ میں بھی دوزخ بھر دوں گا تجھ سے اور ان لوگوں سے جو تیری پیروی کریں گے۔ اعاذنا اللہ من اعوائہ

سورۂ زمر

سورۂ زمر کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) ایک موحد کو صرف ایک خدا کی عبادت کرنی چاہیے۔ (۲) انسان کی تدریجی خلقت کا تذکرہ۔ (۳) توحید پروردگار کے تکوینی دلائل کا بیان۔ (۴) انسان کی طوطا چشمی کا تذکرہ۔ (۵) جہاں آدمی خدا کی عبادت نہ کر سکے وہاں سے ہجرت کر جانے کا حکم۔ (۶) خدا کی رحمت سے مایوس ہونے کی ممانعت۔ (۷) ایک جویائے حق کو سب کی بات سننی چاہیے مگر اتباع بہتر بات کی کرنی چاہیئے۔ (۸) جنتیوں اور جہنمیوں کی حالت کا تذکرہ۔ (۹) اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اس کا شریک نہیں ہے۔ (۱۰) شرک کرنے سے تمام اعمال حبط ہو جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ۔ الآیہ﴾ خالق فطرت نے ہر شخص کے اندر عبادت کا جذبہ ودیعت کر دیا ہے کہ جب وہ کسی کو بڑا تصور کرتا ہے تو اس کے سامنے اپنی پوری ہستی کو جھکا دیتا ہے۔ ارشادِ قدرت ہے کہ اس عبادت و بندگی کا مستحق صرف پروردگار عالم ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ دین کو اللہ کے لئے خالص کرتے ہوئے اس طرح اس کی عبادت کی جائے کہ کسی کو بھی اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے اور ریاکاری سے دامن بچاتے ہوئے کھل

اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا

ولی وسرپرست بنائے ہیں اور (تاویل یہ کرتے ہیں کہ) ہم ان کی صرف اسی لیے عبادت کرتے ہیں

لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں گے بے شک اللہ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا ان باتوں

فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ

میں جنکے بارے میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ بے شک اللہ ایسے شخص کو ہدایت نہیں

هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ③ لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا

دیتا جو جھوٹا (اور) بڑا ناشکرا ہو (۳) اگر اللہ چاہتا کہ (کسی کو) اپنا بیٹا بنائے تو اپنی

لَاصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ سُبْحَانَهُ هُوَ اللَّهُ

مخلوق میں سے جسکو چاہتا منتخب کر لیتا وہ اس سے پاک ہے وہی اللہ ہے جو

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ④ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

یکتا (اور سب پر) غالب ہے (۴) اس نے آسمانوں اور زمین کو حق (حکمت)

بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ

کیساتھ پیدا کیا ہے وہ رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور

عَلَى اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي

اس نے سورج اور چاند کو (اس طرح) مسخر کر رکھا ہے کہ ہر ایک ایک مقررہ

لِأَجَلٍ مُسَمًّى أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ⑤

مدت تک رواں دواں ہیں، آگاہ ہو جاؤ کہ وہ (سب پر) غالب ہے (اور) بڑا بخشنے والا ہے (۵)

خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا

اس نے تم (سب) کو ایک نفس سے پیدا کیا پھر اسی (کی جنس) سے اسکا جوڑا (شریک حیات)

زَوْجَهَا وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ

پیدا کیا اور پھر تمہارے لئے (تعداد میں) چوپایوں کے آٹھ جوڑے

أَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا

پیدا کئے وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں (تدریجاً) پیدا کرتا ہے۔

وقف لازم

اخلاص نیت کے ساتھ خدا کی عبادت کی جائے۔

۲۔ ﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا۔ الآیہ﴾ مشرکین اپنے خودساختہ بتوں کی پرستش کرتے تھے اور روکنے پر کہتے تھے کہ ہم خدا کی بلند و بالا بارگاہ تک رسائی حاصل کرنے کیلئے ان کی عبادت کرتے ہیں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جواب پر ان سے پوچھا کہ آیا تم نے یہ بت بنائے ہیں یا انہوں نے تم کو بنایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے انہیں بنایا ہے۔ فرمایا: پھر تو ان بتوں کو تمہاری عبادت کرنی چاہیے۔ (احتجاج طبرسی)

۳۔ ﴿يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ۔ الآیہ﴾ تین تاریک پردوں میں یعنی (۱) پیٹ۔ (۲) رحم۔ (۳) اور جھلی میں انسانی خلقت کے ان تین مراتب کی طرف اشارہ ہے جن کی تفصیل قبل ازیں سورۂ حج کی آیت نمبر ۵ ﴿فانا خلقنا کم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة﴾ کی تفسیر میں گزر چکی ہے وہاں رجوع کیا جائے تاکہ معلوم ہو کہ جنین کس طرح جھلی کے اندر اور جھلی کس طرح رحم کے اندر اور رحم کس طرح شکم کے زیریں حصہ کے اندر ہوتا ہے؟

مِّنۡۢ بَعۡدِ خَلۡقٍ فِیۡ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ
ایک خلقت کے بعد دوسری خلقت تین تاریک پردوں میں یہ اللہ تمہارا پروردگار ہے
رَبُّکُمۡ لَہُ الۡمُلۡکُ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ فَاَنّٰی تُصۡرَفُوۡنَ ﴿۶﴾
اسی کی حکومت ہے اسکے سوا کوئی الٰہ (خدا) نہیں ہے تم کدھر پھرے جاتے ہو؟ (۶)
اِنۡ تَکۡفُرُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنۡکُمۡ ۟ وَ لَا یَرۡضٰی
اگر تم کفر (انکار و ناشکری کرو) تو بے شک وہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں
لِعِبَادِہِ الۡکُفۡرَ ۚ وَ اِنۡ تَشۡکُرُوۡا یَرۡضَہُ لَکُمۡ ؕ وَ لَا
کیلئے (ناشکراپن) پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر ادا کرو تو وہ اسے تمہارے لئے
تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ؕ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ
پسند کرتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانیوالا کسی کا بوجھ نہیں اٹھائیگا اور پھر تم سب کی بازگشت
مَّرۡجِعُکُمۡ فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ؕ اِنَّہٗ
تمہارے پروردگار کی طرف ہے وہ تمہیں بتائے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو بے شک
عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۷﴾ وَ اِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ
وہ سینوں کے رازوں کو جاننے والا ہے (۷) اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے
ضُرٌّ دَعَا رَبَّہٗ مُنِیۡبًا اِلَیۡہِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَہٗ نِعۡمَۃً
تو وہ دل سے رجوع کر کے اپنے پروردگار کو پکارتا ہے اور پھر جب وہ اپنی طرف سے اسے کوئی نعمت عطا کرتا
مِّنۡہُ نَسِیَ مَا کَانَ یَدۡعُوۡۤا اِلَیۡہِ مِنۡ قَبۡلُ
ہے تو وہ اس (تکلیف) کو بھول جاتا ہے جس کیلئے وہ پہلے اسے پکار رہا تھا اور اللہ کیلئے ہمسر (شریک)
وَ جَعَلَ لِلّٰہِ اَنۡدَادًا لِّیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ ؕ قُلۡ
ٹھہرانے لگتا ہے تاکہ اس کے راستہ سے (لوگوں کو) گمراہ کرے۔ آپ کہہ دیجئے! تھوڑے
تَمَتَّعۡ بِکُفۡرِکَ قَلِیۡلًا ٭ۖ اِنَّکَ مِنۡ اَصۡحٰبِ النَّارِ ﴿۸﴾
دن اپنے کفر (ناشکرے پن) سے فائدہ اٹھالے (انجام کار) یقیناً تو دوزخ والوں سے ہے (۸)
اَمَّنۡ ہُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیۡلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا
بھلا جو شخص رات کی گھڑیوں میں کبھی سجدہ کر کے اور کبھی قیام کر کے خدا کی عبادت کرتا ہے

يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ

اور (اس کے باوجود) آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے؟

يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ

(تو کیا وہ شخص جو ایسا نہیں ہے یکساں ہو سکتے ہیں؟) کہیے کیا علم والے اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ⑨ قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ ع ۱ ۹ ۱۵

بے شک نصیحت تو صرف صاحبانِ عقل ہی حاصل کرتے ہیں (۹) کہہ دیجئے! اے میرے وہ بندو

آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ

جو ایمان لائے ہو! اپنے پروردگار (کی نافرمانی) سے ڈرو۔ (اور یاد رکھو) جو لوگ اس

الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى

دنیا میں نیک عمل کرتے ہیں ان کیلئے (آخرت میں) نیک صلہ ہے اور اللہ کی

الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ⑩ قُلْ إِنِّي

زمین وسیع (کشادہ) ہے بے شک صبر کرنیوالوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائیگا (۱۰) کہہ دیجئے! کہ

أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ⑪ وَأُمِرْتُ

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں دین کو اس کیلئے خالص کر کے (مکمل اخلاص کیساتھ) اسکی عبادت کروں (۱۱) اور

لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ⑫ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب مسلمانوں سے پہلے مسلمان ہوں (۱۲) کہیئے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی

عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ⑬ قُلِ اللَّهَ

نافرمانی کروں تو ایک بڑے دن (قیامت) کے عذاب سے ڈرتا ہوں (۱۳) آپ کہیئے کہ میں اللہ کی

أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ⑭ فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِنْ

عبادت کرتا ہوں اسی کیلئے اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے (۱۴) تم اسکے سوا جنکی چاہو عبادت (کرو) نیز

دُونِهِ ۗ قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا

کہہ دیجئے کہ اصلی خسارے والے تو وہ ہیں جنہوں نے اپنے آپکو اور اپنے گھر

أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ

والوں کو قیامت کے دن خسارے میں ڈالا آگاہ ہو جاؤ کہ یہی

۴۔ ﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ۔ الآیہ﴾ کیا علم والے اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: خداوند عالم نے ہمیں اور ہمارے شیعوں اور ہمارے دشمنوں کو اکٹھا کر دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ آپ کہہ دیجیے! کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟ مگر اس حقیقت کو صرف صاحبانِ عقل ہی سمجھ سکتے ہیں۔ فرمایا: جاننے والے ہم آل محمدؐ ہیں اور نہ جاننے والے ہمارے دشمن ہیں اور صاحبانِ عقل ہمارے شیعہ اور محب ہیں۔ (تفسیر مجمع البیان وصافی)

۵۔ ﴿قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ۔ الآیہ﴾ ایمان کے معنی ماننے اور تسلیم کرنے کے ہیں اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ جب وہ ایمان کا دعویٰ کریں گے تو ان کو مؤمن تسلیم کر لیا جائے مگر حقیقت حال کچھ اور ہے یعنی صرف ایمان کا اظہار کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ تقویٰ لازم ہے۔ یعنی ضروری ہے کہ ایمان کا دعویدار واجباتِ شرعیہ کو بجا لائے اور محرماتِ الٰہیہ سے اجتناب کرے۔ الغرض ایمان اور تقویٰ لازم و ملزوم ہیں کیونکہ جب معرفت الٰہی کامل ہوتی ہے تو اس کا لازمی نتیجہ خوفِ خدا ہے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلملوا۔

۶۔ ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ۔ الآیہ﴾ صبر کے معنی ہیں کف النفس عما لا ینبغی یعنی نفس کو ناشائستہ کام وکلام سے روکنا۔ پھر اس صبر کی تین قسمیں ہیں: (۱) مصیبت پر صبر کرنا۔ (۲) واجب کی ادائیگی پر صبر کرنا۔ (۳) اور حرام سے اجتناب کرنے پر صبر کرنا اور پھر ہر قسم کے بڑے فضائل مروی ہیں۔

۷۔ ﴿قُلْ إِنِّي أَخَافُ۔ الآیہ﴾ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی عظیم ہستی سے اعلان کرایا جا رہا ہے کہ کہہ دیجئے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن (قیامت) کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ تو اگر عام لوگ اپنے پروردگار کی نافرمانی کریں تو ان کا انجام کیا ہوگا؟ ع

الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ﴿١٥﴾ لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ
کھلا ہوا خسارہ ہے (۱۵) ان (بدبختوں) کیلئے ان کے اوپر بھی آگ کے سائبان
مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۚ ذَٰلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ
ہوں گے اور ان کے نیچے سے بھی یہی وہ (عذاب) ہے جس سے خدا اپنے بندوں
بِهِ عِبَادَهُ ۚ يَا عِبَادِ فَاتَّقُونِ ﴿١٦﴾ وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا
کو ڈراتا ہے اے میرے بندو! مجھ سے ڈرو (۱۶) اور جن (خوش بخت) لوگوں
الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ
نے طاغوت (معبودانِ باطل) کی عبادت سے اجتناب کیا اور اللہ کی طرف رجوع کیا ان کیلئے
الْبُشْرَىٰ ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ
خوشخبری ہے (اے نبیؐ) میرے ان بندوں کو خوشخبری دیدو (۱۷) جو (ہر کہنے والے کی)
الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
بات کو غور سے سنتے ہیں اور اس میں سے بہترین بات کی پیروی کرتے ہیں
هَدَاهُمُ اللَّهُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿١٨﴾
یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ ہدایت دیتا ہے اور یہی صاحبانِ عقل ہیں (۱۸)
أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۚ أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ
بھلا جس پر عذاب کا حکم ثابت ہو چکا تو کیا آپ اسے چھڑا سکتے ہیں جو (دوزخ کی)
مَنْ فِي النَّارِ ﴿١٩﴾ لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ
آگ میں ہیں (۱۹) البتہ جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے ان کیلئے ایسے بالاخانے ہیں کہ جن کے
غُرَفٌ مِنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِي مِنْ
اوپر اور بالاخانے بنے ہوئے ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَعْدَ اللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيعَادَ ﴿٢٠﴾
یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ کبھی (اپنے) وعدے کیخلاف نہیں کرتا (۲۰)
أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ
کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ آسمان سے پانی اتارتا ہے اور پھر زیر زمین

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ میرا

۸۔﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾ الَّذِينَ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں ان سلیم الطبع اور خوش قسمت لوگوں کی چند صفات وعلامات بیان کی گئی ہیں جن کو اللہ ہدایت دیتا ہے اور وہ عقلمند کہلائے جانے کا حقدار ہیں: (۱) وہ ہر کہنے والے کی بات کو توجہ سے کان لگا کر سنتے ہیں۔ (۲) پھر اس کی سنی ہوئی باتوں کو عقل کے ترازو پر تولتے ہیں اور اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں (اور غلط بات کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں) ایسے لوگوں کو خدا ہدایت دیتا ہے اور ایسے ہی لوگ عقلمند کہلانے کے مستحق ہیں۔ لہٰذا جو کوتاہ اندیش اپنے کانوں اور آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ لیں اور عقل پر قدغن لگا دیں تو خدا ایسے مورکھوں کو ہدایت نہیں دیتا اور نہ ہی ایسے لوگ عقلمند کہلانے کے روا دار ہیں۔

۹۔﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ۔ الآیہ﴾ یہاں ایک بار خداوند علیم وحکیم اپنی قدرت وحکمت کی تکوین شروع کر رہا ہے کہ وہ آسمان سے بارش برساتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ سے زمین میں مختلف اقسام کی رنگ برنگی کھیتیاں اُگاتا ہے۔ زمین بھی ایک بیج بھی ایک اور پانی بھی ایک، مگر رنگ الگ الگ، ذائقہ الگ الگ آیا یہ سب کچھ صدفۃً واتفاقاً ہے یا خودبخود ہو رہا ہے؟ یا اندھا نیچر کر رہا ہے یا یہ کسی علیم وحکیم کی حکمت بالغہ اور کسی قدیر و خبیر کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ہے؟ ان فی ذٰلک لذکریٰ لاولی الالباب۔

يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا
اس کے چشمے جاری کر دیتا ہے پھر اس سے مختلف قسم کی رنگ برنگی کھیتیاں برآمد
أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ
کرتا ہے پھر وہ (پک کر) خشک ہونے لگتی ہیں تم انہیں زرد دیکھتے ہو پھر
حُطَامًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٢١﴾ ع ۲ ۱۴/۱۲
انہیں ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ بے شک اس میں صاحبانِ عقل کیلئے نصیحت ہے (۲۱)
أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ
کیا وہ شخص جسکے سینہ کو اللہ نے (قبول) اسلام کیلئے کھول دیا ہے اور وہ اپنے پروردگار کی طرف
مِنْ رَبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ
سے نور (ہدایت) پر ہے (قسی القلب لوگوں کی طرح ہو سکتا ہے) بربادی ہے ان کیلئے جنکے دل
أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٢٢﴾ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ
ذکر خدا سے سخت ہو گئے ہیں یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں (۲۲) اللہ ہی نے بہترین کلام نازل کیا ہے
الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ
یعنی ایسی کتاب جس کی آیتیں آپس میں ملتی جلتی ہیں (اور) بار بار دہرائی جاتی ہیں اس (کے پڑھنے) سے
جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ
ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں پھر انکے
جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى
جسم اور انکے دل اللہ کے ذکر کی طرف نرم (مائل) ہو جاتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت
اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا
ہے جسکے ذریعہ سے وہ جسکی چاہتا ہے راہنمائی کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ
لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٢٣﴾ أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ
دیتا ہے اس کیلئے کوئی راہنما نہیں (۲۳) بھلا وہ (احمق) شخص جو قیامت کے دن اپنے چہرہ سے اپنے آپکو
الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ
سخت عذاب سے بچاتا ہے؟ (اس عذاب سے محفوظ شخص کی مانند ہو سکتا ہے؟) اور ظالموں سے

۱۰۔ ﴿أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ۔ الآیہ﴾
جس طرح بارش برستی ہے تو ہر زمین اپنی صلاحیت کے مطابق اس سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ ع

دراز لالہ روئید ودر شور بوخس

اسی طرح خدا کے ابر رحمت سے بھی ہر شخص اپنی خداداد استعداد کے مطابق کسب فیض کرتا ہے۔ خداوند عالم نے ہر شخص کے اندر ایسی صلاحیت رکھ دی ہے کہ اگر وہ تعصب و عناد اور اسلاف کی اندھی تقلید کی پٹی اتار کر قدرت کی نشانیوں کو دیکھے اور اسلام کی صداقت کی علامتوں پر غور وفکر کرے تو خدا اس کے سینہ پر معرفت حقیقت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اپنی توفیق اس کے شامل حال کرتا ہے اور وہ نور ہدایت کی روشنی میں حق کو پہچان کر فوراً اسے قبول کر لیتا ہے اور کچھ ایسے ڈھیٹ ہوتے ہیں کہ جتنی آیات سناؤ، مانتے ہی نہیں۔

ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٢٤﴾ كَذَّبَ الَّذِينَ

کہا جائیگا کہ (آج) مزہ چکھو اس کمائی کا جو تم کیا کرتے تھے (۲۴) جو لوگ ان

مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا

سے پہلے تھے انہوں نے (حق کو) جھٹلایا آخر ان پر وہاں سے عذاب آیا جدھر سے

يَشْعُرُونَ ﴿٢٥﴾ فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ

انکو خیال نہ تھا (۲۵) تو خدا نے انکو اس دنیاوی زندگی میں ذلت و

الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا (وقف لازم)

رسوائی کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے کاش وہ

يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا

لوگ جانتے (۲۶) اور بے شک ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی

الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾

مثالیں پیش کی ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (۲۷)

قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٢٨﴾

یہ ایسا قرآن جو عربی زبان میں ہے جس میں کوئی کجی نہیں ہے تاکہ وہ ڈریں (پرہیزگاری) اختیار کریں (۲۸)

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ

اللہ نے ایک مثال بیان کی ہے کہ ایک غلام ہے جس کے کئی بد اخلاق

مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ

مالک ہیں اور ایک دوسرا شخص ہے جو پورا ایک مالک کا ہے (ان دونوں)

يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا

کا حال یکساں ہے؟ الحمدللہ! مگر اکثر لوگ (یہ حقیقت)

يَعْلَمُونَ ﴿٢٩﴾ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ

جانتے نہیں ہیں (۲۹) (اے پیغمبرؐ) بے شک آپ نے بھی مرنا ہے اور وہ لوگ بھی مرنے والے ہیں (۳۰)

إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿٣١﴾ (ع ۳ / ۱۷)

پھر تم سب قیامت کے دن اپنے پروردگار کی بارگاہ میں جھگڑو گے (اور وہ حق و باطل کا فیصلہ کریگا) (۳۱)

۱۱۔ ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ. الآیہ﴾ یہ حقیقت کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ ہر انسان کا اس عالم آب وگل میں آنا اس کے جانے کی دلیل ہے۔ تجربہ و مشاہدہ شاہد ہے کہ جس نے بھی ایک بار اس عالم ناپائیدار میں قدم رکھا ہے اس نے چار و ناچار ایک نہ ایک دن یہاں سے رخت سفر باندھنا ضرور ہے۔

ولنعم ما قیل۔

جو زندہ ہے وہ موت کی تکلیف سہے گا
جب احمدؐ مرسل نہ رہے کون رہے گا؟

لہٰذا ﴿کل نفس ذائقة الموت﴾ کی حقانیت ناقابل انکار ہے اور ﴿کل من علیها فان و یبقی وجه ربك ذوالجلال والاکرام﴾ کی صداقت مسلم ہے۔

ع موت نے کر دیا ناچار و گرنہ انسان
ہے وہ خودبین کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ

پس اس شخص سے بڑھ کر اور کون ظالم ہو گا جو خدا پر جھوٹ باندھے اور جب سچائی

اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

اس کے پاس آئے تو وہ اسے جھٹلائے۔ کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہے؟ (۳۲)

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور جو شخص سچائی لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی تو یہی لوگ

الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ

پرہیز گار ہیں (۳۳) ان کیلئے پروردگار کے پاس وہ سب کچھ ہے جو وہ

ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ ۚۖ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

چاہیں گے یہ نیکوکاروں کی جزا ہے (۳۴) تاکہ اللہ ان کے بدترین

اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ

اعمال کو معاف کرے اور انہیں ان کے بہترین اعمال کی

الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ

جزا عطا فرمائے (۳۵) کیا اللہ اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں ہے؟ اور یہ لوگ

وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

آپکو اللہ کے سوا دوسروں سے ڈراتے ہیں اور جس کو خدا گمراہی میں چھوڑ دے اس کو

فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ ۚ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے (۳۶) اور جسے خدا ہدایت دے اسے کوئی

مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَلَئِنْ

گمراہ کرنیوالا نہیں ہے کیا اللہ زبردست (اور) انتقام لینے والا نہیں ہے؟ (۳۷) اور اگر

سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ

آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ یقینا

اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ

کہیں گے کہ اللہ نے آپ کہیے! تمہارا کیا خیال ہے؟ جن کو تم اللہ کے سوا

۱۲۔ ﴿فَمَنْ اَظْلَمُ۔ الآیہ﴾ قیامت جو لوگ اپنا مقدمہ خالق کائنات کی بارگاہ میں پیش کریں گے ان میں کچھ موحد ہوں گے اور کچھ مشرک۔ ارشادِ قدرت ہے بھلا اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر بہتان باندھے اور کہے کہ اللہ کا شریک ہے، یا اللہ کی اولاد ہے؟ اگرچہ عام جھوٹ بھی حرام ہے مگر بدترین قسم کا جھوٹ وہ ہے جو خدا پر یا رسولؐ پر یا پھر ائمہ ہدیٰ علیہم السلام پر بولا جائے اور سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ ایک جھوٹا آدمی یہ کہے کہ اللہ جانتا ہے کہ میں سچا ہوں اور جب سچائی اس کے پاس آئے تو وہ اسے جھٹلائے، کیا جہنم کافروں کا ٹھکانا نہیں ہے اور یہی لوگ بارگاہِ الٰہی سے سزا پانے والے ہیں۔

۱۳۔ ﴿وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ۔ الآیہ﴾ والذی جاء بالصدق سے بالاتفاق مراد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات مراد ہے اور اگرچہ بالصدق کے مصداق کے تعیین میں فی الجملہ اختلاف ہے۔ مگر جو قول ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت امیر علیہ السلام ہیں اور برادرانِ اسلامی کے علامہ سیوطی، فاضل قرطبی اور مفسر آلوسی نے بھی یہ روایت درج کی ہے کہ اس کے مصداق حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

۱۴۔ ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ۔ الآیہ﴾ مشرکین عرب وجودِ خدا کے منکر نہ تھے ہاں البتہ وہ اس کی وحدانیت و یکتائی کے منکر تھے۔ ان سے سوال کیا جا رہا ہے کہ کیا ایک خدا اپنے بندوں کی ضروریاتِ زندگی پوری کرنے کیلئے کافی نہیں ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر وہ خدا بھی نہیں ہے اور اگر کافی ہے تو پھر اسکی موجودگی میں دوسرے خداؤں کو ماننے کی ضرورت کیا ہے ﴿قل حسبی اللہ علیہ یتوکل المتوکلون﴾

۱۵۔ ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ۔ الآیہ﴾ بیشک مشرک اللہ کی پرستش کرتے ہیں مگر وہ بھی یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ ان کے خود ساختہ معبودوں نے آسمان و زمین پیدا کیے لیکن وہ واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان چیزوں کا خالق اللہ ہے۔ ان سے

أَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ

پکارتے ہو اگر اللہ مجھے کچھ نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اسکی جانب سے نقصان کو دور کر دینگے؟ یا اگر اللہ مجھ پر

بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ

کچھ رحمت کرنا چاہے تو کیا یہ اسکی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ بس آپ کہہ دیجئے! کہ میرے لئے اللہ کافی ہے۔

عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا

بھروسہ کرنیوالے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں (۳۸) آپ کہہ دیجئے! اے میری قوم! تم

عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾

اپنی جگہ (اپنے طریقہ پر) کام کئے جاؤ۔ میں اپنا کام کرتا ہوں عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا (۳۹)

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ

کہ کس پر رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے اور کس پر دائمی عذاب

مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ

اترتا ہے؟ (۴۰) (اے رسول ﷺ) بیشک ہم نے یہ کتاب سب انسانوں (کی ہدایت) کیلئے حق کیساتھ آپ

فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ

پر اتاری ہے جو ہدایت حاصل کریگا تو وہ اپنے لئے کریگا اور جو گمراہی اختیار کریگا تو اسکی

عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى ع

گمراہی کا وبال اسی پر پڑیگا آپ انکے ذمہ دار نہیں ہیں (۴۱) اللہ ہی روحوں کو ان کی

الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ

موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جنکی موت (ابھی) نہیں آئی (تو انکی روحیں) نیند کے وقت

فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ

قبض کرتا ہے پھر جن (روحوں کی) موت کا فیصلہ کرتا ہے انہیں روک لیتا ہے اور

الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

دوسری روحوں کو ایک مقررہ مدّت تک چھوڑ دیتا ہے۔ بیشک اس میں غور و فکر

لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کرنیوالوں کیلئے (قدرت خدا کی) نشانیاں ہیں (۴۲) کیا ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر

پوچھا جا رہا ہے کہ اگر حقیقی خدا بندہ کو نقصان پہنچانا چاہے تو یہ معبودان باطل اسے بچا نہیں سکتے اور اگر وہ اپنی رحمت شامل حال کرنا چاہے تو یہ اسے روک نہیں سکتے تو پھر ایسے عاجز و ناتواں خدا کو ماننے کا فائدہ کیا ہے؟ پس جب اللہ کافی ہے تو پھر بھروسہ بھی اسی کی ذات پر کرنا چاہیے کیونکہ آرام ہو یا تکلیف سب کے حقیقی اسباب اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

۱۶۔﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا۔ الاٰیہ﴾ اس آیت میں "للناس" کی لفظ دلیل ہے کہ آپؐ تمام بنی نوع انسان کے نبی ہیں۔ جیسا کہ آیت میں "کافۃ للناس" کی لفظ وارد ہے اور قرآن تمام انسانی نوع کی ہدایت کیلئے نازل کیا گیا ہے۔

۱۷۔﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ۔ الاٰیہ﴾ دہریوں اور دینداروں میں ایک فرق یہ ہے کہ دہریے یہ کہتے ہیں کہ انسان اسی جسم محسوس کا نام ہے مگر دیندار یہ کہتے ہیں کہ انسان جسم و روح کے مجموعہ کا نام ہے جبکہ جسم مادی اور روح غیر مادی ہے۔ اور یہ روح مملکت بدن کی مدبر و منتظم ہے۔ پھر جسم و روح کے ظاہری و باطنی مکمل قطع تعلق کا نام موت ہے۔ اور اگر ظاہری تعلق قطع ہو جائے مگر باطنی تعلق اس طرح قائم رہے کہ روح کی ایک شعاع بدن میں رہ جائے جسکی وجہ سے وہ زندہ بھی رہے اور خواب بھی دیکھے تو اس کا نام نیند ہے، جس میں زندگی تو ہوتی ہے مگر عقل و تمیز نہیں ہوتی۔ الغرض زندگی کی ضد موت ہے اور بیداری کی ضد نیند ہے۔ اور موت اور نیند دونوں پر توفّی کا اطلاق ہوتا ہے جو اللہ کا کام ہے۔

شُفَعَآءَ ۚ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا

دوسروں کو شفیع (سفارشی) بنا رکھا ہے آپ کہہ دیجئے! کہ اگرچہ وہ (سفارشی) نہ کسی چیز کے مالک ہوں اور نہ

يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۗ لَهٗ مُلْكُ

ہی عقل وشعور رکھتے ہوں؟ (۴۳) آپ کہہ دیجئے کہ شفاعت پوری کی پوری اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا

(اور) اسی کیلئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۴۴) اور جب

ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا

خدا کی توحید (اس کی وحدت و یکتائی) کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا

رکھتے ان کے دل کڑھنے لگتے ہیں اور جب اسکے دوسرے (مزعومہ شرکاء) کا ذکر کیا جاتا ہے

هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ

تو وہ یکایک خوش ہو جاتے ہیں (۴۵) آپ کہہ دیجئے! اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے پیدا

وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ

کرنے والے (اور) اے غائب اور حاضر کے جاننے والے! تو ہی اپنے بندوں کے درمیان

بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ

فیصلہ کرے گا ان چیزوں کے بارے میں جن میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے (۴۶) اور جن

اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ

لوگوں نے (کفر و شرک کرکے) ظلم کیا اگر ان کے پاس وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اتنی اور بھی تو وہ یہ

مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ

سب کچھ قیامت کے دن برے عذاب سے بچنے کیلئے فدیہ دے دیں اور (اس دن)

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾

اللہ کی طرف سے وہ کچھ ظاہر ہوگا جس کا انہیں گمان بھی نہیں تھا (۴۷)

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا

اور وہاں ان پر ان کی کمائی کی برائیاں ظاہر ہو جائیں گی اور انہیں وہ (عذاب) گھیر لے گا

۱۸۔ ﴿قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ۔ الآیہ﴾ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اللہ کے اوپر کوئی طاقت ہے جس کے ہاں اللہ شفاعت کرتا ہے بلکہ اس کا صاف وسادہ مفہوم یہ ہے کہ شفاعت و سفارش کا معاملہ خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے یعنی اس کی بارگاہ میں صرف وہی ہستیاں شفاعت کریں گی جن کو وہ اجازت دے گا جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے:

﴿من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ﴾

۱۹۔ ﴿وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے بھی واضح ہے کہ مشرکین عرب کو خدا کے وجود کا انکار نہیں تھا انہیں جو کچھ انکار تھا یا جو کچھ ضد تھی وہ اس کی واحدانیت و یکتائی سے تھی جسے وہ برداشت نہیں کرتے تھے۔

۲۰۔ ﴿وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں قیامت کی سختی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ اگر ان ظالموں اور مشرکوں کے پاس تمام روئے زمین کی دولت ہو اور اس جیسی اور ہو تو وہ اس عذاب سے بچنے کیلئے سب کچھ بطور فدیہ دینے پر آمادہ ہو جائیں گے مگر ان کا یہ فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ
جسکا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے (۴۸) اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ
دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ
ہمیں پکارتا ہے اور پھر جب ہم اسے اپنی جانب سے کوئی نعمت عطا کرتے ہیں تو
عَلٰى عِلْمٍ ۭ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا
وہ کہتا ہے کہ یہ مجھے اپنے علم وہنر کی بنا پر دی گئی ہے بلکہ وہ ایک آزمائش ہے لیکن
يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ
اکثر لوگ نہیں جانتے (۴۹) ایسی بات ان لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے پہلے
اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ
تھے تو (ہماری گرفت کے وقت) انکی کوئی کمائی انکے کام نہ آئی (۵۰) تو انہوں نے جو کچھ
سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ
کمایا تھا اسکے برے نتائج ان تک پہنچے اور جو ان لوگوں میں سے ظالم ہیں
سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ
ان تک بھی۔ ان کی برائی کے برے نتائج پہنچیں گے اور وہ (اللہ کو)
بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
عاجز نہیں کر سکتے (۵۱) کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ
لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
کرتا ہے اور جسکا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بے شک اس میں ایمان والوں کیلئے (قدرت کی)
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ ع قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي ع ۵
بڑی نشانیاں ہیں (۵۲) آپ کہہ دیجئے! کہ اے میرے بندو! جنہوں
اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ
نے (گناہ پر گناہ کر کے) اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔
الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾
بے شک اللہ سب گناہوں کو بخش دیتا ہے کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا رحم کرنیوالا ہے (۵۳)

۲۱۔ ﴿فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ۔ الآیہ﴾ یہاں ایک عام انسان کی اسی طبعی کمزوری کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو کئی مقامات پر مذکور ہے کہ جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ بہت گڑگڑا کر خدا کو پکارتا ہے اور جب خدا اسکی وہ تکلیف دور کر دیتا ہے اور اپنی نعمت سے نوازتا ہے تو وہ اس کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے الٹا اسے اپنے علم وہنر اور لیاقت و اہلیت کا نتیجہ سمجھتا ہے حالانکہ یہ دنیا کی نعمتیں آدمی کیلئے آزمائش و امتحان ہیں نہ کہ ہنر و لیاقت کا انعام۔ خدا تو صرف یہ دکھانا چاہتا ہے اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کر کے مزید انعام کا حقدار کون ہے اور کفرانِ نعمت کر کے سلب نعمت کا مستوجب کون؟

۲۲۔ ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے گناہ پر گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کی ہے میری رحمت سے مایوس نہ ہو۔ تم آج ہی صحیح معنی میں توبہ و انابہ کرو خدا تمہارے سب گناہ معاف کر دے گا۔ گویا خدا گناہ کر کے پریشان ہونے والے بندوں کی تسکین قلب کیلئے عفو و درگزر کا اعلان کر رہا ہے کہ ﴿لا تقنطوا من رحمة الله﴾ یہ آیت بڑی امید افزا ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: ﴿ما احب ان لی الدنیا و ما فیہا لھذہ﴾ یعنی میں اس آیت کے عوض دنیا و مافیہا لینے پر راضی نہیں ہوں۔ (مجمع البیان) بھلا اس سے بڑھ کر گناہگاروں کی اور کیا حوصلہ افزائی ہو گی کہ تمام گناہگاروں سے کہا جا رہا ہے کہ تم توبہ انابہ کرو خدا تمہارے سب گناہ معاف کر دے گا اور اگر میری رحمت سے مایوس ہو گئے تو پھر کافر بن جاؤ گے۔ مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ آدمی اتنا جری ہو جائے کہ رحمت پر بھروسہ کر کے گناہ پر گناہ کرتا جائے۔ اور عذاب خدا سے اتنا ڈرنا بھی نہیں چاہیے کہ خدا کی رحمت سے ناامید ہو جائے بلکہ بیم و امید اور خوف و رجاء کی دونوں کیفیتیں برابر ہونی چاہئیں۔

وَاَنِيۡبُوۡۤا اِلٰى رَبِّكُمۡ وَاَسۡلِمُوۡا لَهٗ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ

اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار بن جاؤ قبل اس کے کہ تم

يَّاۡتِيَكُمُ الۡعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ ﴿۵۴﴾ وَاتَّبِعُوۡۤا

پر عذاب آ جائے پھر تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی (۵۴) اور اس بہترین

اَحۡسَنَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ

کلام و پیغام کی پیروی کرو جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری طرف اتارا گیا ہے

يَّاۡتِيَكُمُ الۡعَذَابُ بَغۡتَةً وَّاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۵﴾

بیشتر اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آ جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو (۵۵)

اَنۡ تَقُوۡلَ نَفۡسٌ يّٰحَسۡرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِىۡ جَنۡۢبِ

مبادا کوئی شخص یہ کہے ہائے افسوس! میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کی جناب

اللّٰهِ وَاِنۡ كُنۡتُ لَمِنَ السّٰخِرِيۡنَ ﴿۵۶﴾ اَوۡ تَقُوۡلَ لَوۡ اَنَّ

میں کی اور میں تو مذاق اڑانے والوں میں شامل رہا (۵۶) یا کوئی یہ کہے کہ اگر مجھے

اللّٰهَ هَدٰٮنِىۡ لَـكُنۡتُ مِنَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۵۷﴾ اَوۡ تَقُوۡلَ

ہدایت دیتا تو میں بھی متقیوں میں سے ہوتا (۵۷) یا کوئی عذاب دیکھ کر

حِيۡنَ تَرَى الۡعَذَابَ لَوۡ اَنَّ لِىۡ كَرَّةً فَاَكُوۡنَ مِنَ

یہ کہے کاش مجھے ایک بار (دنیا میں) دوبارہ جانے کا موقع ملتا تو میں بھی نیکو کاروں

الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۵۸﴾ بَلٰى قَدۡ جَآءَتۡكَ اٰيٰتِىۡ فَكَذَّبۡتَ بِهَا

میں سے ہو جاتا (۵۸) ہاں (کیوں نہیں) تیرے پاس میری آیتیں آئی تھیں

وَاسۡتَكۡبَرۡتَ وَكُنۡتَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۵۹﴾ وَيَوۡمَ

مگر تو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں میں سے تھا (۵۹) اور قیامت

الۡقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيۡنَ كَذَبُوۡا عَلَى اللّٰهِ وُجُوۡهُهُمۡ

کے دن تم دیکھو گے کہ جن لوگوں نے خدا پر جھوٹ باندھا تھا انکے

مُّسۡوَدَّةٌ ؕ اَلَيۡسَ فِىۡ جَهَنَّمَ مَثۡوًى لِّلۡمُتَكَبِّرِيۡنَ ﴿۶۰﴾

چہرے سیاہ ہوں گے۔ کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے؟ (۶۰)

۲۳۔ ﴿وَمِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِيَكُمۡ۔ الآیہ﴾ یعنی یہ توبہ و انابہ وغیرہ سب کچھ ظہور عذاب اور قیام قیامت سے پہلے ہونا چاہیے ورنہ اس کے بعد ایمان لانا اور توبہ کرنا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ جیسا کہ ارشاد قدرت ہے یوم یاتی بعض آیات ربّك لا ینفع نفسًا ایمانها تا کہ یہ نہ کہنا پڑے ہائے افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے اللہ کی جناب میں ہے۔

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ

اور اللہ متقیوں کو ان کی کامیابی کی وجہ سے اس طرح نجات دے گا کہ انہیں

السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ

نہ کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے (٦١) اور وہی ہر چیز کا پیدا

وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿٦٢﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ

کرنیوالا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے (٦٢) اور آسمانوں اور زمین (کے خزانوں)

وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں اور جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں وہی نقصان

الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٣﴾ ع قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْۗنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا ع

اٹھانیوالے ہیں (٦٣) آپ کہہ دیجئے! اے جاہلو! کیا تم (پھر بھی) مجھ سے غیر اللہ کی عبادت کرنیکی فرمائش

الْجٰهِلُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ

کرتے ہو؟ (٦٤) بیشک آپکی طرف بھی وحی کی جا چکی ہے اور ان (انبیاءؑ) کی

قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ

طرف بھی جو آپ سے پہلے تھے کہ اگر (بفرض محال) آپ نے بھی شرک کیا تو آپکے عمل ضائع ہوجائینگے اور

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ

آپ نقصان اٹھانیوالوں میں سے ہوجائینگے (٦٥) (اے نبیؐ) بلکہ آپ بس اللہ ہی کی عبادت کیجئے اور شکر

الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ڰ وَالْاَرْضُ

گزار بندوں میں سے ہوجایئے (٦٦) اور ان لوگوں نے اللہ کی اس طرح قدر نہیں کی جس طرح کہ اسکی قدر

جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ

کرنی چاہیے تھی۔ حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین اسکی مٹھی میں ہوگی اور سب آسمان بھی اسکے دائیں

بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَنُفِخَ فِي

ہاتھ میں لپٹے ہونگے وہ پاک ہے اور برتر ہے اس شرک سے جو وہ کرتے ہیں (٦٧) اور (پہلی بار) صور

الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ

پھونکا جائیگا تو جو آسمانوں میں ہیں وہ بھی اور جو زمین میں وہ بھی سب بے ہوش

٢٤۔ ﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۔ الآیہ﴾ کس قدر صاف وصریح اور محکم آیت ہے کہ کائنات کی ہر چیز کا خالق اللہ ہی ہے جسے جب جہاں اور جس طرح چاہے پیدا کرے۔ نیز آسمان وزمین کے خزانوں کی کنجیاں بھی اسی کے پاس ہیں جسے جس قدر چاہتا ہے کم وبیش عطا کرتا ہے۔ پھر اس نے یہ کائنات پیدا کر کے اپنے حال پر نہیں چھوڑ دی۔ بلکہ اس کا اسے بہترین نہج پر چلانا اس بات کی قاطع دلیل ہے کہ وہ برابر اس کی دیکھ بھال کر رہا ہے اور اس کی نگرانی ونگہبانی کر رہا ہے ویسے بھی خلق وتدبیر ایک ہی ذات سے متعلق ہیں یعنی جو خالق کائنات ہے وہی مدبر کائنات بھی ہے۔

٢٥۔ ﴿لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ ۔ الآیہ﴾ باوجودیکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عصمت کبریٰ کا تاجدار ہونے کی وجہ سے آپ سے شرک کے صادر ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ مگر اس جرم کی شدت وحدت کو اجاگر کرنے کی خاطر بظاہر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کیا جا رہا ہے کہ اگر بالفرض آپ نے بھی شرک کیا تو آپؐ کے سب عمل ضائع وبرباد ہوجائیں گے تا بدیگراں چہ رسد؟ الغرض اس پیرایہ میں امت کو شرک اختیار کرنے سے منع کیا جا رہا ہے اور اس کا شکر ادا کرنے اور اس کی عبادت کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

٢٦۔ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ ۔ الآیہ﴾ یہی شکوہ علماء وفضلا کو ہے، یہی گلہ انبیاء واوصیاء کو ہے اور یہی شکایت خود خدا کو اپنے بندوں سے ہے کہ بندوں نے اس کی قدر نہیں کی۔ تو اور کوئی ناقدری روزگار کا شکوہ کیوں کرے؟ ع
ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے؟

٢٧۔ ﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا ۔ الآیہ﴾ قیامت کے دن ساری زمین اللہ کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے حالانکہ خدا کی ذات مٹھی اور یمین ویسار سے منزہ ومبرّا ہے اس لیے باتفاق مفسرین ومحققین یہ اللہ تعالیٰ کی

اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ

ہو کر گر پڑیں گے سوائے ان کے جن کو اللہ چاہے گا (وہ بے ہوش نہیں ہوں گے) پھر

قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا

دوبارہ پھونکا جائے گا تو وہ ایک دم کھڑے ہو کر (ادھر ادھر) دیکھنے لگیں گے (۶۸) اور زمین

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ

اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھے گی اور نامہ اعمال رکھ دیا

وَقُضِیَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ

جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا (۶۹) اور ہر شخص نے جو

وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا

کچھ عمل کیا ہو گا اسے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور لوگ جو کچھ کرتے ہیں اللہ

يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ ع

اسے خوب جانتا ہے (۷۰) اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ (اس خدائی فیصلہ کے بعد) جہنم کی طرف

زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ

گروہ در گروہ ہانکے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے تو اسکے دروازے کھول

لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ

دیئے جائینگے اور اسکے داروغے ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہی میں سے کچھ رسول نہیں آئے تھے

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ

جو تمہیں تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ کر سناتے تھے اور تمہیں اس دن کے پیش آنے سے

هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى

ڈراتے تھے وہ (جواب میں) کہیں گے کہ ہاں (آئے تو تھے) لیکن (ہم نے نہ مانا کیونکہ) کافروں پر

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

عذاب کا فیصلہ ہو چکا تھا (۷۱) (پھر ان سے) کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل

فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ

ہو جاؤ اس میں ہمیشہ رہنے کیلئے کتنا برا ٹھکانا ہے متکبروں کا (۷۲) اور جو لوگ اپنے

قدرت کاملہ کا استعارہ و کنایہ ہے کہ یعنی زمین ہو یا آسمان سب کچھ خدا کے قبضہ قدرت میں ہے۔

۲۸۔ ﴿وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ۔ الآیہ﴾ جو بات قرآن وسنت کی تصریحات سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ صور دوبار پھونکا جائے گا جب پہلی بار پھونکا جائے گا تو اس سے ہر جاندار چیز فنا کے گھاٹ اتر جائے گی اور جب دوسری بار پھونکا جائے گا تو سب مردہ مخلوقات زندہ ہو جائیں گی اور یہ بات تفصیل کے ساتھ سورہ یٰسین کی آیت ۵۱ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

۲۹۔ ﴿وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ۔ الآیہ﴾ زمین خدا کے خاص نور سے جگمگا اٹھے گی۔ یہاں نور کی خدا کی طرف نسبت بیت اللہ اور ناقۃ اللہ کی طرح تخصیصی ہے اور پھر نامہ ہائے اعمال کھولے جائیں گے اور انبیاء و اوصیاء اور دوسرے گواہ جو کہ بعض آیت ﴿لتکونوا شھداء علی الناس و یکون الرسول علیھم شھیدا﴾ ائمہ اہل بیتؑ ہیں اور پیغمبر اسلام ﷺ جو کہ ان گواہوں پر گواہ لائے جائیں گے اور پھر عدل و انصاف الٰہی کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور ذرہ بھر کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

۳۰۔ ﴿وَ سِیْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا۔ الآیہ﴾ یہاں جہنمیوں کے انجام بد اور اس کے بعد والی آیت میں جنتیوں کے انجام بخیر کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ پہلے گروہ کو ان کے اماموں سمیت زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی طرف لایا جائے گا اور مختصر مگر شرمسار کرنے والی گفتگو کے بعد ہر گروہ کو جہنم کے خاص دروازہ سے گزار کر اس خاص طبقہ میں رکھا جائے گا جس کا وہ مستحق ہو گا اور بہشتیوں کو خدا کے معزز مہمانوں کی طرح بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے ائمہؑ کے ساتھ لایا جائے گا اور ان کے مناسب حال دروازہ سے داخل کر کے ان کے مرتبہ و مقام کے مطابق جنت میں ٹھہرایا جائے گا اور وہ وہاں خدا کی حمد و ثنا کریں گے اور اسکی بے پایاں نعمتوں پر اس کا شکر ادا کریں گے جیسا کہ قرآن مجید میں

اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَ

پروردگار سے ڈرتے رہتے تھے وہ گروہ در گروہ بہشت کی طرف لے جائے جائینگے یہاں تک کہ جب وہ

فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ

اسکے پاس پہنچیں گے اور اسکے دروازے کھولے جاچکے ہونگے اور اسکے نگہبان ان سے کہیں گے سلام علیکم

طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ

(سلام ہو تم پر) تم پاک ہو! اب تم اس میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ رہنے کیلئے (۷۳) اور کہیں گے کہ سب

الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ

تعریف (اور شکر) ہے اس خدا کا جس نے ہم سے کیا ہوا اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں (اس) زمین کا وارث

مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿٧٤﴾

بنایا کہ اب ہم جنت میں جہاں چاہیں گے وہاں رہیں گے۔ کتنا اچھا صلہ ہے (نیک) عمل کرنیوالوں کا (۷۴)

وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ

اور آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ وہ عرش (الٰہی) کے اردگرد اپنے پروردگار کی تسبیح (تقدیس)

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ

کر رہے ہوں گے اور ان (لوگوں) کے درمیان حق (وانصاف) کیساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا ہر قسم کی

وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٥﴾ ع ۸ ۵ ۵

تعریف اس اللہ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (۷۵)

ایاتھا ۸۵ ۴۰ سُورَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ ۶۰ رکوعاتھا ۹

سورۂ مومن مکی ہے۔ آیات ۸۵۔ ۹ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے۔

حم ﴿١﴾ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٢﴾

حا میم (۱) اس کتاب (قرآن) کا نزول اس اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست (اور) بڑا جاننے والا ہے (۲)

غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ

جو گناہ معاف کرنے والا (اور) توبہ قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا (اور) عطا و بخشش

مذکور ہے:﴿والحمد للہ رب العالمین﴾

سورۂ مومن

سورۂ مومن کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے کا بڑے رعب وجلال کے لہجہ میں تذکرہ۔ (۲) کفارِ مکہ کے پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ اسی سلوک کا تذکرہ جو فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا۔ (۳) سابقہ امتوں کے اپنے انبیاء کو جھٹلانے اور ان کے برے انجام کا تذکرہ۔ (۴) حاملانِ عرش الٰہی اور ان کے استغفار کرنے کا تذکرہ۔ (۵) دوبار کی موت اور دوبار کی زندگی کا بیان۔ (۶) رجعت کا ثبوت۔ (۷) خدا کی جانب سے اپنے پیغمبروں کی امداد کا وعدہ۔ (۸) کوئی نبی خدا کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتا۔ (۹) نزولِ عذاب کے بعد ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ (۱۰) بعض سابقہ انبیاء اور ان کی امتوں کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ۔ الآیہ﴾ چونکہ کفار کو اصرار تھا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ پیغمبر اسلام ﷺ کا کلام ہے اور انہی کی تصنیف ہے۔ اس لئے خدائے حکیم نے بڑے پُررعب اور پُرجلال انداز میں اس سورہ کا آغاز کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام حق ترجمان ہے جو عزیز ہے، علیم ہے، غافر الذنب ہے، قابل التوب ہے اور صاحب عطا و بخشش ہے۔ سورۂ حشر کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس قدر اسماء صفات یکجا نہیں ملتے جبکہ ہر اسم اپنی جگہ ایک بڑی معنویت رکھتا ہے۔

ذِی الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ﴿۳﴾ مَا
والا ہے اسکے سوا کوئی الٰہ (خدا) نہیں ہے سب کی بازگشت اسی کی طرف ہے (۳) اللہ کی
یُجَادِلُ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ اِلَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَلَا یَغۡرُرۡکَ
آیتوں کے بارے میں صرف کافر ہی جھگڑا کرتے ہیں لہٰذا ان لوگوں کا (مختلف) شہروں میں (آزادی)
تَقَلُّبُہُمۡ فِی الۡبِلَادِ ﴿۴﴾ کَذَّبَتۡ قَبۡلَہُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ
کیساتھ گھومنا پھرنا کہیں آپکو دھوکہ میں نہ ڈالدے (کہ انہیں عذاب نہیں ہوگا) (۴) ان سے پہلے نوحؑ کی
وَّ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ ۪ وَ ہَمَّتۡ کُلُّ اُمَّۃٍۭ
قوم نے (نوحؑ کو) جھٹلایا اور انکے بعد اور بہت سے گروہوں نے (اپنے رسولوںؑ کو) جھٹلایا اور
بِرَسُوۡلِہِمۡ لِیَاۡخُذُوۡہُ وَ جٰدَلُوۡا بِالۡبَاطِلِ
ہر امت نے ارادہ کیا کہ اپنے رسولؑ کو گرفتار کرے (اور پھر شہید کردے) اور ناحق طریقہ پر جھگڑا کیا
لِیُدۡحِضُوۡا بِہِ الۡحَقَّ فَاَخَذۡتُہُمۡ ۟ فَکَیۡفَ کَانَ
تاکہ اسکے ذریعہ سے حق کو شکست دے۔ سو (انجام کار) میں نے انکو پکڑ لیا تو میرا
عِقَابِ ﴿۵﴾ وَ کَذٰلِکَ حَقَّتۡ کَلِمَتُ رَبِّکَ عَلَی الَّذِیۡنَ
عذاب کیسا (سخت) تھا (۵) اور اسی طرح آپکے پروردگار کا یہ فیصلہ کافروں پر ثابت
کَفَرُوۡۤا اَنَّہُمۡ اَصۡحٰبُ النَّارِ ﴿۶﴾ اَلَّذِیۡنَ یَحۡمِلُوۡنَ
وقف لازم
ہو چکا کہ وہ سب دوزخی ہیں (۶) جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو
الۡعَرۡشَ وَ مَنۡ حَوۡلَہٗ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ وَ
اسکے اردگرد ہیں وہ سب اپنے پروردگار کی حمد کیساتھ تسبیح کرتے ہیں اور وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان
یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ رَبَّنَا
والوں کیلئے مغفرت طلب کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو اپنی رحمت اور اپنے علم سے
وَسِعۡتَ کُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَۃً وَّ عِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِیۡنَ
ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ پس تو ان لوگوں کو بخش دے جو توبہ کرتے ہیں اور تیرے
تَابُوۡا وَ اتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَکَ وَ قِہِمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ﴿۷﴾
راستہ کی پیروی کرتے ہیں اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے (۷)

۲۔ ﴿اَلَّذِیۡنَ یَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ۔ الآیہ﴾ سورۂ اعراف کی آیت ۵۴ ﴿ثم استوی علی العرش﴾ کی تفسیر میں عرش کی حقیقت پر بقدرِ ضرورت گفتگو کی جا چکی ہے۔ بعض احادیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ آج کل حاملینِ عرش چار فرشتے ہیں اور قیامت کے دن اس کی تعداد آٹھ کر دی جائے گی۔ بہرحال یہ فرشتے جہاں خدا کی حمد و ثنا کرتے ہیں وہاں اہل ایمان اور شریعت مقدسہ کی پیروی کرنے والوں کیلئے مغفرت بھی طلب کرتے ہیں اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ فرشی اہل ایمان عرشی فرشتوں میں معروف و مشہور ہیں۔

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ﹰالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ
اے ہمارے پروردگار! اور ان کو ان ہمیشہ رہنے والے بہشتوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا
وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ
ہے اور ان کے آباء واجداد، بیویوں اور اولاد میں سے جو صالح اور لائق ہوں ان کو بھی (بخش دے اور وہیں
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۙ﴿۸﴾ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ
ان کے ہمراہ داخل کر) بے شک تو غالب ہے (اور) بڑا حکمت والا ہے (۸) اور ان کو برائیوں
وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ
سے بچا اور جس کو تو نے قیامت کے دن برائیوں سے بچالیا بس تو نے اس پر رحمت فرمائی
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۧ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ ع ۹ ۱ ۲
اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے (۹) بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا (قیامت کے دن)
لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ
ان کو پکار کر کہا جائیگا کہ جتنا (آج) تم اپنے آپ سے بیزار ہو اللہ اس سے زیادہ اس وقت تم سے
اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا
بیزار (ناراض) ہوتا تھا جب تمہیں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی اور تم کفر اختیار کرتے تھے (۱۰) وہ کہیں
اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا
گے اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دوبار موت دی اور دوبار زندہ کیا بس اب ہم اپنے گناہوں کا
فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۱۱﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا
اعتراف کرتے ہیں کیا اب (یہاں سے) نکلنے کی کوئی صورت ہے؟ (۱۱) (جواب ملے گا کہ) یہ اس لیے
دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ
ہے کہ جب (تمہیں) خدائے واحد و یکتا کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم انکار کر دیتے تھے اور اگر کسی کو اس کا شریک بنایا
فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿۱۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ
جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے اب فیصلہ اللہ کے اختیار میں ہے جو عالیشان (اور) بزرگ ہے (۱۲) وہ (اللہ) وہی ہے
اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَمَا يَتَذَكَّرُ
جو تمہیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لیے آسمان سے رزق نازل کرتا ہے اور ان

۳۔﴿قالو ربنا۔ الآیہ﴾ قابل غور بات یہ ہے کہ یہاں دوبار مارنے اور دوبار جلانے سے کیا مراد ہے؟ سو واضح رہے کہ پہلی موت سے وہ موت مراد ہے جو نفخ روح سے پہلے نطفہ و مضغہ وغیرہ کی شکل میں ہوتی ہے اور دوسری موت سے طبعی موت مراد ہے اور پہلی زندگی سے دنیوی زندگی اور دوسری زندگی سے برزخی زندگی یا قیامت والی زندگی مراد ہے۔

إِلَّا مَنْ يُنِيبُ ﴿١٣﴾ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ

(نشانیوں) سے نصیحت صرف وہی حاصل کرتا ہے جو (اس کی طرف) رجوع کرتا ہے (۱۳) پس اللہ ہی کو

وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿١٤﴾ رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ

پکارو اس کے لیے دین کو (شرک وریا سے) خالص کرتے ہوئے چاہے کافر ناپسند کریں (۱۴) (وہ) بلند

يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

درجوں والا (اور) عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے روح (وحی) کو

لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿١٥﴾ يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ

نازل کرتا ہے تاکہ وہ بارگاہِ الٰہی میں حضوری والے دن سے ڈرائے (۱۵) وہ دن جب لوگ ظاہر ہوں گے

عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ

ان کی کوئی بات اللہ پر پوشیدہ نہ ہوگی (آواز آئے گی) آج کس کی حکومت ہے؟ (جواب ملے گا) صرف

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا

اللہ کی جو واحد و یکتا ہے اور ہر چیز پر غالب ہے (۱۶) آج ہر شخص کو اس کے کیے کا بدلہ

كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٧﴾

دیا جائے گا آج کچھ بھی ظلم نہ ہو گا بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے (۱۷)

وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ

اور لوگوں کو اس دن (قیامت) سے ڈرائیے جو قریب آنے والا ہے جس دن دل (کھینچ کر) گلوں تک آ

كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ

جائیں گے (اور) وہ غم و غصہ سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ ظالموں کیلئے کوئی (مخلص) دوست نہ ہوگا اور نہ

يُطَاعُ ﴿١٨﴾ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي

کوئی ایسا سفارشی جس کی بات مانی جائے (۱۸) وہ آنکھوں کی مجرمانہ جنبش کو جانتا ہے اور ان باتوں کو بھی جن

الصُّدُورُ ﴿١٩﴾ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ

کو سینے چھپاتے ہیں (۱۹) اور اللہ حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور جنہیں وہ لوگ اللہ

مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ

کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ بیشک اللہ بڑا سننے والا (اور)

۴۔ ﴿يُلْقِي الرُّوحَ۔ الآیہ﴾ یہاں روح سے کیا مراد ہے؟ نبوت، وحی یا ایک خاص روح القدس یا قرآن؟ مشہور یہ ہے کہ یہاں روح سے مراد وحی نبوت مراد ہے۔ بنابریں یہاں بندوں سے مراد انبیاء و مرسلین ہوں گے جس طرح پانی مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اسی طرح وحی ربانی مردہ دلوں کو زندہ کرتی ہے۔ اور کفر و شرک کو مار کر ایمان پیدا کرتی ہے۔ اللہ کے اس ارشاد کہ "اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی کرتا ہے" کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ اہل و نااہل کا امتیاز کیے بغیر وحی نازل کر دیتا ہے بلکہ وہ پہلے صلاحیت کو دیکھتا ہے پھر اس کو وحی و پیغام کیلیے منتخب کرتا ہے۔

۵۔ ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ۔ الآیہ﴾ دنیا میں آدمی آزاد ہے خواہ شاہی کا دعویٰ کرے اور خواہ امامت و نبوت کا، یا نشۂ اقتدار میں بدمست ہو کر فرعون کی طرح خدائی کا دعویٰ کرے، وہ بھول جاتا ہے کہ یہاں اسے جو کچھ حاصل ہے وہ صرف بطور امتحان کے ہے۔ جب امتحان کا وقت ختم ہو جائے گا اور سب کچھ چھن جائے گا تب اسے معلوم ہوگا کہ اس کے پاس تو عجز و ناتوانی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ نفخۂ اولیٰ کے بعد جب ہر چیز موت کی آغوش میں چلی جائے گی تو آوازِ قدرت آئے گی ﴿لمن الملك اليوم﴾ آج کس کی بادشاہی ہے؟ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس وقت کوئی جواب دینے والا نہیں ہوگا اس لئے کچھ وقفے کے بعد خود آوازِ قدرت بلند ہوگی ﴿لله الواحد القهار﴾۔ آج اس اللہ کی حکومت ہے جو واحد و یکتا ہے اور ہر چیز پر غالب ہے۔ (نہج البلاغہ)

۶۔ ﴿اَلْيَوْمَ تُجْزٰى۔ الآیہ﴾ عادل حقیقی کا ارشاد ہے کہ آج کسی پر ذرہ بھر ظلم نہیں ہوگا بلکہ ہر شخص کو اسکی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ نہ کسی کے ثواب میں کمی ہوگی اور نہ کسی کی سزا میں زیادتی ہوگی۔ الغرض سب لوگوں کو مکمل عدل و انصاف مہیا کیا جائے گا۔ بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

الْبَصِيرُ ﴿٢٠﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا ع ٢ ١١ ٧

بڑا دیکھنے والا ہے (۲۰) کیا یہ لوگ زمین پر چلتے پھرتے نہیں ہیں کہ دیکھیں کہ ان

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

لوگوں کا انجام کیا ہوا جو ان سے پہلے تھے؟ قوت کے لحاظ سے اور زمین میں

كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ

چھوڑے ہوئے آثار کے اعتبار سے ان سے زیادہ طاقتور تھے تو اللہ نے ان

فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۚ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ

کے گناہوں کی پاداش میں ان کو پکڑا تو ان کو اللہ (کی گرفت) سے بچانے

مِنْ وَاقٍ ﴿٢١﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ

والا کوئی نہ تھا (۲۱) (ان کا یہ انجام) اس لئے ہوا کہ ان کے رسولؑ ان کے پاس کھلی نشانیاں

بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ

(معجزے) لے کر آتے تھے تو وہ کفر کرتے تھے۔ آخرکار اللہ نے انہیں پکڑ لیا بیشک وہ بڑا طاقتور (اور)

شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَ

سخت سزا دینے والا ہے (۲۲) بیشک ہم نے موسیٰؑ کو فرعون، ہامان اور قارون کی طرف اپنی نشانیوں

سُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٢٣﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ

(معجزوں) اور کھلی ہوئی دلیلوں کے ساتھ بھیجا (۲۳) تو انہوں نے کہا کہ یہ ایک

فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٢٤﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ

جادوگر (اور) بڑا جھوٹا ہے (۲۴) سو جب وہ ہماری طرف سے حق لے کر انؑ کے پاس

عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

آئے تو انہوں نے کہا کہ جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کے بیٹوں

وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ ۚ وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي

کو قتل کر دو اور ان کی عورتوں (لڑکیوں) کو زندہ چھوڑ دو۔ اور کافروں کی (ہر) تدبیر

ضَلَالٍ ﴿٢٥﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ

گمراہی میں (رائیگاں) ہے (۲۵) اور فرعون نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو۔ میں موسیٰؑ کو قتل

۷۔﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ۔ الآیہ﴾
خائنہ خیانت کی طرح مصدر ہے۔ بنابریں معنی یہ ہوں گے کہ خدا آنکھوں کی خیانت کاری کو جانتا ہے جو چوری چھپے ادھر دیکھتی ہیں جدھر سے خدا نے منع کیا ہے۔ اور جو کچھ لوگ اپنے سینے کے اندر چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے بھی آگاہ ہے کیونکہ وہ علیم بذات الصدور ہے۔ لہٰذا جو لوگ کن انکھیوں سے نامحرم کو دیکھتے ہیں، آنکھوں سے اشاروں سے اہل ایمان کی تذلیل کرتے اور شرفاء کا مذاق اڑاتے ہیں خدا لوگوں کی آنکھوں کی اس خیانت کاری اور ان کے دلوں کے بھلے برے رازوں سے بھی آگاہ ہے اور اس کا محاسبہ بھی فرمائے گا۔

۸۔﴿ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ۔ الآیہ﴾
باوجودیکہ جناب موسیٰؑ کو فرعون اور اسکی پوری قوم کی طرف بھیجا گیا تھا مگر یہاں صرف تین اشخاص کا ذکر کیا ہے: (۱) فرعون جو کہ بادشاہ تھا۔ (۲) ہامان جو کہ اس کا وزیر تھا۔ (۳) قارون جو کہ اس دور کا سب سے بڑا سرمایہ دار تھا اور بقولے فرعون کا وزیر خزانہ تھا اور اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یہی لوگ ہر قوم کے فتنہ وفساد کا مرکز اور ہر قسم کی گمراہی کی جڑ تھے چنانچہ ان لوگوں نے بھی اہل باطل کی عمومی روش و رفتار کے مطابق کہ جب وہ دلائل اور معقولیت سے اہل حق کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو پھر وہ غلط الزامات اور جھوٹے اتہامات لگانے پر اتر آتے ہیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام پر جادوگر اور جھوٹا ہونے کا بے جا الزام لگا دیا۔

وَلْيَدْعُ رَبَّهُۥٓ ۖ إِنِّىٓ أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَن

کر دوں اور وہ (اپنی مدد کیلئے) اپنے پروردگار کو پکارے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کہیں تمہارا

يُظْهِرَ فِى ٱلْأَرْضِ ٱلْفَسَادَ ﴿٢٦﴾ وَقَالَ مُوسَىٰٓ إِنِّى

دین (شرک) نہ بدل دے۔ یا زمین میں فساد برپا نہ کر دے (۲۶) اور موسیٰؑ نے کہا کہ

عُذْتُ بِرَبِّى وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ

میں اپنے اور تمہارے پروردگار سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے ہر اس متکبر (کے شر) سے بچائے

بِيَوْمِ ٱلْحِسَابِ ﴿٢٧﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ ءَالِ ع ۳ ۷ ۸

جو روز حساب (قیامت) پر ایمان نہیں رکھتا (۲۷) اور فرعون کے خاندان میں سے ایک

فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَٰنَهُۥٓ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ

مردمومن نے کہا جو اپنے ایمان کو چھپائے رکھتا تھا۔ کیا تم ایک شخص کو صرف اس بات پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ

رَبِّىَ ٱللَّهُ وَقَدْ جَآءَكُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ مِن رَّبِّكُمْ ۖ وَإِن

کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے؟ حالانکہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس بینات

يَكُ كَٰذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُۥ ۖ وَإِن يَكُ صَادِقًا

(معجزات) لے کر آیا ہے اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہے تو جس

يُصِبْكُم بَعْضُ ٱلَّذِى يَعِدُكُمْ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى

(عذاب) کی وہ تمہیں دھمکی دیتا ہے تو اس کا کچھ حصہ تو تمہیں پہنچ کر رہے گا۔ بیشک اللہ اس شخص کو ہدایت

مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿٢٨﴾ يَٰقَوْمِ لَكُمُ ٱلْمُلْكُ

نہیں دیتا جو حد سے بڑھنے والا اور بڑا جھوٹا ہو (۲۸) اے میری قوم! (بے شک) آج تمہاری حکومت

ٱلْيَوْمَ ظَٰهِرِينَ فِى ٱلْأَرْضِ فَمَن يَنصُرُنَا مِنۢ

ہے (اور) اس سرزمین میں تمہیں غلبہ بھی حاصل ہے لیکن اگر اللہ کا عذاب ہم پر آگیا تو کون ہماری مدد کرے

بَأْسِ ٱللَّهِ إِن جَآءَنَا ۚ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ أُرِيكُمْ إِلَّا

گا؟ (اور اس سے ہمیں کون بچائے گا؟) (مومن کی یہ بات سن کر) فرعون نے کہا میں تمہیں وہی رائے دیتا ہوں۔ جو

مَآ أَرَىٰ وَمَآ أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ ٱلرَّشَادِ ﴿٢٩﴾

میں (درست) سمجھتا ہوں اور میں تمہاری راہنمائی صرف اسی راستہ کی طرف کرتا ہوں جو سیدھا ہے (۲۹)

۹۔﴿وَقَالَ مُوسَىٰ۔ الآیہ﴾ جب فرعون نے بھرے دربار میں جناب موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور جناب موسیٰ علیہ السلام کو اسکی اطلاع ہوئی تو قرآنی الفاظ گواہ ہیں کہ ان کے دل و دماغ پر اس دھمکی کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ بلکہ پورے ایمانی جوش و جذبہ کے ساتھ فرمایا کہ میں تنہا نہیں ہوں۔ میرا پروردگار میرے ساتھ ہے۔ میں نے ہر متکبر اور منکر قیامت کے شر سے اس کی پناہ حاصل کر لی ہے۔

۱۰۔﴿وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ۔ الآیہ﴾ یہ عجیب نظامِ قدرت ہے کہ جہاں کفر و شرک اور گناہ و عصیان عام ہوتا ہے وہاں خدائے قدیر کوئی نہ کوئی کلمۂ حق کہنے والا اور حق کی تائید کرنے والا پیدا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اس نے فرعون کے خاندان سے اس کا چچازاد یا ماموں زاد حق کی نصرت کیلئے کھڑا کر دیا یہ شخص در پردہ جناب موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لا چکا تھا مگر فرعون اور فرعونیوں کے خوف سے اپنا ایمان چھپائے رکھتا تھا اور اسی کا نام تقیہ ہے جو مومن آل فرعون کے عمل سے ثابت ہے اور خدا اس تقیہ باز انسان کی تعریف کر رہا ہے۔ مگر ہماری اسلامی برادری اس سے ناک بھوں چڑھاتی ہے۔ فاضل دریا آبادی رقمطراز ہیں "علماء محققین نے لکھا ہے کہ اسلام ہی کی مصلحت سے اپنے اسلام کا چھپانا بالکل جائز ہے"۔ (تفسیر ماجدی) اور اسی بنا پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ﴿التقية من ديني و دين آبائي ولا دين لمن لا تقية له﴾ تقیہ میرا دین ہے اور میرے آباء و اجداد کا دین ہے اور جو شخص تقیہ کا قائل نہیں ہے اس کا کوئی دین نہیں ہے۔ (تفسیر مجمع البیان)

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ

اور جو شخص ایمان لایا تھا وہ کہنے لگا۔ اے میری قوم! مجھے تمہاری نسبت ڈر ہے کہ تم پر (تباہ شدہ)

يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ

گروہوں جیسا دن نہ آ جائے (۳۰) جیسا حال قوم نوحؑ اور عاد و

وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا

ثمود اور ان کے بعد والوں کا ہوا تھا اور اللہ تو اپنے بندوں پر ظلم کا

لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ

ارادہ (بھی) نہیں کرتا (۳۱) اے میری قوم! میں تمہارے بارے میں چیخ و پکار والے دن

التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

سے ڈرتا ہوں (۳۲) جس دن تم پیٹھ پھیر کر (دوزخ کی طرف) بھاگو گے تمہیں اللہ کے (عذاب) سے کوئی

مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

بچانیوالا نہ ہوگا اور جسکو اللہ گمراہی میں چھوڑ دے اسے کوئی ہدایت کرنیوالا نہیں ہوتا (۳۳)

وَلَقَدْ جَاۗءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا

اور (اے میری قوم) اس سے پہلے تمہارے پاس یوسفؑ کھلی ہوئی دلیلیں (معجزات) لیکر آئے

زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَاۗءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَا هَلَكَ

مگر تم برابر شک ہی میں پڑے رہے یہاں تک کہ جب وہ وفات پاگئے تو تم نے کہا (اب)

قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ

اللہ ان کے بعد ہرگز کوئی رسولؑ نہیں بھیجے گا۔ اسی طرح اللہ اس شخص کو گمراہی میں

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ

چھوڑتا ہے جو حد سے بڑھنے والا (اور) شک کرنیوالا ہوتا ہے (۳۴) جو لوگ

يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ

آیاتِ الٰہی میں جھگڑے کرتے ہیں بغیر کسی دلیل کے جو انکے پاس آئی ہو۔

مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ

یہ روش اللہ اور اہلِ ایمان کے نزدیک سخت مبغوض (اور ناپسندیدہ) ہے

۱۱۔ ﴿وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ۔ الآیہ﴾ یہ مومن آل فرعون جو تقیہ میں وقت گزار رہا تھا جب اس نے دیکھا کہ فرعون جناب موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتا ہے تو اسے تاب ضبط نہ رہی اور کھل کر جناب موسیٰ علیہ السلام کی حمایت پر کمربستہ ہوگیا اور بڑی مؤثر تقریر کر کے حالات کا رخ بدل دیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریر ایک ایسا مؤثر ہتھیار ہے جس سے حالات کا دھانہ بدلا جا سکتا ہے۔ یہ ﴿لقد جاء کم یوسف﴾ بھی اسی مردِ مومن کی تقریر کا حصہ ہے کہ موصوف نے کہا کہ اس سے پہلے جناب یوسف علیہ السلام بھی دلائل و بینات لے کر آئے تھے مگر تم ان کی لائی ہوئی باتوں میں برابر شک کرتے رہے۔ مگر تم نے ان کی موت کے بعد انکی عظمت کا اقرار کیا۔ لہٰذا ہوسکتا ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ بھی ایسا ہی ہو؟

يَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلۡبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَقَالَ
اللہ اسی طرح ہر متکبر و سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے (۳۵) اور فرعون نے کہا
فِرۡعَوۡنُ يٰهَامٰنُ ابۡنِ لِىۡ صَرۡحًا لَّعَلِّىۡۤ اَبۡلُغُ
اے ہامان! میرے لئے ایک اونچا محل بنا (بنوا) تاکہ میں (اس پر چڑھ کر)
الۡاَسۡبَابَۙ ﴿۳۶﴾ اَسۡبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ
راستوں تک پہنچ جاؤں (۳۶) یعنی آسمانوں کے راستوں تک (اور پھر وہاں سے) موسیٰ کے خدا کو جھانک
مُوۡسٰى وَاِنِّىۡ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرۡعَوۡنَ
کر دیکھوں اور میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں اور اسی طرح فرعون کیلئے اس پر عمل بدخوشنما بنا دیا گیا
سُوۡٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيۡلِ ؕ وَمَا كَيۡدُ فِرۡعَوۡنَ
اور وہ (سیدھے) راستہ سے روک دیا گیا اور فرعون کی ہر تدبیر (چالبازی) غارت ہی
ع ۴ / ۹ اِلَّا فِىۡ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ الَّذِىۡۤ اٰمَنَ يٰقَوۡمِ اتَّبِعُوۡنِ
گئی (اور اس کی تباہی پر منتج ہوئی) (۳۷) اور جو شخص ایمان لا چکا تھا اس نے کہا اے میری قوم! میری
اَهۡدِكُمۡ سَبِيۡلَ الرَّشَادِ ۚ ﴿۳۸﴾ يٰقَوۡمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الۡحَيٰوةُ
پیروی کرو۔ میں تمہیں سیدھا راستہ دکھاؤں گا (۳۸) اے میری قوم! یہ دنیا کی
الدُّنۡيَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الۡاٰخِرَةَ هِىَ دَارُ الۡقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنۡ
زندگی محض (چند روزہ) فائدہ ہے اور مستقل قیام گاہ تو آخرت ہی ہے (۳۹) کوئی برائی
عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجۡزٰٓى اِلَّا مِثۡلَهَا ۚ وَمَنۡ عَمِلَ
کرتا ہے تو اسے بدلہ بھی اس کے برابر ملے گا اور جو کوئی نیک کام
صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ
کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو یہ بہشت میں
يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ يُرۡزَقُوۡنَ فِيۡهَا بِغَيۡرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾
داخل ہوں گے جہاں انہیں بے حساب رزق دیا جائے گا (۴۰)
وَيٰقَوۡمِ مَا لِىۡۤ اَدۡعُوۡكُمۡ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدۡعُوۡنَنِىۡۤ
اور اے میری قوم! (یہ کیا ہے؟) میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے

۱۲۔ ﴿وَمَنۡ عَمِلَ صَالِحًا۔ الآیہ﴾ یہ بھی اسی مومن آلِ فرعون کی تقریر دلپذیر کا حصہ ہے کہ جو نیک کام کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو۔ کیونکہ قبولیت اعمال کی اولین شرط ایمان ہے۔ وہ جنت میں داخل ہوگا اور بے حساب رزق پائے گا۔ باوجودیکہ مومن آل فرعون کی اس تقریر کے بعد اس کے تقیہ کا دامن تار تار ہو گیا اور فرعونیوں نے اس کے خلاف منصوبہ بندیاں کیں لیکن خدائے قادر نے اسے ان کی چالوں کی برائیوں سے بچا لیا جیسا کہ آیت ۴۵ میں مطلب بالصراحت مذکور ہے فراجع۔

النصف

إِلَى النَّارِ ﴿٤١﴾ تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَأُشْرِكَ بِهِ

آتش دوزخ کی طرف بلاتے ہو(۴۱) تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں اور ایسی چیز کو اسکا

مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۚ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ

شریک بناؤں جسکا مجھے علم نہیں ہے اور میں تمہیں اس خدا کی طرف بلاتا ہوں جو (ہر چیز پر) غالب ہے

الْغَفَّارِ ﴿٤٢﴾ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ

(اور) بڑا بخشنے والا ہے (۴۲) یقیناً تم مجھے ایسی چیز کی دعوت دیتے ہو جو نہ

دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللّٰهِ

دنیا میں کارآمد ہے اور نہ آخرت میں اور ہم سب کی بازگشت خدا ہی کی طرف ہے اور

وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ﴿٤٣﴾ فَسَتَذْكُرُونَ

جو حد سے بڑھنے والے ہیں وہی جہنمی ہیں (۴۳) تم عنقریب یاد کرو گے جو

مَا أَقُولُ لَكُمْ ۚ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ

میں (آج) کہہ رہا ہوں اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں بے شک وہ (اپنے) بندوں

بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿٤٤﴾ فَوَقَاهُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا

کا خوب نگران ہے (۴۴) پس اللہ نے اس (مرد مومن) کو ان لوگوں کی تدبیروں اور

وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ﴿٤٥﴾ النَّارُ

چالوں کی برائیوں سے بچا لیا اور فرعون والوں کو برے عذاب نے گھیر لیا (۴۵) (اور اب تو)

يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ۖ وَيَوْمَ تَقُومُ

دوزخ کی آگ ہے جس پر انہیں صبح و شام پیش کیا جا رہا ہے اور جس دن قیامت

السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿٤٦﴾

قائم ہو گی (حکم ہو گا) فرعون والوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو (۴۶)

وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ

اور وہ وقت یاد کرو جب یہ لوگ جہنم میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے

لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

تو کمزور لوگ بڑا بننے والوں سے کہیں گے کہ ہم تو

۱۳۔﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ۔ الآیہ﴾ عام مسلمان حیات برزخی کے بھی قائل ہیں اور عذاب قبر کے بھی اور اس سلسلہ میں فریقین کے ہاں حدیثیں تو بہت موجود ہیں مگر منکرین حدیث قرآن سے اس کا ثبوت طلب کرتے ہیں تو بفضلہ تعالیٰ اس کے متعلق کئی صریح اور غیر صریح آیتیں موجود ہیں ان میں سے ایک صریح آیت یہی ہے۔ اس سے دو طرح استدلال کیا جاتا ہے ایک اس طرح کہ اس میں دو عذابوں کا تذکرہ ہے ایک اوئی ہے کہ ان لوگوں کو آگ پر صبح و شام پیش کیا جاتا ہے جو مرنے کے بعد ہوگا اور دوسرا سخت ہے جو قیامت کے بعد ہوگا کہ انہیں دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔

۱۴۔﴿وَاِذْ يَتَحَاجُّوْنَ۔ الآیہ﴾ جہنم میں بڑے سرداروں اور ان کی رعایا یا وہاں کے لیڈروں اور عوام یا پیروں اور ان کے پیروکاروں کا باہمی جھگڑا قرآن مجید کے متعدد مقامات پر مذکور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پیروکار اور رعایا یا عام گمراہ اپنے بڑے لیڈروں اور اپنے رہنماؤں سے داد و فریاد کریں گے کہ ہماری کچھ مدد کرو۔ مگر وہ کہیں گے کہ ہم تو بے بس ہیں تمہاری طرح ہم بھی اسی دوزخ میں جل رہے ہیں۔ پھر پیروکار اپنے پیروں پر لعن وطعن کریں گے کہ تم نے ہمیں گمراہ کیا اور وہ ان پر لعن طعن کریں گے کہ تمہاری وجہ سے ہمارا بیڑا غرق ہوا۔ اس طرح ایک دوسرے سے بیزاری کا اعلان کریں گے اور کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا۔

أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ
تمہارے تابع تھے کیا تم آگ کا کچھ حصہ ہم سے ہٹا سکتے ہو؟ (۴۷) وہ بڑا بننے
الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ
والے کہیں گے ہم سب اسی میں پڑے ہیں اور اللہ نے اپنے بندوں کے درمیان
بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ
فیصلہ کر دیا ہے (۴۸) اور جو لوگ دوزخ میں ہوں گے وہ جہنم کے داروغوں
جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِنَ
سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ ہمارے عذاب میں ایک دن کی ہی
الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُمْ
تخفیف کردے (۴۹) وہ (جواب میں کہیں گے) کیا تمہارے پاس کھلی ہوئی دلیلیں لیکر تمہارے رسول نہیں
بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَىٰ قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ
آتے رہے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہاں اس پر داروغے کہیں گے کہ تم خود ہی دعا مانگو اور کافروں کی دعا و پکار
الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿۵۰﴾ إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا ع ۵ ۱۳ ۱۰
بالکل گم شدہ ہے (اکارت جانے والی ہے) (۵۰) بے شک ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان
وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ
والوں کی اس دنیاوی زندگی میں بھی مدد کرتے رہتے ہیں اور اس دن بھی کریں گے جب گواہ (گواہی دینے
الْأَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ
کیلئے) کھڑے ہوں گے (۵۱) جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کوئی فائدہ نہ دے گی
وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا
اور ان کیلئے لعنت ہو گی ان کیلئے (دوزخ کا) بہت برا گھر ہو گا (۵۲) اور بالیقین ہم نے
مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ ﴿۵۳﴾
موسیٰؑ کو ہدایت عطا فرمائی اور بنی اسرائیل کو ایسی کتاب (تورات) کا وارث بنایا (۵۳)
هُدًى وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ
جو صاحبانِ عقل کیلئے سراپا ہدایت اور نصیحت تھی (۵۴) آپ صبر (وثبات) سے کام لیجئے!

۱۵۔ ﴿وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ۔ الآیہ﴾ دوزخیوں اور دوزخ کے داروغوں کی باہمی گفتگو بھی قرآن مجید میں کئی مقامات پر مذکور ہے۔ مثلاً دوزخی ان سے کہیں گے کہ وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں عرض کرو کہ کم از کم ہمارے عذاب میں ایک دن کی کمی کر دے۔ داروغے ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے پروردگار کے پیغمبر بینات اور معجزات لے کر نہیں آتے رہے تھے۔ وہ کہیں گے ہاں آئے تھے۔ تب داروغے کہیں گے کہ پھر خدا سے دعا و پکار کرو مگر ارشادِ قدرت ہے کہ کافروں کی دعا و پکار بے سود ہوگی اور رائیگاں جائے گی۔

۱۶۔ ﴿إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا۔ الآیہ﴾ بیشک اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کی اور اپنے مخلص بندوں کی ضرور نصرت کرتا ہے مگر سورۂ صافات کی آیت ۱۷۱ تا ۱۷۳ کی تفسیر میں واضح کر آئے ہیں کہ اس نصرت سے ہر جگہ سیاسی اور مادی غلبہ مراد نہیں ہے بلکہ اس قسم کی مدد سے کبھی یہ مراد ہوتی ہے کہ ان کی تعلیمات و ہدایات غالب آ کر رہتی ہیں اور ان کے مخالفین کے نظریات اپنی موت آپ مرجاتے ہیں اور اہل حق مر کر بھی مظفر و منصور ہوتے ہیں اور ان کو وہ عزت و عظمت حاصل ہوتی ہے کہ ان کے قبور مرجع خلائق ہوتے ہیں اور ان کے دشمنوں کا نام و نشان بھی مٹ جاتا ہے اور اگر اس سے ظاہری نصرت و مدد مراد لی جائے وہ زمانہ رجعت میں حاصل ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ

اللہ کا وعدہ برحق ہے اور (تہمت) گناہ پر استغفار کرتے رہیے اور صبح و شام اپنے پروردگار

رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ

کی حمد کیساتھ اس کی تسبیح کیجئے (۵۵) یقیناً جو لوگ اللہ کی آیتوں کے بارے

فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ

میں (آپ سے) جھگڑتے ہیں بغیر کسی سند کے جوان کے پاس آئی ہو ان کے سینوں میں تکبر (بڑائی) کے

صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ

سوا اور کچھ نہیں ہے جس تک وہ کبھی پہنچنے والے نہیں ہیں آپ اللہ کی پناہ مانگئے! بے شک

بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ

وہ بڑا سننے (اور) بڑا دیکھنے والا ہے (۵۶) بے شک آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا

وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

انسانوں کے پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى

جانتے نہیں ہیں (۵۷) اور اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں ہو سکتے اور اسی

وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا

طرح ایماندار اور نیکو کار اور بدکار بھی یکساں نہیں ہو سکتے مگر

الْمُسِيْۗءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ

تم لوگ بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو (۵۸) یقیناً قیامت

لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے مگر اکثر لوگ نہیں

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ

مانتے (۵۹) اور تمہارا پروردگار کہتا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ

اور جو لوگ میری (اس) عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل و خوار ہو کر جہنم

۱۷۔ ﴿وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ۔ الآیہ﴾ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصمت کبریٰ کے بلند درجہ پر فائز تھے تو پھر گناہ سے توبہ کرنے کا حکم کیوں دیا جا رہا ہے؟ اس کی مختلف تاویلیں کی گئی ہیں جیسے یہ کہ (۱) گناہ کیا جائے یا نہ کیا جائے بارگاہ رب العزت میں استغفار کرنا بندگی کا خصوصی تقاضا ہے۔ (۲) اگرچہ ترک اولیٰ عام لوگوں کے نزدیک کوئی گناہ نہیں ہوتا مگر مقربانِ الٰہی اسے بھی گناہ تصور کرتے ہیں اور اس سے توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ (۳) آپ کو نا کردہ گناہ سے استغفار کرنے کا حکم اس لئے دیا جا رہا ہے تا کہ آپ کی امت اپنے کردہ گناہوں کی وجہ سے آپ کی تاسی کرتے ہوئے استغفار کرے۔ (۴) اس استغفار کرنے کا فائدہ درجات کی بلندی ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ آپ روزانہ تین سو ساٹھ بار استغفار کرتے تھے۔ جب آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جب آپ نے کوئی گناہ نہیں کیا تو پھر استغفار کیوں کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں نے کوئی گناہ نہیں کیا تو کیا میں بندۂ شاکر بن کر نہ رہوں؟ (بحار الانوار)

۱۸۔ ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى۔ الآیہ﴾ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے جس کی بار بار قرآن نے تکرار کی ہے کہ خالق علیم و حکیم نے اپنے علم و حکمت کے مطابق کائنات کی کوئی بھی دو چیزیں برابر پیدا نہیں کی ہیں۔ ایک حق بین ہے دوسرا حق کا مخالف، ایک ایماندار دوسرا بے ایمان ایک نیکوکار اور بدکار۔ ظاہر ہے کہ دونوں قسم کے انسان برابر و یکساں نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ان کی جزا و سزا بھی علیحدہ علیحدہ ہونی چاہیے اور یہ چیز بھی اخلاقی طور پر قیامت کے ضروری ہونے کی ایک دلیل ہے۔ کما لا یخفیٰ

۱۹۔ ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ۔ الآیہ﴾ قرآن و سنت سے ثابت ہے کہ خدا سے دعا و پکار وہ عظیم عبادت ہے کہ اس سے منہ موڑنے والوں کو خدا نے ذلیل کر کے جہنم میں داخل کرنے کی وعید فرمائی ہے۔ حسان بن

ع ۶ / ۱۱

جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿٦٠﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ

میں داخل ہوں گے (۶۰) وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی

لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ

تا کہ تم اس میں آرام (اور سکون حاصل) کرو اور دن کو روشن

فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

بنایا (تا کہ تم اس میں کام کرو) بے شک اللہ لوگوں پر بڑا فضل و کرم کرنیوالا ہے مگر اکثر

وقف لازم

يَشْكُرُوْنَ ﴿٦١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ

لوگ شکر ادا نہیں کرتے (۶۱) یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے جو ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٦٢﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ

اسکے سوا کوئی الہ (خدا) نہیں ہے تم کدھر بہکائے جا رہے ہو؟ (۶۲) اسی طرح وہ

الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ

لوگ (بھی) بہکائے جاتے رہے ہیں جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے (۶۳) وہ اللہ ہی ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ

زمین کو تمہارے لئے قرارگاہ اور آسمان کو عمارت (چھت) بنایا اور تمہاری صورت گری کی اور تمہاری

صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ

صورتوں کو حسین (وجمیل) بنایا اور تمہیں کھانے کیلئے پاکیزہ غذائیں عطا کیں

الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ

یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے پس بڑا ہی با برکت اللہ ہے جو سارے جہانوں

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٤﴾ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ

کا پروردگار ہے (۶۴) وہی (حقیقی) زندہ ہے اسکے سوا کوئی الہ (خدا) نہیں ہے سو اسی کو پکارو دین کو

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٥﴾

اس کیلئے خالص کرتے ہوئے۔ ہر قسم کی تعریف اللہ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (۶۵)

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے منع کر دیا گیا ہے کہ میں انکی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو جبکہ

سلیمان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ کون سی عبادت افضل ہے؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں ہے کہ اس سے سوال کیا جائے؟ (مجمع البیان) نیز آپ سے ہی مروی ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں فرمایا: ﴿فافضل العبادة الدعا﴾ (ایضاً)۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خداوند عالم نے یہاں قبولیت دعا کا وعدہ فرمایا ہے مگر یہ بات بھی واضح ہے کہ دعا اور اس کی قبولیت کے کچھ مخصوص شرائط ہیں جن کا مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اور اللہ نے کچھ وعدے اپنے بندوں سے لئے ہیں اور کچھ وعدے اپنے بندوں سے کئے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ ﴿اوفوا بعهدی اوف بعهد کم﴾ تم اپنے وعدے پورے کرو میں اپنے وعدے پورے کروں گا۔ ان امور کی تفصیل معلوم کرنے کیلئے ہماری کتاب زاد العباد لیوم المعاد کی طرف رجوع کیا جائے۔

۲۰۔ ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ۔ الآیہ﴾ خدائے علیم و حکیم نے یہاں اپنی قدرت و وحدانیت پر چند دلائل و شواہد پیش کیے ہیں: (۱) اس نے رات کو آرام کیلئے اور دن کو کام کیلئے بنایا ہے اور لاکھوں سالوں سے یہ سلسلہ برابر جاری و ساری ہے جس میں ذرہ برابر خلل واقع نہیں ہوا۔ (۲) اس نے زمین کو تمہارے لیے قرارگاہ بنایا اور آسمان کو گنبد کی مانند عمارت بنایا۔ (۳) پھر انسان کا نین نقشہ ایسا بنایا اور اسے ایسی بہترین شکل و صورت عطا فرمائی کہ وہ جسمانی و روحانی طور پر کائنات کی ایک اشرف و اعلیٰ مخلوق بن گیا۔ صانع خبیر نے ایک نومولود بچے کے جسم میں ضرورت کی وہ کون سی چیز ہے جو نہیں رکھی۔ اور ذہنی طور پر اسے مختصر سے دماغ میں کس قدر استعداد و صلاحیت ودیعت فرمائی اور اسکے چھوٹے سے دل میں کس قدر جذبات و احساسات پیدا کئے؟ الغرض اس نے اس جسم اصغر میں عالم اکبر کی

اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ز وَاُمِرْتُ اَنْ

میرے پروردگار کی طرف سے میرے پاس کھلی ہوئی دلیلیں آچکی ہیں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب

اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

العالمین کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کردوں (اسکا فرمانبردار بندہ بنوں) (۶۶) اللہ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی

تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ

سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر تمہیں (شکم مادر سے) بچہ بنا کر نکالا۔ پھر (تمہاری

طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ج

پرورش کی) تاکہ تم اپنی پوری طاقت (جوانی) کو پہنچو (پھر زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور تم

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا

میں سے کوئی پہلے اٹھا لیا جاتا ہے یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ تم مقررہ وقت تک پہنچ جاؤ

مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ

اور عقل سے کام لو (خدا کی قدرت و حکمت کو سمجھو) (۶۷) وہ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور

وَيُمِيْتُ ج فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ

مارتا ہے وہ جب کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ

فَيَكُوْنُ ﴿۶۸﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ ع ۸ ۱۴

ہو جاتا ہے (۶۸) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں کے بارے میں جھگڑتے رہتے ہیں وہ

اللّٰهِ ط اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿۶۹﴾ ق صلے اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ

کدھر پھرائے جا رہے ہیں؟ (۶۹) جن لوگوں نے اس کتاب (قرآن مجید) کو جھٹلایا اور اس (پیغام) کو بھی

اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا قف فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾ لا اِذِ معانقة ۱۳

جس کیساتھ ہم نے اپنے پیغمبروںؑ کو بھیجا تو انہیں بہت جلد (اسکا انجام) معلوم ہو جائیگا (۷۰) جب

الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ط يُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ لا فِي

طوق انکی گردنوں میں ہوں گے اور (پاؤں میں) زنجیریں انکو گھسیٹتے ہوئے کھولتے ہوئے پانی میں لایا جائیگا (۷۱) پھر

الْحَمِيْمِ لا ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ ج ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ

آتش دوزخ میں جھونک دیئے جائیں گے (۷۲) پھر ان سے کہا جائے گا (آج) وہ کہاں ہیں

ہر چیز رکھ دی۔ (۴) اور پھر اس محسن اعظم نے کھانے کیلئے طرح طرح کی پاک و پاکیزہ غذائیں عطا فرمائیں۔ ﴿فتبارك الله احسن الخالقين﴾

۲۱۔ ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ۔ الآیہ﴾ مخفی نہ رہے کہ یہ مضمون قبل ازیں سورہ نحل، سورہ حج، سورہ مومنون اور سورہ فاطر میں گزر چکا ہے کہ خدائے علیم و قدیر کتنے مراحل و منازل سے گزار کر ایک قطرہ کو اور ذرہ کو انسان بناتا ہے۔ اور پھر وہ بتدریجی انداز میں نشونما پا کر جوانی تک پہنچتا ہے۔ بعد ازاں اس پر بڑھاپا طاری ہوتا ہے اور کبھی کم عمری میں مر جاتا ہے اور کبھی زیادہ عمر میں۔ زندگی اور موت اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ ایسا قادرِ مطلق ہے کہ عالم امر میں جب کسی بات کے کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے ساتھ ہی اس کا مدعا بلا فاصلہ وجود میں آجاتا ہے۔ یہ کن کہنا ہی ارادہ کرتے ہی مراد کے وجود میں آجانے کا استعارہ و کنایہ ہے۔

۲۲۔ ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ ایک جدال احسن ہوتا ہے جو حق کی جستجو اور اس کی تلاش کی خاطر کیا جاتا ہے اور دوسرا غیر احسن ہوتا ہے جس کا مقصد حق کی جستجو کرنا نہیں ہوتا بلکہ مقصد اپنی بات منوانا ہوتا ہے اگرچہ غلط ہی ہو اور مدمقابل کی بات کو رد کرنا مطلوب ہوتا ہے اگرچہ وہ حق ہی ہو۔ یہاں اسی غیر احسن جدال کی مذمت کی جا رہی ہے کہ یہ لوگ پیغمبر ﷺ سے خدا کی توحید، پیغمبر اسلام ﷺ کی رسالت اور عقیدہ قیامت کے بارے بحث و تکرار کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کے برے انجام کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

۲۳۔ ﴿اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا۔ الآیہ﴾ ایسے لوگوں کو اپنا انجام اس وقت معلوم ہوگا جب انکی گردنوں میں طوق ہوں گے اور پاؤں میں زنجیریں ہوں گی اور اگر ان کو پیاس لگے گی تو اس کے بجھانے کے لئے گرم پانی کی طرف گھسیٹ کر لائے جائیں گے پھر آتش دوزخ میں جلنے کے لئے جھونک دیئے

اَیۡنَ مَا کُنۡتُمۡ تُشۡرِکُوۡنَ ﴿۷۳﴾ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ قَالُوۡا

جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر شریک مانتے تھے (۷۳) وہ کہیں گے وہ تو ہم سے غائب

ضَلُّوۡا عَنَّا بَلۡ لَّمۡ نَکُنۡ نَّدۡعُوۡا مِنۡ قَبۡلُ شَیۡـًٔا ؕ

ہو گئے بلکہ ہم تو اس سے پہلے (خدا کے سوا) کسی چیز کو پکارتے ہی نہ تھے خدا

کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ

اسی طرح کافروں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے (۷۴) یہ اس لئے ہے کہ تم زمین میں

تَفۡرَحُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ وَ بِمَا کُنۡتُمۡ

ناحق خوش ہوا کرتے تھے اور (اپنے مال و اقتدار پر) اترایا

تَمۡرَحُوۡنَ ﴿۷۵﴾ اُدۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ۚ

کرتے تھے (۷۵) اب تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ پڑے

فَبِئۡسَ مَثۡوَی الۡمُتَکَبِّرِیۡنَ ﴿۷۶﴾ فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ

رہنے کیلئے۔ پس کیا برا ٹھکانہ ہے تکبر کرنیوالوں کا (۷۶) آپ صبر کیجئے یقیناً اللہ کا وعدہ برحق ہے پھر جس

اللّٰہِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعۡضَ الَّذِیۡ نَعِدُہُمۡ اَوۡ

(عذاب) کی ہم انہیں دھمکی دیتے رہے ہیں خواہ اسکا کچھ حصہ آپکو (آنکھوں سے) دکھادیں یا اس سے پہلے آپکو دنیا

نَتَوَفَّیَنَّکَ فَاِلَیۡنَا یُرۡجَعُوۡنَ ﴿۷۷﴾ وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا

سے اٹھالیں۔ بہرحال ان سب کی بازگشت تو ہماری طرف ہی ہے (وہ اس سے بچ نہیں سکتے) (۷۷) ہم نے آپ

رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِکَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ قَصَصۡنَا عَلَیۡکَ

سے پہلے بہت سے رسولؐ بھیجے جن میں سے بعض کے حالات آپ سے بیان

وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَیۡکَ ؕ وَ مَا کَانَ

کر دیئے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جنکے حالات آپ سے بیان نہیں کئے

لِرَسُوۡلٍ اَنۡ یَّاۡتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُ

اور کسی رسولؐ کیلئے یہ ممکن نہ تھا کہ اللہ کے اذن (حکم) کے بغیر کوئی معجزہ پیش کرے اور جب اللہ کا حکم

ع ٨ ١٠ ١٢ اللّٰہِ قُضِیَ بِالۡحَقِّ وَ خَسِرَ ہُنَالِکَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ﴿۷۸﴾

آ جائیگا تو حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائیگا اور اس وقت باطل والے خسارے میں رہیں گے (۷۸)

جائیں گے۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ آج تمہارے مزعومہ شریک کہاں ہیں؟ وہ کہیں گے وہ تو آج غائب ہو گئے ہیں اور مشکل وقت آنے پر ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔ ارشاد ہو گا ہمیشہ رہنے کے لئے جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ یہی تمہارے اعمال وافعال روش اور رفتار کی پاداش ہے۔

۲۴۔﴿ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا۔ الآیہ﴾ اس قسم کی ایک آیت قبل ازیں سورۂ نساء آیت نمبر ۶۴ پر گزر چکی ہے یعنی ﴿رسلاً قد قصصناهم عليك من قبل ورسلاً لم نقصصهم عليك﴾ اور وہیں یہ حقیقت بیان کی جا چکی ہے کہ بنابر مشہور انبیاء و مرسلین کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے جن میں سے تین سو تیرہ رسول ہیں اور ان میں سے پانچ اولوالعزم ہیں۔ جبکہ حسب ظاہر نام بنام قرآن میں چھبیس انبیاء کا تذکرہ کیا گیا ہے اور بعض کی طرف صرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہ حالات بھی بطور تاریخ نہیں بلکہ بطور وعظ و نصیحت بیان کئے گئے ہیں کیونکہ اتنے ہی حالات بیان کرنے سے مطلب برآری ہو جاتی ہے۔

۲۵۔﴿وَمَا کَانَ لِرَسُوۡلٍ۔ الآیہ﴾ یہ حقیقت عیاں راچہ بیان کی مصداق ہے کہ کسی بھی رسول کا اصل کام خدا کا پیغام اس کے بندوں تک باضابطہ طور پر پہنچانا ہوتا ہے وبس۔ اور جہاں تک معجزہ کا تعلق ہے تو چونکہ معجزہ کا حقیقی فاعل خدا ہوتا ہے اور وہ اسی کے قبضہ قدرت میں ہے لہٰذا وہ اپنی مصلحت اور صوابدید کے مطابق جہاں اور جب چاہتا ہے نبی و وصی کے مقدس ہاتھ پر ظاہر کر دیتا ہے اور جہاں ضرورت نہیں سمجھتا وہاں ظاہر نہیں کرتا۔ بہرکیف یہ بات کسی بھی رسول کے مقدور میں نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی و منشاء کے مطابق کوئی معجزہ پیش کر سکے۔ خدا چاہتا ہے کہ دلائل کی بنیاد پر لوگوں کو حق کا قائل کرے۔ ہاں البتہ معجزہ اتمام حجت کا آخری مرحلہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے خدا

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا

اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے بنائے ہیں تاکہ تم ان میں سے بعض پر سوار ہو

وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا

اور بعض کا (گوشت) کھاؤ (۷۹) اور تمہارے لئے ان میں اور بھی فائدے ہیں

عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَیْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

اور تاکہ تم ان پر سوار ہو کر اپنے دلوں کی حاجت تک پہنچ سکو اور تم ان پر اور کشتیوں پر

تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ ۖ فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ

سوار کئے جاتے ہو (۸۰) اور وہ (اللہ) تمہیں اپنی (قدرت و حکمت کی) نشانیاں

تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا

دکھاتا ہے سو تم اللہ کی کن کن نشانیوں کا انکار کرو گے؟ (۸۱) کیا وہ زمین میں چلتے پھرتے نہیں کہ ان لوگوں کا

كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا

انجام دیکھتے جو ان سے پہلے گزرے ہیں جو تعداد میں ان زیادہ تھے اور طاقت

اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَمَاۤ

میں اور زمین میں اپنی چھوڑی ہوئی نشانیوں کے اعتبار سے ان

اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ

سے بڑھے ہوئے تھے لیکن ان کی سب کمائی ان کے کچھ کام نہ آئی (۸۲) جب ان کے رسولؑ ان کے

رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ

پاس بینات (معجزات) لیکر آئے تو وہ اپنے اس علم پر نازاں و فرحاں رہے جو ان کے

الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾

پاس تھا اور (انجام کار) اسی (عذاب) نے انہیں گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے (۸۳)

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا

پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم خدائے واحد و یکتا پر ایمان لاتے ہیں اور ان

بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِیْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ

سب چیزوں کا انکار کرتے ہیں جنہیں ہم اسکے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے (۸۴) پس ہمارا عذاب دیکھ لینے

انہیں نیست و نابود کر دیتا ہے۔ بنابریں جو کفار معجزہ پر معجزہ طلب کرتے ہیں وہ گویا اپنی تباہی و بربادی کا مطالبہ کرتے ہیں۔

۲۶۔ ﴿اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ۔ الآیہ﴾ تاریخ عالم عبرتوں سے لبریز نظر آتی ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی متمدن اور ہر لحاظ سے مضبوط قوموں نے جب کفران نعمت کیا اور خدا کے مقررہ ضابطوں کو توڑا تو خدائے جبار و قہار نے انہیں حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا کر انہیں آنے والی نسلوں کیلئے نشانِ عبرت بنا دیا۔

اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ

کے بعد انکے ایمان نے انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ یہی اللہ کا طریقہ ہے جو (ہمیشہ سے)

ع ۷ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

اسکے بندوں میں جاری ہے اور اس وقت کافر لوگ خسارے میں رہ گئے (۸۵)

اٰیاتھا ۵۴ | ۴۱ سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۱ | رکوعاتھا ۶

سورہ حٰم السجدہ مکی ہے۔ آیات ۵۴۔ ۶ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ كِتٰبٌ

حا میم (۱) یہ (قرآن) رحمٰن و رحیم خدا کی طرف سے نازل کردہ ہے (۲) یہ ایسی کتاب ہے

فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾

جسکی آیتیں تفصیل سے بیان کردی گئی ہیں ان لوگوں کیلئے جو علم رکھتے ہیں عربی زبان کے قرآن کی صورت میں (۳)

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا

یہ (قرآن) خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا ہے مگر اکثر لوگوں نے اس سے روگردانی کی ہے۔ پس وہ

يَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ

سنتے ہی نہیں ہیں (۴) اور وہ کہتے ہیں کہ آپ جس چیز کی طرف ہمیں دعوت دیتے ہیں اس

اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ

سے ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہمارے تمہارے

فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

درمیان پردہ حائل ہے آپ اپنا کام کیجئے ہم اپنا کام کر رہے ہیں (۵) آپ کہہ دیجئے! کہ میں بھی تمہاری ہی

يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا

طرح بشر ہوں (مگر فرق یہ ہے) کہ مجھے وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا الٰہ (خدا) بس ایک ہی الٰہ (خدا) ہے تو تم

اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶﴾ الَّذِيْنَ

سیدھے اسی طرف رخ رکھو اور اس سے مغفرت طلب کرو اور بربادی ہے ان مشرکوں کیلئے (۶) جو

سورہ حٰم السجدہ

سورۂ حٰم السجدہ کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر و انسان ہونے کا اعلان۔ (۲) کفار کا توحید پر ایراد اور اس کے تکوینی جوابات۔ (۳) تخلیق آسمان و زمین کا تذکرہ (۴) قیامت کا بیان اور انسانی اعضاء کی گواہی۔ (۵) صبر و ثبات اور اسلامی رواداری کا حکم۔ (۵) آیات آفاقی و انفسی کا تذکرہ (۷) قرآن کا کتاب حق ہونا۔ (۸) کفارِ مکہ کی شرارتیں اور ان کو انجام بد کی تہدید۔ (۹) مومن کی موت کا تذکرہ۔ (۱۰) کفارِ مکہ کا لوگوں کو قرآن سننے سے منع کرنا اور شور مچانے کا حکم دینا وغیرہ وغیرہ

﴿ خلاصۃ التفاسیر ﴾

۱۔ ﴿كِتٰبٌ فُصِّلَتْ۔ الآیہ﴾ قرآن کتاب رحمت ہے رحمۃ للعالمین پر نازل ہوا ہے اور رحمت کے مصدر نے نازل کیا ہے۔ اس میں حلال و حرام اور مواعظ و نصائح کی تفصیل ہے۔ اس کی باتیں محکم ہیں اور یہ وہ کلام متین ہے جس میں کوئی کجی نہیں۔ یہ عربی مبین میں قرآن کی شکل میں نازل ہوا ہے۔

۲۔ ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ۔ الآیہ﴾ یہ کفار کے مذکورہ بالا قول کی تردید ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ آپ کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ ان سے کہا جا رہا ہے کہ میں نہ جن ہوں اور نہ فرشتہ۔ اگر ایسا ہوتا اور پھر تم یہ عذر پیش کرتے تو کوئی بات بھی ہوتی لیکن میں تو تمہاری طرح کا بشر ہوں تو پھر کیوں میری بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی؟ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تم حق و حقیقت کو سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ اس لئے یہ کٹ حجتیاں کر رہے ہو۔ قبل ازیں اس جیسی سورۂ کہف کی آیت ۱۱۰ کی تفسیر میں بشریت انبیاء کا فلسفہ تفصیل سے بیان کیا جاچکا ہے۔

لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ⑦

زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہ قیامت کے منکر ہیں (۷)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کیلئے وہ اجر ہے جو ختم

مَمْنُوْنٍ ⑧ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ

ع ۱ ۸ ۱۵

ہونیوالا نہیں ہے (۸) آپ کہہ دیجئے! کیا تم اس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو

الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ

پیدا کیا اور دوسروں کو اس کا ہمسر قرار دیتے ہو؟ وہی تو سارے جہانوں

رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ⑨ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا

کا پروردگار ہے (۹) اور اسی نے زمین میں اس کے اوپر پہاڑ بنائے اور اس میں برکت

وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ

رکھ دی اوراس میں تمام طلبگاروں کی ضرورت کے برابر چاردن کی مدت میں صحیح انداز سے

سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ⑩ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ

سامان معیشت مہیا کر دیا (۱۰) پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جبکہ

وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ

وہ دھوئیں کی شکل میں تھا اور اس سے اور زمین سے کہا کہ تم خوشی سے آؤ یا ناخوشی

كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ⑪ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ

سے تو دونوں نے کہا ہم خوشی خوشی آتے ہیں (۱۱) پس اس (اللہ) نے انہیں دو دن

سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ

میں سات آسمان بنا دیے اور ہر آسمان میں اس کے معاملہ کی وحی کر دی اور ہم نے

وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ

آسمان دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے زینت بخشی اور اسے محفوظ کر دیا یہ اس (خدا) کی

تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ⑫ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ

منصوبہ بندی ہے جو (ہر چیز پر) غالب ہے اور بڑا جاننے والا ہے (۱۲) پس اگر یہ لوگ روگردانی کریں تو

۳۔ ﴿فِيْ يَوْمَيْنِ۔ الآیہ﴾ دو دن میں زمین پیدا کی گئی اور دو دن میں زمین کی معیشت کا ساز و سامان پیدا کیا گیا۔ اور دو دن میں آسمان پیدا کیا گیا، یہ کل ہوئے چھ دن۔ ان چھ دنوں کی تفصیل تفسیر کی تیسری جلد یعنی سورۂ اعراف کی آیت ۵۴ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

۴۔ ﴿فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ۔ الآیہ﴾ خدا کا زمین و آسمان سے کہنا اور ان کا جواب دینا باتفاق مفسرین کوئی لفظی باتیں نہیں ہیں بلکہ یہ سب تکوینی باتیں ہیں یعنی اس سے خدا کا حکم دینا اور ان چیزوں کا وجود میں آجانا مراد ہے۔

أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ﴿١٣﴾ إِذْ

آپ کہہ دیجئے! کہ میں نے تو تمہیں اس (آسمانی) کڑک سے ڈرا دیا ہے جو عاد والی کڑک کی مانند ہے (۱۳)

جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ

جبکہ انکے پاس (اللہ کے) رسولؐ انکے آگے اور انکے پیچھے سے آئے (اس پیغام کیساتھ) کہ اللہ کے سوا کسی

أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنْزَلَ

کی عبادت نہ کرو۔ مگر انہوں نے (جواب میں) کہا کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو (ہماری طرف)

مَلَائِكَةً فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ﴿١٤﴾ فَأَمَّا

فرشتے نازل کرتا لہٰذا جس (پیغام) کیساتھ تم بھیجے گئے ہو ہم اسکا انکار کرتے ہیں (۱۴) سو قوم

عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا

عاد نے زمین میں ناحق سرکشی کی اور کہا کہ ہم سے بڑھ کر کون طاقتور ہے؟

مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي

کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ (اور نہ یہ سوچا) کہ جس نے انہیں پیدا

خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا

کیا ہے کہ وہ ان سے بڑھ کر طاقتور ہے وہ (ہمیشہ) ہماری آیتوں کا انکار

يَجْحَدُونَ ﴿١٥﴾ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي

کرتے رہے (۱۵) سو ہم نے ان پر خاص منحوس دنوں میں تیز و تند (طوفانی)

أَيَّامٍ نَحِسَاتٍ لِنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ

ہوا بھیجی تاکہ ہم انہیں زندگانی دنیا میں ذلت آمیز عذاب کا مزہ چکھائیں

الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ ۖ وَهُمْ لَا يُنْصَرُونَ ﴿١٦﴾

اور آخرت کا عذاب تو زیادہ رسوا کن ہوگا اور ان کی کوئی مدد نہیں کی جائیگی (۱۶)

وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى

رہے ثمود! ہم نے انکی راہنمائی کی مگر انہوں نے ہدایت پر اندھے پن (گمراہی) کو ترجیح دی۔

الْهُدَىٰ فَأَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا

پس ان کو ذلت کے عذاب کی کڑک نے پکڑ لیا ان کے کرتوتوں کی پاداش میں جو

۵۔ ﴿فِي أَيَّامٍ نَحِسَاتٍ ۔ الآیہ﴾ امت مسلمہ میں یہ مسئلہ خاصا معرکۃ الآراء ہے کہ آیا سال کے بعض ایام کی سعادت و نحوست ذاتی ہے یا عارضی؟ بعض علماء پہلے قول کے قائل ہیں اور بعض دوسرے کے۔ حق وانصاف یہ ہے کہ بعض اخبار و آثار سے ایام و ساعات کی سعادت و نحوست کا ذاتی ہونا اور ہر شخص کیلئے ہونا ظاہر ہوتا ہے مگر اس چیز کو اس قدر اہمیت نہیں دینی چاہیے کہ ان کی وجہ سے بعض اہم کاموں کی انجام دہی ترک کر دی جائے اور آدمی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے اور دنیا چاند پر جا کر واپس بھی آجائے بلکہ اس بات کا توڑ یہ ہے کہ نیا کام شروع کرنے سے پہلے ایام و ساعات کی نحوست کے دفعیہ کیلئے خدا سے دعا کی جائے اور کچھ صدقہ دے دیا جائے اور پھر خدا پر توکل کیا جائے۔

۶۔ ﴿وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ ۔ الآیہ﴾ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ انبیاء و مرسلین کے ذریعہ سے راہ راست دکھانا خدا کا کام ہے مگر اس راستہ پر چلنا بندوں کا کام ہے۔ چنانچہ خداوند عالم نے بدبخت قوم ثمود کو ہدایت فرمائی مگر اس نے گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی۔ جس کی پاداش میں عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر تباہ و برباد ہوگئی۔

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٧﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا

وہ کیا کرتے تھے (۱۷) اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے تھے اور (ہماری نافرمانی

يَتَّقُوْنَ ﴿١٨﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ ع ۲ / ۱۲

سے) ڈرتے تھے (۱۸) اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف جمع کیے جائیں گے اور پھر ترتیب وار

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ

کھڑے کیے جائیں گے (یا پھر روکے جائیں گے) (۱۹) یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچ

عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا

جائیں تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے برخلاف ان کے

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ

اعمال کی گواہی دیں گی (۲۰) اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی

عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ

کیوں دی؟ تو وہ کہیں گی کہ ہمیں اسی اللہ نے گویائی عطا کی ہے جس نے ہر چیز کو گویائی

وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمَا

دی اور اسی نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور پھر اسی کی طرف تمہاری بازگشت ہوگی (۲۱) اور تم

كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ

(گناہ کرتے وقت) اپنے آپکو اس بات سے چھپا ہی نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور

وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ

تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں لیکن تم نے یہ گمان کیا کہ اللہ

اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَذٰلِكُمْ

تمہارے بہت سے اعمال کو نہیں جانتا جو تم کرتے ہو (۲۲) تمہارے اسی گمان

ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ

نے جو تم نے اپنے پروردگار کی نسبت کیا تھا تمہیں تباہ کر دیا اور

فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا

تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گئے (۲۳) پس اب اگر وہ صبر کریں بھی تو

۷۔ ﴿وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ یہ آیت دوسری بہت سی آیات محکمات اور روایات متواترات کی طرح اس بات میں نص صریح ہے کہ دنیوی اور اُخروی فوز و فلاح پانے اور عذاب الٰہی سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہے ایک ایمان اور دوسرا التقویٰ، جس کا دوسرا نام نیک کام ہے۔

۸۔ ﴿وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ۔ الآیہ﴾ اعضا و جوارح کی گواہی دینے کی کیفیت سورۂ یٰسین کی آیت ۶۵ کی تفسیر میں بحث کی جا چکی ہے کہ جب مجرم اس قدر ڈھٹائی پر اتر آئیں گے کہ اپنے جرائم کا انکار کر دیں گے اور فرشتوں کی تحریر کا بھی انکار کر دیں گے تو پھر خدائے قدیر ان کی زبانوں پر مہریں لگا دے گا اور ان کے اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے۔

۹۔ ﴿وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ۔ الآیہ﴾ تمہارا یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بہت سے اعمال کی خبر نہیں ہے۔ تمہارے اسی خیال نے تمہیں تباہ و برباد کر دیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ خدا بندہ کے ساتھ اسکے گمان کے مطابق اچھا یا بُرا سلوک کرتا ہے۔ اس لئے بندۂ مومن کو چاہیے کہ وہ خدا کے بارے میں اچھا گمان کرے۔ (مجمع البیان)

فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۖ وَإِن يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُم مِّنَ
انکا ٹھکانہ دوزخ ہے اور اگر وہ (خدا کو) راضی کرنا چاہیں تو وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہونگے جن پر
الْمُعْتَبِينَ ﴿۲۴﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُم
(اللہ) راضی ہوا (۲۴) اور ہم نے ان کیلئے کچھ ساتھی مقرر کر دیے ہیں جنہوں نے انکے اگلے اور پچھلے
مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ
(کرتوتوں کو) خوشنما بنا دیا اور ان پر وہی بات ثابت ہو گئی (عذاب الٰہی)
فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ
جو جنوں اور انسانوں کے ان گروہوں پر ثابت ہے جو ان سے پہلے گزر چکے تھے بے شک
إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا ع ۳ / ۱۷
وہ سب نقصان اٹھانے والوں میں سے تھے (۲۵) اور کافر کہتے ہیں کہ اس
تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ
قرآن کو نہ سنو اور اس کی (تلاوت کے دوران) شور و غل مچا دیا کرو شاید اس طرح
تَغْلِبُونَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا
تم غالب آ جاؤ (۲۶) ہم ان کافروں کو ضرور سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے
وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۲۷﴾ ذَٰلِكَ
اور وہ بد ترین عمل کرتے ہیں ہم انہیں ضرور ان کی بد ترین سزا دیں گے (۲۷) یہ دشمنان
جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ۖ جَزَاءً
خدا کی سزا ہے یعنی دوزخ۔ ان کیلئے اسی میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا گھر ہے یہ ان کے اس
بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِينَ
جرم کی سزا ہے کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے (۲۸) اور کافر لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے
كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ
پروردگار! ہمیں دونوں قسم یعنی جنوں اور انسانوں میں سے وہ (شیطان) دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا
نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ ﴿۲۹﴾
تاکہ ہم انہیں اپنے پاؤں کے نیچے روندیں تاکہ وہ پست ترین اشخاص سے ہو جائیں (ذلیل و خوار ہوں) (۲۹)

۱۰۔ ﴿وقال الذین کفروا۔ الآیہ﴾ جو لوگ ہدایت کے طالب نہیں ہوتے اور اپنے باطل نظریات پر جما رہنا چاہتے ہیں جب وہ اہل حق کے دلائل و شواہد کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو وہ اپنے کان، آنکھ اور دماغ تینوں کے دریچے بند کر لیتے ہیں۔ وہ نہ آوازِ حق سنتے ہیں اور نہ حق کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہیں اور نہ ہی حق و حقیقت کے بارے میں غور و فکر کرتے ہیں۔ بلکہ وہ ایسا کرنے والوں پر فتوے لگاتے ہیں کہ جو ایسا کرے گا تو اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ ہر دور کے مورکھوں کی یہی پہچان ہے اور خدا ایسے مورکھوں کو کبھی ہدایت نہیں کرتا۔

۱۱۔ ﴿فلنذیقن الذین۔ الآیہ﴾ ان دو آیتوں میں دشمنان خدا بلکہ دشمنان عقل و خرد کی سخت ترین سزا کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ جس طرح برے اعمال دو طرح کے ہوتے ہیں: (۱) ایک برے۔ (۲) دوسرے بہت برے۔ تو ان کی سزا بھی دو قسم کی ہوتی ہے ایک بد اور دوسری بد ترین۔ سچ ہے کہ من عمل سیئۃ فلا یجزی الا مثلها۔ بے شک دشمنان خدا کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ معذب رہیں گے۔ یہ ان کے اعمال کی پاداش ہے کیونکہ وہ جان بوجھ کر آیات الٰہیہ کا انکار کرتے تھے۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ

بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر اس پر قائم اور ثابت قدم رہے

عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا

ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (ان سے کہتے ہیں کہ) تم نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس

بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي

جنت کی بشارت پر خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے(۳۰) ہم زندگانی دنیا میں

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي

بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی اور وہاں تمہارے لیے وہ سب کچھ ہے

أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا مِنْ

جو تمہارے دل چاہیں گے اور اس میں ہر چیز موجود ہے جو تم طلب کروگے (۳۱) (یہ سب کچھ)

غَفُورٍ رَحِيمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى

غفور ورحیم پروردگار کی طرف سے مہمانی کے طور پر ہے (۳۲) اور اس شخص سے بہتر بات کس کی ہوگی جو

اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾ وَلَا

اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل بجالائے اور کہے کہ میں مسلمانوں (خدا کے فرمانبردار بندوں) میں سے ہوں (۳۳)

تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ

اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہیں آپ (بدی کا) احسن طریقہ سے دفعیہ

أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ

کریں تو آپ دیکھیں گے کہ آپ میں اور جس میں دشمنی تھی وہ گویا آپ کا جگری

وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا

دوست بن گیا (۳۴) اور یہ صفت انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ طریقہ کار انہی کو

يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٣٥﴾ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ

سکھایا جاتا ہے جو بڑے نصیب والے ہوتے ہیں (۳۵) اور (اے مخاطب) اگر تمہیں

الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ

شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ محسوس ہو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگ۔ بے شک وہ بڑا

ع ۴ ۱۸

۱۲۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا۔ الآیہ﴾ ظاہر ہے کہ زبان سے کوئی بھی دعویٰ کرنا بالکل آسان ہوتا ہے مگر اس پر ثابت قدم رہنا اور اپنے عمل و کردار سے اس دعویٰ کی صداقت کا ثبوت پیش کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ بنابریں استقامت یہ ہے کہ خدا کو اپنا پروردگار تسلیم کرنے کے بعد مقام عقیدہ میں کفر و شرک کا ارتکاب نہ کیا جائے اور مقام عمل میں اس کے کسی امر و نہی کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔ چنانچہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے اس آیت کی تلاوت کے بعد فرمایا: ﴿قد قالها الناس ثم کفر اکثرهم فمن قالها حتی یموت فهو ممن استقام علیها﴾ بہت سے لوگوں نے یہ بات کہی مگر بعد ازاں اکثر لوگوں نے انکار کر دیا۔ پس جو شخص یہ کہے اور پھر اپنی موت تک اس پر ثابت قدم رہے وہ اس مقدس گروہ میں شامل ہے۔ (مجمع البیان) (خلاصہ کلام یہ ہے کہ استقامت یہ ہے کہ ایک بار زبان سے خدا کو اپنا پروردگار ماننے کے بعد اپنے آخری لمحات حیات تک اپنے قول و عمل اپنے عمل و کردار اور اپنی روش و رفتار اور اپنی خلوت و جلوت سے ثابت کر دکھاوے کہ وہ اپنے قول میں سچا ہے۔

۱۳۔ ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا۔ الآیہ﴾ اگر اس آیت کو سابقہ آیت ان الذین قالوا ربنا اللہ کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ ایمان کے تین شعبے ہیں: (ایمان باللہ (۲) عمل بشریعۃ اللہ (۳) دعوت الی اللہ۔ چنانچہ پہلے شعبہ پر قالوا ربنا اللہ دوسرے شعبہ پر ثم استقاموا اور تیسرے شعبہ پر دعا الی اللہ دلالت کرتا ہے۔ اور جس شخص میں یہ تینوں صفات پائی جائیں وہ شخص صحیح معنوں میں یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ انی من المسلمین یعنی پہلا کام خود اس دعوت حق پر ایمان لانا ہے پھر اس پر عمل کرنا ہے بعد ازاں دوسرے لوگوں کو اس کی دعوت دینا ہے۔ جسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہا جاتا ہے اور یہ صفت صبر کرنے

الْعَلِيمُ ۝۳۶ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ

سننے والا (اور) بڑا جاننے والا ہے (۳۶) اور اللہ کی نشانیوں میں رات، دن سورج

وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ

اور چاند بھی ہیں تم نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو (بلکہ) اس اللہ کو سجدہ کرو

وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ

جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو (اور اسی کو مستحق

تَعْبُدُوْنَ ۝۳۷ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ

عبادت سمجھتے ہو) (۳۷) اور اگر یہ لوگ تکبر کریں (اور قبول حق سے انکار کریں) تو جو فرشتے

السجدۃ ۱۱

يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ۝۳۸ السجدۃ

آپکے پروردگار کے پاس ہیں وہ رات دن اسکی تسبیح (وتقدیس) کرتے ہیں اور وہ تھکتے نہیں ہیں (۳۸)

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ

اور اسکی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ زمین جمود اور افسردگی کی حالت میں پڑی ہے اور

اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ

جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو جنبش میں آتی ہے (ابھرتی ہے) اور اس میں بالیدگی آجاتی ہے (پھول جاتی ہے)

اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۳۹

بیشک جس نے اسے زندہ کیا ہے وہی مردوں کو زندہ کرنیوالا ہے بلاشبہ وہ ہر چیز پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے (۳۹)

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ

بے شک وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں (اور انہیں الٹے معنی پہناتے ہیں)

اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ

وہ ہم پر پوشیدہ نہیں ہیں بھلا وہ شخص جو دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا وہ جو

الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

قیامت کے دن امن و اطمینان کیساتھ آئے؟ تم جو چاہو کرو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے

بَصِيْرٌ ۝۴۰ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ

خوب دیکھ رہا ہے (۴۰) جن لوگوں نے ذکر (قرآن) کا انکار کیا جب وہ ان کے پاس آیا

والوں اور بڑے نصیب والوں کو حاصل ہوتی ہے۔

۱۴۔ ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ الآیہ﴾ اسلام چونکہ تحمل کا قائل ہے اس لیے وہ حکم دیتا ہے کہ تم برائی کے عوض بھلائی کرو اور برائی کا دفعیہ بھلائی سے کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارا جانی دشمن گویا تمہارا جگری دوست بن جائے گا۔ یہ طرز عمل ایک داعی حق کا بڑا موثر ہتھیار ہے۔ اس لئے اسے کسی صورت بھی شائستگی، متانت، شرافت اور راست بازی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ مگر عوام کو اس فلسفہ کا پابند نہیں بنایا جا سکتا۔ اس لئے اسلام جو کہ دین فطرت ہے عوام اہل اسلام کو قصاص اور علاج بالمثل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

۱۵۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ۔ الآیہ﴾ خدا کے چشمۂ ہدایت (قرآن سے فیض یاب نہ ہونے کا ایک سبب خدا کی آیتوں میں الحاد و کجروی کرنا ہے۔ اور یہ الحاد کئی طرح متصور ہوسکتا ہے۔ مثلاً قرآن کے سیدھے سادے مفہوم کو چھوڑ کر اس میں کجروی پیدا کرنا، ان میں صحیح غور و فکر نہ کرنا یا الفاظ میں قطع برید کر کے حق کو مشتبہ بنانا یا الفاظ کے سیاق و سباق کو نظر انداز کر کے ان کو غلط مفہوم کا جامہ پہنانا وغیرہ وغیرہ۔

وَإِنَّهُ لَكِتَٰبٌ عَزِيزٌ ﴿٤١﴾ لَّا يَأْتِيهِ ٱلْبَٰطِلُ مِنۢ بَيْنِ

حالانکہ وہ ایک زبردست (معزز) کتاب ہے (۴۱) باطل کا اسکے پاس گزر نہیں ہے وہ نہ اسکے آگے سے آسکتا ہے اور

يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾

نہ پیچھے سے یہ اس ذات کی طرف سے نازل شدہ ہے جو بڑی حکمت والی ہے (اور) قابل ستائش ہے (۴۲)

مَّا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَ ۚ

(اے رسولؐ) آپ سے وہی کچھ کہا جارہا ہے جو آپ سے پہلے گزرے ہوئے رسولوںؑ سے کہا گیا ہے بیشک

إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ

آپکا پروردگار بڑا بخشش والا بھی ہے اور بڑے دردناک عذاب والا بھی (۴۳) اگر ہم

جَعَلْنَٰهُ قُرْءَانًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا۟ لَوْلَا فُصِّلَتْ ءَايَٰتُهُۥٓ ۖ

اس (قرآن) کو عجمی زبان میں بنا کر نازل کرتے یہ لوگ کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف (کھول

ءَا۬عْجَمِىٌّ وَعَرَبِىٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ هُدًى

کر) کیوں بیان نہیں کی گئیں؟ آپ کہہ دیجئے کہ یہ ایمان لانیوالوں کیلیے ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان

وَشِفَآءٌ ۖ وَٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِىٓ ءَاذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ

نہیں لاتے انکے کانوں میں گرانی (بہرہ پن) ہے اور وہ انکے حق میں نابینائی ہے اور یہ

عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍۭ بَعِيدٍ ﴿٤٤﴾

لوگ (بہرہ پن کی وجہ سے گویا) بہت دور راستہ کی جگہ سے پکارے جارہے ہیں (۴۴)

وقف حفص بتسہیل الہمزۃ الثانیۃ ۱۲

ع ۵ ۱۲ ۱۹

وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَى ٱلْكِتَٰبَ فَٱخْتُلِفَ فِيهِ ۗ وَلَوْلَا

اور ہم ہی نے موسیٰؑ کو کتاب (توراۃ) عطا کی تھی تو اس میں اختلاف کیا گیا ہے اور اگر تمہارے پروردگار کی

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ

طرف سے ایک بات پہلے طے نہ ہو چکی ہوتی تو ان (اختلاف کرنیوالوں) میں فیصلہ کردیا جاتا اور بیشک وہ

لَفِى شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿٤٥﴾ مَّنْ عَمِلَ صَٰلِحًا فَلِنَفْسِهِۦ ۖ

ایک تردد انگیز شک میں پڑے ہوئے ہیں (۴۵) جو کوئی نیک کام کرتا ہے وہ اپنے ہی لیے کرتا ہے اور جو

وَمَنْ أَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّٰمٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٤٦﴾

شخص برائی کرتا ہے تو اسکا وبال بھی اسی پر ہے اور آپکا پروردگار بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں ہے (۴۶)

۱۶۔ ﴿مَا یُقَالُ لَکَ۔ الآیہ﴾ کفارِ مکہ اور مشرکین عرب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساحر، مجنون، کذاب، مفتری اور نہ معلوم کیا کیا کہا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ آپؐ کو اس سے قلبی کوفت اور قلق ہوتا تھا۔ تو اس آیت میں آپ کو تسلی دی جارہی ہے کہ یہ لوگ جو باتیں آپ کے بارے میں کہتے ہیں یہ کوئی نئی نہیں ہیں۔ آپؐ سے پہلے گزرے ہوئے رسولوں کے بارے میں بھی ان کے زمانہ کے کفار و مشرکین برابر ایسی ہی باتیں کرتے رہے ہیں۔ ﴿فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل﴾ لہٰذا آپؐ اسی طرح صبر کریں جس طرح اولوالعزم رسول صبر کرتے رہے ہیں کیونکہ سب رسولوں کا پیغام ایک اور مقصد ایک ہے اور منکرین کا مشن بھی ایک اور انکار کی وجہ بھی ایک ہے۔

۱۷۔ ﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِینَ۔ الآیہ﴾ یہ قرآن اہل ایمان و ایقان کیلئے کتاب ہدایت اور کتاب شفا ہے جو باطنی اور ظاہری بیماریوں سے باعث شفا ہے اور جو بے ایمان ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو بہت دور سے پکارا جائے کہ اسے کچھ سنائی تو دیتا ہے مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کہنے والا کیا کہہ رہا ہے۔

۱۸۔ ﴿من عمل صالحًا۔ الآیہ﴾ یہ حقیقت جو بیان کی گئی ہے وہ قرآن مجید کے متعدد مقامات پر واضح کی گئی ہے اور یہ بات انسان کے فاعل مختار ہونے کی ایک ناقابل رد دلیل ہے کہ وہ اچھائی اور برائی اپنے عزم و ارادہ سے کرتا ہے پھر بھلائی کا فائدہ بھی اسی کو ہوتا ہے اور برائی کا نقصان بھی اسی کا ہوتا ہے۔ ﴿وما اللہ یرید ظلمًا للعباد﴾

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ

ساعت (قیامت) کا علم اسی (اللہ) کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور کوئی پھل اپنے غلافوں سے نہیں نکلتا اور نہ

مِنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا

کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اسی (اللہ) کے علم کیساتھ اور جس دن وہ (اللہ) ان (مشرکین) کو

بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا

پکارے گا (اور پوچھے گا کہ) میرے شریک کہاں ہیں؟ وہ کہیں گے کہ ہم تجھے بتا چکے ہیں (عرض کر چکے ہیں)

آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ ﴿٤٧﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا

کہ ہم میں سے کوئی بھی اس کی گواہی دینے والا نہیں ہے (اور نہ کوئی ہے) (۴۷) اور جن کو وہ پہلے پکارا

كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ ۖ وَظَنُّوا مَا لَهُمْ مِنْ

کرتے تھے وہ سب (اس دن) گم ہو جائیں گے اور وہ سمجھ جائیں گے کہ اب ان کیلئے چھٹکارا

مَحِيصٍ ﴿٤٨﴾ لَا يَسْأَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ

نہیں ہے (۴۸) انسان بھلائی کی دعا کرتے ہوئے نہیں تھکتا اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچ

مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ﴿٤٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً

جائے تو وہ ایک دم بالکل مایوس و ناامید ہو جاتا ہے (۴۹) اور اگر ہم اسے اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچتی

مِنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا

تھی اپنی رحمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ کہتا ہے یہ تو میرے ہی لیے ہے (میں اسکا مستحق ہوں)

أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي

نیز کہتا ہے کہ میں خیال نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہوگی اور اگر میں اپنے پروردگار کی طرف کبھی

عِنْدَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا

لوٹایا بھی گیا تو یقیناً میرے لیے اس کے ہاں بھی بہتری ہوگی ہم کافروں کو ضرور انکے ان

عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٠﴾ وَإِذَا

اعمال سے آگاہ کریں گے جو وہ کرتے رہے اور انہیں سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے (۵۰) اور جب ہم

أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا

انسان کو کوئی کچھ نعمت عطا کرتے ہیں تو وہ (تکبر سے) منہ پھیر لیتا ہے اور پہلو تہی کرنے لگتا ہے اور جب

۱۹۔ ﴿إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ۔ الآیہ﴾ جب کفار و مشرکین کو قیامت کے عذاب سے ڈرایا جاتا تھا تو وہ ازراہ تمسخر کہتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ قرآن نے ہمیشہ اس سوال کا یہی جواب دیا ہے کہ اس کا علم صرف خدا کے پاس ہے۔ وہی جانتا ہے کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ اور وہی جانتا ہے کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے؟ لڑکا ہے یا لڑکی، کامل ہے یا ناقص؟ زندہ ہے یا مردہ؟ نیک ہے یا بد؟ اور سعید ہے یا شقی؟ ان خصوصیات کے ساتھ خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا ہے کہ مافی الارحام کیا ہے؟

۲۰۔ ﴿لَا يَسْأَمُ الْإِنْسَانُ۔ الآیہ﴾ بے شک عام انسان بھلائی کی دعا کرتے ہوئے نہیں تھکتا مگر کب؟ جب کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے۔ اور جب مصیبت ٹل جائے تو اسے اپنی حسن تدبیر یا اپنے بخت رسا کا کرشمہ سمجھتا ہے۔ اور اگر تکلیف دور نہ ہو اور قدرے طول پکڑ جائے تو بالکل مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ایک بندۂ مومن کی شان یہ ہونی چاہیے کہ اگر خوشحال ہو تو خدا کا شکر ادا کرے اور اگر بدحال ہو تو صبر کرے اور ہر وقت اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار رہے اور کبھی مایوس نہ ہو۔

مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ

اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو پھر لبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے (۵۱) آپ کہہ دیجئے! اے کافرو! تم

كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ

(غور کر کے) مجھے بتاؤ کہ اگر یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے ہے پھر تم نے اسکا انکار کیا تو اس سے بڑھ

هُوَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ

کر کون گمراہ ہے جو مخالفت میں بہت دور نکل جائے؟ (۵۲) ہم انہیں نشانیاں دکھائینگے آفاق و

وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ

کائنات میں بھی اور خود انکی ذات میں بھی تاکہ ان پر واضح ہوجائے کہ وہ (اللہ) بالکل حق ہے۔ کیا

يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ

تمہارے پروردگار کیلئے یہ امر کافی نہیں ہے کہ وہ ہر چیز پر شاہد ہے (۵۳) یاد رکھو۔ یہ لوگ اپنے پروردگار کی بارگاہ

فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾ ع ۱۰ ۶ ۱

میں حاضری وحضوری کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں آگاہ ہوجاؤ کہ وہ (اللہ) ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے (۵۴)

ایاتها ۵۳ ۴۲ سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ ۶۲ رکوعاتها ۵

سورہ شوریٰ مکی ہے۔ آیات ۵۳۔ ۵ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ عٓسٓقٓ ﴿۲﴾ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ

حا۔میم۔ (۱) عین۔سین۔قاف (۲) (اے رسولؐ) اسی طرح اللہ غالب اور بڑا حکمت والا ہے آپکی طرف

مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اور آپ سے پہلے گزرے ہوئے رسولوںؑ کی طرف وحی کرتا رہا ہے (۳) جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۴﴾ تَكَادُ

اور زمین میں ہے وہ اسی (اللہ) کا ہے وہ بلند و برتر اور عظیم الشان ہے (۴) قریب ہے

السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

کہ آسمان اپنے اوپر سے شگافتہ ہو جائیں اور فرشتے اپنے پروردگار کی حمد و تعریف

۲۱۔ ﴿سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا۔ الآیہ﴾ خدائے علیم وحکیم نے اپنی ہستی، اپنی وحدانیت، اپنے پیغمبر خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور قرآن و اسلام کی حقانیت پر دو قسم کی آیات بینات کا اجمالی تذکرہ فرمایا ہے۔ ایک قسم ان آیات بینات کی حد ہے جو ساری کائنات میں بکھری ہوئی ہیں۔ جیسے زمین و آسمان کی خلقت اور یہ اشجار و انہار اور یہ گردش لیل و نہار وغیرہ۔ دوسری وہ آیات جو انسان کی ذات کے اندر موجود ہیں کہ تھوڑے سے غور و فکر سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ صانع ازل نے جو کچھ عالم اکبر کے اندر پیدا کیا ہے وہ سب کچھ مع کچھ زائد کے اس عالم اصغر کے اندر خلق فرمایا ہے۔ یہ ہر دو قسم کے آیات آفاق و انفس ملکر اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس کائنات کا بنانے والا حق ہے، اسکا دین اسلام حق ہے، قرآن حق ہے اور اس دین و قرآن کا لانے والا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق ہے۔ ﴿ان اللہ علی کل شیء شهید﴾

سورۂ شوریٰ

سورہ شوریٰ کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) کفار مکہ کا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انسان ہو کر رسولؐ ہونے پر تعجب اور اسکا جواب۔ (۲) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی صداقت کی دلیل یہ ہے کہ سابقہ انبیاء بھی یہی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ (۳) اسلام کی روادارانہ تعلیم کا اعلان۔ (۴) شرکاء کی نفی اور توحید کا اثبات۔ (۵) آیت مودۃ اہل بیتؑ نبوتؐ کی محبت کے بطور اجر رسالت واجب ہونے کا بیان۔ (۶) تمام انبیاءؑ کی دعوت کا ایک ہونا۔ (۷) خدا کے کم وبیش روزی تقسیم کرنے کا تذکرہ۔ (۸) مسلمان کی صفت کا بیان کہ وہ نہ کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ۔۔۔۔۔ (۹) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم و فضل فیض الٰہی کا نتیجہ ہے۔ (۱۰) مخالفین کو دعوت رسولؐ قبول کرنے اور اپنی عاقبت سنوارنے کی دعوت وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ الآیہ﴾ پیغمبر

اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دعویٰ پر کہ "ان کی طرف وحی ربانی ہوتی ہے" کفار بڑے حیران ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ بھلا یہ کس طرح ممکن ہے کہ خدا کسی بندے سے کلام کرے؟ ارشادِ قدرت ہے کہ "جس طرح عزیز و حکیم خدا اس سورہ سے پہلے آپ پر اور آپ سے پہلے گزرے ہوئے رسولوں پر وحی کرتا رہا ہے وہی عزیز و حکیم خدا اب بھی اسی طرح آپ کی طرف وحی کر رہا ہے"۔ جو مقصد وحی، طریقہ وحی اور بیان مدعا ہیں یہ وحی سابقہ وحی کی مانند ہے تو پھر انبیاء کی وحی کے اقرار اور پیغمبر خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی کے انکار کرنے کی کیا وجہ ہے؟

۲۔ ﴿أَمِ اتَّخَذُوا۔ الآیہ﴾ عرب کی تاریخ جاہلیت گواہ ہے کہ انہوں نے روز حشر و نشر کے حساب و کتاب سے بے خوف ہو کر اپنا رشتۂ بندگی مختلف بتوں سے جوڑ لیا تھا اور وہ ان کو اپنے مختلف شعبہ ہائے حیات میں مختار کل اور کارساز مطلق جانتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ ان کے اعمال کا کوئی ناظر و نگران نہیں ہے۔ اور اپنے بتوں کو تقدیر کا بدلنے والا اور موت و حیات کا مالک مانتے تھے تو خداوند عالم ان لوگوں کے اس مشرکانہ فاسد نظریہ کے جواب میں فرما رہا ہے کہ حقیقی ولی صرف خدا ہے جو آدمی کی تقدیر بناتا اور بگاڑتا ہے اور وہی مارتا اور جلاتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ﴿وهو على كل شيء قدير﴾

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي
کیساتھ اسکی تسبیح کرتے ہیں اور اہل زمین کیلئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔
الْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٥﴾ وَالَّذِينَ
آگاہ رہو کہ اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا (اور) بڑا مہربان ہے (۵) اور جن لوگوں
اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ
نے اس کے سوا سرپرست (اور کارساز) بنا رکھے ہیں اللہ ان سب پر نگہبان ہے
وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ﴿٦﴾ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا
اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں (۶) اور اسی طرح ہم نے وحی کے ذریعہ یہ
إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا
قرآن عربی زبان میں آپکی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ اہل مکہ اور اسکے گردو پیش رہنے والوں کو ڈرائیں اور جمع
وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ
ہونے کے دن (قیامت) سے ڈرائیں جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں ہے (اس دن) ایک گروہ جنت
وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ﴿٧﴾ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً
میں جائے گا اور ایک گروہ دوزخ میں (۷) اور اگر اللہ (زبردستی) چاہتا تو سب کو ایک
وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ
امت بنا دیتا۔ لیکن وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور
وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٨﴾ أَمِ
جوظالم ہیں ان کا کوئی سرپرست اور مددگار نہیں ہے (۸) کیا ان لوگوں
اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۖ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ
نے اللہ کو چھوڑ کر اور سرپرست (کارساز) بنا لئے ہیں (حالانکہ) حقیقی سرپرست (اور کارساز) تو
ع ۱ ۹ ۲ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٩﴾ وَمَا
اللہ ہی ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۹) اور جس
اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمُ
چیز کے بارے میں تمہارے درمیان اختلاف پیدا ہو تو اس کا فیصلہ اللہ کے حوالے ہے۔

اللّٰهُ رَبِّیْ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَ اِلَیْهِ اُنِیْبُ ﴿۱۰﴾ فَاطِرُ

یہی اللہ میرا پروردگار ہے جس پر میں توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں (۱۰) (وہ) آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اسی نے تمہاری جنس سے تمہارے لئے جوڑے پیدا کئے

اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ یَذْرَؤُكُمْ فِیْهِ ؕ

اور چوپایوں میں سے بھی جوڑے بنائے ہیں اس کے ذریعہ سے تمہیں پھیلاتا ہے (کائنات کی)

لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ۚ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ

کوئی چیز اس کی مثل (مانند) نہیں ہے وہ بڑا سننے والا اور بڑا دیکھنے والا ہے (۱۱) آسمانوں

مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ یَبْسُطُ الرِّزْقَ

اور زمین (کے خزانوں) کی کنجیاں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے

لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ

اور (جس کا چاہتا ہے) تنگ کرتا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز کا بڑا جاننے والا ہے (۱۲) اس نے

لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ

تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جسکا اس نے نوحؑ کو حکم دیا تھا اور جو ہم نے بذریعہ وحی آپکی طرف بھیجا

اِلَیْكَ وَ مَا وَصَّیْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسٰۤى

ہے اور جس کا ہم نے ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا یعنی اس دین کو قائم رکھنا

اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى

اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔ مشرکین پر وہ بات بہت شاق ہے جس کی طرف آپ

الْمُشْرِكِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ ؕ اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ

انہیں دعوت دیتے ہیں اللہ جسے چاہتا ہے اپنی بارگاہ کیلئے منتخب کر لیتا ہے اور جو اسکی

یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾ وَ مَا تَفَرَّقُوْۤا

طرف رجوع کرتا ہے وہ اسے اپنی طرف (پہنچنے کا) راستہ دکھاتا ہے (۱۳) اور وہ لوگ تفرقہ

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ

میں نہیں پڑے مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آ چکا تھا یہ (تفرقہ) محض باہمی

۳۔ ﴿لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ۔ الآیہ﴾ مشاہدہ وتجربہ شاہد ہے کہ عام لوگ طلب معاش اور رزق کی تلاش میں امراء و اعیان اور سرمایہ داروں کے دروازوں پر دستک دیتے ہیں حالانکہ رزق اس ذات سے طلب کرنا چاہیے جسکے پاس زمین وآسمان کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔ وہی جسکا رزق چاہتا ہے کشادہ کرتا ہے۔ اس لیے وہ اپنے بندوں کو یہ حکیمانہ حکم دیتا ہے ﴿فابتغوا عند اللہ الرزق﴾ کہ رزق اللہ تعالیٰ کے ہاں سے طلب کرو۔ ﴿ھو الرزاق ذو القوۃ المتین﴾۔

۴۔ ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں ایک بار اس بنیادی حقیقت کا اظہار کیا جارہا ہے جو قرآن وسنت میں کئی بار بیان کی گئی ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا دین اور انکا مرکزی پیغام ایک ہے اور وہ ہے توحید، نبوت اور یوم آخرت پر ایمان۔ البتہ ہر دور کے تقاضوں کے مطابق شرعی احکام میں ردو بدل ہوتا رہا ہے۔ یہاں صرف پانچ انبیاءؑ کا نام اس لئے لیا گیا ہے کہ وہ اولوالعزم ہیں ورنہ سب کا پیغام یہی ہے۔ لہٰذا پیغمبر اسلام ﷺ کسی نئے دین کے بانی نہیں ہیں بلکہ تمہارے لئے ہم نے وہی دین مقرر کیا ہے جسکا نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو حکم دیا تھا۔ الغرض وہ دین جو ان سب انبیاء کو دیا گیا اور جسکی انہیں وصیت کی گئی وہ یہ تھا کہ اس دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عام لوگوں نے خدا کے حکم امتناعی پر عمل نہیں کیا اور اسی فرقہ بندی میں گرفتار ہوگئے جس سے خدا نے انہیں روکا تھا۔

۵۔ ﴿وَمَا تَفَرَّقُوْۤا۔ الآیہ﴾ اس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ لوگوں کی تفرقہ بازی اور فرقہ بندی انکی لاعلمی یا کسی غلط فہمی کی وجہ سے پیدا نہیں ہوئی بلکہ علم کی روشنی آ جانے کے بعد محض ضدا ضدی، باہمی حسد و رقابت اور سب سے بڑھ کر اپنے مفاد اور اپنی چودھراہٹ قائم کرنے کی خاطر ہوئی ہے۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى

ضد اضدی (اور باہمی حسد) سے ہے اور اگر آپؐ کے پروردگار کی طرف سے یہ بات طے نہ ہو چکی ہوتی کہ

لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِنْ

ان لوگوں کو ایک مقررہ مدت تک انکو مہلت دی جائے تو انکے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور جو لوگ انکے بعد

بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿١٤﴾ فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ ۖ

کتاب کے وارث بنائے گئے وہ اس کے بارے میں اضطراب انگیز شک میں گرفتار ہیں (۱۴) پس آپؐ

وَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ ۖ وَقُلْ

اس (دین) کی طرف دعوت دیتے رہیں اور ثابت قدم رہیں۔ جس طرح آپکو حکم دیا گیا ہے اور ان لوگوں کی

آمَنتُ بِمَآ أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَابٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ

خواہشات کی پیروی نہ کریں اور کہیے کہ میں ہر اس کتاب پر ایمان رکھتا ہوں جو اللہ نے نازل کی ہے اور مجھے حکم دیا گیا

بَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَآ أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل وانصاف کروں۔ اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے ہمارے اعمال

أَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ

ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں ہمارے، تمہارے درمیان کوئی بحث درکار نہیں ہے اللہ ہم سب

وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿١٥﴾ وَالَّذِينَ يُحَآجُّونَ فِي اللَّهِ مِن

کو (ایک دن) جمع کریگا اور اسی کی طرف بازگشت ہے (۱۵) اور جو لوگ اللہ کے (دین) کے بارے میں

بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِندَ رَبِّهِمْ

(بلاوجہ) جھگڑا کرتے ہیں بعد اسکے کہ اسے قبول بھی کیا جا چکا ہے انکی حجت بازی انکے پروردگار

وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿١٦﴾ اللَّهُ الَّذِيٓ

کے نزدیک باطل ہے اور ان پر (خدا کا) غضب ہے ان کیلئے سخت عذاب ہے (۱۶) اللہ

أَنزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ۗ وَمَا يُدْرِيكَ

وہ ہے جس نے کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور میزان کو بھی اور تمہیں

لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ﴿١٧﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا

کیا خبر شاید قیامت قریب ہی ہو (۱۷) جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے تو اس

۶۔ ﴿فَلِذٰلِكَ فَادْعُ۔ الآیہ﴾ کسی داعی حق کیلئے ضروری ہے کہ لوگ اس کی لاکھ مخالفت کریں مگر وہ دین حق پر ثابت قدم رہے۔ اور لوگوں کی خواہشات اور ان کے خودساختہ اضافوں کی پیروی نہ کرے اور لوگوں کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ عدل و انصاف کے ساتھ کرے۔

۷۔ ﴿اَللّٰهُ الَّذِيٓ اَنْزَلَ ۔ الآیہ﴾ یہاں کتاب سے تو بالاتفاق قرآن مجید مراد ہے جوسراسر حق وصدق ہے مگر المیزان سے کیا مراد ہے؟ اس میں قدرے اختلاف ہے۔ بعض مفسرین نے اس سے عدل الٰہی، بعض نے دین برحق اور بعض نے حضرت امیر علیہ السلام کو مراد لیا ہے۔ (تفسیر مجمع البیان وصافی) تفسیر معصوم موجود نہ ہونے کی وجہ سے یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

يُؤْمِنُونَ بِهَا ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا
کیلئے جلدی کرتے ہیں اور جو ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے
وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۗ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي
ہیں کہ وہ برحق ہے آگاہ رہو جو قیامت کے بارے میں شک کرتے
السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿١٨﴾ اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ
ہیں (تکرار کرتے ہیں) وہ بڑی کھلی گمراہی میں ہیں (۱۸) اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے
يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿١٩﴾ مَنْ كَانَ ع ۲
جسے چاہتا ہے رزق عطا کرتا ہے وہ بڑا طاقتور (اور) زبردست ہے (۱۹) جو شخص آخرت
يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۖ وَمَنْ كَانَ
کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے ہیں اور جو (صرف) دنیا کی
يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ
کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس میں سے اسے کچھ دے دیتے ہیں مگر اس کا آخرت
مِنْ نَصِيبٍ ﴿٢٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ
میں کوئی حصہ نہیں ہوتا (۲۰) کیا ان کے کچھ ایسے شریک (خدا) ہیں جنہوں نے ان کیلئے ایسا دین
مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ
مقرر کیا ہے جسکی اللہ نے اجازت نہیں دی اور اگر فیصلہ کے متعلق طے شدہ بات نہ ہوتی تو
بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢١﴾ تَرَى
انکے درمیان فیصلہ کر دیا گیا ہوتا اور جو لوگ ظالم ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے (۲۱) تم ظالموں
الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ
کو دیکھو گے کہ وہ اپنے کیے ہوئے کاموں (کے انجام) سے ڈر رہے ہونگے اور وہ (وبال) ان پر پڑ کر رہیگا
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ
اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کیے وہ بہشتوں کے باغوں میں
لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ
ہوں گے وہ جو کچھ چاہیں گے اپنے پروردگار کے ہاں سے پائیں گے

۸۔ ﴿اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ۔ الآیہ﴾ اللہ تعالیٰ کے متعدد اسماء مبارکہ میں سے ایک نام لطیف بھی ہے یعنی وہ ذات جو اپنے بندوں پر بڑا لطف وکرم کرتی ہے اور ان کی باریک ترین مصلحتوں کو جانتا ہے اور پھر انہیں پورا بھی کرتا ہے اور جس کو جس قدر چاہتا ہے رزق عطا کرتا ہے۔ وہ بڑا طاقتور اور سب پر غالب ہے۔

۹۔ ﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا۔ الآیہ﴾ کئی بار یہ حقیقت واضح کی جا چکی ہے کہ دین و شریعت سازی اسی ہستی کا کام ہے جو تمام مخلوق کا خالق و مالک ہے اور مالک یوم الدین ہے۔ اس نے یہ محکمہ نبی وصی کے حوالے نہیں کیا بلکہ نبی، خدا کے بتائے ہوئے دین کا مبلغ ہوتا ہے اور وصی اس کا ناشر و محافظ۔ الغرض دین، اسکے حدود و قیود اور امر و نواہی اور اجزاء و شرائط مقرر کرنا خدا کا کام ہے۔ لہٰذا جو بات قرآن وسنت سے ثابت نہ ہو مگر اسکے باوجود اگر کوئی اسے دین و شریعت کا جز مانے تو ایسا شخص دوسروں کو خدا کا شریک مانتا ہے۔ بنابریں وہ مشرک ہے۔

۱۰۔ ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ تم ظالموں کو دیکھو گے کہ وہ اپنے کئے ہوئے کاموں کے انجام سے ڈر رہے ہوں گے مگر ان کا اس دن ڈرنا کوئی فائدہ نہیں دے گا اور ان پر ان کے کئے کا وبال پڑ کر رہے گا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کیے وہ بہشتوں کے باغوں میں ہوں گے اور وہ جو چاہیں گے اپنے پروردگار کے ہاں پائیں گے اور جو کچھ طلب کریں گے وہ حاضر پائیں گے۔ پس کن فیکون کا عالم ہوگا ادھر مومن کا ارادہ ہوگا اور ادھر مراد موجود ہوگی۔ (ذٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ) یہی وہ بات ہے جس کی بشارت خدا اپنے مخلص بندوں کو دیتا ہے۔

الْكَبِيْرُ ﴿٢٢﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ

یہی بڑا فضل ہے (۲۲) یہ وہ بات ہے جس کی خوشخبری خدا اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

لائے اور نیک اعمال بھی کئے آپ کہیے کہ میں تم سے اس (تبلیغ و رسالت) پر کوئی

اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً

معاوضہ نہیں مانگتا سوائے اپنے قرابتداروں کی محبت کے اور جو کوئی نیک کام کرے گا ہم اس کی

نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٢٣﴾ اَمْ

نیکی میں اضافہ کر دیں گے یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا قدردان ہے (۲۳) کیا وہ

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ

کہتے ہیں کہ اس (رسولؐ) نے خدا پر جھوٹا بہتان باندھا ہے اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر مہر لگا دے اور

عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ

اللہ باطل کو مٹا دیتا ہے اور حق کو اپنی باتوں سے حق ثابت کرتا ہے۔ بے شک وہ سینوں کی چھپی ہوئی باتوں

اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٢٤﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ

(رازوں) کو خوب جانتا ہے۔ وہ وہی ہے جو اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے (۲۴) اور اللہ اپنے

التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ

بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں کو معاف کرتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ

مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٢٥﴾ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

تم کرتے ہو (۲۵) اور وہ ان لوگوں کی دعائیں قبول کرتا ہے جو ایمان لائے

الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ

اور نیک عمل بھی کئے اور انہیں اپنے فضل و کرم سے اور زیادہ عطا کرتا ہے اور کافروں

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ

کیلئے سخت عذاب ہے (۲۶) اور اگر خدا اپنے تمام بندوں کی روزی کشادہ کر دیتا تو وہ

لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا

زمین میں بغاوت پھیلا دیتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے ایک مقدار میں نازل کر دیتا

۱۱۔ ﴿قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۔ الآیہ﴾ فریقین کی کتب تفسیر وحدیث کی روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ مدینہ میں ہجرت نبوی اور وہاں اسلام کے مستحکم ہو جانے اور مسلمانوں کے مرفہ الحال ہو جانے کے بعد بعض صحابہ کرام نے بارگاہ نبوتؐ میں عرض کیا کہ آپ کی وجہ سے خداوند عالم نے ہمیں دولت دنیا و دین سے مالا مال کر دیا ہے اور آپ نے ہماری خاطر بڑی تکلیفیں سہی ہیں۔ نیز آپ کو اسلام کی نشر و اشاعت کیلئے رقم کی ضرورت ہے لہٰذا ہمارے اموال حاضر ہیں۔ آپؐ بقدر ضرورت قبول فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی الٰہی کا انتظار فرمایا اور خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿قل لا اسئلکم علیہ اجرًا۔ الآیہ﴾ اس پر صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کے وہ قرابتدار کون ہیں جن کی محبت بطور اجر رسالت ہم پر فرض کی گئی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ علیؑ و فاطمہؑ اور انکے دو بیٹے ہیں۔ (مجمع البیان وصافی، تفسیر نیشاپوری وکشاف زمخشری وغیرہ) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: ﴿نزلت فینا اھل البیت اصحاب الکساء﴾ کہ یہ آیت اہل بیتؑ نبوتؐ میں سے اصحاب کساء کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (مجمع البیان) اس خاندانِ نبوتؐ کی عظمت و جلالت اور ان سے محبت کرنے کی اہمیت پر جو تیز روشنی پڑتی ہے وہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں مخالفین کی طرف سے چند اعتراضات کئے جاتے ہیں جن کا تذکرہ مع جواب فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔ (۱) پہلا ایراد: یہ سورہ مکی ہے اور علیؑ و بتولؑ کی شادی مدینہ میں ہوئی ہے تو جب اس وقت حسنین شریفین پیدا ہی نہیں ہوئے تھے تو پھر یہ آیت ان کے حق میں کس طرح نازل ہو سکتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک یہ سورہ مجموعی طور پر مکی ہے مگر اس کی چار آیتیں مدنی ہیں جن میں سے پہلے یہی آیت ہے جیسا کہ بہت سے مفسرین نے اسکی تصریح کی ہے جیسا کہ مفسر قرطبی، نیشاپوری اور خازن نے اپنی تفاسیر میں اور

يَشَآءُ ۚ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿٢٧﴾ وَهُوَ الَّذِي

ہےاور وہ بندوں کے حالات کو جاننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے (۲۷) وہ

يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ

وہی ہے جو بارش برساتا ہے، مایوسی کے بعد اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور

وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٨﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ

قابل ستائش ہے (۲۸) اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق

وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَابَّةٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ

اور جو چلنے پھرنیوالے جاندار انکے درمیان پھیلائے ہیں انکا پیدا کرنا بھی ہے اور وہ انکو جمع

إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا

کرنے پر جب چاہے گا قادر ہے (۲۹) اور تمہیں جو مصیبت بھی پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کئے

كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٠﴾ وَمَا أَنْتُمْ

ہوئے (کاموں) کی وجہ سے پہنچتی ہے اور وہ بہت سے (کاموں سے) درگزر کرتا ہے (۳۰) اور تم زمین

بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ

میں خدا کو عاجز و بے بس نہیں کر سکتے اور نہ ہی اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز ہے

مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٣١﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ

اور نہ کوئی مددگار (۳۱) اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے وہ بڑے بڑے پہاڑ جیسے (بحری) جہاز ہیں

كَالْأَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ

جو سمندر میں چلتے ہیں (۳۲) اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے تو وہ (جہاز) اسکی سطح پر

رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ

کھڑے کے کھڑے رہ جائیں بے شک اس میں ہر بڑے صبر کرنے (اور) بڑے شکر کرنے والے کیلئے

صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٣٣﴾ أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ

نشانیاں ہیں (۳۳) یا اگر وہ چاہے تو ان (جہازوں) کو تباہ کر دے ان لوگوں کے (برے) اعمال کی وجہ سے اور اگر چاہے تو

عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٤﴾ وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا ۚ

(انکے) بہت سے (لوگوں یا گناہوں سے) درگزر فرمائے (۳۴) اور تاکہ ان لوگوں کو معلوم ہو جائے جو ہماری آیتوں

ع ۳/۴

شوکانی نے فتح القدیر میں لکھا ہے اور ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے اپنے مترجم قرآن مطبوعہ دہلی میں سورہ شوریٰ کے سرنامہ پر لکھا ہے: ﴿سورة الشوری نزلت بمكة الا قل لا اسئلكم. الآيات الاربع ص ۲۶۹﴾ اور یہ کوئی اچنبہ کی بات نہیں ہے کہ مکی سورتوں میں مدنی آیتیں اور مدنی سورتوں میں مکی آیتیں موجود ہیں۔ جیسا کہ فاضل دریا آبادی نے اپنی تفسیر ماجدی مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲ کے حاشیہ نمبر ۳۱ پر یہ حقیقت تسلیم کی ہے۔ (۲) دوسرا ایراد: قرآن گواہ ہے کہ کسی نبی نے اپنی امت سے تبلیغ رسالت کی اجرت طلب نہیں کی۔ تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اجرت کس طرح طلب کی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کے ایک دوسرے مقام پر وضاحت موجود ہے کہ ﴿قل ما سئلتكم من اجر فهو لكم﴾ کہ میں نے تم سے جو اجرت طلب کی ہے وہ میرے ذاتی فائدہ کیلئے نہیں ہے بلکہ اس میں سراسر تمہارا اپنا فائدہ ہے کہ اگر میرے اہلبیتؑ سے محبت کرو گے اور ان کے نقش قدم پر چلوگے تو جنت میں جاؤ گے۔

۱۲۔ ﴿وما اصابكم. الآيه﴾ اگر نظر غائر قرآن و اسلام کی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ انسانی مصائب و آلام کا سبب تین چیزیں ہوتی ہیں: (۱) گناہوں کی شامت۔ (۲) ابتلاء و امتحان۔ (۳) رفع درجات۔ لہٰذا کسی شخص کی کسی مصیبت کے بارے میں یہ فیصلہ بہت مشکل ہے کہ اس کی مصیبت کا سبب کیا ہے؟

مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ

کے بارے میں جھگڑتے ہیں کہ ان کیلئے کوئی جائے فرار نہیں ہے (۳۵) جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ صرف دنیاوی

فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى

زندگی کا (چند روزہ) ساز و سامان ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر بھی ہے اور زیادہ پائیدار

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِيْنَ

بھی ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں (۳۶) اور وہ جو

يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا

بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے

غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ

تو معاف کر دیتے ہیں (۳۷) اور جو اپنے پروردگار کے حکم کو مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا

اور انکے (تمام) کام باہمی مشورہ سے طے ہوتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ

وہ اس سے خرچ کرتے ہیں (۳۸) اور جب ان پر تعدی و زیادتی کی جاتی ہے

هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ

تو وہ (واجبی) بدلہ لیتے ہیں (۳۹) اور برائی کا بدلہ تو ویسے ہی برائی ہے اور جو معاف کر دے

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ

اور اصلاح کرے تو اس کا اجر خدا کے ذمہ ہے بیشک وہ (اللہ) ظالموں کو پسند

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا

نہیں کرتا (۴۰) اور جو شخص بھی ظلم کے بعد بدلہ لے اس کے اوپر

عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ؕ ﴿٤١﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ

کوئی الزام نہیں ہے (۴۱) الزام (ملامت) تو صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر

يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ

ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں

۱۳۔ ﴿وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ ان آیتوں میں ان خوش قسمت لوگوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے جن کیلئے خدا نے یہ اخروی اور دائمی نعمتیں مہیا کر رکھی ہیں۔ ان کی صفات عالیہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں: (۱) وہ اہل ایمان ہیں۔ (۲) وہ اپنے تمام دینی اور دنیاوی امور میں صرف اپنے پروردگار پر توکل و بھروسہ کرتے ہیں۔ (۳) وہ گناہان کبیرہ اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔ (۴) جو غیظ و غضب کے وقت اپنے غصہ کو پی جاتے ہیں۔ (۵) وہ اللہ کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں اور اس کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں۔ (۶) وہ نماز کو اس کے اجزاء و شرائط کے ساتھ پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ (۷) وہ اپنے باہمی معاملات کو باہمی مشورہ سے طے کرتے ہیں۔ (۸) وہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں اور دیے ہوئے مال سے راہِ خدا میں صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔ (۹) جب ان پر ظلم و زیادتی کی جائے تو وہ مناسب بدلہ لیتے ہیں یعنی حد سے تجاوز نہیں کرتے۔ گو اسلام میں بدلہ لینے کی اجازت ہے مگر معاف کرنا بہرحال بہتر ہے اور زیادتی تو بہرحال حرام ہے۔
﴿فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ﴾

أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٢﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ

کیلئے دردناک عذاب ہے (۴۲) البتہ جو شخص صبر کرے اور در گزر کرے تو یہ بڑے

إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿٤٣﴾ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا ع ۴ ۱۴ ۵

ہمت کے کاموں میں سے ہے (۴۳) اور جس کو اللہ گمراہی میں چھوڑ دے

لَهُ مِنْ وَلِيٍّ مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا

تو اس کے بعد اس کا کوئی سرپرست و کارساز نہیں ہے اور تم ظالموں کو دیکھو گے کہ جب

الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِنْ سَبِيلٍ ﴿٤٤﴾

وہ عذاب دیکھیں گے تو (گھبرا کر) کہیں گے کہ آیا (دنیا میں) واپسی کا کوئی راستہ ہے؟ (۴۴)

وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ

اور تم انہیں دیکھو گے کہ جب وہ دوزخ کے سامنے پیش کئے جائیں گے تو ذلت سے جھکے ہوئے

يَنْظُرُونَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ

ہونگے (اور) کن اکھیوں (چھپی نگاہ) سے دیکھتے ہوں گے اور اہل ایمان کہیں گے کہ حقیقی

الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ

خسارہ اٹھانے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے

الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُقِيمٍ ﴿٤٥﴾ وَمَا

اہل و عیال کو خسارہ میں ڈالا۔ آگاہ ہو کہ ظالم لوگ دائمی عذاب میں رہیں گے (۴۵) اور اللہ

كَانَ لَهُمْ مِنْ أَوْلِيَاءَ يَنْصُرُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ

کے سوا ان کے کوئی حامی و مددگار نہیں ہوں گے جو اللہ کے مقابلہ میں ان کی مدد کریں اور جسے

وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ ﴿٤٦﴾ اسْتَجِيبُوا

اللہ گمراہی میں چھوڑ دے تو اس کیلئے کوئی راستہ نہیں ہے (۴۶) (اے لوگو) اپنے پروردگار کی دعوت پر لبیک

لِرَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۚ

کہو اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں ہے اس دن نہ تمہارے لئے کوئی جائے

مَا لَكُمْ مِنْ مَلْجَإٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَكِيرٍ ﴿٤٧﴾

پناہ ہوگی اور نہ انکار کی کوئی گنجائش ہوگی (اور نہ ہی تمہاری طرف سے کوئی روک ٹوک کرنیوالا ہوگا) (۴۷)

۱۴۔ ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ۔ الآیہ﴾ جو شخص لوگوں کے مظالم پر صبر کرے اور قدرت انتقام رکھنے کے باوجود معاف کرے یعنی جو اشتعال انگیز حالات میں بھی لوگوں کی بدسلوکی کو بھول جائے تو پھر ایسا آدمی قدردانی کا مستحق ہے اور اس کا یہ اقدام اولوالعزمی کے کاموں میں سے ہے۔

۱۵۔ ﴿وَمَنْ يُضْلِلِ اللهُ۔ الآیہ﴾ کئی بار اس حقیقت کا اظہار کیا جا چکا ہے کہ خدا کسی کو گمراہ نہیں کرتا بلکہ یہ کام شیطان اور اس کے جنی و انسی انصار و اعوان کا ہے تو پھر یہ اضلال (گمراہ کرنے) کی نسبت خدا کی طرف کیوں دی جاتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب کوئی شخص خدا کی عطا کردہ صلاحیتوں سے کام نہیں لیتا اور حق و ہدایت کی جستجو نہیں کرتا اور گناہ پر گناہ کئے جاتا ہے تو رفتہ رفتہ اس کی یہ صلاحیتیں مفلوج ہو کر رہ جاتی ہیں اور خدا اس سے اپنی توفیق سلب کر لیتا ہے اور اسے گمراہیوں میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کیلئے چھوڑ دیتا ہے۔ اسی بنا پر مجازاً اضلال کی نسبت خدا کی طرف دے دی جاتی ہے و بس۔

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ
اور اگر وہ روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان کا نگہبان مقرر کر کے نہیں بھیجا آپ کی
عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلٰغُ ۗ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا
ذمہ داری صرف پہنچا دینا ہے اور ہم جب انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں
رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ
تو وہ اس سے خوش ہو جاتا ہے اور اگر انہیں ان کے اعمال کی پاداش میں کوئی
أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنْسَانَ كَفُورٌ ﴿٤٨﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
تکلیف پہنچتی ہے تو انسان بڑا ناشکرا بن جاتا ہے (۴۸) آسمانوں اور زمین کی بادشاہی
وَالْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنٰثًا وَ
اللہ ہی کیلئے ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور
يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ ﴿٤٩﴾ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَ
جسے چاہتا ہے لڑکے عنایت کرتا ہے (۴۹) اور جسے چاہتا ہے لڑکے لڑکیاں جمع کر دیتا ہے اور
إِنٰثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٥٠﴾
جسے چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ بے شک وہ بڑا جاننے والا (اور) بڑا قدرت رکھنے والا ہے (۵۰)
وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ
اور کسی بشر کا یہ مقام نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ سے یا پردہ کے
وَّرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا
پیچھے سے یا وہ کوئی پیغام بر (فرشتہ) بھیجے اور اسکے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے۔ بیشک
يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾ وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
وہ بزرگ و برتر (اور) بڑا حکمت والا ہے (۵۱) اور اسی طرح ہم نے آپکی طرف وحی کی صورت
رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتٰبُ
میں اپنی ایک (خاص) روح بھیجی آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ یہ
وَلَا الْإِيمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ
جانتے تھے کہ ایمان کیا ہے؟ لیکن ہم نے اسے ایک نور بنایا جس سے ہم اپنے بندوں میں سے

۱۶۔ ﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ ۔ الآیہ﴾ دین اسلام کا سنگ بنیاد اسی اساس پر قائم ہے کہ اس پوری علوی و سفلی کائنات کا خالق، مالک اور اس میں متصرف اور اسکا مدبر و منتظم صرف خداوند عالم ہے۔ اسکا کوئی شریک نہیں ہے۔ یہی وہ عقیدہ ہے جو ایک انسان کے اندر وہ جذبہ پیدا کرتا ہے جسکا نام "عبدیت" (بندگی) ہے۔ اور یہ نظریہ انسان کو شریعت کے مطابق زندگی گزارنے پر آمادہ کرتا ہے۔

۱۷۔ ﴿يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنٰثًا ۔ الآیہ﴾ یہی سابقہ عقیدہ ہے جو آدمی کو یہ اعتقاد رکھنے پر آمادہ کرتا ہے کہ انسان کو اولاد اور پھر صرف لڑکیاں دینا یا صرف لڑکے دینا یا پھر جوڑا جوڑا دینا اور کسی کو بانجھ بنانا خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس نے یہ اختیار نہ کسی نبی و امام کو دیا ہے اور نہ کسی پیر فقیر اور دیوی دیوتا کو دیا ہے اور نہ بچہ یا بچی کی پیدائش میں میاں بیوی کا کوئی دخل ہے۔

۱۹۔ ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ ۔ الآیہ﴾ قبل ازیں کئی بار وحی کے لغوی اور شرعی مفہوم کی وضاحت کی جا چکی ہے۔ ارشادِ قدرت ہے کہ کسی بھی بشر کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ خدا اس سے براہ راست کلام کرے مگر تین طرح سے۔ کیونکہ دنیا میں کوئی انسان براہ راست خدا سے ہمکلام نہیں ہوسکتا وہ تین طریقے یہ ہیں: (۱) وحی کے ذریعہ سے یعنی کسی واسطہ کے بغیر کسی کے دل و دماغ میں کسی بات کا القاء و الہام کرنا۔ (۲) ﴿من وراء حجاب﴾ یعنی پس پردہ کلام ایجاد کر کے کسی نبی و رسول کو سنانا یعنی اس طرح نبی و رسول کلام تو سنتے ہیں مگر متکلم کو نہیں دیکھتے جس طرح کوہِ طور پر جناب موسیٰؑ سے اور شب معراج پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام ہوا۔ (۳) خدا اپنے کسی فرستادہ فرشتے کو کلام و پیغام دے کر بھیجتا ہے اور جس طرح خدا چاہتا ہے اسکے حکم سے وحی کرتا ہے۔ جیسا کہ خداوند عالم عموماً اسی طریقہ سے اپنے انبیاء و مرسلین سے کلام کرتا ہے اور اپنے انبیاء تک کتابیں پہنچاتا ہے اور یہ آخری طریقہ بلکہ دوسرا بھی صرف انبیاء کے ساتھ

نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهۡدِيۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ

جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور یقیناً آپ سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کرتے ہیں (۵۲)

مُّسۡتَقِيۡمٍ ۙ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيۡ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اس اللہ کے راستہ کی طرف جسکا وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے

وَمَا فِي الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِيۡرُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۵۳﴾ ع ۵/۶

خبردار! سب معاملات کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے (۵۳)

اٰیاتها ۸۹ ۴۳ سُوۡرَةُ الزُّخۡرُفِ مَكِّيَّةٌ ۶۳ رکوعاتها ۷

سورہ زخرف مکی ہے۔ سوائے آیت واسئل من ارسلنا کے۔ آیات ۸۹ - ۷ رکوع ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

مع ۱۱ عند المتقدمین ۱۲

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا

حا۔میم (۱) قسم ہے اس واضح کتاب کی (۲) کہ ہم نے اسکو عربی زبان کا

عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۚ﴿۳﴾ وَاِنَّهٗ فِيۡۤ اُمِّ الۡكِتٰبِ

قرآن بنایا ہے تاکہ تم سمجھو (۳) بے شک وہ (قرآن) اصل کتاب (لوح محفوظ) میں جو

لَدَيۡنَا لَعَلِيٌّ حَكِيۡمٌ ؕ﴿۴﴾ اَفَنَضۡرِبُ عَنۡكُمُ الذِّكۡرَ

ہمارے پاس ہے بلند مرتبہ (اور) حکمت والا ہے (۴) کیا ہم محض اس لئے نصیحت سے

صَفۡحًا اَنۡ كُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّسۡرِفِيۡنَ ﴿۵﴾ وَكَمۡ اَرۡسَلۡنَا

منہ پھیر لیں کہ تم حد سے تجاوز کرنیوالے لوگ ہو (۵) اور ہم نے پہلے لوگوں میں

مِنۡ نَّبِيٍّ فِي الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۶﴾ وَمَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ نَّبِيٍّ اِلَّا

کتنے ہی نبی بھیجے ہیں (۶) اور ان کے پاس کوئی نبی نہیں آیا مگر یہ کہ

كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۷﴾ فَاَهۡلَكۡنَاۤ اَشَدَّ مِنۡهُمۡ

وہ اس کا مذاق اڑاتے تھے (۷) پھر ہم نے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا جوان (موجودہ منکرین) سے زیادہ

بَطۡشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۸﴾ وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ

طاقتور تھے اور پہلے لوگوں کی مثال (حالت) گزر چکی ہے (۸) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ

مخصوص ہے۔ جبکہ پہلی قسم کا تعلق عام مخلوق کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ ﴿اوحینا الی ام موسیٰ﴾ اور ﴿اوحینا الی النحل۔ الآیہ﴾ سے واضح وعیاں ہے۔

۱۹۔ ﴿وَكَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ۔ الآیہ﴾ وہ روح خاص کیا ہے جس سے پہلے آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب و ایمان کیا ہے؟ عام مفسرین نے اس سے قرآن مراد لیا ہے۔ مگر ہماری متعدد روایات میں اس سے روح القدس مراد لیا گیا ہے۔ جب مذہب شیعہ کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء اور انکے اوصیاء عالم علم لدنی پیدا ہوتے ہیں یعنی جب شکم مادر سے متولد ہوتے ہیں تو فی الجملہ علم کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ علم قابل اضافہ و ازدیاد ہے کہ خداوند علیم انکے آخری لمحاتِ حیات تک برابر ان کے علم و فضل میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ تو پھر اسکا کیا مطلب ہے کہ آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے؟ تو واضح رہے کہ اصل مقصد یہ حقیقت بیان کرنا ہے کہ انبیاء ہوں یا ائمہ علم انکی اصل حقیقت میں داخل نہیں ہے اور نہ ہی علم انکا ذاتی اور بالذات ہے بلکہ خدائے علیم کا عطا کردہ ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کب عطا کرتا ہے؟ اس وقت جبکہ وہ معدوم ہوتے ہیں؟ یا جب موجود مخلوق ہوتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ دوسری شق کو اختیار کرنا پڑے گا کیونکہ جو معدوم ہوتا ہے وہ تعلیم و تعلّم کے قابل نہیں ہوتا۔ تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ خداوند نے عالم ارواح میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے پیدا فرمایا اور پھر انکو علم کتاب و ایمان عطا فرمایا۔ لہٰذا صرف خدا یہ فرما سکتا ہے اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اے پیغمبر! تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب و ایمان کیا ہے؟ میں نے تمہیں یہ علم عطا فرمایا۔

سورہ زخرف

سورہ زخرف کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) عقیدہ توحید کا اثبات اور شرک پر تنقید۔ (۲) کفار کے اس ایراد کا جواب کہ قرآن عرب کے دو بڑے شہروں کے کسی

مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ
آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ انہیں اس ہستی نے پیدا
الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿٩﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا
کیا ہے جو غالب ہے اور ہمہ دان (۹) وہی جس نے زمین کو تمہارے لئے
وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٠﴾
گہوارہ بنایا اور اس میں تمہارے لیے راستے بنا دیے تاکہ تم (منزل تک) راہ پاؤ (۱۰)
وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ
اور جس نے ایک خاص مقدار میں آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس سے مردہ (خشک) زمین
بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿١١﴾ وَالَّذِيْ خَلَقَ
کو زندہ کر دیا اسی طرح تم (قبروں سے) نکالے جاؤ گے (۱۱) اور جس نے تمام اقسام کی
الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ
چیزیں پیدا کیں اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر
مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿١٢﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا
تم سوار ہوتے ہو (۱۲) تاکہ تم ان کی پیٹھوں پر جم کر بیٹھو اور پھر اپنے
نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ
پروردگار کی نعمت کو یاد کرو اور کہو پاک ہے وہ ذات جس نے ان چیزوں
الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿١٣﴾ وَاِنَّآ
کو ہمارے لئے مسخر کر دیا اور ہم ایسے نہ تھے کہ انکو اپنے قابو میں کرتے (۱۳) اور بے شک
اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿١٤﴾ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ
ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں (۱۴) اور ان لوگوں نے خدا کے بندوں
جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا ع ۱۵ ۷
میں سے اسکا جزو قرار دیا ہے بیشک انسان کھلا ہوا ناشکرا ہے (۱۵) کیا خدا نے اپنی مخلوق میں
يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ﴿١٦﴾ وَاِذَا بُشِّرَ
سے اپنے لئے بیٹیاں منتخب کی ہیں اور تمہیں بیٹوں کیساتھ مخصوص کر دیا؟ (۱۶) اور جب ان میں

بڑے سردار پر کیوں نہ اتارا گیا؟ (۳) کفار کے بہانہ تقدیر کا جواب۔ (۴) ملائکہ کی الوہیت اور ابنیت کا ابطال۔ (۵) زمانہ جاہلیت کے لوگوں کا بیٹی کی ولادت پر ناک بھوں چڑھانا۔ (۶) نسل خلیل میں توحید کے کلمہ باقیہ کے برقرار رہنے کا تذکرہ۔ (۷) دنیا کے مال و منال کی حقارت کا بیان۔ (۸) جناب خلیلؑ اور دوسرے بعض انبیاءؑ کا تذکرہ (۹) قرآن کے احسان عظیم ہونے کا بیان۔ (۱۰) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق و تکذیب کرنے والوں کے انجام کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ۔ الآیہ﴾ "انہ" کی ضمیر کا مرجع قرآن مجید ہے اور ام الکتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر اسکی صراحت موجود ہے کہ ﴿بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ﴾ (البروج: ۲۲) الغرض قرآن بلند مرتبہ اور حکمت والی کتاب ہے۔ اور بعض اخبار کے مطابق ام الکتاب سے مراد سورہ حمد اور لعلی حکیم سے حضرت امیر علیہ السلام مراد لیا گیا ہے۔ (تفسیر صافی)

۲۔ ﴿وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ الآیہ﴾ ازواج سے یہاں مختلف مخلوقات جیسے حیوانات، نباتات اور جمادات کے مختلف انواع و اصناف بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ اور مختلف قسم کی گوناگوں چیزیں بھی جو ذائقہ کے لحاظ سے شیریں اور ترش، رنگ کے اعتبار سے سفید و سیاہ، پھر کوئی جاندار اور کوئی بے جان، کوئی نر اور کوئی مادہ وغیرہ۔ جن میں انسان کی بحری و بری سواری اور بار برداری کیلئے کشتیاں، بحری جہاز اور گھوڑے، گدھے و خچر اور موجودہ دور کے ہوائی جہاز وغیرہ پیدا فرمائے اور پھر یہ حکم بھی دیا کہ جب ان پر سوار ہو تو ان الفاظ کے ساتھ دعا کرو اور خدا کا شکر ادا کرو: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾

اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ

سے کسی کو اس (بیٹی) کی بشارت دی جاتی ہے جسے وہ خدا کی صفت قرار دیتا ہے تو اسکا چہرہ سیاہ

مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ

ہو جاتا ہے اور اسکا دل غم سے بھر جاتا ہے (۱۷) کیا (خدا کیلئے وہ ہے) جو زیوروں میں

وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

پرورش پائے اور بحث و تکرار میں اپنا مدعا واضح نہ کر سکے؟ (۱۸) اور انہوں نے فرشتوں کو جو خدائے رحمٰن

الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ

کے خاص بندے ہیں عورتیں قرار دے رکھا ہے کیا وہ ان کی پیدائش (اور جسمانی ساخت) کے وقت موجود

سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ

تھے ان کی گواہی لکھ لی جائے گی اور ان سے باز پرس کی جائے گی (۱۹) اور وہ کہتے ہیں کہ اگر

الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ

اللہ چاہتا تو ہم ان (بتوں) کی عبادت نہ کرتے انہیں اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔

اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ ؕ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ

وہ محض اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں (۲۰) کیا ہم نے انہیں اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے

فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا

جسے وہ مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں (۲۱) بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو

عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ

ایک طریقہ پر دیکھا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم پر راہ یاب ہیں (۲۲) اور اسی طرح ہم

مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ

نے آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانیوالا (پیغمبر) نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہاں آسودہ حال

مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ

لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم تو انہی کے نقوش پا کی

مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ

پیروی کر رہے ہیں (۲۳) اس (نذیر) نے کہا اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے زیادہ ہدایت بخش طریقہ لیکر آیا ہوں

۳۔ ﴿جَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ۔ الآیہ﴾ اگرچہ خدا بیٹوں اور بیٹیوں دونوں سے منزہ و مبرا ہے مگر وہ یہاں مشرکین کے نامعقول رویہ اور اس بندر بانٹ پر زیادہ ناراض ہے کہ جو چیز یعنی بیٹیاں انہیں اپنے لیے پسند نہیں وہ خدا کیلئے کیوں تجویز کرتے ہیں؟ ہے اس غیر منصفانہ بلکہ ظالمانہ تقسیم کا کوئی جواز؟ یہ فرشتے جنہیں یہ لوگ خدا کی بیٹیاں قرار دے رہے ہیں وہ خدا کے ایسے مکرم بندے ہیں جو کسی بات میں اس سے سبقت نہیں کرتے بلکہ وہ اس کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

۴۔ ﴿وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ۔ الآیہ﴾ گمراہ اور غلط کار لوگوں کا ہمیشہ سے یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ اپنی غلط کاریوں کے جواز پر تقدیر سے استدلال کرتے ہیں کہ اگر ہم غلطی پر ہوتے تو خدا ہمیں زبردستی روک دیتا۔ اور ہم کبھی غلط کام کرنے میں کامیاب نہ ہوتے۔ لہٰذا خدا یہی چاہتا ہے جو ہم کفر و شرک کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ دنیا چونکہ دارالامتحان ہے اس لیے ہر انسان صحیح یا غلط کام کرنے میں آزاد اور فاعل مختار ہے اور اسے ہر قسم کے مواقع میسر ہیں۔ مگر اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے وہ خدا کی مرضی سے ہو رہا ہے۔ ورنہ دنیا میں کفر و شرک کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہو رہا ہے۔ جیسے قتل و غارت، زناکاری، شراب خوری وغیرہ وغیرہ تو کوئی صحیح الدماغ آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ خدا کی مشیت و مرضی سے ہو رہا ہے؟ حاشا وکلا۔

۵۔ ﴿اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا۔ الآیہ﴾ اللہ کا قرآن اور تاریخ ادیان گواہ ہے کہ ہمیشہ باطل پرستوں نے انبیاء کی دعوت کا مقابلہ اپنے آباء و اجداد کی اندھی تقلید سے کیا ہے۔ یعنی جب بھی کوئی داعی حق اور راہنمائے حقیقت خدا کی طرف سے دین حق و پیغام حق لے کر آیا اور لوگوں کو اسکی طرف بلایا تو کفار و مشرکین نے ہمیشہ انکے دین حق کے مقابلہ میں اپنے آباؤ و اجداد کے دین و مذہب اور ان کی راہ و رسم کو پیش کیا اور اسے مقدم سمجھا۔ اگرچہ

عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾

جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ تم جس (دین) کیساتھ بھیجے گئے ہو ہم اسکے منکر ہیں (۲۴)

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

سو ہم نے ان سے انتقام لیا تو دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا

ع ۲ ۱۰ ۸ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ

انجام ہوا؟ (۲۵) اور وہ وقت یاد کرو جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ (تایا) اور اپنی قوم سے کہا میں

اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ لا اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ

ان سے بیزار ہوں جنکی تم عبادت کرتے ہو (۲۶) مگر وہ جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی میری راہنمائی کریگا

سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ

(میں صرف اسی کی عبادت کرتا ہوں) (۲۷) اور وہ (ابراہیمؑ) اسی (عقیدۂ توحید) کو اپنی اولاد میں باقی رہنے والا کلمہ

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ

قرار دے گئے تاکہ وہ اسکی طرف رجوع کریں (۲۸) اور (باوجود انکی خلاف ورزی کرنے کے) میں انکو اور انکے باپ

حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ

دادا کو دنیا کے سازوسامان سے بہرہ مند کرتا رہا یہاں تک کہ انکے پاس حق اور کھول کر بیان کرنیوالا رسولؐ آگیا (۲۹)

الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا

اور جب انکے پاس حق آگیا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں (۳۰) اور وہ

لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰي رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ

کہتے ہیں کہ یہ قرآن دو (مشہور) بستیوں (مکہ و طائف) کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں

عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا

نازل کیا گیا؟ (۳۱) کیا یہ لوگ آپ کے پروردگار کی رحمت تقسیم کرتے ہیں؟ (حالانکہ)

بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا

دنیاوی زندگی میں ان کے درمیان ان کی روزی ہم نے تقسیم کر دی ہے اور ہم نے

بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ

بعض کو بعض پر کئی درجے فوقیت دی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے خدمت

داعیان حق نے انہیں یہ حقیقت سمجھانے کی بڑی کوشش کی کہ اگرچہ تمہارے آباء واجداد بے عقل و بے ہدایت ہوں اگرچہ ہمارا دین زیادہ ہدایت بخش ہو تو تب بھی انہی کے راستہ پر چلو گے؟ مگر وہ برابر اپنے اسلاف کی اندھی تقلید پر جمے رہے یہاں تک کہ خدا نے ان پر عذاب نازل کر کے انہیں نشان عبرت بنا دیا۔ مگر آہ اما اکثر العبر و اقل الاعتبار

۶۔ ﴿وَ جَعَلَهَا كَلِمَةً۔ الآیہ﴾ قابل غور بات یہ ہے کہ کس نے کیا کس میں چھوڑا؟ مشہور یہ ہے کہ "جعل" کا فاعل جناب ابراہیم علیہ السلام ہیں اور "جعلها" میں "ہا" ضمیر کا مرجع کلمہ توحید ہے۔ یعنی جناب خلیل خدا علیہ السلام کلمہ توحید کے داعی اور راہنما ہمیشہ اولادِ ابراہیمؑ سے رہے ہیں اور رہیں گے۔ اور بعض نے "جعل" کا فاعل خداوند عالم کو قرار دیا ہے کہ خدا نے یہ کلمہ توحید کی امانت نسل خلیلؑ میں قرار دی۔ مگر ایک روایت میں جو کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس کلمہ باقیہ سے منصب امامت مراد لیا گیا ہے جو قیامت تک نسل خلیلؑ میں باقی رہے گا۔ (تفسیر مجمع البیان)

۷۔ ﴿وَقَالُوْا لَوْلَا۔ الآیہ﴾ یہ لوگ پہلے تو یہ کہتے تھے کہ کوئی بشر و انسان نبی نہیں ہو سکتا بلکہ اس منصب کیلئے کوئی فرشتہ ہونا چاہیے۔ اور جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس منصب پر فائز ہوئے تو اب منکرین نے اپنے انکار کیلئے ایک اور بہانہ تراش لیا کہ اگر خدا نے کسی انسان کو ہی نبی بنانا تھا تو جزیرہ عرب کے دو بڑے شہروں یعنی مکہ و طائف کے کسی بڑے سردار اور سرمایہ دار کو کیوں نہ بنایا؟ یتیم عبداللہؑ کو کیوں منتخب کیا؟ خداوند عالم نے اس آیت میں ان لوگوں کے اسی ایراد کا مکمل و مدلل جواب دیا ہے۔ اے میرا حبیبؐ! نبوت تمہارے پروردگار کی خاص رحمت ہے، تو اس رحمت کا تقسیم کرنے والا میں ہوں یا یہ مشرک لوگ ہیں؟ جب ان لوگوں کی دنیاوی روزی میں تقسیم کرتا ہوں اور رزق میں مقرر کرتا ہوں تو نبوت و

بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿۳۲﴾

لے سکیں اور آپکے پروردگار کی رحمت اس مال و دولت سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں (۳۲)

وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَن

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقے کے ہو جائیں گے تو

يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِّن فِضَّةٍ وَ

ہم خدائے رحمٰن کا انکار کرنے والوں کے مکانوں کی چھتیں اور

مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا

سیڑھیاں جس پر وہ چڑھتے ہیں (۳۳) اور انکے گھروں کے دروازے اور تخت جن

وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ۚ وَإِن كُلُّ ذَٰلِكَ

پر وہ تکیہ لگاتے ہیں سب چاندی اور سونے کے بنوا دیتے (۳۴) اور یہ سب کچھ دنیاوی

لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْآخِرَةُ عِندَ رَبِّكَ

زندگی کا ساز و سامان ہے اور تمہارے پروردگار کے ہاں آخرت تو

لِلْمُتَّقِينَ ﴿۳۵﴾ وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ ع ۳ ۹

متقیوں کیلیے ہے (۳۵) اور جو شخص خدا کی یاد سے اندھا بنتا ہے تو ہم اس کیلیے ایک

شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ﴿۳۶﴾ وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ

شیطان مقرر کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی ہوتا ہے (۳۶) اور وہ (شیاطین) ان (اندھوں)

السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ ﴿۳۷﴾ حَتَّىٰ إِذَا

کو راہ (راست) سے روکتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں (۳۷) یہاں

جَاءَنَا قَالَ يَا لَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ

تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئیگا تو (اپنے شیطان سے) کہے گا اے کاش! میرے اور تیرے درمیان

فَبِئْسَ الْقَرِينُ ﴿۳۸﴾ وَلَن يَنفَعَكُمُ الْيَوْمَ إِذ

مشرق و مغرب کی دوری ہوتی تو بہت برا ساتھی ہے (۳۸) (ان سے کہا جائیگا کہ) جب تم (دنیا میں) ظلم کر چکے تو

ظَّلَمْتُمْ أَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿۳۹﴾ أَفَأَنتَ

(آج) یہ بات تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی تم سب عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہو (۳۹) کیا آپ

رسالت کے تقسیم کرنے والے یہ کہاں سے آگئے ہیں؟ اس آیت سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ روزی تقسیم کرنے والا خدا ہے مولا علی علیہ السلام نہیں۔ مولاؑ خود فرماتے ہیں:

رضینا قسمۃ الجبار فینا
لنا علم وللاعداء مال
فان المال یفنیٰ عن قریب
وان العلم یبقیٰ لا یزال

۸۔ ﴿وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ۔ الآیہ﴾ تاریخ عالم گواہ ہے کہ ہمیشہ ہر دور کے نہ عوام بلکہ بعض خواص کا یہ نظریہ رہا ہے کہ بدنی صحت و سلامتی، اولاد و جائیداد کی کثرت، مال و منال کی فراوانی اور جاہ و جلال کی جاودانی کسی شخص کے محبوب خدا ہونے اور اسکے دین و مذہب کے پسندیدہ ہونے کی دلیل ہے۔ جبکہ اس کے برعکس ان چیزوں کا فقدان ایسے لوگوں کے مبغوض خدا اور انکے دین و مذہب کے ناپسندیدہ ہونے کی علامت ہے۔ ارشاد قدرت ہے کہ یہ دنیاوی چیزیں میری نگاہ قدرت میں اس قدر حقیر ہیں کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ کہیں سب لوگ باطل طریقہ پر جمع نہ ہو جائیں تو میں منکرین کو دولت کے اتنے ڈھیر عطا کرتا کہ انکے مکانوں کی چھتیں، انکی سیڑھیاں انکے دروازے اور انکے تخت سب سونے چاندی کے ہوتے اور انکے ہاں دنیا کی وہ ریل پیل ہوتی کہ دنیا کی آنکھیں خیرہ ہو جاتیں مگر میں نے ایسا اس لیے نہیں کیا کہ عام لوگ یہ مناظر دیکھ کر کافر نہ ہو جائیں اور ان گمراہوں کو ہدایت یافتہ سمجھ کر گمراہ نہ ہو جائیں۔ اس لیے حکیم مطلق نے چاہ کہ دنیا میں کبھی کفار و مشرکین کبھی بدحال ہوں اور مومنین خوشحال تا کہ کفر و شرک کو آسودہ حالی کا باعث نہ سمجھا جائے اور اسلام و ایمان کو دائمی بدحالی کا موجب خیال نہ کیا جائے۔

۹۔ ﴿وَمَن يَعْشُ۔ الآیہ﴾ ارشاد ہے کہ جو شخص دیدہ و دانستہ خدا کی مغفرت حاصل کرنے اور اسے یاد کرنے سے اندھا بنتا ہے یعنی اس سے روگردانی کرتا ہے اور حق و

تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِى الْعُمْىَ وَمَنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ
بہروں کو سنائیں گے یا اندھوں کو راہ دکھائیں گے اور ان کو جو کھلی ہوئی گمراہی
مُّبِيْنٍ ﴿٤٠﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿٤١﴾
میں ہیں؟ (۴۰) پس اگر ہم آپکو دنیا سے اٹھائیں تو پھر بھی ہم ان لوگوں سے بدلہ لینے والے ہیں (۴۱)
اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِىْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ
یا ہم انکو (آپ کے عین حیات) وہ (عذاب) دکھا دینگے جسکا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے سو ہم ان پر پوری
مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿٤٢﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِىْٓ اُوْحِىَ اِلَيْكَ
طرح قادر ہیں (۴۲) پس آپ مضبوطی سے اسے تھامے رہیں جسکی آپکی طرف وحی کی گئی ہے
اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤٣﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَ
یقیناً آپ سیدھے راستہ پر ہیں (۴۳) اور بے شک وہ (قرآن) آپ کیلئے اور آپکی قوم کیلئے بڑا شرف اور
لِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا
اعزاز ہے اور عنقریب تم لوگوں سے اسکے بارے میں پوچھا جائیگا (۴۴) آپ پیغمبروںؑ سے پوچھیں جنہیں
مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ
ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا کہ آیا ہم نے خدائے رحمٰن کے علاوہ بھی کوئی ایسے خدا
الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى ع ۴/۱۰ ۱۰
مقرر کئے تھے جن کی عبادت کی جائے (۴۵) اور بے شک ہم نے موسیٰؑ کو اپنی
بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ
نشانیاں (معجزے) دیکر فرعون اور اسکے عمائد سلطنت کے پاس بھیجا۔ پس آپ نے (ان سے) کہا کہ میں
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ
عالمین کے پروردگار کا رسولؑ ہوں (۴۶) پس جب وہ ہماری نشانیوں کیساتھ انکے پاس آئے تو وہ لوگ ان
مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ
(نشانیوں) پر ہنسنے لگے (مذاق اڑانے لگے) (۴۷) اور ہم انہیں کوئی نشانی نہیں دکھاتے
اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ
تھے مگر وہ پہلی سے بڑی ہوتی تھی اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تاکہ

حقیقت کا اقرار نہیں کرتا تو اسکے اس برے کردار کی پاداش میں اسکا ساتھی ایک شیطان مقرر کر دیا جاتا ہے جو اسے راہ راست سے روکتا ہے اور ع

خود کردہ را علاجے نیست

یاد رہے کہ اس سے نہ جبر لازم ہے اور نہ ہی یہ بات عدل الٰہی کے منافی۔ فتدبر

۱۰۔ ﴿واسئل من ارسلنا۔ الآیہ﴾ یہاں بظاہر ایک مضاف محذوف ہے کہ سابقہ انبیاء کی امتوں یا انکے پیروکاروں سے یا انکی کتابوں سے پوچھیں کہ آیا ہم نے رحمٰن کے سوا کوئی اور خدا بنایا تھا جسکی عبادت کی جائے یعنی معبود برحق ہمیشہ سے ایک رہا ہے اور ایک ہی رہے گا۔ جب ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت شب معراج نازل ہوئی تھی جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی براہ راست انبیاء سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور جب آپؐ نے ان سے یہ بات پوچھی تو سب نے جواب دیا کہ ہم نے توتوحید ورسالت کا اقرار کیا تھا اور کہا تھا نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و انك رسول الله۔ (تفسیر صافی مجمع البیان، درمنثور اور تفسیر قرطبی)

۱۱۔ ﴿وما نریهم من۔ الآیہ﴾ جب فرعون اور اسکے عمائد سلطنت نے جناب موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا تو خدائے قہار نے یکے بعد دیگرے کئی تنبیہی عذاب بھیجے جیسے طوفان، ٹڈیوں، جوؤں، مینڈکوں اور خون وغیرہ کا عذاب کہ ہر نشانی دوسری سے بڑی ہوتی تھی اگرچہ تمام نشانیاں اپنی جگہ بڑی تھیں تاکہ وہ اپنی کجروی سے باز آجائیں مگر ﴿و ما تغنی الآیات والنذر عن قوم لا یؤمنون﴾

يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ

وہ (اپنی روش سے) باز آئیں (۴۸) اور انہوں نے کہا کہ اے جادو گر! اپنے پروردگار سے

بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا

ہمارے لئے دعا کرو۔ ہم ضرور ہدایت پا جائیں گے (۴۹) تو جب ہم نے ان سے

عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنَادٰى

عذاب دور کر دیا تو ایک دم وہ عہد توڑ دیتے تھے (۵۰) اور فرعون نے

فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ

اپنی قوم میں منادی کرائی اے میری قوم! کیا مصر کی سلطنت

مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا

میری نہیں ہے؟ اور یہ نہریں جو میرے نیچے بہہ رہی ہیں تو کیا تم

تُبْصِرُوْنَ ؕ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ

دیکھتے نہیں ہو؟ (۵۱) (مجھے بتاؤ) کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں جو

مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ

ذلیل و حقیر ہے اور صاف بول بھی نہیں سکتا (۵۲) (اگر یہ برحق نبیؑ ہے) تو اس پر سونے

اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ

کے کنگن کیوں نہیں اتارے گئے؟ یا اس کے ہمراہ فرشتے پر

مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ

باندھ کر آتے (۵۳) اس طرح اس (فرعون) نے اپنی قوم کو احمق بنایا اور انہوں نے اسکی

كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا

اطاعت کی۔ بے شک یہ نا فرمان قسم کے لوگ تھے (۵۴) پس انہوں نے ہمیں ناراض

مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا

کیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان سب کو غرق کر دیا (۵۵) اور انہیں گیا گزرا اور بعد

وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ ع وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا ع ۵ / ۱۱

والوں کیلئے نمونہ عبرت بنا دیا (۵۶) اور جب ابن مریمؑ (عیسیٰؑ) کی مثال دی گئی تو

۱۲۔ ﴿فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ ۔ الآیہ﴾ باطل نواز لوگوں کے پاس چونکہ مادی آلات و اسباب کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ لہٰذا فرعون نے اپنی صداقت کے ثبوت میں پہلے اپنی سلطنت و تمکنت اور انہار و اشجار کا ذکر کیا اور پھر جناب موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے انکار کیلئے یہ عذر تراشا کہ اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں اتارے گئے۔ یا اسکے ہمراہ فرشتے کیوں نہیں آئے؟ یہ اس قدیم رسم کی طرف اشارہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ کسی شخص کو سفارت کے منصب پر فائز کرتا تھا تو اسے مخصوص خلعت سے نوازا جاتا تھا جس میں سونے کے کنگن بھی ہوتے تھے اور اسکے جلوہ میں رعب و دبدبہ کی خاطر سپاہیوں اور خادموں کا ایک دستہ بھی ہوتا تھا جو اسکے احکم کی تعمیل کرتا تھا۔ فرعون یہ کہنا چاہتا تھا کہ اگر موسیٰؑ آسمانی بادشاہ کا سفیر بن کر آیا ہے تو پھر اسکی شاہی خلعت کہاں ہے؟ اور فرشتوں کا دستہ کہاں ہے؟ یہاں تو صرف لکڑی کا عصا ہے اور پھٹا پرانا لباس ہے وبس۔

إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوٓا۟ ءَأَٰلِهَتُنَا خَيْرٌ

ایک دم آپکی قوم والے چیخنے چلانے لگے (۵۷) اور کہنے لگے کہ ہمارے معبود بہتر ہیں

أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًۢا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ

یاوہ (عیسیٰؑ)؟ وہ یہ بات محض آپ سے کج بحثی کیلئے کرتے ہیں بلکہ یہ لوگ تو ہیں

خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ

ہی بڑے جھگڑالو (۵۸) وہ (عیسیٰؑ) تو بس ہمارا ایک بندہ تھا جس پر ہم نے انعام کیا

جَعَلْنَٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا

اور اسے بنی اسرائیل کیلئے ایک مثال (نمونہ) بنا دیا (۵۹) اگر ہم چاہیں تو تمہارے

مِنكُم مَّلَٰٓئِكَةً فِى ٱلْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ

بدلے زمیں میں فرشتے بسا دیں جو تمہارے جانشین ہوں (۶۰) وہ (عیسیٰؑ) تو صرف

لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَٱتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ

قیامت کی ایک نشانی ہے تم لوگ اس میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو۔ یہی

مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ

سیدھا راستہ ہے (۶۱) (دیکھو خیال رکھنا کہیں) شیطان تمہیں اس سے روک نہ دے۔ بے شک وہ

عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٢﴾ وَلَمَّا جَآءَ عِيسَىٰ بِٱلْبَيِّنَٰتِ قَالَ

تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے (۶۲) اورجب عیسیٰؑ کھلی نشانیاں (معجزے) لیکر آئے تو کہا میں تمہارے

قَدْ جِئْتُكُم بِٱلْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ ٱلَّذِى

پاس حکمت لیکر آیا ہوں تاکہ تم پر بعض وہ باتیں واضح کر دوں جن میں تم اختلاف

تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾ إِنَّ

کرتے ہو سو تم اللہ سے (آپکی نافرمانی سے) ڈرو اور میری اطاعت کرو (۶۳) بے شک اللہ

ٱللَّهَ هُوَ رَبِّى وَرَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ

ہی میرا پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار۔ تو تم اسی کی عبادت کرو یہی

مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾ فَٱخْتَلَفَ ٱلْأَحْزَابُ مِنۢ بَيْنِهِمْ ۖ

سیدھا راستہ ہے (۶۴) پس مختلف گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا پس تباہی

۱۳۔ ﴿وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ۔ الآیہ﴾ اکثر مفسرین نے "انه" کی ضمیر کا مرجع جناب عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دیا ہے جنکا سیاق و سباق میں تذکرہ موجود ہے۔ اور قیامت سے پہلے انکا آسمان سے زمین پر تشریف لانا ادھر مہدی دوراں علیہ السلام کا پردۂ غیبت سے ظہور فرمانا اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کا آپکی اقتداء میں نماز ادا فرمانا اور پھر دونوں بزرگوں کا باہم اتفاق سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اسکے غلبہ کیلئے کام کرنا اشراط الساعۃ یعنی قیامت کی قطعی علامات میں سے ہے۔

۱۴۔ ﴿وَلَمَّا جَآءَ عِيسَىٰ۔ الآیہ﴾ جناب عیسیٰ مخصوص معجزات لے کر آئے اور تشریف لانے کے بعد حکمت لانے اور اختلاف مٹانے کا تذکرہ بھی کیا اور یہ بھی بتایا کہ میرا اور تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے۔ لہٰذا اسی سے ڈرو اور اسی کی عبادت کرو۔ سارا قرآن اور پورا دفتر حدیث گواہ ہے کہ جناب عیسیٰ نے یہ دعویٰ کبھی بھی نہیں کیا کہ وہ خدا ہیں یا خدا کے بیٹے ہیں اور نہ کبھی یہ کہا کہ میری عبادت کرو بلکہ انکی تبلیغ اور دعوت کا مرکزی نقطہ وہی تھا جو تمام انبیاء اور داعیان حق کا رہا ہے کہ خدا ایک ہے بس اسی کی عبادت کرو۔

۱۵۔ ﴿فَٱخْتَلَفَ ٱلْأَحْزَابُ۔ الآیہ﴾ جناب عیسیٰ علیہ السلام مخصوص بینات و معجزات اور حکمت یعنی دین کے عقائد و احکام اور اخلاق فاضلہ کے ساتھ آئے۔ مگر نتیجہ کیا نکلا مختلف گروہوں سے یہود و نصاریٰ بھی مراد ہیں اور صرف نصاریٰ بھی۔ یہودیوں نے آپکو ایک پاک نہاد شریف انسان ماننے سے بھی انکار کر دیا اور نصرانیوں نے خود باہم اختلاف کیا۔ کسی نے آپ کو خدا کا بندہ اور اسکا رسول مانا، کسی نے آپ کو خدا کا بیٹا کہا اور کسی نے آپکو خود خدا قرار دیا۔ سچ تو یہ ہے کہ خدا کی نشانیوں اور معجزات سے سبق لینا بھی ایک ہنر ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۶۵﴾

ظالموں کیلئے ایک بڑے دردناک دن (قیامت) کے عذاب سے (۶۵)

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً

کیا یہ لوگ بس قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ اچانک ان پر آ جائے

وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ

کہ انہیں خبر بھی نہ ہو (۶۶) اس دن سب دوست ایک دوسرے کے دشمن

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۷﴾ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ

ع ۱۱/۱۲

ہوں گے سوائے پرہیز گاروں کے (۶۷) (خدا ان سے فرمائیگا) اے میرے بندو!

عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَلَّذِيْنَ

آج نہ تم پر کوئی خوف ہے اور نہ ہی تم غمگین ہوگے (۶۸) (یہ وہ لوگ ہیں) جو ہماری

اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ

آیتوں پر ایمان لائے اور مطیع و فرمانبردار بن کر رہے (۶۹) (حکم ہوگا) تم اور تمہاری

اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ

بیویاں جنت میں داخل ہوجاؤ تم خوش کیے جاؤ گے (۷۰) ان پر سونے کے تھال

بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ

اور جام گردش میں ہوں گے اور وہاں ہر وہ چیز موجود ہو گی جو دل چاہیں

الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾

گے اور آنکھوں کو لذت ملے گی اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے (۷۱)

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾

یہ وہ جنت ہے جسکے تم وارث بنائے گئے ہو اپنے ان اعمال کے صلہ میں جو تم کرتے تھے (۷۲)

لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِنَّ

تمہارے لیے اس میں بہت سے میوے ہیں جن سے تم کھاؤ گے (۷۳)

الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا

بے شک مجرم لوگ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے (۷۴)

۱۶۔ ﴿اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ۔ الآیہ﴾ اگر مختلف لوگوں کی باہمی محبتوں اور دوستیوں کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو وہ دو قسم کی نظر آتی ہیں: (۱) ایک وہ دوستی ہے جسکی بنیاد دنیوی حسن و جمال یا ہنر و کمال یا دنیوی مفاد پر ہے۔ (۲) دوسری دوستی وہ ہے جس کی بنیاد دین و ایمان اور جذبۂ خوف خدا پر قائم ہے۔ اسکی محبت کو ﴿الحب للہ﴾ اور اسکی عداوت کو ﴿البغض فی اللہ﴾ کہا جاتا ہے بقول شاعر ؎

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

قرآن و سنت سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن سب محبتیں اور دوستیاں نہ صرف ختم ہو جائیں گی بلکہ باہم دشمنی میں بدل جائیں گی۔ ہاں البتہ یہ دوسری قسم کی دوستی قائم و دائم رہے گی اور فائدہ بھی دے گی۔

۱۷۔ ﴿اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ۔ الآیہ﴾ متقین و مومنین کے نیک انجام کے بیان کرنے کے بعد اب یہاں مجرمین کے برے انجام کا بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ عذاب دوزخ میں ہوں گے جس کی کیفیت بیان کے قابل نہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، وہ ناامید ہو جائیں گے۔ وہ مالک داروغہ جہنم سے کہیں گے کہ اے مالک! اپنے پروردگار سے سوال کر کہ اس زندگی سے موت بہتر ہے کہ ہمارا خاتمہ ہی کر دے۔ وہ جواب دے گا کہ موت کہاں؟ اگر وہ آ جائے تو پھر تو تم عذاب سے بچ جاؤ گے۔ نہیں بلکہ تم زندہ رہو گے اور ہمیشہ اسی حالت میں پڑے رہو گے۔

يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ

وہ عذاب کبھی ان سے ہلکا نہیں کیا جائیگا اور وہ اس میں مایوس ہو کر پڑے رہیں گے (۷۵) اور ہم نے ان

وَلٰكِنْ كَانُوا هُمُ الظّٰلِمِينَ ﴿٧٦﴾ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ

پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود (اپنے اوپر) ظلم کرنیوالے تھے (۷۶) اور وہ پکاریں گے کہ اے مالک! تمہارا

لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ إِنَّكُمْ مّٰكِثُونَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ

پروردگار ہمارا کام ہی تمام کردے (تو بہتر) وہ کہے گا کہ تم یوں ہی پڑے رہو گے (۷۷) بے شک ہم

جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُونَ ﴿٧٨﴾

تمہارے پاس (دین) حق لے کر آئے مگر تم سے اکثر حق کو ناپسند کرتے رہے (۷۸)

أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ﴿٧٩﴾ أَمْ يَحْسَبُونَ

کیا انہوں نے کوئی قطعی فیصلہ کرلیا ہے تو ہم بھی کوئی فیصلہ کرلیتے ہیں (۷۹) کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم

أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۚ بَلٰى وَرُسُلُنَا

انکے رازوں اور انکی سرگوشیوں کو نہیں سنتے؟ ہاں (ہم سنتے ہیں) اور ہمارے فرشتے ان کے

لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ﴿٨٠﴾ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ

پاس لکھتے بھی جاتے ہیں (۸۰) آپ کہہ دیجئے! کہ اگر خدائے رحمن کی کوئی اولاد ہوتی تو

فَأَنَا أَوَّلُ الْعٰبِدِينَ ﴿٨١﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ

سب سے پہلا عبادت گزار میں ہوتا (۸۱) پاک ہے آسمانوں اور زمین کا پروردگار جو عرش

وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ

کا مالک ہے اس سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں (۸۲) آپ ان کو چھوڑیں کہ

يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي

وہ بحث کریں اور تفریح کریں (کھیلیں) یہاں تک کہ انکو اس دن سے سابقہ پڑے جنکا

يُوعَدُونَ ﴿٨٣﴾ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ وَفِي

ان سے وعدہ کیا جارہا ہے (۸۳) اور وہ وہی ہے جو آسمان میں بھی خدا ہے اور زمین میں

الْأَرْضِ إِلٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبٰرَكَ

بھی وہی خدا ہے اور وہ بڑا حکمت والا، بڑا جاننے والا ہے (۸۴) بڑی بابرکت ہے

۱۸۔ ﴿قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ۔ الآیہ﴾ العابدین جو العابد کی جمع ہے یہ عَبَدَ يَعْبُدُ بروزن نصر ينصر سے بھی ہوسکتا ہے۔ جس کے معنی عبادت کرنے کے ہیں اور عَبِدَ يَعْبَدُ بروزن علم یعلم سے بھی ہوسکتا ہے جسکے معنی انکار کرنے کے ہیں۔ بنابریں آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ اگر بفرض محال خدا کی کوئی اولاد ہوتی تو اس کا پہلا عبادت کرنے والا میں ہوتا۔ لیکن چونکہ خدا کی اولاد محال ہے اور اسکی شان توحید کے خلاف ہے کیونکہ اولاد باپ کا جزء ہوتی ہے اور خدا مرکب نہیں ہے۔ نیز حادثات قدیم کا جزء نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا میں خدا کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا اسے ﴿تعلیق المحال علی المحال﴾ کہا جاتا ہے کہ شرط بھی محال ہے اور جزاء بھی محال۔ اور دوسری صورت میں مفہوم یہ ہوگا کہ اگر خدا کی کوئی اولاد ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ کہتے ہیں تو میں اس کا پہلا انکار کرنے والا ہوں۔ کیونکہ زمین و آسمان کا پروردگار اور عرش کا مالک ان باتوں سے پاک ہے جو مشرک لوگ اس کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ

وہ ذات جسکے قبضہ قدرت میں آسمانوں اور زمین اور ہر اس چیز کی بادشاہی ہے جو کچھ ان دونوں

وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا

کے درمیان ہے اسی کے پاس قیامت کا علم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے (۸۵) اور جن

يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا

کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ سفارش کرنیکا کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ سوائے

مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ

ان کے جو حق کی گواہی دیں اور وہ جانتے بھی ہوں (۸۶) اور اگر آپ ان سے پوچھیں

مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾

کہ انہیں کس نے پیدا کیا؟ تو وہ کہیں گے کہ اللہ نے تو وہ کہاں بھٹکتے پھرتے ہیں (۸۷)

وقف لازم

وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور اسی (اللہ) کو رسولؐ کے اس قول کا علم ہے کہ اے میرے پروردگار! یہ لوگ ایمان نہیں لاتے (۸۸)

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۭ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ ع ۲۲/۷ ۱۳

(اے رسولؐ) درگزر کرو۔ اور کہو سلام ہو (خدا حافظ) عنقریب انہیں (اپنا انجام) معلوم ہو جائیگا (۸۹)

اٰیاتها ۵۹ | ۴۴ سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ ۶۴ | رکوعاتها ۳

سورہ دخان مکی ہے۔ آیات ۵۹۔ ۳ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مع ۱۲

حا۔میم (۱) قسم ہے اس کتاب مبین کی (۲) ہم نے اس (کتاب) کو ایک بابرکت رات (شب قدر) میں نازل کیا

مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ عند المتقدمین ۱۲

ہے بے شک ہم (عذاب سے) ڈرانیوالے رہے ہیں (۳) اس (رات) میں ہر حکمت والے معاملہ کا فیصلہ

حَكِيْمٍ ﴿۴﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۵﴾

کیا جاتا ہے (۴) ہمارے (خاص) حکم سے بے شک ہم ہی (ہر کتاب اور رسولؐ کے) بھیجنے والے ہیں (۵)

۱۹۔ ﴿فَاصْفَحْ عَنْهُمْ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے اے میرے رسولؐ! ان لوگوں کی غلط روش و رفتار اور غلط اخلاق و اطوار پر ان سے نہ الجھیں بلکہ ان سے درگزر فرمائیں اور سلام کہہ کر علیحدہ ہو جائیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ بات بالکل قرین عقل ہے کہ یہ دعائیہ سلام نہیں ہے بلکہ ﴿اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما﴾ والا لاتعلقی والا اسلام ہے۔ (مجمع البیان و روح المعانی)

سورۂ دخان

سورۂ دخان کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قرآن کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصنیف قرار دینے والوں کی تردید۔ (۲) ایک بابرکت رات کا تذکرہ۔ (۳) خدا کی وحدانیت و یکتائی کا اثبات اور بتوں کی بے بسی۔ (۴) قوم قریش کی عبرت کیلئے فرعون اور فرعونیوں کے انجام بد کا تذکرہ۔ (۵) قیامت کے یقینی الوقوع ہونے کا بیان۔ (۶) اللہ کی عدالت اور لوگوں کی جزا و سزا کا بیان۔ (۷) بہشت اور اسکی گوناگوں نعمتوں کا تذکرہ۔ (۸) دوزخ اور اس کی آب و غذا کا بیان۔ (۹) جناب موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ۔ (۱۰) فرعون اور فرعونیوں کی ہلاکت پر زمین و آسمان کے گریہ نہ کرنے کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ۔ الآیہ﴾ قرآن و سنت کی تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ نزول سے پہلے قرآن مجید لوح محفوظ میں محفوظ تھا۔ وہاں سے ایک مخصوص رات یعنی لیلۃ القدر میں بیت المعمور پر نازل ہوا اور پھر وہاں سے ۲۳ سال کی طویل و عریض مدت میں تدریجاً قلب رسولؐ پر نازل ہوتا رہا۔ اسی رات بھر میں سال بھر میں رونما ہونے والے واقعات طے کئے جاتے ہیں جس کی تفصیل سورۃ القدر کی تفسیر میں بیان کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦﴾ رَبِّ

خاص تمہارے پروردگار کی رحمت سے یقیناً وہ بڑا سننے والا (اور) بڑا جاننے والا ہے (۶) جو

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ إِنْ كُنْتُمْ (وقف لازم)

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے اگر تم یقین

مُّوقِنِينَ ﴿٧﴾ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ رَبُّكُمْ وَ

کرنے والے ہو (۷) اسکے سوا کوئی الٰہ (خدا) نہیں ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے تمہارا بھی

رَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٨﴾ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ﴿٩﴾

پروردگار ہے اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کا بھی پروردگار ہے (۸) مگر وہ لوگ تو شک میں پڑے ہوئے

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾

کھیل رہے ہیں (۹) آپ اس دن کا انتظار کریں جب آسمان ایک کھلے ہوئے دھوئیں کیساتھ آئیگا (۱۰)

يَغْشَى النَّاسَ ۖ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١١﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ

جو لوگوں پر چھا جائیگا یہ ایک دردناک عذاب ہو گا (۱۱) (اس وقت کفار بھی کہیں گے)

عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ﴿١٢﴾ أَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى

اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ عذاب دور فرما۔ ہم ایمان لاتے ہیں (۱۲) اب انکو کہاں سے نصیحت

وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿١٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ

حاصل ہو گی؟ جبکہ انکے پاس کھول کر بیان کرنیوالا رسولؐ آچکا (۱۳) پھر انہوں نے اس سے منہ

وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ﴿١٤﴾ إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ (وقف لازم)

موڑا اور کہا کہ یہ تو سکھایا ہوا ایک دیوانہ ہے (۱۴) بے شک (اگر) ہم کچھ وقت کیلئے یہ

قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿١٥﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ (وقف لازم)

عذاب ہٹا بھی دیں تو تم لوگ لوٹ کر وہی کچھ کرو گے جو پہلے کرتے تھے (۱۵) جس دن ہم

الْكُبْرٰى ۚ إِنَّا مُنْتَقِمُونَ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ

سخت پکڑ پکڑیں گے اس دن ہم پورا بدلہ لیں گے (۱۶) ہم نے ان سے پہلے فرعون

قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿١٧﴾ أَنْ أَدُّوا

کی قوم کو آزمایا تھا اور انکے پاس ایک معزز رسولؐ آیا تھا (۱۷) (اور ان سے کہا تھا کہ)

۲۔ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ۔ الآیہ﴾ اس دھواں سے وہ دھواں مراد ہے جو قیامت سے پہلے آسمان پر نمودار ہوگا۔ اور لوگوں پر چھا جائے گا۔ اہل ایمان پر تو اس کا اثر صرف اتنا رہ جائے گا جیسے زکام لگا ہو مگر کفار و مشرکین کی نس نس میں بھر جائے گا اور ہر مخرج سے خارج ہوگا۔ اور یہ سلسلہ پورے چالیس شب و روز تک جاری رہے گا۔ اس وقت کفار کہیں گے ہذا عذاب الیم یہ دردناک عذاب ہے اور پھر کہیں گے کہ اے اللہ! اگر تو یہ عذاب ٹال دے تو ہم ایمان لائیں گے۔ ارشادِ قدرت ہے اب یہ کہاں سے نصیحت قبول کریں گے جبکہ انہوں نے اس وقت کوئی فائدہ نہ اٹھایا جب ان کے پاس رسول مبین آیا اور انہوں نے اسے دیوانہ کہہ کر اس کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔

۳۔ ﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا۔ الآیہ﴾ ہم نے ان سے پہلے قوم فرعون کو آزمایا تھا کہ انجام کار فرعون اور اس کے امراء و اعیان سب غرق ہو کر تباہ ہو گئے اور آنے والی نسلوں کے لیے نشان عبرت بن گئے۔ اور وہ سب باغات، چشمے اور بہترین مقامات اور عیش و عشرت کے سب ساز و سامان جو وہ چھوڑ گئے تھے ہم ان کا وارث دوسری قوم یعنی قوم موسیٰؑ کو بنایا۔ ﴿ان فی ذلک لآیت لقوم یؤمنون﴾

اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۱۸ۙ وَّاَنْ لَّا

اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کرو میں ایک امانتدار رسولؐ ہوں (۱۸) اور یہ کہ تم

تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۱۹ۚ وَاِنِّيْ

اللہ کے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو میں تمہارے پاس واضح دلیل (سندؐ) پیش کرتا ہوں (۱۹) اور میں

عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ۲۰ۡ وَاِنْ لَّمْ

نے اپنے اور تمہارے پروردگار سے پناہ مانگ لی ہے کہ تم مجھے سنگسار کرو (۲۰) اور اگر تم

تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ۲۱ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ

مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو پھر مجھ سے الگ ہی رہو (۲۱) پس اس (رسولؐ) نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی

النصف قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ۲۲ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ

کہ یہ بڑے مجرم لوگ ہیں (۲۲) (ارشاد ہوا) تم میرے بندوں کو ہمراہ لیکر راتوں رات نکل جاؤ کیونکہ

مُّتَّبَعُوْنَ ۲۳ۙ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ

تمہارا تعاقب کیا جائیگا (۲۳) اور تم سمندر کو اسکے حال (سکون) پر چھوڑ دو۔ بیشک وہ (دشمن) ایسا لشکر ہے

مُّغْرَقُوْنَ ۲۴ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۲۵ۙ

جو غرق ہونے والا ہے (۲۴) وہ کتنے باغ اور چشمے چھوڑ گئے (۲۵)

وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۲۶ۙ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا

اور کھیتیاں اور عمدہ مقامات (۲۶) اور آرام و راحت کا سازوسامان جس میں وہ

فٰكِهِيْنَ ۲۷ۙ كَذٰلِكَ ۣ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۲۸ فَمَا

خوش وخرم رہتے تھے (۲۷) اور ہم نے ان چیزوں کا وارث ایک قوم کو بنا دیا (۲۸)

بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا

پس ان کی بربادی پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین اور نہ ہی ان کو

ع ۱۹ ۱۴ مُنْظَرِيْنَ ۲۹ۧ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنَ

مہلت دی گئی (۲۹) اور ہم نے بنی اسرائیل کو رسوا کن عذاب سے

الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۳۰ۙ مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا

نجات دی (۳۰) جو فرعون کی طرف سے تھا بے شک وہ سرکش اور حد سے

۴؎ ﴿فما بکت علیھم السماء۔ الآیہ﴾
فرعون اور فرعونیوں کی ہلاکت پر زمین و آسمان کے نہ رونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ ایسے بلند مرتبہ مظلوم بھی ہوتے ہیں کہ جن کی موت اور مصیبت پر زمین و آسمان روتے ہیں۔ جیسا کہ متعدد روایات میں وارد ہے کہ آسمان اور زمین دو بار روئے ہیں۔ ایک بار حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت پر اور دوسری بار حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت عظمیٰ پر۔ اور آسمان کے رونے سے اس کی صبح وشام کی سرخی مراد ہے۔ (تفسیر قمی ومجمع البیان) کتب فریقین میں وارد ہے کہ شہادتِ امام حسین علیہ السلام کے بعد چالیس دن تک آسمان سے خون برستا رہا اور زمین سے جو حجر و مدر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے خون نکلتا تھا۔ (سر الشہادتین، تحریر الشہادتین وغیرہ)

مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ

نکل جانے والوں میں سے تھا (۳۱) اور ہم نے جان بوجھ کر ان کو تمام

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ

جہانوں پر ترجیح دی (۳۲) اور ہم نے انکو ایسی نشانیاں عطا کیں جن میں کھلی

بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا

ہوئی آزمائش تھی (۳۳) بیشک یہ لوگ کہتے ہیں (۳۴) کہ بس ہماری

مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ

یہی پہلی موت ہی ہے اسکے بعد ہم (دوبارہ) نہیں اٹھائے جائینگے (۳۵) اگر تم سچے ہو تو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ

ہمارے باپ داداؤں کو لاؤ (۳۶) (قوت کے لحاظ سے) یہ بہتر ہیں

وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ ۫ اِنَّهُمْ كَانُوْا

یا قوم تبع اور ان سے پہلے ہم نے ان کو ہلاک کر دیا کہ وہ

مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

مجرم تھے (۳۷) ہم نے آسمانوں کو، زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے کوکھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا (۳۸)

بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ

ہم نے ان کو پیدا نہیں کیا مگر حق (وحکمت) کیساتھ مگر ان کے اکثر

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ

لوگ (یہ حقیقت) نہیں جانتے (۳۹) بے شک فیصلہ کا دن (قیامت) ان سب

اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۰﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا

کا طے شدہ وقت ہے (۴۰) جس دن کوئی دوست کسی دوست کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے گا

وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

اور نہ ہی ان کی مدد کی جائیگی (۴۱) مگر وہ جس پر اللہ رحم کرے بے شک وہ بڑا غالب (اور)

ع ۱۵ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ

بڑا رحم کرنے والا ہے (۴۲) بیشک زقوم کا درخت (۴۳) گنہگار کی

۵۔ ﴿اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ۔ الآیہ﴾ جس طرح مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون، روم کے ملوک کا قیصر اور ایران کے شہنشاہوں کا لقب کسریٰ تھا اسی طرح یمن کے حمیری قبیلہ کے بادشاہوں کا لقب تبع تھا۔ قریباً ۱۱۵ قبل مسیح سے ۳۰۰ قبل مسیح ان کے عروج کا زمانہ ہے۔ قدیم عرب میں ان کی عظمت کے بڑے چرچے تھے۔ مگر وہ اپنے جرائم، کفر و شرک اور ظلم و جور کی وجہ سے قانون مجازات اور آئین مکافات کی زد میں آکر ہلاک و برباد ہوگئے۔

۶۔ ﴿يَوْمَ لَا يُغْنِيْ۔ الآیہ﴾ لفظ مولیٰ کے بہت سے معانی میں سے ایک معنی دوست اور دوسرے معنی قرابتداروں کے بھی ہیں اور بظاہر یہاں یہی معنی مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت کا دن اتنا سخت اور نفسا نفسی کا دن ہوگا کہ کوئی دوست (جس کی دوستی ایمان اور اللہ کی خاطر نہیں ہوگی) اور کوئی رشتہ دار کسی دوست اور رشتہ دار کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے گا۔ ﴿الا من رحم اللہ﴾ مگر وہ جس پر خدا رحم فرمائے گا۔ یعنی جس کی دوستی خدا کیلئے، اسلام کیلئے اور قرآن وایمان کیلئے ہوگی وہ ضرور ایک دوسرے کو شفاعت کر کے فائدہ پہنچائیں گے۔ جیسا کہ قبل ازیں آیت ﴿الا خلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین﴾ کی تفسیر میں اس مطلب کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

معانقة ۱۳ عند المتأخرین ۱۷

الْاَثِیْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ ۚۛ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْیِ

غذا ہو گا (۴۴) پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش کھائے گا (۴۵) جس

الْحَمِیْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ﴿۴۷﴾

طرح گرم کھولتا ہوا پانی ہے (۴۶) اس کو پکڑو۔ اور اسے گھسیٹتے ہوئے جہنم کے وسط تک لے جاؤ (۴۷)

ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ ﴿۴۸﴾

اور پھر اس کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب انڈیل دو (۴۸)

ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ هٰذَا مَا

مزہ چکھ تو بڑا معزز اور مکرم ہے (۴۹) یہ وہی ہے جس میں تم شک

كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ

کیا کرتے تھے (۵۰) بے شک جو پرہیز گار لوگ ہیں وہ امن و سکون کی جگہ پر

اَمِیْنٍ ﴿۵۱﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۵۲﴾ یَّلْبَسُوْنَ مِنْ

ہوں گے (۵۱) یعنی باغوں میں اور چشموں میں (۵۲) وہ سندس و استبرق

سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ

(باریک اور دبیز ریشم کپڑے پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہونگے (۵۳) یہ بات اسی طرح ہے اور ہم

وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ﴿۵۴﴾ یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِكُلِّ

انکی گوری رنگت اور بڑی آنکھوں والی عورتوں (حوروں) سے شادی کرینگے (۵۴) وہ اس میں بڑے امن و

فَاكِهَةٍ اٰمِنِیْنَ ﴿۵۵﴾ لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ

سکون کیساتھ ہر قسم کے میوے طلب کریں گے (۵۵) وہ وہاں پہلی والی موت کے سوا

اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَ وَقٰىهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ﴿۵۶﴾

موت کا مزہ نہیں چکھیں گے اور اللہ نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیا ہے (۵۶)

فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۵۷﴾

یہ سب کچھ آپکے پروردگار کے فضل و کرم سے ہوگا اور یہ بڑی کامیابی ہے (۵۷)

فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾

پس ہم نے اس (قرآن) کو آپکی زبان پر بالکل آسان بنا دیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (۵۸)

۷۔ ﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ۔ الآیہ﴾ ہر شخص اچھی خوراک، اچھی پوشاک، اعلیٰ مکان اور عمدہ بیوی چاہتا ہے۔ خداوند عالم نے ان آیتوں میں اہل بہشت کیلئے انہی چار چیزوں کا بڑے احسن انداز میں تذکرہ فرمایا ہے۔

۸۔ ﴿فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ۔ الآیہ﴾ قرآن آسان ہے یا مشکل؟ ہم نے اس تفسیر کی پہلی جلد کے بعض مقدمات میں اس موضوع پر مفصل تبصرہ کر کے یہ حقیقت واضح کی ہے کہ سارا قرآن نہ اس قدر مشکل ہے کہ کسی کے کچھ بھی پلے نہ پڑے اور نہ ہی سارا اس قدر آسان ہے کہ کسی معلم ربانی کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑے بلکہ کچھ آسان ہے (محکمات) اور کچھ مشکل ہے (متشابہات)۔ جن کا حقیقی مفہوم خدا جانتا ہے یا راسخون فی العلم۔ اس آیت کا مطلب بھی یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے مگر جب بیان کرنے والی زبان تیری ہو۔ تو اے حبیبؐ! ہم نے تیری زبان پر قرآن کو آسان کر دیا ہے۔

فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع ۳ ۱۷ ۱۲

(اچھا) آپ انتظار کیجئے! یقیناً وہ بھی انتظار کر رہے ہیں (۵۹)

اٰيَاتُهَا ۳۷ | ۴۵ سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۵ | رُكُوْعَاتُهَا ۴

سورۂ جاثیہ مکی ہے۔ آیات ۳۷-۴ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾

حا۔میم (۱) یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہے جو غالب ہے (اور) بڑا حکمت والا ہے (۲)

اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾

بے شک آسمانوں اور زمین میں اہل ایمان کیلئے (خدا کی توحید وقدرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں (۳)

وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ

اور خود تمہاری پیدائش میں اور ان حیوانات میں جن کو وہ (زمین میں) پھیلا رہا ہے یقین رکھنے والوں کیلئے

يُّوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ

نشانیاں ہیں (۴) اور رات اور دن کی آمد و رفت میں اس (ذریعہ) رزق (بارش) میں

اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ

جو اللہ نے آسمانوں سے نازل کیا اور اس سے زمین کو زندہ کر دیا اس کی موت کے بعد

مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۵﴾

اور ہواؤں کی گردش میں بھی نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو عقل سے کام لیتے ہیں (۵)

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم حق کیساتھ آپ کو پڑھ کر سنا رہے ہیں تو آخر اللہ اور

حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ وَيْلٌ لِّكُلِّ

اس کی آیتوں کے بعد وہ کونسی بات ہے جس پر وہ ایمان لائیں گے؟ (۶) ہلاکت ہے

اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۷﴾ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ

ہر اس بڑے جھوٹے (اور) گنہگار کیلئے (۷) جو اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے جب اسکے سامنے پڑھی جاتی ہیں پھر

سورۂ جاثیہ

سورۂ جاثیہ کے مضامین ومطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) سورہ کا مرکزی مضمون مبداء ومعاد کا اثبات ہے۔ (۲) ضروریاتِ زندگی خدا کی پیدا کردہ ہیں۔ (۳) کائناتی حقائق پر توجہ نہ کرنے والوں کو وعید وتہدید۔ (۴) پیغمبر اسلام ﷺ کو ایک جامع شریعت عطا کئے جانے کا تذکرہ۔ (۵) بدعت ایجاد کرنے کی مذمت۔ (۶) مسلمانوں کو منکرین کی طرف توجہ نہ کرنے کا حکم۔ (۷) نیکوکاروں اور بدکاروں کا انجام یکساں نہیں ہے۔ (۸) عقیدۂ آخرت کے منکرین کے ایرادات کے جوابات۔ (۹) خواہش نفس کی پیروی کرنے والا خواہش کا بندہ ہے۔ (۱۰) دہریوں کی رد وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصة التفاسير﴾

ا۔ ﴿اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ الآیہ﴾ یہ قرآن مجید کا پسندیدہ موضوع ہے کہ زمین ہو یا آسمان جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ الغرض ساری کائنات خدا کی توحید اور اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں مگر یہ دلائل اور نشانیاں ہیں صرف ان لوگوں کے لیے جو دیدۂ بینا، گوش شنوندہ اور سوچنے والا دل و دماغ رکھتے ہیں اور ایمان لانا اور ایقان پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جو اندھے، بہرے اور مورکھ ہیں وہ ان آیاتِ بینات سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتے ہیں۔ سچ ہے ع

دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے؟

يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ

وہ تکبر کیساتھ اس طرح اڑا رہتا ہے کہ گویا اس نے انہیں سنا ہی نہیں۔ بس تم اسے دردناک

اَلِيْمٍ ﴿٨﴾ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا ۨ اتَّخَذَهَا

عذاب کی خبر دے دو (۸) اور جب اس کو ہماری آیات میں سے کسی کا علم ہوتا ہے تو

هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٩﴾ مِنْ وَّرَآئِهِمْ

وہ ان کو مذاق بنا لیتا ہے ایسے لوگوں کیلئے رسوا کن عذاب ہے (۹) ان کے آگے جہنم ہے

جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا

اور انہوں نے جو کچھ کیا کمایا ہے وہ انہیں کوئی فائدہ نہ دے گا اور نہ ہی وہ ان کے

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

کام آئیں گے جن کو انہوں نے اللہ کے سوا کار ساز بنا رکھا ہے اور ان کیلئے

عَظِيْمٌ ﴿١٠﴾ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ

بڑا عذاب ہے (۱۰) یہ ہدایت ہے اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے پروردگار کی

رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿١١﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ ع ۱۷ ۱

آیتوں کا انکار کیا ان کیلئے سخت قسم کا دردناک عذاب ہے (۱۱) اللہ وہی ہے جس

سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ

نے تمہارے لئے سمندر کو مسخر کر دیا تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٢﴾ وَ

اور تاکہ تم اس کا فضل (رزق) تلاش کرو۔ اور تا کہ تم شکر کرو (۱۲) اور اس نے

سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔ بے شک اس

مِّنْهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿١٣﴾ قُلْ

میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے (خدا کی قدرت و حکمت کی) نشانیاں ہیں (۱۳) (اے رسولؐ)

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ

ایمان والوں سے کہیے! کہ وہ ان لوگوں سے درگزر کریں جو اللہ کے (خاص) دنوں کی امید نہیں رکھتے تاکہ

۲۔﴿وسخرلکم ما فی السمٰوٰت۔ الآیہ﴾ خالق علیم و حکیم نے نہ صرف سمندر بلکہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ سب کا سب اپنے فضل و کرم سے انسان کیلئے مسخر اور اس کے تابع کر دیا ہے کہ انسان جس طرح چاہے ان چیزوں کو اپنے دینی و دنیوی فائدے کیلئے استعمال کر سکتا ہے۔ اسی وجہ سے آج انسان نہ صرف زمین پر بلکہ عالم بالا کی فضاؤں میں نہ صرف بہترین مکانات بلکہ شاندار تمدن تعمیر کرنے کی منصوبہ بندیاں کر رہا ہے۔ آج سائنسدان جو نئی نئی ایجادات کر رہے ہیں وہ اسی قدرت کے نظام تسخیر سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

۳۔﴿قُل لِّلَّذِیْنَ۔ الآیہ﴾ یہاں ایام اللہ سے اللہ کے وہ مخصوص نعمت و نقمت والے تاریخی دن مراد ہیں جن میں وہ اپنے اولیاء کو نوازتا ہے اور اعداء کو رگیدتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جن کفار و مشرکین کو خدا کے سخت عذاب اور فیصلے کے کسی دن کی آمد کا یقین نہیں ہے وہ گناہ و عصیان کرنے اور مخلوق خدا پر ظلم و ستم کرنے اور داعیانِ حق اور ان کے پیروکاروں کو اذیت پہنچانے میں بڑے جری و جسور ہوتے ہیں۔ واضح رہے کہ ان کی اس جارحانہ روش کے مقابلہ میں اہل حق کے دلوں میں جذبۂ انتقام پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لیے اہل ایمان کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ ان لوگوں سے عفو و درگزر سے کام لیں اور بدلہ و انتقام لینے کا معاملہ احکم الحاکمین کے حوالے کر دیں اور وہ اپنی پوری توجہ ایمان و عمل اور تبلیغ حق پر مرکوز رکھیں کیونکہ اللہ ہی حقیقی جزا و سزا دینے والا ہے۔

﴿ان اللہ بصیر بالعباد﴾

اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ

اللہ ایک قوم کو اسکے ان سارے اعمال کا بدلہ دے جو وہ کیا کرتے تھے (۱۴) جو کوئی نیک عمل

عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ اِلٰى

کرتا ہے وہ اپنے فائدہ کیلئے کرتا ہے اور جو کوئی برائی کرتا ہے اس کا وبال بھی اسی پر پڑتا ہے پھر تم

رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۱۵) اور یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو

الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ

کتاب ، حکمت اور نبوت عطا فرمائی اور ان کو پاکیزہ رزق عطا فرمایا

الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ

اور ان کو دنیا جہان والوں پر فضیلت عطا کی (۱۶) اور ہم نے انہیں دین کے

بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا

معاملہ میں کھلے دلائل عطا کئے پس انہوں نے اس میں اختلاف نہیں کیا مگر علم آجانے

جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ

کے بعد محض باہمی ضد اور ظلم کی وجہ سے بے شک قیامت کے دن آپ کا

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾

پروردگار انکے درمیان فیصلہ کرے گا جن چیزوں میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے (۱۷)

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا

(اے رسولؐ) پھر ہم نے آپکو ایک واضح شریعت پر قائم کیا ہے پس آپ اسکی پیروی

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ

کیجئے! اور ان لوگوں کی خواہش کی پیروی نہ کیجئے جو علم نہیں رکھتے (۱۸) وہ اللہ کے

يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

مقابلہ میں آپ کو ہر گز کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچائیں گے۔ یقیناً ظالم لوگ ایک

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾

دوسرے کے ساتھی ہوتے ہیں اور اللہ تو پرہیز گاروں کا ساتھی (اور پشت پناہ) ہے (۱۹)

۴۔ ﴿فَمَا اخْتَلَفُوْٓا۔ الآیہ﴾ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کا باہمی اختلاف وافتراق کسی جہالت کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ انہوں نے یہ اختلاف نبیوں کے توسط سے یہ علم آجانے کے بعد محض باہمی ضد وحسد اور ظلم تعدی اور اپنی چودھراہٹ کو قائم رکھنے کے باعث جان بوجھ کر کیا تھا۔ جس کی پاداش میں وہ ذلیل وخوار ہوئے۔

۵۔ ﴿ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ۔ الآیہ﴾ دین کے اصول ہوں یا فروع یعنی عقائد ہوں یا احکام ان کا وضع کرنا اور بنانا مالک الملک اور خالق الخلق کا کام ہے۔ نبی و رسول اس کے بنائے ہوئے دین کو بلا کم و کاست لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور اپنے قول وفعل سے اس کی تبلیغ فرماتے ہیں۔ چنانچہ خداوند عالم اپنے رسول اعظم کو اسی شریعت کے اتباع کرنے اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرنے کا حکم دے رہا ہے کہ وہ لوگوں کی خواہش کے مطابق اس شریعت میں کسی قسم کا کوئی ردوبدل نہ کریں ورنہ لوگ آپ کو خدائی مؤاخذہ ومحاسبہ سے چھڑا نہیں سکیں گے۔

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ
یہ (قرآن) لوگوں کیلئے بصیرتوں کا سرمایہ اور یقین رکھنے والوں کیلئے ہدایت و رحمت
يُّوقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ
کا باعث ہے (۲۰) کیا وہ لوگ جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے وہ خیال
اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
کرتے ہیں کہ ہم انکو ان لوگوں کی مانند قرار دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے؟
سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع ۲/۱۸
ان کا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے گا؟ بہت برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کر رہے ہیں (۲۱)
وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى
اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق و حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے تاکہ ہر شخص کو
كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾
اس کے کیئے کا بدلہ دیا جائے اور ان پر (ہرگز) ظلم نہیں کیا جائے گا (۲۲)
اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى
کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنا رکھا ہے اور اللہ نے
عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ
باوجود علم کے اسے گمراہی میں چھوڑ دیا ہے اور اسکے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اسکی آنکھ پر
غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾
پردہ ڈال دیا ہے اللہ کے بعد کون ایسے شخص کو ہدایت کر سکتا ہے؟ کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے (۲۳)
وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا
اور وہ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو بس یہی دنیاوی زندگی ہے۔ یہیں ہم مرتے ہیں اور یہیں
وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ
جیتے ہیں اور ہمیں صرف گردش زمانہ ہلاک کرتی ہے حالانکہ انہیں اس (حقیقت) کا
عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ
کوئی علم نہیں ہے وہ محض گمان کی بناء پر ایسا کہتے ہیں (۲۴) اور جب ان کے سامنے

۶۔ ﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ یعنی بدکردار لوگ کبھی ایماندار اور نیکوکار لوگوں جیسے نہیں ہو سکتے کیونکہ ایسا کرنا عادلِ حقیقی کے نظام عدل کے خلاف ہے۔ ھل یستوی الظلمات والنور؟ کیونکہ ایسا کرنا صریح ظلم ہے اور خدا تو وہ عادل ہے جو کبھی ظلم کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتا۔

۷۔ ﴿اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ۔ الآیہ﴾ دنیا جہان کے ملل و مذاہب میں ایسا کوئی دین و مذہب نہیں پایا جاتا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ خواہش نفس خدا ہے تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ خدا کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کا عمل بتاتا ہے کہ ان کا خواہش نفس کے سوا کسی چیز پر ایمان نہیں ہے۔ اس لیے جو وہ کام بھی کرتے ہیں وہ خواہش نفس کے مطابق کرتے ہیں۔ لہٰذا جب شریعت اور خواہش کا تصادم ہو تو وہ خواہش نفس کی پیروی کرتے ہیں۔ گویا ان کی باگ ڈور انکے نفس امارہ کے ہاتھ میں ہے یہ ان کو جدھر کھینچتا ہے وہ ادھر کھنچے چلے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں شاعر نے کہا ہے۔

زبان سے گر کیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل؟
بنایا ہے بت پندار کو اپنا خدا تو نے

حالانکہ جنت میں داخلہ اور خوشنودی خدا کا راز خواہش نفس کی مخالفت میں مضمر ہے۔ جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے ﴿و اما من خاف مقام ربہ و نہی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ﴾ (سورہ النازعات آیات ۴۰،۴۱)

اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ مَّا کَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا
ہماری کھلی ہوئی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو انکے پاس کوئی حجت اور دلیل نہیں ہوتی سوائے اسکے کہ کہتے
بِاٰبَآئِنَآ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ یُحْیِیْکُمْ
ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو (زندہ کر کے) لاؤ (۲۵) آپ کہہ دیجئے! اللہ ہی
ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یَجْمَعُکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا
تمہیں زندہ رکھتا ہے وہی تمہیں موت دیتا ہے پھر وہی تمہیں قیامت کے دن اکٹھا کرے گا
ع ۳ ۱۹ رَیْبَ فِیْهِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ ع وَلِلّٰهِ
جسکے آنے میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) جانتے نہیں ہیں (۲۶) آسمانوں
مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ
اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے اور جس دن قیامت قائم ہو گی اس دن باطل
یَوْمَئِذٍ یَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَتَرٰی کُلَّ اُمَّةٍ جَاثِیَةً ۫
پرست لوگ خسارہ اٹھائینگے (۲۷) اور آپ دیکھیں گے کہ اس وقت ہر گروہ گھٹنوں کے بل گرا ہوا اپنے
کُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤی اِلٰی کِتٰبِهَا ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا
(فیصلے کا منتظر) ہوگا اور ہر گروہ کو اسکی کتاب (صحیفہ عمل) کی طرف بلایا جائیگا (اور ان سے کہا جائیگا کہ) آج
کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا کِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْکُمْ
تمہیں اس کا بدلہ دیا جائیگا جو کچھ تم کیا کرتے تھے (۲۸) یہ ہماری کتاب (دفتر عمل) ہے جو تمہارے بارے
بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾
میں حق و سچ کیساتھ بولتی ہے ہم لکھتے (لکھواتے) رہتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے (۲۹)
فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُدْخِلُهُمْ
جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کا پروردگار
رَبُّهُمْ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا
انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا اور یہی واضح کامیابی ہے (۳۰) اور جن لوگوں نے کفر
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ
اختیار کیا (ان سے کہا جائے گا) میری آیتیں تمہیں پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں؟

۸۔ ﴿وَتَرٰی کُلَّ اُمَّةٍ۔ الآیہ﴾ آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ہر گروہ گھٹنوں کے بل گرا ہوا (فیصلے کا منتظر) ہوگا۔ اس عنوان سے روزِ قیامت کی ہولناکی اور ہیبت ناکی بیان کی جا رہی ہے کہ اس دن حالات اس قدر سنگین ہوں گے کہ ہر گروہ گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہوگا اور اپنے فیصلے کا منتظر ہوگا اور اس قدر خوف زدہ ہوں گے کہ ان کیلئے سیدھا کھڑا ہونا مشکل ہو جائے گا اور بے چین ہوگا کہ عادل حقیقی اس کا کیا فیصلہ کرتا ہے؟

۹۔ ﴿هٰذَا کِتٰبُنَا۔ الآیہ﴾ یہاں اس کتاب سے وہ نامۂ اعمال مراد ہے جس میں انسانی زندگی کے پورے اعمال درج ہیں۔ اسی میں ہر انسان کی ساری زندگی کا مکمل ریکارڈ موجود ہے جسے دیکھ کر آدمی پکار اٹھے گا کہ ﴿مالِ هذا الکتاب لا یغادر صغیرة ولا کبیرة الا احصاها﴾؟

۱۰۔ ﴿فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ رحمت سے یہاں جنت الفردوس مراد ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اس کے ساتھ ساتھ نیک عمل بھی کئے خدا ان کو اپنی رحمت یعنی جنت میں داخل فرمائے گا۔ اس سے بھی یہی حقیقت واضح و آشکار ہوتی ہے کہ جنت میں داخل ہونے کیلئے دو چیزیں لازم ہیں: ایک ایمان، دوسری عمل صالح۔ لہٰذا ان میں سے کسی ایک چیز کے فقدان کا انجام جہنم ہے۔

فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا

مگر تم نے تکبر کیا اور تم مجرم لوگ تھے (۳۱) اور جب (تم سے) کہا جاتا تھا

قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا

کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں ہے تو تم کہتے

قُلْتُمْ مَّا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِنْ نَّظُنُّ إِلَّا ظَنًّا

تھے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ قیامت کیا ہے؟ بس ایک گمان ہے جو ہم

وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِينَ ﴿٣٢﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا

کرتے ہیں اور ہمیں اس کا یقین نہیں ہے (۳۲) (اس وقت) ان کے اعمال کی برائیاں

عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٣﴾ وَ

واضح ہو جائیں گی اور وہ چیز ان کو گھیرے گی جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے (۳۳)

قِيلَ الْيَوْمَ نَنْسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ

اور (ان سے) کہا جائیگا کہ آج ہم تمہیں اس طرح نظرانداز کریں گے جس طرح تم نے اس دن کی ملاقات

هَٰذَا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نَّاصِرِينَ ﴿٣٤﴾

(حاضری) کو بھلا دیا تھا تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے (۳۴)

ذَٰلِكُمْ بِأَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ

یہ اس لئے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑایا تھا اور دنیاوی زندگی نے تمہیں دھوکہ

الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ

میں مبتلا کیا۔ پس وہ آج نہ تو اس (دوزخ) سے نکالے جائینگے اور نہ انکو معذرت (خدا کو راضی)

يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٣٥﴾ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَ

کرنے کا موقع دیا جائے گا (۳۵) ہر قسم کی تعریف اللہ کیلئے ہے جو آسمانوں

رَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٦﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ

اور زمین کا بلکہ سارے جہانوں کا پروردگار ہے (۳۶) اسی کیلئے

فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣٧﴾ ع ۴ / ۲۰

کبریائی ہے اور وہ بڑا غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے (۳۷)

۱۱۔ ﴿وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ ۔ الآیہ﴾ آسمان و زمین اسی ذات ذوالجلال کیلئے کبریائی اور بڑائی ہے جو ان کا خالق و مالک ہے۔ حدیث قدسی میں وارد ہے: ﴿الکبریاء ردائی فمن نازعنی فی ردائی القیۃ فی ناری ولا ابالی﴾ کہ تکبر و بڑائی میری چادر ہے لہٰذا جو کوئی مجھ سے میری یہ چادر چھیننے کی کوشش کرے گا تو میں اسے اپنی دوزخ میں جھونک دوں گا اور کوئی پرواہ نہیں کروں گا۔

(کواکب مضیۂ ترجمہ و تحشیہ جواہر سنیہ)

آیاتہا ۳۵ | ۴۶ سُوْرَۃُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ ۶۶ | رکوعاتہا ۴

سورۂ احقاف مکی ہے۔ آیات ۳۵۔ ۴ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۞ ﴿۱﴾ تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ﴿۲﴾

حا میم (۱) (یہ) کتاب عزیز و حکیم (غالب اور بڑے حکمت والے خدا) کی طرف سے نازل کی گئی ہے (۲)

مَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَاۤ اِلَّا

ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کو پیدا نہیں کیا مگر حق و حکمت کے ساتھ

بِالۡحَـقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ‌ؕ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا عَمَّاۤ اُنۡذِرُوۡا

اور ایک مقررہ مدت تک اور جو کافر لوگ ہیں وہ جس چیز سے ڈرائے جاتے ہیں وہ اس سے

مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۳﴾ قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ

روگردانی کرتے ہیں (۳) آپ کہہ دیجئے! کہ کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ جن کو تم

اللّٰهِ اَرُوۡنِىۡ مَاذَا خَلَقُوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ اَمۡ لَهُمۡ

اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کیا پیدا کیا ہے؟

شِرۡكٌ فِى السَّمٰوٰتِ‌ ؕ اِيۡتُوۡنِىۡ بِكِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ هٰذَاۤ

یا آسمانوں کی تخلیق میں ان کی کچھ شرکت ہے؟ میرے پاس پہلے کی کوئی

اَوۡ اَثٰرَةٍ مِّنۡ عِلۡمٍ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۴﴾ وَمَنۡ

کتاب لاؤ! یا کوئی علمی روایت (اور علمی ثبوت) لاؤ اگر تم سچے ہو (۴) اور اس

اَضَلُّ مِمَّنۡ يَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَنۡ لَّا يَسۡتَجِيۡبُ

شخص سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک

لَهٗۤ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ وَهُمۡ عَنۡ دُعَآئِهِمۡ غٰفِلُوۡنَ ﴿۵﴾

اس کو جواب نہیں دے سکتے بلکہ وہ ان کی دعا و پکار سے غافل ہیں (۵)

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوۡا لَهُمۡ اَعۡدَآءً وَّكَانُوۡا

اور جب سب لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ (معبود) ان کے دشمن ہوں گے اور

سورۂ احقاف

سورۂ احقاف کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قرآن خدا کا نازل کردہ ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصنیف نہیں ہے۔ (۲) زمین و آسمان کی خلقت کا حق اور با مقصد ہونا۔ (۳) زمین و آسمان کی خلق میں کسی مزعومہ شریک کی عدم شرکت کا تذکرہ۔ (۴) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی انوکھا رسول نہ ہونا۔ (۵) ایمان اور اس پر استقامت کرنے والوں کی جزاء کا بیان۔ (۶) والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم (۷) تکبر اور فسق و فجور کرنے والوں کا انجام۔ (۸) قوم عاد کی ہلاکت کا قصہ۔ (۹) قوم جن کے بعض افراد کا قرآن سن کر ایمان لانے کا تذکرہ۔ (۱۰) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اولوالعزم رسل کی طرح صبر کرنے کا حکم وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ. الآیہ﴾ مطلب یہ ہے زمین ہو یا آسمان یا جو کچھ ان کے درمیان ہے ان میں کوئی چیز بھی عبث پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ حق اور کسی خاص مقصد کے تحت اور ایک خاص مدت کیلئے پیدا کی گئی ہے۔

۲۔ ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ. الآیہ﴾ کس قدر موثر اور دلنشین انداز میں مشرکین کو انکے شرک پر تنبیہ کی گئی ہے کہ تم خدا کو چھوڑ کر جنکی پرستش کرتے ہو انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے؟ یا آسمان کی خلقت میں کیا حصہ لیا ہے؟ یا کوئی نقلی و عقلی دلیل و سند پیش کرو اور جب ہر چیز کا خالق و مالک صرف خدا ہے تو دوسروں کی پرستش اور ان سے دعا و پکار کا کیا جواز ہے؟

۳۔ ﴿وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ. الآیہ﴾ اہل حق اور اہل باطل میں یہی نمایاں فرق ہے کہ باطل نواز مشکل وقت آنے پر نہ صرف ساتھ چھوڑ جاتے ہیں بلکہ دشمن بھی بن جاتے ہیں اور حق پرست ساتھ نبھاتے ہیں اور کام آتے ہیں۔ چنانچہ غیر اللہ کی پرستش کرنے والوں کے معبود دو قسم کے ہیں: (۱) بے جان۔ (۲) جاندار، تو قیامت کے دن پہلی قسم کے معبود

بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۶ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا

ان کی عبادت کا انکار کریں گے (۶) اور جب ان کو ہماری واضح آیتیں پڑھ کر

بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ

سنائی جاتی ہیں تو (یہ) کافر لوگ حق کے بارے میں کہتے ہیں جبکہ ان کے پاس آ گیا

هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ

کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے (۷) کیا وہ کہتے ہیں کہ اس (رسولؐ) نے اسے خود گھڑ لیا ہے؟

افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ

آپ کہیے کہ اگر میں نے اسے گھڑ لیا ہے تو تم لوگ اللہ کے مقابلہ میں میرے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتے (ذرا

بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ

بھی مجھے نہیں بچا سکتے) (قرآن کے متعلق) تم جن باتوں میں مشغول ہو وہ (اللہ) انکو خوب جانتا ہے اور وہی

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۸ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ

میرے اور تمہارے درمیان بطور گواہ کافی ہے اور بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنیوالا ہے (۸) آپ کہہ دیجئے کہ رسولوں

الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ

میں سے میں کوئی انوکھا نہیں ہوں اور میں (از خود) نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائیگا؟ اور تمہارے

اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۹

ساتھ کیا کیا جائیگا اور میں تو صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جسکی مجھے وحی کی جاتی ہے اور میں نہیں ہوں مگر کھلا ہوڈرانیوالا (۹)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ

آپ کہیے کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ اگر وہ (قرآن) اللہ کی طرف سے ہوا اور تم نے اس

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ

کا انکار کیا درآنحالیکہ تم بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ اس جیسی (کتاب پر) گواہی

وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰ ع ۱۰ ۱

دے چکا اور ایمان بھی لا چکا مگر تم نے تکبر کیا؟ بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (۱۰)

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا

اور کافر لوگ ایمان لانیوالوں کی نسبت کہتے ہیں کہ اگر وہ (قرآن واسلام) کوئی اچھی چیز ہوتا تو یہ لوگ اسکی

زبان حال سے اور دوسری قسم کے معبود زبان مقال سے ان کی عبادت کرنے والوں کی عبادت کا انکار کریں گے اور اس سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کریں گے۔

۴۔ ﴿مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ۔ الآیہ﴾ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کیا تو کفار نے آپ پر بڑے عجیب وغریب اور بودے قسم کے ایرادات کئے۔ مثلاً یہ کہ آپ بشر ہیں، کھاتے پیتے ہیں اور بازار سے سودا سلف خرید کر لاتے ہیں۔ پیغمبر تو کوئی آسمانی فرشتہ ہونا چاہیے یا کوئی بڑا سرمایہ دار۔ ایسے لوگوں کے جواب میں آپ سے کہلوایا جا رہا ہے کہ میں کوئی نرالا اور انوکھا رسول نہیں ہوں مجھ سے پہلے بہت سے رسول آ چکے ہیں جنکو تم جانتے اور مانتے ہو۔ حالانکہ وہ بھی بشر تھے اور کھاتے پیتے بھی تھے اور بازار سے سودا سلف بھی خرید کر لاتے تھے تو پھر ان کا اقرار اور میرا انکار چہ معنی دارد؟

۵۔ ﴿مَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ۔ الآیہ﴾ مستقبل کے حالات دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) اخروی۔ (۲) دنیوی۔ جہاں تک اخروی حالات کا تعلق ہے تو اسکے بارے میں تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل علم تھا کہ ان کا اور ان کے پیروکاروں کا مستقبل تاریک وتباہ ہے اور ہادیہ انکا زاویہ ہے۔ تو یہاں جس علم کی نفی کی جا رہی ہے اس سے دنیوی حالات مراد ہیں جن کا آپؐ کو بذات خود کوئی علم نہیں تھا مگر اسی قدر جس قدر خدا بتاتا تھا۔ کیونکہ آپؐ عالم الغیب نہیں ہیں کہ ان پر اپنا اور دوسرے تمام لوگوں کا ماضی، حال اور مستقبل واضح وعیاں ہو۔

۶۔ ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ۔ الآیہ﴾ عام مفسرین نے اس شخص سے عبداللہ بن سلام مراد لیا ہے جو کہ بنی اسرائیل کے علماء میں سے نامی گرامی عالم تھا جو مدینہ میں اسلام لایا تھا۔ بنا بریں اس آیت کو مدنی تسلیم کرنا پڑے گا اور یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے بلکہ مدنی سورتوں میں مکی آیتوں کا اور مکی سورتوں میں مدنی آیتوں کا پایا جانا ایک مسلمہ حقیقت ہے ملاحظہ ہو تفسیر در منثور و تفسیر اتقاق اور تفسیر

مَا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ

طرف ہم پر سبقت نہ لے جاتے اب چونکہ انہوں نے اس (قرآن) سے ہدایت نہیں پائی تو وہ ضرور کہیں

هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى

گے کہ یہ تو پرانا جھوٹ ہے (۱۱) حالانکہ اس سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب (توراۃ) بھی راہنما و رحمت تھی

اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا

اور یہ کتاب (قرآن) تو اس کی تصدیق کرنے والی ہے (اور) عربی زبان میں ہے

لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ

تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور نیکوکاروں کیلئے خوشخبری ہے (۱۲) بے شک جن لوگوں

الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ

نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر اس (اقرار) پر ثابت و برقرار رہے تو انہیں کوئی خوف نہیں

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے (۱۳) یہی لوگ بہشتی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ صلہ ہے

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَوَصَّيْنَا

انکے ان اعمال کا جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے (۱۴) اور ہم نے انسان کو اپنے

الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ

والدین کیساتھ نیک سلوک کرنیکا حکم دیا ہے اسکی ماں نے زحمت کیساتھ اسے پیٹ میں رکھا اور زحمت کیساتھ

وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰٓى

اسے جنم دیا اور اسکا حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینوں میں ہوا۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری طاقت کو

اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ

پہنچا (جوان ہوا) اور پورے چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا اے میرے

اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ

پروردگار! تو مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیرے اس احسان کا شکرادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین

عَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ

پر کیا ہے اور یہ کہ میں ایسا نیک عمل کروں جسے تو پسند کرتا ہے اور میرے لئے میری اولاد میں بھی صالحیت

ماجدی وغیرہ۔

۷۔ ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ۔ الآیہ﴾ انسانی نسل کی بقا اور اس کے جاری رہنے کا فطری اور قدرتی طریقہ ماں باپ کے ذریعہ سے وجود میں آنا ہے اور یہی ماں باپ بچہ کی تعلیم و تربیت کر کے اسے بڑا بناتے ہیں اور اسے پروان چڑھاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن خالق و مالک کائنات کے فرائض بندگی ادا کرنے کے حکم کے ساتھ والدین کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور ہم اس موضوع پر سورہ انعام، سورہ اسراء وغیرہ میں تفصیل سے تبصرہ کر چکے ہیں۔

۸۔ ﴿حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا۔ الآیہ﴾ اگرچہ والدین کا احترام، انکے حقوق کی ادائیگی اور انکے ساتھ بھلائی کرنا بہرحال واجب ولازم ہے مگر بعض آیات و روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ماں کا حق باپ کے حق پر فائق ہے۔ مثلاً اسی آیت میں ماں کا ذکر تین بار اور باپ کا ذکر ایک بار آیا ہے۔ مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں کس سے نیکی کروں؟ فرمایا: ماں سے۔ عرض کیا: پھر کس سے؟ فرمایا: ماں سے۔ عرض کیا: پھر کس سے؟ فرمایا: ماں سے۔ عرض کیا پھر کس سے؟ فرمایا: باپ سے۔ (جامع السعادات وغیرہ) اس کی وجہ سے ظاہر ہے کہ حمل سے لے کر وضع حمل تک اور اس کے آغاز تعلیم و تربیت سے لے کر اس کے پروان چڑھنے تک ماں کی محنت و مشقت باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔

۹۔ ﴿وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ۔ الآیہ﴾ قرآن مجید کے ایک دوسرے مقام پر دودھ پلانے کی مدت پورے دو سال مقرر کی گئی ہے۔ ﴿والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین﴾ (بقرہ) تو جب تیس ماہ سے چوبیس ماہ نکال لیے جائیں تو باقی چھ ماہ بچتے ہیں۔ اسی سے علماء و فقہاء نے یہ استنباط کیا ہے کہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے۔ لہٰذا اگر شادی کے بعد چھ ماہ گزر جائیں اور پھر عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو تو وہ اسی شوہر کا متصور ہو

فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾

پیدا فرما میں تیری بارگاہ میں توبہ (رجوع) کرتا ہوں اور میں مسلمانوں (فرمانبرداروں) میں سے ہوں (۱۵)

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ

یہی وہ لوگ ہیں جن کے بہترین اعمال کو ہم قبول کرتے ہیں اور

نَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ

ان کی برائیوں سے درگزر کرتے ہیں یہ بہشتیوں میں ہوں گے اس سچے

الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْ قَالَ

وعدہ کی بنا پر جو برابر ان سے کیا جاتا رہا ہے (۱۶) اور جس نے اپنے والدین سے

لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ

کہا تف ہے تم پر کیا تم دونوں مجھ سے وعدہ کرتے ہو کہ میں (دوبارہ قبر سے) نکالا جاؤنگا۔ حالانکہ مجھ سے

خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ

پہلے کئی نسلیں گزر چکی ہیں (اور کوئی ایک بھی زندہ نہ ہوا) اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں (اور کہتے

وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ

ہیں) وائے ہو تجھ پر ایمان لے آ۔ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے (مگر) وہ کہتا ہے کہ یہ سب

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ

اگلے لوگوں کی (پرانی) کہانیاں ہیں (۱۷) یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کے قول (عذاب)

الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ

کا فیصلہ نافذ ہو چکا ہے۔ ان گروہوں کے ساتھ جو جنوں اور انسانوں میں سے

وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا

پہلے گزر چکے ہیں۔ یقیناً وہ لوگ گھاٹے میں تھے (۱۸) اور ہر ایک کیلئے ان کے

عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾

اعمال کے مطابق درجے ہونگے تاکہ انکو انکے اعمال کا پورا پورا بدلہ مل جائے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائیگا (۱۹)

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَذْهَبْتُمْ

اور جس دن کافروں کو دوزخ کے سامنے لایا جائے گا (تو ان سے کہا جائے گا کہ)

گا۔ شیخ مراغی مصری نے اپنی تفسیر میں اعتراف کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام نے اس آیت سے یہ حکم استنباط کیا تھا۔ جب کہ تیسرے دور خلافت میں ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی اور اس نے چھ ماہ کے بعد ایک بچہ کو جنم دیا۔ شوہر نے دربار خلافت میں شکایت کی۔ حکومت نے عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ جب حضرت علی علیہ السلام کو اس واقعہ کا پتہ چلا تو آپ دربار میں تشریف لے گئے اور خلیفہ وقت سے کہا: کیا آپ نے قرآن نہیں پڑھا؟ کہ خدا فرماتا ہے: ﴿و حمله و فصاله ثلاثون شهرًا﴾ اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے۔ پس جب تیس ماہ سے ۲۴ ماہ نکال لیے جائیں تو باقی چھ ماہ بچتے ہیں جو اقل مدت حمل ہے جس پر خلیفہ نے کہا کہ بخدا میں نہیں سمجھ سکا۔ پھر آدمی بھیجا کہ عورت کو سنگسار نہ کیا جائے۔ مگر وہ سنگسار ہو چکی تھی۔ (تفسیر مراغی بحوالہ ابن اسحاق، حصاص، ابن کثیر وغیرہ) اس واقعہ سے اور اس جیسے کئی واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن صامت کے ساتھ قرآن ناطق کا ہونا ضروری ہے۔ اس لیے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کے ساتھ اپنے اہل بیتؑ کو چھوڑا تھا۔ ﴿انی تارك فيكم الثقلين......﴾

طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ

تم اپنے حصے کی نعمتیں دنیاوی زندگی میں لے چکے اور ان سے

بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ

فائدہ اٹھا چکے آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا بوجہ اس کے

تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ

کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور نافرمانیاں

ع ۱۰ ۲ ۲ تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ

کرتے تھے (۲۰) (اے رسولؐ) قوم عاد کے بھائی (جناب ہودؑ) کا ذکر کیجئے جبکہ انہوں نے اپنی قوم کو

وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا

مقام احقاف (ریت کے ٹیلوں والی بستی) میں ڈرایا تھا جبکہ بہت سے ڈرانیوالے ان سے پہلے بھی گزر چکے اور انکے بعد بھی

تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

(جناب ہودؑ نے کہا کہ) اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو (ورنہ) مجھے تمہارے بارے میں ایک بڑے (ہولناک) دن کے

عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ

عذاب کا اندیشہ ہے (۲۱) ان قوم والوں نے کہا کہ کیا تم اس لیے ہمارے پاس آئے ہو کہ ہمیں اپنے معبودوں

فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ

سے منحرف کردو۔ لاؤ ہمارے پاس وہ (عذاب) جسکی دھمکی تم ہمیں دیتے ہو اگر تم سچے ہو (۲۲) جناب ہودؑ نے کہا

اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ڮ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ

اس (نزول عذاب) کا علم تو بس اللہ کے پاس ہے میں تو صرف تم تک وہ (پیغام) پہنچا رہا ہوں جس کیساتھ

وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا

میں بھیجا گیا ہوں لیکن میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم بالکل جاہل قوم ہو (۲۳) پس جب انہوں نے

مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ

(عذاب) کو ایک بادل کی صورت اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ بادل تو ہم پر برسنے والا

بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ ۙ

ہے بلکہ یہ وہ (عذاب) ہے جسکی تم جلدی کر رہے تھے (یہ تند و تیز) ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے (۲۴)

۱۰۔ ﴿واذکر اخا عاد۔ الآیہ﴾ جناب ہودؑ اوران کی قوم عاد کا قبل ازیں کئی مقامات پر ذکر کیا جاچکا ہے۔ یہاں قابل ذکر اضافہ یہ ہے کہ یہاں اس قوم کا محل قیام یا وطن بتایا گیا ہے کہ وہ مقام احقاف میں آباد تھے۔ احقاف جو کہ حقف کی جمع ہے اور حقف کے معنی ریت کے ٹیلے کے ہیں یعنی ریت کے ٹیلوں والی بستی۔ اور یہ مقام جنوبی عرب کے اس علاقہ میں واقع ہے جسے اب "الربع الخالی" کہا جاتا ہے۔ ابن اسحاق اور یاقوتِ حموی کے بیان کے مطابق یہ علاقہ عمان سے یمن کے علاقہ حضرموت تک پھیلا ہوا تھا۔ اور یہ لوگ اپنے اصلی وطن سے نکل کر جہاں قرب و جوار کے ممالک میں پھیلے وہاں کمزور قوموں کے علاقوں پر قابض بھی ہو گئے۔ اور ان کی مادی ترقی نے انہیں غفلت اور تکبر میں مبتلا کر دیا۔ اور جب خداوند عالم نے انکی ہدایت کیلئے جناب ہودؑ کو بھیجا تو انہوں نے اس سے کوئی اثر نہ لیا اور اپنی اصلاح کرنے سے انکار کر دیا اور شرک جیسے سنگین جرم سے باز نہ آئے۔ انجام کار وہ قوم خدا کے سخت عذاب کی گرفت میں آگئی۔ خدا نے عذاب کا بادل بھیجا، قوم اسے بارش کا بادل سمجھی۔ مگر اس میں بارش نہیں بلکہ تیز و تند ہوا کا عذاب تھا۔ اس آندھی نے ان کی بستیوں میں داخل ہو کر ان کو بالکل کھنڈر بنا دیا۔ وہ تیز و تند ہوا سات آٹھ دن تک اس پر مسلط رہی جس نے آدمیوں کو برباد اور بستیوں کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ اور انہیں آنے والی نسلوں کیلئے نشان عبرت بنا دیا۔ فھل من مذکر؟ کذٰلک نجزی القوم المجرمین۔

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا

وہ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر چیز کو تباہ و برباد کردیگی چنانچہ وہ ایسے ہوگئے کہ انکے مکانوں

مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٥﴾

کے سوا وہاں کچھ نظر نہیں آتا تھا ہم مجرم قوم کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں (٢٥)

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا

ہم نے ان لوگوں کو ان کاموں کی قدرت دی تھی جو تمہیں بھی نہیں

لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ

دی اور ہم نے ان کو کان، آنکھیں اور دل دیے تھے مگر ان کے کانوں

سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ

اور آنکھوں اور دلوں نے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچایا کیونکہ وہ

اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

آیات الٰہی کا انکار کیا کرتے تھے اور ان کو اس چیز نے گھیر لیا جس کا

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ ع ٣/٤

وہ مذاق اڑایا کرتے تھے (٢٦) اور ہم نے تمہارے اردگرد کی کئی بستیوں کو ہلاک و برباد کردیا اور ہم نے

الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٧﴾

اپنی (قدرت کی) نشانیاں پھیر پھیر کر (مختلف انداز سے) پیش کیں تاکہ وہ باز آجائیں (٢٧)

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا

تو انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی جن کو انہوں نے خدا کے تقرب کیلئے

اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا

معبود بنا رکھا تھا بلکہ وہ تو ان سے غائب ہوگئے یہ تھا انکا جھوٹ اور انکا بہتان

يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ

جو وہ باندھتے تھے (٢٨) اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے جنات کے کچھ افراد کو آپکی طرف متوجہ کیا

يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ

تاکہ وہ غور سے قرآن سنیں۔ پس وہ اس جگہ پہنچے (جہاں قرآن پڑھا جارہا تھا) تو (آپس میں کہنے لگے)

١١۔ ﴿وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ۔ الآیہ﴾ اکابر قریش اور انکے سرداروں کو اپنی بڑائی کا بڑا زعم تھا اور اپنے تئیں بڑا طاقتور اور ناقابل تسخیر جانتے تھے اور اسی زعم نے انہیں متکبر و سرکش بنادیا تھا۔ خداوند عالم انکے اس پندار کے طلسم کو توڑنے کی خاطر انہیں قوم عاد کا قصہ سنارہا ہے اور فرمارہا ہے کہ ہم نے اس قوم کو وہ اقتدار عطا کیا تھا اور وہ قوت و طاقت بخشی تھی جو تمہیں بھی نہیں دی۔ مگر جب ان کے کفرانِ نعمت اور سرکشی کی پاداش میں عذاب کا فیصلہ ہوا تو ان کا سب اقتدار و وقار خاک میں مل گیا اور جن چیزوں کا انہوں نے سہارا لے رکھا تھا عذاب نازل ہونے پر کوئی سہارا کارگر ثابت نہ ہوا۔

١٢۔ ﴿وَجَعَلْنَا لَهُمْ۔ الآیہ﴾ کان، آنکھ اور دل و دماغ ہی وہ اعضاء ہیں جن سے ایک انسان آیاتِ الٰہیہ اور خدا کی قدرت و حکمت کے کرشموں میں غور و فکر کرکے کسی نتیجے اور فیصلے پر پہنچتا ہے۔ الغرض کسی بھی حقیقت کے ادراک کے فطری ذرائع یہی ہیں۔ ارشادِ قدرت ہے کہ ہم نے قوم عاد کو یہ اعضاء و جوارح بھی عطا کیے تھے مگر ان بدقسمت مورکھوں نے ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ اس لئے عذاب الٰہی کے مستحق قرار پاکر ہلاک و برباد ہوگئے اور آنے والوں کیلئے نشانِ عبرت بن گئے۔

١٣۔ ﴿وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا۔ الآیہ﴾ کفارِ مکہ کو تنبیہ کی جارہی ہے اور انہیں درسِ عبرت دیا جارہا ہے کہ تمہارے گرد و پیش کئی بستیاں تھیں جن کے باشندوں کے کفر و شرک اور تکذیب رسل کی وجہ سے ہم نے ان کو ہلاک و برباد کردیا جیسے قوم ہودؑ و صالحؑ اور قوم لوطؑ کی بستیاں۔ ارشادِ قدرت ہے کہ ہم اپنی قدرت کی نشانیاں مختلف انداز میں پھیر پھیر کر ان لوگوں کو دکھائیں گے تاکہ لوگ کفر و شرک اور گناہ و عصیاں سے باز آجائیں۔ مگر افسوس کہ ان بدبختوں نے ان نشانیوں سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور انجام کار وہ لوگ حرفِ غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹادیے گئے۔

فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا

خاموش ہو کر سنو پس جب (قرآن) پڑھا جا چکا تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈرانیوالے بن کر لوٹے (۲۹) انہوں نے کہا

يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى

اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰؑ کے بعد نازل

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى

کی گئی ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے (اور جو) حق اور سیدھے راستے کی

طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ

طرف راہنمائی کرتی ہے (۳۰) اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلانے والے کی

وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ

دعوت پر لبیک کہو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں

عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ

دردناک عذاب سے پناہ دیگا (۳۱) اور جو کوئی اللہ کی طرف بلانیوالے کی آواز پر لبیک نہیں کہے گا وہ زمین

بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ

میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا (اسکے قابو سے باہر نہیں نکل سکتا) اور نہ اللہ کے سوا اسکے لیے کوئی مددگار و سازگار

اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ

ہے ایسے لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں (۳۲) کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ

آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور ان کے پیدا کرنے سے تھکا نہیں ہے وہ اس پر

عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾

قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے۔ ہاں بے شک وہ ہر چیز پر بڑی قدرت رکھتا ہے (۳۳)

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَلَيْسَ

اور جس دن کافر دوزخ کے سامنے پیش کیے جائینگے (ان سے کہا جائیگا) کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟

هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا

وہ کہیں گے کہ ہاں ہمیں قسم ہے اپنے پروردگار کی! ارشاد ہوگا اپنے کفر و انکار کی پاداش میں

۱۴۔ ﴿فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ۔ الآیہ﴾ مشرکین عرب اپنے خودساختہ معبودوں کو اپنے بڑے خدا تک رسائی اور اس کا تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیتے ہیں اور انکو ایسا شفیع جانتے تھے کہ مشکل وقت آنے پر خدا کے ہاں انکی سفارش کر کے انکو اس مشکل سے نجات دلائیں گے۔ ارشادِ قدرت ہے کہ مشکل وقت آنے پر انہوں نے انکی مدد نہ کی بلکہ غائب ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا ان کو شفیع بنانا محض جھوٹ تھا اور بہتان تھا جو وہ باندھا کرتے تھے۔

۱۵۔ ﴿وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ۔ الآیہ﴾ اگرچہ جنات نظر نہیں آتے مگر قرآن وسنت کی نصوص شاہد ہیں کہ وہ ایک ایسی ناری مخلوق ہیں جن کی خلقت میں ناری عنصر غالب ہے اور وہ انسان کی طرح شرعی تکلیف کے مکلف ہیں اور انسانوں کی طرح ان میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی اور نیکوکار بھی ہیں اور بدکار بھی۔ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر انکا تذکرہ کیا گیا ہے بلکہ جن کے نام کی پوری سورہ موجود ہے۔ غرض خلقت کے سلسلہ میں بھی ان کی خلقت کا ذکر موجود ہے۔ ﴿وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون﴾۔ خود شیطان کے بارے میں موجود ہے کہ ﴿کان من الجن﴾۔ اور انسانوں کی طرح یہ بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائرہ نبوت میں داخل ہیں اور آپؐ کی امت کی طرح دعوت میں شامل ہیں۔ اس موضوع کی مزید وضاحت سورہ جن کی تفسیر میں کی جائے گی انشاء اللہ۔ اس آیت کی شان نزول میں مروی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بعثت کے دسویں سال مکہ کے لوگوں سے دلبرداشتہ ہو کر اس خیال کے پیش نظر طائف تشریف لے گئے جو مکہ کے بعد جزیرۃ العرب میں دوسرا بڑا شہر تھا کہ شاید وہاں کے لوگوں پر اسلام کا کچھ اثر ہو۔ مگر افسوس کہ وہاں کے لوگوں نے بھی آپؐ کا اچھا استقبال نہیں کیا اور وہاں سے واپسی پر بمقام بطن نخلہ (اور بقولے بمقام مجنہ) شب باشی فرمائی اور نماز شب

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٤﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ

عذاب کا مذا چکھو (۳۴) اے رسولؐ آپ اسی طرح صبر کریں جس طرح اولوالعزم

أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ

رسولوںؑ نے صبر کیا ہے اور ان کیلئے جلدی نہ کریں جس دن وہ دیکھیں گے (وہ عذاب) جس کا ان سے

يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ

وعدہ کیا جارہا ہے تو وہ محسوس کریں گے کہ وہ (دنیا میں) دن کی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے۔

نَهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٥﴾ ع ۹ ۴

بس یہ پیغام پہنچادینا ہے انجام کار ہلاک وبرباد وہی ہوں گے جو فاسق وفاجر ہیں (۳۵)

آیاتها ۳۸ | ۴۷ سُورَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ ۹۵ | رکوعاتها ۴

سورۃ محمد مدنی ہے۔ آیات ۳۸۔ ۴ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ

جن لوگوں نے کفر کیا اور (دوسرے لوگوں کو بھی) اللہ کے راستے سے روکا اس (اللہ) نے انکے اعمال کو

أَعْمَالَهُمْ ﴿١﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَ

رائیگاں کر دیا (۱) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بھی کیے اور اس (قرآن) پر بھی ایمان

آمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۙ

لائے جو (حضرت) محمدؐ پر نازل کیا گیا ہے جو کہ ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے تو اللہ نے

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿٢﴾ ذَٰلِكَ

انکی برائیوں کا کفارہ ادا کردیا (برائیاں دور کردیں) اور ان کی حالت کو درست کردیا (۲) یہ اس لیے

بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ

ہوا کہ جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے باطل کی پیروی کی اور جو ایمان لائے انہوں نے

آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ

اپنے پروردگار کی طرف سے حق کی پیروی کی اسی طرح خدا لوگوں کے

میں اور بقولے نماز عشاء میں آپ قرآن مجید کی تلاوت فرمارہے تھے کہ جنوں کے ایک گروہ نے جنکی تعداد نو بتائی گئی غور سے قرآن سنا اور ان پر اسکا اتنا خوشگوار اثر ہوا کہ اسی وقت نہ صرف یہ کہ قرآن و اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے بلکہ اسلام کے داعی اور مبلغ بن کر اپنی قوم کی طرف واپس لوٹے اور پھر جس انداز سے اپنی قوم کو تبلیغ کی وہ قرآن مجید کی اس سے اگلی چار آیتوں سے واضح ہے۔ (قمی، صافی، قرطبی وغیرہ) قوم جنات کا یہ پہلا وفد تھا جو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور مشرف باسلام ہوا۔ اور پھر اسکے بعد بھی کئی وفود آئے اور اسلام لائے۔ ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ سابقہ آسمانی کتابوں اور انکی تعلیمات سے آگاہ تھے۔

۱۶۔ ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ۔ الآیہ﴾ اگرچہ ہر داعی حق کو صبر وضبط سے کام لینا پڑتا ہے اور ایک طبیب کی طرح روحانی بیمار کے ناخوشگوار ردعمل کو گوارا کرنا پڑتا تھا۔ مگر بعض انبیاء نے غیر معمولی عزیمت واستقامت اور مصائب و شدائد پر غیر معمولی تحمل وبرداشت اور بلند حوصلگی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ انہی پانچ حضرات کو اولوالعزم کہا جاتا ہے، جو یہ ہیں: (۱) جناب نوحؑ (۲) جناب ابراہیمؑ (۳) جناب موسیٰؑ (۴) جناب عیسیٰؑ (۵) حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت رسولؐ خدا کو انہی اولوالعزم حضرات کی طرح صبر واستقامت اختیار کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے جو مستقل شرائع کے حامل ہیں۔

سورۂ محمدؐ

سورہ محمدؐ کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) کفار ومشرکین سے جہاد کے متعلق مسلمانوں کو ہدایات۔ (۲) شہداء کو اچھی بشارتیں۔ (۳) اہل ایمان کو دین خدا کی مدد کرنے کا حکم۔ (۴) اقتدار کے بعد مسلمان کا کردار کیا ہونا چاہیے؟ (۵) جنگ سے فرار کرنے والوں کی مذمت۔ (۶) خدا ورسولؐ کے ہر حکم کی تعمیل کا حکم۔ (۷) بہشت و

اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ﴿۳﴾ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ

حالات واوصاف بیان کرتا ہے (۳) پس جب کافروں سے تمہاری مڈبھیڑ ہو جائے تو ان کی

كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ

گردنیں اڑاؤ۔ یہاں تک کہ جب خوب خون ریزی کر چکو (خوب قتل کرلو) تو پھر انکو مضبوط

فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّاۢ بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى

باندھ لو اس کے بعد (تمہیں اختیار ہے) یا تو احسان کرو (رہا کر دو) یا فدیہ لے لو

تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛ ۚ ذٰلِكَ ۛ ؕ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ

یہاں تک کہ جنگجو اپنے ہتھیار ڈال دے (یہ حکم) اسی طرح ہے اور اگر خدا چاہتا تو

لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ

خود ہی ان سے انتقام لے لیتا لیکن وہ تم لوگوں کو بعض کو بعض سے آزمانا چاہتا ہے

وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۴﴾

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو گئے تو اللہ ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا (۴)

سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ﴿۵﴾ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ

اور (منزل مقصود کی طرف) انکی راہنمائی کریگا اور انکی حالت کو درست کریگا (۵) اور انکو بہشت میں داخل

عَرَّفَهَا لَهُمْ ﴿۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا

کرے گا جس کا وہ ان سے تعارف کرا چکا ہے (۶) اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے

اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿۷﴾ وَالَّذِيْنَ

تو اللہ تمہاری مدد کرے گا (اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا) (۷) اور جن لوگوں نے

كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۸﴾ ذٰلِكَ

کفر اختیار کیا تو ان کیلئے ہلاکت ہے اور اللہ نے ان کے اعمال کو رائیگاں کر دیا (۸) یہ اس لیے ہے کہ

بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۹﴾

انہوں نے اسے ناپسند کیا جو اللہ نے نازل کیا ہے۔ پس اس (اللہ) نے انکے سب اعمال اکارت کر دیے (۹)

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

کیا یہ لوگ زمین میں چلتے پھرتے نہیں دیکھتے کہ ان لوگوں کا انجام کیا ہوا

ع ۱۲

دوزخ کا تذکرہ۔ (۸) طلب مغفرت کا حکم (۹) بدنی جہاد کے علاوہ مالی جہاد کا حکم وغیرہ

﴿ خلاصۃ التفاسیر ﴾

۱۔ ﴿اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ جن لوگوں نے خود کفر کیا اور دوسروں کو بھی سیدھے راستے سے روکا، اللہ نے انکے اعمال کو رائیگاں کر دیا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ بعض حضرات نے ان کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ انہوں نے یہ اعمال غلط طریقہ پر انجام دیئے تھے اس لئے رائیگاں ہو گئے۔ مگر یہ توجیہہ غلط ہے۔ فرض کریں کہ وہ یہ اعمال صحیح طریقہ پر بجالاتے تو کیا پھر انکے اعمال قبول ہو جاتے؟ حاشا وکلا۔ اس عدم قبولیت کی اصلی وجہ ایمان کا فقدان ہے کیونکہ قبولیت اعمال کی شرط اولین کا نام ایمان ہے۔ جیسا کہ ارشاد قدرت ہے ﴿ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثی وھو مؤمن﴾ کہ جو کوئی مرد یا عورت نیک عمل بجالائے بشرطیکہ وہ مومن ہو تو اسکا عمل قبول ہوگا اور اسے اجر وثواب عطا کیا جائے گا۔

۲۔ ﴿فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ الآیہ﴾ اسلامی جہاد کا فلسفہ کیا ہے؟ اور اس کی غرض و غایت کیا ہے؟ اس موضوع پر قبل ازیں سورہ بقرہ کی آیت ۱۹۰ ﴿وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم۔ الآیہ﴾ اور سورہ حج کی آیت ۳۹ ﴿اذن للذین یقاتلون۔ الآیہ﴾ کی تفسیر میں مفصل تبصرہ کیا جا چکا ہے کہ اسلام کسی پر جارحیت کی اجازت نہیں دیتا اور نہ ہی کسی کو بزور شمشیر مسلمان بنانے کا حکم دیتا ہے اور نہ ہی اسکا مقصد ہوس زر ہے اور نہ اقتدار پر قبضہ کرنا بلکہ وہ صرف دشمن کا دفاع کرنے کی اجازت دیتا ہے اور فتنہ وفساد کی جڑ کاٹنا اور کفر وشرک کا منہ کالا کر کے اللہ کے دین کا بول بالا کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے اسلام یہ حکیمانہ حکم دیتا ہے کہ جب ظالم دشمن حملہ آور ہو تو تم دشمنوں کی گردنیں اڑا دو اور انہیں تہس نہس کر دو۔ اور جو قتل ہونے سے بچ جائیں انہیں قید کرلو۔ اور جب جنگ ختم ہو جائے تو

عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَ
جو ان سے پہلے تھے اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کافروں کیلئے
لِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ﴿١٠﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ
بھی ایسے ہی انجام ہیں (۱۰) یہ اس لیے ہے کہ اللہ اہل ایمان کا سرپرست ہے اور
آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿١١﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ ع ۱ ۵
جو کافر ہیں ان کا کوئی سرپرست اور کارساز نہیں (۱۱) بے شک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ
لائے اور نیک عمل کیے ان بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی اور
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ
جن لوگوں نے کفر کیا وہ (دنیا میں) بہرہ مند ہو رہے ہیں (عیش کر رہے ہیں) اور اس
كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ ﴿١٢﴾ وَكَأَيِّنْ
طرح کھا رہے ہیں جس طرح چوپائے کھاتے ہیں اور (ان کا آخری) ٹھکانہ دوزخ ہے (۱۲) اور کتنی
مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي
ہی ایسی بستیاں تھیں جو تمہاری اس بستی سے زیادہ طاقتور تھیں جس نے تمہیں
أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿١٣﴾ أَفَمَنْ
نکالا ہے کہ ہم نے انہیں ہلاک کر دیا پس انکا کوئی مددگار نہ تھا (۱۳) کیا وہ جو اپنے
كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ كَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ
پروردگار کی طرف سے واضح دلیل پر ہے اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جس کی بدعملی اس کی نگاہ میں خوشنما
وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ﴿١٤﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ
بنادی گئی ہے اور وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں (۱۴) وہ جنت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا
الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ
ہے اسکی صفت یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جس میں تغیر نہیں ہوتا اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں
مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ
جسکا مزہ نہیں بدلتا اور ایسے شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کیلئے لذیذ ہے اور ایسے شہد کی

جنگی قیدیوں کے بارے میں اسلام کا فیصلہ یہ ہے کہ حاکم اسلام کو اختیار ہے کہ حالات کے مطابق فیصلہ کرے جو چند طرح متصور ہوسکتا ہے: (۱) قیدیوں پر احسان کرتے ہوئے چھوڑ دیا جائے۔ (۲) فدیہ لیکر آزاد کر دیا جائے۔ (۳) انہیں غلام بنا لیا جائے۔ (۴) یا پھر انہیں قتل کر دیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔ الآیہ﴾ آیت میں اللہ کی مدد کرنے سے اسکے دین کی مدد کرنا مراد ہے۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ یہ مدد کبھی میدان کارزار میں دادِ شجاعت دینے سے کی جاتی ہے اور کبھی اسلام کی نشر و اشاعت میں جدوجہد کرنے سے۔ جو ایسا کرے گا اللہ اسکی مدد کرے گا اور ہر میدان میں اسے ثبات قدم عطا فرمائے گا۔

۴۔ ﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي۔ الآیہ﴾ مثل کے معنی صفت کے ہیں۔ بنابریں اس جملہ کا ترجمہ یوں ہوگا کہ وہ جنت جسکا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس کی صفت یہ ہے کہ جس میں ہر قسم کی مادی اور روحانی نعمتیں وافر مقدار میں موجود ہیں۔ یہاں دنیا میں پینے کیلئے صاف ستھرا پانی کمیاب ہے وہاں خالص دودھ موجود۔ یہاں بطور دوا خالص شہد کمیاب ہے وہاں اسکی نہریں موجود۔ وغیرہ وغیرہ ﴿ورضوان من اللہ اکبر﴾ یعنی سب سے بڑی نعمت خدا کی خوشنودی ہوگی۔

لِّلشّٰرِبِیْنَ ۚ۬ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَ لَهُمْ فِیْهَا

نہریں ہیں جو صاف شفاف ہے اور ان کیلئے وہاں ہر قسم کے پھل ہیں اور ان کے پروردگار کی

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ

طرف سے بخشش ہے کیا ایسے (پرہیز گار) لوگ ان لوگوں جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ

خَالِدٌ فِی النَّارِ وَ سُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾

دوزخ میں رہیں گے اور انکو ایسا گرم پانی پلایا جائیگا جو ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا (۱۵)

وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ۚ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ

اور ان میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو (بظاہر) تمہاری طرف کان لگا کر (بات سنتے ہیں) یہاں تک کہ جب

عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۫ قف

آپکے پاس سے باہر جاتے ہیں تو ان (خاص) لوگوں سے پوچھتے ہیں جن کو علم عطا کیا گیا ہے کہ انہوں

اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ اتَّبَعُوْۤا

(رسولؐ) نے ابھی کیا کہا تھا؟ یہی وہ لوگ ہیں جنکے دلوں پر خدا نے مہر لگا دی ہے اور اپنی خواہشات کی

اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّ

پیروی کرتے ہیں (۱۶) اور جن لوگوں نے ہدایت طلب کی ہے اللہ ان کی ہدایت میں اور اضافہ کرتا ہے اور

اٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ

انکو (انکے حصے کی) پرہیزگاری عطا کرتا ہے (۱۷) سو یہ لوگ تو بس اب قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ

اَنْ تَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ

اچانک ان پر آجائے تو اسکے آثار و علامات تو آ ہی چکے ہیں اور جب وہ آجائیگی تو پھر ان کو نصیحت

اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا

حاصل کرنے کا موقع کہاں رہے گا؟ (۱۸) (اے رسولؐ) خوب جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے

اللّٰهُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ

اور خدا سے اپنے ذنب اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کی مغفرت طلب کریں۔

ع ۲/۸/۲ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ ع وَ یَقُوْلُ

اللہ تمہاری گردش (چلنے پھرنے) کی جگہ کو اور تمہارے ٹھکانے کو جانتا ہے (۱۹) اور جو لوگ

۵۔ ﴿وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں بزم رسولؐ اور منبر رسولؐ کے اردگرد بیٹھنے والوں کا ذکر کیا جارہا ہے کہ وہ سب برابر نہیں تھے بلکہ ان میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو کان لگا کر آنحضرتؐ کا کلام سنتے تھے مگر ان کے پلے کچھ نہیں پڑتا تھا۔ اور کچھ وہ تھے جن کو خدا نے دولت علم و فضل سے نوازا تھا اور وہ ان سے دریافت کرتے تھے کہ پیغمبرؐ نے اب تک کہا کیا ہے؟ اس حقیقت کی روشنی میں تمام صحابہ کرام کو ایک جیسا کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ فاضل دریا آبادی نے یہاں خوب لکھا ہے کہ "صحبت اور ہم نشینی بڑے سے بڑے مرشد کے پاس بھی بے اثر رہتی ہے جب تک بیٹھنے والے کے دل میں قصد استفادہ نہ ہو" (تفسیر ماجدی ص ۱۰۱۶)

۶۔ ﴿فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا۔ الآیہ﴾ اشراط شرط کی جمع ہے جسکے معنی علامت کے ہیں یعنی وہ آثار و علامات جنکا واقع ہونا بتاتا ہے کہ قیامت قریب ہے اور کتب فریقین میں اس قسم کے اشراط بہت سے منقول ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں: (۱) سب سے بڑی علامت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہے جن کے بعد اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ (۲) بہت سارے جھوٹے مدعیان نبوت کا ظہور ہے۔ (۳) لوگ نجوم پر یقین رکھیں گے اور قضا و قدر کو جھٹلائیں گے۔ (۴) علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت عام ہو گی۔ (۵) ناگہانی موتیں زیادہ واقع ہوں گی۔ (۶) شراب عام پی جائے گی۔ (۷) زناکاری عام ہو جائے گی۔ (۸) مرد کم اور عورتیں زیادہ ہوں گی۔ (۹) امانت کو لوٹ کا مال سمجھا جائے گا اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا۔ (۱۰) گانا بجانا عام ہو جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

۷۔ ﴿وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ ہجرت سے پہلے کفار نے مسلمانوں پر مظالم کے جو پہاڑ گرائے وہ عیاں راچہ بیان کے مصداق ہیں۔ حتی کہ خدا نے مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دیا اور وہ تین سو میل دور مدینہ پہنچ گئے۔ مگر کفار کی شرارتیں اور ایذا رسانیاں

الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۚ فَإِذَا أُنْزِلَتْ

ایمان لائے ہیں وہ کہتے ہیں کہ (جہاد کے بارے میں) کوئی سورہ کیوں نازل نہیں کی جاتی؟ پس

سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ

جب ایک محکم سورہ نازل کی جاتی ہے اور اس میں قتل و قتال کا ذکر ہوتا ہے تو آپ ان

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ

لوگوں کو دیکھئے گا جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں جس

عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٠﴾ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ

طرح وہ شخص دیکھتا ہے جس پر موت کی غشی طاری ہو (۲۰) ان کیلئے بہتر تو یہ تھا

مَعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ

کہ اطاعت کرتے اور اچھی بات کہتے اور جب (جہاد کا) قطعی فیصلہ ہوجاتا تو اگر یہ اللہ سے (اپنے عہد

لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ﴿٢١﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ

میں) سچے ثابت ہوتے تو انکے لیے بہتر ہوتا (۲۱) پھر تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ (تمہیں

تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولَٰئِكَ

اقتدار مل جائے) تو تم زمین میں فساد برپا کرو۔ اور اپنی قرابتوں کو قطع کرو (۲۲) یہی وہ لوگ

الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾

ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور انہیں بہرا بنادیا ہے اور انکی آنکھوں کو اندھا کردیا ہے (۲۳)

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾

کیا یہ لوگ قرآن میں غوروفکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں (۲۴)

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا

جو لوگ پیٹھ پھیر کر (کفر کی طرف) پیچھے پلٹ گئے بعد اس کے کہ

تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ ۖ وَأَمْلَىٰ

ان پر ہدایت واضح ہو گئی تھی۔ شیطان نے انہیں فریب دیا اور انہیں دور دور کی

لَهُمْ ﴿٢٥﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ

سجھائی (۲۵) یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے ان لوگوں سے کہا جو اللہ کی نازل کردہ (کتاب)

ختم نہ ہوئیں۔ ان حالات میں مسلمان چاہتے تھے کہ انہیں جہاد کی اجازت مل جائے۔ اور جب ایسی سورہ نازل ہوئی جس میں حکم جہاد تھا تو پھر مؤمن و منافق الگ الگ ہو گئے۔ کیونکہ منافق صرف گفتار کا غازی ہوتا ہے وہ زبانی باتیں تو بہت کرتا ہے مگر جب عمل کا وقت آتا ہے تو وہ بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ مگر مؤمن کردار کا غازی ہوتا ہے اس لئے وہ ہر وقت شرع انور کے احکام سننے اور ان کی تعمیل کرنے کیلئے آمادہ کار رہتا ہے۔ یہاں انہی دو قسم کے لوگوں کی روش و رفتار کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

۸۔﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ. الآيه﴾ اس آیت میں خداوند عالم ان کمزور اہل اسلام کا ذکر کر رہا ہے کہ اگر مستقبل میں اقتدار مل گیا تو وہ کام کریں گے ایک یہ کہ وہ زمین میں فتنہ و فساد پھیلائیں گے اور دوسرا یہ کہ وہ قطع رحمی کریں گے اور یہ دونوں کام شریعت اسلامیہ میں نہ صرف حرام ہیں بلکہ گناہان کبیرہ میں سے ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد ایسے لوگ کون تھے جنہوں نے اقتدار پر فائز ہونے کے بعد یہ کام کئے؟ یہ شناخت تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے والوں کا کام ہے۔

۹۔﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ. الآيه﴾ قرآن کا بار بار اہل دانش و بینش کو قرآن میں غوروفکر کرنے کی دعوت دینا اور اس میں تدبر و تفکر نہ کرنے پر ان کی مذمت کرنا اس بات کی ناقابل رد دلیل ہے کہ ظواہر قرآن حجت ہیں۔ ہاں البتہ اگر کسی مجمل آیت کا مفہوم متعین کرنا ہو تو اگر تفسیر معصوم مل جائے تو اسے مدنظر رکھنا نہ صرف احسن ہے بلکہ ضروری ہے کیونکہ ﴿اهل البيت ادرىٰ بما في البيت﴾

اللّٰهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
کو ناپسند کرتے ہیں کہ ہم بعض معاملات میں تمہاری بات مان لیں گے اللہ ان کی رازداری کو
إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ
جانتا ہے (۲۶) اس وقت ان کا کیا حال ہو گا جب فرشتے ان کی روحیں قبض
يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ
کریں گے اور ان کے چہروں اور پشتوں پر مارتے ہوں گے (۲۷) یہ سب اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے
اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ
اس چیز کی پیروی کی جو اللہ کی ناراضگی کا باعث تھی اور اس کی خوشنودی کو ناپسند کیا پس اللہ نے ان کے
۳ ع ۹ ۷ أَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ
اعمال کو اکارت کر دیا (۲۸) کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ کبھی
أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ أَضْغَانَهُمْ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ
ان کے (سینوں کے) کینوں کو ظاہر نہیں کرے گا (۲۹) اگر ہم چاہیں تو وہ لوگ آپ کو دکھا دیں
فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ
اور آپ انہیں علامتوں سے پہچان لیں اور (خاص کر) آپ انہیں ان کے اندازِ گفتگو سے تو ضرور پہچان لیں
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٠﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ
گے اور اللہ تم سب کے اعمال کو جانتا ہے (۳۰) اور ہم ضرور تم لوگوں کو آزمائیں گے تاکہ ہم تم میں سے جہاد
الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ ۙ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾
کرنیوالوں اور ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم (ممیز) کریں اور تمہارے حالات کی جانچ کر لیں (۳۱)
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَ
بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور (دوسرے لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکا اور پیغمبرؐ کی
شَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ ۙ
مخالفت کی بعد اس کے کہ ان پر ہدایت واضح ہو چکی تھی وہ اللہ کو ہرگز کوئی
لَنْ يَضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ۚ وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾
نقصان نہیں پہنچا سکیں گے (ہاں البتہ) اللہ ان کے اعمال کو اکارت کر دے گا (۳۲)

۱۰۔ ﴿ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا۔ الآیہ﴾ خالق دو جہان کے اس کلام حق ترجمان سے واضح و عیاں ہوتا ہے کہ انسانی اعمال و افعال کی بربادی کا سبب دو چیزیں ہیں: (۱) ایک آدمی کا ان کاموں کو اختیار کرنا جو خدا کی ناراضی کا باعث ہوں۔ (۲) باتوں کو ناپسند کرنا جو خدا کی خوشنودی کا موجب ہوں۔ لہٰذا ان دو بری خصلتوں سے اجتناب کرنا واجب و لازم ہے تاکہ آدمی کے اعمال ضائع ہونے سے محفوظ ہو جائیں۔

۱۱۔ ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ۔ الآیہ﴾ کہا جاتا ہے کہ خدا تو امتحان سے پہلے بھی جانتا ہے کہ مجاہد اور صابر کون ہیں؟ تو پھر امتحان کیوں؟ اس کا جواب واضح ہے کہ امتحان لینے کا مقصد ہمیشہ یہ نہیں ہوتا کہ خود ممتحن کو پتہ چلے کہ اہل اور نااہل کون ہے؟ بلکہ بعض اوقات اس کا مقصد دوسرے لوگوں پر یہ بات ظاہر کرنا ہوتی ہے کہ اہل کون ہے اور نااہل کون؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور (انکی مخالفت کرکے)

وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ

اپنے اعمال کو برباد نہ کرو (٣٣) بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو)

صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ

اللہ کے راستے سے روکا اور پھر وہ کفر ہی کی حالت میں مر گئے اللہ ان کو

فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى

کبھی نہیں بخشے گا (٣٤) پس تم کمزور نہ پڑو (اور ہمت نہ ہارو) اور (دشمن کو)

السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ

صلح کی دعوت نہ دو حالانکہ تم ہی غالب رہوگے اور اللہ تمہارے اعمال (کے ثواب)

يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ

میں ہرگز کمی نہیں کرے گا (٣٥) یہ دنیا کی زندگی تو بس کھیل اور تماشا ہے اگر تم

وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا

ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو وہ (خدا) تمہیں تمہارے اجر عطا کریگا اور تم سے تمہارے مال نہیں مانگے گا

يَسْــَٔـلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾ اِنْ يَّسْــَٔـلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ

(٣٦) اور اگر وہ تم سے وہ (مال) مانگے اور پھر اصرار بھی کرے تو تم بخل کرو گے اور وہ تمہارے

تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ

دلی کینوں (اور دلی ناگواریوں) کو ظاہر کر دے گا (٣٧) ہاں تم ہی ایسے لوگ ہو کہ

تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ

تمہیں دعوت دی جاتی ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں سے کچھ

يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ

لوگ بخل کرنے لگتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے وہ (دراصل) اپنے ہی نفس

الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ

سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے البتہ تم (اسکے) محتاج ہو اور اگر تم روگردانی

١٢۔ ﴿فَلَا تَهِنُوْا ۔الآیہ﴾ اسلام میں جنگ بھی ہے اور صلح بھی۔ مگر نہ اسلامی جنگ کسی اشتعال کے تحت یا جوع الارض کی بنا پر ہوتی ہے اور نہ صلح کم ہمتی اور بزدلی کے تحت ہوتی ہے بلکہ جس طرح اسلامی جنگ اعلیٰ انسانی اقدار کی نشر و اشاعت اور صلح بلند مقاصد کے تحفظ کی خاطر ہوتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اگر کفار تھک ہار کر اور بزدلی دکھا کر مسلمانوں سے صلح کی درخواست کریں تو اسے قبول کر لینا چاہیے۔ کیونکہ ایسا کرنے میں مسلمانوں کی صلح پسندی کا عملی ثبوت ہے۔

١٣۔ ﴿ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۔ الآیہ﴾ یہ حقیقت کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ ایمان لانے اور تقویٰ اختیار کرنے اور مومنانہ زندگی بسر کرنے سے دنیوی مفادات پر کچھ زد تو پڑتی ہے اس لیے خدائے علیم و حکیم ارشاد فرماتا ہے کہ یہ دنیا کی زندگی کیا ہے؟ ایک کھیل تماشے کی طرح چند لمحوں میں ختم ہو جائے گی۔ لہٰذا اس کی خاطر ابدی زندگی یعنی آخرت کو خراب نہیں کرنا چاہیے۔

١٤۔ ﴿وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ ۔ الآیہ﴾ بے شک اللہ ساری کائنات سے بے نیاز ہے۔ وہ کسی بھی ہستی کا محتاج نہیں ہے بلکہ ساری کائنات اور سب مخلوقات اسکی محتاج و نیاز مند ہے۔ اور یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔

١٥۔ ﴿وَاِنْ تَتَوَلَّوْا ۔الآیہ﴾ مطلب یہ ہے کہ جب اللہ پوری کائنات سے بے نیاز ہے تو وہ موجودہ عرب قوم اور مسلمانوں کا بھی محتاج نہیں ہے، اس لیے فرما رہا ہے کہ اگر تم نے حق سے منہ موڑا تو وہ تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم لے آئے گا جو تمہاری طرح نافرمان نہ ہوگی۔ اور اس طرح حق کی نشر و اشاعت اور اس کی تائید و تسدید کا مبارک سلسلہ چلتا رہے گا۔ ﴿وما ذٰلك على الله بعزيز﴾

قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾ ع ۴/۸

کروگے تو وہ تمہاری جگہ دوسری قوم کو لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے (۳۸)

اٰیاتھا ۲۹ | ۴۸ سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۱ | رکوعاتھا ۴

سورۂ فتح مدنی ہے۔ آیات ۲۹۔ ۴ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا

(اے رسولؐ) بے شک ہم نے آپ کو ایک فتح مبین (نمایاں فتح) عطا کی ہے (۱) تاکہ اللہ ان

تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ

(لوگوں کی نظر میں) آپ کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور تم پر اپنی

وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ﴿۲﴾ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ

نعمت تام و تمام کرے اور آپ کو منزلِ مقصود تک پہنچائے (۲) اور تاکہ اللہ آپ کی زبردست

نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ

مدد کرے (۳) وہ (اللہ) وہی ہے جس نے اہل ایمان کے دلوں میں سکون و

الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ

اطمینان اتارا تاکہ وہ اپنے (پہلے) ایمان کے ساتھ ایمان میں اور بڑھ جائیں

جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

اور آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اللہ ہی کے ہیں اور اللہ بڑا جاننے والا، بڑا

حَكِيْمًا ۙ﴿۴﴾ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ

حکمت والا ہے (۴) (یہ اس لئے ہے) تاکہ وہ مؤمن مردوں اور مومن عورتوں کو

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ

ایسے بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں اور وہ ان میں

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا

ہمیشہ رہیں گے اور تاکہ ان کی برائیاں ان سے دور کردے (انکا کفارہ کردے) اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی

سورۂ فتح

سورہ فتح کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) صلح کی صورت میں آنحضرت ﷺ کو فتح مبین کی بشارت۔ (۲) آپؐ کے اگلے پچھلے گناہوں کے معاف ہونے کا مفہوم۔ (۳) پیغمبر اسلام ﷺ کی تعظیم و تکریم کا حکم۔ (۴) بیعت رضوان کا تذکرہ۔ (۵) قوم قریش کی اخلاقی شکست اور مسلمانوں کی اخلاقی فتح کا تذکرہ۔ (۶) پیغمبر اسلام ﷺ کے خواب کی تعبیر کی تصدیق۔ (۷) صلح حدیبیہ پر غیر مطمئن کرنے کی کوشش۔ (۸) دین اسلام کے باقی ادیان پر غالب آنے کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

﴿ خلاصۃ التفاسیر ﴾

۱۔ ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ۔ الآیہ﴾ مفسرین اسلام میں فی الجملہ اختلاف ہے کہ اس فتح مبین سے کیا مراد ہے؟ فتح مکہ یا فتح خیبر؟ یا صلح حدیبیہ؟ مگر واضح اور صحیح قول یہ ہے کہ اس سے صلح حدیبیہ مراد ہے کیونکہ بالاتفاق یہ سورہ صلح حدیبیہ سے واپسی پر راستہ میں نازل ہوئی۔ اور صلح حدیبیہ ذی القعدہ سنہ ۶ ہجری میں واقع ہوئی۔ زہری کا قول ہے کہ صلح حدیبیہ سے بڑھ کر کوئی فتح مسلمانوں کو نصیب نہیں ہوئی۔ اس کی وجہ سے مشرکین مسلمانوں کے ساتھ گھل مل گئے۔ اس لیے انہوں نے مسلمانوں کا کلام و پیغام سنا جو ان کے دلوں میں اتر گیا۔ اور ان تین سالوں میں بہت سے لوگ اسلام لائے جس سے مسلمانوں کی تعداد میں بڑا اضافہ ہوا۔ (مجمع البیان)۔ یہی وجہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے وقت صرف چودہ سو صحابہ کرام پیغمبر اسلام ﷺ کے ہمراہ تھے۔ اور صرف دو سال کے بعد فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار مسلمانوں کا جم غفیر پیغمبرؐ کے ہمرکاب تھے۔ (تفسیر قرطبی)۔ اس صلح اور فتح مکہ کی دوسری تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع فرمائیں۔

عَظِيمًا ﴿٥﴾ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِينَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَ
کامیابی ہے (۵) اور تا کہ وہ (اللہ) منافق مردوں اور منافق عورتوں، مشرک
الْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّينَ بِاللّٰهِ ظَنَّ
مردوں اور مشرک عورتوں کو سزا دے جو اللہ کے بارے میں برے گمان
السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ
کرتے ہیں برائی کی گردش انہی پر ہے اللہ ان پر غضبناک ہے
عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ
اور ان پر لعنت کی ہے اور ان کیلئے جہنم تیار کر رکھی ہے اور وہ بہت برا
مَصِيرًا ﴿٦﴾ وَلِلّٰهِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ
انجام ہے (۶) اور آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر اللہ ہی کے ہیں اور خدا (سب پر) غالب
اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿٧﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا
اور بڑا حکمت والا ہے (۷) (اے رسولؐ) بے شک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر اور بشارت دینے والا
وَّنَذِيرًا ﴿٨﴾ لِّتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَتُعَزِّرُوهُ وَ
اور ڈرانیوالا بنا کر بھیجا ہے (۸) تا کہ تم لوگ اللہ پر اور اسکے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور رسولؐ کی مدد کرو
تُوَقِّرُوهُ ؕ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّاَصِيلًا ﴿٩﴾ اِنَّ الَّذِينَ
اور اس کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اس (اللہ) کی تسبیح کرو (۹) (اے رسولؐ) جو لوگ
يُبَايِعُونَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ
آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ (دراصل) اللہ کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ
اَيْدِيهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ
ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے پس جو (اس عہد کو) توڑے گا تو اس کے توڑنے کا وبال
وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيهِ اَجْرًا
اسی کی ذات پر ہوگا اور جو اس عہد کو پورا کرے گا جو اس نے اللہ سے کیا ہے تو اللہ اسے بڑا اجر
عَظِيمًا ﴿١٠﴾ ع سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْاَعْرَابِ ع ١ ١٠ ٩
عطا کرے گا (۱۰) صحرائی عربوں میں سے جو (سفر حدیبیہ میں) پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے وہ عنقریب کہیں

۲۔ ﴿لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ اس مقام پر مفسرین اسلام نے عجیب وغریب داستانیں رقم کی ہے اور گونا گون تاویلیں کی ہیں۔ حالانکہ اس کی حقیقی تفسیر وہ ہے جو آٹھویں لعل ولایت حضرت امام رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے سوال کے جواب میں فرمائی تھی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں "ذنب" (گناہ) سے واقعی گناہ مراد نہیں ہے بلکہ وہ گناہ مراد ہے جو مشرکین عرب کے نگاہ کج بین میں تھا اور وہ ہے تین سو ساٹھ خود ساختہ خداؤں کی نفی کر کے دعوت توحید کہ ﴿قولوا لا الٰه الا الله تفلحوا﴾۔ اسی جرم کی پاداش میں کفار و مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختلف اذیتیں پہنچائیں اور آخر کار مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ مگر اسلام کی اشاعت اور بالخصوص فتح مکہ کے بعد جب بعض مخالفین کلمہ اسلام پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور جنہوں نے کلمہ نہیں پڑھا وہ بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عام معافی دینے اور کسی سے انتقام نہ لینے کے مناظر دیکھ کر یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے اچھے اور شریف النفس انسان ہیں۔ گویا اس طرح انکی نگاہ میں ہجرت سے قبل اور اسکے بعد آپؐ کے گناہ متصور ہوتے ہیں وہ سب معاف ہو گئے۔ (عیون الاخبار)

۳۔ ﴿اِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ۔ الآیہ﴾ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذی القعدہ سنہ ۶ ھ میں چودہ سو مسلمانوں کا قافلہ ہمراہ لیکر عمرہ ادا کرنے کی غرض سے مکہ تشریف لے جا رہے تھے اور جب یہ قافلہ بمقام حدیبیہ پہنچا جو کہ مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے تو کفارِ قریش کو آپؐ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے کچھ آدمی بھیجے کہ آپؐ کو واپس کریں۔ بہر حال وہاں ادھر اُدھر سے وفود کا تبادلہ ہوا۔ چنانچہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار مکہ سے بات چیت کرنے کیلئے جناب عثمان کو بھیجا اور انکے عقب میں مہاجرین کا بھی ایک وفد بھیجا جنہوں نے جا کر کفار سے

شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ
گے کہ ہمارے مال اور اہل وعیال نے ہمیں مشغول رکھا (اس لئے آپ کے ہمراہ نہ جا سکے) تو آپ
بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ
ہمارے لئے (خدا سے) بخشش کی دعا کیجئے! وہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو انکے دلوں میں نہیں
لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ
ہے آپ کہیے! کون ہے جو اللہ کے مقابلے میں تمہارے لئے کچھ اختیارات رکھتا ہے؟ اگر وہ تمہیں
بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۱﴾
نقصان پہنچانا چاہے یا نفع پہنچانا چاہے بلکہ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے (۱۱)
بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ
(اصل بات یہ ہے کہ) تم نے خیال کیا تھا کہ رسولؐ اور اہل ایمان اب کبھی بھی اپنے
اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ
گھر والوں کی طرف لوٹ کر نہیں آئینگے اور یہ بات تمہارے دلوں میں خوشنما بنا دی گئی
ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖۚ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَمَنْ
اور تم نے بہت برے گمان کئے (اسی طرح) تم برباد ہونیوالی جماعت بن گئے (۱۲) اور جو کوئی
لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ
اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ لائے تو ہم نے ان کافروں کیلئے بھڑکتی ہوئی آگ (دوزخ)
سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ
تیار کر رکھی ہے (۱۳) اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کیلئے ہے
لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے عذاب دے اور اللہ بڑا بخشنے والا ، بڑا رحم
رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى
کرنے والا ہے (۱۴) جب تم (جنگ خیبر میں) غنیمتیں حاصل کرنے کیلئے چلو گے تو جو پیچھے چھوڑ
مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ
دیئے گئے وہ ضرور کہیں گے کہ ہمیں بھی اجازت دو کہ ہم آپ کے پیچھے آئیں وہ چاہتے ہیں

گفتگو کی۔ مگر کفار نے سنی ان سنی کر دی۔ اور مزید برآں انہیں واپس بھیجنے کی بجائے وہیں روک لیا۔ ادھر مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ جناب عثمان اور ان کے ساتھی قتل کر دیئے گئے ہیں جس سے مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں پیغمبر اسلام ﷺ نے ببول کے درخت کے نیچے مسلمانوں سے بیعت لی کہ جنگ چھڑ جانے کی صورت میں میدان جنگ سے منہ نہیں موڑیں گے۔ چنانچہ اسی بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے مگر بعد میں یہ افواہ غلط ثابت ہوئی۔ اور جناب عثمان اور دوسرے مہاجرین صحیح و سلامت واپس آئے اور اس طرح جنگ کا خطرہ ٹل گیا۔ اور انجام کار صلح حدیبیہ پر اس معاملہ کا اختتام ہوا۔ واضح رہے کہ اس بیعت والی آیت میں پیغمبر اسلام ﷺ کی عظمت وجلالت پر بڑی تیز روشنی پڑتی ہے کیونکہ خدا نے پیغمبر اسلامؐ کے مقدس ہاتھ کو اپنا ہاتھ اور انکے بیعت کرنے کو اپنے ہاتھ پر بیعت کرنا قرار دیا ہے۔

۴۔ ﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ۔ الآیہ﴾ اس پیرایہ میں ان لوگوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ آسمان وزمین کی عبادت ہی خدا ہی ہے۔ بخشنے اور سزا دینے کا اسی کو اختیار ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور آخر میں (وکان اللہ غفورًا رحیمًا) کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اگر یہ لوگ بھی موجودہ منافقت کی روش و رفتار ترک کر کے اچھا راستہ اختیار کر لیں تو وہ خدا کو غفور و رحیم پائیں گے۔

يُبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ

کہ اللہ کی بات کو بدل دیں۔ آپ کہہ دیجئے! کہ تم اب کبھی ہمارے پیچھے نہیں آسکتے!

اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ

اللہ پہلے ہی ایسی بات کہہ چکا ہے اس پر وہ ضرور کہیں گے کہ بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو

كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ

بلکہ یہ (کم عقل) بہت ہی کم بات سمجھتے ہیں (۱۵) آپ ان پیچھے (رہ جانیوالے) والے

مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ

صحرائی عربوں سے کہیے! عنقریب تمہیں ایک سخت جنگجو قوم کیخلاف جہاد کیلیے

شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا

بلایا جائے گا تم ان سے لڑو گے یا وہ اسلام لائیں گے پس اگر تم نے اطاعت کی تو اللہ

يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ

تمہیں بہت اچھا اجر عطا کرے گا۔ اور اگر تم نے اسی طرح منہ موڑا جس طرح

مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾ لَيْسَ عَلَى

پہلے منہ موڑا تھا تو وہ تمہیں (دردناک) عذاب دے گا (۱۶) اندھے پر کوئی مضائقہ

الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى

نہیں ہے اور نہ ہی لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ مریض پر کوئی گناہ اور جو

الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ

کوئی خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرے گا ۔تو اللہ اسے ان بہشتوں

جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ

میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں اور جو روگردانی کرے گا تو اسے

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ ع لَقَدْ رَضِىَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ

دردناک عذاب دے گا (۱۷) بے شک اللہ مومنین سے راضی ہوا جبکہ وہ درخت کے

يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِىْ قُلُوْبِهِمْ

نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے تو اس نے جان لیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا۔

النصف ع ۲ ۱۰

۵۔﴿قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ ۔ الآیہ﴾ چونکہ سفر حدیبیہ میں کچھ مسلمانوں نے کفار مکہ سے خطرہ محسوس کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جانے میں کمزوری کا مظاہرہ کیا تھا جیسے مدینہ کے اردگرد رہنے والے بعض قبائل جیسے غفار، اسلم، مزنیہ اور جہینہ وغیرہ سابقہ آیتوں میں اور اس آیت میں انہی لوگوں کا شکوہ اور شکایت کی جا رہی ہے۔ اور انہی صحرائی عربوں اور کمزور اہل اسلام سے کہا جا رہا ہے کہ اب جنگ خیبر میں تو تمہیں مال غنیمت کے لالچ میں تمہیں شریک نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ تمہیں اپنے حالات کی اصلاح کرنے کا ایک موقع دیا جائے گا۔ پس اگر تم نے فرمانبرداری اور وفاداری کا ثبوت دیا تو پھر تمہاری پہلی غلطی سے درگزر کیا جائے گا اور وہ موقع یہ ہے کہ تمہیں ایک طاقتور اور جنگجو قوم کے مقابلہ کی دعوت دی جائے گی۔ قابل غور بات یہ ہے کہ اس سے کون سی قوم اور کون سی جنگ مراد ہے؟ اس اعلان کے بعد عہد رسالت میں بعض سخت جنگیں ہوئی ہیں جیسے جنگ حنین، جنگ طائف اور جنگ تبوک وغیرہ۔ لہٰذا اس جنگ سے انہی جنگوں سے کوئی جنگ مراد ہوگی۔ واللہ العالم

۶۔﴿لَقَدْ رَضِىَ اللّٰهُ ۔ الآیہ﴾ یہ وہی بیعت ہے جس کا ذکر اسی سورہ کی آیت نمبر ۱۰ میں کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا اسکا تکرار کرنے کی بجائے بعض اور اہم باتوں کا اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے: (۱) کچھ لوگ اس بیعت کا سہارا لے کر پورے چودہ سو افراد سے خدا کی خوشنودی کا ڈھنڈورا پیٹا کرتے ہیں حالانکہ آیت کے الفاظ ﴿لقد رضی الله عن المؤمنین﴾ بتاتے ہیں کہ اللہ ان بیعت کرنے والوں سے راضی ہوا جو مومن تھے وہ منافقین سے راضی نہیں ہوا۔ (۲) بیعت کرنے والوں سے اللہ کی رضامندی صرف ان لوگوں سے مخصوص ہے جو بعد میں عہد شکنی کر کے میدان جنگ سے راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ (۳) اس شرف سے مشرف

فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿۱۸﴾

پس اس نے ان پر سکون واطمینان نازل کیا اور انہیں انعام میں ایک قریبی فتح عنایت فرمائی (۱۸)

وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا

اور بہت سی غنیمتیں بھی جن کو وہ (عنقریب) حاصل کرینگے اللہ (ہر چیز) پر غالب ہے ، بڑا

حَكِيمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا

حکمت والا ہے (۱۹) اللہ نے تم سے (اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جن کو تم حاصل کرو گے پس یہ

فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ

فتح خیبر تو اس نے فوری طور پر تمہیں دیدی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روکدیے تا کہ یہ مومنین کیلئے (ہماری

وَلِتَكُونَ آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا

قدرت ونصرت) کی ایک نشانی ہوجائے اور وہ تمہیں سیدھے راستے کی طرف راہنمائی

مُسْتَقِيمًا ﴿۲۰﴾ وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ

کرے (اس پر چلائے) (۲۰) اور غنیمتیں بھی ہیں جن پر تم ابھی قادر نہیں ہوئے اور اللہ نے ان

اللَّهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿۲۱﴾ وَلَوْ

کو گھیر رکھا ہے (اس کے قبضہ میں ہیں) اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے (۲۱) اور

قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا

اگر (یہ) کافر لوگ تم سے جنگ کرتے تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور

يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ

پھر وہ (اپنے لئے) کوئی حامی و مدد گار نہ پاتے (۲۲) یہی اللہ کا دستور ہے جو

خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ﴿۲۳﴾ وَ

پہلے سے چلا آرہا ہے اور تم اللہ کے دستور میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے (۲۳) اور

هُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ

وہ (اللہ) وہی ہے جس نے مکہ کی وادی میں روک دیئے تھے ان کے ہاتھ تم

بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ

سے اور تمہارے ہاتھ ان سے بعد اس کے کہ تمہیں ان پر غلبہ عطا کر دیا تھا اور تم

ہونے کیلئے ضروری ہے کہ بیعت کرنے والے کا خاتمہ ایمان پر ہو اور وہ مرتد نہ ہو جائے ورنہ یہ شرف ختم ہوجائے گا۔ جیسا کہ جد بن قیس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ مرتد ہو گیا تھا۔ (تفسیر کشاف وضیاء القرآن)

۷۔ ﴿فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم نے بیعت رضوان والوں کو تین انعامات سے نوازا: (۱) پہلا یہ کہ ان پر سکون واطمینان نازل کیا۔ (۲) انکو قریبی فتح عطا فرمائی جس سے جنگ خیبر کی فتح مراد ہے۔ (۳) اور بہت سا مال غنیمت مرحمت فرمایا جس سے دوسرے غزوات کے علاوہ فوری طور پر اس مال غنیمت سے جنگ خیبر والا مال مراد ہے۔ کما لا یخفی

۸۔ ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ الآیہ﴾ اس آیت میں صلح حدیبیہ کے موقع پر خداوند علام کے اپنے کمال قدرت سے قتل وقتال اور جنگ و جدال کے روکنے کی حکمت و مصلحت بیان کی جارہی ہے کہ اس نے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے یعنی جنگ نہیں چھڑی اور تمہیں ان پر غلبہ عطا کر دیا اور مسلمانوں کا جوش و جذبہ دیکھ کر کفار پر ایسا رعب پڑا کہ ان کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔

اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرًا ﴿۲۴﴾ ہُمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ

جو کچھ کر رہے ہو اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے (۲۴) یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں

صَدُّوۡکُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ وَ الۡہَدۡیَ مَعۡکُوۡفًا

مسجدالحرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو بھی روکے رکھا کہ وہ اپنی قربانی

اَنۡ یَّبۡلُغَ مَحِلَّہٗ ؕ وَ لَوۡ لَا رِجَالٌ مُّؤۡمِنُوۡنَ وَ نِسَآءٌ

کی جگہ نہ پہنچ سکے اور اگر(مکہ میں) ایسے مومن مرد اور مومن عورتیں نہ ہوتیں

مُّؤۡمِنٰتٌ لَّمۡ تَعۡلَمُوۡہُمۡ اَنۡ تَطَـُٔوۡہُمۡ فَتُصِیۡبَکُمۡ

جن کو تم نہیں جانتے (اور یہ خوف نہ ہوتا کہ)تم انہیں لاعلمی میں روند ڈالو گے اور

مِّنۡہُمۡ مَّعَرَّۃٌۢ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ۚ لِیُدۡخِلَ اللّٰہُ فِیۡ رَحۡمَتِہٖ

پھر ان کی وجہ سے تم پر الزام آتا (تو جنگ نہ روکی جاتی) مگر روکی اس لئے گئی تاکہ

مَنۡ یَّشَآءُ ۚ لَوۡ تَزَیَّلُوۡا لَعَذَّبۡنَا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا

اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے اگر وہ (اہل ایمان) الگ ہو جاتے تو ہم ان (اہل مکہ)

مِنۡہُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ﴿۲۵﴾ اِذۡ جَعَلَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فِیۡ

میں سے کافروں کو دردناک سزا دیتے (۲۵) (وہ وقت یاد کرو) جب کافروں نے اپنے دلوں میں عصبیت

قُلُوۡبِہِمُ الۡحَمِیَّۃَ حَمِیَّۃَ الۡجَاہِلِیَّۃِ فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ

پیدا کی اور عصبیت بھی جاہلیت والی اللہ نے اپنا سکون و اطمینان اپنے رسولؐ اور اہل

سَکِیۡنَتَہٗ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ اَلۡزَمَہُمۡ

ایمان پر نازل فرمایا اور انہیں پرہیز گاری کی بات کا پابند رکھا کہ وہی

کَلِمَۃَ التَّقۡوٰی وَ کَانُوۡۤا اَحَقَّ بِہَا وَ اَہۡلَہَا ؕ وَ کَانَ

اس کے زیادہ حقدار تھے اور اس کے اہل بھی اور اللہ ہر

ع ۳/۹ ۱۱ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ﴿۲۶﴾ ع لَقَدۡ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوۡلَہُ

چیز کا بڑا جاننے والا ہے (۲۶) بے شک اللہ نے اپنے رسول کو واقعہ کے مطابق بالکل

الرُّءۡیَا بِالۡحَقِّ ۚ لَتَدۡخُلُنَّ الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ اِنۡ شَآءَ

سچا خواب دکھایا تھا کہ تم لوگ ضرور مسجد الحرام میں اطمینان کے ساتھ داخل ہو گے۔ انشاء اللہ

۹۔ ﴿وَلَوۡلَا رِجَالٌ مُّؤۡمِنُوۡنَ۔ الآیہ﴾ یہاں اس مصلحت کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ جس کے تحت خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے جنگ نہیں ہونے دی۔ یعنی ابھی مکہ مکرمہ میں کئی مسلمان مردوزن موجود تھے جو کسی وجہ سے ہجرت نہیں کر سکے تھے اور کچھ ایسے مسلمان بھی تھے جو ہنوز اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے۔ تو ان حالات میں اگر جنگ چھڑ جاتی تو اندیشہ تھا کہ حملہ آور مسلمان کفار کو تہس نہس کرتے ہوئے لاعلمی سے ان مسلمان زن و مرد کو بھی نہ روند ڈالیں اور بعض وہ لوگ جو تاحال ایمان نہیں لائے تھے مگر ان کے اسلام لانے کی توقع تھی کہیں جنگ کی صورت میں وہ ہلاک نہ ہو جائیں۔ اور بعض وہ تھے جن کی نسل سے اہل ایمان پیدا ہونے والے تھے ان کی وجہ سے ان کے بے ایمان ماں باپ کو قتل ہونے سے بچایا گیا۔ ورنہ اگر یہ اہل ایمان الگ ہو گئے ہوتے تو مکہ کے کفار کو دردناک عذاب کی سزا دی جاتی۔

۱۰۔ ﴿لَقَدۡ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوۡلَہُ۔ الآیہ﴾ چونکہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب دیکھا تھا کہ آپؐ اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ عمرہ ادا کر رہے ہیں اور بعض صحابہ نے سر منڈوایا ہوا ہے اور بعض نے بال کٹوائے ہوئے ہیں۔ اور آپؐ نے بشارت سمجھ کر یہ سفر کیا تھا مگر کفار سدِّ راہ ہوئے اور آپؐ عمرہ ادا کئے بغیر واپس ہوئے جس سے کمزور اہل اسلام کے دلوں میں وسوسے پیدا ہوئے اور بعضوں نے اس کا اظہار بھی کیا۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے اگلے سال یعنی ذی القعدہ سنہ ۷ ہجری آپؐ نے بڑے امن و امان کے ساتھ عمرہ ادا کیا جسے اسلامی تاریخ میں عمرۃ القضا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس آیت میں اسی بات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا
اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور کچھ بال یا ناخن کٹواتے ہوئے تمہیں کوئی
تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ
خوف نہ ہوگا (اللہ) اس بات کو جانتا تھا جو تم نہیں جانتے تھے تو اس نے اس (تعبیر خواب) سے
ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ
پہلے تمہیں ایک قریبی فتح عطا کر دی (۲۷) وہ (اللہ) وہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو
بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ
ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے اور (اس بات کی)
وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ
گواہی کیلئے اللہ کافی ہے (۲۸) محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں
مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ
وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں تم انہیں دیکھو گے کہ وہ (کبھی)
رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ۫
رکوع (اور کبھی) سجود کر رہے ہیں (اور) اللہ کے فضل و کرم اور اس کی خوشنودی کے
سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ
طلبگار ہیں ان کی علامت ان کے چہروں پر سجدہ کے نشان سے نمایاں ہے
معانقة ۱۵ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛ ۚ
ان کی توراۃ میں اور انجیل میں توصیف یوں ہے جیسے ایک کھیتی جس نے
كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى
اپنی کونپل نکالی پھر اس کو تقویت دی اور وہ مضبوط و موٹی ہوئی پھر اپنے
عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ
تنے پر کھڑی ہو گئی وہ کسانوں کو خوش کرتی ہے تاکہ ان کے ذریعہ سے کفار کے
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ
دل جلائے اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل

۱۱۔ ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ الآیہ﴾ معیت (ساتھ ہونے) کی دو قسمیں ہیں: (۱) جسمانی یعنی جسم و بدن کے ساتھ کسی کی صحبت میں بیٹھنا۔ (۲) روحانی یعنی ایمان و عمل اور سیرت و کردار میں کسی عظیم ہستی کے ساتھ ہونا۔ بے شک پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بہت بڑا شرف ہے۔ مگر اس شرف کو حاصل کرنے کی کچھ شرطیں ہیں کہ منجملہ ان کے ایک بنیادی ایمان اور دوسری نیک کام ہے یعنی دراصل جو چیز گرانقدر ہے وہ روحانی معیت ہے۔ لہٰذا جس جماعت صحابہ میں یہ صفات جلیلہ و جمیلہ پائے جائیں گے جن کا تذکرہ اس آیت میں کیا گیا ہے وہی جماعت قابل تعظیم و تکریم سمجھی جائے گی۔ کچھ لوگ اس آیت کی تقطیع کرتے ہوئے والذین معه کا مصداق کسی صاحب کو اشداء علی الکفار کا مصداق کسی اور کو اور رحماء بینهم کا مصداق کسی اور کو اور تراهم رکعا سجدا الآیہ امصداق کسی اور کو قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ چاروں صفات اس مقدس جماعت کے اجتماعی صفات ہیں اور اس کی پہچان ہیں۔ یہ انفرادی صفات نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کہلانے والے سب حضرات ان صفات کے حامل نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آیت میں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ صرف ان خوش قسمت حضرات سے کیا گیا ہے جو صحابہ کرام میں مؤمن ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں۔

مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ ع

کے مغفرت اور بڑے اجر وثواب کا وعدہ کر رکھا ہے (۲۹)

اٰیاتہا ۱۸ ۔ ۴۹ سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۶ ۔ رکوعاتہا ۲

سورہ حجرات مدنی ہے۔ آیات ۱۷۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ

اے ایمان والو! تم (کسی کام میں) خدا اور رسولؐ سے آگے نہ بڑھو۔ (سبقت نہ کرو)

وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱﴾

اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو۔ بے شک اللہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے (۱)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ

اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبیؐ کی آواز پر بلند نہ کیا کرو

صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ

جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اونچی آواز میں کرتے ہو

لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾

کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو (۲)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

جو لوگ رسولؐ خدا کے پاس (بات کرتے ہوئے) اپنی آوازیں پست

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ

رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیز گاری کیلئے آزمایا ہے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ

ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے (۳) (اے رسولؐ) جو لوگ آپ کو حجروں میں

مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَلَوْ

باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے (۴) اور اگر وہ

سورۂ حجرات

سورہ حجرات کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) اہل ایمان کو ان کے شایان شان آداب سکھائے گئے ہیں۔ (۲) کسی مسلمان کیلئے اپنی رائے کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر مقدم سمجھنا جائز نہیں ہے۔ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز کو بلند کرنے کی ممانعت۔ (۴) فاسق وفاجر کی خبر کی تحقیق کرنے کا حکم۔ (۵) باغی سے لڑنے کا حکم۔ (۶) مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (۷) ایک دوسرے کا تمسخر اڑانے کی ممانعت۔ (۸) غیبت وگلہ کی سخت مناہی۔ (۹) معیار فضیلت تقویٰ۔ (۱۰) اسلام وایمان دو مختلف حقیقتیں ہیں وغیرہ وغیرہ

ا۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ یہاں امت کو وہ آداب سکھائے جا رہے ہیں جو بحیثیت امتی ہونے کے انہیں بارگاہِ رسالت میں بجالانے ہیں جیسے یہ کہ (۱) کسی قول و فعل میں آپ پر سبقت نہ کریں اور ویسے راہ چلتے وقت بھی آپ سے آگے نہ چلیں اور خدا اور رسولؐ کے فیصلے سے پہلے یعنی قرآن و سنت کے خلاف کوئی فیصلہ نہ کریں۔ (۲) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کریں تو خیال رکھیں کہ ان کی آواز آپؐ کی آواز پر بلند نہ ہو جائے۔ ورنہ اس بے ادبی سے سارے عمل اکارت ہو سکتے ہیں۔ (۳) اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الشرف میں تشریف فرما ہوں تو ان کے باہر آنے کا انتظار کیا جائے اور حجروں کے باہر کھڑے ہو کر بدتمیزی سے آپ کو آواز نہ دی جائے۔ ارشادِ قدرت ہے کہ چونکہ اکثر لوگ ناسمجھ ہیں اس لئے وہ عقل وخرد سے کام نہیں لیتے ورنہ ع

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ
اتنا صبر کرتے کہ آپ خود ان کے پاس باہر نکل کر آجائیں تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن
بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے (۵) اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق
جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا
تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو
بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ﴿٦﴾
لاعلمی میں نقصان پہنچا دو اور پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ (۶)
وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ۚ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي
اور خوب جان لو کہ تمہارے درمیان رسولؐ خدا موجود ہیں اگر وہ بہت سے معاملات میں
كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ
تمہاری بات مان لیا کریں تو تم زحمت و مشقت میں پڑ جاؤ گے لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارا
الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ
محبوب بنایا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں مرغوب بنایا (آراستہ کیا) اور کفر، فسق اور نافرمانی
وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ﴿٧﴾
کو تمہارے نزدیک مبغوض بنایا (اور تم کو ان سے متنفر کیا) یہی لوگ راہ راست پر ہیں (۷)
فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٨﴾
اللہ کے فضل و کرم اور اس کے انعام و احسان سے اور اللہ بڑا جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے (۸)
وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا
اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان کے درمیان صلح کراؤ پھر اگر
بَيْنَهُمَا ۖ فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ
ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر تعدی و زیادتی کرے تو تم سب ظلم و زیادتی
فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِن
کرنیوالے سے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ حکم الٰہی کی طرف لوٹ آئے پس اگر

۲۔﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم نے کسی بھی فاسق و فاجر کی خبر کی چھان بین کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے کسی قوم کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ اسی سے علماء اصول فقہ نے عادل اور ثقہ آدمی کی خبر واحد کے معتبر ہونے پر استدلال کیا ہے کہ خالق حکیم نے فاسق کی خبر کی تحقیق اور جانچ پڑتال کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر خبر دینے والا عادل ہو یا کم از کم ثقہ اور قابل وثوق ہو تو پھر اس کی خبر کی تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ فاسق اور عادل اور ثقہ و غیر ثقہ میں فرق ہی کیا رہ جائے گا؟

۳۔﴿وَإِن طَائِفَتَانِ ۔ الآیہ﴾ اگرچہ بظاہر یہ آیت اوس و خزرج کی باہمی لڑائی کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر ﴿بموجب المورد لا یخصص الوارد﴾ اس سے مراد عام ہے کہ جب بھی مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں۔ تو غیر جانبدار مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ خاموش تماشائی بن کر ان کا تماشہ نہ دیکھیں۔ بلکہ کمر ہمت باندھ کر اصلاح کی خاطر آگے بڑھیں اور مقدور بھر کوشش کریں۔ اور اگر صلح نہ کرا سکیں تو پھر جس پر زیادتی کی جا رہی ہو اس کا ساتھ دیں اور زیادتی کرنے والے کے خلاف لڑیں۔ یہاں تک کہ وہ زیادتی کرنے والا قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ اور جب ایسا ہو جائے تو پھر اس کے خلاف طاقت کا استعمال بند کر دیا جائے اور عدل و انصاف کے ساتھ انکے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔ ﴿ان اللہ یحب المقسطین﴾

فَاۤءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ
وہ لوٹ آئے تو پھر تم ان دونوں کے درمیان عدل و انصاف کیساتھ صلح کرا دو اور انصاف کرو۔ بے شک
اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝۹ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ
اللہ انصاف کرنیوالوں سے محبت کرتا ہے (۹) بے شک اہل اسلام و ایمان آپس میں بھائی
فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ
بھائی ہیں تو تم اپنے دو بھائیوں میں صلح کراؤ اور اللہ (کی عصیاں کاری) سے ڈرو تاکہ تم
تُرْحَمُوْنَ ۝۱۰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ ع ۱۰ / ۱۳
پر رحم کیا جائے (۱۰) اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے
قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ
ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں
نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا
ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ آپس میں ایک دوسرے
اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ
کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب کے ساتھ پکارو۔
الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ
ایمان لانے کے بعد فاسق کہلانا کتنا برا نام ہے اور جو توبہ نہیں
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۱۱ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا
کریں گے (باز نہیں آئینگے) وہی لوگ ظالم ہیں (۱۱) اے ایمان والو! بہت سے
كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا
گمانوں سے پرہیز کرو (بچو) کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور تجسس
تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ
نہ کرو اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند
اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ
کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تمہیں کراہت آتی ہے

۴۔ ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ الآیہ﴾ اس آیت اور اس جیسی دوسری آیات و روایات کی بنا پر مسلمانوں کی ایک ایسی بین الاقوامی اور عالمگیر برادری قائم ہو جاتی ہے جس کی نظیر اقوام عالم میں نظر نہیں آتی۔ کوئی عرب ہے کوئی عجم، کوئی گورا ہے اور کوئی کالا، کوئی انگریزی بولتا ہے اور کوئی اردو، کوئی شاہ ہے اور کوئی گدا، کوئی خوبصورت ہے اور کوئی بدصورت۔ مگر جب وہ اسلام کا کلمہ پڑھ کر مسلمان بن جاتا تو اسلامی برادری کا رکن بن جاتا ہے جن کا نفع و نقصان اور جینا اور مرنا سب کچھ ایک ہو جاتا ہے اور یہ دین و ایمان کا رشتہ کسی طرح بھی خونی رشتہ سے کم نہیں ہے بلکہ کچھ زیادہ ہی ہے۔

۶۔ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ چند ایسی بری خصلتیں ہیں جن سے اسلامی معاشرہ کا امن و سکون تباہ ہوتا ہے جو یہ ہیں: (۱) ایک دوسرے کا تمسخر اڑانا۔ (۲) ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرنا۔ (۳) ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرنا۔ (۴) ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی کرنا۔ (۵) اور ایک دوسرے کا گلہ کرنا وغیرہ وغیرہ

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا، رحم کرنیوالا ہے (۱۲) اے لوگو! ہم نے

اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا

تمہیں ایک مرد (آدمؑ) اور ایک عورت (حواؑ) سے پیدا کیا ہے اور پھر تمہیں مختلف خاندانوں اور قبیلوں میں

وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ

تقسیم کردیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز و مکرم وہ ہے جو تم میں

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ

سے زیادہ پرہیزگار ہے یقیناً اللہ بڑا جاننے والا ہے، بڑا باخبر ہے (۱۳) اعراب (صحرائی عرب) کہتے ہیں کہ ہم

قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا

ایمان لائے ہیں ان سے کہیے کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں

يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ

اور ایمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل ہوا ہی نہیں ہے اور اگر تم اللہ

وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور اسکے رسولؐ کی اطاعت کروگے تو وہ (اللہ) تمہارے اعمال سے کچھ بھی کمی نہیں کریگا۔ بے شک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۴) مومن تو بس وہی ہیں جو اللہ اور

وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور پھر کبھی شک نہیں کیا اور اپنے مالوں

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾

اور جانوں کیساتھ اللہ کی راہ میں جہاد (بھی) کیا یہی لوگ سچے ہیں (۱۵)

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي

آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو اپنے دین سے آگاہ کرتے ہو؟ حالانکہ اللہ وہ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

کچھ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اللہ ہر شے کو

۶۔ ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ۔ الآیہ ﴾ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ خالق حکیم نے کائنات میں کوئی بھی دو چیزیں برابر پیدا نہیں کیں بلکہ ان کے درمیان فرق مراتب ہے اور مقام میں اختلاف ہے مگر قابل غور بات یہ ہے کہ اسلام میں معیار فضیلت کیا ہے؟ اور عزت وعظمت کا میزان کیا ہے؟ تو جن لوگوں کی نگاہ قرآن اور حقائق اسلام پر ہے وہ جانتے ہیں کہ اسلام وقرآن نے عزت وعظمت کا معیار تقویٰ و پرہیزگاری کو قرار دیا ہے۔ لہٰذا جو شخص جس قدر زیادہ متقی و پرہیزگار ہے وہ اتنا ہی زیادہ عزت دار ہے۔

مردے خداشناس کہ تقویٰ طلب بود
خواہی سفید جامہ وخواہی سیاہ باش!

۷۔ ﴿ قَالَتِ الْاَعْرَابُ۔ الآیہ ﴾ اس آیت سے دو باتیں بعبارۃ النص واضح ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ اسلام و ایمان دو مختلف حقیقتیں ہیں۔ دوسرے یہ کہ اسلام کا درجہ پست ہے اور ایمان کا درجہ بلند ہے۔

۸۔ ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ۔ الآیہ ﴾ اس آیت شریفہ میں صادق الایمان لوگوں کی تین صفتیں بیان کی گئی ہیں: (۱) خدا ورسولؐ پر ایمان لانا۔ (۲) پھر کبھی حقائق ایمان میں شک وشبہ نہ کرنا۔ (۳) مال وجان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

عَلِيمٌ ﴿١٦﴾ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُلْ لَا تَمُنُّوا

جانتا ہے (۱۶) (اے رسولؐ) یہ لوگ اسلام لاکر آپ پر احسان جتاتے ہیں کہیے تم

عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ

اپنے اسلام کا مجھ پر احسان نہ جتاؤ بلکہ تم پر اللہ کا احسان ہے کہ اس نے

لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ

تمہیں ایمان لانے کی ہدایت (توفیق) دی اگر تم (اپنے دعوائے ایمان میں) سچے ہو (۱۷) بے شک اللہ

غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا ۲ ع۸ ۱۴

آسمانوں اور زمین کے سب غیب جانتا ہے اور تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ وہ سب کچھ خوب

تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ ع

دیکھ رہا ہے (۱۸)

آیاتها ۴۵ ۵۰ سُورَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ ۳۴ رکوعاتها ۳

سورۂ ق مکی ہے۔ آیات ۴۵۔ ۳ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قٓ ۚ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ ﴿١﴾ بَلْ عَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ المنزل ۷

ق (۱) قسم ہے باعظمت قرآن کی (پیغمبرؐ اسلام میرے سچے رسولؐ ہیں) لیکن ان لوگوں کو اس بات پر تعجب

مُنْذِرٌ مِنْهُمْ فَقَالَ الْكَافِرُونَ هَٰذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ ﴿٢﴾

ہے کہ انہی میں سے ایک ڈرانے والا (رسولؐ) انکے پاس آیا ہے تو کافر کہتے ہیں کہ یہ ایک عجیب چیز ہے (۲) کیا

أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۖ ذَٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ ﴿٣﴾ قَدْ

جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہوجائیں گے (تو دوبارہ زندہ ہونگے) یہ تو بڑی بعید (از عقل) بات ہے (۳)

عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ ۖ وَعِنْدَنَا

ہم خوب جانتے ہیں (ان اجزاء کو) جو زمین (کھاکر) ان میں سے کم کرتی ہے اور ہمارے پاس تو ایک ایسی

كِتَابٌ حَفِيظٌ ﴿٤﴾ بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ

کتاب ہے جس میں (سب کچھ) محفوظ ہے (۴) بلکہ (دراصل بات تو یہ ہے کہ) انہوں نے (دین) حق کو

۹۔ ﴿يَمُنُّونَ عَلَيْكَ۔ الآيه﴾ کم ظرف لوگوں کی طرح جو جب کوئی اچھا کام کرتے ہیں تو اس کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں۔ اسی طرح کچھ لوگ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اس طرح اپنے اسلام کا اظہار کرتے تھے کہ گویا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان جتاتے ہیں کہ ہم نے آپؐ کے حکم پر اپنا آبائی دین چھوڑ کر آپ کا نیا دین قبول کرلیا ہے۔ ان کم عقلوں سے کہا جا رہا ہے کہ تم اسلام لاکر احسان نہ دھرو بلکہ خدا کا احسان سمجھو جس نے تمہیں اسلام لانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ ﴿ولنعم ما قیل﴾

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی

منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

۱۰۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ۔ الآيه﴾ خدا وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے جو ہر شخص کے عمل کو بھی جانتا ہے اور اس کی نیت کو بھی جانتا ہے کہ اس نے وہ کام آخرت کیلئے کیا ہے یا دنیا کیلئے؟ اور پھر وہ اس کے مطابق جزا وسزا دے گا۔ کیونکہ وہ عادل ہے اس لیے وہ بلاوجہ کسی کے عمل کو اکارت نہیں کرتا۔

سورۂ ق

سورۂ ق کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) اس سورہ کا مرکزی موضوع حیات بعد الممات کا اثبات ہے۔ (۲) کفار کے آنحضرتؐ کو رسول نہ ماننے کی وجہ۔ (۳) قرآن کے کلام اللہ ہونے کا اثبات۔ (۴) زمین وآسمان وغیرہ قدرت کی عظیم نشانیوں کا تذکرہ۔ (۵) بعض گزشتہ اقوام کا تذکرہ۔ (۶) خدا کے شہ رگِ حیات سے بھی قریب تر ہونے کا بیان۔ (۷) رسول کا کام فریضہ تبلیغ ادا کرنا ہے وبس۔ (۸) صبر واستقامت کا حکم۔ (۹) لوح محفوظ کا تذکرہ۔ (۱۰) آنحضرتؐ کو صبح شام ذکر خدا کرنے کی تلقین وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصة التفاسير﴾

۱۔ ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ۔ الآيه﴾ قاف دوسرے حروف مقطعات کی طرح ان متشابہات میں سے ہے جنکی حقیقت خدا اور راسخون فی العلم

فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝۵ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ

جھٹلایا جبکہ وہ انکے پاس آیا پس وہ ایک الجھی ہوئی بات میں مبتلا ہیں (۵) کیا انہوں نے آسمان کی طرف

فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ

نہیں دیکھا جو انکے اوپر ہے کہ ہم نے اسے کس طرح بنایا ہے؟ اور آراستہ کیا ہے جس میں کوئی

فُرُوْجٍ ۝۶ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا

رخنہ نہیں ہے (۶) اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ

رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝۷

گاڑ دیئے اور اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائیں (۷)

تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝۸ وَنَزَّلْنَا

ہر اس بندے کی بصیرت اور یاددہانی کیلئے جو اپنے رب کی طرف رجوع کرنیوالا ہے (۸) اور ہم نے آسمان

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ

سے برکت والا پانی اتارا اور اس سے باغات اور کاٹے جانے والی کھیتی کا

الْحَصِيْدِ ۝۹ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝۱۰

غلہ اگایا (۹) اور کھجور کے بلند و بالا درخت جن میں تہ بہ تہ خوشے لگتے ہیں (۱۰)

رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ

بندوں کی روزی کیلئے اور ہم اس مردہ زمین کو زندہ کرتے ہیں اسی طرح (مردوں کا) زمین

الْخُرُوْجُ ۝۱۱ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ

سے نکلنا ہو گا (۱۱) ان سے پہلے نوحؑ کی قوم، اصحاب رس

الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝۱۲ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝۱۳

اور ثمود نے جھٹلایا (۱۲) نیز عاد، فرعون، لوط کے بھائی (۱۳)

وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ

اور ایکہ والے اور تبع کی قوم ان سب نے پیغمبروںؑ کو جھٹلایا آخر میری

فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝۱۴ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ

وعید کے مستحق ہوئے (۱۴) کیا ہم پہلی بار کی پیدائش سے تھک گئے ہیں ؟ (ایسا نہیں ہے)

کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ یہاں عظمت والے قرآن کی قسم کھا کر بات چھوڑ دی گئی ہے اور جواب قسم ذکر نہیں کیا گیا۔ قرینہ مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ ہے کہ آپؐ خدا کے رسول برحق ہیں یا حیات بعد الموت برحق ہے۔

۲۔ ﴿بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَ۔ الآیہ﴾ انبیاء کی تاریخ گواہ ہے کہ ان کے زمانہ کے لوگ اکثر اس لئے ان کو اللہ کا رسول تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں تھے کہ وہ رسول کو اپنا ہم مرتبہ سمجھتے تھے۔ اس لیے ان کو تعجب ہوتا ہے کہ وہ شخص جسے وہ اپنے برابر جانتے تھے وہ اچانک نبی و رسول بن کر آ گیا ہے اور بشارت و نذارت کر رہا ہے۔ ایسا شخص تو کوئی مافوق الفطرت مخلوق ہونا چاہیے۔ حالانکہ یہ بات عقلی و نقلی طور پر مسلم ہے کہ نبی و رسول کے لئے بنی نوع انسان کا فردِ کامل ہونا ضروری ہے تا کہ اس کا قول و فعل بنی نوع کیلئے حجت وسند ہو سکے۔

۳۔ ﴿ءَاِذَا مِتْنَا﴾ کفار اس بات کو بعید از عقل و امکان جانتے تھے کہ مر کر مٹی ہو جانے کے بعد از سر نو کس طرح زندہ کئے جائیں گے؟ کیونکہ آدمی جب مر جاتا ہے تو دفن کے بعد زمین اسکا صرف گوشت و پوست ہی نہیں کھا جاتی بلکہ ہڈیوں کو بھی ہضم کر جاتی ہے اور اس کے اجزاء ادھر ادھر بکھر جاتے ہیں۔ خدا نے ہمیشہ اس کا یہ معقول جواب دیا ہے کہ یہ بکھرے ہوئے اجزاء کو اکٹھا کرنا اور انہیں حیات نو عطا کرنا تب دشوار ہوتا ہے کہ جب ہم علیم و قدیر نہ ہوتے۔ لیکن جب ان اجزاء کا علم بھی ہے کہ کون سا جزء کہاں ہے؟ اور پھر انکو اکٹھا کرنے اور انہیں زندہ کرنے پر قادر بھی ہیں تو پھر اسے بعید از عقل جاننے کا جواز کیا ہے؟

ع ١٥ ١ ١٥ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ

بلکہ یہ لوگ از سرنو پیدائش کے بارے میں شبہ میں مبتلا ہیں (١٥) بے شک ہم نے انسان کو

وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۖۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ

پیدا کیا ہے اور ہم وہ وسوسے جانتے ہیں جو اس کا نفس ڈالتا ہے اور ہم اسکی شہ رگ (حیات)

مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿١٦﴾ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ

سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں (١٦) جبکہ دو اخذ کرنے والے (کرامن کاتبین) ایک دائیں جانب

الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿١٧﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ

بیٹھا ہے اور دوسرا بائیں جانب (اور ہر چیز کو لکھ رہے ہیں) (١٧) وہ کوئی لفظ بھی نہیں بولتا

قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿١٨﴾ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ

مگر یہ کہ اس کے پاس نگران تیار موجود ہوتا ہے (١٨) اور موت کی بے ہوشی حق

الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿١٩﴾ وَ

کے ساتھ آ پہنچی۔ یہی وہ چیز ہے جس سے تو گریز کرتا رہتا تھا (١٩) اور

نُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿٢٠﴾ وَجَآءَتْ

صور پھونکا جائے گا یہی وعید کا دن ہو گا (٢٠) اور ہر شخص

كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿٢١﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ

اس طرح آئے گا کہ اسکے ساتھ ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوگا (٢١) (اے غافل) تو اس دن

غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ

سے غفلت میں رہا تو (آج) ہم نے تیری آنکھوں سے تیرا پردہ ہٹادیا سو آج

الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿٢٢﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ

تیری نگاہ بڑی تیز ہے (٢٢) اور اس کا (زندگی بھر کا) ساتھی کہے گا کہ جو میرے پاس تھا

عَتِيْدٌ ﴿٢٣﴾ ؕ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿٢٤﴾ ۙ

وہ حاضر ہے (٢٣) تم دونوں جہنم میں جھونک دو ہر بڑے کافر کو جو (حق سے) عناد رکھتا تھا (٢٤)

مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ﴿٢٥﴾ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ

جو نیکی وخیرات سے بڑا روکنے والا، حد سے بڑھنے والا اور شک کرنیوالا اور دوسروں کو شک میں ڈالنے والا تھا (٢٥)

٤۔ ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم کائنات کی ہر چیز جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ انسان کے اندر جو خیالات اور وسوسے پیدا ہوتے ہیں ہم وہ بھی جانتے ہیں کیونکہ ہم علمی و احاطی طور پر انسان کی شہ رگ حیات سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اس لیے ہم سے اس کا کوئی قول و فعل پوشیدہ نہیں ہے۔

٥۔ ﴿اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ۔ الآیہ﴾ باوجودیکہ خدا کو ہر ظاہر و پوشیدہ چیز کا علم ہے مگر پھر بھی اس نے اپنی خصوصی مصلحت کے تحت کراماً کاتبین کا انتظام کیا ہے کہ دائیں جانب والا انسان کی نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں جانب والا اس کی برائیاں ثبت کرتا ہے۔ نیز قرآن وسنت سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر شخص کے ہر قول و فعل کی ریکارڈنگ ہو رہی ہے اور یہ کام انسانی اعضاء و جوارح سے لیا جا رہا ہے۔ الغرض آدمی کا ہر قول ہوائی لہروں کی شکل میں محفوظ ہو رہا ہے اور اس کا ہر عمل حرارتی لہروں کے ذریعہ سے مرتسم ہو رہا ہے۔ ان حالات میں ہر گوش شنویدہ اور دیدۂ بینا رکھنے والے کے لیے عبرت و نصیحت کا بڑا اسامان پوشیدہ ہے۔

٦۔ ﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ۔ الآیہ﴾ ان آیات میں موت اور اس کے بعد رونما ہونے والے واقعات کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ سکرات الموت یعنی موت کی بے ہوشی کا مرحلہ ہر شخص کو پیش آنے والا ہے جس سے آدمی ہمیشہ کنی کتراتا ہے۔ پھر قیامت کا صور پھونکا جائے گا۔ اور ہر شخص اس طرح میدان قیامت میں آئے گا کہ اس کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے۔ ایک ہانکنے والا اور دوسرا گواہ۔ اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ تو اس دن سے غفلت میں تھا۔ مگر آج تو ہم نے تیری آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا ہے اس لیے تیری آنکھ بڑی تیز ہے۔ اس وقت اس کا ساتھی فرشتہ کہے گا تو نے جو کچھ (دنیا میں) کہا یا کیا ہے وہ میرے پاس حاضر و تیار ہے۔

اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾

جس نے اللہ کیساتھ اوروں کو بھی خدا بنا رکھا تھا۔پس اسکو سخت عذاب میں جھونک دو (۲۶)

قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ

اسکا ساتھی (شیطان) کہے گا اے ہمارے پروردگار! میں نے تو اسے سرکش نہیں بنایا تھا مگر وہ خود ہی سخت

بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ

گمراہی میں تھا (۲۷) ارشاد ہوگا میرے سامنے جھگڑا نہ کرو اور میں نے تو تمہیں

اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ

پہلے عذاب سے ڈرایا تھا (۲۸) میرے ہاں بات بدلی نہیں جاتی اور نہ ہی میں

ع ۲ ۱۴ ۱۶ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ

بندوں پر ظلم کرنے والا ہوں (۲۹) وہ دن یاد کرو جس دن ہم جہنم سے کہیں گے

امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾ وَاُزْلِفَتِ

کیا تو بھر گئی ہے ؟ اور وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ (۳۰) اور جنت پرہیز گاروں

الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ

کے قریب کردی جائیگی اور دور نہیں ہوگی (۳۱) یہ (جنت) وہ ہے جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (تم میں سے) ہر اس

لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ

شخص کیلئے جو اللہ کی طرف رجوع کرنیوالا (اور حدود الٰہی) کی بڑی حفاظت کرنیوالا ہے (۳۲) جو بن دیکھے خدائے

وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِۨ ﴿۳۳﴾ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ۭ ذٰلِكَ

رحمن سے ڈرتا ہے اور ایسے دل کیساتھ آیا ہے جو (خدا کی طرف) رجوع کرنیوالا ہے (۳۳) تم اس (جنت) میں

يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا

سلامتی کیساتھ داخل ہوجاؤ یہ (حیات) ابدی کا دن ہے (۳۴) وہاں ان کیلئے وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے اور

مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ

ہمارے پاس تو (ان کیلئے) اور بھی زیادہ ہے (۳۵) اور ہم (کفار مکہ) سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے

اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ۭ هَلْ مِنْ

ہیں جو قوت وطاقت میں ان سے زیادہ طاقتور تھیں وہ (مختلف) شہروں میں گھومتے پھرتے تھے تو انکو کوئی

۷۔ ﴿يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ۔ الآيہ﴾ خدا نے ابلیس سے فرمایا تھا کہ میں تجھ سے اور تیرے جنی وانسی پیروکاروں سے جہنم کو پُر کر دوں گا۔ تو وہ حسب الوعدہ جہنم سے پوچھ رہا ہے کہ کیا تو پُر ہو گئی ہے اور جہنم گھبرا کر پوچھ رہی ہے؟ بارِ الٰہا! کیا کچھ اور مجرم بھی باقی ہیں؟ یعنی اب مجھ میں مزید گنجائش نہیں ہے۔

۸۔ ﴿وَكَمْ اَهْلَكْنَا۔ الآيہ﴾ یہ مضمون قبل ازیں متعدد آیات میں گزر چکا ہے کہ دنیا میں بڑی بڑی طاقتور قومیں گزر چکی ہیں جو اپنے کفر وشرک اور گناہ وعصیان کی وجہ سے خدا کے عذاب کی زد میں آ کر روئے زمین سے حرفِ غلط کی طرح مٹ چکی ہیں۔ تو گویا اس پیرایہ میں کفارِ مکہ کو تہدید کی جا رہی ہے کہ اگر وہ اپنی موجودہ روش سے باز نہ آئے تو ان کا انجام بھی ان قوموں سے مختلف نہ ہوگا۔

مَّحِيصٍ ﴿٣٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ

جائے پناہ ملی؟ (٣٦) اس میں بڑی عبرت والی نصیحت ہے اس کیلئے جس کے پاس

أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا

دل ہو یا حضور قلب سے کان لگائے (٣٧) بے شک ہم نے آسمانوں

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ

اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کو چھ دن میں پیدا کیا ہے

وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ﴿٣٨﴾ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ

اور ہم کو تھکان نے چھوا تک نہیں (٣٨) وہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس پر صبر کیجئے

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ

اور سورج کے طلوع و غروب سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ

الْغُرُوبِ ﴿٣٩﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ﴿٤٠﴾

تسبیح کیجئے (٣٩) اور رات کے کچھ حصے میں اس کی تسبیح کیجئے اور (نمازوں کا) سجدہ کرنے کے بعد بھی (٤٠)

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٤١﴾

اور غور سے سنو اس دن کا حال جب ایک منادی بہت قریب سے ندا دے گا (٤١)

يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ

جس دن سب لوگ ایک زوردار آواز کو بالیقین سنیں گے وہی دن (قبروں سے)

الْخُرُوجِ ﴿٤٢﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿٤٣﴾

نکلنے کا ہوگا (٤٢) یقیناً ہم ہی جلاتے ہیں ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف سب کی بازگشت ہے (٤٣)

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذَٰلِكَ حَشْرٌ

اس دن زمین ان پر پھٹ جائے گی اور وہ تیز تیز برآمد ہوں گے یہ حشر (جمع کرنا) ہمارے لیے

عَلَيْنَا يَسِيرٌ ﴿٤٤﴾ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ ۖ وَمَا أَنتَ

بالکل آسان ہے (٤٤) جو کچھ لوگ کہتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں اور آپ ان پر جبر

ع ٣ ١٦/١٧ عَلَيْهِم بِجَبَّارٍ ۖ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ ﴿٤٥﴾

کرنیوالے نہیں ہیں پس آپ قرآن کے ذریعہ اسے نصیحت کریں جو میری تہدید سے ڈریں (٤٥)

٩۔ ﴿فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ۔ الآیہ﴾ یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ دعوت حق کا سارا راستہ خار دار ہے اور تلخیوں، زحمتوں اور کلفتوں سے اٹا ہوا راستہ ہے۔ اس راستہ کے راہرو کو قدم قدم پر ناملائم حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کٹھن منزل میں وہی شخص کامیاب ہوسکتا ہے جس کا اپنے خالق و مالک پر پختہ یقین ہو۔ اپنے مشن کی صداقت پر پختہ یقین ہو اور مصائب پر صابر ہو اور ہر حال میں عابد و شاکر ہو۔

١٠۔ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ۔ الآیہ﴾ صبح و شام یعنی آفتاب کے طلوع و غروب سے پہلے اور رات کے کچھ حصے میں اس میں اجمالاً پانچ نمازیں آگئی ہیں۔ اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح و تقدیس کریں۔

اٰیاتھا ۶۰ ۵۱ سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ ۶۷ رکوعاتھا ۳

سورہ ذاریات مکی ہے۔ آیات ۶۰۔ ۳ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝١ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝٢ فَالْجٰرِيٰتِ

قسم ہے ان (ہواؤں) کی جو گرد وغبار اڑاتی ہیں (۱) پھر ان (بادلوں) کی جو پانی کا بوجھ اٹھانیوالے ہیں (۲) پھر ان

يُسْرًا ۝٣ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝٤ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝٥

(کشتیوں) کی جو دھیمی رفتار سے چلنے والی ہیں (۳) پھر ان (فرشتوں کی) جو معاملہ کے تقسیم کرنیوالے ہیں (۴) بے شک تم سے

وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝٦ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝٧

جو وعدہ کیا گیا ہے وہ سچا ہے (۵) اور بے شک جزا وسزا ضرور واقع ہونیوالی ہے (۶) اور قسم ہے راستوں والے آسمان کی (۷)

اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝٨ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝٩

تم مختلف (بے جوڑ) باتوں میں پڑے ہوئے ہو (۸) اس (دین) سے پھرتا وہی ہے جو (حق سے) پھرا ہوا ہے (۹)

قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝١١

غارت ہوں انکل پچو باتیں بنانیوالے (۱۰) جو غفلت کے عالم میں مدہوش ہیں (بھولے پڑے ہیں) (۱۱)

يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٢ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ

وہ پوچھتے ہیں کہ جزا و سزا کا دن کب آئے گا؟ (۱۲) جس دن یہ لوگ آگ میں تپائے

يُفْتَنُوْنَ ۝١٣ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ

جائیں گے (۱۳) (اور) ان سے کہا جائے گا کہ اپنے فتنہ کا مزہ چکھو یہی وہ عذاب ہے جس کی تم

تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝١٤ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝١٥

جلدی کیا کرتے تھے (۱۴) بے شک پرہیز گار لوگ بہشتوں اور باغوں میں ہوں گے (۱۵)

اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ

اور ان کا پروردگار جو کچھ انہیں عطا کرے گا وہ لے رہے ہوں گے بے شک وہ اس (دن)

مُحْسِنِيْنَ ۝١٦ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝١٧

سے پہلے ہی (دنیا میں) نیکوکار تھے (۱۶) یہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے (۱۷)

سورۂ ذاریات

سورۂ ذاریات کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قیامت کے برحق ہونے کا بالتکرار تذکرہ۔ (۲) ایمان وکفر وبداعمال پر جزا وسزا کا حلفیہ بیان۔ (۳) خلیل خدا علیہ السلام اور انہیں پیرانہ سالی میں اولاد ملنے کا تذکرہ۔ (۴) چند کافر اور ناشکری قوموں اور ان کے برے انجام کا تذکرہ۔ (۵) دلائل انفس وآفاق سے توحید کا اثبات (۶) جن وانس کی خلقت کے مقصد کا بیان۔ (۷) ہر چیز کے جوڑے کا تذکرہ۔ (۸) آنحضرتﷺ کو ناقدر شناسوں سے روگردانی کا حکم وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔﴿وَالذّٰرِيٰتِ۔ الآیہ﴾ واو قسمیہ کے ساتھ یہاں خداوند عالم چار چیزوں کی قسم کھا کر ایک حقیقت بیان کررہا ہے۔ وہ چار چیزیں کیا ہیں؟ اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ وہ چار چیزیں یہ ہیں: (۱) ذاریات (۲) حاملات (۳) جاریات (۴) مقسمات۔ اور بعض مفسرین نے اس سے چار قسم کی ہوائیں مراد لی ہیں اور بعض نے فرشتے مراد لیے ہیں۔ اور وہ حقیقت دو چیزیں ہیں: (۱) رسولوں نے جنت وجہنم کی جو وعدہ ووعید فرمائی ہے وہ حق ہے۔ (۲) جزا وسزا برحق ہے۔

۲۔﴿قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ۔ الآیہ﴾ یہاں قتل سے اس کے لغوی معنی مراد نہیں ہیں بلکہ مجازی معنی بددعا اور لعنت و ہلاکت مراد ہے۔ یعنی غارت ہوں وہ لوگ جو علم ویقین کے ساتھ کوئی بات کرنے کی بجائے محض خیالی پلاؤ پکاتے ہیں اور انکل پچو باتیں بناتے ہیں جو جہالت اور غفلت میں پڑے ہیں۔

۳۔﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ۔ الآیہ﴾ یہاں پرہیز گاروں کے اچھے انجام کا مختصر بیان کرنے کے بعد ان لوگوں کے چند اچھے اوصاف کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ مثلاً (۱) وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔ رات کا اکثر حصہ خدا کے ذکر اذکار، توبہ واستغفار اور عبادت

وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ⑱ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ

اور صبح سحر کے وقت مغفرت طلب کیا کرتے تھے (۱۸) اور انکے مالوں میں سے سوال کرنیوالے اور سوال

لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ⑲ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ⑳

نہ کرنیوالے محتاج سب کا حصہ تھا (۱۹) اور زمین میں یقین کرنیوالوں کیلئے (ہماری قدرت کی) نشانیاں ہیں (۲۰)

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ㉑ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ

اور خود تمہارے وجود کے اندر بھی۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟ (۲۱) اور آسمان میں تمہاری روزی بھی ہے اور وہ چیز

وَمَا تُوْعَدُوْنَ ㉒ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ

بھی جسکا تم سے وعدہ وعید کیا جاتا ہے (۲۲) پس قسم ہے آسمان وزمین کے پروردگار کی کہ

لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ㉓ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ع ۲/۱۸

یہ بات حق ہے جیسے کہ تم بولتے ہو (۲۳) (اے حبیب!) کیا آپ تک ابراہیمؑ کے

ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ㉔ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا وقف لازم

معزز مہمانوں کی بات پہنچی ہے؟ (۲۴) کہ جب وہ آپکے پاس آئے تو سلام کیا آپ نے بھی (جواب میں)

سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ㉕ فَرَاغَ اِلٰٓى

سلام کیا۔ (پھر دل میں کہا) کچھ اجنبی لوگ ہیں (۲۵) پس چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور (تھوڑی

اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ㉖ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا

دیر میں) ایک موٹا تازہ (بھنا ہوا) بچھڑا لے آئے (۲۶) جسے مہمانوں کے سامنے پیش کیا (مگر جب انہوں نے ہاتھ نہ

تَاْكُلُوْنَ ㉗ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ

بڑھائے تو) کہا آپ کھاتے کیوں نہیں؟ (۲۷) (مگر جب انہوں نے پھر بھی کچھ نہ کھایا) تو آپ نے ان لوگوں سے اپنے

وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ㉘ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ

اندر کچھ خوف محسوس کیا ان (مہمانوں نے) کہا ڈریئے نہیں! اور پھر انہیں ایک صاحب علم بیٹے کی ولادت کی خوشخبری دی

فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ㉙ قَالُوْا

(۲۸) پس آپ کی بیوی (سارہ) چیختی ہوئی آئی اور اس نے اپنا منہ پیٹ لیا اور کہا بوڑھی، بانجھ؟ (بچہ کس طرح ہوگا؟) (۲۹)

كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ㉚

انہوں نے کہا! تمہارے پروردگار نے ایسا ہی کہا ہے بےشک وہ بڑا علیم وحکیم ہے (۳۰)

میں گزارتے تھے۔ (۲) وہ صبح سحری کے وقت خصوصی طور پر توبہ واستغفار اور خدا کی دعا و پکار میں بسر کرتے تھے۔ (۳) ان کے مال سے سائل ومحروم ہر قسم کے مستحق کا حصہ تھا۔ یعنی ان کے ہاں جو سائل آتا وہ خالی ہاتھ نہ جاتا اور جو محتاج غیور ہوتا یہ خود اس کے ہاں جا کر اس کی خدمت کرتے تھے۔ کیونکہ یہ لوگ مال ومنال کو اپنی محنت کا ثمر نہیں بلکہ اسے عطیہ الٰہی جانتے تھے۔

۳۔ ﴿وَفِي الْاَرْضِ۔ الآیہ﴾ خداوند علیم و حکیم نے یہاں بعض آیات آفاقیہ وانفسیہ کا تذکرہ کر کے ان سے نہ صرف یہ کہ قیامت کا جواز بلکہ اس کا لازم ہونا ثابت فرمایا ہے۔ فتدبر۔

۴۔ ﴿وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ۔ الآیہ﴾ روزی کے آسمان میں ہونے سے بالاتفاق یہ مراد ہے کہ روزی کے اسباب جن میں سورج و چاند وغیرہ کے علاوہ بڑا سبب بارش اور اس کا پانی ہے وہ سب عالم بالا میں ہیں۔ اور جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے یعنی جنت اور اس کی نعمتیں وہ سب بھی آسمان میں ہیں۔

۵۔ ﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ۔ الآیہ﴾ جناب خلیل خدا علیہ السلام کے پاس فرشتوں کا آنا اور جناب اسحاق علیہ السلام کی ولادت کی بشارت دینا اور پھر جناب لوط علیہ السلام کے پاس جانا اور قوم کو ہلاک کرنا، یہ واقعات قبل ازیں کئی بار جیسے سورہ ہود۔ سورہ حجر میں ذکر کئے جا چکے ہیں۔ فراجع۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ

آپ (ابراہیمؑ) نے کہا اے فرستادو آخر تمہاری مہم کیا ہے؟ (۳۱) انہوں نے کہا کہ

اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً

ہم ایک مجرم قوم (قوم لوط) کی طرف بھیجے گئے ہیں (۳۲) تاکہ ہم ان پر ایسے سنگ گِل (سخت مٹی کے

مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾

پتھر) برسائیں (۳۳) جو آپکے پروردگار کی طرف سے نشان زدہ ہیں حد سے بڑھنے والوں کیلئے (۳۴)

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا

سو وہاں جتنے اہل ایمان تھے ہم نے ان کو نکال دیا (۳۵) اور ہم نے ایک

وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا

گھر کے سوا اور مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا (۳۶) اور ہم نے اس (واقعہ)

فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾ وَفِيْ

میں ایک نشانی چھوڑ دی ہے ان لوگوں کیلئے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں (۳۷)

مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾

اور جناب موسیٰؑ کے قصہ میں بھی (ایک نشانی ہے) جبکہ ہم نے انکو فرعون کے پاس ایک واضح سند کیساتھ بھیجا (۳۸)

فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَ

تو اس نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر روگردانی کی اور کہا کہ (یہ شخص) جادوگر ہے یا دیوانہ؟ (۳۹) انجام

جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِيْ

کار ہم نے اسے اور اسکے لشکر کو پکڑا اور سب کو سمندر میں پھینک دیا اور آنحالیکہ وہ قابل ملامت تھا (۴۰) اور

عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ

قبیلہ عاد (کی داستان) میں بھی (نشانی موجود ہے) جبکہ ہم نے ان پر ایک ایسی بے برکت ہوا بھیجی (۴۱)

مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ وَفِيْ

جو جس چیز سے بھی گزرتی تھی اسے ریزہ ریزہ کردیتی تھی (۴۲) اور قبیلہ ثمود کی سرگزشت میں

ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ

بھی (ایک نشانی ہے) جبکہ ان سے کہا گیا کہ تم ایک خاص وقت تک (دنیا کی نعمتوں) سے فائدہ اٹھالو (۴۳)

۶؎ ﴿وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ ... الآیہ﴾
خداوند عالم نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات جیسے عصا اور ید بیضا وغیرہ دے کر فرعون کے پاس بھیجا مگر فرعون نے اپنی طاقت کے گھمنڈ میں ان معجزات کو جادو اور جناب موسیٰ علیہ السلام کو دیوانہ کہہ کر ان کی دعوت حق کو رد کر دیا۔ اور انجام کار خدا نے اسے اور اسکی قوم کو غرقِ رودِ نیل کر دیا۔ یہ سب واقعات قبل ازیں متعدد مقامات پر بیان کیے جا چکے ہیں۔

أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ﴿۴۴﴾

تو انہوں نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی تو انکو ایک کڑک نے پکڑ لیا درآنحالیکہ وہ دیکھ رہے تھے (۴۴)

فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ ﴿۴۵﴾

(اس کے بعد) وہ نہ تو کھڑے ہی ہوسکے اور نہ ہی اپنی کوئی مدافعت کر سکے (۴۵)

وَقَوْمَ نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۴۶﴾ ع ۲ ۲۳ ۱

اور قوم نوحؑ کا بھی اس سے پہلے (یہی حال ہوا) ہم نے اسے ہلاک کر دیا کیونکہ وہ بڑے نافرمان لوگ تھے (۴۶)

وَالسَّمَاءَ بَنَيْنٰهَا بِأَيْيدٍ وَّإِنَّا لَمُوسِعُونَ ﴿۴۷﴾ وَالْأَرْضَ

اور ہم نے آسمان کو (اپنی) قدرت سے بنایا اور بیشک ہم زیادہ وسعت دینے والے ہیں (۴۷) اور ہم

فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُونَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا

نے زمین کا فرش بچھایا تو ہم کتنے اچھے فرش بچھانیوالے ہیں (۴۸) اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے

زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوا إِلَى اللّٰهِ ۖ إِنِّي

(ہر چیز کو دو دو قسم کا بنایا) تا کہ تم نصیحت حاصل کرو (۴۹) بس تم اللہ کی طرف دوڑو۔ میں تمہیں اس سے کھلا

لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۵۰﴾ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا

ہوا ڈرانے والا ہوں (۵۰) اور اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا نہ بناؤ۔ بے شک میں تمہیں

اٰخَرَ ۖ إِنِّي لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۵۱﴾ كَذٰلِكَ مَا أَتَى

اس (کے قہر) سے کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں (۵۱) اسی طرح وہ لوگ جو ان سے پہلے

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ

گزرے ہیں (ان کے پاس) کوئی ایسا رسولؑ نہیں آیا جسے انہوں نے جادوگر یا دیوانہ

مَجْنُونٌ ﴿۵۲﴾ أَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿۵۳﴾

نہ کہا ہو (۵۲) اور کیا یہ ایک دوسرے کو اس بات کی وصیت کرتے آرہے ہیں؟ (نہیں) بلکہ یہ لوگ سرکش ہیں (۵۳)

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا أَنْتَ بِمَلُومٍ ﴿۵۴﴾ وَّذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى

سو آپ ان سے منہ پھیر لیجئے آپ پر کوئی الزام نہیں ہے (۵۴) اور انہیں سمجھاتے رہیے کہ یہ یاددہانی

تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ

ایمان والوں کو فائدہ پہنچاتی ہے (۵۵) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر

۷۔ ﴿وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ۔ الآیہ﴾ یہ بات جدید تحقیقات سے ثابت ہوچکی ہے کہ ہر چیز میں مثلاً نباتات میں نر و مادہ، انسانوں میں مرد وزن اور مادہ میں مثبت ومنفی، نور کے بالمقابل ظلمت، خشکی کے مقابلہ میں تری، سختی کے مقابلہ میں نرمی اور سرد کے مقابلہ میں گرم وغیرہ قرار دیے ہیں اور پھر اس نے یہاں بعض چیزوں کی کمی کو اس کے جوڑے کے ذریعہ سے مکمل کیا ہے۔ یہ بھی ایک قرینہ ہے کہ اس دنیا کا بھی کوئی جوڑا ہونا چاہیے جو کہ قیامت ہے جس سے ہماری دنیا مکمل ہوتی ہے۔

۸۔ ﴿ففروا الی اللہ۔ الآیہ﴾ بعض الفاظ جب کسی وضاحت کے بغیر بولے جائیں تو کبھی برے اور کبھی اچھے لگتے ہیں مگر وضاحت کے بعد ان کا حسن یا قبح اجاگر ہوتا ہے۔ انہی میں سے ایک لفظ فرار بھی ہے جو کہ بظاہر برا لگتا ہے مگر جب اسکی وضاحت کی جائے کہ کفر وشرک اور گناہ وعصیان سے اور اللہ کی ناراضی کے کاموں سے فرار کرو اور خدا کی امان وپناہ میں آجاؤ اور مقام اعتقاد میں کفر وشرک سے بچو اور مقام عمل میں اس کی نافرمانی سے احتراز کرو تو پھر اسی لفظ فرار میں حسن کا نکھار پیدا ہوجاتا ہے۔

۹۔ ﴿كَذٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ۔ الآیہ﴾ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ اگر کفار قریش اور مشرکین عرب آپ کو ساحر اور مجنون کہہ رہے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہر دور کے منکرین اور مکذبین اپنے رسولوں کو ایسا کہتے رہے ہیں۔ لہٰذا آپ ان لوگوں کی طرف سے منہ پھیر لیں اور ان لوگوں کی باتوں کی پروانہ کریں۔

۱۰۔ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں خالق علیم وحکیم نے جنوں اور انسانوں کی غرض خلقت کی وضاحت فرمائی ہے کہ وہ خدا کی عبادت کرنا ہے۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ کسی بھی چیز کی قدر وقیمت اس کی غرض وغایت سے معلوم ہوتی ہے اور پھر وہ قدر وقیمت اس مقصد پر عمل کرنے یا نہ

إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا

اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں (۵۶) میں ان سے روزی نہیں چاہتا اور نہ یہ

أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ﴿٥٧﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ

چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں (۵۷) بے شک اللہ بڑا روزی دینے والا ہے قوت والا (اور)

الْمَتِينُ ﴿٥٨﴾ فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِثْلَ ذَنُوبِ

بڑا مضبوط ہے (۵۸) جو لوگ ظالم ہیں ان کیلئے (عذاب کا) وہی حصہ ہے

أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ﴿٥٩﴾ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا

جیسا ان جیسوں کا تھا۔ پس وہ جلدی نہ کریں (۵۹) انجام کار تباہی ہے کافروں

مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٦٠﴾ ع

کیلئے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ وعید کیا جارہا ہے (۶۰)

آياتها ۴۹ — ۵۲ سُورَةُ الطُّورِ مَكِّيَّةٌ ۷۶ — رکوعاتها ۲

سورہ طور مکی ہے۔ آیات ۴۹ ۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالطُّورِ ﴿١﴾ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ ﴿٢﴾ فِي رَقٍّ مَنْشُورٍ ﴿٣﴾

قسم ہے طور کی (۱) اور ایک کتاب کی جو لکھی ہوئی ہے (۲) کھلے ورق میں (۳)

وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ﴿٤﴾ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ ﴿٥﴾

اور قسم ہے اس گھر کی جو آباد ہے (۴) اور اس چھت کی جو بلند ہے (۵)

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ ﴿٦﴾ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾

اور اس سمندر کی جو موجزن ہے (۶) بے شک تمہارے پروردگار کا عذاب واقع ہونے والا ہے (۷)

مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ ﴿٨﴾ يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا ﴿٩﴾ وَتَسِيرُ

جس کو ٹالنے والا کوئی نہیں ہے (۸) جس دن آسمان تھر تھرانے لگے گا (۹) اور پہاڑ

الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿١٠﴾ فَوَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿١١﴾ الَّذِينَ

چلنے لگیں گے (۱۰) پس تباہی ہو گی اس دن جھٹلانے والوں کیلئے (۱۱) جو بے ہودہ

کرے سے بڑھتی اور گھٹتی ہے۔ اور پھر یہ عبادت دو قسم کی ہوتی ہے تکوینی اور تشریعی۔ جس میں عبادت گزار کے عزم و ارادہ کو دخل ہوتا ہے۔ جبکہ پہلی قسم میں اسے کوئی دخل عمل نہیں ہوتا۔ لہٰذا جو لوگ پہلے اپنی غرض خلقت کو پہچانتے ہیں اور پھر اسکے مطابق عمل درآمد بھی کرتے ہیں وہ فرشتوں سے بھی افضل ہوتے ہیں اور جو مورکھ اپنی غرضِ خلقت کو نہیں پہچانتے یا اگر پہچانتے تو ہیں مگر اسکے مطابق عمل درآمد نہیں کرتے تو وہ حیوانوں سے بھی بدتر ہیں۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ قانونِ شرع کے مطابق زندگی گزارنے اور حق اللہ اور حق الناس کے ادا کرنے کا نام عبادت ہے۔ اور حق الناس کی ادائگی عبادت کی دو قسموں میں سے افضل قسم ہے۔

عبادت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

سورہ طور

سورہ طور کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) خدا نے مختلف قسمیں کھا کر قیامت کے یقینی الوقوع ہونے کا اعلان کیا ہے۔ (۲) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کفار کی روش کی مذمت اور انکے ایرادات کے جوابات۔ (۳) پرہیزگاروں کے خوشگوار انجام کا بیان۔ (۴) کفار کے لاعلاج بیمار ہونے کا بیان۔ (۵) مصائب کا مقابلہ صبر سے کرنے اور ہر حال میں خدا کی تسبیح و تقدیس کرنے کا حکم۔ (۶) مبداء و معاد کا اثبات۔ (۷) اس سورہ میں بشارت سے زیادہ نذارت سے کام لیا گیا ہے۔ (۸) ہر شخص اپنے اعمال کے عوض گروی ہے وغیرہ وغیرہ

﴿ خلاصۃ التفاسیر ﴾

ا۔ ﴿وَالطُّورِ ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم نے ایک مخصوص پہاڑ طور اور کتاب مسطور وغیرہ کی مختلف چیزوں کی قسمیں کھا کر یہ حقیقت بیان کی ہے کہ کافروں، مشرکوں اور مجرموں پر ضرور عذاب نازل ہوگا۔ اور ہر انسان کو اپنے عقیدہ و عمل کا نتیجہ بھگتنا ہوگا۔ نہ صرف

وقف لازم

هُمْ فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ

اور فضول باتوں میں کھیل رہے ہیں (۱۲) جس دن ان کو دھکیل دھکیل کر

جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿١٣﴾ هَٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا

آتش دوزخ کی طرف بلایا جائے گا (۱۳) یہی ہے وہ آگ جسے تم

تُكَذِّبُونَ ﴿١٤﴾ أَفَسِحْرٌ هَٰذَا أَمْ أَنْتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ﴿١٥﴾

جھٹلاتے تھے (۱۴) کیا یہ (آگ) جادو ہے؟ یا تمہیں نظر نہیں آتا؟ (۱۵)

اصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا أَوْ لَا تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ ۖ

پس اس میں داخل ہو جاؤ! اب تم صبر کرو یا نہ کرو دونوں تمہارے حق میں برابر ہیں

إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ

تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسا تم کیا کرتے تھے (۱۶) بے شک پرہیز گار لوگ باغہائے

فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ ﴿١٧﴾ فَاكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ

بہشت اور نعمتوں میں ہوں گے (۱۷) وہ خوش و خرم ہوں گے ان نعمتوں سے جو ان کا پروردگار

وَوَقَاهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿١٨﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا

انہیں عطا فرمائے گا اور ان کا پروردگار انہیں دوزخ کے عذاب سے بچائے گا (۱۸) (ارشاد ہوگا)

هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ

کھاؤ اور پیو مبارک ہو! ان اعمال کے صلہ میں جو تم کرتے تھے (۱۹) وہ بچھے ہوئے پلنگوں پر تکیہ لگائے

مَصْفُوفَةٍ ۖ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا

ہوئے ہونگے اور ہم انکی حور العین (یعنی گوری رنگت کی کشادہ چشم عورتوں) سے شادی کر دیں گے (۲۰) اور

وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ

جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان کیساتھ ان کی اتباع (پیروی) کی تو ہم ان کی اولاد

مَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا

کو (جنت میں) ان کیساتھ ملا دیں گے اور ان کے اعمال میں کچھ بھی کمی نہیں کریں گے ہر شخص اپنے

كَسَبَ رَهِينٌ ﴿٢١﴾ وَأَمْدَدْنَاهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِمَّا

عمل کے بدلے میں گروی ہے (۲۱) اور ہم انہیں پسند کے میوے اور گوشت

یہ پانچ چیزیں بلکہ کائنات کی ہر چیز خاموش زبان سے اس حقیقت کی صداقت کا اعلان کر رہی ہے۔

۲۔ ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ۔ الآیہ﴾ جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان لانے میں ان کی پیروی کی خدا ان کے ساتھ خصوصی فضل و کرم والا معاملہ کرے گا۔ یعنی اگر ان کے والدین اپنے ایمان و عمل کی وجہ سے جنت کے بلند درجہ میں ہوں گے اور ان کی نیک اولاد اپنی ایمانی وعملی کمزوری کی وجہ سے جنت کے پست درجہ میں ہوگی تو خداوند عالم اپنے فضل و کرم سے انہیں ان کے والدین کے ساتھ بلند درجوں میں ملا دے گا تاکہ ان کی روحانی مسرت و شادمانی میں اضافہ ہو جائے۔ ویسے دنیا میں بھی بلوغت تک دین کے اعتبار سے اولاد ماں باپ کے تابع ہوتی ہے اور اسکا حکم ماں باپ والا ہوتا ہے۔

۳۔ ﴿كُلُّ امْرِئٍ۔ الآیہ﴾ ہر شخص اپنے عمل کے بدلے میں گروی ہے نہ کوئی شخص ایمان و عمل کے بغیر جنت میں داخل ہوگا اور نہ کسی کے گناہ کا بوجھ کسی دوسرے پر ڈالا جائے گا۔ بہر حال اگر آدمی ایمان لا کر اور نیک عمل کر کے اپنے رہن شدہ نفس کو چھڑا لے گا تو فبہا ورنہ اسے ضبط کر لیا جائے گا اور آتش دوزخ کے حوالے کر دیا جائے گا۔

يَشۡتَهُوۡنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوۡنَ فِيۡهَا كَاۡسًا لَّا لَغۡوٌ فِيۡهَا

دیتے رہیں گے (۲۲) اور وہ وہاں ایسے جام شراب پر چھینا جھپٹی بھی کرینگے جس میں نہ کوئی لغو بات

وَلَا تَاۡثِيۡمٌ ﴿۲۳﴾ وَ يَطُوۡفُ عَلَيۡهِمۡ غِلۡمَانٌ لَّهُمۡ

ہو گی اور نہ گنہگار ٹھہرانے کی (۲۳) اور ان کے غلام (خدمت کیلئے) چکر لگا رہے ہوں

كَاَنَّهُمۡ لُـؤۡلُـؤٌ مَّكۡنُوۡنٌ ﴿۲۴﴾ وَ اَقۡبَلَ بَعۡضُهُمۡ عَلٰى

گے (جو حسن و جمال میں) گویا چھپے ہوئے موتی ہوں گے (۲۴) وہ (جنتی) ایک دوسرے کی طرف

بَعۡضٍ يَّتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوۡۤا اِنَّا كُنَّا قَبۡلُ فِىۡۤ اَهۡلِنَا

متوجہ ہوکر باہم سوال و جواب کریں گے (۲۵) وہ کہیں گے کہ ہم اس سے پہلے اپنے گھر بار میں (اپنے

مُشۡفِقِيۡنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡنَا وَوَقٰٮنَا عَذَابَ

انجام سے) ڈرتے رہتے تھے (۲۶) پس اللہ نے ہم پر (اپنا) فضل و کرم فرمایا اور ہمیں گرم لو کے

السَّمُوۡمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنۡ قَبۡلُ نَدۡعُوۡهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡبَرُّ

عذاب سے بچالیا (۲۷) بے شک ہم اس سے پہلے (دنیا میں) بھی اسی سے دعا مانگا کرتے تھے یقیناً وہ بڑا

الرَّحِيۡمُ ﴿۲۸﴾ فَذَكِّرۡ فَمَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ ع ۱/۲۸/۳

احسان کرنیوالا، بڑا رحم کرنیوالا ہے (۲۸) آپ یاد دہانی کرتے رہیے! کہ آپ اپنے پروردگار کے فضل و کرم

وَّلَا مَجۡنُوۡنٍ ﴿۲۹﴾ؕ اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيۡبَ

سے نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون (۲۹) کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک شاعر ہیں (اور) ہم انکے بارے میں گردش زمانہ کا

الۡمَنُوۡنِ ﴿۳۰﴾ قُلۡ تَرَبَّصُوۡا فَاِنِّىۡ مَعَكُمۡ مِّنَ الۡمُتَرَبِّصِيۡنَ ﴿۳۱﴾ؕ

انتظار کر رہے ہیں؟ (۳۰) آپ کہیے! کہ تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنیوالوں میں سے ہوں (۳۱)

اَمۡ تَاۡمُرُهُمۡ اَحۡلَامُهُمۡ بِهٰذَاۤ اَمۡ هُمۡ قَوۡمٌ طَاغُوۡنَ ﴿۳۲﴾ۚ

کیا ان کی عقلیں ان کو ان (فضول) باتوں کا حکم دیتی ہیں یا یہ سرکش لوگ ہیں؟ (۳۲)

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۳﴾ۚ فَلۡيَاۡتُوۡا

یا وہ یہ کہتے ہیں کہ انہوں (رسولؐ) نے خود قرآن گھڑ لیا ہے بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) وہ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے (۳۳)

بِحَدِيۡثٍ مِّثۡلِهٖۤ اِنۡ كَانُوۡا صٰدِقِيۡنَ ﴿۳۴﴾ؕ اَمۡ خُلِقُوۡا

اگر وہ سچے ہیں تو پھر ایسا کلام لے آئیں (۳۴) آیا وہ بغیر کسی (خالق)

۴۔ ﴿فذکر۔ الآیہ﴾ جب کوئی متعصب مزاج آدمی کسی دعوت حق کو قبول نہ کرنا چاہے تو وہ داعیٔ حق کو تنقید کا نشانہ بناتا ہے تاکہ اس کی ذات مجروح ہو اور اس کی بات مشتبہ ہو جائے۔ اسی بنا پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین نے آپ کو شاعر، کاہن اور مجنون کہا تاکہ ان کی ذات و بات لوگوں پر مشتبہ ہو جائے۔ مگر چونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشیت الٰہی کے تحت کام کرتا ہے اس لئے اس کا کام و کلام عام لوگوں سے مختلف ہوتا ہے۔ اس لئے ارشادِ قدرت ہو رہا ہے کہ آپؐ اپنا کام جاری رکھیں اور لوگوں کو یاد دہانی کرائیں اور لوگوں کی باتوں کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ ع

ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں!

۵۔ ﴿اَمۡ خُلِقُوۡا مِنۡ غَيۡرِ شَىۡءٍ الآیہ﴾ اگرچہ کفار قریش نظریاتی طور پر تسلیم کرتے تھے کہ زمین و آسمان بلکہ سارے جہان کا خالق خدا ہے مگر ان کی عملی زندگی سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ نہ صرف سارے جہاں بلکہ اپنے آپ کے خالق بھی خود ہیں۔ اس لئے خداوند عالم ان کو شرمسار کرنے کی خاطر فرما رہا ہے آیا وہ خود بخود پیدا ہوئے ہیں یا انہوں نے خود اپنے آپ کو پیدا کیا ہے یا انہوں نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے؟ اور اس کے وجود کا اقرار کرنے کے تقاضے کیا ہیں؟ ورنہ وہ ضرور اس کی عبادت کرتے اور اس کی چوکھٹ پر ضرور جبین نیاز جھکاتے۔

مِنۡ غَيۡرِ شَىۡءٍ اَمۡ هُمُ الۡخٰلِقُوۡنَؕ ﴿۳۵﴾ اَمۡ خَلَقُوا

کے پیدا کیے گئے ہیں یا وہ خود (اپنے) پیدا کرنیوالے ہیں ؟ (۳۵) یا انہوں نے

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ‌ۚ بَلۡ لَّا يُوۡقِنُوۡنَؕ ﴿۳۶﴾ اَمۡ

آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ وہ یقین ہی نہیں رکھتے (۳۶) یا ان کے

عِنۡدَهُمۡ خَزَآٮِٕنُ رَبِّكَ اَمۡ هُمُ الۡمُصَۣيۡطِرُوۡنَؕ ﴿۳۷﴾

پاس آپ کے پروردگار کے خزانے ہیں یا یہ ان پر حاکم (مجاز) ہیں؟ (۳۷)

اَمۡ لَهُمۡ سُلَّمٌ يَّسۡتَمِعُوۡنَ فِيۡهِ‌ۚ فَلۡيَاۡتِ

یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے (جس پر چڑھ کر) وہ (آسمانی خفیہ باتیں) سن لیتے

مُسۡتَمِعُهُمۡ بِسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍؕ ﴿۳۸﴾ اَمۡ لَهُ الۡبَنٰتُ

ہیں؟ (اگر ایسا ہے) تو پھر ان کا سننے والا کوئی کھلی ہوئی دلیل پیش کرے (۳۸) کیا اللہ کے لیے بیٹیاں

وَلَـكُمُ الۡبَنُوۡنَؕ ﴿۳۹﴾ اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ اَجۡرًا فَهُمۡ مِّنۡ

ہیں اور تمہارے لیے بیٹے؟ (۳۹) کیا آپ ان سے کوئی اجرت مانگتے ہیں کہ وہ تاوان کے

مَّغۡرَمٍ مُّثۡقَلُوۡنَؕ ﴿۴۰﴾ اَمۡ عِنۡدَهُمُ الۡغَيۡبُ فَهُمۡ

بوجھ سے دبے جا رہے رہیں؟ (۴۰) یا ان کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ (اسکی بناء پر)

يَكۡتُبُوۡنَؕ ﴿۴۱﴾ اَمۡ يُرِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا‌ؕ فَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

لکھتے جاتے ہیں ؟ (۴۱) یا وہ کوئی چال چلنا چاہتے ہیں؟ تو جو لوگ کافر ہیں وہ

هُمُ الۡمَكِيۡدُوۡنَؕ ﴿۴۲﴾ اَمۡ لَهُمۡ اِلٰهٌ غَيۡرُ اللّٰهِ‌ؕ سُبۡحٰنَ

خود اپنی چال کا شکار ہیں (۴۲) یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے ؟ پاک ہے اللہ اس

اللّٰهِ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۴۳﴾ وَاِنۡ يَّرَوۡا كِسۡفًا مِّنَ السَّمَآءِ

شرک سے جو وہ کرتے ہیں (۴۳) اور اگر وہ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا ہوا

سَاقِطًا يَّقُوۡلُوۡا سَحَابٌ مَّرۡكُوۡمٌ ﴿۴۴﴾ فَذَرۡهُمۡ حَتّٰى

دیکھیں تو کہتے ہیں کہ یہ تہہ در تہہ بادل ہے (۴۴) پس انہیں (اپنے حال پر)

يُلٰقُوۡا يَوۡمَهُمُ الَّذِىۡ فِيۡهِ يُصۡعَقُوۡنَۙ ﴿۴۵﴾ يَوۡمَ لَا

چھوڑ دیجیے یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن تک پہنچ جائیں جس میں وہ غش کھا کر گر جائیں گے (۴۵) جس

۶ـ ﴿فذرھم حتّٰی۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ ان لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیجیے! اب یہ قیامت کے عذاب کو دیکھ کر ہی ایمان لائیں گے جب کہ اس وقت حقیقت کو تسلیم کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور نہ ان کی کوئی تدبیر ان کے کام آئے گی۔

يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝٤٦

دن ان کی کوئی چال ان کے کسی کام نہ آئے گی اور نہ ہی ان کی کوئی مدد کی جائیگی (۴۶)

وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ

بے شک جو لوگ ظالم ہیں ان کیلئے اس سے پہلے (دنیا میں) بھی ایک عذاب ہے

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٤٧ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

لیکن ان میں سے اکثر جانتے نہیں ہیں (۴۷) آپ اپنے پروردگار کے فیصلے کیلئے صبر کیجئے!

فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ

آپ ہماری نظروں (نگہبانی) میں ہیں آپ اپنے پروردگار کی تسبیح کیجئے اسکی حمد کے

تَقُوْمُ ۝٤٨ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝٤٩ ع ۲ ۲۱ ۴

ساتھ (۴۸) جس وقت آپ اٹھتے ہیں اور رات کے کچھ حصہ میں بھی اسکی تسبیح کریں اور ستاروں کے پیچھے ہٹتے وقت بھی (۴۹)

اٰيَاتُهَا ۶۲ ۵۳ سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ ۲۳ رکوعاتها ۳

سورہ نجم مکی ہے۔ آیات ۶۲۔ ۳ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝١ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا

قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ ڈوبنے لگے (۱) کہ تمہارا یہ ساتھی (پیغمبرؐ اسلام) نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ

غَوٰى ۝٢ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝٣ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ

بہکا ہے (۲) اور وہ (اپنی) خواہش نفس سے بات نہیں کرتا (۳) وہ تو بس وحی ہے جو انکی طرف کی

يُّوْحٰى ۝٤ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝٥ ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۝٦

جاتی ہے (۴) انکو ایک زبردست قوت والے نے تعلیم دی ہے (۵) جو بڑا صاحب قدرت (یا بڑا دانا و حکیم) ہے پھر (وہ

وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝٧ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝٨ فَكَانَ قَابَ

اپنی اصلی شکل میں) کھڑا ہوا (۶) جبکہ وہ آسمان کے بلند ترین کنارہ پر تھا (۷) پھر وہ قریب ہوا اور زیادہ قریب ہوا (۸)

قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝٩ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝١٠

یہاں تک دو کمان کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا (۹) پس اس (اللہ) نے اپنے بندہ (خاص) کی طرف وحی کی

۷۔ ﴿وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ۔ الآیہ﴾ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنے پروردگار کے فیصلے کیلئے صبر سے کام لیں اور انتظار کریں اور کوئی فکر نہ کریں۔ آپ ہماری نگہبانی میں ہیں ہم آپؐ کے حافظ و ناصر ہیں کوئی آپکا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔

۸۔ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ۔ الآیہ﴾ آپؐ اپنے پروردگار کے حمد کے ساتھ اسکی تسبیح کریں۔ جب قیلولہ کر کے اٹھیں اور رات کے کچھ حصے میں۔۔۔ علامہ طبری نے اس سے نماز پنجگانہ کے اوقات مراد لئے ہیں کہ ان اوقات میں خدا کی عبادت کریں۔

(۱) سو کر اٹھیں یعنی ظہرین کے وقت (۲) رات کے کچھ حصہ میں یعنی مغرب و عشاء کے وقت (۳) اور ستاروں کے پیچھے ہٹتے وقت یعنی صبح کے وقت۔ مگر ہماری متعدد روایات میں اس سے نافلہ صبح اور نماز شب اور عام تعقیبات مراد لیے گئے ہیں۔ (تفسیر مجمع البیان)

سورۂ نجم

سورۂ نجم کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت پر خدا کا حلفی بیان۔ (۲) قرآن کے کلام اللہ ہونے پر پُرزور طریقہ پر بحث۔ (۳) معراج مصطفیٰؐ کا مقدس تذکرہ۔ (۴) دین اسلام کے وہ چند بنیادی مسائل جو نزول قرآن سے پہلے آسمانی صحیفوں میں مذکور تھے۔ (۵) دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ کی کیا حقیقت ہے؟ (۶) گناہان کبیرہ و صغیرہ کا بیان اور انکی تعریف۔ (۷) ہر شخص کو اسکی کوشش و کاوش کا پھل ملتا ہے۔ (۸) امور تکوینیہ کی انجام دہی خدا کے قبضہ قدرت میں ہے۔ (۹) عظمت قرآن کا بیان۔ (۱۰) ظن و گمان کی مذمت اور اسکی عدم حجیت کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى۔ الآیہ﴾ قسم ہے ستارے کی جب وہ ڈوبنے لگے۔ تمہارا یہ

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا

جو وحی کی (۱۰) (رسولؐ کے) دل نے جھوٹ نہیں کہا (جھٹلایا نہیں) جو کچھ (مصطفیٰؐ کی) آنکھ نے دیکھا (۱۱) کیا تم

يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ

لوگ آپ سے اس بات پر جھگڑتے ہو جو کچھ انہوں نے دیکھا (۱۲) اور آپ نے ایک بار اور بھی (۱۳) اترتے ہوئے

الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ يَغْشَى

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا (۱۴) جہاں جنت الماویٰ (آرام سے رہنے کا بہشت) ہے (۱۵) جبکہ سدرہ پر

السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾

چھا رہا تھا (وہ نور) جو چھا رہا تھا (۱۶) نہ آنکھ چندھیائی اور نہ حد سے بڑھی (۱۷)

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ اَفَرَءَيْتُمُ

یقیناً آپ نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں (۱۸) کیا تم نے کبھی

اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾

لات وعزیٰ (۱۹) اور تیسرے منات کو کبھی دیکھا ہے (انکی اصلیت میں غور کیا ہے؟) (۲۰)

اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾

کیا تمہارے لئے لڑکے ہیں اور اس (اللہ) کیلئے لڑکیاں؟ (۲۱) یہ تقسیم تو بڑی ظالمانہ ہے (۲۲)

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ

یہ نہیں ہیں مگر صرف چند نام جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں جس پر

اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ

اللہ نے کوئی دلیل (سند) نہیں نازل کی یہ لوگ محض وہم و گمان کی پیروی

وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ

کر رہے ہیں اور خواہشات نفس کی حالانکہ ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے ہدایت و

الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ

رہنمائی آچکی (۲۳) کیا انسان کو وہ چیز مل سکتی ہے جس کی وہ تمنا کرتا ہے؟ (۲۴) پس اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے

ع ۱ ۲۵ ۵ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ

آخرت بھی اور دنیا بھی (یعنی انجام بھی اور آغاز بھی) (۲۵) اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں

ساتھی نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا ہے۔ اس سیاق و سباق سے محسوس ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس قسم کی کوئی تہمت لگائی گئی تھی جسکی یہاں بڑے شد و مد کے ساتھ تردید کی جارہی ہے۔ چنانچہ اس مضمون کی متعدد روایتیں موجود ہیں کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل بیتؑ نبوت کے فضائل بیان کرتے تھے تو منافقین کہتے تھے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے قرابتداروں کی محبت میں گمراہ ہوگئے ہیں۔ (العیاذ باللہ) اس پر خداوند عالم نے یہ آیتیں نازل کرکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوزیشن واضح فرمائی کہ وہ اپنی خواہش نفس سے کلام نہیں کرتے بلکہ وہ خدا کی وحی کا مطالعہ پہلے کرتے ہیں اور کلام بعد میں کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام خواہ قرآن کی صورت میں ہو یا حدیث کی شکل میں، بہرحال وہ وحی الٰہی کے مطابق ہوتا ہے اور یہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قولی و فعلی عصمت وطہارت کی ناقابل انکار دلیل ہے۔

۲۔ ﴿عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى۔ الآیہ﴾ اس آیت سے لے کر آیت ﴿لقد رٰی من اٰیٰت ربہ الکبریٰ﴾ (۱۸) تک واقعہ معراج کا اجمالی تذکرہ کیا گیا ہے جسکا مفہوم ہم بقدر ضرورت سورۂ اسراء کے آغاز میں تذکرہ کرچکے ہیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ اس شدید القویٰ سے کون مراد ہے؟ مفسرین میں مشہور یہ ہے کہ اس سے مراد جبرئیلؑ ہیں اور اسکے بعد انہی کے اوصاف مذکور ہیں۔ اور تعلیم (پڑھانے) کی نسبت ان کی طرف مجازی ہے۔ اس لئے کہ وہ واسطہ تعلیم ہیں ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقی معلم صرف خدا ہے (الرحمٰن علم القرآن) اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے خود خدا مراد ہے جو زبردست قوتوں کا مالک ہے۔ بہرحال مشہور یہ ہے کہ استویٰ، وھو بالافق الاعلیٰ، دنا فتدلیٰ وغیرہ سے جبرئیلؑ امین مراد ہیں جو کہ معراج میں آنحضرتؐ کے ہمراہ تھے۔ مگر جب آپؐ

شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ
جنکی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتی مگر بعد اس کے کہ اللہ جس کیلئے چاہے اجازت
يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
دے اور پسند کرے (۲۶) بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں
لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ
کو عورتوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں (۲۷) حالانکہ انہیں اسکا کوئی
مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا
علم نہیں ہے وہ مخصوص ظن و گمان کی پیروی کرتے ہیں اور ظن حق کے مقابلہ میں ذرا بھی
يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ
کام نہیں دے سکتا (۲۸) (اے رسولؐ) آپ اس سے روگردانی کیجئے! جو ہمارے
عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ
ذکر سے روگردانی کرتا ہے اور جو زندگانی دنیا کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا (۲۹) ان لوگوں
مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ
کا مبلغ علم یہی ہے (ان کے علم کی رسائی کی حد یہی ہے) آپ کا پروردگار ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کے
ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَلِلّٰهِ
راستہ سے بھٹکا ہوا کون ہے؟ اور وہی بہتر جانتا ہے کہ راہ راست پر کون ہے؟ (۳۰) اور جو
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ
آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے تاکہ وہ برا کام کرنے والوں
اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾
کو ان کے (برے) کاموں کا بدلہ دے اور نیک کرنے والوں کو اچھی جزا عطا کرے (۳۱)
اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا
جو کہ بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں مگر یہ کہ کچھ ہلکے گناہ سرزد ہو جائیں۔
اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ
بے شک آپکا پروردگار وسیع مغفرت والا ہے وہ تمہیں (اس وقت سے) خوب جانتا ہے جب اس نے تمہیں

سدرۃ المنتھیٰ کی منزل پر پہنچے تو آنحضرتؐ نے انہیں ان کی حقیقی شکل میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے اور آفاق کو پُر کیا ہوا تھا۔ وہ اس حالت میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قدر قریب آئے کہ دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ پھر وہ وہیں رک گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھ گئے۔ اور جب آپؐ عالم بالا کی سیر کرکے اور آیات الٰہیہ کا مشاہدہ کرکے واپس آئے تو اسی سابقہ مقام پر دوبارہ جبرئیل سے ملاقات ہوئی۔ اس سفر میں پیغمبر اسلام نے جو کچھ بچشم خود دیکھا نہ آنکھ چندھیائی اور نہ دل و دماغ نے اسے جھوٹ کہا بلکہ اسکی تصدیق کی۔

۳۔ ﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں خداوند عالم نے ظن و گمان اور خواہش نفس کی اتباع کرنے والوں کی مذمت کی ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ شریعت مقدسہ میں ظن شرعی حجت اور دلیل نہیں ہے۔ ہاں البتہ اس سے وہ ظن خارج ہے جس کی حجیت پر کوئی قطعی دلیل قائم ہو جائے جیسے خبر وحی یا ظواہر الفاظ وغیرہ وغیرہ

۴۔ ﴿وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ۔ الآیہ﴾ یہ اللہ کی یاد سے روگردانی کرنے اور صرف زندگانی دنیا کے طلب گاروں کو تہدید کی جا رہی ہے کہ زمین ہو یا آسمان اور دنیا ہو یا آخرت سب کی بادشاہی اور حکومت اللہ ہی کی ہے۔ لہٰذا وہی نیکوکاروں کو جزائے خیر عطا فرمائے گا اور بدکاروں کو انکی بدعملیوں کی سزا دے گا۔ اور جو صرف دنیا کی زندگی چاہے گا اور اس کو سنوارنے کی کدوکاوش کرے گا اسے دنیا مل تو جائے گی مگر آخرت میں عذاب کے سوا اسے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

۵۔ ﴿اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ گناہوں کی دو قسمیں ہیں: (۱) کبیرہ (۲) اور صغیرہ۔ انکے درمیان کیا فرق ہے؟ اس موضوع پر سورۂ نساء کی آیت ۳۱ ﴿ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه الآیہ﴾ کی تفسیر میں وضاحت کی جا چکی ہے۔

إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي

زمین سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں جنین کی صورت میں تھے

بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ ۖ فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ

پس تم اپنے آپکی پاکی کے دعوے نہ کرو۔ وہ (اللہ) بہتر جانتا ہے کہ واقعی

بِمَنِ اتَّقَىٰ ﴿۳۲﴾ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ ﴿۳۳﴾ وَأَعْطَىٰ قَلِيلًا ع

پرہیزگار کون ہے؟ (۳۲) (اے رسولؐ) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے روگردانی کی (۳۳) اس نے

وَأَكْدَىٰ ﴿۳۴﴾ أَعِنْدَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰ ﴿۳۵﴾ أَمْ لَمْ

تھوڑا سا (مال) دیا اور پھر ہاتھ روک لیا (۳۴) کیا اسکے پاس غیب کا علم ہے پس وہ دیکھ رہا ہے؟ (۳۵) کیا اسے اس بات کی

يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ﴿۳۶﴾ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ ﴿۳۷﴾

خبر نہیں پہنچی جو موسیٰؑ کے صحیفوں میں ہے (۳۶) اور اس ابراہیمؑ کے صحیفوں میں جس نے وفاداری کا حق ادا کردیا (۳۷) کہ

أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ﴿۳۸﴾ وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ

کوئی بوجھ اٹھانیوالا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگا (۳۸) اور یہ کہ انسان کیلیے وہی کچھ ہے جسکی وہ کوشش

إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴿۳۹﴾ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزَاهُ

کرتا ہے (۳۹) اور اس کی سعی و کوشش عنقریب دیکھی جائے گی (۴۰) اور پھر اسے پوری

الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ﴿۴۱﴾ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنْتَهَىٰ ﴿۴۲﴾ وَأَنَّهُ هُوَ

جزا دی جائیگی (۴۱) اور یہ کہ سب کی انتہا آپکے پروردگار کی طرف ہے (۴۲) بےشک وہی ہنساتا ہے اور

أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ ﴿۴۳﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَأَنَّهُ خَلَقَ

رلاتا ہے (۴۳) اور وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے (۴۴) اور یہ کہ اسی نے نر اور مادہ

الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ ﴿۴۵﴾ مِنْ نُطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ ﴿۴۶﴾ وَ

کے جوڑے پیدا کئے (۴۵) (وہ بھی) ایک نطفہ سے (جو رحم میں) ٹپکایا جاتا ہے (۴۶) اور

أَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرَىٰ ﴿۴۷﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ ﴿۴۸﴾

بیشک دوبارہ پیدا کرنا اسی (اللہ) کے ذمہ ہے (۴۷) اور یہ کہ وہی سرمایہ دار بناتا ہے اور وہی فقیر و نادار بناتا ہے (۴۸)

وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشِّعْرَىٰ ﴿۴۹﴾ وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا

اور یہ کہ وہ شعریٰ نامی ستارے کا پروردگار ہے (۴۹) اور یہ کہ اسی نے عاد اول (قوم ہود) کو ہلاک

۶۔ ﴿وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ۔ الآیہ﴾ یہ قانون قدرت اور آئین فطرت ہے کہ ہر شخص کو وہ کچھ ملتا ہے جس کی وہ سعی و کوشش کرتا ہے۔ یہ اصول اس قدر ہمہ گیر ہے کہ ہر ہر شعبۂ حیات میں آدمی کی راہنمائی کرتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی طالبعلم سوال کرے کہ وہ طلب علم میں کس طرح کامیاب ہو سکتا ہے؟ تو آپ اس کے جواب میں یہی آیت پڑھ دیں۔ اور اگر طالب مال سوال کرے کہ وہ کس طرح مالدار بن سکتا ہے؟ تو اس کے جواب میں پڑھیں۔ ﴿لیس للانسان الا ما سعی﴾ و۔و۔و۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ کبھی انسان کی کوشش خدا کی تقدیر سے ٹکرا جائے تو پھر ع

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

۷۔ ﴿وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ۔ الآیہ﴾ حسب ظاہر تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سب معاملات کی انتہا خدا کے فیصلے پر ہے اور ساری کائنات کی بازگشت خدا کی طرف ہے۔ مگر ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی کئی حدیثوں میں وارد ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کے بارے میں گفتگو کرو۔ مگر جب سلسلۂ کلام خدا تک پہنچ جائے تو خاموش ہو جاؤ اور اس کے بارے میں زیادہ قیل وقال نہ کرو۔ اور اس کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کی لاحاصل کوشش نہ کرو کیونکہ ؎

عنقا شکار کس نشود دام باز چین

کاینجا ہمیشہ باد بدست است دام را

۸۔ ﴿وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ۔ الآیہ﴾ دنیا کے ہر واقعہ کا تعلق خواہ خوشی ہو یا غم، راحت ہو یا رنج اور خواہ موت ہو یا حیات کچھ ایسے اسباب سے ہوتا ہے اور ان کا اسباب کے اوپر ایک سبب ہے جو مسبب الاسباب ہے اور وہ ہے رب العالمین۔

الْاُوْلٰى ﴿٥٠﴾ وَثَمُوْدَا۟ فَمَآ اَبْقٰى ﴿٥١﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۖ

کیا (۵۰) اور ثمود کو بھی اس طرح ہلاک کیا کہ کسی کو باقی نہیں چھوڑا (۵۱) اور ان سب سے پہلے قوم نوحؑ کو

اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿٥٢﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ

بھی (برباد کیا) بے شک وہ بڑے ظالم اور بڑے سرکش تھے (۵۲) (لوطؑ) کی الٹی ہوئی ان (بستیوں) کو

اَهْوٰى ﴿٥٣﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿٥٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ

بھی دے مارا (۵۳) پس ان (بستیوں) کو ڈھانک لیا اس (آفت) نے جس نے ڈھانک لیا (۵۴) پس تو اے

تَتَمَارٰى ﴿٥٥﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿٥٦﴾ اَزِفَتِ

مخاطب اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں میں شک کریگا (۵۵) یہ (رسولؐ) بھی ڈرانیوالا ہے پہلے ڈرانیوالے (رسولوںؑ)

الْاٰزِفَةُ ﴿٥٧﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿٥٨﴾ اَفَمِنْ

سے (۵۶) قریب آنیوالی (قیامت) قریب آ گئی ہے (۵۷) اللہ کے سوا اسکا کوئی ہٹانیوالا نہیں ہے (۵۸) کیا تم

هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿٦٠﴾

اس بات سے تعجب کرتے ہو؟ (۵۹) اور ہنستے ہو اور روتے نہیں (۶۰)

ع ۳ ۷ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿٦١﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿٦٢﴾ السجدة

اور تم غفلت میں مدہوش ہو (۶۱) پس اللہ کیلئے سجدہ کرو اور (اسی کی) عبادت کرو (۶۲)

اٰیاتها ۵۵ ﴿۵۴ سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ ۳۷﴾ رکوعاتها ۳

سورۂ قمر مکی ہے۔ آیات ۵۵۔ ۳ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہو) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿١﴾ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً

(قیامت کی) گھڑی قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا (۱) اور اگر وہ کوئی نشانی (معجزہ) دیکھتے ہیں تو منہ پھیر

يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿٢﴾ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا

لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو مستقل جادو ہے (جو پہلے سے چلا آ رہا ہے) (۲) اور انہوں نے (رسولؐ کو)

اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ

جھٹلایا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی اور ہر کام کا وقت مقرر ہے اور ثابت ہے (۳) اور انکے پاس ایسی

۹۔ ﴿اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ۔ الآیہ﴾ قریب آنے والی جو بالاتفاق قیامت ہے۔ قریب آ گئی ہے کیونکہ ع

غیر بعید کل ما ھو آتٍ

اللہ کے سوا اس کا ہٹانے اور ٹالنے والا کوئی نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے لیے تیاری کرنا لازم ہے۔ جبکہ عام لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

۱۰۔ ﴿فَاسْجُدُوْا۔ الآیہ﴾ مالکیوں کے سوا باقی تمام اسلامی فرقوں کے نزدیک یہاں سجدہ واجب ہے۔ کیونکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ہمراہیوں نے اس کی تلاوت کے وقت سجدہ کیا تھا۔ الغرض ارشادِ قدرت ہے کہ اگر دارین کی سعادت چاہتے ہو تو خدا کے لئے سجدہ کرو۔ اور اس کی عبادت کرو کیونکہ اسلام میں ہر قسم کا سجدہ اور ہر قسم کی عبادت رب العالمین کے ساتھ مخصوص ہے۔

سورۂ قمر

سورۂ قمر کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قربِ قیامت کا تذکرہ۔ (۲) معجزہ شق القمر کا بیان۔ (۳) اتمام حجت کے بعد انبیاء کے فریضہ تبلیغ کا ادا کرنا۔ (۴) بعض ہلاک شدہ قوموں کا تذکرہ۔ (۵) کشتی نوحؑ کا نگاہِ قدرت کے اشارہ پر چلنا۔ (۶) انسانی نامۂ اعمال کا تذکرہ۔ (۷) نصیحت حاصل کرنے کیلئے قرآن کا آسان ہونا۔ (۸) پرہیزگاروں کیلئے خوشخبری وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصة التفاسیر﴾

۱۔ ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ۔ الآیہ﴾ شق القمر کا معجزہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان مشہور معجزات میں سے ایک ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور فریقین کی احادیث صحیحہ وصریحہ اس کے ثبوت پر موجود ہیں۔ اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بار مکہ میں بمقام منیٰ چودہویں کی رات کفار و مشرکین نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے

مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝۴ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا
(سابقہ قوموں کی) ایسی خبریں آچکی ہیں جن میں (سرکشی کرنیوالوں کیلئے) کافی سامان عبرت ہے (۴) یعنی نہایت

تُغْنِ النُّذُرُ ۝۵ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى وقف لازم
اعلیٰ حکمت اور دانشمندی مگر تنبیہات (انکو) کوئی فائدہ نہیں دیتیں (۵) (اے رسولؐ) ان لوگوں سے رخ پھیر لیجئے جس

شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝۶ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ
دن ایک پکارنیوالا ایک سخت ناگوار چیز کی طرف بلائیگا (۶) (شدت خوف سے) آنکھیں جھکائے ہوئے قبروں

الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝۷ مُّهْطِعِيْنَ
سے یوں نکل پڑیں گے کہ گویا بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں (۷) (دہشت سے) گردنیں بڑھائے

اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝۸
پکارنے والے کی طرف دوڑتے جارہے ہوں گے (اس دن) کافر کہیں گے کہ یہ بڑا دشوار دن ہے (۸)

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَ
ان سے پہلے قوم نوحؑ نے جھٹلایا سو انہوں نے ہمارے بندہ خاص کو جھٹلایا اور ان پر جھوٹا ہونے

قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝۹ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَغْلُوْبٌ
کا الزام لگایا اور اسے جھڑکا بھی گیا (۹) آخرکار اس (نوحؑ) نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ میں مغلوب ہوں۔

فَانْتَصِرْ ۝۱۰ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَاۗءِ بِمَاۗءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝۱۱
لہٰذا تو (ان سے) بدلہ لے (۱۰) پس ہم نے موسلا دھار بارش کیساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے (۱۱)

وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَاۗءُ عَلٰٓي اَمْرٍ قَدْ
اور ہم نے زمین سے چشمے جاری کردیے پس (دونوں) پانی آپس میں مل گئے ایک کام کیلئے جو مقدر ہو چکا

قُدِرَ ۝۱۲ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰي ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝۱۳ تَجْرِيْ
تھا (۱۲) اور ہم نے اس (نوحؑ) کو تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر سوار کیا (۱۳) جو ہماری آنکھوں کے سامنے (ہماری

بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَاۗءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝۱۴ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ
نگرانی میں) چلتی تھی اور (یہ سب کچھ) اس شخص (نوحؑ) کا بدلہ لینے کیلئے کیا گیا جس کی ناقدری کی گئی تھی (۱۴) اور ہم

اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۱۵ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ
نے اسکو نشانی کے طور پر باقی رکھا تو کوئی ہے نصیحت قبول کرنیوالا (۱۵) پس (دیکھو) کیسا تھا میرا عذاب اور میرا

ہیں تو آپ چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کر دوں تو کیا پھر تم ایمان لاؤ گے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ رب العزت میں دعا و استدعا کی اور خدا نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے کہ ایک ٹکڑا سامنے والے پہاڑ کی طرف اور دوسرا ٹکڑا دوسری طرف نظر آیا اس کے بعد دونوں ٹکڑے باہم جڑ گئے۔ (قریباً تمام کتب تفسیر و حدیث وغیرہ)۔ الغرض خدا نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے ثابت کر دیا کہ وہ تمام موجودہ نظام شمسی و قمری کو درہم برہم کر سکتا ہے۔

۲۔ ﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ۔ الآیہ﴾ اس پیرایہ میں گویا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ اگر کفار اور مشرکین نے آپؐ کو جھٹلایا ہے تو یہ کوئی اچنبہ کی بات نہیں ہے بلکہ آپ سے پہلے نوحؑ کی قوم نے نوحؑ کو اور عاد و ثمود وغیرہ کی اقوام نے اپنے دور کے انبیاء کو جھٹلایا اور اس کی پاداش میں یہ قومیں حرف غلط کی طرح مٹ گئیں۔ قوم نوح پر جو عذاب نازل ہوا وہ سیلاب کی شکل میں آیا۔ آسمان سے موسلا دھار بارش شروع ہوئی اور زمین سے پانی کے چشمے پھوٹے اور پھر دونوں پانی اکٹھے ہو گئے اور قوم نوح کو غرق کر ڈالا۔

وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ

ڈراوا؟ (۱۶) بیشک ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان بنا دیا ہے سو کوئی ہے نصیحت حاصل

مُدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾

کرنیوالا (۱۷) قوم عاد نے بھی (اپنے نبیؑ کو) جھٹلایا تو دیکھو کیسا تھا میرا عذاب اور میرے ڈراوے؟ (۱۸)

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ

ہم نے ان پر تیز و تند آندھی بھیجی دائمی نحوست والے دن

مُسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ

میں (۱۹) وہ (آندھی) اس طرح آدمیوں کو اکھاڑ پھینکتی تھی کہ گویا وہ جڑ سے اکھڑے ہوئے کھجور

مُنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ

کے تنے ہیں (۲۰) پس (دیکھو) کیسا تھا میرا عذاب اور میرے ڈراوے؟ (۲۱) بلا شبہ

يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ كَذَّبَتْ ع ۱ ۲ ۸

ہم نے نصیحت حاصل کرنے کیلئے قرآن کو آسان بنا دیا تو کوئی ہے نصیحت حاصل کرنیوالا؟ (۲۲) قوم ثمود

ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ

نے ڈرانیوالوں (پیغمبروںؑ) کو جھٹلایا (۲۳) پس انہوں نے کہا کہ ہم ایک ایسے شخص کو پیروی کریں جو ہم ہی

إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ

میں سے ہے؟ اس صورت میں تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں پڑ جائینگے (۲۴) کیا ہم سب میں سے صرف اسی

بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَنِ

پر وحی نازل کی گئی ہے؟ بلکہ وہ بڑا جھوٹا (اور) شیخی باز ہے (۲۵) انہیں بہت جلد کل کلاں معلوم ہو جائیگا کہ

الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ﴿۲۶﴾ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَهُمْ

کون بڑا جھوٹا (اور) شیخی باز ہے (۲۶) ہم ایک (خاص) اونٹنی انکی آزمائش کیلئے بھیج رہے ہیں پس تم (اے

فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ

صالحؑ انجام کار) انتظار کرو اور صبر کرو (۲۷) اور انہیں آگاہ کردو کہ پانی انکے درمیان تقسیم ہو گیا ہے

بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ

اور ہر ایک اپنی باری پر حاضر ہوگا (۲۸) پس ان لوگوں (ثمودیوں) نے اپنے ساتھی (قدار) کو پکارا

۳۔ ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ۔ الآیہ﴾ بعض لوگ اس آیت سے اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ قرآن بالکل آسان ہے اور ہر وہ شخص جو عربی زبان کی کچھ شُد بُد رکھتا ہو وہ اسے بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ مگر ایسا کہنے والے اتنا نہیں سوچتے کہ اگر یہ بات اسی طرح ہے تو قرآن کی تہتر تفسیریں کیوں لکھی گئیں؟ بہر حال نصیحت حاصل کرنے کیلئے قرآن کا آسان ہونا اور ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر اس کا آسان ہونا اور ہے۔ اور فی الواقع پورے قرآن کا آسان ہونا اور؟ ہم اپنی تفسیر کی پہلی جلد کے مقدمہ ۱۲ میں اس موضوع پر مفصل تبصرہ کر چکے ہیں۔

۴۔ ﴿فَقَالُوا أَبَشَرًا مِنَّا۔ الآیہ﴾ قوم ثمود کے جناب صالح علیہ السلام کی تکذیب کے بہت سے اسباب میں سے بعض اسباب یہ تھے کہ وہ کہتے تھے وہ صالح تو ہماری طرح (۱) بشر و انسان ہے کوئی مافوق الفطرت مخلوق نہیں ہے۔ (۲) وہ ہماری قوم کا ایک عام فرد ہے۔ (۳) وہ اکیلا ہے اس کے ساتھ حشم و خدم کی کوئی جماعت نہیں ہے تو ان حالات میں ہم کس طرح ان کی فضیلت اور برتری کا اقرار کریں۔ اس طرح تو ہم بالکل گمراہ اور دیوانے متصور ہوں گے۔

فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾ إِنَّا

پس اس نے (اونٹنی کو) پکڑ کر اسکی کونچیں کاٹ دیں (۲۹) تو کیسا تھا میرا عذاب اور میرے ڈراوے؟ (۳۰) ہم نے

أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ

ان پر ایک ہی چنگھاڑ بھیجی تو وہ باڑھ لگانے والے کی روندی ہوئی باڑہ کی طرح

الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ

ہو کر رہ گئے (۳۱) اور ہم نے نصیحت حاصل کرنے کیلئے قرآن کو آسان بنا دیا تو کوئی ہے نصیحت

مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٣٢﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ﴿٣٣﴾ إِنَّا

حاصل کرنیوالا؟ (۳۲) قوم لوط نے ڈرانیوالوں کو جھٹلایا (۳۳) ہم نے ان پر

أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ ۖ نَجَّيْنَاهُمْ

پتھر برسانیوالی ہوا بھیجی صرف آل لوط اس سے محفوظ رہے ہم نے سحر کے وقت ان کو

بِسَحَرٍ ﴿٣٤﴾ نِعْمَةً مِنْ عِنْدِنَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ

نجات دی (۳۴) خاص اپنے فضل وکرم سے ہم اسی طرح شکر کرنیوالے کو جزا دیتے

شَكَرَ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا

ہیں (۳۵) بلاشبہ انہوں (لوطؑ) نے انہیں سخت گرفت سے ڈرایا تھا مگر وہ ڈرانے کے بارے میں شک میں مبتلا رہے

بِالنُّذُرِ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا

(اور جھگڑتے رہے) (۳۶) اور ان لوگوں نے ان کے مہمانوں کے بارے میں برے ارادہ سے ان پر ڈول

أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ

ڈالے تو ہم نے انکی آنکھیں موند دیں تو میرے عذاب اور ڈراوے کا مزہ چکھو (۳۷) اور (پھر) صبح

بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾

سویرے ان پر دائمی عذاب آ پہنچا (۳۸) بس میرے عذاب اور ڈراوے کا مزہ چکھو (۳۹)

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٤٠﴾ ع ۲ ۱۸ ۹

بے شک ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان بنا دیا ہے کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا؟ (۴۰)

وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿٤١﴾ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

اور فرعون والوں کے پاس بھی ڈرانیوالے آئے (۴۱) تو انہوں نے ہماری ساری نشانیوں کو جھٹلایا تو ہم نے

۵۔ ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ۔ الآیہ﴾ اس سورہ میں اس آیت کو چار بار دہرایا گیا ہے۔ قوم نوحؑ، قوم ثمود، قوم صالحؑ اور قوم لوطؑ کے قصص کے بعد کہ ان قوموں کے حالات و واقعات اور انکے عبرتناک انجام سے عبرت حاصل کرو۔ اور وہ کام نہ کرو کہ تمہارا انجام بھی ان جیسا ہے۔

۶۔ ﴿وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ۔ الآیہ﴾ فرعون اور فرعونیوں کی داستان خونچکاں قبل ازیں کئی بار بیان کی جا چکی ہے کہ ان کے طویل کفر و شرک اور زبردست تمرد و سرکشی کے بعد آخرکار خدائے قہار نے انہیں اس طرح اپنی سخت گرفت میں لیا جس طرح ایک زبردست اقتدار والا طاقتور کسی کو اپنی گرفت میں لیتا ہے۔

كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ اَكُفَّارُكُمْ

انہیں اس طرح پکڑا جس طرح کوئی زبردست اقتدار والا (طاقتور) پکڑتا ہے (۴۲) کیا تمہارے کافر ان

خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ اَمْ

لوگوں سے بہتر ہیں یا تمہارے لیے (آسمانی) کتابوں میں معافی کا پروانہ لکھا ہوا ہے؟ (۴۳) یا وہ کہتے

يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿٤٤﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ

ہیں کہ ہم ایک ایسی جماعت ہیں جو غالب رہیں گے (۴۴) عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور یہ

يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ

سب پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے (۴۵) بلکہ انکے وعدہ کا اصل وقت تو قیامت ہے اور قیامت بڑی سخت

وقف لازم اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿٤٦﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿٤٧﴾

(ہولناک) اور بڑی تلخ ہے (۴۶) بے شک مجرم لوگ گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہیں (۴۷)

يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ط ذُوْقُوْا

جس دن یہ لوگ منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے (کہا جائے گا) اب آگ کا

مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَآ

مزہ چکھو (۴۸) بے شک ہم نے ہر چیز کو خاص اندازہ سے پیدا کیا ہے (۴۹) اور ہمارا

اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ

حکم نہیں ہوتا مگر ایک جو آنکھ جھپکنے میں واقعہ ہو جاتا ہے (۵۰) بے شک ہم تمہارے ہم مشرب

اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ

لوگوں کو ہلاک کر چکے ہیں تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا؟ (۵۱) اور جو کچھ ان لوگوں نے کیا تھا وہ سب

فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ اِنَّ

نامہ اعمال میں درج ہے (۵۲) اور ہر چھوٹی اور بڑی بات (اس میں) درج ہے (۵۳) بے شک

الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ

پرہیزگار لوگ بہشتوں اور نہروں میں ہوں گے (۵۴) صداقت وسچائی کے محل میں بڑی عظیم قدرت

ع ۳/۱۵/۱۰ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾ ع

والے بادشاہ (خدا) کے حضور میں (مقرب ہوں گے) (۵۵)

۷۔ ﴿اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم کفار مکہ اور مشرکین سے خطاب کر کے فرما رہا ہے کہ آیا تمہارے کافر ان سابقہ کافروں سے بہتر ہیں؟ کہ وہ اگر ان تباہ شدہ قوموں جیسے برے کام کریں گے تو ان کا کوئی محاسبہ ومؤاخذہ نہیں کیا جائے گا؟ آخر انہیں سرخاب کے کون سے پر لگے ہوئے ہیں؟ تو پھر سوچو کہ تمہاری یہ آزادرویاں تمہیں کدھر لے جائیں گی؟ اور تمہاری اس روش ورفتار کا انجام کیا ہوگا؟

۸۔ ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ۔ الآیہ﴾ سورہ قمر جس میں یہ پیشنگوئی کی گئی تھی۔ یہ ہجرت کے تیسرے سال خدائے قدیر نے جنگ بدر میں عبرت ناک ہزیمت اور مسلمانوں کو عظیم فتح و فیروزی عطا کر کے وہ وعدہ پورا کر دیا اور یہ بات بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی دوسرے دلائل کے علاوہ بہترین دلیل ہے جسکا کوئی صحیح الدماغ آدمی انکار نہیں کر سکتا۔

۹۔ ﴿اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے بعض دوسری آیات کی طرح یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ خدائے علیم وحکیم نے ہر چیز ایک خاص اندازہ کے ساتھ پیدا کی ہے اور کوئی چیز عبث اور بے مقصد پیدا نہیں کی۔ نیز ہر چیز ضرورت کے تحت اور بقدر ضرورت پیدا کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ انسان کی یہاں بقا اور فرصت عمل بھی ایک خاص مدت تک کیلئے ہے۔ اس لئے قادر مطلق اسے یہاں سے دار الجزا کی طرف بھیج دے گا جس میں ایک گھنٹہ کی بھی کمی بیشی نہیں ہوگی۔

۱۰۔ ﴿وَمَآ اَمْرُنَآ۔ الآیہ﴾ یہ اللہ کے امر تکوینی کے بارے میں ہے جسکے متعلق وہ ایک دوسری جگہ فرماتا ہے: ﴿انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون﴾ یہ چشم زدن کی بات بھی عام انسانی ذہن کے مطابق ہے ورنہ خدا کے حکم اور اسکی تعمیل کی سرعت کا کوئی انسان اندازہ نہیں لگا سکتا۔

۱۱۔ ﴿وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ۔ الآیہ﴾ اس حقیقت کا کئی بار اظہار کیا جا چکا ہے کہ انسان جب کوئی چھوٹی یا بڑی نیکی یا بدی کرتا ہے یا

ایاتها ۷۸ ۵۵ سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ ۹۷ رکوعاتها ۳

سورہ رحمٰن مکی ہے۔ آیات ۷۸۔ ۳ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلرَّحْمٰنُ ۝۱ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝۲ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝۳ عَلَّمَهُ

خدائے رحمٰن (۱) نے قرآن کی تعلیم دی (۲) اسی نے انسان کو پیدا کیا (۳) اسی نے اسے بولنا (مافی

الْبَيَانَ ۝۴ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝۵ وَّالنَّجْمُ

الضمیر بیان کرنا) سکھایا (۴) سورج اور چاند ایک (خاص) حساب کے پابند ہیں (۵) اور

وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝۶ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ

سبزیاں، بیلیں اور درخت (اسی کو) سجدہ کرتے ہیں (۶) اس نے آسمان کو بلند کیا اور میزان (عدل) رکھ

الْمِيْزَانَ ۝۷ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝۸ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ

دی (۷) تاکہ تم میزان (تولنے) میں زیادتی نہ کرو (۸) اور انصاف کے ساتھ ٹھیک طریقہ

بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝۹ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا

پر تولو اور وزن (تولنے) میں کمی نہ کرو (۹) اور اس نے زمین کو تمام مخلوق

لِلْاَنَامِ ۝۱۰ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝۱۱

کیلئے بنایا (۱۰) اس میں (ہر طرح کے) میوے ہیں اور کھجور کے غلافوں والے درخت ہیں (۱۱)

وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝۱۲ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

اور بھوسہ والا اناج بھی اور خوشبودار پھول بھی (۱۲) سو (اے جن وانس) تم اپنے پروردگار کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۱۳ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ

کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۱۳) اس نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی ہوئی

كَالْفَخَّارِ ۝۱۴ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝۱۵

مٹی سے پیدا کیا (۱۴) اور جنات کو پیدا کیا آگ کے شعلہ سے (۱۵)

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۱۶ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ

سو (اے جن وانس) تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۱۶) وہی دونوں مشرقوں کا پروردگار ہے اور وہی

جب بھی کوئی کلام و کام کرتا ہے تو وہ سب دفتر عمل میں محفوظ کر لیا جاتا ہے اور ضرورت کے وقت انسان کے ہاتھ میں تھمایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اپنا نامہ اعمال خود پڑھتا جا اور اپنا فیصلہ خود کرتا جا۔

سورہ رحمٰن

سورہ رحمٰن کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) یہ قرآن مجید کی وہ واحد سورہ ہے جس میں انسانوں کے ساتھ جنات کو بھی مخاطب کیا گیا ہے۔ (۲) کہ تم دونوں اللہ کی کس کس نعمت کا شکریہ ادا کرو گے؟ ان دونوں کو اچھے یا برے کاموں کے انجام سے آگاہ کیا گیا ہے۔ (۳) سب سے پہلا احسان تخلیق انسان ہے۔ (۴) نظام کائنات عدل پر چل رہا ہے۔ (۵) کائنات کی ہر چیز فانی ہے، بقا صرف ذات خدا کیلئے ہے (۶) زمین اور اسکی تمام نعمتیں انسان کی خاطر پیدا کی گئی ہیں۔ (۷) قیام قیامت اور اس میں باز پرس ہونے کا بیان۔ (۸) قیامت کا ہولناک منظر۔ (۹) دوزخ کی تصویر کشی (۱۰) دو مشرق اور دو مغرب کا بیان۔ الغرض یہ سورہ ہر لحاظ سے عروس القرآن ہے وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿اَلرَّحْمٰنُ۔ الآیہ﴾ ہم سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں واضح کر آئے ہیں کہ رحمٰن اللہ تعالیٰ کا وہ صفاتی نام ہے جسکا تعلق اسکی صفت رحمانیت کے ساتھ ہے جو تمام مخلوق کو شامل ہے۔

۲۔ ﴿عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ الآیہ﴾ جب پیغمبر اسلام ﷺ قرآن کی تلاوت کرتے تھے تو کفار اسے آپ کا طبع زاد کلام قرار دیتے تھے۔ خداوند عالم وضاحت کر رہا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور وہی اسکا نازل کرنے والا اور پڑھانے والا ہے۔ (مجمع البیان)

۳۔ ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ۔ الآیہ﴾ بے شک انسان کی تخلیق قدرت خدا کا شاہکار ہے اور تخلیق کے بعد منعم کا دوسرا بڑا انعام یہ ہے

رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٨﴾
دونوں مغربوں کا مالک و پروردگار ہے (۱۷) سو (اے جن و انس) تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۱۸)
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا
اسی نے دو دریا جاری کیے جو آپس میں مل رہے ہیں (۱۹) ان دونوں کے درمیان ایک فاصلہ ہے جس سے
يَبْغِيَانِ ﴿٢٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ
وہ تجاوز نہیں کرتے (۲۰) سو (اے جن و انس) تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۲۱) ان
مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا
دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں (۲۲) سو (اے جن و انس) تم اپنے پروردگار کی کن کن
تُكَذِّبَانِ ﴿٢٣﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ
نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۲۳) اور اسی کیلئے وہ (جہاز) ہیں جو سمندروں میں پہاڑوں کی طرح اٹھے ہوئے
كَالْأَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ (ع ۲۵ ۱ ۱۱)
ہیں (۲۴) سو (اے جن و انس) تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۲۵) جو بھی روئے
مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ
زمین پر ہیں وہ سب فنا ہونے والے ہیں (۲۶) اور آپکے پروردگار کی ذات باقی رہے گی جو عظمت و
وَالْإِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٨﴾ يَسْأَلُهُ
اکرام والی ہے (۲۷) تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۲۸) آسمانوں
مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴿٢٩﴾
اور زمین میں جو بھی ہیں اسی سے (اپنی حاجتیں) مانگتے ہیں وہ ہر روز (بلکہ ہر آن) ایک نئی شان میں ہے (۲۹)
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٠﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ
پس تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۳۰) اے جن و انس ہم عنقریب (تمہاری خبر لینے
الثَّقَلَانِ ﴿٣١﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٢﴾ يَا مَعْشَرَ
کیلئے) تمہاری طرف متوجہ ہونے والے ہیں (۳۱) تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۳۲) اے
الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ
گروہ جن و انس! اگر تم سے ہو سکے تو تم آسمانوں اور زمین کی حدود سے

کہ اس نے انسان کو قوت گویائی اور اظہار ما فی الضمیر کی طاقت عطا فرمائی ہے۔

۴۔ ﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ۔ الآیہ﴾ مرج کے معنی کسی چیز کو آزاد چھوڑنے کے ہیں اور بحرین سے شیریں اور نمکین سمندر مراد ہیں کہ کئی مقامات پر آپس میں مل بھی جاتے ہیں مگر قادر مطلق نے ان کے درمیان ایک ایسی حد فاصل قائم کی ہوئی ہے کہ نہ ایک دوسرے پر چڑھتے ہیں اور نہ ہی آپس میں خلط ملط ہوتے ہیں۔ جن سے چھوٹے اور بڑے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ یہ تو اس آیت کی ظاہری تفسیر ہے مگر راسخون فی العلم نے اسکی ایک اور تفسیر یا تطبیق بھی بیان کی ہے کہ بحرین سے حضرت علیؑ و فاطمہؑ مراد ہیں اور درمیانی حد فاصل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور لولو و مرجان سے مراد حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام ہیں۔ (تفسیر مجمع البیان و صافی و برہان وغیرہ کذا فی الدر المنثور للسیوطی)

۵۔ ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ الآیہ﴾ جو کچھ روئے زمین پر ہے یا اسکے اندر ہے وہ سب فانی ہے اور کچھ بھی باقی رہنے والا نہیں ہے۔ اگر بقا ہے تو صرف ذاتِ خدا کیلئے جو واجب الوجود ہے۔ جس کیلئے موت تو کجا نیند بھی نہیں ہے۔ اور نیند تو بجائے خود اس کیلئے اونگھ بھی نہیں ہے۔ وہ قائم بالذات ہے اور ناقابل فنا ہے۔

۶۔ ﴿يَسْأَلُهُ مَنْ۔ الآیہ﴾ اس سے واضح ہوتا ہے کہ زمین و آسمان کی سب مخلوق زبان حال سے یا زبانِ مقال سے اللہ ہی سے اپنی حاجتیں مانگ رہی ہے اور سب اپنی بقا میں اسکے محتاج ہیں اور کوئی بھی مخلوق اسکے فیض وجود سے بے نیاز نہیں ہے۔ اس پیرایہ میں یہ حقیقت لوگوں پر واضح کی جا رہی ہے کہ نبی و امام ہوں یا کوئی دیوی یا دیوتا ہو، ان میں سے کوئی حاجت روا نہیں ہے بلکہ وہ سب اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی میں خدا کی محتاج ہیں۔

۷۔ ﴿كُلَّ يَوْمٍ۔ الآیہ﴾ چونکہ یہودی کہتے تھے کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے

اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ

باہر نکل جاؤ (لیکن) تم طاقت اور زور کے بغیر نہیں نکل

اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝۳۳ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝۳۴ یُرْسَلُ

سکتے (۳۳) تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۳۴) تم دونوں

عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۝۳۵

پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا پھر تم اپنا بچاؤ نہ کر سکو گے (۳۵)

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝۳۶ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ

تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۳۶) (اس وقت کیا حالت ہوگی) جب آسمان پھٹ جائیگا

فَکَانَتْ وَرْدَةً کَالدِّهَانِ ۝۳۷ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

اور (رنگے ہوئے) سرخ چمڑے کی طرح لال ہو جائے گا (۳۷) تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو

تُکَذِّبٰنِ ۝۳۸ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا

جھٹلاؤ گے؟ (۳۸) پس اس دن کسی انسان یا جن سے اس کے گناہ کے متعلق سوال نہیں کیا

جَآنٌّ ۝۳۹ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝۴۰ یُعْرَفُ

جائے گا (۳۹) تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۴۰) مجرم اپنے

الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ

چہروں (اپنی علامتوں) سے پہچان لئے جائیں گے اور پھر پیشانیوں اور پاؤں سے پکڑے جائینگے (اور جہنم

وَالْاَقْدَامِ ۝۴۱ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝۴۲ هٰذِهٖ

میں پھینک دیئے جائیں گے) (۴۱) سو تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۴۲) یہی وہ دوزخ

جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُکَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝۴۳ یَطُوْفُوْنَ

ہے جسے مجرم لوگ جھٹلایا کرتے تھے (۴۳) وہ (مجرم) اس (دوزخ) اور اسکے انتہائی کھولتے ہوئے پانی کے درمیان

بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ۝۴۴ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝۴۵

گردش کرتے رہیں گے (۴۴) پس اے جن و انس! سو تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۴۵)

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝۴۶ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

اور جو شخص اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری سے ڈرتا ہے اس کیلئے دو باغ ہیں (۴۶) پس تم اپنے

وقف لازم

ع ۲ ۱۲

ہیں۔ لہٰذا وہ کچھ کر نہیں سکتا اور کچھ مسلمان بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ﴿جف القلم بما هو کائن﴾ یعنی تقدیرات الٰہیہ سب مقدر و مقرر ہو چکے ہیں اب خدا بھی کوئی نیا فیصلہ کر نہیں سکتا اور نہ کوئی پرانا تبدیل کر سکتا ہے۔ خدائے تعالیٰ ان کی ردّ میں فرما رہا ہے کہ ہر روز، ہر لحظہ اور ہر لمحہ اسکی قدرت کے کرشمے جاری ہیں۔ کسی کو بلند اور کسی کو پست کر رہا ہے۔ اور کسی کو شاہ اور کسی کو گدا بنا رہا ہے۔ ﴿یمحو الله ما یشاء و یثبت و عنده ام الکتاب﴾ وہ جس لکھے ہوئے کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے وہ لکھ دیتا ہے کیونکہ اس کے پاس ام الکتاب (لوح محفوظ) ہے اور اسی چیز کا نام شریعت میں بدأ ہے۔

۸۔ ﴿یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ الآیہ﴾ چونکہ اوپر آیت ۳۹ میں بیان کیا گیا ہے کہ اس دن کسی جن و انس سے اس کے گناہ کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔ حالانکہ قرآن و سنت کے متعدد صحیح فرامین موجود ہیں کہ اس دن حساب و کتاب اور سوال و جواب ضرور ہوگا۔ تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت کا کیا مفہوم ہے؟ مفسرین اسلام نے اسکے چند جواب دیئے ہیں ان میں سے پہلا جواب یہی ہے جو اس آیت میں مذکور ہے کہ سوال کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس نہیں ہوگی کہ مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے یعنی ان کے اترے ہوئے چہرے اور خوف زدہ آنکھیں بتا دیں گی کہ وہ مجرم ہیں۔ اور اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ قیامت کے دن کئی مواقف ہوں گے لہٰذا کسی مقام پر سوال و جواب ہوگا اور کسی پر نہیں۔ اس موضوع پر دوسری تفصیلات بڑی تفسیر فیضان الرحمٰن میں دیکھی جائیں۔

۹۔ ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ۔ الآیہ﴾ جو شخص اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری سے ڈرتا ہے اس کیلئے دو باغ ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: ﴿من علم ان الله یراه و یسمع ما یقول ... الخ﴾ یعنی جو شخص یہ جانتا ہے کہ

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۴۷) دونوں باغ بہت سی شاخوں والے (۴۸) پس تم اپنے
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَيِّ
پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۴۹) ان دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہونگے (۵۰) پس تم
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ
اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۵۱) ان دونوں باغوں میں ہر پھل کی دو
زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ
قسمیں ہونگی (۵۲) پس تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۵۳) وہ ایسے
عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ
بچھونوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے اور دونوں باغوں کے تیار پھل (ان
دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِيْهِنَّ
کے بہت ہی نزدیک ہوں گے) (۵۴) پس تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۵۵) ان
قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا
جنتوں میں نیچی نگاہ والی (حوریں) ہوں گی جن کو ان (جنتیوں) سے پہلے نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ
جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ
کسی جن نے (۵۶) پس تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۵۷) وہ (حوریں)
الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾
ایسی ہوں گی جیسے یاقوت اور مرجان (۵۸) پس تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۵۹)
هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہے؟ (۶۰) پس تم اپنے پروردگار کی کن کن
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَيِّ
نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۶۱) ان دونوں باغوں کے علاوہ دو باغ اور بھی ہیں (۶۲) پس تم اپنے
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۶۳) دونوں گہرے سبز سیاہی مائل (۶۴) پس تم اپنے پروردگار

اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے خدا اسے سن رہا ہے اور جب یہ کوئی نیک یا بد کام کرتا ہے خدا اسے جانتا ہے اور پھر اس شخص کا یہ علم اسے بُرا کام کرنے سے روکے تو یہ شخص وہ ہے جو اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری سے ڈرتا ہے اور نفس کو اس کی خواہش سے روکتا ہے۔ (اصول کافی و تفسیر صافی)

۱۰۔ ﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ۔ الآیہ﴾ بھلائی کی جزا بھلائی کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے؟ بھلا جو بندہ اپنی پوری زندگی خالق کی بندگی میں گزار دے اور فرائض عبودیت ادا کرے اور وظائف بندگی انجام دے اور راہِ حق میں شدائد اور تکالیف برداشت کرے مگر اس کے پائے ثبات میں لغزش واقع نہ ہو کیا یہ ممکن ہے کہ خدائے کریم و رحیم اس کی ان نیکیوں کو رائیگاں کر دے اور اسے اجر و ثواب عطا نہ کرے؟ ع

حاشا کہ رسم و راہِ محبت چنین بود؟

بہر حال یہ ایک عقلی و شرعی اصول و قانون ہے کہ بھلائی کا بدلہ بھلائی کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ اور نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٥﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿٦٦﴾ فَبِاَيِّ

کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۶۵) ان دونوں باغوں میں دو چشمے ہوں گے جوش مارے ہوئے (۶۶)

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٧﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّ

پس تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۶۷) ان میں پھل، کھجور اور انار

رُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٩﴾ فِيْهِنَّ

ہوں گے (۶۸) پس تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۶۹) ان میں اچھی سیرت

خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧١﴾

وصورت والی (حوریں) ہوں گی (۷۰) پس تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۷۱)

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

(یعنی) حوریں جو خیموں میں بیٹھی ہوئی ہوں گی (۷۲) پس تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو

تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾

جھٹلاؤ گے؟ (۷۳) (جنتیوں سے پہلے) کسی انسان یا جن نے انہیں چھوا بھی نہیں ہو گا (۷۴)

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ

پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (۷۵) وہ (جنتی لوگ) سبز رنگ کے بچھونوں اور

خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

خوبصورت گدوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے (۷۶) پس تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو

تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾ ع ۳ ۲۳ ۱۲

جھٹلاؤ گے؟ (۷۷) بابرکت ہے تمہارے پروردگار کا نام جو بڑی عظمت اور کرامت والا ہے (۷۸)

اٰياتها ۹۶ ۵۶ سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ ۴۶ رکوعاتها ۳

سورۂ واقعہ مکی ہے۔ آیات ۹۶۔ ۳ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿٢﴾ وقف لازم

جب واقعہ ہونیوالی (قیامت) واقع ہو جائیگی (۱) جس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں ہے (۲)

سورۂ واقعہ

سورۂ واقعہ کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) اس سورہ میں زیادہ تر تین موضوعات پر زور دیا گیا ہے (۱) توحید۔ (۲) قرآن۔ (۳) اور قیامت۔
(۲) قیامت کے احوال کا تذکرہ۔
(۳) قیامت کے دن لوگوں کی تین قسمیں ہوں گی دو کا تعلق اہل بہشت سے ہوگا اور ایک اہل دوزخ سے۔
(۴) جنتیوں اور جہنمیوں کے حالات۔
(۵) خدا کی ہستی اور اس کی وحدانیت کے دلائل۔
(۶) قرآن کی صداقت اور اس کے کلام اللہ ہونے کے دلائل۔
(۷) حروفِ قرآن کو مس کرنے کیلئے طہارت ضروری ہے۔
(۸) موت کے معاملہ میں انسان کی بے بسی۔
(۹) نعماتِ الٰہیہ کی یاد دہانی اور شکر گزاری کی دعوت۔
(۱۰) قیامت کا انکار بڑا جرم ہے وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿اِذَا وَقَعَتِ۔ الآیہ﴾ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ اسلامی دعوت میں جو چیز کفار کو سب سے زیادہ اور بعید از عقل نظر آتی تھی اور شدت سے اس کا انکار کرتے تھے۔ ایک عقیدۂ قیامت تھا اور دوسرا نظریہ توحید و تفرید پروردگار۔ اور جس قدر ان لوگوں کا ان کے انکار پر اصرار تھا اتنا ہی پروردگار کو ان کے اثبات پر اصرار تھا۔ چنانچہ یہاں ارشادِ قدرت ہو رہا ہے کہ جب واقع ہونے والی (قیامت) واقع ہو جائے گی جس کے وقوع پذیر ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔

خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿٣﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿٤﴾

وہ (کسی کو) پست کرنیوالی اور (کسی کو) بلند کرنیوالی ہوگی (۳) جب زمین بالکل ہلا ڈالی جائیگی (۴) اور

وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿٥﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿٦﴾

پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائینگے (۵) (اور) پراگندہ غبار کی طرح ہو جائینگے (۶)

وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿٧﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ

اور تم لوگ تین قسم کے ہو جاؤ گے (۷) پس (ایک قسم) داہنے ہاتھ والوں کی ہو گی

اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿٨﴾ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ

وہ داہنے ہاتھ والے کیا اچھے ہیں؟ (۸) اور (دوسری قسم) بائیں ہاتھ والوں کی ہوگی اور بائیں ہاتھ والے کیا

الْمَشْئَمَةِ ﴿٩﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿١٠﴾ اُولٰٓئِكَ

برے ہیں؟ (۹) اور (تیسری قسم) سبقت کرنیوالوں کی ہوگی وہ تو سبقت کرنیوالے ہی ہیں (۱۰) وہی لوگ

الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿١١﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿١٢﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ

خاص مقرب (بارگاہ) ہیں (۱۱) (یہ لوگ) عیش و آرام کے باغوں میں ہونگے (۱۲) انکی بڑی جماعت

الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٣﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٤﴾ عَلٰى سُرُرٍ

اگلوں میں سے ہوگی (۱۳) اور بہت تھوڑے پچھلوں میں سے ہونگے (۱۴) مرصع تختوں پر

مَّوْضُوْنَةٍ ﴿١٥﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿١٦﴾ يَطُوْفُ

تکیہ لگائے (۱۵) آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے (۱۶) ان کے پاس ایسے غلمان (نوخیز لڑکے)

عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿١٧﴾ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ

ہونگے جو ہمیشہ غلمان ہی رہیں گے (۱۷) (شراب طہور سے بھرے ہوئے) آبخورے، آفتابے اور پاک وصاف

وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿١٨﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا

شراب کے پیالے (یعنی جام، صراحی سبو و ساغر) لئے گردش کر رہے ہونگے (۱۸) جس سے نہ دردسر ہوگا اور نہ عقل

يُنْزِفُوْنَ ﴿١٩﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ

میں فتور آئیگا (۱۹) اور وہ (غلمان) طرح طرح کے پھل پیش کرینگے وہ جسے چاہیں چن لیں (۲۰) اور پرندوں

مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٢١﴾ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴿٢٢﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ

کے گوشت بھی جسکی وہ خواہش کرینگے (۲۱) (اور ان کیلئے) گوری رنگت والی غزال چشم حوریں بھی ہونگی (۲۲) جو چھپا

۲۔ ﴿خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ الآیہ﴾ قیامت پست اور بلند کرنے والی ہے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ دشمنانِ خدا کو جہنم کی طرف پست کرنے والی اور دوستانِ خدا کو جنت کی طرف بلند کرنے والی ہے۔ (تفسیر صافی، الخصال)

۳۔ ﴿وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً الآیہ﴾ اس روز تمام بنی نوع انسان تین قسم میں منقسم ہو جائیں گے: (۱) پہلی قسم ہے: ﴿السابقون﴾ جو حق کے قبول کرنے، نیکی کرنے اور بھلائی کے کام کرنے میں سب پر سبقت لے جانے والے ہیں اور اس قسم سے مراد انبیاء، ان کے اوصیاء اور کامل الایمان مؤمنین ہیں۔ ان کی بڑی تعداد اولین میں سے ہے اور بہت تھوڑے آخرین میں سے ہیں۔ (۲) دوسری قسم ہے: ﴿اصحاب الیمین﴾ یعنی وہ درمیانے درجے کے جنتی اہل ایمان ہیں جن کا نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ (۳) ﴿اصحاب الشمال﴾ وہ بدقسمت جہنمی لوگ جن کا نامہ اعمال قیامت کے دن ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ بعد ازیں ان تینوں قسموں کے انجام کا ذکر کیا گیا ہے۔

الْمَكْنُونِ ﴿٢٣﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ لَا

کر رکھے ہوئے موتیوں کی طرح (حسین) ہونگی (۲۳) یہ سب کچھ انکے ان اعمال کی جزا ہے جو وہ کیا کرتے تھے (۲۴)

يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا تَأْثِيمًا ﴿٢٥﴾ إِلَّا قِيلًا سَلٰمًا

وہ اس میں کوئی فضول اور گناہ والی بات نہیں سنیں گے (۲۵) مگر صرف سلام و دعا کی آواز

سَلٰمًا ﴿٢٦﴾ وَأَصْحٰبُ الْيَمِينِ ۙ مَآ أَصْحٰبُ الْيَمِينِ ﴿٢٧﴾

آئے گی (۲۶) اور وہ دائیں ہاتھ والے اور وہ دائیں والے کیا اچھے ہیں (۲۷)

فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ﴿٢٨﴾ وَّطَلْحٍ مَّنْضُودٍ ﴿٢٩﴾ وَّظِلٍّ

وہ ایسی بیری کے درختوں میں ہونگے جن میں کانٹے نہیں ہونگے (۲۸) اور تہہ بہ تہہ کیلوں میں (۲۹) اور (دور تک

مَّمْدُودٍ ﴿٣٠﴾ وَّمَآءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿٣١﴾ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾

پھیلے ہوئے سایوں میں (۳۰) اور بہتے ہوئے پانی میں (۳۱) اور بہت سے پھلوں میں (۳۲)

لَّا مَقْطُوعَةٍ وَّلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿٣٤﴾

جو نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ کوئی روک ٹوک ہوگی (۳۳) اور اونچے بچھونوں پر ہوں گے (۳۴)

إِنَّآ أَنْشَأْنٰهُنَّ إِنْشَآءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ أَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا

ہم نے (حوروں) کو خاص نئے سرے سے پیدا کیا ہے (۳۵) پھر انکو کنواریاں بنایا ہے (۳۶) (اور) پیار کرنے

أَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّأَصْحٰبِ الْيَمِينِ ﴿٣٨﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ ع ۱ ۳۸ ۱۴

والیاں اور ہم عمر ہیں (۳۷) یہ سب نعمتیں دائیں ہاتھ والوں کیلئے ہیں (۳۸) ایک بڑی جماعت اگلوں میں سے (۳۹)

وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿٤٠﴾ وَأَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ

اور ایک بڑی جماعت پچھلوں میں سے ہے (۴۰) اور بائیں ہاتھ والے اور کیا برے ہیں

أَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِي سَمُومٍ وَّحَمِيمٍ ﴿٤٢﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ

بائیں ہاتھ والے (۴۱) وہ لو کی لپٹ (سخت تپش) اور کھولتے ہوئے پانی (۴۲) اور سیاہ دھوئیں کے

يَحْمُومٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيمٍ ﴿٤٤﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ

سایہ میں ہونگے (۴۳) جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ نفع بخش (۴۴) (کیونکہ) وہ اس سے پہلے (دنیا میں)

ذٰلِكَ مُتْرَفِينَ ﴿٤٥﴾ وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنْثِ

خوشحال (اور عیش و عشرت میں) تھے (۴۵) اور وہ بڑے گناہ پر اصرار

۴۔﴿لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا۔ الآیہ﴾ یعنی بہشتی لوگ بہشت میں کوئی فضول اور گناہ والی بات نہیں سنیں گے۔ کیونکہ اس قسم کی باتیں ایک گندے اور غیر مہذب معاشرہ میں پروان چڑھتی ہیں مگر بہشتیوں کا ماحول و معاشرہ ان تمام برائیوں سے پاک ہوگا۔ ہاں البتہ وہاں صرف سلام و دعا کی آواز آئے گی۔

۵﴿إِنَّآ أَنْشَأْنٰهُنَّ۔ الآیہ﴾ یہاں اہل جنت کی بیویوں کی خصوصی پیدائش کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو کہ حورالعین ہیں۔ جن کو تدریجی طور پر خاک یا نور سے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ امری اور تکوینی کن فیکون کے طور پر پیدا کیا گیا ہے جن کی نمایاں صفات یہ ہیں: (۱) وہ باکرہ ہیں۔ کسی انسان یا جن نے انہیں چھوا تک نہیں ہے۔ (۲) وہ عُرُب ہیں۔ یعنی دل و جان سے ٹوٹ کر اپنے شوہروں سے محبت کرنے والیاں ہیں اور شوہر بھی ان سے محبت کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ مُحِبّہ بھی ہیں اور محبوبہ بھی۔ (۳) وہ اپنے شوہروں کی ہم سن ہیں یعنی یہ سب نعمتیں اصحاب الیمین کے لیے ہیں جو کہ اصحاب امیرالمؤمنین ہیں۔

۶۔﴿إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذٰلِكَ۔ الآیہ﴾ یہاں اصحاب الشمال اور ان کے برے انجام کے ساتھ ساتھ ان کے اس برے انجام کے علل و اسباب کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن کی وجہ سے ان لوگوں کا یہ انجام ہوا۔ یہاں اس کے بڑے بڑے تین اسباب بیان کئے گئے ہیں: (۱) وہ مترف تھے یعنی خوشحال تھے اور عیش پرستی کرتے تھے اور خواہشات نفس کی پیروی کرتے تھے۔ نہ خدا کی عبادت کرتے تھے اور نہ آخرت کو یاد کرتے تھے اور نہ محتاجوں کی مدد کرتے تھے۔ (۲) وہ بڑے بھاری گناہوں پر اصرار کرتے تھے اور بار بار سمجھانے کے باوجود ان سے باز نہیں آتے تھے۔ (۳) اور وہ قیامت کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور

الْعَظِيمِ ﴿۴۶﴾ وَكَانُوا يَقُولُونَ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا
کرتے تھے (۴۶) اور کہتے تھے کہ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں
تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿۴۷﴾ أَوَآبَاؤُنَا
ہو جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟ (۴۷) اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا
الْأَوَّلُونَ ﴿۴۸﴾ قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ﴿۴۹﴾
بھی (اٹھائے جائیں گے؟) (۴۸) آپ کہہ دیجئے! کہ بے شک اگلے اور پچھلے (۴۹)
لَمَجْمُوعُونَ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ
سب ایک دن کے مقررہ وقت پر اکٹھے کیے جائیں گے (۵۰) پھر تم اے
إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ﴿۵۱﴾ لَآكِلُونَ مِنْ
گمراہو اور جھٹلانے والو (۵۱) تم (تلخ ترین درخت) زقوم
شَجَرٍ مِنْ زَقُّومٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿۵۳﴾
سے کھاؤ گے (۵۲) اور اسی سے (اپنے) پیٹ بھرو گے (۵۳)
فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ﴿۵۴﴾ فَشَارِبُونَ شُرْبَ
اور اوپر سے کھولتا ہوا پانی پیو گے (۵۴) جس طرح سخت پیاسے اونٹ (بے تحاشا)
الْهِيمِ ﴿۵۵﴾ هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ﴿۵۶﴾ نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ
پانی پیتے ہیں (۵۵) جزاوسزا کے دن یہ انکی مہمانی ہوگی (۵۶) ہم نے ہی تمہیں پیدا کیا ہے پھر تم
فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ ﴿۵۷﴾ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تُمْنُونَ ﴿۵۸﴾ أَأَنْتُمْ
(قیامت کی) تصدیق کیوں نہیں کرتے؟ (۵۷) کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ جو نطفہ تم ٹپکاتے ہو (۵۸)
تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ
کیا تم اسے (آدمی بنا کر) پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنیوالے ہیں (۵۹) ہم نے ہی تمہارے درمیان
الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿۶۰﴾ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ
موت (کا نظام) مقرر کیا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں (۶۰) کہ ہم تمہاری جگہ تم جیسے اور لوگ پیدا
أَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ
کردیں اور تم کو ایسی صورت میں (یا ایسے عالم میں) پیدا کردیں جسکو تم نہیں جانتے (۶۱) اور تم (اپنی)

ہڈیاں ہو جائیں گے تو دوبارہ زندہ کر کے کس طرح اٹھائے جائیں گے؟ الغرض ان وجوہ کی بنا پر ان لوگوں کو اس روزِ بد اور اس سخت سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۷۔ ﴿نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ ۔ الآیہ﴾ یہاں آیت ۵۷ سے لے کر آیت ۷۴ تک مسلسل قیامت کی حقانیت اور خدا کی وحدانیت پر مختلف اسلوبوں اور تعبیروں سے استدلال کیا گیا ہے۔ ارشادِ قدرت ہے کہ اے قیامت کے منکرو! جب ہم نے ہی تمہیں پیدا کیا ہے تو پھر تم کیوں تصدیق نہیں کرتے کہ قیامت برحق ہے۔ کیونکہ جب ہم پہلی بار تمہیں پیدا کرنے پر قادر ہیں تو پھر دوبارہ زندہ نہیں کر سکتے؟ بعد ازاں چند امور کا تذکرہ کر کے ان میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے: (۱) تم عورت کے رحم میں نطفہ ڈالتے ہو مگر اسے مکمل انسان کون بناتا ہے؟ (۲) تم زمین میں ہل چلا کر بیج تو بوتے ہو مگر اس دانہ کو شگافتہ کر کے کون اگاتا اور پروان چڑھاتا ہے؟ (۳) وہ پانی جو تم پیتے ہو، اسے آسمان سے کون برساتا ہے؟ (۴) اور وہ آگ جو تم سلگاتے ہو اور جلاتے ہو اس کا درخت کون پیدا فرماتا ہے؟ یہ چیزیں براہِ راست منجانب اللہ ہیں اور اس کا خاص عطیہ ہیں، تمہارے کسی عمل کا نتیجہ نہیں ہیں۔ زیادہ سے زیادہ تم ظاہری اسباب مہیا کر سکتے ہو۔ ان پر نتیجہ مرتب کرنا خدا ہی کا کام ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

علمتم النشأة الأولى فلولا تذكرون ﴿٦٢﴾ أفرءيتم

پہلی پیدائش کو تو جانتے ہی ہو پھر نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے ؟ (۶۲) کیا تم نے کبھی غور کیا

ما تحرثون ﴿٦٣﴾ ءأنتم تزرعونه أم نحن الزارعون ﴿٦٤﴾

ہے کہ تم جو کچھ (بیج) بوتے ہو (۶۳) کیا تم اس کو اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں (۶۴)

لو نشاء لجعلناه حطاما فظلتم تفكهون ﴿٦٥﴾

اگر ہم چاہیں تو اس (پیداوار) کو (خشک کرکے) چوراچورا کردیں تو تم باتیں بناتے رہ جاؤ (۶۵)

إنا لمغرمون ﴿٦٦﴾ بل نحن محرومون ﴿٦٧﴾ أفرءيتم

کہ ہم پر تاوان پڑگیا (۶۶) بلکہ ہم بالکل محروم ہوگئے (۶۷) کیا تم نے کبھی غور کیا

الماء الذي تشربون ﴿٦٨﴾ ءأنتم أنزلتموه من

ہے کہ وہ پانی جو تم پیتے ہو (۶۸) کیا تم نے اسے بادل سے اتارا ہے یا

المزن أم نحن المنزلون ﴿٦٩﴾ لو نشاء جعلناه

ہم (اسکے) اتارنے والے ہیں ؟ (۶۹) اگر ہم چاہتے تو اسے سخت بھاری

أجاجا فلولا تشكرون ﴿٧٠﴾ أفرءيتم النار التي

بنا دیتے پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے ؟ (۷۰) کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ وہ آگ

تورون ﴿٧١﴾ ءأنتم أنشأتم شجرتها أم نحن

جوتم سلگاتے ہو (۷۱) آیاتم نے اسکا درخت پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنیوالے ہیں؟ (۷۲) ہم نے ہی

المنشئون ﴿٧٢﴾ نحن جعلناها تذكرة ومتاعا

اسے یاد دہانی کا ذریعہ اور مسافروں کیلئے فائدہ کی چیز بنایا

للمقوين ﴿٧٣﴾ فسبح باسم ربك العظيم ﴿٧٤﴾ فلا ع ۲ ۱۵

ہے (۷۳) پس تم اپنے عظیم پروردگار کے نام کی تسبیح کرو (۷۴) پس

أقسم بمواقع النجوم ﴿٧٥﴾ وإنه لقسم لو تعلمون

میں ستاروں کے (ڈوبنے کے) مقامات کی قسم کھاتا ہوں (۷۵) اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی

عظيم ﴿٧٦﴾ إنه لقرآن كريم ﴿٧٧﴾ في كتاب مكنون ﴿٧٨﴾

قسم ہے (۷۶) بےشک یہ قرآن بڑی عزت والا ہے (۷۷) نگاہوں سے پوشیدہ ایک کتاب کے اندر ہے (۷۸)

۸۔﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ ۔ الآیہ﴾ بظاہر خطابت حضرت رسولؐ خدا کو ہے مگر اس سے مراد سب لوگ ہیں کہ اپنے عظیم پروردگار کی پاکیزگی بیان کرو۔ ہر اس چیز سے جو اس کے شایان شان نہیں ہے۔ چنانچہ مسلمان اپنی نماز کے رکوع میں یہی تسبیح پڑھتے ہیں سبحان ربّی العظیم و بحمدہٖ اور جہاں تک سبح باسمك الاعلیٰ کا تعلق ہے تو وہ اپنی نماز کے سجدے میں پڑھتے ہیں: (سبحان ربّی الاعلیٰ و بحمدہٖ)

لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ

اسے پاک لوگوں کے سوا کوئی نہیں چھو سکتا (۷۹) یہ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف

ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٨٠﴾ أَفَبِهَٰذَا ٱلْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ ﴿٨١﴾

سے نازل کردہ ہے (۸۰) کیا تم اس کتاب سے بے اعتنائی کرتے ہو؟ (۸۱)

وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ﴿٨٢﴾ فَلَوْلَآ إِذَا

اور تم نے اپنے حصہ کی روزی یہی قرار دی ہے کہ اسے جھٹلاتے ہو (۸۲) (اگر تم کسی کے محکوم نہیں) تو

بَلَغَتِ ٱلْحُلْقُومَ ﴿٨٣﴾ وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ ﴿٨٤﴾

جب (مرنیوالے کی) روح حلق تک پہنچ جاتی ہے (۸۳) اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو (۸۴)

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ﴿٨٥﴾

اور اس وقت ہم تم سے زیادہ مرنیوالے کے قریب ہوتے ہیں مگر تم دیکھتے نہیں (۸۵)

فَلَوْلَآ إِن كُنتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُونَهَآ إِن

پس اگر تمہیں کوئی جزا و سزا ملنے والی نہیں ہے (۸۶) تو پھر اس (روح) کو کیوں واپس لوٹا نہیں

كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٨٧﴾ فَأَمَّآ إِن كَانَ مِنَ ٱلْمُقَرَّبِينَ ﴿٨٨﴾

لیتے اگر تم (اس انکار میں) سچے ہو (۸۷) پس اگر وہ (مرنیوالا) مقربین میں سے ہے (۸۸)

فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأَمَّآ إِن كَانَ

تو اس کیلئے راحت، خوشبودار پھول، نعمت بھری جنت ہے (۸۹) اور اگر وہ اصحاب الیمین میں

مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلْيَمِينِ ﴿٩٠﴾ فَسَلَٰمٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَٰبِ

سے ہے (تو اس سے کہا جاتا ہے) (۹۰) تمہارے لئے سلامتی ہو تو اصحاب الیمین

ٱلْيَمِينِ ﴿٩١﴾ وَأَمَّآ إِن كَانَ مِنَ ٱلْمُكَذِّبِينَ ٱلضَّآلِّينَ ﴿٩٢﴾

میں سے ہے (۹۱) اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے (۹۲)

فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ﴿٩٣﴾ وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ﴿٩٤﴾ إِنَّ هَٰذَا

تو پھر اسکی مہمانی کھولتے ہوئے پانی سے ہوگی (۹۳) اور دوزخ کی تپش (اور) اس میں داخلہ ہے (۹۴) (جو کچھ

ع ۳ ۲۲ ۱۲ لَهُوَ حَقُّ ٱلْيَقِينِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلْعَظِيمِ ﴿٩٦﴾

بیان ہوا) بے شک یہ حق الیقین (قطعی حق) ہے (۹۵) پس اپنے عظیم پروردگار کے نام کی تسبیح کرو (۹۶)

۹۔ ﴿لَا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ۔ الآیہ﴾ مفسرین اسلام میں اختلاف ہے کہ لایمسہ کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟ برادرانِ اسلامی کے اکثر مفسرین نے اس کا مرجع کتاب مکنون (لوحِ محفوظ) کو قرار دیا ہے کہ پاک شدہ فرشتوں کے سوا اور کوئی اس کے مطالب پر مطلع نہیں ہے مگر ہمارے اکثر اور برادرانِ اسلامی کے بعض مفسرین نے اس کا مرجع قرآن کریم کو قرار دیا ہے کہ وہ حدث وخبث سے پاک لوگوں کے سوا اور کوئی اس کے حروف کو نہیں چھو سکتا۔ بنابریں یہ جملہ خبریہ جملہ انشائیہ کے معنی میں ہے کہ وضو یا غسل کے بغیر اس کے حروف کو چھونا جائز نہیں ہے۔ اس موضوع کی دوسری تفصیلات فقہی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

۱۰۔ ﴿إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ۔ الآیہ﴾ شک اور ظن کے مقابلہ میں جو یقین ہے جس میں طرف مقابل کا احتمال ہی نہیں ہوتا، اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) علم الیقین۔ (۲) عین الیقین۔ (۳) حق الیقین۔ اس آخری درجہ کے بعد یقین کا کوئی درجہ نہیں ہے۔

۱۱۔ ﴿فَسَبِّحْ بِٱسْمِ۔ الآیہ﴾ پس اپنے عظیم پروردگار کے نام کی تسبیح کرو کہ اس کے سوا کوئی اور تسبیح و تقدیس کا مستحق نہیں ہے۔

اٰیاتہا ۲۹ | ۵۷ سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ ۹۴ | رکوعاتہا ۴

سورۂ حدید مکی ہے۔ آیات ۲۹۔ ۴ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ
ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہے وہ (ہر چیز پر) غالب (اور)

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ
بڑا حکمت والا ہے (۱) آسمانوں اور زمین کی سلطنت اسی کیلئے ہے وہی حیات دیتا ہے

يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٢ هُوَ
اور وہی موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۲) وہی

الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ
اول ہے اور وہی آخر، وہی ظاہر ہے اور وہی باطن اور وہ ہر چیز کا

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝٣ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
خوب جاننے والا ہے (۳) وہ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ

وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى
دن میں پیدا کیا پھر عرش پر غالب ہوا (اپنا اقتدار قائم کیا) وہ اسے بھی جانتا ہے

الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ
جو زمین کے اندر داخل ہوتا ہے اور اسے بھی جو اس سے باہر نکلتا ہے اور

مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۚ
اسے بھی جانتا ہے جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس کی طرف چڑھتا ہے

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں بھی ہو اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اسے

بَصِيْرٌ ۝٤ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ
دیکھ رہا ہے (۴) آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کیلئے ہے اور تمام معاملات کی بازگشت اللہ ہی

سورۂ حدید

سورۂ حدید کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) خدا کی صفات جلال و جمال کا تذکرہ۔ (۲) دین کی سربلندی کیلئے انفاق مال کی تعلیم۔ (۳) خدا کے علم کی وسعت کا تذکرہ۔ (۴) راہِ خدا میں خرچ کیا ہوا اللہ کے ذمہ قرضہ ہے۔ (۵) منافقین کی شکایت کا تذکرہ۔ (۶) دنیا میں پہنچنے والا رنج و آرام پہلے سے ایک نوشتہ میں ہے۔ (۷) حالات ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ (۸) ہمیشہ تھوڑے لوگوں نے انبیاء کی تعلیمات سے فائدہ اٹھایا۔ (۹) رہبانیت کی مذمت۔ (۱۰) صدیق و شہید بننے کیلئے کچھ قربانیاں دینا پڑتی ہیں وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ۔ الآیہ﴾ یہ بات کئی مقامات پر واضح کی جاچکی ہے کہ کائنات کی ہر چیز زبان حال یا زبانِ مقال سے خدا کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ ﴿ولکن لا تفقھون تسبیحھم۔ الآیہ﴾

۲۔ ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ۔ الآیہ﴾ خدا کے ان اسماء مبارکہ کے معانی بالکل واضح ہیں کہ وہ اوّل ہے یعنی تمام موجودات پر مقدم ہے وہ آخر ہے یعنی جب ہر چیز فنا ہوجائے گی تو وہ باقی رہے گا۔ وہ ظاہر ہے اپنی قدرت کے آثار سے اور باطن ہے اپنی ذات سے کہ نہ دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی عقل و خرد اس کی حقیقت کو درک کرسکتی ہے۔ ﴿سبحان من ھو ھکذا ولا ھکذا﴾ وغیرہ

تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٥﴾ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ
کی طرف ہے (۵) وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو
النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۚ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٦﴾
رات میں داخل کرتا ہے اور وہ دلوں کے بھیدوں کو خوب جانتا ہے (۶)
آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم
اللہ اور اسکے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اس (مال) میں سے (اسکی راہ میں) خرچ کرو جس میں اس نے
مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ۖ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَنفَقُوا
تمہیں (دوسروں) کا جانشین بنایا ہے پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور (مال)
لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿٧﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۙ
خرچ کیا ان کیلئے بڑا اجر ہے (۷) تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے
وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ
حالانکہ (اسکا) رسولؐ تمہیں بلا رہا ہے کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ اور وہ (اللہ)
مِيثَاقَكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ
تم سے عہد و پیمان لے چکا ہے اگر تم مومن ہو (۸) وہ وہی ہے جو اپنے بندہ خاص پر
عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ
واضح آیات نازل کرتا ہے تاکہ تمہیں (کفر و شرک) کی تاریکیوں سے نکال کر (ایمان کی)
إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٩﴾ وَمَا
روشنی کی طرف لے آئے اور بے شک اللہ تم پر بڑا مہربان ہے (۹) اور تمہیں کیا
لَكُمْ أَلَّا تُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ
ہو گیا ہے کہ تم (اپنے مال) اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی میراث
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ
(ترکہ) اللہ ہی کیلئے ہے تم میں سے جنہوں نے فتح (مکہ) سے پہلے مال خرچ کیا اور
مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً
جنگ کی وہ اور وہ جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جنگ کی برابر نہیں ہوسکتے (بلکہ پہلے والوں

۳۔ ﴿اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ الآیه﴾ خدا و رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے راہِ خدا میں خرچ کرو جس کا اللہ نے تمہیں دوسروں کے بعد جانشین اور مالک بنایا ہے جبکہ وہ پہلے کسی اور کے پاس تھا۔ اور اب تمہاری طرف منتقل ہوا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تمہارے پاس بھی ہمیشہ نہیں رہے گا بلکہ دوسروں کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

جو تھا نہیں ہے جو ہے نہ ہوگا
یہی ہے اک حرف محرمانہ

۴۔ ﴿وللہ میراث السمٰوٰت۔ الآیه﴾ اس کا مطلب واضح ہے کہ تمہارا مال و منال ہمیشہ تمہارے پاس نہیں رہے گا۔ ایک نہ ایک دن سب نے سب کچھ یہیں چھوڑ کر احکم الحاکمین کی بارگاہ میں جانا ہے اور انجام کار اللہ نے ہی اس کا وارث بننا ہے۔ پھر بخل اور کنجوسی کرنے کا کیا مطلب ہے؟

۵۔ ﴿لا یستوی منکم۔ الآیه﴾ اس آیت میں فتح سے پہلے جبکہ اسلام کمزور تھا۔ مسلمانوں کی مقدار کم تھی، حالات سخت تھے اور اسلام اور مسلمانوں کی بقا خطرہ میں تھی اور مال و جان کے خرچ کرنے سے کسی دنیوی نفع اور فائدہ کی کوئی امید نہ تھی اور اس کے بعد جبکہ اسلام طاقتور تھا اور مسلمان ایک سیاسی قوت بن چکے تھے اور اب مال و جان کے خرچ کرنے سے اخروی ثواب سے پہلے دنیوی انعام اور فائدہ کی توقع تھی۔ مالی و جانی جہاد کرنے والوں کا باہمی فرق نمایاں کیا گیا ہے کہ پہلے والوں کا درجہ بہت بلند ہے اور دوسروں کا پست۔ اگرچہ دونوں گروہوں سے خدا نے بھلائی اور اچھائی کا وعدہ کیا ہے کہ وہ سب کو شایانِ حال اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ مخفی نہ رہے کہ ان سب کاموں میں اجر و ثواب ملنے کیلئے ایمان اور اخلاص نیت شرط اولین ہے اور ان کے بغیر سب بے کار ہے۔

مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا

کا) درجہ بہت بڑا ہے اگرچہ اللہ نے دونوں سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے

وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾ مَنْ

ع ۱ / ۱۷

تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے بڑا باخبر ہے (۱۰) کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے

ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ

تاکہ وہ اسے اس کیلئے (کئی گنا) بڑھائے اور اس کے لیے بہترین

لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اجر ہے (۱۱) جس دن تم دیکھو گے کہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کا

وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

نور ان کے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہو گا آج تمہیں مبارک

بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ہو ان باغہائے بہشت کی جن کے نیچے نہریں جاری ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ

ہمیشہ ان میں رہو گے یہی وہ کامیابی ہے (۱۲) جس دن منافق مرد اور منافق

يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا

عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ ذرا ہمارا انتظار کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل

نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ

کرلیں (ان سے کہا جائے گا کہ) تم پیچھے کی (دنیا میں) لوٹ جاؤ پھر وہیں روشنی

فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ

تلاش کرو پس انکے اور اہل ایمان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی جسکا ایک

بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ؕ ﴿۱۳﴾

دروازہ ہوگا اس کے اندر کی طرف رحمت ہوگی اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہوگا (۱۳)

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ

وہ (منافق) اہل ایمان کو پکاریں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے ہاں تھے مگر تم نے اپنے آپکو فتنہ

۶۔ ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ۔ الآیہ﴾ قرضہ سے یہاں بطور استعارہ راہِ خدا میں مال خرچ کرنا مراد ہے۔ یہ خدا کی شان کریمی و رحیمی ہے کہ وہ اپنے عطا کردہ مال میں سے اس کی راہ میں صرف کرنے کو اپنے ذمہ قرضہ قرار دے رہا ہے۔ اور پھر جب وہ واپس کرے گا تو کئی گنا اضافہ کے ساتھ جو کہ ایک سے سات اور سات سے ستر اور ستر سے سات سو بلکہ اس سے بھی زیادہ تک ہو سکتا ہے۔ یہ قرضہ دینے والے کے اخلاص و ایمان اور اس کے حالات و صفات کے مطابق ہے۔ (مجمع البیان)

۷۔ ﴿يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔ الآیہ﴾ جو لوگ دارِ دنیا میں ایمان و ایقان اور نیک کام کی بصیرت پر تھے قیامت کے دن اور پل صراط پر ان کی یہی بصیرت ان کیلئے روشنی بن جائے گی جس کی ضیاء پاشی میں وہ جنت کی طرف رواں دواں ہوں گے اور اگرچہ یہ روشنی ہو گی تو ان کے آگے اور دائیں جانب مگر اس کی ضیاء پاشی چاروں طرف ہو گی۔ ظاہر ہے کہ اگر چراغ کسی کے آگے یا دائیں جانب ہو تو اس کی روشنی تو پچھلی جانب اور بائیں جانب بھی پڑتی ہے۔

فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ

(گمراہی) میں ڈالا اور (ہمارے بارے میں گردشوں کا) انتظار کیا (کہ نتیجہ کیا برآمد ہوتا ہے) اور شک وشبہ میں مبتلا

الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾

رہے اور جھوٹی امیدوں نے تمہیں دھوکہ دیا یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آگیا اور دھوکہ باز (شیطان) نے تمہیں اللہ کے

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ

بارے میں دھوکہ میں رکھا (۱۴) پس آج نہ تم سے کوئی فدیہ قبول کیا جائیگا اور نہ ان سے جنہوں نے کفر کیا

كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ

تم سب کا ٹھکانہ آتش دوزخ ہے وہی تمہارے لیے اولیٰ اور (سزاوار) ہے وہ بہت بری جائے

الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ

بازگشت ہے (۱۵) کیا اہل ایمان کیلئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ انکے دل خدا کی یاد

لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

اور (خدا کے) نازل کردہ حق کیلئے نرم ہوں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہوجائیں

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ

جن کو اس سے پہلے کتاب دی گئی تھی پس ان پر طویل مدت گزر گئی تو

فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

ان کے دل سخت ہوئے اور (آج) ان میں سے اکثر فاسق (نافرمان) ہیں (۱۶)

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا

خوب جان لو کہ اللہ زمین کو زندہ کرتا ہے اسکی موت کے بعد اور ہم نے اپنی آیات تمہارے

لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ

لیے واضح طور پر بیان کردی ہیں تاکہ تم عقل سے کام لو (۱۷) بیشک صدقہ دینے والے مرد اور

وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ

صدقہ دینے والی عورتیں اور جنہوں نے اللہ کو قرض حسنہ دیا ان کیلئے اس میں (کئی گنا)

لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ

اضافہ کردیا جائیگا اور ان کیلئے بہترین اجر ہے (۱۸) اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی

۸۔ ﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ آیت کے سیاق وسباق پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ﴿للذین آمنوا﴾ سے مسلمانوں کا وہ گروہ مراد ہے جو بظاہر کلمہ اسلام پڑھ کر مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو چکا ہے مگر ہنوز اس کا دماغ اسلام اور مسلمانوں کے درد سے آشنا نہیں ہے۔ کفار ومشرکین اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے پر تلے ہوئے ہیں مگر یہ گروہ خاموش تماشائی بنا ہوا ہے۔ اسے شرم دلائی جارہی ہے کہ کیا ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ اس گروہ کے دل و دماغ میں خدا کے ذکر اور اس کے نازل کردہ حق یعنی قرآن کیلئے نرم ہوں اور ان پر عظمت الٰہی کا اثر نمایاں ہو؟ اور یہود و نصاریٰ کی طرح نہ ہوجائیں جن کو اس سے پہلے کتاب دی گئی اور ان پر مدت دراز گزر گئی تو ان کے دل سخت ہوگئے۔ اور ان میں اکثر لوگ فاسق ہیں۔ گویا اس پیرایہ میں مسلمانوں کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ ابھی تک تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے درمیان زندہ موجود ہیں اور ان کی کتاب نازل ہورہی ہے اور تم یہ کمزوری دکھا رہے ہو؟ کہیں تم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چل کر گمراہ اور فاسق نہ ہوجانا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں مسلمانوں سے ارتداد اور گمراہی اور فسق وفجور کا خطرہ پوری طرح ٹلا نہیں ہے بلکہ ہنوز موجود ہے۔ چنانچہ ارشادِ قدرت ہے: ﴿و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم﴾ (آل عمران آیت ۱۴۴) اور حضرت محمد نہیں ہیں مگر اللہ کے رسول جن سے پہلے پیغمبر گزر چکے ہیں۔ تو اگر وہ وفات پاجائیں یا قتل کردیئے جائیں تو تم الٹے پاؤں (کفر کی طرف) پلٹ جاؤ گے؟

۹۔ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ۔ الآیہ﴾ صدیق صدق سے مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بہت بڑا سچا اور شہید صفت مشبہ کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں شہید راہِ خدا اور گواہ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو لوگ خدا اور اسکے رسولوں پر حقیقی

رُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ
لوگ اپنے پروردگار کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں ان کیلئے ان کا اجر اور
رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
ان کا ثواب ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو
وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾ اِعْلَمُوْٓا ع ۲ ۹ ۱۸
جھٹلایا وہی لوگ دوزخ والے ہیں (۱۹) اور خوب جان لو کہ دنیا کی زندگی
اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ
کھیل تماشہ، ظاہری زیب و زینت، باہمی فخر و مباہات اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی
بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ
کوشش ہے اسکے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس (کے عارضی ہونے) کی مثال ایسی ہے جیسے بارش کہ اس کی
غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ
نباتات (پیداوار) کافروں (کسانوں) کو حیرت میں ڈال دیتی ہے پھر وہ خشک ہو کر پکنے لگتی ہے
مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ
تو تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو گئی ہے پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے اور (کفار کیلئے) آخرت میں
شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ
سخت عذاب ہے اور (مومنین کیلئے) اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیاوی زندگی
الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ
دھوکے کے ساز و سامان کے سوا کچھ نہیں ہے (۲۰) ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی
مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ
کوشش کرو اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جسکی چوڑائی آسمان و زمین
وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ
کی چوڑائی کے برابر ہے جو ان لوگوں کیلئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اسکے رسولوں
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو
پر ایمان لائیں اور یہ اللہ کا فضل و کرم ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ

معنوں میں ایمان لائے اور پھر ایمانی تقاضوں کے مطابق عمل بھی کیا وہی صدیق ہیں جنہوں نے اپنے قول و فعل سے اپنے صدق کا ثبوت دیا ہے اور یہی شہید ہیں جن کیلئے اجر و نور ہے۔ حضرت امام سجاد علیہ السلام اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ﴿ما من شیعتنا الا صدیق و شهید﴾ جو ہمارا مخلص شیعہ ہے وہ صدیق و شہید ہے۔ (محاسن برقی)

۱۰۔ ﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ۔ الآیہ﴾ قبل ازیں متعدد مقامات پر دنیاوی زندگی کے بے ثباتی اور اس کی حقارت اور اس کے عارضی ہونے پر تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ اور ان سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کی زندگی اور اس کا سب ساز و سامان اور اس کی سب عیش و عشرت بالکل عارضی اور چند روزہ ہے۔ نہ اس کی بہار اور راحت کو دوام ہے اور نہ اس کے رنج و غم کو استقرار ہے بلکہ ع
چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
لہٰذا دنیا کے مصائب و آلام پر رنجیدہ ہونا اور اس کی آسائشوں اور راحتوں پر خوش ہونا اور اترانا کم ظرفی اور جہالت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ولنعم ما قیل۔

زرنج و راحت گیتی مشو ورنجان مشو خنداں
کہ آئین جہاں گاہے چنیں گاہے چناں باشد

الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢١﴾ مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي

بڑا ہی فضل والا ہے (۲۱) کوئی بھی مصیبت زمین میں آتی ہے اور نہ تمہاری جانوں

الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ

میں مگر وہ ایک کتاب (لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہوتی ہے قبل اسکے کہ ہم

أَن نَّبْرَأَهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٢٢﴾ لِّكَيْلَا

ان (جانوں) کو پیدا کر دیں بیشک یہ بات اللہ کیلئے آسان ہے (۲۲) (یہ سب اس لئے ہے)

تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۗ

تاکہ جو چیز تم سے کھو جائے اس پر افسوس نہ کرو اور جو کچھ وہ (اللہ) تمہیں دے اس پر اتراؤ نہیں

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿٢٣﴾ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ

کیونکہ اللہ ہر اترانیوالے، فخر کرنیوالے کو پسند نہیں کرتا (۲۳) جو خود بخل کرتے ہیں اور

وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ

دوسروں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور جو (احکام الٰہی سے) روگردانی کرے تو بے شک اللہ بے نیاز

هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٤﴾ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَ

ہے (اور) ستودہ صفات ہے (۲۴) یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی ہوئی دلیلوں (معجزوں)

أَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ

کیساتھ اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ عدل و انصاف پر

بِالْقِسْطِ ۖ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَ

قائم ہوں اور ہم نے لوہا نازل کیا (پیدا کیا) جس میں بڑی قوت ہے (اور شدید ہیبت ہے)

مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ

اور لوگوں کیلئے فائدے بھی ہیں تاکہ اللہ دیکھے کہ کون دیکھے بغیر اسکی اور اس کے رسولوں کی مدد

ع ۱۹ ۳ ۶ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا

کرتا ہے؟ بے شک اللہ بڑا طاقتور (اور) زبردست ہے (۲۵) اور بے شک ہم نے نوحؑ

وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ

اور ابراہیمؑ کو رسولؑ بنا کر بھیجا اور ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب قرار

۱۱۔ ﴿مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ۔ الآیہ﴾ سورۂ شوریٰ کی آیت ۳۰ ﴿وما اصابکم من مصیبة۔ الآیہ﴾ کی تفسیر میں ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ بنی آدم پر جو مصیبتیں آتی ہیں ان کی تین قسمیں ہیں: (۱) ایک قسم وہ ہے جو لوگوں کے بُرے اعمال کی شامت اور پاداش میں نازل ہوتی ہے۔ جیسا کہ سورۂ شوریٰ کی مذکورہ آیت سے ظاہر ہے۔ (۲) دوسری قسم ان مصائب و آلام کی ہے جو انسانی خلقت سے پہلے لوحِ محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں اور یہ درجات کی بلندی کا باعث ہوتے ہیں۔ مروی ہے کہ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو ان کی مخدرات کے ہمراہ دربار یزید میں لایا گیا تو اس ملعون نے خاندانِ نبوت کی خستہ حالی دیکھ کر سورہ شوریٰ والی آیت پڑھی کہ ﴿ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم﴾ تو امام علیہ السلام نے سورۂ حدید والی آیت تلاوت کر کے فرمایا: ہمارے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ (اصول کافی)۔ (۳) اور تیسری قسم ان مصائب و شدائد کی ہے جو خداوند عالم بطور پرچہ امتحان نازل کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے ﴿ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع۔ الآیہ﴾

۱۲۔ ﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا۔ الآیہ﴾ اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے کہ ہر نبی منجانب اللہ تین چیزیں لے کر آیا ہے: (۱) بینات جس سے مراد معجزات ہیں۔ (۲) کتاب جس سے تحریر شدہ کتاب بھی مراد ہو سکتی ہے اور وہ وحی نبوت بھی جس میں وہ تمام تعلیمات و ہدایات موجود ہوتی تھیں جن کی انسانوں کو ضرورت تھی۔ (۳) میزان، جس سے مراد عدل و انصاف ہے جس کی وجہ سے کسی کا حق مارا نہ جائے اور کسی پر ظلم و زیادتی ہونے نہ پائے۔ ﴿لیقوم الناس بالقسط﴾ اس جملہ میں انبیاء کی آمد کی غرض و غایت بیان کی جارہی ہے کہ وہ آکر لوگوں

فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُونَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا

دی (جاری کردی) پس ان میں سے بعض تو ہدایت یافتہ ہیں اور ان میں اکثر فاسق (بدکار) ہیں (۲۶) پھر

عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

ہم نے انہی کے نقش قدم پر اپنے اور رسولؑ بھیجے اور انہی کے پیچھے عیسیٰؑ بن مریمؑ

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ

کو بھیجا اور انہیں انجیل عطا کی اور جن لوگوں نے انکی پیروی کی ہم نے ان کے

رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۗ وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا

دلوں میں شفقت اور رحمت رکھ دی اور رہبانیت انہوں نے خود ایجاد

عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ

کی ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا۔ ہاں البتہ انہوں نے خدا

رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ

کی خوشنودی کی خاطر اسے اختیار کیا تھا اکثر لوگ

وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُونَ ﴿٢٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

فاسق (نافرمان) ہیں (۲۷) اے ایمان والو! اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور اسکے رسولؐ پر (کما حقہ)

اللّٰهَ وَاٰمِنُوا بِرَسُولِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ

ایمان لاؤ وہ تمہیں اپنی رحمت کے دو حصے عطا فرمائے گا اور تمہیں وہ نور عطا کرے گا کہ

يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُونَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ

جس کی روشنی میں تم چلو گے اور (تمہارے قصور) تمہیں بخش دیگا اور اللہ بڑا بخشنے والا،

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٨﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُونَ

بڑا رحم کرنیوالا ہے (۲۸) تا کہ اہل کتاب یہ نہ جانیں کہ یہ لوگ (مسلمان)

عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ

اللہ کے فضل میں سے کسی چیز پر کوئی اختیار نہیں رکھتے اور یہ کہ فضل

يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢٩﴾ ع ۴ / ۲۰

اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل و کرم والا ہے (۲۹)

کو عقائد حقہ کے علاوہ اس طرح حقوق اللہ اور حقوق الناس سے آگاہ کریں اور پھر اپنے قول و فعل سے ان کی ادائیگی پر اس طرح لوگوں کو آمادہ کریں کہ انفرادی اور اجتماعی نظام زندگی عدل پر قائم و استوار ہو اور ہر قوم کے ظلم و جور کا خاتمہ ہو جائے۔

۱۳۔ ﴿وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ۔ الآیہ﴾ یہاں انزل بمعنی خلق استعمال ہوا ہے کہ ہم نے لوہا پیدا کیا جیسا کہ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔ (احتجاج طبرسی) لوہے کی جنگی قوت و طاقت ایک مسلمہ حقیقت ہے اور اسکے طرح طرح کے فوائد کی فہرست خاصی طویل ہے۔ پرانے زمانے کے جنگی ہتھیار ہوں یا موجودہ دور کے ہتھیار جیسے رائفل، توپ اور مشین گن اور ایٹم بم وغیرہ وہ سب بھی اسی لوہے سے بنتے ہیں اور ہر طرف لوہے کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہے؟ تا کہ خدا دیکھے کہ مقام عمل میں دیکھے بغیر خدا کی یعنی اسکے دین کی اور اسکے انبیاء و مرسلین کی نصرت و مدد کون کرتا ہے؟ اور راہ خدا میں جان و مال سے جہاد کر کے اجر و ثواب کا حقدار کون بنتا ہے؟ اور اس سے راہِ فرار اختیار کر کے جہنم کا سزاوار کون قرار پاتا ہے؟

۱۴۔ ﴿وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا۔ الآیہ﴾ رہبانیت کیا ہے؟ اپنے اہل و عیال سے، دوست واحباب سے دنیا اور اس کے علائق سے تعلق ختم کر کے جنگلوں میں یا پہاڑوں میں جا بیٹھنا اور وہاں یکسوئی سے عبادت و ذکر کرنا نیز لذائذ دنیا سے کنارہ کشی کرنا۔ ارشادِ قدرت ہے کہ یہ رہبانیت نصرانیوں نے خود خوشنودئ خدا حاصل کرنے کیلئے ایجاد کی تھی۔ ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی اور نہ اسکی کوئی گنجائش ہے۔ اور وہ تصوف جس میں اس قسم کا تصور پایا جاتا ہے جسے آج کل عرفان کا نام دیا جاتا ہے وہ اسلام کی سرزمین میں ایک اجنبی پودا ہے۔

کما لا یخفی

ایاتها ۲۲ ۵۸ سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۵ رکوعاتها ۳

سورہ مجادلہ مدنی ہے۔ آیات ۲۲۔ ۳ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ

بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے بحث و تکرار کر

تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

رہی ہے اور اللہ سے شکوہ و شکایت کر رہی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے بے شک اللہ بڑا

سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝۱ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ

سننے والا، بڑا دیکھنے والا ہے (۱) تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے

نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ

ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہیں (کیونکہ) ان کی مائیں تو بس وہی ہیں جنہوں

وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ

نے انہیں جنا ہے البتہ یہ لوگ ایک بہت بری بات اور جھوٹ کہتے ہیں اور

وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۲ وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ

بلاشبہ اللہ بڑا درگزر کرنے والا، بڑا بخشنے والا ہے (۲) اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں

مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ

اور پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کرنا چاہیں تو قبل اس کے کہ باہمی ازدواجی تعلق قائم

رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ

کریں (شوہر کو) ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ یہ بات ہے جسکی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور تم جو

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۳ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ

کچھ کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے (۳) اور جو شخص (غلام) نہ پائے تو جنسی

شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ

تعلق قائم کرنے سے پہلے دو ماہ پے در پے (لگاتار) روزے رکھنا ہوں گے اور جو

۲۸ ربع / ع ۱

سورۂ مجادلہ

سورۂ مجادلہ کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) ظہار کا بیان اور اس کے احکام (۲) منافقین کو ان کی غلط روش پر تنبیہ۔ (۳) خفیہ سرگرمیوں اور مشوروں کے وقت خدا کا حاضر و ناظر ہونا۔ (۴) کاموں میں باہمی مشورہ کا حکم۔ (۵) مجلسی آداب کا تذکرہ۔ (۶) بارگاہِ رسالت میں تعظیم کا حکم (۷) آیت نجویٰ پر حضرت امیر علیہ السلام کے سوا کسی کا عمل نہ کرنا۔ (۸) دشمنان خدا و رسولؐ سے محبت کرنا تقاضائے ایمان کے خلاف ہے۔ (۹) لوگوں کے دو گروہ ہیں حزب الرحمٰن اور حزب الشیطان وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ مدینہ کے ایک مسلمان اوس بن صامت انصاری اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ پر ناراض ہوئے اور اس سے کہہ دیا ﴿انت علی کظهر امی﴾ پھر پشیمان ہوئے، خولہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سارا قصہ بیان کیا مگر چونکہ اس سلسلہ میں ہنوز کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اس لئے آپؐ نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں تا حال مجھ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی اور میں اپنی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے خولہ بہت پریشان ہوئی اور گھر کی بربادی اور اولاد کی جدائی کے تصور سے گھبرا کر آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے اور داد فریاد شروع کی کہ ہائے میرا شوہر، ہائے میری اولاد۔ جب اس طرح وہ روتی دھوتی گھر گئی تو خدائے رحیم و کریم نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں میاں بیوی کو بلایا اور انہیں یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں اور پھر انہیں شرعی کفارہ سے آگاہ فرمایا۔ (تمام کتب تفسیر و حدیث)۔ چونکہ زمانہ جاہلیت میں ظہار کو طلاق سمجھا جاتا تھا لیکن اسلام نے اس کی حرمت کو تو بحال رکھا مگر اس کے حکم میں مناسب ترمیم کر دی اور جب مقررہ

لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ ذٰلِكَ

اس پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یہ اس لیے کہ تم

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ

اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ (تمہارا ایمان راسخ ہو) یہ اللہ کی مقرر کردہ

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۴ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ

حدیں ہیں اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے (۴) بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں وہ اسی طرح ذلیل خوار ہوں گے جس طرح وہ (مخالف) لوگ ذلیل وخوار

وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

ہوئے جو ان سے پہلے تھے اور ہم نے کھلی ہوئی آیتیں نازل کر دی ہیں اور کافروں کیلئے

مُّهِيْنٌ ۝۵ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا

ذلیل کرنے والا عذاب ہے (۵) جس دن اللہ ان سب کو زندہ کر کے اٹھائے گا تو انہیں بتائے گا جو

عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

کچھ انہوں نے کیا تھا اللہ نے تو (ان کے اعمال کو) محفوظ رکھا مگر وہ بھول گئے اور

شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۶ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي ع ۱

اللہ ہر چیز پر شاہد ہے (۶) کیا تم نے نہیں دیکھا (غور نہیں کیا) کہ اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى

جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے کہیں بھی تین آدمیوں کی سرگوشی

ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ

نہیں ہوتی مگر وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ کی ہوتی ہے مگر وہ ان

سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ

کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ مگر یہ کہ وہ جہاں بھی ہوں

مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا

اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے پھر وہ قیامت کے دن انہیں بتائے گا کہ انہوں

شرائط کے ساتھ ظہار واقع ہو جائے تو اس کی وجہ سے مباشرت حرام ہو جاتی ہے۔ اور جب اس کا ارادہ ہو تو پہلے کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے جو ترتیب وار یہ ہے: (۱) ایک غلام راہِ خدا میں آزاد کرنا۔ (۲) اگر اس کی طاقت نہ ہو یا غلام نہ مل سکے تو پھر دو ماہ کے روزے رکھنا۔ (۳) اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا اور اگر کفارہ ادا کئے بغیر مقاربت کی جائے تو پھر ایک اور کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔

۲۔﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ۔ الآیہ﴾ جس طرح ایک نادان بچے کو کوئی بات بار بار دہرانی پڑتی ہے۔ اسی طرح خداوند عالم اپنے بندوں کو بار بار مختلف انداز میں یہ بات ان کے ذہن نشین کراتا ہے کہ وہ علمی و احاطی طور پر ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ اور اس صفت میں کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں ہے۔ جہاں تین آدمی تخلیہ میں کوئی بات کرتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ چوتھا ہوتا ہے وعلیٰ ھذا القیاس۔ وہ ان کی ہر بات سنتا ہے اور ان کی ہر چال کو دیکھتا ہے۔ گویا اس پیرایہ میں خداوند عالم منافقین پر واضح کر رہا ہے کہ وہ خلوت میں بیٹھ کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو ابلیسی منصوبہ بندیاں کرتے ہیں خدا اس سے آگاہ ہے جو قیامت کے دن انہیں اس سے آگاہ بھی کرے گا اور اس پر سزا بھی دے گا۔ اے کاش! کہ مسلمان خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر خلوت و جلوت میں کوئی ایسا کام و کلام نہ کریں جو قانونِ قدرت اور اس کی منشاء کے خلاف ہے۔

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷ اَلَمْ

نے کیا کچھ کیا ہے؟ یقیناً اللہ ہر چیز کا بڑا جاننے والا ہے (۷) کیا تم نے ان لوگوں کی

تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ

طرف نہیں دیکھا جنہیں (اسلام کیخلاف) سرگوشیاں کرنے سے منع کیا گیا تھا وہ پھر وہی کام کرتے

لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ

ہیں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور وہ گناہ، ظلم وزیادتی اور رسولؐ کی نافرمانی کی

مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَاۗءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا

سرگوشیاں (خفیہ میٹنگیں) کرتے ہیں اور جب آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ کو کس طرح سلام کرتے ہیں

لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا

جس طرح اللہ نے آپکو سلام نہیں کیا اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ (اگر یہ برحق نبیؐ ہیں تو) اللہ ہماری

يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ

ان باتوں پر ہم پر عذاب کیوں نازل نہیں کرتا؟ ان کے لیے جہنم کافی ہے جس میں وہ

يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

پڑیں گے (اور اس کی تپش اٹھائیں گے) سو وہ کیا برا ٹھکانہ ہے (۸) اے ایمان والو! تم

اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

جب کوئی سرگوشی (خفیہ بات) کرو تو گناہ، ظلم و زیادتی اور رسولؐ کی نافرمانی کے

وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ

بارے میں سرگوشی نہ کرو بلکہ نیکی کرنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی سرگوشی کرو اور

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۹ اِنَّمَا النَّجْوٰى

اللہ (کی نافرمانی سے) ڈرو جس کے پاس جمع کیے جاؤ گے (۹) (کافروں کی یہ) سرگوشی

مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ

شیطان کی طرف سے ہے تاکہ وہ اہل ایمان کو رنج و غم پہنچائے حالانکہ وہ اللہ

بِضَاۗرِّهِمْ شَيْـــًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ

کے اذن کے بغیر انہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور ایمان

۳۔ ﴿وَاِذَا جَاۗءُوْكَ۔ الآیہ﴾ یہاں اسی سابقہ جماعت کا ایک اور کرتوت بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں تو اس طرح سلام کرتے ہیں جس طرح خدا نے نہیں کہا۔ یعنی وہ آپ کا روکھا پھیکا نام لے کر کہتے ہیں: السام علیک (جس کے معنی موت کے ہیں) جبکہ سلام کے معنی سلامتی کے ہیں۔ اور پھر دل ہی دل میں کہتے ہیں کہ اگر ہم غلط کار ہیں تو پھر خدا ہم پر عذاب کیوں نازل نہیں کرتا؟ جیسا کہ سطحی ذہن رکھنے والے باطل نواز لوگ ایسا سوچتے ہیں۔

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

والو کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا کرنا چاہیے (۱۰) اے ایمان والو! جب تم سے کہا

قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ

جائے کہ (آنے والوں کیلئے) مجلسوں میں جگہ کشادہ کرو تو کشادہ کر دیا کرو

اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ

اللہ تمہیں کشادگی دے گا اور جب کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو اللہ ان

الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

لوگوں کے جو تم میں سے ایمان لاتے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے ان کے درجے

دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

بلند کرتا ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے بڑا باخبر ہے (۱۱) اے ایمان والو! جب تم

آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ

پیغمبرؐ سے تنہائی میں کوئی بات کرنا چاہو تو اپنی اس رازدارانہ بات سے پہلے

نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِنْ لَمْ

کچھ صدقہ دے دیا کرو یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے اور پاکیزہ تر ہے اور اگر اس کیلئے

تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٢﴾ أَأَشْفَقْتُمْ أَنْ

کچھ نہ پاؤ تو بلا شبہ اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا مہربان ہے (۱۲) کیا تم اس بات سے ڈر گئے

تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ ۚ فَإِذْ لَمْ

کہ (رسولؐ سے) تنہائی میں بات کرنے سے پہلے صدقہ دو! اب جبکہ تم نے ایسا

تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ

نہیں کیا اور اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی تو بس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور

آتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ

اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے

بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٣﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا ع ۲

اچھی طرح باخبر ہے (۱۳) کیا تم نے ایسے لوگوں کو نہیں دیکھا جو ایسے لوگوں سے

۴۔ ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں عزت وعظمت اور بلندیٔ مقام و رفعت مکان کا معیار بتایا جارہا ہے کہ وہ دو چیزیں ہیں: (۱) ایمان وایقان۔ (۲) اور علم وفضل۔ بنابریں جس شخص کا جس قدر ایمان و علم بلند ہوگا اتنا ہی اس کا عنداللہ مقام بلند ہوگا اور جس کا جس قدر ایمانی وعلمی مقام پست ہوگا اتنا اسکا عنداللہ مقام ومرتبہ پست ہوگا۔

۵۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔ الآیہ﴾ چونکہ بعض مسلمان محض اپنی کبریائی اور بڑائی ظاہر کرنے کیلئے وقت بے وقت بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر تخلیہ میں آپؐ سے باتیں کرتے تھے۔ اس طرح جہاں وہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیمتی وقت ضائع کرتے وہاں دوسروں کا نقصان بھی کرتے۔ مگر خلق عظیم کا مالک کچھ نہ کہتا۔ اس لیے خدائے حکیم نے یہ حکیمانہ حکم دیا کہ جب تخلیہ میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بات کرنا چاہو تو پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو۔ بس اس حکم کا آنا تھا کہ سناٹا چھا گیا اور خلوتیانِ راز کا جو تانتا بندھا ہوا تھا وہ ایک دم بند ہو گیا۔ صرف حضرت علیہ السلام نے اس حکم پر عمل کیا۔ چنانچہ آپؑ کے پاس صرف ایک دینار تھا جسے آپ نے تڑوایا اور دس درہم ملے۔ اور دس بار بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر خلوت میں بات کی اور علمی استفادہ کیا اور ہر بار ایک درہم صدقہ میں دیا۔ اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا اور آیت ﴿ءَ اشفقتم ان تقدموا بین یدی نجواکم صدقت﴾ نازل ہو گئی۔ (ملاحظہ ہو تفسیر ابن جریر طبری، تفسیر کبیر رازی، کشاف در منثور، معارف القرآن اور ضیاء القرآن وغیرہ وغیرہ)

غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ ؕ مَا هُمۡ مِّنۡكُمۡ وَلَا مِنۡهُمۡ ۙ
دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ نے غضب نازل کیا ہے وہ نہ تم میں سے ہیں اور نہ ان
وَيَحۡلِفُوۡنَ عَلَى الۡكَذِبِ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ
میں سے ہیں اور وہ جانتے بوجھتے ہوئے جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں (۱۴) اللہ
اللّٰهُ لَهُمۡ عَذَابًا شَدِيۡدًا ؕ اِنَّهُمۡ سَآءَ مَا كَانُوۡا
نے ان کیلئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک یہ لوگ بہت برے
يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ جُنَّةً فَصَدُّوۡا عَنۡ
کام کرتے ہیں (۱۵) انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے پس وہ (لوگوں کو)
سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَلَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿۱۶﴾ لَنۡ تُغۡنِىَ
اللہ کی راہ سے روکتے ہیں تو انکے لیے ذلیل کرنیوالا عذاب ہے (۱۶) ان کے اعمال اور ان کی
عَنۡهُمۡ اَمۡوَالُهُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ شَيۡـًٔا ؕ
اولاد انہیں ذرا بھی اللہ (کے عذاب) سے نہیں بچا سکیں گے یہ لوگ
اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ؕ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۷﴾ يَوۡمَ
دوزخ والے ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے (۱۷) جس دن اللہ ان
يَبۡعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيۡعًا فَيَحۡلِفُوۡنَ لَهٗ كَمَا يَحۡلِفُوۡنَ
سب کو (دوبارہ) اٹھائے گا تو وہ اس کے سامنے بھی اسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح
لَـكُمۡ وَيَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ عَلٰى شَىۡءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ
تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور خیال کریں گے کہ وہ کسی چیز (بنیاد) پر ہیں خبردار!
هُمُ الۡكٰذِبُوۡنَ ﴿۱۸﴾ اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ
یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں (۱۸) شیطان نے ان پر غلبہ پا لیا ہے اور اس
فَاَنۡسٰٮهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓـئِكَ حِزۡبُ الشَّيۡطٰنِ ؕ اَلَاۤ
نے انہیں خدا کی یاد بھلا دی ہے یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں آگاہ ہو کہ
اِنَّ حِزۡبَ الشَّيۡطٰنِ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ
شیطانی گروہ ہی گھاٹا اٹھانے والا ہے (۱۹) جو لوگ اللہ اور اس کے

۶۔﴿اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ ۔ الآیہ﴾ ان لوگوں پر شیطان غالب آچکا ہے اور قابو پاچکا ہے۔اس لیے اس نے انہیں یاد خدا ہی بھلا دی ہے، اس لیے وہ نہ زبان سے ذکر خدا کرتے ہیں اور نہ ہی دل میں اسے یاد کرتے ہیں۔اس لیے یہ لوگ دنیا میں بھی بالخصوص آخرت میں گھاٹا اٹھانے والے ہیں۔جس دن ان پر روز روشن کی طرح واضح ہوگا کہ جن چیزوں پر انہوں نے بھروسہ کیا تھا وہ فیصلہ کی اس گھڑی میں کچھ کام آنے والی نہیں ہیں۔اور یہ حقیقت کھل کر ان کے سامنے آجائے گی کہ شیطان نے ان کو محض فریب دیا تھا اور ان کو چند کھوکھلے الفاظ سکھائے تھے جن سے وہ اپنے آپ کو بے قصور ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ⑳

رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل ترین لوگوں میں سے ہیں (۲۰)

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ㉑

اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسولؐ ہی غالب آ کر رہیں گے بے شک اللہ طاقتور (اور) زبردست ہے (۲۱)

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

تم کوئی ایسی قوم نہیں پاؤ گے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو (اور پھر) وہ دوستی

يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ

رکھے ان لوگوں سے جو خدا و رسولؐ کے مخالف ہیں اگرچہ وہ (مخالف) ان کے باپ

اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ

یا انکے بیٹے یا ان کے بھائی ہی ہوں یا ان کے قبیلے والے یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے

كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ

ان کے دلوں میں ایمان ثبت کردیا ہے اور اپنی ایک خاص روح سے ان کی

وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

تائید کی ہے اور انہیں ایسے باغہائے بہشت میں داخل کرے گا جنکے نیچے نہریں جاری ہیں

فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ

جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہیں

حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ㉒ ع ۳ ۹ ۲

یہ لوگ اللہ کا گروہ ہیں آگاہ رہو کہ اللہ کا گروہ ہی فلاح پانیوالا (اور کامیاب ہونیوالا) ہے (۲۲)

اٰيَاتُهَا ۲۴ — ۵۹ سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۱ — رُكُوْعَاتُهَا ۳

سورہ حشر مدنی ہے۔ آیات ۲۴۔ ۳ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ

اللہ ہی کی تسبیح کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ زبردست،

۷۔ ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا﴾ اس جیسی ایک آیت سورۂ آل عمران نمبر ۲۸ پر مع تفسیر گزر چکی ہیں ﴿لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء الآیہ﴾ اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔ اعادہ و تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

۸۔ ﴿اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ۔ الآیہ﴾ ابھی اوپر آیت ۱۹ میں حزب الشیطان کا تذکرہ کیا جا چکا ہے اور اب یہاں اس کے بالمقابل حزب اللہ کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ الغرض رحمانی گروہ اور شیطانی گروہ کا وجود بھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور ان کی باہمی کشمکش اور کشاکش بھی ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

بہرحال ذلت و رسوائی اور نکبت و پسپائی پہلے گروہ کا مقدر ہے اور عزت و عظمت اور کامیابی و کامرانی دوسرے گروہ کا مقدر ہے۔ ﴿الا ان حزب اللہ ھم المفلحون﴾

سورۂ حشر

سورۂ حشر کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) زمین و آسمان کی ہر چیز تسبیح خدا کرتی ہے۔ (۲) بنی نضیر کے انجام سے اہل دنیا کو عبرت دلائی گئی ہے۔ (۳) دشمن کو شکست دینے کیلئے جنگی تدابیر اختیار کرنا جائز ہے۔ (۴) مال فئے کی تقسیم اور اس کے دوسرے احکام۔ (۵) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت کا حکم۔ (۶) مہاجرین وانصار کی تعریف۔ (۷) قرآن مجید کی قوت تاثیر کا تذکرہ۔ (۸) دعوائے ایمان کے تقاضوں کا بیان۔ (۹) اللہ کے متعدد اسماء الحسنیٰ کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ۔

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ

بڑا حکمت والا ہے (۱) وہ وہی ہے جس نے اہل کتاب کے کافروں (بنی نضیر) کو

كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ

پہلی بار اکٹھا کر کے ان کے گھروں سے نکال دیا۔ تمہیں گمان بھی نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے

الْحَشْرِ ۚ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا ۖ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ

اور وہ بھی خیال کرتے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ (کی گرفت) سے بچا لیں گے تو

مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ

اللہ (کا قہر) ایسی جگہ سے آیا جہاں سے ان کو خیال بھی نہیں تھا اور اس نے ان کے

حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا ۖ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ

دلوں میں (رسولؐ کا) رعب ڈال دیا تو وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے

يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ ۖ

گھروں کو خراب و برباد کر رہے تھے اور اہل ایمان کے ہاتھوں سے بھی

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ﴿٢﴾ وَلَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ

عبرت حاصل کرو اے دیدہ بینا رکھنے والو (۲) اور اگر اللہ نے ان کے حق میں جلاوطنی

عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي

نہ لکھ دی ہوتی تو وہ دنیا ہی میں ان کو عذاب دیتا اور آخرت میں تو ان

الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴿٣﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ

کے لیے دوزخ کا عذاب ہے ہی (۳) یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے

وَرَسُولَهُ ۖ وَمَنْ يُشَاقِّ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

رسولؐ کی مخالفت کی اور جو اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو یقیناً اللہ سخت سزا

الْعِقَابِ ﴿٤﴾ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا

دینے والا ہے (۴) تم لوگوں نے کھجوروں کے جو درخت کاٹے یا جن کو

قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ

ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا اور تاکہ وہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ. الآیہ﴾ اس آیت میں یہود کے تین بڑے قبائل میں سے ایک بڑے قبیلہ بنی نضیر کی جلاوطنی کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اس کا سبب بھی بیان کیا گیا ہے۔ جب ہجرت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تھے تو ان لوگوں سے صلح کا معاہدہ کیا تھا کہ ان کا مال و جان محفوظ ہوں گے اور ان کو مذہبی آزادی بھی ہوگی۔ اس شرط کے ساتھ کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نہ کوئی اقدام کریں گے اور نہ کسی دشمن اسلام کا ساتھ دیں گے۔ مگر انہوں نے بار بار عہد شکنی کی۔ حتیٰ کہ جنگ احد کے بعد ان کے سردار کعب بن اشرف نے ابوسفیان کے ساتھ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف خفیہ معاہدہ بھی کیا جس سے ان کی عہد شکنی کا پردہ چاک ہوگیا۔ آخرکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے خلاف لشکر کشی کی اور ان کا محاصرہ کر لیا اور یہ محاصرہ ۲۱ شب و روز تک جاری رہا۔ اس کے بعد وہ جلاوطنی پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ وہ کچھ خیبر اور کچھ شام منتقل ہو گئے۔ (اسلامی تواریخ کا خلاصہ)

الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ

فاسقوں کو رسوا کرے (۵) اور اللہ نے ان لوگوں (بنی نضیر) سے جو مال بطور فئے

اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ

اپنے رسولؐ کو دلوایا تو تم لوگوں نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ ہی اونٹ پس اس میں تمہارا

يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

کوئی حق نہیں ہے لیکن اللہ اپنے رسولوںؑ کو جس پر چاہتا ہے تسلط دیدیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ۝۶ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى

بڑی قدرت رکھتا ہے (۶) تو اللہ نے ان بستیوں والوں کی طرف سے جو مال بطور فئے اپنے

فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

رسولؐ کو دلوایا ہے وہ بس اللہ کا ہے اور پیغمبرؐ کا اور (رسولؐ کے) قرابتداروں (انکے) یتیموں

وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً

اور (ان کے) مسکینوں اور مسافروں کا ہے تاکہ وہ مال فئے تمہارے دولتمندوں کے

بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ

درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے اور جو کچھ رسولؐ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے

فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ

منع کریں اس سے رک جاؤ اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو۔ بے شک

اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ

وقف لازم

اللہ سخت سزا دینے والا ہے (۷) (نیز وہ مال) ان غریب مہاجروں کیلئے ہے جن

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ

کو اپنے گھروں اور مالوں سے نکال دیا گیا یہ اللہ کا فضل اور اس

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ

کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی مدد

رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ

کرتے ہیں اور یہ سچے لوگ ہیں (۸) (اور یہ مال) ان کیلئے بھی ہے

۲۔ ﴿وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ جو مال کفار سے جنگ و جدال کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ آئے اسے غنیمت کہا جاتا ہے اور جو قتل و قتال کے بغیر ہاتھ آئے اسے "مال فئے" کہا جاتا ہے اور یہاں اس سے مراد بنی نضیر کا مال ہے۔ مال غنیمت کا حکم یہ ہے کہ اس کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں یعنی اس کے چار حصے تو مجاہدین میں تقسیم کئے جاتے ہیں اور پانچواں (خمس) خدا اور رسولؐ اور رسولؐ کے قرابتداروں وغیرہ کا حق ہے۔ مگر دوسری قسم کا مال یعنی فئے مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا جاتا اور نہ ہی ان کا اس میں کوئی حصہ ہے۔ بلکہ یہ خدا و رسولؐ اور آپؐ کے قرابتداروں میں جو یتیم و مسکین وغیرہ ہیں ان کا حق ہے۔ خدا کے حصہ کا مطلب یہ ہے کہ اسے رسولؐ اپنی صوابدید کے مطابق راہِ خدا میں صرف فرماتے ہیں اور جو آپؐ کا اپنا حصہ ہے اسے وہ اپنے ذاتی ضروریات اور اسلامی ریاست کی ضروریات پر یا مسلمانوں کی ضروریات پر صرف فرماتے ہیں۔

۳۔ ﴿ما اٰتاکم الرسول۔ الآیہ﴾ یہ آیت اگرچہ محلِ وقوع کے اعتبار سے تو مال فئے اور اس کی تقسیم کے بارے میں ہے کہ آپ اس میں جس کو جس قدر دیں مسلمانوں کو چاہیے کہ بلا چوں و چرا اسے قبول کریں۔ مگر الفاظ کا عموم بتاتا ہے کہ یہ حکم صرف مال تک محدود نہیں ہے بلکہ زندگی کے تمام معاملات اور حالات میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی اطاعت مطلقہ کو بھی شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بالمقابل کہا گیا ہے کہ جس سے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع کریں اس سے رک جاؤ۔ لہٰذا یہاں ہر امر و نہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت مطلقہ مراد ہے جو کہ واجب ہے۔

۴۔ ﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ۔ الآیہ﴾ اظہر یہ ہے کہ یہ للفقراء المهاجرین اور اس کے بعد والے دو عنوان: (۱) ﴿والذین تبوّؤا الدار﴾ ۔ (۲) ﴿والذین جاءو من بعدهم﴾ جس سے عام مسلمان مراد ہیں۔

الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ
جو ان (مہاجرین) سے پہلے ان دیار (دار الہجرت مدینہ) میں ٹھکانا بنائے ہوئے ہیں اور ایمان لائے
إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا
ہوئے ہیں اور جو ہجرت کر کے انکے پاس آتا ہے وہ اس سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو
أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ
دیا جائے وہ انکی اپنے دلوں میں کوئی ناخوشی محسوس نہیں کرتے اور وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح
خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
دیتے ہیں اگرچہ خود ضرورت مند ہوں (فاقہ میں ہوں) اور جسے اپنے نفس کے حرص سے بچا لیا گیا
الْمُفْلِحُونَ ﴿٩﴾ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ
وہی فلاح پانیوالے ہیں (۹) اور جو انکے بعد آئے (انکا بھی اس مال میں حصہ ہے) جو کہتے ہیں اے
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا
ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جنہوں نے ایمان
بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا
لانے میں ہم پر سبقت کی اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کیلئے کینہ پیدا نہ کر۔ اے ہمارے پروردگار یقیناً
رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٠﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ ع ۱ ۱۰ ۴
تو بڑا شفقت کرنیوالا، بڑا رحم کرنیوالا ہے (۱۰) کیا تم نے منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے
نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ
کافر اہل کتاب بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم (اپنے گھروں سے) نکالے گئے
أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ
تو ہم بھی تمہارے ساتھ (شہر سے) نکل جائیں گے اور ہم تمہارے معاملہ میں
وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِن قُوتِلْتُمْ
کبھی کسی کی اطاعت نہیں کریں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری
لَنَنصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١١﴾ لَئِنْ
مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں (۱۱) اگر وہ نکالے

یہ مال فئے میں سے خدا کے حصہ کا مصرف بیان کیا جارہا ہے اور یہ اس کے مصداق ہیں جن پر تقسیم کرنا پیغمبر اسلام کی صوابدید پر منحصر ہے۔

۵۔ ﴿وَمَن يُوقَ شُحَّ۔ الآیہ﴾ جو لوگ نفس کے "شح" سے بچائے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔ شح کیا ہے؟ وہ حرص ولالچ جس میں بخل کی آمیزش ہو، اسے عربی میں شح کہا جاتا ہے۔ یہ وہ صفت رذیلہ ہے جس میں بخل اور حرص ہر دو کی رذالتیں یکجا جمع ہیں۔ جبکہ یہی بخل بہت سی بداخلاقیوں کی جڑ ہے جیسے بدیانتی، خیانت، بے مروتی، بے رحمی اور کمینگی وغیرہ وغیرہ

۶۔ ﴿وَالَّذِينَ جَاءُو۔ الآیہ﴾ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مہاجرین اور انصار کے بعد آئے وہ تابعین ہوں یا ان کے بھی بعد قیامت تک آنے والے مخلص اہل اسلام۔ چونکہ وہ پہلے والوں کی محنتوں کا پھل کھا رہے ہیں اس لئے وہ ان کی سبقت کے قائل ہیں اور انکے حق میں اس طرح دعائے خیر کرتے ہیں ﴿ربنا اغفر لنا بالایمان۔ الآیہ﴾۔

۷۔ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ۔ الآیہ﴾ یہاں منافقین کی ان شرارتوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو انہوں نے بنی نضیر کی جلاوطنی کے وقت ان کو اپنی حمایت کا یقین دلا کر کی تھیں تاکہ یہودیوں کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرسکیں مگر ع

الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا

آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کا محاصرہ کر کے انہیں جلاوطنی پر مجبور کر دیا اور کوئی منافق ان کی مدد کو نہ پہنچا۔

أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا

گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ

يَنْصُرُونَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ قف

انکی مدد نہیں کریں گے اور اگر ان کی مدد کی بھی تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر

ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ﴿١٢﴾ لَأَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي

ان کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی (۱۲) یقینا تم لوگوں کا ڈر ان

صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا

کے دلوں میں اللہ سے زیادہ ہے یہ اس لیے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو

يَفْقَهُونَ ﴿١٣﴾ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى

سمجھ نہیں رکھتے (۱۳) یہ سب مل کر کبھی تم سے (کھلے میدان میں) جنگ نہیں کریں گے

مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ ۚ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ

مگر قلعہ بند بستیوں میں (بیٹھ کر) یا دیواروں کے پیچھے سے (چھپ کر) وہ آپس میں

شَدِيدٌ ۚ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ۚ ذَٰلِكَ

بڑے قوی ہیں اور تم خیال کرتے ہو کہ وہ متحد ہیں حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں

بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٤﴾ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ

یہ اس لیے ہے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں (۱۴) یہ ان لوگوں کی طرح ہیں جو

قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ۖ ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ

ان سے کچھ ہی پہلے اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھ چکے ہیں اور ان کیلئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٥﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ

دردناک عذاب ہے (۱۵) اور یہ شیطان کی مانند ہیں جو (پہلے) انسان سے کہتا ہے کہ

لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ

کفر اختیار کر اور جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو وہ (شیطان) کہتا ہے میں تجھ سے

إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا

بیزار ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو رب العالمین ہے (۱۶) تو ان دونوں (شیطان اور اسکے مرید) کا

۸۔﴿کَمَثَلِ الشَّیْطٰنِ۔ الآیہ﴾ ان منافقوں اور یہودیوں کی مثال شیطان اور اس کے چیلوں چانٹوں جیسی ہے کہ شیطان پہلے بڑے جوش و جذبہ سے اپنے چیلوں چانٹوں کو مجرمانہ اعمال پر آمادہ کرتا ہے اور جب ان برے کاموں کا برا انجام سامنے آتا ہے تو وہ مختلف حیلوں بہانوں سے اس انجام کی ذمہ داری قبول کرنے سے اپنی بیزاری اختیار کرتا ہے۔

أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاؤُا

انجام یہ ہوا کہ دونوں دوزخ میں ہیں (اور) ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے اور

ع ٢ ٧ ٥ الظّٰلِمِينَ ﴿١٧﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ

یہی ظالموں کی سزا ہے (۱۷) اے ایمان والو! اللہ (کی مخالفت سے) ڈرو اور ہر شخص کو یہ دیکھنا

نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ

چاہیے کہ اس نے کل (قیامت) کیلئے آگے کیا بھیجا ہے اللہ سے ڈرو بے شک جو کچھ تم کرتے

بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ

ہو اللہ اس سے اچھی طرح باخبر ہے (۱۸) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے

فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١٩﴾

تو اللہ نے ان کو اپنا آپ بھلا دیا یہی لوگ فاسق (نافرمان) ہیں (۱۹)

لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحَابُ

دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہیں جنت والے کامیاب

الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾ لَوْ أَنْزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ

ہونے والے ہیں (۲۰) اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے

عَلَىٰ جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ

تو تم دیکھتے کہ وہ خدا کے خوف سے جھک جاتا اور پاش پاش ہو

اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

جاتا اور یہ مثالیں ہم اس لئے لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ

يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ

غور و فکر کریں (۲۱) وہی وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے ہر غائب

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿٢٢﴾

اور حاضر کا جاننے والا ہے (اور) وہی رحمٰن و رحیم ہے (۲۲)

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ

وہی اللہ ہے جسکے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے وہ (حقیقی) بادشاہ، (ہر عیب سے) مقدس (پاک)، سراپا سلامتی، امن

۹۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔ الآیہ﴾ اگر انسان کی دنیوی اور اخروی زندگی کا تجزیہ کیا جائے تو اسے آج اور کل پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ یعنی موجودہ دنیا اس کا آج ہے اور آخرت اس کا کل ہے۔ انسان آج جو کچھ نیک یا بد کام کرتا ہے وہ کل اس کا اچھا یا برا انجام ضرور دیکھے گا۔ کیونکہ ﴿الدنیا مزرعة الآخرة﴾ کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ آج تم جو کچھ بو کر جاؤ گے وہی کل کلاں جا کر کاٹو گے۔ اسی لئے ارشادِ قدرت ہے کہ تقوائے الٰہی اختیار کرو ﴿فان خير الزاد التقوىٰ﴾ اور آدمی کو چاہیئے کہ خوب غور کرے اور دیکھے کہ اس نے آج اپنے کل کیلئے کیا آگے بھیجا ہے؟

۱۰۔ ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ۔ الآیہ﴾ فطرت کا تقاضا ہے کہ انسان پہلے اپنے عزم و ارادہ سے خدا کو بھولتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ گناہ کرنے لگتا ہے اور پھر ایک ایسا وقت بھی آ جاتا ہے کہ گناہ کے گناہ ہونے اور اس کے برا ہونے کا احساس ہی اس کے دل و دماغ سے ختم ہو جاتا ہے اور یہ ارادی کوتاہیوں اور تقصیروں کا قہری نتیجہ ہے اور اسی چیز کو قرآنی اصطلاح میں "ختم" "غشاوہ" کہا جاتا ہے اور یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ پہلے وہ خدا فراموش بھی ہو گیا ہے اور اسے اپنے نفع و نقصان اور سود و زیاں کا احساس بھی نہیں رہتا۔ اور یہی بطور سزا خود فراموشی ہے۔

۱۱۔ ﴿لَوْ أَنْزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ۔ الآیہ﴾ اس تمثیلی بیان سے جہاں عظمت قرآن کا اعلان کرنا مقصود ہے کہ اگر بالفرض کسی پہاڑ پر نازل کیا جاتا ہے تو وہ باوجود اپنی صلابت اور سختی کے اس کی تاثیر سے پاش پاش ہو جاتا۔ وہاں اس سے بڑے بلیغ انداز میں انسان کی بد ذوقی اور سخت دلی کا اظہار بھی مطلوب ہے کہ وہ ایسا قسی القلب ہے کہ وہ اس سے اثر پذیر نہیں ہوتا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اس کے بعد خداوند عالم کے متعدد اسماء مبارکہ کا تذکرہ کیا گیا ہے جس کی تشریح و توضیح کی خاطر ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف

السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ

وامان دینے والا، نگہبانی کرنیوالا، غالب آنیوالا زورآور (یا سرکشوں کو زیر کرنیوالا) اور کبریائی و بڑائی والا

الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۲۳ هُوَ اللّٰهُ

ہے (اور) اللہ اس شرک سے پاک ہے جو لوگ کرتے ہیں (۲۳) وہی اللہ (ہر چیز کا) ٹھیک

الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ

اندازے کے مطابق پیدا کرنیوالا (وجود میں لانیوالا) اور صورت گری کرنیوالا ہے اسی کیلئے سارے اچھے

يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ

نام ہیں (اور) اسی کی تسبیح کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ غالب

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲۴

ع ۳ / ۲

آنیوالا (اور) بڑا حکمت والا ہے (۲۴)

ایاتھا ۱۳ ۶۰ سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ ۹۱ رکوعاتھا ۲

سورۂ ممتحنہ مدنی ہے۔ آیات ۱۳۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ

اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمن کو اپنا ایسا (جگری) دوست نہ بناؤ کہ ان سے

اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا

محبت کا اظہار کرنے لگو حالانکہ وہ اس (دین) حق کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا ہے

جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ

اور وہ رسولؐ خدا کو اور خود تم کو محض اس بنا پر جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار

اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ

اللہ پر ایمان لائے ہو (یہ سب کچھ کرو) اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور

جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ

میری خوشنودی حاصل کرنے کیلئے (اپنے گھروں سے) نکلے ہو؟ تم چھپ کر

رجوع کرنا چاہیے۔

سورۂ ممتحنہ

سورہ ممتحنہ کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے: (کفار کے ساتھ دوستانہ مراسم قائم کرنے کی ممانعت۔ (۲) جب میاں بیوی میں کفرو اسلام کا فرق موجود ہو تو اس قسم کے نکاح کے جواز اور عدم جواز کا فیصلہ؟ (۳) صلح حدیبیہ کے بعد مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے اور دعوائے اسلام کرنے والی خواتین کو واپس کرنے کی ممانعت۔ (۴) بیعت رسولؐ کرنے والی خواتین کی شرائط بیعت کا تذکرہ۔ (۵) اہل اسلام کو کفار و یہود سے دوستی کرنے کی ممانعت۔ (۶) جو کفار شرارت نہ کریں ان سے فی الجملہ تعلقات رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ صلح حدیبیہ کے بعد جب کفار نے وہ معاہدہ توڑ دیا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر حملہ کی تیاری کی تو ایک صحابی حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خفیہ مکتوب لکھ کر کفار مکہ کے ایک سردار کو اطلاع دینا چاہی مگر علام الغیوب خدا کے اطلاع دینے پر جب وہ خفیہ مکتوب پکڑا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاطب کو بلا کر اس خط لکھنے کا سبب پوچھا تو موصوف نے ایک عذر بیان کر کے اسکا اقرار کیا۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں خدائے علیم و حکیم نے اہل ایمان کو سخت تنبیہ کی ہے کہ وہ کفار سے دوستانہ اور یارانہ تعلقات نہ رکھیں اور انکے اپنے جیسا صاف دل خیال نہ کریں بلکہ ان کے دل مسلمانوں کے بغض وعناد سے اس طرح لبریز ہیں کہ اگر ان کو ذرا سا بھی موقع مل جائے تو وہ سب مسلمانوں کو تہہ تیغ کر دیں اور کچھ بھی رو رعایت نہ کریں۔

إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا

ان کو دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم چھپاتے ہو اور

أَعْلَنتُمْ ۚ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ

جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم میں سے ایسا کرے وہ راہ راست

السَّبِيلِ ﴿١﴾ إِن يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَ

سے بھٹک گیا (۱) اگر یہ لوگ تم پر قابو پا جائیں تو وہ تمہارے دشمن ہی ہوں گے اور برائی

يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُم بِالسُّوءِ

کیساتھ (تمہیں آزار پہنچانے کیلئے) تمہاری طرف اپنے ہاتھ بڑھائیں گے اور اپنی زبانیں

وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ﴿٢﴾ لَن تَنفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ

بھی اور وہ چاہیں گے کہ کاش تم کافر ہو جاؤ (۲) تمہارے رشتہ دار اور تمہاری اولاد قیامت

وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ

کے دن تمہارے کام نہ آئیں گے اللہ تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٣﴾ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ

اللہ اسے اچھی طرح دیکھ رہا ہے (۳) یقیناً تم لوگوں کیلئے (جناب) ابراہیمؑ اور ان کے

حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا

ساتھیوں میں ایک عمدہ نمونہ ہے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے بیزار ہیں اور ان

لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن

سے بھی جن کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو ہم تمہارے (اور تمہارے دین کے)

دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ

منکر ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کیلئے عداوت اور بغض

الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ

پیدا ہو گیا یہاں تک کہ تم اللہ واحد (لاشریک لہٗ) پر ایمان لاؤ۔

وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ

ہاں البتہ ابراہیمؑ نے اپنے (منہ بولے) باپ (اصل چچا) سے صرف یہ کہا تھا کہ

معانقة ۱۲ ع السباع الوقف علی القیمۃ ۱۲

۲۔ ﴿لَن تَنفَعَكُمْ ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ تم جس مال و اولاد کی خاطر خلافِ ایمان اقدام کرتے ہو قیامت کے دن نہ مال و جائیداد کام آئے گی اور نہ انساب و اولاد۔ بلکہ آدمی وہاں اپنے قریبی رشتہ داروں سے دور بھاگتا ہوا نظر آئے گا۔

۳۔ ﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ ۔ الآیہ﴾ اس واقعہ کی تفصیل قرآن مجید میں ایک دوسرے مقام پر مذکور ہے کہ حضرت خلیل خدا علیہ السلام نے پہلے اپنی قوم و قبیلہ کو پیغام توحید پہنچایا اور ان پر حجت تمام کی لیکن جب وہ کفر و انکار پر اڑے رہے تو آپ نے ان سے اعلان برأت کر دیا۔ ظاہر ہے کہ خونی رشتے توڑنے کا اعلان کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ مگر جب ایمان اور اس کے تقاضے مجبور کریں تو ایک داعی حق کو وہ تمام تعلقات توڑنے پڑتے ہیں جو اس کے ایمان میں خلل انداز ہوں۔ چنانچہ خلیل خدا علیہ السلام اور ان کے اطاعت شعار ساتھیوں نے اپنی قوم سے اعلان برأت کر کے قیامت تک اہل حق کے لئے ایک روشن مثال قائم کر دی۔

لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا

میں تمہارے لئے مغفرت طلب کروں گا مگر میں اللہ کے سامنے تمہارے لئے کسی نفع کا مالک و مختار نہیں ہوں اے

عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ④

ہمارے پروردگار! ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کیا ہے اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے (۴)

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ

اے ہمارے پروردگار! ہمیں کافروں کیلئے فتنہ نہ بنا اور ہمیں بخش دے اے

لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑤ لَقَدْ كَانَ

ہمارے پروردگار! یقیناً تو غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے (۵) بے شک تمہارے

لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ

لیے ان لوگوں کے اندر عمدہ نمونہ موجود ہے جو اللہ اور روز آخرت کا

وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ

امیدوار ہے (اعتقاد رکھتا ہے) اور جو روگردانی کرے تو اللہ بے نیاز ہے اور حمد کا

الْحَمِيْدُ ⑥ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ ع

سزاوار ہے (۶) بہت ممکن ہے کہ اللہ تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان جن سے (آج)

الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ

تمہاری دشمنی ہے کبھی محبت پیدا کر دے اور اللہ بڑی قدرت والا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا،

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑦ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ

بڑا رحم کرنے والا ہے (۷) اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین کے

يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ

معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی اور نہ ہی تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے کہ

دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

تم ان کے ساتھ نیکی کرو اور ان کیساتھ انصاف کرو بے شک اللہ انصاف

يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑧ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ

کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۸) اللہ تو صرف تمہیں ان لوگوں سے دوستی کرنے

۴۔ ﴿لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا۔ الآیہ﴾ مطلب یہ ہے کہ اس اسوۂ خلیلی سے وہ شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے جس کا اعتقاد ہو کہ خدا ہے اور اس نے جزا و سزا کے لیے ایک دن بھی مقرر کر رکھا جس میں ہر شخص اپنے عقیدہ و عمل کی جزا و سزا پائے گا۔

۵۔ ﴿لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ۔ الآیہ﴾ جو کچھ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے وہ اس بات کی ناقابل رد دلیل ہے کہ اسلام عدل و انصاف اور تحمل و رواداری کا دین ہے۔ اس میں قومی یا مذہبی تعصب نام کی کسی چیز کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وہ ہر ایک سے عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے۔ خواہ فریق ثانی دشمن ہو یا دوست اور مسلم ہو یا کافر؟ اور وہ قتل و قتال اور جنگ و جدال کو صرف دو ناگزیر ضرورتوں کے سوا جائز نہیں جانتا۔ (۱) ایک اپنی ذات سے دفاع کیلئے۔ (۲) اور دوسرے کسی مظلوم کو ظالم کے پنجہ ظلم و استبداد سے چھڑانے کیلئے۔ ﴿اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا و ان اللہ علی نصرهم لقدیر۔ الآیہ﴾ ہاں البتہ جہاں تک دوستی کا اور وہ بھی جگری کا تعلق ہے تو وہ صرف اسی سے جائز ہے جو اللہ کا دوست ہو یا کم از کم اللہ کا دشمن نہ ہو۔

الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ

سے منع کرتا ہے جنہوں نے دین کے بارے میں تم سے جنگ کی اور تمہیں

دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ

تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٩﴾ يٰٓاَيُّهَا

کی اور جو ان سے دوستی کرے گا وہی ظالم ہیں (۹) اے ایمان والو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ

جب مومن عورتیں ہجرت کرکے تمہارے پاس آئیں توانکا امتحان لے لیا کرو اللہ انکے ایمان

فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ

کی (حقیقت) کو بہتر جانتا ہے پس اگر تمہیں معلوم ہوجائے کہ وہ مومن ہیں تو پھر انہیں کافروں کی طرف

عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى

واپس نہ کرو۔نہ وہ (مومن عورتیں) ان (کافروں) کیلئے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) ان عورتوں

الْكُفَّارِ ۭ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ

کیلئے حلال ہیں اور ان (کافر شوہروں) نے (حق مہر وغیرہ کے سلسلہ میں)

وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ

جو کچھ خرچ کیا ہے وہ انہیں اداکردو اور تمہارے لیے کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ تم ان

تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا

سے نکاح کرو جبکہ تم انکے مہران کو اداکردو اور تم (بھی) کافر عورتوں کو (اپنے نکاح میں) روکے

تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْــَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ

نہ رکھو اور تم نے (ان پر جو مہر) خرچ کیا ہے وہ (ان سے) واپس مانگ لو اور کافر

وَلْيَسْــَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ

بھی (مسلمان بیویوں سے مہر واپس) مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا ہے یہ اللہ کا فیصلہ ہے جو

بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠﴾ وَاِنْ فَاتَكُمْ

تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ بڑا جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے (۱۰) اور اگر تمہاری

۶ے﴿ولا تمسکوا بعصم الکوافر۔ الآیہ﴾ اگر کسی مسلمان کی بیوی کافرہ ہو تو اس کیلئے جائز نہیں ہے کہ اسے روکے رکھے کیونکہ ایک مسلمان کا ایک کافرہ و مشرکہ عورت سے نکاح ممنوع ہے۔خواہ پہلے ہو یا اب کرنا چاہے بلکہ لازم ہے کہ اسے آزاد کر دے تاکہ وہ اپنی مرضی کے مطابق کسی کافر سے عقد کر سکے۔ بعد ازاں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان اپنی کافرہ بیوی اور کافر اپنی مسلمہ بیوی سے اپنا ادا کردہ حق مہر واپس طلب کر سکتا ہے۔

شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ

بیویوں میں سے کوئی (کفر یا ارتداد کی وجہ سے) کافروں کے پاس چلی جائے پھر

فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُم مِّثْلَ مَا

تم ظفریاب ہو جاؤ (تو مال غنیمت میں سے) ان لوگوں کو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں

أَنفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾

اتنا مال دو جتنا انہوں نے خرچ کیا ہو اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو (۱۱)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ

اے نبیؐ! جب مومن عورتیں بیعت کرنے کیلئے آپ کے پاس آئیں تو ان سے ان شرائط پر لو

عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ

کہ وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی،

وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ

اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان کوئی بہتان گھڑ

بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا

کر (اپنے شوہروں پر) نہیں باندھیں گی (کسی غیر کے بچے کو شوہر کا بچہ قرار نہیں دیں گی)

يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ ۙ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ

اور نہ ہی کسی نیکی کے کام میں آپ کی نافرمانی کریں گی ان سے بیعت لے لیجئے اور اللہ سے ان

لَهُنَّ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

کیلئے دعائے مغفرت کیجئے۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنیوالا ہے (۱۲) اے ایمان والو! ان

آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ

لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ نے اپنا غضب نازل کیا ہے وہ آخرت سے اس طرح

يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ

نا امید ہیں جس طرح کافر لوگ قبروں میں گڑے ہوئے مردوں (کے دوبارہ زندہ ہونے)

أَصْحَابِ الْقُبُورِ ﴿١٣﴾ ع ۲ / ۷ / ۸ النصف

سے ناامید ہیں (۱۳)

ے۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ۔ الآیہ﴾ فتح مکہ کے بعد جب لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تو جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں سے بیعت لی وہاں عورتوں سے بھی بیعت لی۔ مگر اسلام نے عورت کی شرافت نسوانی کے تحفظ کی خاطر مرد و عورت کی بیعت میں حد فاصل قائم کی ہے۔ چنانچہ مردوں سے بیعت لینے کا طریقہ یہ تھا کہ بیعت کرنے والا شخص اپنا ہاتھ بڑھاتا تھا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا مقدس ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ کر اس سے اقرار لیتے تھے۔ مگر آپ عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے بلکہ ان سے بیعت لینے کا طریقہ یہ تھا کہ آپ پانی کا ایک پیالہ منگواتے اور پہلے اس میں اپنا ہاتھ ڈبوتے اور پھر عورتوں سے فرماتے کہ تم بھی اس میں اپنا ہاتھ ڈبوؤ۔ کن شرائط پر بیعت لیتے تھے؟ وہ اس آیت میں مذکور ہیں: (۱) وہ کسی کو خدا کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔ (۲) وہ شوہر یا کسی اور کا مال نہیں چرائے گی۔ (۳) زناکاری نہیں کرے گی۔ (۴) زمانہ جاہلیت کی طرح اپنی اولاد کو قتل نہیں کرے گی۔ (۵) اپنے شوہروں کے خلاف کوئی بہتان نہیں باندھے گی یعنی کسی ناجائز بچہ کو جنم دے کر شوہر کی طرف منسوب نہیں کرے گی۔ (۶) نیکی کے کاموں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی نہیں کرے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا کہ عورتوں سے بیعت بھی لیں اور ان کے لئے خدا سے مغفرت بھی طلب کریں۔

آیاتہا ۱۴ ۶۱ سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۹ رکوعاتہا ۲

سورۂ صف مدنی ہے۔ آیات ۱۴۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَ

ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ

وہ (سب پر) غالب ہے (اور) بڑا حکمت والا ہے (۱) اے ایمان والو! تم وہ بات

تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۲ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ

کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ (۲) اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناراضی کی بات

اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۳ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

ہے کہ تم کہو ایسی بات جو کرو نہیں (۳) بے شک خدا ان (مجاہدوں) کو دوست

الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ

رکھتا ہے جو اسکی راہ میں یوں صف بستہ ہو کر (پراجما کر) جنگ کرتے ہیں کہ گویا

بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۴ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں (۴) اور وہ وقت یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ

يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ

میری قوم! تم کیوں مجھے اذیت دیتے ہو؟ حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہوا)

اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۗ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۗ

رسولؑ ہوں۔ پس جب وہ لوگ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے انکے دلوں کو (اور بھی) ٹیڑھا کر دیا اور

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۵ وَاِذْ قَالَ

اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا (انہیں منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا) (۵) اور وہ وقت یاد کرو

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ

جب عیسیٰؑ بن مریمؑ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہو) رسولؑ ہوں

سورۂ صف

سورۂ صف کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قول و فعل کی یک رنگی پر زور اور تضاد کی ممانعت۔ (۲) راہِ خدا میں جم کر لڑنے کا حکم۔ (۳) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بدسلوکی کرنے کی ممانعت۔ (۴) دین اسلام کے غلبہ کی بشارت۔ (۵) جناب عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت دینا۔ (۶) ایسے کاروبار کا ذکر جس کا منافع جنت ہے۔ (۷) مسلمانوں کو نصرتِ اسلام کی دعوت۔ (۸) اسلامی فتوحات کی پیشگوئی وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ قول و فعل میں جو فرق ہے وہ کسی وضاحت کا محتاج نہیں ہے۔ سب جانتے ہیں کہ کہنا بڑا آسان ہے اور عمل کرنا بڑا مشکل۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایمان کی دو قسمیں ہیں: (۱) مستقر اور پختہ۔ (۲) مستودع و امانتی۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ مستقر وہ ہے جس میں قول و فعل کی ہم آہنگی ہو، اور امانتی وہ ہے جہاں قول و فعل میں تضاد ہو۔ (الکافی)

۲۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ۔ الآیہ﴾ اللہ کی راہ میں صف بستہ ہو کر اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح پراجما کر جہاد کرنا خدا کے نزدیک پسندیدہ ترین عمل ہے۔ قرآنی نقطۂ نگاہ سے جہاد ہی مخلص مومن اور منافق کی پہچان کا میزان ہے۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ ایسے مجاہد ہر دور میں کبریت احمر سے بھی کم رہے ہیں۔

۳۔ ﴿وَاِذْ قَالَ عِيْسَى۔ الآیہ﴾ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تین باتیں کہی ہیں: (۱) ایک یہ کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ (۲) دوسری یہ کہ میں توراۃ کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلی آئی ہے۔ (۳) اور تیسری یہ کہ تمہیں بشارت دیتا ہوں ایک رسولؐ کی آمد

اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَىَّ مِنَ
میں اس تورات کی تصدیق کرنیوالا ہوں جو مجھ سے پہلے آئی ہے (اور جو موجود ہے)
التَّوۡرٰٮةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوۡلٍ يَّاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِى
اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسولؐ کی جو میرے بعد آئے گا جس کا
اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ‌ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ قَالُوۡا
نام احمد ہو گا پھر جب وہ کھلی نشانیاں (معجزے) لیکر ان کے پاس آئے تو ان لوگوں نے
هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۞٦ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى
کہا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے (٦) اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹا
عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ وَهُوَ يُدۡعٰۤى اِلَى الۡاِسۡلَامِ‌ؕ
بہتان باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہے اور اللہ ظالم لوگوں
وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ‏ ۞٧ يُرِيۡدُوۡنَ
کو ہدایت نہیں دیتا (انہیں منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا) (٧) یہ لوگ چاہتے ہیں
لِيُطۡفِــُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰهِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوۡرِهٖ
کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ (پھونکوں) سے بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو کامل کر کے رہے گا اگرچہ کافر
وَلَوۡ كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ ۞٨ هُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ
لوگ ناپسند ہی کریں (٨) وہ ہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق
بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ
کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ
وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ۞٩ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا هَلۡ ع ١ ٩ ٩
مشرکین ناپسند کریں (٩) اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایک تجارت
اَدُلُّكُمۡ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنۡجِيۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ
بتاؤں جو (اگر کرو تو) تمہیں دردناک عذاب سے
اَلِيۡمٍ‏ ۞١٠ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُجَاهِدُوۡنَ
بچا لے (١٠) (اور وہ یہ ہے کہ) تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ

کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمدؐ ہو گا۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد پیغمبر اسلامؐ ہیں جن کا ذکر موسیٰ علیہ السلام کی توراۃ اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے صحف و کتب میں موجود ہے۔ ارشادِ قدرت ہے: ﴿النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل﴾ (الاعراف) اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ توراۃ جو خدا نے جناب موسیٰ علیہ السلام پر اور وہ انجیل جو خدا نے جناب عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر موجود ہے۔ لہٰذا اگر مروجہ توراۃ و انجیل میں آپ کا ذکر خیر نہیں ملتا تو اس کی وجہ ظاہر ہے کہ یہود و نصاریٰ کے علماء نے تحریف کر کے ان کتابوں کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔

۴۔ ﴿هُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ ۔ الآیہ﴾ یہ آیت انہی الفاظ کے ساتھ سورۂ توبہ میں نمبر ۳۳ پر معہ تفسیر گزر چکی ہے اور وہیں دین اسلام کے غلبہ کا مفہوم بھی واضح کیا جا چکا ہے۔ اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۵۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۔ الآیہ﴾ تجربہ مشاہدہ شاہد ہے معیشت کے تمام ذرائع اور وسائل میں سے جو مضبوط ترین ذریعہ ہے اس کا نام تجارت ہے۔ کاروبار میں خسارہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب کاروبار بنانے والا غلط کار ہو یا پھر کاروبار کرنے والا اناڑی ہو۔ ورنہ خسارہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہاں جس اخروی کاروبار کا تذکرہ کیا جا رہا ہے اس کا بتانے والا خدا ہے اور جسے بتایا گیا وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور جن لوگوں نے کاروبار کرنا ہے وہ مؤمنین باصفا ہیں۔ بنابریں اس تجارت میں نفع ہی نفع ہے خسارہ کا کوئی امکان نہیں ہے۔ ہاں البتہ چونکہ دنیوی کاروبار کا نفع دنیا میں ظاہر ہوتا ہے اور یہ اخروی کاروبار ہے۔ اس لئے اس کا نفع مرنے کے بعد ظاہر ہو گا جو کہ جنت کی جاگیر ہے اور جہنم سے نجات کا پروانہ ہے۔ چونکہ کاروبار کے چند ارکان ہوتے ہیں لہٰذا (١) یہاں کاروبار کرنے والے اہل ایمان ہیں۔

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ
اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرو یہ بات
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ
تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو (۱۱) (اگر ایسا کرو گے تو) اللہ تمہارے
ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
گناہ بخش دے گا اور تمہیں ان باغہائے بہشت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں
الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ
جاری ہیں اور ان پاکیزہ مکانوں میں داخل کرے گا جو ہمیشہ رہنے والے باغات میں ہوں گے
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ
یہی بہت بڑی کامیابی ہے (۱۲) اور ایک اور چیز بھی ہے جسے تم پسند کرتے ہو (وہ اسکے علاوہ ہے)
اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ يٰۤاَيُّهَا
یعنی اللہ کی مدد اور قریبی فتح و کامیابی اور ایمان والوں کو بشارت دے دیجئے (۱۳) اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ
ایمان والو! اللہ کے (دین کے) انصار و مددگار بنو جیسا کہ عیسیٰؑ بن مریمؑ
عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ
نے حواریوں سے کہا تھا کہ اللہ کی طرف بلانے میں کون میرا مددگار ہے؟
اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ
حواریوں نے (جواب میں) کہا ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں تو
فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ
بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے
طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ
کفر اختیار کیا تو جو ایمان لائے تھے ہم نے انکے دشمن کے مقابلہ میں انکی تائید کی
فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ ع ۲
پس وہ غالب ہو گئے (۱۴)

(۲) جس سے کاروبار کیا جا رہا ہے وہ خدائے رحمٰن ہے۔ (۳) اور مال تجارت یہ ہے: (الف) خدا و رسولؐ پر ایمان لانا اور اس کے جملہ تقاضوں کو پورا کرنا (جس میں اصول پر عمل شامل ہے)۔ (ب) مال و جان سے راہِ خدا میں جہاد کرنا یعنی عام حالت میں تو صرف مال خرچ کرنا اور ضرورت پڑنے پر جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کرنا۔
﴿وذٰلك هو الفوز العظيم﴾

اٰیاتھا ۱۱ ۶۲ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۰ رکوعاتھا ۲

سورہ جمعہ مدنی ہے۔ آیات ۱۱۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ
وہ سب چیزیں جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اس اللہ کی تسبیح کرتی ہیں جو بادشاہ
الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي
ہے (اور نقائص سے) پاک ہے زبردست ہے (اور) بڑا حکمت والا ہے (۱) وہ (اللہ) وہی
الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ
ہے جس نے اُمی قوم میں انہیں میں سے ایک رسولؐ بھیجا جو انکو اس (اللہ) کی
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ
آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انکو پاکیزہ بناتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے
كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ② وَّاٰخَرِيْنَ
اگرچہ اس سے پہلے یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے (۲) اور (آپکو) ان لوگوں میں سے
مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③
دوسروں کی طرف بھی بھیجا جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں اور وہ زبردست (اور) بڑا حکمت والا ہے (۳)
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو
یہ اللہ کا فضل و کرم ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل و
الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ
کرم والا ہے (۴) اور جن لوگوں (یہود) کو توراۃ کا حامل بنایا گیا مگر انہوں نے اس کو نہ
ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا
اٹھایا ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس نے بڑی بڑی کتابیں اٹھائی ہوئی ہوں
بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ
اور کیا بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ ظالموں کو

سورۂ جمعہ

سورۂ جمعہ کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) زمین وآسمان کی ہر چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے۔ (۲) بعثت مصطفیٰؐ اور ان کے وظائف وفرائض کا تذکرہ۔ (۳) آپؐ کی رسالت کا زمانہ مستقبل پر محیط ہونے کا تذکرہ۔ (۴) محب اور محبوب خدا ہونے کا معیار موت کی تمنا کرنا ہے۔ (۵) موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ (۶) نماز جمعہ کا تاکیدی حکم۔ (۷) اذانِ جمعہ کے بعد اور نماز سے پہلے کاروبار کرنے کی ممانعت۔ (۸) نماز جمعہ کے بعد کسب معاش کیلئے زمین میں پھیل جانے کا حکم وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ۔ الآیہ﴾ اُمّی کے جس طرح ایک معنی منسوب الی الامؑ یعنی جاہل کے ہیں۔ اسی طرح اس کے دوسرے معنی منسوب الیٰ ام القریٰ کے ہیں یعنی مکہ کا رہنے والا۔ واضح رہے کہ جب کسی لفظ کے معنی ایک سے زاید ہوں تو پھر موقع ومحل کی مناسبت دیکھ کر اس کے معنی متعین کئے جاتے ہیں۔ بنابریں اس آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ خدا وہ ہے جس نے مکہ کے رہنے والوں میں مکہ ہی کے ایک رہنے والے کو رسول بنا کر بھیجا۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے اُمّی کے معنی پوچھے گئے تو آپؑ نے پوچھا کہ عام لوگ کیا کہتے ہیں؟ راوی نے عرض کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ آپ ان پڑھ تھے، لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ان پر خدا کی لعنت ہو۔ اگر ان کی بات درست ہے تو پھر خدا کا یہ کلام کس طرح درست ہوگا کہ ﴿یتلو علیہم آیاتہ۔ الآیہ﴾ کہ یہ رسولؐ خدا کے قرآن کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت پڑھاتا ہے۔ فرمایا اگر وہ خود ان پڑھ ہے تو پھر لوگوں کو کس طرح پڑھاتا ہے؟ (علل الشرائع)

۲۔ ﴿وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ۔ الآیہ﴾ ان آخرین

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۵ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
ہدایت نہیں دیتا (انہیں منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا) (۵) آپ کہیے! اے یہودیو!
هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ
اگر تمہارا خیال ہے کہ سب لوگوں کو چھوڑ کر تم ہی اللہ کے دوست ہو تو پھر
النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۶
موت کی تمنا کرو اگر تم (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو (۶)
وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ
اور وہ ہرگز اسکی تمنا نہیں کریں گے اپنے ان (برے) اعمال کی وجہ سے جو وہ آگے بھیج چکے ہیں اور
عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۷ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ
اللہ ظالموں کو اچھی طرح جانتا ہے (۷) آپ کہہ دیجئے! کہ وہ موت جس سے تم
تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى
بھاگتے ہو وہ بہرحال تم سے مل کر رہے گی پھر تم اس (خدا) کی بارگاہ میں
عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
لوٹائے جاؤ گے جو غائب اور حاضر کا جاننے والا ہے پھر وہ تمہیں بتائے گا جو کچھ تم
تَعْمَلُوْنَ ۸ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ ع ۱ ۸ ۱۱
کرتے رہے ہو (۸) اے ایمان والو! جب تمہیں جمعہ کے دن والی نماز کیلئے
لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ
پکارا جائے (اس کی اذان دی جائے) تو اللہ کے ذکر (نماز جمعہ) کی طرف
وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تیز چل کر جاؤ اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم
تَعْلَمُوْنَ ۹ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا
جانتے ہو (۹) پھر جب نماز تمام ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا
فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا
فضل (روزی) تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم

میں وہ سب لوگ داخل ہیں خواہ عرب ہوں یا غیر عرب جو قیامت تک پیدا ہوں گے۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت تمام نبی نوع انسان بلکہ تمام کائنات کو شامل ہے۔

۳۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا۔ الآیہ﴾ چونکہ یہودی یہ لاف زنی کیا کرتے تھے کہ ﴿نحن ابناء اللہ واحبائہ﴾ کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ جنت میں وہی جائے گا جو یہودی ہوگا۔ تو ان کے اس سب دعووں کو صرف یہ کہہ کر ختم کر دیا گیا کہ اگر تم سچے ہو تو پھر تم موت کی تمنا کرو۔ کیونکہ محبوب کی ملاقات سے بڑھ کر اور کیا پسندیدہ چیز ہو سکتی ہے؟ ارشادِ قدرت ہے کہ وہ ہرگز موت کی تمنا نہیں کریں گے۔ اپنے ان برے کاموں کی وجہ سے جو وہ کر چکے ہیں۔ حالانکہ موت ایک اٹل حقیقت ہے۔

۴۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا۔ الآیہ﴾ یہاں ندا سے مراد اذان ہے اور ذکر اللہ سے نمازِ جمعہ اور سعی سے مراد تیز چلنا ہے۔ مطلب یہ کہ عام اہل ایمان کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جب جمعہ کے دن نمازِ جمعہ کی اذان دی جائے تو خرید و فروخت اور ہر وہ کام چھوڑ دو جو اس نماز کی ادائیگی میں مانع ہے۔ اور تیز چل کر نماز کی طرف جاؤ۔ اس سے واضح ہے کہ نماز جمعہ کس قدر اہم ہے؟ مگر اس نماز کے کچھ شرائط ہیں جو یہ ہیں: (۱) جامع الشرائط پیشنماز موجود ہو۔ (۲) کم از کم پانچ افراد موجود ہوں یعنی چار مقتدی اور ایک پیش نماز (۳) بنا بر مشہور دو جمعوں کے درمیان تین میل اور تین فرلانگ کا فاصلہ بھی ہونا چاہیے وفیہ تامل۔ مخفی نہ رہے کہ غیبت امامؑ کے دور میں اس کے وجوب اور عدم وجوب اور پھر وجوب عینی و تخییری میں فی الجملہ اختلاف ہے۔ اظہر و اقوی یہ ہے کہ نماز جمعہ واجب عینی ہے۔ تفصیل کے خواہشمند حضرات ہماری کتاب قوانین الشریعہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠﴾ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً

فلاح پاؤ (۱۰) اور (کئی لوگوں کی حالت یہ ہے کہ) جب کوئی تجارت یا کھیل تماشہ

اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا

دیکھتے ہیں تو اسکی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور آپؐ کو کھڑا ہوا چھوڑ دیتے ہیں

عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ

آپ کہہ دیجئے! کہ جو کچھ (اجر وثواب) اللہ کے پاس ہے وہ کھیل تماشہ اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ

خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١﴾ ع ۲ ۱۴

بہترین رزق دینے والا ہے (۱۱)

ایاتها ۱۱	۶۳ سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۴	رکوعاتها ۲

سورہ منافقون مدنی ہے۔ آیات ۱۱۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ

(اے رسولؐ) جب منافق لوگ آپکے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک

اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ وقف لازم

آپ اللہ کے رسولؐ ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپ اس کے رسولؐ ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے

الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

کہ منافق بالکل جھوٹے ہیں (۱) انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے پس اس طرح

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا

وہ خود اللہ کی راہ سے رکتے ہیں اور دوسروں کو روکتے ہیں بیشک بہت برا ہے وہ کام ہے

يَعْمَلُوْنَ ﴿٢﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ

جو یہ کر رہے ہیں (۲) یہ اس لیے ہے کہ یہ پہلے (بظاہر) ایمان لائے پھر کفر کیا تو انکے دلوں

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿٣﴾ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ

پر (گویا) مہر لگا دی گئی ہے لہٰذا وہ کچھ نہیں سمجھتے ہیں (۳) اور جب آپ انہیں دیکھیں

۵۔ ﴿وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً۔ الآیہ﴾ قریباً تمام کتب تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ڈھول تاشے بجنے کی آواز آئی اور یہ اس بات کی علامت تھی کہ شام سے تجارتی قافلہ آگیا ہے۔ عام مسلمان ادھر دوڑ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر یہ بھی باقی نہ رہ جاتے (بلکہ سارے چلے جاتے) تو عذاب الٰہی کی آگ کے شعلے بھڑک اٹھتے (تمام کتب تفسیر)۔ اس سے اکثر صحابہ کرام کے حالات پر جو تیز روشنی پڑتی ہے وہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ خطائے بزرگاں گرفتن خطا است؟ تو پھر خود خدا اس غلطی کا تذکرہ کیوں کر رہا ہے جو ان بزرگوں سے ہوئی تھی؟ اس سے واضح ہوتا ہے کہ غلطی بہرحال غلطی ہے خواہ کوئی بزرگ کرے یا کوئی خورد کرے۔

سورۂ منافقون

سورۂ منافقون کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) مسلمانوں میں منافقوں کا وجود اور ان کا کردار۔ (۲) منافقین کے برے صفات و علامات کا تذکرہ۔ (۳) عزت ساری اللہ، اس کے رسولؐ اور مومنین کیلئے ہے۔ (۴) مسلمانوں کو مال و اولاد کی محبت میں گرفتار ہو کر یادِ خدا سے غافل ہونے کی مناہی۔ (۵) مسلمانوں کو اسباب نفاق سے بچنے کی تلقین وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ۔ الآیہ﴾ اگرچہ سورۂ بقرہ سے لے کر یہاں تک جابجا منافقین کا تذکرہ موجود ہے جو مار آستین کی طرح اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے تھے مگر یہاں تو ان کے نام کا پورا سورہ نازل ہوا ہے جس میں ان کے کردار سے بحث کی گئی ہے کہ وہ قسمیں بہت کھاتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ وہ قسموں کو اپنا

تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ
گے تو انکے جسم (اور انکے قد و قامت) آپکو اچھے لگیں گے اور اگر وہ بات کرینگے تو آپ انکی بات (توجہ)

كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ
سے سنیں گے (مگر وہ عقل وایمان سے خالی ہیں) گویا (کھوکھلی) لکڑیاں ہیں جو (دیوار وغیرہ سے) ٹیک

عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ؗ اَنّٰى
لگادی گئی ہیں وہ ہر چیخ کی آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں یہی (اصل) دشمن ہیں ان سے بچ کے رہو اللہ انکو

يُؤْفَكُوْنَ ۝۴ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ
غارت کرے یہ کہاں الٹے پھرائے جارہے ہیں (۴) اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اللہ کا پیغمبرؐ

لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ
تمہارے لیے مغفرت طلب کرے تو وہ اپنا سر پھیر لیتے ہیں اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ

يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۵ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ
وہ تکبر کرتے ہوئے (آنے سے) رک جاتے ہیں (۵) ان کیلئے برابر ہے کہ آپ ان

اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ
کیلئے مغفرت طلب کریں یا طلب نہ کریں اللہ ہرگز ان کو نہیں بخشے گا بے شک

اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۶
اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا (اور انہیں منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا) (۶)

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ
یہی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسولؐ خدا کے پاس ہیں ان

رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ
پر (اپنا مال) خرچ نہ کرو تاکہ وہ منتشر ہو جائیں حالانکہ آسمان اور

وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۷
زمین کے خزانے اللہ ہی کے ہیں مگر منافق لوگ سمجھتے نہیں ہیں (۷)

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ
وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینہ گئے تو عزت والے لوگ وہاں سے ذلیل لوگوں

نفاق چھپانے اور اپنے مقاصد حاصل کرنے کی ڈھال بناتے ہیں۔ وہ دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں اور وہ مال و اولاد کی محبت میں گرفتار ہو کر یادِ خدا سے غافل ہو گئے ہیں۔

۲۔ ﴿يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ ۔ الآیہ﴾ یہ منافقین کا قول ہے جو اپنے آپ کو مالدار ہونے کی وجہ سے عزت والا اور مسلمانوں کو نادار ہونے کی وجہ سے ذلیل سمجھتے تھے۔ ارشاد قدرت ہے کہ ساری عزت تو بس خدا کیلئے، اس کے رسولؐ کیلئے اور مخلص اہل ایمان کیلئے ہے مگر منافق لوگ اس حقیقت کو جانتے نہیں ہیں۔

الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ
کو نکال دیں گے حالانکہ ساری عزت تو صرف اللہ، اس کے رسولؐ اور
لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾ يٰۤاَيُّهَا ع ۱ ۸ ۱۴
مومنین کیلئے ہے لیکن منافق لوگ (یہ حقیقت) جانتے نہیں ہیں (۸)
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ
اے ایمان والو! تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہیں خدا کی یاد سے
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے گا وہی لوگ گھاٹا
الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹﴾ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ
اٹھانے والے ہیں (۹) اور جو کچھ ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اس
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ
سے (میری راہ میں) خرچ کرو قبل اسکے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے اور پھر وہ کہے کہ میرے پروردگار!
اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ
تو نے مجھے کیوں نہ تھوڑی سی مدت تک مہلت دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکو کار بندوں
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ
میں سے ہو جاتا (۱۰) اور جب کسی شخص کی مدت پوری ہو جائے
اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱﴾ ع ۲ ۴ ۱۴
تو خدا مزید مہلت نہیں دیتا اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو (۱۱)

اٰیاتها ۱۸ ﴿۶۴ سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۸﴾ رکوعاتها ۲

سورہ تغابن مدنی ہے۔ آیات ۱۸۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ
وہ سب چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اس اللہ کی تسبیح کرتی ہیں جو (حقیقی)

۳۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ چونکہ مال واولاد انسان کیلئے بڑی آزمائش ہیں جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے: ﴿انما اولادکم و اموالکم فتنة﴾ اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ خدا ورسولؐ کی مخالفت وہی لوگ مول لیتے ہیں جو ان دو چیزوں کی محبت میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اور اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔ اس لئے ارشادِ قدرت ہے کہ اے ایمان والو! خیال رکھنا کہیں مال واولاد کی محبت تمہیں خدا کی یاد اور اس کی عبادت سے غافل نہ کر دے اور بعد میں کف افسوس نہ ملنا پڑے۔

۴۔ ﴿وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا۔ الآیہ﴾ مطلب یہ ہے کہ مہلت اور فرصت کے اوقات کو غنیمت سمجھو اور موت کے آثار ظاہر ہونے سے پہلے ہمارے دیئے ہوئے مال سے ذخیرہ آخرت کے طور پر میری راہ میں خرچ کرو اور ایسے نیک کام کرو کہ اللہ کے نیکوکار بندوں میں شامل ہو جاؤ تاکہ موت کے وقت یہ نہ کہنا پڑے کہ اے پروردگار تھوڑی سی مہلت دے دے کہ میں صدقہ دے سکوں اور نیک عمل کر کے نیکوکاروں میں شامل ہو سکوں۔

۵۔ ﴿ولن یؤخر اللہ۔ الآیہ﴾ کئی بار اس حقیقت کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ اجل کی دو قسمیں ہیں: (۱) حتمی اجل۔ (۲) اور غیر حتمی اجل۔ اس دوسری قسم میں فی الجملہ تقدیم و تاخیر ہو سکتی ہے۔ مگر پہلی قسم میں کسی قسم کی کمی وبیشی نہیں ہو سکتی۔ مزید تفصیل کے خواہشمند ہماری اعتقادی کتاب احسن الفوائد کی طرف رجوع فرمائیں۔

سورۂ تغابن

سورۂ تغابن کے مطالب و معانی کا خلاصہ یہ ہے: (۱) ہر چیز تسبیح خدا کرتی ہے۔ (۲) تخلیق کی منزل میں سب لوگ یکساں ہیں۔ ہاں البتہ اپنے اختیار سے ایمان یا کفر اختیار کرتے ہیں۔ (۳) کائنات کی کوئی چیز عبث اور بے مقصد پیدا نہیں ہوئی۔ (۴) حیات بعد الموت کے برحق ہونے کا بیان۔ (۵) خدا و رسولؐ اور ان کے ساتھ والے نور پر

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝١

بادشاہ ہے اور اسی کیلئے (ہر) تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۱)

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنكُمْ كَافِرٌ وَمِنكُم مُّؤْمِنٌ ۚ

وہ وہی ہے جس نے تم (سب) کو پیدا کیا پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن اور تم جو

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝٢ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ

کچھ کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے (۲) اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کیساتھ

وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۖ

پیدا کیا ہے اور اس نے تمہاری صورت گری کی تو تمہاری بہت اچھی صورتیں بنائیں اور اسی

وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝٣ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

کی طرف (سب نے) لوٹ کر جانا ہے (۳) وہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین

وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۚ وَاللَّهُ

میں ہے اور وہ اسے بھی جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور اللہ تو

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝٤ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ

سینوں کے بھیدوں کا بھی خوب جاننے والا ہے (۴) کیا تمہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی

الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ فَذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ

جنہوں نے اس سے پہلے کفر کیا اور اپنے کئے (کفر) کا وبال چکھا اور ان

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝٥ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُ كَانَت تَّأْتِيهِمْ

کیلئے دردناک عذاب ہے (۵) یہ اس لیے ہوا کہ ان کے رسولؐ کھلی ہوئی دلیلیں لیکر انکے

رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا

پاس آتے رہے تو انہوں نے کہا کیا بشر ہماری رہبری کریں گے؟ پس (اس طرح) انہوں نے کفر

فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوا ۚ وَّاسْتَغْنَى اللَّهُ ۚ وَاللَّهُ غَنِيٌّ

اختیار کیا اور روگردانی کی اور اللہ نے (بھی انکی) کوئی پروا نہ کی (کیونکہ) اللہ بے نیاز (اور)

حَمِيدٌ ۝٦ زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن لَّن يُبْعَثُوا ۚ قُلْ

سزاوار حمد وثنا ہے (۶) کافر لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ (مرنے کے بعد) دوبارہ نہیں اٹھائے جائینگے

ایمان لانے کا حکم۔ (۶) بعض بیویوں اور اولاد کی محبت تباہ کن ہوتی ہے۔ (۷) ہر مصیبت باذن اللہ آتی ہے۔ (۸) تقوائے الٰہی اختیار کرنے اور خدا و رسولؐ کی اطاعت کا حکم۔ (۹) خدا کو قرضہ حسنہ دینے کی دعوت وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصة التفاسير﴾

۱۔ ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ ۔ الآيه﴾ سب کو یعنی کوئی مومن ہے یا کافر پھر کوئی نیکوکار ہے یا بدکار پیدا تو سب کو خدا نے کیا ہے جس میں انسان کا کوئی دخل نہیں ہے۔ پھر ایمان لائے یا نہ لائے اور نیک اور بد عمل کرنے کی طاقت بھی خدا نے دی ہے۔ مگر ان قوتوں اور صلاحیتوں کے استعمال کرنے کا اختیار خداوند عالم نے بندہ کو دیا ہے کہ چاہے تو اپنے حسن اختیار سے مومن بنے اور چاہے تو اپنے سوء اختیار سے کافر بنے اور اس طرح اپنے آپ کو جزا یا سزا کا مستحق ٹھہرائے۔

۲۔ ﴿فَقَالُوا أَبَشَرٌ ۔ الآيه﴾ تاریخ انبیاء بلکہ خود قرآن گواہ ہے کہ ہر دور کے کفار و مشرکین نے اپنے دور کے انبیاء و مرسلین کی نبوت و رسالت کے انکار کی بنیاد یہی قرار دی کہ وہ بشر و انسان ہیں۔ اور انبیاء و مرسلین نے کبھی اپنی بشریت کا انکار نہیں کیا۔ ہاں البتہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا اظہار ضرور کیا کہ خدا انسانوں کی ہدایت کیلئے جس انسان کامل پر چاہتا ہے اپنا فضل و کرم کرکے اسے منصب نبوت پر فائز کر دیتا ہے تاکہ اس کا عمل و کردار بنی نوع انسان کیلئے مشعل راہ اور ذریعہ ہدایت بنے۔

بَلٰى وَرَبِّىْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ
آپ کہیے! ہاں میرے پروردگار کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہیں بتایا جائیگا جو کچھ تم نے
وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝٧ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
کیا ہوگا اور یہ کام اللہ کیلئے بالکل آسان ہے (۷) تو تم اللہ اور اسکے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اس
وَالنُّوْرِ الَّذِىْۤ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝٨
نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے اچھی طرح باخبر ہے (۸)
يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ
(اس دن کو یاد کرو) جس دن اللہ تمہیں اجتماع والے دن جمع کریگا یہی دن باہمی گھاٹا اٹھانے
وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ
کا دن ہوگا اور جو اللہ پر ایمان لائیگا اور نیک عمل کریگا اللہ اس سے اسکی برائیاں (گناہ)
سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
دور کریگا اور اسے ان باغہائے بہشت میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں رواں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝٩
دواں ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے (۹)
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں
النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝١٠ مَاۤ ع ۱۵
جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے (۱۰) کوئی مصیبت (کسی پر)
اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ
نہیں آتی اللہ کے اذن و اجازت سے اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے
بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝١١
اللہ اس کے دل کو صحیح راستہ دکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز کا بڑا جاننے والا ہے (۱۱)
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ
اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی پھر اگر تم روگردانی کروگے تو ہمارے رسولؐ

۳۔ ﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ ۔ الآیہ﴾ یہاں جس نور پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے عام مفسرین اسلام نے قرآن مجید مراد لیا ہے جو اپنے اعجاز بیان اور مجسمۂ ہدایت ہونے کی وجہ سے خود روشن ہے اور دوسرے حقائق و معارف کو روشن کرنے والا ہے۔ اور ہماری بعض روایات میں اس سے امام علیہ السلام مراد لئے گئے ہیں۔ جن پر حقیقی ہادی اور راہنما ہونے کی وجہ سے نور کا اطلاق کیا گیا ہے۔ (صافی و برہان)

۴۔ ﴿ومن یؤمن باللہ ۔ الآیہ﴾ اس سے واضح ہوتا ہے کہ جنت میں داخلہ کا میزان ایمان اور نیک کام ہے۔ لہٰذا جو ایمان لائے گا اور نیک عمل بجالائے گا تو خدا اس کے گناہ اور اس کی برائیاں دور کر کے اسے جنت الفردوس میں داخل کرے گا اور جو کفر اختیار کرے اسے دوزخ میں داخل کرے گا۔

۵۔ ﴿مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ ۔ الآیہ﴾ سورۂ حدید کی آیت ۲۲ ﴿ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ۔ الآیہ﴾ کی تفسیر میں وضاحت کی جاچکی ہے کہ مصیبت تین قسم کی ہوتی ہے۔ تفصیل کے خواہشمند اس مقام کی طرف رجوع کریں۔

فَإِنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿١٢﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ
پر کھول کر پیغام پہنچادینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے (۱۲) اللہ وہ ہے جسکے سوا
إِلَّا هُوَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٣﴾ يَا أَيُّهَا
کوئی الہ نہیں ہے بس ایمان لانیوالوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے (۱۳) اے ایمان والو!
الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ
تمہاری بعض بیویاں اور تمہاری بعض اولادیں تمہاری دشمن ہیں بس
عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا
تم ان سے ڈرتے رہو (ہوشیار رہو) اور اگر معاف کرو، درگزر کرو
وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا
اور بخش دو تو اللہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم کرنیوالا ہے (۱۴) تمہارے مال تمہاری
أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ
اولاد ایک بڑی آزمائش ہیں اور اللہ ہی ہے جس کے پاس بڑا
عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا
اجر ہے (۱۵) اور جہاں تک ہو سکے اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور سنو اور
وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُوقَ
اطاعت کرو اور (مال) خرچ کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور جو شخص
شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٦﴾ إِنْ
اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا تو وہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں (۱۶) اگر
تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ
خدا کو قرضہ حسنہ دو تو اللہ اسے تمہارے لیے کئی گنا بڑھا دے گا اور تمہیں
لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٧﴾ عَالِمُ الْغَيْبِ
بخش دیگا اللہ بڑا قدردان (اور) بڑا بردبار ہے (۱۷) وہ غائب اور
وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٨﴾ ع
حاضر کا جاننے والا، زبردست (اور) بڑا حکمت والا ہے (۱۸)

ع ۲ ۸ ۱۲

۶۔ ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ دنیا میں انسان کا سب سے زیادہ تعلق بیوی اور اولاد سے ہوتا ہے۔ ان کی محبت میں وہ اکثر اصول کی حدیں بھی توڑ دیتا ہے اور ایک اچھا خاصا انسان اس معاملہ میں بے اصول بن جاتا ہے حالانکہ بعض بیویاں اور بعض ناخلف اولادیں آدمی کا خانہ خراب کر دیتی ہیں۔ لہٰذا آدمی کو بہرحال چوکس رہنا چاہیے کہ کہیں اس کے بیوی بچے اس کے ایمان پر ڈاکہ نہ ڈالیں۔ بہرحال بیوی بچے ہوں یا مال و زر یہ ہر انسان کیلئے ذریعہ امتحان اور آزمائش کا باعث ہیں۔

۷۔ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ الآیہ﴾ سورۂ آل عمران کی آیت ۱۰۲ ﴿اتقوا اللہ حق تقاتہ﴾ میں قدرے شدت ہے اور یہاں ﴿فاتقوا اللہ ما استطعتم﴾ میں قدرے تخفیف ہے۔ بہرحال آدمی کا فرض ہے کہ بقدر قوت و طاقت اللہ کی نافرمانی اور اس کی عصیان کاری سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے اور ظاہر ہے کہ خدائے عادل کسی کو طاقت برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

۸۔ ﴿اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰہَ۔ الآیہ﴾ یہ آیت قبل ازیں کئی مقامات پر گزر چکی ہے۔ یہ عجیب شان خدائی ہے کہ زمین و آسمان کے خزانوں کا مالک ہو کر اور کائنات کا روزی رساں ہو کر اپنے عاجز بندوں سے قرضہ حسنہ طلب کر رہا ہے اور پھر کئی گنا کر کے واپس لوٹانے کا وعدہ بھی کرتا ہے اور توبہ کرنے والوں کے گناہ معاف کرنے کا وعدہ بھی کرتا ہے۔ اگر پھر بھی کوئی شخص ایسے رحیم و کریم رب کی دعوت کو قبول نہ کرے تو اس جیسا ناشکرا کون ہے؟ ﴿یا ایھا الانسان ما غرک بربک الکریم﴾؟

آیاتہا ۱۲ ۶۵ سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ ۹۹ رکوعاتہا ۲

سورہ طلاق مدنی۔ آیات ۱۲۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ

اے نبی! جب تم لوگ (اپنی) عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انہیں عدت کے حساب سے طلاق

لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا

دو اور پھر عدت کا شمار کرو اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے

تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ

انہیں اُن کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ خود نکلیں مگر یہ کہ وہ کسی کھلی ہوئی

يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ

بے حیائی کا ارتکاب کریں اور یہ اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں جو اللہ کی

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا

حدود سے تجاوز کرے گا تو وہ خود اپنے اوپر ظلم کرے گا تم نہیں جانتے شاید

تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ① فَاِذَا

اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کر دے (۱) تو جب وہ اپنی (مقررہ)

بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ

عدت کی مدت کو پہنچ جائیں تو ان کو یا تو قاعدہ (اور شائستہ طریقہ) سے (اپنے نکاح میں)

فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ

روک لو یا پھر قاعدہ (اور اچھے طریقہ) سے جدا کر دو اور اپنے میں سے دو عادل

مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ

آدمیوں کو گواہ بناؤ اور خدا کیلئے صحیح گواہی دو ان باتوں سے اس شخص کو نصیحت

بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ڛ وَمَنْ

کی جاتی ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اور جو کوئی خدا سے ڈرتا ہے اللہ اس

سورۂ طلاق

سورہ طلاق کے مطالب ومعانی کا خلاصہ یہ ہے: (۱) زمانہ جاہلیت والی طلاق میں اصلاح۔ (۲) زمانہ عدت میں عورت اپنے شوہر کے گھر میں رہے گی مگر۔۔۔۔۔ (۳) طلاق بائن اور رجعی کا فرق۔ (۴) طلاق میں دو عادل گواہوں کی موجودگی کی شرط ہے۔ (۵) دوران عدت عورت کا نان و نفقہ کس پر ہے؟ اور حاملہ عورت کی طلاق کے احکام۔ (۶) بیوہ کی عدت کا بیان۔ (۷) اگر عورت بچے کو دودھ پلانے پر اجرت کا مطالبہ کرے تو اسے اجرت دینی چاہیے۔ (۸) احکام خداوندی کی پابندی کرنے کے اچھے انجام اور خلاف ورزی کرنے کے برے انجام کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ ۔ الآیہ﴾ رشتہ ازدواج اسلام کی نگاہ میں ایک انتہائی مقدس رشتہ ہے اور زوجین کے درمیان ایک شریفانہ معاہدہ ہے۔ جس کی فریقین کو پابندی کرنی پڑتی ہے۔ ہاں البتہ بعض مخصوص حالات میں بامر مجبوری اسے توڑا جا سکتا ہے۔ جسے طلاق کہا جاتا ہے۔ اسلام میں نہ زمانہ جاہلیت کی طرح مرد کو یہ اختیار ہے کہ ان گنت بار عورت کو طلاق دے اور پھر رجوع کرے کہ عورت صرف کھلونا بن کر رہ جائے۔ اور نہ یہود و نصاریٰ کی طرح ایسی سختی ہے کہ جو مرد و عورت ایک بار اس بندھن میں بندھ جائیں پھر وہ زندگی بھر جدا نہ ہو سکیں بلکہ اسلام زندگی کے دوسرے مسائل کی طرح یہاں بھی اعتدال کا قائل ہے۔ پھر طلاق کی چار قسمیں ہیں: (۱) طلاق بدعت: جو قانونِ شرع کے خلاف دی جائے۔ (۲) طلاق سنت جو قانونِ شرع کے مطابق دی جائے۔ اس قسم کی پھر دو قسمیں ہیں: (۱) بائن۔ (۲) رجعی۔ انکے تفصیلی احکام معلوم کرنے کیلئے فقہی کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ ۝٢ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ

کے لیے (مشکل سے نجات کا) راستہ پیدا کردیتا ہے (۲) اور اسے وہاں سے رزق

لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ

دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا ہے اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ

وہ (اللہ) اس کیلئے کافی ہے بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنیوالا ہے اور اللہ نے ہر چیز کیلئے ایک اندازہ مقرر

قَدْرًا ۝٣ وَالّٰۗـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ

کررکھا ہے (۳) اور تمہاری (مطلقہ) عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہوچکی ہوں

نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ

اگر انکے بارے میں تمہیں کوئی شک ہو تو انکی عدت تین ماہ ہے اور یہی حکم ان عورتوں

وَّالّٰۗـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ

کا ہے جنہیں (باوجود حیض کے سن و سال میں ہونے کے کسی وجہ سے)

يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ

حیض نہ آتا ہو اور حاملہ عورتوں کی معیاد وضع حمل ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اسکے معاملہ

اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝٤ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَ

میں آسانی پیدا کردیتا ہے (۴) یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے

مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ

اور جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس سے اسکی برائیاں دور کر دیتا ہے اور اسکے اجر کو بڑا

اَجْرًا ۝٥ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ

کرتا (بڑھاتا) ہے (۵) ان (مطلقہ عورتوں) کو (زمانہ عدت میں) وہاں رکھو جہاں

وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَاۗرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۭ

اپنی حیثیت کے مطابق تم خود رہتے ہو اور انہیں ضرر و زیاں نہ پہنچاؤ تاکہ ان

وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى

پر تنگی کرو۔ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو پھر ان پر خرچ کرو یہاں تک ان کا وضع حمل ہوجائے

۲۔ ﴿وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ۔ الآیہ﴾ پھر طلاق کی کچھ شرطیں ہیں۔ منجملہ ان کے ایک شرط یہ ہے کہ عورت ایام حیض ونفاس سے پاک ہو۔ اور اس پاکی کے دوران شوہر نے مباشرت نہ کی ہو۔ دوسری یہ کہ دو عادل گواہوں کی موجودگی میں دی جائے۔ اور تیسری یہ ہے کہ شوہر یا اس کا وکیل عربی زبان میں صیغۂ طلاق جاری کرے۔ بعد ازاں طلاق رجعی اور بائن کے بعض احکام بیان کئے گئے ہیں۔ نیز عدت کی مدت بیان کی گئی ہے جو ترجمہ قرآن سے ظاہر ہیں اور مزید وضاحت کیلئے فقہی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔

۳۔ ﴿اَسْكِنُوْهُنَّ۔ الآیہ﴾ رجعی طلاق دو بار دی جاتی ہے اس کے بعد شرعی حکم یہ ہے کہ یا تو عمدہ طریقہ پر رجوع کرلیا جائے یا پھر تیسری طلاق دے کر اور اپنی مالی حیثیت کے مطابق کچھ مال ومتاع دے کر اچھے طریقہ پر اسے ہمیشہ کیلئے رخصت کر دیا جائے۔ نیز اس طلاق کے دوران عورت چونکہ شوہر سے نان ونفقہ اور رہائشی مکان کی حقدار ہوتی ہے۔ لہٰذا شوہر پر واجب ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق اسے مکان فراہم کرے اور اسے اس سے نہ نکالے سوائے اسکے کہ عورت کھلی ہوئی بے حیائی کا کام کرے یعنی زنا کرے۔

يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ

پھر اگر تمہارے لیے (بچہ) کو دودھ پلائیں تو تم انہیں انکی اجرت دو اور مناسب طریقہ

أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِنْ

پر باہم طے کرلو اور اگر تمہیں باہم کوئی دشواری پیش آئے (اور باہمی اتفاق نہ ہوسکے)

تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ﴿٦﴾ لِيُنْفِقْ ذُو

تو پھر کوئی اور عورت اسے دودھ پلائے گی (۶) وسعت والے کو چاہیے کہ اپنی وسعت

سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ ۖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ

کے مطابق خرچ کرے اور جسکی روزی تنگ ہو تو جتنا اللہ نے اسے دیا ہے اس میں سے

مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ

خرچ کرے اللہ نے جتنا کسی کو دیا ہے اس سے زیادہ اسے تکلیف نہیں دیتا

سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾ وَكَأَيِّنْ مِنْ ع ۱۷

عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی اور کشادگی پیدا کرے گا (۷) اور کتنی ہی ایسی

قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا

بستیاں ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار اور اس کے رسولوں کے حکم سے

حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُكْرًا ﴿٨﴾

سرتابی کی تو ہم نے ان کا سخت محاسبہ کیا اور انہیں انوکھی (سخت) سزا دی (۸)

فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا

پس انہوں نے اپنے کیے (کرتوت) کا وبال چکھا اور ان کے کام کا انجام

خُسْرًا ﴿٩﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ فَاتَّقُوا

گھاٹا تھا (۹) اللہ نے (آخرت میں) ان کیلئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے

اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ قَدْ أَنْزَلَ مع ۱۴

تو اللہ (کی مخالفت) سے ڈرو۔ اے عقلمندو جو ایمان لائے ہو خدا نے تمہاری

اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿١٠﴾ رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ

طرف ذکر نازل کیا ہے (۱۰) یعنی ایک ایسا رسولؐ جو اللہ کی واضح آیتیں تمہیں پڑھ

۴ے ﴿وان کن اولات حمل۔ الآیہ﴾ اگر مطلقہ عورت حاملہ ہو تو پھر وضع حمل تک اس کے نان ونفقہ کی ادائیگی خاوند پر واجب ہے۔

اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
کر سناتا ہے تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں (کفر وشرک) کی
الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ
تاریکیوں سے نکال کر (ایمان کے) نور کی طرف لائے اور جو کوئی اللہ پر ایمان
بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
لائیگا اور نیک عمل کریگا تو اللہ اسے ایسے باغہائے بہشت میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ
جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بے شک اللہ نے ایسے (مومن) کو بہت
لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ
اچھی روزی دی ہے (۱۱) اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور انہی کی طرف
مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ
زمین بھی ان کے درمیان حکم (خدا) نازل ہوتا رہتا ہے تاکہ تمہیں معلوم
لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ
ہو کہ اللہ ہر چیز پر بڑی قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ اللہ نے
قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾ ع ۲ ۵ ۱۸
ہرچیز کا (علمی) احاطہ کر رکھا ہے (۱۲)

اٰيَاتُهَا ۱۲ — ۶۶ سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۷ — رُكُوْعَاتُهَا ۲

سورہ تحریم مدنی ہے۔ آیات ۱۲۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ
اے نبی! جو چیز اللہ نے آپ کیلئے حلال قرار دی ہے آپ اسے اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے
مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱﴾ قَدْ
(اپنے اوپر) کیوں حرام ٹھہراتے ہیں اور اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنیوالا ہے (۱) بے شک

۵۔ ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ ۔ الآیہ﴾ قرآن مجید میں سات آسمانوں کا ذکر تو کئی بار آیا ہے مگر زمینوں کی بھی تعداد میں ان کے برابر ہونے کا تذکرہ پہلی بار اس آیت میں کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ؏

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

مزید تفصیلات کیلئے تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع کیا جائے۔

۶۔ ﴿يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ ۔ الآیہ﴾ اس حکم سے مراد حکم تکوینی ہے یعنی اس سے عالم کون و فساد کے تغیرات وتبدلات جیسے کسی کی موت اور کسی کی حیات، کسی کا فقر اور کسی کا غنی اور کسی کی عزت اور کسی کی ذلت وغیرہ وغیرہ مراد ہو سکتے ہیں جو فرشتے لے کر زمین پر آتے ہیں اور پھر انہیں نافذ کرتے ہیں۔ نیز اس حکم سے حکم تشریعی بھی مراد ہو سکتا ہے کہ خدا کے شرع اوامر ونواہی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جبرائیل امینؑ لاتے ہیں اور دونوں حکم یعنی تکوینی وتشریعی بھی مراد ہو سکتے ہیں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ خدا ہر چیز پر بڑی قدرت رکھتا ہے اور اس کی قدرت محدود نہیں ہے بلکہ وہ کائنات کی ہر چیز کا علمی احاطہ کئے ہوئے ہے اور کوئی چیز اس کے علمی و قدرتی احاطہ سے باہر نہیں ہے۔

سورہ تحریم

سورہ تحریم کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) لم تحریم کی حقیقت کا بیان۔ (۲) بعض ازواج النبی کو سخت تنبیہ۔ (۳) بعض ازواج کو پیغمبر کا راز فاش کرنے پر سرزنش۔ (۴) اہل ایمان کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے بیوی بچوں کو جہنم سے بچائیں۔ (۵) گناہوں سے توبۃ النصوح کرنے کا حکم (۶) کفار ومنافقین سے جہاد کرنے کا حکم اور اس کی وضاحت۔ (۷) اچھے شوہروں کی بری عورتوں اور اچھی عورتوں کے برے شوہروں کا بیان۔ (۸) جناب مریمؑ اور انکی پاکدامنی کا تذکرہ۔

فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ
اللہ نے تمہاری قسموں (کی گرہ کے) کھولنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے اللہ تمہارا مولیٰ (سرپرست وکارساز
وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۞ ۲ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى
ہے) اور وہ بڑا جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے (۲) (وہ وقت یاد رکھنے کے لائق ہے) جب نبیؐ
بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ
نے اپنی بعض بیویوں سے راز کی ایک بات کہی اور جب اس نے وہ بات (کسی اور کو) بتادی اور اللہ نے
اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا
آپکو اس (خیانت کاری) سے آگاہ کر دیا تو آپ نے اس (بیوی) کو کچھ بات جتادی اور کچھ سے اعراض کیا (چشم پوشی
نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ
کی) تو جب آپ نے اس (بیوی) کو یہ بات بتائی تو اس نے (ازراہ تعجب) کہا کہ آپکو اسکی کس نے خبر دی؟ فرمایا مجھے
الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۞ ۳ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ
بڑے جاننے والے (اور) بڑے باخبر (خدا) نے خبر دی ہے (۳) اگر تم دونوں (اللہ کی بارگاہ میں)
قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ
توبہ کرلو (تو بہتر ہے) کیونکہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں اور اگر تم ان (پیغمبرؐ)
مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ
کیخلاف ایکا کروگی (تو تم پیغمبرؐ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکوگی) کیونکہ یقیناً اللہ انکا حامی ہے اور جبرائیل اور نیکوکار
وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۞ ۴ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ
مومنین اور اسکے بعد سب فرشتے انکے پشت پناہ (اور مددگار) ہیں (۴) اگر پیغمبرؐ تمہیں
طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ
طلاق دے دیں تو بہت جلد اللہ ان کو تمہارے بدلے تم سے اچھی بیویاں
مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ
دے دیگا جو (پکی وسچی) مسلمان ہونگی اور باایمان، اطاعت گزار اور فرمانبردار، توبہ کرنیوالیاں عبادت گزار،
سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۞ ۵ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
روزہ دار اور شوہر دیدہ اور ابکار (کنواریاں) (۵) اے ایمان والو! اپنے آپکو اور اپنے

﴿ خلاصۃ التفاسیر ﴾

ﷺ ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ ۔ الآیہ﴾ بے شک ازواج النبی پیغمبر اسلام ﷺ سے رشتہ ازدواج کی وجہ سے مؤمنوں کی مائیں ہیں اور لائق احترام ہیں مگر نہ کوئی آسمانی مخلوق ہیں اور نہ ہی معصوم عن الخطا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ بتاتی ہے کہ ان کی دو پارٹیاں تھیں۔ ایک پارٹی کی سربراہی جناب عائشہ وحفصہ کرتی تھیں اور دوسری پارٹی کی سربراہ کوئی اور خاتون تھیں۔ اس آیت کا نزول اسی پارٹی بازی کا شاخسانہ ہے۔ اور اس کے شانِ نزول میں دو روایتیں بیان کی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ آنحضرت ﷺ کا معمول تھا کہ نمازِ عصر سے فارغ ہو کر اپنی ازواج کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور تھوڑی تھوڑی دیر اُن کے ہاں ٹھہرتے اور چونکہ آپ کو شہد کا شربت بہت پسند تھا تو جناب زینت بنت جحش کو آپ کی اس پسند کا علم تھا وہ بڑے اہتمام سے یہ شربت بناتیں اور آپ کو پلاتیں۔ اس لئے آپؐ معمول سے قدرے زیادہ توقف فرماتے۔ مگر یہ بات دوسری پارٹی کیلئے ناقابل برداشت تھی۔ چنانچہ وہاں یہ منصوبہ بنایا گیا کہ جب آپ تشریف لائیں تو آپؐ سے کہا جائے کہ آپؐ کے منہ سے مغافیر (ایک بدبودار گوند) کی بو آتی ہے۔ چنانچہ جب حفصہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے یہی بات کہی اور جب عائشہ کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی بات کہی۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تو صرف شہد کا شربت پیا ہے اور اگر تمہیں ناپسند ہے تو بخدا میں اس کے بعد نہیں پیوں گا۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ جناب حفصہ کی باری تھی اور وہ کسی کام کے سلسلے میں اپنے والد کے پاس چلی گئیں اور اتفاقاً ماریہ قبطیہ وہاں آگئیں اور آپ نے ان سے جنسی اختلاف کیا۔ ہنوز دروازہ بند تھا کہ حفصہ آگئیں اور باہر بیٹھ کر دروازہ کھلنے کا انتظار کرتی رہیں اور جب دروازہ کھلا تو ماریہ کو اس حال میں دیکھ کر آپے سے باہر ہو گئیں اور

اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا
اہل وعیال کو اس آتش دوزخ سے بچاؤ جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اس پر
النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ
ایسے فرشتے مقرر ہیں جو تند خو اور درشت مزاج ہیں انہیں جس بات کا
لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا
حکم دیا گیا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں
يُؤْمَرُوْنَ ۝٦ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا
حکم دیا گیا ہے (۶) اے کافر لوگو آج تم عذر و معذرت نہ کرو تمہیں
الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٧ يٰٓاَيُّهَا ع ۱ ۱۹
اسی کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے (۷) اے ایمان والو!
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى
اللہ کی بارگاہ میں (سچے دل سے) خالص توبہ کرو۔ امید ہے کہ تمہارا پروردگار تم سے
رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ
تمہاری برائیاں دور کر دے گا اور تمہیں ایسے بہشتوں میں داخل کرے گا جنکے نیچے نہریں
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي
جاری ہیں جس دن خدا (اپنے) نبیؐ کو اور ان لوگوں کو جو آپ کیساتھ ایمان
اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى
لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا (اس دن) ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں جانب
بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ
تیز تیز چل رہا ہو گا (اور) وہ کہہ رہے ہوں گے اے ہمارے پروردگار! ہمارے لیے
لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
ہمارا نور مکمل کر اور ہماری مغفرت فرما بے شک تو ہر چیز پر بڑی قدرت
قَدِيْرٌ ۝٨ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ
رکھتا ہے (۸) اے نبیؐ! کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجئے

یوں گویا ہوئیں کہ یا رسول اللہؐ! میری باری میرا حجرہ اور میرا بستر اور پھر ماریہ سے تخلیہ؟ آپؐ نے قسم کھا کر فرمایا: بخدا آئندہ ماریہ سے تخلیہ نہیں کروں گا۔ (تمام تفاسیر مع بخاری و مسلم وغیرہ) بنابریں خداوند عالم ازراہِ شفقت وعنایت فرما رہا ہے: اے میرا نبی! جو چیز آپؐ کو پسند ہے اور حلال ہے اسے اپنی بعض ازواج کی رضا جوئی کی خاطر کیوں اپنے اوپر حرام کرتے ہیں؟ اور اس نعمت سے کیوں اپنے آپ کو محروم کرتے ہیں اور اگر کسی کام کے نہ کرنے کی قسم کھائی ہے تو اس کا کفارہ ادا کریں و بس۔ خدا غفور و رحیم ہے وہ تو گناہ بھی معاف کر دیتا ہے اور یہ تو محض ترکِ اولیٰ ہے۔

۲۔ ﴿وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ۔ الآیہ﴾ وہ راز کیا تھا جس کے افشاء کرنے پر سرزنش کیلئے یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ بعض نے اس سے سابقہ واقعہ مراد لیا ہے اور بعض نے اس سے وہ پیشگوئی مراد لی ہے کہ آپؐ نے حفصہ سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تیرا باپ میرا خلیفہ بن بیٹھے گا۔ بہرکیف راز جو بھی تھا تو جب خدا نے اس سے پردہ نہیں اٹھایا تو ہم کیوں اٹھانے کی کوشش کریں۔ بہرحال بعض ازواج نے وہ راز فاش کر دیا اور خدا نے مذمت میں قرآن نازل کر دیا کہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو گئے لہٰذا اگر توبہ کر لو تو بہتر ہے۔

۳۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم سے بچاؤ۔ قابل غور بات یہ ہے کہ بچانے کا طریقہ کار کیا ہے؟ سو واضح ہو کہ اپنے آپ کو بچانے کا طریقہ تو یہ ہے کہ آدمی اپنا عقیدہ صحیح رکھے۔ اور عمل صالح کرے یعنی اوامر پر عمل کرے اور نواہی سے دامن کو بچائے اور اہل وعیال کو بچانے کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں امر و نہی کے مقررہ شرائط کے مطابق وعظ و نصیحت کرے اور زجر و توبیخ سے کام لے۔ یہاں تک کہ وہ پابند شریعت ہو جائیں۔

۴۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا۔ الآیہ﴾ توبۃ النصوح کا مطلب ہے سچے دل سے خالص توبہ کرنا جس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ

اور ان پر سختی کیجئے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جائے

الْمَصِيْرُ ⑨ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا

بازگشت ہے (۹) اور اللہ کافروں کیلئے نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کی مثال بیان کرتا ہے

امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۚ كَانَتَا تَحْتَ

جو دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں

عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ

پس انہوں نے انکے ساتھ خیانت (غداری) کی تو وہ دونوں نیک بندے

يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا

اللہ کے مقابلہ میں انہیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکے اور ان دونوں (بیویوں) سے کہا گیا

النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ⑩ وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

کہ تم بھی دوزخ میں داخل ہوجاؤ اور داخل ہونیوالوں کیساتھ (۱۰) اور اللہ اہل ایمان کیلئے فرعون کی

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ

بیوی (آسیہ) کی مثال پیش کرتا ہے جبکہ اس نے کہا اے میرے پروردگار!

ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ

میرے لیے جنت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے (کافرانہ) عمل

فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ⑪

سے نجات دے اور مجھے ظالم قوم سے نجات دے (۱۱)

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

اور (دوسری) مریم بنت عمران کی مثال بیان کرتا ہے جس نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی

فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ

توہم نے اس میں اپنی ایک (خاص) روح پھونک دی اور اس نے اپنے پروردگار کی

رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ⑫

باتوں (پیاموں) اور اسکی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی (۱۲)

وقف لازم

ع ۲ ۵ ۲۰

گنہگار کو صرف اپنے گناہ کا احساس ہی نہ ہوگا بلکہ اس پر قلبی طور پر نادم بھی ہو اور آئندہ اس کے نہ کرنے کا عزم بالجزم بھی رکھتا ہو اور اس ندامت و پشیمانی کا تقاضا یہ ہے کہ اس غفلت کی وجہ سے اس سے جو حقوق اللہ یا حقوق الناس پامال ہوئے ہیں ان کی تلافی اور ادائیگی کا اہتمام بھی کرے اور گناہ کی نوعیت کے مطابق اس کا تدارک کرے۔

۵۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ. الآیہ﴾ سورہ توبہ میں بھی یہ آیت تفسیر کے ساتھ گزر چکی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جہاد کی دو قسمیں ہیں: جہاد بالسیف۔ (۲) اور جہاد باللسان۔ یعنی سیف و سنان سے جہاد اور لسان و زبان سے جہاد۔ یہاں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس جہاد کا حکم دیا جا رہا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ کافروں سے جہاد بالسیف کریں اور منافقوں سے جہاد باللسان کریں۔ چنانچہ آپ نے کماحقہٗ اس حکم الٰہی پر عمل درآمد فرمایا ہے۔ اور آپ کا منافقوں کے خلاف تلوار نہ اٹھانا اس بات کی ناقابل رد دلیل ہے کہ منافقین سے جہاد کا مطلب ان سے زبانی کلامی جہاد کرنا ہے نہ کہ سیفی و سنانی۔ کما لا یخفی۔

۶۔ ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا. الآیہ﴾ اس تمثیل کا مقصد بظاہر یہ تلخ حقیقت بیان کرنا ہے کہ اللہ کے ہاں کسی انسان کا اپنا ایمان اور نیک کام ہی کام آتا ہے۔ صرف بعض بزرگوں سے نسبت یا انبیاء و مرسلین و عباد اللہ الصالحین سے سببی یا نسبی رشتہ داریاں کام نہیں آتیں۔ دیکھیے جناب نوح و لوط علیہما السلام اللہ کے دو معزز نبی ہیں۔ مگر ان کی زوجائیں انکی نبوت پر ایمان نہیں لاتیں۔ بلکہ خیانت و غداری کرتی ہیں تو وہ جہنم کی مستحق قرار پاتی ہیں اور دوسری طرف فرعون کی زوجہ آسیہ بنت مزاحم ایماندار اور بلند کردار ہے تو اس کا ایک بے ایمان اور بدکار شخص سے سببی و نسبی رشتہ داری اسے کوئی ضرر و زیاں نہیں پہنچاتی اور اپنے ایمان اور نیک کام کی وجہ سے جنت الفردوس کی مستحق قرار پاتی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ع
عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

آیاتہا ۳۰ ۶۷ سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ ۷۷ رکوعاتہا ۲

سورۃ ملک مکی ہے۔ آیات ۳۰۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

بابرکت ہے۔ وہ (خدا) جسکے ہاتھ (قبضہ قدرت) میں (کائنات کی) بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری

قَدِيْرُۨ ۙ ① الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ

قدرت رکھتا ہے (۱) جس نے موت وحیات کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل کے

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ ② الَّذِيْ

لحاظ سے سب سے زیادہ اچھا کون ہے؟ وہ بڑا زبردست (اور) بڑا بخشنے والا ہے (۲) جس نے

خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ

اوپر نیچے سات آسمان بنائے تم خدائے رحمان کی تخلیق میں کوئی

الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ

خلل (اور بے نظمی) نہیں پاؤ گے پھر نگاہ اٹھا کر دیکھو تمہیں کوئی رخنہ

فُطُوْرٍ ③ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ

نظر آتا ہے؟ (۳) پھر دوبارہ نگاہ دوڑاؤ تمہاری نگاہ تھک کر (ناکام)

الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ④ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ

تمہاری طرف لوٹ آئے گی (۴) بے شک ہم نے قریبی آسمان کو (ستاروں) کے چراغوں سے آراستہ کیا

الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ

ہے اور انہیں شیطانوں کو سنگسار کرنے (مار بھگانے) کا ذریعہ بنایا ہے اور ہم نے ان (شیطانوں)

وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ⑤ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کیلئے دہکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے (۵) اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا

بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑥ اِذَآ

کفر (انکار) کیا ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے (۶) جب وہ اس

سورۂ ملک

سورۂ ملک کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) خدائے لم یزل ولا یزال کی عظمت کا بیان۔ (۲) فلسفہ موت وحیات۔ (۳) کائنات کے اس طرح محکم ومنظم ہونے کا بیان کہ اس میں خلل اور نقص نہیں ہے۔ (۴) کفر کے برے نتائج اور دوزخ کی کیفیت کا بیان۔ (۵) اللہ سے ڈرنے والے اور مسلک حق پر چلنے والوں کے اچھے انجام کا بیان۔ (۶) بندہ کسی وقت بھی اپنے خدا سے بے نیاز نہیں ہے۔ (۷) خلقت زمین کے بعض فوائد کا بیان۔ (۸) ستاروں کے فوائد کا تزکرہ۔ (۹) ہر وقت اللہ سے ڈرنے کی ضرورت ہے۔ (۱۰) اللہ پر توکل و اعتماد کرنے کا حکم وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الآیہ﴾ لفظ ید کے متعدد معنوں میں سے ایک معنی ہاتھ بھی ہیں۔ مگر خدا جسم وجسمانیات سے منزہ ہے۔ لہٰذا علماء اعلام نے یہاں ید سے بطور مجاز و استعارہ قبضۂ قدرت کے معنی مراد لئے ہیں۔ یعنی بابرکت ہے وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں ساری کائنات کی بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر مطلق ہے اور یہ جو بعض بے لگام مقررین بیان کیا کرتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ سے حضرت امیر علیہ السلام کا ہاتھ مراد ہے تو یہ تفسیر بالرائے ہونے کی وجہ سے ناجائز بھی ہے اور ناقابل قبول بھی۔ ایسی تفسیر بالرائے کرنے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔

۲۔ ﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ میں انسان کو موت وحیات کی دو آہنی زنجیروں میں جکڑنے کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے کہ خداوند عالم تمہاری آزمائش کرنا چاہتا ہے کہ عمل کے لحاظ سے سب سے اچھا کون ہے؟ قابل غور بات یہ ہے کہ خدا نے مقصد خلقت کثرت عمل کو قرار نہیں دیا بلکہ حسن عمل کو قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ عمل کا حسن یہ ہے

أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ ⑦ تَكَادُ

میں جھونکے جائیں گے تو وہ اسکی زوردار (اور مہیب) آواز سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی (۷) (گویا)

تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ

وہ غیظ وغضب سے پھٹی جاتی ہوگی جب اس میں کوئی گروہ جھونکا جائے گا تو اسکے داروغے ان سے

خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ⑧ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا

پوچھیں گے کہ تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا (ہادی) نہیں آیا تھا؟ (۸) وہ کہیں گے ہاں بے شک

نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ

ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا مگر ہم نے (اسے) جھٹلایا اور کہا کہ اللہ نے کوئی بھی چیز

أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ⑨ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ

نازل نہیں کی تم بڑی گمراہی میں مبتلا ہو (۹) اور کہیں گے کاش ہم (اس وقت)

أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ⑩ فَاعْتَرَفُوا

سنتے یا سمجھتے تو (آج) دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے (۱۰) پس وہ (اس وقت)

بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ ⑪ إِنَّ الَّذِينَ

اپنے گناہ کا اعتراف کریں گے پس لعنت ہو ان دوزخ والوں پر (۱۱) بے شک جو

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ

لوگ اپنے پروردگار سے ان دیکھے ڈرتے ہیں ان کیلئے مغفرت ہے اور بڑا

كَبِيرٌ ⑫ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ

اجر وثواب ہے (۱۲) اور تم اپنی بات آہستہ کرو یا بلند آواز سے کرو وہ (خدا) تو سینوں کے

بِذَاتِ الصُّدُورِ ⑬ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ

رازوں کو بھی جانتا ہے (۱۳) کیا جس نے پیدا کیا ہے وہ نہیں جانتا حالانکہ وہ بڑا باریک

اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ⑭ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ع ۱۴/۱

بین اور بڑا باخبر ہے (۱۴) وہ (اللہ) وہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لیے رام کر دیا تاکہ تم

ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ ۖ

اس کے کاندھوں (راستوں) پر چلو اور اس (اللہ) کے (دیئے ہوئے) رزق سے کھاؤ پھر اسی کی

کہ قانونِ شرع کے مطابق کیا جائے اور وہ بھی خلوصِ نیت کے ساتھ۔ الغرض خدائے علیم حکیم اس چند روزہ حیات مستعار میں نیکی کرنے میں اپنے بندوں کا مقابلہ کرا کے انعام میں انہیں جنت کی جاگیر عطا کرنا چاہتا ہے۔

۳۔ ﴿الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ ۔ الآیہ﴾ ان آیتوں میں خدائے تعالیٰ نے یہ حقیقت بیان کی ہے کہ کائناتِ ارضی وسماوی ایسی منظم ومربوط ہے کہ اس میں کہیں کوئی خلل اور بدنظمی کا نام ونشان نہیں ہے اور کوئی چیز ایک دوسری سے بے ربط نہیں ہے اور نہ بے ہنگم ہے۔ خالق اکبر کی تخلیق پر جس قدر غور وفکر کیا جائے اس میں کوئی نقص، کوئی خلل اور کوئی عیب نظر نہیں آتا اور کائنات کا یہ تناسب، یہ باہمی ارتباط اور یہ نظم وضبط اس بات کی محکم دلیل ہے کہ اس کائنات کا خالق ومدبر ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ نیز یہ کہ وہ علیم بھی ہے اور حکیم بھی۔

۴۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ ۔ الآیہ﴾ کافرین ومجرمین کے برے انجام کا تذکرہ کرنے کے بعد خدائے علیم خوف وخشیۂ الٰہی رکھنے والوں کے اجر وثواب کا تذکرہ کر رہا ہے تاکہ بشارت ونذارت میں جمع ہو جائے اور فریضۂ تبلیغ اچھی طرح ادا ہو جائے۔

۵۔ ﴿وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ ۔ الآیہ﴾ آدمی اس لئے آہستہ بات کرتا ہے کہ کوئی سن نہ لے۔ مگر ارشادِ قدرت ہے کہ تم آہستہ بات کرو یا بلند آواز سے کرو خدائے لطیف تمہاری ہر بات کو سنتا ہے بلکہ وہ تو تمہارے سینوں کے رازوں سے بھی واقف ہے۔ اس میں کافروں کی اس غلط سوچ کی رد کی گئی ہے جو گمان کرتے ہیں کہ اللہ ان کے بہت سے اعمال واحوال سے آگاہ نہیں ہے۔ ارشادِ قدرت ہوتا ہے: کیا وہ نہیں جانتا جس نے تمہیں پیدا کیا ہے؟ حالانکہ وہ بڑا باریک بین اور بڑا باخبر ہے۔

۶۔ ﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم کے بے شمار احسانات میں سے یہ ایک خصوصی احسان ہے کہ اس نے زمین کو

وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ﴿١٥﴾ ءَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن
طرف (قبروں سے) اٹھ کر جانا ہے (۱۵) کیا تم اس (اللہ) سے بے خوف ہو گئے جس (کی حکومت)
يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ﴿١٦﴾ أَمْ أَمِنتُم
آسمان میں ہے کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے پھر وہ ایک دم تھرتھرانے لگے (۱۶) کیا تم اس بات سے
مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ
بے خوف ہو گئے ہو کہ آسمان والا تم پر پتھر برسانے والی ہوا بھیج دے پھر تمہیں بہت جلد
فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ﴿١٧﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ
معلوم ہو جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا ہوتا ہے؟ (۱۷) اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں
مِن قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿١٨﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى
نے بھی (حق کو) جھٹلایا تھا تو میری سخت گیری کیسی تھی؟ (۱۸) کیا یہ لوگ اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھتے جو
الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ
پروں کو پھیلائے ہوئے (اڑتے ہیں) اور وہ (کبھی انکو) سمیٹ بھی لیتے ہیں انہیں (خدائے) رحمٰن کے سوا
إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ﴿١٩﴾ أَمَّنْ هَٰذَا
اور کوئی (فضا میں) تھامے ہوئے نہیں ہے۔ بے شک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے (۱۹) آخر وہ
الَّذِي هُوَ جُندٌ لَّكُمْ يَنصُرُكُم مِّن دُونِ الرَّحْمَٰنِ ۚ
کون ہے جو خدائے رحمٰن کے مقابلہ میں تمہارا لشکر بن کر تمہاری مدد کرے؟
إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ﴿٢٠﴾ أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي
کافر لوگ بالکل دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں (۲) (بتاؤ) وہ کون ہے جو تمہیں روزی دے
يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ بَل لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ وَ
اگر وہ (اللہ) اپنی روزی روک لے؟ بلکہ یہ لوگ سرکشی اور (حق سے) نفرت پر اڑے
نُفُورٍ ﴿٢١﴾ أَفَمَن يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّن
ہوئے ہیں (۲۱) بھلا جو شخص منہ کے بل گرتا ہوا چل رہا ہو وہ زیادہ ہدایت یافتہ (اور منزل
يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٢﴾ قُلْ هُوَ
مقصود پر زیادہ پہنچنے والا) ہے یا وہ جو سیدھا راہ راست پر چل رہا ہے؟ (۲۲) آپ کہہ دیجئے!

ہمارے لیے رام کیا ہے کہ ہم جس طرح چاہتے ہیں اس سے کام لیتے ہیں۔ اس پر بآسانی چلتے ہیں، اس پر مکان بناتے ہیں اور اس سے فصلیں اگاتے ہیں۔ تو یہ خود بخود رام نہیں ہوئی بلکہ محسن حقیقی نے اسے ہمارے لئے مسخر کیا ہے کہ ہم اس سے فائدے حاصل کر رہے ہیں۔ مگر اس محسن اعظم نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ تم بے شک اس پر چلو پھرو اور اس سے اُگے ہوئے اور خدا کے عطا کردہ رزق سے کھاؤ مگر یاد رکھو کہ تم آزاد نہیں ہو بلکہ کسی ذات کے بندے ہو۔ تم نے ایک دن اسکی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور اپنے ہر قول و فعل کا جواب دینا ہے۔

۷۔ ﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ۔ الآیہ﴾ سورہ اس آیت میں کفار و مشرکین اور مجرمین کو ان قوموں کے برے انجام اور ان کی تباہی و بربادی سے عبرت دلائی گئی ہے جو حق کے انکار، رسولوں کو جھٹلانے اور اپنے غلط کردار کی پاداش میں اپنے فطری انجام کو پہنچیں اور دوسروں کیلئے نشان عبرت بنیں۔

۸۔ ﴿قُلْ هُوَ الَّذِيٓ۔ الآیہ﴾ جب ساری کائنات کا خالق خدا ہے تو لامحالہ اشرف المخلوقات انسان کا خالق و مالک بھی خدا ہی ہے اور پھر اسے سننے، دیکھنے اور سوچنے سمجھے کی قوتیں اور صلاحیتیں عطا کرنے والا بھی وہی واحد لاشریک خدا ہے۔ تاکہ انسان سنے، دیکھے اور سوچ سمجھ کر کوئی نظریہ اختیار کرے اور کورانہ روش و رفتار سے اجتناب کرے۔ مگر افسوس کہ اللہ کی ان عطا کردہ نعمتوں کو ان کے صحیح مصرف میں صرف کر کے اس کا شکر ادا کرنے والے بندے بہت کم ہیں: ﴿وقليل من عبادي الشكور﴾

الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

وہی تو (خدا) ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور

وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٣﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْ

دل (و دماغ) بنائے۔ (مگر) تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو (۲۳) آپ کہہ دیجئے! کہ وہ (اللہ) وہی ہے

ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور (قیامت کے دن) تم اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤگے (۲۴) اور وہ

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قُلْ اِنَّمَا

(کافر لوگ) کہتے ہیں کہ (بتاؤ) یہ وعدہ وعید کب پورا ہوگا؟ اگر تم سچے ہو (۲۵) آپ کہہ دیجئے کہ

الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۠ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢٦﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ

(اسکا) علم تو بس اللہ کے پاس ہے اور میں تو صرف ایک کھلا ہوا ڈرانیوالا ہوں (۲۶) پس وہ جب اس

زُلْفَةً سِيْۗـــــَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا

(قیامت) کو قریب آتے دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائینگے اور (ان سے) کہا

الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿٢٧﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ

جائے گا کہ یہی وہ ہے جسکا تم مطالبہ کیا کرتے تھے (۲۷) آپ کہہ دیجئے! کہ کیا تم نے غور کیا ہے

اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ

اگر (تمہاری خواہش کے مطابق) خدا مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کردے یا (ہماری خواہش کے

الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٨﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ

مطابق) ہم پر رحم فرمائے (بہرحال) کافروں کو دردناک عذاب سے کون پناہ دیگا؟ (۲۸) آپ کہہ

اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ

دیجئے! وہ خدائے رحمان ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں اور اسی پر توکل (بھروسہ) کرتے ہیں عنقریب تمہیں معلوم

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ

ہوجائیگا کہ کھلی ہوئی گمراہی میں کون ہے؟ (۲۹) آپ کہیے! کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر تمہارا پانی زمین کی تہہ میں

مَاۗؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَاۗءٍ مَّعِيْنٍ ﴿٣٠﴾ ع ۲ ۱۶ ۲

اتر جائے تو پھر تمہارے لیے (شیریں پانی کا) چشمہ کون لائیگا؟ (۳۰)

۹۔ ﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ جب یہ لوگ قیامت اور اس کے عذاب کو قریب آتا ہوا دیکھیں گے تو ان کے چہرے بگڑ جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ یہی وہ دن ہے جس کا تم مطالبہ کرتے تھے کہ یہ وعدہ وعید کب پورا ہوگا؟ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ قیامت کے دن جب حضرت امیر علیہ السلام کے دشمن ان کی قدر و منزلت دیکھیں گے تو ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے تو اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ اس منزل و مقام کا دعویٰ تو تم کیا کرتے تھے؟ (تفسیر صافی وغیرہ)

سورۂ قلم

سورۂ قلم کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قلم کی عظمت کا ثبوت۔ (۲) مخالفین کے ایرادات کے جوابات۔ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب خلق عظیم ہونے کا بیان (۴) نام لئے بغیر بڑے مخالف اور اسکے برے اوصاف کا تذکرہ۔ (۵) ایک باغ والوں کی تمثیل۔ (۶) اطاعت گزاروں اور نافرمانوں کے انجام مختلف ہوتے ہیں۔ (۷) قیامت کی شدت اور کشف ساق کی حقیقت؟ (۸) دشمنان خدا پر نعمتوں کی فراوانی عذاب کی تمہید ہوتی ہے۔ (۹) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر و ضبط کی تلقین۔ (۱۰) جناب یونس علیہ السلام کے ترک اولیٰ کا بیان وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿نٓ وَالْقَلَمِ۔ الآیہ﴾ نون کی لفظ ان متشابہات میں سے ہے جس کی حقیقت خدا اور راسخون فی العلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ ویسے بعض اخبار کے مطابق اس سے مراد جنت کی ایک نہر ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان پانچ ناموں میں سے ایک نام ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ اور یہ کہ اس سے مراد وہ سیاہی ہے جس سے لوح محفوظ کے مندرجات لکھے گئے۔ اسی طرح اس قلم میں بھی اختلاف ہے کہ اس سے کون سا قلم مراد ہے؟ بعض اخبار میں اس سے وہ نورانی قلم مراد لیا ہے جس سے لوگ لکھتے ہیں جو علم و فنون کی نشر و اشاعت کا ذریعہ ہے۔ اسی قلم سے قرآن و سنت کے حقائق لکھے جاتے ہیں اور اسی سے کائناتی اسرار و رموز سپرد قرطاس کئے جاتے ہیں اور اسی قلم سے علم و حکمت کے موتی بکھیرے جاتے ہیں۔ الغرض قلم کا تقدس ماں بہن کی عصمت سے کم نہیں ہے اور اگر کوئی بدبخت ضال و مضل آدمی قلم کو غلط استعمال کر کے اس کے تقدس کو مجروح کرتا ہے تو اس غلط استعمال سے اسکی حقیقی افادیت

ایاتها ۵۲ | ۶۸ سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ ۲ | رکوعاتها ۲

سورہ قلم مکی ہے۔ آیات ۵۲۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝۱ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ
نون! قسم ہے قلم کی اور اسکی جو کچھ لوگ لکھتے ہیں (۱) کہ آپ اپنے پروردگار کے فضل و کرم سے دیوانے

بِمَجْنُوْنٍ ۝۲ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝۳ وَاِنَّكَ
نہیں ہیں (۲) اور بے شک آپ کیلئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونیوالا نہیں ہے (۳) اور بے شک

لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝۵
آپ خلق عظیم کے مالک ہیں (۴) عنقریب آپ بھی دیکھیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے (۵)

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝۶ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ
کہ تم میں سے کون جنون میں مبتلا ہے (۶) بے شک آپکا پروردگار بہتر جانتا ہے کہ اس کی راہ سے بھٹکا ہوا

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۷ فَلَا تُطِعِ
کون ہے؟ اور وہی انہیں خوب جانتا ہے جو ہدایت یافتہ ہیں (۷) تو آپ جھٹلانیوالوں کا کہنا نہ

الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۸ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝۹ وَلَا
مانیں (۸) وہ (کفار) تو چاہتے ہیں کہ آپ (اپنے فرض منصبی کی ادائیگی میں) ڈھیلے پڑ جائیں تو وہ بھی (مخالفت میں) ڈھیلے

تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝۱۰ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ۝۱۱
ہو جائیں (۹) اور آپ ہرگز ہر اس شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت (جھوٹی) قسمیں کھانیوالا ہے (اور) ذلیل ہے (۱۰) جو بڑی نکتہ چینی

مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝۱۲ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ
کرنیوالا (اور) چلتا پھرتا چغلخور ہے (۱۱) کار خیر سے بڑا منع کرنیوالا، حد سے بڑھنے والا (اور) بڑا گنہگار ہے (۱۲) سخت مزاج ہے

زَنِيْمٍ ۝۱۳ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝۱۴ اِذَا تُتْلٰى
اور ان (سب بری صفتوں) کے علاوہ وہ بد اصل بھی ہے (۱۳) یہ سب کچھ اس بناء پر ہے کہ وہ مالدار اور اولاد والا ہے (۱۴) جب

عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۵ سَنَسِمُهٗ
اسکو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو اگلے لوگوں کے افسانے ہیں (۱۵) ہم عنقریب اسکی

عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿١٦﴾ إِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ أَصْحٰبَ

سونڈ (ناک) پر داغ لگا دینگے (۱۶) ہم نے ان (کفار مکہ) کو اسی طرح آزمائش میں ڈالا ہے جس طرح ایک باغ والوں کو

الْجَنَّةِ ۚ إِذْ أَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿١٧﴾ وَلَا

آزمائش میں ڈالا تھا جب انہوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ صبح سویرے ضرور اسکا پھل توڑ لینگے (۱۷) اور انہوں نے کوئی استثنیٰ

يَسْتَثْنُوْنَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَ

نہیں کیا تھا (انشاء اللہ نہیں کہا تھا) (۱۸) پھر (راتوں رات) جبکہ وہ لوگ ابھی سوئے ہوئے تھے آپکے پروردگار کی طرف

هُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿١٩﴾ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا

سے ایک آفت چکر لگائی گئی (۱۹) تو وہ (باغ) کٹی ہوئی فصل کی طرح ہو گیا (۲۰) پس انہوں نے صبح

مُصْبِحِيْنَ ﴿٢١﴾ أَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

ہوتے ہی ایک دوسرے کو آواز دی (۲۱) کہ اگر تم نے پھل توڑنا ہے تو سویرے سویرے اپنی کھیتی

صٰرِمِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿٢٣﴾ أَنْ لَّا

کی طرف چلو (۲۲) تو وہ اس حال میں چل پڑے کہ چپکے چپکے ایک دوسرے سے کہتے جاتے تھے (۲۳) کہ

يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿٢٤﴾ وَّغَدَوْا

خبردار! آج تمہارے پاس اس باغ میں کوئی مسکین نہ آنے پائے (۲۴) اور وہ

عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوْا إِنَّا

اس (مسکین کو کچھ نہ دینے) پر قادر سمجھ کر نکلے (۲۵) اور جب باغ کو (برباد) دیکھا تو کہا کہ ہم راستہ بھول

لَضَآلُّوْنَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ أَوْسَطُهُمْ

گئے ہیں (۲۶) بلکہ ہم محروم ہو گئے ہیں (۲۷) جو ان میں سے بہتر آدمی تھا اس نے

أَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ

کہا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ (خدا کی) تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ (۲۸) (تب) انہوں نے کہا کہ

إِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

پاک ہے ہمارا پروردگار بے شک ہم ظالم تھے (۲۹) پھر وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باہم لعنت

يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿٣٠﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ إِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿٣١﴾

ملامت کرنے لگے (۳۰) (اور) کہنے لگے وائے ہو ہم پر! بے شک ہم سرکش ہو گئے تھے (۳۱)

واہمیت مجروح نہیں ہوتی۔

۲۔﴿ مَآ أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ ۔ الآیہ﴾ یہ جواب قسم ہے کہ آپ اللہ کے فضل و کرم سے مجنون نہیں ہیں اور بہت جلد یہ حقیقت آشکار ہو جائے گی کہ جنون میں کون مبتلا تھا آپ یا یہ الزام تراش؟

۳۔﴿ إِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ ۔ الآیہ﴾ پیغمبر اسلام ﷺ صرف باخلق ہی نہیں بلکہ قرآنی لفظوں میں خلق عظیم کے مالک ہیں اور انسانی زندگی کے ہر ہر شعبہ میں آپکی سیرت و کردار اور آپ کی روش و رفتار تمام لوگوں کیلئے مینارہ ہدایت ہے اور مشعل راہ ہے۔ مروی ہے کہ کان خلقہ القرآن کہ آپ کا خُلق قرآن تھا یعنی آپ ان تمام اخلاق سے آراستہ تھے جنکے اختیار کرنے کا قرآن حکم دیتا ہے اور ان تمام برے اخلاق سے مبرا تھے جن سے قرآن روکتا ہے۔

۴۔﴿ فَلَا تُطِعِ ۔ الآیہ﴾ قرآن مجید کے اندازِ بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کوئی خاص بدبخت شخص ہے جس میں بیک وقت تمام رذائل پائے جاتے ہیں وہ حلاف ہے (بہت قسمیں کھانے والا)، وہ ذلیل ہے، بڑا نکتہ چین ہے، بڑا چغلخور ہے۔ ان سب کے علاوہ بداصل بھی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اپنی ان بری صفات کی وجہ سے مکہ میں اس قدر مشہور تھا کہ نام لینے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی۔ اگرچہ مفسرین نے اس سلسلہ میں تین نام گنوائے ہیں مگر مشہور و منصور قول یہ ہے کہ اس سے مکہ کا مشہور بدمعاش سردار ولید بن مغیرہ مراد ہے۔ اس واقعہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص بدعقیدہ اور بدکردار ہو تو ایسے برے القاب اور ناپسندیدہ صفات کے ساتھ اسے یاد کرنا جائز ہے۔

عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا

امید ہے کہ ہمارا پروردگار ہمیں اس (باغ) کے بدلے اس سے بہتر باغ عطا کردے ہم اپنے پروردگار کی

وقف لازم

رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ

طرف رجوع کرتے ہیں (۳۲) اسی طرح عذاب آتا ہے اور آخرت کا عذاب تو (اس سے بھی)

ع ۱ ۴۴ ۳

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ

بہت بڑا ہے کاش کہ یہ لوگ جانتے (۳۳) بے شک پرہیزگاروں کیلئے انکے پروردگار کے ہاں نعمت اور

النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ ۭ

وآسائش کے باغات ہیں (۳۴) کیا ہم فرمانبرداروں کو مجرموں کی مانند کردینگے ؟ (۳۵)

مَا لَكُمْ ۣ وقفة كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ

تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟ (۳۶) کیا تمہارے پاس کوئی (آسمانی) کتاب ہے جس میں تم

تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ

(یہ) پڑھتے ہو؟ (۳۷) کہ تمہارے لیے اس میں وہ کچھ ہے جو تم پسند کرتے ہو؟ (۳۸) یا

لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ

کیا تم نے ہم سے کچھ قسمیں لی ہیں کہ قیامت میں تمہارے لیے وہی کچھ ہے جس کا تم حکم

لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ

لگاؤ گے (فیصلہ کروگے؟) (۳۹) ان سے پوچھیے کہ ان میں سے کون ان (بے بنیاد باتوں)

۱۵ مع

زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَاۗءُ ڔ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ

کا ضامن ہے ؟ (۴۰) کیا ان کے کچھ آدمی (ہمارے) شریک ہیں؟ تو اگر وہ سچے ہیں تو

اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ

پھر اپنے وہ شریک پیش کریں (۴۱) (وہ دن یاد کرنے کے لائق ہے) جب پنڈلی کھولی جائے گی (یعنی

يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً

سخت وقت ہوگا) اور ان (کافروں) کو سجدہ کیلئے بلایا جائیگا تو (اسوقت) وہ سجدہ نہیں کرسکیں گے (۴۲)

اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ

ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی (اور) ان پر ذلت چھائی ہوگی حالانکہ انہیں اس وقت (بھی دنیا میں)

۵۔ ﴿اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ الآیہ﴾ کفار کے اس فاسد نظریہ کی رد کی جارہی ہے جو کہتے تھے کہ پہلے تو قیامت آئے گی نہیں اور اگر آئی تو جس طرح ہم دنیا میں مال واولاد کے اعتبار سے مسلمانوں سے اچھے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی ہماری حالت ان سے اچھی ہوگی۔ ان کے جواب میں خدا فرما رہا ہے کہ کیا ہم اپنے فرمانبرداروں کو مجرموں اور نافرمانوں کے برابر کردیں گے؟ حاشا وکلا۔ ایسا کرنا ہمارے عدل اور ہماری حکمت کے سراسر خلاف ہے۔

۵۔ ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ۔ الآیہ﴾ کچھ لوگ سوچے سمجھے بغیر کہہ دیا کرتے ہیں کہ خداوند عالم قیامت کے دن اپنی پنڈلی سے کپڑا اٹھائے گا اور کافروں کو سجدہ کا حکم دے گا مگر جب وہ سجدہ نہیں کرسکیں گے تو انہیں پکڑ کر جہنم میں جھونک دے گا۔ حالانکہ یہ بات عقل وشرع کے خلاف ہے۔ وہ جسم وجسمانیات سے منزہ ومبرا ہے۔ لہٰذا اس کے بارے میں پنڈلی سے کپڑا اٹھائے جانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا؟ اصل بات یہ ہے کہ کشف ساق عربی میں شدت وسختی کے اظہار کا ایک محاورہ ہے۔ کیونکہ جب آدمی نے کوئی مشکل کام کرنا ہو یا جلد راستہ طے کرنا ہو تو وہ اپنا پاجامہ یا تہمند تھوڑا سا اونچا کرلیتا ہے جس سے پنڈلیاں ظاہر ہوجاتی ہیں۔ بنابریں سجدے کا یہ مطالبہ محض زجر وتوبیخ کیلئے ہوگا۔ جب وہ دنیا میں صحیح وسالم تھے تو جب اس وقت خدا کو سجدہ نہ کیا تو وہ اس وقت میں کسی طرح سجدہ کرسکیں گے؟ لہٰذا ان کو پکڑ کر جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔

إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سٰلِمُونَ ﴿٤٣﴾ فَذَرْنِي وَمَنْ
سجدہ کی دعوت دی جاتی تھی جب وہ صحیح وسالم تھے (۴۳) پس (اے رسولؐ) آپؐ مجھے اور
يُكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ
اسکو چھوڑ دیں جو اس کتاب کو جھٹلاتا ہے ہم انہیں اس طرح بتدریج تباہی کی طرف لے جائینگے
حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٤﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي
کہ انکو خبر بھی نہ ہوگی (۴۴) اور میں انہیں مہلت دے رہا ہوں۔ بے شک میری تدبیر بڑی
مَتِينٌ ﴿٤٥﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ
مضبوط ہے (۴۵) کیا آپ ان سے کوئی اجرت طلب کرتے ہیں کہ وہ اس تاوان کے بوجھ
مُثْقَلُونَ ﴿٤٦﴾ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤٧﴾
تلے دبے جاتے ہیں؟ (۴۶) یا کیا انکے پاس غیب ہے سو جسے وہ لکھ رہے ہیں؟ (۴۷)
فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ (وقف لازم)
پس آپ اپنے پروردگار کے فیصلے تک صبر کریں اور مچھلی والے (جناب یونسؑ) کی طرح نہ ہوں جب اس نے اس حال
إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿٤٨﴾ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ
میں (اپنے پروردگار کو) کو پکارا کہ وہ غم وغصہ سے بھرا ہوا تھا (یا مغموم تھا) (۴۸) اگر اسکے پروردگار کا فضل وکرم اسکے
مِنْ رَبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبَاهُ
شامل حال نہ ہوتا تو اسے اس حال میں چٹیل میدان میں پھینک دیا جاتا کہ وہ مذموم ہوجاتا (۴۹) مگر اسکے پروردگار
رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿٥٠﴾ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ
نے اسے منتخب کرلیا اور اسے (اپنے) نیکوکار بندوں میں سے بنا دیا (۵۰) اور جب کافر ذکر (قرآن)
كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ
سنتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی (تیز وتند) نظروں سے آپکو (راہ راست) سے
وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ (وقف لازم)
پھسلا دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ ضرور دیوانہ ہے (۵۱) حالانکہ وہ (قرآن) تو تمام جہانوں
لِلْعٰلَمِينَ ﴿٥٢﴾ (ع ٢)
کیلئے نصیحت ہے (۵۲)

۷۔ ﴿فاصبر لحکم ربک۔ الآیہ﴾ اپنے پروردگار کے فیصلے کا انتظار کریں اور مچھلی والے (جناب یونس علیہ السلام) کی طرح جلد بازی سے کام نہ لیں۔ جناب یونس علیہ السلام کی داستان اور ان کے ترک اولیٰ کی تفصیل وتوجیہ قبل ازیں سورہ یونس، سورہ انبیاء اور سورہ صافات میں بیان کی جا چکی ہے۔ ان مقامات کی طرف رجوع کیا جائے۔

ایاتها ۵۲ ۶۹ سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّيَّةٌ ۷۸ رکوعاتها ۲

سورہ حاقہ مکی ہے۔ آیات ۵۲۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ٱلۡحَآقَّةُ ۝١ مَا ٱلۡحَآقَّةُ ۝٢ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا ٱلۡحَآقَّةُ ۝٣

برحق واقع ہونیوالی (۱) کیا ہے وہ برحق واقع ہونیوالی (۲) اور (اے مخاطب) تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ برحق واقع ہونیوالی (۳)

كَذَّبَتۡ ثَمُودُ وَعَادُۢ بِٱلۡقَارِعَةِ ۝٤ فَأَمَّا ثَمُودُ

قبیلہ ثمود اور عاد نے کھڑکھڑانے والی (قیامت) کو جھٹلایا (۴) پس ثمود تو ایک حد سے بڑھے

فَأُهۡلِكُواْ بِٱلطَّاغِيَةِ ۝٥ وَأَمَّا عَادٞ فَأُهۡلِكُواْ بِرِيحٖ

ہوئے حادثہ سے ہلاک کیے گئے (۵) اور نبی عادؑ ایک حد سے زیادہ تیز وتند (اور سرد) آندھی

صَرۡصَرٍ عَاتِيَةٖ ۝٦ سَخَّرَهَا عَلَيۡهِمۡ سَبۡعَ لَيَالٖ وَ

سے ہلاک کیے گئے (۶) اللہ نے اسے مسلسل سات رات اور آٹھ دن تک ان پر

ثَمَٰنِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومٗاۖ فَتَرَى ٱلۡقَوۡمَ فِيهَا صَرۡعَىٰ

مسلط رکھا تم (اگر وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ اس طرح گرے پڑے ہیں کہ

كَأَنَّهُمۡ أَعۡجَازُ نَخۡلٍ خَاوِيَةٖ ۝٧ فَهَلۡ تَرَىٰ لَهُم مِّنۢ

گویا وہ کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں (۷) تو تمہیں ان کا کوئی باقی بچ جانے والا نظر

بَاقِيَةٖ ۝٨ وَجَآءَ فِرۡعَوۡنُ وَمَن قَبۡلَهُۥ وَٱلۡمُؤۡتَفِكَٰتُ

آتا ہے ؟ (۸) اور فرعون اور اس سے پہلے والوں اور الٹی ہوئی بستیوں (والوں) نے (یہی)

بِٱلۡخَاطِئَةِ ۝٩ فَعَصَوۡاْ رَسُولَ رَبِّهِمۡ فَأَخَذَهُمۡ

خطا کی (۹) (یعنی) اپنے پروردگار کے رسولؐ کی نافرمانی کی تو اس (اللہ) نے انکو حد سے بڑھی

أَخۡذَةٗ رَّابِيَةً ۝١٠ إِنَّا لَمَّا طَغَا ٱلۡمَآءُ حَمَلۡنَٰكُمۡ فِي

ہوئی گرفت میں لے لیا (۱۰) اور پانی جب حد سے بڑھ گیا تو ہم نے تم کو (یعنی تمہارے آباؤاجداد کو) کشتی

ٱلۡجَارِيَةِ ۝١١ لِنَجۡعَلَهَا لَكُمۡ تَذۡكِرَةٗ وَتَعِيَهَآ أُذُنٞ

میں سوار کیا (۱۱) تاکہ ہم اس (واقعہ) کو تمہارے لیے یادگار بنا دیں اور یاد رکھنے والے

سورۂ حاقہ

سورۂ حاقہ کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قیامت کے ناموں میں سے ایک نام حاقہ بھی ہے۔ (۲) خدا کا حلفی بیان کہ قیامت ضرور آئے گی۔ (۳) قیامت کے ہولناک مناظر کا تذکرہ۔ (۴) نامہ ہائے اعمال کا دائیں بائیں ہاتھ میں دیا جانا۔ (۵) بعض قوموں کی بربادی کا تذکرہ۔ (۶) حاملانِ عرش الٰہی کا بیان۔ (۷) قرآن کے کلام اللہ ہونے کا بیان۔ (۸) رسول خداؐ کو کلام اللہ میں کمی بیشی کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ (۹) اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افترا پردازی کرتے تو انہیں سخت سزا دی جاتی وغیرہ وغیرہ

۱۔ ﴿ٱلۡحَآقَّةُ۔ الآیہ﴾ یہ لفظ حق یحق سے ماخوذ ہے جس کے معنی وجوب اور ثبوت کے ہیں اور چونکہ قیامت عقلاً وشرعاً واجب الوقوع ہے اسی وجہ سے اس کے بہت سے ناموں میں سے ایک نام الحاقہ بھی ہے۔ کفار ومشرکین جس قدر شد ومد کے ساتھ قیامت کو خلاف عقل کہہ کر اس کا انکار کرتے تھے اسی قدر شد ومد کے ساتھ خدا نے اسے ضروری الوقوع قرار دے کر پیش کیا ہے اور اس کے ہولناک مناظر کا تذکرہ کیا ہے اور پھر متقین و مجرمین کے انجام خیر وبد کا ذکر بھی کیا ہے۔

۲۔ ﴿كَذَّبَتۡ ثَمُودُ۔ الآیہ﴾ خدائے علیم و حکیم نے قیامت کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور خواب غفلت میں سونے والوں کو جگانے کیلئے اسے جھٹلانے والوں کے عبرتناک انجام کا تذکرہ فرمایا ہے جس کا قبل ازیں مختلف مقامات پر تذکرہ کیا جا چکا ہے فراجع۔

۳۔ ﴿وَجَآءَ فِرۡعَوۡنُ۔ الآیہ﴾ فرعون اور اس کے پہلے والوں اور الٹی بستیوں والوں یعنی قوم لوط وغیرہ جس قوم نے بھی اپنے رسول کو جھٹلایا اور قیامت کا انکار کیا تو خدا نے اسے سخت گرفت میں لے کر کچل ڈالا۔

۴۔ ﴿وَتَعِيَهَآ أُذُنٞ۔ الآیہ﴾ کان تو سب آدمی رکھتے ہیں اور سنتے بھی ہیں مگر ان سنی ہوئی باتوں پر غور وفکر کرنے اور گوش حقیقت

وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّ

کان اسے محفوظ رکھیں (۱۲) سو جب ایک بار صور پھونکا جائے گا (۱۳) اور

حُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾

زمین اور پہاڑوں کو ایک ہی دفعہ پاش پاش کر دیا جائے گا (۱۴)

فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ

تو اس دن واقع ہونیوالی (قیامت) واقع ہوجائے گی (۱۵) اور آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اس

فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى أَرْجَآئِهَا ۚ وَ

دن بالکل کمزور ہو جائے گا (۱۶) اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے اور آپ کے پروردگار

يَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ يَوْمَئِذٍ

کے عرش کو اس دن آٹھ (فرشتے) اٹھائے ہوں گے (۱۷) اس دن تم (اپنے پروردگار کی بارگاہ میں)

تُعْرَضُونَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ

پیش کیے جاؤ گے اور تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہ رہے گی (۱۸) پس جس کا نامہ اعمال اس کے

كِتٰبَهُ بِيَمِينِهِ ۙ فَيَقُولُ هَآؤُمُ اقْرَءُوا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾

دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا آؤ پڑھو میرا نامہ اعمال (۱۹)

إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ

میں سمجھتا تھا کہ میں اپنے حساب کتاب سے دوچار ہونے والا ہوں (۲۰) وہ ایک پسندیدہ زندگی میں ہو

رَّاضِيَةٍ ﴿۲۱﴾ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾

گا (۲۱) (یعنی) اس عالیشان بہشت میں ہوگا (۲۲) جسکے تیار پھلوں کے خوشے جھکے ہوئے ہوں گے (۲۳)

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيٓئًا بِمَآ أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ

(ان سے کہا جائیگا) کھاؤ اور پیو مزے اور خوشگواری کیساتھ ان اعمال کے صلے میں جو تم نے گزرے ہوئے

الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهُ بِشِمَالِهِ ۙ فَيَقُولُ

دنوں میں کیے ہیں (۲۴) اور جسکا نامہ اعمال اسکے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا وہ کہے گا کہ کاش میرا نامہ

يٰلَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتٰبِيَهْ ﴿۲۵﴾ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿۲۶﴾

اعمال مجھے نہ دیا جاتا (۲۵) اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کتاب کیا ہے؟ (۲۶)

نیوش رکھنے والے انسان بہت کم ہیں۔ چنانچہ فریقین کی تفاسیر میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث مذکور ہے کہ اس یاد رکھنے والے کان سے حضرت علی علیہ السلام کا کان مراد ہے (ملاحظہ ہو تفسیر در منثور، تفسیر مراغی، مجمع البیان)۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: میں کوئی چیز نہیں بھولا۔ (ایضاً)

۵۔ ﴿يَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ۔ الآیہ﴾ یہ آیت متشابہات میں ہے جس کی اصل حقیقت تک رسائی حاصل کرنا انسانی عقل وخرد کی رسائی سے ماوراء ہے۔ ہاں بعض اخبار میں وارد ہے کہ اس سے علم الٰہی مراد ہے جس کے اٹھانے والے آٹھ ہیں۔ چار اولین میں سے ہیں جو جناب نوح، جناب ابراہیم، جناب موسیٰ اور جناب عیسیٰ علیہم السلام ہیں اور چار آخرین میں سے ہیں: حضرت رسول خدا، حضرت علی مرتضیٰ، امام حسن مجتبیٰ اور حضرت امام حسین سید الشہداء علیہم السلام۔ (تفسیر صافی) بعض روایات میں آٹھ فرشتے وارد ہیں اور بعض میں فرشتوں کی آٹھ صفیں اٹھائے ہوئے ہیں۔ (مجمع البیان) بہرحال یہ نظریہ غلط ہے کہ یہ عرش خدا کا پایہ تخت ہے جس پر وہ جلوہ افروز ہوتا ہے، جس طرح دنیاوی بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ خدا جسم وجسمانیات سے منزہ و مبرا ہے۔

۶۔ ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ۔ الآیہ﴾ سورہ واقعہ کی تفسیر میں تفصیل سے یہ حقیقت بیان کی جا چکی ہے کہ قیامت کے دن کچھ لوگوں (جنتیوں) کے نامہ ہائے اعمال انکے دائیں ہاتھ میں اور کچھ لوگوں (دوزخیوں) کے نامہ ہائے اعمال انکے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ انجام کار دائیں ہاتھ والوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور بائیں ہاتھ والوں کو جہنم میں جھونکا جائے گا۔

يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۲۷ مَآ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ ۲۸

اے کاش وہی موت (جو مجھے آئی تھی) فیصلہ کن ہوتی (۲۷) (ہائے) میرے مال نے مجھے کوئی فائدہ نہ دیا (۲۸)

هَلَكَ عَنِّىْ سُلْطٰنِيَهْ ۲۹ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۳۰ ثُمَّ

(آہ) میرا اقتدار ختم ہو گیا (۲۹) (پھر حکم ہوگا) اسے پکڑو اور اسے طوق پہناؤ (۳۰) پھر

الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۳۱ ثُمَّ فِىْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ

اسے جہنم میں جھونک دو (۳۱) پھر اسے ایک ایسی زنجیر میں جس کی لمبائی

ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۳۲ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

ستر ہاتھ ہے جکڑ دو (۳۲) (کیونکہ) یہ بزرگ و برتر خدا پر ایمان نہیں

الْعَظِيْمِ ۳۳ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۳۴

رکھتا تھا (۳۳) اور غریب کو کھانا کھلانے پر آمادہ نہیں کرتا تھا (۳۴)

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۳۵ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا

پس آج یہاں اس کا کوئی ہمدرد نہیں ہے (۳۵) اور نہ ہی اس کے لیے پیپ کے

ع ۱ ۲۷ ۵ مِنْ غِسْلِيْنٍ ۳۶ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ۳۷ فَلَآ

سوا کوئی کھانا ہے (۳۶) جسے خطاکاروں کے سوا اور کوئی نہیں کھاتا (۳۷) پس نہیں!

اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۳۸ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۳۹ اِنَّهٗ

میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جن کو تم دیکھتے ہو (۳۸) اور ان کی جن کو تم نہیں دیکھتے (۳۹) بے شک یہ

لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۴۰ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ

(قرآن) ایک معزز رسولؐ کا کلام ہے (۴۰) یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے (مگر) تم لوگ

قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۴۱ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا

بہت کم ایمان لاتے ہو (۴۱) اور نہ ہی یہ کسی کاہن کا کلام ہے (مگر) تم لوگ بہت کم نصیحت

تَذَكَّرُوْنَ ۴۲ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۴۳ وَلَوْ

حاصل کرتے ہو (۴۲) (بلکہ) یہ تو تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے نازل شدہ ہے (۴۳) اگر وہ

تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۴۴ لَاَخَذْنَا مِنْهُ

(نبیؐ) اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر ہماری طرف منسوب کرتا (۴۴) تو ہم اس کا دایاں

۷۔ ﴿انہ لقول رسول ۔ الآیہ﴾ اگرچہ قرآن مجید فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کا کلام حق ترجمان ہے مگر سورۂ تکویر میں اس کی نسبت جبرائیلؑ کی طرف اور یہاں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مجازاً دی گئی ہے۔ کیونکہ یہ قرآن جبرئیل امینؑ کے ذریعہ سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا ہے۔ ورنہ دراصل یہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ ﴿لا ریب فیہ ھدی للمتقین﴾

۸۔ ﴿ولو تقول علینا ۔ الآیہ﴾ یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے بنائے ہوئے دین اسلام اور اس کے نازل کردہ قرآن کے بے کم و کاست مبلغ اور پہنچانے والے ہیں وہ اپنی طرف سے اس میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ یا کسی قسم کی کمی بیشی کرنے کے مجاز اور روادار نہیں ہیں بلکہ وہ ﴿وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی﴾ کے مصداق ہیں۔ اس لئے خدا فرما رہا ہے کہ یہ رسولؐ (جس کی رسالت عقلی و شرعی دلائل سے ثابت ہے) بالفرض اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کا اس طرح سخت محاسبہ کرتے کہ اس کی رگ حیات کو کاٹ کر رکھ دیتے۔

ایضاح: اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ جو کوئی جھوٹا دعوائے نبوت کرے گا خدا اس سے یہی سلوک کرے گا۔ کیونکہ تاریخ شاہد ہے کہ کئی لوگوں نے جھوٹا دعوائے نبوت کیا مگر خدا نے انہیں کوئی سزا نہیں دی۔ بلکہ یہ بات اور یہ سزا اس نبی کے بارے میں ہے جس کی نبوت دلائل و براہین سے ثابت ہو۔ کہ اگر وہ بالفرض ایسا کرے تو اسے یہ سزا دی جائے گی۔

بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا

ہاتھ پکڑ لیتے (۴۵) اور پھر ہم اس کی رگ حیات کاٹ دیتے (۴۶) پھر تم میں

مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ

سے کوئی بھی ہمیں اس سے روکنے والا نہ ہوتا (۴۷) بے شک یہ (قرآن) پرہیز گاروں

لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾

کیلئے ایک نصیحت ہے (۴۸) اور ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں سے کچھ لوگ (اسکے) جھٹلانیوالے ہیں (۴۹)

وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾

اور یہ کافروں کیلئے باعث حسرت ہے (۵۰) اور بے شک وہ یقینی حق ہے (۵۱)

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾ ع ۱۵ ۲/۲

پس آپ اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی تسبیح کریں (۵۲)

اٰیاتها ۴۴ — ۷۰ سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ ۷۹ — رکوعاتها ۲

سورہ معارج مکی ہے۔ آیات ۴۴۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ

ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا (۱) جو کافروں پر واقع ہونیوالا ہے (اور) اسے کوئی

دَافِعٌ ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ

ٹالنے والا نہیں ہے (۲) جو اس خدا کی طرف سے ہے جو بلندی کے زینوں والا ہے (۳) فرشتے اور روح

وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ

اسکی بارگاہ میں ایک ایسے دن میں چڑھ کر جاتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار

سَنَةٍ ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ

سال ہے (۴) (اے نبیؐ) پس آپ بہترین صبر کیجئے (۵) یہ لوگ تو اس (روز) کو بہت

بَعِيْدًا ﴿۶﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ﴿۷﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ

دور سمجھتے ہیں (۶) مگر ہم اسے بالکل قریب دیکھ رہے ہیں (۷) جس دن آسمان پگھلی ہوئی دھات کی طرح

سورۂ معارج

سورۂ معارج کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قیامت کے یقینی الوقوع اور ہولناک ہونے کا تذکرہ۔ (۲) قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ (۳) اس دن ہر شخص کا فیصلہ اسکے عقیدہ وعمل کے مطابق ہوگا۔ (۴) قیامت کے دن نفسا نفسی کا دن ہوگا۔ (۵) کفار و بدکردار لوگوں کو دھمکی۔ (۶) حقیقی نمازیوں کے اوصاف جلیلہ کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿سَاَلَ سَآئِلٌ۔ الآیہ﴾ بعض مفسرین نے اس سے نضر بن حارث بن کندہ مراد لیا ہے جس نے جنگ بدر کے موقع پر بددعا کی تھی اور بعض نے اس سے حارث بن نعمان فہری مراد لیا ہے جس نے پیغمبر اسلام ﷺ کے بمقام غدیر خم حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کا اعلان سن کر یہ بددعا کی تھی۔ چنانچہ خدائے قہار نے اسکے سر پر پتھر پھینکا جس سے وہ واصل جہنم ہوا۔ (مجمع البیان شرح مواہب لدنیہ زرکانی در منثور علامہ سیوطی شرح جامع صغیر شمس الدین وغیرہ)

۲۔ ﴿تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔ الآیہ﴾ اس پچاس ہزار سے کیا مراد ہے؟ اس میں مفسرین کے چند قول یہ ہیں: (۱) ظاہری مفہوم مراد ہے کہ قیامت کا دن دنیوی پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ (۲) اس سے کل دنیا کی مدت مراد ہے کہ آغاز سے انتہا تک پچاس ہزار بنتے ہیں۔ (۳) اس سے صرف مجازاً کثرت عددی مراد ہے۔ (۴) قیامت کی مقدار تو ایک ہی ہوگی مگر ہر شخص کو اپنے مال کے مطابق کم وبیش محسوس ہوگی۔ والاول اظہر واللہ العالم۔ مزید تفصیل معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع فرمائیں۔

كَالْمُهْلِ ﴿٨﴾ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿٩﴾ وَلَا يَسْأَلُ
ہو جائے گا (۸) اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی مانند ہو جائیں گے (۹) اور کوئی دوست کسی
حَمِيمٌ حَمِيمًا ﴿١٠﴾ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ
دوست کو نہ پوچھے گا (۱۰) حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھائے جائیں گے مجرم چاہے گا کہ
يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ﴿١١﴾ وَصَاحِبَتِهِ
اس دن کے عذاب سے بچنے کیلئے اپنے بیٹوں (۱۱) اپنی بیوی اور
وَأَخِيهِ ﴿١٢﴾ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ﴿١٣﴾ وَمَنْ فِي
اپنے بھائی (۱۲) اور اپنے قریبی کنبہ جو اسے پناہ دینے والا ہے (۱۳) اور روئے زمین کے سب لوگوں کو
الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ ﴿١٤﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ﴿١٥﴾
فدیہ میں دے دے اور پھر یہ (فدیہ) اسے نجات دلا دے (۱۴) ہرگز نہیں وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ کا شعلہ ہے (۱۵)
نَزَّاعَةً لِلشَّوَىٰ ﴿١٦﴾ تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١٧﴾ وَجَمَعَ
جو کھال کو ادھیڑ کر رکھ دیگا (۱۶) اور ہر اس شخص کو (اپنی طرف) بلائیگا جو پیٹھ پھیرایگا اور روگردانی کریگا (۱۷) اور جس
فَأَوْعَىٰ ﴿١٨﴾ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴿١٩﴾ إِذَا مَسَّهُ
نے (مال) جمع کیا اور پھر اسے سنبھال کر رکھا (۱۸) بے شک انسان بے صبرا پیدا ہوا ہے (۱۹) جب اسے کوئی تکلیف
الشَّرُّ جَزُوعًا ﴿٢٠﴾ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ﴿٢١﴾ إِلَّا
پہنچتی ہے تو وہ بہت گھبرا جاتا ہے (۲۰) اور جب اسے خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو بہت بخل کرتا ہے (۲۱) مگر وہ
الْمُصَلِّينَ ﴿٢٢﴾ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿٢٣﴾
نمازی (اس عیب سے محفوظ ہیں) (۲۲) جو اپنی نمازوں پر مداومت کرتے ہیں (۲۳)
وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ ﴿٢٤﴾ لِلسَّائِلِ
اور جن کے مالوں میں مقررہ حق ہے (۲۴) سائل اور
وَالْمَحْرُومِ ﴿٢٥﴾ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٢٦﴾
محروم کا (۲۵) اور جو جزا و سزا کے دن کی تصدیق کرتے ہیں (۲۶)
وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ﴿٢٧﴾ إِنَّ
اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں (۲۷) کیونکہ

۳۔ ﴿يَوَدُّ الْمُجْرِمُ ۔ الآیہ﴾ قیامت کی ہولناکی کا اس سے بڑھ کر اور کس طرح تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ بیوی بچے، وہ بہن بھائی اور وہ قریبی رشتہ دار کہ جن کی خاطر آج ایک انسان اسلام کو، اس کے حلال و حرام کو اور حق و حقیقت کو نظر انداز کر دیتا ہے اور انکے مفادات پر آنچ آنا گوارا نہیں کرتا۔ مگر قیامت کا دن اتنا ہولناک ہوگا کہ آدمی ان سب رشتہ داروں کو نہ صرف یہ کہ بھول جائے گا بلکہ چاہے گا کہ ان سب کو اپنا فدیہ قرار دے اور کسی طرح اسے نجات مل جائے! مگر ایسا نہیں ہو سکے گا کیونکہ یہ بات عدلِ الٰہی کے منافی ہے کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی؟

۴۔ ﴿إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۔ الآیہ﴾ سابقہ آیتوں میں ان بدنصیب لوگوں کا اور ان کے برے اعمال کا تذکرہ کرنے کے بعد جن کی وجہ سے وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ اب یہاں ان خوش نصیب لوگوں کا اور ان کے ان اچھے اعمال کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہوں گے اور اجمالاً وہ اوصاف جلیلہ و جمیلہ یہ ہیں: (۱) وہ نماز گزار ہیں اور نماز پر مداومت کرتے ہیں۔ (۲) وہ اپنے مالوں سے سائل و محروم کو اس کا مقررہ حق ادا کرتے ہیں۔ (۳) وہ قیامت کی تصدیق کرتے ہیں۔ (۴) وہ عذاب الٰہی سے ڈرتے ہیں۔ (۵) وہ اپنی بیویوں اور مملوکہ کنیزوں کے سوا اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ (۶) وہ امانتوں کو ادا کرتے ہیں۔ (۷) وہ اپنے وعدوں کی وفا کرتے ہیں۔ (۸) وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ (۹) اور وہ اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں۔ اس صفت کا مطلب یہ ہے کہ وہ جس واقعہ کے عینی گواہ ہوں تو جب انہیں گواہی دینے کیلئے طلب کیا جائے تو وہ بلا خوف لومۂ لائم بے کم و کاست گواہی دیتے ہیں اور دنیا کا کوئی خوف یا دنیا کا کوئی طمع انہیں سچی گواہی دینے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ کتمانِ شہادت گناہان کبیرہ میں سے ہے۔ الغرض

اس جملہ کا نماز کے تشہد میں شہادت وغیرہ کے ساتھ اتنا بھی تعلق نہیں ہے جتنا کہ کھجور کی گٹھلی کا اس کے چھلکے سے ہوتا ہے اور اس آیت سے اس باطل مدعا کا استدلال کرنا تفسیر بالرائے کی بدترین مثال ہے۔

۵۔ ﴿فَلَآ أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ۔ الآیہ﴾ عام سطحی نظر سے دیکھا جائے تو مشرق و مغرب ایک نظر آتی ہے اور اگر قدرے دقت نگاہ سے کام لیا جائے تو موسم سرما و گرما کے دو دو مشرق و مغرب نظر آتے ہیں اور اگر مزید باریک بینی سے کام لیا جائے تو سال بھر کے تین سو ساٹھ مشرق و مغرب نظر آتے ہیں یعنی ہر دن کا مشرق بھی الگ ہے اور مغرب بھی الگ۔ جل الخالق۔ بہرحال خداوند عالم قسم کھا رہا ہے کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ ان لوگوں پر عذاب نازل کرکے انہیں نیست و نابود کردے اور ان سے بہتر لوگ پیدا کردے جو اس کی اطاعت کریں اور اس کی نافرمانی نہ کریں۔

عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ﴿٢٨﴾ وَالَّذِينَ هُمْ

انکے پروردگار کا عذاب وہ چیز ہے جس سے کسی کو مطمئن نہیں ہونا چاہیے (۲۸) اور جو اپنی شرمگاہوں

لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿٢٩﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا

کی حفاظت کرتے ہیں (۲۹) سوائے اپنی بیویوں کے یا اپنی مملوکہ کنیزوں

مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ

کے کہ اس میں ان پر کوئی ملامت نہیں ہے (۳۰) اور جو اس

ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ﴿٣١﴾ وَالَّذِينَ

سے آگے بڑھے وہ حد سے تجاوز کرنیوالے ہیں (۳۱) اور جو اپنی امانتوں اور

هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِينَ هُمْ

عہد و پیمان کا لحاظ رکھتے ہیں (۳۲) اور جو اپنی گواہیوں پر

بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ﴿٣٣﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ

قائم رہتے ہیں (۳۳) اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت

يُحَافِظُونَ ﴿٣٤﴾ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ ﴿٣٥﴾ فَمَالِ ع ۲ ۷

کرتے ہیں (۳۴) یہی وہ لوگ ہیں جو عزت کیساتھ باغہائے بہشت میں رہیں گے (۳۵) (اے

الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿٣٦﴾ عَنِ الْيَمِينِ

نبیؐ) ان کافروں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ ٹکٹکی باندھے آپکی طرف دوڑے چلے آرہے ہیں (۳۶) دائیں اور

وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿٣٧﴾ أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ

بائیں طرف سے گروہ در گروہ (۳۷) کیا ان میں سے ہر ایک یہ طمع و لالچ رکھتا ہے کہ اسے آرام و آسائش

أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿٣٨﴾ كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا

والے بہشت میں داخل کردیا جائے (۳۸) ہرگز نہیں! ہم نے انہیں اس چیز (مادہ) سے پیدا کیا ہے جسے

يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ

وہ خود جانتے ہیں (۳۹) پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے پروردگار کی ہم پوری

إِنَّا لَقَادِرُونَ ﴿٤٠﴾ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ خَيْرًا مِنْهُمْ وَمَا

قدرت رکھتے ہیں (۴۰) اس بات پر کہ ہم ان لوگوں کے بدلے ان سے بہتر لے آئیں اور ہم (ایسا

نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا
کرنے سے) عاجز نہیں ہیں (۴۱) تو آپ انہیں چھوڑیئے کہ وہ بے ہودہ باتوں اور کھیل کود میں مشغول
حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ
رہیں یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے دوچار ہوں جسکا ان سے وعدہ وعید کیا جارہا ہے (۴۲) جس دن وہ
يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ
قبروں سے اس طرح جلدی جلدی نکلیں گے گویا (اپنے بتوں کے) استھانوں کی طرف
يُّوْفِضُوْنَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ
دوڑ رہے ہیں (۴۳) ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی (اور) ان پر ذلت ورسوائی
ع ۲ ۹ ۸ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿٤٤﴾
چھائی ہوگی۔ یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ وعید کیا جاتا تھا (۴۴)

ایاتها ۲۸ | ۷۱ سُوْرَةُ نُوْحٍ مَكِّيَّةٌ ۷۱ | رکوعاتها ۲

سورہ نوح مکی ہے۔ آیات ۲۸۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ
بے شک ہم نے نوحؑ کو انکی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈراؤ۔ اس سے پہلے
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ
کہ ان پر دردناک عذاب آجائے (۱) (چنانچہ) انہوں نے کہا کہ اے میری قوم!
لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢﴾ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَ
میں تمہیں ایک کھلا ہوا ڈرانیوالا ہوں (۲) کہ تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اور اس (کی مخالفت) سے ڈرو
اَطِيْعُوْنِ ﴿٣﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ
اور میری اطاعت کرو (۳) وہ (خدا) تمہارے (پہلے) گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایک مقررہ مدت تک
اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَاۗءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ وقف لازم
مہلت دے گا (باقی رکھے گا) بے شک جب اللہ کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو پھر اسے مؤخر نہیں کیا جا

سورۂ نوح

سورۂ نوح کے مضامین ومطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) خدا کا دستور ہے کہ کسی قوم پر حجت تمام کئے بغیر عذاب نازل نہیں کرتا۔ (۲) جناب نوح علیہ السلام کی دعوت کے تین ارکان تھے: (۱) خدائے واحد کی عبادت کرنا۔ (۲) تقوائے الٰہی اختیار کرنا۔ (۳) وقت کے نبی کی طاعت کرنا۔ (۴) ساڑھے نو سو سال تک جناب نوح علیہ السلام کا ناقابل برداشت زحمتیں برداشت کرکے تبلیغ کرنا۔ (۵) قوم نوح کی ناہنجاری کا بیان۔ (۶) آخرکار جناب نوح علیہ السلام کے پیمانۂ صبر کا لبریز ہوجانا اور قوم کی بربادی کی بددعا کرنا اور قوم کا غرق ہوجانا وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿انا ارسلنا نوحا۔ الآیہ﴾ قبل ازیں متعدد مقامات پر جناب نوح علیہ السلام کا ذکر خیر کیا جاچکا ہے۔ آپ کے دور میں کفر و شرک اور گناہ وعصیان کا بڑا زور تھا۔ خداوند عالم نے اس بگڑی ہوئی قوم کی اصلاح کیلئے جناب نوح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اور انہوں نے شب و روز ایک کرکے فریضہ تبلیغ ادا کیا۔ اعلانیہ تبلیغ، خفیہ تبلیغ، جلوت میں دعوت، خلوت میں دعوت، مجمع عام میں ارشاد، تنہائی میں ارشاد، دن کے اُجالے میں ہدایت، رات کے سناٹے میں ہدایت اور پھر یہ سلسلہ سال دو سال تک نہیں پورے ساڑھے نو سو سال تک جاری رہا۔ مگر قوم نے اس تبلیغ و ارشاد سے کیا اثر لیا؟ کانوں میں انگلیاں ٹھونسیں تاکہ آوازِ حق سن نہ سکیں۔ جناب نوح علیہ السلام کو پتھر مارے، مختلف اذیتیں پہنچائیں اور انجام کار چند آدمیوں کے سوا کوئی ایمان نہ لایا۔ انجام کار جب جناب نوح علیہ السلام کے صبر وضبط کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو بددعا کی اور خدا نے طوفان بھیجا تو ان چند آدمیوں کے سوا جو آپ کی کشتی نجات پر سوار ہوگئے تھے باقی سب

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ④ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ

سکتا کاش کہ تم (اس حقیقت کو) سمجھتے (۴) آپ (نوحؑ) نے کہا اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو

لَيْلًا وَّنَهَارًا ⑤ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ⑥ وَ

رات دن دعوت دی (۵) مگر میری دعوت نے ان کے فرار (گریز) میں اور بھی اضافہ کیا (۶)

اِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ

اور میں نے جب بھی انہیں دعوت دی کہ (وہ اس لائق ہوں کہ) تو انہیں بخش دے تو انہوں نے اپنی انگلیاں

اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا

اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑے اپنے اوپر لپیٹ لیے اور (اپنی روش پر) اڑے رہے

اسْتِكْبَارًا ⑦ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ⑧ ثُمَّ اِنِّيْٓ

اور بڑا تکبر کرتے رہے (۷) پھر بھی میں نے ان کو باآواز بلند دعوت دی (۸) پھر میں نے

اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ⑨ فَقُلْتُ

انہیں (ہرطرح دعوت دی) کھلم کھلا بھی اور چپکے چپکے بھی (۹) (چنانچہ) میں

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ⑩ يُّرْسِلِ

نے (ان سے) کہا اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے (۱۰) وہ تم پر

السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ⑪ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ

آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا (۱۱) اور مال واولاد سے تمہاری مدد فرمائے گا اور

وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ⑫

تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں قرار دے گا (۱۲)

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ⑬ وَقَدْ خَلَقَكُمْ

تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کی پرواہ نہیں کرتے؟ (۱۳) حالانکہ اس نے تمہیں طرح طرح

اَطْوَارًا ⑭ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ

سے خلق کیا ہے (۱۴) کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہ بر تہ

طِبَاقًا ⑮ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ

بنائے؟ (۱۵) اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ

قوم اس میں غرق ہوگئی اور آگے نسل آدم علیہ السلام انہی لوگوں سے چلی جو کشتی پر سوار ہوئے تھے۔

۲۔﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ۔ الآیہ﴾ اس آیت شریفہ سے واضح ہوتا ہے کہ استغفار کی برکت سے گناہ بھی معاف ہو سکتے ہیں، روزی میں اضافہ بھی ہوسکتا ہے اور اولاد بھی مل سکتی ہے۔ الغرض استغفار کی برکت سے انسان دنیا و آخرت کی نعمتوں سے مالا مال ہو سکتا ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ چند آدمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بعض نے گناہوں کی کثرت، بعض نے مال واولاد کی قلت اور بعض نے قحط سالی اور بارشوں کے نہ ہونے کی شکایت کی اور امام علیہ السلام نے سب کو استغفار کرنے کی تلقین فرمائی جس پر وہ ذہنی طور پر پریشان ہوئے کہ امام علیہ السلام نے مختلف شکایتوں کے ازالہ کیلئے ایک ہی نسخہ کس طرح تجویز فرمایا؟ امام علیہ السلام نے یہ بات بھانپ کر فرمایا کہ میں نے یہ سب کچھ قرآن کی اس آیت سے اخذ کیا ہے۔ بعد ازاں اسی آیت کی تلاوت فرمائی کہ خدا فرماتا ہے: ﴿استغفروا ربکم انه کان غفارا﴾۔ (کتاب الخصال)

۳۔﴿و جعل القمر فیهن نورًا۔ الآیہ﴾ سورہ یونس میں نور اور سراج کے معنوں کے باہمی فرق کی وضاحت کی جاچکی ہے۔ وہاں رجوع کیا جائے۔

الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿١٦﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

بنایا (۱۶) اور تمہیں خاص طرح زمین سے اگایا

نَبَاتًا ﴿١٧﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿١٨﴾

ہے (۱۷) پھر تمہیں اس میں لوٹائیگا اور پھر اسی سے (دوبارہ) نکالے گا (۱۸)

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿١٩﴾ لِّتَسْلُكُوْا

اور اللہ نے ہی تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا ہے (۱۹) تاکہ تم اسکے کشادہ

مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿٢٠﴾ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ ۱ ع ۲۰ ۹

راستوں میں چلو پھرو (۲۰) نوحؑ نے (بارگاہ خداوندی میں) عرض کیا اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میری

وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ﴿٢١﴾

نافرمانی کی ہے اور ان (بڑے) لوگوں کی پیروی کی ہے جنکے مال واولاد نے انکے خسارے میں اضافہ کیا ہے (اور کوئی

وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿٢٢﴾ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ

فائدہ نہیں پہنچایا) (۲۱) اور انہوں نے (میرے خلاف) بڑا مکروفریب کیا ہے (۲۲) اور انہوں نے (عام لوگوں

وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ

سے) کہا کہ (نوحؑ کے کہنے پر) اپنے خداؤں کو ہرگز نہ چھوڑو۔ اور نہ ہی وداور سواع کو چھوڑو اور نہ ہی یغوث ویعوق

وَنَسْرًا ﴿٢٣﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ

اور نسر کو چھوڑو (۲۳) اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے (یا اللہ) تو بھی انکی گمراہی کے سوا اور کسی

اِلَّا ضَلٰلًا ﴿٢٤﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ

چیز میں اضافہ نہ کر (۲۴) (چنانچہ) وہ اپنی خطاؤں کی وجہ سے غرق کر دیئے گئے پھر آگ میں ڈال دیے

فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿٢٥﴾ وَقَالَ

گئے پھر انہوں نے اللہ (کے عذاب سے) بچانیوالے کوئی مددگار نہ پائے (۲۵) اور نوحؑ

نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ

نے کہا اے میرے پروردگار! تو ان کافروں میں سے کوئی بھی روئے زمین پر بسنے

دَيَّارًا ﴿٢٦﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا

والا نہ چھوڑ (۲۶) اگر تو انہیں چھوڑے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور بدکار اور سخت

۴۔ ﴿وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ الآیہ﴾ یہ بھی کرشمہ ہائے قدرت کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے کہ خدا نے ایک خاص طریقہ اور خاص اہتمام سے تمہیں زمین سے اُگایا اور نکالا اور پھر واپس اسی کی طرف پلٹائے گا اور پھر انجام کار تمہیں دوبارہ اسی خاص طرح اور خاص اہتمام سے اُگائے گا۔

۵۔ ﴿ وَلَا يَلِدُوْٓا۔ الآیہ﴾ مروی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جناب نوح علیہ السلام کو کیسے پتہ چلا تھا کہ ان کی قوم اب کافروں اور بدکاروں کے سوا کسی کو جنم نہیں دے گی؟ فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا کہ جناب نوح علیہ السلام سے فرمایا کہ ﴿انه لن یؤمن من قومك الا من قد آمن﴾ کہ ان (چند لوگوں) کے سوا جو ایمان لا چکے ہیں اب تمہاری قوم میں سے اور کوئی شخص ایمان نہیں لائے گا۔ (سورہ ہود: ۳۶) (تفسیر قمی وصافی)

يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ

کافر کے سوا کسی اور کو جنم نہیں دیں گے (۲۷) اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو

وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ

بخش دے اور ہر اس شخص کو بخش دے جو مومن ہو کر میرے گھر میں داخل ہو اور سب مومنین و

وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ ع النصف ع ۲ ۸ ۱۰

مومنات کی مغفرت فرما اور کافروں کی ہلاکت کے سوا اور کسی چیز میں اضافہ نہ کر (۲۸)

اٰيَاتُهَا ۲۸ | ۷۲ سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ ۴۰ | رُكُوْعَاتُهَا ۲

سورہ جن مکی ہے۔ آیات ۲۸۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا

(اے نبیؐ) آپ کہیے! کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنات کے ایک گروہ نے (قرآن کو) توجہ کیساتھ سنا

سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ

پھر (جا کر اپنی قوم سے) کہا کہ ہم نے بڑا عجیب قرآن سنا ہے (۱) جو بھلائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اس لیے ہم تو

وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا

اس پر ایمان لے آئے اور اب ہم کسی کو بھی اپنے پروردگار کا شریک نہیں بنائیں گے (۲) اور یہ کہ ہمارے پروردگار

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ

کی شان بہت بلند ہے اس نے (اپنے لیے) نہ کوئی بیوی بنائی ہے اور نہ اولاد (۳) اور یہ کہ ہمارے بے وقوف لوگ

سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ﴿۴﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ

خدا کے بارے میں خلاف حق (ناروا) باتیں کرتے رہتے ہیں (۴) اور یہ کہ ہمارا خیال تھا کہ

الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ﴿۵﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ

انسان اور جن خدا کے بارے میں ہرگز جھوٹی بات نہیں کہیں گے (۵) اور یہ کہ انسانوں

مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ

میں سے کچھ لوگ جنات میں سے کچھ لوگوں کی پناہ لیا

۲۔ ﴿رب اغفر لی۔ الآیہ﴾ جناب نوح علیہ السلام کے اپنے لئے، اپنے والدین کیلئے اور جملہ مؤمنین و مؤمنات کیلئے دعائے مغفرت کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اس قسم کی دعا مانگنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ مستحسن ہے اور سنت انبیاء ہے۔ نیز اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جناب نوح علیہ السلام کے والدین صاحب ایمان تھے کیونکہ انبیاء و مرسلین کے والدین سب موحد اور مومن ہوتے ہیں ورنہ وہ ان کیلئے دعائے مغفرت نہ فرماتے۔ کما لا یخفی۔

سورۂ جن

سورہ جن کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن سن کر جنات کے ایک گروہ کے اسلام لانے کا تذکرہ۔ (۲) اس گروہ کا واپس جا کر اپنی دوسری قوم کو اسلام کی دعوت دینا۔ (۳) توحید اختیار کرنے اور شرک سے باز رہنے کی تعلیم۔ (۴) راہ راست پر چلنے والوں کو مختلف نعمتوں کی بشارت۔ (۵) راہ راست سے منحرف ہونے والوں کو سخت عذاب کی نذارت۔ (۶) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے یار و مددگار سمجھ کر دبانے والوں کی ملامت۔ (۷) عالم الغیب صرف خدا ہے وہ جس قدر چاہتا ہے اپنے رسولوں کو اس پر مطلع کرتا ہے وغیرہ وغیرہ

خلاصۃ التفاسیر

۱۔ ﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ۔ الآیہ﴾ قبل ازیں سورہ احقاف کی تفسیر میں یہ حقیقت واضح کی جا چکی ہے کہ جن ایک وجود خارجی رکھنے والی ذی روح اور ذی عقل اور بااختیار مخلوق ہے جو عام نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔ اسے آگ سے پیدا کیا گیا ہے جس طرح انسان کو خاک سے پیدا کیا گیا ہے۔ یعنی ان میں ناری عنصر غالب ہے جبکہ انسان میں خاکی عنصر غالب ہے اگرچہ عناصر اور بھی ہیں۔ بہرحال قرآن وسنت کی تصریحات سے واضح وعیاں ہے کہ بنی نوح انسان کی طرح جن بھی ایک وجود خارجی رکھتے ہیں۔ ایک مکلف مخلوق ہے اور

رَهَقًا ۝٦ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ

کرتے تھے (۶) اور یہ کہ انہوں (انسانوں) نے بھی تمہاری طرح یہ خیال کیا کہ اللہ کسی کو (دوبارہ زندہ

اللّٰهُ اَحَدًا ۝٧ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا

کرکے) نہیں اٹھائیگا (یا کسی کو رسول بنا کر نہیں بھیجے گا) (۷) اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اسے پایا

مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝٨ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ

کہ وہ سخت پہریداروں اور شہابوں سے بھر دیا گیا ہے (۸) اور یہ کہ ہم (پہلے کچھ) سن گن لینے کیلئے

مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ

آسمان کے بعض خاص مقامات پر بیٹھا کرتے تھے مگر اب جو (جن) سننے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ایک شہاب

شِهَابًا رَّصَدًا ۝٩ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي

کو اپنی گھات میں پاتا ہے (۹) اور یہ کہ ہم نہیں سمجھتے کہ آیا زمین والوں کیلئے کسی برائی کا ارادہ

الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝١٠ وَّاَنَّا مِنَّا

کیا گیا ہے یا انکے پروردگار نے انکے ساتھ بھلائی کرنیکا ارادہ کیا ہے (۱۰) اور یہ کہ ہم

الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا ۝١١

میں سے کچھ نیک ہیں اور کچھ اور طرح اور ہم مختلف الرائے لوگ تھے (۱۱)

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ

اور یہ کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم زمین میں اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے اور نہ ہی بھاگ کر اسے بے بس کر

هَرَبًا ۝١٢ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ

سکتے ہیں (۱۲) اور یہ کہ ہم نے جب ہدایت کی بات سنی تو اس پر ایمان لے آئے پس جو اپنے

بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝١٣ وَّاَنَّا مِنَّا

پروردگار پر ایمان لائیگا تو اسے نہ کسی کمی (نقصان) کا خوف ہوگا اور نہ زیادتی کا (۱۳) اور یہ کہ ہم میں سے

الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ

بعض مسلم (فرمانبردار) ہیں اور کچھ راہ راست سے منحرف (نافرمان) ہیں پس جنہوں نے اسلام (فرمانبرداری) کی

تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝١٤ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ

راہ اختیار کی تو انہوں نے بھلائی کا راستہ ڈھونڈ لیا (۱۴) اور جو راہ راست سے منحرف ہوں گے وہ جہنم کا ایندھن

اگر محض اس بنا پر ان کے وجود کا انکار کیا جائے کہ وہ نظر نہیں آتے تو پھر بہت سے اسلامی حقائق کا انکار کرنا پڑے گا جیسے ملائکہ اور ارواح اور نزول وحی وغیرہ وغیرہ

۲۔ ﴿اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ۔ الآیہ﴾ جنات کے قرآن سننے کا واقعہ کب پیش آیا؟ ہم سورہ احقاف کی تفسیر میں واضح کر آئے ہیں کہ یہ واقعہ پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت کے دسویں سال سفر طائف کے اثنا میں پیش آیا تھا اور اسی مقام پر اس واقعہ کی دوسری تفصیلات بھی ذکر کی جا چکی ہیں کہ حضرت رسول ﷺ قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے کہ جنات کا ایک گروہ وہاں سے گزرا اور اس نے توجہ سے قرآن سنا جس سے قرآن کی صداقت اور اسلام کی حقانیت ان کے دل ودماغ میں راسخ ہو گئی اور نہ صرف یہ کہ خود ایمان لے آئے بلکہ واپس جا کر اپنی قوم کو بھی اسلام کے معارف اور قرآن کے حقائق پر ایمان لانے کی تبلیغ کی۔

۳۔ ﴿وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ الآیہ﴾ ان مومن جنات نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ احمق اور کم عقل انسان ہمارے بارے میں جو خیالات رکھتے ہیں وہ بالکل غلط اور بے اصل ہیں جیسے وہ یہ کہتے ہیں کہ ہماری خدا سے کوئی قرابت داری ہے، ہم انسانوں کو پناہ دیتے ہیں، ہم خدا کی پہنچ سے بالا ہیں، ہم آسمان سے غیب کی خبریں لاتے ہیں، ہم جب چاہیں آسمان پر آ جا سکتے ہیں اور ہم یہ جانتے ہیں کہ ہم اس سے آگاہ ہیں کہ اللہ اپنے بندوں کے بارے میں کیا ارادہ رکھتا ہے وغیرہ وغیرہ جبکہ یہ سب باتیں بالکل بے بنیاد ہیں۔

۴۔ ﴿وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ۔ الآیہ﴾ تاریخ اسلام کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی ولادت سے پہلے جنات اور شیاطین کھلے بندوں عالم بالا پر آیا جایا کرتے تھے اور وہاں کی خبریں اپنے کاہنوں اور ساحروں تک پہنچایا کرتے تھے مگر آپؐ کی ولادت کے بعد یہ سلسلہ بھی ختم کر دیا گیا اور جنات نے دیکھا کہ ہر طرف فرشتوں کا سخت پہرا ہے اور کوئی جن اوپر جانے کی کوشش کرتا ہے

حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ

بنیں گے (۱۵) اور یہ کہ اگر یہ لوگ راہ راست پر ثابت قدم رہتے تو ہم انہیں

لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ

خوب سیراب کرتے (۱۶) تا کہ اس نعمت سے انکی آزمائش کریں اور جو شخص اپنے

يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾

پروردگار کی یاد سے منہ موڑیگا خدا اسے ایسے سخت عذاب میں داخل کریگا جو بڑھتا ہی جائیگا (۱۷)

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّ

اور یہ کہ سجدہ کے مقامات خاص اللہ کیلیے ہیں لہٰذا اللہ کیساتھ کسی اور کو نہ پکارو (۱۸)

اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ

اور یہ کہ جب بھی اللہ کا خاص بندہ (رسولؐ) اسکو پکارنے کیلیے کھڑا ہوتا ہے تو (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) لوگ

عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ ع قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ ع ۱ ۱۹ ۱۱

اس پر ٹوٹ پڑینگے (۱۹) آپ کہیے! کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں اور کسی کو اسکا شریک قرار

اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾

نہیں دیتا (۲۰) کہیے! میں تمہارے لیے نہ کسی نقصان اور برائی کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا (۲۱)

قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ

آپ کہیے! کہ مجھے اللہ سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا اور میں اس کے سوا اور کوئی جائے

دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ

پناہ نہیں پاتا (۲۲) (ہاں البتہ) میرا کام صرف یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے تبلیغ کروں اور اسکے پیغامات (لوگوں

يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

تک) پہنچاؤں اور جو خدا اور اسکے رسولؐ کی نافرمانی کریگا تو اس کیلیے دوزخ کی آگ ہے جس میں (ایسے لوگ) ہمیشہ

فِيْهَآ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ

رہیں گے (۲۳) (یہ لوگ اپنی کجروی سے باز نہیں آئینگے) یہاں تک کہ جب وہ چیز (عذاب) دیکھ لینگے جسکا ان سے

مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ

وعدہ وعید کیا جارہا ہے تو انہیں معلوم ہوجائے گا کہ مددگار اور تعداد کی حیثیت سے کون زیادہ کمزور ہے (۲۴) آپ کہہ

تو اس پر شہابوں کی بارش کردی جاتی ہے۔ ان آیتوں میں انہی واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ ایسا کر کے زمین والوں کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے پروردگار نے ان سے بھلائی کا ارادہ کیا ہے؟

۵۔ ﴿وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ۔ الآیہ﴾ اس کا مطلب واضح ہے کہ جب جن انسانوں کی طرح ذی عقل وحیات اور صاحب اختیار مخلوق ہے تو پھر لامحالہ اس میں کافر و مسلمان اور نیکوکار و بدکار دونوں قسم کے جنات موجود ہیں لہٰذا وہ مختلف الخیال بھی ہیں اور مختلف المذہب بھی۔ یعنی مختلف راستوں پر چلنے والے نیکوکار اور بدکار ہر طرح کے موجود ہیں۔

۶۔ ﴿وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا۔ الآیہ﴾ اس آیت سے پہلی پر آیت مؤمن جنات کا کلام ختم ہوگیا اور یہاں وحی ربانی کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ اگر جن و انس راہ حق پر ثابت قدم رہتے تو ہم ان کو خوب سیراب کرتے۔ یعنی اپنی گوناگوں نعمتوں سے نوازتے یعنی دنیا میں وسعتِ رزق کی دولت سے نوازتے اور آخرت میں جاگیر جنت سے سرفراز کرتے۔

۷۔ ﴿وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ۔ الآیہ﴾ یہ مساجد کی لفظ مسجِد (جیم کی زیر کے ساتھ) کی جمع بھی ہوسکتی ہے جس کے معنی مشہور ہیں یعنی مخصوص عبادت گاہیں۔ بنابریں مفہوم یہ ہوگا کہ یہ عبادت گاہیں خاص اللہ کیلیے ہیں۔ لہٰذا ان میں غیر اللہ کو مدد کیلیے پکارنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی کسی غیر اللہ کی عبادت جائز ہے اور یہ مسجَد (جیم کی زبر کے ساتھ) کی جمع بھی ہو سکتی ہے جس کے معنی اعضاء سجدہ کے ہیں۔ یعنی وہ اعضاء سبعہ جن پر سجدہ کیا جاتا ہے۔ یعنی پیشانی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے۔ چونکہ اعضاء و جوارح اللہ کے بنائے ہوئے ہیں لہٰذا ان پر اللہ کے سوا اور کسی بھی مخلوق کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ یہی مفہوم حضرت امیر علیہ السلام سے (الفقیہ میں) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ

دیجئے! کہ میں نہیں جانتا کہ جس چیز (عذاب) کا تم لوگوں سے وعدہ وعید کیا جارہا ہے کہ آیا وہ قریب ہے یا میرا پروردگار اس کیلئے

الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى

کوئی طویل مدت مقرر کرتا ہے (۲۵) وہ (اللہ) عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا (۲۶) سوائے

مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ

اپنے اس رسولؐ کے جسے وہ اس بات کیلئے منتخب کرتا ہے تو وہ اس کے آگے پیچھے محافظ (فرشتے)

خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ

لگا دیتا ہے (۲۷) تاکہ وہ معلوم کرے انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغامات کو پہنچا

ع ۲ ۹ ۱۲ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

دیا ہے اور وہ ان کے حالات کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس نے ہر چیز کو گن کر رکھا ہے (۲۸)

اٰیاتها ۲۰ ۷۳ سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ ۳ رکوعاتها ۲

سورۂ مزمل مکی ہے۔ آیات ۲۰۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ اَوِ

اے کملی (چادر) اوڑھنے والے (رسولؐ) (۱) رات کو (نماز میں) کھڑے رہا کیجئے مگر (پوری رات نہیں بلکہ) تھوڑی

انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ

رات (۲) یعنی آدھی رات یا اس میں سے بھی کچھ کم کر دیجئے (۳) یا اس سے کچھ بڑھا دیجئے! اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر

تَرْتِيْلًا ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ

کر (اور واضح کر کے) پڑھا کیجئے! (۴) بے شک ہم آپ پر ایک بھاری کلام ڈالنے والے ہیں (۵) بے شک رات

نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْـًٔا وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ﴿۶﴾ اِنَّ

کا اٹھنا سخت روندتا ہے (اور سخت کوفت کا باعث ہے) مگر ذکر (خدا اور قرآن خوانی) کیلئے زیادہ موزوں اور ٹھیک ہے (۶)

لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿۷﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

بلاشبہ دن میں آپ کیلئے بڑی مشغولیت ہے (۷) اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیجئے اور (سب سے کٹ

سے (الکافی میں) اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے (تفسیر عیاشی میں) منقول ہے۔

۸۔ ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ۔ الآیہ﴾ دوسری بہت سی آیات و روایات کی طرح اس آیت سے بعبارۃ النص واضح وعیاں ہے کہ حقیقی عالم الغیب صرف خدا ہے جس کا علم کلی واحاطی بھی ہے اور ذاتی بھی اور ایسی ہی ذات کو عالم الغیب کہا جاتا ہے۔ اور کوئی بھی مخلوق اس صفت میں اس کی شریک نہیں ہے۔ ہاں البتہ وہ جس قدر مناسب سمجھتا ہے بتقاضائے حکمت اپنے بعض برگزیدہ رسولوں کو اس پر مطلع کر دیتا ہے مگر پھر بھی ان کو عالم الغیب نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ ان کا یہ علم ذاتی ہے اور نہ ہی کلی واحاطی ہے۔ پھر وہ ان (رسولوں) پر فرشتے نگہبان مقرر کر دیتا ہے تاکہ شیاطین اس میں دخل اندازی نہ کر سکیں اور یہ اس کے پیغامات بلاکم و کاست اس کے بندوں تک پہنچ جائیں۔ اور ان میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ کی جاسکے۔

سورۂ مزمل

سورۂ مزمل کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عبادتِ خدا میں کچھ کمی کرنے کی ہدایت۔ (۲) فرائض منصبیہ کی ادائیگی پر مخالفین کی ایذا رسانیوں پر صبر وضبط کی تلقین۔ (۳) ساری کائنات سے علیحدہ ہو کر اللہ کا ہو رہنے اور اپنے معاملات اللہ کے حوالے کرنے کی تعلیم۔ (۴) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثیل موسیٰؑ ہونے کا بیان۔ (۵) نماز و زکوٰۃ کی ادائیگی میں سختی سے پابندی کرنے کا حکم۔ (۶) قیامت کے بعض ہولناک مناظر کا تذکرہ۔ (۷) راہِ خدا میں خلوصِ نیت سے مال خرچ کرنے کا حکم۔ (۸) مسلمانوں کو یہ نوید سنائی گئی ہے کہ ان کا خرچ کیا ہوا مال رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ اسے کئی گنا کر کے بروز قیامت واپس لوٹایا جائے گا وغیرہ وغیرہ

﴿ خلاصۃ التفاسیر ﴾

۱۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔ الآیہ﴾ جب یہ سورہ نازل ہوئی تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جسم

وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ⑧ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

کر) اسی کی طرف متوجہ ہو جائیے (۸) وہ مشرق و مغرب کا پروردگار ہے

لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ⑨ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا

اسکے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ پس اسی کو اپنا کارساز بنائیے (۹) اور ان (کفار) کی باتوں پر صبر کیجئے!

يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ⑩ وَذَرْنِي

اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جائیے (۱۰) اور مجھے اور ان

وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ⑪

جھٹلانے والے اہل دولت کو چھوڑ دیجئے اور انہیں تھوڑی سی مہلت دیجئے! (۱۱)

إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا ⑫ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ

ہمارے پاس ان کیلئے بیڑیاں اور دوزخ کی آگ ہے (۱۲) اور گلے میں پھنس جانے والی غذا

وَعَذَابًا أَلِيمًا ⑬ يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ

اور دردناک عذاب ہے (۱۳) یہ اس دن ہو گا جب زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے

وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَهِيلًا ⑭ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ

اور پہاڑ ریت کے بکھرنے والے تودے بن جائیں گے (۱۴) ہم نے تمہاری طرف

رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلٰى فِرْعَوْنَ

ایک رسولؐ بھیجا ہے تم پر گواہ بنا کر جس طرح ہم نے فرعون کو طرف ایک

رَسُولًا ⑮ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنٰهُ

رسولؐ بھیجا تھا (۱۵) پھر جب فرعون نے رسولؐ کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے

أَخْذًا وَبِيلًا ⑯ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا

بڑا سخت پکڑا (۱۶) اگر تم نے کفر اختیار کیا تو اس دن کے عذاب سے کیونکر بچو گے

يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ⑰ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ كَانَ

جو بچوں کو بوڑھا بنا دے گا (۱۷) جسکی سختی سے آسمان پھٹ جائے گا (اور یہ) اللہ کا وعدہ ہے

وَعْدُهُ مَفْعُولًا ⑱ إِنَّ هٰذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ

جو پورا ہو کر رہے گا (۱۸) بے شک یہ ایک بڑی نصیحت ہے پس جو چاہے وہ اپنے پروردگار کی طرف راستہ

مبارک پر چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ تو اسی انداز سے خدا نے آپؐ سے مخاطبہ کیا۔ یاد رہے کہ خدا نے ہمیشہ ہر نبی سے اس کا نام لے کر مخاطبہ کیا ہے جیسے ﴿یا آدم اسکن الجنة، یا نوح اھبط بسلام، یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا﴾ وغیرہ وغیرہ۔ مگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خصوصیت قابل ذکر ہے کہ خدا نے کبھی آپ کا نام لے کر آپؐ سے خطاب نہیں فرمایا بلکہ مختلف انداز اور مختلف القاب سے خطاب فرمایا جیسے ﴿یا ایھا المزمل، یا ایھا النبی یا ایھا الرسول، طٰہٰ یٰسین﴾ وغیرہ اور یہ بات آپؐ کی خصوصی عظمت کی دلیل ہے۔

۲۔ ﴿قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ الآیہ﴾ خداوند عالم مختلف انبیاء علیہم السلام سے فرماتا رہا ہے کہ ﴿اقم الصلوٰة لذکری﴾ کہ میری یاد کی خاطر نماز قائم کرو۔ یعنی عبادت اور بڑھاؤ مگر سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ اس طرح معبود برحق کی عبادت کی کہ خود معبود کو فرمانا پڑا کہ عبادت کم کرو۔ یا ازراہ شفقت یوں فرمایا: ﴿طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقٰی﴾ طٰہٰ۔ ہم نے آپؐ پر قرآن اس لئے تو نہیں نازل کیا کہ اپنے آپ کو مشقت میں ڈال دو۔ میری عبادت کیلئے آدھی رات کافی ہے یا اس میں بھی کچھ کمی کر دو یعنی ایک ثلث کر دو یا اس میں کچھ اضافہ کر دو یعنی دو ثلث کر دو۔ بہر حال آپ کا ساری ساری رات میری عبادت میں بسر کرنا اور زحمت برداشت کرنا مجھے گوارا نہیں۔ بیشک رات کا جاگنا بڑا روندنے والا اور کٹھن کام ہے بالخصوص سو کر اٹھنا مگر یکسوئی کے ساتھ ذکر خدا کرنے کیلئے بڑا موزوں و مناسب وقت ہے۔

۳۔ ﴿اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ۔ الآیہ﴾ ہمارے پیغمبر اسلام کئی اعتبار سے مثیل موسیٰؑ ہیں مگر یہاں صرف انجام کے اعتبار سے ان کو مثیل موسیٰؑ قرار دیا گیا ہے یعنی جس طرح ہم نے فرعون اور فرعونیوں کی طرف جناب موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔ مگر انہوں نے ان کی

ع ١ ١٩ ١٣ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿١٩﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ

اختیار کرے (۱۹) (اے رسولؐ) یقیناً آپؐ کا پروردگار جانتا ہے کہ آپؐ کبھی رات

تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ

کی دو تہائی کے قریب، کبھی نصف شب اور کبھی ایک تہائی (نماز کیلئے) قیام کرتے ہیں

وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ

اور ایک گروہ آپ کے ساتھیوں میں سے بھی اور اللہ ہی رات اور دن کا اندازہ

وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ

ٹھہراتا ہے (انہیں چھوٹا بڑا کرتا ہے) وہ جانتا ہے کہ تم لوگ (اس) وقت پر پوری طرح

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ

حاوی نہیں ہو سکتے (شمار نہیں کر سکتے) تو اس نے تمہارے حال پر توجہ (مہربانی) فرمائی

سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ

تو اب جتنا قرآن تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو اتنا ہی پڑھ لیا کرو وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم میں

فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ

کچھ بیمار ہوں گے اور کچھ ایسے بھی ہوں گے جو اللہ کے فضل (روزی) کی تلاش میں زمین

يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ

میں سفر کریں گے اور دوسرے لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ

پس اتنا قرآن پڑھو جتنا میسر ہو اور نماز قائم کرو (پابندی سے پڑھو) اور زکوٰۃ ادا کرو اور

قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ

اللہ کو قرضہ حسنہ دو اور تم لوگ جو کچھ بھلائی (نیک عمل) اپنے لئے آگے بھیجو گے

خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ

اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤ گے وہی تمہارے لئے بہتر ہے اس کا ثواب بہت

ع ٢ ١ ١٤ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾

بڑا ہے اور اللہ سے مغفرت طلب کرو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے (۲۰)

تکذیب کی اور اس کی پاداش میں غرق و تباہ ہوئے۔ اسی طرح ہم نے تمہاری طرف بھی ایک رسول بھیجا ہے۔ پس اگر تم ان کی تکذیب کرو گے تو تمہارا انجام بھی فرعون اور فرعونیوں سے مختلف نہ ہوگا۔

۴۔ ﴿اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ الآیہ﴾ کا اشارہ ان آیات قرآنیہ کی طرف ہے جو کفار کو پڑھ کر سنائی جا رہی ہیں کیونکہ نزول عذاب سے پہلے اتمام حجت ضروری ہوتی ہے جو پیغمبر اسلامؐ کے آنے سے تمام ہو چکی ہے۔ اب اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا لوگوں کا کام ہے۔ پس جو شخص اپنے پروردگار کا راستہ اختیار کرے گا وہ رحمت و جنت کا مستحق قرار پائے گا اور جو گمراہی کا راستہ اختیار کرے گا وہ جہنم کا سزاوار قرار پائے گا۔ ان اللہ لغنی عن العالمین۔

۵۔ ﴿اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ۔ الآیہ﴾ اس سورہ کے آغاز میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ وقت جاگ کر عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور بنابر مشہور اوائل اسلام میں آپ پر نماز پنجگانہ کے علاوہ ان کے مقررہ نوافل اور نماز تہجد بھی واجب تھی۔ اور مخلص اصحاب بھی اس قیام اللیل میں آپؐ کی پیروی کرتے ہوئے شامل ہو جاتے تھے۔ بعض روایات کے مطابق ایک سال تک اور بعض کے مطابق دس سال تک یہ سلسلہ جاری رہا اور پھر تخفیف والی آیت نازل ہوئی کہ اب جس قدر قرآن پڑھنا اور نماز پڑھنا بآسانی میسر آئے اتنا ہی پڑھو۔ لہٰذا اس پابندی کا وجوب ختم کر دیا گیا اور استحباب باقی رکھا گیا۔

۶۔ ﴿وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ۔ الآیہ﴾ اسلام میں دو قسم کے عمل ہیں: (۱) کچھ واجبات ہیں جو انسان کی قوت و استطاعت کو مد نظر رکھ کر مقرر کئے گئے ہیں۔ (۲) اور کچھ نوافل اور مستحبات ہیں جو مطلوب و مرغوب تو ہیں مگر ان کی ادائیگی لازم نہیں ہے جیسے مستحبی صدقہ و خیرات۔ اس کا دار و مدار آدمی کے عزم و حوصلہ پر ہے کہ وہ کس قدر زیادہ عمل خیر کر

ایاتها ۵٦ ﴿۷۴ سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ ۴﴾ رکوعاتها ۲

سورۂ مدثر مکی ہے۔ آیات ۵٦۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمُدَّثِّرُ ﴿١﴾ قُمْ فَأَنذِرْ ﴿٢﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿٣﴾

اے چادر اوڑھنے والے (۱) اٹھئے اور (لوگوں کو عذاب الٰہی) سے ڈرایئے (۲) اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے (۳)

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٤﴾ وَٱلرُّجْزَ فَٱهْجُرْ ﴿٥﴾ وَلَا تَمْنُن

اور اپنے کپڑے پاک رکھئے (۴) اور (بتوں کی) نجاست سے دور رہیے (۵) اور (کسی پر) احسان

تَسْتَكْثِرُ ﴿٦﴾ وَلِرَبِّكَ فَٱصْبِرْ ﴿٧﴾ فَإِذَا نُقِرَ فِى

نہ کیجئے زیادہ حاصل کرنے کیلئے (٦) اور اپنے پروردگار کیلئے صبر کیجئے (۷) اور جب صور پھونکا

ٱلنَّاقُورِ ﴿٨﴾ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ﴿٩﴾ عَلَى

جائے گا (۸) تو وہ دن بڑا سخت دن ہو گا (۹) اور

ٱلْكَٰفِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ﴿١٠﴾ ذَرْنِى وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ﴿١١﴾

کافروں پر آسان نہ ہوگا (۱۰) مجھے اور اس شخص کو چھوڑ دیجئے جسے میں نے تنہا پیدا کیا (۱۱)

وَجَعَلْتُ لَهُۥ مَالًا مَّمْدُودًا ﴿١٢﴾ وَبَنِينَ شُهُودًا ﴿١٣﴾

اور اسے پھیلا ہوا (فراواں) مال و زر دیا (۱۲) اور پاس حاضر رہنے والے بیٹے دیے (۱۳)

وَمَهَّدتُّ لَهُۥ تَمْهِيدًا ﴿١٤﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ﴿١٥﴾ كَلَّآ

اور اس کیلئے (سرداری کا) ہر قسم کا سامان مہیا کیا (۱۴) پھر بھی وہ طمع رکھتا ہے کہ میں اسے زیادہ دوں (۱۵) ہرگز نہیں وہ

إِنَّهُۥ كَانَ لِءَايَٰتِنَا عَنِيدًا ﴿١٦﴾ سَأُرْهِقُهُۥ صَعُودًا ﴿١٧﴾

تو ہماری آیتوں کا سخت مخالف ہے (۱٦) میں عنقریب (دوزخ کی) ایک سخت چڑھائی پر اسے چڑھادونگا (۱۷)

إِنَّهُۥ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ

اس نے سوچا اور ایک بات تجویز کی (۱۸) سو وہ غارت ہو اس نے کیسی بات تجویز کی؟ (۱۹) پھر وہ غارت

كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾

ہو اس نے کیسی بات تجویز کی؟ (۲۰) پھر اس نے دیکھا (۲۱) پھر اس نے تیوری چڑھائی اور منہ بنایا (۲۲)

کے کس قدر اجر و ثواب کا مستحق قرار پاتا ہے۔ واللہ الموافق۔

سورۂ مدثر

سورۂ مدثر کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ خلق خدا کو ڈرانے کیلئے کھڑے ہو جائیں۔ (۲) خدا کی کبریائی بیان کرنے اور کپڑے پاک کرنے کا حکم۔ (۳) ابن مغیرہ کی مذمت جس نے قرآن کو جادو کہا تھا۔ (۴) اہل جنت اور اہل دوزخ کا تذکرہ (۵) اللہ کے بے شمار لشکروں کا بیان۔ (٦) ہر شخص کے اپنے اعمال کے گروی ہونے کا تذکرہ۔ (۷) جنتیوں کا جہنمیوں سے سوال کہ تمہیں کیا چیز جہنم میں لے گئی؟ اور ان کا جواب۔ (۸) جہنم کے دراوغوں کی تعداد۔ (۹) قرآن کے خالص نصیحت ہونے کا بیان وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿قُمْ فَأَنذِرْ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں اسی بھاری ذمہ داری کی طرف اشارہ ہے جس کا تذکرہ سورۂ مزمل کی آیت ﴿انا سنلقی علیك قولًا ثقیلًا﴾ میں کیا گیا ہے۔ یعنی ہمت کی کمر باندھ کر اٹھو اور فریضۂ انذار و ابلاغ ادا کرنے کیلئے پوری تندہی اور جانفشانی کے ساتھ تیار ہو جایئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل پیغمبرانہ کام انذار و ابلاغ اور آنے والے خطرات سے ڈرانا ہے۔

۲۔ ﴿ذَرْنِى وَمَنْ خَلَقْتُ۔ الآیہ﴾ جس شخص کی یہاں سخت مذمت کی جا رہی ہے اس سے مراد ولید بن مغیرہ مخزومی ہے جس نے قرآن کو جادو قرار دیا تھا۔

ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ
پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا (۲۳) پھر کہا کہ یہ تو محض جادو ہے جو پہلوں سے نقل ہوتا ہوا
يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾
آ رہا ہے (۲۴) یہ نہیں ہے مگر آدمی کا کلام (۲۵) میں عنقریب اسے دوزخ میں جھونکوں گا (۲۶)
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ
اور تم کیا سمجھو کہ دوزخ کیا ہے (۲۷) وہ نہ (کوئی چیز) باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے (۲۸) وہ کھال کو
لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ
جھلس دینے والی ہے (۲۹) اس پر انیس فرشتے (داروغے) مقرر ہیں (۳۰) اور ہم نے دوزخ کے
النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً
داروغے صرف فرشتے بنائے ہیں اور ہم نے ان کی تعداد کو کافروں
لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
کیلئے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے تاکہ اہل کتاب یقین کریں اور اہل ایمان
وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ
کے ایمان میں اضافہ ہو جائے اور اہل کتاب اور اہل ایمان شک و شبہ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ
نہ کریں اور جن کے دلوں میں بیماری ہے اور کافر لوگ کہیں گے کہ
قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا
اس بیان سے اللہ کی کیا مراد ہے؟ اسی طرح اللہ جسے چاہتا ہے
مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ
گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا اور
يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا
یہ (دوزخ کا) بیان نہیں ہے مگر انسانوں کیلئے
ع ۱ ۱۵ ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾
نصیحت (۳۱) ہرگز نہیں! قسم ہے چاند کی (۳۲) اور رات کی جب وہ جانے لگے (۳۳)

۳۔ ﴿عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ - الآیہ﴾ جہنم کے داروغے انیس ہیں۔ اس سے مراد ۱۹ افراد ہیں؟ یا انیس اقسام ہیں؟ یا ۱۹ بڑے لیڈر؟ یہ بات پردۂ اخفا میں ہے۔ خدا نے اس مخصوص تعداد کو ایک آزمائش بنایا تاکہ کفار و مشرکین اس کا تمسخر اڑائیں اور اہل ایمان اسے تسلیم کرکے اپنا ایمان بڑھائیں اور اہل کتاب کے اطمینان میں اضافہ ہو کیونکہ ان کی آسمانی کتابوں میں بھی ان داروغوں کی تعداد ۱۹ ہی لکھی ہوئی ہے اور قرآن اس کی تائید مزید کر رہا ہے۔

۴۔ ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ - الآیہ﴾ مطلب یہ ہے کہ اللہ کا لشکر اسی انیس عدد میں منحصر نہیں ہے بلکہ وہ اس قدر زیادہ ہے کہ اس کی صحیح تعداد کو خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا بلکہ ساری کائنات اس کا لشکر ہی تو ہے کہ جس سے جب چاہے اور جو کام کرانا چاہے کرا سکتا ہے۔

وَالصُّبۡحِ اِذَاۤ اَسۡفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحۡدَی الۡکُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِیۡرًا
اور صبح کی جب وہ روشن ہو جائے (۳۴) وہ (دوزخ) بڑی چیزوں میں سے ایک بڑی چیز ہے (۳۵) (جو) انسانوں
لِّلۡبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنۡ شَآءَ مِنۡکُمۡ اَنۡ یَّتَقَدَّمَ اَوۡ یَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾
کیلئے ڈراوا ہے (۳۶) یعنی تم میں سے (ہر اس) شخص کیلئے جو آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے ہٹنا چاہے (۳۷)
کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا کَسَبَتۡ رَهِیۡنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّاۤ اَصۡحٰبَ
ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں گروی ہے (۳۸) سوائے دائیں ہاتھ والے (جنتیوں)
الۡیَمِیۡنِ ﴿۳۹﴾ فِیۡ جَنّٰتٍ ۟ۛ یَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۴۱﴾ مع ۱۶
کے (۳۹) جو بہشت کے باغوں میں ہونگے (۴۰) (اور) مجرموں سے سوال و جواب کرتے ہونگے (۴۱)
مَا سَلَکَکُمۡ فِیۡ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوۡا لَمۡ نَکُ مِنَ الۡمُصَلِّیۡنَ ﴿۴۳﴾
کہ تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟ (۴۲) وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے (۴۳)
وَلَمۡ نَکُ نُطۡعِمُ الۡمِسۡکِیۡنَ ﴿۴۴﴾ وَکُنَّا نَخُوۡضُ مَعَ
اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے (۴۴) اور بے ہودہ باتیں کرنیوالوں کیساتھ مل کر ہم بھی بے ہودہ کام
الۡخَآئِضِیۡنَ ﴿۴۵﴾ وَکُنَّا نُکَذِّبُ بِیَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰۤی
کرتے تھے (۴۵) اور ہم جزا و سزا کے دن کو جھٹلاتے تھے (۴۶) یہاں تک کہ یقینی چیز (موت)
اَتٰىنَا الۡیَقِیۡنُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنۡفَعُهُمۡ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیۡنَ ﴿۴۸﴾
ہمارے سامنے آگئی ہے (۴۷) تو ایسے لوگوں کو شفاعت کرنیوالوں کی شفاعت کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی (۴۸)
فَمَا لَهُمۡ عَنِ التَّذۡکِرَةِ مُعۡرِضِیۡنَ ﴿۴۹﴾ کَاَنَّهُمۡ حُمُرٌ
سو انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ نصیحت سے روگردانی کرتے ہیں؟ (۴۹) گویا وہ بدکے
مُّسۡتَنۡفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتۡ مِنۡ قَسۡوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلۡ یُرِیۡدُ کُلُّ
ہوئے گدھے ہیں (۵۰) جو شیر سے (ڈر کر) بھاگے جا رہے ہیں (۵۱) بلکہ ان میں سے ہر
امۡرِیًٴ مِّنۡهُمۡ اَنۡ یُّؤۡتٰی صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ کَلَّا ؕ بَلۡ لَّا
ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے کھلی ہوئی کتابیں دیدی جائیں (۵۲) ایسا نہیں ہے بلکہ
یَخَافُوۡنَ الۡاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ کَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذۡکِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَنۡ شَآءَ
وہ آخرت کا خوف نہیں رکھتے (۵۳) ہرگز نہیں یہ ایک نصیحت ہے (۵۴) جو چاہے اس سے نصیحت حاصل

۵۔ ﴿فِیۡ جَنّٰتٍ یَتَسَآءَلُوۡنَ ۔ الآیہ﴾ اس سوال و جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ جنتیوں اور جہنمیوں میں بعد المشرقین ہوگا مگر وہ جب چاہیں گے تو آپس میں بات کر سکیں گے۔ بہرحال جنتی لوگ دوزخیوں سے پوچھیں گے کہ تمہیں کیا چیز جہنم میں لے گئی؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہم دنیا میں چار گناہ کرتے جن کی پاداش میں ہمیں جہنم میں ڈالا گیا ہے۔ (۱) ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اس سے نماز کی عظمت واہمیت پر جو تیز روشنی پڑتی ہے وہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ نماز نہ پڑھنے کا انجام جہنم ہے۔ (۲) ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ یعنی خدائے متعال نے ہمارے مال و غرباء و مساکین کا جو حق زکوٰۃ و خمس وغیرہ واجب قرار دیا تھا ہم وہ حق ادا نہیں کرتے تھے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نماز کی طرح زکوٰۃ وغیرہ ادا نہ کرنے کا انجام بھی دوزخ ہے۔ (۳) ہم خلاف حق بے ہودہ باتوں میں مصروف رہتے تھے۔ یعنی لہو ولعب اور کھیل کود میں اس طرح مشغول رہتے تھے کہ ہمیں نیک کام کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی تھی۔ (۴) ہم قیامت کو جھٹلاتے تھے اور اسے ایک ڈھکوسلا سمجھتے تھے۔ ظاہر ہے کہ قیامت کا انکار کرنا صریح کفر ہے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی جو یقینی الوقوع ہے۔

۶۔ ﴿فَمَا تَنۡفَعُهُمۡ شَفَاعَةُ ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ ایسے لوگوں کو شفاعت کرنے والے بزرگوں کی شفاعت کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ اس جملہ کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ شفاعت کرنے والے سفارش تو کریں گے مگر وہ قبول نہیں ہوگی۔ دوسرا یہ کہ وہ ایسے بدکاروں کی شفاعت ہی نہیں کریں گے اور یہی مفہوم صحیح ہے۔ تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۷۔ ﴿اِنَّهٗ تَذۡکِرَةٌ ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ یہ قرآن تو ایک نصیحت ہے۔ لہٰذا جس کا جی چاہے وہ نصیحت حاصل کرے مگر اس میں توفیقِ الٰہی کا بھی کچھ دخل ہے اور توفیق

ذِكْرَهٗ ؕ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ

کرے (۵۵) اور وہ اس سے نصیحت حاصل نہیں کریں گے مگر یہ کہ اللہ چاہے وہی اس کا حق دار ہے کہ اس

اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾ ع

سے ڈرا جائے اور وہی اس قابل ہے کہ مغفرت فرمائے (۵۶)

آیاتها ۴۰ ۷۵ سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ ۳۱ رکوعاتها ۲

سورۂ قیامت مکی ہے۔ آیات ۴۰۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَاۤ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ﴿۱﴾ وَلَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ

نہیں! میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی (۱) اور نہیں! میں قسم کھاتا ہوں ملامت

اللَّوَّامَةِ ؕ﴿۲﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ؕ﴿۳﴾

کرنیوالے نفس کی (۲) کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ ہم اسکی (بوسیدہ) ہڈیوں کو جمع نہیں کریں گے؟ (۳)

بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلْ يُرِيْدُ

ہاں ضرور جمع کریں گے ہم اسکی انگلیوں کے پور پور درست کرنے پر قادر ہیں (۴) بلکہ انسان چاہتا ہے کہ

الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۚ﴿۵﴾ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ؕ﴿۶﴾

اپنے آگے (آئندہ زندگی میں) بھی بدعملی کرتا رہے (۵) (اس لئے) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئیگا؟ (۶)

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۙ﴿۷﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۙ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ

پس جب نگاہ خیرہ ہو جائیگی (۷) اور چاند کو گہن لگ جائیگا (۸) اور سورج اور چاند اکٹھے کر

وَالْقَمَرُ ۙ﴿۹﴾ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۚ﴿۱۰﴾

دیئے جائیں گے (۹) اس دن انسان کہے گا کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟ (۱۰)

كَلَّا لَا وَزَرَ ؕ﴿۱۱﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ؕ﴿۱۲﴾ يُنَبَّؤُا

ہرگز نہیں! کہیں کوئی پناہ گاہ نہیں ہے (۱۱) اس دن صرف آپکے پروردگار کی طرف ٹھکانہ ہوگا (۱۲) اس دن

الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ؕ﴿۱۳﴾ بَلِ الْاِنْسَانُ

انسان کو بتایا جائیگا کہ اس نے کیا (عمل) آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑا؟ (۱۳) بلکہ خود انسان اپنے حال کو

الٰہی کے شامل حال ہونے میں بندہ کی طلب صادق کا بھی کچھ دخل ہے اور جو ایسا نہیں کرتے تو خدا بھی ایسے مورکھوں کو توفیق ہدایت ارزانی نہیں فرماتا۔ ع

٢ ع ٢٥ ١٦ توفیق باندازۂ ہمت ہے ازل سے!

سورہ قیامت

سورۂ قیامت کے مضامین ومطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) منکرین قیامت کے شبہات اور ان کے جوابات۔ (۲) قیامت کے یقینی الوقوع ہونے اور اسکے بعض ہولناک مناظر کا بیان۔ (۳) خدا کا پیغمبر کو یقین دلانا کہ وحی کا یاد کرانا اور اسکا مفہوم سمجھانا ہماری ذمہ داری ہے۔ (۴) لوگوں کے اعمال خدا کے ہاں محفوظ ہیں جن کا محاسبہ ہوگا۔ (۵) قیامت کے دن نیکوکار شگفتہ چہروں کے ساتھ اور بدکردار منحوس چہروں کے ساتھ پیش ہوں گے۔ (۶) مکافاتِ عمل کا بیان۔ (۷) موت کی کیفیت کا بیان۔ (۸) انسانی خلقت کا اجمالی بیان وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصة التفاسير﴾

۱۔﴿بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ۔ الآیہ﴾ ہم پارہ ۱۳ کے آغاز آیت ﴿وما ابرئ نفسی ان النفس لامارة بالسوء﴾ کی تفسیر میں واضح کر آئے ہیں کہ باعتبار صفات نفس انسانی کی چار قسمیں ہیں: (۱) نفس امارہ۔ (۲) نفس لوامہ۔ (۳) نفس ملہمہ۔ (۴) اور نفس مطمئنہ۔ خدا نے یہ قسمیں کھا کر یہ حقیقت واضح فرمائی ہے کہ قیامت برحق ہے جس کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

۲۔﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں کفار کے انکار قیامت کی ایک ظاہری وجہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب مرنے کے بعد آدمی کا گوشت و پوست اور ہڈیاں بوسیدہ ہو کر ادھر اُدھر بکھر جائیں گی تو ان اجزاء کو کون اکٹھا کرے گا؟ جس کا قرآن نے یہ جواب دیا ہے کہ جس قادر مطلق نے تمہیں پہلے پیدا کیا تھا وہی دوبارہ زندہ کرے گا۔ جو بڑے اجزاء تو کیا وہ تو انسان کی انگلیوں کے پوروں جیسے باریک

عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿١٤﴾ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿١٥﴾ لَا تُحَرِّكْ

خوب جانتا ہے (۱۴) اگرچہ کتنے ہی بہانے پیش کرے (۱۵) (اے رسولؐ) آپ اپنی زبان کو اس (قرآن) کیساتھ

بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿١٦﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿١٧﴾

حرکت نہ دیجئے تاکہ اسے جلدی جلدی (حفظ) کر لیں (۱۶) بیشک اسکا جمع کرنا اور اس کا پڑھانا ہمارے ذمہ ہے (۱۷)

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿١٨﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿١٩﴾

پس جب ہم اسے پڑھیں تو آپ بھی اسی کے مطابق پڑھیں (۱۸) پھر اسکا واضح کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے (۱۹)

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٢١﴾

ہرگز نہیں بلکہ تم جلدی ملنے والی (دنیا) سے محبت کرتے ہو (۲۰) اور آخرت (دیر سے آنیوالی) کو چھوڑتے ہو (۲۱)

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ وَوُجُوْهٌ

اس دن کچھ چہرے تر و تازہ ہونگے (۲۲) اپنے پروردگار کی نعمت (و رحمت) کو دیکھ رہے ہونگے (۲۳) اور کئی چہرے

يَّوْمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾ كَلَّآ

اس دن بے رونق ہونگے (۲۴) وہ سمجھ رہے ہونگے کہ انکے ساتھ کمر توڑ دینے والا سلوک کیا جائیگا (۲۵) ہرگز نہیں

اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ

جب جان (کھنچ کر) حلق تک پہنچ جائیگی (۲۶) اور کہا جائیگا کہ اب کون ہے جھاڑ پھونک کرنیوالا؟ (۲۷) اور وہ سمجھ

الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰى رَبِّكَ

لے گا کہ اب (دنیا سے) جدائی کا وقت ہے (۲۸) پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائیگی (۲۹) اس دن تمہارے پروردگار

يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿٣١﴾ وَلٰكِنْ ع ۱ ۱۷

کی طرف کھنچ کر جانا ہوگا (۳۰) (اتنا کچھ سمجھانے کے باوجود اس مخصوص آدمی نے) نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی (۳۱)

كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٣٢﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿٣٣﴾

بلکہ اس نے جھٹلایا اور منہ پھیر لیا (۳۲) پھر اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف چلا گیا (۳۳)

اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٤﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٥﴾ اَيَحْسَبُ

یہ (روش) تیرے ہی لئے سزاوار ہے اور تیرے ہی لائق ہے (۳۴) پھر یہ تیرے ہی لائق ہے اور تیرے ہی لئے

الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ

سزاوار ہے (۳۵) کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اسے یونہی مہمل چھوڑ دیا جائیگا؟ (۳۶) کیا وہ شروع میں منی کا ایک

اجزاء کو بھی دوبارہ درست کرنے پر قادر ہے۔

۳۔ ﴿بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں خدائے علیم و خبیر نے منکرین قیامت کے انکار کی اصلی وجہ اور ان کی اصلی بیماری کی نشاندہی کی ہے کہ وہ قیامت کا اقرار کرکے اپنی آزادیاں ختم نہیں کرنا چاہتے اور چند اخلاقی پابندیاں قبول نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کیلئے انکار کے بہانے تلاش کرتے ہیں۔

۴۔ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ۔ الآیہ﴾ اس قسم کی ایک آیت سورۂ طٰہٰ نمبر ۱۱۴ پر مع تفسیر گزر چکی ہے جس میں واضح کیا جا چکا ہے کہ خدا نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کے حفظ کرانے اور اسکے پڑھانے کی ذمہ داری خود لے رکھی ہے۔ اس لئے آپ کو جلدی کرنے اور پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۵۔ ﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ۔ الآیہ﴾ اس آیت مبارکہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ ساری خرابیوں کی جڑ دنیائے دوں کی محبت ہے۔ چونکہ انسان کوتاہ اندیش واقع ہوا ہے اس لئے وہ اپنے عمل اور اپنی محنت کا ثمر جلد دیکھنا چاہتا ہے اور ایسا صرف دنیا ہی میں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جو عمل آخرت کیلئے کیا جائے اس کا نتیجہ تو دیر سے نکلتا ہے۔ اس لیے وہ دنیا کو اہمیت دیتا ہے اور آخرت کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتا۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ انجام کار موت آنی ہے جو اس کے تمام دنیاوی کامیابیوں پر پانی پھیر دے گی۔

۶۔ ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ۔ الآیہ﴾ قبل ازیں سورۂ آل عمران اور دوسرے بعض مقامات پر اس بات کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ جو لوگ اہل ایمان تھے اور نیک کام کرتے تھے انکے چہرے قیامت کے دن سفید و درخشاں اور شاداں و فرحاں ہونگے اور کفار و مشرکین اور مجرمین کے چہرے اس دن اداس اور سیاہ ہوں گے۔ اصل قابل غور جملہ یہاں یہ ہے ﴿الی ربها ناظرة﴾ کہ اسکا مفہوم کیا ہے؟ کیونکہ خداوند عالم جسم و جہت اور مکان سے منزہ ہے۔ اس لیے اسکی رویت بصری ناممکن ہے۔ اس لیے اسکی کوئی مناسب تاویل کی

مَنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾

قطرہ نہ تھا جو (رحم میں) ٹپکایا جاتا ہے؟ (۳۷) پھر وہ ایک لوتھڑا بنا پھر اس (خدا) نے اسے پیدا کیا اور پھر (اسکے)

فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ

اعضا درست کئے (۳۸) پھر اس سے دو قسمیں بنائیں مرد و عورت (۳۹) کیا وہ اس

ع ۲ ۱۰ 18 ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ مردوں کو پھر زندہ کر دے (۴۰)

اٰیاتھا ۳۱ ۷۶ سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَدَنِيَّةٌ ۹۸ رکوعاتھا ۲

سورۂ دہر مدنی ہے۔ آیات ۳۱۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ

بے شک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت گزر چکا ہے جب وہ کوئی

شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ

قابل ذکر چیز نہ تھا (۱) بے شک ہم نے انسان کو مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ ہم اسے

اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا

آزمائیں پس اس لئے ہم نے اسے سننے والا (اور) دیکھنے والا بنایا (۲) بلاشبہ ہم

هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّآ

نے اسے راستہ دکھا دیا ہے اب چاہے شکر گزار بنے اور چاہے ناشکرا بنے (۳) بے شک

اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿۴﴾

ہم نے کافروں کیلئے زنجیریں، طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے (۴)

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا

بلاشبہ نیکوکار (جنت میں شراب طہور کے) ایسے جام پئیں گے جن میں (آب کافور) کی

كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا

آمیزش ہوگی (۵) یعنی وہ ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے (خاص) بندے پئیں گے اور جدھر جائیں گے ادھر

جائے گی جیسے کہ یہاں رؤیت سے مراد بصری نہیں بلکہ قلبی رؤیت مراد ہے یا یہاں جو لفظ "الی" موجود ہے وہ حرف نہیں بلکہ اسم ہے جسکے معنی نعمت کے ہیں جسکی جمع آلاء ہے اور ناظرہ بمعنی منتظرہ ہے یعنی وہ سفید و درخشاں چہرے خدا کی نعمت و رحمت کے منتظر ہوں گے۔

۷۔ ﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ۔ الآیہ﴾ جس اونٹ کو چرواہے کے بغیر یونہی چھوڑ دیا جائے کہ جہاں چاہے چرتا پھرے جسے عرف عام میں شتر بے مہار کہا جاتا ہے یہاں استفہام انکاری کے پیرایہ میں انسان کے شتر بے مہار ہونے کی نفی کی جارہی ہے کہ اگر وہ سمجھتا ہے کہ وہ مطلق العنان ہے اور آزاد ہے کہ جو چاہے کرے تو اسکی سوچ کا یہ انداز غلط ہے وہ مہمل نہیں بلکہ اس پر کچھ پابندیاں ہیں اور اسکی کچھ ذمہ داریاں ہیں جن کی ادائیگی کے بارے میں اس سے باز پرس کی جائے گی اور پھر ادائیگی پر ثواب دیا جائے گا اور عدم ادائیگی پر عذاب کیا جائے گا۔

سورۂ دہر

سورۂ دہر کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) انسان کو اسکی حیثیت یاد دلائی گئی ہے کہ ایک ایسا وقت بھی گزرا ہے کہ وہ کوئی قابل ذکر چیز نہیں تھا۔ (۲) نیکی اور بدی کا راستہ دکھانا خدا کا کام ہے مگر اس پر چلنا انسان کا کام ہے۔ (۳) نیکوکاروں کے اچھے انجام اور کفران نعمت کرنے والوں کے برے انجام کا تذکرہ۔ (۴) کچھ مخصوص نیکوکار بندوں کے ان اچھے کاموں کا تذکرہ جو اس سورہ کے نزول کا باعث بنے۔ (۵) جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبح و شام اور رات کے وقت تسبیح خدا کرنے کا حکم۔ (۶) کفار و مشرکین کی ایذا رسانیوں پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر سے کام لینے کی تلقین۔ (۷) انسانی اور خدائی ارادہ کا تذکرہ۔ (۸) قرآن کے پند و موعظہ ہونے کا بیان وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿هَلْ اَتٰى۔ الآیہ﴾ اس سورہ کے مکی یا مدنی ہونے میں مفسرین کے درمیان سخت

تَفۡجِيۡرًا ۝٦ يُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَيَخَافُوۡنَ يَوۡمًا كَانَ

بہا کر لے جائینگے (۶) یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی نذریں (منتیں) پوری کرتے ہیں اور اس دن سے

شَرُّهٗ مُسۡتَطِيۡرًا ۝٧ وَيُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ

ڈرتے ہیں جسکی سختی عام ہو گی (۷) اور وہ اس (اللہ) کی محبت میں مسکین، یتیم

مِسۡكِيۡنًا وَّيَتِيۡمًا وَّاَسِيۡرًا ۝٨ اِنَّمَا نُطۡعِمُكُمۡ لِوَجۡهِ

اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (۸) (اور کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اللہ کی

اللّٰهِ لَا نُرِيۡدُ مِنۡكُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُكُوۡرًا ۝٩ اِنَّا نَخَافُ

خوشنودی کیلئے کھلاتے ہیں نہ تم سے کوئی جزا چاہتے ہیں اور نہ شکریہ (۹) ہم تو اپنے پروردگار کی طرف سے

مِنۡ رَّبِّنَا يَوۡمًا عَبُوۡسًا قَمۡطَرِيۡرًا ۝١٠ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ

ایک ایسے دن (کے عذاب) سے ڈرتے ہیں جو بڑا ترش اور سخت ہوگا (۱۰) پس اللہ ان کو اس

شَرَّ ذٰلِكَ الۡيَوۡمِ وَلَقّٰىهُمۡ نَضۡرَةً وَّسُرُوۡرًا ۝١١ وَ

دن کے شر سے بچائے گا اور انہیں (چہروں کی) تروتازگی اور (دلوں کا) سرور عطا فرمائے گا (۱۱) اور

جَزٰىهُمۡ بِمَا صَبَرُوۡا جَنَّةً وَّحَرِيۡرًا ۝١٢ مُّتَّكِـِٕيۡنَ فِيۡهَا

انکے صبر کے صلہ میں انہیں بہشت اور ریشمی لباس عطا فرمائے گا (۱۲) وہ وہاں اونچی مسندوں پر

عَلَى الۡاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوۡنَ فِيۡهَا شَمۡسًا وَّلَا زَمۡهَرِيۡرًا ۝١٣ وَ

تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے وہ وہاں نہ سورج (کی گرمی) دیکھیں گے اور نہ سردی کی ٹھٹھر (۱۳) ان (باغہائے بہشت)

دَانِيَةً عَلَيۡهِمۡ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتۡ قُطُوۡفُهَا تَذۡلِيۡلًا ۝١٤

کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہونگے اور انکے میوے انکی دسترس میں ہونگے (کہ ہر وقت بلا تکلف کھا سکیں گے) (۱۴)

وَيُطَافُ عَلَيۡهِمۡ بِاٰنِيَةٍ مِّنۡ فِضَّةٍ وَّاَكۡوَابٍ كَانَتۡ

اور انکے سامنے چاندی کے برتن اور شیشہ کے چمکدار گلاس گردش میں ہوں

قَوَارِيۡرَا۟ ۝١٥ قَوَارِيۡرَا۟ مِنۡ فِضَّةٍ قَدَّرُوۡهَا تَقۡدِيۡرًا ۝١٦

گے (۱۵) اور شیشے بھی (کانچ کے نہیں بلکہ) چاندی کی قسم سے ہونگے جنہیں (منتظمین نے) پورے اندازے کے مطابق

وَيُسۡقَوۡنَ فِيۡهَا كَاۡسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنۡجَبِيۡلًا ۝١٧

بنایا اور بھرا ہوگا (۱۶) اور انہیں ایسی شراب طہور کے جام پلائے جائینگے جن میں زنجبیل (سونٹھ کے پانی) کی آمیزش ہوگی (۱۷)

قوارِیرا: حفص بغیر الالف فی الوصل فیھما. ووقف علی الاول بالالف و علی الثانی بغیر الالف

اختلاف ہے۔ بعض اسے مکی اور بعض مدنی جانتے ہیں اور بعض علماء اسکے بعض حصے کو مکی اور بعض کو مدنی جانتے ہیں۔ بہرحال اگر یہ سورہ پورا مدنی نہیں تو اس کا اکثر حصہ یقیناً مدنی ہے۔ یہ آیت اس بات کی ناقابل رد دلیل ہے کہ انسان قدیم نہیں ہے بلکہ حادث ہے اور اس پر ایک ایسا وقت گزر چکا ہے کہ وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا یعنی عدم محض تھا جس سے اسے وجود میں لایا گیا ہے اور وہ بھی ماں باپ کے مخلوط نطفہ سے تاکہ مقام عمل میں اس کی آزمائش کی جائے۔ اور اسی لئے اسے سمیع و بصیر بنایا گیا ہے۔

۲۔ ﴿اِنَّا هَدَيۡنٰهُ. الآیہ﴾ یہ آیت انسان کے فاعل مختار ہونے کی ایسی محکم دلیل ہے کہ جس کا کوئی جبری العقیدہ انکار کر سکتا ہے اور نہ کوئی جواب دے سکتا ہے۔

۳۔ ﴿اِنَّ الۡاَبۡرَارَ يَشۡرَبُوۡنَ. الآیہ﴾ اس آیت سے لے کر آیت ۲۲ تک پوری اٹھارہ آیتیں اہل بیت نبوتؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ جن کی شان نزول یہ ہے جیسا کہ فریقین کے مستند مفسرین نے بیان کی ہیں کہ ایک بار بچپن میں حضرت امام حسن و حسین علیہما السلام بیمار ہوئے اور حضرت امیرؑ، جناب سیدہؑ اور انکی کنیز فضہ نے نذر مانی کہ اگر خدا نے شہزادوں کو صحت عطا فرمائی تو وہ تین روزے رکھیں گے مگر امالی شیخ کی روایت کے مطابق خود شہزادوں نے بھی یہی منت مانی۔ الغرض جب خدا نے شہزادوں کو شفا عطا فرمائی تو ایفاء نذر کا ارادہ کیا گیا مگر کاشانۂ حیدری میں کچھ نہ تھا۔ چنانچہ جناب امیر علیہ السلام نے بطور قرض یا مزدوری کر کے تین صاع جو حاصل کئے اور انکے تین حصے کئے گئے اور ادھر روزہ رکھا گیا اور اُدھر جناب مخدومۂ کائنات نے ایک حصے سے افطاری کا سامان کیا۔ مگر افطاری کے وقت ایک مسکین آ گیا اور کھانا طلب کیا اور سب نے یکے بعد دیگرے اپنا اپنا کھانا اسے دے دیا اور پانی سے روزہ افطار کیا۔ دوسرے دن پھر روزہ رکھا گیا اور افطاری

عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ⑱ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ

یہ اس (جنت) میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہا جاتا ہے (۱۸) اور انکی خدمت کیلئے ایسے لڑکے

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا

گردش کر رہے ہونگے جو ہمیشہ ایک حالت میں رہیں گے جب تم انہیں دیکھو گے تو سمجھو گے کہ وہ بکھرے

مَّنْثُوْرًا ⑲ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا

ہوئے موتی ہیں (۱۹) تم وہاں جدھر بھی دیکھو گے وہیں عظیم نعمت اور عظیم بادشاہی

كَبِيْرًا ⑳ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۫

دیکھو گے (۲۰) ان کے اوپر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے اور دبیز ریشم کے کپڑے

وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا

بھی اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور انکا پروردگار انہیں پاک و پاکیزہ شراب

طَهُوْرًا ㉑ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ

پلائے گا (۲۱) یہ تمہاری جزا ہے اور تمہاری کوشش شکر گزاری کے

مَّشْكُوْرًا ㉒ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ㉓ ع ۲۲ ۱ 19

قابل ہے (۲۲) ہم ہی نے آپ پر تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن نازل کیا ہے (۲۳)

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ㉔

اور اپنے پروردگار کے حکم کی خاطر صبر کیجئے اور ان میں سے کسی گنہگار یا ناشکر گزار (منکر) کی بات نہ مانیے (۲۴)

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ㉕ وَمِنَ الَّيْلِ

اور صبح و شام اپنے پروردگار کا نام یاد کیجئے (۲۵) اور رات کے ایک حصے میں

فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ㉖ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ

اسکو سجدہ کیجئے اور رات کے طویل حصہ میں اس کی تسبیح کیجئے (۲۶) بے شک یہ لوگ دنیائے عاجل سے محبت

الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ㉗ نَحْنُ

رکھتے ہیں اور (آگے آنیوالے) ایک بھاری دن (قیامت) کو اپنے پس پشت ڈال رکھا ہے (۲۷) بے

خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ

شک ہم نے انکو پیدا کیا ہے اور ہم نے ہی انکے جوڑ بند مضبوط کئے ہیں اور ہم ہی جب چاہیں گے تو انکی جگہ

کے وقت ایک یتیم آ گیا اور اسکے کھانا طلب کرنے پر سب نے اپنا کھانا اسکے حوالے کر دیا اور خود صرف پانی سے روزہ افطار کیا۔ خلاصہ یہ کہ تیسرے دن پھر روزہ رکھا گیا اور افطاری کے وقت ایک قیدی آ گیا اور خاندانِ رسالتؐ نے اسکی صدا پر کھانا اسکے حوالے کر دیا اور خود پانی سے روزہ افطار کیا۔ خاندانِ نبوتؐ کا یہی کردار اور یہی ایثار تھا جس کی بنا پر خدا نے پورا سورہ دہر یا کم از کم اس کی چند متعلقہ آیتیں ان کی شان میں نازل کیں۔ (ملاحظہ ہو تفسیر قمی و صافی و برہان و مجمع البیان و تفسیر کبیر رازی و تفسیر کشاف زمخشری، در منثور سیوطی اور تفسیر نیشاپوری وغیرہا) اس موضوع پر چند بودے ایرادات اور ان کے مکمل جوابات وغیرہ متعلقہ تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہماری تفسیر فیضان الرحمٰن کی طرف رجوع فرمائیں۔

۴۔ ﴿اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً۔ الآیه﴾
چونکہ اس ذوات مقدسہ نے لوگوں کی جزاء اور جذبۂ تشکر سے بلند و بالا ہو کر یہ کام انجام دیا تھا اس لئے خود خدائے تعالیٰ نے ان کو جزاء میں جنت کی جاگیر عطا فرمائی اور اس کے اس کارنامہ کو قابل تشکر قرار دیا۔

أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ﴿٢٨﴾ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ

نہی جیسے لوگ بدل دینگے (۲۸) بے شک یہ ایک بڑی نصیحت ہے تو جو چاہے اپنے پروردگار

اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٢٩﴾ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ

کا راستہ اختیار کرے (۲۹) اور تم نہیں چاہتے ہو مگر وہی جو خدا چاہتا ہے

اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٣٠﴾ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ

بے شک اللہ بڑا جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے (۳۰) وہ جسے چاہتا ہے اپنی

فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣١﴾ ع ۲ ۹ ۲۰

رحمت میں داخل کرتا ہے اور اس نے ظالموں کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (۳۱)

ایاتها ۵۰ ۷۷ سُورَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ ۳۳ رکوعاتها ۲

سورۂ مرسلات مکی ہے۔ آیات ۵۰۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ﴿١﴾ فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا ﴿٢﴾ وَ

قسم ہے انکی جو مسلسل چھوڑ دی جاتی ہیں (۱) پھر (آندھی کی طرح) تیز و تند چلتی ہیں (۲) جو (بادلوں کو)

النَّاشِرَاتِ نَشْرًا ﴿٣﴾ فَالْفَارِقَاتِ فَرْقًا ﴿٤﴾ فَالْمُلْقِيَاتِ

پھیلانیوالی ہیں (۳) پھر (انہیں) متفرق کر دیتی ہیں (۴) پھر (دلوں میں) یاد (الٰہی)

ذِكْرًا ﴿٥﴾ عُذْرًا أَوْ نُذْرًا ﴿٦﴾ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾

ڈالتی ہیں (۵) (حجت تمام کر کے) عذر قطع کرنے کیلئے یا ڈراوے کیلئے (۶) بے شک جس چیز کا تم سے وعدہ وعید کیا

فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ ﴿٨﴾ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ﴿٩﴾

جارہا ہے وہ ضرور واقع ہونیوالی ہے (۷) پس جب ستارے گرائے جائیں گے (۸) اور آسمان پھاڑ دیا جائیگا (۹)

وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿١٠﴾ وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ ﴿١١﴾

اور جب پہاڑ (ریزہ ریزہ کر کے) اڑا دیئے جائیں گے (۱۰) اور جب رسولؑ وقت معین پر حاضر کئے جائیں گے (۱۱)

لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ﴿١٢﴾ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿١٣﴾ وَمَا أَدْرَاكَ

(آخر) کس دن کیلئے یہ تاخیر کی گئی؟ (۱۲) فیصلے کے دن کیلئے (۱۳) تجھے کیا معلوم

۵۔ ﴿وَمَا تَشَاءُونَ۔ الآیہ﴾ مروی ہے کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے فرقہ مفوضہ کے بارے میں دریافت کیا گیا جو کہتے ہیں کہ خداوند عالم نے سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کو پیدا کر کے تمام امور تکوینیہ کی انجام دہی اور نظام کائنات انکے حوالے کر دیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا: وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے بلکہ خود اللہ یہ کام انجام دیتا ہے۔ ہاں البتہ ہمارے دل اللہ کی مشیت کے ظرف ہیں لہٰذا جب اللہ کچھ چاہتا ہے تو ہم بھی وہی چاہتے ہیں اسکے بعد امامؑ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ (تفسیر صافی بحوالہ الخرائج والجرائح راوندی)

۶۔ ﴿يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ۔ الآیہ﴾ اللہ جسکو اسکی اہلیت اور صلاحیت کی بنا پر چاہتا ہے اپنی توفیق سے اپنے دامن رحمت یعنی جنت اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت کے محکم قلعہ میں داخل کر دیتا ہے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء اور جو اپنے سوء اختیار سے اسکا اہل نہیں ہوتا اس کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے کیونکہ وہ علیم بھی ہے کہ اپنے تمام بندوں کے حالات سے آگاہ ہے اور حکیم بھی ہے کہ اس کا کوئی کام اور کوئی امر و نہی حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہے۔ الغرض مومنین و متقین کیلئے اللہ کی رحمت اور جنت ہے اور مجرمین کیلئے اسکا غضب اور عذاب ہے۔

سورۂ مرسلات

سورۂ مرسلات کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) کئی قسمیں کھا کر قیامت کے برحق ہونے کا اظہار کیا گیا ہے۔ (۲) قیامت کے ہولناک مناظر کا بیان۔ (۳) قانون قدرت ہے کہ وہ فسق و فجور کرنے اور لوگوں پر ظلم ستم کرنے والوں کو ہلاک و برباد کر دیتا ہے۔ (۴) پرہیزگاروں کے اچھے انجام اور بدکاروں کے برے انجام کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا۔ الآیہ﴾ یہاں چند صفات کی قسمیں کھائی گئی ہیں جیسے جو مسلسل

مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿١٤﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٥﴾

کہ فیصلے کا دن کیا ہے؟ (۱۴) تباہی ہے اس دن کے جھٹلانے والوں کیلئے (۱۵)

أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْآخِرِينَ ﴿١٧﴾

کیا ہم نے پہلے والوں کو ہلاک نہیں کیا (۱۶) پھر ان کے پیچھے بھیجے گئے لوگوں کو (۱۷)

كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿١٨﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

ہم مجرموں کیساتھ ایسا ہی (سلوک) کرتے ہیں (۱۸) تباہی ہے اس

لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٩﴾ أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ ﴿٢٠﴾

دن کے جھٹلانیوالوں کیلئے (۱۹) کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟ (۲۰)

فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ﴿٢١﴾ إِلَىٰ قَدَرٍ مَعْلُومٍ ﴿٢٢﴾

پھر ہم نے اس کو ایک محفوظ مقام (رحم مادر) میں رکھا (۲۱) ایک مقررہ مدت تک (۲۲)

فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ ﴿٢٣﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

(اس سے ثابت ہوا کہ) ہم قادر ہیں پس ہم کیسے اچھے قادر ہیں (۲۳) (ہم کیسا اچھا اندازہ کرنیوالے ہیں)

لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٤﴾ أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾ أَحْيَاءً

تباہی ہے اس دن کے جھٹلانے والوں کیلئے (۲۴) کیا ہم نے زمین کو سمیٹ کر رکھنے والی نہیں بنایا (۲۵) زندوں کو

وَأَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شَامِخَاتٍ وَ

بھی اور مردوں کو بھی (۲۶) اور ہم نے اس میں بلند و بالا پہاڑ بنائے اور تمہیں خوشگوار (اور میٹھے) پانی سے

أَسْقَيْنَاكُمْ مَاءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٨﴾

سیراب کیا (۲۷) تباہی ہے اس دن کے جھٹلانے والوں کیلئے (۲۸)

انْطَلِقُوا إِلَىٰ مَا كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٩﴾ انْطَلِقُوا

(حکم ہوگا) جاؤ اس (دوزخ) کی طرف جسے تم جھٹلایا کرتے تھے (۲۹) جاؤ اس سایہ کی

إِلَىٰ ظِلٍّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَا ظَلِيلٍ وَلَا يُغْنِي

طرف جس کی تین شاخیں ہیں (۳۰) جو نہ سایہ دار ہے اور نہ آگ کے شعلوں سے

مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾ كَأَنَّهُ

بچاتا ہے (۳۱) وہ (دوزخ) اونچے محلوں کی مانند انگارے پھینکتی ہے (۳۲) گویا کہ

چھوڑی جاتی ہیں، جو تیز و تند چلتی ہیں وغیرہ۔ مگر یہ واضح نہیں ہے کہ ان کا موصوف کیا ہے؟ بعض نے ان کا موصوف ملائکہ کو قرار دیا اور بعض نے ان کا موصوف ہواؤں کو ٹھہرایا ہے اور بعض نے پہلی تین صفات کا موصوف ہواؤں کو آخری دو صفات کے موصوف فرشتوں کو قرار دیا ہے اور بعض نے ان کا موصوف آیاتِ الٰہیہ کو ٹھہرایا ہے۔ مگر مشہور یہی ہے کہ ان پانچ صفات کا موصوف مختلف قسم کی ہوائیں ہی ہیں۔ وھو المنصور

۲۔ ﴿إِنَّمَا تُوعَدُونَ. الآیہ﴾ یہ جواب قسم ہے کہ جس قیامت کا تم سے وعدہ وعید کیا جاتا ہے وہ ضرور واقع ہونے والی ہے جس میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

۳۔ ﴿فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ. الآیہ﴾ ان آیتوں میں فنائے عالم کبیر اور قیام قیامت کی اجمالی تصویر کشی کی گئی ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو نظام کائنات درہم برہم ہو جائے گا۔ چنانچہ یہ جگمگ جگمگ کرتے ہوئے ستارے بے نور ہو جائیں گے، آسمان شگافتہ ہو جائے گا اور رسول اپنی کارگزاری بتانے اور اپنی اپنی قوم کی روش و رفتار پر گواہی دینے کیلئے اکٹھے کئے جائیں گے۔ یہی فیصلہ کا دن ہے جس میں حق اور اہل حق کو جھٹلانے والوں کی تباہی و بربادی ہوگی۔

جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا

وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں (۳۳) تباہی ہے اس دن کے جھٹلانیوالوں کیلئے (۳۴) یہ وہ دن

يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

ہوگا جس میں وہ بول نہیں سکیں گے (۳۵) اور نہ ہی انہیں اجازت دی جائیگی کہ معذرت کرسکیں (۳۶)

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ

تباہی ہے اس دن کے جھٹلانے والوں کیلئے (۳۷) یہ فیصلے کا دن ہے جس میں ہم نے تمہیں اور

جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ

پہلے والوں کو جمع کر دیا ہے (۳۸) اگر تمہارے پاس (دوزخ سے بچنے کیلئے) کوئی تدبیر ہے

فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ ع ۱ ۹ ۲۱

تو میرے مقابلہ میں چلاؤ (۳۹) تباہی ہے اس دن کے جھٹلانیوالوں کیلئے (۴۰) بے شک

الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا

پرہیزگار لوگ (اس دن) (رحمت خدا کے) سائیوں میں اور چشموں میں ہونگے (۴۱) اور ان پھلوں میں

يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ

ہونگے جنہیں وہ چاہیں گے (۴۲) (ان سے کہا جائیگا) مزے سے کھاؤ اور پیو اپنے ان اعمال کے صلے میں

تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ

جو تم (دنیا میں) کرتے رہے ہو (۴۳) بے شک ہم نیکوکاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں (۴۴) تباہی ہے

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا

اس دن کے جھٹلانیوالوں کیلئے (۴۵) (اے جھٹلانے والو) تم تھوڑے دن (دنیا میں) کھا لو اور

اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾

فائدہ اٹھا لو (بہرحال) تم لوگ مجرم ہو (۴۶) تباہی ہے اس دن کے جھٹلانے والوں کیلئے (۴۷)

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے (۴۸) تباہی ہے اس دن کے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع ۲ ۱۰ ۲۲

جھٹلانیوالوں کیلئے (۴۹) (آخر) وہ لوگ اس (قرآن) کے بعد کس کلام پر ایمان لائیں گے؟ (۵۰)

۴۔ ﴿فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ۔ الآیہ﴾ اسکا مطلب یہ ہے کہ دار دنیا میں تو تم ہر مشکل منزل پر اپنی چالاکی سے کوئی تدبیر کر لیتے تھے تو آج بھی تمہیں میرے عذاب میں گرفتاری کا مشکل مرحلہ درپیش ہے تو اس سے بچنے کیلئے اگر تمہارے پاس کوئی تدبیر اور کوئی ترکیب ہے تو اسے اختیار کرو۔ مگر یاد رکھو کہ آج تمہاری چال کامیاب نہیں ہوگی آج تمہاری تباہی مقدر ہے۔

۵۔ ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ۔ الآیہ﴾ فیصلے والے دن مجرموں اور بدکاروں کے فیصلے اور برے انجام کا آیات بالا میں تذکرہ کرنے کے بعد انکے بالمقابل پرہیزگاروں کے انعام اور اچھے انجام کا تذکرہ کیا جارہا ہے جنہوں نے حق وحقیقت کی تصدیق کی اور محققانہ رنگ میں زندگی بسر کی۔ مجرموں کیلئے جہنم کا سہ شاخہ دھواں تھا اور متقین کیلئے جنت کے سایے ہوں گے اور طرح طرح کے میوے اور وہ بڑے ٹھاٹھ باٹھ سے وہاں رہ رہے ہوں گے۔

۶۔ ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا۔ الآیہ﴾ مجرمین سے خطاب کر کے کہا جارہا ہے کہ چند روزہ حیات مستعار میں خوب کھاپی لو اور مزے کر لو بہرحال تم لوگ مجرم ہو اور مجرموں کے بارے میں سنت الٰہی یہ ہے کہ وہ انہیں تھوڑی سی مہلت ضرور دیتا ہے اور اسکے ختم ہونے کے بعد انہیں اپنی سخت گرفت میں لیکر انہیں عذاب الیم کا مزہ چکھاتا ہے۔

۷۔ ﴿فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ۔ الآیہ﴾ ارشاد قدرت ہے کہ اگر یہ لوگ قرآن جیسی عظیم کتاب رشد وہدایت پر ایمان نہیں لاتے تو اس سے بڑھ کر کونسا عظیم کلام ہوسکتا ہے جس پر وہ ایمان لائیں گے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان لانا چاہتے ہی نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ جب تک کسی شخص کے دل و دماغ میں ہدایت حاصل کرنے کی تڑپ نہ ہو تب تک خدا بھی ان کو راہ راست پر آنے کی توفیق نہیں دیتا۔ و ہذا اوضح من ان یخفی۔

آیاتھا ۴۰ ۷۸ سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ ۸۰ رکوعاتھا ۲

سورۂ نباء مکی ہے۔ آیات ۴۰۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝۲ الَّذِيْ
یہ لوگ کس چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے سوال وجواب کر رہے ہیں؟ (۱) کیا اس بڑی خبر کے بارے میں (۲) جسکے
هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝۳ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۴ ثُمَّ كَلَّا
متعلق وہ باہم اختلاف کر رہے ہیں (۳) ہرگز نہیں! عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا (۴) پھر ہرگز
سَيَعْلَمُوْنَ ۝۵ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝۶ وَّ
نہیں! عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا (۵) کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا؟ (۶) اور
الْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝۷ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝۸ وَّ جَعَلْنَا
پہاڑوں کو میخیں (۷) اور ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا (۸) اور تمہاری
نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝۹ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝۱۰ وَّ
نیند کو راحت و آرام کا ذریعہ (۹) اور رات کو پردہ پوش (۱۰) اور
جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝۱۱ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا
دن کو تحصیل معاش کا وقت بنایا (۱۱) اور ہم نے تم پر سات مضبوط (آسمان)
شِدَادًا ۝۱۲ وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝۱۳ وَّ اَنْزَلْنَا
بنائے (۱۲) اور ہم ہی نے (دن میں) ایک نہایت روشن چراغ (سورج) بنایا (۱۳) اور ہم
مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝۱۴ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا
نے پانی سے لبریز بادلوں سے موسلادھار پانی برسایا (۱۴) تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے غلہ اور
وَّنَبَاتًا ۝۱۵ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝۱۶ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ
سبزی اگائیں (۱۵) اور گھنے باغات (۱۶) بے شک فیصلے کے دن (قیامت)
كَانَ مِيْقَاتًا ۝۱۷ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ
کا ایک معین وقت ہے (۱۷) جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم لوگ فوج

سورۂ نباء

سورۂ نباء کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قیامت کا اثبات اور اسکا یقینی الوقوع ہونا۔ (۲) اس سلسلہ میں کفار کے شبہات اور انکے جوابات۔ (۳) ابتدائی دور دعوت کے بنیادی تین ارکان یعنی توحید، رسالت اور قیامت کا تذکرہ۔ (۴) انکار قیامت کے برے نتائج۔ (۵) قدرتِ خدا کے بعض کرشموں کا تذکرہ۔ (۶) پرہیزگاروں کے اچھے انجام کا بیان۔ (۷) اللہ تعالیٰ کی پیشگی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ (۸) قیامت کے ہولناک مناظر اور کفار کی حسرت کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصة التفاسير﴾

ا۔ ﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ۔ الآیہ﴾ یہ سورہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے جبکہ اس وقت بنیادی ارکان تین تھے: توحید، رسالت اور قیامت لہٰذا اگرچہ ان تین ارکان میں سے ہر رکن نباء عظیم کا مصداق ہوسکتا ہے۔ مگر چونکہ کفار کی تنقید کا مرکزی نقطہ قیامت اور آخرت ہوتی تھی جسے وہ بعید از عقل سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور پھر ہمیں جزا و سزا دی جائے گی۔ لہٰذا حتمی طور پر اس نباء عظیم سے مراد قیامت ہی ہے۔

ایضاح: مخفی نہ رہے کہ اس نباء عظیم کی تاویل حضرت امیر علیہ السلام سے بھی کی گئی ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ جب حضرت امام باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ نباء عظیم کیا ہے؟ تو فرمایا: یہ آیت حضرت امیر علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ پھر خود حضرت امیر علیہ السلام کے اس ارشاد کا حوالہ دیا کہ آپؑ نے فرمایا: ﴿ما لله عزوجل آية هي اكبر مني ولا لله نبا اعظم مني﴾ یعنی اللہ کی کوئی آیت مجھ سے بڑی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی خبر مجھ سے بڑی ہے۔ (تفسیر صافی) ایک مشہور دشمن علی کا شعر ہے۔

هو النباء العظيم و فلك نوح
و باب الله و انقطع الخطاب

أَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ﴿۱۹﴾

در فوج آؤ گے (۱۸) اور آسمان کھول دیا جائے گا اور وہ دروازے ہی دروازے ہو جائے گا (۱۹)

وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ إِنَّ جَهَنَّمَ

اور پہاڑ چلائے جائیں گے اور وہ بالکل سراب ہو جائیں گے (۲۰) بے شک

كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِلطَّاغِينَ مَآبًا ﴿۲۲﴾ لَابِثِينَ

جہنم گھات میں ہے (۲۱) جو سرکشوں کا ٹھکانہ ہے (۲۲) وہ اس میں مدت ہائے

فِيهَا أَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾

دراز تک پڑے رہیں گے (۲۳) وہ اس میں نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ کوئی پینے کی چیز (۲۴)

إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَاءً وِفَاقًا ﴿۲۶﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا

سوائے گرم پانی اور پیپ کے (۲۵) یہ (ان کے اعمال) کے مطابق بدلہ ہے (۲۶) یہ لوگ (روز)

لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾

حساب (قیامت) کی توقع ہی نہیں رکھتے تھے (۲۷) اور یہ ہماری آیتوں کو بے دریغ جھٹلاتے تھے (۲۸)

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ﴿۲۹﴾ فَذُوقُوا فَلَنْ

اور ہم نے ہر چیز کو ایک نوشتہ میں شمار کر رکھا ہے (۲۹) چکھو اس کا مزہ ہم تمہارے عذاب

نَزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ ع

میں اضافہ ہی کریں گے (۳۰) بے شک پرہیز گاروں کیلئے کامیابی و کامرانی ہے (۳۱)

حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَكَأْسًا

یعنی باغ اور انگور ہیں (۳۲) اور اٹھتی جوانیوں والی ہم عمر لڑکیاں (حوریں) (۳۳) اور چھلکتے

دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا ﴿۳۵﴾

ہوئے (شراب طہور کے) جام (۳۴) وہ لوگ وہاں نہ کوئی بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ کوئی جھوٹ (۳۵)

جَزَاءً مِنْ رَبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَبِّ السَّمَاوَاتِ

یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے بطور عطیہ صلہ ہے جو کافی و وافی ہے (۳۶) یعنی وہ رب رحمان کی طرف

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَٰنِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ

سے جو آسمانوں اور زمین اور انکے درمیان کی سب چیزوں کا پروردگار (اور مالک) ہے (جسکی ہیبت سے) لوگوں کو

۲۔ ﴿أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ۔ الآیہ﴾ خدائے علیم و حکیم نے بعض فطری و مشاہداتی دلائل بیان کرکے قیامت کے امکان کو ثابت فرمایا ہے کہ جو خدا یہ سب کچھ کر سکتا ہے کیا وہ ایک دن اس کائنات کی بساط کو لپیٹ کر اسکی جگہ ایک نئی دنیا پیدا نہیں کر سکتا؟ جس دن اس دنیا کے کئے ہوئے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا دے؟ یقیناً وہ ایسا کرنے پر قادر ہے۔

۳۔ ﴿وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ۔ الآیہ﴾ یہاں کتاب سے بعض مفسرین نے لوح محفوظ اور بعض نے نامۂ اعمال مراد لیا ہے اور حسب ظاہر یہی آخری مفہوم اظہر ہے۔

۴۔ ﴿إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ الآیہ﴾ مکذبین و منکرین کے ہولناک اور برے انجام کے تذکرہ کے بعد یہاں ان مصدقین و متقین کے عمدہ انجام کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جنہوں نے اپنے اقوال و اعمال سے اپنے ایمان و تقویٰ کا ثبوت فراہم کیا۔ اور بے پایاں اجر و ثواب کا استحقاق ثابت کیا۔

خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ لَا

اس سے بات کرنے کا یارا (جرات) نہیں ہے (۳۷) جس دن روح اور فرشتے صف باندھے

لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ

کھڑے ہوں گے کوئی بات نہیں کرے گا مگر جسے خدائے رحمان اجازت دیگا اور وہ ٹھیک

صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى

بات کہے گا (۳۸) یہ دن برحق ہے پس جو چاہے اپنے پروردگار کی طرف

رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚۖ يَّوْمَ

اپنا ٹھکانہ بنائے (۳۹) بے شک ہم نے تمہیں عنقریب آنے والے

يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ

عذاب سے ڈرا دیا ہے جس دن آدمی وہ (کمائی) دیکھے گا جو اسکے ہاتھوں نے آگے بھیجی ہوگی

ع ۲

يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾ ع

اور کافر کہے گا کہ کاش میں مٹی ہوتا (۴۰)

اٰيَاتُهَا ۴۶ ۷۹ سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ ۸۱ رُكُوْعَاتُهَا ۲

سورۃ نازعات مکی ہے۔ آیات ۴۶۔ ۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾

قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو (جسم میں ڈوب کر) سختی سے (جان) کھینچتے ہیں (۱) اور قسم ہے آہستگی اور آسانی سے (جان) نکالنے

وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾

والوں کی (۲) اور قسم ہے (فضاؤں کے اندر) تیرنے پھرنیوالوں کی (۳) پھر قسم ہے (تعمیل حکم میں) ایک دوسرے پر سبقت لے

وقف لازم

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴿۶﴾

جانیوالوں کی (۴) پھر قسم ہے ہر امر کا بندوبست کرنیوالوں کی (کہ قیامت برحق ہے) (۵) جس دن تھرتھرانیوالی (زمین وغیرہ)

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿۸﴾

تھرتھرائے گی (۶) اسکے پیچھے ایک اور آنیوالی (مصیبت) آئے گی (۷) کچھ دل اس دن کانپ رہے ہوں گے (۸)

۵۔ ﴿يَقُوْلُ الْكٰفِرُ۔ الآیہ﴾ حسب ظاہر تو کافر کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن اپنے غلط نظریات اور برے اعمال کا انجام سامنے دیکھ کر کہے گا کہ کاش میں مٹی ہوتا۔ یعنی نہ پیدا ہوتا، نہ مکلف ہوتا اور نہ آج زندہ ہو کر میدانِ حشر میں حاضر ہوتا مگر تفسیر برہان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر صافی میں جناب ابن عباسؓ سے اسکی تفسیر یوں مروی ہے کہ قیامت کے دن کافر، شیعیان علیؑ کا اجر و ثواب اور مرتبہ دیکھ کر کہے گا کہ کاش میں تراب ہوتا یعنی ابوتراب (حضرت علی علیہ السلام) کا شیعہ اور محب ہوتا یعنی پکا اور سچا مسلمان ہوتا ہے اور ایسے برے انجام سے بچ جاتا۔

سورہ نازعات

سورہ نازعات کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) مختلف فرشتوں کی قسمیں کھا کر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ قیامت برحق ہے۔ (۲) قیامت کے آنے کے بعد تباہی عالم کی تصویر کشی۔ (۳) فرعون اور اسکے برے انجام کا بیان۔ (۴) خالق کائنات کی قدرت کے بعد صنائع و بدائع کا تذکرہ۔ (۵) قیامت کب آئے گی؟ اس سوال کا جواب۔ (۶) سرکشی کرنے والوں کے برے انجام کا بیان۔ (۷) اللہ سے ڈرنے اور خواہش نفس کی مخالفت کرنے والوں کے اچھے انجام کا بیان وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا۔ الآیہ﴾ سورہ مرسلات کی طرح یہاں پانچ صفات کے ساتھ قسمیں کھائی گئی ہیں مگر قرآن میں انکا موصوف مذکور نہیں ہے۔ اس لئے انکے موصوف کے بارے میں مفسرین اسلام کے درمیان اختلاف ہے۔ اور کئی قول منقول ہیں۔ مثلاً (۱) ان سے مراد فرشتے ہیں۔ (۲) ان سے مراد ہوائیں ہیں۔ (۳) ان سے مراد ستارے ہیں۔ (۴) بعض سے مراد فرشتے اور بعض سے اہل ایمان کی روحیں ہیں۔ مگر جس قول کو

أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۹ يَقُولُونَ أَإِنَّا لَمَرْدُودُونَ وقف لازم

انکی آنکھیں (شدت خوف سے) جھکی ہوئی ہونگی (۹) وہ (کافر لوگ) کہتے ہیں کیا ہم پہلی حالت میں (الٹے

فِي الْحَافِرَةِ ۱۰ أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا نَخِرَةً ۱۱ قَالُوا

پاؤں) واپس لائے جائیں گے؟ (۱۰) کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے؟ (۱۱) کہتے ہیں یہ (واپسی)

تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۱۲ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وقف لازم

تو بڑے گھاٹے کی ہو گی (۱۲) حالانکہ اس (واپسی) کیلئے ایک زور کی ڈانٹ

وَاحِدَةٌ ۱۳ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۱۴ هَلْ أَتَاكَ

پڑے گی (۱۳) پھر وہ کھلے ہوئے میدان (قیامت) میں موجود ہوں گے (۱۴) (اے رسولؐ) کیا آپ کو

حَدِيثُ مُوسَىٰ ۱۵ إِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ وقف لازم

موسیٰؑ کے قصہ کی خبر پہنچی ہے؟ (۱۵) جب ان کے پروردگار نے طویٰ کی مقدس وادی میں انہیں

طُوًى ۱۶ اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۱۷ فَقُلْ هَلْ

پکارا تھا (۱۶) کہ جاؤ فرعون کے پاس کہ وہ سرکش ہوگیا ہے (۱۷) پس اس سے کہو کہ کیا تو چاہتا ہے کہ

لَكَ إِلَىٰ أَنْ تَزَكَّىٰ ۱۸ وَأَهْدِيَكَ إِلَىٰ رَبِّكَ فَتَخْشَىٰ ۱۹

پاکیزگی اختیار کرے؟ (۱۸) اور (کیا تو چاہتا ہے کہ) میں تیرے پروردگار کی طرف تیری راہنمائی کروں تو تو (اس سے)

فَأَرَاهُ الْآيَةَ الْكُبْرَىٰ ۲۰ فَكَذَّبَ وَعَصَىٰ ۲۱ ثُمَّ

ڈرے؟ (۱۹) پس موسیٰؑ نے (وہاں جاکر) اسے ایک بہت بڑی نشانی دکھائی (۲۰) تو اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی (۲۱)

أَدْبَرَ يَسْعَىٰ ۲۲ فَحَشَرَ فَنَادَىٰ ۲۳ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ

پھر وہ پلٹا (اور مخالفانہ سرگرمیوں میں) کوشاں ہوگیا (۲۲) یعنی (لوگوں کو) جمع کیا اور پکار کر کہا (۲۳) کہ میں تمہارا سب سے

الْأَعْلَىٰ ۲۴ فَأَخَذَهُ اللَّهُ نَكَالَ الْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ ۲۵

بڑا پروردگار ہوں (۲۴) پس اللہ نے اسے آخرت اور دنیا کے (دوہرے) عذاب میں پکڑا (۲۵)

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِمَنْ يَخْشَىٰ ۲۶ أَأَنْتُمْ أَشَدُّ ع ۱ ۲۶ ۲

بے شک اس (قصہ) میں بڑی عبرت ہے ہر اس شخص کیلئے جو (خدا سے) ڈرے (۲۶) کیا تم لوگوں کا (دوبارہ)

خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ ۚ بَنَاهَا ۲۷ رَفَعَ سَمْكَهَا

پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے؟ یا آسمان کا؟ اللہ نے اس کو بنایا (۲۷) اور اس کی چھت کو بلند کیا پھر اس کو

اکثر مفسرین نے اختیار کیا ہے اور وہی حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔ اور وہی بہت سے صحابہ وتابعین سے منقول ہے وہ پہلا قول ہے لہٰذا وہی مرجح ہے کہ اس سے مختلف اوصاف کے حامل فرشتے مراد ہیں جو بمنزلہ آلات خداوندی ہیں جو مختلف کام انجام دیتے ہیں یعنی خدا انکے ساتھ یہ امور انجام دیتا ہے۔ ﴿لا یسبقونہ بالقول و ھم بامرہ یعملون﴾ جواب واضح ہونے کی وجہ سے محذوف ہے یعنی قیامت برحق ہے۔

۲۔ ﴿یوم ترجف الراجفۃ۔ الآیہ﴾ قیامت کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ جسکے پہلے جھٹکے سے زمین اور پہاڑ جیسی ساکن چیزیں ہلا کر رکھ دی جائیں گی۔ اس سے پہلا صور اور زلزلہ قیامت مراد ہے اور ﴿تتبعھا الرادفۃ﴾ آیہ سے دوسرا صور مراد ہے جسکے پھونکے جانے کے بعد سب مردے زندہ ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔ اس دن مجرمین ومشرکین کے دل کانپ رہے ہوں گے اور مؤمنین صالحین اس دن کے خوف سے محفوظ ہوں گے۔

۳۔ ﴿ھَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ۔ الآیہ﴾ جناب موسیٰؑ وفرعون کا قصہ قرآن مجید کے مختلف مقامات پر تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جناب موسیٰؑ خدا کے اس حکم کے مطابق فرعون کے پاس گئے اور اسے ایک بڑی نشانی دکھائی جس سے عصا کا اژدہا بننا اور جادوگرانِ فرعون کے سانپوں کو نگل جانا مراد ہے مگر فرعون پھر بھی اپنی خدائی کے دعویٰ پر ڈٹا رہا۔ یہاں تک کہ خدا نے اسے اپنے لاؤ لشکر سمیت رود نیل میں غرق کردیا اور آخرت میں اسے دوزخ کی آگ میں جلائے گا۔

۴۔ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ جو شخص اپنے برے کاموں کے برے انجام سے ڈرے اس کیلئے اس واقعہ میں بڑا درس عبرت ہے کیونکہ جو شخص ایک مسلمہ حقیقت کا انکار کرتا ہے اور دنیا و آخرت میں اس انکار کی سزا ضرور پاتا ہے مگر اس سے عبرت وہی شخص حاصل کرتا ہے جو غور وفکر کی صلاحیت رکھتا ہو اور وہ کسی بھی کام کو اسکے انجام کے لحاظ

فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا ﴿۲۹﴾

درست کیا (۲۸) اور اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو ظاہر کیا (۲۹)

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا

اس کے بعد زمین کو بچھایا (۳۰) اور اس سے اس کا پانی اور

وَمَرْعٰهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ

چارہ نکالا (۳۱) اور پہاڑوں کو اس میں گاڑا (۳۲) تمہارے اور تمہارے مویشیوں کیلئے

وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾

سامان زندگی کے طور پر (۳۳) پس جب بڑی آفت (قیامت) آئے گی (۳۴)

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ

جس دن انسان یاد کرے گا جو کچھ اس نے کیا ہوگا (۳۵) اور (ہر) دیکھنے والے کیلئے دوزخ

لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ

ظاہر کردی جائے گی (۳۶) پس جس شخص نے سرکشی کی ہوگی (۳۷) اور (آخرت پر) دنیوی زندگی کو

الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ

ترجیح دی ہوگی (۳۸) تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا (۳۹) اور جو شخص اپنے پروردگار کی

خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ

بارگاہ میں حاضری سے ڈرتا رہا ہوگا اور (اپنے) نفس کو (اس کی) خواہش سے روکا ہوگا (۴۰) تو اس

الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ

کا ٹھکانہ جنت ہے (۴۱) یہ لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ قیامت کب کھڑی

مُرْسٰهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ

(برپا) ہوگی (۴۲) آپ کا اس کے وقت بتانے سے کیا تعلق؟ (۴۳) اسکی انتہا تو بس آپ کے

مُنْتَهٰهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ

پروردگار پر ہے (۴۴) آپ تو بس ڈرانیوالے ہیں اس شخص کو جو اس سے ڈرے (۴۵) جس دن یہ لوگ اس (قیامت)

ع ۲
يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ﴿۴۶﴾

کو دیکھیں گے تو (انہیں ایسا محسوس ہوگا کہ) وہ (دنیا میں) نہیں ٹھہرے تھے مگر ایک شام یا اسکی ایک صبح (۴۶)

سے دیکھے۔ اسکے آغاز کے اعتبار سے نہ دیکھے سچ ہے ما اکثر العبر وما اقل الاعتبار؛

۵۔ ﴿فَاَمَّا مَنْ طَغٰى۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ جو بدبخت خدا کے دین اور اسکے امر و نواہی کے سامنے سرکشی کرے یعنی انکی تعمیل نہ کرے اور دنیا کی چندروزہ زندگی اور اسکے آرام و آسائش کو اخروی دائمی زندگی کے مقابلے میں ترجیح دے تو اسکا ٹھکانا دوزخ ہو گا۔ اور جو خوش نصیب خدا کی بارگاہ میں حضوری سے ڈرے گا اور اپنے نفس کو ناجائز خواہشات سے روکے گا اس کا ٹھکانا جنت الفردوس ہوگا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا کہ: جس آدمی کو علم و یقین ہو کہ وہ جو کچھ کہتا اور کرتا ہے اللہ اسے دیکھ بھی رہا ہے اور سن بھی رہا ہے اور وہ جو نیکی یا بدی کرتا ہے خدا اسے جانتا ہے تو اسکا یہ علم و یقین اسے برے کام کرنے سے ضرور روکے گا اور ایسا بندہ ہی خدا کے ہاں حاضری سے ڈرنے والا ہے۔ (کافی وصافی)

۶۔ ﴿اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ۔ الآیہ﴾ اگرچہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام بشارت و نذارت کرنا ہے مگر ارشادِ قدرت ہے کہ اس ڈرانے کا فائدہ بھی صرف اسی کو ہوگا جسے قیامت کا خوف ہوگا۔ جیسے قرآن کے چشمۂ ہدایت سے فیض وہی پائے گا جس کے دل میں خوف خدا ہوگا۔

ایاتها ۴۲ ۸۰ سُوۡرَۃُ عَبَسَ مَکِّیَّۃٌ ۲۴ رکوعها ۱

سورۂ عبس مکی ہے۔ آیات ۴۲۔ ارکوع ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤی ﴿۱﴾ اَنۡ جَآءَہُ الۡاَعۡمٰی ﴿۲﴾ وَ مَا یُدۡرِیۡکَ
(ایک شخص نے) تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا (۱) کہ اس (پیغمبر اسلامؐ) کے پاس ایک نابینا آیا (۲) اور تمہیں کیا
لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰۤی ﴿۳﴾ اَوۡ یَذَّکَّرُ فَتَنۡفَعَہُ الذِّکۡرٰی ﴿۴﴾ اَمَّا
معلوم شاید وہ پاکیزہ ہو جاتا (۳) یا نصیحت حاصل کرتا اور نصیحت اسے فائدہ پہنچاتی (۴) جو شخص
مَنِ اسۡتَغۡنٰی ﴿۵﴾ فَاَنۡتَ لَہٗ تَصَدّٰی ﴿۶﴾ وَ مَا عَلَیۡکَ
مالدار ہے (یا بے پروائی کرتا ہے) (۵) تو تم اس کی طرف تو توجہ کرتے ہو (۶) حالانکہ تم پر کوئی الزام نہیں
اَلَّا یَزَّکّٰی ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنۡ جَآءَکَ یَسۡعٰی ﴿۸﴾ وَ ہُوَ یَخۡشٰی ﴿۹﴾
اگر وہ پاکیزہ نہیں ہوتا (۷) اور جو تمہارے پاس دوڑتا ہوا (شوق سے) آتا ہے (۸) اور (خدا سے) ڈرتا ہے (۹)
فَاَنۡتَ عَنۡہُ تَلَہّٰی ﴿۱۰﴾ کَلَّاۤ اِنَّہَا تَذۡکِرَۃٌ ﴿۱۱﴾ فَمَنۡ
تو تم اس سے بے رخی برتتے ہو (۱۰) ہرگز نہیں! یہ (قرآن) تو ایک نصیحت ہے (۱۱) جو چاہے
شَآءَ ذَکَرَہٗ ﴿۱۲﴾ فِیۡ صُحُفٍ مُّکَرَّمَۃٍ ﴿۱۳﴾ مَّرۡفُوۡعَۃٍ
اسے قبول کرے (۱۲) یہ (قرآن) ان صحیفوں میں درج ہے جو مکرم ہیں (۱۳) بلند مرتبہ (اور) پاک و
مُّطَہَّرَۃٍ ﴿۱۴﴾ بِاَیۡدِیۡ سَفَرَۃٍ ﴿۱۵﴾ کِرَامٍۭ بَرَرَۃٍ ﴿۱۶﴾ قُتِلَ
پاکیزہ ہیں (۱۴) جو ایسے کاتبوں کے ہاتھوں سے (لکھے ہوئے) ہیں (۱۵) جو معزز اور نیکوکار ہیں (۱۶)
الۡاِنۡسَانُ مَاۤ اَکۡفَرَہٗ ﴿۱۷﴾ مِنۡ اَیِّ شَیۡءٍ خَلَقَہٗ ﴿۱۸﴾
غارت ہو (منکر) انسان یہ کتنا بڑا ناشکرا ہے؟ (۱۷) اللہ نے اسے کس چیز سے پیدا کیا ہے؟ (۱۸)
مِنۡ نُّطۡفَۃٍ ؕ خَلَقَہٗ فَقَدَّرَہٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِیۡلَ
نطفہ سے اسے پیدا کیا ہے اور پھر اس کے اعضاء و جوارح کا اندازہ مقرر کیا ہے (۱۹) پھر (زندگی کا) راستہ
یَسَّرَہٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقۡبَرَہٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ
اسکے لئے آسان کر دیا (۲۰) پھر اسکو موت دی پھر اسے قبر میں پہنچایا (۲۱) پھر جب چاہے گا اسے دوبارہ

وقف لازم

سورۂ عبس

سورۂ عبس کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) ایک اندھے شخص کے آنے کا واقعہ (۲) قرآن پند وموعظہ کی کتاب ہے۔ (۳) متکبر لوگوں کو اپنا آغاز خلقت یاد دلا کر انکی سرزنش کی گئی ہے۔ (۴) انسان کی خاطر بعض پیدا کردہ نعمتوں کا تذکرہ۔ (۵) قیامت کی ہولناکی اور نفسا نفسی کا تذکرہ۔ (۶) دو قسم کے لوگوں کا تذکرہ ایک وہ جس کا چہرہ چمکدار اور ہشاش بشاس ہوگا دوسرے وہ جن کا چہرہ سیاہ اور غبار آلودہ ہوگا وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰی الآیہ﴾ عام مفسرین نے تو اس سورہ کی شان نزول یہ بیان کی ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مکہ کے چند بڑے سردار بیٹھے تھے اور آپؐ انہیں اسلام لانے پر آمادہ کر رہے تھے کہ اس اثنا میں آپؐ کے نابینا صحابی عبداللہ بن ام مکتومؓ حاضر ہوئے اور یہ دیکھے اور سوچے بغیر کہ رنگ محفل کیا ہے اور پیغمبر کیا کر رہے ہیں آتے ہی یہ کہنا شروع کیا ﴿یا رسول اللہ علمنی شیئا انتفع بہ مما علمک اللہ﴾ یا رسول اللہؐ! اللہ نے جو کچھ آپ کو سکھایا پڑھایا ہے آپؐ اس میں سے کچھ مجھے بھی پڑھائیں تا کہ میں اس سے استفادہ کروں۔ آپؐ کو انکی یہ مداخلت بے جا ناگوار ہوئی اور اسکے آثار آپؐ کے چہرہ پر نمودار ہوئے۔ جس پر اللہ نے آپؐ پر عتاب کرتے ہوئے یہ سورہ نازل فرمائی۔ (عام کتب تفسیر) مگر چونکہ قاعدہ ہے کہ نقل را عقل باید۔ اسی لئے روایت کیلئے درایت ضروری ہوتی ہے۔ بنا بریں یہ روایت چونکہ خلق عظیم کے مالک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کفار سے ترشروئی نہ کرنے والے مجتبیٰؐ کی شان کے سراسر منافی ہے۔ اس لئے اس سورہ کی یہ شان نزول قابل قبول نہیں ہے۔ بلکہ اسکی اصل شان نزول وہ روایت ہے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ

أَنْشَرَهُ ﴿٢٢﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ ﴿٢٣﴾ فَلْيَنْظُرِ
زندہ کر دیگا (۲۲) ہرگز نہیں (بایں ہمہ) اس نے اسے پورا نہ کیا جسکا (خدا نے) اسے حکم دیا تھا (۲۳)
الْإِنْسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ﴿٢٤﴾ أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾
انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی غذا کی طرف دیکھے (۲۴) ہم نے اچھی طرح خوب پانی برسایا (۲۵)
ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَأَنْبَتْنَا فِيهَا
پھر ہم نے زمین کو اچھی طرح شگافتہ کیا (۲۶) پھر ہم نے اس میں
حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ﴿٢٩﴾
غلے (۲۷) اور انگور اور ترکاریاں اگائیں (۲۸) اور زیتون اور کھجوریں (۲۹)
وَحَدَائِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ﴿٣١﴾ مَتَاعًا لَكُمْ
اور گھنے باغ (۳۰) اور میوے اور چارا (۳۱) جو تمہارے اور تمہارے مویشیوں کیلئے
وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿٣٢﴾ فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ﴿٣٣﴾ يَوْمَ
سامان زندگی کے طور پر ہے (۳۲) پس جب کانوں کو پھاڑ دینے والی آواز آجائیگی (۳۳) تو اس
يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَ
دن آدمی اپنے بھائی سے (۳۴) اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے (۳۵) اور
صَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ
اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگے گا (۳۶) اس دن ان میں ہر شخص کا یہ عالم ہوگا جو اسے
شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾
سب سے بے پرواہ کر دے گا (۳۷) کچھ چہرے اس دن روشن ہوں گے (۳۸)
ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا
خنداں وشاداں (اور خوش وخرم) ہوں گے (۳۹) اور کچھ چہرے ایسے ہوں گے جن پر گردوغبار پڑی
غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ
ہوئی ہو گی (۴۰) اور ان پر سیاہی چھائی ہو گی (۴۱) اور یہی لوگ کافر و فاجر
ع الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾
ہوں گے (۴۲)

ایک بار پیغمبر اسلام ﷺ کی بارگاہ میں چند معزز صحابہ کرامؓ تشریف فرما تھے جن میں ایک مالدار بزرگ بھی تھے جو بنی امیہ کے چشم و چراغ تھے۔ اتنے میں عبداللہ بن ام مکتوم نابینا صحابی رسولؐ حاضر ہوا اور آپؐ نے اسے اس بزرگ کے آگے بٹھا دیا جسکی وجہ سے اس نے ناک بھوں چڑھائی اور منہ پھیر لیا۔ جس پر یہ عتاب آلود آیتیں نازل فرمائیں۔ (ملاحظہ ہو تنزیہ الانبیاء، مجمع البیان، تفسیر ابوالفتوح رازی وغیرہ) تاکہ جہاں اس مالدار کی مذمت ہو وہاں ابن مکتوم کی دلجوئی بھی۔

۲۔ ﴿وَمَا يُدْرِيكَ۔ الآیہ﴾ کئی لوگوں کو ما یدریك اور اسکے بعد والے مخاطب کے صیغوں سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی کہ اسکے مخاطب آنحضرت ﷺ ہیں حالانکہ یہاں علم البیان والی صنعت التفات کارفرما ہے کہ وہی شخص جس سے بدخلقی صادر ہوئی پہلے غائب کے صیغوں سے اس کا ذکر کیا گیا اور اب ایک دم اسے مخاطب کر کے اس کی سرزنش کی جا رہی ہے۔

آیاتها ۲۹ ۸۱ سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ ۷ رکوعها ۱

سورۂ تکویر مکی ہے۔ آیات ۲۹ ۔ ا رکوع۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝۱ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝۲

جب سورج (کی بساط) لپیٹ دی جائیگی (۱) اور ستارے (بکھر کر) بے نور ہو جائیں گے (۲)

وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝۳ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝۴ وَ

اور جب پہاڑ چلا دیے جائیں گے (۳) اور جب حاملہ اونٹنیاں آوارہ پھریں گی (۴)

اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝۵ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝۶

اور جب وحشی جانور اکٹھے کر دیئے جائیں گے (۵) اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے (۶) اور

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۷ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸

جب جانیں (جسموں سے) ملا دی جائیں گی (۷) اور جب زندہ درگور کی ہوئی (لڑکی) سے پوچھا جائیگا (۸)

بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝۱۰

کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی؟ (۹) اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے (۱۰)

وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝۱۱ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝۱۲

اور جب آسمان کھول دیا جائے گا (۱۱) اور جب دوزخ بھڑکا دی جائے گی (۱۲)

وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝۱۳ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۝۱۴

اور جب جنت قریب لے آئی جائیگی (۱۳) تب ہر شخص کو معلوم ہو جائیگا کہ اس نے کیا لا کر پیش کیا ہے (۱۴)

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝۱۵ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝۱۶ وَالَّيْلِ

تو نہیں! میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے (۱۵) سیدھے چلنے اور چھپ جانے والے ستاروں کی (۱۶)

اِذَا عَسْعَسَ ۝۱۷ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝۱۸ اِنَّهٗ لَقَوْلُ

اور قسم کھاتا ہوں رات کی جب وہ جانے لگے (۱۷) اور صبح کی جب وہ سانس لیکر آنے لگے (۱۸) بے شک

رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝۱۹ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ

یہ (قرآن) ایک معزز پیغامبر کا قول ہے (۱۹) جو قوت والا ہے اور مالک عرش کے نزدیک بلند

سورہ تکویر

سورۂ تکویر کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) اس سورۂ کا مرکزی موضوع قیامت و رسالت ہے۔ (۲) ابتدائی آیات میں قیامت کے ابتدائی حالات کا تذکرہ۔ اور اس کے بعد دوسرے مرحلہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ (۳) محاسبہ کے وقت نامہ ہائے اعمال کے کھولے جانے کا تذکرہ۔ (۴) انسان کو یہ سوچنے کی دعوت دی گئی ہے کہ اس نے اس دن کیلئے کیا ذخیرہ چھوڑا ہے؟ (۵) زندہ درگور کی جانے والی لڑکیوں کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ (۶) یہ قرآن نہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کلام ہے اور نہ شیطان کا۔ بلکہ خدائے رحمٰن کا کلام حق ترجمان ہے وغیرہ وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿اِذَا الشَّمْسُ۔ الآیہ﴾ سورۃ کی پہلی چند آیتوں میں قیامت کے نفخۂ اولیٰ کے بعد نظام کائنات کی درہمی برہمی کی تصویر کشی کی گئی ہے کہ سورج کی بساط لپیٹ دی جائے گی اور اسکی ضیا پاشیاں ختم ہو جائیں گی، ستارے بے نور ہو کر فضا میں بکھر جائیں گے، پہاڑ چلا دیئے جائیں گے بلکہ ریزہ ریزہ کر کے دھنکی ہوئی اون کے گالوں کی طرح فضائے بسیط میں اڑ جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ ﴿وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ الآیہ﴾ اس سے بعض علماء نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ عادل حقیقی قیامت کے دن وحشی حیوانات کو بھی محشور فرمائے گا تاکہ بعض سے بعض کا قصاص لیا جائے مگر یہ بات تحقیق کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتی بلکہ عقل و شرع کے خلاف ہے کیونکہ حیوانات نعمت عقل سے محروم ہونے کی وجہ سے مکلف ہی نہیں ہیں تو ان سے قصاص لینے کے کیا معنی اور محشور کرنے کا کیا مطلب؟ بلکہ یہ بات قیام قیامت کے پہلے مرحلہ سے متعلق ہے کہ زلزلۂ قیامت کے وقت سب جانور اکٹھے ہو جائیں گے جیسا کہ خطرہ کے مقام پر وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچاتے۔ اسی

مَكِيْنٍ ﴿٢٠﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿٢١﴾ وَمَا صَاحِبُكُمْ

مرتبہ ہے (۲۰) (وہاں) اسکا حکم مانا جاتا ہے اور پھر وہ امانتدار (بھی) ہے (۲۱) اور تمہارا ساتھی (پیغمبر

بِمَجْنُوْنٍ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿٢٣﴾ وَمَا هُوَ

اسلامؐ) دیوانہ نہیں ہے (۲۲) اور اس (پیغمبرؐ) نے اس (پیغامبرؑ) کو روشن افق (کنارے) پر دیکھا ہے (۲۳) اور

عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿٢٤﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ

وہ غیب کی باتوں کے معاملہ میں بخیل نہیں ہے (۲۴) اور وہ (قرآن) کسی مردود شیطان کا قول

رَّجِيْمٍ ﴿٢٥﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿٢٦﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

نہیں ہے (۲۵) تم کدھر جا رہے ہو؟ (۲۶) وہ نہیں ہے مگر تمام دنیا جہاں

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٧﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿٢٨﴾

کے لئے نصیحت ہے (۲۷) یعنی اس کیلئے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے (۲۸)

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٩﴾ ع ۲۹ ۱ ۲

اور تم نہیں چاہتے مگر وہی جو عالمین کا پروردگار چاہتا ہے (۲۹)

اٰيَاتُهَا ١٩ ۸۲ سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ ۸۲ رُكُوْعُهَا ١

سورۂ انفطار مکی ہے۔ آیات ۱۹۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿١﴾ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ

اور جب آسمان پھٹ جائے گا (۱) اور جب ستارے بکھر

انْتَثَرَتْ ﴿٢﴾ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿٣﴾ وَاِذَا الْقُبُوْرُ

جائیں گے (۲) اور جب سمندر بہہ پڑیں گے (۳) اور جب قبریں تہ و بالا کر دی

بُعْثِرَتْ ﴿٤﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ﴿٥﴾

جائیں گی (۴) تب ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا ہے اور پیچھے کیا چھوڑا ہے؟ (۵)

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿٦﴾ الَّذِيْ

اے انسان تجھے کس چیز نے اپنے (رحیم و) کریم پروردگار سے دھوکے میں ڈال رکھا ہے؟ (۶) جس نے

طرح پہلے وہ سب مدہوش ہو جائیں گے بعد ازاں سب ہلاک ہو جائیں گے۔

۳۔ ﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ۔ الآیہ﴾ دورِ جاہلیت کی غلط اور قبیح رسموں میں سے ایک رسم بد یہ بھی تھی کہ وہ بوجوہ لڑکیوں کی پیدائش کے وقت یا کچھ عرصہ بعد گڑھا کھود کر زندہ درگور کر دیتے تھے۔ بہرحال قیامت کے دن عادلِ حقیقی انکو زندہ کر کے ان سے پوچھے گا کہ تمہیں کس جرم کی سزا میں زندہ درگور کیا گیا؟ اور وہ اپنی مظلومیت کی داستان سنائیں گی اور ظالموں کو سزا دی جائے گی۔

۴۔ ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ۔ الآیہ﴾ قرآن ہے تو دنیا جہاں والوں کیلئے نصیحت مگر اس سے فائدہ وہی اٹھائیں گے جنکے اندر راہ راست پر چلنے کی خواہش ہوگی۔

سورہ انفطار

سورۂ انفطار کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قیامت کے ہولناک مناظر کا بیان۔ (۲) قیامت کے دن ہر شخص کو اپنی کارکردگی کا علم ہو جائے گا۔ (۳) انسان کو جھنجھوڑ کر اس سے پوچھا جا رہا ہے کہ تجھے اپنے کریم رب سے کس چیز نے دھوکہ دیا ہے؟ (۴) انسانی خلقت کے سلسلہ میں خدائی احسانات کا تذکرہ۔ (۵) کراماً کاتبین کا ذکر خیر۔ (۶) نیکوکاروں کے اچھے اور بدکاروں کے برے انجام کا تذکرہ۔ (۷) وہاں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ (۸) قیامت کے دن ہر قسم کا اقتدار اعلیٰ خدا کے قبضۂ قدرت میں ہوگا وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ۔ الآیہ﴾ یہاں بھی سورہ تکویر کی ابتدائی چند آیتوں کی طرح قیامت کبریٰ کے پہلے مرحلہ کی تصویر کشی کی گئی ہے کہ نفخۂ اولیٰ کے بعد آسمان شگافتہ ہو جائیں گے اور ستارے بکھر جائیں گے وغیرہ

۲۔ ﴿وَاِذَا الْقُبُوْرُ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں قیامت کا دوسرا مرحلہ بیان کیا جا رہا ہے کہ دوسرے نفخ صور کے بعد قبریں زیر و زبر ہو

خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۙ﴿۷﴾ فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ
تجھے پیدا کیا پھر (تیرے اعضاء کو) درست بنایا (اور) پھر تجھے متناسب بنایا (۷) جس شکل میں چاہا تجھے
رَكَّبَكَ ؕ﴿۸﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ ۙ﴿۹﴾ وَ اِنَّ
ترتیب دیدیا (۸) ہرگز نہیں! بلکہ (اصل حقیقت یہ ہے کہ) تم جزا و سزا (کے دن) کو جھٹلاتے ہو (۹)
عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ ۙ﴿۱۱﴾ یَعْلَمُوْنَ
حالانکہ تم پر نگران (ملائکہ) مقرر ہیں (۱۰) معزز لکھنے والے (۱۱) وہ جانتے ہیں جو کچھ
مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ﴿۱۳﴾ ۚ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ
تم کرتے ہو (۱۲) بے شک نیکوکار لوگ عیش و آرام میں ہوں گے (۱۳) اور بدکار لوگ دوزخ
لَفِیْ جَحِیْمٍ ﴿۱۴﴾ ۚۖ یَّصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۱۵﴾ وَ مَا هُمْ
میں ہوں گے (۱۴) وہ جزا (سزا) والے دن اس میں داخل ہوں گے (۱۵) اور وہ اس سے
عَنْهَا بِغَآئِبِیْنَ ؕ﴿۱۶﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۙ﴿۱۷﴾
اوجھل نہیں ہوں گے (۱۶) تمہیں کیا معلوم کہ وہ جزا و سزا کا دن کیا ہے؟ (۱۷)
ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ؕ﴿۱۸﴾ یَوْمَ لَا تَمْلِكُ
(پھر سنو) تمہیں کیا معلوم کہ جزا (و سزا) والا دن کیا ہے؟ (۱۸) جس دن کوئی کسی
نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْـًٔا ؕ وَ الْاَمْرُ یَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ع﴿۱۹﴾
دوسرے کے کام نہ آسکے گا اور اس دن معاملہ (اختیار) اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہوگا (۱۹)

ع ۱ ۱۹ ۷

ایاتها ۳۶ — ۸۳ سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِیْنَ مَكِّیَّةٌ ۸۶ — رکوعها ۱

سورۂ مطففین مکی ہے۔ آیات ۳۶۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى
بربادی ہے ناپ تول میں کمی کرنے (ڈنڈی مارنے) والوں کیلئے (۱) جب وہ (اپنے لئے) لوگوں سے
النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ ۖ وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ
ناپ کر لیں تو پورا لیتے ہیں (۲) اور جب لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو انہیں

جائیں گی اور مردے زندہ ہو کر میدان حشر میں جمع ہو جائیں گے۔

۳۔ ﴿یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ۔ الآیہ﴾ خدائے کریم خواب غفلت میں سوئے انسان کو بڑے عجیب انداز میں جھنجوڑ کر جگا رہا ہے اور اس سے پوچھ رہا ہے کہ تو جو اپنے کریم رب سے منہ موڑے ہوئے ہے اور شیطان سے رشتہ جوڑے ہوئے ہے۔ یہ تو بتا کہ تجھے کس چیز نے دھوکہ دیا ہے؟ اٹھ جاگ اور اپنے خالق و مالک سے رشتہ بندگی استوار کر اور شیطان سے پناہ مانگ اور بندہ بن کر جی اور بندہ بن کر مر۔ اور مرنے سے پہلے توبۃ النصوح کر۔

۴۔ ﴿یَوْمَ لَا تَمْلِكُ۔ الآیہ﴾ قیامت کے دن عام لوگوں میں سے کوئی کسی کے کام نہیں آسکے گا اور ہر قسم کے معاملات کی زمامِ اقتدار اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہوگی۔

سورۂ مطففین

سورۂ مطففین کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی مذمت۔ (۲) قیامت کے یقینی الوقوع ہونے کا بیان۔ اور اس کے جھٹلانے والوں کی مذمت۔ (۳) مومنین کے اچھے اور مجرمین کے برے انجام کا بیان۔ (۴) قیامت کے دن اہل ایمان کفار کی حالت زار دیکھ کر ہنسیں گے وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ۔ الآیہ﴾ تطفیف کے شرعی معنی ناپ تول میں کمی کرنے اور دوسرے فریق کو فریب کاری سے نقصان پہنچانے کے ہیں اور یہ ایک بڑا اخلاقی اور شرعی جرم ہے کہ آدمی کسی کا حق دبائے اور ناپ تول میں ڈنڈی مار کے اسے نقصان پہنچائے۔ جس کی وجہ سے بعض قومیں ہلاک ہو چکی ہیں۔

يُخْسِرُونَ ﴿٣﴾ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ﴿٤﴾

گھاٹا دیتے ہیں (۳) کیا یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ وہ (دوبارہ زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے (۴)

لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥﴾ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ

ایک بڑے (سخت) دن کیلئے (۵) جس دن تمام لوگ رب العالمین کی بارگاہ میں پیشی کیلئے

الْعَالَمِينَ ﴿٦﴾ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ﴿٧﴾

کھڑے ہوں گے (۶) ہرگز نہیں! بے شک بدکاروں کا نامہ اعمال سجین (قید خانہ کے دفتر) میں ہے (۷)

وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ ﴿٨﴾ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ﴿٩﴾ وَيْلٌ

تمہیں کیا معلوم کہ سجین کیا ہے؟ (۸) یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے (جس میں بدکاروں کے عمل درج ہیں) (۹) بربادی

يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ

ہے اس دن (کے) جھٹلانے والوں کیلئے (۱۰) جو جزا و سزا کے دن (قیامت) کو

الدِّينِ ﴿١١﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ﴿١٢﴾

جھٹلاتے ہیں (۱۱) اور اس دن کو نہیں جھٹلاتا مگر وہ شخص جو حد سے گزرنے والا (اور) گنہگار ہے (۱۲)

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾

کہ جب اسکے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو پہلے زمانے والوں کے افسانے ہیں (۱۳)

كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾

ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے جو وہ کرتے ہیں (۱۴)

كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ

ہرگز (ایسا نہیں کہ جزا و سزا نہ ہو) یہ لوگ اس دن اپنے پروردگار (کی رحمت سے) محجوب اور محروم رہیں گے (۱۵)

إِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِيمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي

پھر یہ لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے (۱۶) پھر (ان سے) کہا جائے گا کہ یہی وہ جہنم ہے

كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿١٧﴾ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي

جسکو تم جھٹلاتے تھے (۱۷) ہرگز (ایسا) نہیں (کہ جزا و سزا نہ ہو) یقیناً نیکوکاروں کا نامہ اعمال علیین (بلند مرتبہ لوگوں

عِلِّيِّينَ ﴿١٨﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ﴿١٩﴾ كِتَابٌ

کے دفتر) میں ہے (۱۸) اور تمہیں کیا معلوم کہ علیین (بلند مرتبہ لوگوں کا دفتر) کیا ہے؟ (۱۹) وہ ایک لکھی ہوئی کتاب

۲۔ ﴿كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ یہ لوگ ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ انہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا بلکہ کوئی بدکار ہے یا نیکوکار ان کے اعمال کا ریکارڈ تیار ہو رہا ہے۔ چنانچہ بدکاروں کے اعمال اس دفتر میں درج ہیں جو سجین میں ہے اور نیکوکاروں کے اعمال اس دفتر میں ثبت ہیں جو علیین میں ہے۔

۳۔ ﴿وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ قیامت کو وہی لوگ جھٹلاتے ہیں جو خلقِ خدا پر ظلم و تعدی کا بازار گرم کرتے ہیں اور دل کھول کر گناہ پر گناہ کرتے ہیں جن کی وجہ سے انکے دلوں پر گناہوں کا زنگ چڑھ گیا ہے۔ اس لئے وہ آیاتِ الٰہیہ کا افسانہ کہتے ہیں اور قیامت کا انکار کرتے ہیں۔

۴۔ ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ ایسے لوگوں کو مرنے کے بعد دو سزائیں دی جائیں گی ایک یہ کہ وہ اپنے پروردگار کی رحمت اور اسکے ثواب سے محجوب و محروم ہوں گے اور دوسری یہ کہ وہ واصل جہنم ہوں گے۔

مَّرْقُومٌ ﴿٢٠﴾ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي

ہے (جس میں نیکوکاروں کے عمل درج ہیں) (۲۰) جسکا مشاہدہ مقرب فرشتے کرتے ہیں (۲۱) بے شک نیکوکار لوگ

نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي

عیش و آرام میں ہوں گے (۲۲) اونچی مسندوں پر بیٹھ کر دیکھ رہے ہونگے (نظارے کررہے ہوں گے) (۲۳) تم

وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ

انکے چہروں پر راحت و آرام کی شادابی محسوس کروگے (۲۴) انہیں سربمہر عمدہ شراب (طہور)

مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ

پلائی جائیگی (۲۵) جس پر مشک کی مہر ہو گی اس چیز میں سبقت لے جانیوالوں کو

الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا

سبقت (اور رغبت) کرنی چاہیے (۲۶) اور اس (شراب میں) تسنیم کی آمیزش ہوگی (۲۷) یہ وہ چشمہ

يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا

ہے جس سے مقرب لوگ پئیں گے (۲۸) بے شک جو مجرم لوگ تھے وہ (دار دنیا میں)

كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا

اہل ایمان پر ہنستے تھے (۲۹) جب ان کے پاس سے گزرتے تھے تو

بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ

آنکھیں مارا کرتے تھے (۳۰) اور جب اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے تھے تو دل لگیاں

انقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ

کرتے ہوئے لوٹتے تھے (۳۱) اور جب ان (اہل ایمان) کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ

لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ﴿٣٣﴾

بھٹکے ہوئے لوگ ہیں (۳۲) حالانکہ وہ ان کے نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے (۳۳)

فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾

پس آج اہل ایمان کافروں (اور منکروں) پر ہنستے ہوں گے (۳۴)

عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا

اونچی مسندوں پر بیٹھے ہوئے (انکی حالت) دیکھ رہے ہونگے (۳۵) کیا کافروں کو ان کے کیے

۵۔ ﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ۔ الآیہ﴾ ان آیتوں میں ہمیشہ کی نعمتوں سے سرفراز ہونے والے خوش قسمت لوگوں کے اجر و ثواب کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ وہ اونچی مسندوں پر جلوہ افروز ہوں گے، ان کے چہروں مہروں پر شادابی محسوس ہوگی انہیں سربمہر خاص اور عمدہ شراب طہور پلائی جائے گی جس میں مشک عنبر کی خوشبودار مہر لگی ہوگی اور اس شراب طہور میں آب تسنیم کی آمیزش ہوگی اور یہ جنت میں وہ چشمہ صافی ہے جس سے مقربان بارگاہ پئیں گے۔ ایسی ہی چیزوں میں رغبت رکھنے والوں کو ایک دوسرے پر سبقت لے جانی چاہیے۔

۶۔ ﴿فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا۔ الآیہ﴾ اس سے پہلی آیات میں یہ تلخ حقیقت بیان کی گئی تھی کہ دنیا میں کفار اہل ایمان کا مضحکہ اڑاتے تھے اور ان پر فقرے چست کرتے تھے مگر آخرت میں انقلاب روزگار سے حالت بدل جائے گی۔ اب اہل ایمان کفار کی حالت زار پر ہنسیں گے اور ان کا مزاق اڑائیں گے اور جنت کی مسندوں پر بیٹھ کر خدا کی نعمتوں کا نظارہ کریں گے اور کفار کی حالت پر ہنسیں گے اور ظاہر ہے کہ کفار کے تمسخر کا جواب ہوگا کہ اب ان لوگوں کو اپنی روش کی سزا مل گئی ہے۔

ع ۱ / ۳۶ / ۸

کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳۶﴾

ہوئے (کرتوتوں) کا پورا بدلہ مل گیا ہے (۳۶)

آیاتہا ۲۵ ۸۴ سُوۡرَةُ الۡاِنۡشِقَاقِ مَکِّیَّۃٌ ۸۳ رکوعہا ۱

سورۂ انشقاق مکی ہے۔ آیات ۲۵ ۔ ۱ رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ ۙ﴿۱﴾ وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّہَا وَ حُقَّتۡ ۙ﴿۲﴾ وَ

اور جب آسمان پھٹ جائیگا (۱) اور وہ اپنے پروردگار کا حکم سن لیگا (اور اسکی تعمیل کریگا) اور اس پر لازم بھی یہی ہے (۲)

اِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ ۙ﴿۳﴾ وَ اَلۡقَتۡ مَا فِیۡہَا وَ تَخَلَّتۡ ۙ﴿۴﴾

اور جب زمین پھیلا دی جائیگی (۳) اور جو کچھ اس کے اندر ہے وہ اسے باہر پھینک دیگی اور خالی ہو جائیگی (۴)

وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّہَا وَ حُقَّتۡ ؕ﴿۵﴾ یٰۤاَیُّہَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّکَ

اور اپنے پروردگار کا حکم سنے گی اور (اس کی تعمیل کریگی) اور اس پر لازم بھی یہی ہے (۵) اے انسان! تو

کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدۡحًا فَمُلٰقِیۡہِ ۚ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنۡ

کشاں کشاں اپنے پروردگار کی طرف (کھنچا چلا) جارہا ہے اور اس کی بارگاہ میں حاضر ہونیوالا ہے (۶) پس

اُوۡتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیۡنِہٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوۡفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا

جسکا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا (۷) تو اس سے آسان حساب لیا

یَّسِیۡرًا ۙ﴿۸﴾ وَّ یَنۡقَلِبُ اِلٰۤی اَہۡلِہٖ مَسۡرُوۡرًا ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا

جائے گا (۸) اور وہ اپنے لوگوں کی طرف خوش و خرم لوٹے گا (۹) اور جس کا

مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَہٗ وَرَآءَ ظَہۡرِہٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوۡفَ یَدۡعُوۡا

نامہ اعمال اس کے پس پشت دیا جائے گا (۱۰) تو وہ موت (اور تباہی) کو

ثُبُوۡرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ یَصۡلٰی سَعِیۡرًا ؕ﴿۱۲﴾ اِنَّہٗ کَانَ فِیۡۤ اَہۡلِہٖ

پکارے گا (۱۱) اور (دوزخ کی) بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا (۱۲) یہ شخص (دنیا میں) اپنے لوگوں میں

معانقة ١٧

مَسۡرُوۡرًا ﴿ؕ۱۳﴾ اِنَّہٗ ظَنَّ اَنۡ لَّنۡ یَّحُوۡرَ ﴿ۚۛ۱۴﴾ بَلٰۤی ۚۛ اِنَّ رَبَّہٗ

خوش خوش رہتا تھا (۱۳) اسکا خیال تھا کہ وہ کبھی (اپنے خدا کے پاس) لوٹ کر نہیں جائیگا (۱۴) کیوں نہیں!

سورۂ انشقاق

سورۂ انشقاق کے مضامین ومطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قیامت کی کیفیت اور اس وقت بعض وقوع پذیر ہونے والے واقعات۔ (۲) اس حقیقت کا بیان کہ ہر شخص شعوری یا غیر شعوری طور پر بارگاہِ خدا میں حضوری کی طرف رواں دواں ہے۔ (۳) اصحاب الیمین و اصحاب الشمال کا تذکرہ۔ (۴) قرآن سن کر بھی خدا کی بارگاہ میں نہ جھکنے والوں کی سزا کا بیان۔ (۵) ایمان لانے اور نیک کام کرنے والوں کو اچھے انجام کی خوشخبری وغیرہ وغیرہ

۱۔ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ۔ الآیہ﴾ اس سورہ کے آغاز میں بھی سورۂ تکویر اور انفطار کی طرح نفخۂ اولیٰ کے بعد کائنات ارضی وسماوی کی درہمی برہمی کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ آسمان پھٹ جائیں گے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور آفتاب و ماہتاب کی روشن قندیلیں بے نور ہو جائیں گی وغیرہ وغیرہ

۲۔ ﴿یٰۤاَیُّہَا الۡاِنۡسَانُ۔ الآیہ﴾ جب یہ ہوگا اور جب وہ ہوگا یہاں شرطیں تو بیان کی گئی ہیں مگر لفظوں میں ان کی جزا مذکور نہیں ہے کہ جب یہ اور وہ ہوگا تو پھر کیا ہوگا؟ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جزا کیا ہے؟ یعنی اس وقت جزاء وسزا کیلئے انسان اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اور اس کے دائیں اور بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا جس سے اس کے جنتی یا جہنمی ہونے کا پتہ چلے گا۔ الغرض پہلے انسان پیدا ہوتا ہے اور پھر مجبوراً یکے بعد دیگرے بچپن، جوانی اور بڑھاپے کی منزلوں سے گزر کر موت کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔ یہ سب باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ انسان ایک نہ ایک دن اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا ہے اور کشاں کشاں اپنے پروردگار کی طرف چلا جا رہا ہے، درمیان میں صرف موت حائل ہے۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ﴿١٥﴾ؕ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿١٦﴾ۙ وَالَّيْلِ

بے شک اسکا پروردگار اسے خوب دیکھ رہا تھا (١٥) پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں شفق کی (١٦) اور رات کی اور ان چیزوں

وَمَا وَسَقَ ﴿١٧﴾ۙ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿١٨﴾ۙ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا

کی (قسم کھاتا ہوں) جن کو وہ (رات) سمیٹ لیتی ہے (١٧) اور چاند کی (قسم کھاتا ہوں) جب وہ پورا ہو جائے (١٨)

عَنْ طَبَقٍ ﴿١٩﴾ؕ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٠﴾ۙ وَاِذَا قُرِئَ

تمہیں یونہی (تدریجاً) زینہ بہ زینہ چڑھنا ہے (اور ایک ایک منزل طے کرنی ہے) (١٩) تو انہیں کیا ہو گیا ہے کہ

عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿٢١﴾ؕ السجدة بَلِ الَّذِيْنَ

السجدة ١٣

ایمان نہیں لاتے؟ (٢٠) اور جب انکے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو یہ سجدہ نہیں کرتے (٢١) بلکہ کافر لوگ تو الٹا

كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٢﴾ۖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿٢٣﴾ۖ

(اسے) جھٹلاتے ہیں (٢٢) اور اللہ بہتر جانتا ہے جو کچھ وہ (اپنے دلوں میں) جمع کر رہے ہیں (٢٣)

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٤﴾ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

آپ انہیں دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے (٢٤) ہاں البتہ جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿٢٥﴾ع

ع ٢٥ ٩

اور نیک اعمال کئے ان کیلئے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر و ثواب ہے (٢٥)

اٰيَاتُهَا ٢٢ | ٨٥ سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ ٢٧ | رُكُوْعُهَا ١

سورہ بروج مکی ہے۔ آیات ٢٢۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿١﴾ۙ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿٢﴾ۙ

قسم ہے برجوں (قلعوں) والے آسمان کی (١) اور وعدہ کئے گئے دن (قیامت) کی (٢)

وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ﴿٣﴾ؕ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿٤﴾ۙ

اور گواہ کی قسم اور اس چیز کی جسکی گواہی دی جائیگی (٣) غارت ہوئے خندق والے (٤)

النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ﴿٥﴾ۙ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ﴿٦﴾ۙ وَّ

جس میں بھڑکتے ہوئے ایندھن والی آگ تھی (٥) جب کہ وہ اس (خندق) کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے (٦) اور

٣۔ ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا۔ الآیہ﴾ یہاں تین قسمیں کھا کر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ تم لوگ تدریجاً زینہ بزینہ چڑھ رہے ہو اور ایک ایک منزل طے کر رہے ہو جیسے بچپن سے جوانی، جوانی سے بڑھاپا اور بڑھاپے سے موت یا جیسے صحت سے مرض اور قوت سے کمزوری اور آخرکار موت اسکے بعد برزخ اور اسکے بعد حشر و نشر اور حساب و کتاب وغیرہ بنا بریں یہ مذکورہ بالا آیت میں بیان کردہ حقیقت کی تائید مزید ہے۔ نیز اس آیت کی کتب فریقین میں ایک اور تاویل بھی کی گئی ہے کہ جو کچھ سابقہ امتوں میں ہوا ہے وہ تم امت محمدیہؐ والے لوگ بھی کرو گے۔ (در منثور و برہان وغیرہ)

سورہ بروج

سورہ بروج کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (١) اصحاب الاخدود کا قصہ۔ (٢) اس قصہ سے جو درس ملتے ہیں انکا تذکرہ۔ (٣) طاقت و قوت کے نشہ میں بدمست قوموں کے انجام بد سے ڈرایا گیا ہے۔ (٤) خدائی گرفت کے سخت ہونے کا بیان۔ (٥) اہل ایمان کے اچھے اور اہل کفر و شرک کے برے انجام کا بیان وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

١۔ ﴿وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ۔ الآیہ﴾ قدیم علم ہیئت کے مطابق قدماء آسمان پر بارہ برجوں کے قائل تھے کہ ہر ماہ سورج ایک برج میں رہتا ہے اور انہوں نے ان برجوں کے وہمی شکلوں کے مطابق بارہ نام بھی رکھے ہوئے تھے جیسے حمل، ثور اور جوزا وغیرہ مگر جدید تحقیق کے مطابق ان بروج سے وہ وہمی بروج مراد نہیں ہیں بلکہ اس سے عالم بالا کے بڑے بڑے اجرام و اجسام مراد ہیں یعنی بڑے بڑے ستارے و سیارے جو اپنی درخشندگی کی وجہ سے نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں۔

٢۔ ﴿قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ۔ الآیہ﴾ یہ خندق اور آگ کے گڑھے والے لوگ کون تھے؟ جو اہل ایمان کو ان میں زندہ جلا کرنہ

هُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۞۷ وَمَا

وہ جو کچھ اہل ایمان کیساتھ کر رہے تھے اسکو دیکھ رہے تھے (۷) اور انہوں نے اہل ایمان کی کسی چیز کو ناپسند نہیں کیا

نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۞۸

(اور ان میں کوئی عیب نظر نہیں آیا) سوائے اسکے کہ وہ اللہ پر ایمان لائے جو غالب ہے (اور) سزاوار ستائش ہے (۸)

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى

وہ جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہی ہے اور ہر چیز

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۞۹ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ

پر گواہ ہے (۹) جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں پر ظلم و ستم

وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ

کیا اور پھر توبہ بھی نہ کی تو ان کیلئے جہنم کا عذاب ہے اور آگ سے

وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۞۱۰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

جلنے کی سزا ہے (۱۰) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

کیلئے (جنت کے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں

الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۞۱۱ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ

یہ بڑی کامیابی ہے (۱۱) بے شک تمہارے پروردگار کی گرفت بڑی

لَشَدِيْدٌ ۞۱۲ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۞۱۳ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

سخت ہے (۱۲) وہی پہلی بار پیدا کرنے والا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کریگا (۱۳) وہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا

الْوَدُوْدُ ۞۱۴ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۞۱۵ فَعَّالٌ لِّمَا

محبت کرنے والا ہے (۱۴) وہ عرش کا مالک (اور) بڑی شان والا ہے (۱۵) وہ جو چاہتا ہے وہ

يُرِيْدُ ۞۱۶ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۞۱۷ فِرْعَوْنَ

کر گزرتا ہے (۱۶) کیا تمہیں لشکروں کی خبر پہنچی ہے؟ (۱۷) یعنی فرعون اور

وَثَمُوْدَ ۞۱۸ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۞۱۹ وَّاللّٰهُ

ثمود (کے لشکروں) کی (۱۸) بلکہ یہ کافر (ومنکر) تو جھٹلانے میں لگے ہیں (۱۹) حالانکہ اللہ

صرف یہ کہ خوش ہوتے تھے بلکہ رقص بھی کرتے تھے؟ اس میں فی الجملہ اختلاف ہے مگر مشہور یہ ہے کہ اس سے یمن کے مقام نجران کا ذونواس نامی ایک ظالم بادشاہ مراد ہے جو حمیری قبیلہ سے تھا جو یہودی المذہب تھا جو ظلم و جور سے لوگوں کو یہودی بناتا تھا۔ چونکہ اس وقت مذہب حق نصرانیت تھا جو جناب عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے مطابق تھا، اس بادشاہ نے نصرانیوں پر شدید مظالم شروع کئے۔ یہاں تک کہ اس نے آتشین خندق کھود کر اس میں ہزاروں نصرانیوں کو زندہ جلا دیا پھر روم کے بادشاہ کی تحریک وایما پر حبشہ کے عیسائی بادشاہ نجاشی نے یمن پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح ذونواس واصل جہنم ہوا اور ظالم یہودی حکومت کا خاتمہ ہوا اور پھر وہاں عیسائی حکومت قائم ہوئی۔ مخفی نہ رہے کہ یہاں جن لوگوں کو "المومنین" کہا گیا ہے ان سے عیسائی لوگ مراد ہیں کیونکہ اس وقت یہی دین حق تھا اور جناب عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لانے والے یہودی کافر کہلاتے تھے۔

۳۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوْا۔ الآیہ﴾ اس آیت شریفہ میں اہل ایمان مردوں کو انکے ایمان کی وجہ سے اذیت پہنچانے والوں کو جہنم کی عام سزا کے علاوہ ایک خاص قسم کی آگ کے عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جسکا کوئی مددگار نہ ہو اس کا خدا مددگار ہوتا ہے۔

۴۔ ﴿اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ۔ الآیہ﴾ مطلب یہ ہے کہ اگرچہ خدا سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ برابر ڈھیل دیتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو اتنا سخت پکڑتا ہے کہ اس کی گرفت سے کوئی بچ نہیں سکتا۔

مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿۲۰﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾

ان کو آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے ہے (۲۰) بلکہ وہ بڑی شان والا قرآن ہے (۲۱)

فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾

ع ۱ ۲۲ ۱۰

جو لوح محفوظ میں ثبت ہے (۲۲)

اٰیاتها ۱۷ ۸۶ سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ ۳۶ رکوعها ۱

سورہ طارق مکی ہے۔ آیات ۱۷۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿۲﴾

قسم ہے آسمان کی اور رات کو نمودار ہونیوالے کی (۱) اور تمہیں کیا معلوم کہ رات کو نمودار ہونیوالا کیا ہے؟ (۲)

النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿۳﴾ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا

وہ چمکتا ہوا تارا ہے (۳) کوئی متنفس ایسا نہیں ہے جس پر کوئی

حَافِظٌ ﴿۴﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿۵﴾ خُلِقَ

نگہبان نہ ہو (۴) سو انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ (۵) اچھل کر نکلنے

مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿۶﴾ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ

والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے (۶) جو ریڑھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان

وَالتَّرَآئِبِ ﴿۷﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ﴿۸﴾ يَوْمَ تُبْلَى

سے نکلتا ہے (۷) بے شک وہ (خدا) اسکے لوٹا سکنے پر قادر ہے (دوبارہ پیدا کرنے) پر قادر ہے (۸) جس دن سب

السَّرَآئِرُ ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿۱۰﴾ وَالسَّمَآءِ

پوشیدہ راز کھل جائینگے (۹) پس اس وقت نہ خود انسان کے پاس کوئی طاقت ہوگی اور نہ کوئی مددگار ہوگا (۱۰)

ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ

قسم ہے بارش والے آسمان کی (۱۱) اور (نباتات کے ذریعہ سے) پھٹ جانیوالی زمین کی (۱۲) کہ وہ

لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمْ

(قرآن) قول فیصل ہے (۱۳) کوئی ہنسی مذاق نہیں ہے (۱۴) بے شک

سورہ الطارق

سورہ الطارق کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) آسمان اور اسکے اجرام کی طرف انسان کی توجہ مبذول کرا کے یہ حقیقت بتائی گئی کہ جو ان کا نگران ہے وہی انسان کا نگہبان ہے۔ (۲) پھر انسان کی توجہ اس کی ابتداء خلقت کی طرف مبذول کر کے بتایا گیا ہے کہ وہ اس کے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔ (۳) قیامت کے دن انسان کے سب ظاہر و پوشیدہ اعمال کے ظاہر ہونے کا تذکرہ۔ (۴) پیغمبر اسلامؐ کے خلاف کفار کی تدبیروں کا بیان۔ (۵) پھر پیغمبر اسلامؐ کو یقین دلایا گیا ہے کہ وہ کفار کی ترکیبوں کو ناکام بنادے گا۔ وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

ا۔ ﴿وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ۔ الآیہ﴾ ہر وہ چیز جو بلند ہو اور سایہ فگن ہو اسے سماء (آسمان) اور ہر وہ چیز جو رات کو آئے اور نمودار ہو اسے طارق کہا جاتا ہے۔ خدا نے ان دو چیزوں کی قسم کھا کر یہ حقیقت بیان کی ہے کہ ہر نفس پر نگران و نگہبان مقرر ہے۔ اس سے کیا مراد ہے؟ اکثر مفسرین نے اس سے کراماً کاتبین مراد لئے ہیں۔ اور بعض نے اس سے محافظ فرشتے اور بعض نے اس سے خود اللہ تعالیٰ کی ذات مراد لی ہے۔

۲۔ ﴿فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ۔ الآیہ﴾ انسان کو یہاں اس کی اصل خلقت کی طرف متوجہ کرنے کی دو غرضیں سمجھ میں آتی ہیں ایک یہ کہ جب وہ اپنی خلقت پر غور و فکر کرے گا کہ وہ ایک حقیر نطفہ سے پیدا ہوا ہے تو تکبر نہیں کرے گا۔ دوسرا یہ کہ وہ حیات بعد الموت کا انکار نہیں کرے گا۔ کیونکہ جب وہ مشاہدہ کرے گا کہ خدا وہ قادر مطلق ہے کہ جو حقیر نطفہ سے انسان جیسی اشرف المخلوقات مخلوق پیدا کرسکتا ہے کیا وہ اس کے اعادہ اور دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے۔

۳۔ ﴿يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ۔ الآیہ﴾ سرائر سریرہ کی جمع ہے جس کے معنی اس چیز کے ہیں جسے انسان چھپاتا ہے یعنی قیامت وہ

يَكِيدُونَ كَيْدًا ﴿١٥﴾ وَأَكِيدُ كَيْدًا ﴿١٦﴾ فَمَهِّلِ

وہ (کافرلوگ) کچھ چالیں چل رہے ہیں (۱۵) اور میں بھی (انکے خلاف) ایک چال چل رہا ہوں (۱۶)

الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾

تو (اے رسولؐ) ان (کافروں) کو تھوڑی سی مہلت دے دیجئے (۱۷)

ع ۱۷ ۱

آیاتها ۱۹ ۸۷ سُورَةُ الْأَعْلَىٰ مَكِّيَّةٌ ۸ رکوعها ۱

سورۂ اعلیٰ مکی ہے۔ آیات ۱۹۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ﴿١﴾ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿٢﴾

(اے نبیؐ) اپنے بلند و برتر پروردگار کے نام کی تسبیح کیجئے (۱) جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا پھر درست کیا (تناسب قائم کیا) (۲)

وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ ﴿٣﴾ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ ﴿٤﴾

جس نے تقدیر مقرر کی (ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا) اور (سیدھی) راہ دکھائی (۳) اس نے (جانوروں کیلئے) زمین سے چارہ نکالا (۴)

فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ ﴿٥﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَىٰ ﴿٦﴾

پھر اسے (خشک کرکے) سیاہی مائل کوڑا بنا دیا (۵) ہم آپکو (ایسا) پڑھائیں گے کہ پھر آپ نہیں بھولیں گے (۶)

إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَىٰ ﴿٧﴾

مگر جو اللہ چاہے (بھلا دے) بے شک وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور اسکو بھی جو چھپا ہوا ہے (۷)

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَىٰ ﴿٨﴾ فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ

اور ہم آپ کو آسان (شریعت) کی سہولت دیں گے (۸) پس آپ نصیحت کیجئے اگر نصیحت کچھ فائدہ پہنچائے (۹)

الذِّكْرَىٰ ﴿٩﴾ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَخْشَىٰ ﴿١٠﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا

وہ شخص نصیحت قبول کرے گا جو (خدا و آخرت سے) ڈرتا ہوگا (۱۰) اور جو بد بخت ہے وہ اس

الْأَشْقَى ﴿١١﴾ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ﴿١٢﴾ ثُمَّ لَا

سے گریز کرے گا (۱۱) جو بڑی آگ میں داخل ہوگا (۱۲) پھر وہ اس میں نہ

يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿١٣﴾ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ﴿١٤﴾

مرے گا نہ جئے گا (۱۳) وہ شخص فائز المرام ہوا جس نے اپنے آپکو (بداعتقادی و بدعملی سے) پاک کیا (۱۴)

دن ہوگا جس میں انسان کے سب ظاہری اور پوشیدہ اعمال اور اسکے عقائد و نظریات کی جانچ پڑتال کی جائے گی کہ عقیدہ کیا رکھا تھا اور عمل کیا کیا تھا؟ پھر اسکے مطابق اسے جزا و سزا دی جائے گی۔

۴۔﴿إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ کفار قرآن و اسلام کی دعوت کو مٹانے کی تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ انہیں ناکام بنانے کی تدبیر کرتا ہے نتیجہ ظاہر ہے کہ انکی تدبیریں ناکام ہوجائیں گی اور نور قرآن و اسلام چہار دانگ عالم میں پھیل کر رہے گا۔ انشاءاللہ

سورۂ اعلیٰ

سورۂ اعلیٰ کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) سورہ کا آغاز خدا کی تسبیح کرنے سے ہوا ہے۔ (۲) کائنات کی کوئی چیز بے ہنگم نہیں ہے۔ (۳) آنحضرتؐ کو قرآن یاد کرنے کی ضمانت۔ (۴) آپؐ کا کام تبلیغ کرنا ہے منوانا نہیں۔ (۵) صرف وہ لوگ نجات پائیں گے جو اعتقادات و عملی کثافتوں سے پاک ہوں گے اور نیک عمل کریں گے وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى۔ الآیہ﴾ تسبیح کی دو قسمیں ہیں: (۱) قولی۔ (۲) دوسری فعلی۔ ہر قسم کی تسبیح کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنے قول و عمل سے خدا کی پاکی بیان کرو

۲۔﴿وَالَّذِي قَدَّرَ۔ الآیہ﴾ اس نے ہر چیز کی تقدیر مقدر کی ہے کہ کب پیدا ہوگی اور کتنا عرصہ دنیا میں رہے گی؟ یا یہ مطلب ہے کہ خدا نے ہر چیز ایک خاص اندازے کے مطابق پیدا کی ہے۔

۳۔﴿فَذَكِّرْ۔ الآیہ﴾ مطلب یہ ہے کہ نصیحت کرنا اور تبلیغ حق کرنا آپؐ کا فرض ہے منوانا آپؐ کا فرض نہیں ہے۔

۴۔﴿قَدْ أَفْلَحَ الآیہ﴾ فوز و فلاح وہ پائے گا جو اعتقادی خبائث سے پاک ہوگا۔ جو ذکر خدا کرے گا اور نماز پنجگانہ ادا کرے گا

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَوٰةَ

اور اپنے پروردگار کا نام یاد کیا اور نماز پڑھی (۱۵) مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو (آخرت پر

الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٧﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِى

ترجیح دیتے ہو (۱۶) حالانکہ آخرت بہتر ہے اور پائیدار ہے (۱۷) یقیناً یہ بات

ع ۱ ۱۹ ۱۲ الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٨﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿١٩﴾

پہلے صحیفوں میں بھی ہے (۱۸) یعنی ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں (۱۹)

ایاتها ۲۶ ۸۸ سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۸ رکوعها ۱

سورہ غاشیہ مکی ہے۔ آیات ۲۶۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ﴿١﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ

کیا تمہیں (کائنات پر) چھا جانیوالی (مصیبت یعنی قیامت) کی خبر پہنچی ہے؟ (۱) اس دن کچھ چہرے ذلیل (اترے

خَاشِعَةٌ ﴿٢﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿٣﴾ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾

ہوئے) ہوں گے (۲) سخت محنت کرنیوالے (نڈھال اور) تھکے ماندے ہونگے (۳) وہ دہکتی ہوئی آگ میں

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿٥﴾ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا

پڑینگے (اور جھلسیں گے) (۴) انہیں کھولتے ہوئے چشمہ کا پانی پلایا جائیگا (۵) (وہاں) ان کیلئے کھانا نہ ہوگا

مِنْ ضَرِيْعٍ ﴿٦﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِىْ مِنْ جُوْعٍ ﴿٧﴾

سوائے خاردار جھاڑ کے (۶) جو نہ (انہیں) موٹا کرے گا اور نہ بھوک دور کرے گا (۷)

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿٨﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿٩﴾ فِىْ

(اور) کچھ چہرے اس دن تروتازہ (اور بارونق) ہونگے (۸) اپنی کاوش وکوشش پر خوش اور مطمئن ہونگے (۹)

جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿١٠﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ﴿١١﴾ فِيْهَا

(اور) عالیشان جنت میں ہونگے (۱۰) جہاں وہ کوئی بے ہودہ بات نہیں سنیں گے (۱۱) اس میں چشمہ

وقف لازم

عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ﴿١٣﴾ وَّاَكْوَابٌ

رواں دواں ہوگا (۱۲) اس میں اونچے اونچے تخت (بچھے ہوئے) ہونگے (۱۳) اور جام وساغر

۵۔ ﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ۔ الاٰیہ﴾ دنیا کی زندگی فانی ہے اور آخرت کی باقی ہے۔ یہ کمتر وکہتر ہے اور وہ برتر وبہتر ہے۔ تو اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ تم فانی کو چھوڑ کر باقی کو اختیار کرتے مگر عام لوگوں کی روش اس کے برعکس ہے۔ خدا ایسے ہی احمقوں کی سرزنش کر رہا ہے۔

سورۂ غاشیہ

سورۂ غاشیہ کے مضامین ومطالب کا خلاصہ یہ ہے کہ: (۱) اس سورہ کا بنیادی موضوع توحید، رسالت اور قیامت ہے۔ (۲) لوگوں کو قیامت کی ہولناکیوں سے ڈرایا گیا ہے کہ وہ ایک بہت بڑی آفت ہے جو کائنات پر چھا جائے گی۔ (۳) اس وقت لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے: (۱) جنتی گروہ۔ (۲) جہنمی گروہ۔ (۴) جنت کے لذائذ اور جہنم کے شدائد کا تذکرہ۔ (۵) پیغمبر اسلامؐ کا اصل کام صرف تبلیغ ونصیحت کرنا ہے، زبردستی منوانا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ (۶) سب لوگوں کی بازگشت خدا کی طرف ہے اور ان کا حساب وکتاب اسی کے ذمہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصة التفاسیر﴾

ا۔ ﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ۔ الاٰیہ﴾ یہاں اپنی شدت اور ہولناکی سے ساری کائنات کو ڈھانپ لینے والی مصیبت سے مراد قیامت کبریٰ ہے جو جب آئے گی تو ساری کائنات کو اپنی لپیٹ میں لے کر اس پر چھا جائے گی۔

۲۔ ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ۔ الاٰیہ﴾ اس دن لوگوں کی دو قسمیں ہوں گی۔ کچھ ذلیل اور پژمردہ چہروں والے لوگ ہوں گے اور یہ جہنمی ہوں گے اور کچھ تروتازہ اور بارونق چہروں والے لوگ ہوں گے اور یہ جنتی ہوں گے۔ بعد ازاں دونوں گروہوں کے نقمات ونعمات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو ترجمہ سے واضح ہے۔

مَّوۡضُوۡعَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّ نَمَارِقُ مَصۡفُوۡفَةٌ ﴿۱۵﴾ وَّ زَرَابِیُّ

رکھے ہوں گے (۱۴) اور گاؤ تکیے قطار در قطار لگے ہوئے ہونگے (۱۵) اور طرح طرح کے

مَبۡثُوۡثَةٌ ﴿۱۶﴾ اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ

نفیس فرش وفروش بچھے ہوئے ہونگے (۱۶) کیا یہ لوگ اونٹ کو (غور سے) نہیں دیکھتے کہ وہ کیونکر

خُلِقَتۡ ﴿۱۷﴾ وَ اِلَی السَّمَآءِ کَیۡفَ رُفِعَتۡ ﴿۱۸﴾ وَ اِلَی

پیدا کیا گیا ہے؟ (۱۷) اور آسمان کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے بلند کیا گیا ہے (۱۸) اور پہاڑوں

الۡجِبَالِ کَیۡفَ نُصِبَتۡ ﴿۱۹﴾ وَ اِلَی الۡاَرۡضِ کَیۡفَ

کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیونکر کھڑے کیے گئے ہیں؟ (۱۹) اور زمین کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی

سُطِحَتۡ ﴿۲۰﴾ فَذَکِّرۡ ۟ؕ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُذَکِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسۡتَ

ہے (۲۰) پس (اے رسولؐ) آپ نصیحت کیجئے (اور سمجھایئے) کہ آپ نصیحت کرنے (اور سمجھانے) والے ہیں (۲۱)

عَلَیۡهِمۡ بِمُصَیۡطِرٍ ﴿۲۲﴾ اِلَّا مَنۡ تَوَلّٰی وَ کَفَرَ ﴿۲۳﴾

آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں (۲۲) ہاں البتہ جو شخص روگردانی کرے گا اور کفر کرے گا (۲۳)

فَیُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الۡعَذَابَ الۡاَکۡبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَیۡنَاۤ

تو اللہ اس کو بڑا عذاب دے گا (۲۴) یقیناً ان کی بازگشت ہماری

اِیَابَهُمۡ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا حِسَابَهُمۡ ﴿۲۶﴾

ع ۲۶ / ۱۴

طرف ہے (۲۵) پھر بیشک ان کا حساب کتاب ہمارے ذمہ ہے (۲۶)

اٰیاتها ۳۰ ۸۹ سُوۡرَةُ الۡفَجۡرِ مَکِّیَّةٌ ۱۰ رکوعها ۱

سورہ فجر مکی ہے۔ آیات ۳۰۔ ا رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَ الۡفَجۡرِ ﴿۱﴾ وَ لَیَالٍ عَشۡرٍ ﴿۲﴾ وَّ الشَّفۡعِ وَ الۡوَتۡرِ ﴿۳﴾

قسم ہے صبح کی (۱) اور دس (مقدس) راتوں کی (۲) اور جفت اور طاق کی (۳)

وَ الَّیۡلِ اِذَا یَسۡرِ ﴿۴﴾ هَلۡ فِیۡ ذٰلِکَ قَسَمٌ لِّذِیۡ

اور رات کی جبکہ (جانے کیلئے) چلنے لگے (۴) کیا اس میں صاحب عقل کیلئے کوئی

۳۔ ﴿فَذَکِّرۡ ۔ الآیہ﴾ ارشاد قدرت ہے: اے رسولؐ! آپ نصیحت کیجئے اور سمجھایئے کیونکہ آپ کا کام تبلیغ کرنا، راہ راست دکھانا اور وعظ و نصیحت کرنا ہے جو آپ بڑی خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ زبردستی لوگوں سے منوانا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے کیونکہ آپؐ ان پر داروغہ ہو کر مسلط نہیں ہیں ﴿ان علیك الا البلاغ﴾ یعنی ع

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

۴۔ ﴿اِنَّ اِلَیۡنَاۤ اِیَابَهُمۡ ۔ الآیہ﴾ آخر سب لوگوں کی بازگشت خدا کی طرف ہے اور ان کا حساب و کتاب اسی کے ذمہ ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اس قدر کثیر التعداد مخلوق کا خدا کس طرح حساب لے گا؟ فرمایا: جس طرح ان سب کو روزی دیتا ہے۔ پھر پوچھا گیا کہ وہ کس طرح لوگوں سے حساب و کتاب لے گا جبکہ وہ اسے دیکھیں گے نہیں؟ فرمایا: جس طرح وہ انہیں روزی دیتا ہے مگر وہ اسے دیکھتے نہیں۔ (نہج البلاغہ)

سورۂ فجر

سورۂ فجر کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) مختلف قسمیں کھا کر قیامت کا اثبات کیا گیا ہے۔ (۲) شب و روز کا آنا جانا اور دوسرے انقلابات عالم شاہد ہیں کہ خدا قیامت قائم کرنے پر قادر ہے۔ (۳) مختلف قوموں کے عروج و زوال سے استدلال کیا گیا ہے کہ نظام کائنات چلانے والی ایک دانا و بینا ذات ہے جو ہر شخص و قوم کو اس کی روش و رفتار کے مطابق ترقی یا زوال سے دوچار کرتی ہے۔ (۴) انسان کا مرفہ الحال ہونا، محبوب خدا ہونے اور اس کا مفلوک الحال ہونا اسکے دشمن خدا ہونے کی علامت نہیں ہے۔ (۵) کفار و مشرکین اور مجرمین قیامت کے دن کف افسوس ملیں گے مگر کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ (۶) نفس مطمئنہ کے حامل حضرات کو دنیا سے رخصت ہوتے ہی جنت میں داخلہ کا مژدہ وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصة التفاسیر﴾

ا۔ ﴿وَ الۡفَجۡرِ ۔ الآیہ﴾ مفسرین اسلام میں

حِجۡرٍ ﴿۵﴾ اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۶﴾ اِرَمَ

قسم ہے؟ (یعنی یقیناً ہے) (۵) یا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپکے پروردگار نے قوم عاد کیساتھ کیا کیا؟ (۶)

ذَاتِ الۡعِمَادِ ﴿۷﴾ الَّتِیۡ لَمۡ يُخۡلَقۡ مِثۡلُهَا فِی

یعنی اونچے ستونوں والے ارم کے ساتھ (۷) جن کا مثل (دنیا کے) شہروں میں پیدا

الۡبِلَادِ ﴿۸﴾ وَثَمُوۡدَ الَّذِيۡنَ جَابُوا الصَّخۡرَ بِالۡوَادِ ﴿۹﴾

نہیں کیا گیا (۸) اور قوم ثمود کیساتھ (کیا کیا؟) جنہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں (اور عمارتیں بنائی

وَفِرۡعَوۡنَ ذِی الۡاَوۡتَادِ ﴿۱۰﴾ الَّذِيۡنَ طَغَوۡا فِی

تھیں) (۹) اور فرعون میخوں والے کے ساتھ (کیا کیا؟) (۱۰) ان لوگوں نے شہروں میں

الۡبِلَادِ ﴿۱۱﴾ فَاَكۡثَرُوۡا فِيۡهَا الۡفَسَادَ ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ

سرکشی کی تھی (۱۱) اور ان میں بہت فساد پھیلایا تھا (۱۲) تو تمہارے

عَلَيۡهِمۡ رَبُّكَ سَوۡطَ عَذَابٍ ﴿۱۳﴾ اِنَّ رَبَّكَ

پروردگار نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا (۱۳) بے شک آپ کا

لَبِالۡمِرۡصَادِ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الۡاِنۡسَانُ اِذَا مَا ابۡتَلٰىهُ

پروردگار (ایسے لوگوں کی) تاک میں ہے (۱۴) لیکن انسان (کا حال یہ ہے کہ) جب اسکا پروردگار اسے

رَبُّهٗ فَاَكۡرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوۡلُ رَبِّیۡۤ اَكۡرَمَنِ ﴿۱۵﴾

آزماتا ہے اور اسے عزت و نعمت دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے میری عزت افزائی کی (۱۵)

وَاَمَّاۤ اِذَا مَا ابۡتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيۡهِ رِزۡقَهٗ

اور جب وہ (خدا) اسے اس طرح آزماتا ہے کہ اسکا رزق اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ

فَيَقُوۡلُ رَبِّیۡۤ اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلۡ لَّا تُكۡرِمُوۡنَ

میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کر دیا (۱۶) ہرگز نہیں! بلکہ تم لوگ یتیم کی عزت

الۡيَتِيۡمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوۡنَ عَلٰى طَعَامِ الۡمِسۡكِيۡنِ ﴿۱۸﴾

نہیں کرتے (۱۷) اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو آمادہ نہیں کرتے (۱۸)

وَتَاۡكُلُوۡنَ التُّرَاثَ اَكۡلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّتُحِبُّوۡنَ الۡمَالَ

اور وراثت کا سارا مال (حلال و حرام) سمیٹ کر کھا جاتے ہو (۱۹) اور تم مال و منال سے بہت زیادہ محبت

بہت اختلاف ہے کہ صبح سے ہر صبح مراد ہے یا کوئی خاص صبح اور دس راتوں سے کون سی راتیں مراد ہیں۔ ماہِ ذی الحجہ کی ابتدائی راتیں یا ماہ محرم کی دس راتیں یا ماہ رمضان کی آخری دس راتیں؟ وارثانِ قرآن کا کوئی مستند فرمان موجود نہ ہونے کی وجہ سے جزم ویقین کے ساتھ تو کچھ نہیں کہا جا سکتا البتہ جو کچھ مشہور ہے اور جسے دل و دماغ قبول بھی کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ صبح سے ہر صبح مراد ہے اور دس راتوں سے ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں مراد ہیں اور شفع و وتر سے علم الحساب مراد ہے۔ بہر حال جواب قسم مذکور نہیں جو آخرت کی جزا وسزا ہی ہو سکتا ہے۔ واللہ العالم

۲۔ ﴿الم تر کیف۔ الآیہ﴾ ان ہلاک ہونے والی قوموں کے قصص و حکایات قبل ازیں کئی مقامات پر گزر چکے ہیں۔ قابل غور بات یہ ہے کہ یہ قومیں کیوں ہلاک و برباد ہوئیں؟ خدا نے یہاں اسکے دو اسباب کی نشاندہی فرمائی ہے: (۱) انکا طغیان و سرکشی کرنا۔ (۲) انکا زمین میں فتنہ و فساد پھیلانا۔ انکے ظلم و ستم اور سرکشی کی گرم بازاری کا یہ عالم تھا کہ کسی کمزور کا مال، جان اور عزت محفوظ نہ تھی۔ جس کی پاداش میں خدائے قہار نے ان پر عذاب کا وہ کوڑا برسایا کہ انکی عظمت و سطوت کا نام ونشان بھی مٹا دیا۔

۳۔ ﴿فاما الانسان۔ الآیہ﴾ خدا فراموش اور مادہ پرست قومیں اور افراد ہمیشہ اس فکری گمراہی میں مبتلا رہی ہیں کہ انکی مالی خوشحالی خدا کے ہاں انکے منظور نظر ہونے کی علامت ہے اور کسی کی مالی بدحالی خدا کے ہاں اسکے راندۂ بارگاہ خدا ہونے کی دلیل ہے اور وہ ہمیشہ مال و منال کی کثرت و قلت کو معیار فضیلت قرار دیتے ہیں۔ خدائے علیم و حکیم فرما رہا ہے کہ ان لوگوں کی اس سوچ کا زاویہ غلط ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مالی خوشحالی ہو یا بدحالی یہ خدائی امتحان کا حصہ ہیں یعنی وہ کبھی کسی کا امتحان لیتا ہے مالدار بنا کر کہ آیا وہ شکر کرتا ہے یا نہ؟ اور کبھی امتحان لیتا ہے غریب و نادار بنا کر کہ آیا وہ صبر کرتا ہے یا نہ؟ وبس

حُبًّا جَمًّا ﴿٢٠﴾ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾

کرتے ہو (۲۰) ہرگز نہیں !(وہ وقت یاد کرو) جب زمین کوتوڑ کر ریزہ ریزہ کردیا جائیگا (۲۱)

وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ وَجِايْٓءَ

اور تمہارا پروردگار (یعنی اسکا حکم) آجائے گا اور فرشتے قطار اندر قطار آئیں گے (۲۲) اور اس دن جہنم

يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ

(سامنے) لائی جائے گی اور اس دن انسان کو سمجھ آئے گی مگر اب

وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿٢٣﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ

سمجھ آنے کا کیا فائدہ ؟(۲۳) وہ کہے گا کاش! میں نے اپنی (اس) زندگی کیلئے کچھ آگے

لِحَيَاتِيْ ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٥﴾

بھیجا ہوتا (۲۴) پس اس دن نہ تو خدا کی طرح کوئی عذاب دے گا (۲۵) اور نہ

وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ

اس کے باندھنے کی طرح کوئی باندھ سکے گا (۲۶) (ارشاد ہو گا) اے نفس

الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً

مطمئن (۲۷) تو اس حالت میں اپنے پروردگار کی طرف چل کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ

مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ

سے راضی ہے (۲۸) پس تو میرے (خاص) بندوں میں داخل ہو جا (۲۹) اور میری جنت میں

جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾ ع

داخل ہوجا (۳۰)

ایاتها ۲۰ ۹۰ سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ ۳۵ رکوعها ۱

سورۂ بلد مکی ہے۔ آیات ۲۰۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿١﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا

نہیں! میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی (۱) درآنحالیکہ آپ اس شہر میں قیام

۴۔ ﴿كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں خدائے علیم وحکیم عام انسانوں کی مذکورہ بالا سوچ کا بطلان واضح کر رہا ہے کہ انسان کی عزت وذلت کا میزان مرفہ الحالی یا مفلوک الحالی نہیں ہے۔ بلکہ اسکا معیار عقیدہ وعمل ہے اور آدمی کے اخلاق و اطوار اور اسکی سیرت وکردار ہے وبس۔ اور یہ لوگ اپنے کردار پر نظر نہیں کرتے کہ وہ کیا ہے؟ وہ یتیم اور بے بس کی دلجوئی نہیں کرتے بلکہ الٹا اس کی تحقیر کرتے ہیں۔

غریب ونادار کو کھانا کھلانے کی بجائے دوسروں کو بھی اسے کھلانے پر آمادہ نہیں کرتے، میراث کا سارا مال کیا حلال اور کیا حرام کھا جاتے ہیں نہ عورتوں کا حق ادا کرتے ہیں اور نہ لڑکیوں کا اور مال ومتاع سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ اس کے کمانے اور خرچ کرنے میں جائز وناجائز کی حدود کی بھی پروا نہیں کرتے اور حلال وحرام میں امتیاز نہیں کرتے۔

۵۔ ﴿يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ۔ الآیہ﴾ ہم پارہ ۱۳ کے آغاز میں واضح کر آئے ہیں کہ انسانی نفس کی صفاتی طور پر چار قسمیں ہیں: (ا) نفس امارہ اور نفس مطمئنہ۔ اور یہ اسکی ترقی کی آخری منزل ہے اور اس سے وہ مخلص اہل ایمان مراد ہیں جو ایمان لانے کے بعد اللہ کے اوامر ونواہی پر عمل کرتے رہے اور اسکے ذکر سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے حضرت امام حسین علیہ السلام مراد ہیں۔

سورۂ بلد

سورۂ بلد کے مضامین ومطالب کا خلاصہ یہ ہے کہ: (ا) مکہ کی قسم اس وجہ سے کھائی گئی ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں قیام پذیر ہیں۔ (۲) خدا نے انسان کو اعضاء جوارح دیکر اور سعادت وشقاوت دکھا کر کسی ایک کو اختیار دیا ہے۔ (۳) انسان مطلق العنان نہیں ہے۔ (۴) سعادت کے حصول کیلئے اچھے کاموں کی ضرورت ہے بالخصوص حقوق الناس کے ادا کرنے کی۔ (۵) کفار کے برے انجام یعنی جہنم کا بیان وغیرہ وغیرہ

الْبَلَدِ ﴿٢﴾ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿٣﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا

پزیر ہیں (۲) اور قسم کھاتا ہوں باپ (آدمؑ) کی اور اس کی اولاد کی (۳) یقیناً ہم نے

الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ﴿٤﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ

انسان کو محنت و مشقت کیلئے پیدا کیا ہے (۴) کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کوئی

عَلَيْهِ اَحَدٌ ﴿٥﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴿٦﴾

وقف لازم

قابو نہ پا سکے گا (۵) وہ کہتا ہے کہ میں نے بہت سامال اڑا دیا (۶)

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٧﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ

کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا (۷) کیا ہم نے اس کیلئے دو آنکھیں

عَيْنَيْنِ ﴿٨﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ﴿٩﴾ وَهَدَيْنٰهُ

نہیں بنائیں (۸) اور ایک زبان اور دو ہونٹ؟ (۹) اور ہم نے اسے دونوں راستے

النَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿١١﴾ وَمَآ

دکھا دیے ہیں (۱۰) مگر وہ (نیکی کی) دشوار گزار گھاٹی سے نہیں گزرتا (۱۱) اور

اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿١٢﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿١٣﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ

تمہیں کیا معلوم کہ وہ دشوار گزار گھاٹی کیا ہے؟ (۱۲) وہ کسی گردن کو (غلامی یا قرض سے) چھڑانا (۱۳) یا

فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿١٤﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿١٥﴾ اَوْ

بھوک کے دن (۱۴) کسی یتیم رشتہ دار کو (۱۵) یا خاکسار

مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿١٦﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ

مسکین کو کھانا کھلانا (۱۶) پھر وہ ان لوگوں میں سے بھی ہوتا جو ایمان لائے

اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿١٧﴾

اور ایک دوسرے کو صبر کرنے اور رحم کرنے کی وصیت کی (۱۷)

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿١٨﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

یہی لوگ داہنے (ہاتھ) والے ہیں (۱۸) اور جن لوگوں نے ہماری

بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿١٩﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ

آیتوں کا انکار کیا وہ بائیں (ہاتھ والے ہیں) (۱۹) ان پر چو طرفہ بند کی ہوئی

«خلاصۃ التفاسیر»

۱۔ «لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ الآیہ» خداوند عالم نے مکہ کی قسم کھا کر جہاں اس شہر کی اہمیت واضح کی ہے وہاں «وانت حل بهذا البلد» فرما کر اس شہر کی اہمیت کے سبب کو اجاگر کیا ہے کہ مکہ کی یہ عظمت اس بنا پر ہے کہ آپؐ اس میں قیام پذیر ہیں۔ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ کسی عظیم ہستی کی طرف نسبت سے کسی چیز کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوجاتا ہے جیسا کہ کسی حقیر چیز کی طرف نسبت سے کوئی چیز کی خست میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

۲۔ «اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ۔ الآیہ» خدائے منان نے حضرت انسان کو مختلف اعضاء و جوارح عطا کر کے اس پر بڑا احسان فرمایا ہے اور پھر اسے حق و باطل کے راستے دکھائے ہیں اور پھر اسے کسی ایک راستہ پر چلنے کا اختیار دیا ہے۔

۳۔ «فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ۔ الآیہ» ان مختلف انعامات کا تقاضا تو یہ تھا کہ انسان کٹھن راستہ یعنی عبادت و اطاعت الٰہی کا راستہ اختیار کرتا اور نفس امارہ اور شیطان کی ترغیبات کے راستہ سے اجتناب کرتا مگر وہ اپنی پست ہمتی کی وجہ سے اس دشوار گزار گھاٹی میں داخل ہی نہیں ہوتا۔ حالانکہ سعادت کے حاصل کرنے کیلئے اس گھاٹی میں داخل ہونا ضروری ہے۔ وہ گھاٹی کیا ہے؟ (۱) کسی گردن کو غلامی یا قرضہ کے بند سے آزاد کرنا۔ (۲) کسی بھوکے انسان کو کھانا کھلانا۔ (۳) کسی رشتہ دار یتیم کے نان و نفقہ اور دوسرے ضروریات زندگی کا بندوبست کرنا۔ (۴) کسی فقیر و مسکین کو کھانا کھلانا۔

۴۔ «ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ۔ الآیہ» ارشاد قدرت ہے کہ مذکورہ بالا کاموں کی بجا آوری پر اجر و ثواب تب ملے گا کہ جب یہ کام کرنے والا صاحب ایمان ہوگا کیونکہ قبولیت اعمال کی شرط اولین ایمان ہے۔

مُّؤْصَدَةٌ ﴿٢٠﴾

آگ محیط ہوگی (۲۰)

اٰیاتها ۱۵ ۹۱ سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ ۲۶ رکوعها ۱

سورہ شمس مکی ہے۔ آیات ۱۵۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ﴿١﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ﴿٢﴾

قسم ہے سورج اور اسکی ضیاء و شعاع کی (۱) اور چاند کی جب وہ اس (سورج) کے پیچھے آئے (۲)

وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ﴿٣﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ﴿٤﴾

دن کی جب وہ اس (سورج) کو خوب روشن کردے (۳) اور رات کی جبکہ وہ اسے ڈھانپ لے (۴)

وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ﴿٥﴾ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ﴿٦﴾

اور آسمان کی اور (ذات) کی جس نے اسے بنایا (۵) اور زمین کی اور جس نے اسے بچھایا (۶)

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ﴿٧﴾ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا

اور انسانی نفس کی اور اسکی جس نے اسے درست بنایا (۷) پھر اسے اسکی بدکاری اور پرہیزگاری کا

وَتَقْوٰىهَا ﴿٨﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿٩﴾ وَقَدْ خَابَ

الہام (القاء) کیا (۸) بے شک وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کا تزکیہ کیا (۹) اور وہ شخص نامراد ہوا جس نے

مَنْ دَسّٰىهَا ﴿١٠﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿١١﴾ اِذِ

(گناہ سے آلودہ کر کے) اسے دبا دیا (۱۰) قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے (اپنے پیغمبرؑ کو) جھٹلایا (۱۱) جب

انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿١٢﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ

انکا سب سے زیادہ بدبخت (آدمی) اٹھ کھڑا ہوا (۱۲) تو اللہ کے رسولؑ (صالحؑ) نے ان لوگوں سے کہا کہ اللہ کی اونٹنی اور اسکے

اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿١٣﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۙ فَدَمْدَمَ

پانی پینے سے خبردار رہنا (اس کا خیال رکھنا) (۱۳) پس ان لوگوں نے اس (رسولؑ) کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں تو

عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ﴿١٤﴾ وَلَا يَخَافُ

انکے پروردگار نے انکے گناہ (عظیم) کی پاداش میں ان پر ہلاکت نازل کی اور اسی (بستی) کو زمین کے برابر کردیا (۱۴) اور

ع ۱ ۱۵

سورہ شمس

سورہ شمس کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) متعدد قسمیں کھا کر یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ خالق مہربان نے انسان کو بھلائی و برائی بتا دی ہے۔ (۲) اور اس بھلائی و برائی کا پہلا میزان انسان کا ضمیر و وجدان ہے اور دوسرا انبیاء و ائمہ کا بیان۔ (۳) بعض سرکش قوموں کے برے انجام کا تذکرہ کر کے کفار مکہ کو تنبیہ کی گئی ہے وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿والشمس وضحاھا۔ الآیہ﴾ خداوند علیم و حکیم نے سات قسمیں کھا کر یہ حقیقت واضح فرمائی ہے کہ

۲۔ ﴿قد افلح من زکّٰھا۔ الآیہ﴾ کہ وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ شخص جس نے اسے گناہوں سے آلودہ کیا۔

۳۔ ﴿کذبت ثمود۔ الآیہ﴾ جناب صالح علیہ السلام اور انکی قوم ثمود اور جناب کے بطور معجزہ پہاڑ سے ناقہ نکالنے اور ناہنجار قوم کے آپؑ کی تکذیب کرنے اور ناقہ کی کونچیں کاٹنے اور اسکی پاداش میں اس پر عذاب الٰہی کے نازل ہونے کے واقعات قبل ازیں کئی مقامات پر بیان کیے جا چکے ہیں۔

عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾

اللہ کو اس واقعہ کے انجام کا کوئی خوف نہیں ہے (۱۵)

ایاتھا ۲۱ ۹۲ سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ ۹ رکوعها ۱

سورۂ واللیل مکی ہے۔ آیات ۲۱۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ﴿۲﴾ وَمَا

قسم ہے رات کی جبکہ وہ (دن کو) ڈھانپ لے (۱) اور قسم ہے دن کی جبکہ وہ روشن ہو جائے (۲) اور اس

خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳﴾ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ﴿۴﴾

ذات کی قسم جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا (۳) یقیناً تمہاری کوششیں مختلف قسم کی ہیں (۴)

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ﴿۶﴾

تو جس نے (راہ خدا میں) مال دیا اور پرہیزگاری اختیار کی (۵) اور اچھی بات (اسلام) کی تصدیق کی (۶)

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ

تو ہم اسے آسان راستہ کیلئے سہولت دیں گے (۷) اور جس نے بخل کیا اور (خدا سے)

وَاسْتَغْنٰى ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ

بے پرواہی کی (۸) اور اچھی بات کو جھٹلایا (۹) تو ہم اسے سخت راستے کی سہولت

لِلْعُسْرٰى ﴿۱۰﴾ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ﴿۱۱﴾ اِنَّ

دیں گے (۱۰) اور اسکا مال اسے کوئی فائدہ نہ دے گا جب وہ (ہلاکت کے) گڑھے میں کرے گا (۱۱) بے

عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ﴿۱۲﴾ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ﴿۱۳﴾

شک راہ دکھانا ہمارے ذمہ ہے (۱۲) اور بے شک آخرت اور دنیا ہمارے ہی قبضہ میں ہیں (۱۳)

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾ لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ﴿۱۵﴾

سو میں نے تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرایا ہے (۱۴) اس میں وہ داخل ہوگا (اور جلے گا) جو بڑا بدبخت ہو

الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۶﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾

گا (۱۵) جس نے جھٹلایا اور روگردانی کی (۱۶) اور جو بڑا پرہیزگار ہوگا وہ اس سے دور رکھا جائیگا (۱۷)

ع ۱۵/۱۶

سورۂ لیل

سورۂ لیل کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) متعدد قسمیں کھا کر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ انسانی سعی و کوشش میں دورنگی پائی جاتی ہے۔ (۲) بعد ازاں دونوں قسم کے لوگوں کے مختلف اعمال کا تذکرہ کر کے انکی جزا وسزا کو بیان کیا گیا ہے۔ (۳) دعوت حق دینے اور ہدایت کا راستہ دکھانے کا کام خدا کا ہے اور اس راستہ پر چلنا انسان کا کام ہے۔ (۴) دنیا و آخرت دونوں خدا کے قبضۂ قدرت میں ہیں جو اس سے مانگو گے وہ پاؤ گے۔ وغیرہ وغیرہ

﴿ خلاصة التفاسير ﴾

۱۔ ﴿وَالَّيْلِ۔ الآيه﴾ خدائے علیم و حکیم نے یہاں تین قسمیں کھا کر یہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ تم لوگوں کی کوششیں مختلف النوع ہیں اور انکے عواقب و نتائج بھی مختلف ہیں یعنی انسان دو قسم کے ہیں کچھ وہ ہیں کہ جن کی سعی و کوشش کا مقصد اپنی ابدی زندگی یعنی آخرت سنوارنا ہے اور کچھ وہ ہیں جو اپنی جدوجہد سے اپنی دنیوی زندگی سنوارنا چاہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب انکے مقاصد جدا جدا ہیں تو پھر ان کا عمل و کردار بھی جدا جدا ہوگا۔

۲۔ ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى۔ الآيه﴾ چنانچہ خداوند عالم نے یہاں آخرت کے طلبگاروں کے کردار کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ (۱) خدا کے عطا کردہ مال سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔ (۲) تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں۔ (۳) وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین اور اسکے معارف کی تصدیق کرتے ہیں۔ بعد ازاں دوسری قسم کے لوگوں کے تین برے کاموں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۳۔ ﴿اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى۔ الآيه﴾ خداوند عالم صرف ہمارا حاکم ہی نہیں بلکہ مہربان پروردگار بھی ہے۔ اس لئے اس نے از راہ لطف و کرم اپنے بندوں کو راہ راست دکھانا اپنے ذمہ لیا ہے۔ اب اس سے فائدہ اٹھانا اور راہ راست پر چلنا بندہ کا کام ہے۔ خدا کسی کو مجبور نہیں کرتا کیونکہ ایسا کرنا اس کے

الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ﴿١٨﴾ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ

جو پاکیزگی حاصل کرنے کیلئے اپنا مال دیتا ہے (۱۸) اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں

مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ﴿١٩﴾ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ

ہے جس کا بدلہ دیا جائے (۱۹) بلکہ وہ تو صرف اپنے بالا و برتر پروردگار کی خوشنودی

ع ١ ٢١ ١٧ الْأَعْلَىٰ ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ﴿٢١﴾

چاہتا ہے (۲۰) اور عنقریب وہ اس سے ضرور خوش ہوجائے گا (۲۱)

آیاتها ١١ — ٩٣ سُورَةُ الضُّحَىٰ مَكِّيَّةٌ ١١ — رکوعها ١

سورہ الضحیٰ مکی ہے۔ آیات ۱۱۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالضُّحَىٰ ﴿١﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ﴿٢﴾ مَا وَدَّعَكَ

قسم ہے روز روشن کی (۱) اور رات کی جبکہ وہ آرام و سکون کیساتھ چھا جائے (۲) (اے رسولؐ) نہ آپ کے

رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ﴿٣﴾ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ

پروردگار نے آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ ناراض ہوا ہے (۳) یقیناً تمہارے لئے انجام (اور بعد کا دور) آغاز (پہلے دور) سے

الْأُولَىٰ ﴿٤﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ﴿٥﴾

بہتر ہے (۴) اور عنقریب آپکا پروردگار آپکو اتنا عطا کرے گا کہ آپؐ خوش ہو جائیں گے (۵)

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ﴿٦﴾ وَوَجَدَكَ ضَالًّا

کیا خدا نے آپ کو یتیم نہیں پایا؟ تو پناہ کی جگہ دی؟ (۶) اور آپکو گمنام پایا تو (لوگوں کو آپ کی طرف)

فَهَدَىٰ ﴿٧﴾ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ﴿٨﴾ فَأَمَّا

راہنمائی کی (۷) اور اللہ تعالیٰ نے آپکو نادار پایا سو مالدار بنا دیا (۸) پس

الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿٩﴾ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿١٠﴾

یتیم پر سختی نہ کیجئے (۹) اور سائل کو نہ جھڑکے (۱۰)

ع ١ ١١ ١٨ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿١١﴾

اور اپنے پروردگار کی نعمت کا اظہار کیجئے (۱۱)

نظام عدل کے خلاف ہے۔

۴۔ ﴿وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ۔ الآیہ﴾ یہ اس بندۂ پرہیزگار کی کامیابی کا اعلان ہے کہ اللہ اسے اس قدر اجر و ثواب عطا فرمائے گا کہ وہ خوش ہو جائے۔

سورۂ ضحیٰ

سورۂ ضحیٰ کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) وحی کی تاخیر کسی ناراضی کے باعث نہیں ہوئی۔ (۲) آپ کو خوشخبری دی گئی ہے کہ آنے والا دور پہلے سے بہتر ہوگا۔ (۳) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خدا کے بعض خصوصی احسانات کا تذکرہ۔ (۴) کمزور مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کا حکم وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿وَالضُّحَىٰ ۔ الآیہ﴾ مفسرین اسلام نے بیان کیا ہے کہ آغازِ وحی کے بعد کسی خاص مصلحت کے تحت وحی کا سلسلہ بند ہو گیا جس سے آنحضرتؐ کو تشویش ہوئی تو خدا نے یہ سورہ نازل کر کے اور قسمیں کھا کے اپنے محبوب کو یقین دلایا کہ خدا نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ ہی وہ آپ سے ناراض ہے۔

۲۔ ﴿وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ ۔ الآیہ﴾ اکثر مفسرین نے تو یہاں آخرت کو اسکے مشہور معنوں میں مراد لیا ہے اور بعض نے اس سے آنے والا دور یعنی مستقبل مراد لیا ہے کہ دنیا میں آپ کا مستقبل ماضی سے بہتر ہے۔

۳۔ ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ ۔ الآیہ﴾ اس عطا سے کیا مراد ہے؟ حقیقی وارثان قرآن کے بیان سے واضح و عیاں ہوتا ہے کہ اس سے مراد بروز قیامت آپکی شفاعت کبریٰ مراد ہے۔

۴۔ ﴿وَوَجَدَكَ ضَالًّا ۔ الآیہ﴾ اس آیت کی تشریح میں مفسرین نے بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ مگر اسکی صحیح تفسیر وہ ہے جو حضرت امام رضاؑ سے مروی ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ خدا نے آپکو قوم میں گمنام اور کھویا ہوا پایا کہ وہ آپکی قدر و منزلت کو نہیں جانتے تھے تو اس نے لوگوں کو ہدایت کی کہ وہ آپکی منزلت کو پہچانیں۔ (تنزیہ الانبیاء)

آیاتها ۸ ۹۴ سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ ۱۲ رکوعها ۱

سورۂ الم نشرح مکی ہے۔ آیات ۸۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْكَ

(اے رسولؐ) کیا ہم نے آپکے سینے کو کشادہ نہیں کر دیا؟ (۱) اور وہ بوجھ آپ سے

وِزْرَكَ ۝۲ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳ وَرَفَعْنَا لَكَ

اتار دیا (۲) جو آپ کی کمر کو توڑ رہا تھا (۳) اور آپ کے ذکر (آوازہ)

ذِكْرَكَ ۝۴ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۵ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ

کو بلند کیا (۴) یقیناً ہر دشواری کے ساتھ آسانی ہے (۵) بے شک ہر تنگی کے ساتھ

يُسْرًا ۝۶ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷ وَاِلٰى رَبِّكَ

فراخی ہے (۶) جب (کار رسالت سے) فارغ ہوں تو (عبادت و ریاضت کرنے میں) محنت کیجئے (۷) اور اپنے

فَارْغَبْ ۝۸ ع ۸ / ۱ / ۱۹

پروردگار کی طرف رغبت کیجئے (۸)

آیاتها ۸ ۹۵ سُوْرَۃُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ ۲۸ رکوعها ۱

سورہ والتین مکی ہے۔ آیات ۸۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا

قسم ہے انجیر اور زیتون کی (۱) اور طور سینا کی (۲) اور پرامن

الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ

شہر (مکہ) کی (۳) ہم نے انسان کو بہترین ساخت و انداز کے ساتھ

اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝۵

پیدا کیا ہے (۴) پھر اسے (اسکی کج رفتاری کی وجہ سے) پست ترین حالت کی طرف لوٹا دیا (۵)

سورۂ الم نشرح

سورۂ الم نشرح کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) بارِ رسالت اٹھانے کیلئے شرح صدر کی نعمت کا تذکرہ۔ (۲) کمزور بوجھ کے اتارنے کا بیان۔ (۳) ہر مشکل کے بعد آسانی کی بشارت۔ (۴) پیغمبر اسلامؐ کے ذکر کو بلند کرنے کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ

۱۔ ﴿اَلَمْ نَشْرَحْ الآیہ﴾ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلانِ نبوت سے پہلے عرب قوم کے حالات دیکھ کر کڑھتے رہتے تھے تو خدا نے آپؐ پر قرآن جیسی کتاب ہدایت نازل کر کے ہدایت کا کام آسان کر دیا اور آپؐ کا سینہ کشادہ کر دیا۔ بہرحال اس شرح صدر سے آپؐ کا سینہ چاک کرنا ہرگز مراد نہیں ہے کیونکہ وہ شانِ رسالتؐ کے منافی ہے بلکہ اس سے ہر قسم کے ذہنی تردد اور فکری پریشانی سے آسودہ ہونا مراد ہے۔

۲۔ ﴿وَوَضَعْنَا عَنْكَ ۔ الآیہ﴾ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہی ذہنی تردد مراد ہے جو اعلان نبوت سے پہلے قوم کے حالات دیکھ کر آپ کو لاحق ہوتا تھا جو خدا نے قرآن نازل کر کے اتار دیا۔

۳۔ ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ۔ الآیہ﴾ ذکر اس کی بلندی کا مطلب یہ ہے کہ جہاں کلمہ، اذان اور اقامت وغیرہ میں توحید کا ذکر کیا جاتا ہے وہاں رسول کا بھی ضرور ذکر کیا جاتا ہے۔

۴۔ ﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں اس قانون قدرت اور آئین فطرت کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ تنگی کے بعد آسائش ہوتی ہے لہذا حالات کی سنگینی سے ہرگز نہیں گھبرانا چاہیے۔

سورہ والتین

سورہ والتین کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) خدا نے متعدد قسمیں کھا کر یہ حقیقت بیان کی ہے کہ اس نے انسان کو بہترین ساخت و صورت پر پیدا کیا ہے۔ (۲) انسان کے اپنے صحیح یا غلط کردار کی وجہ سے اسکے بلند و پست ہونے کا بیان۔ (۳) قیامت کے دن انسانی جزا و سزا اور خدا کے احکم الحاکمین ہونے کا بیان۔

۱۔ ﴿والتین ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم نے انجیر و زیتون کے فوائد و برکات اور دوسری بعض چیزوں کی جلالت کی وجہ سے قسم کھا کر یہ حقیقت بیان کی ہے کہ ہم نے انسان کو خواہ اسکی ظاہر شکل و صورت ہو یا اسکی باطنی قوتیں اور صلاحیتیں ہوں الغرض ہر لحاظ سے بہترین ساخت و انداز میں پیدا کیا ہے۔ کوئی بھی دوسری مخلوق شکل و عقل میں اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔

۲۔ ﴿ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ ۔ الآیہ﴾ اس آیت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ جب انسان خدا کی گوناگوں عطا کردہ

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ

سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے سو ان کیلئے ختم نہ

غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿۶﴾ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ ﴿۷﴾

ہونے والا اجر ہے (۶) تو اس کے بعد آپ کو جزا و سزا کے معاملہ میں کون جھٹلا سکتا ہے؟ (۷)

ع ۱ ۸ ۲۰ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ ﴿۸﴾

کیا اللہ سبحانہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟ (۸)

آیاتہا ۱۹ ۹۶ سُورَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ ۱ رکوعہا ۱

سورہ العلق مکی ہے۔ آیات ۱۹۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْإِنسَانَ

(اے رسولؐ) اپنے پروردگار کے نام سے پڑھیے جس نے (سب کائنات کو) پیدا کیا (۱) (بالخصوص) انسان کو جمے

مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِي

ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے پیدا کیا (۲) پڑھیے! اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے (۳) جس نے قلم کے

عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴿۵﴾

ذریعہ سے علم سکھایا (۴) اور انسان کو وہ کچھ پڑھا یا جو وہ نہیں جانتا تھا (۵)

كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ ﴿۶﴾ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ ﴿۷﴾

ہرگز نہیں! انسان (اس وقت) سرکشی کرنے لگتا ہے (۶) جب وہ سمجھتا ہے کہ وہ غنی (بے نیاز) ہے (۷)

إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰ ﴿۸﴾ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ ﴿۹﴾

بے شک آپکے پروردگار ہی کی طرف (سب کی) بازگشت ہے (۸) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو منع کرتا ہے (۹)

عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ ﴿۱۰﴾ أَرَأَيْتَ إِن كَانَ عَلَى

ایک بندہ (خاص) کو جب وہ نماز پڑھتا ہے (۱۰) بھلا دیکھئے تو! اگر وہ (بندہ خاص)

الْهُدَىٰ ﴿۱۱﴾ أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَىٰ ﴿۱۲﴾ أَرَأَيْتَ إِن

ہدایت پر ہے؟ (۱۱) یا وہ پرہیزگاری کا حکم دیتا ہے؟ (۱۲) کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر یہ شخص (حق کو) جھٹلاتا ہے

صلاحیتوں سے فائدہ حاصل نہیں کرتا بلکہ اپنے سوء اختیار سے ایمان کی جگہ کفر و شرک و نفاق اور نیک عمل کی جگہ فسق و فجور اختیار کرتا ہے تو وہ ذلت و رسوائی کی پست ترین منزل تک گر جاتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ اس پست منزل کی طرف گرانے اور پھر اس سے نکالنے کی نسبت خدا کی طرف مجازی ہے ورنہ اس پستی و بلندی کا حقیقی سبب انسان کا اپنا کردار ہے۔

۳۔ ﴿أَلَيْسَ اللَّهُ۔ الآیہ﴾ آئین فطرت ہے کہ لوگ چھوٹے چھوٹے حکام سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ عدل و انصاف کریں۔ یعنی اچھا کام کرنے والوں کو صلہ دیں اور برے کام کرنے والوں کو سزا دیں تو کیا جو تمام حاکموں سے بڑا حاکم ہے وہ عدل و انصاف نہیں کرے گا؟ عدل الٰہی کے اسی مظاہرہ کا نام جزا و سزا ہے جسکا مکمل اظہار قیامت کے دن ہوگا۔

سورۂ علق

سورۂ علق کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) اس سورہ کا آغاز پڑھنے کے حکم سے ہوتا ہے۔ (۲) قلم کے ذریعہ تعلیم بتانے سے قلم کی عظمت اجاگر ہوتی ہے۔ (۳) یہ حقیقت ہے کہ جب انسان مالدار ہو جاتا ہے تو سرکش بن جاتا ہے۔ (۴) برے کام کرنے والوں کو وعید و تہدید۔ (۵) اللہ کو سجدہ کر کے اسکا قرب حاصل کرنے کا حکم وغیرہ وغیرہ

۱۔ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ۔ الآیہ﴾ مفسرین اسلام میں اشہر و اصح قول یہی ہے کہ سب سے پہلی سورہ اور پہلی وحی جو پیغمبر اسلامؐ پر نازل ہوئی وہ اسی سورہ اقرا کی پہلی پانچ آیتیں ہیں البتہ اسکی دوسری آیتیں بعد میں اس وقت نازل ہوئیں جب آنحضرتؐ نے اعلانیہ نماز پڑھنا شروع کی اور ولید بن مغیرہ اور ابوجہل وغیرہ نے آپ کو اس انوکھے انداز میں عبادت کرتے ہوئے دیکھ کر دھمکیاں دیں اور اس سے باز رکھنے کی ناکام کوشش کی۔ جس کی خدا نے یہاں مذمت کی ہے۔

۲۔ ﴿الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ الآیہ﴾ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ خلقت کے بعد خدا کی سب سے بڑی نعمت قلم ہے اور اسکے حاصل کرنے کا ذریعہ قلم ہے۔ اسی سے قلم کی اہمیت و افادیت اجاگر ہوتی ہے۔

۳۔ ﴿كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں عام انسانوں کی اس عام طبعی کمزوری کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ جب تک وہ غریب و محتاج

كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝١٣ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۝١٤

اور (اس سے) روگردانی کرتا ہے تو انجام کیا ہوگا؟ (۱۳) کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ (سب کچھ) دیکھ رہا ہے؟ (۱۴)

كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۝١٥

ہرگز نہیں اگر وہ (اس سے) باز نہ آیا تو ہم اسکی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے (۱۵)

نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝١٦ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝١٧

وہ پیشانی جو جھوٹی ہے اور گنہگار؟ (۱۶) پس وہ بلائے اپنے ہم نشینوں کو (۱۷)

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝١٨ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ

ہم بھی دوزخ کے ہرکاروں (فرشتوں) کو بلائیں گے (۱۸) ہرگز نہیں! اسکی بات نہ مانیے اور سجدہ کیجئے اور (اپنے

السجدۃ

وَاقْتَرِبْ ۝١٩

پروردگار کا) قرب حاصل کیجئے (۱۹)

ع ۵ ۲۱ السجدۃ ۱۳ ۴

اٰياتها ۵ ۹۷ سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ ۲۵ رکوعها ۱

سورہ قدر مکی ہے۔ آیات ۵۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا

بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا (۱) اور آپ کو

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝٢ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ڏ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ

کیا معلوم شب قدر کیا ہے؟ (۲) شب قدر ہزار مہینوں سے

شَهْرٍ ۝٣ تَنَزَّلُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ

بہتر ہے (۳) اس میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کی اجازت سے (سال بھر کی)

رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝٤ سَلٰمٌ ڕ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ

ہر بات کا حکم لے کر اترتے ہیں (۴) وہ (رات) سراسر سلامتی ہے طلوع

الْفَجْرِ ۝٥

صبح تک (۵)

ع ۵ ۲۲

ہوتا ہے تو ٹھیک رہتا ہے مگر جب قدرے تونگر اور مالدار ہو جاتا ہے تو سرکش بن جاتا ہے۔

۴۔ ﴿وَاسْجُدْ ۔ الآیہ﴾ ارشادِ قدرت ہے کہ سجدہ کریں یعنی نماز پڑھیں اور خدا کا قرب معنوی حاصل کریں۔ حضرت امام رضاؑ سے مروی ہے، فرمایا: بندہ اپنے پروردگار کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب حالت سجدہ میں ہوتا ہے۔ (عیون الاخبار)۔ واضح رہے کہ قرآن مجید کے چار واجبی سجدوں میں سے چوتھا واجبی سجدہ ہے۔

سورۂ قدر

سورۂ قدر کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قرآن اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصنیف نہیں۔ (۲) یہ شب قدر میں نازل ہوا ہے۔ (۳) جس میں تقدیر الٰہی کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں۔ (۴) یہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ (۵) اس رات فرشتے اور روح القدس نازل ہوتے ہیں۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ ۔ الآیہ﴾ قرآن مجید کی مختلف آیات کی تلاوت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید ماہِ رمضان میں، اسکی ایک بابرکت رات میں یعنی لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے یکبارگی بیت المعمور پر نازل ہوا اور وہاں سے ۲۳ سال کی طویل مدت میں مختلف اجزاء کی صورت میں قلب رسولؐ پر نازل ہوا۔

۲۔ ﴿مَآ اَدْرٰىكَ ۔ الآیہ﴾ قدر کے دو معنی ہیں: (۱) تقدیر الٰہی۔ (۲) قدر و منزلت۔ اور یہاں یہ دونوں معنی مقصود ہو سکتے ہیں کیونکہ سال بھر میں جو واقعات روئے زمین پر واقع ہونے والے ہوتے ہیں انکا اجمالی خاکہ نیمہ شعبان کی رات میں بنایا جاتا ہے اور اس میں رنگ لیلۃ القدر میں بھرا جاتا ہے یعنی اسے آخری اور حتمی شکل اس رات میں دی جاتی ہے۔ چنانچہ ان تقدیرات کے نفاذ کیلئے فرشتے اور روح القدس زمین پر اترتے ہیں کیونکہ امور تکوینیہ کے انجام کیلئے فرشتے بمنزلہ آلات وادوات خداوندی ہیں اور احادیث اہلبیتؑ کے مطابق وہ حجت خدا کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں خواہ اسکے اکرام و احترام اور سلام کی خاطر۔ جیسا کہ علامہ مجلسی نے فرمایا ہے اور خواہ اسکے علم میں مزید اضافہ و ازدیاد کی خاطر جیسا کہ فاضل جزائری نے فرمایا ہے۔ اور پھر اپنے مقررہ فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہو جاتے ہیں اور

ایاتها ۸ ۹۸ سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۰ رکوعها ۱

سورہ بینہ مدنی ہے۔ آیات ۸۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ کافر تھے وہ (اپنے کفر سے) باز آنے والے

وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۱

نہ تھے جب تک ان کے پاس ایک واضح دلیل نہ آ جائے (۱)

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝۲ فِيْهَا

یعنی اللہ کا ایک رسولؐ جو انہیں پاک و پاکیزہ صحیفے پڑھ کر سنائے (۲) جن میں بالکل

كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝۳ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

درست باتیں لکھی ہوئی ہوں (۳) اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی (اور وہ اہل کتاب تھے)

اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۴ وَمَآ اُمِرُوْٓا

وہ تو واضح دلیل کے آ جانے کے بعد ہی تفرقہ میں پڑے (۴) حالانکہ انہیں تو بس یہی حکم

اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ

دیا گیا تھا کہ دین کو اسی کیلئے خالص کرتے ہوئے اللہ کی عبادت کریں

وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ

بالکل یک سو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی نہایت (صحیح اور) درست

الْقَيِّمَةِ ۝۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

دین ہے (۵) بے شک جو اہل کتاب اور مشرکین کفر میں مبتلا ہیں وہ

وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ اُولٰٓئِكَ

جہنم کی آگ میں پڑیں گے (اور) ہمیشہ اس میں رہیں گے یہی لوگ

هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝۶ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

بد ترین خلائق ہیں (۶) اور بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک

یہ رات اتنی جلیل القدر ہے کہ یہ ایک رات ہزار مہینہ یعنی ۸۳ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ یہ رات ۱۹، ۲۱ یا ۲۳ کی رات ہے۔ زیادہ تر روایات ۲۱ اور ۲۳ پر دلالت کرتے ہیں مگر معصومین علیہم السلام نے باوجود لوگوں کے اصرار کے کسی ایک کی تعین نہیں فرمائی۔

۳۔ ﴿هِيَ حَتّٰى۔ الآیہ﴾ یہ شب قدر ہر آفت اور ہر بلا و مصیبت اور ہر فتنہ و شر سے بچنے کیلئے سراسر سلامتی ہی سلامتی ہے اور طلوع صبح تک باقی رہتی ہے۔

سورہ بینہ

سورہ بینہ کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قرآن کے ہمراہ ایک رسولؐ کا بھیجنا بھی ضروری تھا۔ (۲) تا کہ اہل کتاب اور مشرک و گمراہ لوگوں کو ہدایت کرے۔ (۳) انبیاء ہوں یا آسمانی صحیفے سب ایک ہی دین کے داعی ہیں۔ (۴) کائنات کے بہترین اور بدترین لوگوں کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ قبل از اسلام لوگ جہالت و ضلالت اور کفر و شرک کی ان اتاہ گہرائیوں میں گرے ہوئے تھے کہ جب تک ایک مصلح اعظم ایک مکمل ضابطہ حیات لے کر نہ آتا اس وقت تک انکی اصلاح کی کوئی امید نہ تھی۔ چنانچہ رحیم و کریم خدا نے پیغمبر اسلامؐ کو قرآن جیسی کتاب ہدایت دیکر بھیجا۔

۲۔ ﴿وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ یہ عجیب بات ہے کہ اہل کتاب پیغمبر اسلامؐ اور قرآن کی آمد سے پہلے آپؐ کی تشریف آوری اور ان کی تصدیق پر متفق تھے مگر جب آپ تشریف لائے تو پھر اختلاف میں پڑ گئے۔ چنانچہ بعض ایمان لائے اور اکثر نے محض ذاتی مفادات کی خاطر کفر کا راستہ اختیار کیا۔

۳۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ الآیہ﴾ چنانچہ جنہوں نے کفر و انکار کا راستہ اختیار کیا وہ بدترین خلائق ہیں۔

۴۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیہ﴾ اور جنہوں نے ایمان اور نیک عمل و کام اختیار کیا وہ بہترین خلائق ہیں۔ فریقین کی کتب تفسیر و حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ اس خیر البریہ سے حقیقی مصداق حضرت امیر علیہ السلام ہیں اور پھر آپکے شیعہ خیر البریہ ہیں (ملاحظہ ہو تفسیر در منثور ج ۶ ص ۳۷۹ طبع مصر، ابن جریر ج ۳۰ ص ۱۴۶ طبع مصر وغیرہ)

الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۞ ⑦ جَزَآؤُهُمْ

عمل کیے وہی بہترین خلائق ہیں (۷) ان کی جزا ان کے پروردگار کے

عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ہاں ہیشگی کی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا

اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں (یہ سب کچھ) اس کیلئے ہے

عَنْهُ ۗ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ⑧ ع ۸ ۲۲

جو اپنے پروردگار (کی حکم عدولی) سے ڈرتا ہے (۸)

ایاتها ۸ — ۹۹ سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ ۹۳ — رکوعها ۱

سورہ زلزال مدنی ہے۔ آیات ۸۔ ارکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ ① وَاَخْرَجَتِ

جب زمین پوری شدت سے ہلا ڈالی جائیں گی (۱) اور زمین اپنے

الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ ② وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ ③

بوجھوں کو باہر نکال دے گی (۲) اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے ؟ (۳)

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ ④ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى

اس دن وہ اپنی تمام خبریں بیان کرے گی (۴) کیونکہ تمہارے پروردگار کا اسے یہی

لَهَا ۗ ⑤ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا

حکم ہوگا (۵) اس دن لوگ متفرق طور پر (اپنی قبروں سے) نکلیں گے تا کہ انہیں انکے اعمال (کے

اَعْمَالَهُمْ ۗ ⑥ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا

نتائج) دکھائے جائیں (۶) تو جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس (کی جزا) دیکھ

يَّرَهٗ ۗ ⑦ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ⑧ ع ۸ ۲۳

لے گا (۷) اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ بھی اس (کی سزا) دیکھ لے گا (۸)

سورۂ زلزال

سورہ زلزال کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) قیامت کے ہولناک مناظر کی تصویر کشی۔ (۲) زلزلہ قیامت کے وقت ایک انسان کامل اس سے پوچھے گا کہ اسے کیا ہو گیا؟ (۳) موت کے بعد دوسری زندگی کا تذکرہ۔ (۴) قیامت کے دن ذرہ ذرہ کا حساب و کتاب ہوگا۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ ۔ الآیہ﴾ عام مفسرین نے پہلے آیت کو پہلے نفخ صور سے متعلق قرار دیا ہے کہ وہ زلزلہ آئے گا جس کا تذکرہ سورہ حج کی ابتدائی آیتوں میں کیا گیا ہے کہ ﴿یا ایها الناس اتقوا ربکم ان زلزلة الساعة شیء عظیم﴾ اور بعض مفسرین نے اسے دوسرے نفخہ سے متعلق قرار دیا ہے جیسا کہ دوسری آیت سے مستفاد ہوتا ہے کہ زمین اپنے تمام بوجھ یعنی مردے نکال کر باہر پھینک دے گی۔

۲۔ ﴿قَالَ الْاِنْسَانُ ۔ الآیہ﴾ اس وقت ایک انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ اس دن زمین اس سے اپنی خبریں بیان کرے گی۔ قابل غور بات یہ ہے کہ وہ انسان کون ہے؟ روایات اہل بیتؑ میں وارد ہے کہ وہ انسان کامل حضرت امیر علیہ السلام ہیں۔ (تفسیر قمی، صافی اور برہان وغیرہ)

۳۔ ﴿يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ ۔ الآیہ﴾ اشتاتا جو کہ شتیت کی جمع ہے جس کے معنی متفرق اور الگ الگ کے ہیں تو خواہ لوگ اکیلے اکیلے حاضر ہوں یا گروہ اندر گروہ ہو کر یعنی مؤمن الگ، کافر الگ، نیکوکار الگ اور بدکار الگ۔ قابل غور بات یہ ہے کہ یہ حشر و نشر اور حیات بعد الموت ہے کیوں؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ تا کہ لوگ اپنے عمل و کردار اور اسکے نتائج دیکھیں اور اس کے مطابق جزا و سزا پائیں مگر یہ کہ کوئی بندہ توبہ کرنے یا خدا کا فضل و کرم شامل حال ہونے کی وجہ سے کسی گناہ کی سزا سے بچ جائے۔

اٰیاتھا ۱۱ ۱۰۰ سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ ۱۴ رکوعھا ۱

سورہ العادیات مکی ہے۔ آیات ۱۱۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ﴿۲﴾

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو پھنکارے مارتے ہوئے دوڑتے ہیں (۱) پھر اپنی ٹاپوں کی ٹھوکر سے (پتھر سے) چنگاریاں

فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ﴿۴﴾

نکالتے ہیں (۲) پھر صبح کے وقت (اچانک) چھاپہ مارتے ہیں (۳) تو اس طرح گرد وغبار اڑاتے ہیں (۴)

فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾

پھر اسی حالت میں (دشمن کی) جماعت (لشکر) میں گھس جاتے ہیں (۵) بے شک انسان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے (۶)

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ﴿۷﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ

اور وہ خود اس پر گواہ ہے (۷) اور وہ مال و دولت کی محبت میں

لَشَدِيْدٌ ؕ﴿۸﴾ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۙ﴿۹﴾

بڑا (گرفتار) ہے (۸) کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا جب قبروں سے نکال لیا جائیگا جو کچھ ان میں (دفن) ہے (۹)

وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ

اور جو کچھ سینوں میں (چھپا ہوا) ہے وہ ظاہر کر دیا جائے گا (۱۰) اس دن انکا پروردگار ان کے

يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ ع ۱ / ۱۱ / ۲۵

حالات سے بڑا باخبر ہوگا (۱۱)

اٰیاتھا ۱۱ ۱۰۱ سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ ۳۰ رکوعھا ۱

سورہ القارعہ مکی ہے۔ آیات ۱۱۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا

کھڑ کھڑانیوالی (بڑا حادثہ) (۱) کیا ہے وہ کھڑ کھڑانیوالی (۲) اور آپکو کیا معلوم کہ وہ

سورۂ عادیات

سورۂ عادیات کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے کہ: (۱) متعدد قسمیں کھا کر یہ تلخ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ عام انسان بڑا ناشکرا ہے اور خود اسکا کردار بڑا شاہد ہے۔ (۲) اور یہ کہ وہ مال و دولت کی محبت میں سخت گرفتار ہے۔ (۳) آخر میں اسے تنبیہ کی گئی ہے کہ اس نے اس خدائے خبیر کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے جو اسکے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور اس نے حساب کتاب لینا ہے وغیرہ

﴿ خلاصۃ التفاسیر ﴾

۱۔ ﴿وَالْعٰدِيٰتِ ۔ الآیہ﴾ مروی ہے سریہ ذات السلاسل میں پیغمبر اسلامؐ نے کئی صحابہ کو کچھ فوج دے کر بھیجا مگر سب ناکام واپس آئے۔ آخرکار حضرت علی علیہ السلام کو بھیجا اور وہ مظفر و منصور ہو کر واپس آئے۔ بہرحال اُدھر جناب امیر علیہ السلام نے فاتحانہ حملہ کیا اور ادھر یہ سورہ نازل ہوئی۔ (مجمع البیان وغیرہ)

۲۔ ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ ۔ الآیہ﴾ یہ ساری قسمیں اس لئے کھائی گئی ہیں کہ عام انسان بڑا ناشکرا ہے اور وہ مال و دولت کی محبت میں سخت گرفتار ہے جس کی وجہ سے حلال و حرام میں امتیاز نہیں کرتا ہے۔

۳۔ ﴿اَفَلَا يَعْلَمُ ۔ الآیہ﴾ یہ ناشکرا اور دولت کا پجاری اتنا بھی نہیں جانتا ہے کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ اسے اور سب قبروں والوں کو اور سب دفینوں کو باہر نکالا جائے گا اور پھر ذرہ ذرہ کا حساب و کتاب لیا جائے گا کہ یہ دولت کمائی کہاں سے تھی اور پھر خرچ کہاں کی تھی؟ بلکہ اس دن قلبی رازوں اور دلی ارادوں کے بارے میں بھی جانچ پڑتال کی جائے گی کہ اس نے کس نیت سے کیا کام کیا تھا؟

سورۂ القارعہ

سورۂ القارعہ کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) اس سورہ کا بنیادی موضوع قیامت اور اسکی ہولناک کیفیت ہے۔ (۲) قیامت کے وقت کس طرح نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ (۳) وزن اعمال اور اسکے نتائج کا تذکرہ وغیرہ۔

﴿ خلاصۃ التفاسیر ﴾

۱۔ ﴿اَلْقَارِعَةُ ۔ الآیہ﴾ قیامت کے بہت سے ناموں میں سے ایک نام القارعہ بھی ہے جس کے معنی زور سے کھٹکھٹانے اور کسی چیز پر مارنے کے ہیں اور یہاں اس سے وہ عظیم حادثہ مراد ہے جس سے اجرام فلکی آپس میں ٹکرا کر

الْقَارِعَةُ ﴿۳﴾ يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ

کھڑکھڑانے والی کیا ہے (۳) جس دن سب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں

الْمَبْثُوثِ ﴿۴﴾ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ

کی طرح ہوں گے (۴) اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی مانند

الْمَنفُوشِ ﴿۵﴾ فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ﴿۶﴾

ہوں گے (۵) تو جس کی (نیکیوں کے) پلڑے بھاری ہوں گے (۶)

فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۷﴾ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ

تو وہ دل پسند عیش و آرام میں ہو گا (۷) اور جس کے (نیکیوں کے پلڑے)

مَوَازِينُهُ ﴿۸﴾ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ﴿۹﴾ وَمَا أَدْرَاكَ

ہلکے ہوں گے (۸) ان کا ٹھکانہ گہرا گڑھا ہوگا (۹) اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ (ھاویہ)

مَا هِيَهْ ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾ ع ۱ ۲۲

کیا ہے (۱۰) وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے (۱۱)

آیاتها ۸ | ۱۰۲ سُورَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ ۱۶ | رکوعها ۱

سورہ تکاثر مکی ہے۔ آیات ۸۔ ارکوع ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿۱﴾ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿۲﴾ كَلَّا

تمہیں کثرت (مال و اولاد) کی مسابقت نے غفلت میں رکھا (۱) یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے (۲)

سَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۴﴾

ہرگز نہیں! عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا (۳) پھر ہرگز نہیں! عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا (۴)

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ﴿۶﴾

ہرگز نہیں! اگر تم یقینی طور پر (اس روش کے انجام کو) جانتے (تو ہرگز ایسا نہ کرتے) (۵) تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے (۶)

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ

پھر تم لوگ (آخرت میں) ضرور یقین کی آنکھ سے اسے (یقینی دیکھنا) دیکھو گے (۷) پھر اس دن تم سے

ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور چیزوں کے باہمی ٹکراؤ سے وہ سخت آوازیں نکلیں گی جس سے دل و دماغ ہل جائیں گے اور کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے۔ اس فنائے عالم کبیر کے بعد ایک نیا عالم وجود میں آئے گا جسے آخرت کہا جاتا ہے۔ یہاں قیامت کے پہلے مرحلہ سے لے کر اسکے آخری مرحلہ جزا و سزا ایک کا ایک ہی جگہ تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

۲۔ ﴿فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ ۔ الآیہ﴾ میزان سے کیا مراد ہے مادی ہے یا معنوی؟ پھر اس پر اعمال کے تولے جانے کی کیفیت کیا ہے؟ اس موضوع پر سورہ انبیاء کی آیت ۴۷ کی تفسیر میں مفصل گفتگو کی جا چکی ہے۔ وہاں رجوع کیا جائے۔ بعد ازیں اس وزن اعمال کے نتیجہ کا بیان کیا گیا ہے۔

سورہ تکاثر

سورہ تکاثر کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) مال و اولاد جیسی فانی چیزوں پر فخر و مباہات کرنے والوں کی مذمت۔ (۲) اپنے مستقبل سے آنکھیں بند کر کے دنیا کا مال جمع کرنے والوں کی مذمت۔ (۳) قیامت کے دن دنیاوی نعمتوں کے بارے میں باز پرس ہو گی وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

۱۔ ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ۔ الآیہ﴾ اس آیت میں خداوند عالم نے مال و منال اور اولاد و جائیداد پر فخر و مباہات کرنے والوں کی مذمت کی ہے کہ وہ فضول بات میں اس طرح مشغول ہیں کہ انہیں اپنی عاقبت سنوارنے کی فرصت ہی نہیں ہے۔

۲۔ ﴿حَتَّىٰ زُرْتُمُ ۔ الآیہ﴾ اس آیت کے دو مفہوم بیان کئے گئے ہیں ایک یہ کہ تم زندوں کو شمار کرتے کرتے قبرستانوں تک پہنچ گئے اور اپنے مرنے والوں کی قبریں شمار کرنے لگے اور دوسرا یہ کہ تم برابر اس بری بات میں مشغول رہے یہاں تک خود مر گئے۔

يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿٨﴾

نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پرس کی جائیگی (٨)

ع ٨/١ ٢٧

اٰیاتہا ٣ ﴿١٠٣﴾ سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ ١٣ رکوعہا ١

سورہ العصر مکی ہے۔ آیات ٣۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْعَصْرِ ﴿١﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ﴿٢﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

قسم ہے زمانے کی (١) یقیناً (ہر) انسان گھاٹے میں ہے (٢) سوائے ان لوگوں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ

کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور ایک دوسرے کو حق کی

تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿٣﴾

وصیت کی اور صبر کی نصیحت کی (٣)

ع ٣/١ ٢٨

اٰیاتہا ٩ ﴿١٠٤﴾ سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ ٣٢ رکوعہا ١

سورہ ھمزہ مکی ہے۔ آیات ٩۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۣ ﴿١﴾ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّ

تباہی ہے ہر اس شخص کیلئے جو (روبرو) طعن وتشنیع کرنیوالا (اور پس پشت) عیب جوئی کرنیوالا ہے (١) جو مال جمع کرتا

عَدَّدَهٗ ﴿٢﴾ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ﴿٣﴾ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ

ہے اور اسے گن گن کر رکھتا ہے (٢) کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اسکا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا (٣) ہرگز نہیں وہ تو چکنا

فِي الْحُطَمَةِ ﴿٤﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ﴿٥﴾ نَارُ اللّٰهِ

چور کردینے والی جگہ میں پھینک دیا جائیگا (٤) اور تمہیں کیا معلوم ہے کہ وہ چکنا چور کردینے والی جگہ کیا ہے؟ (٥) وہ

الْمُوْقَدَةُ ﴿٦﴾ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ﴿٧﴾ اِنَّهَا

اللہ کی خوب بھڑکائی ہوئی آگ ہے (٦) جو دلوں تک جا پہنچے گی (٧) جو چوطرفہ طور پر ان پر بند کردی

سورہ عصر

سورہ عصر کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (١) خدا کا حلفیہ بیان کہ انسان خسارہ میں ہے۔ (٢) اس خسارہ سے وہی محفوظ ہیں جن میں چار صفتیں پائی جائیں۔ (٣) اس سورہ میں تعلیمات اسلام کا خلاصہ اور فوز و فلاح حاصل کرنے کا میزان بیان کیا گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

١۔ ﴿وَالْعَصْرِ۔ الآیہ﴾ خالق حکیم نے زمانہ کی قسم کھا کر یہ صحیح حقیقت بیان کی ہے کہ سب کے سب لوگ خسارے اور گھاٹے میں ہیں۔

٢۔ ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ۔ الآیہ﴾ سوائے ان لوگوں کے جن میں درج ذیل چار صفتیں پائی جائیں (١) ایمان لانا۔ (٢) نیک عمل بجالانا۔ (٣) ایک دوسرے کو حق کے اختیار کرنے کی وصیت کرنا۔ (٤) اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرنا۔ ان چار صفات میں پہلی دو صفتوں کا تعلق ماحول و معاشرہ سے ہے جنہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہا جاتا ہے۔

سورہ ھمزہ

سورہ ھمزہ کے مطالب و معانی کا خلاصہ یہ ہے: (١) دوسروں کی عیب جوئی اور ان پر چمک زنی کرنے والوں کی مذمت۔ (٢) ایسے لوگوں کے برے انجام کا بیان وغیرہ۔

﴿خلاصۃ التفاسیر﴾

١۔ ﴿ویل لکل ھمزۃ۔ الآیہ﴾ اگرچہ ھمزہ لمزہ طعنہ دینے اور عیب جوئی کرنے والے شخص کو کہا جاتا ہے مگر ان میں ایک باریک فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ ھمزہ اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کسی کے روبرو زبان اور اشاروں سے کسی پر طعن و تشنیع کرے اور لمزہ اس شخص کو کہا جاتا ہے جو پس پشت کسی کی عیب جوئی کرے اور اس کی برائیاں بیان کرے۔ عرب جاہلیت میں جہاں اور بہت سی کمزوریاں تھیں وہاں ان میں یہ نمایاں کمزوری بھی تھی کہ وہ اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر جانتے تھے اس لئے وہ کلام اور اشاروں، کنایوں سے دوسروں کی توہین و تذلیل کرتے تھے یعنی وہ کبر و نخوت میں گرفتار تھے۔ حالانکہ آدمیت یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو کمتر اور دوسروں کو بہتر سمجھے۔

٢۔ ﴿الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا۔ الآیہ﴾ دوسروں کی توہین کرنے والوں کا اپنا کردار یہ ہے کہ وہ مال و دولت کے اس قدر پجاری اور اس قدر کنجوس

عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ ﴿٨﴾ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿٩﴾ ع ۱ ۹ ۲۹

جائیگی (۸) وہ لمبے لمبے ستونوں (جیسے شعلوں) میں (گھرے ہوئے ہوں گے) (۹)

آیاتہا ۵ ۱۰۵ سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ ۱۹ رکوعہا ۱

سورہ فیل مکی ہے۔ آیات ۵۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ﴿١﴾

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کیساتھ کیا (سلوک) کیا؟ (۱)

أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ﴿٢﴾ وَأَرْسَلَ

کیا اس نے انکی تدبیر وترکیب کو بے کار نہیں کردیا؟ (۲) ان پر (ہر سمت سے) ابابیل نامی

عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ﴿٣﴾ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن

پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیئے (۳) جو ان پر سنگ گل (پکی ہوئی مٹی کے پتھر)

سِجِّيلٍ ﴿٤﴾ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ﴿٥﴾ ع ۱ ۵ ۳۰

مارتے تھے (۴) آخر کار اللہ نے انہیں (مویشیوں کے) کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کردیا (۵)

آیاتہا ۴ ۱۰۶ سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ ۲۹ رکوعہا ۱

سورہ قریش مکی ہے۔ آیات ۴۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ ﴿١﴾ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ

چونکہ (اللہ نے) قریش کو مانوس کر دیا (۱) یعنی جاڑے اور گرمی کے تجارتی سفر سے

وَالصَّيْفِ ﴿٢﴾ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ ﴿٣﴾

مانوس کردیا ہے (۲) تو ان کو چاہیے کہ اس گھر (خانہ کعبہ) کے پروردگار کی عبادت کریں (۳)

الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ

جس نے ان کو بھوک میں کھانے کو دیا اور خوف میں

ہیں کہ حلال وحرم کی پرواہ کئے بغیر گن گن کر دولت رکھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ مال انہیں بقائے دوام عطا کرے گا حالانکہ انکا انجام جہنم ہے۔

سورہ فیل

سورہ فیل کے مطالب ومضامین کا خلاصہ یہ ہے:(۱) اصحاب فیل کا واقعہ اور انکی تباہی کا قصہ۔(۲) ابابیل نامی حقیر پرندہ سے ابرہہ کے لاؤ لشکر کی بربادی کی داستان وغیرہ وغیرہ

ا۔﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ۔ الآیہ﴾ یہ پیغمبر اسلام ﷺ کی ولادت والے سال کا قصہ ہے کہ یمن کے ابرہہ نامی بادشاہ نے جو حبشی نژاد عیسائی تھا اور اس نے صنعاء میں ایک بڑا گرجا بنوایا مگر اسے وہ پذیرائی حاصل نہ ہوئی جیسے عربوں میں کعبہ کو حاصل تھی۔ اس لیے وہ بدبخت اس رکاوٹ کو راستہ سے ہٹانے کی خاطر ساٹھ ہزار کا لشکر جرار ہمراہ لے کر خانہ کعبہ پر حملہ آور ہوا۔ مگر کعبہ کے مالک یعنی خالق نے اسکی حفاظت کا یہ انتظام فرمایا کہ مکہ کے قریب پہنچ کر انکے ہاتھی بیٹھ گئے اور آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ اسکے علاوہ ابابیل نامی پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ نمودار ہوئے جن کی چونچوں اور پنجوں میں کنکریاں تھیں ہر پرندہ ہر سوار پر ایک کنکر مارتا جو اس کے فولادی خود آہنی زرہ اور اسکے جسم کو چیرتا ہوا پیوند خاک ہو جاتا۔ اس طرح زیادہ تر وہیں ہلاک ہو گئے اور جو باقی بچے وہ واپسی پر خارش کی ایسی مہلک بیماری میں مبتلا ہوئے کہ راستہ میں ہی فی النار ہو گئے۔ (تمام تفاسیر وتواریخ) اس میں اشارہ ہے کہ جو بھی حق سے ٹکرائے گا وہ یونہی پاش پاش ہو جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ

سورہ قریش

سورہ قریش کے مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) اسکا موضوع سورہ فیل سے مناسبت رکھتا ہے۔ (۲) اس میں خالق اکبر نے قوم قریش پر اپنے بعض احسانات کا تذکرہ کر کے انہیں اپنی عبادت کی دعوت دی ہے وغیرہ وغیرہ۔

ا۔﴿لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ ۔ الآیہ﴾ چونکہ قریش ایک تجارت پیشہ قوم تھی جس کے تجارتی قافلے سردی کے موسم میں شام وفلسطین جاتے تھے۔ اس دور میں جبکہ تجارتی قافلے لوٹے جاتے تھے مگر قریش کے قافلے اس سے محفوظ رہتے تھے۔ کیونکہ خانہ کعبہ سے ان کے تعلق کی وجہ سے انکا احترام کیا جاتا تھا۔ خداوند عالم قریش کو بھی

ع ۴ ۳۱

خَوْفٍ ۝٤

امن عطا کیا (۴)

آیاتها ۷ ۱۰۷ سُورَةُ الْمَاعُونِ مَكِّيَّةٌ ۱۷ رکوعها ۱

سورہ الماعون مکی ہے۔ آیات ۷۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

أَرَءَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ۝١ فَذٰلِكَ

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو جزا و سزا (کے دن) کو جھٹلاتا ہے (۱) پس یہی وہ

الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ۝٢ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ

ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (۲) اور کسی مسکین کو کھانا کھلانے پر (لوگوں) کو

الْمِسْكِينِ ۝٣ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝٤ الَّذِينَ هُمْ

آمادہ نہیں کرتا (۳) تباہی ہے ان نمازیوں کیلئے (۴) جو اپنی نماز (کی ادائیگی)

عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝٥ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝٦

میں غفلت برتتے ہیں (۵) جو ریاکاری کرتے ہیں (۶) اور معمولی روزمرہ

ع ۱ ۳۲

وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝٧

ضرورت کی چیزیں بھی (لوگوں کو) نہیں دیتے (۷)

آیاتها ۳ ۱۰۸ سُورَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ ۱۵ رکوعها ۱

سورہ کوثر مکی ہے۔ آیات ۳۔ ا رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢

(اے رسولؐ) ہم نے آپکو کوثر عطا کی ہے (۱) پس آپ اپنے پروردگار کیلئے نماز پڑھا کریں اور قربانی کریں (۲)

ع ۱ ۳۳

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝٣

بے شک آپکا دشمن ہی نسل بریدہ ہوگا (۳)

احسانات یاد دلا کر اس گھر کے مالک کی عبادت کرنے کی دعوت دے رہا ہے جس نے ابرہہ کے حملہ کو ناکام بنا کر انہیں مالی خوشحالی اور امن و امان مہیا کیا ہے۔

سورۃ الماعون

سورہ ماعون کے مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) روزِ جزا و سزا پر ایمان نہ رکھنے کی مذمت۔ (۲) ایسے لوگوں کے کردار کی تصویر کشی۔ (۳) نماز میں غفلت اور عمل میں ریاکاری کی مذمت وغیرہ وغیرہ

۱۔ ﴿أَرَءَيْتَ الَّذِي ۔ الآیہ﴾ دین کے لغوی معنی جزا و سزا کے ہیں اور اصطلاحی معنی دین اسلام۔ یہاں اس سے کیا مراد ہے؟ اکثر مفسرین نے اس سے آخرت کا دن اسکی جزا و سزا مراد لی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آخرت کا یقین ہی آدمی کو پرہیزگار بناتا ہے ورنہ آدمی ہر نیکی سے عاری ہو جاتا ہے۔

۲۔ ﴿فَذٰلِكَ الَّذِي ۔ الآیہ﴾ یہاں آخرت کے منکر کے کردار کی تصویر کشی کی جارہی ہے کہ وہ یتیم کو دھکے دیتا ہے، غریب کو کھانا کھلانے کی رغبت بھی نہیں اور بوقت ضرور کسی کو ضرورت کی چیز عاریۃً بھی نہیں دیتا۔

۳۔ ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۔ الآیہ﴾ یہاں ان منافقین کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو بظاہر آخرت پر ایمان کا اظہار کرتے ہیں مگر انکا کردار ان کے زبانی اقرار کی نفی کرتا ہے جو نماز پڑھنے میں غفلت کرتے ہیں اور اگر پڑھتے بھی ہیں تو محض لوگوں کو دکھانے کیلئے، نہ کہ خدا کیلئے

سورۂ کوثر

سورہ کوثر کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابتر کہنے والوں کا جواب۔ (۲) آنحضرت کو کوثر دیئے جانے کا مژدہ۔ (۳) نماز پڑھنے اور قربانی کا حکم وغیرہ وغیرہ

۱۔ ﴿إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین بیٹے عطا فرمائے قاسم اور عبداللہ جناب خدیجۃ الکبریٰؑ کے بطن سے اور ایک بیٹا ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے مگر جب وہ سب یکے بعد دیگرے اللہ کو پیارے ہو گئے تو سفلہ صفت مخالفین نے خوش ہو کر آپ کو ابتر (نسل بریدہ) کہنا شروع کیا تو خدا نے آپ کی تسلی کیلئے یہ سورہ نازل فرمائی۔ (مجمع البیان) بہر حال اختلاف اس میں ہے کہ یہاں کوثر سے کیا مراد ہے؟ بعض نے حوضِ کوثر، بعض نے خیر کثیر اور بعض نے نسل و ذریت کی کثرت مراد لی

اٰیاتہا ۶ ۱۰۹ سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْنَ مَکِّیَّۃٌ ۱۸ رکوعہا ۱

سورہ کافرون مکی ہے۔ آیات ۶۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲

(اے رسولؐ) آپ کہہ دیجئے اے کافرو (۱) میں ان (بتوں) کی عبادت نہیں کرتا جنکی تم عبادت کرتے ہو (۲)

وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ

اور نہ تم اس (اللہ) کی عبادت کرنیوالے ہو جسکی میں عبادت کرتا ہوں (۳) اور نہ میں ان (بتوں) کی عبادت کرنیوالا

مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۵

ہوں جنکی تم عبادت کرتے ہو (۴) اور نہ تم (اللہ) کی عبادت کرنیوالے ہو جسکی میں عبادت کرتا ہوں (۵) تمہارے

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶ ع ۱ / ۳۴

لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین (۶)

اٰیاتہا ۳ ۱۱۰ سُوْرَۃُ النَّصْرِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۱۴ رکوعہا ۱

سورہ نصر مدنی ہے۔ آیات ۳۔ ۱ رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۱ وَرَاَيْتَ النَّاسَ

جب اللہ کی مدد اور اسکی فتح و فیروزی آجائے (۱) اور آپ دیکھ لیں کہ لوگ

يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ

فوج درفوج اللہ کے دین میں داخل ہورہے ہیں (۲) تو (اس وقت) اپنے پروردگار کی حمد کیساتھ اسکی تسبیح

رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۳ ع ۱ / ۳۵

کریں اور اس سے مغفرت طلب کیجئے۔ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا ہے (۳)

ہے۔ (ایضاً) ظاہر ہے کہ موضوع کی مناسبت سے یہ آخری معنی ہی یہاں انسب ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے پیغمبر اسلامؐ کو علیؑ و بتولؑ کے ذریعہ سے اس قدر اولادِ کثیر عطا فرمائی کہ کائنات کا کوئی گوشہ آلِ نبی اور اولادِ علیؑ سے خالی نہیں ہے اور آپکے دشمن اس طرح دنیا میں ابتر ہیں کہ آج کوئی ابولہب، ابوجہل اور ولید بن مغیرہ وغیرہ کی اولاد کہلانے والا نہیں۔ والحمدللہ

سورۂ کافرون

سورہ کافرون کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) کفار کے دین اور انکے بتوں سے برأت کا اعلان۔ (۲) اصولوں پر سودہ بازی سے انکار۔ (۳) اسلامی رواداری کا اظہار وغیرہ

۱۔ ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔ الآیہ﴾ پہلے تو کفار قریش پیغمبر اسلامؐ کی دعوت کو توجہ کے قابل بھی نہ سمجھتے تھے مگر بعد میں اسکی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر اسے مختلف حربوں سے ناکام بنانے کی کوشش کی۔ ان میں سے ایک حربہ یہ تھا کہ ایک نمائندہ وفد بھیج کر آنحضرتؐ سے استدعا کی ایک سال تک آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں اور ایک سال تک ہم آپؐ کے معبود کی عبادت کریں گے و ھکذا۔ اس پر خدا نے یہ سورہ نازل کر کے ان لوگوں کی اس سازش کو ناکام بنا دیا اور اصولوں پر سودے بازی کرنے سے انکار کر دیا۔

۲۔ ﴿لَكُمْ دِيْنُكُمْ۔ الآیہ﴾ یہ اسلامی رواداری کی بڑی عمدہ اور اعلیٰ مثال ہے کہ دین کے نام پر جنگ و جدال اور قتل و قتال کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تمہارے دین تمہارے لئے اور ہمارا دین ہمارے لیے ع

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

اے کاش کہ مسلمان اسوۂ مصطفیٰؐ سے درس حاصل کریں تاکہ فرقہ واریت کی لعنت کا خاتمہ ہو جائے۔

سورہ نصر

سورہ نصر کے مطالب و مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) اسلام کی فتحمندی کا اعلان۔ (۲) گروہ در گروہ لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کی پیشگوئی۔ (۳) بطور شکرانہ نعمت خدا کی حمد وثنا اور توبہ استغفار کرنے کا حکم۔

۱۔ ﴿اِذَا جَآءَ الآیہ﴾ اس سورہ میں پیغمبر اسلامؐ کیلیے ایک بہت بڑی بشارت ہے۔ آیت کے الفاظ اور بعض آثار سے واضح و آشکار ہوتا ہے کہ اس میں فتح مکہ کی بشارت ہے۔ جسکے بعد مختلف قبائل عرب فوج درفوج ہو کر دین

اٰیاتہا ۵ | ۱۱۱ سُوۡرَۃُ اللَّھَبِ مَکِّیَّۃٌ ۶ | رکوعہا ۱

سورہ لہب مکی ہے۔ آیات ۵۔ ا رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَھَبٍ وَّتَبَّ ؕ ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک و برباد ہوا (۱) اسکا مال اور جو کچھ اس نے کیا ما وہ اسکے کچھ

وَمَا کَسَبَ ؕ ﴿۲﴾ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ ۖۚ ﴿۳﴾ وَّامۡرَاَتُہٗ ؕ

کام نہ آیا (۲) وہ عنقریب شعلہ زن آگ میں ڈالا جائیگا (۳) اور (اسکے ساتھ) اسکی

ع ۱ ۵ ۳۲ حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ۚ ﴿۴﴾ فِیۡ جِیۡدِھَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾

بیوی بھی جو ایندھن اٹھانیوالی ہے (۴) اور اسکی گردن میں مونج کی بٹی ہوئی رسی ہے (۵)

اٰیاتہا ۴ | ۱۱۲ سُوۡرَۃُ الۡاِخۡلَاصِ مَکِّیَّۃٌ ۲۲ | رکوعہا ۱

سورہ اخلاص مکی ہے۔ آیات ۴۔ ا رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۙ وَ

(اے رسولؐ) آپ کہہ دیجئے! کہ وہ (اللہ) ایک ہے (۱) اللہ (ساری کائنات سے) بے نیاز ہے (۲) نہ اسکی کوئی

ع ۱ ۶ ۳۷ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ ﴿۳﴾ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے (۳) اور اسکا کوئی ہمسر نہیں ہے (۴)

اٰیاتہا ۵ | ۱۱۳ سُوۡرَۃُ الۡفَلَقِ مَکِّیَّۃٌ ۲۰ | رکوعہا ۱

سورہ فلق مکی ہے۔ آیات ۵۔ ا رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ ﴿۲﴾

(اے رسولؐ) آپ کہہ دیجئے کہ میں پناہ لیتا ہوں صبح کے پروردگار کی (۱) ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے (۲)

اسلام میں داخل ہوئے اور اسلام کی فتح و فیروزی کے ڈنکے بجنے لگے۔

۲۔ ﴿فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ۔ الآیہ﴾ خداوند عالم اپنے حبیب مکرم کو حکم دے رہا ہے کہ بطور تشکر نعمت اللہ کی حمد کے ساتھ اسکی تسبیح کریں اور اسکی بارگاہ میں نذرانہ توبہ و استغفار پیش کریں۔

سورہ لہب

سورہ لہب کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) اس میں ابولہب کی گستاخی کا جواب ہے۔ (۲) نیز اسکی بیوی کے برے انجام کی خبر دی گئی ہے۔

۱۔ ﴿تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَھَبٍ الآیہ﴾ ابولہب پیغمبر اسلام کا چچا اور اسکی بیوی ام جمیل ابوسفیان کی بہن تھی اور یہ دونوں آنحضرتؐ کے سخت دشمن تھے اور آپ کو بہت اذیت پہنچاتے تھے چنانچہ ایک بار ابولہب نے آنحضرتؐ سے کہا: تبًا لك (تمہارے لئے ہلاکت ہو) قہر الٰہی نے جوش مارا اور یہ سورہ نازل کی کہ ﴿تبت یدا ابی لہب۔ الآیہ﴾ چنانچہ اسکے بعد ابولہب کی ہلاکت میں کوئی زیادہ دیر نہیں لگی

۲۔ ﴿وَّامۡرَاَتُہٗ۔ الآیہ﴾ یہاں ابولہب کی بدبخت بیوی ام جمیل بنت صریر بن امیہ کو حمالۃ الحطب کہہ کر اسکے برے انجام کی خبر دی گئی ہے۔

سورہ اخلاص

سورہ اخلاص کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے: (۱) خدا کی توحید ذاتی صفاتی وغیرہ کا تذکرہ۔ (۲) اسکے بے نیاز اور لم یلد ولم یولد ہونے کا بیان۔ (۳) اس کے بے مثل و بے مثال ہونے کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ

۱۔ ﴿قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ۔ الآیہ﴾ مروی ہے کہ یہود کے ایک نمائندہ نے پیغمبر اسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپؐ سے خدا کا حسب و نسب پوچھا جس پر خدا نے یہ سورہ نازل فرمائی۔ (مجمع البیان) امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس سورہ کو سمجھ کر پڑھے اور اسکے مطابق عقیدہ رکھے تو خدا کل بروز قیامت اس سے اپنی توحید کے بارے میں اس سے زیادہ باز پرس نہیں کرے گا۔ (اصول کافی) اللہ ذات، صفات، افعال اور عبادت میں واحد لاشریک ہے ع یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلماں

۲۔ ﴿اَللّٰہُ الصَّمَدُ الآیہ﴾ اللہ وہ حاکم اعلیٰ اور سردار ہے کہ سب مخلوق اپنی حاجات و مہمات میں اسکی محتاج ہے مگر وہ کسی کا محتاج نہیں ہے اس نے کسی کو جنم دیا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور وہ ایسا بے مثل و بے مثال ہے کہ پوری

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ﴿٣﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ

اور رات کی تاریکی کے شر سے جبکہ وہ چھا جائے (۳) اور ان کے شر سے جو گرہوں

فِي الْعُقَدِ ﴿٤﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴿٥﴾ ع ۱/۵ ۳۸

میں پھونکے مارتی ہیں (۴) اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے (۵)

ایاتها ٦ ١١٤ سُورَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ ٢١ ركوعها ١

سورہ الناس مکی ہے۔ آیات ٦۔ ا رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿١﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿٢﴾

(اے رسولؐ) آپ کہہ دیجئے کہ میں پناہ لیتا ہوں سب لوگوں کے پروردگار کی (۱) سب انسانوں کے بادشاہ کی (۲)

إِلٰهِ النَّاسِ ﴿٣﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ﴿٤﴾

سب لوگوں کے الٰہ (خدا) کی (۳) بار بار وسوسہ ڈالنے بار بار پسپا ہونے والے کے شر سے (۴)

الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ﴿٥﴾ مِنَ

جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے (۵) خواہ وہ جنوں

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿٦﴾ ع ۱/۶ ۳۹

میں سے ہوں یا انسانوں میں سے (٦)

کائنات اور ساری مخلوقات میں کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

سورۂ فلق

سورۂ فلق کے مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) بندوں کو چاہیے کہ اپنے آپ کو اللہ کی امان میں دے دیں۔ (۲) جادو اور نظر بد کے ازالہ کیلئے یہ بے حد موثر ہے۔ (۳) جنتر منتر اور جھاڑ پھونک کی مذمت وغیرہ وغیرہ

ا۔ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ الآیہ﴾ چونکہ عموماً بلائیں تاریکی شب میں آتی ہیں اس لئے اس ذات کی پناہ لی جارہی ہے جو تاریکی شب کو پھاڑ کر سپیدۂ سحر نمودار کرتا ہے۔ وہی قادر مطلق سب آفتوں اور بلاؤں سے آدمی کو بچا سکتا ہے۔ چونکہ ہر خیر کے ساتھ شر بھی ہوتا ہے اس لیے اس شر سے بچنے کی کامیاب تدبیر یہ ہے کہ آدمی ہر شریر، ہر جادوگر اور ہر حاسد کے فتنہ و شر سے بچنے کیلئے اپنے خالق و مالک کی پناہ حاصل کرے۔

سورہ ناس

سورہ ناس کے مضامین و مطالب کا خلاصہ یہ ہے: (۱) اسکے مطالب و مضامین بھی وہی ہیں جو سورہ فلق کے ذیل میں بیان کئے گئے ہیں

ا۔ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ الآیہ﴾ انسان ایک ضعیف البیان مخلوق ہے جسے قدم قدم پر اور زندگی کے ہر ہر موڑ پر ایک مضبوط سہارے کی ضرورت ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی مضبوط پناہ گاہ اور ایسا مضبوط سہارا اللہ تعالیٰ کے سوا کہاں میسر ہے؟ جو سب کا پروردگار ہے، سب کا بادشاہ ہے اور سب کا مالک و معبود ہے اور دنیا میں انسان کا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے۔ جو بڑا خناس ہے وہ بڑے لطائف الحیل سے اور وسوسہ اندازی کر کے آدمی کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن جب بندہ خدا کی پناہ لیتا ہے تو شیطان پسپا ہو جاتا ہے اور راہِ فرار اختیار کرتا ہے۔ اسی لئے خدا فرماتا ہے کہ ﴿انہ لیس لہ سلطان علی الذین آمنوا و علی ربھم یتوکلون﴾ جو لوگ خدا پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر توکل کرتے ہیں ان پر اس کا کوئی زور نہیں چلتا۔

دعائے ختم قرآن

اللّٰهُمَّ إِنَّكَ أَعَنْتَنِي عَلَى خَتْمِ كِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَهُ نُورًا وَجَعَلْتَهُ مُهَيْمِنًا عَلَى كُلِّ كِتَابٍ أَنْزَلْتَهُ وَفَضَّلْتَهُ عَلَى كُلِّ حَدِيثٍ
قَصَصْتَهُ وَفُرْقَانًا فَرَقْتَ بِهِ بَيْنَ حَلَالِكَ وَحَرَامِكَ وَقُرْآنًا أَعْرَبْتَ بِهِ عَنْ شَرَائِعِ أَحْكَامِكَ وَكِتَابًا فَصَّلْتَهُ لِعِبَادِكَ تَفْصِيلًا وَ
وَحْيًا أَنْزَلْتَهُ عَلَى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ تَنْزِيلًا وَجَعَلْتَهُ نُورًا نَهْتَدِي مِنْ ظُلَمِ الضَّلَالَةِ وَالْجَهَالَةِ بِاتِّبَاعِهِ وَشِفَاءً
لِمَنْ أَنْصَتَ بِفَهَمِ التَّصْدِيقِ إِلَى اسْتِمَاعِهِ وَمِيزَانَ قِسْطٍ لَا يَحِيفُ عَنِ الْحَقِّ لِسَانُهُ وَنُورَ هُدًى لَا يَطْفَأُ عَنِ الشَّاهِدِينَ
بُرْهَانُهُ وَعَلَمَ نَجَاةٍ لَا يَضِلُّ مَنْ أَمَّ قَصْدَ سُنَّتِهِ وَلَا تَنَالُ أَيْدِي الْهَلَكَاتِ مَنْ تَعَلَّقَ بِعُرْوَةِ عِصْمَتِهِ. اللّٰهُمَّ فَإِذْ أَفَدْتَنَا
الْمَعُونَةَ عَلَى تِلَاوَتِهِ وَسَهَّلْتَ جَوَاسِيَ أَلْسِنَتِنَا بِحُسْنِ عِبَارَتِهِ فَاجْعَلْنَا مِمَّنْ يَرْعَاهُ حَقَّ رِعَايَتِهِ وَيَدِينُ لَكَ بِاعْتِقَادِ
التَّسْلِيمِ لِمُحْكَمِ آيَاتِهِ وَيَفْزَعُ إِلَى الْإِقْرَارِ بِمُتَشَابِهِهِ وَمُوضَحَاتِ بَيِّنَاتِهِ. اللّٰهُمَّ إِنَّكَ أَنْزَلْتَهُ عَلَى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ مُجْمَلًا وَأَلْهَمْتَهُ عِلْمَ عَجَائِبِهِ مُكَمَّلًا وَوَرَّثْتَنَا عِلْمَهُ مُفَسَّرًا وَفَضَّلْتَنَا عَلَى مَنْ جَهِلَ عِلْمَهُ وَقَوَّيْتَنَا عَلَيْهِ لِتَرْفَعَنَا
فَوْقَ مَنْ لَمْ يُطِقْ حَمْلَهُ. اللّٰهُمَّ فَكَمَا جَعَلْتَ قُلُوبَنَا لَهُ حَمَلَةً وَعَرَّفْتَنَا بِرَحْمَتِكَ شَرَفَهُ وَفَضْلَهُ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ الْخَطِيبِ بِهِ وَ
عَلَى آلِهِ الْخُزَّانِ لَهُ وَاجْعَلْنَا مِمَّنْ يَعْتَرِفُ بِأَنَّهُ مِنْ عِنْدِكَ حَتَّى لَا يُعَارِضَنَا الشَّكُّ فِي تَصْدِيقِهِ وَلَا يَخْتَلِجَنَا الزَّيْغُ عَنْ قَصْدِ
طَرِيقِهِ. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاجْعَلْنَا مِمَّنْ يَعْتَصِمُ بِحَبْلِهِ وَيَأْوِي مِنَ الْمُتَشَابِهَاتِ إِلَى حِرْزِ مَعْقِلِهِ وَيَسْكُنُ فِي ظِلِّ
جَنَاحِهِ وَيَهْتَدِي بِضَوْءِ صَبَاحِهِ وَيَقْتَدِي بِتَبَلُّجِ أَسْفَارِهِ وَيَسْتَصْبِحُ بِمِصْبَاحِهِ وَلَا يَلْتَمِسُ الْهُدَى فِي غَيْرِهِ. اللّٰهُمَّ وَكَمَا
نَصَبْتَ بِهِ مُحَمَّدًا عَلَمًا لِلدَّلَالَةِ عَلَيْكَ وَأَنْهَجْتَ بِآلِهِ سُبُلَ الرِّضَا إِلَيْكَ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاجْعَلِ الْقُرْآنَ وَسِيلَةً لَنَا إِلَى
أَشْرَفِ مَنَازِلِ الْكَرَامَةِ وَسُلَّمًا نَعْرُجُ فِيهِ إِلَى مَحَلِّ السَّلَامَةِ وَسَبَبًا نُجْزَى بِهِ النَّجَاةَ فِي عَرْصَةِ الْقِيَامَةِ وَذَرِيعَةً نَقْدَمُ بِهَا عَلَى
نَعِيمِ دَارِ الْمُقَامَةِ. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاحْطُطْ بِالْقُرْآنِ عَنَّا ثِقْلَ الْأَوْزَارِ وَهَبْ لَنَا حُسْنَ شَمَائِلِ الْأَبْرَارِ وَاقْفُ بِنَا
آثَارَ الَّذِينَ قَامُوا لَكَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ حَتَّى تُطَهِّرَنَا مِنْ كُلِّ دَنَسٍ بِتَطْهِيرِهِ وَتَقْفُوَ بِنَا آثَارَ الَّذِينَ اسْتَضَاءُوا
بِنُورِهِ وَلَمْ يُلْهِهِمُ الْأَمَلُ عَنِ الْعَمَلِ فَيَقْطَعَهُمْ بِخُدَعِ غُرُورِهِ. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاجْعَلِ الْقُرْآنَ لَنَا فِي ظُلَمِ
اللَّيَالِي مُونِسًا وَمِنْ نَزَغَاتِ الشَّيْطَانِ وَخَطَرَاتِ الْوَسَاوِسِ حَارِسًا وَلِأَقْدَامِنَا عَنْ نَقْلِهَا إِلَى الْمَعَاصِي حَابِسًا وَلِأَلْسِنَتِنَا
عَنِ الْخَوْضِ فِي الْبَاطِلِ مِنْ غَيْرِ مَا آفَةٍ مُخْرِسًا وَلِجَوَارِحِنَا عَنِ اقْتِرَافِ الْآثَامِ زَاجِرًا وَلِمَا طَوَتِ الْغَفْلَةُ عَنَّا مِنْ تَصَفُّحِ
الْاِعْتِبَارِ نَاشِرًا حَتَّى تُوصِلَ إِلَى قُلُوبِنَا فَهْمَ عَجَائِبِهِ وَزَوَاجِرَ أَمْثَالِهِ الَّتِي ضَعُفَتِ الْجِبَالُ الرَّوَاسِي عَلَى صَلَابَتِهَا عَنِ احْتِمَالِهِ.
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَدِمْ بِالْقُرْآنِ صَلَاحَ ظَاهِرِنَا وَاحْجُبْ بِهِ خَطَرَاتِ الْوَسَاوِسِ عَنْ صِحَّةِ ضَمَائِرِنَا وَاغْسِلْ بِهِ دَرَنَ
قُلُوبِنَا وَعَلَائِقَ أَوْزَارِنَا وَاجْمَعْ بِهِ مُنْتَشَرَ أُمُورِنَا وَأَرْوِ بِهِ فِي مَوْقِفِ الْعَرْضِ عَلَيْكَ ظَمَأَ هَوَاجِرِنَا وَاكْسُنَا بِهِ حُلَلَ الْأَمَانِ
يَوْمَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ فِي نُشُورِنَا. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاجْبُرْ بِالْقُرْآنِ خَلَّتَنَا مِنْ عَدَمِ الْإِمْلَاقِ وَسُقْ إِلَيْنَا بِهِ رَغَدَ
الْعَيْشِ وَخِصْبَ سَعَةِ الْأَرْزَاقِ وَجَنِّبْنَا بِهِ الضَّرَائِبَ الْمَذْمُومَةَ وَمَدَانِيَ الْأَخْلَاقِ وَاعْصِمْنَا بِهِ مِنْ هُوَّةِ الْكُفْرِ وَدَوَاعِي
النِّفَاقِ حَتَّى يَكُونَ لَنَا فِي الْقِيَامَةِ إِلَى رِضْوَانِكَ وَجِنَانِكَ قَائِدًا وَلَنَا فِي الدُّنْيَا عَنْ سُخْطِكَ وَتَعَدِّي حُدُودِكَ ذَائِدًا وَلِمَا
عِنْدَكَ بِتَحْلِيلِ حَلَالِهِ وَتَحْرِيمِ حَرَامِهِ شَاهِدًا. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَهَوِّنْ بِالْقُرْآنِ عِنْدَ الْمَوْتِ عَلَى أَنْفُسِنَا كَرْبَ
السِّيَاقِ وَجَهْدَ الْأَنِينِ وَتَرَادُفَ الْحَشَارِجِ إِذَا بَلَغَتِ النُّفُوسُ التَّرَاقِيَ وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ وَتَجَلَّى مَلَكُ الْمَوْتِ لِقَبْضِهَا مِنْ حُجُبِ
الْغُيُوبِ وَرَمَاهَا عَنْ قَوْسِ الْمَنَايَا بِأَسْهُمِ وَحْشَةِ الْفِرَاقِ وَدَافَ لَهَا مِنْ ذُعَافِ الْمَوْتِ كَأْسًا مَسْمُومَةَ الْمَذَاقِ وَدَنَا مِنَّا إِلَى
الْآخِرَةِ رَحِيلٌ وَانْطِلَاقٌ وَصَارَتِ الْأَعْمَالُ قَلَائِدَ فِي الْأَعْنَاقِ وَكَانَتِ الْقُبُورُ هِيَ الْمَأْوَى إِلَى مِيقَاتِ يَوْمِ التَّلَاقِ. اللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَبَارِكْ لَنَا فِي حُلُولِ دَارِ الْبِلَى وَطُولِ الْمُقَامَةِ بَيْنَ أَطْبَاقِ الثَّرَى وَاجْعَلِ الْقُبُورَ بَعْدَ فِرَاقِ الدُّنْيَا خَيْرَ
مَنَازِلِنَا وَافْسَحْ لَنَا بِرَحْمَتِكَ فِي ضِيقِ مَلَاحِدِنَا وَلَا تَفْضَحْنَا فِي حَاضِرِي الْقِيَامَةِ بِمُوبِقَاتِ آثَامِنَا وَارْحَمْ بِالْقُرْآنِ فِي مَوْقِفِ
الْعَرْضِ عَلَيْكَ ذُلَّ مَقَامِنَا وَثَبِّتْ بِهِ عِنْدَ اضْطِرَابِ جِسْرِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْمَجَازِ عَلَيْهَا زَلَلَ أَقْدَامِنَا وَنَوِّرْ بِهِ قَبْلَ الْبَعْثِ
سُدَفَ قُبُورِنَا وَنَجِّنَا بِهِ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشَدَائِدِ أَهْوَالِ يَوْمِ الطَّامَّةِ وَبَيِّضْ وُجُوهَنَا يَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوهُ الظَّلَمَةِ فِي

يَوْمِ الْحَسْرَةِ وَ النَّدَامَةِ وَ اجْعَلْ لَنَا فِي صُدُوْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وُدًّا وَ لَا تَجْعَلِ الْحَيَاةَ عَلَيْنَا نَكَدًا ـ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ كَمَا بَلَّغَ رِسَالَتَكَ وَ صَدَعَ بِاَمْرِكَ وَ نَصَحَ لِعِبَادِكَ ـ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَبِيَّنَا صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَقْرَبَ النَّبِيِّيْنَ مِنْكَ مَجْلِسًا وَ اَمْكَنَهُمْ مِنْكَ شَفَاعَةً وَ اَجَلَّهُمْ عِنْدَكَ قَدْرًا وَ اَوْجَهَهُمْ عِنْدَكَ جَاهًا ـ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ شَرِّفْ بُنْيَانَهٗ وَ عَظِّمْ بُرْهَانَهٗ وَ ثَقِّلْ مِيْزَانَهٗ وَ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ وَ قَرِّبْ وَسِيْلَتَهٗ وَ بَيِّضْ وَجْهَهٗ وَ اَتِمَّ نُوْرَهٗ وَ ارْفَعْ دَرَجَتَهٗ وَ اَحْيِنَا عَلٰى سُنَّتِهٖ وَ تَوَفَّنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَ خُذْ بِنَا مِنْهَاجَهٗ وَ اسْلُكْ بِنَا سَبِيْلَهٗ وَ اجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ طَاعَتِهٖ وَ احْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَ اَوْرِدْنَا حَوْضَهٗ وَ اسْقِنَا بِكَاْسِهٖ وَ صَلِّ اللّٰهُمَّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ صَلَاةً تُبَلِّغُهٗ بِهَا اَفْضَلَ مَا يَاْمُلُ مِنْ خَيْرِكَ وَ فَضْلِكَ وَ كَرَامَتِكَ اِنَّكَ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ وَّ فَضْلٍ كَرِيْمٍ ـ اَللّٰهُمَّ اجْزِهٖ بِمَا بَلَّغَ مِنْ رِسَالَاتِكَ وَ اَدّٰى مِنْ اٰيَاتِكَ وَ نَصَحَ لِعِبَادِكَ وَ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِكَ اَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ اَحَدًا مِنْ مَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَ اَنْبِيَائِكَ الْمُرْسَلِيْنَ الْمُصْطَفَيْنَ وَ السَّلَامُ عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ ـ

رجسٹریشن نمبر: 5

حافظ محمد الطاف نقشبندی قادری

رجسٹرڈ پروف ریڈر محکمہ اوقاف، حکومت پنجاب

تاریخ: 22-8-2022 حوالہ نمبر: قرآن مجید (12 سطری)

تصدیقی سرٹیفکیٹ

الحمدللہ! میں نے فرحت حسین ولد نذر حسین صاحب ساکنہ ڈاک خانہ بمقام کرڑ تحصیل و ضلع خوشاب کے 12 سطری قرآن مجید کے عربی متن کی پروف ریڈنگ کر کے اغلاط کی نشان دہی کر دی ہے۔ میں تصدیق کرتا ہوں ان شاء اللہ العزیز اغلاط لگنے کے بعد یہ نسخہ قرآن مجید ہر قسم کی اغلاط سے محفوظ ہوگا۔

والسلام

رجسٹرڈ پروف ریڈر محکمہ اوقاف حکومت پنجاب

حافظ محمد الطاف 22-8-2022

رجسٹرڈ پروف ریڈر حافظ قاری محمد الطاف نقشبندی قادری محکمہ اوقاف حکومت پنجاب

مکان نمبر 48، گلی نمبر 2، احاطہ لال حسین، ڈرائی پورٹ، مغل پورہ، لاہور۔ فون نمبر: 0333-4329384 0306-4339811

اجازت نامہ

عزیزم فرحت حسین کو قرآن مجید کا ترجمہ
طباعت کرنے، اجازت دیتا ہوں۔
اللہ تعالیٰ بحق محمد و آل محمد علیہم السلام ان
کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے۔
اور ان کو دینی و دنیوی ترقی عطا فرمائے۔
والسلام۔

24-3-22

اجازت ہے واللہ العالم

احقر محمد حسین النجفی عفی عنہ

الحمدللہ!

دار التحقیق پاکستان کی طرف سے آیت اللہ العظمیٰ الشیخ محمد حسین نجفی کی کتب اعلیٰ کوالٹی پیپر، اچھی بائنڈنگ اور مناسب ریٹ پہ طبع کروانے کے لئے اور اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے مومنین کرام رابطہ کرسکتے ہیں۔

0302-5230406